آسان ترجمہ وتفسیر

فوائد القرآن

برصغیر کے اکابر مفسرین کرام کی مستند تفاسیر سے عام فہم تفسیری فوائد
ہر سورت کا تعارف، ہر رکوع کا خلاصہ اور آیات کا شان نزول
تاریخ اسلام سے قرآن کی عظمت اور عشق پیدا کرنیوالے واقعات
امام غزالی، امام یافعی اور حکیم الامت تھانوی رحمہم اللہ کے نقل فرمودہ
قرآنی اعمال، خواص اور فوائد وعملیات سے مزین جدید تفسیر
جو پہلی مرتبہ عصر حاضر کے تقاضوں کیمطابق مرتب کی گئی ہے

ترتیب وکاوش
حضرت مولانا عبدالقیوم مہاجر مدنی مدظلہ

اِدارۂ تالیفاتِ اَشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
061-4540513-4519240

اضافہ مفیدہ

سورۂ فاتحہ

سورۃ فاتحہ کے خواص

سورۂ فاتحہ ایک سوگیارہ بار پڑھ کر بیڑی ہتھکڑی پر دم کرنے سے قیدی جلد رہائی پائے۔ آخر شب میں اکتالیس بار پڑھنے سے بے مشقت روزی ملے۔

سورۂ فاتحہ: درمیان سنت وفرض فجر کے اکتالیس بار پڑھ کر آنکھ پر دم کرنے سے درد جاتا رہتا ہے اور دوسرے امراض کیلئے بھی مفید ومجرب ہے اور بڑی شرط یہ ہے کہ عامل ومریض دونوں خوش اعتقاد ہوں۔

اپنے رومال وغیرہ کے کونے پر سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص اور سورۃ التین اور قل یاایھا الکافرون ہر سورۂ تین تین بار اور سورۂ طارق ایک بار اور سورۃ الضحیٰ تین بار پڑھ کر اس میں گرہ لگائیں۔ ان شاءاللہ چور نہ جانے پائے گا۔

یرقان کا روحانی علاج

اگر کسی کو یرقان ہو یا ہو تو پہلے سورۂ فاتحہ ایک بار، پھر سورۂ حشر سات دفعہ، پھر ایک بار سورۂ قریش پڑھ کر پانی پر دم کریں، اور مریض کو جب تک فائدہ نہ ہو پلاتے رہیں۔

موت کے سوا ہر چیز سے حفاظت کا نبوی نسخہ

مسند بزار میں حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم بستر پر لیٹتے وقت سورۂ فاتحہ اور سورۂ قل ھواللہ پڑھ لو تو موت کے سوا ہر چیز سے امن میں رہو۔ فضیلت سورۂ فاتحہ

مختصر عمل پر ۷۰ مرتبہ نظر رحمت، ستر حاجتیں پوری

امام بغویؒ نے اپنی سند کے ساتھ اس جگہ ایک حدیث نقل فرمائی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جو شخص ہر نماز کے بعد سورہ فاتحہ اور آیت الکرسی اور آل عمران کی دو آیتیں ایک آیت "**شهدالله انه لا اله الا هو**" آخر تک اور دوسری یہ آیت "**قل اللهم ملک الملک**" سے بغیر حساب تک پڑھا کرے تو میں اس کا ٹھکانہ جنت میں بنادوں گا اور اس کو اپنے حظیرۃ القدس میں جگہ دوں گا اور ہر روز اس کی طرف ستر مرتبہ نظر رحمت کروں گا اور اس کی ستر حاجتیں پوری کروں گا اور ہر حاسد اور دشمن سے پناہ دوں گا اور ان پر اس کو غالب رکھوں گا۔ (معارف القرآن)

سورۂ بقرہ

فضائل، خواص فوائد وعملیات

پارہ ۱ سورۂ بقرہ آیت ۵.... غفلت دور کرنے کا نسخہ

اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝

اگر آپ دین سے غافل اور سیدھے راستہ سے بھٹکے ہوئے ہیں، یا برے افعال میں مبتلا ہیں تو مذکورہ آیت کو پانی پر ایک سو ایک (۱۰۱) مرتبہ پڑھ کر دم کریں اور اکتالیس (۴۱) دن تک پیتے رہیں۔ (انمول موتی)

پارہ ۱ سورۂ بقرہ آیت ۱۸.... موذی جانور یا دشمن سے حفاظت کا نسخہ

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ۝

اگر راستہ میں کسی موذی جانور یا دشمن سے خوف محسوس ہو تو سات مرتبہ اس پر مذکورہ آیت پڑھ کر پھونکیں۔ (انمول موتی)

پارہ اول سورۂ بقرہ آیت ۲۱.... فقیہ ابو اللیث سمرقندیؒ کا فقیہانہ انداز تفسیر

"یا یھا الناس اعبدوا ربکم" میں "اعبدوا" کے معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ مخاطبین اگر کفار ہیں تو اس کے معنی ہیں "وحدوا ربکم" یعنی کافرو! اپنے رب کو ایک مان لو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اگر مخاطبین نافرمان مسلمان ہوں تو اس کے معنی "اخلصوا بالتوحید معرفة ربکم" یعنی منافقو! توحید کے ذریعے اپنے رب کی معرفت کو کھوٹ اور آمیزش سے پاک اور خالص کرلو اور اگر مخاطبین نیک اور فرمانبردار مسلمان ہوں تو اس کے معنی ہیں "اثبتو اعلی طاعة ربکم" یعنی نیکوکارو! اپنے رب کی اطاعت پر ثابت قدم اور ڈٹے رہو۔ (قرآن کے بکھرے موتی)

پارہ ۱ سورۂ بقرہ آیت ۲۴.... ایک پتھر کا رونا

ایک بزرگ کسی راستے پر جارہے تھے انہوں نے ایک پتھر کو روتے ہوئے دیکھا۔ انہوں نے پتھر سے پوچھا، تم کیوں رو رہے ہوں؟ وہ کہنے لگا میں نے کسی قاری صاحب کو پڑھتے ہوئے سنا ہے "وقودھا الناس والحجارة" کہ انسان اور پتھر جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ جب سے میں نے سنا ہے میں رو رہا ہوں کہ کیا پتہ کہ مجھے بھی جہنم کا ایندھن بنا کر جلا دیا جائے۔ ان بزرگ کو اس پر بڑا ترس آیا۔ چنانچہ انہوں نے کھڑے ہو کر دعا مانگی اے اللہ! اس پتھر کو جہنم کا ایندھن نہ بنانا، جہنم کی آگ سے آپ اسے معاف اور بری فرما دینا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمالی۔ وہ بزرگ آگے چلے گئے۔ کچھ دنوں کے بعد واپس اسی راستے پر گزرنے لگے تو دیکھا کہ وہ پتھر پھر رو رہا ہے۔ وہ کھڑے ہو گئے۔ پتھر سے ہم کلام ہوئے تو پھر پتھر سے پوچھا کہ اب کیوں رو رہا ہے؟ تو پتھر نے جواب دیا کہ "ذلک بکاء الخوف" اے اللہ

کے بندے! جب آپ پہلے آئے تھے تو اس وقت کا رونا تو خوف کا رونا تھا۔ "وھذا بکاء الشکر والسرور" اور اب میں شکر اور سرور کی وجہ سے رو رہا ہوں کہ میرے پروردگار نے مجھے جہنم کی آگ سے معافی عطا فرما دی ہے۔

جیسے بچے کا رزلٹ اچھا نکلے تو خوشی کی وجہ سے آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں اسی طرح اللہ کے نیک بندوں کو جب اس کی معرفت ملتی ہے، جب سینوں میں نور آتا ہے، سکینہ نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکت نازل ہوتی ہے تو اللہ کے کامل بندے پھر اللہ کے شکر سے رویا کرتے ہیں۔ (خوف خدا کے سچے واقعات)

پارہ ا سورۂ بقرہ آیت ۳۰.... انسانی تخلیق کی ضرورت کیوں پیش آئی ؟

تخلیق انسانی سے پہلے عقل والی صرف دو مخلوقات تھیں۔ فرشتے اور جن، فرشتے خیر کا مظہر تھے اور جن شر کا۔ مادی کائنات جو خیر اور شر کا مجموعہ ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی نیابت کیلئے ضروری تھا کہ ایک ایسی مخلوق پیدا کی جائے جو خیر اور شر دونوں کا مجموعہ ہو مگر اس میں شر غالب نہ ہو۔ وہ شر کے تمام پہلوؤں اور اس کے نقصانات سے بھی واقف ہو اور خیر کے تقاضوں اور اس کے فوائد سے بھی باخبر ہو۔ جو خیر اور شر کے درمیان تمیز کر کے اللہ رب العالمین کے قانون کو اس مادی دنیا میں نافذ کرے۔ نہ فرشتے یہ فریضہ انجام دے سکتے تھے نہ جن۔ کیونکہ فرشتوں کو نجاست، بھوک، پیاس، نکاح و طلاق معاش و معیشت جیسے مسائل سے کوئی تعلق نہیں اور جنات اگرچہ خیر و شر دونوں ہیں، مگر ان میں شر غالب ہے۔ اس لئے قرعہ فال انسان کے نام نکلا اور اپنی مخصوص صفات کی وجہ سے وہ اشرف المخلوقات کے منصب پر فائز ہوا۔ (قرآن اور سائنسی انکشافات)

پارہ ا سورۂ بقرہ آیت ۷۱.... ناسور یا داغ دھبہ کا روحانی علاج

مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيهَا

اگر آپ کے بدن پر ناسور ہو، یا کوئی داغ دھبہ ہو تو یہ آیت اکتالیس (۴۱) بار دوا یا مرہم پر پڑھ کر پھونکیں پھر استعمال کریں۔ ان شاء اللہ داغ دھبہ دور ہو جائے گا۔ (انمول موتی)

پارہ ا سورۂ بقرہ آیت ۷۴.... گردے اور پتے کی پتھری کا روحانی علاج

وَاِنَّ مِنَ الۡحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنۡهُ الۡاَنۡهٰرُ‌ؕ وَاِنَّ مِنۡهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخۡرُجُ مِنۡهُ الۡمَآءُ‌ؕ وَاِنَّ مِنۡهَا لَمَا يَهۡبِطُ مِنۡ خَشۡيَةِ اللّٰهِ‌ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ

اگر آپ کو گردے اور پتے کی پتھری پریشان کرتی ہو تو یہ آیت اکتالیس (۴۱) بار پڑھ کر پانی پر دم کریں، اور اس وقت تک پیتے رہیں جب تک کامیابی نہ ہو۔ ان شاء اللہ خدا تعالیٰ شفا عطا فرمائیں گے۔ (انمول موتی)

سورۂ بقرہ آیت ۱۵۶ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ کی خاص فضیلت

ا۔ حضرت سعد ابن جبیر فرماتے ہیں اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ پڑھنے کی ہدایت صرف اس امت کو کی گئی ہے اس نعمت سے پہلی امتیں مع اپنے نبیوں کے محروم تھیں۔

۲۔ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعل مبارک کا تسمہ ٹوٹ گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ پڑھا۔ صحابہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ یہ بھی مصیبت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کو جو امر نا گوار پہنچتا ہے وہی مصیبت ہے۔

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ جایا کرے تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا کرو کیوں کہ یہ بھی مصیبت ہے۔

۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت کی تلافی فرما دیں گے اور اس کی آخرت اچھی کر دیں گے اور اسے ضائع شدہ چیز کے بدلے اچھی چیز عطا فرمائیں گے۔ (درمنثور)

۵۔ مسند احمد میں ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میرے خاوند ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک روز میرے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے ہو کر آئے اور خوشی خوشی فرمانے لگے، آج تو میں نے ایسی حدیث سنی ہے کہ میں بہت ہی خوش ہوا ہوں وہ حدیث یہ ہے کہ جس کسی مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچے اور وہ کہے: "اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا" یعنی خدایا مجھے اس مصیبت میں اجر دے اور مجھے اس سے بہتر بدلہ عطا فرما تو اللہ تعالیٰ اسے اجر اور بدلہ ضرور ہی دیتا ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے اس دعا کو یاد کر لیا۔ جب حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو میں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھ کر پھر یہ دعا بھی پڑھ لی لیکن مجھے خیال آیا کہ بھلا ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہتر شخص مجھے کون مل سکتا ہے؟ جب میری عدت گزر چکی تو میں ایک روز ایک کھال کو دباغت دے رہی تھی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت چاہی، میں نے اپنے ہاتھ دھو ڈالے، کھال رکھ دی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر تشریف لانے کی درخواست کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک گدی پر بٹھا دیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اپنا نکاح کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ میں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم! یہ تو میری خوش قسمتی کی بات ہے لیکن اول تو میں بڑی باغیرت عورت ہوں، ایسا نہ ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت کیخلاف کوئی بات مجھ سے سرزد ہو جائے اور خدا کے یہاں عذاب ہو، دوسرے یہ کہ میں عمر رسیدہ ہوں، تیسرے بال بچوں والی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو، ایسی بیجا غیرت اللہ تعالیٰ دور کر دے گا اور عمر میں میں بھی کچھ چھوٹی عمر کا نہیں اور تمہارے بال بچے میرے ہی بال بچے ہیں۔ میں نے یہ سن کر کہا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی عذر نہیں۔ چنانچہ میرا نکاح اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو گیا اور مجھے اللہ تعالیٰ نے اس دعا کی برکت سے میرے میاں سے بہت ہی بہتر یعنی اپنا رسول صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمایا۔ فالحمد للہ۔

۶۔ مسند احمد میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی مسلمان کو کوئی رنج و مصیبت پہنچے اس پر گو زیادہ وقت گزر جائے پھر اسے یاد آئے اور وہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھ لے تو مصیبت پر صبر کے وقت جو اجر ملا تھا وہی اب بھی ملے گا۔

۷۔ ابن ماجہ میں ہے کہ حضرت ابو سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے ایک بچے کو دفن کیا ابھی میں اس کی قبر میں سے نکلا تھا کہ ابو طلحہ خولانی نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے نکالا اور کہا سنو! میں تمہیں خوش خبری سناؤں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملک الموت سے دریافت فرماتا ہے کہ تو نے میرے بندے کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور اس کے کلیجہ کا ٹکڑا چھین لیا، بتلا اس نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں خدایا تیری تعریف کی اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۲۲۸)

سورہ بقرہ آیت ۲۵۵....آیت الکرسی کے فضائل وخواص

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھا کرے تو اس کے جنت میں داخل ہونے میں سوائے موت کے کوئی چیز مانع نہیں یعنی موت کے بعد وہ فوراً جنت کے آثار اور راحت و آرام کا مشاہدہ کرنے لگے گا۔ (نسائی)

حدیث انس رضی اللہ عنہ میں ہے کہ آیۃ الکرسی چوتھائی قرآن ہے (رواہ احمد)

حدیث میں ہے کہ جب بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو، اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظت کرنے والا ایک فرشتہ مسلسل تمہارے ساتھ رہے گا اور شیطان صبح تک تمہارے پاس نہیں آئے گا۔ نیز اس کی تلاوت تیری اور تیری اولاد کی حفاظت کا ذریعہ بنے گی نیز تیرے اور آس پاس کے مکانوں کی بھی حفاظت ہوگی۔ (مشکوۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جو شخص صبح کو **سورۃ فاتحہ، آیۃ الکرسی** اور **حم تنزیل** سے **الیہ المصیر** تک پڑھ لے وہ شام تک ناپسندیدہ اور تکلیف دہ امور سے محفوظ رہے گا اور جو شام کو پڑھ لیا کرے وہ صبح تک محفوظ رہے گا۔ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جس مال یا اولاد پر آیۃ الکرسی کو پڑھ کر دم کردو گے یا لکھ کر (مال میں) رکھ دو گے یا بچہ کے گلے میں ڈال دو گے شیطان اس مال و اولاد کے قریب بھی نہ آئے گا۔ (حصن حصین)

جمعہ کے روز بعد نماز عصر خلوت میں ستر بار پڑھنے سے قلب میں عجیب کیفیت پیدا ہوگی۔ اس حالت میں جو دُعاء کرے قبول ہو۔ آیت الکرسی۔ اور جو شخص اس کو تین سو تیرہ بار پڑھے خیر بیشمار اس کو حاصل ہو۔ اگر وقت مقابلہ دشمن کے ۳۱۳ بار پڑھے تو غلبہ حاصل ہو۔ جو شخص آیت الکرسی کو ہر نماز کے بعد اور صبح و شام اور گھر میں جانے کے وقت اور رات کو لیٹتے وقت پڑھا کرے تو فقیر سے غنی ہو جائے اور بے گمان رزق ملے۔ چوری سے مامون رہے۔ رزق بڑھے کبھی فاقہ نہ ہو۔ اور جہاں پڑھے وہاں چور نہ جائے۔ (مبارک مجموعہ وظائف)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کا آیت کرسی پڑھنے کا معمول

حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اپنے گھر میں داخل ہوتے تو اس کے تمام کونوں میں آیت الکرسی پڑھتے۔ (حیاۃ الصحابہ: جلد ۳ صفحہ ۳۲۷)

ہر بلا سے حفاظت کا نبوی نسخہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جو شخص شروع دن میں آیت الکرسی اور سورۂ مومن کی پہلی تین آیتیں پڑھ لے وہ اس دن ہر برائی سے اور تکلیف سے محفوظ رہے گا۔

(ابن کثیر: ۴/۴۴۹)

سورۂ آل عمران

فضائل، خواص فوائد عملیات

پارہ ۳ سورۂ آل عمران آیت ۷۴-۷۳ حصول نعمت کے لئے مجرب عمل

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۚۙ
يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

اگر آپ کو اللہ کی ہر نعمت حاصل کرنی ہے تو یہ دعا صبح وشام روزانہ سات مرتبہ پڑھیں اور ہر حال میں اللہ کا شکر کرتے رہیں۔ (انمول موتی)

پارہ ۴ سورۂ آل عمران آیت ۱۳۴.... غصہ کو دور کرنیکا نسخہ

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

اگر آپ کا غصہ شدید ہے اور آپے سے باہر ہو جاتے ہیں تو ایک سو ایک مرتبہ مذکورہ آیت اکیس دن تک چینی یا شکر پر پڑھیں پھر اس کو چائے یا پانی میں ڈال کر پی جائیں۔ (انمول موتی)

پارہ ۴ سورۂ آل عمران آیت ۱۷۳... ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر دعا کی جائے تو رد نہیں ہوتی

حسبنا الله ونعم الوكيل کے جو فوائد و برکات قرآن کریم نے بیان فرمائے وہ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مخصوص نہ تھے بلکہ جو شخص بھی جذبہ ایمانی کے ساتھ اس کا ورد کرے وہ یہ برکات حاصل کرے گا۔

مشائخ وعلماء نے "**حسبنا الله ونعم الوكيل**" پڑھنے کے فوائد میں لکھا ہے کہ اس آیت کو ایک ہزار مرتبہ جذبہ ایمان وانقیاد کے ساتھ پڑھا جائے اور دعا مانگی جائے تو اللہ تعالیٰ رد نہیں فرماتا، ہجوم افکار ومصائب کے وقت "**حسبنا الله ونعم الوكيل**" کا پڑھنا مجرب ہے۔

(معارف القرآن)

سورۂ نساء

فضائل'خواص'فوائدعملیات

پارہ۴سورۂنساءآیت۳....زمانہ جاہلیت میں چارطرح کےنکاح کی بےہودہ رسم

جاہلیت کی گندگیوں کا ایک نقشہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہے کہ دور جاہلیت میں صنفی تعلقات کس قدر گندہ اور آلودہ ہو چکے تھے اور کس قدر حیوانیت آ چکی تھی۔ فرماتی ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں چار طرح کا نکاح تھا' ایک نکاح تو یہی تھا جو آج کل لوگ کرتے ہیں ایک آدمی دوسرے کے پاس اس کی ولیہ یا بیٹی کا پیغام بھیجتا تھا اور اسے مہر دے کر اسے بیاہ لاتا تھا نکاح اس طریقے پر بھی تھا کہ کوئی مرد اپنی بیوی سے کہہ دیتا کہ جب تو ایام سے پاک ہو جائے تو فلاں مرد کے پاس چلی جانا اور اس سے فائدہ حاصل کر لینا' پھر شوہر اس عورت سے جدا ہو جاتا تھا اور اس کے قریب نہ جاتا تھا جب تک کہ اس مرد کا حمل نہ ظاہر ہو جاتا' جب اس کا حمل ظاہر ہو جاتا تو اس کا شوہر جب دل چاہتا اس کے پاس چلا جاتا' یہ سب کچھ اس لئے کیا جاتا تھا کہ بچہ اچھی نسل کا پیدا ہو'اس نکاح کو نکاح استبضاع کہتے تھے۔ تیسرے نکاح کی قسم یہ تھی کہ چند آدمی دس سے کم جمع ہو کر ایک عورت سے صحبت کرتے تھے۔ جب اسے حمل رہ جاتا اور اس کا بچہ پیدا ہو جاتا اور اسے کئی دن ہو جاتے تو وہ سب کو بلواتی' ان میں کسی کو یہ طاقت نہ ہوتی کہ وہ آنے سے انکار کر دے' جب سب جمع ہو جاتے تو وہ کہتی تم سب کو اپنا حال معلوم ہے جو کچھ تھا' اور میرے ہاں تمہارا بیٹا پیدا ہوا ہے' اے فلانے یہ تیرا بیٹا ہے جو تیرا دل چاہے اس کا نام رکھ'وہ بچہ اس کا ہو جاتا تھا اور اسے انکار کی مجال نہ ہوتی تھی' چوتھے قسم کا نکاح یہ تھا کہ بہت سے آدمی ایک عورت سے صحبت کر جایا کرتے تھے اور وہ کسی آنے والے کو منع نہ کرتی تھی' دراصل یہ رنڈیاں تھیں۔ انہوں نے نشانی کے واسطے دروازوں پر جھنڈے نصب کر رکھے تھے کہ جو چاہے ان سے صحبت کرے' جب ان میں سے کسی کو پیٹ رہ جاتا اور بچہ پیدا ہو جاتا تو وہ سب جمع ہو کر علم قیافہ کے جاننے والے کو بلاتے وہ جس کے مشابہ دیکھتے اس سے کہہ دیتے یہ تیرا بیٹا ہے' وہ اس کا بیٹا ہو جاتا اور وہ بچہ اس شخص کا بیٹا کہہ کر پکارا جاتا اور وہ مرد اس کا انکار نہیں کر سکتا تھا۔

پارہ۵سورۂنساءآیت۶۹

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک صحابی حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ' آپ میرے اہل خانہ سے بھی زیادہ محبوب ہیں اور میری اولاد سے بھی زیادہ مجھے محبوب ہیں اور میں جب گھر میں ہوتا ہوں تو میں آپ کو یاد کرتا ہوں اور صبر نہیں ہوتا کہ ملنے آ جاتا ہوں اور جب مجھے اپنی یا آپ کی موت کا خیال آتا ہے تو میں سوچتا ہوں کہ آپ تو جنت میں انبیاء کے درمیان ہوں گے اور میں اگر جنت میں پہنچا تو ڈر ہے کہ آپ کی زیارت نہ ہو سکے' ابھی آپ نے کوئی جواب نہیں دیا کہ یہ آیت نازل ہوئی۔

"ومن يطع الله والرسول فاولئک مع الذین انعم الله الآیة" (تفسیر فی ظلال القرآن)
اہوا اور حیوانی تصور ہے انسانی صنفی تعلقات کا کہ انسان اپنی بیوی کو دوسرے شخص کے پاس بھیج دیتے تا کہ نجیب بچہ پیدا ہو جیسے کوئی مادہ جانور کو کسی اچھے نر جانور سے ملوائے تا کہ اس کی نسل عمدہ ہو جائے۔
اور دس سے کم آدمی ایک ہی عورت کے پاس چلے جائیں اور وہ عورت جس کے نام چاہے اپنا بچہ لگا دے۔
اور حرام کاری کا تو کہنا ہی کیا لیکن اس میں بھی گندگی کی انتہا یہ ہے کہ آدمی کو بالکل غیرت نہ آئے کہ ایسا بچہ وہ قبول کرلے۔ یہ وہ غلاظت اور گندگی تھی جس میں لوگ سر سے پاؤں تک غرق تھے اور اسلام نے انہیں اس گندگی سے باہر نکالا۔ (تفسیر فی ظلال القرآن)

پارہ ۵ سورۂ نساء آیت ۶۹ ....روحانی کائنات اور اس کے سائنسدان

"روحانی مادے" کا نام قرآن کریم کی اصطلاح میں "قلب" ہے یہ وہ گوشت کا لوتھڑا نہیں ہے جو پورے جسم کو خون فراہم کرتا ہے۔ یہ میڈیکل سائنس کا موضوع ہے۔ بلکہ یہ وہ قلب ہے جس میں ارادے پیدا ہوتے ہیں۔ جہاں خیالات اور الہامات کا نزول ہوتا ہے۔ جو علم کا گھر ہے جو ایمان اور معرفت الٰہی کا مسکن ہے۔ جو عشق و محبت کا میدان ہے۔ جہاں عقل و خرد، علم و حکمت، صدق و صفا، ایثار و ہمدردی، صبر و شکر، قناعت و اطاعت، حلم و بردباری کی بستیاں ہیں اور شرک و بت پرستی، ریاکاری، نفس پرستی، بغض و حسد، ہوا و ہوس، طغیانی و سرکشی، خودغرضی و خودستائی کے قبیلے ڈیرہ جماتے ہیں۔ یہ خیر و شر کے درمیان جنگ کا محاذ ہے۔ مادی کائنات میں موجود قوانین فطرت کا کھوج لگانے والے سائنسدان روحانی کائنات کے اس عجیب و غریب مادے سے بے خبر ہیں۔ اس کائنات کے سائنسدان، انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں۔ جو اس مادے یعنی "قلب" میں پوشیدہ قوانین اور قوتوں کا پتہ لگاتے ہیں اور پھر ان سے وہ توانائی حاصل کرتے ہیں جو ارضی مادے سے کہیں زیادہ طاقتور اور مفید ہے۔ اس روحانی مادے کا مرکز بھی انسانی جسم کے قلب ہی میں ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کا مقام وہ خلا ہے جو جسمانی قلب کے اندر موجود ہوتا ہے اور جس میں سیاہ خون ہوتا ہے۔ اس کے عجائبات بھی ارضی مادے کے مقابلے میں بہت زیادہ اور حیرت انگیز ہیں۔ (قرآن اور سائنسی انکشافات)

پارہ ۵ سورۂ نساء آیت ۱۱۳....کند ذہن کا روحانی علاج

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۚ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ۝

اگر آپ کا بچہ یا کوئی طالب علم کند ذہن ہو تو ایک سو اکیس مرتبہ یہ آیت پانی پر دم کر کے روزانہ پلائیں ان شاء اللہ اس کی برکت سے عالم فاضل ہو جائیگا۔ (انمول موتی)

پارہ ۵ سورۂ النساء آیت ۱۴۷....حق تعالیٰ کی بندے سے محبت کی دلیل

ایک اللہ والے نے فرمایا کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب کسی کو قرض دیا کرو تو لکھ لیا کرو اور اس پر دو آدمیوں کو گواہ کرلیا کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کو ہمارے ساتھ غایت شفقت و الفت ہے کہ ہمارے پیسے کا نقصان بھی گوارا نہیں کرتے تو جان کا نقصان کب گوارا ہوگا۔ پھر وہ جنت سے محروم کر کے دوزخ میں کب ڈالنا چاہیں گے۔ جب تک کہ تم خود نہ گھسو (معاصی کر کے) چنانچہ ارشاد ہے۔ (مایفعل الله بعد ربکم الخ)
"اللہ تعالیٰ تم کو سزا دے کر کیا کریں گے اگر تم سپاس گزاری کرو اور ایمان لے آؤ"۔ (مآثر حکیم الامت)

سورہ مائدہ

فضائل، خواص، فوادو عملیات

پارہ ۶ سورۂ مائدہ آیت ۳.... قرآن کی آخری آیت کا نزول رحمتوں کے سایہ میں

الیوم اکملت اس آیت کے نزول کی خاص شان ہے، عرفہ کا دن ہے جو تمام سال کے دنوں میں سیدالایام ہے اور اتفاق سے یہ عرفہ جمعہ کے دن واقع ہوا، جس کے فضائل معروف ہیں، مقام میدان عرفات جبل رحمت کے قریب ہے، جو عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے نزول رحمت کا خاص مقام ہے، وقت عصر کے بعد کا ہے، جو عام دنوں میں بھی مبارک وقت ہے اور خصوصاً یوم جمعہ میں قبولیت دعا کی گھڑی بہت سی روایات کے مطابق اسی وقت آتی ہے اور عرفہ کے روز اور زیادہ خصوصیت کے ساتھ دعائیں قبول ہونے کا خاص وقت ہے۔

حج کیلئے مسلمانوں کا سب سے بڑا عظیم اجتماع ہے، جس میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ صحابہ کرامؓ شریک ہیں، رحمۃ اللعالمین صحابہ کرامؓ کے ساتھ جبل رحمت کے نیچے اپنی ناقہ ''عضباء'' پر سوار ہیں اور حج کے اب بڑے رکن یعنی وقوف عرفات میں مشغول ہیں۔

ان فضائل و برکات اور رحمتوں کے سایہ میں یہ آیت کریمہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوتی ہے، صحابہ کرامؓ کا بیان ہے کہ جب آپ پر یہ آیت بذریعہ وحی نازل ہوئی تو حسب دستور وحی کا ثقل اور بوجھ اتنا محسوس ہوا کہ اونٹنی اس سے دبی جا رہی تھی یہاں تک کہ مجبور ہو کر بیٹھ گئی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت تقریباً قرآن کی آخری آیت ہے، اس کے بعد کوئی آیت نازل نہیں ہوئی، صرف ترغیب و ترہیب کی چند آیتیں ہیں، جن کا نزول اس آیت کے بعد بتلایا گیا ہے، اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا میں صرف اکیاسی روز بقید حیات رہے۔ (معارف القرآن)

پارہ ۶ سورۂ مائدہ آیت ۱۷.... طالب اولاد کے لئے مجرب عمل

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۝

اگر آپ اولاد سے محروم ہیں تو یہ آیت اکتالیس دن تک روزانہ تین سو دفعہ کسی میٹھی چیز پر دم کر کے آدھی خاوند اور آدھی بیوی کھائے۔ (انمول موتی)

پارہ ۷ سورہ مائدہ آیت ۱۰۰.... خاوند کو راہ راست پر لانے کا نسخہ

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ فَاتَّقُوا

اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝

اگر کسی کا خاوند دوسری عورت سے ناجائز تعلق رکھتا ہو، یا حرام کی کمائی گھر میں لاتا ہو تو اسے باز رکھنے کے لئے گیارہ دن تک ایک سو اکتالیس مرتبہ مذکورہ آیت کو کسی کھانے کی چیز پر پڑھ کر دم کر کے کھلائیں۔ ان شاء اللہ کامیابی ہوگی۔ (انمول موتی

پارہ ۷ سورۂ مائدہ آیت ۱۱۴.... تنگی سے نجات حاصل کرنیکا نسخہ

رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ۝

اگر آپ رزق کی تنگی سے پریشان ہیں، یا کسی خاص چیز کے کھانے کی حاجت ہو تو مذکورہ آیت کو سات مرتبہ پڑھ کر آسمان کی طرف پھونکیں۔ (انمول موتی

سورۂ انعام

فضائل،خواص،فوائدعملیات

پارہ ۷ سورۂ انعام آیت ۱۷.... ہر درد سے شفا حاصل کرنیکا نسخہ

وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ
وَاِنْ یَّمْسَسْكَ بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۝

اگر آپ کو ہر قسم کی تکلیف اور درد سے شفا حاصل کرنی ہو تو سات یا گیارہ مرتبہ مذکورہ آیت کو جس جگہ تکلیف ہو وہاں ہاتھ رکھ کر پڑھیں اور دم کردیں۔(انمول موتی)

پارہ ۷ سورہ انعام آیت ۴۶....ظالم کو دفعہ کرنے کے لئے جلالی عمل

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ؕ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۝

ظالم کو دفعہ کرنے کے لئے یہ آیت تین دن تک اکیس دفعہ پڑھنا مفید ہے یہ آیت بڑی جلالی ہے اس کو ناجائز موقع پر پڑھنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتا ہے۔ جب ظالم کا ظلم ناقابل برداشت ہو تب یہ عمل کریں۔(انمول موتی)

پارہ ۸ سورۂ انعام آیت ۱۲۵....اللہ تعالیٰ کی بندوں سے کمال محبت

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی کے منبر پر تشریف لے گئے اور یہ آیت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھی۔

فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ یَّهْدِیَهٗ یَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ

''اللہ تعالیٰ جس کی ہدایت کا ارادہ فرماتے ہیں اس کا سینہ اسلام کیلئے کھول دیتے ہیں''۔

صحابہ نے پوچھا کہ: اے اللہ کے پیارے رسول! اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے سینہ کو کس طرح کھولتے ہیں فرمایا کہ سینہ اس طرح کھولتا ہے کہ اس میں اپنا ایک نور داخل کردیتے ہیں جس سے اس کا دل بہت وسیع ہوجاتا ہے۔

پھر صحابہؓ نے پوچھا نور ہدایت کے آنے کی علامات کیا ہیں......آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کی ۳ علامات ہیں۔

۱۔ دنیا سے بے رغبتی ۔۲۔ آخرت کے گھر کی طرف رغبت کا بڑھ جانا ۔۳۔ مرنے سے پہلے موت کی تیاری۔

(تفسیر روح المعانی)

سورہ اعراف

فضائل، خواص، فوائد عملیات

پارہ ۸ سورۂ اعراف آیت ۱۰..... تنگی اور پریشانی دور کرنے کا نسخہ

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝

اگر آپ کے پاس رہنے کی جگہ یا مکان نہ ہو یا روزی کا ذریعہ نہ ہو یا آپ رزق سے تنگ ہیں یا مسافر ہیں اور سامان آپ کے پاس کچھ نہیں ہے تو مذکورہ آیت کو ایک سوا کاون مرتبہ روزانہ پڑھ لو جب تک کامیابی نہ ہو۔ ان شاء اللہ کامیابی ہوگی۔ (انمول موتی)

پارہ ۸ سورۂ اعراف آیت ۱۲.....شیطان نے تین مواقع پر واویلا کیا

مفسرین کرام بیان فرماتے ہیں کہ ابلیس جس نے انسانوں کو گمراہ کرنے کی قسم اٹھا رکھی ہے اسے تین مواقع پر سخت تکلیف پہنچی اور اس نے بڑا واویلا کیا۔ پہلا موقع تو وہ تھا جب اللہ نے فرمایا ''فاخرج منہا فانک رجیم'' (الحجر) یہاں سے نکل جاؤ، تم ملعون و مردود ہو، جب شیطان نے تکبر کی بنا پر آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے مردود قرار دے کر اپنی بارگاہ سے نکال دیا اس کے بعد جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دنیا میں بعثت ہوئی تو اس وقت بھی شیطان نے بڑا واویلا کیا تھا کہ اب اس کے راستے میں رکاوٹیں پیدا ہو جائیں گی پھر تیسری دفعہ شیطان نے اس وقت واویلا کیا، جب یہ سورۃ فاتحہ نازل ہوئی۔ (معالم العرفان فی دروس)

شیطان کی سات لاکھ سال عبادت اور کائنات میں پہلا گناہ

حضرت یحییٰ منیریؒ خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے خلیفہ اور بڑے پائے کے عالم اور بزرگ تھے۔ انہوں نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ ابلیس نے سات لاکھ سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کی تھی، مگر ایک حکم کی سرتابی پر مردود ہو گیا اور اتنے لمبے عرصے کی عبادت برباد ہوگئی۔

مفسرین کرام بیان فرماتے ہیں کہ ابن منذرؒ نے عبادۃ بن ابی امیہؓ سے ایک روایت بیان کی ہے کہ اس کائنات میں سب سے پہلا گناہ حسد تھا جو ابلیس نے آدم علیہ السلام پر کیا اور کہا ''انا خیر منہ'' میں اس سے بہتر ہوں '' خلقتنی من نار و خلقتہ من طین'' مجھے آگ سے پیدا کیا اور آدم کو مٹی سے، لہٰذا میں اس سے افضل ہوں میں کیوں اس کو سجدہ کروں، یہی ابلیس کی بھول تھی، اس نے اپنی شخصیت کی طرف دیکھا، اللہ تعالیٰ کے حکم پر نگاہ ڈالی لہٰذا مردود ٹھہرا۔ (معالم العرفان)

پارہ ۹ سورۂ اعراف آیت ۱۷۶.....غرور کا انجام برا ہوتا ہے

حضرت حاتمؒ فرماتے ہیں کہ بھیا اچھی جگہ کے سبب مغرور نہیں ہونا چاہئے اس لئے کہ جنت سے بہتر کوئی جگہ نہیں اور کثرت عبادت کے سبب غرور نہ کر کہ تو جانتا ہے کہ شیطان نے کئی ہزار برس عبادت کی اور زیادہ علم کے سبب گھمنڈ نہ کر۔ اس لئے بلعم باعور اس مرتبہ کو پہنچ گیا تھا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم جان لیا لیکن اس کی مذمت میں یہ آیت نازل ہوئی۔

"فمثله کمثل الکلب ان تحمل علیه یلهث اوتترکه یلهث" (الاعراف)

اس کی مثال کتے کی مثال ہے اگر اسے لاد دو تو وہ ہانپنے لگے اور چھوڑ دو تو بھی ہانپنے لگے۔

اور نیک لوگوں کی زیارت کے سبب بھی انسان کو غرور نہیں کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عزیزوں کو آپ کی زیارت وصحبت نصیب ہوئی لیکن وہ ایمان سے محروم رہے۔ (محبت الٰہی کے راستے)

پارہ ۹ سورہ اعراف آیت ۱۸۰ فضیلت وخواص اسماء الحسنٰی

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایک کم سو نام ہیں جس نے ان کو یاد کیا اور ان کا ورد کیا وہ جنت میں جائے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

اللہ تعالیٰ کی عظمت کے پیش نظر اور برکت حاصل کرنے کے لئے اسمائے حسنٰی کو ذکر کیا ہے' اور ساتھ ہی ان کی فضیلت' خواص اور پڑھنے کا طریقہ بھی لکھ دیا ہے تا کہ پڑھنے والوں کو فائدہ تامہ حاصل ہو اور ان اسمائے مبارکہ کے یاد کرنے اور اُن کا ورد رکھنے کی تبلیغ ہو۔

ادب: بوقت تلاوت ہر قاری کو چاہیے کہ اللہ کے ناموں کے ساتھ جل جلالہ مثلاً الرحمٰن جل جلالہ پڑھے۔

اسماء الحسنٰی کے فوائد وخواص

جو کوئی اس کا ورد ہمیشہ جاری رکھے گا' رب کریم اس کو دنیا وعقبٰی کی سعادتوں سے مالا مال فرما دے گا اور جو دعا کرے گا اللہ پاک اس کو قبول کرے گا (مگر شرائط دعا کا لحاظ ضروری ہے)

حضرت ابو ہریرہؓ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں۔ ایک کم سو۔ جس نے ان کو حفظ کیا اور ان کا ورد کیا وہ جنت میں جائے گا۔ جنت میں وہ نعمتیں ہیں کہ جن کا سمجھنا ہماری عقلوں سے باہر ہے' خاص کر اس میں اللہ کا دیدار ہے جو کہ تمام نعمتوں سے بالاتر ہے۔

پارہ ۹ سورہ اعراف آیت ۱۹۵....معذور کے لئے بہترین عمل

اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ

اگر کوئی ہاتھ' پیر' کان' آنکھ یا ٹانگ وغیرہ سے معذور ہے تو اس آیت کو کثرت سے پڑھیں اور پانی پر دم کر کے معذور کو پلائیں۔ (انمول موتی)

پارہ ۹ سورۂ اعراف آیت ۲۰۱....خوف خدا سے مرنے والے عابد کی قبر سے آواز آئی

حافظ ابن عساکرؒ اپنی تاریخ میں عمرو بن جامع کے حالات میں سے نقل کرتے ہیں کہ ایک نوجوان عابد مسجد میں رہا کرتا تھا اور اللہ کی عبادت کا بہت مشتاق تھا' ایک عورت نے ان پر ڈورے ڈالنے شروع کئے۔ یہاں تک کہ اسے بہکا لیا' قریب تھا کہ وہ اس کے ساتھ کوٹھڑی میں چلا جائے تو اسے یہ آیت "اذا مسهم طائف من الشيطن" الخ یاد آئی اور غش کھا کر گر پڑا' بہت دیر کے بعد جب اسے ہوش آیا اس نے پھر اس آیت کو یاد کیا اور اس قدر اللہ کا خوف اس کے دل میں سمایا کہ اس کی جان نکل گئی۔ حضرت عمرؓ نے اس کے والد سے ہمدردی اور غمخواری کی' چونکہ انہیں رات ہی کو دفن کر دیا گیا تھا آپ ان کی قبر پر گئے آپ کے ساتھ بہت سے آدمی تھے' آپ نے وہاں جا کر ان کی قبر پر نماز جنازہ ادا کی اور اسے آواز دے کر فرمایا اے نوجوان! "ولمن خاف مقام ربه جنتان" جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے کا ڈر رکھے اس کیلئے دو دو جنتیں ہیں' اسی وقت قبر کے اندر سے آواز آئی کہ مجھے میرے رب نے وہ دونوں دو دو مرتبے عطا فرما دیئے۔ (ابن کثیر)

سورۂ انفال......فضائل، خواص، فوائد و عملیات

پارہ ۹ سورۂ انفال آیت ۹ .... ہر جائز مراد کے لئے مجرب عمل

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّىْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ
الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ۝

مسلمانوں پر واجب ہے کہ تمام امور میں اللہ پر توکل کریں، اس کے سوا کسی اور پر بھروسہ نہ کریں، مدد اور کامیابی اسی کے ہاتھ میں ہے جو سب کا پیدا کرنیوالا ہے۔ ہر جائز مراد کے لئے چودہ مرتبہ مذکورہ آیت گیارہ دن تک پڑھیں۔ (انمول موتی)

خاصیت آیت ۲۳۔۲۴ برائے قبولیت و محبت

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ هُوَ الَّذِىْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (پارہ ۱۰، رکوع ۱۱)

آبگینہ کے آب نارسیدہ برتن میں زعفران و گلاب سے اس آیت کو لکھ کر آب عود کی دھونی دے کر روغن چنبیلی خالص سے اس کو دھو کر سبز شیشی میں ڈال لے جب کسی کے پاس جانے کی ضرورت ہو تھوڑا روغن اپنے دونوں ابرؤوں پر مل کر جائے ان شاء اللہ تعالیٰ قبولیت محبت اور عزت و جاہ لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو۔ (اعمال قرآنی)

پارہ ۱۰ سورۂ انفال آیت ۶۲ .... امتحان وغیرہ میں کامیابی کیلئے مجرب عمل

فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِىْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ۝

فتح اور کامیابی کے لئے، یا امتحان میں آسان پرچوں کے لئے جانے سے پہلے سات دفعہ یہ آیت پڑھیں۔ (انمول موتی)

پارہ ۱۰ سورہ انفال آیت ۶۳ .... الفت و محبت پیدا کرنے کا بہترین نسخہ

وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ
اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۝

اگر آپ کسی کے دل میں الفت و محبت پیدا کرنا چاہتے ہیں، یا خاندان میں نا اتفاقی ہو تو اتفاق پیدا کرنے کیلئے یہ آیت گیارہ دفعہ روزانہ پڑھیں۔ (انمول موتی)

خاصیت آیت ۶۶ برائے آسانی مزدور و ملازم

اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (پارہ ۱۰، رکوع ۵)

خاصیت: بوجھ اٹھانے والے اور مشکل کام کے کرنے والے اگر اس آیت کو جمعہ کی عصر سے شروع کر کے اگلے جمعہ کی نماز پر ختم کریں۔ پانچوں نمازوں کے بعد اور کاموں سے فارغ ہونے کے بعد پڑھا کریں تو کام میں تخفیف و آسانی ہر قسم کی حاصل ہو۔ (اعمال قرآنی)

سورۂ توبہ...... فضائل، خواص، فوائد عملیات

پارہ۱۰ سورۂ توبہ آیت ۳۴....سونے چاندی سے بہتر ذخیرہ

حضرت عمرؓ کی حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی والذین یکنزون الخ ''اور جولوگ جمع کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی'' تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بربادی ہے دینار اور درہم کیلئے۔
بتاتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا کہ ''ہمیں اللہ تعالیٰ نے سونے چاندی کو ذخیرہ کرنے سے منع کر دیا ہم کس چیز کا ذخیرہ کریں؟
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر آدمی کو چاہئے کہ وہ ذکر کرنے والی زبان، شاکر دل اور ایسی صالحہ بیوی لے جو اس کے آخرت کے کاموں میں تعاون کرے'' (انمول موتی)

پارہ۱۰ سورۂ توبہ آیت ۵۱....دشمن کے شر سے حفاظت کا بہترین نسخہ

قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۝

اگر کسی شخص کو دشمن سے تکلیف یا نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو، یا تکلیف پہنچا تا ہو تو اس آیت کو روزانہ سات دفعہ پڑھے، ان شاء اللہ اس کی اذیت سے محفوظ رہے گا۔ (انمول موتی)

پارہ۱۱ سورۂ توبہ آیت ۱۱۹....قیامت تک اولیاء اللہ پیدا ہوتے رہیں گے

ارشاد فرمایا کہ ''کونوا مع الصادقین'' سے ثابت ہوتا ہے کہ قیامت تک اولیاء اللہ پیدا ہوتے رہیں گے جیسے کوئی باپ بچوں سے کہے کہ میرے بچو روزانہ آدھا کلو دودھ پیا کرو اور دودھ کا انتظام نہ کرے تو وہ ظالم ہوگا کہ نہیں اور اللہ تعالیٰ ظلم سے پاک ہے۔ جب وہ اپنے بندوں کو حکم دے رہے ہیں کہ اگر تم تقویٰ حاصل کرنا چاہتے ہو۔ یعنی میرا ولی بننا چاہتے ہو تو میرے خاص بندوں کے ساتھ، متقین کے ساتھ رہ پڑو تو متقین کو پیدا کرنا احساناً اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔ اپنے اولیاء کے پاس بیٹھنے کا حکم دیں اور اولیاء پیدا نہ کریں یہ محال ہے۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ اب اولیاء اللہ نہیں رہے وہ آیت ''کونو مع الصادقین'' کا منکر ہے وہ گویا اس کا قائل ہے کہ نعوذ باللہ قرآن پاک کے اس جز پر اب عمل نہیں ہوسکتا۔ (مواہب ربانیہ)

امام قشیریؒ نے لکھا ہے کہ جہاں اولیاء اللہ کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے نبوت کی ابتدا ہوتی ہے۔ (رسالہ قشیریہ)

پارہ۱۱ سورۂ توبہ آیت ۱۲۹....ہر غم سے نجات کا بہترین نسخہ

حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ (توبہ:۱۲۹)

''کافی ہے مجھ کو اللہ تعالیٰ نہیں ہے کوئی معبود اس کے سوا، اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔'' ابوداؤد شریف میں ہے کہ جو شخص اس کو سات مرتبہ صبح اور سات مرتبہ شام پڑھ لیا کرے، اللہ تعالیٰ اس کے دنیا اور آخرت کے ہر غم اور فکر کے لئے کافی ہو جائیگا۔ (انمول موتی)

قرآنی سورتوں کے فضائل وخواص پر مشتمل نایاب کتاب

اَلدُّرَرُ النَّظِیمُ

فی فضائل القرآن والآیات والذکر العظیم

حضرت امام ابومحمد عبداللہ بن اسد یافعی رحمہ اللہ

فضائل وخواص

سورہ فاتحہ تا سورہ توبہ

حضرت امام ابومحمد عبداللہ بن اسد یافعی رحمہ اللہ کے مختصر حالات

ولادت ۶۷۸ھ-وفات ۷۶۸ھ

پیدائش وحصول علم: آپکی پیدائش عدن شہر میں ہوئی، وہیں تحصیل علم میں ایسے مشغول ہوئے کہ اس میں کمال حاصل فرمایا۔ اسکے بعد حج کیا اور واپس شام کی طرف لوٹ آئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے خلوت کو اور لوگوں سے انقطاع کو محبوب فرمایا۔ اسکے بعد آپ ''حضرت شیخ علی طواشی صاحب حلی'' کی صحبت میں رہے اور انہی کے ہو رہے، یہی آپکے شیخ ہیں جن سے آپ سلوک طریقت میں مستفید ہوتے رہے۔

روایت ہے کہ جب امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اقدس کیلئے مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو فرمایا میں مدینہ میں اس وقت تک داخل نہیں ہوں گا جب تک کہ مجھے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجازت مرحمت نہ فرمائیں گے۔ چنانچہ آپ مدینہ شریف کے دروازہ پر چودہ روز تک ٹھہرے رہے۔ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے مجھے ارشاد فرمایا۔ **یا عبداللہ انا فی الدنیا نبیک وفی الآخرة شفیعک وفی الجنة رفیقک**

اے عبداللہ! میں دنیا میں تمہارا نبی ہوں، آخرت میں تمہارا شفیع ہوں اور جنت میں تمہارا رفیق ہوں۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید ارشاد فرمایا۔ (اے عبداللہ!) یاد رکھو یمن میں دس حضرات ایسے ہیں جس نے ان کی زیارت کی اس نے میری زیارت کی اور جس نے ان کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کون حضرات ہیں؟ فرمایا پانچ حضرات زندہ ہیں اور پانچ مردہ۔

میں نے عرض کیا زندہ کون سے حضرات ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ (۱) شیخ علی طواشی صاحب حلی۔ (۲) شیخ منصور بن جعدار صاحب حرض (۳) محمد بن عبداللہ موذن صاحب منصورہ الجم (۴) فقیہ عمر بن علی زیلعی صاحب السلامتہ (۵) شیخ محمد بن عمر النہاری صاحب برع۔ اور مُردوں میں (۱) ابوالغیث بن جمیل۔ (۲) فقیہ اسماعیل حضرمی (۳) فقیہ احمد بن موسیٰ بن عجیل۔ (۴) شیخ محمد بن ابوبکر حکمی (۵) فقیہ محمد بن حسین بجلی۔

حضرت یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پس میں ان حضرات کی طلب میں نکل کر کھڑا ہوا۔ **ولیس الخبر کالمعاینة** اور جو اس میں شک کرے وہ شرک کرتا ہے۔ پس میں زندہ حضرات کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے مجھ سے گفتگو فرمائی۔ پھر مردوں کے پاس گیا تو انہوں نے بھی مجھ سے گفتگو فرمائی پھر جب میں حضرت شیخ محمد نہاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گیا تو انہوں نے فرمایا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قاصد کو خوش آمدید'' میں نے کہا آپ اس مرتبہ تک کیسے پہنچے! فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں (**واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ**) تم اللہ سے ڈرو اللہ تمہیں علم عطا فرمائے گا۔ تو میں نے ان کے پاس تین دن قیام کیا۔ اس کے بعد مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف واپس ہوا تو بھی اس کے دروازہ پر چودہ دن ٹھہرا رہا۔ پھر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم نے ان دس حضرات کی زیارت کر لی! میں نے عرض کیا جی ہاں میں نے حضرت ابوالغیث کی خوب تعریف کی۔ تو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے اور فرمایا ابوالغیث ان لوگوں کا کنبہ ہے جن کا کوئی کنبہ نہیں۔ میں نے عرض کیا کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے مدینہ شریف میں حاضر ہونے کی اجازت عنایت فرمائیں گے۔ آپ نے ارشاد فرمایا داخل ہو جایئے آپ آمنین میں سے ہیں۔

امام یافعی رحمہ اللہ کی تصانیف

آپ کی مشہور تصانیف میں سے چند ایک یہ ہیں۔(۱) مرآۃ الزمان وعبرۃ السقظان (۲) نشر المحاسن الغالیہ فی فضل مشائخ الصوفیہ اصحاب المقامات العالیہ (۳) الدر النظیم فی خواص القرآن العظیم (۴) روض الریاحین فی مناقب الصالحین۔

آپ کے مناقب اور آثار خیر بہت مشہور اور کتب اسلامی میں مذکور ہیں۔شیخ جمال الدین اسنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے طبقات میں شیخ کی بڑی تعریف کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔امام اسنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کی وفات حسرت آیات ۷۶۸ھ میں واقع ہوئی اور باب معلات کے پاس حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن کئے گئے۔(جامع کرامات الاولیاء ۲/۲۵۰ تا ۲۵۴)

مزید تفصیل کیلئے درج ذیل کتب ملاحظہ فرمائیں۔الدرر الکامنہ حافظ ابن حجر عسقلانی ۲/۲۴۷' شذرات الذہب ابن عماد حنبلی ۶/۲۱۰' بروکلمان ۲/۲۶۲' طبقات الشافعیۃ الکبری ۶/۱۰۳' مفتاح دار السعادۃ ابن قیم الجوزیہ ۱/۲۱۷' الاعلام خیر الدین زرکلی ۴/۲۷۔

آپ کی معروف کتاب ''روض الریاحین'' کے بارہ میں حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اپنے مواعظ میں فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک وقت معین کرو جس میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو تھوڑے دنوں کے بعد ان شاء اللہ اللہ سے محبت پیدا ہو جائے گی اور خود بخود حکمتیں کھلنے لگیں گی۔دوسرے کسی بزرگ کی صحبت میں بیٹھا کرو اور اہل محبت کے تذکرے دیکھا کرو میں نے ایک کتاب ''روض الریاحین'' کا جس میں پانچ سو بزرگوں کی حکایتیں ہیں اردو میں ترجمہ کرا دیا ہے۔پانچ سو دوسری معتبر حکایتوں کا اضافہ کر کے اس کا لقب ہزار داستان رکھا ہے جو عنقریب چھپ جائے گی۔میرا یقین ہے جو شخص ساری کتاب اچھی طرح سمجھ کر دیکھے گا ضرور عاشق ہو جائے گا۔آخر ایک ہزار عشاق کا تذکرہ دیکھنے سے کہاں تک اثر نہ ہوگا۔

اور بھی کتابیں اس قسم کی ہیں۔مثلاً احیاء العلوم' مقاصد الصالحین وغیرہ۔الغرض یہ مجموعہ اجزاء محبت پیدا کرنے کی تدبیر ہے پھر سب قصے سہل ہو جائیں گے اب دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنی محبت نصیب کرے۔آمین۔ (سلسلہ تبلیغ کا وعظ ۱۳۷ مسمی بہ الامتحان)

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ امام یافعی کی کتاب روض الریاحین کے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

اولیاء اللہ کی زیارت وصحبت جس طرح انسان کی عملی واخلاقی اصلاح کیلئے نسخہ اکسیر ہے اسی طرح دوسرے درجہ میں ان کے حالات و ملفوظات کا مطالعہ کرنا اور سننا بھی بے حد مفید و مجرب ہے لیکن ان حضرات کے حالات وملفوظات جمع کرنے والوں نے عموماً نقل وروایت کے معاملے میں بہت تساہل برتا ہے۔ان بزرگوں کی طرف بہت سی ایسی چیزیں منسوب کر دی ہیں جو عوام کے اعمال واخلاق بلکہ عقائد کیلئے بھی مضر ہیں۔اس لئے ضروری ہے کہ اس کام کیلئے صرف مستند ومعتبر مصنفین کی کتابوں کو پڑھا جائے۔آٹھویں صدی ہجری کے بہت بڑے عالم اور ولی اللہ حضرت یافعی یمنی کی کتاب ''روض الریاحین'' ایسی ہی کتاب ہے جس کی حکایت وروایت پر اعتماد کیا جا سکتا ہے یہ کتاب عربی میں تھی اس کا اردو ترجمہ ''نزہۃ البساتین'' کے نام سے عرصہ دراز ہوا مشترکہ ہندوستان میں مطبع مجیدی کانپور سے شائع ہوا تھا اور پھر نایاب ہو گیا۔ہمارے حضرت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس اللہ سرہ اپنے اصحاب و مریدین کو اس کتاب کے مطالعہ کا مشورہ دیا کرتے تھے۔

امام یافعی رحمہ اللہ کی نایاب تصنیف ''الدر النظیم فی فضائل القرآن والآیات والذکر العظیم'' عربی زبان میں دستیاب ہوئی' ادارہ نے مولانا زاہد محمود صاحب مدظلہ سے اس کا ترجمہ کرایا۔اس کتاب کے مستند ہونے کیلئے درج بالا اکابر کی آراء کافی ہیں۔

الدرر النظیم فی فضائل القرآن والآیات والذکر العظیم

دعا اور دعا کے آداب وشرائط

ابن عطاء رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ دعا کے ارکان بھی ہیں اور شرائط بھی اور اسباب بھی ہیں۔ اگر دعا میں اس کے ارا کین ہوں تو وہ دعا قوی ہوتی ہے اور اگر اس کے بازو بھی ہوں تو وہ آسمان کی طرف پرواز کرتی ہے اور ساتھ ہی اس کے اسباب بھی ہوں تو وہ قبول ہو جاتی ہے۔ دعا کے ارکان یہ ہیں (۱) دل کا حاضر ہونا' متوجہ ہونا (۲) دل کا نرم ہونا (۳) خشوع وخضوع (۴) توجہ الی اللہ (۵) دنیوی اسباب سے قطع تعلق اور بازو یہ ہیں (۱) صدق وخلوص (۲) سحری کا وقت اور اسباب میں سب سے بڑی چیز درود شریف ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **واذاسالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوة الداع اذا دعان** اور دوسری جگہ ارشاد ہے **بل ایاه تدعون فیکشف ماتدعون الیه ان شآء** اس دوسری آیت سے پہلی آیت والی بات میں شرط ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت کی یعنی اللہ تعالیٰ جس کی چاہتا ہے دعا قبول فرماتا ہے۔ لہذا دعا کی تین قسمیں ہوئیں (۱) وہ جو قبول ہو جاتی ہے (۲) وہ دعا جس کے سبب سے گناہ ختم ہو جاتے ہیں (۳) وہ دعا جس کی وجہ سے درجات بلند ہوتے ہیں۔

قاضی ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں دعا یہ ہے کہ بندہ اپنے رب کی بارگاہ میں نفع کے حصول اور نقصان سے تحفظ کی درخواست کرے۔ چونکہ دعا سے مصیبت کا دور ہونا اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں ہے اس لئے دعا مصیبت کے دفع ہونے کا سبب بنتی ہے۔ جس طرح ڈھال تیر کو روکنے کا سبب ہے اور پانی سبزہ اگانے کا سبب ہے اسی طرح دعا بھی مومن کے لئے ایک ہتھیار ہے جب بندہ باقاعدہ ذکر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑاتا ہے تو فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہیں اور یہ آدمی اوپر کی جانب کے علاوہ تمام طرف سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اوپر کی جانب سے اس پر قضاء وقدر نازل ہوتی ہے اوپر کی جانب سے حفاظت کا ذریعہ نیک اعمال ہیں کیونکہ آسمان کی طرف ایک راہ متعین ہے جس سے اس کے نیک اعمال اوپر جاتے ہیں اور جس سے اس کا رزق اترتا ہے اور فرشتے اس کی روح بھی قبض کر کے اسی راستہ سے اوپر لے جائیں گے جب آدمی ہمیشہ دعا اور عبادت میں مشغول رہتا ہے اور اس کی نیکیاں اوپر جاتی رہتی ہیں تو یہ نیکیاں اس پر مصیبتوں کے اترنے کے راستہ میں رکاوٹ بن جاتی ہیں اور دعا نازل ہونے والی مصیبت سے ٹکراتی ہے اور دونوں میں مقابلہ ہوتا ہے چونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں دعا کا بڑا مرتبہ ہے اس لئے دعا بلاء پر غالب آ جاتی ہے اور مصیبت کو راستہ سے ہٹا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچ جاتی ہے اور اگر خدانخواستہ مصیبت دعا پر غالب آ جائے تو بندہ پر مصیبت نازل ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد **والله غالب علیٰ امره** میں اسی کی طرف اشارہ ہے اور اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں بھی اس کی صراحت ہے ارشاد فرمایا کہ "بلا اور دعا دونوں قیامت تک آپس میں لڑتے رہیں گے" اس سے معلوم ہوا کہ دعا بلا سے بچنے کا ذریعہ ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے زیادہ عزیز کوئی چیز نہیں ہے اور یہ بھی فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز نہ مانگے تو اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتے ہیں۔

صحیحین میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "دعا عبادت ہے" پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ **وقال ربکم ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سید خلون جهنم داخرین** اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے۔ اور بعض کا کہنا ہے کہ دعا یہ ہے کہ بندہ اپنے رب کی توجہ اور امداد طلب کرے اور اپنی عاجزی و

محتاجی اور ذلت وکمزوری کو ظاہر کرے جو کہ عبدیت کا نشان ہے اور دعا کا لفظ اللہ تعالیٰ کی صفت وثنا اور بخشش ومہربانی کو بھی شامل ہے۔ بعض کا کہنا یہ ہے کہ دعا حاجت براری کی چابی محتاجوں کی پناہ گاہ اور مصیبت زدوں کے لئے نجات ہے اللہ تعالیٰ نے دعا نہ مانگنے والوں کی مذمت بیان فرمائی ہے کہ یقبضون ایدیھم کہ وہ دعا مانگنے کے لئے ہاتھ نہیں اٹھاتے۔

دعا کے خواص میں سے عبادت' اخلاص' حمد' شکر' سوال' توحید' مناجات' تضرع' تذلل' عجز اور استعانت ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صاحب نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعا مانگا کرو وہ قبول ہوتی ہے شکر کیا کرو کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بڑھ جاتی ہیں اور مکر کے قریب نہ جا کیونکہ خود مکر کرنے والے کو اپنے مکر کا نقصان پہنچتا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا کہ تم یہ دعا مانگا کرو۔ اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ بِالْعَافِیَۃِ فِیْ الدُّنْیَا وَ الْآخِرَۃِ

بعض نے کہا دعا ارادت مندوں کے لئے سیڑھی اور اخلاص کی رسی ہے۔ بعض کا قول ہے کہ دعا مراسلت کا نام ہے اور جب تک مراسلت رہتی ہے تعلق قائم رہتا ہے اور بعض نے کہا کہ دعا اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کو دلی خوشی سے قبول کرنے کا نام ہے۔ بعض نے کہا دعا عطاء اور رضا وقرب کا سبب ہے بعض نے کہا بہترین دعا وہ ہے جو غم اور گریہ وبکاء کا موجب ہو۔ دعا کی شرائط نو ہیں (۱) دعا سے پہلے اعمال صالحہ کرے مثلاً نماز' صدقہ اور روزہ وغیرہ پر مداومت رکھے (۲) دعا کو حمد وصلوٰۃ سے شروع کرے' حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھا جائے دعا اوپر نہیں جاتی۔ حضرت ابوسلمان دارانیؒ فرماتے ہیں جب تو اللہ تعالیٰ سے سوال کرنے لگے تو اپنے سوال سے پہلے اور بعد میں درود شریف پڑھا کر کیونکہ اللہ تعالیٰ درود شریف تو قبول فرمالیتا ہے اور یہ بات اللہ تعالیٰ کے کرم سے دور ہے کہ وہ شروع اور آخر کے درود شریف کو قبول فرمالے اور درمیان کی بات کو قبول نہ فرمائے۔ (۳) دل کی توجہ سے دعا مانگے کسی اور طرف دھیان نہ ہو چنانچہ حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول نہیں فرماتا جس کا دل اللہ تعالیٰ سے غافل ہو۔ اسی لئے دعا میں خشوع وخضوع اور عاجزی وانکساری لازمی ہے جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ ان الحکم الا للہ علیہ توکلت. تو اللہ تعالیٰ نے ان کی مراد پوری فرما دی۔

(۴) گناہوں پر اصرار نہ کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ وہ آدمی بڑا احمق ہے جو گناہوں کو تو نہ چھوڑے اور توبہ کی خواہش کرے۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا آپ ہمارے لئے دعا کیوں نہیں فرماتے؟ فرمایا جب ہم سب گنہگار ہیں تو دعا کس کے لئے کروں اور جب اللہ تعالیٰ کریم ہے تو میں اس کی رحمت ومغفرت کا امیدوار کیوں نہ ہوں؟ (۵) اخلاص' کیونکہ اخلاص ہر عمل کی بنیاد ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ فادعوا اللہ مخلصین لہ الدین ایک آدمی کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بڑی آہ وبکا اور گریہ وزاری کرتے دیکھا تو کہا یا اللہ اگر میرے بس میں ہوتا تو میں اس کی حاجت ضرور پوری کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے پیغام بھیجا کہ اے موسیٰ میں اس پر تجھ سے زیادہ مہربان ہوں لیکن بات یہ ہے کہ یہ آدمی دعا تو مجھ سے مانگتا ہے اور اس کا دل کسی اور کی طرف ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ ساری بات اس آدمی کو بتائی تو اس نے اپنے دل میں اخلاص پیدا کر کے دعا مانگی تو اس کی دعا قبول ہوگئی۔

(۶) رزق حلال ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اے سعد ہاتھ کی محنت سے روزی حاصل کر تب تیری دعا قبول ہوگی۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کہیں جا رہے تھے تو ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو انتہائی عاجزی سے دعا مانگ رہا تھا واپس لوٹے تو بھی اسے اسی حالت میں دیکھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ یا اللہ اس کی دعا قبول فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ اس کے پیٹ میں حرام ہے اس کی پیٹھ پر حرام ہے اور اس کے گھر میں حرام

ہے میں اس کی دعا کس طرح قبول کروں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس آدمی کے گھر گئے تو وہاں پانچ درہم تھے۔ حضرت یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حرام کھانے کی وجہ سے دعا آسمان پر جانے سے روک دی جاتی ہے۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا آپ کی دعا جلدی قبول کیوں ہو جاتی ہے۔ حضرت سعد نے فرمایا اس لئے کہ میں منہ میں لقمہ ڈالنے سے پہلے یہ دیکھ لیتا ہوں کہ یہ لقمہ آیا کہاں سے ہے۔ (۷) دعا کرنے والے کی آواز فرشتوں کے ہاں معروف ہو اور وہ خود اللہ تعالیٰ کا عارف ہو۔ حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا ہماری دعا کیوں قبول نہیں ہوتی؟ فرمایا اس لئے کہ تم اس ذات کو پکارتے ہو جس کی تمہیں معرفت حاصل نہیں ہے۔ اگر تمہیں اس کی پوری معرفت حاصل ہو تو تمہاری دعا قبول ہو۔ (۸) دعا قبلہ رخ ہو کر مانگنی چاہئے ایک کافر نے ایک اللہ والے سے پوچھا تم اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتے ہو اور پیشانی زمین کی طرف جھکاتے ہو۔ آخر تمہارا مطلوب ہے کہاں؟ زمین میں یا آسمان میں انہوں نے جواب دیا کہ ہم آسمان کی طرف ہاتھ اس لئے اٹھاتے ہیں کہ ہمیں رزق وہیں سے ملتا ہے اور زمین پر سجدہ اس لئے کرتے ہیں تا کہ اس کے شر سے محفوظ رہیں اور ہم نے اسی میں جانا ہے۔

چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔ وَ فِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَ مَا تُوْعَدُوْنَ اور مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى یہ سن کر وہ کافر مسلمان بن گیا۔ (۹) دعا آہستہ مانگی جائے کہ کوئی دوسرا نہ سنے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ادعوا ربکم تضرعاً و خفیہ ایک عارف فرماتے ہیں جو دعا خفیہ مانگی جائے وہ بہت جلد قبول ہو جاتی ہے۔

اور قبولیت دعا کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ دعا مانگنے والا بے بس ولاچار ہو تمام اسباب و وسائل سے اس کی امید کٹ چکی ہو ابن عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ مضطر ولاچار وہ شخص ہے جو غرق ہونے والے یا گڑھے میں گرتے ہوئے کی طرح ہلاکت کے قریب ہو۔ ایسا شخص جب اللہ تعالیٰ سے مدد چاہے تو اس کی دعا فوراً قبول ہو جاتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ امام عبدالواحد بن زید بصری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ بصرہ شہر میں ہمارے ہاں ایک آدمی خچر والا تھا جو لوگوں کو کرایہ پر خچر دیتا تھا اور چونکہ امانتدار تھا اس لئے تاجر اسے اپنا سامان دے کر دوسرے شہروں کے تاجروں کو بھجوایا کرتے تھے۔ وہ خچر والا ایک دن بصرہ سے کوفہ روانہ ہوا۔ راستہ میں اسے ایک آدمی ملا اس نے سلام کرنے کے بعد پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا کوفہ جا رہا ہوں۔ اس نے کہا افسوس میں چل نہیں سکتا ورنہ میں بھی تمہارے ساتھ کوفہ جاتا البتہ یہ ہے کہ اگر تم ایک دینار لے کر مجھے اپنے خچر پر بٹھا لو تو میں تمہارے ساتھ جا سکتا ہوں۔ تم نیک آدمی ہو اور تمہارا خچر بھی تیز رفتار ہے۔ خچر والے نے اسے اپنے خچر پر بٹھا لیا۔ چلتے چلتے ایک جگہ آئی جہاں سے راستہ دو طرف جا رہا تھا۔ سوار نے پوچھا اب تم کس راہ سے جاؤ گے خچر والے نے کہا بڑے راستہ سے۔ سوار نے کہا نہیں دوسرے راستہ پر چلو کیونکہ یہ بہت آسان اور نزدیک ہے۔ خچر والے نے اسی راستہ پر خچر موڑ دیا۔ چلتے چلتے یہ راستہ ایک جنگل میں جا پہنچا جہاں وحشی جانور پھر رہے تھے وہاں پہنچ کر سوار خچر سے اتر پڑا اور خنجر نکال کر خچر والے کو قتل کرنے کے لئے سنبھلا۔ خچر والے نے کہا جو کچھ میرے پاس ہے وہ بھی لے لو اور خچر بھی اور سامان بھی سب لے لو اور مجھے چھوڑ دو۔ اس نے کہا نہیں تجھے ضرور قتل کروں گا۔ خچر والے نے کہا مجھے صرف دو رکعت نماز پڑھنے کی مہلت دیدو تا کہ میرا خاتمہ نیک عمل پر ہو۔ اس نے کہا جو تو کرنا چاہتا ہے کر لے خچر والا وضو کر کے نماز کے لئے کھڑا ہوا اور سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد اس پر گھبراہٹ کا ایسا غلبہ ہوا کہ اسے کچھ نہیں سوجھتا تھا کہ کیا پڑھے آخر اسے یہ آیت یاد آئی اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَا تو اس نے اس آیت کو اونچی آواز سے پڑھا ڈاکو نے پیچھے سے کہا ہاں ہاں اس وقت وہ تیری دعا قبول کر لے گا۔ ڈاکو کا یہ کہنا تھا کہ جنگل کے درمیان سے ایک سوار ہاتھ میں خنجر لئے نکلا اور اس چور کو مار ڈالا۔ خچر والا کہتا ہے میں اس سوار کی طرف

لپکا اور اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا میں اس کا بندہ ہوں جو مجبوری و بے بسی کی حالت میں اپنے بندوں کی دعا قبول کرتا ہے تم جہاں جانا چاہو جاؤ اب تمہیں کوئی خوف نہیں ہے۔ تب میں اپنے راستہ کی طرف واپس لوٹ آیا۔

امام عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ ایک انصاری صحابی حضرت ابومغلقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اور دوسروں کے مال سے تجارت کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کہیں جا رہے تھے کہ راستہ میں انہیں ایک مسلح ڈاکو مل گیا۔ ڈاکو نے کہا جو کچھ ہے نکالو پھر میں تمہیں قتل کروں۔ آپؓ نے فرمایا مجھے دو رکعت نفل تو پڑھ لینے دو اس نے کہا پڑھ لو انہوں نے وضو کر کے چار رکعتیں پڑھیں اور آخری سجدہ میں تین بار یہ دعا پڑھی یَا وَدُوْدُ یَا ذَاالْعَرْشِ الْمَجِیْدِ یَا فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ اَسْئَلُکَ بِعِزِّکَ الَّذِیْ لَایُضَامُ وَ مُلْکِکَ الَّذِیْ لَایُرَامُ وَ بِنُوْرِ وَجْھِکَ الَّذِیْ مَلَأَ اَرْکَانَ عَرْشِکَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِهٖ وَاَنْ تَکْفِیَنِیْ شَرَّ ھٰذَا اللِّصِّ یَا مُغِیْثُ اَغِثْنِیْ ۔

اچانک ایک سوار ہاتھ میں برچھا لئے آیا۔ ڈاکو اس کی طرف بڑھا ہی تھا کہ سوار نے اسے مار ڈالا پھر وہ سوار حضرت ابومغلقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف آیا اور کہا اٹھئے۔ آپؓ نے پوچھا تم کون ہو؟ سوار نے کہا میں چوتھے آسمان کا فرشتہ ہوں جب تم نے پہلی دعا مانگی تو تمام اہل آسمان میں شور پڑ گیا۔ جب دوسری اور تیسری دعا مانگی تو مجھے کہا گیا یہ کس مصیبت زدہ کی دعا ہے؟ میں نے کہا یہ ابومغلقہ کی آواز ہے جس کے نیک اعمال کثرت سے اوپر آتے رہتے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس ڈاکو کو قتل کرنے کا حکم ہوا اور میں نیچے آ گیا۔

قاضی ابوبکر ابن عربی اور حضرت بوعلی حسین رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جو آدمی وضو کر کے چار رکعت نماز پڑھے اور (مذکورہ بالا) یہ دعا مانگے تو قبول ہوتی ہے خواہ وہ مصیبت زدہ ہو یا نہ ہو۔

خطبۂ کتاب

سب سے پہلے ہم اس خدا کی حمد بیان کرتے ہیں جو تمام تعریفوں کا مالک ہے۔ جس کی باعظمت و بے مثال کتاب سے نور کے ستارے اپنی حیرت میں ڈال دینے والی چمک سے نور کی بارش برسا رہے ہیں۔ اور جس نے اپنی لاجواب کتاب میں ایسے معجزے اور کرامتیں رکھ دی ہیں جن سے متاثر ہو کر پورا عالم اس کتاب کی تعریف میں لگا ہوا ہے۔ یہ کتاب ایسا بے کنار سمندر ہے کہ ان گنت فوائد کے عمدہ جواہرات و بے بہا موتی اپنی دلکشی سے اپنے قدر دانوں کے دلوں کو بے تاب کر رہے ہیں اور اس خدا نے اس کتاب کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے ایسا ذریعہ مرحمت فرمایا جس کی بے مثال رہنمائی سے ہم اس کی روشن آیتوں کی حقیقت سے بہرہ ور ہو رہے ہیں اور وہ ذریعہ آقائے نامدار سید الابرار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہے اللہ تعالیٰ ان کی ذات پاک اور آپ کی تمام آل اور تمام اصحاب پر درود و سلام نثار کرے۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد چونکہ اللہ تعالیٰ کی مبارک کتاب قرآن کریم ہر بیماری کے لئے شفا ہے اور دلوں کے زنگ کو اتارنے والی ہے اس لئے میں نے مناسب سمجھتے ہوئے امام فقیہ قاضی ابوبکر غسانیؒ کی کتاب "البرق اللامع والغیث الھامع" اور حجۃ الاسلام امام ابوحامد غزالیؒ کی کتاب "خواص القرآن وفواتح السور" سے انتخاب کر کے ایک کتاب تیار کی ہے۔ جس کا نام میں نے "**الدرر النظیم فی فضائل القرآن والآیات والذکر العظیم**" رکھا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے گھر یعنی مسجد میں جمع ہو کر قرآن شریف کو پڑھتے پڑھاتے ہیں۔ فرشتے ان پر اس وقت تک اپنے بازوؤں سے سایہ کئے رکھتے ہیں اور ان کے لئے بخشش کی دعا مانگتے رہتے ہیں۔ جب تک وہ اسے

چھوڑ کر کسی اور بات میں مشغول نہیں ہو جاتے اور جو شخص کسی راستہ پر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے اور جس شخص کو اس کے عمل نے پیچھے چھوڑ دیا اس کا نسب اسے آگے نہیں بڑھا سکتا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو لوگ ایک جگہ جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے مہمان ہو جاتے ہیں اور ارشاد فرمایا کہ جو لوگ ایک جگہ جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور اس سے ان کا مقصود صرف اللہ تعالیٰ کی رضا ہو تو ایک آواز لگانے والا انہیں آواز لگا کر کہتا ہے۔ اٹھو تمہارے گناہ بخش دیئے گئے ہیں اور تمہاری برائیاں نیکیوں سے بدل دی گئی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جس آدمی نے قرآن کریم پڑھا اور پڑھایا اور سنایا وہ کستوری سے بھری ہوئی مشک کی مثل ہے جس کی خوشبو سارے مکان میں مہک ہی ہو اور جس نے پڑھ کر اپنے پیٹ میں رکھا نہ کسی کو پڑھایا نہ سنایا۔ اس کی مثال اس مشک کی سی ہے جس میں کستوری بھر کر اس کا منہ بند کر دیا گیا ہو۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن تین شخص کستوری کے ٹیلوں پر ہوں گے۔ قیامت کے دن کی گھبراہٹ ان کے نزدیک ہی نہ آتی ہو گی اور نہ ان کے دلوں پر حساب کا خوف ہوگا ایک شخص تو وہ ہے جس نے محض ثواب کی نیت سے قرآن کریم پڑھا اور ثواب ہی کی نیت سے لوگوں کو پڑھایا۔ دوسرا وہ شخص ہے جس نے ثواب کی نیت سے اذان کہی اور تیسرا وہ غلام ہے جس نے اللہ تعالیٰ کا حق اور اپنے مالک کا حق ادا کیا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قرآن کریم میں ایک سورۃ ہے جس کا نام اللہ تعالیٰ کے ہاں عزیزہ ہے اور اس کو پڑھنے والے کا نام اللہ تعالیٰ کے ہاں شریف ہے اور وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی (ربیعہ اور مضر قبیلہ کے افراد سے) سے زیادہ لوگوں کو ساتھ لے کر سفارش کرے گی اور وہ سورۂ یٰسٓ ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ بنی اوس نے کہا ہم میں سے حنظلہؓ بن راہب ہے جسے فرشتوں نے غسل دیا۔ ہم میں سے عاصم بن ثابتؓ ہے جس کی حفاظت بھڑوں نے کی اور اسے کافروں سے بچایا تھا اور ہم میں سے سعد بن معاذؓ ہیں جس کی موت سے اللہ تعالیٰ کا عرش کانپنے لگا تھا۔ بنی خزرج والوں نے جواب دیا کہ ہم میں سے قرآن کریم کے چار قاری ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن پڑھا تھا ان کے سوا کسی اور نے نہیں پڑھا تھا اور زید بن ثابت' ابو زید' معاذ بن جبل اور ابی بن کعب ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) اس پر ابو عمر نے کہا اس کا مطلب یہ ہوا کہ اے بنی اوس تم میں سے ایسا کوئی نہیں جس نے پورا قرآن شریف پڑھا ہو اور غیر انصار میں سے ایک جماعت نے سارا قرآن کریم پڑھا ہے جن میں سے ایک حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہیں اور ابو حذیفہ کا آزاد کردہ غلام سالم ہیں۔

فائدہ:۔ ایک دفعہ جب صحابہ کرامؓ کو کفار پر چڑھائی کا حکم ہوا تو اس وقت حضرت حنظلہؓ جنابت کی حالت میں تھے چونکہ غسل کرنے کی فرصت نہ پائی اس لئے اسی حالت میں جا کر جنگ میں شریک ہوئے اور شہید ہوئے تو فرشتوں نے انہیں آسمان اور زمین کے درمیان لے جا کر غسل دیا۔ حضرت عاصم بن ثابت نے قسم کھائی تھی کہ نہ میں کسی کافر کو چھوؤں گا نہ کوئی کافر مجھے چھوئے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب وہ شہید ہو گئے تو کافر ان کا سر کاٹنے آئے تو بھڑوں نے ان کی لاش کو گھیر لیا اور کافروں کو قریب نہ آنے دیا۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے لوگو قرآن شریف پڑھو اور یہ رکھے ہوئے مصاحف تمہیں بے پرواہ نہ کر دیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اس دل کو عذاب نہیں کرتے جس نے قرآن شریف حفظ کیا ہو۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ مجھے کچھ وصیت فرمائیے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہ کیونکہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا سب نیکیوں کی مہر ہے اور جہاد کیا کر کیونکہ جہاد اسلام کی رہبانیت ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کر اور اللہ تعالیٰ کی کتاب ہمیشہ پڑھا کر کہ وہ تیرے لئے زمین میں نور ہے اور آسمان میں ذکر ہے اور نیک بات کے علاوہ سب باتوں سے اپنی زبان بند رکھ کہ تو اس سبب سے شیطان پر غالب رہے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ

قرآن کریم پڑھنے والے اللہ تعالیٰ کے دوست اور مخلص ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن عباس کیا میں تجھے ایسا تحفہ نہ دوں جو مجھے جبرئیل نے حفظ کے لئے تعلیم کیا ہے۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ فرمایا ایک طشتری میں زعفران سے سورۂ فاتحہ سورۂ ملک سورۂ حشر اور سورۂ واقعہ لکھ کر اور زمزم یا بارش کے پانی سے یا دوسرے صاف اور پاکیزہ پانی سے دھو کر تین مثقال دودھ اور دس مثقال نبات سفید ڈال کر صبح کے وقت نہار منہ پی لے اس کے بعد دو رکعتیں ادا کر جن کی ہر ایک رکعت میں سورۂ فاتحہ سو بار اور سورۂ اخلاص سو بار پڑھ پھر ایک روزہ رکھ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ چالیس دن نہیں گزرنے پاتے کہ آدمی کا حافظہ بڑھ جاتا ہے اور یہ عمل ساٹھ برس سے کم عمر والے کے لئے ہے اور فرماتے ہیں کہ ہم نے اس پر عمل کر کے فائدہ اٹھایا ہے اور زہریؒ اس کو لکھ کر اپنی اولاد کو پلایا کرتے تھے۔ عاصم کہتے ہیں میں نے خود اپنے لئے لکھا تھا جبکہ میں پچپن سال کا تھا دو ماہ نہیں گزرے کہ میرا حافظہ اتنا بڑھ گیا کہ میں بیان نہیں کرسکتا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ......فضائل وخواص

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قرآن کریم کی ایک آیت ہے اور قرآن کریم کا آغاز اسی سے ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو بھی مکتوب تحریر کرواتے ان میں سب سے پہلے بسم اللہ شریف لکھی جایا کرتی تھی۔

ابوعبدالقاسم بن سلامہ کی کتاب فضائل القرآن میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی طرف جو مکتوب ارسال فرماتے سب سے پہلے لکھتے **باسمک اللھم** جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا یہی طریقہ رہا پھر **بسم الله مجرھا** والی آیت نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ لکھوانے لگے جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا یہی دستور جاری رہا۔ پھر جب یہ آیت نازل ہوئی **انه من سليمان و انه بسم الله الرحمن الرحيم** تو **بسم الله الرحمن الرحيم** لکھوانے لگے۔

منصور بن عمار جو بڑے حکیم و دانا تھے ان کا واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ انہیں راہ چلتے ایک کاغذ پڑا ہوا ملا جس میں بسم اللہ لکھی ہوئی تھی۔ انہوں نے وہ کاغذ اٹھایا اور کوئی جگہ اس کے رکھنے کو نہ پائی تو اسے نگل لیا۔ رات کو خواب دیکھا کہ کوئی آدمی کہہ رہا ہے" اے منصور تو نے جو اس کاغذ کی عزت کی اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تجھ پر حکمت کا دروازہ کھول دیا ہے" اس وقت سے وہ جو بات بھی کرتے دانائی کی کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادگرامی ہے جس کاغذ میں اللہ تعالیٰ کا کوئی اسم مبارک لکھا ہوا اور وہ زمین پر گرا ہوا ہو جب تک اللہ تعالیٰ اس کو اٹھانے کے لئے اپنا کوئی دوست نہیں بھیجتے فرشتے اپنے بازوں سے اسے گھیرے رکھتے ہیں اور جو شخص اسے وہاں سے اٹھاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے علیین میں بلند مرتبہ عطا فرماتے ہیں۔

حضرت بشر بن حارث حافی رحمۃ اللہ علیہ کی توبہ کا سبب یہ ہوا کہ انہوں نے دیکھا کہ کاغذ کا ایک ٹکڑا سرراہ پڑا۔ پاؤں کے نیچے روندا جارہا ہے انہوں نے اسے اٹھایا تو اس میں اللہ تعالیٰ کا نام مبارک لکھا ہوا تھا انہوں نے ایک درہم کا عطر خرید کر اسے لگایا اور دیوار کی درز میں دیدیا۔ رات کو سوئے تو خواب میں دیکھا کوئی کہہ رہا ہے اے بشر تو نے میرے نام کو معطر کیا ہے۔ میں تیرے نام کو دنیا وآخرت میں معطر کروں گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بڑے بڑے مالداروں کے نام مٹ گئے لیکن اس فقیر کا نام جس کے پاؤں میں جوتا تک نہ ہوتا تھا آج تک زندہ ہے اور زندہ رہے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادگرمی ہے کہ اپنے خطوں اور رسالوں میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا کرو اور لکھتے وقت زبان سے پڑھا بھی کرو۔

سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے بسم اللہ کے بارے میں پوچھا تو آپؓ نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے اس کے اور اسم اعظم کے درمیان اتنا قرب ہے جتنا کہ آنکھ کی سیاہی اور سفیدی کا قرب ہے اور فرمایا کہ بسم اللہ اللہ تعالیٰ کے اسم باطن پر دلالت کرتی ہے اور یہ وہ پوشیدہ اسم ہے کہ جس سے دعا مانگی جائے تو قبول ہوتی ہے۔

زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ **الزمهم كلمة التقوىٰ** میں **كلمة التقوىٰ** سے مراد بسم اللہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بسم اللہ کی ب کو میم تک نہ کھینچو کہ سین ختم ہی ہو جائے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بسم اللہ لکھنے والے کو سزا دی کیونکہ اس نے میم کو سین سے پہلے لکھ دیا تھا کسی نے پوچھا تجھے امیرالمومنین نے سزا کیوں دی ہے اس نے کہا بسم اللہ کی سین کی وجہ سے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ کے معانی میں غور کرنے کے لئے اسے بیس دفعہ پڑھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے جو آدمی تعظیم کی نیت سے بسم اللہ کو بہت عمدگی اور خوبصورتی کیساتھ لکھے اس کے سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

سب کاموں کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے اور یہ بھی اللھم بارک لنا فیما رزقنا وقنا عذاب النار اور جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہونے کے وقت یا کھانا کھانے کے وقت اللہ کا نام نہیں لیتا تو شیطان اپنے چیلوں سے کہتا ہے تمہیں رات رہنے کے لئے گھر اور کھانا مل گیا ہے۔

ایک عارف کا ارشاد ہے کہ بسم اللہ کے انیس حرف ہیں اور دوزخ کے داروغے بھی انیس ہیں اللہ تعالیٰ ان انیس حروف کے سبب مومن سے دوزخ کے انیس داروغوں کو دور کر دیتا ہے اور بسم اللہ کے چار کلمات ہیں اور گناہ بھی چار قسم کے ہیں۔ رات کے گناہ دن کے گناہ پوشیدہ گناہ اور ظاہری گناہ لہٰذا جو مومن آدمی اخلاص اور محبت سے بسم اللہ پڑھتا ہے اس کے چاروں قسم کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

بعض بزرگوں نے فرمایا ب بہاء اللہ ہے (خوبی) سین سناء اللہ (اللہ کی روشنی) ہے اور میم ملک اللہ یا مجد اللہ (اللہ کا ملک یا بزرگی) ہے۔ ایک بزرگ نے فرمایا الف، لام باء، سین، میم، ح ہاء حاء، نون، راء اور یاء بہت عظمت والے حروف ہیں اور یہی بسم اللہ کے حروف ہیں انہیں حروف سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اظہار ہے۔ باء اور میم سے ظاہری بادشاہت قائم ہوئی۔ باء اور سین سے عالم ملکوت وجود میں آیا باء اور الف سے ناموں کو وجود ملا لام اور ہاء سے حالات نے ترتیب پائی راء اور حاء سے رحمت ظہور میں آئی اور نون و یاء سے قبضتین کا حکم صادر ہوا۔

ایک محقق عارف نے مجھ سے بیان کیا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں اسم اعظم ہے کیونکہ جب اس کو ربوبیت کی طرف منسوب کیا جاتا ہے تو اس کی دو قسمیں ہوسکتی ہیں۔ ایک قسم وہ ہے جس سے تعظیم کا اظہار ہے اور ایک قسم وہ جس سے شان کی بلندی ظاہر ہوتی ہے۔ اور اس کے دو پہلو ہیں ایک یہ کہ تعظیم اللہ کی وہ چادر ہے جو عالم میں ہمیشہ قائم ہے اور مخلوق میں پھیلی ہوئی ہے کیونکہ مقربین اور اصحاب الیمین کی تعریف کے بعد فسبح باسم ربک العظیم ہے اور حق الیقین کے بعد مکذبین الضالین کی تعریف آئی ہے۔ تو جس شخص کو مقربین، اصحاب الیمین اور مکذبین کا راز معلوم ہو گیا ہے اور حق الیقین کا درجہ حاصل ہو گیا ہے اس نے عالم میں اللہ تعالیٰ کی پوری پوری عظمت کا مشاہدہ کر لیا اور اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کو بخوبی جان لیا۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ اوپر سے نیچے کی طرف ہر اس شخص کے لئے جس کا دل خاکی میں اور حجابی کشف سے پاک صاف ہے کیونکہ شکلیں دو ہی قسم کی ہیں ایک ہبوطی اور دوسری عروجی اور یہ مذکورہ شکل ہبوطی ہے کیونکہ اسم اعظم دائرۂ حسیہ حقیقہ ترکیبیہ میں شامل ہے اور شکل عروجی اسم کی اضافت ہے ربوبیت کی طرف لہٰذا مراتب علویہ تینوں پہلو سے شہودی ہیں ارواح قدسیہ میں اس کے بعد مقربین اور اس کے بعد اصحاب الیمین ہیں اور مراتب سفلیہ تین ہیں۔ الذی خلق فسوی والذی قدر فھدی والذی اخرج المرعیٰ۔ تو مراتب علویہ عالم ایجاد میں مراتب سفلیہ کا باطن ہیں اور مراتب سفلیہ ظاہر ہیں اور اسم ربوبیت موجودات میں ظہور پذیر ہوتا ہے اور اسم الوہیت حقائق موجودات پر غالب ہے تو جب اسم اللہ یعنی بسم اللہ کو مضاف کیا جائے تو رحمانیت ظاہر ہوتی ہے تو عظمت اور علو ربوبیت کی صفت ہے اور رحمانیت الوہیت کی صفت ہے مگر ربوبیت ظاہر ہے اور الوہیت باطن ہے۔ اور یہ نسبت فسبح کی سی ہے اور اسم کی نسبت اسم اللہ کی سی نسبت ہے اور اقرء کی نسبت بسم کی سی نسبت ہے اور اسم کی نسبت اللہ کی سی نسبت ہے اور رَبِّکَ کی نسبت رحمان کی سی نسبت ہے۔ اور الذی خلق کی نسبت رحیم کی سی نسبت ہے مگر یہ تین نسبتیں نیچے سے اوپر ترقی کرتی ہیں اور وہ تین اوپر سے نیچے کو آتی ہیں اور سفلیات کی کنجیاں علویات کے بعد ہیں تو سبح باسمک غیبت ہے اور سبح باسم ربک الاعلیٰ دوسری غیبت ہے اور اقرا باسم ربک الذی خلق تیسری غیبت ہے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم غیبت ہے اور ایسا ہی قرآن کریم میں سب سمجھنا چاہئے۔

بسم اللہ الرحمٰن تین عالم پر مشتمل ہے عالم الملک، عالم الخلق اور عالم الامر چنانچہ ارشاد الٰہی ہے الالہ، الخلق و الامر

اور بسم اللہ تمام عالموں کے بارے میں فائدہ مند ہے اور اس میں ابتداء وانتہا کا بھید ہے اور اس میں توحید کے مراتب ہیں کیونکہ بسم الله مقابل ہے شهد الله کے الرحمٰن مقابل ہے والملائکہ کے اور الرحیم مقابل ہے و اولو العلم کے۔ لہذا بسم اللہ کا اول اس کے آخر اور اس کا ظاہر اس کے باطن کی طرح ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسی سے موجودات کا درخت پیدا کیا اور اسی سے مخفی امور کے راز ظاہر فرمائے اسی لئے جوآدمی کثرت سے بسم اللہ کا ورد کرے وہ علوی وسفلی دونوں قسم کی مخلوقات کے نزدیک باہیبت ہو جاتا ہے اور جو شخص اسکے وہ راز جو اللہ تعالیٰ نے اس میں رکھے ہیں جان لے اور انہیں کسی چیز پر لکھ دے تو وہ آگ میں نہیں جلے گی اور اسی میں اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کا بھید ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اگر کسی آدمی کو کوئی حاجت ہو تو وہ بدھ، جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھے اور جمعہ کے دن اچھی طرح صاف ستھرا ہو کر جمعہ کی نماز کو جاتا ہوا اور راستہ میں ایک یا دو یا تین روٹیاں خیرات کردے اور نماز جمعہ سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَالرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ وَاَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَالْحَیُّ الْقَیُّوْمُ الَّذِیْ لَاتَاْخُذُه' سِنَةٌ وَلَانَوْمٌ اَلَّذِیْ مَلَاْتُ عَظْمَتُهُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ وَاَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَالَّذِیْ عَنَتْ لَهُ الْوُجُوْهُ وَخَضَعَتْ لَه' الرِّقَابُ وَخَشَعَتْ لَه' الْاَبْصَارُ وَوَجِلَتْ مِنْهُ الْقُلُوْبُ وَذَرَفَتْ مِنْهُ الْعُیُوْنُ اَنْ تُصَلِّی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَنْ تُعْطِیَنِیْ حَاجَتِیْ وَهِیَ کَذَا وَکَذَا

تو اسکی حاجت فوراً پوری ہو جائے گی اور آپؓ فرمایا کرتے تھے کہ یہ عمل جاہل بیوقوفوں کو ہرگز نہ بتاؤ ایسا نہ ہو کہ وہ کسی کے نقصان کے لئے یہ دعا پڑھ دیں اور وہ قبول ہو جائے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو حاجت مند آدمی اچھی طرح وضو کرے دو رکعت نماز پڑھے پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور دوسری میں فاتحہ اور آمن الرسول آخر تک پڑھے اور تشہد پڑھ کر اور سلام پھیر کر یہ دعا مانگے۔

اَللّٰهُمَّ یَا مُؤْنِسَ کُلِّ وَحِیْدٍ وَّیَاصَاحِبَ کُلِّ فَرِیْدٍ وَّیَاقَرِیْباً غَیْرَ بَعِیْدٍ وَّ یَاشَاهِداً غَیْرَ غَائِبٍ وَّ یَاغَالِباً غَیْرَ مَغْلُوْبٍ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْحَیِّ الْقَیُّوْمِ الَّذِیْ لَاتَاْخُذُه' سِنَةٌ وَلَانَوْمٌ وَاَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْحَیُّ الْقَیُّوْمِ الَّذِیْ عَنَتْ لَه' الْوُجُوهُ وَخَشَعَتْ لَه' الْاَصْوَاتُ وَوَجِلَتْ مِنْ خَشْیَتِهِ الْقُلُوْبُ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَاَنْ تَقْضِیَ لِیْ کَذَاوَکَذَا (کَذَا وَکَذَا کی جگہ اپنی حاجت کو ذہن میں لائے)

میں نے ایک عارف کا لکھا ہوا دیکھا ہے کہ حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر کسی کو بہت ہی سخت حاجت پیش آئے تو وہ ایک کاغذ کے ٹکڑے میں لکھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِنَ الْعَبْدِ الذَّلِیْلِ اِلَی الرَّبِّ الْجَلِیْلِ رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّوَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ

پھر اس کاغذ کو بہتے ہوئے پانی میں ڈال دے اور کہے

اِلٰهِیْ بِمُحَمَّدٍ وَّآلِهِ الطَّیِّبِیْنَ وَصَحْبِهِ الْمُرْتَضِیْنَ اِقْضِ حَاجَتِیْ یَااَکْرَمَ الْاَکْرَمِیْنَ اور جو حاجت ہو اس کا نام لے ان شاء اللہ اس کی حاجت پوری ہو جائیگی۔

میرے دوستوں میں سے ایک صاحب نے بیان کیا کہ جو شخص بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بارہ ہزار مرتبہ پڑھے اور ہر ہزار کے بعد دو رکعت نفل ادا کرے اور جو حاجت ہو اس کے پورے ہونے کی دعا مانگے پھر پڑھنا شروع کردے اور ہر ہزار پر دو نفل بھی پڑھے اور دعا بھی مانگے اسی طرح بارہ ہزار ختم کرے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی حاجت پوری ہوگی۔

سورۃ الفاتحہ......فضائل وخواص

اس سورۃ کا نام فاتحہ اس لئے ہے کہ قرآن کریم کا آغاز اسی سورۃ سے ہوا ہے اور چونکہ یہ سورۃ دوسری تمام سورتوں سے پہلے ہے اس لئے اس کا نام ام القرآن اور دالۃ بھی ہے اور اس سورۃ کا نام السبع المثانی بھی ہے۔ سبع اس لئے کہ اس کی آیات سات ہیں اور مثانی اس لئے کہ یہ نماز میں بار بار دہرائی جاتی ہے یا اس لئے کہ دو دفعہ نازل ہوئی ہے۔ ایک دفعہ مکہ مکرمہ میں اور دوسری مرتبہ مدینہ منورہ میں اور اس لئے بھی کہ یہ سورۃ صرف اسی امت کے لئے استثناء کی گئی ہے یعنی یہ سورۃ خاص امت محمدیہ کے لئے نازل ہوئی ہے اس سے پہلے کسی امت پر نہیں اتری۔ اور بعض علماء کے نزدیک اس کا نام مثانی اس لئے ہے کہ اس کا آدھا حصہ ثنا ہے اور باقی آدھا دعا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں ایسی سورۃ بتاؤں کہ اس جیسی سورۃ نہ توراۃ میں ہے نہ انجیل میں اور نہ زبور میں وہ سورۃ سبع المثانی اور القرآن العظیم ہے جو مجھے عطا فرمائی گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ جس نے سورۂ فاتحہ پڑھی گویا اس نے توراۃ وانجیل وزبور اور قرآن شریف کو پڑھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ایک قوم پر یقینی طور پر عذاب اتارا جائے گا اس وقت ان کا ایک لڑکا باہر آ کر سورۂ فاتحہ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس سورۃ کی برکت سے چالیس سال تک ان سے عذاب اٹھا لے گا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر جو احسانات فرمائے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے مجھے وحی بھیجی کہ میں نے اپنے عرش کے خزانوں سے آپ کو سورۂ فاتحہ عنایت کی پھر میں نے اس کو اپنے اور تمہارے درمیان نصف نصف کیا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے کہ سورۃ فاتحہ دوسری سورۃ کے قائم مقام ہوسکتی ہے مگر کوئی دوسری سورۃ سورۂ فاتحہ کی جگہ کافی نہیں ہوسکتی۔

حاویہ بن صالح ابی فروہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابلیس کو تین بار تکلیف پہنچی ایک جب جنت سے نکال کر زمین پر اتارا گیا اور فرشتوں نے اس کا جنتی لباس اتار لیا اور ایک اس وقت جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور ایک اس وقت جب سورۂ فاتحہ نازل کی گئی۔

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کا فرمان ہے کہ اگر میں سورۂ فاتحہ کی تفسیر لکھنی چاہوں تو ستر اونٹ کے بوجھ کے برابر لکھ سکتا ہوں اور یہ بھی فرمایا کہ سورۂ فاتحہ قرآن کریم کا سر اور ستون اور اس کی بلندی کی چوٹی ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کے پانچ نام ہیں جو انتہائی عظیم القدر ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ کو ام القرآن اور مفتاح فرمایا ہے اور اس کے بغیر نماز کو ناقص قرار دیا اس کی فضیلت دوسری سورتوں پر انہی پانچ ناموں کی برکت سے ہے۔

اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے جس کے ذریعہ دعا مانگی جائے تو قبول ہو جاتی ہے اور جو چیز مانگی جائے مل جاتی ہے اور علماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے یہ پانچ نام جس طرح قرآن کریم کی ابتداء میں ہیں اسی طرح لوح محفوظ میں بھی پہلے یہی لکھے ہوئے ہیں اور یہی نام عرش وکرسی کے سراپردہ پر بھی لکھے ہوئے ہیں۔ نیز ہم اگر ان اسماء میں غور وفکر کریں تو ہمیں معلوم ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پانچ ناموں پر پانچ نمازوں اور اسلام کے پانچ ارکانوں کو ترتیب دیا ہے اور غنیمت ودفینہ کے مال میں پانچواں حصہ مقرر فرمایا اور پانچ اونٹوں میں ایک بکری زکوۃ ہے اور لعان میں پانچ شہادتیں اور قسامت میں پچاس قسمیں مقرر ہیں اور پانچ حدیں مقرر کیں۔ ہاتھ پاؤں

کی انگلیاں پانچ پانچ بنائیں جن انبیاء کا قرآن کریم میں تذکرہ ہے وہ پچیس ہیں اور سورۂ فاتحہ کے کلمے پچیس ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سورۂ فاتحہ آیۃ الکرسی اور آل عمران کی آیات **شهد الله** سے **الاسلام** تک اور **قل اللهم مالک الملک** سے لے کر **بغیر حساب** تک کو جب اللہ تعالیٰ نے اتارنا چاہا تو یہ عرش سے چمٹ کر کہنے لگیں کیا آپ ہمیں زمین پر ان لوگوں کے ہاں اتار رہے ہیں جو آپ کے نافرمان ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر فرمایا کہ میرے بندوں میں جو ہر نماز کے بعد تمہیں پڑھے گا میں اسے جنت میں جگہ دوں گا اور اسے حظیرۃ القدس میں رکھوں گا اور ہر روز اس کی طرف ستر بار دیکھوں گا اور اس کی ستر حاجتیں پوری کروں گا جنت میں سے کم سے کم درجہ کی حاجت مغفرت ہے اور اسے اس کے ہر دشمن سے محفوظ رکھوں گا اور اسے دشمن پر غالب کر دوں گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے آپؓ فرماتے ہیں کہ اس دوران کہ حضرت جبریل علیہ السلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک آواز سنائی دی۔ حضرت جبرئیلؑ نے اوپر دیکھا اور فرمایا آسمان کا ایک دروازہ آج کھولا گیا ہے جو پہلے کسی امت کے لئے نہیں کھلا اور اس دروازہ سے ایک فرشتہ اترا ہے جو پہلے کبھی نہیں اترا پھر اس فرشتہ نے سلام کے بعد عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو دو نوروں کی بشارت ہو جو آپ کو عطا کئے گئے ہیں اور آپ سے پہلے کسی پیغمبر کو نہیں دیئے گئے۔ ایک سورۂ فاتحہ اور ایک سورۂ بقرہ کی آخری آیات۔ آپ ان کا جو حرف پڑھیں گے اس کا ثواب ملے گا۔

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ سورۃ منجیہ ہے جس مقصد کے لئے پڑھی جائے گی وہی مقصد حاصل ہوگا۔

(۲) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے سورۂ فاتحہ ہر غم کی شفا ہے۔

(۳) ابو فروہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں شیطان کو تین دفعہ نقصان پہنچا ایک دفعہ جب اسے جنت سے نکالا گیا۔ دوسری مرتبہ جب اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ تیسری مرتبہ جب سورۂ فاتحہ نازل کی گئی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص چار دفعہ الحمد للہ رب العلمین کہہ کر پھر پانچویں مرتبہ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ اس کو آواز دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توجہ تیری طرف ہے اس سے جو تو مانگتا ہے مانگ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک لڑائی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دشمن کو دیکھا تو فرمایا مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اتنے میں میں نے دشمنوں کو دیکھا کہ زمین پر گر رہے ہیں اور فرشتے ان کو آگے پیچھے سے مار رہے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قرآن کریم کی سب سے افضل آیت الحمد للہ رب العالمین ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس کے گھر میں غربت و بے سروسامانی ہو وہ اپنے گھر میں اگر سورۂ فاتحہ اور اخلاص پڑھے تو غربت و بے سروسامانی جاتی رہے گی اور اس کی جگہ خوشحالی آئے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب تم سوتے وقت سورۂ فاتحہ اور اخلاص پڑھ لو تو موت کے علاوہ باقی ہر مصیبت سے محفوظ ہو جاتے ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص بارش کے پانی پر سورۂ فاتحہ ستر بار، آیۃ الکرسی ستر مرتبہ اور قل ھو اللہ احد ستر مرتبہ اور معوذتین ستر مرتبہ پڑھ کر دم کرے تو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے

خبر دی ہے کہ جو شخص اس دم کئے ہوئے پانی کو سات دن بلا ناغہ پئے گا اللہ تعالیٰ اس کے جسم سے ہر بیماری کو نکال دے گا اور اس کی رگوں، ہڈیوں اور تمام اعضاء سے نکال دے گا۔

حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر کسی کو بخار ہو تو چالیس مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر پانی پر دم کرلیا جائے اور اس کے منہ پر چھینٹیں ماری جائیں تو بخار جاتا رہے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

اگر کسی کی آنکھیں آ گئی ہوں یا اس کی نظر میں کمزوری ہو تو چاند کی پہلی یا دوسری رات کو چاند کی طرف دیکھتے ہوئے اپنا دایاں ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں پر پھیرتا رہے اور سورۃ فاتحہ بسم اللہ اور آمین سمیت دس مرتبہ سورۂ اخلاص تین بار اور اس کے بعد شفاء من کل داء برحمتک یاآرحم الراحمین سات بار اور یارب پانچ بار پڑھے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی بیماری ختم ہو جائے گی۔

اگر کوئی بیمار ہو اور اس کی بیماری نہ جاتی ہو تو اس سورۃ کو پڑھے یا کسی برتن میں لکھ کر پانی سے دھو کر پی لے اور منہ پر چھینٹے بھی مارے اور سارے جسم پر ملے اور ملتے وقت یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اشْفِ اَنْتَ الشَّافِيُ اَللّٰهُمَّ اكْفِ اَنْتَ الْكَافِيُ اَللّٰهُمَّ اعْفُ اَنْتَ الْمُعَافِيُ.

اگر اس کی موت نہیں آئی تو وہ اس عمل کرنے سے صحت مند ہو جائے گا۔

سورۂ فاتحہ کی سات آیتیں پچیس کلمات اور ایک سو اکتالیس حرف ہیں۔ اس سورۃ میں ثخذ ظشزج کے علاوہ باقی سب نقطہ والے حروف موجود ہیں اور ثخذ ظشزج کے حروف آیت او من کان میتاً فاحییناہ و جعلنالہ نوراً یمشی بہ فی الناس کمن مثلہ فی الظلمات لیس بخارج منہا کذٰلک زین للکافرین ماکانوا یعملون میں موجود ہیں۔

سورۃ البقرۃ ...... فضائل وخواص

اس سورۃ میں بہت عجائبات کثیر احکام اور قصے ہیں اس لئے اس کا نام فسطاط بھی ہے۔ فسطاط اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں شہر کے لوگ جمع ہوتے ہیں اور بہت بڑے شہر کو بھی فسطاط کہتے ہیں اسی لئے مصر کو فسطاط کہتے ہیں اور بالوں کے خیمہ کو بھی فسطاط کہتے ہیں اور اس سورۃ کا ایک نام سنام القرآن بھی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے لکل شیء سنام و سنام القرآن سورۃ البقرۃ ہر چیز کی ایک کوہان (چوٹی) ہوتی ہے اور قرآن کریم کی چوٹی سورۃ البقرۃ ہے۔

اس سورۃ میں پانچ سو احکام اور پندرہ ضرب الامثال ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ اور جس گھر میں سورۂ بقرہ پڑھی جائے اس میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک شخص کو شیطان ملا تو اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیطان کو اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا۔ شیطان نے کہا تم مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایسی چیز بتاتا ہوں کہ جب تم اسے گھر میں پڑھو گے تو شیطان گھر سے جاتا رہے گا۔ جب انہوں نے چھوڑ دیا اور کہا کہ بتا تو شیطان نے کہا اب میں نہیں بتاتا۔ انہوں نے پھر پکڑ کر زمین پر پٹخا تو کہنے لگا اب مجھے چھوڑ دو تو ضرور بتاؤں گا۔ انہوں نے چھوڑا تو پھر انکار کرنے لگا انہوں نے پھر تیسری مرتبہ اٹھا کر زمین پر مارا تو شیطان نے ان کی انگلی پر کاٹا اور خدا کی قسم کھا کر کہا اب چھوڑ دو تو ضرور بتاؤں گا۔ انہوں نے کہا جب تک بتائے گا نہیں تو میں چھوڑوں گا نہیں۔ تب شیطان نے بتایا کہ وہ چیز سورۃ البقرہ ہے۔

خدا کی قسم جس گھر میں اس سورۃ کا کچھ حصہ پڑھا جائے شیطان وہاں سے گدھے کی طرح ہوا خارج کرتا ہوا بھاگ جاتا ہے۔
کسی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا وہ صحابی کون تھے؟ تو بتلایا کہ وہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے فرمایا جب تم سونے لگو تو آیت الکرسی پڑھ کر سویا کرو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے ایک نگراں مقرر کر دیں گے۔ اور صبح تک شیطان تمہارے پاس نہیں آ سکے گا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص آیت الکرسی اور سورۃ اعراف کی تین آیتیں **ان ربکم اللّٰہ الذی خلق السموات والارض .... المحسنین** تک اور سورۂ صٰفٰت .... **لازب** تک اور سورۂ رحمٰن **سنفرغ لکم ایھا الثقلان** تک پڑھے تو وہ سارا دن شیطان، جادوگر، ہر تکلیف دینے والے آدمی، ہر ظالم حکمران ہر چور اور ہر موذی درندے سے محفوظ رہے گا اور جو شخص رات کو پڑھے وہ رات کو ان سب سے محفوظ رہتا ہے۔

خاصیت آیت 286,285

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو شخص رات کو سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھے تو وہ اسے (چوری و آفت اور شیطان وغیرہ سے تحفظ کے لئے) کافی ہو جاتی ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ اس کی (تمام رات کی) عبادت کے قائم مقام ہو جاتی ہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کو ان دو آیتوں پر مکمل کیا ہے جو اس نے مجھے اپنے اس خزانہ سے عطا فرمائی ہیں جو عرش کے نیچے ہے لہذا ان دو آیتوں کو خود پڑھو اپنی بیویوں اور اولاد کو پڑھاؤ کہ یہ دونوں آیتیں نماز بھی ہیں دعا بھی ہیں اور قرآن بھی۔

حروف مقطعات

حروف مقطعات جو کہ سورتوں کی ابتداء میں مذکور ہیں ان کے بارے میں علماء کے دو قول ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ حروف ان متشابہات میں سے ہیں جن کا علم اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں ہے۔ لہذا ہمیں ان پر ایمان رکھنا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتارے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی اس کے معانی و مفہوم جانتے ہیں۔
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں سورتوں کے شروع میں جو حروف ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا راز ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ہر کتاب میں کوئی برگزیدہ چیز ہوتی ہے اور قرآن کریم میں برگزیدہ شئی حروف مقطعات ہیں۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں حروف مقطعات اللہ تعالیٰ کے نام ہیں اگر آدمی ان حروف کو صحیح ترتیب دے سکیں تو ان سے بننے والے اسمائے الٰہیہ کو جان لیں چنانچہ الرٰ .... حٰمٓ اور نٓ کو ملایا جائے تو الرحمٰن بن جاتا ہے۔ اسی طرح باقی مقطعات بھی ہیں مگر ہم ان کی صحیح ترتیب بنانے سے قاصر ہیں۔ جب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے الرٰ حٰمٓ اور نٓ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؓ نے فرمایا ان کے ملا لینے سے الرحمٰن بنتا ہے۔
سدیؒ کلبیؒ اور حضرت قتادہؒ نے فرمایا کہ یہ قرآن کریم کے نام ہیں اور بعض کا قول ہے کہ ان حروف سے اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے۔ حضرت عکرمہؒ اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک حرف اللہ تعالیٰ کے ناموں اور اس کی صفات پر دلالت کرتا ہے چنانچہ الف میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اول، آخر، ازلی اور ابدی ہے اور لام میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ لطیف ہے اور میم میں اشارہ ہے کہ وہ ملک مجید، منان اور محسن ہے اور کھٰیٰعٓصٓ میں کاف اشارہ ہے کہ وہ کافی، کبیر، اور کریم ہے اور ہاء اشارہ ہے کہ وہ ہادی ہے اور یاء اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ زندہ کرتا ہے اور عین اشارہ ہے کہ وہ عالم الغیب ہے۔ اور صاد اشارہ ہے کہ وہ صادق ہے۔

اور بعض کا قول یہ ہے کہ ان میں سے بعض حروف اسم صفات پر دلالت کرتے ہیں اور بعض اسم ذات پر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں الٓمٓ سے مراد انا اللہ اعلم ہے۔ یعنی میں ہوں اللہ بہت علم والا اور الٓمٓصٓ سے مراد انا اللہ افضل ہے اور الٓرٰ سے مراد انا اللہ رائی ہے یعنی میں ہوں اللہ بہت دیکھنے والا اور بعض نے کہا کہ ان میں سے ہر حرف صفات افعال پر دلالت کرتا ہے۔ چنانچہ الف سے مراد آلآء اللہ یعنی اللہ کی نعمتیں اور بخششیں ہیں اور لام سے مراد اس کا لطف ہے اور میم سے مراد اس کا مجد اور طاء سے مراد یہ ہے کہ وہ طیب وذوالطول ہے۔ یعنی پاک و بخشش والا ہے اور سین سے مراد یہ ہے کہ وہ سلام اور سمیع ہے اور راء سے مراد یہ ہے کہ وہ رب اور رحیم ہے اور حاء سے مراد یہ ہے کہ وہ حلیم حی اور حق ہے اور نون سے مراد یہ ہے کہ وہ نور اور نافع ہے اور قاف سے مراد یہ ہے کہ وہ قاہر' قادر اور قوی ہے۔

اور بعض کا یہ کہنا ہے کہ ان میں سے بعض حروف اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم پر دلالت کرتے ہیں اور امام غزالیؒ فرماتے ہیں یہ حروف کل چودہ ہیں سب سے پہلا الٓمٓ اور آخری نٓ ہے اور ان میں سے بعض مکرر سہ کرر آئے ہیں اور ان کے معانی میں علماء کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ سے مشتق ہیں۔ قاضی ابوبکر باقلانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حروف حروف ہجا کے اٹھائیس حروف کے نصف ہیں جو کہ سورتوں کے شروع میں تکرار کے ساتھ آئے ہیں ان کے بعد قصے اور احکام مذکور ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ قرآن کریم کی کمی اور زیادتی سے حفاظت فرمائی ہے اور انا نحن نزلنا الذکر و انّا له لحفظون میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

ایک عارف نے فرمایا کہ جو حروف ہم بولتے ہیں اٹھائیس ہیں ان میں سے چودہ حروف نور ہیں اور چودہ حروف ظلمت حروف نور یہ ہے۔ ا' ح' ص' س' ک' ع' ط' ق' ذ' ھ' ن' م' ل' ی اور باقی حروف ظلمت ہیں۔

اور ایک عارف کا فرمان ہے کہ حروف مقطعات تین کلمات اور اٹھائیس حروف ہیں اور وہ الم' المص' الر' الر' الر' الر' الر' الر' کھیعص' طه' طسم' طس' طسم' الم' الم' الم' یس' ص' حم' حم' حم' حمعسق' حم' حم حم' ق' ن ہیں اور اگر ان کی ترکیب کو دیکھا جائے تو بعض ایک ایک ہیں بعض دو دو اور بعض تین تین' بعض چار چار اور بعض پانچ پانچ حروف سے مرکب ہیں جیسا کہ کلام عرب کا قاعدہ ہے۔

اور امام سہیل بن عبداللہ تستریؒ نے اپنی ایک کتاب میں ایک فصل حروف کے بیان میں قائم کی ہے اس میں فرماتے ہیں کہ حروف میں سے افضل نو ہیں جن کے نور سے حروف مقطعات بنے ہیں وہ یہ ہیں۔ ا' ل' م' ص' ر' ح' ق' ک' ن' و اجسام ظاہرہ یعنی ساتوں آسمان اور عرش اور کرسی ان کی اشرفیت پر دلالت کرتے ہیں یہ وہ حروف ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کنایۃً ان لفظوں سے بیان فرمایا ہے۔ الٓمٓ' المص' ق' ن' حم اور یہی حروف لوح وقلم کے حروف ہیں اور چودہ حروف خورانیہ ا' ل' م' ص' ر' ک' ی' ع' ط' س' ح' ق' ن' ھ ہیں یعنی وہ حروف جن کی اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے۔ جیسا کہ منازل قمری کل انتیس ہیں اس طرح چاند چودہ منزلوں تک روشنی میں کمال حاصل کرتا ہے اور سورج کے قریب ہوتا ہے اسی طرح نفس انسانی ان چودہ حروف کی معرفت سے عقل کا نور حاصل کرتا ہے اور کمال کو پہنچتا ہے۔

حرف الف سے اللہ تعالیٰ کے وہ اسمائے گرامی تعلق رکھتے ہیں جن کے شروع میں الف آتا ہے یعنی اللہ' احد' اول اور آخر۔ حرف باء سے باسط' باعث' بر' باقی اور باطن ہیں۔ حرف جیم سے جبار' جلیل' جمیل' جواد اور جامع ہیں۔ حرف دال سے دائم اور دیان ہیں۔ حرف ھاء سے ہادی ہے۔ حرف واؤ سے وارث اور وہاب ہے حرف زاء سے زکی ہے۔ حرف حاء سے حی' حکیم' حلیم' حق' حکم' حفیظ اور حسیب ہیں۔ حرف ط سے طاہر' طائب اور طائق ہیں۔ حرف یاء سے وہ اسم اعظم متعلق ہے جو عبرانی زبان میں ی وہ ہے اور اب تک بنی اسرائیل اس کی تاویل نہیں جانتے۔ حرف کاف سے کریم' کفیل اور کبیر ہیں۔ حرف لام سے لطیف ہے حرف میم سے مالک' مومن' مہیمن' مصور' ماجد' مقتدر' موخر' معز' مذل' مقیت' مجیب' متین' محصی' مبدی' معید' محی' ممیت' متعال' منتقم' مالک الملک' مقسط' مغنی' معطی' مانع' منزل' مہلک' منشی اور

۳ مبین ہیں۔حرف نون سے نور اور نافع ہیں۔حرف سین سے سلام' سمیع اور سبوح ہیں۔حرف عین سے عزیز' علی' عظیم' عدل اور عفو ہیں۔حرف فاء سے فرد اور فتاح ہیں حرف صاد سے صبور' صمد اور صادق ہیں۔حرف قاف سے قیوم' قہار' قاہر' قدوس' قائم' قدیر' قابض' قریب اور قدیم ہیں۔حرف راء سے رحمٰن' رحیم' رب' رؤف' رافع' رقیب' رزاق اور رشید ہیں۔حرف شین سے شاہد' شکور اور شدید العقاب ہیں۔حرف تاء سے تواب ہے۔حرف ثاء سے ثابت الوجود ہے۔حرف خاء سے خالق' خبیر اور خافض ہیں۔حرف ذال سے ذوالجلال والاکرام ہے۔حرف ضاد سے ضار' حرف ظاء سے ظاہر اور حرف غین سے غنی' غفار اور غالب ہیں۔

بہتر دعاء وہ ہے جو اسمائے حسنٰی کے ساتھ اور چودہ حروف نورانیہ کے ساتھ مانگی جائے۔چنانچہ بڑے بڑے صحابہ کی ایک جماعت مثلاً حضرت علی کرم اللہ وجہہ' حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عبداللہ بن سلام وغیرہ رضی اللہ عنہم نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔

اورانہیں میں اسم اعظم بھی ہے اور اسمائے حسنٰی اور چودہ حروف نورانیہ کے ساتھ دعا یہ ہے (ا) یااَللّٰہُ ' یَا اَحَدُ' یَا اَوَّلُ یا آخِرُ یَا لَطِیْفُ' (م) یَا مَالِکَ الْمُلْکِ' یَا مَالِک یَومِ الدِّیْنِ یَا مُحْیِیْ یَا مُمِیْتُ (ص) یَا صَمَدُ (ر) یَا رَبَّ الْاَرْبَابِ یَا رَحْمٰنُ ' یَا رَحِیْمُ (ک) یَا کَرِیْمُ (ہ) یَا ھَادِیُ اَنْتَ ھُوَ لَآاِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ (ی) یوہ اھیاشراھیاھیادو (ع) یَا عَلِیُّ یَا عَظِیْمُ (ط) یَا طَالِبُ یَا طَاھِرُ (س) یَا سَمِیْعُ یَا سُبُوْحُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ (ن) یَا نُوْرَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ وَنُوْرَ آلانْوَارِ کُلِّھَا وَمُنَوِّرَھَا یَا نَافِعُ اَسْئَلُکَ الْھُدٰیْ وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰیْ وَالتُّقٰی وَاَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ وَاَسْأَلُکَ رِزْقاً دَارًّاوَعَیْشاً قَاراً وَ عَمَلاً بَاراً وَالْحَاقاً بِعِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ وَاَسْئَلُکَ اِنْ نُصَلِّی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکِ وَعَلٰیْ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلِکَ وَاَنْ تُسَلِّمَ عَلَیْھِمَا وَعَلٰیْ آلِھِمَا وَعَلٰی الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَالشُّھَدَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ وَاَنْ تُعْطِیَنِیْ سُؤْلِیْ مِنْ خَیْرِ الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ وَاَنْ تُصْلِحَ لِیْ شَانِیْ کُلَّہٗ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ حَتّٰی اَلْقَاکَ وَاَنْتَ رَاضٍ عَنِّیْ وَعَنْ جَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

یہ بات جاننی چاہئے کہ جس طرح جسمانی طبیب کے لئے ضروری ہے کہ وہ جسمانی بیماریوں کی تشخیص کر کے ہر بیماری کا علاج اس کی ضد سے کرے اور مفرد اور مرکب دوائیوں کی تاثیرات اور خواص جان کر ہر بیماری میں ہر دوا کو متوسط مقدار میں استعمال کرائے نہ کہ حد سے زائد یا کم مقدار دے کر مریض کو نقصان پہنچائے۔اسی طرح روحانی طبیب کا بھی یہ فرض ہے کہ روحانی امراض کی اچھی طرح تشخیص کر کے علاج بالضد کرے اور اسماء وحروف کے خواص معلوم کر کے باندازۂ متوسط اس سے پڑھوائے مثلاً خوفزدہ شخص کو حاء جو ٹھنڈا تر ہے اور میم جو گرم خشک ہے اور وہ نام جو ان حروف کے ساتھ خاص ہیں یعنی حی' حنان' منان' حلیم' حکیم اور مومن اڑتالیس بار پڑھنے کو کہے۔پھر اس کے بعد خوف زدہ شخص خدا کا اسم اعظم ذاتی یا اللہ یا اللہ چھبیس بار پڑھ کر جس سے ڈرتا ہے اس سے بچنے کی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے پھر دوسری دفعہ وہی حروف اور وہی اسماء یا مومن تک اڑتالیس بار پڑھے اور یہ عدد حاء اور میم کے ہیں اور چھیاسٹھ اللہ تعالیٰ کے عدد ہیں اور و یا صمد سے دعا مانگے اور جو شخص پریشان ومتحیر ہو وہ اسم ہادی اور رشید اور مرشد سے دعا کرے۔فقیر و مفلس شخص اسم غنی' مغنی' منعم اور ذوالطّول سے دعا مانگے اور کمزور و بے طاقت شخص قوی المتین سے اور ذلیل و بے قدر آدمی عزیز اور عظیم سے اور عاجز شخص قہار اور قدیر سے دعا مانگے اور کند ذہن شخص اسم معلم' علیم اور محصی سے دعا مانگے اسی طرح ہر حاجت مند اپنی حاجت کے موافق اسم مبارک سے دعا مانگے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ایک عارف سے روایت کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عوف زہری اپنے مال و اسباب اور گھروں اور جاگیروں پر یہ چودہ حروف نورانیہ لکھ دیا کرتے تھے اور وہ سب محفوظ رہتے تھے۔

حروف مقطعات کے خواص وفوائد

(۱) حضرت عثمان بن عفان اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ دشمن سے مقابلہ کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ احْفَظْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بِالنَّصْرِ وَالتَّائِيْدِ بِالمص وَ بِكهيعص وَ بحمعسق و يٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ وَقٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَبِنُوْنَ وَالْقَلَمِ وَ مَا يَسْطُرُوْنَ

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑائی میں مسلمانوں کے درمیان ایک علامت مقرر کر کے فرمایا کہو حٰم ولاینصرون

(۳) ایک عارف کا ذکر کرتے ہیں کہ جب وہ دریائے دجلہ میں کشتی پر سوار ہوتے تو وہ چودہ حروف پڑھ لیتے جو سورتوں کے شروع میں ہیں۔ کسی نے پوچھا حضرت آپ یہ کیوں پڑھتے ہیں؟ فرمایا جب یہ حروف کسی جگہ جنگل یا دریا میں جہاں بھی پڑھے جائیں تو پڑھنے والا اور وہ مقام جہاں پڑھے گئے ہیں دونوں محفوظ ہو جاتے ہیں۔ اس کی جان و مال ہلاک ہونے اور غرق ہونے سے محفوظ رہتے ہیں۔

(۴) امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک عارف نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور ان پر حٰمٓ عٓسٓقٓ كذلك يوحىٓ اليك والى الذين من قبلك الله العزيز الحكيم نازل فرمایا تو میں جان گیا کہ اس میں کوئی الٰہی راز ہے۔ میں نے اس آیت کو اپنی سختیوں اور مصیبتوں کے وقت اپنی ڈھال بنایا تو میں اس کے سبب ہمیشہ محفوظ رہا اور خوشحال ہی رہا۔

(۵) اور فرماتے ہیں کہ میں نے موصل میں ایک عارف کے پاس حروف مقطعات لکھے ہوئے دیکھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے یہ کیوں لکھ رکھے ہیں تو فرمایا یہ بہت برکت والی چیز ہے ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ مجھے ہر آزمائش سے محفوظ رکھتے ہیں۔ رزق عطا فرماتے ہیں۔ جب بھی مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے تو میں ان کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں اور فوراً میری ضرورت پوری ہو جاتی ہے انہیں حروف کی برکت سے دشمن سے محفوظ رہتا ہوں۔ چور، سانپ بچھو، درندے اور حشرات الارض مجھ سے دور رہتے ہیں۔ جب سفر میں جاتا ہوں تو بھی انہیں ہی پڑھتا ہوں اور صحیح وسلامت واپس لوٹتا ہوں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس وقت مجھے کلمات کی برکات کا علم یقینی ہو گیا۔

(۶) امام غزالیؒ ہی بیان کرتے ہیں کہ ایک عارف کی لونڈی کو مرگی کا دورہ ہوا تو انہوں نے آ کر اس کے کان میں

بسم الله الرحمٰن الرحيم . المص ' كهيعص ' يٰسٓ والقرآن الحكيم ' حٰمٓ عٓسٓقٓ نٓ والقلم ومايسطرون.

پڑھا اور پھونک ماری تو دورہ جاتا رہا اور باندی فوراً ہوش میں آ گئی آئندہ بھی اس مرض سے محفوظ رہی۔

(۷) بصرہ میں ایک شخص داڑھ کا درد کیلا کرتا تھا مگر بخیل تھا کسی کو بتاتا نہیں تھا۔ جب وہ شخص مرنے لگا تو ایک شخص کو بلا کر کہا میرے پاس قلم دوات اور کاغذ لا تا کہ میں تجھے داڑھ کیلنا بتادوں۔ پھر اس نے یہ کلمات لکھ کر دیئے۔

الٓمٓصٓ طٰسٓمٓ كٓهٰيٰعٓصٓ حٰمٓ عٓسٓقٓ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعرشِ الْعَظِيْمِ. اُسْكُنْ اُسْكُنْ بِالَّذِىْ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ وَاسْكُنْ بِالَّذِىْ سَكَنَ لَهٗ مَاسَكَنَ لَهٗ مَا فِى الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ.

اور کہا جسے داڑھ میں درد ہو اس کی داڑھ کو ان حرفوں سے کیل دیا کر۔

(۸) تمیمیؒ کہتے ہیں جو شخص کسی مہینہ کی چودھویں تاریخ اور جمعہ کی رات کو عشاء کی نماز کے بعد ہرن کے چمڑے پر گلاب اور زعفران سے سورۂ بقرۃ المفلحون تک سورۂ آل عمران و انزل الفرقان تک المص وذكرىٰ للمومنين تک المرٓ ولكن اكثر الناس لايؤمنون تک كهيعص زكريا تک طٰهٰ لتشقىٰ تک طٰسٓمٓ تلك آيات الكتاب المبين تک يٰسٓ والقرآن الحكيم تک

والقرآن ذی الذکر شقاق تک حٰمٓ تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العلیم ۔مصیر تک حٰمٓعٓسٓقٓ کذالک یوحی حکیم تک قٓ والقرآن المجید اور نٓ والقلم وما یسطرون عظیم تک لکھ کر نرے کی ایک پوری میں ڈالے اور موم سے بند کر کے دوہرے کپڑے کے درمیان میں رکھ کر سی لے اور داہنے بازو پر باندھے۔ تو اس کا دل بہادر اور عزم مضبوط ہو جائے گا۔ اس سے دشمن ڈرے گا۔ سب لوگ اس کی عزت کریں گے اگر تنگ دست ہے تو مالدار ہو جائے گا۔ اگر خوف ہے تو وہ جاتا رہے گا۔ جادو کا مریض ہے یا پاگل پن کا تو اس سے نجات ملے گی۔ مقروض ہے تو قرضہ سے نجات ہو جائے گی۔ کوئی غم ہے تو خدا تعالیٰ اس کا غم دور کرے گا۔ مسافر ہے تو صحیح سلامت واپس لوٹے گا۔ بچوں کے گلے میں لٹکایا جائے تو وہ ہر خوف و خطرہ سے محفوظ رہیں گے۔ بے نکاحی عورت کے گلے میں ڈالیں تو اس کا نکاح ہو جائے گا۔ کسی دکان پر لٹکایا جائے اس پر گاہک کثرت سے آئیں گے۔ اگر کوئی کسی حاجت مندی میں مبتلا ہو وہ اسے اپنے پاس رکھے تو اس کی حاجت پوری ہوگی۔

(۹) علامہ بونیؒ فرماتے ہیں چودہ حروف جو کہ سورتوں کے شروع میں ہیں اگر کوئی شخص ان کو چاندی کی ایک گول تختی میں ایسے وقت کندہ کرائے جس وقت چاند برج ثور میں ہو اور ثور طالع ہو پھر اس تختی کو اپنے پاس رکھے تو وہ خوشحال رہے گا۔

(۱۰) اور جو شخص اسی طالع میں چاندی کی انگوٹھی پر کندہ کرا کر اس انگوٹھی کو پہنے تو اس کی تمام حاجتیں پوری ہوں گی۔

(۱۱) جو شخص رجب کے مہینہ کی پہلی تاریخ بروز جمعرات ان حروف کو انگوٹھی کے نگ میں کندہ کرا کے پہنے تو اگر اسے کوئی خوف ہے تو وہ جاتا رہے گا اگر بادشاہ (یا افسر) کے پاس جائے تو بادشاہ پر اس کی ہیبت چھا جائے گی اور وہ اس کی ضرورتیں پوری کرے گا۔

(۱۲) جو شخص ان حروف کو کسی غضبناک آدمی کے سر پر پھیر دے تو وہ راضی ہو جائیگا۔

(۱۳) جو پیاسا شخص ان حروف کو منہ میں رکھ کر چوس لے تو سیراب ہو جائے گا۔

(۱۴) اگر کوئی آدمی ان حروف کو رات بھر بارش کے پانی میں بھگوئے اور صبح نہار منہ وہ پانی پی لے تو اسکا حافظہ بہت مضبوط ہو جائے گا۔

(۱۵) اگر کوئی بے کار و بے روزگار شخص ان حروف کو پہنے تو اس کو کوئی کام مل جائیگا۔

(۱۶) اگر بیوہ عورت پہنے تو اس کا نکاح ہو جائے گا۔

(۱۷) اگر یہ حروف مرگی والے پر رکھ دیئے جائیں تو مرگی فوراً ختم ہو جائے گی۔

(۱۸) اگر یہ حروف بغیر تکرار کے اس ہفتہ کے دن میں لکھے جو چاند کے پہلے نصف میں ہو لکھ کر نگل جائے تو سارا سال اس کی آنکھوں میں تکلیف نہیں ہوگی۔

اگر کوئی آدمی جو تنگدست ہو اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک الکریم' الوہاب' ذوالطّول کا ہمیشہ ورد رکھے تو اللہ تعالیٰ اس پر رزق فراخ کر دیں گے چنانچہ میں نے کئی آدمیوں کو یہ ورد بتایا اور اس کی عجیب برکتیں دیکھیں اور اگر کوئی آدمی ان کا نقش گلے میں پہنے تو اس کے سب کام آسانی سے ہوتے رہیں گے۔

اور اسمائے حسنیٰ سے دعا مانگنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ جس اسم کا ورد کرنا ہو اس کے حروف الف لام کے بغیر لے کر جمل کبیر کے اعداد کے موافق ان کے عدد نکالے اور تنہائی میں خشوع خضوع اور حضور دل کے ساتھ جتنے وہ عدد ہوں اتنی بار ان کو پڑھے اس سے کم یا زیادہ نہ پڑھے دعا قبول ہوگی۔ بعض نے کہا ہے کہ کم پڑھنے میں نقصان ہے اور زیادہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ بہتر ہے۔ مثلاً الکریم الوہاب ذوالطّول کو پڑھنا ہے تو کریم وہاب ذوالطّول کے عدد بغیر الف لام کے ایک ہزار ساٹھ ہیں اور اگر ایک ساقط کر دیں تو ایک ہزار ساٹھ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک باسط اگر پڑھا جائے اور لکھ کر پاس بھی رکھا جائے تو اس سے رزق میں وسعت ہوتی ہے۔ غم اور تکالیف دور ہوتی ہیں اور دل خوش و مطمئن رہتا ہے اور اگر چار دن تک روزانہ چار گھنٹے اس کا ورد رکھا جائے یا ۸۲ دن تک روزانہ ۷۲ بار اسے پڑھے تو اللہ تعالیٰ اپنی عبادت کا شوق عنایت کرتا ہے اور ہر قسم کے بوجھ ہٹا دیتا ہے تنگی رزق دور ہو جاتی ہے۔

اور جب سورج سعد طالع میں ہو تو سونے کی تختی پر "ط" ۹ عدد اور "ھ" ۴ عدد کندہ کر کے پاس رکھا جائے تو اللہ تعالیٰ سرکش لوگوں کو خواہ وہ جن ہو یا انسان مغلوب کر دیتا ہے اور نیک اعمال کا شوق پیدا ہو جاتا ہے اور جو اس تختی کو پانی میں دھو کر پی لے تو اس کے جان و مال میں برکت ہوتی ہے اور نیکی کو پسند کرتا ہے اور دل میں انشراح ہو جاتا ہے اور بیماری سے شفاء ملتی ہے اور اگر چاند کی نویں یا اٹھارویں یا ستائیسویں تاریخ کو ان حروف کو لکھ کر اپنے پاس رکھے تو موذی حشرات الارض سے محفوظ رہتا ہے۔

البتہ یہ ضروری ہے کہ ناپاکی کی حالت میں اسے اپنے پاس نہ رکھے۔

جو شخص چاند کی ساتویں تاریخ کی ساتویں ساعت میں جس مطلب یا حاجت کے لئے لکھنا چاہے اور اس کی نیت سے باوضو ہو کر ۳۰ بار یا سات بار رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرے گا۔ جو شخص ۷ جمعے تک حلال رزق کا خیال رکھ کر کھائے پیئے اور قبلہ رو ہو کر طہارت کے ساتھ سوئے اور سوتے ہوئے یہ پڑھے **یا عزیز یا ذو الطول** تو وہ عالم روحانی کے عجیب و غریب اسرار کا مشاہدہ کرے گا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حدیث میں ہے ایک آدمی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ دنیا نے مجھ سے منہ پھیر لیا ہے اور میں تنگدست ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تو صلوٰۃ الملائکۃ اور تسبیح الخلائق کیوں نہیں پڑھتا؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کیا ہے تو ارشاد فرمایا وہ یہ ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ ' سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ مَنْ يَّمُنُّ وَلَايُمَنُّ عَلَيْهِ سُبْحَانَ مَنْ يُّجِيْرُ وَلَايُجَارُ عَلَيْهِ سُبْحَانَ مَنْ يَّبْرَأُ مِنَ الْحَوْلِ وَالْقُوَّةِ لَاسْتِفْتَاحِ الرِّزْقِ اِلَيْهِ سُبْحَانَ مَنِ التَّسْبِيْحُ مِنْهُ مِنَّةٌ عَلٰى مَنِ اعْتَمَدَ عَلَيْهِ سُبْحَانَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِهٖ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ يَامَنْ يُسَبِّحُ لَهُ الْجَمِيْعُ تُدَارِكُنِیْ فَاِنِّیْ جَزُوْعٌ

اسے فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان پڑھ کر سو بار استغفار پڑھا کر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو آدمی روزانہ **لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ** سو بار پڑھے اس کے لئے رزق کے دروازے اور جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور وہ قبر کے فتنہ سے محفوظ رہتا ہے۔ دنیا اس کے آگے ذلیل ہو کر آتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ہر ایک کلمہ سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو تسبیح پڑھتا رہتا ہے۔

عارف سید قرشیؒ فرماتے ہیں شیخ ابو الربیع سلیمان نے مجھ سے فرمایا کیا میں تجھے ایسی چیز بتا دوں جس کو تو حسب ضرورت خرچ کر لیا کرے؟ میں نے کہا ہاں بتائیں فرمایا یہ پڑھا کر **قُلْ يَا اَللّٰهُ ' يَا وَاحِدُ' يَااَحَدُ اِنْفَحْنِیْ مِنْكَ بِنَفْحَةِ خَيْرٍ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ**

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو شخص سو بار استغفار کرے تو جب تک وہ اپنے مال میں برکت نہ دیکھے گا اسے موت نہیں آئے گی۔ اور استغفار یوں کرے **استغفر الله العظيم الذی لآاِلٰه الا هوالحی القيوم و اتوب اليه واسأله التوبة والمغفرة من جميع الذنوب .**

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **استغفروا ربكم انه' كان غفاراً يرسل السمآء عليكم مدراراً .**

اولیاء میں سے ایک نے فرمایا کہ میں ایک دفعہ ایک تکلیف میں مبتلا ہوا میں نے اپنے ایک بھائی سے اس کا تذکرہ کیا تو اس نے کہا یہ آیات لکھ کر اپنے گلے میں باندھ لے۔

ان تستفتحوا فقد جآء کم الفتح انا فتحنالک فتحاً مبیناً نصر من الله و فتح قریب.

میں نے اسی طرح کیا تو میری تکلیف وتنگ دستی جاتی رہی۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں اگر کوئی شخص کاغذ پر قرآنی فتوح لکھ کر اپنے بازو پر باندھے اللہ تعالیٰ اس پر ہر نیک کام آسان کر دیتے ہیں اور وہ فتوح یہ ہیں۔

عسی الله ان یأتی بالفتح او امراً من عنده و عنده مفاتح الغیب لایعلمها الا هو ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین ولو ان اهل القریٰ آمنوا واتقوا لفتحنا علیهم برکات من السمآء والارض ان تستفتحوا فقد جآء کم الفتح ولما فتحوا متاعهم وجدوا بضاعتهم ردت الیهم واستفتحوا و خاب کل جبار عنید ولوفتحنا علیهم باباً من السمآء فظلوا فیه یعرجون رب ان قومی کذبون فافتح بینی و بینهم فتحاً ونجنی و من معی من المؤمنین ما یفتح الله للناس من رحمة فلاممسک ولها حتیٰ اذاجآء وها و فتحت ابوابها انا فتحنالک فتحاً مبیناً ے و مغانم کثیرةً یاخذونها تک وفتحت السمآء فکانت ابواباً اذاجآء نصر من الله والفتح.

اوررسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ جو مقروض ہو وہ یہ پڑھے۔ اللهم اغننی بحلالک عن حرامک و بطاعتک عن معصیتک و بفضلک عمن سواک .

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو آدمی تنگ دست ہو وہ گھر سے نکلتے وقت یہ پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ عَلیٰ نَفْسِیْ وَدِیْنِی وَمَالِیْ اَللّٰهُمَّ رَضِّنِیْ بِقَضَآئِکَ وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا قُدِّرَتَ لِیْ لَآ اُحِبُّ تَعْجِیْلَ مَآ اَخَّرْتَ وَلَا تَاْخِیْرَ مَاعَجَّلْتَ اِنَّکَ عَلیٰ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

اور جو شخص مذکورہ بالا دونوں دعاؤں کو نماز جمعہ کے بعد پڑھے اللہ تعالیٰ اسے دولت مند کر دیتے ہیں اور یہ دعا بھی ساتھ ملا لے۔

اَللّٰهُمَّ یَاحَمِیْدُ یَا حَمِیْدُ یَا مُبْدِیُٔ یَا مُعِیْدُ یَا رَحِیْمُ یَا وَدُوْدُ اِکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَبِطَاعَتِکَ عَن مَّعْصِیَتِکَ وَاَغْنِنِی عَمَّنْ سِوَاکَ

حضرت ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر کاروبار ادھار پر چلانا ہو تو اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر شروع کرو اللہ تعالیٰ ادھار ادا کرا دے گا کیونکہ بعض اخراجات قرض کی ادائیگی میں تقدیم یا تاخیر ہو جاتی ہے یا ظلم یا جھوٹ کی وجہ سے نقصان ہو جاتا ہے کسی نے پوچھا اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر کاروبار چلانے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا اس طرح کہ نفس کو دوسرے خیالات سے روکے رکھے اور دل کو بدعات سے ہٹائے رکھے اور یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ عَلَیْکَ تَدَایَنْتُ بِاسْمِکَ الَّذِیْ حَمَلْتَنِیْ بِهٖ حَمَلْتُ فَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْکَ اَنَبْتُ وَاَمْرِیَ اِلَیْکَ فَوَّضْتُ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الدُّخُوْلِ فِی ذِی الْجَهْلِ وَالْفِسْقِ وَفِیْ الْعَادَاتِ وَفِی الشَّرِّ وَالدَّنَسِ وَالرِّجْسِ.

اور اگر کوئی نفسانی خواہش آئے تو اس کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف ایسے بھاگ جس طرح آدمی آگ سے بھاگتا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کوئی نقصان پہنچائے اور یہ کہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیۤ اَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ وَمِنْ عَمَلِ اَهْلِ النَّارِ فَاَنْقِذْنِیْ اِغْفِرْلِیْ یَاعَزِیْزُ یَا غَفَّارُ

اب ہم افادۂ عام کے لئے چند چیزیں جو کہ مذکورہ اعمال سے استفادہ کے لئے ضروری ہیں یا جن کا تعلق علم میں اضافہ سے ہے۔ وہ ذکر کرتے ہیں یہ مترجم کی طرف سے اضافہ ہے سب سے پہلے اسمائے الٰہیہ کے اعداد پیش ہیں۔

فائدہ نمبرا

(۱)اللہ معبودحقیقی ۳۵ (۲)الرحمن مہربان ۲۹۸ (۳)الرحیم ورحمت والا (۲۵۸) (۴)الملک بادشاہ ۹۰ (۵)القدوس ہرعیب ونقصان سے پاک ۱۷۰ (۶)السلام سلامتی والا ۱۳۰ (۷)المؤمن ہرخوف سے امن دینے والا ۱۳۶ (۸)المھیمن نگہبان ۱۴۵ (۹)العزیز غالب ۹۴ (۱۰)الجبار زبردست ٹوٹے ہوئے کوجوڑنے والا ۲۰۶ (۱۱)المتکبر بڑائی والا ۲۶۲ (۱۲)الخالق پیدا کرنے والا ۷۳۱ (۱۳)الباریٔ صفت وخاصیت پیدا کرنے والا ۲۱۳ (۱۴)المصور شکل وصورت بنانے والا ۳۳۶ (۱۵)الغفار بہت بخشنے والا ۱۲۸۱ (۱۶)القھار سب پرغلبہ پانے والا ۳۰۶ (۱۷)الوھاب (بےغرض) بہت بخشش کرنے والا ۱۴ (۱۸)الرزاق رزق دینے والا ۳۰۸ (۱۹)الفتاح ہرکاربستہ کھولنے والا ۴۸۹ (۲۰)العلیم ہرچیز کاعلم رکھنے والا ۱۵۰ (۲۱)القابض روزی تنگ کرنے والا ۹۰۱ (۲۲)الباسط روزی کشادہ کرنے والا ۷۲ (۲۳)الرافع بلندی دینے والا: ۳۵۱ (۲۴)الخافض پست کرنے والا: ۱۴۸۱ (۲۵) المعز عزت دینے والا: ۱۱۷ (۲۶)المذل ذلت دینے والا: ۷۷۰ (۲۷)السمیع سننے والا: ۱۸۰ (۲۸)البصیر دیکھنے والا: ۳۰۲ (۲۹)الحکیم حکمت والا: ۷۸ (۳۰)العدل انصاف کرنے والا: ۱۰۴ (۳۱)اللطیف نکتہ رس: ۱۲۹ (۳۲)الخبیر ہرظاہروباطن سے باخبر: ۸۱۲ (۳۳)الرقیب نگہبان ہرایک کا حال دیکھنے والا: ۳۱۲ (۳۴)الحلیم بردبار: ۸۸ (۳۵)المجیب دعا کوقبول کرنے والا: ۵۵ (۳۶)الواسع وسعت دینے والا: ۱۳۷ (۳۷)الحکم فیصلہ کرنے والا: ۶۸ (۳۸)الودود محبت کرنے والا: ۲۰ (۳۹) العظیم بڑی عظمت والا: ۱۰۲۰ (۴۰)الغفور بخشنے والا: ۱۲۸۶ (۴۱)الشکور بڑاقدرشناس: ۵۲۶ (۴۲)العلی سب سے برتر: ۱۱۰ (۴۳)الکبیر سب سے بڑا: ۲۳۲ (۴۴)الحفیظ حفاظت کرنے والا: ۹۹۸ (۴۵)المقیت روزی رساں: ۵۵۰ (۴۶) الحسیب حساب لینے والا: ۸۰ (۴۷)الجلیل عظمت والا: ۷۳ (۴۸)الکریم کرم کرنے والا: ۲۷۰ (۴۹)المجید سب سے بزرگ: ۵۷ (۵۰)الباعث (زندگی بخش کر) اٹھانے والا: ۵۷۳ (۵۱)الشھید حاضر: ۳۱۹ (۵۲)الحق سچا: ۱۰۸ (۵۳)القوی پوری قوت رکھنے والا: ۱۱۶ (۵۴)الوکیل کارساز: ۶۶ (۵۵)المتین قوت والا: ۵۰۰ الولی دوست: ۴۶ (۵۷)الحمید قابل تعریف: ۶۲ (۵۸)المحصی شمار کرنے والا: ۱۴۸ (۵۹)المبدی عدم سے وجود میں لانے والا: ۵۶ (۶۰)المعید دوبارہ پیدا کرنے والا: ۱۲۴ (۶۱)المحیی زندگی بخشنے والا: ۶۸ (۶۲)الممیت مارنے والا: ۴۹۰ (۶۳)الحی ہمیشہ زندہ رہنے والا: ۱۸ (۶۴) القیوم ہمیشہ قائم رہنے والا: ۱۵۶ (۶۵)الواجد وجود میں لانے والا: ۱۴ (۶۶)الماجد بزرگی عطا کرنے والا: ۴۸ (۶۷)الواحد تنہا: ۱۹ (۶۸)الاحد ایک: ۱۳ (۶۹)الصمد بے نیاز: ۱۳۴ (۷۰)القادر قدرت والا ۳۰۵ (۷۱)المقتدر قدرت پانے والا: ۷۴۴ (۷۲)المقدم آگے کرنے والا: ۱۸۴ (۷۳)المعطی عطا کرنے والا: ۱۲۹ (۷۴)المانع روکنے والا: ۱۶۱ (۷۵)الضار ضرر پہنچانے والا: ۱۰۰۱ (۷۶)النافع نفع پہنچانے والا: ۲۰۱ (۷۷)النور روشن کرنے والا: ۲۵۶ (۷۸)الھادی راہ دکھانے والا: ۲۰ (۷۹)البدیع ایجاد کرنے والا: ۸۶ (۸۰)الباقی ہمیشہ رہنے والا: ۱۱۳ (۸۱)الوارث سب کے بعد رہنے والا: ۷۰۷ (۸۲)المنتقم انتقام لینے والا: ۶۳۰ (۸۳)المنعم انعام دینے والا: ۲۰۰ (۸۴)العفو گناہ سے درگزر کرنے والا: ۱۵۶ (۸۵)الرؤف مہربان: ۲۸۶ (۸۶)الرب پروردگار: ۲۰۲ (۸۷)المقسط انصاف کرنے والا: ۲۰۹ (۸۸)الجامع جمع کرنے والا: ۱۱۴ (۸۹)الغنی بے نیاز: ۱۰۶۰ (۹۰)المغنی بے نیاز بنانے والا: ۱۱۰۰ (۹۱)المؤخر پیچھے کرنے والا: ۸۴۶ (۹۲)الظاھر کھلی ہوئی ہستی والا: ۱۱۰۶ (۹۳)الباطن پوشیدہ: ۶۲ (۹۴)الوالی کارساز: ۴۷ (۹۵)المعالی بزرگ و برتر: ۵۵۱ (۹۶)البر مہربان: ۲۰۲ (۹۷)التواب توبہ قبول کرنے والا: ۴۰۹ (۹۸)الاول سب سے پہلے: ۳۷ (۹۹)الآخر ذ سب سے آخر قائم رہنے والا۔

نوٹ:۔ اسمائے حسنیٰ کے یہ اعداد ہراسم مبارک کے خروع میں پائے جانے والے الف لام کے اعداد کے بغیر ہیں اگر الف لام سمیت اعداد معلوم کرنے ہوں تو ہراسم مبارک کے اعداد میں ۳۱ اور جمع کردیں تو آپ کا مقصود حاصل ہے کیونکہ الف کا عدد ایک ہے اور لام کے تیس ہیں۔

فائدہ نمبر۲

اسم اعظم اللہ تعالیٰ کا نام ہے، بہت عظیم اور بے پناہ قوتوں کا سرچشمہ ہے۔ قرآن کریم میں موجود ہے مگر تعیین کے ساتھ معلوم نہیں کہ کون سا کلمہ اسم اعظم ہے۔ اسم اعظم کے حصول کے لئے لوگوں نے لمبی عمریں صرف کر دیں۔ اسم اعظم کی خصوصیات واثرات عقل وفہم کی حدود سے باہر ہیں۔ سابقہ آسمانی کتابوں میں بھی اس کا تذکرہ موجود ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ملکہ بلقیس کو جو جن پلک جھپکنے میں لے آیا تھا حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اسے اسم اعظم معلوم تھا۔ اسم اعظم ہی کی اعجازی قوت سے اس نے یہ حیران کن کارنامہ انجام دیا تھا۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ توراۃ میں بھی اسم اعظم تھا۔ یہ حکمت الٰہیہ ہے کہ لیلۃ القدر جو کہ عظیم تر رات ہے اسے بھی اللہ تعالیٰ نے پوشیدہ رکھا جمعہ کے دن میں قبولیت کی ایک گھڑی اسے بھی مخفی رکھا اسی طرح اولیائے کاملین میں جو قطب اور صاحب خدمت بزرگ ہوتے ہیں جن کے ذمہ بعض دفعہ تکوینی خدمات بھی ہوتی ہیں انہیں بھی اللہ تعالیٰ نے پوشیدہ رکھا۔ اسی طرح اسم اعظم کو بھی مخفی رکھا۔ (اسم اعظم کے بارے میں مولف الدرر النظیم کی تحقیق آگے سورۂ آل عمران میں آ رہی ہے)

احادیث میں بھی اسم اعظم کا تذکرہ اور اشارہ ہے مگر تعیین نہیں ہے۔ بہت ساری آیات اور دعاؤں کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں اسم اعظم ہے مگر کسی کلمہ یا جملہ کو متعین کر کے نہیں فرمایا کہ یہ اسم اعظم ہے مگر یہ بات ضرور ہے کہ احادیث میں جن آیات و دعاؤں کے بارے میں نشاندہی فرمائی گئی ہے کہ ان میں اسم اعظم ہے ان میں سے ہر ایک میں حروف مقطعات میں سے کوئی نہ کوئی حرف موجود ہے اور غالب گمان ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ اسی حرف کی طرف ہو۔ یہ نکتہ بھی مقطعات میں اسم اعظم کے موجود ہونے کے غالب امکان کو روشن کرتا ہے۔

فائدہ نمبر۳ (اضافہ از مترجم)

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے درس بخاری میں یہ واقعہ سنایا کہ ایک آدمی کو اسم اعظم معلوم تھا۔ بظاہر یہ شخص غریب و بے کس اور معمولی درجہ کا آدمی تھا۔ پولیس والوں نے اسے کسی کیس میں خواہ مخواہ گرفتار کر لیا اور کیس کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہیں تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ پولیس والوں نے مار پیٹ شروع کر دی وہ بے چارہ بار بار کہتا رہا کہ مجھے معلوم نہیں ہے آپ لوگ بلاوجہ مجھ پر ظلم کر رہے ہیں لیکن پولیس والے اسے اذیت دیتے رہے اور وہ بے چارہ اذیت کی تاب نہ لا کر بے ہوش ہو جاتا تھا۔ مگر اس نے اسم اعظم استعمال نہیں کیا اگر وہ چاہتا تو اس کے پاس اسم اعظم کی بے مثال طاقت موجود تھی ایک لمحہ میں پولیس والوں کو تہس نہس کر سکتا تھا۔ مگر اس نے سختیاں برداشت کیں اور اس راز کو ظاہر نہ کیا۔ اسم اعظم اسی کو مرحمت کیا جاتا ہے جس میں بے مثال قوت برداشت ہو۔ ورنہ تو آدمی اپنے مفاد میں آ کر خلق خدا کو پریشان کر کے رکھ دے۔

فائدہ نمبر۴

اللہ تعالیٰ کے صفاتی اسماء کی پہچان کا طریقہ یہ ہے کہ یہ نام جب الف لام کے ساتھ ہو یا حرف نداء کے ساتھ ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کا مخصوص صفاتی نام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں جہاں بھی صفت کے یہ صیغے استعمال ہوئے ہیں الف لام کے ساتھ آئے ہیں۔ مثلاً الاول الآخر اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں اسی طرح یا اول یا آخر صرف اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال ہو سکتا ہے مگر جب یہی اول و آخر مخلوق کے لئے استعمال ہو تو نہ اس پر الف لام لگایا جا سکتا ہے نہ حرف نداء

الٓمّٓ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ
وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ. وَبِالْاٰخِرَۃِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ اُولٰٓئِکَ عَلٰی هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ
وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

جو شخص جمعرات کے دن پہلے پہر کسی پاک صاف برتن میں مشک وزعفران سے اس آیت کو لکھے اور میٹھے پانی سے دھوکر پی لے اور اس دن کھانا وغیرہ نہ کھائے بلکہ اگر رات کو پیے اور دن کو روزہ رکھے تین دن یا پانچ دن اسی طرح کر لے تو اس کا حافظہ قوی اور علم مضبوط ہو جائے گا۔

اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا
وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ م بِاَمْرِهٖ ط اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ط تَبٰرَکَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ

(۱) جو شخص نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی اور آیت کو پڑھے اگر وہ مقروض ہے تو بہت ہی جلد اس کا قرض ادا ہو جائے گا۔

(۲) اسی طرح مقروض آدمی اگر ہر نماز کے بعد درج ذیل آیات پڑھے تو بہت فائدہ ہوگا۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُقَدِّمُ اِلَیْکَ بَیْنَ یَدَیْ ذٰلِکَ کُلِّهٖ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ آخر تک شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِکَةُ وَ
اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًام بِالْقِسْطِ ط لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ...... آخر تک قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ
الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط بِیَدِکَ الْخَیْرُ ط اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَ
تُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ تک

اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّالشَّمْسَ
وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ م بِاَمْرِهٖ ط اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ط تَبٰرَکَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً ط اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ
الْمُعْتَدِیْنَ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ط اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ تک۔

(۳) حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو شخص دن رات میں تینتیس آیتیں ایک دفعہ پڑھ لیا کرے وہ ہر آفت سے محفوظ رہے گا۔ نہ کوئی درندہ اسے تکلیف پہنچا سکے گا اور نہ کوئی چور وہ آیات یہ ہیں۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ ط لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ
اِلَّا بِاِذْنِهٖ ط یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ کُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَ لَا
یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ لَآ اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْم بِاللّٰهِ فَقَدِ
اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَهَا ط وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ط
وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓئُهُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ط اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ

لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْکُمْ بِهِ اللّٰهُ ط فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ
وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ
وَمَلٰٓئِکَتِهٖ وَکُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ لَا یُکَلِّفُ
اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ط لَهَا مَا کَسَبَتْ وَعَلَیْهَا مَا اکْتَسَبَتْ ط رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ

اِصۡرًا کَمَا حَمَلۡتَهٗ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا رَبَّنَا وَ لَاتُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعۡفُ عَنَّا وَاغۡفِرۡلَنَا وَارۡحَمۡنَا اَنۡتَ مَوۡلٰنَا فَانۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِیۡنَ

سورۂ صافات کی دس آیتیں شروع سے لازب تک سورۂ رحمٰن کی دو آیتیں یامعشر الجن سے تنتصران تک سورۂ حشر کی آیتیں لو انزلنا هذا القرآن سے لے کر آخر سورۃ تک اور سورۃ الجن شططا تک

ان آیات کا نام آیات الخوف اور آیات الحرس ہے۔ یہ ایک مضبوط حفاظت ہیں اور ان میں ہر بیماری سے شفاء ہے۔ جن میں سے ایک جذام اور برص بھی ہے۔

خاصیت آیت ۲۵ برائے خوشحالی کھیتی

وَبَشِّرِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ؕ كُلَّمَارُزِقُوۡا مِنۡهَامِنۡ ثَمَرَةٍ رِّزۡقًا قَالُوۡا هٰذَا الَّذِیۡ رُزِقۡنَا مِنۡ قَبۡلُ وَ اُتُوۡا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَلَهُمۡ فِیۡهَآ اَزۡوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّهُمۡ فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ

اگر کوئی درخت پھل نہ اٹھاتا ہو تو اس کے لئے یہ آیت بہت مفید ہے۔ طریقہ یہ ہے کہ جمعرات کے دن روزہ رکھے اور وہ روزہ کاسی یا کسی اور کچے سبزہ سے افطار کرے اور نماز مغرب سے فارغ ہو کر ان آیات کو کاغذ کے ایک ٹکڑے پر لکھے۔ لکھتے وقت کوئی بات نہ کرے۔ پھر اس کاغذ کو اس درخت کی کسی ٹہنی سے باندھ دے۔ واپس آتے ہوئے یہ کرے کہ اگر اسی درخت پر کوئی پھل ہو تو اس توڑ کر کھالے اگر اس پر نہ ہو تو اس کے ساتھ والے درخت سے ایک پھل توڑ کر کھالے اور اوپر سے پانی کے تین گھونٹ پی کر واپس آجائے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس درخت کو خوب پھل لگے گا۔

خاصیت آیت ۳۰ تا ۳۲

وَاِذۡقَالَ رَبُّكَ لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَةً ؕ قَالُوۡٓا اَتَجۡعَلُ فِیۡهَا مَنۡ یُّفۡسِدُ فِیۡهَا وَیَسۡفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحۡنُ نُسَبِّحُ بِحَمۡدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّیۡٓ اَعۡلَمُ مَا لَاتَعۡلَمُوۡنَ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمۡ عَلَی الۡمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنۡۢبِـُٔوۡنِیۡ بِاَسۡمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ قَالُوۡا سُبۡحٰنَكَ لَاعِلۡمَ لَنَآ اِلَّامَا عَلَّمۡتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَكِیۡمُ

ان آیات سے جن و انسان مسخر ہوتے ہیں اور علوم و مکاشفات حاصل ہوتے ہیں۔ طریقہ درج ذیل ہے۔

جس چاند کا پہلا دن جمعرات ہو اس دن پاک صاف ہو کر روزہ رکھے اور غروب کے وقت گڑ یا کسی اور میٹھی چیز مثلاً کھجور وغیرہ سے افطار کرے اور قبلہ رخ ہو کر تیس مرتبہ ان آیات کی تلاوت کر کے کہے۔

اَیُّهَا الۡاَرۡوَاحُ الۡقَاهِرَةُ الۡوَاصِلَةُ التَّقۡدِیۡسَ الۡمُوۡكَّلُوۡنَ بِهٰذِهِ الۡاٰیَاتِ الۡمُطِیۡعُوۡنَ لِاَمۡرِهَاوَلِسِرِّهَا الۡمُوۡدَّعِ فِیۡهَا اَجِیۡبُوۡا الدَّعۡوَةَ وَاَفِیۡضُوۡاعَلَیَّ اَنۡوَارَ رُوۡحَا نِیَّتِكُمۡ حَتّٰی اَنۡطَقَ بِمَا خَفِیَ واُخۡبِرَبِالۡكَائِنِ صَادِقاً وَاَصۡلُوۡا اِلَیَّ وُجُوۡهَ بَنِیۡ آدَمَ وَبَنَاتِ حَوَّا وَاَلۡقُوۡا وَاَصۡلُوۡا فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ رَغۡباً وَرَهۡباً

پھر ان آیات کو شیشہ کے گلاس یا پیالہ میں آس کے پھولوں کے پانی اور زعفران سے جو مشک اور گلاب سے حل کیا ہوا ہو لکھ کر گلاب کے پانی سے دھو کر پی لے اور سو جائے پانچ دن یا سات دن اسی طرح کرے اور ساتویں دن جمعرات کی رات کو ستر بار ان آیات کو کسی تنہا جگہ پر بیٹھ کر پڑھے اور عود دہکائے۔ فارغ ہو کر اپنے انہی کپڑوں میں سو جائے تو خواب میں اسے اپنا مقصود مل جائے گا۔

خاصیت آیت ۴۰ تا ۴۲ برائے کشف راز

یٰبَنِیۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اذۡكُرُوۡا نِعۡمَتِیَ الَّتِیۤ اَنۡعَمۡتُ عَلَیۡكُمۡ وَاَوۡفُوۡا بِعَهۡدِیۤ اُوۡفِ بِعَهۡدِكُمۡ وَاِیَّایَ فَارۡهَبُوۡنِ (۴۰)
وَاٰمِنُوۡا بِمَاۤ اَنۡزَلۡتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمۡ وَلَا تَكُوۡنُوۡۤا اَوَّلَ كَافِرٍۭ بِهٖ وَلَا تَشۡتَرُوۡا بِاٰیٰتِیۡ ثَمَنًا قَلِیۡلًا وَّ اِیَّایَ فَاتَّقُوۡنِ (۴۱)
وَلَا تَلۡبِسُوا الۡحَقَّ بِالۡبَاطِلِ وَتَكۡتُمُوا الۡحَقَّ وَاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ

اگر کسی عورت سے کوئی بات حاصل کرنا مقصود ہو اور وہ نہ بتا رہی ہو تو اس آیت کو کسی کنواری لڑکی کے کپڑے کے ٹکڑے پر لکھ لے اور جب وہ عورت سوئی ہوئی ہو تو اسے اس کے سینہ پر رکھ دے۔ وہ عورت خود بخود اپنی معلومات بتانا شروع کر دے گی۔

خاصیت آیت ۶۰

وَاِذِ اسۡتَسۡقٰی مُوۡسٰی لِقَوۡمِهٖ فَقُلۡنَا اضۡرِبۡ بِّعَصَاكَ الۡحَجَرَ ؕ فَانۡفَجَرَتۡ مِنۡهُ اثۡنَتَا عَشۡرَةَ عَیۡنًا ؕ قَدۡ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشۡرَبَهُمۡ ؕ كُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا مِنۡ رِّزۡقِ اللّٰهِ وَلَا تَعۡثَوۡا فِی الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِیۡنَ

ان آیات کو مٹی کے پاکیزہ برتن میں لکھے جو چکنا ہو یا شیشہ یا پتھر کے پیالہ میں لکھے اور موسم بہار کی بارش کے پانی سے دھو کر بوتل میں ڈال لے۔ تین دن اس بوتل کو اسی طرح رہنے دے اس کے بعد اس پانی کو شربت گلاب میں ڈال کر اس میں تھوڑا سا سرخ بکری کا دودھ ملا کر آگ پر پکائے جب پک کر گاڑھا ہو جائے تو اس کو محفوظ کر لے۔

جس آدمی کو پیاس بہت لگتی ہو وہ اس میں سے دو درہم کی مقدار صبح کو کھالے اور اتنا ہی شام کو تو اس کی پیاس کی شدت ختم ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر سفر میں کہیں ایسی جگہ ہے جہاں پانی نہ ہو اور پیاس بہت لگی ہو یا بیماری کی وجہ سے پیاس ہو تو بھی اس کے استعمال سے فائدہ ہوگا۔

خاصیت آیت ۷۰

اِنَّ الۡبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَیۡنَا ؕ وَاِنَّاۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهۡتَدُوۡنَ جو آدمی کوئی چیز خریدنا چاہتا ہو تو خریدتے وقت پہلے یہ پڑھے۔

یا مخریامختار یا من الخیر منه یامن الخیر بیده یا دلیل الخیر یا مرشد یا هادی

پھر جب اس چیز کو دیکھ بھال رہا ہو تو مذکورہ بالا آیت پڑھے۔ جب تک خرید نہ لے پڑھتا رہے یا بعض نے کہا یہ آیت دیکھ بھال سے پہلے سات بار پڑھ لے ان شاء اللہ اس سودے میں نقصان نہ ہوگا۔

خاصیت آیت ۷۴

ثُمَّ قَسَتۡ قُلُوۡبُكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ فَهِیَ كَالۡحِجَارَةِ اَوۡ اَشَدُّ قَسۡوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الۡحِجَارَةِ لَمَا یَتَفَجَّرُ مِنۡهُ الۡاَنۡهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنۡهَا لَمَا یَشَّقَّقُ فَیَخۡرُجُ مِنۡهُ الۡمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنۡهَا لَمَا یَهۡبِطُ مِنۡ خَشۡیَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ

(۱) اگر کسی شخص کا دل سخت ہو گیا ہو اور وہ اپنے محبّ سے محبت نہ کرتا ہو تو خوشبودار مٹی کی پاک اور کوری ٹھیکری لے بلکہ ایسی ہو جو ابھی ابھی آوی سے پک کر نکلی ہو اس پر ریحان کی لکڑی کی قلم سے اس شخص کا نام جس کا دل سخت ہو گیا ہے لکھے پھر شراب کے سرکہ اور شہد سے جس کو آگ کی حرارت نہ پہنچی ہو اس سے اس نام کے اردگرد اس آیت کو دائرے میں لکھے اور ٹھیکری کو اس کوئیں یا اس مٹکے میں ڈال دے جس سے یہ شخص پانی پیتا ہے۔ تو اس شخص کا دل نرم ہو جائے گا۔

(۲) اگر کوئی شخص نیک اور اچھا تھا اور اب بدل کر برائی پر آ گیا ہے تو اس کے لئے بھی مذکورہ بالا طریقہ پر استعمال کریں ان شاء اللہ وہ نیکی کی حالت پر لوٹ آئے گا۔

(۳) اگر بادشاہ یا افسر اپنی رعایا اور محکوموں سے بدسلوکی کرتا ہو تو مذکورہ بالا آیت کو مذکورہ طریقہ سے کسی کاغذ پر لکھ کر شہر کے کسی اونچے مکان پر یا ایسے مکان کے اوپر لٹکائے جو کہ پہاڑ کے اوپر ہو تو اس بادشاہ کا رویہ بدل جائے گا۔

(۴) اگر خاوند کو اپنی بیوی سے یا بیوی کو اپنے خاوند سے نفرت و دشمنی ہو تو زرد موم سے میاں بیوی دونوں کے دو پتلے بنالیں مرد کے پتلے کے سینہ میں تانبے کی سوئی سے عورت اور اس کی ماں کا نام لکھے اور عورت کے پتلے کے سینہ میں مرد کا نام اور اس کی ماں کا نام لکھے پھر ایک کاغذ میں اس آیت کو لکھ کر ان دونوں کے درمیان دے کر دونوں پتلوں کو آپس میں جوڑ دے اور پھل دار درخت کے نیچے دفن کر دے۔ ان کی آپس کی نفرت و دشمنی ختم ہو جائے گی۔

(۵) اگر کسی کنوئیں یا نہر کا پانی کم ہو گیا ہو تو اس آیت کو مٹی کی ٹھیکری پر لکھ کر اس میں ڈال دے ان شاء اللہ پانی بہت ہو جائے گا۔

(۶) اگر گائے یا بکری وغیرہ کا دودھ کم ہو یا بالکل نہ دیتی ہو تو سرخ تانبے کے تھال میں یہ آیت لکھ کر پاک پانی سے دھو کر پلا دیں دودھ بہت ہو جائے گا۔

خاصیت آیت ۹۳

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ط خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ط قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاُشْرِبُوْا فِي قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ط قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

اگر کوئی بات دشمن سے پوشیدہ رکھنی ہو کہ اسے سمجھ نہ آئے (اور صورت ایسی ہو کہ وہ ہر وقت مجلس میں موجود رہتا ہے اس کے سامنے باتیں ضرور کرنی پڑتی ہیں) تو یہ آیت ہفتہ کے دن میٹھی روٹی کے ٹکڑے پر لکھ کر اس کو کھلا دے۔ اب جو بات آپ چاہیں گے کہ اس کی سمجھ نہ آئے تو اسے سمجھ نہیں آئے گی۔

خاصیت آیت ۱۲۵

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ط وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ط وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ

میں نے علمائے عارفین کے ہاتھ کا لکھا ہوا دیکھا ہے کہ جو شخص رات کو یہ آیت پڑھ کر نیت کر کے سوئے کہ میں فلاں وقت جاگوں تو اسی وقت ضرور جاگ جائے گا۔

خاصیت آیت ۱۲۷

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ط رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ط اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

جو شخص اس آیت کو شیشہ کے گلاس میں زعفران اور گلاب سے لکھ کر سیاہ انگوروں کے پانی سے دھو کر اس میں تھوڑا سا کہربا اور تھوڑی سی پسی ہوئی نبات ملا کر پی لے تو بواسیر کے مرض سے صحت ہو جائے گی اور اگر خون تھوکنے کی بیماری ہے تو وہ بھی ختم ہو جائے گی۔ اور ظاہری و باطنی ریح کو بھی نفع دے گا۔

خاصیت آیت ۱۴۴

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ط وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ط وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ

یہ آیت فالج' لقوہ اور ریح کے مریضوں کے لئے مفید ہے۔ طریقہ یہ ہے کہ اسپادری تانبے کی تھالی کو خوب صاف و چمکدار کر کے اس میں گلاب' مشک اور قند سیاہ سے اس آیت کو لکھے اور پاک پانی سے دھو کر لقوہ والا اس پانی سے اپنا منہ دھوئے اور ان لکھی ہوئی آیتوں کو تقریباً تین گھنٹے دیکھتا رہے۔ تین دن تک اسی طرح کرے۔

خاصیت آیت ۱۴۸

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ط اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ط اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

اگر کہیں سے کوئی سامان چوری ہو گیا یا کوئی آدمی بھاگ گیا ہو تو اس آیت کو نئے کپڑے کے ٹکڑے پر لکھ کر چور یا بھاگے ہوئے آدمی کا نام لکھیں پھر جس مکان سے چوری ہوئی یا جس مکان سے آدمی بھاگا اس کی دیوار پر اس ٹکڑے کو رکھ کر اوپر سے ایک میخ ٹھونک دیں تو بھاگنے والا شخص اور چور سامان لے کر واپس آ جائے گا۔

خاصیت آیت ۱۶۳

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اگر کوئی آدمی سورج کے برج اسد میں ہوتے ہوئے اس آیت کو چاندی کی انگوٹھی میں لکھوا کر انگلی میں پہنے رکھے تو نہ کوئی اسے ستائے گا اور نہ اس کو کوئی نقصان پہنچائے گا۔

خاصیت آیت ۱۸۶

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ط اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ

ایک عارف فرماتے ہیں اس آیت سے کئی باتیں مراد ہو سکتی ہیں۔ (۱) سوال (۲) قرب (۳) قبولیت (۴) طلب قبولیت

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ یہ آیت حضرت عمر فاروق اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازل ہوئی کہ انہوں نے رمضان المبارک کی رات میں اپنے بیویوں سے قربت کر لی اور بعد میں بہت ندامت ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ اب ہم کس طرح توبہ کریں۔

ایک روایت میں ہے کہ یہودیوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آسمان ہم سے پانچ سو سال کی مسافت پر ہے اور پھر آسمان کا حجم بھی ہے تو اتنے فاصلہ سے اللہ تعالیٰ ہماری پکار کو کس طرح سن لیتا ہے؟ اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

ضحاکؒ فرماتے ہیں کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہمارا رب ہمارے قریب ہے کہ ہم اس سے آہستگی سے مانگیں یا دور ہے کہ ہم اسے اونچی آواز سے پکاریں' تو اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یہاں عبادی سے مراد اللہ تعالیٰ کے خاص الخاص بندے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کسی چیز کا سوال ہی نہیں کرتے نہ وہ کسی امر کی حکمت کا سوال کرتے ہیں اور نہ کسی مخلوق کا اور نہ دنیا کی کسی اور چیز کا سوال کرتے ہیں کیونکہ ان کا مقصود و مطلوب تو فقط اللہ تعالیٰ ہی ہے یہ ان لوگوں میں سے نہیں جو کہ پہاڑوں' یتیموں' محترم مہینوں یا حیض وغیرہ کے بارے میں سوال

کرتے ہیں اسی لئے یہاں ان کے جواب میں فرمایا فانی قریب اور جن لوگوں نے پہاڑوں، یتیموں اور حرام مہینوں وغیرہ کے بارے میں سوال کیا ان کا جواب قل سے دیا کہ اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ انہیں بتا دیں۔ پہلے لوگوں کو بلا واسطہ جواب ملا اور دوسروں کو بالواسطہ کیونکہ ہر ایک سوال اس کی اپنی اندرونی کیفیت و حالت پر دلالت کرتا ہے۔ اب یہ مخصوص بندوں کا جو سوال ہے اس قسم کا سوال جہت مسافت کے قریب پر دلالت کرتا ہے اس لئے اس کے جواب میں انی قریب کے بعد اجیب دعوۃ الداع فرمایا تاکہ یہاں پر قرب سے جہات و مسافات کا قرب نہ سمجھ بیٹھے۔ اللہ تعالیٰ کا ذات جہات و مکانات میں آنے سے پاک اور وداء ہے۔ لہذا اس قرب سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس داعی کی دعا فوراً قبول فرمالیتا ہے۔ معلوم یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا بندہ کے قریب ہونا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلے اپنے بندہ کو دعا کی توفیق عطا فرماتا ہے پھر اس کی دعا قبول فرماتا ہے۔

اور یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے قریب ہے اور بندہ اپنے رب کے قریب ہے مگر اللہ تعالیٰ کا قریب جہات و مسافات کا قرب نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ مقدار و مسافت وغیرہ کے معاملات سے پاک ہے اس لحاظ سے کوئی مخلوق اس کے ساتھ ملی ہوئی نہیں اور نہ کوئی دور ہے۔ بلکہ اللہ کا قرب یہ ہے کہ وہ اپنے دوستوں کو عزت دیتا ہے اور بعد یہ ہے کہ وہ اپنے دشمنوں کو اپنی بارگاہ سے دھتکار دیتا ہے اس دنیا میں بندہ کے لئے اللہ تعالیٰ کا قرب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنی معرفت عطا فرماتا ہے اور اسے اپنی فرمانبرداری کی توفیق عطا فرماتا ہے اور آخرت میں قرب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی لغزشوں کو معاف فرما کر اسے عزت بخشے گا۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے قریب ہونا علم قدرت اور معاملہ سے ہوتا ہے چنانچہ قرآن کریم میں ہے۔

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ

اور مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ قریب تو ہے مگر اس کا قرب بے کیف ہے اور ذات کا قرب نہیں ہے کیونکہ اس کے حق میں ذاتی قرب محال ہے اور بندہ کا اللہ تعالیٰ کے قریب ہونا تین طرح سے ہوسکتا ہے۔ ایک اس طرح کہ بندہ اطاعت و عبادت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہو چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے بندہ سجدہ کی حالت میں اپنے رب کے قریب ہوجاتا ہے۔ لہذا تم میں سے کوئی جب سجدہ میں ہو تو دعا مانگنے میں خوب کوشش کرے اور حدیث قدسی میں ہے کہ بندہ فرائض ادا کرنے سے زیادہ کسی اور چیز سے میرا قرب حاصل نہیں کرتا اور نوافل سے مزید قرب بڑھتا رہتا ہے الخ۔

دوسرے اس طرح سے بندہ جب بری صفات کو چھوڑ کر اچھی صفات اختیار کرتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے بندہ جب نبوی اخلاق اپناتا ہے اور اس میں علم و بردباری، عفو و درگزر، پردہ پوشی اپناتا ہے اور دوست و دشمن، نیک و بد سب پر برابر احسان کرتا ہے اور یہ صفات اللہ تعالیٰ کی ہیں تو یقیناً ان کے اختیار کرنے سے اسے اللہ تعالیٰ کا قرب ملتا ہے۔

تیسرے اس طرح سے کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کے وجود اس کی عظمت اس کے جلال و جبروت پر یقین رکھتا ہے اور اس پر کہ اللہ تعالیٰ قاہر ہے مقہور نہیں۔ غالب ہے مغلوب نہیں اور وہ کسی شے کے مشابہ نہیں اور نہ کوئی چیز اس کے مشابہ ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے اور یہی قرب اعلیٰ درجہ کا قرب ہے اور یہی معرفت الٰہیہ کا اعلیٰ درجہ ہے جیسا کہ کسی کا شعر ہے۔

ونلت المنیٰ لما حللت بقربه و لم یبق لی شیٔ امنی به نفسی

اور جب میں اس کے قریب اترا تو میرا مقصد حاصل ہو گیا اب میری کوئی ایسی آرزو باقی نہیں رہی جسے میں اپنے دل میں لاؤں۔
اور جن کو معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے۔ ان کا دل اسی قرب کے نور سے روشن ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔ ''کہ مجھے معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا ہوگا اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا''۔

یہاں قرب کا لفظ اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے بندوں اور ولیوں کے دلوں کی انسیت کے لئے فرمایا ورنہ قرب ذاتی جسمانی اور قرب صفاتی سے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔ جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **لاتفضلوانی علیٰ یونس بن متیٰ** اس کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ معراج کی رات میں اگر چہ میں ایسے مقام پر پہنچا جہاں جبرئیل بھی نہ جا سکتا تھا اور حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی نگل کر نیچے سے بھی نیچے لے گئی تھی پھر بھی میرے بارے میں یہ گمان نہ کرو کہ میں یونس علیہ السلام کی نسبت اللہ تعالیٰ سے زیادہ قریب ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سامنے بلندی و پستی سب برابر ہیں۔

یہاں پر سوال بھی ہوتا ہے جب اس آیت میں مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعا قبول کرتا ہے تو پھر یہ کیوں ہوتا ہے کہ بندہ جو چیز مانگتا ہے وہ اسے نہیں ملتی؟

اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ یہاں ساتھ مشیت الٰہیہ کی قید بھی ساتھ ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو قبول فرماتا ہے دوسرا جواب یہ دیا گیا کہ یہاں **اجیب اسمع** کے معنی میں ہے کہ میں دعا مانگنے والے کی دعا کو سن لیتا ہوں اور سننے کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ اسے پورا بھی کر دیا جائے تیسرا جواب یہ ہے کہ یہاں اجیب کا معنی یہ ہے جو اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب بندہ کہتا ہے رب تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لبیک عبدی (اے میرے بندے بتا) مگر یہ ضروری نہیں جواب دے کر سوال ضرور پورا کر دیا جائے۔ چوتھا جواب یہ ہے کہ یہاں دعا عبادت کے معنی میں ہے اور اجابت سے مراد ثواب ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا مانگے بشرطیکہ گناہ اور قطع رحمی کی دعا نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض تین چیزوں میں سے ایک عنایت فرماتا ہے یا تو دنیا میں ہی اس کی مانگی ہوئی چیز اسے دیدی جاتی ہے۔ یا اس کے عوض اس سے کوئی مصیبت ہٹا دی جاتی ہے یا اس کی اس دعا کا عوض آخرت میں ذخیرہ کر دیا جاتا ہے۔ پانچواں جواب یہ ہے کہ جب کسی کی دعا قبولیت کے وقت میں واقع ہو جائے تو وہ قبول ہوتی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جمعہ کا دن افضل ہے اور اس میں ایک وقت ایسا ہے کہ جس میں مومن اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور وہ عطا فرماتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے کہا اگر کوئی منافق جمعہ کے اس وقت میں دعا مانگے تو اس کا کیا ہوگا؟ آپؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ منافق کو اس وقت دعا کی توفیق ہی نہیں دیتا۔ چھٹا جواب یہ ہے کہ جب تک بندہ اللہ کی حدود سے تجاوز نہ کرے۔ ظلم نہ کرے نماز روزہ اور حج کو نہ چھوڑے۔ غیبت نہ کرے اور حرام نہ کھائے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تھا۔ حلال کھایا کرو تمہاری دعا قبول ہو گی۔ ایک روایت ہے کہ کسی نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا آپ کی دعا کے قبول ہونے کی وجہ کیا ہے۔ آپؓ نے فرمایا اس لئے کہ میں اس وقت تک لقمہ منہ میں نہیں لے جاتا جب تک یہ معلوم نہ کر لوں کہ یہ کھانا کہاں سے آیا ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ ایک رات میں اور حضرت سعد کھجوروں کے ایک باغ میں ٹھہرے۔ ہم دونوں بھوکے تھے اور کھانے کی کوئی چیز ہمارے پاس نہ تھی اور نہ ہی باغ کا مالک ہمیں وہاں مل پایا۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا اگر تو سچا مسلمان ہے تو یہاں کی ایک کھجور بھی نہ چکھنا۔ چنانچہ ہم نے وہاں پر اپنی سواری باندھی اور ساری رات

بھوکے ہی گزاردی۔ جب صبح ہوئی تو باغ کا مالک آیا اور ہم نے اس سے کچھ کھجوریں اور گھاس قیمت دے کر خریدا اور کھجوریں خود کھائیں اور گھاس اپنی سواری کو کھلایا۔

خاصیت آیت ۲۴۶

اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِىٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا ؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ

(۱) امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قرآن کریم کی چار آیتیں ایسی ہیں جن میں سے ہر ایک میں دس دس قاف ہیں اور وہ آیات حرب ہیں۔ جو شخص ان آیات کو جھنڈے پر لکھ کر میدان جنگ میں جائے تو جس لشکر میں یہ جھنڈا ہوگا اس کو کبھی شکست نہ ہوگی بلکہ وہ دشمن پر فتح یاب ہوگا۔

(۲) اور جو شخص ان آیات کو کسی پتہ پر لکھ کر سر پر رکھ لے اور امراء ورؤسا کے پاس جائے تو وہ اس کی عزت کریں گے۔

ان میں سے پہلی آیت الم تر الیٰ الملاء الخ دوسری آل عمران میں ہے

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ

تیسری سورۂ نساء میں ہے

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ؕ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا

اور چوتھی سورۂ مائدہ میں ہے

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَىْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ

خاصیت آیت ۲۵۵

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِىْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَىْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِىُّ الْعَظِيْمُ

(۱) جو شخص ہر نماز کے بعد اس آیت کو پڑھے وہ شیطان کے مکر وفریب اور وسوسہ سے اور جنات کی سرکشی سے محفوظ رہے گا۔ کبھی تنگدست نہ ہوگا اس کو ایسی جگہ سے رزق ملے گا جہاں سے اس کے خواب وخیال میں نہ ہوگا۔

(۲) جو شخص صبح شام گھر میں داخل ہوتے وقت اس آیت کو پڑھے تو وہ چوری، تنگدستی، آگ میں جلنے اور دوسری شرارتوں اور سختیوں سے محفوظ رہے گا۔ ہمیشہ تندرست رہے گا۔ رات کو گھبراہٹ وپریشانی سے اور دل کے درد سے محفوظ رہے گا۔

(۳) جو شخص اس آیت کو ٹھیکری پر لکھ کر غلہ میں رکھے تو وہ غلہ چوری ہونے سے اور دیمک و کیڑا وغیرہ لگنے سے محفوظ رہے اور اس میں برکت بھی ہوگی۔

(۴) جو شخص گھر یا دکان کی دہلیز میں اوپر اس آیت کو لکھ دے تو اس گھر دکان یا باغ ہے تو اس میں بہت رزق ہوگا۔ کبھی تنگی نہ آئے گی اور کبھی چوری بھی نہ ہوگی۔

(۵) جو شخص ہر نماز کے بعد کثرت سے یہ آیت پڑھے تو وہ مرنے سے پہلے جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لے گا۔

(۶) جو شخص سفر میں ہو یا کسی خوفناک جگہ میں ہو تو وہ اپنی چھری سے اپنے اوپر ایک دائرہ کھینچ کر اس پر آیت الکرسی، سورۂ اخلاص، معوذتین، فاتحہ اور قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلٰنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ

پڑھ کر دم کرے تو کوئی چیز اس کے نزدیک نہیں آئے گی۔ اور نہ ہی کوئی جن یا انسان اسے تکلیف پہنچا سکے گا۔

(۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو شخص آیت الکرسی کو زعفران سے اپنے داہنے ہاتھ کی ہتھیلی پر سات بار لکھ کر ہر بار اسے چاٹ لے تو اس کا حافظہ اتنا بڑھ جائے گا کہ کبھی کوئی بات بھولے گی نہیں اور فرشتے اس کے لئے مغفرت کی دعا کریں گے۔

خاصیت آیت ۲۶۶

فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ اگر کسی کو دھدری ہو تو یہ آیت لکھنے سے اس کا مرض جاتا رہے گا۔

سورۂ آل عمران......فضائل وخواص

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ سورۂ بقرہ اور آل عمران کو پڑھا کرو کیونکہ یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن دو بدلیوں کی طرح بن کر سائبان کی طرح ہو کر آئیں گی اور اپنے پڑھنے والے کے متعلق ایک دوسرے سے جھگڑیں گی اور ایک روایت میں ہے کہ دونوں اس کی سفارش کریں گی۔

خاصیت آیت اول

الٓمّٓ اللہ لاالٰہ الا ھو الحی القیوم وانزل الفرقان

(۱) جو شخص اس آیت کو کاغذ پر زعفران اور گلاب و مشک سے لکھ کر ہرن کی ایک پوری میں ڈال کر موم سے اس کو بند کر کے بچہ کے گلے میں ڈال دے تو وہ بچہ شیطان سے اور ام الصبیان کی بیماری سے، جنوں کی ...... سے اور سب آفتوں سے محفوظ رہے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ وہ نزا سورج طلوع ہونے سے پہلے کاٹا گیا ہو۔

(۲) جو شخص جمعرات کے دن دوسری ساعت میں اس آیت کو ہرن کی باریک کھال پر باریک قلم سے لکھ کر انگوٹھی کے نگینہ کے نیچے رکھ لے اور خالص نیت و پاک بدن کے ساتھ اس انگوٹھی کو پہنے رکھے گا تو وہ شخص خوش بخت ہو جائے گا۔ ہر شخص اس کا حکم مانے گا وہ ہر ایک کے شر سے محفوظ رہے گا اور اس کا دشمن اس سے خائف رہے گا۔

اسم اعظم

حافظ ابوالقاسم سہیلیؒ کہتے ہیں کہ اس بارے میں علماء کی آراء مختلف ہیں۔ بعض کی رائے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء مبارکہ برابر ہیں کسی کو کسی پر فضیلت نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کا کوئی اسم اعظم نہیں ہے اور احادیث و آثار میں جو اسم اعظم مذکور ہوا ہے وہاں اعظم، عظیم کے معنی میں ہے

جیسے اکبر بمعنی کبیر اور اھون بمعنی ھین آتا ہے اور دلیل یہ ہے کہ اگر کوئی اسم اعظم ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور اس کی تعیین فرما کر امت کے لئے اس سے دعا مانگتے کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امتؐ پر بہت ہی مہربان ہیں۔ جب آپؐ نے ایسا نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ کوئی اسم اعظم نہیں ہے۔ سب فضیلت اور حکم میں برابر ہیں ان میں سے جس کے ذریعہ بھی دعا مانگی جائے اگر اللہ چاہے تو قبول فرمالیتا ہے اور نہ چاہے تو قبول نہیں فرماتا اور اس آیت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ سب اسماء مبارکہ برابر ہیں۔ **قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن ایاما تدعوا فلہ الاسمآء والحسنیٰ** یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دو کہ تم اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو جس نام سے بھی اسے پکارو سب اسی کے نام ہیں۔

حافظ ابوالقاسمؒ کہتے ہیں کہ اب ہمیں اس پر غور کرنا چاہئے کہ جو لوگ اسم اعظم کے وجود کے منکر ہیں ان کے انکار کی وجہ کیا ہے۔ آیا یہ عقلاً محال ہے یا شرعاً محال ہے چنانچہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ عقلاً بھی محال نہیں اور نہ شرعاً عقلاً یہ بات محال نہیں ہے کہ ایک نیک عمل کو دوسرے نیک عمل پر فضیلت ہو یا ایک کلمہ کو دوسرے کلمہ پر فضیلت ہو کیونکہ اس فضیلت کی بنیاد ثواب کی کمی یا بیشی ہے دیکھو فرائض کو نوافل پر بالاتفاق فضیلت ہے۔ اور نماز اور جہاد کو دوسرے اعمال پر فضیلت ہے چونکہ دعا اور ذکر بھی ایک عمل ہے تو بعید نہیں کہ کوئی دعا یا ذکر جلدی قبول ہو جائے اور آخرت میں اس کا ثواب بھی زیادہ ہو یہ بات بھی صحیح ہے کہ اسماء سے مراد ان کا مسمّیٰ ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو قدیم ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام قدیم سب برابر ہے مگر جب ہم اسے اپنی زبان پر لائیں گے تو اب یہ ہمارا کلام اور ہمارا عمل ہے جس میں تفصیل جائز ہے اور جب اسماء میں تفصیل جائز ہے تو سورتوں اور آیتوں میں بھی جائز ہوگی کیونکہ یہ تفصیل بھی راجع ہوگی۔ تلاوت کی طرف جو کہ ہمارا فعل ہے اور ہمارا عمل ہے اس تفضیل کا تعلق متلوا سے نہ ہوگا کیونکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

اور منکرین یہ جو کہتے ہیں کہ اعظم بمعنی عظیم ہے اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تھا۔ قرآن کریم میں اعظم آیت کونسی ہے۔ انہوں نے عرض کیا **اللہ لآ الہ الا ھو الحی القیوم** الخ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوالمنذر تجھے تیرا علم مبارک ہو اب اگر اعظم بمعنی عظیم ہوتا تو اس مبارک کی کیا ضرورت تھی۔ قرآن تو سارے کا سارا عظیم ہے اور قرآن کریم کی ہر آیت عظیم ہے۔ تو معلوم ہوا کہ اعظم بمعنی عظیم نہیں ہے۔

اگر کوئی آدمی کہے کہ بعض دفعہ کوئی آدمی اسم اعظم سے دعا کرتا ہے مگر قبول نہیں ہوتی اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ کسی اسم مبارک کے بارے میں یہ قطعی یقین نہیں کہ یہی اسم اعظم ہے۔ صرف ظن ہوتا ہے کیونکہ اس کی تعیین میں اختلاف ہے تو جب دعا مانگنے والے کے نزدیک ہی اسم اعظم متعین نہیں تو وہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ میں نے اسم اعظم سے دعا مانگی ہے اور وہ قبول نہیں ہوئی۔

اور اگر کہا جائے کہ ایک آدمی تمام اسمائے حسنیٰ کو جمع کر کے دعا مانگتا ہے پھر بھی اس کی حاجت پوری نہیں ہوتی تو اس کا کیا جواب ہے۔ ہم کہتے ہیں اس طرح اب تک کسی نے تجربہ نہیں کیا۔

علامہ سہیلیؒ نے اس اعتراض کے دو جواب دیئے ہیں (۱) یہ اسم ہم سے پہلے لوگوں کو بھی معلوم تھا مگر وہ اس کی بہت حفاظت اور عزت کیا کرتے تھے اور بغیر طہارت کے استعمال نہیں کرتے تھے اور اس اسم کا عامل متواضع اور انکساری کرنے والا ہوتا تھا اور اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور ہیبت ہوتی تھی اور اللہ کے سوا وہ کسی سے نہیں ڈرتا تھا اور جب بھی وہ کسی ہنسی یا دل لگی کی جگہ اس کا استعمال کرتا اور اس پر کما حقہ عمل نہ کرتا تو لوگوں کے دلوں سے اس کی عظمت و ہیبت ختم ہو جاتی تھی اور اس اسم سے اس کی دعا بھی قبول نہ ہوتی تھی اور نہ اس کی کوئی حاجت پوری ہوتی چنانچہ حضرت ایوب علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں ان دو شخصوں سے جو آپس میں جھگڑا کرتے تھے امر بالمعروف کیا کرتا تھا اور وہ لڑائی جھگڑے کی حالت ہی میں اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے تو بے موقع اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کی کراہت ان کے دل میں نہ رہی تھی اور نیز آپ فرماتے

ہیں کہ بغیر طہارت کے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا مجھے پسند نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے اسم کی عظمت اور حرمت بہت عمدہ شی ہے۔

(۲) اور دوسرا جواب یہ ہے کہ دعا جب دل سے ہو صرف زبان سے نہ ہو تو وہ ضرور قبول ہوتی ہے مگر قبولیت کی کئی صورتیں ہیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یا تو سائل کا مطلوب اسے مل جاتا ہے یا اس دعا کا عوض اس کے لئے قیامت کے دن تک ذخیرہ کر لیا جاتا ہے اور سائل کے لئے وہ ذخیرۂ آخرت کہیں بہتر ہوتا ہے اور یا اس دعا کے سبب سے اس کے سر سے کوئی بلا ٹال دی جاتی ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا کہ میری امت دنیا کے کسی عذاب میں مبتلا نہ کی جائے اس لئے قبول نہ ہوئی تا کہ قیامت کے دن دنیا کے فتنوں کے عوض امت کے حق میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش قبول کی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت مرحوم ہے آخرت کے دن اسے عذاب نہ ہوگا اور دنیا میں انہیں زلزلوں اور فتنوں کا عذاب ہوگا جب دنیوی فتنے اخروی عذاب کے ٹلنے کا سبب ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مبارک ناکام نہ ہوئی بلکہ بوجہ احسن قبول ہوگئی۔

شیخ ابوبکر فہری اس اعتراض کا یہ جواب دیتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ اسم اعظم کے ساتھ دعا مانگنے والے کی دعا قبول ہوگی تو ضرور قبول ہوگی ورنہ نہیں ہوگی۔ اگر کوئی سوال کرے کہ جب یہ بات ہے تو پھر اسم اعظم سے دعا مانگنے کا کیا فائدہ؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی شخص کی زبان سے اسم اعظم نکلواتا ہے جس کی حاجت روائی کا فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے اور جس کی تقدیر میں حاجت روائی نہیں ہوتی اس کو اسم اعظم نہیں دیا جاتا۔ اگر کوئی کہے کہ سب دعاؤں کا یہی حال ہوتا ہے اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں قبولیت ہے تو دعا مانگی جاتی ہے ورنہ نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سب دعاؤں کا یہ حال نہیں ہے بلکہ سب لوگ وہ دعائیں بھی مانگ لیتے ہیں جن کی دعا قبول ہونی ہوتی ہے اور وہ بھی مانگتے ہیں جن کی دعا قبول نہیں ہونی ہوتی اور اسم اعظم کی دعا اسی وقت زبان پر آتی ہے جبکہ قبولیت کی سب شرطیں پائی جاتی ہیں اور رکاوٹیں ختم ہو چکی ہوں۔ پس اسم کے اعظم ہونے کا یہی معنی ہے اور اسی اصول پر سورتوں کی ایک دوسرے پر فضیلت کو سمجھنا چاہئے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ سورۂ تبارک الذی اپنے پڑھنے والے کے حق میں جھگڑا کرے گی اور یہ فرمان کہ قل ھواللہ احد تہائی قرآن کے برابر ہے۔

بہر حال عقلاً ثابت ہو گیا کہ اسم اعظم ہے اور یہ باقی اسماء پر فضیلت رکھتا ہے اور جب اسم اعظم ہے تو یقیناً ممکن ہے کہ قرآن کریم میں نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ما فرطنا فی الکتاب من شی کوئی ایسی شی نہیں ہے جو ہم نے قرآن میں نہ لکھی ہو تو قرآن کریم میں اسم اعظم ضرور ہوگا۔ یہ محال ہے کہ اللہ تعالیٰ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کو اس اسم مبارک سے محروم رکھے حالانکہ آپ افضل الانبیاء ہیں اور آپ کی امت خیر الامم ہے۔

لیکن یہ بات کہ اسم اعظم قرآن کریم میں کہاں ہے تو اس بارے میں بعض نے تو کہا ہے کہ اسم اعظم قرآن کریم میں اس طرح مخفی ہے جیسے جمعہ کے دن میں قبولیت کی گھڑی کو اور ماہ رمضان میں شب قدر کو مخفی رکھا گیا ہے تا کہ لوگ ان کی تلاش میں خوب کوشش کریں اور ایک دوسرے پر ظاہر نہ کریں۔

اسم اعظم کے بارہ میں احادیث و آثار

اب ہم ذیل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات گرامی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار ذکر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ واتل علیهم نبأالذی آتیناه آیاتنافانسلخ منها یعنی ان کو اس شخص کی خبر سنا دے جس کو ہم نے اپنی آیتیں دی تھیں اور وہ ان میں سے نکل گیا۔ حضرت ابن عباسؓ ابن اسحاقؒ سدیؒ اور مقاتلؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں جس آدمی کا ذکر ہے وہ نبی اسرائیل کا شخص بلعم باعور تھا اور اسے اسم اعظم معلوم تھا ایک دفعہ بلعم کو بادشاہ نے بلایا تو وہ چھپ گیا بالآخر پکڑا گیا اور بادشاہ نے اس سے کہا تو وہ شخص ہے جس کے پاس اسم اعظم ہے اس نے کہا ہاں بادشاہ نے کہا میرے لئے ایک بیل کی دعا کر جس سے

ابھی کام نہ لیا گیا ہو اس نے دعا کی تو اسی وقت ایک سرخ رنگ کا بیل موجود ہو گیا جس کے پاس کوئی نہیں آ سکتا تھا۔ بلعم نے اس کے پاس جا کر اس کے کان میں کوئی بات کہی اور بیل اسی وقت مر گیا۔ بلعم باعور نے بادشاہ سے کہا تو بنی اسرائیل کو ستانے سے باز آ ورنہ تیرا بھی یہی حال ہو گا جو اس بیل کا ہوا۔ اسی وقت وہ بادشاہ بنی اسرائیل کو ستانے سے رک گیا۔

اور اسی قسم کی یہ آیت ہے قال الذی عندہ علم من الکتاب انا آتیک بہ اکثر مفسرین قتادہؒ وغیرہ کہتے ہیں۔ اس آیت میں جس آدمی کا ذکر ہے وہ آصف بن برخیا ہے جس نے سلیمان علیہ السلام سے کہا تھا کہ آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے ہی بلقیس کا تخت لا حاضر کروں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے دائیں طرف دیکھا تو آصف بن برخیا نے اسم اعظم سے دعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتے تخت اٹھا کر زمین کے نیچے سے زمین کو چیرتے ہوئے لے آئے اور زمین حضرت سلیمان علیہ السلام کے آگے سے پھٹ گئی اور تخت حاضر ہو گیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آصف بن برخیا نے جس اسم اعظم سے دعا مانگی تھی وہ یاحی یا قیوم تھا۔ زہریؒ کہتے ہیں آصف بن برخیا کی دعا یہ تھی یَاالٰھَنَا وَاِلٰہَ کُلِّ شَیْءٍ اِلٰھاً وَّاحِداً لَاۤاِلٰہَ اِلَّاۤ اَنْتَ اٰئْتِنِیْ بِعَرْشِھَا اس دعا سے فوراً تخت موجود ہو گیا اور بعض نے کہا اسم اعظم یا ذوالجلال والاکرام ہے۔

اور اسی قسم سے ہے آیت وماۤ انزل علیٰ الملکین ببابل ھاروت و ماروت مفسرینؒ فرماتے ہیں ہاروت و ماروت دونوں دن بھر لوگوں کے فیصلے کیا کرتے تھے اور شام کے وقت اسم اعظم پڑھ کر آسمان پر چڑھ جاتے تھے۔ ایک دن زہرہ کا مقدمہ آ گیا جو شہر بھر کی عورتوں میں زیادہ حسین تھی اور ملک فارس کی شہزادی تھی۔ وہ دیکھتے ہی اس پر فریفتہ ہو گئے اور اس کو مباشرت کے لئے کہا اس نے انکار کیا اور کہا جب تک تم مجھے اسم اعظم نہیں بتلاؤ گے۔ تمہارا کام نہ ہو گا۔ انہوں نے کہا اسم اعظم بسم اللہ اکبر ہے وہ اسے پڑھ کر آسمان کی طرف چڑھ گئی اور وہاں جا کر خدا کے حکم سے ستارہ بن گئی۔ اور اکثر اہل علم یہی فرماتے ہیں کہ بابل میں ان دو فرشتوں پر اتارا گیا تھا اسم اعظم تھا جس کے ذریعہ زہرا آسمان پر چڑھ گئی اور دونوں فرشتے بھی غضب الٰہی نازل ہونے سے پہلے آسمان پر چڑھ جاتے تھے شیاطین نے بھی ان سے سیکھ کر اپنے دوستوں کو جادو سکھلانا شروع کر دیا تھا۔

حدیث میں ہے کہ ملک الموت اسم اعظم کی دعا ہی سے روحیں قبض کرتا ہے۔ ان تفصیلات سے معلوم یہ ہوا کہ اسم اعظم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہاں زبان زد عام تھا کسی نے اس کا انکار نہیں کیا۔ ہاں اگر اختلاف ہے تو آیت کی تفسیر میں ہے اور تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول راجح ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینہ پر دست مبارک مار کر فرمایا تھا۔ اللھم علمہ التاویل یا اللہ ابن عباس کو تاویل کا علم عطا کر اور حضرت ابن عباسؓ نے اس آیت کی تفسیر میں اسم اعظم بیان کیا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے بھی اسم اعظم کے متعلق ارشادات منقول ہیں ابوداؤد نے اپنی سند سے روایت کیا ہے۔ حَدَّثَنَا یحییٰ عن مَالِکِ عَنْ مُعَاوِیَۃَ عن عبدِاللّٰہِ بنِ ابی بریدۃ عَنْ اَبِیْہِ اِنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم سَمِعَ رَجُلاً یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۤ اَشْھَدُ اَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَاۤاِلٰہَ اِلَّاۤ اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ فَقَالَ لَقَدْ سَاَلْتَ اللّٰہَ بِالْاِسْمِ الْاَعْظَمِ الَّذِیْ اِذَا دُعِیَ بِہٖ اَجَابَ وَاِذَا سُئِلَ بِہٖ اَعْطٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو یہ پڑھتے سنا۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۤ اَشْھَدُ اَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَاۤاِلٰہَ اِلَّاۤ اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ تو ارشاد فرمایا تو نے اللہ تعالیٰ سے اس اسم اعظم کے ساتھ دعا مانگی ہے جس سے دعا مانگی جائے تو قبول ہوتی ہے اور مانگا جائے دیا جاتا ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے۔ الٰھکم الہ واحد لاۤ الہ الا ھو الرحمن

الرحیم اور الٓم الله لآ اله الا هو الحی القیوم.

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں ایک آدمی کو یہ کہتے سنا اَللّٰهُمَّ اِنِّیٓ اَسْئَلُکَ اَنَّکَ اَحَدٌ صَمَدٌ لَمْ تَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلاَ وَلَدًا تو آپ نے ارشاد فرمایا تو نے اللہ تعالیٰ سے اسم اعظم کے ساتھ سوال کیا ہے جس سے دعا قبول ہو جاتی ہے اور جو مانگو مل جاتا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے جو نماز میں پڑھ رہا تھا۔ اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ یَاحَنَّانُ یَا مَنَّانُ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَاذُوْالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ۔ آپ نے صحابہؓ سے فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ کون سے اسم کے ساتھ دعا مانگ رہا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا اللہ اور اللہ کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص اسم اعظم کے ساتھ دعا مانگ رہا ہے جس سے دعا قبول ہوتی ہے اور جو مانگو دیا جاتا ہے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اسم اعظم تین سورتوں میں ہے۔ سورۂ بقرہ سورۂ آل عمران اور سورۂ طٰہٰ۔ جعفر دمشقیؒ کہتے ہیں میں ان تین سورتوں میں غور کی نظر سے دیکھا تو مجھے ان میں ایسی چیز نظر آئی جو دوسری سورتوں میں نہیں۔ اور وہ آیۃ الکرسی ہے اور آل عمران میں الٓم الله لآ اله الا هو الحی القیوم ہے اور طٰہٰ میں وعنت الوجوه للحی القیوم ہے۔

میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ اسم اعظم "الله" ہے چنانچہ حدیث میں بھی آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کہتے سنا اَللّٰهُمَّ اِنِّیٓ اَسْئَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الْحَمْدُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ تو آپؐ نے فرمایا اس نے اسم اعظم الله لآ اِلٰهَ اِلَّا هُو کے ساتھ اپنے خدا کو پکارا ہے کیونکہ اس کا کوئی ہم نام نہیں ہے اور اس نام کے ساتھ کوئی دوسرا موسوم نہیں ہے۔

ابو جعفر کہتا ہے کہ ابوحفص نے جو طٰہٰ للحی القیوم اسم اعظم نکالا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ طٰہٰ میں جو آیا ہے۔ الله لا اله الا هو له الاسماء الحسنیٰ بھی اسم اعظم ہے۔ اس طرح احادیث میں تطبیق ہوگئی۔

محمد بن حسنؒ حضرت امام ابوحنیفہؒ سے روایت کرتے ہیں کہ اسم اعظم "اللہ" کیا دیکھتے نہیں کہ رحمٰن رحمت سے مشتق ہے رب ربوبیت سے مشتق ہے اور "اللہ" کسی سے مشتق نہیں ہے۔ ابن مبارکؒ فرماتے ہیں۔ اسم اعظم "اللہ" ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے دوسرے تمام اسماء اس کی طرف مضاف ہوتے ہیں مگر "اللہ" کی ان کی طرف اضافت نہیں کی جاتی۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ اسم اعظم یا ظاہر ہے اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ یا حی یا قیوم ہے۔

حافظ ابو القاسم سہیلیؒ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام سب کے سب "اللہ" کے تابع ہیں جس کے ساتھ مل کر پورے سو ہو جاتے ہیں اور جنت کے درجات بھی سو ہیں۔ چنانچہ صحیح حدیث میں ہے کہ جنت کے درجے سو ہیں ہر دو درجوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے اور اسمائے حسنیٰ کے بارے میں فرمایا کہ جو شخص انہیں یاد کرے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ معلوم ہوا کہ اسماء کی تعداد جنت کے درجوں کے برابر ہے۔ "اللہ" کے اسم اعظم ہونے کی دلیل ہے کہ باقی تمام اسماء اس کی طرف مضاف ہوتے ہیں چنانچہ کہتے ہیں کہ اللہ کا نام عزیز ہے یوں نہیں کہتے کہ اللہ نام ہے عزیز کا۔

اور فہری کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وللّٰه الاسمآء الحسنیٰ فادعوه بها یہاں اسماء کو عام کیا۔ پھر فرمایا قل ادعوا الله او ادعوا الرحمن اس میں پہلے اسم اعظم کا ذکر کیا اور مخلوق کو ہدایت کی کہ اس نام سے پکاریں یہ اسم خاص اللہ تعالیٰ کا نام ہے کوئی دوسرا اس سے موسوم نہیں ہوسکتا۔ مخلوق میں سے کسی سرکش شیطان نے بھی اپنے آپ کو اللہ کہلوانے کی جرات نہیں کی۔ فرعون جو اتنا بڑا ظالم و سرکش تھا اس نے مصر کے قبطیوں سے کہا انا ربکم الاعلیٰ جس کی وجہ سے دنیا ہی میں اس پر اور اس کی قوم پر عذاب آیا مگر اسے بھی یہ طاقت نہ ہوئی

کہ انا اللہ کہہ دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے اشرار کو بھی اس نام کے دعویٰ کرنے کی جرات نہیں دی اسی واسطے فرمایا **هل تعلم له سميا** یہ وہ نام ہے جس کا ورد مخلوق کی زبان پر جاری کیا اور ہر ایک کو یہی سمجھایا کہ ہمیشہ خدا کا یہی نام لیں۔ اسی نام کے ساتھ ایمان کو متعلق کیا۔ اسی کو فریاد خواہوں کی فریاد مظلوموں اور خوفزدوں کی پناہ بنایا اور اسی کو عابدوں کی عبادت بنایا۔ جو شخص کسی مصیبت میں پھنس جائے یا کسی بلا کے منہ میں آ جائے تو وہ اسی نام سے خدا کو پکارتا ہے اور جو بھی بچہ پیدا ہوتا ہے اس کے متعلق پہلا حکم یہی ہے کہ اس کے کان میں یہی نام پکارو اور مرتے وقت بھی یہی نام **لآ اله الا الله** ہی کام بناتا ہے۔ اسی نام کو مخلوق اپنے بول چال اور معاملات میں استعمال میں لاتی ہے اور پیش کرتی ہے۔ چنانچہ انہیں روکا گیا کہ **لاتجعلوا الله عرضة لايمانكم** اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں فرمایا **ادعوا الله او ادعوا الرحمن** اور گنجائش دیدی کہ جس اسم کے ساتھ تمہارا دل چاہے پکارو اگر مجھے میرے ذاتی نام سے نہ پکارو تو مجھے میری رحمت اور فضل سے پکارو اسی لئے شیخ واسطیؒ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو اس کے کسی نام سے پکارتا ہے تو اس میں اس شخص کا حصہ ہوتا ہے مگر اسم ''اللہ'' کے ساتھ پکارنے میں اس کو کوئی حصہ نہیں ملتا کیونکہ واحدانیت میں کسی کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ اسی لئے اہل علم فرماتے ہیں کہ یہ اسم تعلق کے لئے ہے۔ **تخلق** کے لئے نہیں۔ اور اس لئے بھی کہ الوہیت مخلوقات کو پیدا کرنے پر قادر ہونے کی وجہ سے ہے جو کہ اعلیٰ درجہ کے کمال کی صفت ہے۔ حضرت ابو سعیدؒ فرماتے ہیں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ایک کلمہ یعنی اللہ کی طرف بلایا۔ جس نے اسے سمجھ لیا اس نے دوسرے کلمات کو بھی سمجھ لیا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے **قل هو الله** فرما کر اہل حقیقت کے لئے کلام ختم کیا۔ پھر خواص کے لئے احد بڑھایا پھر اولیاء کے لئے اتنا اور فرمایا **الله الصمد** پھر عوام کی خاطر اور بڑھایا کہ **لم يلد ولم يولد و لم يكن له كفواً احد**

لفظ **اللهم** اصل میں یا اللہ تھا یاء کو حذف کر کے آخر میں میم کا اضافہ کیا تا کہ یا اللہ کا معنیٰ قائم رہے اور اس واسطے بھی تا کہ عوض اور معوض جمع نہ ہو جائیں۔ بعض نے کہا اس میں میم زائد ہے۔ عرب کلمہ کے آخر میں میم زائد کیا کرتے ہیں۔

اکثر علماء اس پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم اللہ اور الٰہ ہے اور الٰہ اللہ کا اصل ہے۔ ہشام حضرت محمد بن حسن شیبانیؒ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں میں نے حضرت امام ابوحنیفہؒ کو فرماتے سنا کہ اسم اعظم اللہ اور الٰہ ہے اور صوفیائے کرام میں سے اکثر مشائخ کا بھی اعتقاد ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک صاحب مقام کے لئے اسم ''اللہ'' سے بڑھ کر کوئی ذکر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا **قل الله ثم ذرهم** میں کہتا ہوں کہ اسی لئے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ اسم ''اللہ'' کے ذکر کی تاکید فرمایا کرتے تھے اور امام ابوجعفر طحاویؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ اسم اعظم ''اللہ'' ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ اسم اعظم **الم ، كهيعص ، حمعسق** وغیرہ ہیں اور جو شخص ان حروف کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑنا جانتا ہے وہ اسم اعظم سے ناواقف نہیں رہ سکتا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حروف مقطعات اسم اعظم ہیں۔

بعض علماء کا قول ہے کہ اسم اعظم **احد الصمد** ہے بعض نے کہا **ذوا الجلال و الاكرام** ہے۔ اور بعض نے کہا ربنا ہے دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **الذين يذكرون الله قياماً وقعوداً فاستجاب لهم ربهم.** قبولیت اسم اعظم کی علامت ہے۔ اور بعض نے کہا **ارحم الراحمين** اسم اعظم ہے اس کی دلیل یہ آیت ہے جو حضرت ایوب علیہ السلام کی طرف سے حکایت ہے۔ **انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمين فاستجبنا له.**

حضرت لیثؒ فرماتے ہیں کہ زید بن حارثہ نے طائف جانے کے لئے ایک آدمی کا خچر کرائے پر لیا۔ خچر والے نے شرط لگائی کہ میں جہاں اتاروں گا اترنا پڑے گا۔ راستہ میں ایک ویران جگہ میں خچر والے نے اتار دیا۔ وہاں بہت ساری نعشیں پڑی تھیں۔ خچر والے نے ان کو بھی قتل کرنا چاہا تو آپ نے فرمایا ٹھہرو مجھے دو رکعت نماز پڑھ لینے دو۔ اس نے کہا پڑھ لو تم سے پہلے جو لوگ قتل ہوئے پڑے ہیں

انہوں نے بھی پڑھی تھیں مگر انہیں ان کی نماز نے کوئی فائدہ نہیں دیا۔ زید کہتے ہیں کہ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو وہ مجھے قتل کرنے کے لئے آگے بڑھا تو میں نے کہا یاارحم الراحمین تو فوراً ایک آواز آئی کہ اسے قتل نہ کر' خچر والے نے ادھر ادھر دیکھا تو اسے کوئی نظر نہ آیا وہ دوبارہ میری طرف بڑھا تو اس وقت ایک سوار ہاتھ میں خنجر لئے آتا ہوا نظر آیا جس نے خچر والے کو قتل کر دیا۔

بعض کہتے ہیں کہ لآ الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین اسم اعظم ہے کیونکہ حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں اسی کو پڑھا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کر لی اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابن السنی نے نقل کیا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں جس کے پڑھنے سے مصیبت زدہ کی مصیبت ٹل جاتی ہے۔ وہ کلمہ میرے بھائی یونس علیہ السلام کا ہے جو اس نے تاریکیوں میں پڑھا تھا۔ لآ الٰہ الا انت سبحٰنک انی کنت من الظلمین

اور بعض کہتے ہیں کہ وھاب اسم اعظم ہے کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسی کے ساتھ دعا مانگی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ خیر الوارثین اسم اعظم ہے کیونکہ حضرت زکریا علیہ السلام نے یہی اسم لے کر دعا مانگی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ غفار اسم اعظم ہے۔

ایک عارف سے سنا کہ ہر دعا مانگنے والے کی اپنی حالت کے مطابق اس کے لئے الگ اسم اعظم ہے۔ جس سے وہ اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت مانگتا ہے اور یہ قرین قیاس یہی بات ہے کہ ہر ایک کا اسم اعظم اس کے حالات کے موافق الگ ہوتا ہے۔

میرے ایک دوست نے بعض مشائخ کے حوالہ سے نقل کیا کہ شیخ محی الدین عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو آدمی اپنے نام کے اعداد لے کر اللہ تعالیٰ کا کوئی ایسا اسم تلاش کر لے جس کے اعداد اس کے نام کے اعداد کے برابر ہوں اگر ایک اسم ایسا مل سکے تو دو اسم یا تین اسم یا چار اسم ایسے تلاش کرے جن کے مجموعہ کے اعداد اس کے نام کے اعداد کے برابر ہوں مثلاً محمد کے عدد ۹۲ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں کوئی ایسا نہیں ملتا جس کے عدد ۹۲ ہوں مگر اول اور دائم یہ دو اسم ایسے ہیں جن کے عدد ۹۲ بنتے ہیں۔ اسی طرح حیّ' وھاب' واجد اور ولی چار اسم ہیں ان کے عدد ۹۲ ہیں۔ اس طرح جب وہ اپنے نام کے اعداد کے برابر اعداد والا اسم الٰہی تلاش کر لے تو پھر پہلے تو اپنے اسم کے اعداد کی تعداد کے برابر پہلے سورۂ فاتحہ پڑھے پھر سورۂ الم نشرح اتنی بار پڑھے اور اسم الٰہی ایک ہو یا زیادہ وہ بھی اتنی بار پڑھے اور اس پر مداومت کرے اور اس کے بعد انہیں اسمائے الٰہیہ سے دعا مانگے۔ مثلاً جس کا نام محمد ہے وہ ۹۲ بار سورۂ فاتحہ پڑھے۔ ۹۲ بار سورۂ الم نشرح پڑھے اور پھر ۹۲ بار حیّ' وھاب' واجد اور ولی پڑھے اور پھر یوں دعا مانگے یاحی احی قلبی و رزقی و ذکری یا ان کی جگہ اور جو مانگنا چاہے مانگے۔ یاوھاب ھب لی کذا یاواجد اوجد لی کذا یا ولی تولنی

بعض حضرات کا کہنا یہ ہے کہ اسم اعظم قریب ہے۔ بعض کے نزدیک سمیع الدعآء ہے اور بعض کے ہاں اسم اعظم السمیع العلیم ہے۔

اب جس کو اللہ تعالیٰ توفیق دے وہ ان سب اسمائے الٰہیہ کو جمع کر کے دعا مانگے تو وہ مخفی اسرار کا محرم ہو سکتا ہے اور بند خزانے کی چابی اس کو مل سکتی ہے۔ اور میں نے مذکورہ ذیل دعا میں ان سب اسمائے الٰہیہ کو جمع کر دیا ہے۔ جن کے اسم اعظم ہونے کا قول کیا گیا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیٓ اَسْئَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الْحَمْدُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَامَنَّانُ یَاحَنَّانُ یَا بَدِیعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَوا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا خَیْرَ الْوَارِثِیْنَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یَا سَمِیْعَ الدُّعَآءِ یَآاَللّٰہُ یَآاِلٰہُ یَآاَللّٰہُ یَآاَللّٰہُ یَاعَلِیْمُ یَاعَالِمُ یَا سَمِیْعُ یَا عَلِیْمُ یَا حَکِیْمُ یَا مَالِکُ یَا مَلِکُ یَا سَلَامُ یَا حَقُّ یَا قَائِمُ یَا مُحْصِیُ یَا مُعْطِیُ یَا مَانِعُ یَا مُحْیِیُ یَا مُقْسِطُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا اَحَدُ یَا صَمَدُ یَا رَبُّ یَا رَبُّ یَارَبُّ یَا رَبُّ یَا رَبُّ یَا وَھَّابُ یَا غَفَّارُ یَا قَرِیْبُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اَنْتَ حَسْبِیْ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ جب اسم اعظم سے دعا مانگنا چاہو تو پہلے سورۂ حدید کی چھ آیات اور سورۂ حشر کی آخری آیتیں پڑھو

اور پھر یہ دعا مانگو یا من ھو کذلک افعل لی کذا اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ اگر اس طرح کوئی بد بخت دعا مانگے گا تو وہ خوش بخت ہو جائے گا۔

الشیخ العلامۃ الامام ابوالثنا محمود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام قشری رحمۃ اللہ علیہ نے کسی ولی اللہ سے نقل کیا ہے کہ جب آدمی اپنے دل کو ہر طرف سے موڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کر لے اور پورے ادب اور تعظیم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے جس اسم کے ساتھ بھی دعا مانگے گا وہی اسم اعظم ہے کیونکہ اس حالت میں دعا ضرور قبول ہوتی ہے کیونکہ قرآن کریم میں ہے۔ امن یجیب المضطر اذا دعاہ

بعض کا خیال یہ ہے کہ اسم اعظم ایک خاص اسم ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں۔ بعض فرماتے ہیں کہ سورۂ آل عمران میں جو اسم اعظم ہے وہ یہ ہے یَا اللّٰهُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا مُنَزِّلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْآنِ الْعَظِیْمِ یَا مَنْ لَایَخْفٰی عَلَیْهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَالْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ وَ یَارَبِّ یَا جَامِعَ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَارَیْبَ فِیْهِ یَامَنْ لَاُیُخْلِفُ الْمِیْعَادَ یَا مَنْ شَهِدَ لِنَفْسِهٖ وَشَهِدَتْ لَهُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَاُوْلُوْاالْعِلْمِ قَائِماً عَلٰی خَلْقِهٖ بِالْقِسْطِ لَآاِلٰهَ اِلَّا هُوَالْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ یَا اللّٰهُ یَا اَللّٰهُ یَا مَالِکَ الْمُلْکِ یَا مَنْ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکِ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّمَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیٍٔ قَدِیْرٌ یَا مَنْ یُّوْلِجُ اللَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَیُوْلِجُ النَّهَارَ فِی اللَّیْلِ وَیُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتَ وَیَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٌ.

بعض نے کہا کہ اسم اعظم وہ ہے جس سے علاء بن الحضرمی رحمۃ اللہ علیہ نے دربار میں داخل ہوتے وقت دعا مانگی تھی۔ وہ یہ کہ انہوں نے پہلے دو رکعت نفل نماز پڑھی پھر یوں دعا مانگی۔ یا حلیم یا علیم' یا علی' یا عظیم اجرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے۔ اللہ لآ الٰہ الا ھوالحی القیوم اور الٓمٓ اللہ لآ الٰہ الا ھوالحی القیوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اسم اعظم تین سورتوں میں ہے۔ سورۃ البقرۂ سورۂ آل عمران اور سورۂ طٰہٰ۔

کتاب نور الیقین میں حضرت شیخ ابوالحسن شاذی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ سے لکھا ہوا تھا کہ جو آدمی جمعرات کی شام کو تنہا کر کسی گوشہ میں تنہا بیٹھ جائے۔ مغرب کی نماز ادا کر کے وہیں بیٹھا ذکر کرتا رہے پھر عشاء کی نماز پڑھ کر وتر کے آخری سجدہ میں سو بار کہے یا رب یا رحمن یا رحیم یا حی یا قیوم بک استغیث تو اس کی حاجت پوری ہو جائے گی۔

انہی کے ہاتھ سے یہ ترکیب بھی لکھی ہے کہ اگر کسی آدمی کی کوئی حاجت ہو اور وہ پوری نہ ہو رہی ہو تو وہ جمعہ کی رات کی شام کو تنہا کر اللہ کی عبادت میں مصروف رہے اور کسی سے بات نہ کرے اور جب عشاء کی نماز پڑھے تو وتر کے آخری سجدہ میں سو بار کہے یا اللہ یا رب یا رحمٰن یا رحیم یا حی یا قیوم بک استغیث یا اللہ پھر اپنی حاجت مانگے۔ مگر یہ ضروری ہے کہ کسی مسلمان کی ہلاکت یا نقصان کی دعا نہ کرے۔

سنن ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی مشکل پیش آتی تو آپ یوں کہتے یا حی یا قیوم بک استغیث اور سنن الترمذی میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی مشکل پیش آتی تو آسمان کی طرف دیکھ کر فرماتے سبحان اللہ العظیم اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا میں بہت کوشش کرتے تو فرماتے۔ یا حی یا قیوم برحمتک استغیث.

قاسم بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی غمگین ہوتے تو فرماتے یا حی یا قیوم علامہ بونیؒ نے حی و قیوم کے بیان میں لکھا ہے کہ منگل' بدھ اور جمعرات کو روزہ رکھے اور جمعہ کی رات میں علی الصبح اذان کے بعد اول وقت میں صبح کی نماز پڑھے اور پھر اس اسم کا ورد کرے اور دوسری کسی طرف بالکل دھیان نہ دے اور مسلسل یہ ذکر کرتا رہے جب سورج طلوع ہونے لگے تو فوراً قلم لے کر کاغذ پر یا حی یا قیوم لکھ لے اور اس کاغذ کو لپیٹ کر اپنے پاس رکھ لے تو وہ اپنے رزق میں کشادگی و برکت دیکھے گا۔

اگر کوئی ضرورت مند آدمی صبح کی نماز کے بعد بولنے سے پہلے مذکورہ ذیل دعا پڑھے تو اس کی ضرورت پوری ہوگی۔ دعا یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا حَكِيْمُ يَا قَدِيْمُ يَا دَائِمُ يَا فَرْدُ يَا وَتْرُ يَا اَحَدُ يَا صَمَدُ.

شیخ با خمیم نے شیخ عبدالنور کو خط میں لکھا کہ اے دوست میں آپ کو اسم اعظم کا تحفہ دیتا ہوں۔ صبح کی نماز کے بعد ۷۰ مرتبہ یوں دعا مانگو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا قَدِيْمُ يَا دَائِمُ يَا صَمَدُ يَا وَدُوْدُ يَا وَتْرُ يَا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ .

شیخ ابوالحجاج اقصری کہتے ہیں کہ جو شخص صبح کی نماز کے بعد ۳ بار مذکورہ ذیل دعا مانگ کر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرے تو اس کی حاجت پوری ہوگی۔ دعا یہ ہے اَللّٰهُمَّ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ يَا مَنَّانُ يَا بَدِيْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِهٖ فَافْعَلْ لِىْ كَذَا وَكَذَا (خط کشیدہ جملہ کی جگہ اپنی حاجت کا نام لے)

خاصیت آیت ۲۶

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو شخص قل اللهم مالک الملک الخ پڑھے تو اگر وہ عہدے و منصب والا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ملک کی حفاظت فرمائے گا اور اس کے حال کو درست رکھے گا اور اگر ملک و منصب والا نہیں تو اللہ تعالیٰ اسے ملک و منصب عطا فرمائے گا۔

خاصیت آیت ۷ تا ۹

هوالذیٓ انزل علیک الکتاب منه آیات محکمات............ان الله لایخلف المیعاد

اگر کسی آدمی کا حافظہ کمزور ہو اور ذہن سست ہو تو وہ ان آیات کو سبز رنگ کے نئے کاغذ پر جمعہ کے دن چھٹے گھنٹے میں زعفران و گلاب کے عرق سے لکھے اور دھو کر پی لے۔ مسلسل سات جمعے اسی طرح کرے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کا حافظہ قوی اور تیز ہو جائے گا۔ اس بات کا خصوصی خیال کرے کہ کوئی شبہ والی چیز نہ کھائے۔

خاصیت آیت ۲۶، ۲۷

اللهم مالک الملک ....بغیر حساب

(۱) جو آدمی مذکورہ آیتوں کو فرضوں اور نفلوں کے بعد اور سوتے وقت اکثر پڑھے تو اس کی تنگ دستی ختم ہو جائے گی۔

(۲) جو بادشاہ الملک القدوس کا ہمیشہ وردر کھے اس کی سلطنت قائم رہے گی اور اس کی سلطنت دور دور تک پھیلے گی۔

(۳) جو شخص الملک کے حروف اس طرح لکھے۔ ال م ل ک ہر روز پاک صاف ہو کر چالیس بار دیکھا کرے اور دیکھتے وقت درمیانہ حرف پر نظر قائم رکھے اور اللهم مالک الملک الخ پڑھتا جائے تو اللہ تعالیٰ اس پر دنیوی اور اخروی اسباب آسان فرمادے گا۔

(۴) جو شخص علم کیمیا یا دوسری مخفی چیزوں کا علم حاصل کرنے کا شوق رکھتا ہو وہ چالیس دن مسلسل روزے رکھے حلال چیز سے افطار کرے اور ہر رات سوتے وقت ۷ بار سورۃ الشمس، سورۃ الضحیٰ اور سورۃ الم نشرح پڑھے۔ پھر سات بار مذکورہ بالا آیت پڑھے پھر ستر بار یہ دعا مانگے اَللّٰهُمَّ اِنِّىْٓ اَسْئَلُكَ بِقُدْرَتِكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ يَاوَاحِدُ يَا اَحَدُ يَا صَمَدُ يَا وَتْرُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ اَسْئَلُكَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاَنْ تُيَسِّرَ لِيَ الْعِلْمَ الَّذِىْ بَشَّرْتَهٗ عَلٰى كَثِيْرٍ مِنْ خَلْقِكَ وَاَكْرَمْتَ بِهٖ كَثِيْراً مِّنْ عِبَادِكَ وَاَغْنِنِىْ عَمَّنْ سِوَاكَ فَاِنَّكَ مَالِكُ الْمُلْكِ وَبِيَدِكَ مَقَالِيْدُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ فَاَنْتَ عَلٰى

کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اللہ تعالیٰ نیند یا بیداری میں اس کے پاس کوئی شخص بھیجیں گے جو اسے اس کا مطلوبہ علم سکھا دے گا۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص حاجت مند ہو اور وہ سجدہ میں جا کر یوں کہے۔

اَللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ الخ یا اللہ ۳بار اَنْتَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ تَجَبَّرْتُ اَنّٰی یَکُوْنَ لَکَ وَلَدٌ وَتَعَالَیْتَ اَنّٰی یَکُوْنَ لَکَ شَرِیْکٌ وَ تَعَاظَمْتَ اَنّٰی یَکُوْنَ لَکَ نِدٌّوَمُشِیْرٌ وَقَھَرْتِ اَنّٰی یَکُوْنَ لَکَ ضِدٌّ وَ تَکَرَّمْتَ اَنّٰی یَکُوْنَ لَکَ وَزِیْرٌ یا اللہ ۳بار یَا اَللّٰہُ اَنْتَ الَّذِیْ تَنَزَّھْتَ وَتَنَزَّھْتَ وَنَزَھْتَ جَمِیْعَ خَلْقِکَ لَاعَیْنٌ تَرَاکَ وَلَایُدْرِکُکَ بَصَرٌیَا اَللّٰہُ ۳ بار یَا اَللّٰہُ اِقْضِ حَاجَتِیْ

اور اپنی حاجت کا نام لے تو اس کی حاجت پوری ہو جائے گی۔

خاصیت آیت ۳۵ تا ۳۷

اذقالت امرأة عمران رب انی نذرت لک......بغیر حساب

(۱) ان آیات کو زعفران اور گلاب سے ہرن کے باریک چمڑے پر لکھ کر عورت کی بائیں کوکھ پر وضع حمل تک باندھ دیا جائے تو وہ سب آفتوں سے امن میں رہے گی۔

(۲) اگر اس آیت کو مشک و زعفران سے لکھ کر بچہ کے گلے میں لوہے یا تانبے کی تختی میں بند کر کے باندھ دیا جائے تو وہ رونے اور ڈرنے اور بھوک لگنے سے محفوظ رہے گا اور اکثر سویا رہے گا اور اپنی ماں کے تھوڑے دودھ سے سیر ہو جایا کرے گا اور اگر اس کی ماں کا دودھ کم ہوگا تو وہ بہت ہو جائے گا اور وہ بچہ نیک بخت ہوگا۔

خاصیت آیت ۷۳

قل ان الفضل بیداللہ یؤتیہ من یشآء واللہ ذوالفضل العظیم

(۱) جو شخص جمعرات کے دن زہرہ یا عطارد کی ساعت میں اس آیت کو کسی پاک کاغذ پر لکھ کر کسی نیک آدمی کے کرتہ کے ٹکڑے میں لپیٹ کر اپنی دکان یا گھر کے دروازے میں لٹکائے تو اس کی آمدنی بہت ہوگی۔

(۲) اگر کوئی شخص بے روزگار ہو یا کسی شخص کی شادی نہ ہوتی ہو تو وہ یہ آیت لکھ کر گلے میں لٹکائے اس کی مراد پوری ہو جائے گی۔

خاصیت آیت ۸۳ تا ۸۵

افغیر دین اللہ............خاسرین تک

اگر کوئی بیمار ہو تو یہ آیت مٹی کے کورے برتن میں لکھ کر بارش یا کنوئیں کے پانی سے جس پر دھوپ نہ پڑی ہو دھو کر پلایا جائے تو وہ صحت مند ہو جائے گا۔

خاصیت آیت ۱۰۳، ۱۰۴

واعتصموا بحبل اللہ ....مفلحون

(۱) اگر دو آدمیوں میں دشمنی ولڑائی ہو تو ایک آدمی اس آیت کو دوشنبہ کے دن جب چاند کی روشنی ترقی میں ہو سیاہ توت کے پتوں کے پانی سے ہرن کے باریک چمڑے میں لکھے اور اخیر میں یہ لکھ دے **یا مؤلف القلوب الف بین کذا** اور ان دونوں کا نام آگے

پیچھے لکھ دے اوراپنے گلے میں ڈال لے۔ دوسرا شخص اس کا جتنا دشمن ہوگا وہ خود بخود آ کر اس سے مصافحہ کرے گا اوراس کی بات مانے گا۔

(۲) اگراس طرح یہ آیت لکھی ہوئی کوئی واعظ اپنے پاس رکھے تو اس کے کلام میں بہت تاثیر ہوگی ہر شخص اس کی بات مانے گا۔

خاصیت آیت ۱۱۱، ۱۱۲

لن یضرو کم الااذیٰ..........ذٰلک بما عصوا و کانوا یعتدون

جو آدمی ان آیتوں کو اپنے ہتھیار پر دوشنبہ کے دن آٹھویں ساعت میں پاک صاف اور روزہ کی حالت میں لکھے تو یہ ہتھیار جس کے پاس ہوگا دشمن اس کے سامنے نہ ٹھہر سکے گا۔

خاصیت آیت ۱۲۲ تا ۱۲۶

اذھمت طائفتان منکم ان تفشلا..........حکیم

جو شخص بادشاہ یا حاکم سے خائف ہو تو وہ جمعہ کی رات آدھی رات کے بعد پاک ہوکر یہ آیت لکھے۔ پھر جب صبح کی نماز پڑھ لے تو سورج طلوع ہونے تک تسبیح وذکر میں مشغول رہے جب سورج اونچا ہوجائے تو دو رکعتیں پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور آیت الکرسی اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور **آمن الرسول** آخر تک پڑھے۔ پھرے بار استغفار پڑھ کرے بار کہے **حسبی اللہ لآ الٰہ الا ھو علیه توکلت و ھو رب العرش العظیم** پھر دوبارہ وضو کرکے اس آیت کو اپنے پاس رکھے تو اس کا خوف جاتا رہیگا۔ اور اگر نیند یا بیداری میں کسی بھوت یا دشمن کا خوف ہے تو وہ بھی جاتا رہے گا۔

خاصیت آیت ۱۳۴ تا ۱۳۶

الذین ینفقون فی السراء و الضراء ....عاملین

جو شخص ان آیات کو جمعہ کی رات کو عشاء کی نماز کے بعد کاغذ پر لکھ کر اپنے گلے میں ڈالے اور صبح کو اٹھ کر کسی بادشاہ یا دشمن یا کسی ظالم کے پاس جائے تو اس کے شر سے محفوظ رہیگا۔

خاصیت آیت ۱۴۴

وما محمد الا رسول ....اعقابکم

جس آدمی کو نکسیر آتی ہو تو کاغذ پر اس آیت کو لکھے اور ساتھ ہی یہ بھی لکھے۔

اِنْقَلِبْ یَادَمُ بِاَکَفِّ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ھج لج ھج لج ھج لج ھج لج ھج لج لحطاس ھی

اور ناک کے اوپر دونوں آنکھوں کے درمیان باندھ دے۔

خاصیت آیت ۱۷۳، ۱۷۴

الذین قال لھم الناس ....عظیم

اگر کسی کو بادشاہ یا حاکم سے خوف ہو وہ اسے کسی سزا کی دھمکی دیتا ہو تو یہ آدمی اس آیت کو کاغذ پر لکھ کر انگوٹھی کے نگینہ کے نیچے رکھ کر اس کے پاس بے خوف چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ اسے اس کے شر سے محفوظ رکھیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی قوم سے خوف پیدا ہوتا تھا تو آپ فرماتے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی بادشاہ وغیرہ کے ہاں جانا ہو تو یہ پڑھ کر جاؤ۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَکِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ . لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَزَّجَارُکَ وَجَلَّ ثَنَآءُ کَ

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی سبب سے غم ہوتا تو آپ یہ دعا پڑھتے اور فرماتے یہ دعا غم کو دور کرنے کے لئے ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَحْرِسْنِیْ بِعَیْنِکَ الَّتِیْ لَاتَنَامُ وَاکْنُفْنِیْ بِکَنْفِکَ الَّذِیْ لَایُرَامُ اِغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ بِقُدْرَتِکَ عَلَیَّ اَنْتَ ثِقَتِیْ وَرَجَائِیْ فَکَمْ مِنْ نِعْمَةٍ اَنْعَمْتَ بِهَاعَلَیَّ قَلَّ لَکَ بِهَاشُکْرِیْ وَکَمْ بَلِیَّةٍ اَبْلَیْتَنِیْ بِهَا قَلَّ لَکَ بِهَا صَبْرِیْ فَیَامَنْ قَلَّ عِنْدَ نِعْمَتِهٖ شُکْرِیْ وَلَاتَحْرِمْنِیْ وَیَامَنْ قَلَّ عِنْدَ بَلَائِهٖ صَبْرِیْ فَلَمْ تَخْذِلْنِیْ وَ یَامَنْ رَآنِیْ عَلَی الْخَطَایَاوَلَمْ یُفْضِحْنِیْ اَسْئَلُکَ عَلیٰ اَنْ تُصَلِّیَ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَ عَلیٰ آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَ بَارَکْتَ وَ تَرَحَّمْتَ عَلیٰ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلیٰ دِیْنِیْ وَ دُنْیَائِیْ وَآخِرَتِیْ بِالتَّقْویٰ وَاحْفَظْنِیْ فِیْمَا غِبْتُ عَنْهُ وَلَاتَکِلْنِیْ اِلیٰ نَفْسِیْ فِیْمَا حَضَرْتُهٗ یَامَنْ لَاتَضُرُّهُ الذُّنُوْبُ وَلَاتَنْقُصُهُ الْمَغْفِرَةُ هَبْ لِیْ فِیْمَا لَایَنْقُصُکَ وَاغْفِرْلِیْ مَالَایَضُرُّکَ اِلٰهِیْ اَسْئَلُکَ فَرَجاً قَرِیْباً وَصَبْراً جَمِیْلاً وَاَسْئَلُکَ الْعَافِیَةَ مِنْ کُلِّ بَلِیَّةٍ وَاَسْئَلُکَ دَوَامَ الْعَافِیَةِ وَاَسْئَلُکَ الشُّکْرَ عَلَی الْعَافِیَةِ وَاَسْئَلُکَ الْغِنیٰ عَنِ النَّاسِ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

اس دعا کے راوی بیان کرتے ہیں کہ اسکو بہت سارے لوگوں نے لکھ کر اپنی جیب میں ڈال لیا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے انکا مقصد حاصل ہو گیا۔

اور جو شخص یہ دعا مانگے اللہ تعالیٰ اسے شریروں اور ظالموں کے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔ دعا یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَسْهِلْ عَلَیْنَا کَنَفَ سِتْرِکَ وَاَدْخِلْنَا فِیْ مَکْنُوْنِ غَیْبِکَ وَاَحْجِبْنَا عَنْ شِرَارِ خَلْقِکَ وَحَلِّ بَیْنَنَا وَبَیْنَ الزَّرَایَاوَالْبَلَایَایَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ........... الْمِیْعَادُ

(۱) جو شخص اس آیت کو ہمیشہ پڑھتا رہے اس کا ایمان ثابت اور دل پاک ہو جاتا ہے اور دنیا و آخرت کی رسوائی سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

(۲) جو شخص رات کو تہجد کے وقت بیدار ہونا چاہے وہ اس آیت کو لکڑی کے برتن میں لکھے اور آب زمزم سے دھو کر پی لے۔ ہر رات جس وقت اٹھنے کا ارادہ کر کے سوئے گا اسی وقت بیدار ہو جائے گا۔

سورۃ النساء......فضائل وخواص

خاصیت آیت ۱۷۴، ۱۷۵

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَ کُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَیُدْخِلُهُمْ فِیْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ وَّیَهْدِیْهِمْ اِلَیْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا

یہ آیت آپ کے مد مقابل کی دلیل کو بے کار کر دے گی اور اس کے مقابلہ میں تمہاری دلیل و موقف کو مضبوط و غالب کر دے گی۔

طریقہ یہ ہے کہ اتوار کے روز اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے نفلی روزہ رکھو پھر اس آیت کو پاک چمڑے کے ٹکڑے میں لکھ کر اپنے گلے میں لٹکا لو۔

اور یہی آیت دولہا کیلئے آزادی میں مفید ہے۔
اسے زعفران اور عرق گلاب سے لکھ کر دولہا اپنی پگڑی اور پیشانی کے درمیان رکھ لے اور ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اسے لکھ لے اور پانی سے دھوکر پی جائے۔

سورہ مائدہ......فضائل وخواص

خاصیت آیت ۲۰

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ

اور وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْجَعَلَ فِيْكُمْ اَنْبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا وَّاٰتٰكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَاتَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ

جو آدمی یہ آیات سات دن تک ہر روز طلوع آفتاب سے پہلے اپنی دائیں ہتھیلی پر لکھ کر زبان سے چاٹ کر تھوک نگل لے گا تو اسے معافی وعافیت، قناعت وصبر اور دل کی نرمی وتمام مسلمانوں کیلئے رحمت عطا ہوگی۔

خاصیت آیت ۵۹

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ

یہ آیات دشمن کے چہرہ کو سیاہ کرنے اسے رسوا کرنے اور اس کے ذہن کو کند کرنے کیلئے مفید ہیں۔
جب یہ مقصد حاصل کرنا ہو تو جمعرات کے دن روزہ رکھو اور مغرب وعشاء پڑھنے کے بعد تین دفعہ یہ کہو۔
يَا قَدِيْمَ الْاَزَلِ يَااَزَلِيُّ لَمْ يَزَلْ يَامَنْ يَّعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ خُذْ (فلان بن فلانۃ (یہاں دشمن کا نام اور اسکی ماں کا نام) اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ
پھر مذکورہ بالا آیات تین دفعہ پڑھے پھر یہی آیات ویران گھر سے ایک مٹھی مٹی کی لیکر اس پر تین بار پڑھے پھر وہ مٹی دشمن کے گھر پھینک دے اور اسکے مال وجان میں قدرت کے کرشمے دیکھے۔

خاصیت آیت ۶۴

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُاللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ط غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْبَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ط وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ط وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ط كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا ط وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ

جب کچھ لوگ کسی غیر شرعی اور ناجائز کام پر متفق ہو جائیں اور اس پر ایک دوسرے کا تعاون کر رہے ہوں تو ان کو آپس میں متفرق کرنے کیلئے مفید ہیں۔
طریقہ یہ ہے کہ ان میں سے سب سے بڑے اور سب سے چھوٹے کے کچھ بال لے کر انہیں جلاؤ۔ حتیٰ کہ راکھ ہو جائیں۔ پھر یہ آیات کسی پاک برتن میں یا نئے کپڑے کے گول ٹکڑے میں جو کہ ہفتہ کے دن کاٹا گیا ہو لکھ لو پھر اسے حرمل کے پتوں سے نچوڑے ہوئے پانی سے دھو لو اور اس پانی ورا کھ کو ان کے گھروں اور بیٹھکوں میں بکھیر دو۔ وہ آپس میں بکھر جائیں گے۔

خاصیت آیت ۱۱۲ تا ۱۱۴

اِذْ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ هَلْ یَسْتَطِیْعُ رَبُّکَ اَنْ یُّنَزِّلَ عَلَیْنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ ط قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (۱۱۲) قَالُوْا نُرِیْدُ اَنْ نَّاْکُلَ مِنْهَا وَ تَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَکُوْنَ عَلَیْهَا مِنَ الشّٰهِدِیْنَ(۱۱۳)قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰیَۃً مِّنْکَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

یہ آیات رزق میں وسعت، راحت، برکت اور خوشحالی لاتی ہیں اور بھوک و افلاس کو دور کرتی ہیں۔

جو رزق کی تنگی میں مبتلا ہو تو ان آیات کو جھاؤ کے درخت کی لکڑی سے بنے ہوئے برتن میں اپریل کے مہینہ کے پہلے دن چاندی کے قلم سے نقش کر لے اور وہ خود پاکی کی حالت میں ہو اور اس برتن کو اپنے پاس رکھ لے۔ جب ضرورت ہو اس کو پانی سے بھر لے اور جس جگہ کام کرنے کا ارادہ ہو اسی جگہ جمعہ کے دن طلوع آفتاب سے پہلے چھڑک دے۔ خواہ گھر میں یا کھیت میں یا باغ میں یا جہاں چاہے۔

اور اگر کسی انسان کی حاجت کیلئے کرنا ہو تو وہ اس پانی کو مسلسل تین جمعوں کو پیئے تو وہ جو بھی کرے گا۔ اس کا نتیجہ اچھا ہوگا۔ اپنے مال، کھیت اور شان و مرتبہ سب میں اچھا نتیجہ دیکھے گا اور اس کی تمام تکالیف دور ہو جائیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سورۃ الانعام......فضائل وخواص

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو سورۃ انعام کی تلاوت کرے اور درمیان میں کلام کر کے اسکی تلاوت کے تسلسل کو نہ توڑے تو اللہ تعالیٰ اس کے سابقہ گناہ معاف فرما دیں گے۔

اور جو آدمی اسے سچی نیت سے دو رکعت نفل میں تلاوت کرے اور مہینہ بھر میں ہر قسم کے خوف و درد سے حفاظت کا سوال کرے تو وہ اس مہینہ میں ہر ناپسندیدہ اور خوف والی چیز سے محفوظ رہے گا۔

اگر اس سورۃ کو لکھ کر جانوروں کے گلے میں لٹکایا جائے تو وہ ہر آفت و تکلیف سے محفوظ رہیں گے۔

جو رات کو اس سورۃ کی تلاوت کرے گا وہ اس رات میں مصیبتوں اور آفتوں سے محفوظ رہے گا۔

خاصیت آیت اول

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ط ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ

جو اسے صبح شام پڑھ کر سات مرتبہ اپنے بدن پر دم کرے گا تو وہ ہر قسم کے درد سے محفوظ رہے گا۔

خاصیت آیت ۱ تا ۳

الٓمّٓصٓ (۱) کِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَیْکَ فَلَا یَکُنْ فِیْ صَدْرِکَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِکْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ (۲) اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَ لَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِیَآءَ ط قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ

یہ آیات حکمرانوں، افسروں اور ججوں اور قاضیوں اور دیگر افسروں کیلئے مفید ہیں۔ یہ آیات خالص چاندی کی ٹکڑی میں نقش کرا کے

انگوٹھی کے نگینہ کے نیچے رکھ لے جو اس انگوٹھی کو پہنے گا اسے ہر کام صحیح کرنے کی توفیق ملے گی اور اس کا کردار اعلیٰ ہو جائے گا اور اس کے ذریعہ عوام الناس کیلئے مفید کام ہوں گے۔

خاصیت آیت ۱۰

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ط قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ

جمعہ کے دن جب جمعہ نماز پڑھ کر فارغ ہوتو یہ آیت لکھ کر گھر میں یا دکان میں یا اپنی رہائش کی جگہ میں رکھ دے رزق وسیع ہو جائے گا۔

خاصیت آیت ۱۳

وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ط وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

جس آدمی کو غصہ آئے یا گھبراہٹ یا حسرت و پریشانی محسوس ہو رہی ہو تو وہ اگر کھڑا ہے تو بیٹھ جائے اگر بیٹھا ہے تو کھڑا ہو جائے اور یہ آیت کثرت سے پڑھے تو اس کی یہ حالت جاتی رہے گی۔

خاصیت آیت ۱۷، ۱۸

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ اِلَّا هُوَ ط وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۱۷) وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ط وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ

رات کو سحری کے وقت کسی کاغذ پر یہ آیت لکھ کر پہلو کے درد کیلئے یا پستانوں کے درد کیلئے گلے میں لٹکائے تو اس کی برکت سے صحیح ہو جائیگا۔

جسے سخت پریشانی ہو اور گھبراہٹ و گھٹن ہو خواہ اس کا سبب معلوم ہو یا نہ ہو تو وہ سوتے وقت پہلے ان آیات کو سات مرتبہ پڑھے پھر سوئے جب سو کر اٹھے گا تو یہ سب پریشانی وغیرہ ختم ہو گی۔

خاصیت آیت ۲۶

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ط وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ط ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ

جس کا ارادہ توبہ کرنے کا ہو تو وہ چڑھتے ہوئے چاند کی تاریخوں میں جمعرات کے دن نئی قمیص پہنے پھر دو رکعت نماز نفل اس نئی قمیص کے شکرانہ کیلئے پڑھے پھر اس آیت کو خالص روغن یاسمین کے ساتھ شیشے کے گلاس پر لکھے پھر اسے عرق گلاب کے ساتھ دھو کر اس تیل کو اپنے چہرے اور جسم پر لگائے پھر اس آیت کو زیتون کے پتے پر لکھ کر قمیص کے گریبان میں ڈالے جو بھی اس قمیص کو پہنے گا اسے اطاعت الٰہی اور نیکیوں کی توفیق ملے گی۔

خاصیت آیت ۳۶

اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ط وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ

جس آدمی کو نامردی کی تکلیف ہو یا کوئی عضو بے کار ہو تو وہ تین دن روزے رکھے اور ہر روزہ دودھ اور شکر کے ساتھ افطار کرے۔ پھر آدھی رات کو اٹھے اور یہ آیت اپنے دائیں ہاتھ کے درمیان میں تانبے کے قلم اور عرق گلاب و زعفران سے لکھے اور اسے چاٹ لے۔

اللہ تعالیٰ اس پر مہربانی فرمائے گا۔

جس آدمی کو کوئی سخت حاجت پیش آئے تو وہ پہلے خالص نیت سے توبہ کرے پھر دو رکعت نفل کی نیت باندھے اس میں پہلے فاتحہ پڑھے پھر سورۃ انعام بَلْ اِیَّاہُ تَدْعُونَ تک پڑھے پھر انما یومن بآیا تنا الذین اذا ذکروبھا خروا سجدا پوری آیت پڑھے پھر سجدہ تلاوت کرے اور اس میں اپنی حاجت ذکر کر کے جو چاہے مانگے پھر کھڑا ہو اور فیکشف ماتدعون الیہ سے الظالمین تک پڑھے پھر سجدہ والی آیت پڑھے اور سجدہ تلاوت کر کے اس میں اپنی حاجت کیلئے دعا کرے پھر کھڑا ہو کر وعندہ مفاتح الغیب کن فیکون تک پڑھے پھر آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ تلاوت کرے اور اس میں دعا مانگے پھر کھڑا ہو کر الحق ولہ الملک رسول اللہ تک پڑھے پھر آیت سجدہ پڑھے اور سجدہ تلاوت کر کے اس میں دعا مانگے پھر کھڑا ہو کر واذا سأ لک عنی والی پوری آیت پڑھے اور پہلی رکعت کا رکوع کرے پھر سجدہ کر کے دوسری رکعت میں کھڑا ہو تو فاتحہ اور سورۃ انعام شروع سے پڑھے بل ایاہ تدعون تک اور دوسری رکعت میں اسی طرح پانچ دفعہ کرے جس طرح پہلی رکعت میں کیا تھا پھر دوسری رکعت مکمل کر کے سلام پھیر کر ختم کر دے۔ اس دعا بفضل الٰہی قبول ہے۔

خاصیت آیت ۴۴، ۴۵

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ؕ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ؕ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اگر کسی ظالم دشمن کا گھر اجاڑنا ہو اور ان کے اتحاد کو توڑنا ہو اور ان کی جڑ کھودنی ہو تو ذبح کئے ہوئے اونٹ کی پرانی ہڈی تلاش کرے اور اس پر یہ آیت لکھ کر اس کے گھر ڈال دے تو اس کا گھر ویران ہو جائے گا۔

یہ آیت ناز بو کے پانی سے تانبے کے پرات میں لکھے اور زیرہ کے پانی سے دھوئے اور اسی پانی میں عشاء سے صبح تک بھگوئے رکھے اور یہ پانی بہت مچھروں اور پسوں والی جگہ میں چھڑکے۔ دو دفعہ یہ عمل کرے ان شاء اللہ مچھروں اور پسوں کا نشان بھی نہیں رہے گا۔

خاصیت آیت ۵۹ تا ۶۲

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِىْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّ لَا يَابِسٍ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ وَهُوَ الَّذِىْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ؕ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ

جو آدمی اس آیت کو ریشم (کتان) کے ٹکڑے میں لکھ کر اسے اپنے سر کے نیچے رکھ کر سوئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے کہ جو معاملہ مجھ پر مشتبہ ہے وہ واضح ہو جائے تو وہ اسے دیکھ لے گا۔

جو آدمی اس آیت کو طہارت کی حالت میں پاک بستر پر بیٹھ کر لکھے پھر اسے اپنے بازو کے ساتھ باندھ کر سو جائے تو صبح کو یہی باندھے ہوئے اٹھ کر جہاں جائے اور جو بھی اسے ملے گا وہ اس سے کوئی نہ کوئی عجیب بات کرے گا۔

خاصیت آیت ٦٣، ٦۴

مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً لَئِنْ اَنْجٰنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ

جب سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے اوراس سے موجیں اٹھ رہی ہوں تو یہ آیت ایک کاغذ کے ٹکڑے پر لکھ کراس میں ڈال دیا جائے تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اس کی طغیانی ختم ہوجائے گی۔

خاصیت آیت ۷۱

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِى الْاَرْضِ حَيْرَانَ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ط قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَالْهُدٰى ط وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اگر چور پکڑنا ہو یا بھاگے ہوئے کو واپس لانا ہو تو اس کا معروف نام اوراس کی ماں کا نام معلوم کرکے پھر کسی خشک چیز کا ٹکڑا یا خشک کدو کا خشک چھلکا لیکراس میں پرکار سے ایک دائرہ لگالے پھراسے لیکر کسی الگ جگہ میں چلا جائے جس کا کسی کو پتہ نہ چلے۔ پھراس دائرہ کے درمیان میں یہ آیات لکھے پھر چوریا بھگوڑے کا نام اوراس کی ماں کا نام لکھے۔ پھراسے ایسی جگہ دفن کردے جہاں کوئی نہ چلتا ہو تو اس کا دماغ چکرانے لگے گا حتی کہ واپس آجائے گا۔

خاصیت آیت ۷۵ تا ۷۹

وَكَذٰلِكَ نُرِىٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا قَالَ هٰذَا رَبِّىْ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّىْ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِىْ رَبِّىْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّىْ هٰذَآ اَكْبَرُ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّىْ بَرِىٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ اِنِّىْ وَجَّهْتُ وَجْهِىَ لِلَّذِىْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

جو آدمی یہ آیت عرق گلاب اور زعفران سے چینی کی پلیٹ میں لکھ کر نہر کے پاک پانی سے دھو کر پی جائے تو اسے ہدایت اور رائے و فیصلہ کرنے میں راستی و درستی کی توفیق ملے گی۔

جو آدمی یہ آیت لکھ کر شیشہ کے گلاس میں رکھے اور پانی کے ساتھ لکھے اوراسی پانی کا آنکھوں میں سرمہ لگائے تو اسے بادشاہوں اور حکام اور تمام لوگوں کے ہاں قبولیت اور قدر و مرتبہ ملے گا۔

جو آدمی اس آیت کو بادام کے پتے پر زعفران سے لکھ کراس عرق گلاب سے دھوئے جس میں انیسوں اور آس کا پانی ابالا گیا ہے پھر ہر بدھ کو اس میں سے پئے اور تین بدھ ایسا کرے تو اس کو فصاحت کلام اور زور بیان عطا کیا جائے گا جس سے اس کا دشمن اور مقابل مقہور و مغلوب ہوجائے گا۔

خاصیت آیت ۹٣، ۹۴

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِىْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ط اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ

مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّاخَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ط لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ

جس آدمی کو دشمن اذیت دیتے ہوں اور یہ ان کی ہلاکت اور ان کے شہر کی بربادی چاہتا ہو تو وہ ان آیات کو سورج نکلنے سے پہلے بید کے تین پتوں پر ایک طرف موٹے قلم سے لکھے اور دوسری طرف دشمنوں کے نام لکھے پھر پتے کو ان کے پینے کے پانی میں ڈال دے تو اس کا مقصد پورا ہو جائے گا۔ بشرطیکہ اسے یہ عمل کرتے ہوئے کوئی دیکھے نہیں۔

خاصیت آیت ۹۵

اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ط يُخْرِجُ الْحَىَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَىِّ ط ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ

اس آیت کو زعفران اور کافور کے ساتھ پاک برتن میں لکھے اور پانی سے دھو کر درخت یا فصل کا بیج جو کاشت کرنا چاہتا ہے اس میں ڈال دے پھر اسے کاشت کرے تو یہ درخت و فصل عمدہ ہوگی یہ کاشت برکت والی ہوگی اس کا پھل میٹھا ہوگا۔ اور اگر پہلے سے کاشت شدہ درخت یا فصل ہے تو اس پانی کو اس کی جڑوں میں ڈالے تو بھی برکت ہوگی۔

خاصیت آیت ۹۶، ۹۷

فَالِقُ الْاِصْبَاحِ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ط ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ وَهُوَ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِىْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ط قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ

پاک ہو کر اس آیت کو لکڑی کی تختی میں جمعہ کے دن لکھ کر یا نقش کر کے کشتی کے اگلے حصہ میں گاڑ دیا جائے تو وہ رات و دن میں ہر آفت سے محفوظ رہے گا۔

جو آدمی اس آیت کو لازورد کے نگینہ میں بدھ سے لیکر جمعہ تک کے کسی دن تیسری ساعت میں نقش کرے اور انگوٹھی میں جڑ دے تو جو بھی اس انگوٹھی کو پہنے گا اس کی حاجت پوری ہوگی اور وہ جو بھی مانگے گا۔ خواہ رزق خواہ قبولیت عامہ و محبت و دبدبہ ہو اس کی دعا رد نہیں ہوگی۔

خاصیت آیت ۹۹

وَهُوَ الَّذِىْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَىْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ط اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ط اِنَّ فِىْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ

اس آیت کو کھجور کے تازہ ترین شگوفہ میں جمعہ کے دن کی کسی ساعت میں لکھ کر چلتے ہوئے کنوئیں میں ڈال دیا جائے تو اللہ تعالیٰ اس کنویں کے پانی میں برکت عطا فرمائیں گے اس کا پانی چلتا ہی رہے گا اور عمدہ و مفید ہوگا۔ انسانوں اور جنوں کی نظر بد سے محفوظ رہے گا اور اس کے پانی سے جو بھی درخت یا کھیتی سیراب ہوگی اس میں برکت ہوگی۔

خاصیت آیت ۱۰۳

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ

اس آیت کا پڑھنا آندھی کو روکنے اور اندھیرے میں حفاظت کیلئے مفید ہے۔

خاصیت آیت ۱۲۴

وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ

بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ جب کوئی تلاوت کرتے کرتے اس آیت پر پہنچے تو یوں کہے۔

اَللّٰهُمَّ مَنْ ذَالَّذِىْ يَدْعُوْكَ فَلَمْ تُجِبْهُ وَمَنْ ذَالَّذِىْ سَاَلَكَ فَلَمْ تُعْطِهٖ وَمَنْ ذَالَّذِىْ اِسْتَجَارَكَ فَلَمْ تُجِرْهُ وَمَنْ ذَاالَّذِىْ تَوَكَّلَ عَلَيْكَ فَلَمْ تَكْفِهٖ وَاغَوْثَاهُ بِكَ اَسْتَغِيْثُ اَللّٰهُمَّ اَغِثْنِىْ يَامُغِيْثُ وَاشْفِنِىْ شِفَآءً عَاجِلًا وَفَرِّجْ عَنِّىْ فَرَجًا قَرِيْبًا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ پھر جو چاہے اللہ تعالیٰ سے مانگے تو اس کی حاجت پوری ہوگی۔

خاصیت آیت ۱۴۱

وَهُوَ الَّذِىْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ط كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ وَلَا تُسْرِفُوْا ط اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ

جو آدمی ان آیات کو زیتون کی لکڑی کی تختی میں نقش کر کے گھر کے دروازے کی چوکھٹ کے اوپر رکھے گا تو اسکے درختوں اور باغات کے پھلوں میں برکت اور عمدگی آئے گی۔

اور جو آدمی انہیں مینڈھے کے رنگے ہوئے چمڑے کے ٹکڑے میں لکھ کر جانوروں کے گلے میں لٹکائے گا تو اس کے جانوروں میں زیادتی اور برکت ہوگی اور آفتوں سے محفوظ رہیں گے۔

خاصیت آیت ۳۱ تا ۳۲

يٰبَنِىْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (۳۱) قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِىْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ط قُلْ هِىَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ط كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ

یہ آیت نئے سبز رنگ کے برتن میں سفید انگور اور زعفران کے ساتھ لکھے پھر اسے عرق گلاب سے دھولے جو اس پانی سے نہائے گا تو اس سے نظر بد اور جادو کا اثر جاتا رہے گا۔ جو اس پانی کو پئے گا اور اپنے کھانے میں ملائے گا وہ زہر اور جادو اور نظر بد کے اثر سے محفوظ رہے گا۔

خاصیت آیت ۳۸

ادْخُلُوْا فِىْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِى النَّارِ ط كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ط حَتّٰىٓ اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ط قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ

جس کا کوئی دشمن جیل میں ہو اور یہ چاہتا ہو کہ اسے رہائی نہ ملے اور دیر تک جیل میں رہے تو یہ آیت سرخ رنگ کے رنگے ہوئے چمڑہ پر لکھے اور اس دشمن کا نام اور اس کی ماں کا نام بھی لکھے اور یہ بھی لکھے مکثا مکثا یافلاں بن فلانة تشبیطا مکثا بلازوال پھر اس لکھے ہوئے کو اس کے قید خانہ کے دروازہ کے نیچے دفن کردے تو دشمن اس جیل میں قید ہی رہے گا۔

خاصیت آیت ۴۳

وَنَزَعْنَا مَا فِىْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ هَدٰىنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِىَ

لَوْلَآ اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ط وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

خالی قلم سے مٹھائی پر یہ آیت لکھ کر آپس میں نفرت رکھنے والے لوگوں کو کھلا دی جائے تو ان کی دشمنی ختم ہو جائے گی اور جو آپس میں دوست ہیں انہیں کھلا دی جائے تو ان کی دوستی ومحبت واتفاق قائم رہے گا۔

یا ان لوگوں کی تعداد کے مطابق پتوں پر یا پھلوں پر یا انجیروں پر لکھ کر کھلائے تو بھی درست ہے۔

اور یہ آیت دل کے درد کیلئے بھی مفید ہے۔

مٹی کا نیا پختہ برتن پرس کے تندور سے نکلتے ہی زعفران اور عرق گلاب سے لکھے اور انجیر کے پانی سے اسے دھو کر اس پانی سے پیئے تو دل کے درد کی تکلیف ختم ہو جائے گی۔

سورہ اعراف......فضائل وخواص

خاصیت آیت ۵۴

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ م بِاَمْرِهٖ ط اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ط تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ

جو آدمی سوتے وقت یہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے شیطان اور اس کے لشکروں سے محفوظ رکھیں گے اور کمزوری فالج سے بھی محفوظ رکھیں گے۔

خاصیت آیت ۵۴تا۵۶

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ م بِاَمْرِهٖ ط اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ط تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ(۵۴) اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً ط اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ(۵۵) وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ط اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ

جو آدمی یہ آیات پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے اپنی نیند کم ہونے کی دعا مانگے تو اس کی نیند کم ہو جائے گی اور جو ان آیات کے ساتھ حرز اور سورۃ براۃ کی آخری آیت بھی اپنی دکان پر یا سامان پر یا مال پر پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت وکفایت فرمائیں گے۔

خاصیت آیت ۵۷، ۵۸

وَهُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًا ۢ بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ط حَتّٰٓی اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ط كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰی لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ وَالْبَلَدُ الطَّیِّبُ یَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ وَالَّذِیْ خَبُثَ لَا یَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ط كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّشْكُرُوْنَ

زیتون کی لکڑی کو کھرچ کر بنایا ہوا پیالہ لیکر اس میں سیب اور زعفران کے پانی سے لکھ کر اسے انگور کے پانی سے دھو کر درختوں کی جڑوں میں خالص پانی کے اوپر ڈالا جائے تو درخت دیمک، کیڑوں، سوکڑے سے اور چوہوں اور ٹڈیوں اور نقصان دہ پرندوں وغیرہ سے محفوظ ہو کر سرسبز وشاداب رہیں گے۔

خاصیت آیت ۹۷ تا ۹۹

اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰی اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰی اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ

یہ آیت ایک کاغذ پر لکھ کر پانی سے دھو لے اور پھر اس پانی کو گھر یا مکان کے چاروں کونوں میں چھڑک دے تو تکلیف دہ ومضر مچھروں اور حشرات سے محفوظ رہے گا۔

خاصیت آیت ۱۸۰

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جس نے انہیں یاد کیا وہ جنت میں جائے گا۔ اللہ تعالیٰ طاق ہے اور وہ طاق کو پسند کرتا ہے اور وہ ننانوے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ. اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ اَلْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ الْغَفَّارُ الْقَهَّارُ الْوَهَّابُ الرَّزَّاقُ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُعِزُّ الْمُذِلُّ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ الْحَكَمُ الْعَدْلُ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ الْحَلِيْمُ الْعَظِيْمُ الْغَفُوْرُ الشَّكُوْرُ الْعَلِیُّ الْكَبِيْرُ الْحَفِيْظُ الْمُقِيْتُ الْحَسِيْبُ الْجَلِيْلُ الْكَرِيْمُ الرَّقِيْبُ الْمُجِيْبُ الْوَاسِعُ الْحَكِيْمُ الْوَدُوْدُ الْمَجِيْدُ الْبَاعِثُ الشَّهِيْدُ الْحَقُّ الْوَكِيْلُ الْقَوِیُّ الْمَتِيْنُ الْوَلِیُّ الْحَمِيْدُ الْمُحْصِیُ الْمُبْدِئُ الْمُعِيْدُ الْمُحْيِي الْمُمِيْتُ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ الْوَاجِدُ الْمَاجِدُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ الْمُقَدِّمُ الْمُؤَخِّرُ الْاَوَّلُ الْاٰخِرُ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ الْوَالِی الْمُتَعَالِیُ الْبَرُّ التَّوَّابُ الْمُنْتَقِمُ الْعَفُوُّ الرَّؤُفُ مَالِكُ الْمُلْكِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اَلْمُقْسِطُ الْجَامِعُ الْغَنِیُّ الْمُغْنِیُّ الْمَانِعُ الضَّارُّ النَّافِعُ النُّوْرُ الْهَادِیُ الْبَدِيْعُ الْبَاقِیُ الْوَارِثُ الرُّشِيْدُ الصَّبُوْرُ.

خاصیت آیت ۲۰۰، ۲۰۱

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَاهُمْ مُّبْصِرُوْنَ

جس آدمی کو وسواس، گھبراہٹ، فضول خیالات آنے کی شکایت ہو یا کپکپی ہوتی ہو تو وہ اس آیت کو عرق گلاب اور زعفران کے ساتھ یوم کے دن سات پتوں میں طلوع آفتاب کے وقت لکھے اور روزانہ پتا نگل جائے اور اس پر ایک گھونٹ پانی پیئے تو یہ شکایت و تکلیف جاتی رہے گی۔

جب کسی کے دل میں کوئی وسوسہ آئے تو وہ یہ پڑھے۔

هُوَالْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ

اور جب وسوسہ آئے تو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھنا مستحب ہے کیونکہ شیطان جب توحید ورسالت کی شہادت سنتا ہے تو دور بھاگ جاتا ہے۔

سورۃ الانفال......فضائل وخواص

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو شخص سورۃ انفال اور سورۃ برأت پڑھتا رہے میں اس کا سفارشی ہوں اور گواہوں کو وہ نفاق سے بری ہے اور ہر منافق مرد اور عورت کے بدلہ اسے دس نیکیاں دی جائیں گی اور عرش عرش اٹھانے والے فرشتے جب تک وہ دنیا میں ہے اس کیلئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو آدمی روزانہ سات مرتبہ یہ آیت پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی دنیا وآخرت کی مشکلات میں اس کی کفایت فرمائیں گے۔ خواہ اس نے صحیح تدبر اختیار کی ہو یا غلط اور ایک روایت میں ہے کہ وہ آدمی کسی دیوار کے نیچے آ کر اور ڈوب کر اور جل کر اور لوہے کے ہتھیار سے نہیں مرے گا۔

حضرت لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابومعشر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی کی ٹانگ ران سے ٹوٹ گئی۔ اس کے پاس ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا جہاں تجھے درد محسوس ہوتا ہے اس جگہ ہاتھ رکھ کر فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اس نے ایسا ہی کیا تو اس کی ران درست ہوگئی۔

خاصیت آیت ۲

جو آدمی اس آیت کو لکھ کر گلے میں لٹکائے تو وہ جس افسر کے پاس کسی کام کیلئے جائے گا وہ اس کا کام کر دے گا۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ

جس آدمی کا دل سخت ہوگیا ہو اور اس پر کوئی نصیحت و وعظ اثر نہ کرتا ہو اور اس کا دل اچھائی کے کام کرنے پر آمادہ نہ ہوتا ہو تو وہ خالص جو کا آٹا لیکر اس کی روٹی بنائے اور طلوع آفتاب سے پہلے اس پر خالی قلم سے سات مرتبہ یہ آیت لکھے پھر اس دن روزہ رکھے اور اسی روٹی سے افطار کرے تو اس کا دل نرم ہو جائے گا۔

خاصیت آیت ۶۲' ۶۳

وَاِنْ یُّرِیْدُوْا اَنْ یَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ط هُوَالَّذِیْٓ اَیَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ وَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ ط لَوْاَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ ط اِنَّهٗ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ

جو آدمی ماہ رمضان کے پہلے جمعہ کے دن ظہر و عصر کے درمیان کے وقت میں پاکی کی حالت میں اون یا ریشم کے ٹکڑے پر یہ آیت لکھے اس ٹکڑے کی اون کے تین رنگ ہوں' سبز' زرد اور سرخ' پھر اس ریشم یا اون سے اسی دن ٹوپی بنا لے پھر جب تک کوئی

حاجت پیش نہ آئے اس ٹوپی کو پہن کر کسی پاک اونچی جگہ میں بیٹھا رہے۔ تو اس ٹوپی کو جو بھی پہن کر جہاں بھی جائے گا تو وہاں اس کی عزت وقدر ہوگی اور رعب و دبدبہ ہوگا اور کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی جو اس کے سامنے آئے گا گونگا ہو جائے گا اس کے تمام حالات بہتر ہو جائیں گے اور اس کیلئے محبت پیدا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ دلوں میں اس کی محبت ڈال دیں گے اور مخلوق کو اس کیلئے مسخر کر دیں گے۔ اسے مخلوق کی طرف سے محبت و بھلائی ملے گی۔

خاصیت آیت ۱۰

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰی وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ وَمَاالنَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِاللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ

اس آیت کو ستائیس رمضان کے دن ایک کاغذ پر لکھ کر انگوٹھی کے نگینہ کے نیچے رکھ لیا جائے تو جو بھی اس انگوٹھی کو پہنے گا وہ خوش وخرم رہے گا اور اپنے ہر دشمن کے مقابلہ میں غالب ومنصور رہے گا۔

خاصیت آیت ٦٦

اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِیْكُمْ ضَعْفًا ط فَاِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ یَّغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ وَاِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ یَّغْلِبُوْٓا اَلْفَیْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ

جو آدمی اس آیت کو سات دن ہر نماز کے بعد پڑھے اور شروع اس طرح کرے کہ جمعہ کے دن عصر کے بعد مغرب تک پڑھے پھر ہر نماز کے بعد اور رات دن میں جب فارغ ہو پڑھے۔ اس طرح سات دن تک پڑھتا رہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بوجھوں اور ذمہ داریوں کو ہلکا کر دیں گے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بخار والے مریض کو تعویذ لکھ کر دیتے تھے اور وہ مریض تندرست ہو جاتا تھا۔ دیکھا گیا تو اس تعویذ میں لکھا ہوا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ یَّمْسَسْكَ بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ.

سورہ براءۃ......فضائل وخواص

خاصیت آیت ۳۲، ۳۳

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَیَاْبَی اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ(۳۲)هُوَالَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ

اس آیت کوشیشہ کے نئے گلاس میں لکھے اوراسے عود وعنبر کی دھونی دے پھر اسے یاسمین کے خالص عطر سے دھوئے اورسبز شیشہ کے برتن میں اونچی جگہ رکھ دے جب ضرورت پڑے اس عطر کو اپنے دونوں ابروں کے درمیان لگالے تو اسے لوگوں میں محبت وقر اور عزت ومرتبہ ملے گا۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اس آیت کو ہرن کے چمڑے پر زعفران اور عرق گلاب سے لکھے اور کستوری کی دھونی دے۔ اس کو جو آدمی اپنے دائیں بازو پر باندھے گا اسے لوگوں میں محبت وعزت اور مرتبہ ودبدبہ حاصل ہوگا۔

خاصیت آیت ۴۶

وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِیْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِیْنَ

اس آیت کوریشم کے گول کاٹے ہوئے ٹکڑے میں لکھے جو ٹکڑا مہینہ کے اول دنوں میں کاٹا گیا ہو اور آیت کے اردگرد بھاگنے والے یا چور کا نام اور اس کی ماں کا نام لکھے (فلاں بن فلانہ) پھر اسے لیکر شہر سے باہر ایسی جگہ چلا جائے جہاں اسے کوئی نہ دیکھے اور اس گول ٹکڑے کے درمیان میں نئی میخ گاڑے پھر اسے مٹی سے چھپادے تو بھگوڑا اور چور واپس آجائے گا۔

خاصیت آیت ۱۲۹

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ

جمعہ کی رات میں آدھی رات کو اسے تین سو مرتبہ پڑھے اور ہر بار کے آخر میں کہے۔ یَا رَبِّ حَسْبِیُ عَلٰی فُلان بِنْ فُلَانَۃَ اِعْطَفْ قَلْبَہٗ وَ ذَالَّہٗ اِلَیَّ تو بہت جلد اس کے دل میں اللہ تعالیٰ اس پر شفقت ومحبت ڈال دیں گے اور اسے اسکا مسخر وتابع بنادیں گے۔ یہ مجربات میں سے ہے۔

فوائد القرآن کی جلد اول مکمل ہوئی دوسری جلد سورہ توبہ کے بقیہ حصہ سے شروع ہے

قرآنِ کریم کی برکات

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
تم میں سے جب کوئی شخص یہ چاہے کہ وہ اپنے رب سے مناجات وگفتگو کرے اسکو چاہئے کہ قرآن شریف کی تلاوت کرے۔ (خطیب، دیلمی)
حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے نماز میں کھڑے ہوکر کلام پاک پڑھا اس کے لئے ہر حرف پر سو نیکیاں ملیں گی۔ اور جس نے نماز میں بیٹھ کر پڑھا اس کو پچاس نیکیاں، اور جس نے بغیر نماز کے وضو کے ساتھ پڑھا اس کے لئے پچیس نیکیاں اور جس نے بلاوضو پڑھا اس کے لئے دس نیکیاں، اور جو شخص پڑھنے والے کی طرف کان لگا کر سنے اس کے لئے بھی ہر حرف کے بدلہ میں ایک نیکی ہے۔ (احیاء)

اللہ تعالیٰ قرآن سنتا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بندہ رات کے درمیانی حصے میں قرآن شریف پڑھتا ہے اللہ تعالی اس کی طرف اس قدر کان لگا کر سنتے ہیں کہ اس کے علاوہ اور کسی بھی چیز کی طرف اس کے برابر ہرگز کان نہیں لگاتے ہیں (یعنی حق سبحانہ وتعالیٰ رات کی تلاوت کو بطور خاص سنتے ہیں) (ترمذی)

دونوں جہاں کی دولت:

امام شافعی کے زمانے میں ایک شخص کے اولاد نہیں ہوتی تھی، بڑی عمر میں جا کر لڑکی پیدا ہوئی فرط سرور میں یہ قسم کھا بیٹھا کہ میں اسے دونوں جہاں کی دولت دوں گا۔ کہنے کو تو کہہ دیا مگر جب وقت قریب آیا تو نہایت فکر پیدا ہوا کہ میں کیا اور میری ہستی کیا، دو جہاں کی دولت میں کس طرح اپنی لڑکی کو دے سکتا ہوں، ایسی پریشانی میں ہر ایک عالم کی خدمت میں حاضر ہوا کہ میں کیا کروں اور کس طرح اپنی قسم سے بری ہوسکتا ہوں لیکن کہیں سے جواب نہ ملا، جب امام شافعیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے سن کر فرمایا کہ تیری قسم کا نہایت سہل علاج ہے۔ اے شخص! اپنی دختر کو قرآن مجید کی تعلیم دے پھر رخصتی کے وقت قرآن مجید اس کی بغل میں دے کر وداع کردے قسم ہے اللہ کی! تو نے دونوں جہاں کی دولت اپنی بیٹی کو جہیز میں دی اور تو قسم سے بری ہوا۔ (احسن المواعظ)

قرآن کی برکت سے منہ سے خوشبو

امام نافع مدنیؒ جو قراءِ عشرہ میں سے اول قاری ہیں۔ جب آپ قرآن پڑھتے یا بات کرتے تو منہ سے مشک اور کستوری کی خوشبو آتی تھی کسی نے دریافت کیا کہ اے ابوعبداللہ! جب آپ لوگوں کو پڑھانے بیٹھتے ہیں تو خوشبو لگا کر بیٹھتے ہیں فرمایا خوشبو کا استعمال تو کیا کرتا میں تو اس کے قریب بھی نہیں جاتا بلکہ بات یہ ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا میرے منہ سے منہ ملا کر قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اسی وقت سے میرے منہ سے خوشبو آتی ہے، سبحان اللہ کیا عظیم الشان انعام ہے جس کے مقابلے میں ہفت اقلیم کی سلطنت بھی گرد ہے، سبحان اللہ! آپ نے ستر سال سے زیادہ مسجد نبوی میں قرآن پاک کی تعلیم دی اور امامت فرمائی۔
قرآن کریم کی محبت وعظمت اور اس پر عمل کرنیکے ذوق وشوق پیدا کرنیوالے واقعات پر مشتمل ادارہ کی مطبوعہ کتاب ''تحفۂ حفاظ'' پڑھئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فوائد القرآن.... مختصر تعارف

قرآن کریم کا آسان ترجمہ.... برصغیر کے مستند مفسرین کے عام فہم تفسیری فوائد و معارف.... تلاوت قرآن کے ظاہری و باطنی آداب جن کا لحاظ رکھنے پر قرآن کی برکات کھلی آنکھوں دیکھی جا سکتی ہیں....

عہد نبوت سے عصر حاضر تک کے اسلاف کے ایسے واقعات جو دل میں قرآن کریم کی محبت و عظمت پیدا کر دیں....

قرآنی آیات سے دینی و دنیاوی امور میں رہنمائی کیلئے.... چھ صدی قبل کے معروف بزرگ حضرت امام یافعی رحمہ اللہ کی نایاب تصنیف **الدر النظیم فی فضائل القرآن والآیات والذکر العظیم** .... ہر جلد کے آخر میں دے دی گئی ہے جو اپنے موضوع پر نہایت مستند و جامع ہے.... علاوہ ازیں اکابر کی مستند کتب سے قرآنی آیات کے فضائل، خواص، فوائد و عملیات اور اسرار و رموز بھی دیدیئے گئے ہیں.... اکابر مفسرین کے تفسیری افادات کی حامل یہ مختصر اور جامع تفسیر

دورِ جدید کے تقاضوں سے ہم آہنگ ایک جدید کاوش

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن کریم سے برکت حاصل کرو

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ اپنے خطبات میں فرماتے ہیں

قرآن کریم کے بارے میں حدیث نبوی میں ارشاد فرمایا گیا ہے:

تبرک بالقران فانه کلام الله وخرج منه

برکت حاصل کرو اس کلام خداوندی سے اس لئے کہ یہ اللہ کے اندر سے نکل کر آیا ہے۔ حق تعالیٰ شانہ نے قرآن کریم کے الفاظ نازل فرمائے ان الفاظ میں وہ کمالات چھپے ہوئے ہیں جو بولنے والے کے اندر تھے وہ کمالات ظاہر ہوتے ہیں ان الفاظ کے ذریعہ دنیا میں کوئی بھی جذبہ بغیر لفظوں کے سمجھ میں نہیں آتا۔ اس لئے لفظوں کو بیچ میں لانا لازمی ہے اور ان ہی الفاظ کے اندر اللہ تعالیٰ نے کھپایا ہے اپنے کمالات کو اور ان ہی الفاظ کے ذریعہ ان کمالات کو بندوں تک پہنچایا ہے اور ان کے دل میں اتارا ہے ان کمالات کو اپنے دل میں حاصل کرنے کی نیت سے اگر آپ تلاوت کریں گے اور دھیان اس پر دیں گے کہ کیا کہا جا رہا ہے اور میرے دل میں کمالات کس طرح اتر رہے ہیں تو پھر اور ہی شان ہوگی۔ اسی کو حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے۔ **تبرک بالقران فانه کلام الله و خرج منه** برکت حاصل کرو اس قرآن سے یہ اللہ کا کلام ہے اور اس کے اندر سے نکلا ہے بولنے والا جو بولتا ہے وہ اندر سے بولتا ہے لفظ آڑ ہوتے ہیں۔

یہ آسمان اور چاند سورج بھی اللہ کے تبرکات ہیں جن سے ہم فائدہ اٹھا رہے ہیں لیکن آسمان وزمین، چاند، سورج، یہ اللہ کے اندر سے نکل کر نہیں آئے ہیں۔ اللہ نے ان کو پیدا فرمایا ہے۔ دنیا کی تمام چیزیں ہی ایسی ہیں کہ اللہ کے حکم سے وہ پردۂ عدم سے وجود میں آتی ہیں۔ اللہ کے اندر سے نکل کر نہیں آتیں مگر قرآن اندر سے نکل کر آیا ہے۔ یہ تو کلام ہے اس لئے قرآن سے تعلق اللہ کے باطن سے تعلق ہے آپ کو اوپر کھینچنے کیلئے۔ اللہ نے ایک رسی لٹکا دی ہے جس کے ذریعہ آپ کو کھینچ لیا جائے۔

حق تعالیٰ نے اوپر سے ایک رسی لٹکائی کہ جسے نکلنا ہو وہ اس رسی کو پکڑ لے جب ہم اس رسی کو کھینچیں گے وہ بھی کھنچ کر ہمارے پاس آجائیگا اور اس علاقہ سے نکل جائے گا وہ رسی درحقیقت قرآن کریم ہے۔ (خطبات طیب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن مجید کے حقوق کا خیال کیجئے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا کہ آپ قرآن کریم کو چومتے تھے اور یہ کلمات کہتے تھے۔
عهد ربي ومنشور ربي عزوجل ۔ (یہ میرے رب کا عہد ہے اور میرے رب کا منشور ہے)
اس کے معنی و مطلب میں غور کریں اور سوچیں کہ اس قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ہم سے کچھ وعدے لئے ہیں۔ یہ قرآن اللہ تعالیٰ سے ہمارا ایک معاہدہ ہے۔ دوسرے یہ بھی سوچیں کہ یہ تمام احکام محبت کے احکام ہیں۔ ہماری بہتری کے احکام ہیں۔ ان میں کوئی حکم مشکل نہیں۔

اس لئے جب تلاوت شروع کریں تو یہی ذہن میں رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے بیٹھا ہوا ہوں اور اُن کا کلام خود اُنہی کو سنا رہا ہوں اور وہ اپنا کلام سن کر خوش ہو رہے ہیں۔ یوں کلام پاک کی تلاوت شروع کی جائے۔ ظاہر ہے کہ انسان خوب دل سے حاضر اور متوجہ ہو کر خشوع و خضوع کیساتھ اور الفاظ کی صحت کا خیال رکھتے ہوئے خوب مزے لے لے کر تلاوت کرے گا۔

قرآن مجید کے دو قسم کے مضمون بہت غور طلب ہیں۔ ایک وہ مضامین جہاں قرآن ایمان والوں کی صفات بیان کرتا ہے ایمان والے ایسے ہوتے ہیں۔ ....ایسے مقام پر سوچیں کہ مومن تو ہم کہلاتے ہیں اور خود بھی اپنے کو مومن سمجھتے ہیں پھر یہ قرآن کی بیان کی ہوئی صفات ہم میں کیوں نہیں یہ صفات اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کی جائے اور ساتھ ساتھ دعا بھی کی جائے۔ دوسری قسم وہ ہے جس میں قرآن کی صفات کا بیان ہے مطلب یہ ہے کہ قرآن نصیحت ہے سینے کی بیماریوں کیلئے شفا ہے اور ہدایت ہے اور مومنین کیلئے رحمت ہے۔ لہٰذا قرآن کریم پڑھتے وقت اس کی فکر کی جائے کہ ہمارے اندر یہ صفات آ جائیں۔

قرآن کریم کا سب سے بڑا حق .....اس پر عمل کرنا ہے

آج عمل تو درکنار مسلمان کو قرآن کریم کے الفاظ بھی صحیح نہیں آتے۔ شاید لاکھوں میں ایک مسلمان ہو جو قرآن صحیح پڑھتا ہو۔ جب اسکے ہر حرف کو دوسرے سے الگ اسکے صحیح مخرج سے ادا کریں گے مثلاً ...ذ ...ز ...ض ...ظ ... یہ چاروں الگ الگ حروف ہیں۔ جب تک آپ ان میں فرق نہیں کریں گے تب تک وہ قرآن کا صحیح تلفظ نہیں کہلائے گا۔ افسوس! مسلمان دوسری زبانوں میں بہت ہوشیار ہیں کوئی بولنے میں ذرا غلطی کرے پکڑیں گے مگر قرآن کتنا ہی غلط پڑھا جائے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ ایک کی بجائے دوسرا حرف پڑھنے سے معنی بالکل بدل جاتے ہیں۔ مثلاً ذَلَّ ذلیل ہوا زَلَّ پھسل گیا ضَلَّ گمراہ ہوا ظَلَّ قریب ہوگیا چاروں کے معنی الگ الگ ہیں۔ لوگ سب کو ایک ہی طرح زَلَّ پڑھتے ہیں۔ قرآن صحیح سیکھ کر پڑھئے......دنیوی تعلیم کیلئے کیا کچھ کر گذرتے ہیں۔ کتنی کتنی فیسیں ادا کرتے ہیں مگر دین کا یہ حشر کہ اس کی پوری تعلیم تو الگ رہی صرف قرآن کے الفاظ ہی صحیح ادا نہیں ہوتے۔ اس لئے ضروری ہے کہ قرآن پاک باقاعدہ کسی اچھے قاری سے صحیح کر لیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے کلام الٰہی کے حقوق پہچاننے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (ملخص حقوق القرآن)

قرآن کریم کی تلاوت کے آداب

کلام اللہ شریف معبود کا کلام ہے... محبوب و مطلوب کے فرمائے ہوئے الفاظ ہیں... جن لوگوں کو محبت سے کچھ واسطہ پڑا ہے وہ جانتے ہیں کہ معشوق کے خط کی... محبوب کی تقریر تحریر کی کسی دل کھوئے ہوئے کے یہاں کیا وقعت ہوتی ہے... اس کے ساتھ جو عشق و محبت کا معاملہ ہوتا ہے اور ہونا چاہئے وہ قواعد و ضوابط سے بالاتر ہے... ع محبت تجھ کو آداب محبت خود سکھادے گی

اس وقت اگر جمال حقیقی اور انعامات غیر متناہی کا تصور ہو تو موجزن ہوگی... اسکے ساتھ ہی وہ احکم الحاکمین کا کلام ہے... بادشاہوں کے بادشاہ کا فرمان ہے... اس سطوت و جبروت والے بادشاہ کا قانون ہے کہ جسکی ہمسری نہ کسی بڑے سے بڑے سے ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے... جن لوگوں کو بادشاہوں کے دربار سے کچھ واسطہ پڑ چکا ہے وہ تجربے سے اور جنکو سابقہ نہیں پڑا وہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ بادشاہی فرمان کی ہیبت قلوب پر کیا ہو سکتی ہے... کلام الٰہی محبوب و حاکم کا کلام ہے اسلئے دونوں آداب کا مجموعہ اس کیساتھ برتنا ضروری ہے...

قراءت کے وقت مسواک کرنا: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی مسواک کرتا ہے۔ اور پھر کھڑا ہو کر قرآن پڑھنا شروع کر دیتا ہے تو اس کا قرآن سننے کے لئے ایک فرشتہ اس کے گرد چکر لگاتا ہے۔ حتی کہ (شدت محبت و پیار سے) اپنا منہ قاری کے منہ پر رکھ دیتا ہے۔ پس قاری کے منہ سے جو بھی آیت نکلتی ہے فرشتے کے منہ میں داخل ہو جاتی ہے۔ اور جب بغیر مسواک کئے قراءت کر رہا ہوتا ہے۔ تو فرشتہ چکر تو لگاتا ہے مگر اپنا منہ اس کے منہ پر نہیں رکھتا ہے۔ (اخلاق حملۃ القرآن)

آداب:۔ مسواک اور وضو کے بعد کسی یکسوئی کی جگہ میں نہایت وقار و عاجزی کے ساتھ رو بہ قبلہ بیٹھے اور نہایت ہی حضور قلب اور خشوع کے ساتھ اُس لطف سے جو اس وقت کے مناسب ہے اس طرح پڑھے کہ گویا خود حق سبحانہٗ کو کلام پاک سنا رہا ہے... اگر وہ معنی سمجھتا ہے تو تدبر و تفکر کے ساتھ آیات وعدہ و رحمت پر دُعائے مغفرت و رحمت مانگے اور آیاتِ عذاب و وعید پر اللہ سے پناہ چاہے کہ اس کے سوا کوئی بھی چارہ ساز نہیں... آیات تنزیہ و تقدیس پر سبحان اللہ کہے اور از خود تلاوت میں رونا نہ آوے تو بہ تکلف رونے کی سعی کرے...

پس اگر یاد کرنا مقصود نہ ہو تو پڑھنے میں جلدی نہ کرے... کلام پاک کو رحل یا تکیہ یا کسی اونچی جگہ پر رکھے... تلاوت کے درمیان میں کسی سے کلام نہ کرے... اگر کوئی ضرورت پیش ہی آجاوے تو کلام پاک بند کر کے بات کرے اور پھر اس کے بعد اعوذ پڑھ کر دوبارہ شروع کرے... اگر مجمع میں لوگ اپنے اپنے کاروبار میں مشغول ہوں تو آہستہ پڑھنا افضل ہے ورنہ آواز سے پڑھنا اولیٰ ہے... مشائخ نے تلاوت کے چھ آداب ظاہری اور چھ باطنی ارشاد فرمائے...

ظاہری آداب:۱- غایت احترام سے باوضو رو بہ قبلہ بیٹھے...۲- پڑھنے میں جلدی نہ کرے ترتیل و تجوید سے پڑھے...۳- رونے کی سعی کرے چاہے بہ تکلف ہی کیوں نہ ہو...۴- آیاتِ رحمت و آیاتِ عذاب کا حق ادا کرے جیسا کہ پہلے گذر چکا...۵- اگر ریا کا احتمال ہو یا کسی دوسرے مسلمان کی تکلیف و حرج کا اندیشہ ہو تو آہستہ پڑھے ورنہ آواز سے...۶- خوش الحانی سے پڑھے کہ خوش الحانی سے کلام پاک پڑھنے کی بہت سی احادیث میں تاکید آئی ہے...

باطنی آداب:۱- کلام پاک کی عظمت دل میں رکھے کہ کیسا عالی مرتبہ کلام ہے...۲- حق سبحانہٗ وتقدس کی علوشان اور رفعت و کبریائی کو دل میں رکھے جس کا کلام ہے...۳- دل کو وساوس و خطرات سے پاک رکھے...۴- معانی کا تدبر کرے اور لذت کے ساتھ پڑھے... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شب تمام رات اس آیت کو پڑھ کر گذار دی...

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُکَ وَاِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَکِيْمُ

اے اللہ! اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر مغفرت فرمادے تو عزت وحکمت والا ہے

سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے ایک رات اس آیت کو پڑھ کر صبح کر دی...

وَامۡتَازُوا الۡیَوۡمَ اَیُّهَا الۡمُجۡرِمُوۡنَ... اومجرمو! آج قیامت کے دن فرمانبرداروں سے الگ ہوجاؤ

۵- جن آیات کی تلاوت کر رہا ہے دل کو اُن کے تابع بنادے... مثلاً اگر آیت رحمت زبان پر ہے... دل سرورِ محض بن جائے اور آیت عذاب اگر آ گئی ہے تو دل لرز جائے...

۶- کانوں کو اس درجہ متوجہ بنادے کہ گویا خود حق سبحانہٗ وتقدس کلام فرمار ہے ہیں اور یہ سن رہا ہے... حق تعالیٰ شانہٗ محض اپنے لطف وکرم سے مجھے بھی ان آداب کے ساتھ پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور تمہیں بھی...(فضائل اعمال)

تلاوت قرآن کے وقت اسلاف کی کیفیات

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا گریہ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ وہ مکہ میں اپنے گھر سے باہر چھوٹی سی مسجد میں بیٹھ کر قرآن پاک کی تلاوت بآواز بلند کرتے تھے۔اس وقت ان پر اتنی رقت طاری ہوجاتی تھی کہ ان کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوجاتی تھی اور ان کے کفار ہمسائے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتے تھے چنانچہ اسی بنا پر انہیں مکہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کردیا گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خوف

ایک مرتبہ حضرت عمر فاوق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۂ تکویر کی تلاوت کر رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے وَاِذَاالصُّحُفُ نُشِرَتۡ۔(جب اعمال نامے کھولے جائیں گے) تو بیہوش ہوکر گر پڑے اور کئی دن تک ایسی حالت رہی کہ لوگ عیادت کو آتے تھے۔

ایک دن حضرت عمرؓ کا کسی گھر کی طرف سے گزر ہوا اور وہ شخص نماز میں سورۂ والطور پڑھ رہا تھا۔ جب وہ اس آیت پر پہنچا۔ اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ تو سواری سے اترے اور دیوار سے ٹیک لگا کر دیر تک بیٹھے رہے۔اس کے بعد اپنے گھر آئے تو ایک مہینے تک بیمار رہے۔لوگ دیکھنے آتے تھے اور بیماری کسی کی سمجھ میں نہ آتی تھی۔ (تاریخ مشائخ چشت ص۱۰۰)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا عمل

بعض اوقات حضرت عثمان بن عفان ص ایک ہی رکعت میں پورا قرآن شریف پڑھ لیا کرتے تھے (اخرجہ الطحاوی وغیرہ)

ایک مرتبہ سعید بن جبیرؒ نے کعبۃ اللہ کے اندر ایک ہی رکعت میں تمام قرآن شریف پڑھا۔ (اخرجہ ابن ابی داؤد والطحاوی)

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی بیہوشی

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ جب کلام پاک پڑھنے کے لئے کھولا کرتے تھے تو بیہوش ہوکر گر جاتے تھے اور زبان پر جاری ہو جاتا تھا... هٰذَا كَلَامُ رَبِّيۡ... هٰذَا كَلَامُ رَبِّيۡ (یہ میرے رب کا کلام ہے یہ میرے رب کا کلام ہے) یہ اُن آداب کا اجمال ہے اور ان تفصیلات کا اختصار ہے جو مشائخ نے آداب تلاوت میں لکھے ہیں جن کی کسی قدر توضیح بھی ناظرین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں جن کا خلاصہ صرف یہ ہے کہ بندہ نوکر بن کر نہیں... چاکر بن کر نہیں... بلکہ بندہ بن کر آقا و مالک...

محسن و منعم کا کلام پڑھے صوفیاء نے لکھا ہے کہ جو شخص اپنے کو قراءت کے آداب سے قاصر سمجھتا رہے گا وہ قرب کے مراتب میں ترقی کرتا رہے گا اور جو اپنے کو رضا و عجب کی نگاہ سے دیکھے گا وہ ترقی سے دور ہو گا...

بعض صحابہ اور اولیاء کا گریہ

ابو رجاء کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں جاری تھیں۔ ابو صالح کہتے ہیں کہ یمن کے کچھ لوگ آپ کے پاس آئے اور وہ قرآن پڑھ پڑھ کر روتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا ہے کہ ہماری بھی یہی حالت تھی۔ ہشام کہتے ہیں کہ محمد بن سیرین جب نماز پڑھتے تو بعض وقت میں ان کے رونے کی آواز سنتا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی رات کو تلاوت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ رات کو میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں (بستر پر) دیر سے حاضر ہوئی فرمایا عائشہ! آج تمہیں کیا عارضہ پیش آ گیا؟ عرض کیا یا رسول اللہ! مسجد نبوی میں ایک شخص قرآن پاک کی تلاوت کر رہے ہیں ان سے زیادہ اچھی قراءت آج تک میں نے نہیں سنی (قرآن سنتے سنتے دیر ہو گئی) اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس صحابی کو دیکھنے کے لیے تشریف لے گئے تو وہ سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ تھے ان کو خطاب کرتے ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کا شکر ہے جس نے میری امت میں تم جیسے باکمال آدمی بنائے ہیں۔ (ابن ماجہ واحمد وغیرھما)

اشعری صحابہؓ کی رات کو تلاوت

حضرت ابوموسیٰؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے۔ کہ جب رات ہوتی ہے تو میں اپنے اشعری صحابہ کی آوازوں کو ان کی قراءت سے پہچان لیتا ہوں اور رات کو ان کی تلاوت قرآن کی آوازوں کے ذریعہ ان کے مکانات کی شناخت کر لیتا ہوں خواہ میں نے دن کے وقت ان کے مکانات نہ بھی دیکھے ہوں، جب کہ انہوں نے دن کے وقت آ کر اپنے پڑاؤ کے لیے مکانات تیار کیے ہوتے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تلاوت

حضرت ابن مسعودؓ سے منقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ابوبکرص اور عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان چلتے ہوئے ان کے پاس تشریف لائے جبکہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نماز تہجد پڑھ رہے تھے، سورۂ نساء شروع کی اور بتسلسل تلاوت کر کے سورت پوری کر دی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جو یہ پسند کرے کہ قرآن کو ترو تازہ اسی طرح پڑھے جس طرح وہ اتارا گیا ہے۔ تو وہ ابن ام عبد یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت کے مطابق تلاوت کرے"۔ پھر (سلام کے بعد) ابن مسعود رضی اللہ عنہ (قبلہ کی طرف کچھ) آگے بڑھے اور سوال کرنے یعنی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے لگے۔ ادھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمانا شروع ہوئے "کہ" مانگو مانگو دیئے جاؤ گے، دیئے جاؤ گے"۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جو دعا مانگی اس میں یہ بھی کہا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ اِیْمَانًا لَا یَرْتَدُّ وَنَعِیْمًا لَا یَنْفَدُ وَ مُرَافَقَةَ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فِیْ اَعْلَی الْجَنَّةِ جَنَّةِ الْخُلْدِ۔ اے اللہ! میں آپ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جس میں ارتداد نہ ہو۔ اور ایسی نعمت جو زوال پذیر نہ ہو۔ اور عالی ترین جنت یعنی جَنَّةُ الْخُلْد میں تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت مانگتا ہوں۔ عمر فاروقؓ نے ارادہ کیا کہ عبداللہ

بن مسعودؓ کے پاس آ کر انہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان ''مانگو دیئے جاؤ گے'' کی بشارت سنائیں' وہاں جا کر دیکھا کہ ابو بکر ان سے پہلے ہی ابن مسعودؓ کے پاس (خوشخبری سنانے کے لیے) پہنچے ہوئے ہیں، عمر کہنے لگے آپ کس طرح اتنی جلدی پہنچ گئے، اے ابوبکر! آپ پہلے ہی سے خیر و بھلائی کی طرف خوب سبقت کرنے والے ہیں۔ (مسند احمد وغیرہ)

حضرات شیخین کی تہجد میں تلاوت

حضرت ابوقتادہؓ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو حالات کا جائزہ لینے کے لیے نکلے تو اچانک ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے جو نماز تہجد میں بہت پست آواز سے قرآن شریف پڑھ رہے تھے اور عمرؓ کے پاس سے گزرے تو وہ بہت بلند آواز سے تلاوت کر رہے تھے۔ صبح کو جب یہ دونوں حضرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالی میں اکٹھے ہوئے تو فرمایا ابوبکرص! میں رات آپ کے پاس سے گزرا تب آپ بہت پست آواز سے تہجد میں قرآن شریف پڑھ رہے تھے تو عرض کیا یارسول اللہ! میں اس ذات کو سنا رہا تھا جس سے میں شرف مناجات و ہم کلامی حاصل کر رہا تھا (اور وہ ذات آہستہ آواز کو بھی سنتی ہے) عمر رضی اللہ عنہ فرمایا! میں آپ کے پاس سے گزرا تھا تو آپ بہت بلند آواز سے نماز میں تلاوت کر رہے تھے عرض کیا یارسول اللہ ! میں اونگھنے والے کو جگا رہا تھا اور شیطان کو دفعہ کر رہا تھا، اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں حضرات کو ہدایت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ! آپ تو اپنی آواز تھوڑی بلند کر دو اور عمر رضی اللہ عنہ! تم اپنی آواز قدرے پست کر دو۔ (ابوداؤد و ترمذی)

تہجد کی تلاوت میں دوسروں کے آرام کا خیال

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رات کو قراءۃ قرآن کے لیے اٹھتے تو تلاوت میں گنگنانے کی سی کیفیت اختیار فرماتے، عرض کیا یارسول اللہ! آپ اپنی تلاوت میں آواز اونچی کیوں نہیں فرماتے؟ فرمایا میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ اپنے ساتھیوں کو اور اپنے گھر والوں کو اذیت پہنچاؤں۔ (ابن نجار)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی گریہ وزاری

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بہت بڑے تاجر' فقہ حنفی کے بانی' سینکڑوں تلامذہ کے استاد اور ہزاروں انسانوں کے مرجع تھے لیکن ان میں سے کوئی چیز بھی ان کی عبادت اور عمل کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنتی تھی۔ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ میں نے ابو حنیفہؒ سے زیادہ کوئی پارسا نہیں دیکھا۔ اسد بن عمرؒ کا قول ہے کہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ شب کی نماز میں ایک رکعت میں پورا قرآن ختم کر دیتے تھے۔ ان کے گریہ وزاری کی آواز سن کر پڑوسیوں کو رحم آنے لگتا تھا ان کا یہ بھی قول ہے کہ یہ روایت محفوظ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے جس مقام پر وفات پائی وہاں سات ہزار کلام مجید ختم کئے تھے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کا عشق قرآن

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک بار ہم لوگ فضیل بن عیاضؒ کے پاس گئے اور ان سے اندر آنے کی اجازت چاہی تو اجازت نہیں ملی' کسی نے کہا کہ اگر وہ قرآن کی آواز سن لیں تو نکل آئیں گے۔

ہمارے ساتھ ایک بلند آواز آدمی تھا ہم نے اس سے کہا کہ قرآن کی کوئی آیت پڑھو' اس نے بلند آواز سے سورہ تکاثر پڑھنی شروع کر دی وہ فوراً نکل آئے' اس وقت ان کا حال یہ تھا کہ داڑھی آنسوؤں سے تر تھی۔ جب وہ خود قرآن پڑھتے تو ان کی آواز نہایت غمگین اور پسندیدہ ہوتی اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی انسان کو مخاطب کر رہے ہیں۔

پہلے دس پاروں کی سورتوں کے فضائل وخواص

سورۃ الفاتحہ: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ جواحسانات فرمائے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے مجھے وحی بھیجی کہ میں نے اپنے عرش کے خزانوں سے آپ کو سورۃ فاتحہ عنایت کی پھر میں نے اس کو اپنے اور تمہارے درمیان نصف نصف کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے کہ سورۃ فاتحہ دوسری سورت کے قائم مقام ہوسکتی ہے مگر کوئی دوسری سورۃ سورۃ فاتحہ کی جگہ کافی نہیں ہوسکتی (الدرالنظیم)

سورۃ البقرہ: جس گھر میں اس سورۃ کا کچھ حصہ پڑھا جائے شیطان وہاں سے بھاگ جاتا ہے۔

سورۃ آل عمران

حدیث میں ہے کہ سورۃ بقرہ اور آل عمران پڑھا کرو کیونکہ یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن دو بدلیوں کی طرح بن کر سائبان کی طرح ہوکر آئیں گی اور اپنے پڑھنے والوں کے متعلق ایک دوسرے سے جھگڑیں گی۔

اور ایک روایت میں ہے کہ دونوں اُس کی سفارش کریں گی۔

سورۃ النساء

یا ایھا الناس قد جائکم برھان .....مستقیما یہ آیت مدمقابل کی دلیل کو بے کار کردے گی اور اُس کے مقابلہ میں تمہاری دلیل وموقف کو مضبوط وغالب کردے گی۔

سورۃ المائدہ

قل یااھل الکتاب ھل تنقمون منا (مکمل آیت) یہ آیت دشمن کے چہرے کو سیاہ کرنے، اُسے رسوا کرنے اور اُس کے ذہن کو کند کرنے کے لئے مفید ہے۔

سورۃ انعام

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب سورۃ انعام اتری تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بے ساختہ) سبحان اللہ کہا، اور پھر فرمایا کہ ''بخدا اس سورت کو پہنچانے اتنے فرشتے آئے ہیں کہ ان کے ہجوم سے آسمان کے کنارے ڈھک گئے۔ جس مہم اور غرض کیلئے چاہے اس سورت کو پڑھے اور پھر دعا کرے، ان شاء اللہ پوری ہوگی۔

سورۃ الاعراف

اسکی پہلی دو آیتوں کو غم اور دل کی گھٹن کیلئے سینے پر ہاتھ رکھ کر ایک سو ایک مرتبہ صبح کی نماز کے بعد پڑھنا نہایت مفید اور مجرب ہے۔

سورۃ الانفال

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو شخص سورہ انفال اور سورۃ توبہ پڑھتا رہے میں اس کا سفارشی ہوں اور گواہ ہوں کہ وہ نفاق سے بری ہے اور ہر منافق مرد اور عورت کے بدلہ اسے دس نیکیاں دی جائیں گی اور عرش اٹھانے والے فرشتے جب تک وہ دنیا میں ہے اس کیلئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ (الدرالنظیم)

سورۃ التوبہ: اگر کسی شخص کو کسی دشمن کے اُٹھنے جنگ کرنے یا مقدمہ دائر کرنے کا خوف ہو وہ شخص اس سورۃ کی آیت نمبر ۴۶ کو 117 مرتبہ تیرہ دن تک مع **اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم** کے پڑھے۔

مذکورہ نو سورتوں کے تفصیلی خواص فوائد وعملیات اس جلد کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

آسان ترجمہ و تفسیر

فوائد القرآن

جلد اوّل

ترتیب و کاوش:
حضرت مولانا الحاج عبد القیوم مہاجر مدنی مدظلہٗ العالی

پارہ 1 تا پارہ 10
سورۂ فاتحہ تا سورۂ توبہ

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240

فوائد القرآن

تاریخ اشاعت..................رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ
ناشر.......................ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
طباعت....................سلامت اقبال پریس ملتان

قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔
الحمدللہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔
پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں
تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاکم اللہ

ملنے کے پتے

ادارہ تالیفات اشرفیہ....چوک فوارہ....ملتان — مکتبہ الفاروق۔مصریال روڈ چوہڑ ہڑپال۔راولپنڈی
ادارہ اسلامیات.........انارکلی........لاہور — دارالاشاعت.......اُردو بازار..........کراچی
مکتبہ سید احمد شہید........اردو بازار.....لاہور — مکتبۃ القرآن......نیوٹاؤن.............کراچی
مکتبہ رحمانیہ........اُردو بازار .... لاہور — مکتبہ دارالاخلاص....قصہ خوانی بازار......پشاور

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K — 119-121- HALLIWELL ROAD
(ISLAMIC BOOKS CENTERE — BOLTON BL1 3NE. (U.K.)

عرض ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ!

اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب تا قیامت انسانیت کیلئے دین ودنیا کی فلاح کی ضامن ہے۔قرآن کریم سے تعلق خیر و برکت کا سرچشمہ ہے جو اپنے مستفیدین کو دنیا میں بھی کام دیتا ہے۔قبر حشر میں بھی مونس وشفیع بنتا ہے اورآخرت میں دائمی نجات کا مدار بھی اسی کے تعلق پر ہے۔ایک مسلمان کی زندگی کے تمام پہلوخواہ وہ اجتماعی نوعیت کے ہوں یا انفرادی سب کا حل قرآن کریم میں اصولی انداز میں بیان فرمادیا گیا ہے۔

قرآن کریم کے بیان فرمودہ اصولوں کی روشنی میں جس دور کے بھی مسلمانوں نے اپنی اجتماعی یا انفرادی زندگی کا قبلہ درست رکھا' خدائی نصرت ان کے شامل حال رہی اور زمین وآسمان نے اپنی برکات ان کیلئے وقف کر دیں۔ایسے مقدس نفوس کی دنیاوی زندگی ہی قابل رشک نہیں ہوئی بلکہ آخرت کی کامرانی پر بھی خود قرآن گواہ ہے۔خدائے ذوالجلال کا آخری پیغام جو انسانیت کی جملہ کامیابیوں کا سرچشمہ ہے وہ قرآن کریم ہے۔جس کی زیارت موجب سرور ہے تو تلاوت باعث شفا جس کا سمجھنا ہدایت ہے تو اس پر عمل کرنا فوز وفلاح کی معراج ہے۔خالق ومخلوق کے مابین تعلق کا قوی ذریعہ قرآن کریم ہے۔جو ہر دور کی انسانیت کو مادیت کی دلدل سے نکال کر روحانیت کے ابدی سکون سے آشنا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ادارہ کو وقتاً فوقتاً (قرآن تراجم وتفاسیر کی اشاعت کے ذریعے) خدمت وتعلق قرآن کا شرف حاصل رہتا ہے اس سعادت بزور بازو نیست۔

حضرت والد محترم الحاج مولانا عبدالقیوم مہاجر مدنی مدظلہ العالی موجودہ دور کے بلند پایہ بزرگ اور خدمت قرآن کی حیثیت سے عوام وخواص میں محتاج تعارف نہیں۔برصغیر کے اکابر کی مستند تفاسیر سے مزین آپ کا جمع فرمودہ ''گلدستہ تفاسیر'' امت کیلئے ایسا سدابہار تحفہ ہے جس سے نہ اہل علم مستغنی ہو سکتے ہیں اور نہ عوام الناس۔سات بڑی ضخیم جلدوں پر مشتمل یہ تفسیر عوام وخواص کیلئے اس لحاظ سے بھی نعمت ہے کہ اردو کی چھ مستند تفاسیر کی مباحث ہر آیت کے تحت یکجا مل جاتیں ہیں۔

فقیہ العصر مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ (جامعہ خیر المدارس ملتان) عارف ربانی مولانا مفتی عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ (دارالعلوم کبیروالا) حضرت قاری محمد عثمان صاحب مدظلہ العالی (مہتمم دارالعلوم دیوبند) حضرت علامہ خالد محمود صاحب مدظلہ (مانچسٹر) جیسے مشاہیر امت کی تقاریظ اس گلدستہ تفاسیر کی مقبولیت کیلئے سند کا درجہ رکھتی ہیں۔

زیر نظر فوائد القرآن جو آسان ترین ترجمہ اور مختصر عام فہم تفسیری افادات و دیگر خصوصیات پر مشتمل ہے۔اسی "گلدستہ تفاسیر" تسہیل بیان القرآن، درس قرآن اور دیگر عظیم تفاسیر سے منتخب افادات کا مجموعہ ہے۔اس تفسیر کی تیاری کے دوران شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کا مقبول عام آسان ترجمہ وتفسیر بنام "توضیح القرآن" بھی سامنے آیا تو تبرکاً اس سے بھی استفادہ کیا گیا۔علاوہ ازیں حضرت مرتب مدظلہ العالی نے جابجا ایسے مستند واقعات بھی تفسیری فوائد میں شامل کر دیئے ہیں جن سے آیات قرآن کی تفسیر پر بھی روشنی پڑتی ہے اور قرآن کے ساتھ ذوق وشوق اور والہانہ تعلق بھی آشکارہ ہوتا ہے جو یقیناً قارئین پر بھی ایک ایمان افروز کیفیت طاری کرنے میں اکسیر ہیں یہ واقعات خیر القرون سے تا ہنوز ان اکابر کی حیاۃ طیبہ سے ماخوذ ہیں جنہوں نے اپنی زندگیوں کو خدمت قرآن کیلئے وقف کر دیا۔نیز قرآنی آیات کے خواص و برکات اور جسمانی و روحانی امراض سے شفا کے مجرب عملیات بھی مستند کتب سے اس طرح دیئے گئے ہیں کہ وہ تفسیر کا حصہ نہ بنیں تاکہ اسلاف مفسرین کے متواتر طریقہ تفسیر سے نہ ہٹا جائے بلکہ ایسی چیزوں کی نشاندہی کے ساتھ ہر پارہ کے آخر میں دیدیئے گئے ہیں۔

ہر سورۃ کے شروع میں ایسا جامع تعارف بھی دیدیا گیا ہے جس کے تناظر میں مکمل سورت کے مضامین کی تفہیم نہایت سہل ہوگئی ہے اور اسکے ساتھ ساتھ ہر رکوع کے اختتام پر مختصر عام فہم خلاصہ بھی دیدیا گیا ہے تاکہ مکمل رکوع میں بیان فرمودہ مضامین وموضوعات چند حروف میں سامنے آجائیں ہر رکوع کا یہ خلاصہ بھی مستند تفاسیر کو سامنے رکھ کر تیار کیا گیا ہے تاکہ کوئی بات اسلاف کے طریقہ سے متجاوز نہ ہو۔

روزمرہ کے مسائل کے بارے میں قرآن ہماری کیا رہنمائی کرتا ہے؟ اس کیلئے تفسیر معارف القرآن کے مسائل بھی حسب موقع دیدیئے گئے ہیں۔تاکہ جدید تقاضوں وضروریات کے بارہ میں بھی یہ تفسیر ایسے قاری کی رہنمائی کر سکے۔ہر تفسیری فائدہ با حوالہ دیا گیا ہے۔تاہم جہاں حوالہ نہ ہو ایسے تفسیری فوائد اکثر تسہیل بیان القرآن سے لئے گئے ہیں۔

توفیق وفضل خداوندی سے قوی امید ہے کہ یہ جدید ترین تفسیر (جو قدیم مفسرین ہی کے افادات کا مجموعہ ہے) جہاں عوام الناس کیلئے نعمت ہے۔وہاں بطور خاص ان حضرات کیلئے بھی تحفہ ہے جو اپنی مصروفیت کے پیش نظر مفصل تفاسیر کا مطالعہ نہیں کر سکتے۔فوائد القرآن ایسے حضرات کیلئے ان شاء اللہ مقدمۃ الجیش کا کام دے گی جو ان میں قرآن کا ضروری فہم پیدا کر کے مفصل تفاسیر کا ذوق اور پھر زندگی کو قرآن کے مطابق ڈھالنے کی حقیقی تڑپ پیدا کرنے کا فریضہ سرانجام دے گی۔

قرآن کریم کے موجودہ تراجم میں سے حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی رحمہ اللہ کی "تفسیر میرٹھی" اپنے آسان ترین ترجمہ اور مختصر تفسیر کے حوالہ سے مسلم ہے لیکن عرصہ دراز سے نایاب ہے۔فوائد القرآن میں مکمل ترجمہ اور بعض جگہ آیات کے خواص وعملیات کا ماخذ تفسیر میرٹھی ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت والد صاحب دامت برکاتہم کی اس جدید کاوش کو شرف قبولیت سے نوازیں اور اس قرآنی خدمت کو مرتب ناشر اور جملہ قارئین کیلئے دنیا میں ہدایت کا اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائیں۔اس مبارک کام میں جن اہل علم نے علمی وعملی معاونت فرمائی ہے انہیں رب کریم اپنی شان شایان جزائے عظیم سے نوازیں۔ آمین یارب العالمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

واجعلنا من الذین اتبعوھم باحسان الی یوم الدین

والسلام خادم القرآن محمد اسحٰق غفرلہ

عشرۂ مغفرۃ رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ بمطابق ستمبر ۲۰۰۹ء

مطالعہ قرآن اور اس کے آداب

مفکر اسلام سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے۔

اَللّٰهُ يَجْتَبِىٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِىٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ (سورہ شوریٰ)

اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنا کر لیتا ہے اور وہ ان کو ہدایت دیتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں دو چیزیں بیان فرمائی گئی ہیں ۔۱۔ مقام اجتباء ۔۲۔ ہدایت۔

اجتباء کیلئے اللہ نے صاف فرمادیا کہ وہ جس کو چاہتا ہے اجتباء سے سرفراز فرماتا ہے اس کو قبولیت و اجتباء کا درجہ عطا کرتا ہے۔

ہدایت کی سب انسانوں کو ضرورت ہے لیکن اس کے بارہ میں فرمایا کہ وہ ہدایت ان کو دیتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ہدایت کے طالب ہوتے ہیں ان میں انابت' تواضع' بندگی اور اپنے کو کچھ نہ سمجھنے کی کیفیت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ انکو راستہ پر لگادیتا ہے۔

قرآن کریم سے استفادہ کی شرط

کوئی شخص یہ معلوم کرنا چاہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے کیا چاہتا ہے؟ اور اس کی ہدایت کیلئے کیا شرائط ہیں؟ توحید' رسالت اور آخرت کا قرآنی تصور کیا ہے؟ اس کی حقیقت کیا ہے کہ دنیا میں ہدایت اور آخرت میں نجات مل سکے؟

ان سب باتوں کو جاننے کیلئے قرآن بالکل آسان ہے اور کسی کو یہ کہنے کا عذر نہیں کہ ہم قرآن مجید سے ان باتوں کو نہیں سمجھ سکے۔

توحید کے بارہ میں واضح' صریح' طاقتور اور دوٹوک بات جو کہی جاسکتی ہے قرآن مجید میں موجود ہے۔ قرآن مجید پڑھ کر آدمی سب کچھ ہوسکتا ہے لیکن مشرک نہیں ہوسکتا۔ وہ بے عمل' فاسق تو ہوسکتا ہے لیکن جہاں تک توحید و شرک کا تعلق ہے تو قرآن مجید میں بالکل سورج کی طرح روشن انداز میں بیان فرمادیا گیا ہے۔

جہاں تک رسالت کا تعلق ہے کہ نبوت کیا ہے؟ انبیاء کیا ہیں؟ ان کے ذمہ کون سی چیزیں سپرد کی گئیں؟ وہ کس چیز کی تعلیم دیتے ہیں؟ انکی سیرت و کردار کیسا بلند ہوتا ہے؟ یہ سب قرآن مجید میں صاف طور سے بیان فرمادیا گیا۔ آپ سورہ اعراف سورہ ہود' سورہ شعراء پڑھئے ان میں ایک ایک نبی کا نام لے کر تعارف کرایا گیا ہے۔ تو ہدایت کیلئے قرآن مجید کس قدر سہل ہے اس میں کہیں شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔

قرآن کریم کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معاملہ

لیکن جہاں تک اس کے علوم اور رفیع و دقیق مضامین کا تعلق ہے اس چیز کے متعلق دعویٰ کیساتھ یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ ہم جو کچھ سمجھتے ہیں اس کے علاوہ سب غلط ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ای سماء تظلنی و ای ارض تعلنی اذا قلت فی کتاب اللہ مالا اعلم

اے اللہ کس آسمان کے نیچے پناہ لوں گا اور کس زمین پر چلوں گا اگر میں کتاب اللہ کے متعلق کوئی ایسی بات کہہ دوں جس کی کوئی بنیاد کوئی تحقیق نہیں۔

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قرآن کریم کے بارہ میں یہی رویہ تھا۔ صحابہ کا انداز فکر بتاتا ہے کہ پورے قرآن پر حاوی ہونے کو وہ نہ تو ممکن سمجھتے تھے اور نہ ضروری۔ میری یہ جرأت معاف کی جائے اور وہ یہ کہ قرآن کی جو اصل روح اصل مدعا اور اصل مقصد ہے وہ حاصل ہونا چاہئے اور اس کتاب کے ساتھ ادب وخشوع کا معاملہ ہونا چاہئے۔

اگر کسی شخص کو قرآن مجید کے حقائق ومطالب معلوم نہیں یہاں تک کہ وہ پورے الفاظ کے معنی بھی نہیں جانتا لیکن اس کے دل میں خدا کا خوف ہے جب وہ قرآن پڑھتا ہے تو اس کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ وہ لرزاں وترساں رہتا ہے کہتا ہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے یہ میرے رب کا کلام ہے جب یہ کیفیت ہوجائے تو ہوسکتا ہے وہ ہدایت کے آخری مدارج تک پہنچ جائے اور اس کو قرب بالقرآن حاصل ہو۔

جہاں تک قرآن کریم کے مضامین کا تعلق ہے میں ایک طالب علم کی حیثیت سے عرض کرتا ہوں کہ وہ ایک ایسا سمندر ہے جس کی کوئی انتہا نہیں اور بڑے سے بڑا آدمی اس کی وسعت کے سامنے لرزہ براندام رہتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ اللہ کی ہدایت اور توفیق کے بغیر وہ ایک قدم نہیں چل سکتا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے افادہ

پہلی بات تو یہ ہے کہ افادہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور یہ ان قلوب پر ہوتا ہے جو اللہ کی خشیت سے اور کلام ربانی کی ہیبت وجلال سے معمور ہوتے ہیں۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے علوم کا ورود ہوتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپ قرآن مجید نوافل میں اس تصور کے ساتھ پڑھیں کہ جیسے قلب پر اسی وقت نزول ہو رہا ہے اور اس کا لطف لیں اور اس میں گم ہوجانے کی کوشش کریں۔

تیسری بات یہ ہے کہ دوران مطالعہ جو مفہوم ومعانی سمجھ میں آئیں تو یہ کہے کہ میری ناقص سمجھ میں یہ بات آئی ہے میں ایسا سمجھتا ہوں اور یہ دعویٰ ہرگز نہ کرے کہ آج تک قرآن کو کسی نے سمجھا نہیں، صرف میں نے ہی سمجھا ہے۔ اہل علم اپنی تحقیق کو یہ کہہ کر پیش کرتے ہیں کہ ہمیں مطالعہ کا جتنا موقع ملا، اس کے نتیجہ میں ہمارا خیال یہ ہے کہ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ لیکن یہ طریقہ کہ کوئی شخص اپنے نتائج فکر کو سو فیصد صحیح ثابت کرنے پر اصرار کرے اور اس کے علاوہ جو کچھ ہے سب کو غلط قرار دے یہ صحیح نہیں ہے۔

قرآن کریم کے علوم وعجائبات کی کوئی انتہا نہیں، اگر آپ کو عمر نوح علیہ السلام بھی ملے اور وہ قرآن کے تدبر میں صرف ہو تو ہر روز نئے نئے معانی کھلنے لگیں۔ ہماری عمر کا یہ محدود وقت، محدود قوت اور صلاحیت اور اس کے بعد ہمارا یہ دعویٰ کہ قرآن مجید اب تک سمجھا ہی نہیں گیا، یہ بہت بڑی غلطی ہے۔

اگر قرآن مجید اپنے کو تیرہ سو برس میں نہیں سمجھا سکا تو یہ قرآن مجید پر بہت بڑا الزام ہے قرآن تو کہتا ہے اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ یعنی ہم نے اس کو اتارا ہے قرآن عربی زبان کا تاکہ تم سمجھ لو۔ (سورہ یوسف)

اور آپ یہ کہیں کہ ایک ہزار برس تک' بارہ سو برس تک قرآن مجید کے فلاں لفظ کی حقیقت آج تک کسی نے نہیں سمجھی' اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کا افادہ اتنے عرصہ تک بند رہا۔

آخری گزارش

آخری بات یہ ہے کہ قرآن کریم کو اپنی کتاب سمجھا جائے' یہ کتاب ہدایت ہے' یہ کتاب ابدی ہے' یہ کتاب آسمانی ہے' لیکن میری ذاتی کتاب بھی ہے۔ میرا ذاتی ہدایت نامہ بھی ہے۔ اس میں میری ذاتی کمزوریوں اور ذاتی امراض کو بیان کیا گیا ہے۔

قرآن مجید میں ہر آدمی اپنے آپ کو تلاش کر سکتا ہے۔ یہ جب ہوگا جبکہ آپ اس کو زندہ کتاب سمجھیں اور آپ کو اپنی اصلاح کا جذبہ ہو' لوگوں کی اصلاح تو بعد میں ہوگی پہلے اپنی اصلاح ہو جائے۔

یھدی الیہ من ینیب کے میدان میں جہاں تک ہم کوشش کر سکتے ہیں کریں' اللہ جس کو چاہے مقام اجتباء تک پہنچائے ہم اس کے مکلّف نہیں ہیں ہم ہدایت حاصل کرنا چاہیں اور اپنی زندگی میں انقلاب لانا چاہیں تو قرآن مجید ہے جو ہماری رہنمائی بھی کرے گا اور ہمیں منزل مقصود پر بھی پہنچائے گا۔ ہم میں ہدایت کی طلب' اپنی احتیاج کا احساس اور اپنی بے بضاعتی کا اعتراف ہونا چاہیے اسی مجموعہ کا نام "انابت" ہے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ
غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ (ماخوذ از قرآنی افادت)

اجمالی فہرست

علم تفسیر
مختصر تعارف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عربی زبان میں ''تفسیر'' کے لفظی معنی ہیں۔ ''کھولنا'' اور اصطلاح میں علم تفسیر اس علم کو کہتے ہیں جس میں قرآن کریم کے معانی بیان کئے جائیں، اور اس کے احکام اور حکمتوں کو کھول کر واضح کیا جائے (البرہان) قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد ہے:۔وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ الذِّکۡرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَانُزِّلَ اِلَیۡهِمۡ (۱۶:۴۴)

''اور ہم نے قرآن آپ پر اُتارا تا کہ آپ لوگوں کے سامنے وہ باتیں وضاحت سے بیان فرمادیں جو اُن کی طرف اُتاری گئی ہیں۔''

نیز قرآنِ کریم کا ارشاد ہے:۔لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِیۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیۡهِمۡ وَیُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَةَ ''بلاشبہ اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا جبکہ اُن کے درمیان انہی میں سے ایک رسول بھیجا، جو اُن کے سامنے اللہ کی آیات کی تلاوت کرے، اور انہیں پاک صاف کرے، اور انہیں اللہ کی کتاب اور دانائی کی باتوں کی تعلیم دے''

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صرف قرآن کریم کے الفاظ ہی نہیں سکھاتے تھے، بلکہ اس کی پوری تفسیر بیان فرمایا کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کو ایک ایک سورت پڑھنے میں بعض اوقات کئی کئی سال لگ جاتے تھے۔

جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا میں تشریف فرما تھے، اُس وقت تک کسی آیت کی تفسیر معلوم کرنا کچھ مشکل نہیں تھا، صحابہ کرامؓ کو جہاں کوئی دُشواری پیش آتی وہ آپ سے رُجوع کرتے اور انہیں تسلی بخش جواب مل جاتا، لیکن آپ کے بعد اس بات کی ضرورت تھی کہ تفسیر قرآن کو ایک مستقل علم کی صورت میں محفوظ کیا جاتا، تا کہ اُمت کے لئے قرآن کریم کے الفاظ کے ساتھ ساتھ اس کے صحیح معنی بھی محفوظ ہو جائیں، اور ملحد و گمراہ لوگوں کے لئے اس کی معنوی تحریف کی گنجائش باقی نہ رہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی توفیق سے اس اُمت نے یہ کارنامہ اس حسن و خوبی سے انجام دیا کہ آج ہم یہ بات بلاخوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ اللہ کی اس آخری کتاب کے صرف الفاظ ہی محفوظ نہیں ہیں، بلکہ اس کی وہ صحیح تفسیر و تشریح بھی محفوظ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے جاں نثار صحابہؓ کے ذریعے ہم تک پہنچی ہے۔

تفسیرِ قرآن کے بارے میں ایک شدید غلط فہمی

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی ہوگی کہ قرآن کریم کی تفسیر ایک انتہائی نازک اور مشکل کام ہے جس کے لئے صرف عربی زبان جان لینا کافی نہیں، بلکہ تمام متعلقہ علوم میں مہارت ضروری ہے، چنانچہ علماء نے لکھا ہے کہ مفسر قرآن کے لئے ضروری ہے کہ وہ عربی زبان کے نحو وصرف اور بلاغت وادب کے علاوہ علم حدیث، اُصول فقہ وتفسیر اور عقائد وکلام کا وسیع وعمیق علم رکھتا ہو، کیونکہ جب تک ان علوم سے مناسبت نہ ہو، انسان قرآن کریم کی تفسیر میں کسی صحیح نتیجے تک نہیں پہنچ سکتا۔

افسوس ہے کہ کچھ عرصے سے مسلمانوں میں یہ خطرناک وبا چل پڑی ہے کہ بہت سے لوگوں نے صرف عربی پڑھ لینے کو تفسیر قرآن کے لئے کافی سمجھ رکھا ہے، چنانچہ جو شخص بھی معمولی عربی زبان پڑھ لیتا ہے، وہ قرآن کریم کی تفسیر میں رائے زنی شروع کر دیتا ہے، بلکہ بعض اوقات ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ عربی زبان کی نہایت معمولی شد بد رکھنے والے لوگ، جنہیں عربی پر بھی مکمل عبور نہیں ہوتا، نہ صرف من مانے طریقے پر قرآن کی تفسیر شروع کر دیتے ہیں، بلکہ پُرانے مفسر کی غلطیاں نکالنے کے درپے ہو جاتے ہیں، یہاں تک کہ بعض ستم ظریف تو صرف ترجمے کا مطالعہ کر کے اپنے آپ کو قرآن کا عالم سمجھنے لگتے ہیں، اور بڑے بڑے مفسرین پر تنقید کرنے سے نہیں چوکتے۔

خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ یہ انتہائی خطرناک طرزِ عمل ہے، جو دِین کے معاملے میں نہایت مہلک گمراہی کی طرف لے جاتا ہے، دُنیوی علوم وفنون کے بارے میں ہر شخص اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ اگر کوئی شخص محض انگریزی زبان سیکھ کر میڈیکل سائنس کی کتابوں کا مطالعہ کر لے تو دُنیا کا کوئی صاحب عقل اُسے ڈاکٹر تسلیم نہیں کر سکتا، اور نہ اپنی جان اس کے حوالے کر سکتا ہے، جب تک کہ اس نے کسی میڈیکل کالج میں باقاعدہ تعلیم وتربیت حاصل نہ کی ہو، اس لئے کہ ڈاکٹر بننے کے لئے صرف انگریزی سیکھ لینا کافی نہیں، بلکہ باقاعدہ ڈاکٹری کی تعلیم وتربیت حاصل کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح کوئی انگریزی داں انجینئرنگ کی کتابوں کا مطالعہ کر کے انجینئر بننا چاہے تو دُنیا کا کوئی بھی باخبر انسان اسے انجینئر تسلیم نہیں کر سکتا، اس لئے کہ یہ کام صرف انگریزی زبان سیکھنے سے نہیں آ سکتا، بلکہ اس کے لئے ماہر اساتذہ کے زیرِ تربیت رہ کر ان سے باقاعدہ اس فن کو سیکھنا ضروری ہے۔ جب ڈاکٹر اور انجینئر بننے کے لئے یہ کڑی شرائط ضروری ہیں تو آخر قرآن وحدیث کے معاملے میں صرف عربی زبان سیکھ لینا کافی کیسے ہو سکتا ہے؟ زندگی کے ہر شعبے میں ہر شخص اس اُصول کو جانتا اور اس پر عمل کرتا ہے کہ ہر علم وفن کے سیکھنے کا ایک خاص طریقہ اور اس کی مخصوص شرائط ہوتی ہیں، جنہیں پورا کئے بغیر اس علم وفن میں اس کی رائے معتبر نہیں سمجھی جاتی، تو آخر قرآن وسنت اتنے لاوارث کیسے ہو سکتے ہیں کہ ان کی تشریح وتفسیر کے لئے کسی علم وفن کے حاصل کرنے کی ضرورت نہ ہو، اور اس کے معاملے میں جو شخص چاہے رائے زنی شروع کر دے؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآنِ کریم نے خود ارشاد فرمایا ہے کہ:۔ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ (۵۴:۱۷)

''اور بلاشبہ ہم نے قرآنِ کریم کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان کر دیا ہے۔'' اور جب قرآنِ کریم ایک آسان کتاب ہے تو اس کی تشریح کے لئے کسی لمبے چوڑے علم وفن کی ضرورت نہیں۔ لیکن یہ استدلال ایک شدید مغالطہ ہے، جو خود کم فہمی اور سطحیت پر مبنی ہے، واقعہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی آیات دو قسم کی ہیں، ایک تو وہ آیتیں ہیں جن میں عام نصیحت کی باتیں، سبق آموز واقعات اور عبرت وموعظت کے مضامین بیان کئے گئے ہیں، مثلاً دنیا کی ناپائیداری، جنت ودوزخ کے حالات، خوفِ خدا اور فکرِ آخرت پیدا کرنے والی

باتیں، اور زندگی کے دُوسرے سیدھے سادے حقائق، اس قسم کی آیتیں بلاشبہ آسان ہیں، اور جو شخص عربی زبان سے واقف ہو وہ انہیں سمجھ کر نصیحت حاصل کرسکتا ہے، مذکورہ بالا آیت میں اسی قسم کی تعلیمات کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ ان کو ہم نے آسان کردیا ہے، چنانچہ خود اس آیت میں لفظ "للذکر" (نصیحت کے واسطے) اس پر دلالت کررہا ہے۔

اسکے برخلاف دُوسری قسم کی آیتیں وہ ہیں جو اَحکام وقوانین، عقائد اور علمی مضامین پر مشتمل ہیں، اس قسم کی آیتوں کا کماحقہٗ سمجھنا اور ان سے اَحکام ومسائل مستنبط کرنا ہر شخص کا کام نہیں، جب تک اسلامی علوم میں بصیرت اور پختگی حاصل نہ ہو، یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کی مادری زبان اگرچہ عربی تھی، اور عربی سمجھنے کیلئے انہیں کہیں تعلیم حاصل کرنیکی ضرورت نہیں تھی، لیکن وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآنِ کریم کی تعلیم حاصل کرنے میں طویل مدتیں صَرف کرتے تھے۔ علامہ سیوطیؒ نے اِمام ابوعبدالرحمٰن سلمیؒ سے نقل کیا ہے کہ جن حضراتِ صحابہؓ نے سرکارِدو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کریم کی باقاعدہ تعلیم حاصل کی ہے، مثلاً حضرت عثمان بن عفانؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ وغیرہ، انہوں نے ہمیں بتایا کہ جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآنِ کریم کی دس آیتیں سیکھتے تو اس وقت تک آگے نہیں بڑھتے تھے جب تک ان آیتوں کے متعلق تمام علمی اور عملی باتوں کا اِحاطہ نہ کرلیں، وہ فرماتے تھے کہ:- "فتعلمنا القرآن والعلم والعمل جمیعاً" (الاتقان ج:۲ ص:۱۷۶)

ہم نے قرآن اور علم وعمل ساتھ ساتھ سیکھا ہے

چنانچہ مؤطا اِمام مالکؒ میں روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے صرف سورۂ بقرہ یاد کرنے میں پورے آٹھ سال صَرف کئے، اور مسندِ احمد میں حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ: "ہم میں سے جو شخص سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران پڑھ لیتا، ہماری نگاہوں میں اُس کا مرتبہ بہت بلند ہوجاتا تھا" (اتقان ج:۲ ص:۱۷۶ نوع:۷۷)

غور کرنے کی بات یہ ہے کہ یہ حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کی مادری زبان عربی تھی، جو عربی کے شعروادب میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے، اور جن کو لمبے لمبے قصیدے معمولی توجہ سے اَزبر ہوجایا کرتے تھے، انہیں قرآنِ کریم کو یاد کرنے اور اس کے معانی سمجھنے کے لئے اتنی طویل مدت کی کیا ضرورت تھی کہ آٹھ آٹھ سال صرف ایک سورت پڑھنے میں خرچ ہوجائیں؟ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ قرآن کریم اور اس کے علوم کو سیکھنے کے لئے صرف عربی زبان کی مہارت کافی نہیں تھی، بلکہ اس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور تعلیم سے فائدہ اُٹھانا ضروری تھا۔ اب ظاہر ہے کہ جب صحابہ کرامؓ کو عربی زبان کی مہارت اور نزولِ وحی کا براہِ راست مشاہدہ کرنے کے باوجود "عالمِ قرآن" بننے کے لئے باقاعدہ حضور سے تعلیم حاصل کرنے کی ضرورت تھی، تو نزولِ قرآن کے سینکڑوں سال بعد عربی کی معمولی شدبد پیدا کرکے یا صرف ترجمے دیکھ کر مفسرِ قرآن بننے کا دعویٰ کتنی بڑی جسارت اور علم ودین کے ساتھ کیسا افسوسناک مذاق ہے؟ ایسے لوگوں کو جو اس جسارت کا اِرتکاب کرتے ہیں سرکارِدوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے کہ:-

"من قال فی القراٰن بغیر علم فلیتبوا مقعدہ فی النار" "جو شخص قرآن کے معاملے میں علم کے بغیر کوئی بات کہے تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے"۔ اور:- "من تکلم فی القراٰن برایہ فاصاب فقد اخطا"

"جو شخص قرآن کے معاملے میں (محض) اپنی رائے سے گفتگو کرے اور اس میں کوئی صحیح بات بھی کہہ دے تب بھی اس نے غلطی کی۔" (ابوداؤد ونسائی، از اتقان ج:۲ ص:۱۷۹) (توضیح القرآن)

فضائل

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی... شیطان مردود سے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ (پ۱۴ع۱۹)

جب تم قرآن کی تلاوت کرو تو اللہ سے پناہ مانگو شیطان مردود کے شر سے۔

فائدہ: قرأت قرآن سے پہلے تعوذ پڑھنا باجماعِ اُمت سنت ہے۔ خواہ تلاوت نماز کے اندر ہو یا خارج۔ (شرح منیہ) تعوذ پڑھنا تلاوتِ قرآن کے ساتھ مخصوص ہے۔ علاوہ تلاوت کے دوسرے کاموں کے شروع میں صرف بسم اللہ پڑھی جائے۔ تعوذ مسنون نہیں۔ (عالمگیری)

جب قرآن شریف کی تلاوت کی جائے اُس وقت اعوذ باللہ اور بسم اللہ دونوں پڑھنی چاہئیں درمیان تلاوت کے جب ایک سورت ختم ہو کر دوسری شروع ہو تو سورۃ برأت کے علاوہ ہر سورت کے شروع میں مکرر پڑھی جائے۔ اعوذ باللہ نہیں اور سورۂ برأت (پ۲) اگر درمیان تلاوت میں آ جائے تو اس کے شروع میں بسم اللہ نہ پڑھے اور اگر قرآن کی تلاوت سورۂ برأت ہی سے شروع کر رہا ہے تو اس کے شروع میں اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھنا چاہئے (عالمگیری)

نکتہ: علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب نکتہ بیان فرمایا۔ ''کیونکہ حاصل تعوذ کا یہ ہے کہ اے اللہ مجھ میں تو اتنی طاقت نہیں کہ اپنے کس بل سے شیطان کا مقابلہ کروں اور اُس پر غالب رہ سکوں، اس لئے میں اپنی قوت کی نفی کر کے بس آپ کی ذاتِ عزیز کا سہارا لیتا ہوں۔ اب آپ ہی کی مدد میری قوتِ بازو ہے اور آپ ہی کی حفاظت کا یقین میری ڈھال۔

فضائل وخواص

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

بسم اللہ کے فوائد اور خصوصیات

۱۔حضرت عثمان ابن عاص رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ (بدن کے) جس حصہ میں درد ہو،اس جگہ ہاتھ رکھ کر تین بار بسم اللہ پڑھواور سات بار یہ دعا پڑھو۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ

انہوں نے اس پر عمل کیا تو بدن کا وہ درد ہمیشہ کے لئے زائل ہوگیا۔حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ بسم اللہ ہر بیماری سے شفادلانے والی ہے اور ہر درد کا علاج ہے۔

۲۔حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ بسم اللہ ہر مشکل کو آسان کرنے والی ہے اور ہر رنج وغم کو دور کرتی ہے اور دلوں کو خوش کرنیوالی ہے۔آپؓ نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص مصیبت اور بلا میں مبتلا ہو تو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ. پڑھے تو اس کی برکت سے ہر طرح کی بلا مصیبت سے اللہ تعالیٰ نجات دیں گے۔آپؓ ایک شخص کو بسم اللہ لکھتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ اسے عمدہ اور خوشخط سے لکھو اس نے بسم اللہ کو عمدہ طریقہ سے لکھا تو اس کی بخشش ہوگئی۔

۳۔جو شخص بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کو بارہ ہزار مرتبہ اس طرح پڑھے کہ ہزار پورا کرنے کے بعد کم ازکم ایک مرتبہ درود شریف پڑھے اور اپنے مقصد کے لئے دعا مانگے۔پھر ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر مقصد کے لئے دعا مانگے اسی طرح بارہ ہزار پورا کردے تو ان شاءاللہ ہر مشکل آسان اور ہر حاجت پوری ہوگی۔

۴۔بسم اللہ کے حروف عدد ۷۸۶ ہیں۔جو شخص اس عدد کے موافق سات روز تک متواتر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھا کرے اور اپنے مقصد کے لئے دعا کرے،ان شاءاللہ مقصد پورا ہوگا۔

۵۔جو شخص بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کو ۶۰۰ مرتبہ لکھ کر اپنے پاس رکھے تو لوگوں کے دلوں میں اس کی عظمت

وعزت ہوگی۔ کوئی اس سے بدسلوکی نہ کر سکے گا۔

۶۔ جو شخص محرم کی پہلی تاریخ کو ایک سو تیرہ مرتبہ پوری بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کاغذ پر لکھ کر اپنے پاس رکھے گا ہر طرح کی آفات ومصائب سے محفوظ رہے گا، مجرب ہے۔

۷۔ سونے سے پہلے اکیس مرتبہ پڑھے تو چوری اور شیطانی اثرات سے اور اچانک موت سے محفوظ رہے ۱۲، ایک روایت میں ہے کہ سونے سے قبل اپنے بستر کو کپڑے سے تین بار بِسْمِ اللّٰہِ پڑھتے ہوئے جھاڑ لے۔

۸۔ کسی غالب کے سامنے پچاس مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو مغلوب کر کے اس کو غالب کر دیں گے۔

۹۔ ۷۸۶ مرتبہ پانی پر دم کر کے طلوعِ آفتاب کے وقت پیئے تو ذہن کھل جائے اور حافظہ قوی ہو جائے۔

۱۰۔ ۷۸۶ مرتبہ پانی پر دم کر کے جس کو پلائے اس کو گہری محبت ہو جائے۔ (ناجائز کاموں میں استعمال کرے گا تو وبال کا خطرہ ہے)

۱۱۔ جس عورت کے بچے زندہ نہ رہتے ہوں، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم کو ۶۱ مرتبہ لکھ کر تعویذ بنا کر اپنے پاس رکھے تو بچے محفوظ رہیں گے۔ مجرب ہے۔

۱۲۔ ۱۰۱ مرتبہ کاغذ پر لکھ کر کھیت میں دفن کر دے تو کھیتی تمام آفات سے محفوظ رہے اور اس میں برکت ہو۔

۱۳۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم کسی کاغذ پر ۵۰۰ مرتبہ لکھے اور اس پر ۱۵۰ مرتبہ پڑھے پھر اس تعویذ کو اپنے پاس رکھے تو حکام مہربان ہو جائیں اور ظالم کے شر سے محفوظ رہے۔

۱۴۔ ۲۱ مرتبہ درد والے کے گلے یا سر میں یا سر پر باندھ دیں تو درد جاتا رہے۔

خاصیت

قیصر روم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں شکایت دردسر کی عرض کی۔ آپ نے ایک ٹوپی سلوا کر بھیجی جب تک وہ ٹوپی سر پر رہتی درد کو سکون رہتا اور جب اس کو اتارتا پھر درد ہونے لگتا اس کو تعجب ہوا اور کھول کر اس ٹوپی کو دیکھا تو اس میں فقط بِسْمِ اللّٰہِ لکھی تھی۔

تعارف سورۃ فاتحہ

نہ صرف قرآن کریم کی موجودہ ترتیب میں سب سے پہلی سورت ہے، بلکہ یہ پہلی وہ سورت ہے جو مکمل طور پر نازل ہوئی، اس سے پہلے کوئی سورت پوری نہیں نازل ہوئی تھی، بلکہ بعض سورتوں کی کچھ آیتیں آئی تھیں۔ اس سورت کو قرآنِ کریم کے شروع میں رکھنے کا منشأ بظاہر یہ ہے کہ جو شخص قرآن کریم سے ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہو، اسے سب سے پہلے اپنے خالق و مالک کی صفات کا اعتراف کرتے ہوئے اس کا شکرادا کرنا چاہئے اور ایک حق کے طلب گار کی طرح اسی سے ہدایت مانگنی چاہئے۔ چنانچہ اس میں بندوں کو وہ دعا سکھائی گئی ہے جو ایک طالبِ حق کو اللہ سے مانگنی چاہئے، یعنی سیدھے راستے کی دعا۔ اس طرح اس سورت میں صراطِ مستقیم یا سیدھے راستے کی جو دعا مانگی گئی ہے، پورا قرآن اس کی تشریح ہے کہ وہ سیدھا راستہ کیا ہے؟ (توضیح القرآن)

فضائل سورۃ فاتحہ

ہر بیماری سے شفاء: ۔عبدالملک بن عمیر رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ سورت فاتحہ میں ہر بیماری سے شفاء ہے۔

خاتمہ میں بعض ایسی سورتوں کے فضائل ہیں جو پڑھنے میں بہت مختصر لیکن فضائل میں بہت بڑھی ہوئی ہیں اسی طرح دو ایک ایسے خاص امر ہیں جن پر تنبیہ قرآن پڑھنے والے کے لئے ضروری ہے۔

سب سے افضل سورۃ

سورت فاتحہ کے فضائل بہت سی روایات میں وارد ہوئے ہیں ایک حدیث میں آیا ہے' کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلایا وہ نماز کی وجہ سے جواب نہ دے سکے۔ جب فارغ ہو کر حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پکارنے پر جواب کیوں نہیں دیا۔ انہوں نے نماز کا عذر کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن شریف کی آیت میں نہیں پڑھا؟ يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ (اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کی پکار کا جواب دو جب بھی وہ تم کو بلاویں) پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تجھے قرآن شریف کی سب سے بڑی سورت یعنی سب سے افضل سورت بتلاؤں گا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ **الحمد** کی سات آیتیں ہیں۔ یہ سبع مثانی ہیں۔

پورے قرآن کا خلاصہ

بعض صوفیاء سے منقول ہے کہ جو کچھ پہلی کتابوں میں تھا وہ سب کلامِ پاک میں آ گیا اور جو کلامِ پاک میں ہے وہ سب سورہ فاتحہ میں آ گیا اور جو کچھ فاتحہ میں ہے وہ بسم اللہ میں آ گیا اور جو بسم اللہ میں ہے وہ اس کی ب میں

آ گیا۔اس کی شرح بتلاتے ہیں کہ ب کے معنی اس جگہ ملانے کے ہیں اور مقصود سب چیز سے بندہ کا اللہ جل شانہٗ کے ساتھ ملا دینا ہے بعض نے اس کے آگے اضافہ کیا ہے کہ ب میں جو کچھ ہے وہ اس کے نقطہ میں آ گیا یعنی وحدانیت نقطہ اصطلاح میں کہتے ہیں اس چیز کو جس کی تقسیم نہ ہوسکتی ہو بعض مشائخ سے منقول ہے کہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ میں تمام مقاصد دنیوی اور دینی آ گئے۔

بے مثال سورۃ

ایک دوسری روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد وارد ہوا ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اس جیسی سورت نازل نہیں ہوئی۔نہ تورات میں نہ انجیل میں نہ زبور میں نہ بقیہ قران پاک میں۔

سورۃ فاتحہ کا عمل

مشائخ نے لکھا ہے کہ اگر سورہ فاتحہ کو ایمان و یقین کے ساتھ پڑھے تو ہر بیماری سے شفا ہوتی ہے دینی ہو یا دنیوی ظاہری ہو یا باطنی لکھ کر لٹکانا اور چاٹنا بھی امراض کے لئے نافع ہے۔صحاح کی کتابوں میں وارد ہے کہ صحابہؓ نے سانپ بچھو کے کاٹے ہوؤں پر اور مرگی والوں پر اور دیوانوں پر سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جائز بھی رکھا۔نیز ایک روایت میں آیا ہے کہ سائب بن یزیدؓ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورت کا دم فرمایا اور یہ سورت پڑھ کر لعاب دہن درد کی جگہ لگایا۔اور ایک روایت میں آیا ہے کہ جو شخص سونے کا ارادہ سے لیٹے اور سورۃ فاتحہ اور قل ہواللہ احد پڑھ کر اپنے اُوپر دم کرلے موت کے سوا ہر بلا سے امن پاوے۔ایک روایت میں آیا ہے کہ سورہ فاتحہ ثواب میں دو تہائی قرآن کے برابر ہے۔ایک روایت میں آیا ہے کہ عرش کے خاص خزانہ سے مجھ کو چار چیزیں ملی ہیں کہ اور کوئی چیز اس خزانہ سے کسی کو نہیں ملی۔

ا۔سورہ فاتحہ۔۲۔آیۃ الکرسی۔۳۔بقرہ کی آخری آیات۔۴۔سورہ کوثر۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ حسن بصری حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جس نے سورہ فاتحہ کو پڑھا اُس نے گویا تورات انجیل زبور اور قرآن شریف کو پڑھا۔ایک روایت میں آیا ہے کہ ابلیس کو اپنے اوپر نوحہ اور زاری اور سر پر خاک ڈالنے کی چار مرتبہ نوبت آئی۔اوّل جبکہ اس پر لعنت ہوئی دوسرے جبکہ اس کو آسمان سے زمین پر ڈالا گیا۔تیسرے جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملی۔چوتھے جبکہ سورہ فاتحہ نازل ہوئی۔شعبی سے روایت ہے کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور درد گردہ کی شکایت کی۔شعبی نے کہا اساس القرآن پڑھ کر درد کی جگہ دم کرو۔اس نے پوچھا اساس القرآن کیا ہے۔شعبیؒ نے کہا سورہ فاتحہ۔مشائخ کے اعمال مجرب میں لکھا ہے کہ سورہ فاتحہ اسم اعظم ہے ہر مطلب کے لئے پڑھنی چاہیے اور اس کے دو طریقے ہیں۔ایک یہ کہ صبح کی سنت اور فرض کے درمیان بسم اللہ الرحمن الرحیم کے میم کے ساتھ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کا لام ملا کر اکتالیس بار چالیس دن تک پڑھے جو مطلب ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ حاصل ہوگا اور اگر کسی مریض یا جادو کئے ہوئے کے لئے ضرورت ہو تو پانی پر دم کر کے اس کو پلاوے۔دوسرے یہ کہ نوچندی اتوار کو صبح کی سنت اور فرض کے درمیان بلا قید میم ملانے کے ستر بار پڑھے اور اس کے بعد ہر روز اسی وقت پڑھے اور دس دس بار کم کرتا جائے یہاں تک کہ ہفتہ ختم ہو جائے۔اوّل مہینے

میں اگر مطلب پورا ہوجائے فبہا ورنہ دوسرے تیسرے مہینے میں اسی طرح کرے نیز اس سورت کا چینی کے برتن پر گلاب اور مشک وزعفران سے لکھ کر اور دھو کر پلانا چالیس روز تک امراض مزمنہ (پرانی بیماریوں) کیلئے مُجرب ہے نیز دانتوں کے درد اور سر کے درد پیٹ کے درد کے لئے سات بار پڑھ کر دم کرنا مُجرب ہے۔

سورۃ فاتحہ کے خواص

سورۂ فاتحہ: درمیان سنت وفرض فجر کے اکتالیس بار پڑھ کر آنکھ پر دم کرنے سے درد جاتا رہتا ہے اور دوسرے امراض کیلئے بھی مفید ومجرب ہے اور بڑی شرط یہ ہے کہ عامل ومریض دونوں خوش اعتقاد ہوں۔

اپنے رومال وغیرہ کے کونے پر سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص اور سورۃ التین اور قل یایھا الکافرون ہر سورۂ تین تین بار اور سورۂ طارق ایک بار اور سورۃ الضحیٰ تین بار پڑھ کر اس میں گرہ لگائیں۔ ان شاء اللہ چور نہ جانے پائے گا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ.

ترجمہ: شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔ سب تعریفیں اللہ ہی کے لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں جو مالک ہیں روز روز جزا کے۔ ہم سب آپ کی ہی عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں بتلا دیجئے ہم سب کو راستہ سیدھا، راستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے نہ راستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا اور ان لوگوں کا جو راستہ سے گم ہوگئے۔

جس کو بخار آتا ہو تھوڑی روئی لے کر گیارہ بار درود شریف پڑھے۔ پھر سات بار الحمد شریف پڑھ کر روئی پر دم کر کے دائیں کان میں رکھے اور روئی کا دوسرا ٹکڑا لے کر اس پر پانچ بار الحمد شریف پڑھے اور گیارہ بار درود شریف پڑھ کر روئی پر دم کر کے بائیں کان میں رکھ لے۔ دوسرے روز اسی وقت جس وقت روئی کان میں رکھی تھی دائیں کان کی روئی بائیں کان میں رکھ لے اور بائیں کان کی روئی دائیں کان میں رکھ لے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بخار جاتا رہیگا۔ (اعمال قرآنی)

(الحمد ہر مرض کی شفا ہے اسکے فضائل بے شمار ہیں اسکا ثواب قرآن کے دوتہائی ثواب کے مساوی ہے) (تفسیر میرٹھی)

خواص (۱) جو شخص ایمان واخلاص سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا کریگا تو اس کے انیس حرفوں کی بدولت وہ شخص دوزخ کے انیسوں فرشتوں کے عذاب سے محفوظ رہے گا اور بسم اللہ میں چار کلمے ہیں ان چار کلموں کی برکت سے اس کے چاروں طرح کے گناہ یعنی رات کے دن کے چھپے ظاہر سب معاف ہوجائیں گے ۱۲ حاشیہ ظ (تفسیر میرٹھی)

دن رات میں ۱۴۴۰ منٹ ہیں صرف ایک منٹ میں آپ سورۃ فاتحہ ۶ مرتبہ آسانی سے پڑھ سکتے ہیں۔ سورۃ فاتحہ میں ۱۲۲ حروف ہیں ہر حرف پر دس نیکیوں کا وعدہ ہے۔

سورۃ الفاتحہ: سورۂ فاتحہ ایک سو گیارہ بار پڑھ کر بیڑی ہتھکڑی پر دم کرنے سے قیدی جلدی رہائی پائے۔ آخر شب میں اکتالیس بار پڑھنے سے بے مشقت روزی ملے۔ درمیان سنت وفرض فجر کے اکتالیس بار پڑھ کر آنکھ پر دم کرنے سے درد جاتا رہتا ہے اور دوسرے امراض کیلئے بھی مفید ومجرب ہے اور بڑی شرط یہ ہے کہ عامل ومریض دونوں خوش اعتقاد ہوں۔

ایک سو گیارہ بار پڑھ کر بیڑی ہتھکڑی پر دم کرنے سے قیدی جلد رہائی پائے۔ آخر شب میں اکتالیس بار پڑھنے سے بے مشقت روزی ملے۔

تعارف سورۃ البقرہ

یہ قرآن کریم کی سب سے لمبی سورت ہے، اس کی آیات ۶۷ تا ۷۳ میں اُس گائے کا واقعہ مذکور ہے جسے ذبح کرنے کا حکم بنی اسرائیل کو دیا گیا تھا، اس لئے اس سورت کا نام سورۂ بقرہ ہے، کیونکہ بقرہ عربی میں گائے کو کہتے ہیں۔ سورت کا آغاز اسلام کے بنیادی عقائد یعنی توحید، رسالت اور آخرت کے بیان سے ہوا ہے، اسی ضمن میں انسانوں کی تین قسمیں، یعنی مؤمن، کافر اور منافق بیان کی گئی ہیں۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا واقعہ بیان فرمایا گیا ہے، تاکہ انسان کو اپنی پیدائش کا مقصد معلوم ہو۔ اس کے بعد آیات کے ایک طویل سلسلے میں بنیادی طور پر خطاب یہودیوں سے ہے جو بڑی تعداد میں مدینہ منورہ کے آس پاس آباد تھے۔ ان پر اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں نازل فرمائیں، اور جس طرح انہوں نے ناشکری اور نافرمانی سے کام لیا اس کا مفصل بیان ہے۔ پہلے پارے کے تقریباً آخر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ ہے، اس لئے کہ انہیں نہ صرف یہودی اور عیسائی بلکہ عرب کے بت پرست بھی اپنے پیشوا مانتے تھے۔ ان سب کو یاد دلایا گیا ہے کہ وہ خالص توحید کے قائل تھے اور انہوں نے کبھی کسی قسم کے شرک کو گوارا نہیں کیا۔ اسی ضمن میں بیت اللہ کی تعمیر اور اسے قبلہ بنانے کا موضوع زیر بحث آیا ہے۔ دوسرے پارے کے شروع میں اس کے مفصل احکام بیان کرنے کے بعد اس سورت میں مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی سے متعلق بہت سے احکام بیان فرمائے گئے ہیں جن میں عبادات سے لے کر معاشرت، خاندانی امور اور حکمرانی سے متعلق بہت سے مسائل داخل ہیں۔ (توضیح القرآن)

سورۃ البقرہ: جس گھر میں اس سورۃ کا کچھ حصہ پڑھا جائے شیطان وہاں سے بھاگ جاتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ الْفَاتِحَة

اٰيَاتُهَا ۷ (۱) سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ (۵) رُكُوْعُهَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۲ مٰلِكِ المنزل ۱

ہر تعریف اللہ ہی کو (زیبا ہے) جو تمام جہان کا پروردگار! نہایت مہربان، بڑا رحم والا مالک ہے

يَوْمِ الدِّيْنِ ۝۳ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝۴ اِهْدِنَا

روز جزا (یعنی قیامت) کا! خداوندا! تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں دکھا ہم کو

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝۵ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝۶

سیدھا راستہ! ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے فضل فرمایا ہے

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝۷ ع ۷

نہ ان کا جن پر غصہ ہوا ہے اور نہ بھٹکنے والوں کا

دونوروں کی بشارت :۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسمان کا ایک دروازہ آج کھلا ہے جو آج سے پہلے کبھی نہیں کھلا تھا۔ پھر اس میں سے ایک فرشتہ نازل ہوا۔ جو آج سے پہلے کبھی نازل نہیں ہوا تھا۔ پھر اس فرشتہ نے عرض کیا کہ دونوروں کی بشارت لیجئے جو آپ سے قبل کسی کو نہیں دیئے گئے۔ ایک سورہ فاتحہ دوسرا خاتمہ سورہ بقرہ یعنی سورہ بقرہ کا آخری رکوع۔ ان کو نور اس لئے فرمایا کہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والے کے آگے آگے چلیں گے۔ یہ پورے قرآن کا خلاصہ ہے۔ (مسلم)

خلاصہ سورہ فاتحہ:۔ اس میں توحید قیامت، رسولوں کی رسالت، شہداء وصالحین، مجاہدین وعلماء کا بیان ہے آخری آیت میں مردود لوگوں کا ذکر ہے۔

ایاتها ٢٨٦ — سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ — رکوعها ٤٠

الجزء الاول

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

الٓمّٓ ① ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ②

معانقة ١
عند المتأخرين ١٢

یہ وہ کتاب ہے جس میں کچھ شک نہیں! رہنما ہے پرہیز گاروں کے واسطے!

الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا

جو ایمان لاتے ہیں غیب پر اور درست رکھتے ہیں نماز کو! اور اس میں سے کہ

رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ③ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ

جو ہم نے انہیں دیا ہے خرچ بھی کرتے ہیں! اور جو ایمان لاتے ہیں اس کتاب پر جو تجھ پر اتری!

وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ④

اور ان پر جو تجھ سے پہلے اتریں! اور وہ آخرت کا بھی یقین رکھتے ہیں

فضیلت سورہ بقرہ: صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جائے وہاں شیطان داخل نہیں ہوسکتا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جائے اس گھر سے شیطان گوز مارتا ہوا بھاگ جاتا ہے۔ ہر چیز کی اونچائی (چوٹی) ہوتی ہے اور قرآن کی اونچائی سورہ بقرہ ہے۔ ہر چیز کا لباب (خلاصہ) ہوتا ہے اور قرآن کا لباب مفصل کی سورتیں ہیں۔ مسند احمد میں ہے قرآن پڑھا کرو یہ اپنے پڑھنے والوں کی قیامت کے دن شفاعت کرے گا۔ دو نورانی سورتوں بقرہ اور آل عمران کو پڑھتے رہا کرو۔ یہ دونوں قیامت کے دن اس طرح آئیں گی کہ گویا دو سائبان ہیں۔ یا دو ابر ہیں۔ یا پر کھولے پرندوں کی دو جماعتیں ہیں۔ اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے خدا تعالیٰ سے سفارش کریں گی۔ (مسند دارمی)

أُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥﴾

یہی لوگ اپنے پروردگار کے راستے پر ہیں اور یہی مرادیں پانے والے ہیں

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ

بیشک جو لوگ منکر ہوئے! ان پر یکساں ہے خواہ تو ان کو ڈرائے یا نہ ڈرائے!

تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٦﴾ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ۖ

وہ تو ایمان لائیں گے نہیں اللہ نے مہر لگا دی ف۱ ان کے دلوں اور ان کے کانوں پر!

وَعَلٰٓى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٧﴾ ع

اور اُن کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ

اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور روز آخرت پر

وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ ﴿٨﴾ يُخَادِعُونَ اللّٰهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا

حالانکہ وہ ایمان نہیں لائے دغا بازی کرتے ہیں اللہ سے اور ان لوگوں سے جو ایمان لا چکے! ف۲

وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّآ أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿٩﴾ فِي قُلُوبِهِم

اور (واقع میں کسی کو دغا نہیں دیتے) مگر اپنے آپ کو! اور نہیں سمجھتے اُن کے دلوں میں

مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۢ

بیماری تھی ف۳ پھر بڑھا دی اللہ نے ان کی بیماری اور اُنکے لئے دردناک عذاب ہے اس وجہ

بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ﴿١٠﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ

سے کہ وہ جھوٹ کہتے تھے اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ فساد نہ پھیلاؤ زمین میں (تو)

ف۱ تمام افعال کا خدا تعالیٰ پیدا کرنے والا ہے جب بندہ کوئی اچھا یا برا کام کرنا چاہتا ہے تو حق تعالیٰ اس کام کو پورا کر دیتے ہیں۔ اس لئے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خالق ہونے کا بیان فرمایا ہے کہ جب انہوں نے اپنی استعداد اور قابلیت کو برباد کرنے کا قصد کر لیا ہم نے بھی بد استعدادی کی کیفیت ان کے قلوب وغیرہا میں پیدا کردی' بند لگانے سے اسی بد استعدادی کا پیدا کرنا مراد ہے۔ سو یہاں بھی ان کا فعل اور قصد اس ختم کا سبب ہوا' ختم الٰہی بد استعدادی کا سبب نہیں ہوا پس ان کی معذوری کی کوئی وجہ نہیں۔

خلاصہ رکوع ۱

پرہیزگار لوگوں کے اوصاف اور قرآن مجید سے نفع اندوز ہونے کی شرائط کا بیان ہے پھر کافروں کے بارہ میں تین وضاحتیں کی گئی ہیں۔ ع ۱ ۷

ف۲ یہ آیت عبداللہ بن ابی بن سلول اور معتب بن قشیر اور جد بن قیس اور ان کے رفقاء کے بارہ میں نازل ہوئی ہے جن میں اکثر تو یہودی تھے اور بعض منافق۔ (از تفسیر مظہریؒ)

ف۳ مرض میں ان کی بد اعتقادی وحسد اور ہر وقت کا اندیشہ وغیرہ سب آ گیا چونکہ اسلام کو روز افزوں ترقی تھی اس لئے لوگوں کے دلوں میں ساتھ ساتھ یہ امراض ترقی پاتے جاتے تھے۔

قَالُوٓا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ﴿١١﴾ أَلَآ إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ

کہتے ہیں کہ ہمارا کام تو سنوار ہے سنو! بیشک یہی لوگ فسادی ہیں

وَلٰكِن لَّا يَشْعُرُونَ ﴿١٢﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ ءَامِنُوا كَمَآ ءَامَنَ

لیکن نہیں سمجھتے ف۱ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لے آؤ جسطرح سب لوگ ایمان لے آئے ہیں

النَّاسُ قَالُوٓا أَنُؤْمِنُ كَمَآ ءَامَنَ السُّفَهَآءُ ۗ أَلَآ إِنَّهُمْ هُمُ

(تو) کہتے ہیں کہ کیا ہم بھی ایمان لے آئیں جسطرح بیوقوف ایمان لے آئے ہیں سنو! بیشک

السُّفَهَآءُ وَلٰكِن لَّا يَعْلَمُونَ ﴿١٣﴾ وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ ءَامَنُوا

یہی بیوقوف ہیں! لیکن نہیں جانتے اور جب ملتے ہیں مسلمانوں سے (تو)

قَالُوٓا ءَامَنَّا ۖ وَإِذَا خَلَوْا إِلٰى شَيٰطِينِهِمْ ۙ قَالُوٓا إِنَّا مَعَكُمْ ۙ

کہتے ہیں کہ ہم ایمان لا چکے ہیں! اور جب اکیلے جاتے ہیں اپنے شیطانوں کے پاس ف۲ (تو) کہتے ہیں

إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُونَ ﴿١٤﴾ اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ

کہ بلا شبہ ہم تمہارے ساتھ ہیں! ف۳ ہم تو ہنسی کرتے ہیں! اللہ ہنسی کرتا ہے انکے ساتھ اور انکو ڈھیل

فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿١٥﴾ أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ

دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بہکے پھریں یہی ہیں جنہوں نے خرید لی گمراہی!

بِالْهُدٰى فَمَا رَبِحَت تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ﴿١٦﴾ مَثَلُهُمْ

ہدایت کے بدلے سو نہ نافع ہوئی ان کی سوداگری اور نہ انہوں نے راہ پائی ان کی مثال

كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ أَضَآءَتْ مَا حَوْلَهُ

اس شخص کی سی ہے جس نے آگ سلگائی! پھر جب اس نے روشن کر دیا ارد گرد کو

ف۱ یعنی بظاہر تو وہ اللہ اور مسلمانوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ خود اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں کیونکہ اس دھوکے کا انجام خود اُن کے حق میں بُرا ہوگا' وہ سمجھ رہے ہیں کہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے وہ کفر کے دُنیاوی انجام سے بچ گئے حالانکہ آخرت میں اُن کو جو عذاب ہوگا' وہ دنیا کے عذاب سے زیادہ سنگین ہے۔
(توضیح القرآن)

ف۲ اپنے شیطانوں سے مراد وہ سردار ہیں جو ان منافقین کی سازشوں میں اُن کے سربراہ اور رہنما کی حیثیت رکھتے تھے۔ (توضیح القرآن)

ف۳ یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ حق تعالیٰ نے ان کا یہ قول کہ ہم ایمان لے آئے پہلے بھی نقل فرمایا ہے اور یہاں پھر نقل فرمایا تو تکرار لازم آتا ہے۔ بات یہ ہے کہ تکرار تو اسے کہتے ہیں جہاں اعادہ میں کوئی نئی غرض یا نیا فائدہ نہ ہو سو یہاں ایسا نہیں پہلے صرف ان کا عقیدہ بیان کرنا مقصود تھا کہ وہ حقیقت میں بے ایمان ہیں گو زبان سے دعویٰ ایمان کا کرتے ہیں اور یہاں ان کا برتاؤ جو مسلمانوں کے ساتھ اور اپنی جماعت کے ساتھ تھا بیان کرنا مقصود ہے اور تمام قرآن میں جہاں تکرار معلوم ہوتا ہے وہاں ضرور نیا فائدہ یا نئی غرض ہوتی ہے صرف ظاہر میں تکرار ہوتا ہے۔ ورنہ حقیقت میں کوئی تکرار نہیں۔

ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷﴾

(تو) لے گیا اللہ اُن کے نور کو اور ان کو چھوڑ دیا اندھیروں میں کہ کچھ نہیں

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۸﴾ اَوْ كَصَيِّبٍ

سوجھتا بہرے گونگے اندھے ہیں کہ پھر نہیں سکتے ۱؎ یا (انکا حال)

مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ۚ يَجْعَلُوْنَ

آسمانی بارش جیسا ہے کہ جس میں اندھیرے اور گرج اور بجلی ہے! انگلیاں

اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ؕ

کئے لیتے ہیں اپنے کانوں میں کڑک کے مارے موت کے ڈر سے

وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹﴾ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ

اور اللہ گھیرے ہوئے ہے منکروں کو! ۲؎ قریب ہے کہ بجلی اُچک لے جائے

اَبْصَارَهُمْ ؕ كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ ۙ وَاِذَآ

ان کی آنکھیں! جب چمکتی ہے ان پر (تو) اس میں چل لیتے ہیں اور جب

اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ

اندھیرا چھا جاتا ہے (تو) کھڑے ہو جاتے ہیں! اور اگر اللہ چاہے تو لے

بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

جائے ان کے کان آنکھیں بیشک اللہ تو ہر چیز پر

قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾ ع يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ

قادر ہے ۳؎ لوگو عبادت کرو اپنے رب کی جس نے پیدا کیا تم کو اور انکو

۱؎ تو جس طرح یہ شخص اور اس کے ہمراہی روشنی کے بعد اندھیرے میں رہ گئے اسی طرح منافقین حق واضح ہونے کے بعد اندھیرے میں جا پھنسے اور جس طرح اندھیرے میں آگ جلانے والوں کی آنکھیں اور زبان وکان سب بیکار ہو گئے اسی طرح گمراہی میں پھنس کر منافقین کی یہ حالت ہو گئی کہ حق سے بہت دور ہو گئے ان کے کان حق بات کے سننے کے قابل نہ رہے زبان حق بات کہنے کے لائق نہ رہی اور آنکھیں حق دیکھنے کے کام کی نہ رہیں سو اب ان کے حق کی طرف رجوع ہونے کی کیا امید ہے۔

۲؎ یعنی جب قرآن کریم اور فسق پر عذاب کی وعیدیں سناتا ہے تو یہ اپنے کان بند کر کے یہ سمجھتے ہیں کہ ہم عذاب سے محفوظ ہو گئے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمام کافروں کو گھیرے میں لے رکھا ہے اور وہ اس سے بچ کر نہیں جا سکتے (توضیح القرآن)

۳؎ سو جس طرح یہ لوگ طوفان باراں میں کبھی چلنے سے رک جاتے ہیں کبھی موقع پا کر آگے چلنے لگتے ہیں اسی طرح یہ متردد منافقین کبھی نور اسلام کی جھلک دیکھ کر ادھر کو بڑھتے ہیں اور کبھی خود غرضی کی ظلمت میں پڑ کر حق سے رک جاتے ہیں۔

خلاصہ رکوع ۲ ع ۲
منافقین کا تفصیلی تذکرہ اور انکی بیماریوں اور مختلف قسموں کا بیان ہے۔

وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۲۱﴾ الَّذِيْ جَعَلَ

جو تم سے پہلے ہو گزرے تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ

لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ۠ وَّاَنْزَلَ مِنَ

جس نے بنا دیا تمہارے لئے زمین کا بچھونا اور آسمان کی چھت اور اُتارا

السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا

آسمان سے پانی پھر نکالے اس سے میوے رزق تمہارا! تو نہ کرو

لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَاِنْ

اللہ کا ہم پلّہ (کسی کو) اور تم جانتے بوجھتے ہو اور اگر

كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا

تم شک میں ہو اس کتاب سے جو اُتاری ہے اپنے بندے پر

بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۠ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

تو لے آؤ ایک سورت اس جیسی اور بلا لو اپنے حمائیتیوں کو اللہ کے سوا

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا

اگر تم سچے ہو پھر اگر ایسا نہ کر سکو اور ہر گز کر ہی نہ سکو گے

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚۖ اُعِدَّتْ

تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی (کافر) اور پتھر (بت) ہیں تیار ہے

لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

کافروں کے لئے ۱ اور (اے محمد) خوشی سنا ان کو جو ایمان لا چکے اور نیک عمل کئے

۱ ایک پتھر کا رونا

ایک بزرگ کسی راستے پر جا رہے تھے انہوں نے ایک پتھر کو روتے ہوئے دیکھا۔ انہوں نے پتھر سے پوچھا، تم کیوں رو رہے ہو؟ وہ کہنے لگا میں نے کسی قاری صاحب کو پڑھتے ہوئے سنا ہے "وقودها الناس والحجارة" کہ انسان اور پتھر جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ جب سے میں نے سنا ہے میں رو رہا ہوں کہ کیا پتہ کہ مجھے بھی جہنم کا ایندھن بنا کر جلا دیا جائے۔ ان بزرگ کو اس پر بڑا ترس آیا۔ چنانچہ انہوں نے کھڑے ہو کر دعا مانگی، اے اللہ! اس پتھر کو جہنم کا ایندھن نہ بنانا، جہنم کی آگ سے آپ اسے معاف اور بری فرما دینا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمالی۔ وہ بزرگ آگے چلے گئے۔ کچھ دنوں کے بعد واپس اسی راستے پر گزرنے لگے تو دیکھا کہ وہ پتھر پھر رو رہا ہے۔ وہ کھڑے ہو گئے۔
پتھر سے ہم کلام ہوئے تو پھر پتھر سے پوچھا کہ اب کیوں رو رہا ہے؟ تو پتھر نے جواب دیا کہ "ذلک بكاء الخوف" اے اللہ کے بندے! جب آپ پہلے آئے تھے تو اس وقت کا رونا تو خوف کا رونا تھا۔ "وهذا بكاء الشكر والسرور" اور اب میں شکر اور سرور کی وجہ سے رو رہا ہوں کہ میرے پروردگار نے مجھے جہنم کی آگ سے معافی عطا فرما دی ہے۔
جیسے بچے کا رزلٹ اچھا نکلے تو خوشی کی وجہ سے آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں اسی طرح اللہ کے نیک بندوں کو جب اس کی معرفت ملتی ہے، جب سینوں میں نور آتا ہے، سکینہ نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکت نازل ہوتی ہے تو اللہ کے کامل بندے پھر اللہ کے شکر سے رویا کرتے ہیں۔

خاصیت: آیت ۲۲۔۲۱ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا

کہ بیشک ان کے واسطے باغ ہیں ف۱ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں! جب انکو دیا جاویگا

مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا

اس میں کا کوئی پھل کھانے کو کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہم کو ملا تھا

مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ

پہلے اور وہ دیئے جاویں گے ایک ہی طرح کے پھل ف۲ اور ان کے لئے وہاں بیبیاں

مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ

صاف ستھری ہوں گی اور وہ وہیں ہمیشہ رہیں گے اللہ کچھ شرماتا نہیں

اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ؕ فَاَمَّا

کہ بیان کرے کوئی مثال ایک مچھر کی یا اس سے بھی بڑھ کر ف۳ تو جو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ

لوگ کہ ایمان لا چکے وہ تو جانتے ہیں کہ یہ مثال ٹھیک ہے ان کے اللہ کی کہی ہوئی

وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا

اور جو کافر ہیں سو کہتے ہیں کیا غرض تھی اللہ کو اس مثال سے؟

مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ؕ وَمَا

اللہ گمراہ کرتا ہے ایسی مثال سے بہتیروں کو اور ہدایت دیتا ہے بہتیروں کو

يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ

اور گمراہ کرتا ہے انہیں کو جو بدکار ہیں جو توڑتے ہیں اللہ کا قرار

ف۱ جنت تیار کی جاچکی ہے
حافظ ابن قیم رحمہ اللہ حادی الارواح الی بلاد الافراح میں فرماتے ہیں جنت تیار کی جاچکی ہے مگر اس میں کچھ خالی میدان ہیں جن میں بندوں کے اعمال صالحہ سے باغات اور محل تیار ہوتے ہیں مثلاً حدیث میں ہے کہ جو شخص اللہ کے لئے مسجد بنا کرے اس کے لئے جنت میں ایک محل تیار ہوجاتا ہے۔ یا جو شخص ایک مرتبہ سبحان اللہ ایک مرتبہ الحمدللہ ایک مرتبہ اللہ اکبر یا ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ کہے اس کے لئے جنت میں ایک درخت لگ جاتا ہے۔ (معارف کاندھلویؒ)

ف۲ یہ جو فرمایا کہ ان کو ملتا جلتا پھل ملے گا سو اکثر لطف کے واسطے ایسا ہوگا کہ دونوں بار کے پھلوں کی صورت ایک سی ہوگی۔ جس سے وہ یوں سمجھیں گے کہ یہ پہلی ہی قسم کا پھل ہے مگر کھانے میں مزا دوسرا ہوگا جس سے مزا اور لطف بڑھ جائے گا۔

وجہ اسکی ظاہر ہے کیونکہ مثال کو مناسبت اس چیز سے ہونا چاہئے جس کی وہ مثال ہے نہ کہ مثال دینے والے سے سو قرآن شریف میں جہاں مکھی مکڑی کا ذکر آیا وہاں بت پرستی کا لچر ہونا اور بتوں کا عاجز وکمزور ہونا بیان کیا گیا ہے سو اس کی مثال میں حقیر وضعیف چیزوں کا لانا مناسب ہوگا یا ہاتھی و اونٹ کا لانا زیبا ہوگا جس کو ذرا بھی عقل ہوگی اس کے نزدیک یہ بات بدیہی ہے۔

کیونکہ بے حکمی کی نحوست سے حق طلبی کی عادت نہیں رہتی۔

خاصیت: آیت ۲۵ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

اللّٰهِ مِنۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۪ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ

اُس کے پکا کئے پیچھے ف۱ اور کاٹتے ہیں جس کے جوڑنے کا

اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ

اللہ نے حکم فرمایا ف۲ اور فساد پھیلاتے ہیں ملک میں یہی لوگ

الْخٰسِرُوْنَ ﴿٢٧﴾ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا

نقصان اُٹھانے والے ہیں تم کس طرح انکار کر سکتے ہو، اللہ کا، حالانکہ تم بے جان تھے

فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٢٨﴾

پھر اسی نے تم کو جلایا پھر وہی تم کو ماریگا پھر وہی تم کو جلاویگا پھر تم اسی کی جانب لوٹائے ف۳

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۗ ثُمَّ

جاؤ گے وہی ہے جس نے بنایا تمہارے لئے جو کچھ زمین میں ہے سب کچھ! پھر

اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ؕ وَهُوَ

متوجہ ہوا آسمان کی جانب تو بنا دیئے سات آسمان ہموار! اور وہ

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٢٩﴾ ع وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ

ہر چیز سے واقف ہے اور (اے محمد یاد کر) جب کہا تیرے پروردگار نے فرشتوں سے

جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا

کہ میں بنانے والا ہوں زمین میں ایک نائب فرشتے بولے کہ کیا تو نائب بناتا ہے

مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ

اس میں ایسے شخص کو جو اس میں فساد پھیلائے اور خون بہائے اور ہم تو تیری

ف۱ اس عہد کا ذکر قرآن مجید میں دوسری جگہ آیا ہے کہ آدم علیہ السلام کی پشت سے سب کو نکال کر فہم و گویائی عطا کر کے ان سے توحید کا اقرار لیا۔

ف۲ اس میں تمام تعلقات شرعیہ داخل ہو گئے خواہ خدا اور بندہ کے درمیان ہوں یا باہم اقارب میں یا عام اہل اسلام یا بنی آدم یا انبیاء علیہم السلام سے ہوں۔

ف۳ منکر رسالت منکر خدا ہے

مسئلہ: جو شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا منکر ہو یا قرآن کے کلام الٰہی ہونے کا منکر ہو وہ اگرچہ بظاہر خدا کی عظمت و وجود کا انکار نہ کرے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ منکرین خدا ہی کی فرست میں شمار ہوتا ہے۔ (معارف القرآن)

خلاصہ رکوع ۳

ع ٣ ٩ ٢

توحید کی دعوت عام اور اس کے دلائل۔ معجزہ قرآن، مومنین کیلئے جنت کی خوشخبری، منکرین کے اعتراضات اور انکے جوابات، نزول قرآن کا منکر پر اثر اور منکرین کی صفات جیسے امور ذکر کئے گئے آخر میں اللہ تعالیٰ کے انعامات کی یاددہانی کرا کر دعوت فکر دی گئی ہے۔

بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۖ قَالَ إِنِّىٓ أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿۳۰﴾

خوبیاں پڑھتے اور تیری پاک ذات یاد کرتے ہیں اللہ نے فرمایا کہ میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ف۱

وَعَلَّمَ ءَادَمَ ٱلْأَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى ٱلْمَلَٰٓئِكَةِ

اور اللہ نے بتا دیئے آدم کو چیزوں کے نام سارے! پھر سامنے کیا ان چیزوں کو فرشتوں کے

فَقَالَ أَنۢبِـُٔونِى بِأَسْمَآءِ هَٰٓؤُلَآءِ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴿۳۱﴾

پھر فرمایا کہ بتاؤ مجھ کو ان چیزوں کے نام اگر تم سچے ہو!

قَالُوا۟ سُبْحَٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَآ ۖ إِنَّكَ أَنتَ ٱلْعَلِيمُ

وہ بولے کہ تو پاک ذات ہے! ہم کو کچھ معلوم نہیں مگر جتنا تو نے سکھایا! بیشک تو ہی اصل دانا!

ٱلْحَكِيمُ ﴿۳۲﴾ قَالَ يَٰٓـَٔادَمُ أَنۢبِئْهُم بِأَسْمَآئِهِمْ ۖ فَلَمَّآ أَنۢبَأَهُم

حکمت والا ہے! فرمایا کہ اے آدم تو بتادے انکو ان چیزوں کے نام! سو جب ان کو بتا دیئے آدم نے

بِأَسْمَآئِهِمْ قَالَ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ إِنِّىٓ أَعْلَمُ غَيْبَ

ان چیزیں کے نام (تو) اللہ نے فرمایا! کیوں میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ میں جانتا ہوں چھپی چیزیں

ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنتُمْ

آسمانوں کی اور مجھکو معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے اور جو کچھ

تَكْتُمُونَ ﴿۳۳﴾ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَٰٓئِكَةِ ٱسْجُدُوا۟ لِءَادَمَ فَسَجَدُوٓا۟

چھپاتے ہو اور جب ہم نے کہا فرشتوں سے کہ سجدہ کرو آدم کو تو سب نے سجدہ کیا

إِلَّآ إِبْلِيسَ أَبَىٰ وَٱسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ ٱلْكَٰفِرِينَ ﴿۳۴﴾ وَقُلْنَا

مگر شیطان نے ! نہ مانا اور تکبّر کیا اور کافر بن گیا ف۳ اور ہم نے کہا کہ

ف۱ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت حدیث شریف میں ہے کُنْتُ نَبِیًّا وَّ اٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ. یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں اس حالت میں نبی تھا کہ جب حضرت آدم روح اور جسم کے درمیان تھے اس حدیث کو طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور ابونعیمؒ نے حلیہ میں اور ابن سعد نے ابو الجدعاء سے روایت کیا ہے اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ کو جو علوم اور کمال نبوۃ حضور کو عطا فرمانے منظور تھے اور وہ تجلیات ذاتیہ جو انبیاء کے ساتھ مخصوص ہیں سب کی سب اسی وقت عطا فرما دی تھیں جبکہ حضرت آدم مابین روح وجسد تھے یعنی روح جسد کے ساتھ مرکب ہو چکی تھی کیونکہ جو تجلیات خاصہ ہیں وہ اس جسد خاکی کے ساتھ مشروط تھیں تو جب حضرت آدم کا جسد بن گیا اور ان کی ذریت کی روحیں ان کی پشت میں جاگزیں ہوگئیں تو وہ سب تجلیات ذاتیہ کے قبول کرنے کے لائق ہوگئے۔

ف۳ ابلیس کے کفر کا سبب

مسئلہ: ابلیس کا کفر محض عملی نافرمانی کا نتیجہ نہیں کیونکہ کسی فرض کو عملاً ترک کردینا اصول شریعت میں فسق وگناہ ہے کفر نہیں، ابلیس کے کفر کا اصل سبب حکم ربانی سے معارضہ اور مقابلہ کرنا ہے کہ آپ نے جس کو سجدہ کرنے کا حکم مجھے دیا ہے وہ اس قابل نہیں کہ میں اس کو سجدہ کروں، یہ معارضہ بلاشبہ کفر ہے۔

سجدہ تعظیمی اسلام میں ممنوع ہے

امام جصاصؒ نے احکام القرآن میں فرمایا ہے کہ انبیاء سابقین کی شریعت میں بڑوں کی تعظیم اور تحیہ کیلئے سجدہ مباح تھا۔ شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں منسوخ ہوگیا اور بڑوں کی تعظیم کیلئے صرف سلام، مصافحہ کی اجازت دی گئی، رکوع، سجدہ اور بہیئت نماز ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے کو ناجائز قرار دیا گیا۔ (معارف القرآن)

خاصیت: آیت ۳۰ تا ۳۲ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

يٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا

اے آدم ! رہ تو اور تیری بیوی جنت میں ف۱ اور کھاؤ اس میں سے بافراغت

حَيْثُ شِئْتُمَا ۠ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ

جہاں چاہو اور پاس ف۲ نہ پھٹکو اس درخت کے کہ گنہگار ہو جاؤ گے

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۪

ف۳ پھر ڈگایا انکو شیطان نے وہاں سے پس نکلوا دیا دونوں کو اس (آرام میں) سے کہ

وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِى الْاَرْضِ

جس میں تھے ! اور ہم نے حکم دیا کہ سب اتر جاؤ ! تم ایک دوسرے کے دشمن ہو ! اور تمہارے واسطے زمین

مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۳۶﴾ فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ

میں ٹھکانا اور کام چلاؤ سامان ایک وقت معین تک ہے ف۴ پھر سیکھ لئے آدم نے اپنے اللہ سے چند الفاظ

فَتَابَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۳۷﴾ قُلْنَا اهْبِطُوْا

پھر اللہ متوجہ ہوا آدم پر ! ف۵ بیشک وہی معاف کرنیوالا مہربان ہے۔ ہم نے حکم دیا کہ اتر جاؤ یہاں سے

مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ

سب کے سب پھر اگر تمہارے پاس آئے میری طرف سے کوئی

هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ

ہدایت تو جو چلیں گے میری ہدایت پر نہ ان کو کچھ ڈر ہو گا ' اور نہ وہ کبھی غمگین ہوں گے !

كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۤئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا

اور جو نافرمانی کریں گے اور جھٹلائیں گے ہماری آیتوں کو وہی دوزخی ہوں گے !

ف۱ یعنی حوا جن کو حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے آدم علیہ السلام کی پسلی سے کوئی مادہ لے کر بنا دیا تھا۔

ف۲ خدا جانے وہ کیا درخت تھا مگر اسکے کھانے سے منع فرما دیا اور آقا کو اختیار ہے کہ اپنی چیزوں میں سے غلام کو جس چیز کے چاہے برتنے کی اجازت دے جس کی چاہے اجازت نہ دے۔

ف۳ بیوی کی سکونت شوہر کے تابع ہے

مسئلہ: "اسکن انت وزوجک الجنۃ" اس آیت میں دو مسئلوں کی طرف اشارہ ہے اول یہ کہ بیوی کیلئے رہائش کا انتظام شوہر کے ذمہ ہے۔ دوسرے یہ کہ سکونت میں بیوی شوہر کے تابع ہے جس مکان میں شوہر رہے اس میں اس کو رہنا چاہئے۔ (معارف القرآن)

ف۴ یعنی وہاں بھی جا کر دوام نہ ملے گا۔ بعد چندے وہ گھر بھی چھوڑنا پڑے گا۔ آدم علیہ السلام نے یہ خطاب وعتاب کب سنے تھے۔ نہ ایسے سنگ دل تھے۔ کہ سہار کر جاتے۔ بے چین ہو گئے اور فوراً ہی معافی کی التجا کرنے لگے۔

ف۵ سو وہ بھی توبہ میں آدم علیہ السلام کے ساتھ شریک ہیں۔ مگر چونکہ ان کے روئے زمین پر آنے میں اور بھی ہزاروں حکمتیں اور مصلحتیں مضمر تھیں۔ چنانچہ پیدا کرنے سے پہلے ہی انی جاعل فی الارض الخ فرمایا گیا تھا اس لئے معافی کے بعد وہ حکم ہبوط منسوخ نہیں ہوا البتہ طرز اس کا بدل گیا کہ وہ پہلا حکم طرز حاکمانہ پر تھا اور دوسرا حکم حکیمانہ طرز پر ہوا۔

خٰلِدُوْنَ ﴿۳۹﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ

وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اے اولاد اسرائیل یاد کرو میرا احسان جو میں نے تم پر کیا

عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ وَاِيَّايَ

ف۱ اور پورا کرو میرا قرار تو میں پورا کروں تمہارا قرار اور مجھ ہی سے ڈرتے رہو

فَارْهَبُوْنِ ﴿۴۰﴾ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ

اور مان لو (قرآن) جو میں نے اتارا ہے کہ سچا بتاتا ہے اس کتاب (توریت) کو ف۲

وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا

جو تمہارے پاس ہے اور نہ بنو اسکے پہلے منکر اور نہ لو میری آیتوں کے عوض میں مول تھوڑا

وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا

سا! اور مجھ ہی سے ڈرتے رہو اور نہ ملاؤ سچ میں جھوٹ اور نہ چھپاؤ

الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ

حق بات جان بُوجھ کر ف۳ اور قائم کرو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ

وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ

اور جھکو جھکنے والوں کے ہمراہ کیا تم حکم کرتے ہو لوگوں کو نیک کام کا

تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۴۴﴾

اور بھولتے ہو اپنے آپ کو! حالانکہ پڑھتے ہو کتاب (الٰہی) کیا تم سمجھتے نہیں

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى

اور سہارا پکڑو صبر کا اور نماز کا! ف۴ اور بیشک نماز شاق ہے مگر ان لوگوں پر (نہیں)

ع ۴ ۱۰ ۴

خلاصہ رکوع ۴

حضرت آدم وحوا علیہما السلام کے واقعہ کا بیان ہوا جس میں شیطان کے کرتوتوں کا بھی ذکر ہے۔ یہ واقعہ بتاتا ہے کہ حق و باطل کی کشمکش ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔

ف۱ تاکہ ایمان لا کر اس نعمت کا حق ادا کرنا آسان ہو جائے آگے اس یاد کرنے کی مراد بتلاتے ہیں۔

ف۲ یعنی قرآن مجید پر ایمان لاؤ اور تم کو اس سے وحشت نہ ہونا چاہئے کیونکہ وہ تو توریت کے کتاب الٰہی ہونے کی تصدیق کرتا ہے ہاں جس قدر اس میں تحریف ہوگئی ہے وہ خود توریت اور انجیل ہونے ہی سے خارج ہے۔

ف۳ مسئلہ: حق بات کو چھپانا یا اس میں خلط ملط کرنا حرام ہے۔ آیت "ولا تلبسوا الحق بالباطل الخ" سے ثابت ہوا کہ حق بات کو غلط باتوں کے ساتھ گڈمڈ کر کے اس طرح پیش کرنا جس سے مخاطب مغالطہ میں پڑ جائے۔ جائز نہیں۔ اسی طرح کسی خوف یا طمع کی وجہ سے حق بات کا چھپانا بھی حرام ہے۔ (معارف القرآن)

ف۴ اس لئے کہ صبر سے حب مال گھٹ جائے گی اور نماز سے حب جاہ گھٹ جائے گی۔ چونکہ نماز کی قیود بہت ہی گراں گزرتی ہیں اس لئے اس کی دشواری کا علاج بتلاتے ہیں۔

خاصیت: آیت ۴۰۔۴۱ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الْخٰشِعِيْنَ ﴿۴۵﴾ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ

جن کے دل پگھلے ہوئے ہیں جن کو خیال ہے کہ ضرور وہ اپنے پروردگار سے ملنے والے اور بلا شبہ

اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۴۶﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ

اُسکی جانب لوٹنے والے ہیں اے بنی اسرائیل یاد کرو میرا احسان جو میں نے

عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا

تم پر کیا اور اس بات کو کہ میں نے فضیلت دی تم کو دنیا جہان کے لوگوں پر! اور ڈرو اُس دن

تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْــًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا

سے کہ نہ کام آئے گا کوئی نفس کسی نفس کے کچھ بھی! اور نہ قبول ہوگی اس کی جانب سے

شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۸﴾

کوئی سفارش ف۱ اور نہ لیا جائے گا اس سے کوئی بدل اور نہ ان کو کچھ مدد پہونچے گی ف۲ اور (یاد کرو)

وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ

جب ہم نے تم کو چھڑایا فرعون کے لوگوں سے وہ تم کو پہنچاتے تھے بری

الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ

تکلیف! کہ ذبح کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو اور جیتا رکھتے تھے تمہاری بیٹیوں کو

وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۴۹﴾ وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ

اور اس میں بڑی آزمائش تھی تمہارے اللہ کی طرف سے اور (یاد کرو) جب ہم نے پھاڑ

الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۰﴾

دیا تمہارے لئے دریا کو پھر بچا دیا تمہیں اور ڈبو دیا فرعون کے لوگوں کو اور تم دیکھ رہے تھے

خلاصہ رکوع ۵

یہودیوں کے کرتوت ذکر کئے گئے کہ کس طرح ہماری نعمتوں اور کرم فرمائیوں کے باوجود انہوں نے گمراہی سے ہی اپنی محبت کو قائم رکھا۔ نتیجہ یہ کہ ایسے لوگ بے کار ہوگئے اور مردود کردیئے گئے اور دین حق کی علمبرداری کیلئے نئی امت کی ضرورت کا بیان کیا گیا۔ احکام شرعیہ میں تبدیلی دو طرح کی ہوتی ہے۔

ایک تو یہ کہ اس کو ظاہر ہی نہ ہونے دیا جائے یہ کتمان ہے اور اگر چھپائے نہ چھپ سکے تو اس میں خلط ملط کردیا یہ لبس ہے حق تعالیٰ نے دونوں سے منع فرمادیا۔ نماز سے حب جاہ کم ہوتی ہے۔ زکوٰۃ سے حب مال گھٹتی ہے تواضع سے باطنی امراض میں کمی آتی ہے۔ آخر میں بتایا گیا کہ بے عمل کا واعظ بننا جائز ہے لیکن واعظ کو بے عمل نہیں ہونا چاہئے۔

ع ۵

ف۱ یہ بھی ترجمہ ہوسکتا ہے کہ میں نے تم کو ایک بڑے حصہ زمین پر فوقیت دی تھی مثلاً اس زمانہ کے لوگوں پر اور زیادہ حصہ ان انعاموں کا مخاطبین کے باپ دادا پر ہوا ہے لیکن باپ کے ساتھ جو احسان کیا جائے ایک گونہ انتفاع اس سے اولاد کو ضرور ہوتا ہے چنانچہ مشاہدہ ہے اگلی آیت میں اطاعت نہ کرنے پر دھمکی ہے۔ جب کہ خود اس شخص میں ایمان نہ ہو جس کی سفارش کرتا ہے۔

ف۲ اور بدوں ایمان کے سفارش قبول نہ ہونے کی صورت دوسری آیات سے یہ معلوم ہوئی کہ کوئی ان کی سفارش ہی نہ کرے گا جو قبول کی گنجائش ہو غرض کہ دنیا میں جتنے طریقے مدد کے ہو سکتے ہیں بدوں ایمان کے وہاں کچھ نہ ہوگا۔ اب یہاں سے دور تک ان خاص برتاؤں کا ذکر چلا ہے۔

وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ

اور جب ہم نے وعدہ کیا موسیٰ سے چالیس رات کا ف۱ پھر تم نے بنا لیا بچھڑا

الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ

اُس کے پیچھے اور تم ظلم کر رہے تھے پھر ہم نے درگذر کیا

مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى

تم سے اس پر بھی کہ شاید تم احسان مانو ف۲ اور (یاد کرو) جب ہم نے عطا فرمائی موسیٰ کو

الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَاِذْ قَالَ

کتاب اور قانون فیصل تاکہ تم ہدایت پاؤ ف۳ اور (یادکرو) جب کہا

مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ

موسیٰ نے اپنی قوم سے کہ بھائیو! بیشک تم نے اپنے اوپر ظلم کیا اس بچھڑے کے بنا لینے کی

الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ

وجہ سے سو توبہ کرو اپنے خالق کی جانب اور ہلاک کر ڈالو اپنی جانیں! ف۵ یہی بہتر ہے

خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ۭ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ

تمہارے حق میں تمہارے خالق کے نزدیک! پھر اللہ متوجہ ہوا تم پر! بیشک وہی توبہ قبول فرمانے والا

الرَّحِيْمُ ﴿۵۴﴾ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى

مہربان ہے اور (یاد کرو) جب تم نے کہا کہ اے موسیٰ ہم ہرگز تیرا یقین نہ کریں گے جب تک کہ

نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۵﴾

نہ دیکھ لیں اللہ کو سامنے! پھر تمہیں پکڑ لیا بجلی نے اور تم دیکھتے تھے

ف۱ یعنی توریت دینے کے لئے پہلے تیس رات کا وعدہ ہوا تھا۔ پھر دس رات کا اضافہ ہو کر چالیس راتیں پوری ہو گئیں کیونکہ موسیٰ نے مسواک کرکے بوئے دہن زائل کر دی تھی۔

ف۲ اس توقع کا یہ مطلب نہیں کہ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کو شک تھا بلکہ مطلب یہ ہے کہ معاف کر دینا ایسی چیز ہے جس سے ہر دیکھنے والے کو توقع شکر گزاری کا احتمال ہو سکتا ہے۔

ف۳ فیصلہ کی چیز یا تو احکام شرعیہ کو کہا جن سے تمام عقلی و اعتقادی اختلافات کا فیصلہ ہو جاتا ہے یا معجزوں کو جن سے سچ اور جھوٹ کا فیصلہ ہوتا ہے۔ یا خود توریت ہی کو فرمایا کہ اس میں کتاب ہونے کی صفت بھی ہے اور فیصلہ ہونے کی صفت بھی۔

ف۵ خلاصہ آیات

خلاصہ یہ کہ ان آیات میں حق تعالیٰ نے یہود کو ان کی قوم بنی اسرائیل پر کیا ہوا ایک احسان اور جتلایا کہ تمہاری قوم نے ایک بچھڑے کی پرستش شروع کر دی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس جرم سے بھی درگزر کیا اور مقصود اس سے وہی تبلیغ اسلام ہے تاکہ یہود مدینہ اللہ تعالیٰ کے احسانات و انعامات اپنی قوم پر سن کر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اختیار کر لیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر اسلام قبول کر لیں۔

ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۶﴾

پھر ہم نے تم کو اُٹھا کھڑا کیا تمہارے مرے پیچھے تاکہ تم احسان مانو

وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ

اور ہم نے تم پر سایہ کیا ابر کا اور اُتارا تم پر من

وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا

اور سلوٰی (اور کہہ دیا کہ) کھاؤ ستھری چیزیں جو ہم نے تم کو دیں! اور ان لوگوں نے ہمارا کچھ

ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذْ

نقصان نہیں کیا ولیکن آپ اپنا ہی نقصان کرتے رہے ف۱ اور جب

قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ

ہم نے کہا کہ آجاؤ اس گاؤں میں! پس کھاؤ اس میں سے جہاں چاہو

رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ

بافراغت! اور گھسو دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے اور حطّۃ کہتے جاؤ تو ہم بخش دیں گے

خَطٰيٰكُمْ ؕ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ

تمہارے قصور اور زیادہ دیں گے نیک بندوں کو! تو بدل ڈالی

ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى

شریر لوگوں نے دوسری بات اس کے خلاف جو ان سے کہہ دی گئی تھی تو ہم نے اتارا

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۵۹﴾ ع

اُن پر جنہوں نے شرارت کی! عذاب آسمان سے اس وجہ سے کہ خلاف حکم کرتے تھے!

ف۱ یہ دونوں قصے وادی تیہ میں ہوئے وہ ایک کھلا میدان تھا نہ عمارت نہ مکان بنی اسرائیل نے دھوپ کی شکایت کی تو ایک باریک سفید ابر کا سایہ کر دیا گیا بھوک کی شکایت کی تو خدا نے درختوں پر ترنجبین جو کہ ایک شیریں لطیف غذا ہے بکثرت پیدا کر دی یہ اس کو جمع کر لیتے تھے اور بیٹریں خود ان کے پاس آجاتیں بھاگتی نہ تھیں یہ دونوں باتیں چونکہ خلاف عادت تھیں اس لئے خزانہ غیب سے قرار دی گئیں اور خلاف حکم خداوندی محض حرص کی وجہ سے وہ لوگ آئندہ کے واسطے گوشت جمع کرنے لگے تو گوشت سڑنے لگا اب تک کبھی ایسا نہ ہوا تھا اسی کو فرمایا کہ اپنا ہی نقصان کرتے تھے وادی تیہ میں یہ لوگ چالیس سال تک رہے وجہ یہ ہوئی کہ بنی اسرائیل کو فرعون کے غرق ہونے کے بعد حکم ہوا کہ اپنے اصلی وطن ملک شام پر قبضہ کرو اور قوم عمالقہ سے جو اس وقت شام پر قابض تھے جہاد کرو یہ لوگ مصر سے بارادہ جہاد چلے مگر اس میدان میں پہنچ کر صاف انکار کر دیا اور ہمت ہار بیٹھے کیونکہ عمالقہ کے زور وقوت کی باتیں کچھ تحقیق ہوئی تھیں اللہ تعالیٰ نے یہ سزا دی کہ چالیس سال تک اسی میدان میں پریشان وسرگرداں پھرتے رہے گھر بھی پہنچنا نصیب نہ ہوا ۱۲

خلاصہ رکوع ۶

یہود پر انعامات الٰہیہ کا تفصیلی ذکر ہے اور اسلام سے قبل تمام اقوام عالم پر انکی فضیلت کا بیان ہے۔ بنی اسرائیل کا بچھڑے کو معبود بنانے کے باوجود ان کی توبہ قبول ہونے کا ذکر کیا گیا بنی اسرائیل کے ستر آدمیوں کا مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا بادلوں کا سایہ اور من وسلویٰ کا ذکر ہے آخر میں بنی اسرائیل کی سرکشی کا ایک واقعہ ہے۔

ع ۶ ۱۳ ۶

وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ

اور (یاد کرو) جب موسیٰ نے پانی مانگا اپنی قوم کے لئے تو ہم نے کہا کہ مار

الْحَجَرَؕ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًاؕ قَدْ عَلِمَ

اپنی لاٹھی پتھر پر!و۱ سو بہہ نکلے اس سے بارہ چشمے!و۲ پہچان لیا ہر قوم نے

كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْؕ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ

اپنا اپنا گھاٹ کھاؤ اور پیو اللہ کی روزی!

وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۶۰﴾ وَاِذْ قُلْتُمْ

اور نہ پھرو زمین میں فساد پھیلاتے! اور جب تم نے کہا کہ

يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا

اے موسیٰ ہم ہرگز نہ رہیں گے ایک کھانے پر پس تو دُعا کر ہمارے

رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا

لئے اپنے رب سے کہ نکال دے ہمارے واسطے جو اُگتا ہے زمین سے

وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَاؕ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ

یعنی ساگ اور ککڑی اور گیہوں اور مسور اور پیاز!موسیٰ نے کہا کہ کیا تم چاہتے ہو

الَّذِىْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِىْ هُوَ خَيْرٌؕ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ

وہ چیز جو ادنیٰ ہے اُس کے بدلہ میں جو بہتر ہے! (اچھا) اُتر پڑو کسی شہر میں تو تم

لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْؕ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ

کو ملے گا جو کچھ مانگتے ہو! اور ٹھیس دی گئی ان پر ذلت اور محتاجی

و۱ موسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاءؑ کی دُعائیں

موسیٰ علیہ السلام کی یہ دعاء استسقاء خاص اپنی قوم کے لئے تھی اس لئے صرف پتھر سے پانی جاری کیا گیا۔ بخلاف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر حضرات انبیاء کرام کے کہ انہوں نے خاص اپنی قوم کے لئے استسقاء کی دعاء نہیں بلکہ تمام جہان کے لئے پانی مانگا اس لئے آسمان سے پانی برسایا گیا اور اس باران رحمت سے مؤمن اور کافر دوست اور دشمن سب ہی متمتع ہوئے۔

و۲ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ

بخاری شریف کی ایک روایت میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم تو معجزات کو برکت سمجھتے تھے اور تم ان کو خوف کی چیز سمجھتے ہو۔ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ پانی کی کمی ہوگئی۔ آپ نے فرمایا تلاش کرو کسی کے پاس کچھ پانی بچا ہو تو لے آؤ۔ صحابہ ایک برتن لے آئے جس میں ذرا سا پانی تھا آپ نے برتن میں اپنا دست مبارک ڈالا اور فرمایا چلو اور وضو کا پانی اور خدا کی برکت لو۔ میں نے بچشم خود دیکھا کہ آپ کی انگلیوں سے پانی چشمہ کی طرح پھوٹ رہا ہے اور آپ کے عہد مبارک میں ایسا بھی ہوتا تھا کہ ہم کھانا کھایا کرتے تھے اور کھانے کی تسبیح اپنے کانوں سے سنا کرتے تھے۔ ﴿درس محمد احمد﴾

خاصیت: آیت ۶۰ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ

اور وہ آگئے اللہ کے غصہ میں! یہ اس لئے کہ وہ انکار کرتے تھے

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ

اللہ کی آیتوں کا اور خون کرتے تھے نبیوں کا ناحق! یہ اس وجہ سے

بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿٦١﴾ ع اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

کہ وہ نافرمان تھے اور حد سے بڑھے جاتے تھے جو لوگ مسلمان بنے

وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِـِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ

اور جو یہودی ہوئے اور عیسائی اور بے دین (ان میں سے) جو لوگ ایمان لائے

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ

اللہ اور روزِ آخرت پر اور نیک کام کرتے رہے تو انکے لئے ان کا ثواب ہے

رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٢﴾ وَاِذْ

ان کے پروردگار کے پاس اور ان کو نہ کچھ ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے ف۱ اور (یاد کرو) جب لیا

اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَآ

ہم نے تم سے قرار اور اُٹھا لیا تمہارے اوپر پہاڑ پکڑو جو ہم

اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿٦٣﴾

نے تم کو دیا مضبوطی سے اور یاد رکھو جو کچھ اس میں ہے تاکہ تم بچ جاؤ ف۲

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ

پھر تم نے روگردانی کی اس کے بعد! تو اگر نہ ہوتا فضل اللہ کا

ف۱ بلاغت کلام

حضرت تھانویؒ نے لکھا ہے کہ اس سے کلام میں ایک خاص بلاغت اور ایک خاص وقعت پیدا ہوگئی ہے اور اس کی ایسی مثال ہے کہ کوئی حاکم یا بادشاہ کسی ایسے ہی موقع پر یوں کہے کہ ہمارا قانون عام ہے خواہ کوئی موافق ہو یا مخالف جو شخص اطاعت کرے گا مورد عنایت ہو گا۔ اب ظاہر ہے کہ موافق تو اطاعت کر ہی رہا ہے سنانا ہے اصل میں مخالف کو لیکن اس میں نکتہ یہ ہوتا ہے کہ ہماری جو موافقین پر عنایت ہے سو اس کی علت ان سے کوئی ذاتی خصوصیت نہیں بلکہ ان کی صفت موافقت اور اطاعت مدار ہے ہماری عنایت کا، سو مخالف بھی اگر اختیار کرے وہ بھی اس موافق کے برابر ہو جاوے گا اس لئے مخالف کے ساتھ موافق کو بھی ذکر کردیا گیا۔ ﴿درس محمد﴾

خلاصہ رکوع ۷

ع ۷/۲ بنی اسرائیل کیلئے پتھروں سے ۷ چشموں کا پھوٹنا؟ بنی اسرائیل کی مغضوبیت اور اسکے اسباب کا ذکر ہے۔

ف۲ اس پر یہ شبہ نہ ہو کہ دین میں تو زبردستی نہیں یہاں اکراہ کیسے کیا گیا جواب نہایت واضح ہے کہ دین میں اکراہ نہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ عام کفار پر ابتداء قبول دین کیلئے اکراہ نہ کریں گے کہ یا ایمان لاؤ ورنہ مار ڈالیں گے اور یہاں تو یہ لوگ پہلے بخوشی ایمان لا چکے تھے ایسے شخص کو بجا آوری احکام پر ضرور مجبور کیا جائے گا جس کی نفی پر کوئی دلیل عقلی یا نقلی قائم نہیں اور جہاد جو ہماری شریعت میں رکھا گیا ہے اس سے مقصود قبول اسلام پر مجبور کرنا نہیں ہے کیونکہ جہاد میں ایک جزو جزیہ کا بھی ہے جس کے قبول کرنے سے جہاد رک جاتا ہے بلکہ مقصود اطاعت قانون عدل شرعی ہے جو مومنین وکفار سب کے حق میں عام ہے۔

عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَقَدْ
تم پر اور اس کی مہربانی تو بے شک تم خراب ہوتے ف۱ اور تم جان
عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا
چکے ہو جنہوں نے تم میں سے زیادتی کی ہفتہ کے دن میں تو ہم نے
لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ﴿۶۵﴾ فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا
ان کو کہا کہ بن جاؤ بندر دھتکارے ہوئے پس ہم نے بنایا اس واقعہ کو عبرت انکے لئے
بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۶۶﴾
جو روبرو تھے اور جو پیچھے آنیوالے تھے اور نصیحت (بنایا) پرہیز گاروں کے واسطے ف۲
وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا
اور (یاد کرو) جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے! اللہ تم کو حکم فرماتا ہے کہ حلال کرو ایک گائے!
بَقَرَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ
وہ بولے کہ کیا تو ہم سے ٹھٹھا کرتا ہے! موسیٰ نے کہا! پناہ اللہ کی اس سے کہ میں نادان
اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۶۷﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ
بن جاؤں وہ بولے کہ پوچھ ہمارے لئے اپنے پروردگار سے! بیان فرمادے
لَّنَا مَا هِيَ ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ
ہم کو وہ گائے کیسی ہے موسیٰ نے کہا! اللہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے نہ ایک گائے ہے
وَّلَا بِكْرٌ ؕ عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ ؕ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۸﴾
نہ بوڑھی اور نہ بن بیاہی (بچھیا) ان دونوں میں بیچ کی راس! اب کرو جو تم کو حکم دیا گیا ہے۔

ف۱ لہذا نبی آخر الزماں کی متابعت کی سعادت حاصل کرو اور اگر تم اس نبی آخر الزماں پر ایمان نہ لائے اور کفر پر مر گئے تو پھر اس خسران اور نقصان کی تلافی کا کوئی امکان نہیں رہے گا۔ توریت میں جو تم سے نبی آخر الزماں پر ایمان لانے کا عہد لیا جا چکا ہے اس کو پورا کرو ورنہ تم بھی عہد شکنی کرنے والوں میں شامل سمجھے جاؤ گے اور عہد شکنی کی سزا کے مستحق ہو گے۔ ﴿معارف کاندھلوی﴾ یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ اے بنی اسرائیل اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود با جود کا فضل تم پر نہ ہوتا تو تم پر ضرور عذاب الٰہی نازل ہوتا کیونکہ حق تعالیٰ نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت للعالمین بنایا ہے اس لئے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وجود سراپا جود سے عذاب مؤخر کر دیا گیا اور دھنس جانے اور صورتیں بدل جانے کا عذاب اٹھا لیا گیا۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ یہ واقعہ بنی اسرائیل کا داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں ہوا یہ لوگ سمندر کے کنارہ پر آباد تھے اور مچھلی کے شکار کے شوقین تھے ہفتہ کا دن معظم اور عبادت کے لئے مخصوص تھا اس دن شکار سے منع کیا گیا مگر یہ لوگ باز نہ آئے اس لئے حق تعالیٰ نے ان کو مسخ کر دیا اور تین دن پیچھے سب مر گئے اور اس مسخ میں استحالہ کی کوئی بات نہیں جب فلاسفہ جدیدہ بندر کا ترقی کر کے آدمی بن جانا ممکن کہتے ہیں تو آدمی کا تنزل کر کے بندر بن جانا کیوں محال ہوگا۔

خاصیت : آیت ۶۸ تا ۷۰ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ۚ قَالَ اِنَّهٗ

کہنے لگے دریافت کرا اپنے پروردگار سے! بیان کر دے ہم کو کہ اس کا رنگ کیا ہے؟ موسیٰ نے کہا!

يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ﴿۶۹﴾

وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے زرد! خوب گہرا ہے اس کا رنگ! بھلی لگتی ہے دیکھنے والوں کو

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ اِنَّ الْبَقَرَ

وہ بولے کہ پکار ہماری وجہ سے اپنے پروردگار کو! بیان کر دے ہمارے لئے

تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ۗ وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۷۰﴾

کہ وہ کس قسم میں ہے! ف۱ گایوں میں تو ہم کو شبہ پڑ گیا! اور ہم خدا نے چاہا تو راہ پالیں گے

قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ

موسیٰ نے کہا! اللہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے نہ تو محنت والی اور نہ جوتے زمین میں

وَلَا تَسْقِى الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا ۗ قَالُوا الْـٰٔنَ

نہ پانی دیتی ہو کھیتی کو! صحیح سالم! کوئی داغ اس میں نہیں! وہ بولے

جِئْتَ بِالْحَقِّ ۗ فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۱﴾ ع

تو اب لایا ٹھیک پتہ! سو انہوں نے ذبح کیا اور لگتے نہ تھے کہ کریں گے۔

وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ۗ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ

اور جب تم نے مار ڈالا تھا ایک شخص کو پھر لگے ایک دوسرے پر دَھرنے اور اللہ کو اس کا فاش کرنا تھا

مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿۷۲﴾ ۚ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ۗ

جو تم چھپاتے تھے! تو ہم نے کہا کہ اس مردے کو مارو گائے کے ٹکڑے سے!

ف۱ یہودیوں کی حماقت

جب ان لوگوں نے جانا کہ گائے ذبح کرنا اب ہم پر اللہ کی طرف سے آہی پڑا اور پہلے سے گائے کے ذبح کرنے اور اپنے مقصود کے حصول میں بعد سمجھے تھے اس لئے یہ خیال ہوا کہ جس گائے کے ذبح کرنے کا حکم ہوا ہے وہ کوئی بڑی عجیب گائے ہوگی اس لئے اس کی صفات کے طالب ہوئے اور یہ ان کی بڑی حماقت تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر یہ لوگ کوئی سی گائے لے کر ذبح کر دیتے تو کافی تھی لیکن انہوں نے آپ تنگی کی اللہ تعالیٰ نے بھی ان پر تنگی وتشدد فرمادیا۔

ع ۸ خلاصہ رکوع ۸

نجات کیلئے ایمان وعمل صالح کو مدار قرار دیا گیا کہ تمام آیات انبیاء فرشتوں اور آسمانی کتب پر ایمان لانا بھی ضروری ہے یہودیوں سے تسلیم احکامؐ ہفتہ کے دن کی خلاف ورزی کرنے والوں کا انجام کا ذکر کیا گیا پھر بنی اسرائیل کے مقتول کی تحقیق اور خدا پرستی وہاں کی فرمانبرداری پر انعام ذکر کیا گیا۔

خاصیت: آیت ۷۱-۷۲ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ

اسی طرح اللہ مردے جلاتا اور تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھ جاؤ

تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۳﴾ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ

پھر سخت ہو گئے تمہارے دل اس کے بعد ۱؎ سو وہ پتھر کی طرح ہیں

كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا

بلکہ ان سے بھی زیادہ سخت! اور بعض پتھر تو ایسے بھی ہیں کہ

يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ

ان سے پھوٹ بہتی ہیں نہریں اور بعض ایسے بھی ہیں کہ پھٹ جاتے ہیں

مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ

اور نکل آتا ہے ان سے پانی! اور بعض ایسے بھی ہیں جو گر پڑتے ہیں

اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۴﴾ اَفَتَطْمَعُوْنَ

اللہ کے ڈر سے! اور اللہ اس سے بےخبر نہیں ہے جو تم کر رہے ہو! (مسلمانو) کیا تم توقع رکھتے ہو

اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ

کہ (یہود) مان لیں گے تمہاری بات! حالانکہ ان ہی میں ایسے لوگ بھی تھے جو سنتے تھے

كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ

اللہ کا کلام پھر اس کو بدل ڈالتے تھے سمجھے پیچھے اور وہ جانتے تھے

يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚۖ وَاِذَا

اور جب ملتے ہیں مسلمانوں سے تو کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہوئے اور جب

۱؎ دل کی سختی کے اسباب

تفسیر ابن مردویہ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا زیادہ باتیں نہ کیا کرو ایسے کلام کی کثرت دل کو سخت کر دیتی ہے اور سخت دل والا خدا سے بہت دور ہو جاتا ہے امام ترمذیؒ نے بھی اس حدیث کو بیان فرمایا ہے اس کے ایک طریقہ کو غریب کہا ہے بزار میں حضرت انسؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ چار چیزیں بدبختی اور شقاوت کی ہیں خوف خدا سے آنکھوں سے آنسو نہ بہنا، دل کا سخت ہو جانا، امیدوں کا بڑھ جانا، لالچی بن جانا۔ ﴿تفسیر ابن کثیرؒ﴾

عابدوں کے دل

بعض قلوب ایسے ہیں کہ اللہ کی عظمت اور جلال کے سامنے پست ہیں۔ تکبر اور غرور سے پاک ہیں کبھی اس کے حکم کے خلاف سر نہیں اٹھاتے یہ عباد اور زہاد کی شان ہے۔

مگر ان کافروں کے دل پتھر سے بھی زائد سخت ہو گئے ہیں کہ غرور اور تکبر عناد اور سرکشی سے کبھی حق کے سامنے جھکتے بھی نہیں اللہ کی ہدایت کو قبول کرنا تو درکنار اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔

اس مقام پر بھی بنی اسرائیل کی جس قساوت کا ذکر ہے وہ بھی اسی سبب یعنی کثرت کلام کی وجہ سے ہے کہ جب گائے کے ذبح کا حکم ہوا تو معاندانہ سوالات کا ایک سلسلہ شروع کر دیا ان بیہودہ سوالات کا یہ نتیجہ نکلا کہ دل پتھر سے بھی زائد سخت ہو گئے۔

خاصیت: آیت ۷۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ

تنہا ہوتے ہیں ایک دوسرے کے پاس تو کہتے ہیں کہ کیا تم کہہ دیتے ہو مسلمانوں سے

اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ اَفَلَا

جو اللہ نے ظاہر کیا تم پر تا کہ تم سے جھگڑیں اس کے ذریعہ سے تمہارے پروردگار کے

تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۶﴾ اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا

آگے! کیا تم کو عقل نہیں کیا یہ لوگ اتنا بھی نہیں جانتے کہ اللہ کو معلوم ہے جو کچھ یہ چھپاتے اور جو کچھ

يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا

ظاہر کرتے ہیں اور بعض ان میں ان پڑھ ہیں کہ خبر نہیں

يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۷۸﴾

رکھتے کتاب کی سوائے باندھی ہوئی آرزوؤں کے اور ان کا خیال ہی خیال ہے

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ۗ ثُمَّ

تو وائے ان پر جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہاتھوں سے پھر

يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا

کہہ دیتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں سے ہے تا کہ لیویں اس کے ذریعہ سے تھوڑے

قَلِيْلًا ؕ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ

سے دام! و۲ پس وائے ان پر ان کے ہاتھوں کے لکھے سے

لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ

اور وائے ان پر ایسی کمائی سے اور کہتے ہیں کہ ہم کو آگ چھوئے گی بھی نہیں مگر

یہودیوں کی ایک دوسرے کو ملامت

یہود میں جو لوگ منافق تھے وہ بطور خوشامد اپنی کتاب میں سے پیغمبر آخرالزمان کی باتیں مسلمانوں سے بیان کرتے دوسرے لوگ ان میں سے ان کو اس بات پر ملامت کرتے کہ اپنی کتاب کی سند ان کے ہاتھ میں کیوں دیتے ہو کیا تم نہیں جانتے کہ مسلمان تمہارے پروردگار کے آگے تمہاری خبر دی ہوئی باتوں سے تم پر الزام قائم کریں گے کہ پیغمبر آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو سچ جان کر بھی ایمان نہ لائے اور تم کو لاجواب ہونا پڑے گا۔ ﴿تفسیر حقانی﴾

النصف

و۲ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک میں تحریف

توریت میں جو صفت لکھی تھی اسے متغیر کر دیا۔ چنانچہ توریت میں جناب سرور کائنات فخر عالم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ یہ لکھا تھا۔ خوبصورت' اچھے بالوں والے' سرگیں چشم' متوسط قد والے' اس کی جگہ ان ظالموں نے یہ لکھ دیا۔ لمبے قد والے' نیلگوں چشم' چھدرے بالوں والے۔ جب عام لوگوں نے ان نام نہاد علماء سے پوچھا کہ نبی آخرالزماں کا توریت میں کیا حلیہ لکھا ہے تو انہوں نے یہی متغیر شدہ الفاظ پڑھ دیئے۔ ان سب نے دیکھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان سب احوال سے جدا ہیں اس لئے تکذیب کرنے لگے۔

أَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ۭ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا

گنتی کے چند روز! (اے محمد) کہہ دے کیا لے لیا ہے تم نے اللہ سے کوئی قرار کہ

فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ

ہر گز خلاف نہ کرے گا اللہ اپنے قرار کے یا جوڑتے ہو اللہ پر

مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ

جو نہیں جانتے!ف۱ سچ تو یہ ہے ف۲ کہ جس نے کی برائی اور گھیر لیا

بِهٖ خَطِيْۗـــــَٔتُهٗ فَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ

اس کو اس کے گناہ نے تو وہی لوگ دوزخی ہیں وہ

فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اس میں ہمیشہ رہیں گے اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے

اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع

وہ جنتی ہیں وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ

اور (یاد کرو) جب ہم نے بنی اسرائیل سے قرار لیا کہ نہ عبادت کرنا اللہ کے سوا کسی کی!

اِلَّا اللّٰهَ ۣ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى

اور ماں باپ کے ساتھ سلوک کرنا اور رشتہ داروں

وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا

اور یتیموں اور محتاجوں کے ساتھ! اور کہیو لوگوں سے نیک بات! اور درست کیجو

ف۱ حاصل دعویٰ یہود کا یہ تھا کہ چونکہ دین موسوی ان کے زعم میں منسوخ نہیں اس لئے وہ مومن ہیں اور مومن اگر دوزخ میں کسی وجہ سے ڈالے جائیں گے تو صرف چند روز کے لئے ڈالے جائیں گے اور چونکہ اس دعویٰ کی بنیاد ہی غلط ہے کیونکہ شریعت موسویہ منسوخ ہو چکی ہے اس لئے انکار نبوت مسیحیہ و محمدیہ سے وہ کافر ہو گئے اور کفار کے لئے بعد چندے نجات ہو جانا کسی کتاب سماوی میں نہیں جس کو حق تعالیٰ نے عہد سے تعبیر فرمایا پس ثابت ہوا کہ دعویٰ بے دلیل بلکہ خلاف دلیل ہے

ف۲ سببِ نزول

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہودی لوگ کہا کرتے تھے کہ دنیا کی کل مدت سات ہزار سال ہے۔ ہر سال کے بدلے ایک دن ہمیں عذاب ہوگا تو صرف سات دن ہمیں جہنم میں رہنا پڑے گا۔ اس قول کی تردید میں یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

۹ ع ۱۱ ۹

خلاصہ رکوع ۹

گزشتہ مقتول کے واقعہ کا نتیجہ ہے کہ کس طرح مقتول زندہ ہوا۔ پھر بنی اسرائیل کی سنگدلی کو مثال سے سمجھا گیا۔ یہود کے مختلف گروہ جیسے احبار و رہبان، منافقین، ان پڑھ عوام خائن علماء آرزو پرست لوگوں کی بد اعمالیوں کو مفصل ذکر کیا گیا۔ آخر میں ایمان و عمل صالح پر جنت کی بشارت دی گئی۔

الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ط ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ

نماز! اور دیجو زکوٰۃ! پھر تم سب پھر گئے سوائے تھوڑے سے آدمیوں کے

وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ

اور ہو ہی تم لوگ پھرنے والے! اور (یاد کرو) جب ہم نے تم سے قرار لیا

دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ

کہ خون نہ بہانا آپس میں اور نہ جلا وطن کرنا اپنوں کو اپنے وطن سے! پھر تم نے

اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۸۴﴾ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ

اقرار کیا اور تم گواہ ہو پھر وہی تم ہو کہ خون کرتے ہو

اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ ز

آپس میں اور نکال دیتے ہو اپنے ایک فرقے کو ان کے وطن سے! ایک دوسرے کی مدد کرتے ہو ان کے

تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ط وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى

مقابلہ میں گناہ اور ظلم سے! اور اگر وہی لوگ آئیں تمہارے پاس قید ہو کر تو عوض دے کر

تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ط اَفَتُؤْمِنُوْنَ

ان کو چھڑا لیتے ہو حالانکہ حرام کر دیا گیا تھا تم پر ان کا نکالنا ہی! ف۱ تو کیا

بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ج فَمَا جَزَآءُ

مانتے ہو کتاب کی بعض بات کو اور نہیں مانتے بعض! پس کچھ سزا نہیں

مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ج

اس کی جو کوئی تم میں یہ کام کرتا ہے مگر رسوائی دنیا کی زندگی میں!

ف۱ مدینہ میں عرب کی دو قومیں رہتی تھیں۔ اوس وخزرج اور گرد و نواح میں یہود کی دو قومیں بستی تھیں بنی قریظہ اور بنی نضیر۔ بنی قریظہ کی اوس سے دوستی تھی اور بنی نضیر خزرج کے یار تھے اور اوس وخزرج میں باہم عداوت تھی جب کبھی اوس وخزرج میں باہم قتل و قتال ہوتا تو بنی قریظہ اوس کی طرف ہوتے اور بنی نضیر خزرج کی حمایت کرتے تو جہاں اوس وخزرج مارے جاتے اور خانماں آوارہ ہو جاتے ان کے دوستوں کو بھی یہ مصیبت پیش آتی۔ بنی قریظہ بنی نضیر کے ہاتھوں قتل و برباد ہوتے اور وہ ان کے ہاتھوں البتہ اگر یہودیوں میں سے کوئی کسی کے ہاتھ میں قید ہو جاتا تو ہر ایک فریق اپنے دوستوں کو مال سے راضی کر کے اس کو رہا کرا دیتا اور جو کوئی پوچھتا تو کہتے کہ ہم پر اس کا رہا کرا دینا واجب ہے اور جو کوئی اعتراض کرتا کہ پھر ان کے قتل و اخراج میں کیوں معین ہوتے ہو تو کہتے کیا کریں اپنے دوستوں کا ساتھ نہ دینے سے عار آتی ہے حق تعالیٰ نے اسی کی شکایت فرمائی ہے کہ تم کو تین حکم دیئے گئے تھے ایک قتل نہ کرنا دوسرا اخراج نہ کرنا تیسرا قیدی کو رہا کرا دینا تم نے حکم اول و دوم کو تو ضائع کر دیا اور صرف تیسرے کا اہتمام کیا گناہ اور ظلم دو لفظ لانے میں اشارہ ہو سکتا ہے کہ اس میں دو حق ضائع ہوئے ایک حق اللہ کہ حکم الٰہی کی تعمیل نہ کی دوسرے حق العباد کہ مخلوق کو بلاوجہ آزار پہنچایا۔

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ

اور قیامت کے دن پہنچا دیئے جاویں سخت سے سخت عذاب میں! اور اللہ بے خبر نہیں ہے

بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝۸۵ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ

اس سے جو تم کر رہے ہو ف۱ یہی لوگ ہیں جنہوں نے مول لی ہے دنیا کی زندگانی

الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؗ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا

آخرت کے بدلے! سو نہ ہلکا ہو گا ان سے عذاب اور نہ

هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝۸۶ ع وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا

ان کو مدد پہنچے گی اور دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور پے در پے بھیجے

مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ؗ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ

اس کے پیچھے رسول اور دیئے ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو کھلے معجزے اور قوت دی

وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ

اس کو روح پاک (جبریل) سے تو کیا کبھی لایا تمہارے پاس کوئی رسول

بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ؗ

وہ حکم کہ نہ پسند کیا تمہارے جی نے! تم تکبر کرنے لگے! پھر ایک جماعت کو تم نے جھٹلایا

وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ۝۸۷ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ لَّعَنَهُمُ

اور ایک جماعت کو قتل کرنے لگے اور کہتے ہیں کہ ہمارے دل غلافوں میں ہیں! (نہیں) بلکہ پھٹکار دیا

اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝۸۸ وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ

انکو اللہ نے ان کے کفر کی وجہ سے سو بہت ہی کم ایمان لاتے ہیں ف۲ اور جب پہنچی ان کے پاس

ف۱ اس جگہ بعض احکام پر عمل نہ کرنے کو کفر سے تعبیر کیا گیا ہے حالانکہ جب تک حرام کو حرام سمجھے اس کے ارتکاب سے آدمی کافر نہیں ہوتا تو وجہ اس کی یہ ہے کہ جو گناہ بہت شدید ہوتے ہیں شرعی محاورہ میں دھمکی کے لئے ان پر کفر کا اطلاق کر دیا جاتا ہے جیسے ہمارے محاورے میں کہہ دیتے ہیں کہ تو بالکل چمار ہے حالانکہ مخاطب یقیناً چمار نہیں مقصود اس کام سے نفرت دلانا ہوتا ہے یہی معنی ہیں ایسی حدیثوں کے جیسے من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر اور اس

خلاصہ رکوع ۱۰

ع ۱۰/۱۰

موسیٰ علیہ السلام کی وساطت سے یہود سے لئے گئے عہد اور بنی اسرائیل کی عہد شکنی کا بیان ہے پھر ان کی مزید عہد شکنیوں کا ذکر کیا گیا اور ان کی بداعمالیوں کی وجہ بیان کی گئی۔

جگہ دو سزاؤں کا ذکر ہے ایک دنیوی سو اس کا ظہور اس طرح ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے زمانہ میں بنی قریظہ بوجہ نقض معاہدہ کے قتل و قید کئے گئے اور بنی نضیر ملک شام کی طرف جلاوطن کئے گئے۔

ف۲ اور تھوڑا سا ایمان مقبول نہیں پس وہ کافر ہی ٹھہرے اور اس تھوڑے ایمان کو لغت کے اعتبار سے ایمان کہہ دیا کہ لغت میں ذرا سی تصدیق کو بھی ایمان کہہ سکتے ہیں ورنہ شرعی ایمان یہ ہے کہ جملہ احکام شرعیہ کا یقین کیا جائے ایک حکم کا انکار بھی ہو تو وہ ایمان نہیں کفر ہے تو یہ لوگ گو خدا کے قائل تھے اور قیامت کے قائل تھے اور اسی کو تھوڑا سا ایمان کہا گیا ہے مگر نبوت محمدیہ اور قرآن کے کتاب الٰہی ہونے کے منکر تھے اس لئے پورا ایمان نہیں تھا بلکہ شرعاً وہ لوگ کافر تھے۔

مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ

اللہ کی طرف سے کتاب جو سچا بتاتی ہے اس کتاب کو جو ان کے پاس ہے اور یہ لوگ

قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ

پہلے سے فتح بھی مانگا کرتے تھے کافروں پر! سو جب آ پہنچا ان کے پاس

مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۡ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ بِئْسَمَا

جس کو جان پہچان رکھا تھا (تو) انکار کر دیا اس کا پس اللہ کی پھٹکار انکار کرنے والوں پر ف۱ برا مول ہے جس کے بدلے

اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا

خریدا انہوں نے اپنی جانوں کو کہ انکار کرنے لگے اس (کلام) کا جو اُتارا اللہ نے اس حسد میں

اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ

کہ اُتارے اللہ (وحی) اپنے فضل سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے سو

عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ

کمایا انہوں نے غصہ پر غصہ! اور کافروں کے لئے ذلت کا

مُّهِيْنٌ ﴿۹۰﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا

عذاب ہے ف۲ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لے آؤ اس کلام پر جو اللہ نے نازل فرمایا تو کہتے ہیں

نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ ۤ وَهُوَ

کہ ہم تو ایمان لاویں گے اسی پر جو اُترا ہے ہم پر اور کفر کرتے ہیں اس کے ماسوا کا! حالانکہ وہ سچا ہے!

الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ۭ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ

تصدیق بھی کرتا ہے اس (کتاب کی) جو ان کے پاس ہے! (اے محمد) کہہ دے کہ پھر کیوں قتل کرتے رہے ف۳

ف۱ جو جان بوجھ کر محض تعصب کے سبب انکار کریں اور یہ شبہ نہ کیا جائے کہ جب وہ قرآن کو اور رسول کو برحق جانتے تھے تو ان کو مومن کہنا چاہئے پھر کافر کیسے کہا گیا جواب یہ ہے کہ جس طرح حق کو باطل جاننا کفر ہے ویسے ہی باوجود حق جاننے کے انکار کرنا بھی کفر ہے دوسرے ان کا یہ علم اضطراری تھا جس سے انکا دل کراہت بھی کرتا تھا اس کا نام ایمان نہیں ایمان یہ ہے کہ باختیار خود بخوشی تصدیق کر کے تسلیم کیا جائے اور قرآن کو مصدق تورات اس لئے فرمایا کہ تورات میں جو پیشین گوئیاں بعثت محمدیہ اور نزول قرآن کے متعلق تھیں نزول قرآن سے ان کا سچا ہونا ظاہر ہو گیا پس تورات کا ماننے والا قرآن و صاحب قرآن کی تکذیب کر ہی نہیں سکتا۔

ف۲ اور عذاب میں ذلت کی قید سے کفار ہی کے ساتھ یہ عذاب خاص ہو گیا کیونکہ مومن گناہ گار کو جو عذاب ہو گا وہ محض گناہوں سے پاک صاف کرنے کے لئے ہو گا ذلت مقصود نہ ہوگی

ف۳ تم نے انبیاء کو کیوں قتل کیا؟ ان سے کہہ دو کہ "اگر تم توریت پر ایمان رکھتے ہو تو پھر تم نے انبیاء کو کیوں قتل کیا؟؟" کیونکہ توریت میں یہ حکم ہے کہ "جو نبی توریت کو سچا کہنے والا آئے اس کی نصرت کرنا اور اس پر ضرور ایمان لانا" اور قتل بھی ان انبیاء کو کیا جو پہلے گذر چکے ہیں (جیسے حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ) جو احکام توریت پر عمل کرتے تھے اور اسی کی ترویج کے لئے مبعوث ہوئے تھے ان کے مصدق توریت ہونے میں تو بیوقوف کو بھی تامل نہیں ہو سکتا (یہ بات لفظ قبل سے مفہوم ہوئی) (تفسیر عثمانی)

اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٩١﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ

اللہ کے نبیوں کو پہلے سے اگر تم مسلمان تھے اور آ چکا تمہارے پاس

مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ

موسیٰ کھلی نشانیاں لے کر! پھر بنا لیا تم نے بچھڑا اس کے پیچھے

وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿٩٢﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا

اور تم ظلم کرتے تھے ف۱ اور ہم نے تم سے قرار لیا اور اونچا اُٹھایا

فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ؕ قَالُوْا

تمہارے اوپر طور کو پکڑو جو کچھ دیا ہے ہم نے تم کو مضبوطی سے اور سنو! تو بولے

سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا ۗ وَاُشْرِبُوْا فِىْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ؕ

کہ سنا اور مانا نہیں! اور رچ گیا تھا ان کے دلوں میں بچھڑا ان کے کفر کے باعث (اے محمد)

قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖۤ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٩٣﴾

کہہ دے کہ بہت بُرا سکھاتا ہے تم کو تمہارا ایمان اگر تم ایمان والے ہو

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً

کہہ دے کہ اگر تمہارے ہی واسطے عاقبت کا گھر اللہ کے ہاں خاص ہے

مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٩٤﴾

دوسروں کے لئے نہیں تو آرزو کرو مرنے کی اگر تم سچے ہو ف۲ اور کبھی ہر گز

وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ

آرزو نہ کریں گے موت کی بوجہ ان (گناہوں) کے جو ان کے ہاتھ آگے پہنچ چکے ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے

ف۱ بینات سے مراد وہ دلیلیں ہیں جو نزول تورات سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کے صدق پر قائم ہو چکی تھیں جیسے عصائے ید بیضا اور فلق البحر وغیرہ اور گو یہ قصہ گوسالہ پرستی وغیرہ کا پہلے بھی آ چکا ہے مگر وہاں ان کے معاملات قبیحہ کا بتلانا مقصود تھا اور یہاں ان کے دعویٰ ایمان کی تکذیب مقصود ہے۔ فائدہ بدل جانے سے تکرار نہ رہا حاصل کلام یہ ہے کہ تم ایمان کے مدعی ہو مگر یہ فعل تو صریح شرک تھا جس سے موسیٰ کی اور اللہ تعالیٰ کی تکذیب صراحۃً لازم آئی اور گوسالہ پرستی وغیرہ کا خطاب یہود ان زمانہ نبوی سے یا اس لئے ہے کہ وہ ان کے حامی تھے یا یہ مطلب ہے کہ جب تمہارے سلف ایسے تھے تو تم سے کفر محمد صلی اللہ علیہ وسلم چنداں عجیب

ف۲ موت کی دُعاء کا طریقہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مصیبت کے سبب کوئی تم میں سے موت کی ہرگز تمنا نہ کرے اگر اس تمنا کرنے کو جی چاہتا ہے اور بغیر تمنا کے رہ ہی نہیں سکتا تو اس قدر کہہ دے کہ اے اللہ جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہو تو مجھے زندہ رکھ اور جب میرا مرنا بہتر ہو تو موت دے۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے اور انہیں سے ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی تم میں سے مرتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے اور عمر خیر ہی کو بڑھاتی ہے (یعنی عمر بری چیز نہیں کچھ نہ کچھ اس میں مومن خیر ہی کرے گا)۔

موت کی تمنا نہ کرو:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ کوئی تم میں سے موت کی ہرگز تمنا نہ کرے کیونکہ یہ شخص یا تو نیک کار ہو گا تو شاید نیکی زیادہ کرے اور یا بدکار ہے تو ممکن ہے کہ بدی سے باز آ جاوے اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے۔

خاصیت: آیت ۹۳ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۵﴾ وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚ

گنہگاروں کو اور (اے محمد) البتہ تو پائیگا اُن کو سب لوگوں سے زیادہ حریص جینے کا!

وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ

اوران لوگوں سے زیادہ جو مشرک ہیں! ان میں سے ہر ایک چاہتا ہے کہ کاش جیتا رہے ہزار برس!

وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ ۢ

اور نہیں اس کو نجات دینے والا عذاب سے اس قدر جینا! اور اللہ دیکھتا ہے

بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ

جو وہ کرتے ہیں (اے محمد) کہہ دے کہ جو کوئی دشمن ہو جبریل کا (ہوا کرے) اس نے تو اتارا ہے

عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ

یہ کلام تیرے دل پر اللہ کے حکم سے جو سچ بتاتا ہے اس کلام کو جو اس سے

وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۷﴾ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ

پہلے ہے اور ہدایت اور خوشخبری ہے ایمان والوں کے لئے جو دشمن ہے اللہ کا

وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ

اور اس کے فرشتوں کا اور رسولوں کا اور جبریل اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے کافروں کا

لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍ ۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ

اور (اے محمد) ہم نے اُتاریں تیری طرف کھلی نشانیاں! اور نہ انکار کریں گے

بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ﴿۹۹﴾ اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ

ان کا مگر وہی جو نافرمان ہیں ف۱ کیا یہ لوگ جب کبھی باندھیں گے کوئی قرار تو پھینک دے گا

منزل ۱ — ف۱ سبب نزول آیت ۹۹

ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک بن حنیف یہودی سے ذکر فرمایا کہ دین محمدی کے بارہ میں تم سے عہد و پیمان لیا گیا ہے کہ جب وہ دین ظاہر ہو اس کا اتباع کرنا مالک نے سن کر کہا کہ قسم اللہ کی ہم سے ہرگز اس قسم کا عہد نہیں لیا گیا۔ اسکی تکذیب میں اللہ تعالیٰ نے ذیل کی آیت کریمہ نازل فرمائی اَوَ كُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا (کیا جب کبھی کوئی عہد کرتے ہیں) (تفسیر مظہری)

ع ۱۱/۱۰

خلاصہ رکوع ۱۱

یہود کی رہنمائی کیلئے ہزاروں انبیاء علیہم السلام کی بعثت اور اس کے ردعمل میں یہود کی انتہائی سنگدلی کو ذکر کیا گیا پھر بتایا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنی کر کے یہود دگنے غضب خداوندی کے مستحق ہوگئے۔ یہود کے دعوائے ایمان کی حقیقت اور ان کے کفر کو دلائل سے ثابت ہوگیا جنت کس کیلئے ہے اس کی وضاحت فرمائی گئی۔

آیت:۹۹

بعض یہود نے حضورؐ سے کہا تھا کہ آپ پر کوئی ایسی واضح دلیل نازل نہ ہوئی جس کو ہم بھی جانتے اس کے جواب میں فرمایا جاتا ہے کہ وہ تو ایک دلیل کو کہتے ہیں ہم نے آپ کے پاس دلائل واضح نازل کئے ہیں جن کو وہ بھی خوب جانتے پہچانتے ہیں یہ انکار محض عدول حکمی کی عادت کی وجہ سے ہے۔

فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۱۰۰ وَلَمَّا جَاۗءَھُمْ

اس کو کوئی نہ کوئی فریق ان کا! بلکہ ان میں سے بہت تو ایمان ہی نہیں رکھتے اور جب آیا ان کے پاس

رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَھُمْ نَبَذَ

اللہ کی طرف سے رسول کہ سچا بتاتا ہے اس کتاب کو جو ان کے پاس ہے تو پھینک دیا

فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ڎ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَاۗءَ

ایک گروہ نے ان لوگوں میں سے جو کتاب دیئے گئے ہیں اللہ کی کتاب کو پیٹھ کے

ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۱۰۱ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا

پیچھے گویا وہ کچھ جانتے ہی نہیں ف۱ اور پیچھے پڑ گئے اس علم کے کہ

الشَّيٰطِيْنُ عَلٰي مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ

جو پڑھتے تھے شیطان سلطنت سلیمان میں! اور سلیمان نے کفر نہیں کیا لیکن

الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۤ وَمَآ اُنْزِلَ

شیطانوں نے کفر کیا کہ سکھاتے تھے لوگوں کو جادو اور اس علم کے (پیچھے پڑ گئے) جو اترا

عَلَي الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ ھَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۭ وَمَا يُعَلِّمٰنِ

بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر اور یہ دونوں فرشتے نہ

مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۭ

سکھاتے تھے کسی کو جب تک کہ یہ نہ کہہ دیتے تھے کہ ہم تو آزمانے کو ہیں سو تو کافر مت ہو!

فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۭ

پھر سیکھتے ان سے وہ باتیں کہ جدائی ڈال دیں ان کی وجہ سے میاں بی بی میں!

ف۱ سببِ نزول آیت ۱۰۰

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ابن صوریا یہودی نے ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ تم اپنی نبوت ورسالت کی کوئی ایسی نشانی نہیں لاتے جسے ہم بھی پہچانیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

جن اور انس چرند اور پرند سب ان کے زیر حکم تھے اس لئے شیاطین اور جنات اور آدمی سب ملے جلے رہتے تھے۔ شیطانوں نے آدمیوں کو جادو سکھا رکھا تھا اور معاذ اللہ یہ سلیمان علیہ السلام کے حکم سے ہرگز ہرگز نہ تھا اس لئے کہ یہ کام کفر کا ہے اور سلیمان علیہ السلام نے کبھی کسی قسم کا کفر نہیں کیا نہ عملی اور نہ اعتقادی اور نہ قبل النبوۃ اور نہ بعد النبوۃ اس لئے کہ وہ تو اللہ کے پیغمبر تھے کفر کے مٹانے کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ سحر کو سلیمان علیہ السلام کی طرف نسبت کرنا سراسر افتراء ہے۔

اس زمانہ میں ناول اور باتصویر رسالے جو تخریب اخلاق میں جادو کا اثر رکھتے ہیں۔ (معارف کاندھلوی)

وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَيَتَعَلَّمُوْنَ

اور وہ نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے اس سے کسی کو بغیر حکم اللہ کے اور سیکھتے وہ چیز جو اُن کو

مَا يَضُرُّھُمْ وَلَا يَنْفَعُھُمْ ۭ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ

نقصان پہنچاوے اور نہ نفع دے اور بیشک جان چکے تھے کہ جس نے خریدا

مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ړ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ

اس کو آخرت میں اس کا کچھ بھی حصہ نہیں اور بہت بڑا مول ہے کہ جس پر انہوں نے

اَنْفُسَھُمْ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝١٠٢ وَلَوْ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا

اپنی جانوں کو بیچا! کاش ان کو سمجھ ہوتی ف۱ اگر وہ ایمان لاتے اور پرہیز گار

لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝١٠٣ ع

بنتے تو ثواب اللہ کے یہاں سے بہتر ملتا اے کاش وہ سمجھتے

يٰٓاَيُّھَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا

ایمان والو! نہ کہا کرو تم "راعنا" بلکہ کہا کرو "انظرنا"

وَاسْمَعُوْا ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝١٠٤ مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ

اور سُنا کرو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے ف۲ وہ لوگ خوش نہیں ہیں

كَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ

جو کافر ہیں کتاب والوں اور مشرکوں میں اس بات سے کہ اترے

عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ

تم پر بھلائی تمہارے پروردگار کی طرف سے اور اللہ اپنی رحمت کے لئے خاص کر لیتا ہے

ف۱ شیطان کا بڑا کارنامہ:
صحیح مسلم میں حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں شیطان اپنا عرش پانی پر رکھتا ہے پھر اپنے لشکروں کو بہکانے کے واسطے بھیجتا ہے سب سے زیادہ مرتبہ والا اسکے نزدیک وہ ہے جو فتنے میں سب سے زیادہ بڑھا ہوا ہو یہ جب واپس آتے ہیں تو اپنے بدترین کاموں کا ذکر کرتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ میں نے فلاں کو اس طرح بےراہ کردیا کوئی کہتا ہے میں نے فلاں شخص سے یہ گناہ کرلیا شیطان ان سے کہتا ہے کچھ نہیں معمولی کام ہے یہاں تک کہ ایک آکر کہتا ہے کہ میں نے فلاں شخص کے اور اسکی بیوی کے درمیان جھگڑا ڈال دیا یہاں تک کہ جدائی ہوگئی شیطان اسے گلے لگالیتا ہے اور کہتا ہے ہاں تو نے بڑا کام کیا اسے اپنے پاس بٹھالیتا ہے اور اسکا مرتبہ بڑھادیتا ہے۔

خلاصہ رکوع ١٢

ع ١٢ ٧ ١٢ یہود کی جبرائیل علیہ السلام سے دشمنی اور اسکی وجہ کو ذکر کیا گیا اس ضمن میں نزول قرآن کا طریقہ بتلایا گیا یہود نے کس طرح خود تورات کو پس پشت ڈال دیا۔ کتاب اللہ کو چھوڑ کر جادو کی پیروی میں لگ گئے۔

ف۲ یہودیوں کی بدنیتی:
یہودی آکر آپ کی مجلس میں بیٹھتے اور حضرت کی باتیں سنتے بعضی بات جو اچھی طرح نہ سنتے اسکو مکرر تحقیق کرنا چاہتے تو کہتے راعنا (یعنی ہماری طرف متوجہ ہو اور ہماری رعایت کرو) یہ کلمہ ان سے سن کر کبھی مسلمان بھی کہہ دیتے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا کہ یہ لفظ نہ کہو اگر کہنا ہو تو انظرنا کہو (اسکے معنی بھی یہی ہیں) اور ابتداء ہی سے متوجہ ہو کر سنتے رہو تو مکرر پوچھنا ہی نہ پڑے یہود اس لفظ کو بدنیتی اور فریب سے کہتے تھے اس لفظ کو زبان دبا کر کہتے تو "راعینا" ہو جاتا (یعنی ہمارا چرواہا) اور یہود کی زبان میں راعنا احمق کو بھی کہتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝۱۰۵ مَا نَنْسَخْ

جسکو چاہتا ہے! اور اللہ بڑی مہر والا ہے جو منسوخ کر دیتے ہیں ہم کوئی

مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ۭ اَلَمْ

آیت یا بھلا دیتے ہیں تو نازل کر دیتے ہیں اس سے بہتر یا اس جیسی! کیا تجھے

تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۱۰۶ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ

معلوم نہیں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ

اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَا لَكُمْ مِّنْ

اللہ ہی کی ہے بادشاہت آسمان اورزمین کی! اور تمہارے لئے کوئی نہیں

دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝۱۰۷ اَمْ تُرِيْدُوْنَ

اللہ کے سوائے حامی اور نہ کوئی مدد گار ف۱ کیا تم یہ چاہتے ہو

اَنْ تَسْـَٔــلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُىِٕلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۭ

کہ سوال کرو اپنے رسول سے جیسے سوال ہو چکے ہیں موسیٰ سے پہلے

وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ

اور جو ایمان کے بدلے میں کفر لے لے (تو) بیشک وہ بھٹک گیا سیدھے

السَّبِيْلِ ۝۱۰۸ وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ

راستہ سے ف۲ چاہتے ہیں بہت سے اہل کتاب کہ تم کو پھیر کر

اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ښ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْ

مسلمان ہوئے پیچھے کافر بنا دیں! ذلی حسد کی وجہ سے اس کے بعد کہ ظاہر ہو چکا

ف۱ پس جب وہ دوست ہیں تو احکام میں مصلحت کی ضرور رعایت کریں گے اور جب مددگار ہیں تو ان احکام پر عمل کرنے کے وقت مخالفین کی مزاحمت سے بھی ضرور محفوظ رکھیں گے ہاں اگر اس ضرر سے بڑھ کر کوئی نفع اخروی ملنے والا ہو تو ظاہراً مخالف کا مسلط ہو جانا اور بات ہے۔

فائدہ: حکم ثانی کیلئے عقلاً یہ امور ضروری ہیں
۱- اس کا موافق مصلحت ہونا
۲- حاکم کا قادر ہونا
۳- حاکم کا محکومین کیلئے خیر خواہ ہونا
۴- اگر کوئی ان میں سے مزاحمت کرے تو ان کی امداد کرنا حق تعالیٰ نے اس جگہ اس سب شرطوں کو بیان فرمادیا۔

فائدہ: قانون کا بدلنا کبھی اس لئے ہوتا ہے کہ بانی قانون سے فروگزاشت ہوگئی تھی یہ تو احکام الٰہیہ میں محال ہے گا ہے اس وجہ سے ہوتا ہے کہ محکومین کی حالت بدلنے سے مصلحت بدل گئی جیسے مریض کی حالت بدلنے پر نسخہ بدلا جاتا ہے ایسا نسخ واقع ہے اور اس میں کوئی اشکال نہیں۔

ف۲ سبب نزول

رافع بن حریملہ اور وہب بن زید نے کہا تھا کہ اے محمد! کوئی آسمانی کتاب ہم پر نازل کیجئے جسے ہم پڑھیں اور ہمارے شہروں میں دریا جاری کر دیں تو ہم آپ کو مان لیں اس پر یہ آیت اتری۔ (تفسیر ابن کثیر)

بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى

ان پر حق! سو تم درگزر کرو اور خیال میں نہ لاؤ جب تک کہ

يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٠٩﴾

بھیجے اللہ اپنا حکم! بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ

اور درست رکھو نماز کو اور دیتے رہو زکوٰۃ! اور جو کچھ آگے بھیج دو گے اپنے لئے

مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

بھلائی (تو) وہ پاؤ گے اللہ کے پاس! بیشک اللہ جو کچھ تم کرتے ہو

بَصِيْرٌ ﴿١١٠﴾ وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا

دیکھ رہا ہے اور کہتے ہیں کہ ہرگز نہ جاویں گے جنت میں مگر جو یہودی

اَوْ نَصٰرٰى ؕ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

یاعیسائی ہوں گے ! یہ ان کی (من مانی) آرزوئیں ہیں! کہہ دے کہ پیش کرو اپنی دلیل

صٰدِقِيْنَ ﴿١١١﴾ بَلٰى ۚ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ

اگر تم سچے ہو بات تو یہ ہے کہ جس نے جھکا دیا اپنا منہ اللہ کے سامنے اور وہ

مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۪ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

نیکو کار بھی ہے تو اس کے لئے اس کا ثواب اس کے پروردگار کے ہاں ہے !

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿١١٢﴾ ۧ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى

اور نہ کچھ ان پر ڈر ہے اور نہ وہ کبھی غمگین ہونگے ف۱ اور یہود تو کہتے ہیں کہ نہیں نصاریٰ

ف۱ ایک بار کچھ یہود کچھ نصرانی جمع ہو کر کچھ مذہبی مباحثہ کرنے لگے یہود نصاریٰ کے دین کو اصل سے باطل بتلاتے تھے اور نبوت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کے کتاب اللہ ہونے کا انکار کرتے تھے نصاریٰ بھی تعصب میں آ کر یہود کے دین کو بے اصل و باطل کہنے لگے اور موسیٰ علیہ السلام کی رسالت و توراۃ کے کتاب اللہ ہونے کا انکار کرنے لگے اللہ تعالیٰ اس قصہ کو نقل فرما کر رد کرتے ہیں

خلاصہ رکوع ١٣

یہود مدینہ کی ایک شرارت سے متعلق مسلمانوں کو متنبہ کیا گیا۔ امت محمدیہ کی خصوصیت کہ قرآن کریم براہ راست انہیں مخاطب کر رہا ہے یہود کا مسلمانوں سے حسد اور اس کی وجہ ذکر فرمائی گئی۔ قرآن کریم پر یہود کا اعتراض اور اس کا جواب فرمایا گیا۔ آگے کثرت سوال سے ممانعت کی گئی یہود کی طرف سے مسلمانوں کو برگشتہ کرنے کی ناکام کوشش کو ذکر کیا گیا۔ دشمنان دین کے حملوں سے تحفظ کیلئے نماز اور زکوۃ کی ادائیگی کو معمول بنانے کا حکم دیا گیا آگے یہود و نصاریٰ کے مستحق جنت ہونے کے دعوے کی تردید کی گئی۔

ع ١٣ ٩ ١٣

عَلٰی شَیْءٍ وَّ قَالَتِ النَّصٰرٰی لَیْسَتِ الْیَهُوْدُ عَلٰی

کسی راہ پر اور عیسائی کہتے ہیں کہ نہیں یہودی کسی راہ پر

شَیْءٍ وَّهُمْ یَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِیْنَ

حالانکہ وہ سب پڑھتے ہیں (کتاب الٰہی) اسی طرح کہتے چلے آئے ہیں وہ لوگ کہ

لَا یَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ یَحْكُمُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ

جن کے پاس علم نہیں ان ہی جیسی باتیں ! سو اللہ فیصلہ کر دے گا ان میں قیامت کے روز

الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ

جس میں کہ یہ جھگڑتے ہیں ف۱ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون

مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ

جو منع کرے اللہ کی مسجدوں میں کہ لیا جائے اس کا نام !

وَسَعٰی فِیْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ

اور کوشش کرے ان کے اجاڑنے میں ! ف۲ یہ لوگ اس لائق نہیں کہ

یَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِیْنَ ؕ لَهُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّلَهُمْ

گھسنے پائیں مسجدوں میں مگر ڈرتے ڈرتے ! ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے

فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۱۴﴾ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۗ

اور آخرت میں بڑا عذاب! اور اللہ ہی کا ہے پورب اور پچھم

فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۱۵﴾

سو جس طرف تم منہ کرو ادھر ہی اللہ کا سامنا ہے ! بیشک اللہ بڑی گنجائش والا خبردار ہے

ف۱ سببِ نزول

نجران کے نصاریٰ آئے تو علماء یہود بھی ان کو سن کر آ گئے اور دونوں فریق آپس میں منازعت کرنے لگے رافع بن حرملہ یہودی نصاریٰ سے کہتا تھا کہ تم کسی راہ پر نہیں اور عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کا انکار کرتا تھا اور نجران کا ایک شخص یہود سے کہتا تھا کہ تم کسی راہ پر نہیں اور موسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور تورات کی تکذیب کرتا تھا حق تعالیٰ نے اس پر یہ آیت کریمہ ارشاد فرمائی۔

ف۲ شانِ نزول

اسکے شان نزول نصاریٰ ہیں کہ انہوں نے یہود سے مقاتلہ کر کے توریت کو جلایا اور بیت المقدس کو خراب کیا یا مشرکین مکہ کہ انہوں نے مسلمانوں کو محض تعصب وعناد سے حدیبیہ میں مسجد حرام (بیت اللہ) میں جانے سے روکا۔ باقی جو شخص کسی مسجد کو ویران یا خراب کرے وہ اسی حکم میں داخل ہے۔ (تفسیر عثمانیؒ)

مشرکین کا حضور اور صحابہ کو عمرہ طواف سے روکنا:

معالم التنزیل میں حضرت عطا اور عبدالرحمٰن بن زید سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت مشرکین مکہ کے بارے میں نازل ہوئی ہجرت کے چھٹے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہؓ کے ساتھ عمرہ کرنے کیلئے تشریف لے گئے تو مکہ والوں نے آپ کو مقام حدیبیہ میں روک دیا اور عمرہ کے لئے مسجد حرام تک نہ پہنچنے دیا، مساجد کی آبادی یہ ہے کہ ان میں وہ کام ہوتے رہیں جن کاموں کے لئے وہ بنائی گئی ہیں نماز، تلاوت، ذکر، اعتکاف وغیرہ اور مسجد حرام کے آباد کرنے میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اس میں طواف کیا جائے جو شخص ان کاموں سے روکے گا وہ ان کی ویرانی کی کوشش کرنے والا ہے۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

اور وہ کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے ! وہ تو پاک ہے بلکہ اُسی کا ہے جو کچھ آسمان

وَالْاَرْضِ ۭ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

اور زمین میں ہے سب اسی کے تابعدار ہیں موجد ہے آسمان اورزمین کا !

وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۱۱۷﴾ وَقَالَ

اور جب ارادہ کرتا ہے کسی کام کا تو بس اس کو فرما دیتا ہے کہ ہو سو وہ ہو جاتا ہے۔ اور کہتے ہیں

الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ۭ كَذٰلِكَ

وہ لوگ جو نہیں جانتے کہ کیوں نہیں باتیں کرتا ہم سے اللہ یا کیوں نہیں آتی ہمارے پاس کوئی نشانی! اسی طرح

قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ۭ تَشَابَهَتْ

کہہ چکے ہیں وہ لوگ جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں انہیں جیسی باتیں ! ملے جلے ہیں

قُلُوْبُهُمْ ۭ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِنَّآ

ان سب کے دل! بیشک ہم بیان کر چکے نشانیاں ان لوگوں کیلئے جو یقین کرتے ہیں ہم نے

اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّلَا تُسْــَٔلُ عَنْ

تجھ کو بھیجا ہے حق کلام دے کر خوشی سنانے والا ڈرانے والا اور تجھ سے پوچھ نہ ہوگی

اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۹﴾ وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ

دوزخ والوں کی ف۱ اور ہرگز خوش نہ ہوں گے تجھ سے یہودی

وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۭ قُلْ اِنَّ هُدَى

اور نہ عیسائی تا وقتیکہ نہ اختیار کرے ان کا دین! کہہ دے کہ اللہ ہی کی

ف۱ آیت:۱۱۹

ربط: یہاں تک یہود کی چالیس قباحتیں جن میں سے بعض میں نصاریٰ بھی شریک تھے بیان فرمائی گئیں آگے یہ بتلانا منظور ہے کہ ایسے ہٹ دھرم لوگوں سے امید ایمان نہ رکھنا چاہئے گویا یہ مضمون تمام ماسبق کا نتیجہ ہے، جس سے ان کے قبائح مذکورہ کے اور تاکید ہو گئی اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فکر وغم کا ازالہ بھی ہے کہ جو لوگ ایسے کج طبع ہیں ان کی کجی بہت کم جاتی ہے لہذا آپ انکے عام طور پر ایمان لانے سے ناامید ہو جایئے اور کلفت کو دل سے دور کیجئے آپ کے اتباع کی ان کو تو کیا توفیق ہوتی وہ تو یہاں تک بلند پردازی کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپ کو اپنی راہ پر چلانے کی فکر محال میں ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول اول بعض جائز امور میں اہل کتاب کی موافقت بغرض ملاطفت و تالیف قلوب کے کر لیا کرتے تھے اس میں اس پر بھی دلالت ہے کہ آپ اس قصہ کو جانے دیجئے تاہم اس سے جو آپ کی غرض ہے کہ کچھ نرم ہو کر اسلام لے آویں وہ بخیر ہے۔

اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ

ہدایت ہدایت ہے اور اگر تو چلا اُن کی خواہشوں پر اس کے بعد

الَّذِیْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ

کہ آچکا تیرے پاس علم تو تیرا کوئی نہیں اللہ کے ہاتھ سے حمایت کرنے والا

وَّلَا نَصِیْرٍ ﴿۱۲۰﴾ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ

اور نہ مددگار! ف۱ وہ لوگ کہ جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کو پڑھتے رہتے ہیں

تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ

جو اس کے پڑھنے کا حق ہے وہی اس پر ایمان لاتے ہیں! اور جو اس کا انکار کرتے ہیں

هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ ع یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْۤ

وہی نقصان پانے والے ہیں اے بنی اسرائیل ' یاد کرو میرا احسان

اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ وَاَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۲۲﴾

جو میں نے تم پر کیا اور یہ کہ میں نے فضیلت دی تم کو سارے جہان پر

وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْـًٔا وَّلَا یُقْبَلُ

اور ڈرو اس دن سے کہ نہ کام آوے کوئی شخص کسی کے کچھ! اور نہ قبول کیا جاوے

مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

اس کی طرف سے کوئی معاوضہ اور نہ کام آوے اس کے کوئی سفارش اور نہ ان کی مدد کیجاوے

وَاِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّیْ

اور (یاد کرو) جب آزمایا ابراہیم کو اس کے پروردگار نے چند باتوں میں سو اس نے پورا کر دکھایا ان کو اللہ نے

ف۱ اور یہ محال ہے پس ان کا راضی ہونا بھی محال ہے اور یہ محال اس لئے ہے کہ اس سے ایک دوسرا محال لازم آتا ہے وہ یہ کہ نعوذ باللہ اگر آپ ان کے پیرو ہو جائیں تو جسے وہ اپنا مذہب کہتے ہیں وہ کچھ تو منسوخ ہو جانے سے اور کچھ تحریف سے محض اب چند خیالات کا مجموعہ ہو گیا ہے اور اتباع بھی ایسی حالت میں کہ آپ کے پاس علم وحی آچکا ہے تو بہ توبہ آپ کا نتیجہ قہر میں گرفتار ہونا لازم آئے گا اور یہ لازم محال ہے کیونکہ خدا کا ہمیشہ آپ سے راضی رہنا دلائل قطعیہ سے ثابت ہے پس آپ کا اتباع کرنا ان کے مذہب کا بھی محال ہے اور بدوں اتباع کے ان کا راضی ہونا غیر ممکن تو ایسی بات سے دل کو خالی کر لینا چاہئے۔

ع ۱۴

خلاصہ رکوع ۱۴

یہود و نصاریٰ کا ایک دوسرے کو ناحق کہنے پر خدائی فیصلہ ذکر فرمایا گیا پھر مشرکین کے دعوائے حق پرستی کی تردید فرمائی گئی پھر یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے ایک غلط عقیدہ (کہ اللہ اولاد رکھتا ہے) کی دلائل سے تردید ذکر کی گئی۔ آگے رسالت کے بارہ میں کفار کے شبہات کا ازالہ کیا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی فرمائی گئی یہود و نصاریٰ کی ہٹ دھرمی اور ان میں سے حق پرست لوگوں کا ذکر کیا گیا۔

جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ؕ قَالَ لَا

فرمایا کہ میں بنانے والا ہوں تجھ کو لوگوں کا پیشوا! ابراہیم نے کہا! اور میری اولاد میں سے! فرمایا کہ نہیں

يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ

پہونچے گا میرا قرار ظالموں کو اور (یاد کرو) جب ٹھہرایا ہم نے خانہ کعبہ کو

مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ

لوگوں کے اجتماع کی جگہ اور امن کا مقام ! اور بنالو ابراہیم کے

اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ

کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کی جگہ ! اور ہم نے کہہ دیا ابراہیم اور اسمٰعیل سے

اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ

کہ پاک صاف رکھو میرے گھر کو طواف کرنیوالوں اور مجاہدوں اور رکوع

السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا

سجدہ کرنے والوں کے لئے وا اور (یادکرو) جب ابراہیم نے کہا کہ خداوندا بنا

بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ

اس شہر کو امن کا شہر اور عطا فرما اس میں رہنے والوں کو پھل! ان لوگوں کو جو ان میں سے

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا

ایمان لاویں اللہ اور روز آخرت پر! اللہ نے فرمایا اور جو کفر کریں ان کو بھی فائدہ اٹھانے دوں گا تھوڑے دنوں

ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۲۶﴾

پھراس کو مجبور کروں گا عذاب دوزخ کی جانب! اور وہ برا ٹھکانا ہے

وا شانِ نزول آیت ۱۲۵

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى

حضرت جابرؓ کی لمبی حدیث میں ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کرلیا تو حضرت عمرؓ نے مقام ابراہیم کی طرف اشارہ کر کے کہا کیا یہی ہمارے باپ ابراہیم کا مقام ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ کہا پھر ہم اس سے قبلہ کیوں نہ بنا لیں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت فاروقؓ کے سوال پر تھوڑی دیر گزری تھی جو یہ حکم نازل ہوا ایک اور حدیث میں ہے کہ فتح مکہ والے دن مقام ابراہیم کے پتھر کی طرف اشارہ کر کے حضرت عمرؓ نے پوچھا یہی ہے جسے قبلہ بنانے کا ہمیں حکم ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں یہی ہے۔

طواف کے بعد دو رکعتیں واجب ہیں

طواف کے بعد دو رکعتیں واجب ہیں اور سنت ہے کہ مقام ابراہیم کے پیچھے ادا کی جائیں لیکن اگر کسی وجہ سے وہاں ادا نہ کرسکا تو پھر حرم میں یا حرم سے باہر جہاں کہیں ممکن ہو ادا کرنے سے واجب ادا ہوجائے گا۔ (معارف القرآن)

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ

اور (وہ وقت یاد کرو) جب اٹھا رہے تھے ابراہیم بنیادیں خانہ کعبہ کی اور اسمٰعیل! (دونوں باپ بیٹے دعا کرتے جاتے تھے) ف۱

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۲۷﴾ رَبَّنَا

اے ہمارے پروردگار ہم سے قبول فرما! بیشک تو ہی سننے والا جاننے والا ہے اور اے ہمارے پروردگار

وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً

ہم کو بنا اپنا فرمانبردار اور ہماری نسل میں بھی ایک گروہ حکم بردار (پیدا کر)

لَّكَ ۪ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ

اور ہم کو بتا ہماری عبادت کے طریقے اور ہم کو معاف کر! بیشک تو ہی معاف فرمانے والا

الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۸﴾ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا

مہربان ہے! اور اے ہمارے پروردگار بھیج ان میں ایک پیغمبر ان ہی میں کا کہ پڑھے ان

عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ

پر تیری آیتیں اور ان کو سکھا دے کتاب اور علم اور پاک و صاف بنا دے ان کو!

اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۲۹﴾ وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ

بیشک تو ہی زبردست صاحب تدبیر ہے ف۲ اور نہیں پھرتا

اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ

ابراہیم کے طریقے سے مگر وہی شخص جس نے بیوقوف بنایا اپنے آپ کو! اور بیشک ہم نے

فِى الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِذْ

اس کا انتخاب کیا ہے دنیا میں! اور آخرت میں نیکوں میں ہے جب

ف۱ بیت اللہ جسے کعبہ بھی کہتے ہیں درحقیقت حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے تعمیر چلا آتا ہے لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور میں وہ حوادثِ روزگار سے منہدم ہو چکا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اسے از سرِ نو انہی بنیادوں پر تعمیر کرنے کا حکم ہوا تھا جو پہلے سے موجود تھیں اور اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آپ کو بتا دی تھیں۔ اسی لئے قرآن کریم نے یہاں یہ نہیں فرمایا کہ وہ بیت اللہ تعمیر کر رہے تھے بلکہ یہ فرمایا ہے کہ وہ اس کی بنیادیں اٹھا رہے تھے۔

ف۲ شانِ نزول آیت ۱۳۰

ابن عساکر نے کہا ہے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے سلمہ اور مہاجر اپنے بھتیجوں سے کہا تم مسلمان ہو جاؤ۔ تم خوب جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تورات میں فرمایا ہے کہ میں اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ایک نبی پیدا کروں گا اور نام پاک ان کا احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا جو ان پر ایمان لائے گا وہ ہدایت پاوے گا اور جو ایمان نہ لاوے گا وہ ملعون ہوگا سلمہ تو چچا کی یہ نصیحت سن کر مسلمان ہو گیا اور مہاجر نے صاف انکار کر دیا اس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

خلاصہ رکوع ۱۵ ع ۱۵/۸/۱۵

بنی اسرائیل کو انعامات الٰہیہ کی دوبارہ یاددہانی' اہل ایمان کیلئے شفاعت کا ثبوت۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ اور اس کے مقاصد۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آزمائشیں' خانہ کعبہ کی فضیلت' مقام ابراہیمؑ خانہ کعبہ کی پاکی کا حکم مکۃ المکرمہ کیلئے ابراہیمی دعائیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کی عام رزاقیت کو ذکر کیا گیا۔ پھر تعمیر کعبہ جیسے عمل کی قبولیت کیلئے ابراہیمی دعائیں ذکر فرمائی گئیں۔

خاصیت: آیت ۱۲۷ تا ۱۲۹ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۳۱﴾

اس سے کہا اس کے اللہ نے کہ حکم بردار بن جا! ابراہیم نے کہا کہ میں فرمانبردار ہوا تمام جہان کے پروردگار کا

وَوَصّٰى بِهَاۤ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ؕ يٰبَنِىَّ اِنَّ

اور اسی کی وصیت کر گیا ابراہیم اپنے بیٹوں کو اور یعقوب بھی کہ اے بیٹو

اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ

اللہ نے چن لیا ہے تم کو دین سو تم ہرگز نہ مرنا مگر

مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ

مسلمان ف۱ (لوگو)! کیا تم موجود تھے جب سامنے آگئی یعقوب کے

الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِىْ ؕ

موت! جب کہا اس نے اپنے بیٹوں سے کہ تم کس چیز کی عبادت کرو گے میرے بعد؟

قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ

وہ بولے کہ ہم عبادت کریں گے تمہارے معبود کی اور تمہارے باپ دادا ابراہیم اور اسمٰعیل

وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ ۖ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۳﴾

اور اسحٰق کے معبود خدائے واحد کی ! اور ہم اسی کے فرماں بردار ہیں۔ ف۲

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ

وہ ایک جماعت تھی کہ گزر گئی ! ان کا تھا جو وہ کما گئے اور تمہارا ہے جو تم کماؤ !

وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۴﴾ وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ

اور تم سے اس کی پوچھ نہ ہوگی جو وہ کیا کرتے تھے اور کہتے ہیں کہ ہوجاؤ یہودی یا

ف۱ نکتہ: یعنی جب فرمایا ابراہیم سے ان کے رب نے کہ اطاعت اختیار کرو تو انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اطاعت اختیار کی رب العالمین کی اس طرز بیان میں یہ بات بھی قابل نظر ہے کہ اللہ جل شانہ کے خطاب اسلم کا جواب بظاہر خطاب ہی کے انداز میں یہ ہونا چاہئے کہ اَسْلَمْتُ لَکَ یعنی میں نے آپ کی اطاعت اختیار کر لی مگر حضرت خلیل علیہ السلام نے اس طرز خطاب کو چھوڑ کر یوں عرض کیا کہ:

قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

یعنی میں نے پروردگار عالم کی اطاعت اختیار کر لی ایک تو اس میں رعایت ادب کے ساتھ اور حق جل وعلا شانہ کی حمد و ثناء شامل ہوگئی جس کا مقام تھا دوسری اس کا اظہار ہوگیا کہ میں نے جو طاعت اختیار کی وہ کسی پر احسان نہیں کیا بلکہ میرے لئے اس کا کرنا ہی ناگزیر تھا کیونکہ وہ رب العالمین یعنی سارے جہان کا پروردگار ہے۔

ف۲ یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ اسی طرح اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوا ہے اور آپ ان حضرات سے بہت پیچھے ہیں پھر ان کا ملت اسلام پر ہونا کیسے ثابت ہوسکتا ہے جواب یہ ہے کہ اسلام کے معنی اطاعت حق کے ہیں اس سے تمام انبیاء کا ملت اسلام پر ہونا ثابت ہے بخلاف یہودیت یا نصرانیت کے کہ وہ خاص مذہب تورات یا مذہب انجیل کا نام ہے خوب سمجھ لو پس جو انبیاء پہلے نزول تورات وانجیل سے گزر چکے ہیں وہ یہودی یا نصرانی کیونکر ہوسکتے ہیں۔

نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا

عیسائی تو راہِ راست پر آؤ! کہہ دے کہ نہیں بلکہ (ہم اختیار کریں گے) ابراہیم کا طریقہ!

كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٣٥﴾ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ

جو ایک کے ہو رہے تھے اور نہ تھے مشرکین میں ف۱ (مسلمانو) کہہ دو کہ ہم ایمان لائے ہیں اللہ پر اور اس پر جو

اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ

ہم پر اترا اور جو اترا ابراہیم پر اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب

وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ

اور اولاد یعقوب پر اور جو ملا موسیٰ اور عیسےٰ کو اور جو ملا اور نبیوں کو ان کے

النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ

پروردگار کی طرف سے! ہم جدائی نہیں سمجھتے ان میں سے ایک میں بھی! اور ہم

لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿١٣٦﴾ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ

اسی کے فرماں بردار ہیں۔ سو اگر ایمان لاویں وہ جس طرح تم ایمان لائے ہو تو بیشک

اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ

ہدایت پائیں! اور اگر انحراف کریں تو بس وہی ضد پر ہیں! سو کافی ہے تمہاری طرف سے

اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿١٣٧﴾ ؕ صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ

ان کو اللہ! اور وہ سننے والا واقف کار ہے (لے لیا ہم نے) رنگ اللہ کا اور کس کا رنگ بہتر ہے

مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۖ وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ﴿١٣٨﴾ قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِى

اللہ کے رنگ سے! اور ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں ف۲ کہہ دے کہ کیا تم جھگڑا کرتے ہو ہم سے اللہ کے بارے میں

ف۱ شانِ نزول

عبداللہ بن صوریا اعور نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ ہدایت پر ہم ہیں تم ہماری مانو تو تمہیں بھی ہدایت ملے گی نصرانیوں نے بھی یہی کہا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ملت ابراہیم

یعنی کہہ دو اے محمد! کہ تمہارا کہنا ہرگز منظور نہیں بلکہ ہم موافق ہیں ملت ابراہیم علیہ السلام کے جو سب برے مذہبوں سے علیحدہ ہے نہیں تھا وہ شرک کرنے والوں میں اشارہ ہے کہ تم دونوں فریق شرک میں مبتلا ہو بلکہ مشرکین عرب بھی مذہب ابراہیمی کے مدعی تھے مگر وہ بھی مشرک تھے تو اس میں ان پر بھی رد ہوگیا اب ان فرقوں میں بروئے انصاف کوئی بھی ملت ابراہیمی پر نہ رہا صرف اہل اسلام ملت ابراہیمی میں رہے۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ شانِ نزول آیت ۱۳۸

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ نصاریٰ کے ہاں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا اور اس پر سات روز گزر جاتے تو وہ اسے ایک پانی میں جسے معمودیہ کے نام سے موسوم کرتے غوطہ دیتے اور یہ خیال کرتے کہ اس سے یہ پاک ہوگیا اور سب الائشیں دور ہوگئیں اور یہ فعل بجائے ختنہ کے کرتے جب اسے غوطہ دیدیتے تو کہتے کہ اب یہ سچا نصرانی ہو گیا اس پر حق تعالیٰ نے آیت کریمہ: صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً نازل فرمائی۔ (تفسیر مظہریؒ)

خاصیت: آیت ۱۳۷ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ

حالانکہ وہی ہے ہمارا پروردگار اور تمہارا پروردگار ! اور ہمارے واسطے ہیں ہمارے اعمال

وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ﴿۱۳۹﴾ اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ

اور تمہارے لئے ہیں تمہارے اعمال اور ہم خالص اسی کو مانتے ہیں کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم

وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا

اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور ان کی اولاد

هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ۗ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ۗ

یہودی یا نصرانی تھے ؟ (اے محمد) کہہ دے کہ کیا تم زیادہ جاننے والے ہو یا اللہ ؟

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۗ

اور اس سے زیادہ ظالم کون جس نے چھپائی گواہی جو اس کے پاس اللہ کی طرف سے تھی !

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۰﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ

اور اللہ بے خبر نہیں ہے اس سے جو تم کر رہے ہو وہ ایک جماعت تھی کہ گزر گئی !

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا

ان کے لئے تھا جو وہ کما گئے اور تمہارا ہے جو تم کماؤ ! اور نہ

تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۱﴾

پوچھے جاؤ گے تم ان کاموں سے جو وہ کرتے تھے

❁❁❁

ف۱ ہم خالص اللہ کیلئے اعمال کرتے ہیں

یعنی اللہ تعالیٰ کی نسبت تمہارا نزاع کرنا اور تمہارا یہ سمجھنا کہ اس کی عنایت و رحمت کا ہمارے سوا کوئی مستحق نہیں لغو بات ہے وہ جیسا تمہارا رب ہے ہمارا بھی رب ہے اور ہم جو کچھ اعمال کرتے ہیں خالص اسی کیلئے کرتے ہیں تمہاری طرح زعم آباؤ اجداد اور تعصب و نفسانیت سے نہیں کرتے پھر کیا وجہ کہ ہمارے اعمال وہ مقبول نہ فرمائے اور تمہارے اعمال مقبول ہوں۔ ﴿تفسیر عثمانی﴾

پس جب یہ حضرات یہود و نصاریٰ نہ تھے سو تم دین میں ان کے موافق کب ہوئے پھر تمہارا حق پر ہونا بھی ثابت نہ ہوا اور اپنے کو مخلص کہنے سے دعویٰ کمال مقصود نہیں بلکہ مناظرہ مذہبی میں اپنے طریقہ دین کا اظہار منظور ہے جو ضروری امر ہے۔

خلاصہ رکوع ۱۶

ملت ابراہیمی کی فضیلت اور اسکا بنیادی اصول ذکر کیا گیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کو وصیت ذکر کی گئی پھر یہود کے دعوے کی تردید، آباء پر فخر کی تردید، یہود و نصاریٰ کی ہٹ دھرمی کا جواب، ملت ابراہیمی پر ایمان کی تفصیل کو بیان کرنیکے بعد بتایا گیا کہ ضدیوں سے نمٹنے کیلئے اللہ تعالیٰ کافی ہیں۔ عیسائیوں کی ایک رسم کی حقیقت اور تردید ذکر کی گئی۔ آخر میں یہود و نصاریٰ کے بے دلیل جھگڑوں کی تردید فرمائی گئی کہ وہ حق چھپا کر کس طرح اپنے آباء سے کٹ گئے۔

۱۶ ع ۱۲ ۱۶

سورہ بقرہ... پہلا پارہ.... فضائل خواص، فوائد وعملیات

خواص وفضائل سورہ بقرہ۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس گھر میں سورۃ بقرہ پڑھی جاتی ہے شیطان یقیناً اس گھر سے بھاگ جاتا ہے۔ سورۃ بقرہ کی آخری دو آیتیں ١ مَنَ الرَّسُوْلُ سے آخر تک رات میں سوتے وقت جس گھر میں پڑھی جائیں تین دن تک شیطان اس گھر کے پاس بھی نہیں آتا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو چمکتی ہوئی روشن سورتیں پڑھا کرو (سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران) اس لئے کہ یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن اس طرح آئیں گی، گویا وہ دو (سایہ فگن بادل) ہیں یا دو سائبان ہیں یا دو پرے باندھے ہوئے پرندوں کی ٹکڑیاں ہیں، اپنے پڑھنے والوں کے بخشوانے کیلئے اللہ تعالیٰ سے جھگڑا کرتی ہوں گی۔ اس سورت کے نام ہیں سورۃ البقرۃ، سورہ فسطاط القرآن۔ یہ قرآن میں سب سے بڑی اور پچھلی سورۃ ہے جو مدینہ میں نازل ہوئی۔ جس گھر میں یہ سورۃ پڑھی جاتی ہے اسمیں شیطان نہیں گھستا اور جو شخص اس سورۃ کا ورد رکھے گا قیامت کے دن اس کے سر پر تاج ہوگا ١٢ اق۔ شیخ جمال الدین یونسؒ سجاوندی فرماتے ہیں اگر کسی شخص کو سخت مصیبت درپیش ہو جس سے رہائی نظر نہ آتی ہو تو اس کو چاہئے کہ ایک کاغذ پر لکھے **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ولا حول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم بسم اللہ الملک الحق المبین من العبد الذلیل الی المولی الجلیل مسنی الضروانت ارحم الراحمین**۔ اور کاغذ کو چلتے پانی میں ڈال دے۔ اگر ہفتہ کے اندر اس کی مراد پوری نہ ہو جاوے تو قیامت کے دن میرا دامن ہوگا اور اس کا ہاتھ ١٢ حاشیہ ظ (تفسیر میرٹھی)

خاصیت: آیت ٢٢۔٢١ برائے حفاظت پھل

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ. الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (پارہ ١، رکوع ٣)

خاصیت: باغ، درخت اور کھیت کو جمیع آفات وبلیات سے بچانے کیلئے غسل کر کے جمعرات کے دن روزہ رکھے اور جمعہ کے دن اس موضع کے چاروں گوشوں پر دو دو رکعت نفل پڑھے۔ اول رکعت میں الحمد اور والتین اور دوسری میں **الحمد** اور الم ترا اور لایلاف پڑھے اور اسی طرح دو رکعت اس کھیت یا باغ یا گاؤں کے بیچ میں پڑھے پھر ایک قلم چوب زیتون کا تراش کر زعفران سے آیت مذکورہ اسی موضع کے کسی درخت کے سبز پتے پر لکھے اور عود کی دھونی دے اس موضع کے سرے پر جدھر سے پانی آتا ہو گاڑ دے اور دوسرا پتہ لکھ کر اس موضع کے ختم پر دفن کر دے اور تیسرا لکھ کر کسی اونچے درخت پر باندھ دے ان شاء اللہ تعالیٰ ہر قسم کی بلا سے حفاظت رہے گی۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ٢٥ برائے پھل لگنا:

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوْا هٰذَا الَّذِىْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَ اُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ۭ وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (پارہ ١، رکوع ٣)

جو درخت پھلتے نہ ہوں یا کم پھلتے ہوں ان کو بارآور کرنے کیلئے جمعرات کا روزہ رکھے اور کدو سے افطار کرے اور مغرب کی نماز پڑھ کر یہ آیتیں

کاغذ پر لکھےاور کسی سے بات نہ کرے اوراس کو لے کراس باغ کے وسط میں کسی درخت پر لٹکا دے، اگراس میں کچھ پھل لگا ہوتو اس سے ورنہ اس کے آس پاس کے کسی درخت سے پھل لیکر کھائے اوراس پر تین گھونٹ پانی پئے اور چلا آئے۔ان شاءاللہ تعالیٰ برکت ہوگی۔(اعمال قرآنی)

خاصیت آیت۳۰ تا۳۲ برائے تسخیر:

وَاِذْقَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ط قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَ نُقَدِّسُ لَکَ ط قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَاتَعْلَمُوْنَ.وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَی الْمَلٰٓئِکَةِ فَقَالَ اَنْبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ. قَالُوْا سُبْحٰنَکَ لَاعِلْمَ لَنَآ اِلَّامَا عَلَّمْتَنَا ط اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ (پارہ۱،رکوع۴)

خاصیت: کشف علوم وتسخیر جن وانسان کیلئے مفید ہے۔جس مہینے کی پہلی تاریخ کو پنجشنبہ ہوغسل کرکے اس دن روزہ رکھے۔شام کو جو کی روٹی ،شکراور کسی قسم کے ساگ سے افطار کرے اوراپنے وقت پر سورہے جب نصف شب ہوا ٹھ کر وضوکر کے روبہ قبلہ بیٹھ کر یہ آیتیں ۳۳بار پڑھے۔پھر کانچ کے برتن پر مشک وزعفران وگلاب سے ان آیتوں کولکھ کرآب ژالہ سے دھوکر پئے اور سورہے۔ سات روز تک اسی طرح کرے اورآخری دن میں یہ آیتیں ستر بار پڑھے مگر مکان تنہائی کا ہو۔اورعود کی دھونی دے پھر فارغ ہوکران ہی کپڑوں میں سورہے۔ان شاءاللہ تعالیٰ مقصود حاصل ہوگا۔(اعمال قرانی)

خاصیت: آیت۴۰۔۴۱ برائے راز معلوم کرنا

یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِ یْلَ اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِکُمْ وَاِیَّایَ فَارْهَبُوْنِ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَکُمْ وَ لَا تَکُوْنُوْٓا اَوَّلَ کَافِرٍم بِهٖ وَلَاتَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا وَّ اِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ (پارہ۱،رکوع۵)

خاصیت: نابالغ دختر کے بدن کے کپڑے پرشب دوشنبہ میں جب پانچ گھنٹہ رات گزر جائے ان آیتوں کولکھ کرسوئی ہوئی عورت کے سینہ پر رکھ دیں تو جو کچھ اس نے کیا ہوگا سب بتلادے گی مگر یہ اسی جگہ جائز ہے جہاں شرعاً تجسس جائز ہوورنہ حرام ہے۔(اعمال قرآنی)

خاصیت: آیت۶۰ برائے مرض پیاس

وَاِذِا سْتَسْقٰی مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَا کَالْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَیْنًا قَدْ عَلِمَ کُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ . (پارہ۱،رکوع۷)

خاصیت: جس کوسفر میں پانی میسر نہ ہویاایسے مرض میں مبتلا ہوجس میں پانی کثرت سے پئے اور پیاس نہ بجھے توان آیتوں کومٹی کے کسی چکنے برتن میں جوتیل یا گھی سے چکنا ہوگیا ہویا کانچ یا پتھر کے برتن پرلکھ کر باران ربیع کے پانی سے دھوکرایک شیشی میں بھر کر تین روز رہنے دے۔پھراس میں سرخ بکری کا دودھ ملاکرآنچ پراس کوگاڑھا کرے پیاس میں صبح کے وقت دودرہم اور مبتلائے مرض سوتے وقت اسی قدر پیا کرے۔(اعمال قرآنی)

خاصیت: آیت۶۸ تا۷۰ برائے خریداری

قَالُوْا ادْعُ لَنَا رَبَّکَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا هِیَ ط قَالَ اِنَّهٗ یَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّ لَا بِکْرٌ ط عَوَانٌ مبَیْنَ ذٰلِکَ ط فَافْعَلُوْا

مَاتُؤْمَرُوْنَ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّکَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَالَوْنُهَا ط قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَابَقَرَةٌ صَفْرَآءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّکَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ط وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ (پارہ ا، رکوع ۸)

جو شخص کوئی جانور یا لباس یا میوہ یا کوئی چیز خریدنا چاہیے اور اس کو منظور ہو کہ اچھی چیز ملے تو اس چیز کو دیکھنے بھالنے کے وقت ان آیتوں کو پڑھتا رہے ان شاء اللہ تعالیٰ مرضی کے موافق چیز ملے گی۔ (اعمال قرآن)

خاصیت آیت ۷۴ برائے جانور کا دودھ کم ہونا یا کنویں کا پانی کم ہونا

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِکَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ط وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ط وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ط وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ط وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ. (پارہ ا، رکوع ۹)

اگر گائے یا بکری کا دودھ گھٹ جائے تو کورے تانبے کے برتن میں اس آیت کو لکھ کر اور پانی سے دھو کر اس جانور کو پلایا جائے ان شاء اللہ دودھ بڑھ جائے گا اگر کنوئیں یا نہر یا چشمے کا پانی گھٹ جائے تو یہ آیت ٹھیکری پر لکھ کر اس میں ڈال دے۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۹۳ برائے حفاظت ظلم

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ط خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ط قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاُشْرِبُوْا فِي قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ط قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (پارہ ا رکوع ۱۱)

خاصیت: جو شخص اپنی ذہانت سے ظلم کے طریقے ایجاد کر کے لوگوں کو تکلیف دیتا ہو اور اس کو مسلوب الفہم کرنا ہو تو یہ آیت ہفتے کے روز کسی مٹھائی پر لکھ کر اس کو نہار منہ کھلائے، ان شاء اللہ تعالیٰ پھر کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آئے گی۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۱۲۷ تا ۱۲۹ برائے بواسیر

ا۔ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَ اِسْمٰعِيْلُ ط رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ط اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ. رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَکَ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّکَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ط اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ. رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِکَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ط اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ. (پ ا ع ۱۵)

خاصیت: بعض عارفین کا قول ہے کہ اس آیت کو بلوری برتن پر زعفران اور گلاب سے لکھ کر آب انگور سیاہ سے دھو کر اس میں قدرے کہربا اور قدرے کافور اور کچھ شکر ملا کر پینے سے خونی بواسیر کو نفع کرتا ہے۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت: آیت ۱۳۷ برائے حاکم کا ناراض ہونا

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (پارہ ا رکوع ۱۶)

ترجمہ: تو (سمجھ لو کہ) تمہاری طرف سے عنقریب ہی نمٹ لیں گے۔ اللہ تعالیٰ سنتے ہیں جانتے ہیں

خاصیت: جس سے حاکم ناراض وخفا ہو وہ اس آیت کو پڑھا کرے یا لکھ کر بازو پر باندھ لے ان شاء اللہ تعالیٰ حاکم مہربان ہو جائے گا۔ (اعمال قرآنی)

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ

اب کہیں گے بیوقوف لوگ کہ ان (مسلمانوں) کو کس بات نے پھیر دیا اُن کے اس

قِبْلَتِهِمُ الَّتِیْ كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ ؕ

قبلہ سے جس پر کہ یہ تھے ! (اے محمد) کہہ دے کہ خدا ہی کا ہے پورب اور پچھم !

يَهْدِیْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۴۲﴾ وَ كَذٰلِكَ

چلاتا ہے جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ پر !ف۱ اور (اے امت محمدیہ) اسی طرح

جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ

ہم نے تم کو بنایا ہے امت معتدل تاکہ بنو تم گواہ لوگوں پر

وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ وَ مَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ

اور بنے رسول تم پر گواہ ! اور (اے محمد) نہیں بنایا تھا ہم نے وہ قبلہ

الَّتِیْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ

جس پر کہ تو پہلے تھا مگر اس واسطے کہ ہم معلوم کر لیں ان لوگوں کو جو پیروی کریں رسول کی

يَّنْقَلِبُ عَلٰی عَقِبَيْهِ ؕ وَ اِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا

(الگ) ان لوگوں سے کہ پھر جاویں اُلٹے پاؤں ! بیشک یہ شاق گزرا ہے مگر (نہ)

عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ

ان پر جن کو اللہ نے ہدایت دی ہے ! اور اللہ ایسا نہیں کہ ضائع کردے

اِيْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۳﴾ قَدْ

تمہارے ایمان ! بیشک اللہ لوگوں پر بڑی شفقت رکھنے والا مہربان ہے ف۲ ہم

ف۱

نماز میں بیت اللہ کی سمت کا استقبال

بلادبعیدہ کے رہنے والوں کیلئے یہ ضروری نہیں کہ عین بیت اللہ کی محاذات پائی جائے بلکہ سمت بیت اللہ کی طرف رخ کرلینا کافی ہے۔ ہاں جو شخص مسجد حرام میں موجود ہے یا کسی قریبی پہاڑ پر بیت اللہ کو دیکھ رہا ہے۔ اس کیلئے خاص بیت اللہ ہی کی طرف رخ کرنا ضروری ہے۔ اگر بیت اللہ کی کوئی چیز بھی اس کے محاذات میں نہ آئی تو اس کی نماز نہیں ہوئی۔ (معارف القرآن)

ف۲ آیت: ۱۴۳

جس اعتقاد کو اس جگہ صراط مستقیم کہا گیا ہے در حقیقت سلامتی اور امن اسی راستہ میں ہے آج کل اکثر نوخیز طبائع نے اس صراط مستقیم کو چھوڑ دیا ہے اور احکام کی علل تفتیش کرنے میں لگ گئے ہیں جن میں بعض کی غرض تو نعوذ باللہ احکام شرعیہ کی توہین یا تکذیب اور اس پر اعتراض کرنا ہوتا ہے اور بعض کو اس بہانہ سے عمل کرنے سے جان چرانا مقصود ہوتی ہے اور بعض کی گو غرض فاسد نہیں ہوتی لیکن فہم عالی اور دقیق نہ ہونے سے نتیجہ اس کا اکثر بد دینی اور بد اعتقادی ہے

نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً

دیکھ رہے ہیں تیرے منہ کا آسمان کی طرف پھر پھر جانا پس البتہ ہم پھیر دیں گے

تَرْضٰهَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ

تجھ کو اس قبلہ کی طرف جس کو تو چاہتا ہے۔ ف۱ لے اب پھیر لے اپنا منہ مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ) کی جانب !

مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

اور مسلمانو تم جہاں کہیں ہوا کرو تو کر لیا کرو اپنے مُنہ اسی کی طرف ! اور بیشک وہ لوگ جن کو

الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ

کتاب دی گئی ہے، بخوبی جانتے ہیں کہ یہ برحق ہے ان کے پروردگار کیطرف سے اور اللہ بےخبر نہیں ہے

عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ

ان کاموں سے جو وہ کرتے ہیں۔ ف۲ اور اگر تو لے بھی آئے اُن کے پاس جن کو کتاب ملی ہے تمام دلیلیں

مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ

(تب بھی تو) وہ پیروی نہ کریں گے تیرے قبلہ کی ! اور نہ تو ہی پیروی کرنیوالا ہے ان کے قبلہ کی ! اور نہ ان میں سے

بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ

ایک پیروی کرنے والا ہے دوسرے کے قبلہ کی اور اگر تو چلا ان کی خواہشوں پر اس کے بعد

مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ اَلَّذِيْنَ

کہ آچکا تیرے پاس علم تو بیشک تو بھی ایسی حالت میں نافرمانوں سے ہوگا۔ ف۳ وہ لوگ

اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ

جن کو ہم نے کتاب دی ہے (محمد ﷺ) کو پہچانتے ہیں جیسا کہ پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو

ف۱ تبدیلی قبلہ کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار

چونکہ آپ کا اصلی قبلہ اور آپ کے کمالات کے مناسب خانہ کعبہ تھا اور سب قبلوں سے افضل اور حضرت ابراہیمؑ کا بھی قبلہ وہی تھا ادھر یہود طعن کرتے تھے کہ یہ نبی شریعت میں ہمارے مخالف اور ملت ابراہیمی کے موافق ہو کر ہمارا قبلہ کیوں اختیار کرتے ہیں۔ ان وجوہ سے جس زمانہ میں آپ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے تو دل یہی چاہتا تھا کہ کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم آجائے اور اس شوق میں آسمان کی طرف منہ اٹھا کر ہر طرف کو دیکھتے تھے کہ شاید فرشتہ حکم لاتا ہو۔ اس پر یہ آیت اتری اور استقبال کعبہ کا حکم آگیا۔ ﴿تفسیر عثمانی﴾

ف۲ آیت: ۱۴۴

حاصل حکمت کا یہ ہوا کہ ہم کو آپ کی خوشی منظور تھی اور آپ کی خوشی کعبہ کے قبلہ مقرر ہونے میں دیکھی اس لئے اسی کو قبلہ مقرر کر دیا رہا یہ کہ آپ کی خوشی اس میں کیوں تھی وجہ اس کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ کی علامات نبوت میں ایک علامت یہ بھی تھی کہ آپ کا قبلہ کعبہ ہوگا اللہ تعالیٰ نے آپ کے نورانی قلب میں اسی کی خواہش پیدا کر دی۔

ف۳ بلیغ دھمکی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو باوجود حبیب ہونے کے یہ خطاب فرمایا تو اس سے اوروں کو نہایت بلیغ دھمکی ہوگئی۔ جیسے کوئی حاکم اپنی رعایا کے سنانے کیلئے کسی اپنے مطیع و فرمانبردار سے کہے کہ دیکھو اگر تم بھی ایسا کرو گے تو سزا پاؤ گے۔ (تفسیر مظہری)

وَاِنَّ فَرِيۡقًا مِّنۡهُمۡ لَيَكۡتُمُوۡنَ الۡحَـقَّ وَهُمۡ يَعۡلَمُوۡنَ ۱۴۶

اور کچھ لوگ اُن میں سے ایسے ہیں کہ چھپاتے ہیں حق بات حالانکہ وہ جانتے ہیں۔

اَلۡحَـقُّ مِنۡ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡمُمۡتَرِيۡنَ ۱۴۷ وَلِكُلٍّ

حق وہی ہے جو تیرے پروردگار کی طرف سے ہے سو تو نہ ہو جائیو شک کرنے والوں میں ۱ ۔ اور ہر

وِّجۡهَةٌ هُوَ مُوَلِّيۡهَا فَاسۡتَبِقُوا الۡخَيۡرٰتِ ؕ اَيۡنَ مَا تَكُوۡنُوۡا

ایک کے لئے سمت ہے جدھر کو وہ منہ کرتا ہے! سو تم دوڑو نیکیوں کی طرف! تم جہاں کہیں ہو گے

يَاۡتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيۡعًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ۱۴۸

(وہیں سے) کر لاوے گا تم کو اللہ اکٹھا! بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

وَمِنۡ حَيۡثُ خَرَجۡتَ فَوَلِّ وَجۡهَكَ شَطۡرَ الۡمَسۡجِدِ

اور (اے محمد) جہاں کہیں سے تو نکلے کر لے اپنا منہ مسجد

الۡحَـرَامِ ؕ وَاِنَّهٗ لَلۡحَـقُّ مِنۡ رَّبِّكَ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا

حرام کی جانب! اور یہی حق ہے تیرے پروردگار کی طرف سے اور اللہ بے خبر

تَعۡمَلُوۡنَ ۱۴۹ وَمِنۡ حَيۡثُ خَرَجۡتَ فَوَلِّ وَجۡهَكَ شَطۡرَ

نہیں ہے (ان کاموں سے) جو تم کرتے ہو! اور اے محمد جہاں کہیں بھی تو نکلے کر لے اپنا منہ

الۡمَسۡجِدِ الۡحَـرَامِ ؕ وَحَيۡثُ مَا كُنۡتُمۡ فَوَلُّوۡا وُجُوۡهَكُمۡ

مسجد حرام کی طرف! اور (مسلمانو) تم بھی جہاں کہیں ہوا کرو کر لیا کرو اپنے منہ

شَطۡرَهٗ لِئَلَّا يَكُوۡنَ لِلنَّاسِ عَلَيۡكُمۡ حُجَّةٌ ۙ اِلَّا الَّذِيۡنَ

اسی کی طرف تا کہ نہ رہے لوگوں کا تم پر کوئی الزام سوائے ان لوگوں کے جو

خلاصہ رکوع ۱۷

تحویل کعبہ پر یہود کا اعتراض ان کے بارہ میں اللہ تعالیٰ پیش گوئی اعتراضات کے جوابات ذکر کئے گئے۔ پھر امت محمدیہ کی خصوصیت کے ساتھ تحویل کعبہ کی حکمت ذکر کی گئی۔ یہود کی وسوسہ اندازی اور اہل کتاب کو تنبیہ فرمائی گئی قبلہ کے بارہ میں یہود کی ضد اور عناد کو ذکر کیا گیا۔

ع ۱۷ / ۱

۱ آیت: ۱۴۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہچاننے کو جو اولاد کے پہچاننے سے تشبیہ دی ہے اس کا مطلب بیان ہو چکا کہ مراد صورت کا پہچاننا ہے تو اب وہ شبہ جاتا رہا کہ بیٹا کا اپنا بیٹا ہوتا تو بعض دفعہ مشتبہ ہو جاتا ہے کیونکہ اس میں بیوی کی خیانت کا احتمال ہو سکتا ہے تو یہ تشبیہ پوری نہ ہوئی جواب یہ ہے کہ تشبیہ میں بیٹے کا بیٹے ہونا ملحوظ نہیں بلکہ بیٹے کی صورت ملحوظ ہے سو چونکہ بیٹا گود میں پرورش پاتا ہے ہر وقت آدمی اس کو دیکھتا رہتا ہے اس کی صورت میں عادۃً شبہ نہیں ہوتا اس لئے بیٹوں کی معرفت سے تشبیہ نہیں دی کیونکہ عرفاً بیٹا زیادہ پیارا ہوتا ہے باپ اس کو اپنے ساتھ زیادہ رکھتا ہے اور اسی وجہ سے یہ نہیں فرمایا کہ جیسے اپنے آپ کو جانتے ہیں کیونکہ انسان پر ایک زمانہ ایسا آتا ہے کہ اس میں اپنی ذات کی معرفت حاصل نہیں ہوتی جیسے بالکل بے ہوشی کا زمانہ بخلاف اپنے بیٹے کے کہ وہاں یہ نوبت نہیں آتی

ظَلَمُوْا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِیْ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِیْ

ظالم ہیں اُن میں سو تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو ! تاکہ پورا کروں میں تم پر

عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا

اپنا فضل اور تاکہ تم ہدایت پا جاؤ۔ جیسا کہ بھیجا ہم نے تم میں ایک رسول

مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ

تم ہی میں کا جو پڑھتا ہے تم پر ہماری آیتیں اور تم کو پاک صاف بناتا ہے اور تم کو سکھاتا ہے کتاب

وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ فَاذْكُرُوْنِیْٓ

اور علم اور بتلاتا ہے تم کو وہ باتیں جو تم جانتے نہ تھے۔ تو تم یاد رکھو

اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴿۱۵۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

مجھ کو میں یاد رکھوں تم کو اور میرا احسان مانو اور ناشکری نہ کرو ف۱ اے

اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ

ایمان والو مدد لو صبر اور نماز سے! بیشک اللہ صبر کرنے

الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

والوں کے ساتھ ہے۔ اور نہ کہو جو لوگ مارے جاویں اللہ کے راستہ میں

اَمْوَاتٌ ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ

(وہ) مُردے ہیں! نہیں بلکہ وہ زندہ ہیں ۔ف۲ لیکن تم سمجھ نہیں سکتے اور البتہ

بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ

ہم تم کو آزماویں گے تھوڑے سے ڈر اور بھوک

ف۱ دو انمول نعمتیں

حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ رب العالمین نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو دو ایسی نعمتیں عطا فرمائی ہیں جو جبرئیل ومیکائیل کو بھی عطا نہیں ہوئیں۔ ایک نعمت اس امت کو یہ ملی کہ رب العالمین نے فرمایا ”فاذکرونی الخ تم مجھے یاد کرتے رہو میں تمہیں یاد کرتا رہوں گا“ دوسرا رب العالمین نے ارشاد فرمایا ادعونی الخ ”تم مجھ سے مانگتے رہو میں قبول کرتا رہوں گا“

اب یہ اعزاز وانعام کسی دوسرے نبی کی امت کو عطا نہیں ہوا جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل اس امت کو ملا ہے۔

خلاصہ رکوع ۱۸

مسلمانوں کو حقیقت پسندی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا دوبارہ بیت اللہ کے قبلہ ہونے کی تعلیم وتاکید فرمائی گئی اور تحویل کعبہ کی ایک اور حکمت کو ذکر کیا گیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور اس کے مقاصد بیان کئے گئے۔ مسلمانوں کو ذکر وشکر کا حکم دیا گیا۔

ف۲ ایسے مقتول کو شہید کہتے ہیں اور اس کی نسبت گو یہ کہنا کہ وہ مر گیا جائز ہے لیکن اس کی موت کو دوسرے مردوں کی طرح سمجھنا منع ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ بعد مرنے کے اگرچہ عالم برزخ میں ہر شخص کی روح کو حیات حاصل ہوتی ہے اور اسی سے جزاء وسزا کا ادراک ہوتا ہے لیکن شہید کو اس حیات میں دوسروں سے گونہ امتیاز ہے وہ یہ کہ اس کی حیات دوسروں کی حیات سے زیادہ قوی ہوتی ہے حتیٰ کہ اس کا اثر روح سے متجاوز ہو کر بدن پر ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا بدن باوجود

خاصیت: آیت ۱۵۳ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

٨

الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۙ﴿۱۵۵﴾

اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور (اے محمد) خوشخبری سنا

الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ

ان صبر کرنے والوں کو۔ کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو بول اٹھتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے ہیں

اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ؕ﴿۱۵۶﴾ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ

اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں ۔ یہی ہیں جن پر رحمتیں ہیں ان کے

وَرَحْمَةٌ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ اِنَّ الصَّفَا

پرور دگار کی طرف سے۔ اور یہی لوگ ہدایت پر ہیں بیشک کوہ صفا

وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ

اور کوہ مروہ اللہ کی آداب گاہوں میں سے ہیں !ف۱ پس جو حج کرے خانہ کعبہ کا

اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ

یا عمرہ کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں کہ طواف کرلے ان دونوں پہاڑیوں کا بھی !

وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۵۸﴾ اِنَّ

اور جو اپنے شوق سے کرے کوئی نیکی تو بیشک اللہ قدر دان واقف کار ہے بیشک

الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى

جو لوگ چھپاتے ہیں جو کچھ ہم نے اتارے کھلے کھلے حکم اور ہدایت کی باتیں

مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ

اس کے بعد کہ ہم ان کو بیان کر چکے لوگوں کے لئے کتاب میں ! یہی لوگ ہیں جن پر

یکہ مجموعہ گوشت و پوست کا ہے خاک سے متاثر نہیں ہوتا اور مثل زندوں کے صحیح و سالم رہتا ہے چنانچہ احادیث و مشاہدات اس پر گواہ ہیں اور اگر کسی نے شہید کی لاش کو خاک خوردہ پایا ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ ممکن ہے کہ اس کی نیت خالص نہ ہو جس پر شہادت کا مدار ہے کیونکہ صرف قتل ہونے کا نام شہادت نہیں ہے اور یہی حیات ہے جس میں انبیاء شہداء سے بھی زیادہ امتیاز اور قوت رکھتے ہیں کہ باوجود سلامتی جسم کے بعض احکام میں وہ مثل زندہ کے ہیں مثلاً بعد موت ظاہری کے ان کی ازواج کا نکاح کسی سے درست نہیں ہوتا ان کا مال میراث میں تقسیم نہیں ہوتا اور بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اولیاء و صالحین بھی اس فضیلت میں شہداء کے شریک ہیں سو مجاہدۂ نفس میں مرنے کو بھی معنیٰ شہادت میں داخل سمجھیں گے اور چونکہ عالم برزخ کا ادراک ظاہری حواس سے نہیں ہوتا اس لئے لاتشعرون فرمایا گیا۔

ف۱ صفا اور مروہ پر سنت عمل

سنت یہ ہے کہ جب صفا پر ٹھیرے تو تین مرتبہ تکبیر کہہ کر پڑھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. اور پھر دعا مانگے اسی طرح تین مرتبہ کرے اور ایسا ہی مروہ پر بھی کرے اور جب صفا سے اترنے لگے تو دوڑے نہیں بلکہ اپنی چال چلے جب بطن وادی میں پہنچے تو دوڑے جب اس سے نکل کر مروہ پر چڑھے تو پھر دوڑنا موقوف کردے اور اپنی چال چلے۔ صحیحین میں جابرؓ سے ایسا ہی مروی ہے۔ ﴿تفسیر مظہری﴾

يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ

لعنت کرتا ہے اللہ اور لعنت کرتے ہیں سب لعنت کرنیوالے مگر ہاں جن لوگوں نے

تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَاَنَا

توبہ کرلی اور اصلاح کی اور صاف صاف بیان کردیا تو یہ لوگ ہیں کہ جن کی میں توبہ قبول کروں گا اور میں تو

التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ

توبہ کا بڑا قبول کرنے والا مہربان ہوں۔ ف۱ بیشک جنہوں نے کفر کیا

كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ

اور مرگئے کافر ہی ! یہی لوگ ہیں جن پر پھٹکار ہے اللہ کی اورفرشتوں کی

اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ

اورسب آدمیوں کی ! ہمیشہ رہیں گے اسی میں ! نہ ہلکا ہوگا ان سے

الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ

عذاب اور نہ ان کو مہلت ملے گی اور تمہارا معبود خدائے واحد ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۳﴾ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ

کوئی معبود نہیں اس کے سوا وہ بڑا مہربان رحم والا ہے ف۲ بیشک آسمان و زمین کے

وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ

پیدا کرنے میں ! اور رات اوردن کی اَدل بدَل میں ! اور جہازوں میں جو چلتے ہیں

تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ

سمندر میں وہ چیزیں لے کر جو نفع دیتی ہیں لوگوں کو ! اور پانی میں جو

ف۱ حق چھپانے والوں پر لعنت
لعنت کرنیوالے یعنی جن وانس وملائکہ بلکہ اور سب حیوانات کیونکہ ان کی حق پوشی کے وبال میں جب عالم کے اندر قحط، وبا اور طرح طرح کی بلائیں پھیلتی ہیں تو حیوانات بلکہ جمادات تک کو تکلیف ہوتی ہے اور سب ان پر لعنت کرتے ہیں۔ (تفسیر عثمانیؒ)

ف۲ معبود فقط ایک ذات ہے
یعنی معبود حقیقی تم سب کا ایک ہی ہے، اس میں تعدد کا احتمال بھی نہیں۔ سو اب جس نے اس کی نافرمانی کی بالکل مردود اور غارت ہوا۔ دوسرا معبود ہوتا تو ممکن تھا کہ اس سے نفع کی توقع باندھی جاتی۔ یہ آقائی اور بادشاہی یا استادی اور پیری نہیں کہ ایک جگہ موافقت نہ آئی تو دوسری جگہ چلے گئے۔ یہ تو معبودی اور خدائی ہے، نہ اس کے سوا کسی کو معبود بنا سکتے ہو اور نہ کسی سے اس کے علاوہ خیر کی توقع کر سکتے ہو۔ جب یہ آیت (وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ) نازل ہوئی تو کفار مکہ نے تعجب کیا کہ تمام عالم کا معبود اور سب کا کام بنانے والا ایک کیسے ہوسکتا ہے اور اس کی دلیل کیا ہے۔ اس پر آیت: (اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ) الخ نازل ہوئی اور اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی نشانیاں بیان فرمائیں۔ (تفسیر عثمانیؒ)

ع ١٩ / ١١ / ٣

خلاصہ رکوع ١٩
ذکر وشکر حاصل کرنیکا نسخہ۔ شہید کا مقام وخصوصیات صبر وامتحان کے مواقع اور صابرین کی نشانی ذکر کرکے صبر والوں کا انعام ذکر کیا گیا۔ حضرت حاجرہؓ کے صبر کی یادگار صفا ومروہ کا ذکر فرمایا گیا پھر اہل کتاب کی حق پوشی اور اس کی سزا سنائی گئی۔
آخر میں توبہ کی دعوت اور اسکی شرائط ذکر کرکے کافروں کیلئے سزا سنائی گئی۔

اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ
اُتارا ہے اللہ نے آسمان سے پھر زندہ کر دیا اس سے زمین کو
بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۪ وَّتَصْرِيْفِ
اس کے مر گئے پیچھے اور پھیلا دیئے اس میں ہر قسم کے جانور! اور ہواؤں کے
الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ
پھیرنے میں! اور بادل میں جو گھرا ہوا ہے آسمان و زمین کے درمیان (ان سب میں)
لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿١٦٤﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ
دلیلیں ہیں ان لوگوں کے واسطے جو عقل رکھتے ہیں ف۱ اور بعض لوگ ہیں کہ بناتے ہیں
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ
اللہ کے سوائے شریک کہ محبت رکھتے ہیں اُن سے جیسے اللہ کی محبت ہے! اور جو لوگ
اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ
ایمان والے ہیں ان کو اس سے زیادہ اللہ کی محبت ہے! اور اگر کوئی دیکھے ان لوگوں کو جو ظالم ہیں جب
يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ
کہ وہ دیکھیں گے عذاب کو (تو بڑے خوف کا وقت دیکھے) اس لئے کہ ہر طرح کی قوت اللہ ہی کو ہے اور بیشک اللہ
شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿١٦٥﴾ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ
کا عذاب سخت ہے جب الگ ہو جائیں وہ گرو کہ جن کی پیروی کی
الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ
گئی تھی ان چیلوں سے کہ جنہوں نے پیروی کی تھی اور دیکھیں عذاب اور ٹوٹ جاویں

ف۱ کائنات میں عظیم دلائل ہیں یعنی آسمان کے اس قدر وسیع اور اونچا اور بے ستون پیدا کرنے میں اور زمین کے اتنی وسیع اور مضبوط پیدا کرنے اور اس کے پانی پر پھیلانے میں اور رات اور دن کے بدلتے رہنے اور انکے گھٹانے اور بڑھانے میں اور کشتیوں کے دریا میں چلنے اور آسمان سے پانی برسانے اور اس سے زمین کو سرسبز و تر و تازہ کرنے میں اور جملہ حیوانات میں اس سے توالد و تناسل نشوونما ہونے میں اور جہاتِ مختلفہ سے ہواؤں کے چلانے میں اور بادلوں کو آسمان اور زمین میں معلق کرنے میں دلائل عظیمہ اور کثیرہ ہیں۔ حق تعالیٰ کی وحدانیت اور اسکی قدرت اور حکمت اور رحمت پر ان کے لئے جو صاحبِ عقل اور فکر ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

پانی کے ذخائر

قدرت نے پانی کو اہلِ زمین انسان اور جانوروں کے لئے کہیں کھلے طور پر تالابوں اور حوضوں میں جمع کر دیا، کہیں پہاڑوں کی زمین میں پھیلی ہوئی رگوں کے ذریعہ زمین کے اندر اتار دیا اور پھر ایک غیر محسوس پائپ لائن ساری زمین میں بچھا دی۔ ہر شخص جہاں چاہے کھود کر پانی نکال لیتا ہے اور اسی پانی کا ایک بہت بڑا ذخیرہ بحرِ منجمد بنا کر برف کی صورت میں پہاڑوں کے اوپر لاد دیا، جو سڑنے اور خراب ہونے سے بھی محفوظ ہے، اور آہستہ آہستہ پگھل کر زمین کے اندر قدرتی پائپ لائن کے ذریعہ پورے عالم میں پہنچتا ہے۔ ﴿معارف مفتی اعظم﴾

خاصیت: آیت ۱۶۵ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الْاَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً

ان کے سب تعلقات ۔ اور کہیں چیلے جنہوں نے اتباع کیا تھا کہ اے کاش ہم کو ایک بار

فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ

لوٹ جانا ملے تو الگ ہو جاویں ہم بھی ان سے جیسے کہ یہ الگ ہوگئے ہم سے ! اسی طرح ان کو

اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ

دکھلاوے گا اللہ ان کے عمل ان کے افسوس دلانے کو ۔ اور وہ کبھی نہ نکلیں گے

مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۷﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِى الْاَرْضِ

دوزخ سے لوگو ! کھاؤ ان چیزوں میں سے جو زمین میں ہیں

حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ

حلال ستھرا اور نہ چلو شیطان کے قدموں پر ! بیشک وہ تو تمہارا

عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۶۸﴾ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَ

کھلا دشمن ہے ۔ ف۱ بس وہ تو تم کو حکم کرے گا بُرائی اور بے حیائی کا ۔ اور

اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَاِذَا قِيْلَ

اس بات کا کہ بہتان باندھو اللہ پر جو تم نہیں جانتے ۔ ف۲ اور جب کہا جاتا ہے

لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا

ان سے کہ چلو اس پر جو اللہ نے اُتارا ہے تو کہتے ہیں کہ (نہیں) بلکہ ہم چلیں گے اس پر جس پر ہم نے

عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا

پایا ہے اپنے باپ دادا کو ! بھلا ان کے باپ دادا کچھ بھی نہ سمجھتے ہوں اور نہ راہ راست پر چلتے ہوں

ف۱ غیر اللہ کے نام پر دینے کی ممانعت

مسئلہ: سانڈ وغیرہ جو بتوں کے نام پر چھوڑ دیئے جاتے ہیں یا کوئی اور جانور مرغا، بکرا وغیرہ کسی بزرگ یا اور کسی غیر اللہ کے نامزد کردیا جاتا ہے۔ غیر اللہ کے تقرب کیلئے جانوروں کو چھوڑ دینا اور اس عمل کو موجب برکت و تقرب سمجھنا اور ان جانوروں کو اپنے اوپر حرام کر لینے کا معاہدہ کر لینا اس کو دائمی سمجھنا یہ سب افعال ناجائز اور ان کا کرنا گناہ ہے۔

خلاصہ رکوع ۲۰ ع ۲۰/۴

توحید خداوندی کے آٹھ دلائل ذکر کئے گئے۔ پھر مشرکین کی غیر اللہ سے اور اہل ایمان کی اللہ تعالیٰ سے محبت کو ذکر فرمایا گیا۔ پھر غیر اللہ سے محبت و عقیدت کا انجام اور قیامت کی ہولناکی کی منظر کشی فرمائی گئی اور مشرکین کی آخرت میں ناکام حسرت کا ذکر کیا گیا۔

ف۲ شیطان کا نظام کارروائی:

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابلیس علیہ اللعنۃ اپنا تخت پانی پر بچھاتا ہے، پھر اپنے لشکر کے لوگوں کو بہکانے کے لئے بھیجتا ہے۔ اس کے یہاں ادنیٰ ادنیٰ مرتبہ کے شیطان بھی عالم میں بڑے بڑے فتنے پھیلا دیتے ہیں۔ چنانچہ جب وہ بہکا کر آتے ہیں تو ہر ایک اپنی اپنی کارگزاری بیان کرتا ہے۔ ایک کہتا ہے کہ میں نے آج فلاں برا کام کرا دیا۔ ابلیس کہتا ہے کہ تو نے کچھ نہیں کیا۔ پھر ایک اور آتا ہے، وہ کہتا ہے میں نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ ایک شخص اور اس کی بیوی میں جدائی ڈال دی۔ ابلیس سن کر خوب خوش ہوتا ہے اور اس کو مقرب بناتا ہے اور کہتا ہے تو نے خوب کام کیا۔ اس حدیث کو مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔

وَلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿١٧٠﴾ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ

(تب بھی اس طریقہ پر چلیں گے) اور مثال ان لوگوں کی کہ کافر ہیں اس شخص کی سی ہے

يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ؕ صُمٌّۢ بُكْمٌ

جو چلاّ چلاّ کر پکار رہا ہے ایک چیز کو جو کچھ نہیں سنتی سوائے پکارنے اور چلانے کے بہرے

عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿١٧١﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا

گونگے اندھے ہیں سو وہ کچھ نہیں سمجھتے۔ اے ایمان والو کھاؤ پاک اور ستھری

مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ

چیزیں جو ہم نے تم کو دی ہیں اور اللہ کا شکر کرو اگر تم اسی کی

تَعْبُدُوْنَ ﴿١٧٢﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ

عبادت کرتے ہو بس اس نے تو حرام کیا ہے تم پر مردار اور خون اور سؤر کا گوشت

الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ

اور جس پر نام پکارا جائے اللہ کے غیر کا ف۱ پھر جو کوئی ناچار ہو جائے کہ نہ عدول حکمی

بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٧٣﴾

کرنیوالا ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا! تو اس پر کچھ گناہ نہیں! بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۲

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ

جو لوگ چھپاتے ہیں وہ آیتیں کہ اتاریں اللہ نے کتاب میں

وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ

اور لیتے ہیں اس کے بدلے تھوڑا سا مول! یہ لوگ نہیں کھاتے

ف۱ مسئلہ: جس جانور کو غیر اللہ کے نامزد اس نیت سے کر دیا ہو کہ وہ ہم سے خوش ہونگے اور ہماری کارروائی کر دیں گے جیسا کہ اس نیت سے بکرا مرغا وغیرہ نامزد کرنے کی عام جاہلوں میں رسم ہے وہ حرام ہو جاتا ہے اگرچہ ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا ہی نام لیا جائے البتہ اگر اس طرح نامزد کرنے کے بعد اس نیت سے توبہ کر لے پھر وہ حلال ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: جس طرح خون کا کھانا پینا حرام ہے۔ اسی طرح اس کا خارجی استعمال بھی حرام ہے اور جس طرح تمام نجاسات کی خرید و فروخت بھی اور اس سے نفع اٹھانا حرام ہے۔ اس طرح خون کی خرید و فروخت بھی حرام ہے اور اس سے حاصل کی ہوئی آمدنی بھی حرام ہے۔ کیونکہ الفاظ قرآنی میں مطلقاً دم کو حرام فرمایا ہے جس میں اس کے استعمال کی تمام صورتیں شامل ہیں۔ اس سے عام حالات میں انتقال خون ناجائز معلوم ہوتا ہے۔ البتہ دو علاج کے طور پر اضطراری حالت میں کسی انسان کا خون دوسرے میں منتقل کرنا اس نص قرآنی کی رو سے جائز ہے جس میں مضطر کیلئے مردار کھا کر جان بچانے کی اجازت صراحتہً مذکور ہے اور اضطراری حالت کا مطلب یہ ہے کہ مریض کی جان کا خطرہ ہو اور کوئی دوسری دوا اس کی جان بچانے کیلئے موثر نہ ہو یا موجود نہ ہو اور خون دینے سے اس کی جان بچنے کا ظن غالب ہو اور جب یہ حالت نہ ہو تو اس وقت محض ایک دوا کے طور پر خون دینے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ (معارف القرآن)

ف۲ انگریزی دواؤں کے احکام

مسئلہ: وہ تمام انگریزی دوائیں جو یورپ وغیرہ سے آتی ہیں جن میں شراب وغیرہ نجس اشیاء کا ہونا معلوم و

بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا

مگر پیٹ بھر کر آگ! اور بات بھی نہ کرے گا ان سے اللہ قیامت کے دن اور نہ

يُزَكِّيْهِمْ ۚۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۴﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا

ان کو پاک کرے گا! اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے یہی ہیں جنہوں نے خرید لیا

الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ

گمراہی کو ہدایت کے بدلے اور قہر کو مہر کے بدلے! سو کس قدر سہار ہے

عَلَى النَّارِ ﴿۱۷۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ؕ

ان کو آگ کی۔ یہ اس لئے کہ اللہ ہی نے اتاری کتاب سچی!

وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِى الْكِتٰبِ لَفِىْ شِقَاقٍ

اور جنہوں نے اختلاف کیا کتاب میں بیشک وہ پرلے درجہ کی

بَعِيْدٍ ﴿۱۷۶﴾ ع لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ

مخالفت میں ہیں۔ نیکی یہی نہیں کہ تم اپنے منہ کر لیا کرو

الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ

مشرق یا مغرب کی طرف بلکہ نیکی ان کی ہے جو ایمان لائے اللہ

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ

اور روزِ آخرت اور فرشتوں اور کتابوں اور پیغمبروں پر

وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ

اور دیا مال باوجود اس کی محبت کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں

یقینی ہو اس کا استعمال اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ اس دوا کے استعمال سے شفا ہو جانا عادۃً یقینی ہو اور کوئی حلال دوا اس کا بدل نہ ہو سکے اور جن دواؤں میں حرام ونجس اجزا کا وجود مشکوک ہے ان کے استعمال میں اور زیادہ گنجائش ہے اور احتیاط بہر حال احتیاط ہے۔ خصوصاً جبکہ اور کوئی شدید ضرورت بھی نہ ہو۔ (معارف القرآن)

خلاصہ رکوع ۲۱ ع ۲۱

حلال وطیب رزق کے استعمال کا حکم دیا گیا۔ شیطان کا کام کہ وہ کس طرح برائی پر آمادہ کرتا ہے۔ ذکر کیا گیا مشرکین کے باطل عقائد (کہ وہ اپنے آباء کی بے بنیاد تقلید کرتے تھے) کی تردید فرمائی گئی۔ منکرین حق کی حالت کو ایک مثال سے سمجھایا گیا۔ دوبارہ رزق حلال پر زور دیا گیا اور حرام اشیاء کی نشاندہی فرمائی گئی۔ حالت مجبوری کو مستثنیٰ قرار دیا گیا۔ آخر میں یہودی علماء کی حرام خوری اور اس پر سزائیں ذکر فرمائی گئی۔ یہود کی بے جا جرأت پر فرد جرم عائد کیا گیا۔

وَ ابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَ السَّآئِلِيْنَ وَ فِي الرِّقَابِ ۚ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ

اور مسافروں اور مانگنے والوں کو اور گردنوں کے چھڑانے میں اور درست کرتے رہے نماز

وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَ الصّٰبِرِيْنَ

اور دیتے رہے زکوٰۃ اور پُورا کرتے رہے اپنا قرار جب کوئی قول کیا! اور صبر کرتے رہے

فِي الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

تنگی اور تکلیف میں اور لڑائی کے وقت! یہی لوگ

صَدَقُوْا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿١٧٧﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

سچے ہیں اور یہی لوگ پرہیز گار ہیں! ف۱ اے ایمان والو!

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَ الْعَبْدُ

تم پر لازم کیا جاتا ہے برابری کرنا مارے جانے والوں میں! آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے

بِالْعَبْدِ وَ الْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ؕ فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ

غلام اور عورت کے بدلے عورت! پھر جس کو معاف ہو جاوے اس کے بھائی کی جانب سے

اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَ اَدَآءٌ اِلَيْهِ

کچھ تو چلنا چاہئے دستور کے مطابق اور اس کو دے دینا چاہئے خوش معاملگی سے!

بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ رَحْمَةٌ ؕ

یہ آسانی ہے تمہارے پروردگار کی طرف سے اور مہربانی!

فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٧٨﴾ وَ لَكُمْ

پھر جو زیادتی کرے اس کے بعد اس کے لئے دردناک عذاب ہے ف۲ اور تمہارے لئے

ف۱ زکوٰۃ کے علاوہ دیگر مالی فرائض
مسئلہ: مالی فرض صرف زکوٰۃ سے پورا نہیں ہوتا۔ زکوٰۃ کے علاوہ بھی بہت جگہ مال خرچ کرنا فرض وواجب ہوتا ہے (جصاص قرطبی) جیسے رشتہ داروں پر خرچ کرنا کہ جب وہ کمانے سے معذور ہوں تو نفقہ ادا کرنا واجب ہوتا ہے۔ کوئی مسکین غریب مر رہا ہے اور آپ اپنی زکوٰۃ ادا کر چکے ہیں۔ مگر اس وقت مال خرچ کر کے اس کی جان بچانا واجب ہے اسی طرح ضرورت کی جگہ مسجد بنانا یا دینی تعلیم کیلئے مدارس و مکاتب بنانا یہ سب فرائض مالی میں داخل ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ زکوٰۃ کا ایک خاص قانون ہے اس کے مطابق ہر حال میں زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے اور یہ دوسرے مصارف ضرورت وحاجت پر موقوف ہیں جہاں جہاں ضرورت ہو خرچ کرنا فرض ہو جائے گا جہاں نہ ہو فرض نہیں ہوگا۔ (معارف القرآن)

ف۲ فائدہ: اس مقام کے متعلق چند ضروری مسائل ہیں مسئلہ: قتل عمد یہ ہے کہ ارادہ کر کے کسی کو آہنی ہتھیار یا کسی دھارتی دار چیز سے قتل کیا جائے قصاص اسی قتل کے جرم میں خاص ہے مسئلہ ایسے قتل میں جیسے آزاد آدمی کے عوض میں عورت ماری جاتی ہے اسی طرح مرد بھی عورت کے مقابلہ میں قتل کیا جاتا ہے مسئلہ اگر قتل عمد میں قاتل کو پوری معافی دے دی جائے مثلاً مقتول کے وارث اس کے دو بیٹے تھے دونوں نے اپنا حق معاف کر دیا تو قاتل پر کوئی مطالبہ نہیں رہا اور اگر پوری معافی نہ ہو مثلاً صورت مذکورہ میں ایک بیٹے نے معاف کیا ایک نے نہیں کیا تو سزائے قتل سے تو قاتل بری ہو گیا لیکن معاف نہ کرنے والے کو آدھی

خاصیت: آیت ۱۷۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ

قصاص میں زندگی ہے اے عقلمندو! تاکہ تم باز آ جاؤ!

تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ

تم پر لازم کیا جاتا ہے جب سامنے آ موجود ہو تم میں سے کسی کے موت

اِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۖۚ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ

اگر چھوڑے کچھ مال! یہ کہ وصیت کر مرے ماں باپ اور رشتہ داروں کے لئے

بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۸۰﴾ؕ فَمَنْ بَدَّلَهٗ

دستور کے مطابق! یہ ضروری ہے پرہیز گاروں پر ف۱ پھر جو کوئی وصیت کو بدل سکے

بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ؕ

اس کے بعد کہ سن چکا ہے تو بس اس کا گناہ ان ہی لوگوں پر ہے جو اس کو بدلیں۔

اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۸۱﴾ؕ فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ

بیشک اللہ سننے والا واقف کار ہے پھر جس نے اندیشہ کیا وصیت کرنے والے کی جانب سے

جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ

طرف داری کا یا گناہ کا پس صلح کرا دی آپس میں تو اس پر کچھ گناہ نہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸۲﴾ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اے ایمان والو!

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ

فرض کر دیئے گئے تم پر روزے جس طرح فرض تھے ان لوگوں پر

دیت دلائی جاوے گی دیت یعنی خون بہا شرع میں یہ ہے سو اونٹ یا ہزار دینار یا دس ہزار درم ایک دینار دس درم کا ہوتا ہے اور درم کی مقدار سکہ مروجہ حال سے سوا چار آنہ اور ساڑھے چار آنہ کے درمیان ہے اور اونٹوں کی عمریں وغیرہ کتب فقہ میں مفصلاً مذکور ہیں۔

ف۱ حضرت عائشہ ؓ کا ایک آدمی کو مشورہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے وصیت کرنے کا ارادہ کیا میں نے اس سے پوچھا کہ تیرے پاس کس قدر مال ہے اس نے کہا کہ تین ہزار درہم ہیں پھر میں نے پوچھا کہ تیرا کنبہ کتنا ہے اس نے کہا کہ چار آدمی ہیں حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے (اِنْ تَرَكَ خَيْرًا) فرمایا ہے اور یہ مال تھوڑا ہے اس کو تو اپنے عیال کے لئے چھوڑ دے۔

خلاصہ رکوع ۲۲

نیکی کا جامع تصور پیش کر کے یہود کی خام خیالی کو واضح کیا گیا۔ ایمان کی تفصیل ذکر فرمائی گئی اور حقوق العباد حقوق اللہ اور اعلیٰ اخلاقی صفات ذکر فرمائی گئی۔ قصاص اور دیت اور وصیت کے احکام بیان فرمائے گئے۔ آخر میں وصیت میں تبدیلی کے بارہ میں وضاحت فرمائی گئی۔

ع ۲۲ ‏ ۶

مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ

جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔ چند روز ہیں گنتی کے! پھر

كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ

جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو ضروری ہے گنتی دوسرے دنوں سے۔

اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ

اور ان لوگوں پر جن کو طاقت ہے فدیہ ہے (یعنی) ایک محتاج کو کھانا کھلانا! ف١

فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ

پھر جو اپنی خوشی سے نیکی کرے تو وہ اس کے لئے بہتر ہے

لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۴﴾ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ

اور یہ صورت کہ تم روزہ رکھو تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھو ف٢ رمضان کا مہینہ ایسا ہے

اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى

جس میں قرآن نازل ہوا جو لوگوں کا رہنما ہے اور (جس میں) ہدایت

وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ

وامتیاز (حق وباطل) کے صاف صاف حکم ہیں پھر جو شخص تم میں سے یہ مہینہ پائے تو ضرور اس کے

وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ

روزے رکھے! اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو لازم ہے گنتی دوسرے دنوں سے!

اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ؗ

اللہ چاہتا ہے تم پر آسانی کرنی اور نہیں چاہتا سختی کرنی!

ف١ روزہ کا ابتدائی حکم

مطلب یہ ہے کہ جو لوگ روزہ رکھنے کی تو طاقت رکھتے ہیں مگر ابتدا میں چونکہ روزہ کی بالکل عادت نہ تھی اسلئے ایک ماہ کامل پے درپے روزے رکھنا ان کو نہایت شاق تھا تو ان کیلئے یہ سہولت فرمادی گئی تھی کہ اگرچہ تم کو کوئی عذر مثل مرض یا سفر کے پیش نہ ہو مگر صرف عادت نہ ہونے کے سبب روزہ تم کو دشوار ہو تو اب تم کو اختیار ہے چاہو روزہ رکھو چاہو روزہ کا بدلا دو ایک روزہ کے بدلے ایک مسکین کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلاؤ کیونکہ جب اس نے ایک دن کا کھانا دوسرے کو دیدیا تو گویا اپنے نفس کو ایک روز کے کھانے سے روک لیا اور فی الجملہ روزہ کی مشابہت ہوگئی پھر جب وہ لوگ روزہ کے عادی ہوگئے تو یہ اجازت باقی نہ رہی جس کا بیان اس سے اگلی آیت میں آتا ہے۔

ف٢ پہلی امتوں میں سے نصاریٰ پر روزہ فرض ہونے کا بیان ایک حدیث میں اس طرح آیا ہے کہ نصاریٰ پر فقط ماہ رمضان کا روزہ فرض ہوا تھا ان کا کوئی بادشاہ بیمار ہوا تو اس کی قوم نے نذر مانی کہ اگر بادشاہ کو شفا ہو جائے تو ہم دس روزے اور اضافہ کر دینگے پھر اور کوئی بادشاہ بیمار ہوا اس کی صحت پر سات دن کا اور اضافہ ہوا پھر بادشاہ بیمار ہوا اس نے تجویز کیا کہ پچاس میں تین ہی کی کسر رہ گئی ہے لاؤ تین اور بڑھا لیں اور سب روزے ایام ربیع میں رکھ لیا کریں گے اور لعلکم تتقون میں روزہ کی حکمت کا ایک بیان ہے مگر حکمت کا اسی میں انحصار نہیں ہو گیا خدا جانے اور کیا کیا حکمتیں ہوں گی پس کسی کو یہ کہنے کی گنجائش نہیں کہ جب روزہ کا مقصد معلوم ہو گیا تو یہ مقصود اگر دوسرے طریقہ سے حاصل ہو جائے تو روزے کی یا رمضان کی قید کی کیا ضرورت؟ جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ روزہ میں کچھ خاص حکمتیں اور ثمرات ایسے ہوں کہ وہ

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ

اور تا کہ تم گنتی پوری کرو اور بڑائی کرو اللہ کی اس بات پر کہ تم کو سیدھی راہ دکھائی

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿١٨٥﴾ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ

ااور تا کہ تم احسان مانو! اور (اے محمد) جب پوچھیں تجھ سے میرے بندے میری بابت (تو کہہ دے کہ) میں

قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا

پاس ہی ہوں قبول کرتا ہوں دعا کرنیوالے کی دعا کو جب مجھ سے دعا کرتا ہے تو چاہیئے کہ وہ بھی میرا حکم

لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ﴿١٨٦﴾ اُحِلَّ لَكُمْ لَیْلَةَ

مانیں اور مجھ پر ایمان لاویں تا کہ وہ سیدھا راستہ پائیں جائز کر دیا گیا تمہارے لئے

الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِكُمْ ؕ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ

روزوں کی راتوں میں پاس جانا اپنی بیبیوں کے ! وہ تمہارا لباس ہیں

وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ

اور تم ان کا لباس اللہ نے معلوم کیا کہ تم چوری سے

تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَیْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۚ

اپنے نقصان کرتے تھے تو اُس نے معاف کیا تم کو اور درگذر کی تم سے

فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۠ وَكُلُوْا

تو اب تم ہم بستر ہولیا کرو ان عورتوں سے اور چاہو جو اللہ نے لکھ دیا تمہارے لئے ف۱ اور کھاتے

وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَكُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ

پیتے رہو یہاں تک کہ صاف نظر آنے لگے تمہیں صبح کی

بدوں ان خاص قیود شرعیہ کے حاصل نہ ہو سکیں اور سب سے بڑھ کر رضائے الٰہی ہے وہ تو حکم کی بجا آوری ہی سے حاصل ہو سکے گی اس کے بدوں نہیں ہو سکتی اور یہاں چند مسائل ہیں جو بیان القرآن یا کتب فقہ میں دیکھنے چاہئیں۔

ف۱ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عزل (وقت انزال ذکر کو فرج سے باہر کرنا تا کہ منی فرج کے اندر نہ نکلے) مکروہ ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جماع بچہ پیدا ہونے کی جگہ ہی میں مباح ہے۔ امام احمد اور ابوداؤد اور حاکم نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے، انہوں نے معاذ ابن جبلؓ سے روایت کی ہے کہ ابتداءِ اسلام میں لوگ اول شب میں سونے تک کھاتے پیتے تھے، عورتوں سے جماع کرتے تھے اور سونے کے بعد پھر صبح تک سب چیزوں سے باز رہتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا قصہ ہوا کہ ایک شخص انصاری حرمہ نام نے عشاء کی نماز پڑھی، پھر بغیر کچھ کھائے پیئے سوئے رہے۔ صبح کو یہ حالت ہوئی کہ بھوک پیاس کی بہت شدت تھی اور ایک مرتبہ عمرؓ کی بھی یہ کیفیت ہوئی کہ بعد سونے کے بی بی سے صحبت کر بیٹھے۔ یہ قصہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت آیت اُحِلَّ لَكُمْ الخ نازل فرمائی۔ (تفسیر مظہریؒ)

الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ص ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى

سفید دھاری کالی دھاری سے پھر پورا کرو روزہ رات تک

الَّيْلِ ج وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِى الْمَسٰجِدِ ط

اور نہ ہم بستر ہونا ان سے درآنحالیکہ تم اعتکاف میں بیٹھے ہو مسجدوں میں

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ط كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ

یہ اللہ کی حدیں ہیں تو ان کے نزدیک بھی نہ جاؤ۔ اسی طرح صاف صاف بیان کرتا ہے

لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ

اللہ اپنی نشانیاں لوگوں کے لئے تاکہ وہ پرہیزگار بنیں ف۱۔ اور نہ کھاؤ اپنے مال آپس میں

بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا

ناحق ! اور نہ پہنچاؤ ان کو حاکموں تک تاکہ کھا جاؤ

مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ ع

تھوڑا سا لوگوں کے مال سے ظلماً اور تم جانے بوجھے ہو۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ط قُلْ هِىَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ط

تجھ سے پوچھتے ہیں نئے چاند کا نکلنا! کہہ دے کہ وہ وقت ٹھہرے ہیں لوگوں کے لئے اور حج کے واسطے ف۲

وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا

اور نیکی یہ نہیں ہے کہ تم آؤ گھروں میں ان کے پچھواڑے کی

وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ج وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ص

طرف سے بلکہ نیکی اس کی ہے جو پرہیزگاری کرے اور آؤ گھروں میں ان کے دروازوں کی طرف

ف۱ شروع اسلام میں یہ حکم تھا کہ رات کو ایک دفعہ نیند آ جانے سے آنکھ کھلنے کے بعد کھانا پینا بی بی کے پاس جانا حرام ہو جاتا تھا بعض صحابہ سے غلبہ میں اس حکم کی خلاف ورزی ہوگئی انہوں نے نادم ہو کر حضورؐ سے اس کی اطلاع کی ان کی ندامت و توبہ پر اللہ تعالیٰ نے رحمت فرمائی اور اس حکم کو منسوخ فرما دیا۔

ف۲ مسئلہ: چونکہ مدار احکام شرعیہ کا اکثر حساب قمری پر ہے اس لئے اس کا محفوظ و منضبط رکھنا یقیناً فرض علی الکفایہ ہے اور سہل طریقہ انضباط کا یہ ہے کہ روزمرہ اسی کا استعمال رکھا جائے کیونکہ ظاہر ہے کہ فرض کفایہ عبادت ہے اور عبادت کی حفاظت کا طریقہ بھی یقیناً ایک درجہ میں عبادت ہے پس حساب قمری کا استعمال اس درجہ میں شرعاً مطلوب ضرور ہے پس ہر چند کہ روزمرہ کی خط و کتابت وغیرہ میں کسی حساب کا استعمال شرعاً ناجائز نہیں مگر مسلمان کی شان سے بہت بعید ہے کہ مطلوب شرعی کو چھوڑ کر ایک ایسی چیز کو اختیار کرے جو کسی درجہ میں اس کے مزاحم ہو خصوصاً اس طور پر کہ مطلوب شرعی سے

ع ۲۳ / ۷ خلاصہ رکوع ۲۳

روزہ کی فرضیت۔ مریض و مسافر کیلئے رعایت ذکر فرمائی گئی۔ ماہ رمضان کی فضیلت۔ دین میں آسانی، قرب خداوندی اور اجابت دعا کو ذکر فرمایا گیا۔ روزہ کے بارہ میں مباشرت کھانے پینے کے احکام ذکر کئے گئے۔ حرام کھانے اور جھوٹے مقدمات بنانے سے ممانعت فرمائی گئی۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۸۹﴾ وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ

سے اور ڈرو اللہ سے تاکہ تم اپنی مراد کو پہنچو۔ اور لڑو اللہ کی

اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ

راہ میں ان سے جو تم سے لڑیں اور زیادتی نہ کرو! بیشک اللہ

لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۹۰﴾ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ

ناپسند کرتا ہے زیادتی کرنے والوں کو ف۱۔ اور مار ڈالو ان کو جہاں کہیں پاؤ

وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ

اور نکال دو ان کو جہاں سے انھوں نے تم کو نکالا ہے! اور فساد

مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى

قتل سے بڑھ کر ہے۔ اور نہ لڑو ان سے مسجد الحرام کے پاس جب تک کہ

يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ۭ كَذٰلِكَ

نہ لڑیں وہ تم سے تو قتل کرو انہیں! یہی سزا ہے کافروں کی۔

جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹۱﴾ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

پھر اگر وہ باز آجاویں تو بیشک اللہ بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۲﴾ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ

مہربان ہے ف۲۔ اور لڑو اُن سے یہاں تک کہ نہ باقی رہے فساد اور رہ جاوے

الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۭ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى

طریقہ ایک اللہ کا! پھر اگر وہ باز آجاویں تو کسی پر زیادتی نہیں ظالموں کے

کوئی خاص تعلق اور دلچسپی بھی نہ رہے اور غیر مطلوب کو رائج قرار دینے لگے نیز بوجہ صحابہ وسلف صالحین کی وضع کے خلاف ہونے کے شمسی حساب کا اس قدر استعمال ناجائز نہیں تو خلاف اولیٰ ضرور ہے۔

ف۱ یہ آیات اس وقت نازل ہوئی تھیں جب مکہ کے مشرکین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو صلح حدیبیہ کے موقع پر عمرہ ادا کرنے سے روک دیا تھا، اور یہ معاہدہ کیا تھا کہ وہ اگلے سال آکر عمرہ کریں گے۔ جب اگلے سال عمرے کا ارادہ کیا گیا تو کچھ صحابہ کو یہ خطرہ ہوا کہ کہیں مشرکین مکہ عہد شکنی کر کے ہم سے لڑائی شروع نہ کردیں۔ اگر ایسا ہوا تو مسلمانوں کو یہ مشکل پیش آئے گی کہ حدود حرم میں اور خاص طور پر ذیقعد کے مہینے میں لڑائی کیسے کریں جبکہ اس مہینے میں جنگ ناجائز ہے۔ ان آیات نے وضاحت فرمائی کہ اپنی طرف سے تو جنگ نہ کی جائے البتہ اگر کفار معاہدہ توڑ کر خود جنگ شروع کردیں تو ایسی صورت میں مسلمانوں کیلئے جنگ جائز ہے اور اگر وہ حدود حرم اور محترم مہینے کی حرمت کا لحاظ کئے بغیر حملہ آور ہو جائیں تو مسلمانوں کے لئے بھی ان کی زیادتی کا بدلہ دینا درست ہے۔ (توضیح القرآن)

ف۲ یعنی اگر قتال شروع ہونے کے بعد بھی وہ اسلام قبول کرلیں تو ان کا اسلام بے قدر نہ سمجھا جائے گا بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے گذشتہ کفر کو معاف فرما کر علاوہ مغفرت کے قسم قسم کی نعمتیں عطا فرمائیں گے اور اگر وہ لوگ اسلام نہ لاویں تو اگرچہ دوسرے کفار سے جزیہ دینے کے اقرار پر قتال سے دست کش ہونے کا حکم ہے مگر یہ کفار چونکہ اہل عرب ہیں ان کے لئے قانون جزیہ نہیں بلکہ اسلام ہے یا قتل۔

الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٩٣﴾ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ

سوائے ۔ حرمت کا مہینہ بدلے میں ہے حرمت کے مہینے کے

وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ۭ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا

اور حرمت کی چیزوں میں ادلے کا بدلہ ہے ! تو جو زیادتی کرے تم پر تو تم زیادتی کرو

عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا

اس پر اسی قدر کہ اس نے تم پر زیادتی کی ہے ! اور ڈرو اللہ سے اور جانے رہو

اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿١٩٤﴾ وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ

کہ اللہ ڈرنے والوں ہی کے ساتھ ہے وا اور خرچ کرو اللہ کی

اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۚ وَاَحْسِنُوْا ۚ

راہ میں اور نہ ڈالو (اپنے آپ کو) اپنے ہاتھوں ہلاکت میں اور نیکی کرو۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٩٥﴾ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ

بیشک اللہ محبت کرتا ہے نیک لوگوں سے ۔ اور پورا کرو حج اور عمرہ

لِلّٰهِ ۭ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا

اللہ واسطے ! پھر اگر تم روک لئے جاؤ تو جو کچھ ہو قربانی (بھیجو) اور نہ

تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ۭ فَمَنْ

منڈواؤ اپنے سر جب تک نہ پہنچ جاوے قربانی اپنے ٹھکانے ! پھر جو

كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ

تم میں بیمار ہو اور اس کو تکلیف ہو سر کی طرف سے ۔تو اس پر بدلہ

وا مسئلہ جن کفار سے معاہدہ ہو ان سے ابتداء قتال شروع کرنا ناجائز ہے البتہ اگر معاہدہ رکھنا مصلحت نہ ہو تو صاف اطلاع کردی جائے کہ ہم وہ معاہدہ باقی نہیں رکھتے یا وہ خود معاہدہ توڑ دیں ان دونوں صورتوں میں ابتداً قتال کرنا درست ہے چنانچہ جن لوگوں کے بارے میں یہ آیتیں نازل ہوئی ہیں جب انہوں نے نقض عہد کیا تو ان سے یہاں تک قتل وقتال ہوا کہ مکہ فتح ہو کر دارالاسلام بن گیا اور اگر معاہدہ نہ ہو تو ابتداء قتال کرنا جائز ہے ۔ بشرطیکہ شرائط جواز موجود ہوں۔

مسئلہ جزیرہ عرب کے اندر جس میں حرم بھی آ گیا کفار کو وطن بنانے کی اجازت نہیں اور اگر بزور رہنا چاہیں تو حرم سے باہر تو قتال سے بھی دفع کر دینا جائز ہے اور حرم کے اندر پہلے قتال نہ کریں گے بلکہ ان کو دوسری طرح تنگ کیا جائے جس سے کہ خود چھوڑ دیں اور اگر کسی طرح نہ چھوڑیں اور دفع کرنے سے آمادہ قتال ہوں اس وقت قتال جائز ہے اور یہی حکم ہے قتل کرکے حرم میں گھس جانے والے کا اور اس آیت میں جو نقض عہد نہ کرنے کی صورت میں ان سے تعرض نہ کرنے کا حکم مفہوم ہوتا ہے تو اس وقت تک جزیرہ عرب میں کفار کے بسنے کی ممانعت نہ ہوئی تھی پھر آخر میں یہ حکم مقرر ہو گیا مسئلہ جمہور آئمہ دین کا اجماع ہے کہ اشہر حرم میں قتل وقتال جائز ہے اور جن آیات سے ممانعت معلوم ہوتی ہے وہ منسوخ ہیں لیکن افضل اب بھی یہی ہے کہ اشہر حرم میں ابتدا بالقتال نہ کی جائے مسئلہ کفار عرب اگر اسلام نہ لاویں تو ان کو صرف قتل کا قانون ہے اگر جزیہ دینا چاہیں تو نہ لیا جائے گا۔

ع

مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ ۗ قف

لازم ہے روزے یا خیرات یا قربانی! پھر جب تمہاری خاطر جمع ہو جاوے تو

فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ

جو شخص نفع اٹھانا چاہے عمرے کو حج سے ملا کر تو جو کچھ میسر آئے

الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى

قربانی کرے! اور جس کو نہ میسر ہو تو (رکھے) تین روزے زمانہ

الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ

حج میں اور سات جب تم لوٹو! یہ پورے دس ہوئے!

ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ

یہ اس کے لئے ہے جس کے گھر والے مسجد الحرام کے پاس ہوں!

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿١٩٦﴾ ع

اور ڈرو اللہ سے اور جانے رہو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے۔ وا

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا

اور حج کے چند مہینے معلوم ہیں پس جس نے لازم کر لیا ان میں حج

رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِى الْحَجِّ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا

تو نہ عورت کے پاس جانا ہے اور نہ کوئی گناہ کا کام اور نہ جھگڑا ایام حج میں

مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ

اور جو کچھ تم کرو گے نیکی اس کو اللہ جان لے گا! اور زادِ راہ لیا کرو بے شک بہتر زادِ راہ

وا مسئلہ: جس شخص کے پاس مکہ پہنچنے کا سامان اور استطاعت ہو اس پر تو حج ابتدا ہی فرض ہے اور جس کو استطاعت نہ ہو اور وہ شروع کر دے یعنی احرام باندھ لے اس پر حج کا پورا کرنا فرض ہو جاتا ہے اور عمرہ فرض و واجب نہیں بلکہ سنت مؤکدہ ہے البتہ شروع کرنے سے اس کا بھی پورا کرنا واجب ہو جاتا ہے اور حج و عمرہ و احرام کا طریقہ کتب فقہ میں مذکور ہے۔

مسئلہ: عورت کو سر منڈانا حرام ہے وہ صرف ایک ایک انگل بال کاٹ ڈالے۔

مسئلہ: اگر حج و عمرہ کسی عذر سے پورا نہ کر سکے مثلاً راہ میں بدامنی ہو گئی یا بیماری نے مجبور کر دیا ایسے شخص کو چاہیے کہ کسی معتبر آدمی سے کہہ دے کہ فلاں تاریخ حد حرم میں پہنچ کر میری طرف سے ایک جانور جو بکری سے کم نہیں ہو سکتا ذبح کر دے اور قران و تمتع میں (جن کا ذکر ابھی آتا ہے) دو بکریاں ذبح کرنے کے لئے رکھنا چاہیے جب وہ تاریخ آ جائے گو وہ ایام قربانی سے پہلے ہی ہو اور گمان غالب ہو جائے کہ اب جانور ذبح ہو گیا ہو گا تو سر منڈا دے اس سے احرام کھل جائے گا پھر اس حج یا عمرہ کی آئندہ قضا لازم ہو گی اور ذبح کے لئے حد حرم معین ہے اور روزہ و صدقہ جہاں چاہے ادا کر دے اور ایک مسکین کو ایک ہی حصہ دینا چاہیے اگر دو حصے ایک آدمی کو دے دے تو ایک ہی شمار ہو گا۔

خلاصہ رکوع ۲۴

ع ۲۴ ۸

چاند کے گھٹنے بڑھنے کی حکمتیں۔ دور جاہلیت کی ایک رسم کی اصلاح۔ مسلمانوں کی ایک دفاعی الجھن کو حل فرمایا گیا۔ کفار سے بدلہ لینے کی قانونی حدود۔ حرم میں قتال کی حرمت بیان فرمائی گئی۔ مال خرچ کرنے کا حکم اور خود کو ہلاکت میں نہ ڈالنے کا حکم دیا گیا۔ سفر حج و عمرہ اور اس کے ضروری مسائل ذکر فرمائے گئے۔

التَّقْوٰى وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِى الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۷﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ

پرہیزگاری ہے! اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقل مندو! تم پر

جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ

کچھ گناہ نہیں کہ چاہو فضل اپنے پروردگار کا۔ پھر جب تم لوٹو

مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۪

میدان عرفات سے تو یاد کرو اللہ کو مشعر الحرام کے پاس

وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ

اور یاد کرو اُسے جس طرح اس نے تم کو بتایا ہے اور بیشک تم تھے

الضَّآلِّيْنَ ﴿۱۹۸﴾ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ

اس سے پہلے گمراہوں میں! پھر تم بھی چلو جہاں سے چلیں دوسرے لوگ

وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۹﴾ فَاِذَا

اور گناہ بخشواؤ اللہ سے! بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ پھر جب

قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ

تم پورے کر چکو اپنے حج کے ارکان تو یاد کرو اللہ کو جس طرح یاد کرتے تھے اپنے باپ

اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا

دادوں کو بلکہ اس سے بھی یاد بڑھ کر ہو پھر بعض آدمی تو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار

فِى الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾ وَمِنْهُمْ

دے دے ہم کو دنیا ہی میں! اور نہیں ان کا آخرت میں کوئی حصہ اور کوئی ان میں کہتا ہے

ف۱ مسئلہ: افعال حج احرام سے شروع ہوتے ہیں اور شوال کے مہینہ سے احرام باندھ لینا بلا کراہت جائز ہے اس سے پہلے مکروہ ہے اس لئے شوال سے حج کے مہینے شروع سمجھے گئے اور فرائض جس میں سب سے آخیر طواف زیارت ہے وہ دسویں تاریخ ذی الحجہ کو ہوتا ہے۔ اس لئے اس تاریخ کو ختم حج قرار دیا گیا ہے اگرچہ بعض واجبات بعد میں بھی ادا ہوتے ہیں

مسئلہ: فحش بات دو طرح کی ہے ایک وہ جو پہلے ہی سے حرام ہے وہ حج کی حالت میں اور بھی زیادہ حرام ہوگی دوسرے وہ جو پہلے سے حلال تھی جیسے اپنی بیوی سے بے حیائی اور بے حجابی کی باتیں کرنا حج میں یہ بھی درست نہیں اسی طرح بے حکمی دو طرح کی ہے ایک وہ جو پہلے سے بھی حرام ہے جیسے تمام گناہ یہ حج کی حالت میں زیادہ حرام ہے دوسرے وہ امور جو خاص حج کی وجہ سے حرام ہو گئے جیسے خوشبو لگانا بال کٹانا وغیرہ یہ حج میں ناجائز ہوتے ہیں اسی طرح رفیقوں سے لڑنا جھگڑنا یوں بھی برا ہے مگر حالت حج میں اور زیادہ برا ہے۔

مسئلہ: بے خرچ کئے ہوئے حج کو جانا ایسے شخص کو درست نہیں جس کے نفس میں قوت توکل نہ ہو اور اس کو غالب گمان ہو کہ میں شکایت و بے صبری میں مبتلا ہو جاؤں گا اور سوال کر کے لوگوں کو پریشان کروں گا۔

مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ

کہ اے ہمارے پروردگار دے ہم کو دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھی

حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ

بھلائی اور ہم کو بچا لے دوزخ کے عذاب سے ف۱ یہی ہیں جن کے لئے

مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ

حصہ ہے ان کے کئے کا اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے ۔ اور یاد کرتے رہو اللہ کو گنتی کے

اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ

چند دنوں میں ۔ پھر جو جلدی چلا گیا دو ہی دن میں تو اس پر کچھ گناہ نہیں

وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

اور جو ٹھہرا رہا اس پر بھی کچھ گناہ نہیں ف۲ (یہ) ان کے لئے ہے جو پرہیزگاری کریں

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ

اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جانتے رہو کہ تم اُسی کے پاس جمع ہوؤ گے اور (اے محمد) بعض آدمی ایسا ہے

يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰي

کہ تجھ کو پسند آتی ہے اس کی بات دنیا کی زندگی میں اور وہ گواہ پکڑتا ہے اللہ کو اس بات پر

مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَھُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿۲۰۴﴾ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى

جو اس کے دل میں ہے حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہے اور جب لوٹ کر جائے تو

فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۭ

دوڑتا پھرے ملک میں تاکہ فساد پھیلائے اس میں اور تباہ کرے کھیتی کو اور نسل کو! ف۳

ف۱ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ آیت یعنی ربنا اتنا فی الدنیا الخ (بطور دُعاء) تلاوت فرمایا کرتے تھے اور عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ رکن بنی جمح اور رکن اسود کے درمیان ربنا اتنا فی الدنیا الآیۃ پڑھتے تھے اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی اور ابن حبان اور حاکم اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے اور ابو حسن بن الضحاک نے روایت کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر سو مرتبہ بھی دُعاء فرماتے تھے تو ربنا اتنا فی الدنیا الخ ہی سے دُعاء شروع فرماتے اور اسی پر ختم فرماتے تھے اور اگر دو دعائیں فرماتے تو ان دونوں میں سے ایک یہی دُعاء ہوتی تھی ۔ (تفسیر مظہری)

نصف

ف۲ منیٰ میں تین دن گزارنا سنت ہے، اس دوران جمرود پر کنکریاں مارنا واجب ہے۔ البتہ 12 تاریخ کے بعد منیٰ سے چلا جانا جائز ہے 13 تاریخ تک رکنا ضروری نہیں اور اگر کوئی رکنا چاہے تو 13 تاریخ کو بھی رمی کر کے واپس جا سکتا ہے۔

ف۳ بعض روایات میں ہے کہ اخنس بن شریق نامی ایک شخص مدینہ منورہ آیا تھا اور اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر بڑی چکنی چپڑی باتیں کیں اور اللہ کو گواہ بنا کر اپنے ایمان کا اظہار کیا۔ لیکن جب واپس گیا تو راستے میں مسلمانوں کی کھیتیاں جلادیں ان کے مویشیوں کو ذبح کر ڈالا۔ یہ آیات اس پس منظر میں نازل ہوئی تھیں۔ البتہ یہ ہر قسم کے منافقوں پر پوری اترتی ہیں۔

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿۲۰۵﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ

اور اللہ پسند نہیں کرتا فساد کو۔ اور جب اس سے کہا جاوے کہ ڈر اللہ سے تو آمادہ کرتا ہے

الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۲۰۶﴾

اس کو غرور گناہ پر! بس کافی ہے اس کو دوزخ اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔ ف۱

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ

اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو دے دیتے ہیں اپنی جان اللہ کی رضا جوئی میں!

اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا

اور اللہ بڑی شفقت رکھتا ہے بندوں پر۔ اے ایمان والو داخل ہو جاؤ

فِي السِّلْمِ كَاۗفَّةً ۠ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ

اسلام میں پورے پورے اور نہ چلو شیطان کے قدموں پر!

اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۰۸﴾ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا

بے شک وہ تمہارا ظاہر دشمن ہے پھر اگر تم بچلے اس کے بعد کہ آ چکیں

جَاۗءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۰۹﴾

تمہارے پاس نشانیاں تو جان رکھو کہ اللہ زبردست! حکمت والا ہے۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ

کیا وہ اس کے منتظر ہیں کہ آجاوے ان پر اللہ ابر کے سائبانوں میں

الْغَمَامِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ

اور فرشتے اور طے ہو جاوے معاملہ اور اللہ ہی کی طرف سب کام

ف۱ ہارون رشید کا واقعہ:

ہارون رشید کا واقعہ ہے کہ ایک یہودی ایک سال تک اپنی ضرورت لے کر ہارون رشید کے دروازہ پر حاضر ہوتا رہا حاجت براری نہ ہوئی۔ ایک دن ہارون رشید محل سے برآمد ہوئے کہیں جا رہے تھے کہ یہودی سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور یہ کہا **اِتَّقِ اللّٰهَ یا امیر المومنین** "اے امیر المومنین اللہ سے ڈرو" ہارون رشید یہ سنتے ہی فوراً سواری سے اتر پڑے اور وہیں زمین پر سجدہ کیا۔ سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد حکم دیا کہ اس یہودی کی حاجت پوری کی جائے۔ چنانچہ اسی وقت اس کی حاجت پوری کر دی گئی جب محل واپس ہوئے تو کسی نے کہا اے امیر المومنین آپ ایک یہودی کے کہنے سے فوراً زمین پر اتر پڑے۔ فرمایا کہ یہودی کے کہنے کی وجہ سے نہیں اترا بلکہ حق تعالیٰ شانہ کا یہ ارشاد یاد آیا: **واذا قیل له اتق الله اخذته العزة بالاثم فحسبه جهنم ولبئس المهاد** اس لئے سواری سے اترا اور سجدہ کیا۔

(تفسیر قرطبی ج۳ ص۱۹)

۲

تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۲۱۰﴾ سَلْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ كَمْ اٰتَیْنٰهُمْ

لوٹتے ہیں ف۱۔(اے محمد) پوچھ بنی اسرائیل سے کہ کتنی کچھ دیں ہم نے

مِّنْ اٰیَةٍۭ بَیِّنَةٍ ؕ وَ مَنْ یُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ

ان کو کھلی نشانیاں! اور جو بدل ڈالے اللہ کی نعمت اس کے بعد کہ

مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۱۱﴾ زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ

پہنچ چکی ہو اس کو تو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے عمدہ کر دکھائی گئی

كَفَرُوا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَ یَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۘ

کافروں کے لئے دنیا کی زندگی اور وہ ہنسی کرتے ہیں مسلمانوں سے!

وَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ وَ اللّٰهُ یَرْزُقُ

اور جو لوگ پرہیز گار ہیں وہ ان کے اوپر ہوں گے قیامت کے دن! اور اللہ روزی دیتا ہے

مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۫ وقف

جس کو چاہتا ہے بے شمار پہلے تھے تمام لوگ ایک جماعت!

فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِیّٖنَ مُبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ ۪ وَ اَنْزَلَ

پھر بھیج دیئے اللہ نے پیغمبر خوشی سنانے والے اور ڈرانے والے! اور اُتاریں

مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِیَحْكُمَ بَیْنَ النَّاسِ فِیْمَا

ان کے ساتھ سچی کتابیں تاکہ اللہ فیصلہ کرے لوگوں میں

اخْتَلَفُوْا فِیْهِ ؕ وَ مَا اخْتَلَفَ فِیْهِ اِلَّا الَّذِیْنَ اُوْتُوْهُ

جس بات میں جھگڑا کریں اور نہ جھگڑا ڈالا کتاب میں مگر ان ہی لوگوں نے

۲۵ ع ۱۴ ۹

خلاصہ رکوع ۲۵

حجاج کو شرعی آداب ذکر فرمائے گئے۔ سفر حج کے متعلق ہدایات' منافقت کا انجام اور اس کے بالمقابل اہل ایمان کا ذکر خیر فرمایا گیا۔ کمال اسلام اپنانے کی ضرورت اور احکام الٰہی سے روگردانی کی سزا ذکر فرمائی گئی۔

ف۱ : آیت کی تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ بدعت پر کس قدر ملامت اور کس درجہ مذمت وردان کا فرمایا گیا ہے اور حدیثوں میں اس سے زیادہ صاف الفاظ میں سخت سخت وعیدیں آئی ہیں اور واقع میں اگر غور سے کام لیا جائے تو بدعت ایسی ہی مذموم ہونا چاہئے کیونکہ خلاصہ بدعت کی حقیقت کا غیر شریعت کو شریعت بنانا ہے اور شریعت من جانب اللہ ہوتی ہے تو یہ مخص ایسی بات کو جو اللہ کی طرف سے نہیں ہے اپنے اعتقاد میں منجانب اللہ سمجھنا اور دعویٰ سے من اللہ بتلاتا ہے جس کا حاصل خدا پر جھوٹ اور بہتان لگانا اور ایک گونہ ثبوت کا دعویٰ ہے سو اس کے مذموم اور عظیم ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے یہ خرابی تو حقیقت کے لحاظ سے ہے ظاہری اعتبار سے بھی آثار کے خرابی یہ ہے کہ بدعت سے توبہ بہت کم نصیب ہوتی ہے کیونکہ جب وہ اس کو مستحب سمجھ رہا ہے تو توبہ کیوں کرے گا اگر اللہ تعالیٰ اپنے طفیل سے اس عمل سے ہی نجات بخش دیں تو اور بات ہے کہ توبہ نصیب ہو جائے افسوس ہے جہلائے صوفیا اس بلا بدعت میں بکثرت مبتلا ہیں بہت سے ان میں عابد زاہد تارک دنیا بھی ہیں مگر برکات سنت سے محروم ہیں۔

خاصیت : آیت ۲۱۱ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ ۚ

جن کو وہ ملی تھی اس کے بعد کہ آچکیں ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں!

فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ

یہ آپس کی ضد سے! سو ہدایت دی اللہ نے ایمان والوں کو اس سچی بات میں جس میں

الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ۭ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ

وہ جھگڑتے تھے اپنے حکم سے! اور اللہ ہدایت کرتا ہے جس کو چاہتا ہے

مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۱۳﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا

سیدھے راستہ کی! کیا تم خیال کرتے ہو کہ چلے جاؤ گے جنت میں حالانکہ تم کو

يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ۭ مَسَّتْهُمُ

پیش نہیں آئی ان جیسی حالت جو تم سے پہلے ہو گزرے۔ اور پہنچیں ان کو

الْبَاْسَاۗءُ وَالضَّرَّاۗءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ

سختیاں اور تکلیفیں اور جھڑ جھڑائے گئے یہاں تک کہ کہہ اٹھا پیغمبر

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ

اور ایمان والے جو اس کے ساتھ کہ کب آوے گی مدد

اللّٰهِ قَرِيْبٌ ﴿۲۱۴﴾ يَسْـَٔـلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ڛ قُلْ مَآ

اللہ کی؟ سنو اللہ کی مدد قریب ہے ف۱ (اے محمد) تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا چیز خرچ کریں؟ کہہ دے کہ

اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ

جو کچھ تم مال خرچ کرو (وہ ہونا چاہیے) ماں باپ اور رشتہ داروں

ف۱ انبیاء اور مومنین کا اس طرح کہنا نعوذ باللہ شک کی وجہ سے نہ تھا بلکہ وجہ یہ تھی کہ ان کو امداد اور غلبہ کا وقت معین طور پر نہ بتلایا گیا تھا اس ابہام کی وجہ سے مخالفین کی زیادتیاں دن بدن دیکھ کر ان کو جلدی ہی امداد کا انتظار ہوتا تھا جب انتظار سے تھک جاتے تو اس طرح عرض معروض کرنے لگتے کہ یا اللہ وہ امداد کب ہوگی اس سے ان کا مقصود الحاح وزاری کے ساتھ دعا کرنا تھا اور الحاح خلاف رضا وتسلیم نہیں بلکہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا میں الحاح کرنا حق تعالیٰ کو پسند ہے تو الحاح تو عین رضا ہے البتہ رضا کے خلاف وہ دعا ہے جس کے قبول نہ ہونے سے دعا کرنے والا ناراض ہو سو معاذ اللہ انبیاء اور مومنین کاملین میں نہ اس کا ثبوت ہے نہ احتمال اور یہ جو فرمایا ہے کہ کیا جنت میں بے مشقت چلے جاؤ گے اس پر یہ شبہ نہ کیا جائے کہ بعض گنہگار تو محض فضل سے جنت میں داخل ہو جائیں گے ان پر کوئی مشقت نہ ہوگی جواب یہ ہے کہ ان کو بھی تھوڑی بہت تو مشقت کرنا پڑی جو ادنیٰ درجہ کی ہے مشقت کے درجات مختلف ہیں جس کا درجہ ادنیٰ نفس وشیطان سے مقابلہ اور مخالفین دین کی مخالفت کر کے اپنے عقائد کا درست کرنا ہے اور یہ ہر مومن کو حاصل ہے آگے اوسط و اعلیٰ درجات ہیں اسی طرح جنت کے بھی مختلف مراتب ہیں جس درجہ کی مشقت ہوگی اسی درجہ کا دخول جنت ہوگا البتہ صحابہ چونکہ درجات عالیہ کے طالب تھے اور ہر مسلمان کو ایسا ہی ہونا چاہئے اس لئے ان درجات کے لئے بڑی بڑی مصیبتیں جھیلنے کو شرط کہا گیا۔

وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا

اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کے لئے۔ اور تم جو کچھ

مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۲۱۵ كُتِبَ عَلَيْكُمُ

بھلائی کرو گے اللہ اس کو خوب جانتا ہے ف۱۔ فرض کر دیا گیا تم پر

الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا

جہاد اور وہ تم کو ناگوار ہے! اور عجب نہیں کہ تم ناگوار سمجھو ایک چیز کو

وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ

اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور عجب نہیں کہ تم پسند کرو ایک چیز کو اور وہ تمہارے حق میں

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۲۱۶ ۧ يَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ

بُری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (اے محمد) تجھ سے پوچھتے ہیں حرمت کے مہینوں کی

الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ وَصَدٌّ

بابت یعنی اس میں لڑائی کرنی! کہہ دے کہ ان میں لڑنا بڑا گناہ ہے اور روکنا

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ق

اللہ کی راہ سے اور اس کو نہ ماننا اور مسجد حرام سے (روکنا) اور اس کے

وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ

لوگوں کو وہاں سے نکال دینا اللہ کے نزدیک اس سے بڑھ کر ہے! اور فساد مار ڈالنے سے

مِنَ الْقَتْلِ ؕ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ

بھی زیادہ ہے اور وہ (کافر) ہمیشہ لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ تم کو لوٹا دیں

ف۱ اہل وعیال اور قرض خواہ کو تنگی میں نہ ڈالو

جو مال اپنی ضروریات سے زائد ہو وہی خرچ کیا جائے۔ اپنے اہل وعیال کو تنگی میں ڈال کر اور ان کے حقوق کو تلف کر کے خرچ کرنا ثواب نہیں۔ اسی طرح جس کے ذمہ کسی کا قرض ہے، قرض خواہ کو ادا نہ کرے اور نفلی صدقات وغیرہ میں اڑائے یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ نہیں۔ ﴿معارف مفتی اعظم﴾

خلاصہ رکوع ۲۶

ع ۲۶ / ۱۰

گمراہی کے خریدار یہود کا تذکرہ اور دنیا کی محبت کس طرح گمراہی کا سبب بنتی ہے۔ دین توحید کی تاریخ بتائی گئی کہ کس طرح ابتداء تاریخ سے حق و باطل کی کشمکش جاری ہے۔ مومنین و منکرین کے لحاظ سے انسانیت کی تقسیم اور ہدایت صرف اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ملتی ہے۔ نصرت خداوندی کے سلسلہ میں مومنین کو تسلی دی گئی۔ صدقات نافلہ اور ان کے مصارف بیان فرمائے گئے۔ قتال کی فرضیت کے ضمن میں بتایا گیا کہ حکم الٰہی کے مقابلہ میں طبعی پسند و ناپسند کی کوئی حیثیت نہیں۔

عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ

تمہارے دین سے اگر مقدور پاویں! اور جو پھرے گا تم میں اپنے دین سے

عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ

پھر مر جاوے ایسی حالت میں کہ وہ کافر ہو تو ایسے لوگ ہیں کہ اکارت

اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

ہو گئے ان کے عمل دنیا اور آخرت میں اور وہ دوزخی ہیں

النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۱۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ف۱۔ جو لوگ ایمان لائے

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ

اور جنہوں نے ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں یہی لوگ

يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۱۸﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ

آس رکھتے ہیں اللہ کی مہر کی! اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (اے محمد) تجھ سے پوچھتے ہیں

عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ

شراب اور جوئے کی بابت! کہہ دے کہ ان دونوں میں گناہ بڑا ہے اور لوگوں کے لئے کچھ

لِلنَّاسِ ۡ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ

فائدے بھی ہیں! اور ان دونوں کا گناہ بڑا ہے ان کے نفع سے ف۲۔ اور تجھ سے

مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ۬ قُلِ الْعَفْوَ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ

پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں! کہہ دے جو بچے! اسی طرح کھول کر بیان کرتا ہے اللہ

ف۱ دنیا میں اعمال کا ضائع کرنا یہ ہے کہ اس کی بی بی نکاح سے نکل جاتی ہے اور اگر کوئی اس کا مسلمان عزیز مرے تو مرتد کو میراث کا حصہ نہیں ملتا وغیرہ وغیرہ اور آخرت میں یہ ہے کہ عبادات کا ثواب نہیں ملتا اور ابدالآباد کے لئے دوزخ میں داخل ہوتا ہے۔

ف۲ شراب سے عقل جاتی رہتی ہے اور وہی سب گناہوں سے روکتی ہے قمار سے مال کی حرص بڑھتی ہے اور حرص سے چوری وغیرہ کی عادت پیدا ہو جاتی ہے۔ تو اس آیت سے ان دونوں کی حرمت فی نفسہ کا بیان کرنا مقصود نہیں تھا بلکہ بعض عوارض کی وجہ سے ان کو چھوڑنے کا مشورہ دیا تھا کہ ان میں نفع اتنا نہیں ہے جتنا نقصان ہو جاتا ہے شراب کا نفع نشہ لذت اور قمار کا نفع تحصیل مال ہے مگر یہ نفع فوری ہے اور اپنے ہی آپ کو ہوتا ہے اور ضرر دیرپا ہے اور دوسروں تک پہنچتا ہے یہی وجہ تھی کہ اس آیت کو سن کر بعض نے تو فوراً دونوں کو ترک کر دیا اور بعضوں نے کہا کہ جب حرام نہیں تو ان مفاسد کا ہم کچھ انتظام کر کے نفع حاصل کرنے کو استعمال کر سکتے ہیں۔ اگر یہ عنوان آیت بیان حرمت کے لئے ہوتا تو اہل لسان بکثرت اتنی بڑی غلطی میں نہ پڑتے پھر اس آیت کے بعد کسی صحابی نے شراب پی کر نماز پڑھی اور غلط پڑھی تو نماز کے اوقات میں پینا بالکل ممنوع ہو گیا پھر بعد چندے مطلقاً حرام کر دی گئی اور یہی آخری حکم ہے جس نے پہلے احکام کو منسوخ کر دیا۔

لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢١٩﴾ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ

تم سے حکم! تاکہ تم فکر کرو دنیا اور آخرت کے بارے میں

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ۭ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ۭ وَاِنْ

اور تجھ سے پوچھتے ہیں یتیموں کی بابت! کہہ دے کہ ان کے لئے بہتری کا کام کرنا بہتر ہے اور اگر

تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ

تم ان سے مل جل کر رہو تو تمہارے بھائی ہیں! اور اللہ جانتا ہے بگاڑنے والے

الْمُصْلِحِ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ

اور سنوارنے والے کو! اور اگر اللہ چاہتا تو تم کو مشکل میں ڈال دیتا! بیشک اللہ زبردست

حَكِيْمٌ ﴿٢٢٠﴾ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۭ

حکمت والا ہے اور نہ نکاح کرو مشرک عورتوں سے جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آویں!

وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ

اور بیشک مسلمان باندی اچھی ہے شرک کرنے والی عورت سے اگرچہ وہ تم کو بھلی معلوم ہو!

وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۭ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ

اور اپنی عورتوں کا نکاح نہ کرو مشرکوں سے جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آویں! اور بیشک مسلمان

خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ يَدْعُوْنَ اِلَى

غلام بہتر ہے شرک کرنے والے سے اگرچہ وہ تم کو بھلا لگے! وہ تو بلاتے ہیں

النَّارِ ښ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ

دوزخ کی طرف ف١! اور اللہ بلاتا ہے جنت اور بخشش کی جانب اپنے حکم سے۔

ف١ عبداللہ بن رواحہؓ کا واقعہ
ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن رواحہ کی ایک بدصورت لونڈی تھی۔ ایک دن عبداللہ نے اس پر خفا ہو کر اس کے طمانچہ مار دیا (لیکن) پھر گھبرائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ قصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ آپ نے پوچھا کہ عبداللہ! اس کی حالت کیا ہے؟ عرض کیا وہ کلمہ پڑھتی ہے اشھد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ اور رمضان شریف کے روزے رکھتی ہے، اچھی طرح وضو کرتی ہے، نماز پڑھتی ہے۔ حضرت نے فرمایا پھر وہ تو مومنہ ہے۔ عبداللہ بولے یا رسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ میں اسے آزاد کر کے اس سے اپنا نکاح کرلوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ بعض مسلمانوں نے ان کو طعنہ دیا اور کہا کہ کیا لونڈی سے شادی کرتے ہو اور ایک حرہ مشرکہ عورت ان کو دکھلائی (کہ اس سے شادی کرلو) اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور بطور قیاس کے اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ خوش اخلاق نیک بخت عورت اگرچہ کنگال، بدصورت ہو نکاح کرنے میں اس عورت سے بہتر ہے جو بدکار بد اخلاق ہو اگرچہ یہ دولت مند خوبصورت ہو۔

بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۲۱﴾ ع

اور کھول کر بیان فرماتا ہے اپنے احکام لوگوں کے لئے تاکہ وہ ہوشیار ہو جاویں

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ

اور تجھ سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم! ف۱ کہہ دے کہ وہ گندگی ہے

فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِى الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ

سو تم الگ رہو عورتوں سے حیض کے وقت اور ان کے پاس نہ جاؤ

حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ

جب تک کہ پاک نہ ہولیں ! پھر جب وہ نہا دھو لیں تو آؤ ان کے

حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ

پاس جدھر سے تم کو حکم دیا ہے اللہ نے ! بیشک اللہ دوست رکھتا ہے توبہ کرنے والوں کو اور محبت رکھتا ہے

الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿۲۲۲﴾ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۠ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ

صاف رہنے والوں سے۔ تمہاری بیبیاں تمہاری کھیتیاں ہیں تو آؤ اپنی کھیتی میں

اَنّٰى شِئْتُمْ ۫ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

جس طرح چاہو ف۲ اور پہلے بھیج دو اپنے لئے اور ڈرو اللہ سے اور جانے رہو

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۲۳﴾

کہ تم اس سے ملنے والے ہو ! اور (اے محمد) خوشخبری سُنا دے ایمان والوں

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا

کو اور لوگو نہ بنا لو اللہ کو مانع اپنی قسموں کے باعث کہ نہ سلوک کرو

---

۲۷ ع ۵ ۱۱

خلاصہ رکوع ۲۷

کفار کی ایک نکتہ چینی کا جواب۔ قتال کے بارہ میں ایک وضاحت فرمائی گئی پھر مرتد کی سزا ذکر کی گئی۔ جہاد وہجرت کا اجر ذکر کیا گیا۔ شراب جوئے کی حرمت کے تدریجی اقدام فرمائے گئے۔ نفلی صدقات کی حدود ذکر فرمائی گئی۔ یتیم کی کفالت اور اس کے مال میں احتیاط کا حکم دیا گیا۔ مشرک مرد وعورت سے نکاح کی ممانعت اور اس کی علت بیان کی گئی۔

ف۱ حائضہ بیوی کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر دھویا کرتی۔ آپ میری گود میں ٹیک لگا کر لیٹ کر قرآن شریف کی تلاوت فرماتے حالانکہ میں حیض سے ہوتی تھی۔ میں ہڈی چوستی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی ہڈی کو وہیں منہ لگا کر چوستے تھے۔ میں پانی پیتی تھی پھر گلاس آپ کو دیتی، آپ بھی وہیں منہ لگا کر اسی گلاس سے وہی پانی پیتے اور میں اس وقت حائضہ ہوتی تھی۔ (تفسیر ابن کثیر)

ف۲ شانِ نزول:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو اس پر یہ آیت اتری، یعنی اس سے مقصود اصلی صرف نسل کا باقی رکھنا اور اولاد کا پیدا ہونا ہے۔ سو تم کو اختیار ہے آگے سے یا کروٹ سے یا پسِ پشت سے پڑ کر یا بیٹھ کر جس طرح چاہو مجامعت کرو، مگر یہ ضرور ہے کہ تخم ریزی اسی خاص موقع میں ہو جہاں پیداواری کی امید ہو، یعنی مجامعت خاص فرج ہی میں ہو۔ لواطت ہرگز ہرگز نہ ہو۔ یہود کا خیال غلط ہے کہ اس سے بچہ احول (بھینگا) پیدا ہوتا ہے۔ (تفسیر حقانی)

وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ

اور نہ پرہیزگار بنو اور نہ ملاپ کراؤ آدمیوں میں ! اور اللہ سنتا

عَلِيْمٌ ﴿۲۲۴﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ

جانتا ہے نہیں پکڑ کرے گا تم سے اللہ تمہاری قسموں میں بلا ارادہ قسم پر !ف۱

وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ۗ وَاللّٰهُ

لیکن پکڑ کرے گا ان قسموں پر جن کا ارادہ کیا تمہارے دلوں نے اور اللہ

غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۲۵﴾ لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ

بخشنے والا بردبار ہے ان لوگوں کے لئے جو قسم کھالیں اپنی عورتوں سے علیحدہ رہنے کی

اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲۶﴾

چار مہینہ کی مہلت ہے ! پھر اگر رجوع کرلیں تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے

وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۷﴾ وَالْمُطَلَّقٰتُ

اور اگر ٹھان لیں طلاق کی تو اللہ سننے والا واقف کار ہے۔ف۲ اور وہ عورتیں

يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ۗ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ

کہ جن کو طلاق دی گئی ہو روکے رکھیں اپنے آپ کو تین حیض ! اور ان کو جائز نہیں کہ چھپا رکھیں

اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ

اس کو جو اللہ نے پیدا کیا ان کے پیٹ میں اگر وہ ایمان

يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۗ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ

رکھتی ہیں اللہ اور روز آخرت پر ! اور ان کے شوہر زیادہ حق دار ہیں ان کے

ف۱ لغو قسم کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ کبھی گزری ہوئی بات پر جھوٹی قسم بلا قصد نکل گئی یا نکلی تو ارادہ سے مگر وہ اس کو اپنے گمان میں سچی سمجھتا ہے یا آئندہ کے متعلق اس طرح قسم نکل گئی کہ کہنا کچھ چاہتا ہے اور بے ارادہ منہ سے قسم ہی نکل گئی اس میں گناہ نہیں ہوتا اس واسطے اس کو لغو کہتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں جس قسم پر گناہ اور مواخذہ ہونے کا ذکر فرمایا ہے یہ وہ قسم ہے جو قصداً جھوٹی سمجھ کر جان بوجھ کر کھائی ہو اس کو غموس کہتے ہیں اس میں گناہ سخت ہوتا ہے مگر امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس میں کفارہ نہیں آتا اور پہلی صورت میں جس کو لغو کہا جاتا ہے نہ گناہ ہے نہ کفارہ اس آیت میں ان ہی دونوں کا ذکر ہے اور دوسرے معنی لغو کے یہ ہیں کہ جس میں کفارہ نہ ہو اس معنی کے اعتبار سے لغو میں غموس بھی داخل ہے کیونکہ اس میں بھی کفارہ نہیں گو گناہ ہے اور اس کے مقابلہ میں وہ قسم ہے جس میں کفارہ آتا ہے جس کو منعقدہ کہتے ہیں اس کی حقیقت یہ ہے کہ آئندہ کے متعلق قصد کر کے یوں قسم کھائی کہ میں فلاں کام کروں گا یا نہ کروں گا اس میں قسم توڑنے سے کفارہ لازم آتا ہے اس کا بیان سورہ مائدہ میں آئے گا۔

ف۲ مسئلہ: اگر کوئی قسم کھائے کہ اپنی بی بی سے صحبت نہ کروں گا اس کی چار صورتیں ہیں ایک یہ کہ کوئی مدت معین نہ کرے دوم یہ کہ چار ماہ کی مدت کی قید لگادے تیسرے یہ کہ چار ماہ سے زیادہ مدت کی قید لگادے چوتھی یہ کہ چار ماہ سے کم مدت کا نام لے پہلی اور دوسری اور تیسری صورت کو شریعت میں ایلاء کہتے ہیں اس کا حکم یہ ہے کہ اگر چند ماہ کے اندر اپنی قسم توڑ ڈالی اور بیوی کے پاس چلا گیا تو قسم کا کفارہ دے اور نکاح باقی ہے اور اگر چار ماہ گزر گئے اور قسم نہ توڑی تو اس عورت پر طلاق بائن پڑ گئی

بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ۭ وَلَهُنَّ مِثْلُ

لوٹا لینے کے اس مُدت میں اگر چاہیں اچھی طرح رکھنا ! اور عورتوں کا بھی

الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ

حق ہے جیسا کہ (مردوں کا) حق ہے دستور کے مطابق اور مردوں کو عورتوں پر

دَرَجَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۲۲۸ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۠ فَاِمْسَاكٌۢ

فوقیت ہے و۱ اور اللہ زبردست (اور) حکمت والا ہے ! طلاق دو ہی مرتبہ ہے پھر یا تو روک

بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ۭ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ

رکھنا ہے دستور کے موافق یا رخصت کر دینا ہے سلوک کر کے ! اور تم کو ناجائز ہے کہ

تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـــًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا

تم لے لو اس مال میں سے جو تم نے اُن کو دیا ہے کچھ بھی ! مگر اس

حُدُوْدَ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا

وقت کہ دونوں خوف کریں اس امر کا کہ نہ قائم رکھ سکیں گے اللہ کا حکم ! پس اگر

جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ۭ تِلْكَ حُدُوْدُ

تم کو خوف ہے کہ نہ قائم رکھ سکیں گے وہ دونوں اللہ کے حکم کو تو کچھ گناہ نہیں ان پر اس صورت میں کہ

اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْھَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰۗىِٕكَ

بدلا دیدے عورت ! یہ اللہ کی حدیں ہیں سو ان سے آگے نہ بڑھو اور جو آگے بڑھیں گے اللہ کی حدوں

ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۲۲۹ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ

سے تو وہی لوگ ظالم ہیں ۔ پھر اگر عورت کو طلاق دیدے تو اس کے بعد وہ عورت اس کو حلال نہیں

یعنی بلا نکاح رجوع نہیں ہو سکتا البتہ اگر دونوں رضامندی سے پھر نکاح کر لیں تو درست ہے اور حلالہ کی ضرورت نہ ہوگی اور چوتھی صورت ایلاء نہیں اگر قسم توڑی کفارہ لازم ہوگا اور قسم پوری کر دی جب بھی نکاح باقی ہے۔

خلاصہ رکوع ۲۸

عورتوں کے خاص احکام حیض اور جماع کے
۲۸ بارہ میں احکام دیئے گئے۔ اللہ کے نام
ع ۷ کی حرمت اور معتبر و غیر معتبر قسم کو ذکر کیا
۱۲ گیا۔ عورتوں سے ایلاء اور طلاق کا
قانون ذکر فرمایا گیا۔ مطلقہ کی عدت اور طلاق کے مسائل ذکر فرمائے گئے۔

و۱ خطبہ حجۃ الوداع میں بیان کئے گئے عورتوں کے حقوق

صحیح مسلم میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے اپنے خطبہ میں فرمایا، لوگو! عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو۔ تم نے اللہ کی امانت سے انہیں لیا ہے اور اللہ کے کلمہ سے ان کی شرمگاہوں کو اپنے لئے حلال کیا ہے۔ عورتوں پر تمہارا یہ حق ہے کہ وہ تمہارے فرش پر کسی ایسے کو نہ آنے دیں جس سے تم ناراض ہو۔ اگر وہ ایسا کریں تو انہیں مارو لیکن ایسی مار نہ ہو کہ ظاہر ہو۔ ان کا تم پر یہ حق ہے کہ انہیں اپنی بساط کے مطابق کھلاؤ پلاؤ، پہناؤ اڑھاؤ، ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہماری عورتوں کے ہم پر کیا حق ہیں؟ آپؐ نے فرمایا جب تم کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ جب تم پہنو تو اسے بھی پہناؤ، اس کے منہ پر نہ مارو اسے گالیاں نہ دو اس سے روٹھ کر اور کہیں نہ بھیج دو، ہاں گھر میں ہی رکھو، اسی آیت کو پڑھ کر حضرت ابن عباسؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں پسند کرتا ہوں کہ اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لئے میں بھی اپنی زینت کروں جس طرح وہ مجھے خوش کرنے کے لئے اپنا بناؤ سنگھار کرتی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا

جب تک کہ وہ نکاح نہ کرے دوسرے شوہر سے پھر اگر (دوسرا شوہر) اس کو طلاق دیدے تو

جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ

دونوں پر کچھ گناہ نہیں کہ پھر مل جاویں اگر خیال کریں کہ قائم رکھ سکیں گے

اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾

اللہ کے احکام! ول اور یہ اللہ کے احکام ہیں جن کو کھول کھول کر بیان فرماتا ہے ان لوگوں کے لئے جو سمجھتے ہیں

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ

اور جب طلاق دیدی تم نے عورتوں کو پھر وہ پہنچ گئیں اپنی عدت تک تو روک رکھو ان کو

بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۠ وَّلَا تُمْسِكُوْهُنَّ

دستور کے مطابق یا ان کو رخصت کرو اچھی طرح! اور نہ روکے رہو ان کو ستانے

ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ

کے لئے کہ زیادتی کرنے لگو و۲ اور جو ایسا کرے گا تو بیشک اس نے اپنے اوپر

نَفْسَهٗ ؕ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۫ وَّاذْكُرُوْا

ظلم کیا! اور نہ بناؤ اللہ کے احکام کو ہنسی! اور یاد کرو

نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ

اللہ کا احسان جو تم پر ہے اور جو اتاری اُس نے تم پر کتاب

وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ

اور کام کی باتیں کہ تم کو نصیحت کرتا ہے ان سے! اور ڈرو اللہ سے اور جانے رہو

ول اس آیت نے ایک ہدایت تو یہ دی ہے کہ اگر طلاق دینی ہی پڑ جائے تو زیادہ سے زیادہ دو طلاقیں دینی چاہئیں، کیونکہ اس طرح میاں بیوی کے درمیان تعلقات بحال ہونے کا امکان رہتا ہے۔ چنانچہ عدت کے دوران شوہر کو طلاق سے رجوع کرنے کا حق رہتا ہے اور عدت کے بعد دونوں کی باہمی رضامندی سے نیا نکاح نئے مہر کے ساتھ ہوسکتا ہے۔ لیکن جیسا کہ اگلی آیت میں فرمایا گیا ہے، تین طلاقوں کے بعد دونوں راستے بند ہو جاتے ہیں اور تعلقات کی بحالی کا کوئی طریقہ باقی نہیں رہتا۔ دوسری ہدایت یہ دی گئی ہے کہ شوہر طلاق سے رجوع کا فیصلہ کرے یا علیحدگی کا، دونوں صورتوں میں معاملات خوش اسلوبی سے طے کرنے چاہئیں۔ عام حالات میں شوہر کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ طلاق کے بدلے مہر واپس کرنے یا معاف کرنے کا مطالبہ کرے۔ ہاں اگر طلاق کا مطالبہ عورت کی طرف سے ہو اور شوہر کی کسی زیادتی کے بغیر ہو، مثلاً بیوی شوہر کو پسند نہ کرتی ہو اور اس بنا پر دونوں کو یہ اندیشہ ہو کہ وہ خوشگواری کے ساتھ نکاح کے حقوق ادا نہ کرسکیں گے تو اس صورت میں یہ جائز قرار دے دیا گیا ہے کہ عورت مالی معاوضے کے طور پر مہر یا اس کا کچھ حصہ واپس کردے یا اگر اس وقت تک وصول نہ کیا ہو تو معاف کردے۔

و۲ جاہلیت میں ایک ظالمانہ طریقہ یہ تھا کہ لوگ اپنی بیویوں کو طلاق دیتے اور جب عدت گزرنے کے قریب ہوتی تو رجوع کر لیتے، تاکہ وہ دوسرا نکاح نہ کر سکے پھر اس کے حقوق ادا کرنے کے بجائے کچھ عرصہ کے بعد پھر طلاق دیتے اور عدت گذرنے سے پہلے پھر رجوع کر لیتے اور اس طرح وہ غریب بیچ میں لٹکی رہتی، نہ کسی اور سے نکاح کرسکتی اور نہ شوہر سے اپنے حقوق حاصل کرسکتی۔ یہ آیت اس ظالمانہ طریقے کو حرام قرار دے رہی ہے۔

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٢٣١﴾ وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ

کہ اللہ ہر چیز کو جانتا ہے ف۱ اور جب تم طلاق دیدو اپنی بیبیوں کو پھر پہنچ جاویں

أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ أَنْ يَّنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ

وہ اپنی عدّت کو تو نہ روکو اُنہیں اس سے کہ وہ نکاح کرلیں اپنے شوہروں سے

إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ط ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ

جب وہ راضی ہوجاویں آپس میں جائز طور پر! یہ نصیحت اس کو کی

مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ط ذٰلِكُمْ

جاتی ہے جو تم میں ایمان رکھتا ہے اللہ اور روزِ آخرت پر! یہ تمہارے

أَزْكٰى لَكُمْ وَأَطْهَرُ ط وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٣٢﴾

واسطے بڑی پاکیزگی اور بڑی صفائی کی بات ہے! اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ ف۲

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ

اور مائیں دودھ پلائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس جو کوئی

لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ط وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ

چاہے کہ پوری کرے دودھ کی مدت! اور (باپ) پر کہ جس کا وہ بچہ ہے اُن (دودھ پلائیوں) کا

رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ط لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ

کھانا اور کپڑا ہے دستور کے مطابق! نہ تکلیف دی جاوے کسی کو مگر اُس کی گنجائش کے

إِلَّا وُسْعَهَا ج لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ

موافق! نہ نقصان دیا جاوے ماں کو اُس کے بچہ کی وجہ سے اور نہ باپ کو کہ جس کا وہ بچہ ہے

٢٩ ع ٣ ١٢

خلاصہ رکوع ٢٩

طلاق ورجوع کے ضروری مسائل اور خلع کی وضاحت۔ تین طلاق دینے کا نتیجہ عائلی قوانین اور طلاق کے بارہ میں تین خصوصی حکم دیئے گئے۔

ف۱ مسئلہ: ہزل اور خطا میں فرق ہے ہزل تو یہ ہے کہ بات ارادہ اور قصد سے کہی جائے لیکن ہنسی کرنا مقصود ہو اس کے موثر ہونے کا قصد نہ ہو سو طلاق اور چند معاملات ایسے ہیں کہ وہ اس صورت میں کلام کرتے ہی فوراً واقع ہو جاتے ہیں اور خطا کی صورت یہ ہے کہ کہنا کچھ اور تھا زبان بچل گئی اور منہ سے لفظ طلاق نکل گیا فتح القدیر میں لکھا ہے کہ اس میں عنداللہ طلاق نہ ہوگی ١٢

ف۲ بعض جگہ تو خود شوہر ہی طلاق دینے کے بعد جب وہ کہیں دوسری جگہ نکاح کرنا چاہتی تو اپنی ذلت سمجھ کر نکاح نہ کرنے دیتا اور بعض جگہ عورت کے دوسرے عزیز و اقارب اپنی کسی دنیوی غرض سے اس کو نکاح نہ کرنے دیتے اور ایک جگہ ایسا ہوا کہ عورت مطلقہ اور اس کا پہلا شوہر دونوں نکاح کرنے پر پھر رضامند ہو گئے تھے مگر عورت کے بھائی نے غصہ میں آ کر روکا تھا اس آیت میں سب صورتیں داخل ہیں اور ہر صورت میں روکنا ممنوع ہے اور یہ جو فرمایا کہ اس میں پاکی اور صفائی ہے تو اس کی عام وجہ تو یہ ہے کہ احکام الٰہی کا ماننا ہمیشہ سبب ہوتا ہے گناہوں سے پاک صاف رہنے کا اور خاص وجہ یہ ہے کہ ایسے موقع پر جب کہ عورت و مرد باہم دگر ایک دوسرے کی طرف راغب ہوں پاکی اور صفائی اسی میں ہے کہ نکاح سے نہ روکا جائے ورنہ خرابی اور فتنہ اور آلودگی کا اندیشہ ہے البتہ اگر بے قاعدہ نکاح ہو اس سے روکنا نکاح سے روکنا نہیں کیونکہ وہ نکاح ہی کہاں ہوا جب بے قاعدہ ہے۔

بِوَلَدِهٖ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا

اُس کے بچہ کے باعث! اور وارث پر بھی ایسا ہی لازم ہے پھر اگر وہ

فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ

دونوں چاہیں دُودھ چھڑانا اپنی مرضی اور صلاح سے تو

عَلَيْهِمَا ۗ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ

ان پر کچھ گناہ نہیں۔ا ور اگر تم چاہو کہ (کسی دایہ سے) دودھ پلواؤ اپنی اولاد کو

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ۗ

تو تم پر کچھ گناہ نہیں جب کہ حوالے کر دو جو تم نے دینا کیا تھا دستور کے موافق!

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۳﴾

اور ڈرو اللہ سے اور جانے رہو کہ اللہ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھ رہا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ

اور جو لوگ کہ مرجاویں تم میں اور چھوڑ جاویں بیبیاں (تو) وہ بیبیاں روکے

بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ

رکھیں اپنے آپ کو چار مہینے اور دس دن ! پھر جب پہنچ چکیں اپنی عدت کو

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۗ

تو تم پر کچھ گناہ نہیں جو وہ کریں اپنے حق میں جائز طور پر!

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۳۴﴾ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ

اللہ اس سے جو تم کرتے ہو خبردار ہے ول اور تم پر کچھ گناہ نہیں

ول جس کا خاوند مر جائے اس کو عدت کے اندر خوشبو لگانا' سنگھار کرنا سرمہ اور تیل بلاضرورت مرض کے لگانا ' مہندی لگانا' رنگین کپڑے پہننا درست نہیں اور دوسرے نکاح کی صاف بات چیت کرنا بھی عدت کے اندر درست نہیں اور رات کو دوسرے گھر میں رہنا بھی درست نہیں اور یہی حکم ہے اس عورت کا جس پر طلاق بائن پڑی ہو جس میں رجعت درست نہیں مگر اس کو شوہر کے گھر سے نکلنا بھی درست نہیں سخت مجبوری ہو تو خیر۔

مسئلہ: اگر خاوند کی وفات چاند رات کو ہوئی ہے تب تو یہ عدت چاند کے حساب سے پوری کی جائیگی ہر مہینہ چاہے انتیس کا ہو یا تیس کا اور اگر چاند رات کے بعد وفات ہوئی ہے تو ایک سو بیس دن پورے کئے جائیں گے ہر مہینہ تیس دن کا لیا جائے گا اس مسئلہ سے بہت لوگ غافل ہیں اور جس وقت وفات ہوئی تھی جب وہی یہ مدت گذر کر آئے گا تب عدت ختم ہوگی۔

فِيمَا عَرَّضْتُم بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنتُمْ

جو پردے میں کہو پیغام نکاح ان عورتوں سے یا چھپائے رکھو

فِي أَنفُسِكُمْ ۚ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلَٰكِن

اپنے دلوں میں! جانتا ہے اللہ کہ تم انکا دھیان کروگے لیکن ان سے

لَّا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّا أَن تَقُولُوا قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۚ

وعدہ نہ کر رکھو چپکے چپکے مگر یہی کہ کہہ دو ایک بات جائز طور پر!

وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ ۚ

اور نہ باندھو نکاح کی گرہ جب تک کہ نہ پہنچ جاوے میعاد مقرر اپنے اختتام پر!

وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ ۚ

اور جانتے رہو کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے تو اس سے ڈرتے رہو۔

وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿٢٣٥﴾ لَّا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ

اور جانتے رہو کہ اللہ بخشنے والا بردبار ہے ف۱ تم پر کچھ گناہ نہیں

إِن طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا

اگر طلاق دیدو عورتوں کو جب تک کہ ان کو ہاتھ تک نہیں لگایا یا نہ ٹھہرایا ہو

لَهُنَّ فَرِيضَةً ۚ وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ

ان کے لئے مہر۔ اور ان کے ساتھ سلوک کر دو مقدور والے پر اس کے موافق ہے

وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى

اور بے مقدور پر اس کے موافق! سلوک ہو دستور کے مطابق ! یہ لازم ہے

ف۱ یہاں عدت کے اندر چار فعل مذکور ہیں دو زبان کے اور دو دل کے اور ہر ایک کا حکم جدا ہے اول زبان سے صراحۃً پیغام نکاح دینا یہ حرام ہے لاتواعدوھن میں اس کا ذکر ہے دوم زبان سے اشارۃً کہنا یہ جائز ہے لاجناح علیکم اور قولاً معروفا میں اس کا ذکر ہے سوم دل سے یہ ارادہ کرنا کہ ابھی یعنی عدت کے اندر نکاح کرلیں گے یہ بھی حرام ہے کیونکہ عدت کے اندر نکاح کرنا حرام ہے اور حرام کا ارادہ بھی حرام ہے۔ لاتعزموا میں اس کا ذکر ہے چہارم دل سے یہ ارادہ کرنا کہ عدت کے بعد نکاح کریں گے یہ جائز ہے اکننتم فی انفسکم میں اس کا ذکر ہے

خلاصہ رکوع ۳۰

عورت کے ذاتی حقوق کا تحفظ اور اس بارہ میں نصائح ذکر فرمائی گئیں۔ نومولود بچے کی پرورش کے بارہ میں دستورالعمل بیان کیا گیا۔ بیوہ عورت کی عدت اور دوران عدت پیغام نکاح سے متعلق ہدایات دی گئیں۔ آخر میں نافرمانی سے بچنے کا نسخہ ذکر فرمایا گیا۔

ع ۳۰ / ۴ / ۱۴

صحبت وخلوت سے پہلے طلاق کی دو صورتیں ہیں یا تو نکاح کے وقت مہر مقرر نہیں ہوا یا ہوا ہے پہلی صورت کا حکم اول بیان ہوتا ہے۔

الْمُحْسِنِينَ ﴿٢٣٦﴾ وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ

نیک لوگوں پر ف۱۔ اور اگر تم نے ان کو طلاق دی اس سے پہلے کہ

تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ

ان کو ہاتھ لگاؤ اور تم ٹھہرا چکے تھے ان کے لئے مہر تو (لازم ہے) آدھا

مَا فَرَضْتُمْ إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ

اس مقدار کا جو ٹھہرائی تھی مگر یہ کہ چھوڑ بیٹھیں عورتیں یا چھوڑ بیٹھے وہ مرد کہ جن کے ہاتھ میں

عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۚ وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۚ وَ

عقد نکاح ہے ! اور یہ بات کہ تم چھوڑ دو زیادہ قریب ہے پرہیز گاری کے !

لَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ

اور نہ بھولو آپس میں احسان کرنا ! بیشک اللہ جو کچھ تم کرتے ہو

بَصِيرٌ ﴿٢٣٧﴾ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ

دیکھ رہا ہے ف۲۔ تقید رکھو تمام نمازوں کا اور درمیانی نماز کا ! اور کھڑے

وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ ﴿٢٣٨﴾ فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا ۚ

رہو اللہ کے آگے مؤدب پھر اگر تم خوف زدہ ہو تو (پڑھ لو)

فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا

پیدل یا سوار ! پھر جب مطمئن ہوجاؤ تو یاد کرو اللہ کو جس طرح تم کو سکھایا ہے

تَعْلَمُونَ ﴿٢٣٩﴾ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ

جو تم نہ جانتے تھے۔ اور جو لوگ تم میں مر جاویں اور چھوڑ جاویں بیبیاں (تو ان کو چاہیے کہ وہ)

ف۱ اگر نکاح کے وقت مہر مقرر نہ کیا جائے نکاح ہو جاتا ہے۔ مسئلہ: اگر ایسی عورت کو قبل صحبت اور خلوت صحیحہ کے طلاق دے دی تو کچھ مہر دینا نہیں پڑتا بلکہ ایک جوڑا تین کپڑوں کا جس میں ایک کرتا ہو ایک سربند اور ایک اتنی بڑی چادر جس میں سر سے پاؤں تک لپٹ سکے واجب ہوتا ہے اور صحیح قول یہ ہے کہ اس جوڑا میں مرد کی حیثیت معتبر ہے اور ایسی عورت کے لئے یہ جوڑا قائم مقام مہر کے ہے۔ مسئلہ: یہ جوڑا پانچ درم سے کم قیمت کا نہ ہو۔ اور اس عورت کے خاندانی مہر کے نصف سے زیادہ نہ ہو۔

ف۲ مسئلہ: جس عورت کا مہر نکاح کے وقت مقرر کیا ہوا ہو اور اس کو قبل صحبت وخلوت صحیحہ کے طلاق دے دی ہو تو مقرر کئے ہوئے مہر کا آدھا مرد کے ذمہ واجب ہوگا البتہ اگر عورت معاف کر دے یا مرد پورا مہر دے دے تو اختیاری بات ہے۔ مسئلہ: کسی کے ساتھ رعایت سلوک واحسان کرنا یا اپنا حق مہر معاف کر دینا بہت اچھا ہے اور اس کا موجب ثواب ہونا ظاہر اور معلوم ہے لیکن کسی خاص وجہ سے کبھی معاف نہ کرنا اور رعایت نہ کرنا بہتر ہوتا ہے مثلاً یہ کہ رعایت کرنے والا یا مہر معاف کرنے والی خود مفلس ہے اور معاف کرنے والے کو تنگدستی پر صبر نہ ہو سکے گا اور خود کسی معصیت سوال وغیرہ میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ہے ایسی صورت میں رعایت کرنا اور معاف کرنا جائز نہیں عورتیں خصوصاً اس مسئلہ سے بہت غافل ہیں ہر حالت میں مہر معاف کر دینے ہی کو ثواب سمجھتی ہیں کسی شے کا فی نفسہ اچھا ہونا اور کسی عارض کی وجہ سے اچھا نہ رہنا اس میں کچھ تعارض نہیں۔

أَزْوَاجًا ۚ وَصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِم مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ ۚ فَإِنْ

وصیت کر مریں اپنی بیبیوں کے لئے سلوک کرنے کی ایک سال تک بلا نکالنے کے ! پھر اگر

خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ فِي أَنفُسِهِنَّ مِن

وہ خود نکل جاویں تو تم پر کچھ گناہ نہیں جوکچھ وہ کریں اپنے حق میں جائز

مَّعْرُوفٍ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٤٠﴾ وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ ۖ

طور پر ! اللہ زبردست حکمت والا ہے اور طلاق پانے والی عورتوں کے لئے سلوک ہے

حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ﴿٢٤١﴾ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ

دستور کے مطابق ! یہ حق ہے پرہیزگاروں پر۔ اسی طرح کھول کر سناتا ہے اللہ تمہارے لئے اپنے احکام

تَعْقِلُونَ ﴿٢٤٢﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ

تا کہ تم سمجھو! و۱ کیا تم نے نظر نہیں کی اُن کے حال پر جو نکلے اپنے گھروں سے اور وہ ہزاروں تھے

حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللَّهُ مُوتُوا ثُمَّ أَحْيَاهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ

موت کے ڈر کے مارے۔ پھر کہا ان کو اللہ نے کہ مرجاؤ پھر ان کو جلا اٹھایا ! بیشک اللہ

لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٢٤٣﴾

بڑا مہربان ہے لوگوں پر لیکن اکثر آدمی شکر نہیں کرتے و۲

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٤٤﴾ مَّن

اور لڑو اللہ کی راہ میں اور جانتے رہو کہ اللہ سنتا اور جانتا ہے۔

ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا

کون ایسا ہے جو اللہ کو قرض دے اچھا قرض کہ بڑھاوے گا اس کے قرض کو اس کے لئے

و۱

مطلقات کی چار قسمیں ہیں ایک وہ جس کو قبل دخول کے طلاق دی گئی ہو اور مہر مقرر نہ ہو اس کو جوڑا دینا واجب ہے دوسرے وہ جس کو طلاق قبل دخول کے دی گئی ہو اور مہر مقرر ہو اس کو آدھا مہر دینا واجب ہے ان دونوں کا ذکر اوپر آ چکا ہے تیسرے وہ جس کو دخول کے بعد طلاق دی گئی ہو اور مہر مقرر ہو اس کو پورا مہر جو مقرر ہے دینا واجب ہے چوتھی وہ جس کو دخول کے بعد طلاق دی گئی ہو اور مہر مقرر نہ ہو اس کو خاندانی مہر پورا دینا واجب ہے۔

خلاصہ رکوع ۳۱

مطلقہ خاتون کیلئے مہر کا قانون دیا گیا اور عورتوں کے بارہ میں احسان ومروت کی تعلیم دی گئی۔ حقوق اللہ
۳۱ میں سے نماز کی پابندی کرنے
ع ۷ کی تاکید۔ حالت جنگ میں
۱۵ نماز کا حکم دیا گیا۔ بیوہ کی عدت اور نان نفقہ کے بارہ میں ہدایت دی گئیں۔ آخر میں ایسی عورت کا حق ذکر کیا گیا جو رخصتی کے بعد مطلقہ ہو گئی ہو۔

و۲ موت اور مسئلہ تقدیر

مسئلہ: اگر کوئی شخص موت سے فرار کیلئے نہیں بلکہ اپنی کسی ضرورت سے دوسری جگہ چلا جائے تو وہ اس ممانعت میں داخل نہیں۔ اسی طرح اگر کسی شخص کا عقیدہ اپنی جگہ پختہ ہو کہ یہاں سے دوسری جگہ چلا جانا مجھے موت سے نجات نہیں دے سکتا اگر میرا وقت آ گیا ہے تو جہاں جاؤں گا موت لازمی ہے اور وقت نہیں آیا تو یہاں رہنے سے بھی موت نہیں آئے گی۔ یہ عقیدہ پختہ رکھتے ہوئے محض آب و ہوا کی تبدیلی

كَثِيْرَةً ۭ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۠ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۴۵﴾ اَلَمْ تَرَ

کئی گنا! اور اللہ ہی تنگ دست کرتا ہے اور کشائش دیتا ہے! اور تم اسی کی طرف لوٹو گے۔ وا

اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِىْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِىٍّ

کیا نظر نہیں کی تم نے بنی اسرائیل کی ایک جماعت کے حال پر موسیٰ کے بعد! جب انہوں نے کہا

لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ قَالَ هَلْ

اپنے نبی سے کہ مقرر کردو ہمارے لئے ایک بادشاہ کہ ہم لڑیں اللہ کی راہ میں نبی نے کہا! کیا

عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ۭ قَالُوْا

عجب ہے کہ اگر فرض ہو جاوے تم پر جہاد تو تم نہ لڑو! وہ بولے کہ ہمارے لئے

وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ

کیا عذر ہے کہ ہم نہ لڑیں اللہ کی راہ میں حالانکہ ہم نکالے جا چکے ہیں اپنے

دِيَارِنَا وَاَبْنَاۗىِٕنَا ۭ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا

گھروں سے اور اپنے بال بچوں سے! پھر جب فرض ہو گیا ان پر جہاد (تو) روگرداں ہو گئے سوائے

قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۴۶﴾ وَقَالَ لَهُمْ

ان میں سے چند آدمیوں کے! اور اللہ جانتا ہے گنہگاروں کو اور کہا اُن سے اُن کے

نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ۭ قَالُوْٓا اَنّٰى

پیغمبر نے کہ اللہ نے مقرر کیا ہے تمہارے لئے طالوت کو بادشاہ! بولے کہ کیوں کر

يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ

ہو سکتی ہے اس کو حکومت ہمارے اوپر حالانکہ ہم حکومت کے زیادہ حق دار ہیں اس سے اور وہ تو

کیلئے یہاں سے چلا جائے تو وہ بھی ممانعت سے مستثنیٰ ہے۔ اسی طرح کوئی کسی ضرورت سے اس جگہ میں داخل ہو جہاں وبا پھیلی ہوئی ہے اور عقیدہ اس کا پختہ ہو کہ یہاں آنے سے موت نہیں آئے گی اور اللہ کی مشیت کے تابع ہے تو ایسی حالت میں اس کیلئے جانا بھی جائز ہوگا۔ بخوف موت جہاد سے بھاگنا حرام ہے۔ (معارف القرآن)

وا بخیل اور سخی کی مثال:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخیل اور سخی کی مثال ان دو آدمیوں جیسی ہے جو لوہے کے دو کرتے پہنے ہوئے ہوں اور ان کے ہاتھ ان کی چھاتیوں سے لگے ہوئے ہوں پس جب سخی خیرات کرنی چاہتا ہے تو اسکا ہاتھ کھل جاتا ہے اور جب بخیل خیرات کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا ہاتھ وہیں چپکا رہتا ہے اور (اس جبہ کا) ہر حلقہ اپنی جگہ پر ویسا ہی رہتا ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

ایک حدیث میں ابو ہریرہ سے مرفوعاً آیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یا ابن آدم! ترجمہ: یعنی اے اولاد آدم میں نے تجھ سے کھانا مانگا تھا لیکن تو نے مجھے کھانا نہیں دیا وہ عرض کرے گا کہ اے پروردگار میں تجھے کھانا کس طرح دے سکتا تھا تو تو رب العالمین ہے۔ سب جہان والوں کا پرورش کرنے والا ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ فلاں میرے بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا۔ اسے تو نے کھانا نہیں دیا کیا تو نہ جانتا تھا کہ اگر تو اسے دیدیتا تو اسے اب میرے پاس ضرور پاتا، یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ۭ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ

نہیں دیا گیا فارغ البالی مال سے ! نبی نے کہا کہ اللہ نے اس کو پسند فرمایا تم پر اور فراخی دی

بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ۭ وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ

اُس کو علم اور جسم میں ! اور اللہ دیتا ہے اپنا ملک جس کو چاہتا ہے !

وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝۲۴۷ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ

اور اللہ فراخی والا واقف کار ہے۔ اور کہا ان سے ان کے نبی نے کہ اس کی حکومت کی نشانی یہ ہے

يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ

کہ آوے گا تمہارے پاس ایک صندوق جس میں دل جمعی ہے تمہارے پروردگار کی طرف سے اور کچھ بچی چیزیں ہیں

اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً

جو چھوڑ گئی اولاد موسیٰ اور ہارون کی اٹھائے ہوں گے اس کو فرشتے ! بیشک اس میں تمہارے لئے

لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۲۴۸ فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ

پوری نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو ۱ پھر جب روانہ ہوا طالوت فوجوں سمیت !

قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ

طالوت نے کہا کہ اللہ تم کو آزمائے گا ایک نہر سے ! تو جو پیئے گا اُس کا پانی وہ میرا نہیں ہے !

مِنِّىْ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّىْٓ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةًۢ بِيَدِهٖ ۚ

اور جس نے اس کو نہ چکھا تو وہ میرا ہے مگر جو بھر لے ایک چلو اپنے ہاتھ سے ! پس سب نے پی لیا اس کا پانی

فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۭ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

سوائے اُن میں سے چند آدمیوں کے ! پھر جب پار ہو گئے نہر کے طالوت اور ایمان والے جوان کے ساتھ

---

۱ اس صندوق میں تبرکات تھے جالوت جب بنی اسرائیل پر غالب آیا تھا تو یہ صندوق بھی لے گیا تھا جب اللہ تعالیٰ کو اس کا پہنچانا منظور ہوا تو یہ سامان کیا کہ جہاں اس صندوق کو رکھتے وہیں سخت سخت بلائیں نازل ہوتیں آخر ان لوگوں نے ایک گاڑی پر اس کو لاد کر بیلوں کو ہانک دیا فرشتے ان کو ہانکتے ہوئے یہاں پہنچا گئے جس سے بنی اسرائیل کو بڑی خوشی ہوئی اور طالوت بادشاہ مسلم ہو گئے۔

ع ۳۲ / ۶ / ۱۶ خلاصہ رکوع ۳۲

بنی اسرائیل کی ایک جماعت کا ذکر۔ فی سبیل اللہ مال خرچ کرنے کا حکم اور اس کی فضیلت ذکر کی گئی۔ جہاد کی ترغیب کیلئے بنی اسرائیل کا ایک واقعہ ذکر کیا گیا۔ طالوت کی تقرری اور فضیلت کا معیار واضح کیا گیا اور ان کی سچائی کی معجزانہ دلیل دی گئی۔

مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ؕ قَالَ

رہ گئے تھے تو کہنے لگے کہ ہم میں تو آج طاقت نہیں ہے جالوت اور اس کے لشکر کے مقابلہ کی! بول اٹھے

الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ

وہ لوگ جن کو یقین تھا کہ وہ اللہ سے ملنے والے ہیں کہ اکثر تھوڑی سی جماعت

غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۲۴۹﴾ وَلَمَّا

غالب آگئی ہے بڑی جماعت پر اللہ کے حکم سے! اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ

اور جب وہ نکلے جالوت اور اُسکے لشکر سے لڑنے کو تو کہا کہ اے ہمارے پروردگار انڈیل دے ہم پر صبر اور جمائے رکھ

اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۵۰﴾ؕ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۙ ۛ

ہمارے پاؤں اور مدد فرما ہماری کافر قوم کے مقابلہ میں۔ پھر انھوں نے ان کو شکست دیدی اللہ کے حکم سے

وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا

اور مار ڈالا داؤد نے جالوت کو ف۱ اور دیدی اس کو اللہ نے سلطنت اور تدبیر اور سکھا دیا اس کو

يَشَآءُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ

جو چاہا ف۲ ۔ اور اگر نہ ہو دفع کرنا اللہ کا لوگوں کو بعض کو بعض کے ذریعہ سے

الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۵۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ

تو تباہ ہو جاوے ملک لیکن اللہ بڑا مہربان ہے دنیا کے لوگوں پر۔ (اے محمد) یہ اللہ کی آیتیں ہیں

اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۵۲﴾

جو ہم تجھ پر پڑھتے ہیں واقعی طور پر اور بیشک تو پیغمبروں میں سے ہے۔

ف۱ جالوت کا قتل جب سامنے ہوئے جالوت کے یعنی وہی تین سو تیرہ آدمی اور انہی تین سو تیرہ میں حضرت داؤد کے والد اور ان کے چھ بھائی اور خود حضرت داؤد بھی تھے حضرت داؤد کو راہ میں تین پتھر ملے اور بولے کہ اٹھا لے ہم کو ہم جالوت کو قتل کرینگے جب مقابلہ ہوا جالوت خود باہر نکلا اور کہا میں اکیلا تم سب کو کافی ہوں میرے سامنے آتے جاؤ حضرت اشموئل نے حضرت داؤد کے باپ کو بلایا کہ اپنے بیٹے کو مجھ کو دکھلا اس نے چھ بیٹے دکھائے جو قد آور تھے حضرت داؤد کو نہیں دکھایا ان کا قد چھوٹا تھا اور بکریاں چراتے تھے پیغمبر نے ان کو بلوایا اور پوچھا کہ تو جالوت کو مار دے گا انہوں نے کہا ماروں گا پھر جالوت کے سامنے گئے۔ اور انہیں تین پتھروں کو فلاخن میں رکھ کر مارا جالوت کا صرف ماتھا کھلا۔

ف۲ حضرت داؤد علیہ السلام کا ہنر: وعلمه مما يشاء (اور جو چاہا اسے سکھا دیا) اللہ نے داؤد علیہ السلام کو زبور عنایت کی تھی اور زرہیں بنانا سکھا دیا تھا اور لوہے کو آپ کے واسطے نرم (مثل موم کے) کر دیا تھا پس آپ اپنے ہاتھ ہی کے کام کی مزدوری میں سے کھایا کرتے تھے مقدام بن معدی کرب کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کھانے سے بہتر کوئی کھانا نہیں ہے جو اپنے ہاتھوں سے کر کے کھائے اللہ تعالیٰ کے نبی داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پرندوں کی بولی اور چیونٹی وغیرہ کی زبان سکھلا دی تھی اور اعلیٰ درجہ کی خوش آوازی عطا کی تھی بعض کہتے ہیں کہ جب آپ زبور پڑھا کرتے تھے تو جنگلی جانور آپ کے قریب آجاتے تھے اور لوگ انہیں ہاتھوں سے پکڑ لیتے تھے اور پرندے آپ پر سایہ کر لیتے تھے اور چلتا پانی ٹھیر جاتا اور ہوا رک جاتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو موسیٰ اشعری سے فرمایا کہ اے ابو موسیٰ تمہیں آل داؤد کی خوش آوازیوں میں سے ایک خوش آوازی عطا ہوئی ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

سورہ بقرہ...دوسرا پارہ....فضائل خواص، فوائد وعملیات

خاصیت: آیت ۱۴۴ برائے لقوہ، قولنج

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِکَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّکَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ط وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ط وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ (پارہ۲، رکوع۲)

خاصیت: یہ آیت قولنج اور لقوہ اور ریاح کے لئے مفید ہے جو شخص اس میں مبتلا ہو قلعی دار تانبے کا طشت لے کر اس کو خوب صاف کر کے اس میں یہ آیت مشک وگلاب سے لکھ کر پاک پانی سے دھو کر لقوہ والے کا منہ دھلایا جائے اور منہ دھونے کے بعد اس طشت میں تین گھنٹہ تک نظر رکھے اس طرح تین روز تک کرے اور ریاح اور فالج والے پر وہ پانی چھڑکا جائے۔ (اعمال قرانی)

خاصیت: آیت ۱۵۳ برائے حاجت

فضائل (واستعینوا) آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص کو کوئی سخت حاجت یا مصیبت درپیش ہو تو اس کو چاہئے کہ اول وضو کرے پھر خلوص نیت سے دو نفل ادا کرے اور اس کے بعد خُدا کی ثنا اور مُجھ پر درود بھیجے اور یہ پڑھے **لا الٰه الا الله الحليم الكريم سبحان الله رب العرش العظيم الحمد لله رب العالمين اسئلک موجبات رحمتک و عزائم مغفرتک والغنيمة من كل بروالسلامة من كل اثم لا تدع لى ذنبا الا عفرته ولا هماً الافرجته ولا حاجةً هى لک رضىً الاقضيتها يا ارحم الراحمين** ۱۲ط (تفسیر میرٹھی)

خاصیت آیت: ۱۶۵ برائے ناراضگی شوہر

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ وَلَوْيَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ. (پ۲، رکوع۴)

ترجمہ: اور ایک آدمی وہ بھی ہیں جو علاوہ خدا تعالیٰ کے اوروں کو بھی شریک (خدائی) قرار دیتے ہیں ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں۔ جیسی محبت اللہ سے (رکھنا ضروری) ہے اور جو مؤمن ہیں ان کو (صرف) اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہایت قوی محبت ہے۔

خاصیت: جس کا شوہر ناراض ہو اس آیت کو شیرینی پر پڑھ کر کھلائے ان شاء اللہ تعالیٰ مہربان ہو جائے گا۔ مگر واضح رہے کہ ناجائز محل میں اثر نہ ہوگا۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت: آیت ۱۷۸ برائے ناف ٹلنا

۱۔ ذٰلِکَ تَخْفِيفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ (پ۲ع۶)

ترجمہ: جس کی ناف ٹل گئی ہو اس آیت کریمہ کو لکھ کر ناف پر باندھے ان شاء اللہ تعالیٰ صحت ہو جائیگی۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت: آیت ۲۱۱ برائے ناراض حاکم

سَلْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ کَمْ اٰتَیْنٰھُمْ مِّنْ اٰیَةٍ بَیِّنَةٍ ط وَمَنْ یُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْ م بَعْدِ مَاجَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ (پارہ۲ ع ۱۰)

ترجمہ: ہم نے انکو کتنی واضح دلیلیں دی تھیں۔اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی نعمت کو بدلتا ہے اسکے پاس پہنچنے کے بعد تو یقیناً حق تعالیٰ سخت سزا دیتے ہیں۔خاصیت: جس سے حاکم سخت خفا و ناراض ہوان آیتوں کو تین بار پڑھ کر اپنے اوپر دم کر کے اسکے سامنے جائے ان شاء اللہ تعالیٰ مہربان ہو جائیگا۔ (اعمال قرآنی)

دشمن سے مقابلہ ۱۔آیات حرز چہل قاف

اَلَمْ تَرَ اِلَی الْمَلَاِ مِنْم بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مِنْم بَعْدِ مُوْسٰی م اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّھُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِکًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ط قَالَ ھَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ اَ لَّا تُقَاتِلُوْا ط قَالُوْا وَمَالَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِیَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا ط فَلَمَّا کُتِبَ عَلَیْھِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِ لَّا قَلِیْلًا مِّنْھُمْ ط وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ م بِالظّٰلِمِیْنَ. (پارہ۲، رکوع۱۶)(اعمال قرآنی)

فلیستجیبوا لی پر پہنچ کر دعا مانگے انشاء اللہ مقبول ہوگی ۱۲ اور پڑھے اللھم امرت بالدعا و تکفلت بالاجابة لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد و النعمة لک والملک لک لا شریک لک اشھدانک فرداحد صمد لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفواً احد واشھد ان وعدک حق ولقاء ک حق والجنةحق والنارحق والساعة اٰتیة لاریب فیھا وانک تبعث من فی القبور ۱۲ق (تفسیر میرٹھی)

تعارف سورۃ ال عمران

عمران حضرت مریم علیہا السلام کے والد کا نام ہے، اور "آل عمران" کا مطلب ہے "عمران کا خاندان" اس سورت کی آیات ۳۳ تا ۳۷ میں اس خاندان کا ذکر آیا ہے، اس لئے اس سورت کا نام "سورۂ آل عمران" ہے۔

اس سورت کے بیشتر حصے اس دور میں نازل ہوئے ہیں جب مسلمان مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ آ گئے تھے، مگر یہاں بھی کفار کے ہاتھوں انہیں بہت سی مشکلات درپیش تھیں۔سب سے پہلے غزوۂ بدر پیش آیا جس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غیر معمولی فتح عطا فرمائی اور کفارِ قریش کے بڑے بڑے سردار مارے گئے۔اس شکست کا بدلہ لینے کے لئے اگلے سال انہوں نے مدینہ منورہ پر حملہ کیا، اور غزوۂ اُحد پیش آیا جس میں مسلمانوں کو عارضی پسپائی بھی اختیار کرنی پڑی۔ان دونوں غزوات کا ذکر اس سورت میں آیا ہے، اور ان سے متعلق مسائل پر قیمتی ہدایات عطا فرمائی گئی ہیں۔

مدینہ منورہ اور اس کے اطراف میں یہودی بڑی تعداد میں آباد تھے، سورۂ بقرہ میں ان کے عقائد و اعمال کا بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر ہو چکا ہے اور ضمناً عیسائیوں کا بھی تذکرہ آیا ہے۔سورۂ آل عمران میں اصل رُوئے سخن عیسائیوں کی طرف ہے اور ضمناً یہودیوں کا تذکرہ آیا تھا۔عرب کے علاقے نجران میں عیسائی بڑی تعداد میں آباد تھے، ان کا ایک وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا۔سورۂ آل عمران کا ابتدائی تقریباً آدھا حصہ اُنہی کے دلائل کے جواب اور حضرت مسیح علیہ السلام کی صحیح حیثیت بتانے میں صرف ہوا ہے۔نیز اس سورت میں زکوٰۃ، سود اور جہاد سے متعلق احکام بھی عطا فرمائے گئے ہیں، اور سورت کے آخر میں دعوت دی گئی ہے کہ اس کائنات میں پھیلی ہوئی قدرت خداوندی کی نشانیوں پر انسان کو غور کر کے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لانا چاہئے، اور ہر حاجت کے لئے اسی کو پکارنا چاہئے۔(توضیح القرآن)

سورۃ آل عمران: حدیث میں ہے کہ سورۃ بقرہ اور آل عمران پڑھا کرو کیونکہ یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن دو بدلیوں کی طرح بن کر سائبان کی طرح ہو کر آئیں گی اور اپنے پڑھنے والوں کے متعلق ایک دوسرے سے جھگڑیں گی۔

اور ایک روایت میں ہے کہ دونوں اُس کی سفارش کریں گی۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ

یہ تمام پیغمبر ہیں کہ برتری دی ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر ! ان میں بعض

مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ

ایسے ہیں کہ ان سے اللہ نے کلام کیا اور بلند کئے بعض کے درجے

وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ

اور ہم نے دیئے مریم کے بیٹے (یعنی عیسیٰ) کو معجزے اور ہم نے قوت دی اس کو روح

الْقُدُسِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ

القدس سے ! ف۱ اور اگر اللہ چاہتا تو باہم نہ لڑتے وہ لوگ جو ان کے پیچھے ہوئے اس کے بعد

مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا

کہ آچکیں ان کے پاس نشانیاں لیکن انہوں نے اختلاف کیا

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ

تو ان میں سے کوئی تو ایمان لے آیا اور کسی نے کفر کیا اور اگر اللہ چاہتا تو

مَا اقْتَتَلُوْا ۗ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿٢٥٣﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

وہ باہم نہ لڑتے لیکن اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ اے ایمان والو

اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ

خرچ کر لو اس مال سے جو ہم نے تم کو دیا ہے اس سے پہلے کہ آجاوے وہ دن

لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ

جس میں نہ (خرید) فروخت ہوگی اور نہ آشنائی اور نہ سفارش ! اور جو لوگ کفر کرتے ہیں

ف۱ تمام انبیاء پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ثابت ہے: حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے طور پر کلام کیا اور حضور سرور کائنات فخر موجودات (علیہ التحیۃ والسلام) سے شب معراج میں جبکہ بقدر دو کمانوں کے یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا تھا اس وقت اللہ نے اپنے بندہ کو وحی سے سرفراز فرمایا ان دونوں حالتوں اور کلاموں میں عظیم الشان تفاوت فرمایا:

ورفع بعضهم درجت

رسولوں کو انبیاء پر فضیلت عطا کی گئی تھی پھر اولوالعزم رسولوں کو دوسرے رسولوں پر بھی بہت رفعت حاصل تھی لیکن تمام رسولوں اور نبیوں پر برتری صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوئی تھی۔ اس قول کا ثبوت احادیث سے ہوتا ہے اور اسی پر اجماع امت ہے۔

---

۳۳ ع ۵ ۱ خلاصہ رکوع ۳۳

بنی اسرائیل کا امتحان اور اس کی حکمت بیان کی گئی۔ طالوت کی فوج کو کامیابی کیلئے دعا سکھائی گئی۔ طالوت کی فتح اور جالوت کے قتل کی تفصیلات ذکر فرمائی گئیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو نبوت وسلطنت سے سرفراز فرمانا ذکر کیا گیا۔ آخر میں جہاد کی حکمت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو ثابت فرمایا گیا۔

هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۵۴﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ

وہی گنہگار ہیں اللہ وہ ذات ہے کہ نہیں کوئی معبود اس کے سوا وہ ہمیشہ زندہ (اور) سب کا

لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا

تھامنے والا ہے اس کو نہیں آتی اونگھ اور نہ نیند! اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ

فِي الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ

زمین میں ہے ایسا کون ہے جو سفارش کرے اس کی جناب میں بغیر اس کی اجازت کے!

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ

وہ جانتا ہے جو کچھ خلق کے روبرو ہے اور جو اُن کے پیچھے ہے! وہ نہیں احاطہ کر سکتے

بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ

اس کی معلومات میں سے کسی چیز کا مگر جتنا وہ چاہے! گھیرے ہوئے ہے اس کی کرسی

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ

تمام آسمانوں اور زمین کو! اور نہیں گراں گزرتی اس کو ان کی حفاظت اور وہ

الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿۲۵۵﴾ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۚ قَدْ تَّبَيَّنَ

عالیشان عظمت والا ہے ول کچھ زبردستی نہیں دین کے بارے میں! بیشک الگ ظاہر

الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ

ہو چکی ہدایت گمراہی سے تو جو نہ مانے بتوں کو اور ایمان لاوے

بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۚ لَا انْفِصَامَ

اللہ پر تو بے شک اس نے پکڑلی مضبوط رسّی جو ٹوٹنے والی نہیں!

ول قرآن کی سب سے عظیم آیت

امام بخاری نے ابن الاسقع البکری سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس مہاجرین کے پاس تشریف لائے تو ایک شخص نے پوچھا قرآن میں کون سی آیت عظیم ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آیت الکرسی ہے(طبرانی)

حضرت ابی بن کعبؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابو المنذرؓ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی سب سے زیادہ عظمت والی آیت کون سی ہے؟ میں نے عرض کیا "الله لا اله الا هو الحي القيوم" حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا تجھ کو علم مبارک ہو پھر فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس آیت کی ایک زبان اور دو لب ہیں، پایہ عرش کے پاس فرشتہ اللہ کی پاکی بیان کرتا ہے۔ (مسلم)

ولادت کی آسانی:

جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بچہ جننے کا وقت آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو حکم فرمایا کہ وہ دونوں ان کے پاس بیٹھ کر آیۃ الکرسی اور اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ والی آیت پڑھیں اور معوذتین کے ذریعہ ان پر دم کریں۔ (ابن السنی از فاطمہؓ)

خاصیت: آیت ۲۵۵ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

لَهَا ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٥٦﴾ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور اللہ سنتا جانتا ہے اللہ ان کا حامی ہے جو ایمان لائے

يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۗ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

ان کو نکالتا ہے اندھیروں سے اجالے کی جانب ! اور جو لوگ کافر ہیں

اَوْلِيٰٓـئُهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۗ

ان کے رفیق شیطان ہیں جو ان کو نکالتے ہیں اجالے سے اندھیروں کی جانب

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٥٧﴾ ع اَلَمْ تَرَ

یہی لوگ دوزخی ہیں وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے (اے محمد) کیا تو نے اس کے حال پر نظر نہیں کی جس نے

اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ

جھگڑا کیا ابراہیم سے اس کے پروردگار کے بارے میں اس وجہ سے کہ دے دی تھی اس کو اللہ نے سلطنت

اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا

جب ابراہیم نے کہا کہ میرا ربّ وہ ہے جو جلاتا اور مارتا ہے ! وہ بولا کہ میں

اُحْيٖ وَاُمِيْتُ ۗ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ

بھی جلاتا اور مارتا ہوں ! ابراہیم نے کہا کہ اللہ تو سورج کو نکالتا ہے

مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ

پورب سے پس تو اس کو نکال دے پچھم سے ! تب تو

الَّذِيْ كَفَرَ ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٥٨﴾ ج

بھونچکا رہ گیا وہ کافر ! اور اللہ نہیں ہدایت دیتا ناانصاف لوگوں کو ف۱

ف۱ ف۲ ف۳

ف۱ ایمان کے نور اور کفر کی ظلمت کی مثال

پہلی آیت میں اہل ایمان واہل کفر اور ان کے نور ہدایت اور ظلمت کفر کا ذکر تھا اب اس کی تائید میں چند نظائر بیان فرماتے ہیں۔ نظیر اول میں نمرود بادشاہ کا ذکر ہے وہ اپنے آپ کو سلطنت کے غرور سے سجدہ کرواتا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کے سامنے آئے تو سجدہ نہ کیا نمرود نے دریافت کیا تو فرمایا کہ میں اپنے رب کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتا اس نے کہا رب تو میں ہوں انہوں نے جواب دیا کہ میں حاکم کو رب نہیں کہتا رب وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے۔ نمرود نے دو قیدی منگا کر بے قصور مار ڈالے اور قصوروار کو چھوڑ دیا اور کہا کہ دیکھا میں جسکو چاہوں مارتا ہوں جسے چاہوں نہیں مارتا اس پر حضرت ابراہیم نے آفتاب کی دلیل پیش فرما کر اس مغرور احمق کو لاجواب کیا اور اس کی ہدایت نہ ہوئی یعنی لاجواب ہو کر بھی ارشاد ابراہیم علیہ السلام پر ایمان نہ لایا حالانکہ جیسا جواب پہلے ارشاد کا دیا تھا ویسا جواب دینے کی یہاں گنجائش تھی۔ (تفسیر عثمانیؒ)

حضرت ایوب بن خالدؒ فرماتے ہیں کہ اہل ہوا یا اہل فتنہ کھڑے کئے جائیں گے، جس کی چاہت صرف ایمان ہی کی ہو وہ تو روشن صاف اور نورانی ہوگا۔ اور جسکی خواہش کفر کی ہو وہ سیاہ اور اندھیریوں والا ہوگا۔ پھر آپ نے اسی آیت کی تلاوت فرمائی۔

رکوع ۳۴

۳۴ ع ۲ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور علم وقدرت کو بیان فرمایا گیا کہ کس طرح نظام عالم کو اسی کی ذات واحد چلا رہی ہے۔ آگے دین متین کی وضاحت کے سلسلہ میں فرمایا کہ

اسلام قبول کرنے میں آزادی ہے لیکن قبولیت کے بعد آزادی نہیں۔
حق وباطل میں واضح امتیاز فرما دیا گیا اور کفر وایمان کے نتائج بھی بتا دیئے گئے۔

اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَّهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا ۚ

یا کیا نظر نہ کی تو نے اس کے حال پر جو گزرا ایک قصبہ پر اور وہ ڈھیا ہوا پڑا تھا اپنی چھتوں پر! ف۱

قَالَ اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ

کہنے لگا کہ کس طرح زندہ کرے گا اس کو اللہ اس کے مرے پیچھے؟ تو اس شخص کو مُردہ رکھا

مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ لَبِثْتُ

اللہ نے سو برس پھر اس کو جلا اٹھایا! پوچھا تو کتنی دیر رہا اس نے جواب دیا

یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ

کہ رہا ہوں گا ایک دن یا ایک دن سے کم! فرمایا بلکہ رہا تو سو برس

فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ یَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ

اب دیکھ اپنے کھانے اور پینے کو کہ سڑا تک نہیں اور دیکھ اپنے گدھے کو!

اِلٰی حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَی الْعِظَامِ

اور تاکہ ہم بنائیں تجھ کو نمونہ لوگوں کے لئے اور دیکھ ہڈیوں کی جانب کہ

كَیْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗ ۙ

کیوں کر ہم ان کا ڈھانچہ بناتے ہیں پھر ان کو پہنائے دیتے ہیں گوشت!

قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۵۹﴾ وَاِذْ قَالَ

پھر جب اس کو کھل گیا تو بولا کہ میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور (یاد کرو) جب کہا

اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ؕ قَالَ اَوَلَمْ

ابراہیم نے کہ اے میرے پروردگار مجھ کو دکھا دے تو کیونکر زندہ کرے گا مُردوں کو؟ فرمایا کہ کیا تجھ کو

ف۱ آیت نمبر ۲۵۹ اور ۲۶۰ میں اللہ تعالیٰ نے دو ایسے واقعے ذکر فرمائے ہیں جن میں اس نے اپنے دو خاص بندوں کو اس دنیا ہی میں مردوں کو زندہ کرنے کا مشاہدہ کرایا۔ پہلے واقعے میں ایک ایسی بستی کا ذکر ہے جو مکمل طور پر تباہ ہو چکی تھی۔ اس کے تمام باشندے مرکھپ چکے تھے، اور مکانات چھتوں سمیت گر کر مٹی میں مل گئے تھے۔ ایک صاحب کا وہاں سے گزر ہوا تو انہوں نے دل میں سوچا کہ اللہ تعالیٰ اس ساری بستی کو کس طرح زندہ کرے گا۔ بظاہر اس سوچ کا منشاء خدانخواستہ کوئی شک کرنا نہیں تھا، بلکہ حیرت کا اظہار تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی قدرت کا مشاہدہ اس طرح کرایا جس کا اس آیت میں ذکر ہے۔ یہ صاحب کون تھے؟ اور یہ بستی کونسی تھی؟ یہ بات قرآن کریم نے نہیں بتائی، اور کوئی مستند روایت بھی ایسی نہیں ہے جس کے ذریعے یقینی طور پر ان باتوں کا تعین کیا جا سکے۔ بعض حضرات نے کہا ہے کہ یہ بستی بیت المقدس تھی اور یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب بخت نصر نے اس پر حملہ کرکے اسے تباہ کر ڈالا تھا اور یہ صاحب حضرت عزیر یا حضرت ارمیا علیہ السلام تھے۔ لیکن نہ یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے، نہ اس کھوج میں پڑنے کی ضرورت ہے۔ قرآن کریم کا مقصد اس کے بغیر بھی واضح ہے۔ البتہ یہ بات تقریباً یقینی معلوم ہوتی ہے کہ یہ صاحب کوئی نبی تھے۔ کیونکہ اول تو اس آیت میں صراحت ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے ہم کلام ہوئے نیز اس طرح کے واقعات انبیائے کرام ہی کے ساتھ پیش آتے ہیں۔
(توضیح القرآن)

تُؤْمِنْ ۖ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ ۖ قَالَ فَخُذْ

یقین نہیں ؟ عرض کیا کیوں نہیں لیکن اس واسطے کہ تسکین ہو جاوے میرے دل کو !

اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى

فرمایا تو لے لے چار پرند ول اور جمع کر ان کو اپنے پاس پھر ڈال دے

كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ۚ

ہر پہاڑ پر ان کا ایک ایک ٹکڑا پھر آواز دے ان کو کہ چلے آویں گے تیرے پاس دَوڑتے ہوئے۔

وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٦٠﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ

اور جانے رہ کہ اللہ زبردست حکمت والا ہے ان لوگوں کی مثال جو خرچ کرتے ہیں

اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ

اپنے مال اللہ کے راستہ میں اس دانے جیسی ہے جس سے سات

سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۗ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ

بالیں اُگیں کہ ہر بال میں سو سو دانے ہیں! اور اللہ بڑھاتا ہے

لِمَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٦١﴾ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ

جس کے لئے چاہتا ہے اور اللہ گنجائش والا واقف کار ہے جو لوگ خرچ کرتے ہیں

اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا

اپنے مال اللہ کی راہ میں پھر خرچ کئے پیچھے نہیں جتاتے احسان اور نہ ستاتے ہیں

مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ

ان کے لئے ان کا ثواب ان کے پروردگار کے ہاں ہے اور نہ ان کو کچھ ڈر ہے

ف۱ چار پرندے لینے کی حکمت

عطاء خراسانی کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ سبز بطخ، کالا کوا، سفید کبوتر اور سرخ مرغ لے لے۔ میں کہتا ہوں، چار پرندے لینے کا حکم شاید اس وجہ سے دیا کہ انسان اور دوسرے تمام حیوان چار اخلاط سے بنے ہیں اور چار اخلاط چار عناصر سے پیدا ہوتے ہیں سرخ مرغ خون کی تعبیر ہے اور سفید کبوتر بلغم کی اور سیاہ کوا سوداء کو بتا رہا ہے اور سبز بطخ صفراء کو۔ ان جانوروں کو مرے پیچھے زندہ کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ انسانی اجزاء بھی مرنے کے بعد زندہ کئے جاسکتے ہیں۔

خلاصہ رکوع ۳۵

۳۵ ع ۴ ۳

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نمرود کا ناحق جھگڑا اور نمرود کی کج فہمی اور مناظرہ میں ناکامی ذکر کی گئی۔ یروشلم کی تباہی و ویرانی پر حضرت عزیر کا تعجب اور اس کے ازالہ کیلئے حضرت عزیر کو سو سال بعد زندہ کیا گیا تاکہ احیائے موتی کا یقین پیدا ہوجائے۔ آخر میں بعد الموت کے مشاہدہ کیلئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ذکر کی گئی اور پھر مشاہدہ کی صورت ذکر کی گئی جس میں معجزات کے منکرین کیلئے لمحہ فکریہ ہے۔

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ

اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔ کلام معقول اور در گزر کرنا

مَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ۭ وَاللّٰهُ

بہتر ہے اس خیرات سے جس کے بعد میں ستانا ہو! اور اللہ

غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ﴿۲۶۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا

بے پرواہ بڑے تحمل والا ہے ف۱ اے ایمان والو! اکارت نہ کرو اپنی

صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ

خیرات احسان جتا کر اور ایذا دے کر اس شخص کی طرح جو خرچ کرتا ہے

رِئَاۗءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ فَمَثَلُهٗ

اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کو اور نہیں ایمان لاتا اللہ اور روزِ آخرت پر تو اس کی خیرات کی

كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ

مثال ایسی چٹان کی سی ہے جس پر مٹی پڑی ہے پھر برسا اس پر زور کا مینہ

فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ

تو اس نے اس کو سپاٹ کر چھوڑا نہ ہاتھ لگے گا ان کے کچھ اس میں سے جو انہوں نے کمایا!

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶۴﴾ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ

اور اللہ نہیں ہدایت کرتا ان لوگوں کو جو کفر کرتے ہیں۔ اور ان کی مثال

يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ

جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی رضا جوئی میں اور اپنی نیت ثابت رکھ

ف۱ صدقات وخیرات کی شرطیں

جس طرح نماز کے لئے دو قسم کی شرائط ہیں۔ ایک شرط صحت، جیسے وضو اور طہارت اور دوسری شرط بقاء جیسے نماز میں کسی سے باتیں نہ کرنا اور کھانے پینے سے پرہیز کرنا۔ پس اگر وضو ہی نہ کرے تو سرے ہی سے نماز صحیح نہ ہوگی اور اگر وضو اور طہارت کے بعد نماز شروع کی، مگر ایک رکعت یا دو رکعت کے بعد نماز میں کھانا اور پینا اور بولنا شروع کر دیا تو اس کی نماز باقی نہ رہے گی۔ اسی طرح صدقات اور خیرات کے لئے بھی دو قسم کی شرطیں ہیں، ایک شرط صحت اور دوسری شرط بقاء اخلاص شرط صحت ہے۔ بغیر اخلاص کے صدقہ صحیح ہی نہیں ہوتا۔ لہٰذا جو صدقہ ریاء اور نفاق کے ساتھ دیا جائے وہ شریعت میں معتبر نہیں۔ اور من اور اذای سے پرہیز شرط بقاء ہے یعنی صدقہ اور خیرات اس وقت تک محفوظ اور باقی رہیں گے جب تک صدقہ دینے کے بعد نہ تو احسان جتایا جائے اور نہ سائل کو کسی قسم کی ایذاء پہنچائی جائے۔ اگر صدقہ دینے کے بعد احسان جتایا یا ستایا تو وہ صدقہ ضائع اور باطل ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ یہ دونوں چیزیں صدقہ اور خیرات کے مفسدات میں سے ہیں، جیسے کھانے اور پینے سے نماز باطل ہو جاتی ہے اسی طرح من اور اذای سے صدقہ باطل ہو جاتا ہے۔

(معارف کاندھلوی)

خاصیت: آیت ۲۶۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ

کر ایک باغ جیسی ہے جو اونچے پر (واقع) ہو کہ اس پر پڑا زور کا

اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ وَاللّٰهُ

مینہ تو وہ لایا پھل دو چند! اور اگر نہ پڑا اس پر زور کا مینہ تو پھوار ہی (کافی ہوگئی) اور اللہ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۶۵﴾ اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ

وہ کام جو تم کرتے ہو دیکھ رہا ہے کیا پسند کرتا ہے تم میں کوئی اس بات کو

جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

کہ ہو اس کا ایک باغ کھجوروں اور انگوروں کا کہ بہتی ہوں اس کے نیچے

الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَاَصَابَهُ

نہریں !اس کو وہاں ہر قسم کے پھل میسّر ہوں اور آپہونچے اس کو

الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ ۚۖ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ

بڑھاپا اور اس کے بال بچے ناتواں ہوں۔ پھر آپڑے باغ پر ایک بگولہ جس میں

نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ

آگ تھی اور وہ جل بھُن گیا! اسی طرح کھول کر بیان کرتا ہے اللہ تم سے اپنے احکام

لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۶۶﴾ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا

تاکہ تم غور کرو ول اے ایمان والو خرچ کرو اس میں سے

مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ

ستھری چیزیں جو تم نے کمائی ہوں اور اس میں سے جو ہم نے اگائی ہوں تمہارے

ول روح المعانی میں حضرت ابن عباسؓ سے ایک بات اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے جس کو حضرت عمرؓ نے بھی پسند فرمایا کہ یہ آیت تمام طاعات کو عام ہے کہ جس طاعت کے بعد آدمی گناہوں میں منہمک ہو جائے تو وہ طاعت خراب ہو جائے گی اس کی تحقیق جیسا کہ اوپر اجمالاً بیان کیا گیا ہے کہ طاعات میں کچھ شرطیں انوار و برکات باقی رہنے کے لئے بھی ہوا کرتی ہیں وہ شرط یہ ہے کہ طاعت کے بعد عموماً سب گناہوں سے پرہیز رکھے کیونکہ جب طاعت کے بعد معاصی میں مشغول و منہمک ہوتا ہے تو ان کے انوار و برکات سلب ہو جاتے ہیں جس کا اثر دنیا میں تو یہ ہوتا ہے کہ قلب میں جو حلاوت طاعت سے پیدا ہوئی تھی وہ زائل ہو جاتی ہے اور ایک طاعت سے جو دوسری طاعات کا سلسلہ چلا کرتا ہے اور ویسے ہی سامان جمع ہونے لگتے ہیں جس کا نام توفیق ہے وہ توفیق بند ہو جاتی ہے بلکہ

خلاصہ رکوع ۳۶

راہ خدا میں خرچ کرنے والوں کی فضیلت کو گندم کے دانہ سے تشبیہ دیکر واضح کیا گیا۔ انفاق خرچ کرنے کے سلسلہ احسان جتانے اور ایذا دینے سے ممانعت کا حکم دیا گیا کہ اس طرح دینے سے نہ دینا بہتر ہے کہ احسان جتانے سے ثواب ضائع ہوجاتا ہے۔ آگے پر خلوص صدقہ پر ملنے والے اجر کا ذکر فرمایا اور ایک باغ کی مثال دی کہ خلوص کے بغیر دیا جانیوالا صدقہ ایسا ہے جیسے بہترین باغ کو آگ کا بگولہ خاکستر کردے۔

۳۶ ع ۶ ۴

مِّنَ الْاَرْضِ ۪ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ

واسطے زمین سے! اور نہ ارادہ کرنا ناپاک کا کہ اس میں سے خرچ کرنے لگو

وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ؕ وَاعْلَمُوْٓا

حالانکہ تم اس کو خود نہ لو مگر یہ کہ اس میں چشم پوشی کر جاؤ! اور جان لو کہ

اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۲۶۷﴾ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ

اللہ بے پرواہ (اور) تعریف کے لائق ہے۔ شیطان تم کو ڈراتا ہے تنگدستی سے

وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ

اور تم کو حکم کرتا ہے بے حیائی کا! ف۱ اور اللہ تم سے وعدہ فرماتا ہے اپنی بخشش

وَفَضْلًا ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۸﴾ ۖۚ يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ

اور برکت کا! اور اللہ گنجائش والا واقف کار ہے وہی سمجھ دیتا ہے

مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا

جس کو چاہتا ہے۔ اور جس کو سمجھ مل گئی تو بیشک اس کو مل گئی بڑی خوبی

كَثِيْرًا ؕ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۶۹﴾ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ

اور نصیحت نہیں مانتے مگر سمجھ دار۔ اور جو کچھ تم خرچ کرو گے

مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ؕ

خیرات اور مانو گے کوئی منت تو بے شک اللہ اس سے واقف ہے!

وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۲۷۰﴾ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ

اور نہ ہوگا گنہگاروں کا کوئی مددگار۔ اگر تم ظاہر میں خیرات دو تو کیا اچھی بات ہے

طاعات معمولہ میں بھی ناغہ اور سستی اور کمی ہونے لگتی ہے اور جو ثمرات آخرت میں ان فوت شدہ اعمال پر ملتے وہاں اس سے محروم رہے گا یہ اثر عالم آخرت میں ہوگا غرض اس نور و برکت کے سلب ہونے کو بھی کہیں آیات و احادیث میں حبط وغیرہ سے تعبیر فرمایا گیا ہے مگر اس سے مراد حبط بمعنی مشہور نہیں کہ خود اس طاعت کا بھی ثواب نہ ملے اور وہ بالکل اکارت ہو جائے۔

ف۱ شیطان غربت کی دھمکی دیتا ہے

جب کسی کے دل میں خیال آئے کہ اگر خیرات کروں گا تو مفلس رہ جاؤں گا اور حق تعالیٰ کی تاکید سن کر بھی یہی ہمت ہو اور دل چاہے کہ اپنا مال خرچ نہ کرے اور وعدۂ الٰہی سے اعراض کر کے وعدہ شیطانی پر طبیعت کو میلان اور اعتماد ہو تو اس کو یقین کر لینا چاہئے کہ یہ مضمون شیطان کی طرف سے ہے۔ یہ نہ کہے کہ شیطان کی تو ہم نے کبھی صورت بھی نہیں دیکھی حکم کرنا تو در کنار رہا اور اگر یہ خیال آوے کہ صدقہ خیرات سے گناہ بخشے جائیں گے اور مال میں بھی ترقی اور برکت ہوگی تو جان لیوے کہ یہ مضمون اللہ کی طرف سے آیا ہے اور خدا کا شکر کرے اور اللہ کے خزانہ میں کمی نہیں سب کے ظاہر و باطن نیت عمل کو خوب جانتا ہے۔ (تفسیر عثمانیؒ)

فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ

اور اگر اس کو چھپاؤ اور دو حاجت مندوں کو تو یہ تمہارے حق میں زیادہ

لَّكُمْ ۚ وَيُكَفِّرُ عَنكُم مِّن سَيِّئَاتِكُمْ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ

بہتر ہوگا ! اور دُور کردے گا تمہارے گناہ ! اور اللہ ان کاموں سے جو تم کرتے ہو

خَبِيرٌ ﴿٢٧١﴾ لَّيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي

خبردار ہے ف۱ تیرے ذمہ نہیں ہے ان لوگوں کا راہ پر لانا لیکن اللہ راہ پر لاتا ہے

مَن يَشَاءُ ۗ وَمَا تُنفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَلِأَنفُسِكُمْ ۚ وَمَا

جسے چاہے ! اور جو کچھ تم خرچ کرو گے مال سو اپنے لئے اور نہ

تُنفِقُونَ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ ۚ وَمَا تُنفِقُوا مِنْ خَيْرٍ

خرچ کرو مگر اللہ کی رضا جوئی میں !اور جو کچھ تم خرچ کرو گے مال تم تک پورا پہنچا

يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ﴿٢٧٢﴾ لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ

دیا جاوے گا ۔ اور تمہارا حق نہ مارا جاوے گا ف۲ ۔ (خیرات دیا کرو) ان مفلسوں کو

أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا

جو گھرے ہوئے ہیں اللہ کی راہ میں ف۳ کہ نہیں چل پھر سکتے ملک میں

فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ

سمجھے ان کو انجان آدمی مال دار انکی بے سوالی کی وجہ سے

تَعْرِفُهُم بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا ۚ

تو ان کو پہچان جاوے گا ان کی صورت سے ! وہ نہیں مانگتے لوگوں سے لگ لپٹ کر !

ف۱ امام حسن بصریؒ کا قول ہے کہ یہ آیت فرض اور نفل سب صدقات کو شامل ہے اور سب میں اخفاء ہی افضل ہے اس میں دینی و دنیاوی سب طرح کے منافع ہیں ۔

ف۲ سببِ نزول:
جب آپ نے صحابہ کو مسلمانوں کے سوا اوروں پر صدقہ کرنے سے روکا اور اس میں یہ مصلحت تھی کہ مال ہی کی غرض سے دینِ حق کی طرف راغب ہوں ۔ آگے یہ فرما دیا کہ ثواب جب ہی تک ملے گا کہ اللہ تعالیٰ کی خوشی مطلوب ہوگی تو یہ آیت نازل ہوئی اور اس میں عام حکم آگیا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جس کو مال دو گے تم کو اس کا ثواب دیا جائے گا مسلم غیر مسلم کسی کی تخصیص یعنی جس پر صدقہ کرو اس میں مسلم کی تخصیص نہیں البتہ صدقہ میں یہ ضرور ہے کہ محض لوجہ اللہ ہو ۔ (تفسیر عثمانی)

ف۳ لوہے سے بھی سخت چیز:
مسند احمد کی حدیث میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا تو ہلنے لگی اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پیدا کرکے انہیں گاڑ دیا جس سے زمین کا ہلنا موقوف ہوگیا ۔ فرشتوں کو پہاڑوں کی ایسی سنگین پیدائش پر تعجب ہوا ۔ انہوں نے دریافت کیا کہ باری تعالیٰ کیا تیری مخلوق میں پہاڑ سے زیادہ سخت بھی کوئی ہے ؟ فرمایا ہاں "لوہا" پھر اس سے سخت "آگ" اور اس سے سخت "پانی" اور اس سے سخت "ہوا" دریافت کیا اس سے بھی زیادہ سخت فرمایا ابن آدم جو اس طرح صدقہ کرتا ہے کہ بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ کے خرچ کی خبر نہیں ہوتی ۔

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۷۳﴾ اَلَّذِيْنَ

اور جو کچھ تم خرچ کرو گے کام کی چیز تو اللہ اس کو جانتا ہے جو لوگ

يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً

خرچ کرتے ہیں اپنے مال رات اور دن چھپے اور ظاہر

فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

تو ان کے لئے ان کا ثواب ان کے پروردگار کے ہاں ہے اور نہ ان کو کچھ ڈر ہے

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۴﴾ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ

اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے ف۱ جو لوگ کھاتے ہیں سود وہ نہ کھڑے ہوسکیں گے

اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ

مگر جس طرح وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جس کے حواس کھودیئے ہوں شیطان نے اپنی

الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ

جھپٹ سے! یہ اس وجہ سے ہے کہ انھوں نے کہا تھا کہ سوداگری بھی تو سود ہی جیسی ہے۔

وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ

حالانکہ جائز کیا اللہ نے سوداگری کو اور حرام کیا سود کو! تو جس شخص کے پاس پہنچ چکی

مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمْرُهٗٓ

نصیحت اس کے پروردگار کی طرف سے اور وہ باز آگیا تو اسی کا ہے جو لے چکا! اور اس کا

اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ

معاملہ اللہ کے حوالہ ہے اور جس نے پھر سود لیا تو وہ لوگ دوزخی ہیں

خلاصہ رکوع ۳۷ (ع ۳۷ / ۵)

راہ خدا میں عمدہ مال خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی اور بتایا گیا کہ اس خرچ کرنے میں تمہارا ہی فائدہ ہے اس لئے کہ خدا کی ذات غنی وحمید ہے۔ چونکہ خرچ کرنے میں شیطانی وساوس اور بخل مانع تھے اس لئے آگے شیطان کی راہ چلنے سے روک دیا گیا۔ پھر دین کی فہم وحکمت کی نعمت کو ذکر کیا گیا کہ یہ بڑی دولت ہے۔ مزید صدقات کے بارہ میں تنبیہات فرمائی گئیں آگے صدقہ وخیرات کے چند مستحق مصارف ذکر فرمائے گئے۔

ف۱ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب موقع ہو اسی وقت خرچ کرنا چاہئے اس سے یہ سمجھ میں آگیا ہوگا کہ پوشیدہ خرچ کرنا اسی وقت افضل ہے جبکہ ظاہر کر کے دینے کی ضرورت نہ ہو اور اگر مثلاً مجمع عام میں ایک شخص کا بھوک سے دم نکلا جاتا ہے اور ہم اس کو نفع پہنچا سکتے ہیں تو اب وہاں یہ انتظار کرنا کہ جب سارے ہٹ جائیں اس وقت اس کی خبر گیری کریں گے اسی مثل کا مصداق ہوگا کہ تا تریاق از عراق آوردہ شود مارگزیدہ مردہ شود اور یہ جو کہا گیا ہے کہ ان پر کوئی خطرہ واقع ہونے والا نہیں اس سے یہ شبہ جاتا رہا کہ قیامت کے روز تو خاص بندے بھی بڑے خوف و خطر میں مشغول ہوں گے جواب یہ ہوا کہ گو خود ان کو خطرہ ہو مگر جس امر کا خطرہ ہے وہ ان کو پیش نہ آئے گا۔

فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ٢٧٥ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ط

وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ۔ اللہ گھٹاتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ٢٧٦ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور اللہ ناخوش ہے ہر کافر گناہ گار سے جو لوگ ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا

اور عمل نیک کئے اور قائم کی نماز اور دی زکوٰۃ

الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ج وَلَا خَوْفٌ

ان کے لئے ان کا ثواب پروردگار کے ہاں ہے اور نہ ان کو کچھ

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ٢٧٧ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ ایمان والو ڈرو

اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ

اللہ سے اور چھوڑ دو جو کچھ رہ گیا سود اگر تم

مُّؤْمِنِيْنَ ٢٧٨ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ

مسلمان ہو اور اگر ایسا نہ کرو تو خبردار ہو جاؤ اللہ

اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ج وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ج

اور اس کے رسول سے لڑنے کو ! اور اگر تم توبہ کرتے ہو تو اصل رقم تمہاری!

لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ٢٧٩ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ

نہ تم کسی کا نقصان کرو اور نہ کوئی تمہارا نقصان کرے ف٢ ! اور اگر کوئی تنگدست ہو تو

ف١ یعنی جو لوگ صرف سود لیتے ہیں اور اس کو حلال نہیں کہتے وہ دوزخ میں سزا بھگتنے کو جائیں گے کیونکہ ان کا یہ فعل گناہ کبیرہ ہے اور جو لوگ اس کو حلال کہتے ہیں وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے کیونکہ ان کا یہ قول کفر ہے۔

ف٢ سب سے پہلے سایہ الٰہی میں آنے والا

حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا تھا میں شہادت دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے قیامت کے دن جس شخص پر سب سے پہلے اللہ کا سایہ ہوگا وہ شخص وہ ہوگا جس نے کسی تنگ دست کو ادائے قرض کی مہلت اس وقت تک دی ہو جب تک اس کو میسر آئے یا اپنا مطالبہ بالکل معاف کر دیا ہو اور کہہ دیا ہو کہ میں اپنے حق سے اللہ واسطے تجھے سبکدوش کرتا ہوں اور معافی کے بعد قرض کی تحریر جلا دی ہو۔ (رواہ الطبرانی)

آیت میں جو جہاد کے لئے فرمایا ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر سود کو حلال سمجھ کر نہ چھوڑے تو وہ کافر ہے جیسے کفار کے ساتھ جہاد ہوتا ہے اسی طرح اس شخص پر ہوگا اور اگر سود کو حرام سمجھے مگر لینے سے باز نہ آوے تو اس پر جبر کیا جاوے گا مگر جبر دو چار پر تو چل سکتا ہے اگر وہ جبر کو نہ مانے بلکہ جماعت بندی کر کے مقابلہ سے پیش آوے تو ان پر بھی جہاد ہوا کیونکہ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ اگر مسلمان کسی خاص حکم شرعی کے چھوڑنے پر اتفاق کر لیں تو خواہ وہ سنت ہی کیوں نہ ہو ان پر امام کو جہاد کرنا چاہئے۔

فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ ۚ وَأَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ

مہلت دینی چاہیے فراخی تک۔ اور یہ سلوک کہ (قرضہ کا روپیہ بھی) معاف کردو

كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٢٨٠﴾ وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى

تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم سمجھو۔ اور ڈرو اس دن سے جس میں تم لوٹائے جاؤ گے

اللَّهِ ۖ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا

اللہ کی طرف پھر پورا ملے گا ہر شخص کو جو اس نے کمایا اور ان پر

يُظْلَمُونَ ﴿٢٨١﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ

ظلم نہ کیا جاوے گا۔ ایمان والو جب تم لین دین کیا کرو قرض کا

إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ۚ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ

ایک میعاد مقرر تک تو اس کو لکھ لیا کرو۔ اور چاہیے کہ لکھ دیوے تمہارے درمیان کوئی لکھنے والا

بِالْعَدْلِ ۚ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ

انصاف سے! اور نہ انکار کرے لکھنے والا اس بات سے کہ لکھ دے جس طرح اللہ نے سکھایا ہے

فَلْيَكْتُبْ وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ

تو اس کو چاہیے کہ لکھ دے اور لکھواتا جاوے وہ شخص جس پر حق ہے اور اللہ سے

رَبَّهُ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا ۚ فَإِنْ كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ

ڈرے جو اس کا پروردگار ہے اور نہ کانٹ چھانٹ کرے اس میں کچھ پھر اگر وہ شخص جس

الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُّمِلَّ هُوَ

پر حق ہے کمزور یا کم عقل ہو ف۱ یا خود نہ لکھوا سکتا ہو

ف۱ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا: خفیف العقل سے مراد وہ ہے جس کی عقل خراب ہو خواہ مجنون ہو یا بھولا بیوقوف اور ضعیف البدن سے مراد نابالغ یا بوڑھا ہے پس نابالغ اور مجنون و بیوقوف کی بیع و شراء و اقرار تو شرعاً ناقابل اعتبار ہے ان کے معاملات اس قسم کے بدون ولی شرعی کی اجازت کے درست نہیں ہو سکتے ولی یا تو خود معاملہ کرے اور ان کے مال میں سے دام وغیرہ دے دے اور اگر یہ خود معاملہ کریں تو اگر ولی مطلع ہو کر کہہ دے کہ میں اس معاملہ کو جائز رکھتا ہوں تب درست ہوگا اور ایسا ولی جس کو ان کے مال میں

خلاصہ رکوع ۳۸

۳۸ ع ۶

راہ خدا میں خفیہ و اعلانیہ خرچ کرنیکی ترغیب دی گئی۔ سود کی قباحت اور روز قیامت سود خور کی کیا حالت ہوگی اس کی منظر کشی کی گئی۔ آگے سود سے توبہ کرنیوالوں کے بارہ میں فرمایا گیا کہ ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ لیکن سود کی حرمت معلوم ہونے کے باوجود اس کے کھانے والوں کو جہنم کی وعید سنائی گئی۔ سود کے مقابل صدقہ کی فضیلت بیان فرمائی گئی۔ آگے اہل ایمان جو اعمال صالحہ بجالاتے ہوں انہیں پر امن اور بے خوف زندگی کی بشارت دی گئی۔ پھر دوبارہ سود نہ چھوڑنے پر وعید فرمائی گئی۔ آخر میں تنگدست مقروض سے نرمی کرنے کا حکم دیا گیا اور روز محشر کی تیاری کرنے کا حکم دیا گیا۔

تصرف کا حق حاصل ہو باپ ہے یا جس کو باپ نے وصیت کی اور دادا یا جس کو دادا نے وصیت کی یا حاکم شرعی اور بوڑھا اگر بدحواس ہو جائے تب تو اس کا بھی یہی حکم ہے ورنہ وہ خود معاملہ کر سکتا ہے۔ اور اگر اپنے آرام کے لئے کسی کو مختار کار کر دے یہ بھی جائز ہے اس کو وکیل کہتے ہیں۔

فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ؕ وَاسْتَشْهِدُوْا

تو لکھواتا جاوے اس کا مختار انصاف سے ف۱ اور کرلیا کرو

شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ

دو گواہ مردوں میں سے! پھر اگر دو مرد نہ ہوں

فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ

تو ایک مرد اور دو عورتیں جن کو گواہوں میں سے تم پسند کرو اس وجہ سے کہ بھول

اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ؕ وَلَا

جاوے ان میں سے کوئی تو یاد دلاوے گی ایک عورت دوسری کو اور نہ

يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ؕ وَلَا تَسْـَٔمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ

انکار کریں گواہ جب بلائے جاویں ! اس میں کاہلی نہ کرو کہ اس کو لکھ لیا کرو

صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ

چھوٹا ہو معاملہ یا بڑا میعاد تک! یہ نہایت منصفانہ کارروائی ہے

اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ

اللہ کے نزدیک اور بہت دُرست ہے گواہی کے لئے لگتا ہے کہ تم کو شبہ نہ پڑے مگر

اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ

یہ صورت کہ ہو سودا دم نقد جس کا تم لین دین کرتے ہو آپس میں

فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ؕ وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا

تو تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اس کو نہ لکھو ! اور گواہ تو کر ہی لیا کرو جب تم

ف۱ آیۃ الدّین:

یہ آیت قرآن کریم کی تمام آیتوں سے بڑی ہے۔ حضرت سعید بن میسّبؒ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ قرآن کی سب سے نئی آیت عرش کے ساتھ یہی آیت الدین ہے۔

یہ آیت جب نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے انکار کرنے والے حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدمؑ کو پیدا کیا ان کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور قیامت تک کی تمام ان کی اولاد نکالی۔ آپؑ نے اپنی اولاد کو دیکھا ایک شخص کو خوب تروتازہ اور نورانی دیکھ کر پوچھا کہ خدایا! ان کا کیا نام ہے؟ جناب باری تعالیٰ نے فرمایا یہ تمہارے لڑکے داؤد ہیں۔ پوچھا خدایا! ان کی عمر کیا ہے؟ فرمایا ساٹھ سال کہا خدایا اس کی عمر کچھ اور بڑھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں، ہاں اگر تم اپنی عمر میں سے کچھ دینا چاہو تو دے دو کہا خدایا میری عمر میں سے چالیس سال اسے دیئے جائیں۔ چنانچہ دے دیئے گئے۔ حضرت آدمؑ کی اصل عمر ایک ہزار سال کی تھی، اس لین دین کو لکھا گیا اور فرشتوں کو اس پر گواہ کیا گیا۔ حضرت آدمؑ کی موت جب آئی تو کہنے لگے خدایا میری عمر میں سے تو ابھی چالیس سال باقی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ تم نے اپنے لڑکے (حضرت) داؤد کو دیدیئے ہیں۔ تو حضرت آدمؑ نے انکار کیا، جس پر وہ لکھا ہوا دکھایا گیا اور فرشتوں کی گواہی گزری۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی عمر پھر اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار کی پوری کی اور حضرت داؤدؑ کی ایک سو سال کی (مسند احمد)۔ لیکن یہ حدیث بہت ہی غریب ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

تَبَايَعْتُمْ ۖ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ۬ ؕ وَاِنْ

سودا کرو ! اور نہ نقصان پہنچایا جاوے لکھنے والا اور نہ گواہ ! اور اگر

تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَيُعَلِّمُكُمُ

ایسا کرو تو یہ تمہارے لئے گناہ کی بات ہے ۔ اور ڈرتے رہو اللہ سے اور اللہ تم کو

اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ۝٢٨٢ وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى

سکھاتا ہے! اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے ف۱ اور اگر تم سفر میں ہو

سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؕ فَاِنْ

اور نہ پاؤ لکھنے والا تو گرو با قبضہ (ہونی چاہیے) ! پس اگر

اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِی اؤْتُمِنَ

اعتبار کرے تم میں ایک دوسرے پر تو اس کو ادا کر دینا چاہیے جس پر اعتبار کیا گیا ہے

اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ؕ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ

دوسرے کی امانت اور ڈرے اللہ سے جو اس کا رب ہے اور تم نہ چھپاؤ گواہی !

وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

اور جو اس کو چھپائے گا تو بے شک اس کا دل گنہگار ہے! اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو سب جانتا ہے ۔

عَلِيْمٌ ۝٢٨٣ ع لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ

اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے

وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ

اور اگر تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے ۔ یا اس کو چھپاؤ اس کا تم سے حساب لے گا

ف۱ قرض اور ادھار کے احکام

مسئلہ: ادھار کے معاملات کی دستاویز لکھنی چاہئے تاکہ بھول چوک یا انکار کے وقت کام آئے۔ نیز ادھار کا معاملہ جب کیا جائے تو اس کی میعاد ضرور مقرر کی جائے۔ غیر معین مدت کیلئے ادھار لینا دینا جائز نہیں کیونکہ اس سے جھگڑے فساد کا دروازہ کھلتا ہے۔ اسی وجہ سے فقہاء نے فرمایا کہ میعاد بھی ایسی مقرر ہونا چاہئے جس میں کوئی ابہام نہ ہو مہینہ اور تاریخ کے ساتھ متعین کی جائے کوئی مبہم میعاد نہ رکھیں جیسے کھیتی کٹنے کے وقت' کیونکہ وہ موسم کے اختلاف سے آگے پیچھے ہوسکتا ہے۔ (معارف القرآن)

گواہی دینے سے بلا عذر شرعی انکار کرنا گناہ ہے

مسئلہ: جب ان کو کسی معاملہ میں گواہ بنانے کیلئے بلایا جائے تو وہ آنے سے انکار نہ کریں۔ کیونکہ شہادت ہی احیائے حق کا ذریعہ اور جھگڑے چکانے کا طریقہ ہے۔ اس لئے اس کو اہم قومی خدمت سمجھ کر تکلیف برداشت کریں۔

خلاصہ رکوع ۳۹

آپس کے معاملات اور معاشرت اور لین دین کے بارہ میں احکامات سے نوازا گیا اور تحریری دستاویز لکھ رکھنے اور گواہ بنانے کا حکم دیا گیا۔ اس ضمن میں گواہ کو بھی ہدایت کی گئی کہ وہ گواہی سے انکار نہ کرے۔ دوران سفر معاملہ کرنے اور رہن کے بارہ میں ہدایات دی گئیں اور آخر میں گواہی چھپانے اور جھوٹی گواہی دینے سے ممانعت کی گئی۔

۳۹
ع
۷

اللّٰهُ ۭ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ

اللہ۔ پھر بخشے گا جسے چاہے اور عذاب دے گا جسے چاہے!

وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٢٨٤﴾ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ

اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے مان لیا پیغمبر نے جو کچھ اس پر

اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ كُلٌّ اٰمَنَ

اترا اس کے پروردگار کی طرف سے اور مسلمانوں نے بھی ! سب کے سب

بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ

ایمان لے آئے اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں پر

اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا

کہ ہم جُدا نہیں سمجھتے کسی کو اس کے پیغمبروں میں اور بول اُٹھے کہ ہم نے سنا اور مان لیا! تیری بخشش (چاہتے ہیں)

غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿٢٨٥﴾ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ

اے ہمارے پروردگار اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے ف۱ ۔ اللہ تکلیف نہیں دیتا

نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۭ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۭ

کسی کو مگر اس کی طاقت کے موافق ! اسی کو ملتا ہے جو اس نے کمایا اور اسی پر پڑتا ہے جو اس نے کیا!

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا

اے ہمارے پروردگار نہ پکڑ ہم کو اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں اور اے ہمارے پروردگار

تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَي الَّذِيْنَ

نہ رکھ ہم پر بھاری بوجھ جیسا کہ تو نے رکھا تھا ان پر جو ہم سے

ف۱ شانِ نزول:

پہلی آیت سے جب یہ معلوم ہوا کہ دل کے خیالات پر بھی حساب اور گرفت ہے تو اس پر حضرات صحابہ گھبرائے اور ڈرے اور ان کو اتنا صدمہ ہوا کہ کسی آیت پر نہ ہوا تھا آپ سے شکایت کی تو آپ نے فرمایا وقالو اسمعنا و اطعنا یعنی اشکال نظر آئے یا دقت مگر حق تعالیٰ کے ارشاد کی تسلیم میں ادنیٰ توقف بھی مت کرو اور سینہ ٹھوک کر سمعنا واطعنا عرض کردو آپ کے ارشاد کی تعمیل کی تو انشراح کے ساتھ یہ کلمات زبان پر بے ساختہ جاری ہو گئے مطلب ان کا یہ ہے کہ ہم ایمان لائے اور اللہ کے حکم کی اطاعت کی یعنی اپنی دقت اور خلجان سب کو چھوڑ کر ارشاد کی تعمیل میں مستعدی اور آمادگی ظاہر کی حق تعالیٰ کو یہ بات پسند ہوئی تب یہ دونوں آیتیں اتری اول یعنی امن الرسول الخ اس میں رسول کریم اور ان کے بعد صحابہ کہ جن کو اشکال مذکور پیش آیا تھا ان کے ایمان کی حق سبحانہٗ نے تفصیل کے ساتھ مدح فرمائی جس سے ان کے دلوں میں اطمینان ترقی پاوے اور خلجان سابق زائل ہو اس کے بعد دوسری آیت لا یکلف اللہ نفسا الخ میں فرما دیا کہ مقدور سے باہر کسی کو تکلیف نہیں دی جاتی اب اگر کوئی دل میں گناہ کا خیال اور خطرہ پائے اور اس پر عمل نہ کرے تو کچھ گناہ نہیں اور بھول چوک بھی معاف ہے غرض صاف فرما دیا کہ جن باتوں سے بچنا طاقت سے باہر ہے جیسے برے کام کا خیال وخطرہ یا بھول چوک ان پر مواخذہ نہیں ہاں جو باتیں بندہ کے ارادے اور اختیار میں ہیں ان پر مواخذہ ہوگا اب آیت سابقہ کو سن کر جو صدمہ ہوا تھا اس کے معنی بھی اسی پچھلے قاعدہ کے موافق لینے چاہئیں چنانچہ ایسا ہی ہوا اور خلجان مذکور کا اب ایسا قلع قمع ہو گیا کہ سبحان اللہ فائدہ جدا نہیں کرتے کسی کو اس کے پیغمبروں میں سے یعنی یہود اور نصاریٰ کی طرح نہیں کہ کسی پیغمبر کو مانا اور کسی پیغمبر کو نہ مانا۔ (تفسیر عثمانیؒ)

خاصیت: آیت ۲۸۵۔۲۸۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ

پہلے تھے ! اور اے پروردگار ہم سے نہ اٹھوا اتنا بوجھ جس کی ہم میں سکت نہیں

عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا

اور درگزر فرما ہم سے اور بخش دے ہمیں اور رحم فرما ہم پر ! تو ہی ہمارا حامی ہے

عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝٢٨٦ ع

تو ہماری مدد کران لوگوں کے مقابلہ میں جو کافر ہیں !

سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ مِائَتَا اٰيَةٍ وَعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

سورۂ آل عمران مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں دوسو آیتیں اور بیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

الٓمّٓ ۝١ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۝٢ نَزَّلَ عَلَيْكَ

اللہ (وہ ذات ہے) کہ کوئی معبود نہیں سوائے اس کے وہ ہمیشہ زندہ سب کا تھامنے والا ہے

الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ

(اے محمد) اس نے اتاری تجھ پر کتاب برحق کہ تصدیق کرتی ہے ان کی جو اس سے پہلے تھیں اور اسی نے اُتاری

التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝٣ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ

توریت اور انجیل پہلے لوگوں کی ہدایت کے لئے

وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۗ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

اور اس نے اُتارا معجزہ ! بے شک جنہوں نے نہ مانا اللہ کی آیتوں کو ان کے لئے

خلاصہ رکوع ۴۰

قدرت خداوندی زمین و آسمان کو محیط ہے۔ اس لئے انسان کا کوئی معاملہ اللہ سے پوشیدہ نہیں کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ آگے ایمان کے اجزاءِ ایمان باللہ، فرشتوں، آسمانی کتب اور رسولوں پر ایمان رکھنے کا فرمایا گیا کہ یہ عقیدہ سابقہ انبیاء علیہم السلام کے ایمان کا حصہ ہے اور اہل ایمان کا شیوہ ہے کہ وہ ہر حکم خداوندی کو بسر وچشم قبول کر لیتے ہیں۔ آخر میں فرمایا گیا کہ آدمی اسی کا مکلف ہے جو اس کے اختیار میں ہے۔ اہل ایمان کو ایک جامع دعا تعلیم فرمائی گئی جس میں دنیا و آخرت کی خیر و برکات جمع کر دی گئیں ہیں۔

٤٠ ع ٨

نسیان کا علاج

جس نے سوتے وقت بقرہ کی درج ذیل دس آیتیں پڑھنے کا معمول بنا لیا وہ قرآن کبھی نہیں بھولے گا۔ شروع والی چار آیتیں ۔ آیۃ الکرسی اور اس کے بعد والی دو آیتیں، اور بقرہ کی آخر والی تین آیتیں۔ (دارمی)

دوشفا بخش آیتیں :

دو آیتیں قرآن کا مخصوص حصہ ہیں جو شفاء بخشنے والی ہیں اور منجملہ ان چیزوں کے ہیں جنہیں اللہ تعالی محبوب رکھتے ہیں۔ اور وہ سورہ بقرہ کی آخر والی دو آیتیں ہیں۔
(دیلمی بروایت ابی ہریرہؓ)

لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ؕ ﴿٤﴾

سخت عذاب ہے۔ اور اللہ زبردست ہے بدلہ لینے والا! ف۱

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا

بے شک اللہ (وہ ذات ہے کہ) اس سے کوئی چیز چھپی نہیں زمین میں اور نہ

فِی السَّمَآءِ ﴿٥﴾ هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ

آسمان میں وہی ہے جو تمہاری صورت بناتا ہے ماں کے پیٹ میں

كَیْفَ یَشَآءُ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿٦﴾ هُوَ

جیسی چاہتا ہے کوئی معبود نہیں اس کے سوا وہی زبردست ہے حکمت والا ۔ وہی ہے

الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ

جس نے اتاری تجھ پر کتاب جس کی بعض آیتیں پکی ہیں

اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ

جو کتاب کی جڑ ہیں! اور بعض دوسری کئی معنی دینے والی ہیں !ف۲ تو وہ لوگ کہ جن کے

قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ

دلوں میں کجی ہے وہ پیچھے پڑے رہتے ہیں ان آیتوں کے جو اس میں مبہم ہیں

الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ ج وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ

فساد پیدا کرنے کے ارادے سے! اور ان کا اصل مطلب جاننے کے قصد سے! حالانکہ نہیں جانتا ان کا اصل

اِلَّا اللّٰهُ ؔم وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا

مطلب اللہ کے سوا کوئی ! اور جو لوگ ثابت قدم ہیں علم میں وہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے۔

ف۱: یہاں قرآن کریم نے لفظ ''فرقان'' استعمال کیا ہے۔ جس کے معنی ہیں وہ چیز جو صحیح اور غلط کے درمیان فرق واضح کرنے والی ہو۔ قرآن کریم کا ایک نام ''فرقان'' بھی ہے اس لئے کہ وہ حق و باطل کے درمیان امتیاز کرنے والی کتاب ہے۔ چنانچہ بعض مفسرین نے یہاں ''فرقان'' سے قرآن ہی مراد لیا ہے۔ دوسرے مفسرین کا کہنا ہے کہ اس سے مراد وہ معجزات ہیں جو انبیائے کرام کے ہاتھ پر ظاہر کئے گئے اور جنہوں نے ان کی نبوت کا ثبوت فراہم کیا۔ نیز اس لفظ سے وہ تمام دلائل بھی مراد ہو سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلالت کرتے ہیں۔

ف۲ متشابہات قرآن کے پیچھے پڑنا فتنہ ہے

دارمی نے حضرت عمرؓ کا فرمان نقل کیا ہے کہ عنقریب تمہارے پاس ایسے لوگ آئیں گے جو متشابہات قرآن میں تم سے جھگڑا کریں گے تم سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکی پکڑ کرنا کیونکہ اہل سنت ہی کتاب اللہ کو خوب جانتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ ہم حضرت عمرؓ کے پاس موجود تھے کہ ایک شخص آیا اور قرآن کے متعلق پوچھنے لگا کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق۔ حضرت عمرؓ کھڑے ہو کر اس کے کپڑوں سے لپٹ گئے اور اس کو کھینچ کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس لے گئے اور فرمایا ابوالحسن سنتے ہو یہ شخص کیا کہہ رہا ہے مجھ سے آکر یہ پوچھنے لگا کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اس بات کا برا پھل عنقریب نکلے گا۔

بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝٧

سب کچھ ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے ۔ اور سمجھائے نہیں سمجھتے مگر عقلمند لوگ

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا

اے ہمارے پروردگار نہ کجی پیدا کر ہمارے دلوں میں اس کے بعد کہ تو ہدایت دے چکا ہم کو

مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝٨ رَبَّنَآ اِنَّكَ

اور عطا فرما ہم کو اپنے سرکار سے مہربانی! بیشک تو بڑا دینے والا ہے اے ہمارے پروردگار بیشک تو

جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ

اکٹھا کرے گا تمام لوگوں کو ایک دن کہ جس میں کچھ شک ہی نہیں ہے! بیشک اللہ

الْمِيْعَادَ ۝٩ ع اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ

وعدہ خلافی نہیں کرتا جن لوگوں نے کفر کیا ان کو ہرگز نہ بچاویں گے

اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ

ان کے مال اور نہ ان کی اولاد اللہ کے عذاب سے کچھ ! اور یہی لوگ

هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۝١٠ ۙ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ

دوزخ کے ایندھن ہیں، فرعون والوں اور ان سے پہلے

مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ

لوگوں کا حال (ان کا بھی) ہونا ہے ۔ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو ان کو پکڑا اللہ نے

بِذُنُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝١١ قُلْ

ان کے گناہوں پر ! اور اللہ کی مار بہت سخت ہے (اے محمد) کہہ دے

خلافت آپ کی ہے اگر میری ہوتی تو میں اسکی گردن مار دیتا۔ دارمی نے بروایت سلیمان بن یسار لکھا ہے کہ ایک آدمی جس کا نام صبیغ تھا مدینہ میں آیا اور متشابہات قرآن کے متعلق پوچھنے لگا حضرت عمرؓ نے اس کو بلوایا اور کھجور کی ننگی ٹہنیاں اس کے لئے تیار رکھیں جب وہ آگیا تو آپ نے فرمایا کون ہے اس نے جواب دیا میں اللہ کا بندہ صبیغ ہوں۔ حضرت نے فرمایا میں اللہ کا بندہ عمرؓ ہوں یہ فرمانے کے بعد ایک ٹہنی لے کر اسکے ماری اور اس کے سر کو خون آلود کر دیا۔ صبیغ فوراً بول اٹھا امیر المؤمنین بس کیجئے وہ چیز جاتی رہی جو پہلے میں اپنے سر میں پاتا تھا۔

ابو عثمان سندی کا بیان ہے حضرت عمرؓ نے بصری کو لکھ بھیجا تھا کہ صبیغ کے ساتھ نشست و برخاست نہ رکھنا اسکے بعد اگر وہ ہمارے جلسہ میں آتا تھا اور ہم سو آدمی بیٹھے ہوتے تھے تو سب الگ الگ ہو جاتے تھے اور جلسہ برخاست کر دیتے تھے۔ حضرت محمد بن سیرین کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کو لکھ بھیجا تھا کہ صبیغ کے ساتھ نشست و برخاست نہ رکھنا اور اس کو تنخواہ و روزینہ نہ دینا۔

خلاصہ رکوع ۱

ع ۱ ۹

اثبات توحید کے ضمن میں عیسائی عقائد کی رد میں نقلی دلائل ذکر کئے گئے اور ان کی نادانی کو واضح فرمایا گیا۔ پھر عقیدہ تثلیث کی تردید میں دلائل ذکر کئے گئے اور ان کے استدلال کا جواب دیا گیا۔ متشابہ آیات کے بارہ میں ٹیڑھے دل والوں کا حال اور اس کے برعکس راسخین فی العلم کا معاملہ ذکر فرمایا گیا۔ آخر میں ایسے راسخین کی دعا ذکر کی گئی کہ وہ ہدایت کے بعد گمراہی میں مبتلا ہونے سے کس طرح پناہ مانگتے ہیں۔

خاصیت: آیت ۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ

ان لوگوں سے جو کافر ہو گئے کہ اب تم مغلوب ہو گے اور ہانکے جاؤ گے دوزخ کی جانب ۔

وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۲﴾ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِىْ فِئَتَيْنِ

اور وہ بری جگہ ہے ابھی ظاہر ہو چکی ہے تمہارے لئے نشانی دو فوجوں میں کہ آپس میں

الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ

گتھ گئیں ! ایک فوج تو لڑتی تھی اللہ کی راہ میں اور دوسری کافر تھی

يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْىَ الْعَيْنِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ

کہ مسلمانوں کو دیکھتے تھے دو چند آنکھوں دیکھتے اور اللہ زور دیتا ہے اپنی مدد کا

مَنْ يَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِى الْاَبْصَارِ ﴿۱۳﴾

جس کو چاہے! بے شک اس میں عبرت ہے آنکھ والوں کے لئے آراستہ کر دی گئی ہے وا

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ

لوگوں کے لئے خواہشات کی محبت (مثلاً) بیبیاں اور بیٹے !

وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ

اور بڑے بڑے ڈھیر سونے اور چاندی کے ! اور نشان کئے ہوئے عمدہ

الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ

گھوڑے! اور مویشی! اور کھیتی! یہ تو فائدے ہیں دنیا کی چند روزہ

الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ

زندگی کے اور اللہ کے ہاں اچھا ٹھکانا ہے (اے محمد) کہہ دے کہ میں تم کو

وا عبرتناک واقعہ

جنگ بدر میں کفار تقریباً ایک ہزار تھے جن کے پاس سات سو اونٹ اور ایک سو گھوڑے تھے۔ دوسری طرف مسلمان مجاہدین تین سو سے کچھ اوپر تھے جن کے پاس کل ستر اونٹ دو گھوڑے چھ زرہیں اور آٹھ تلواریں تھیں۔ اور تماشا یہ تھا کہ ہر ایک فریق کو حریف مقابل اپنے سے دوگنا نظر آتا تھا جس کا نتیجہ یہ تھا کہ کفار کے دل مسلمانوں کی کثرت کا تصور کر کے مرعوب ہوتے تھے اور مسلمان اپنے سے دوگنی تعداد دیکھ کر اور زیادہ حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے۔ اور کامل توکل اور استقلال سے خدا کے وعدہ **فان یکن منکم مائة صابرة یغلبوا مائتین** پر اعتماد کر کے فتح و نصرت کی امید رکھتے تھے اگر ان کی پوری تعداد جو تگنی تھی منکشف ہوتی تو ممکن تھا خوف طاری ہو جاتا۔ اور یہ فریقین کا دوگنی تعداد دیکھنا بعض احوال میں تھا ورنہ بعض احوال وہ تھے جب ہر ایک کو دوسرے فریق کی جمعیت کم محسوس ہوئی جیسا کہ سورۂ انفال میں آئے گا بہر حال ایک قلیل اور بے سرو سامان جماعت کو ایسی مضبوط جمعیت کے مقابلہ میں ان پیشین گوئیوں کے موافق جو مکہ میں کی گئی تھیں۔ اس طرح مظفر و منصور کرنا، آنکھیں رکھنے والوں کیلئے بہت بڑا عبرتناک واقعہ ہے۔ ﴿تفسیر عثمانی﴾

بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۭ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ

بتاؤں اس سے بہت بہتر چیز! ان کے لئے جو پرہیزگار تھے اللہ کے ہاں جنت کے باغ ہیں

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ

جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں ہمیشہ اس میں رہیں گے اور بیبیاں ہیں

مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝١٥

صاف ستھری اور اللہ کی خوشنودی ہے! اور اللہ دیکھ رہا ہے اپنے بندوں کو

اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا

جو لوگ کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لا چکے پس تو بخش دے ہمارے گناہ

وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝١٦ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ

اور ہم کو بچا لے دوزخ کے عذاب سے۔ وا صبر کرنے والے اور سچ بولنے والے

وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝١٧

اور اللہ کے حکم بردار اور خرچ کرنے والے اور پچھلی رات میں گناہ بخشوانے والے ہیں۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ وَاُولُوا

اللہ گواہ ہے کہ کوئی عبادت کے قابل نہیں اس کے سوا اور فرشتے اور علم والے (گواہ ہیں)

الْعِلْمِ قَاۗىِٕمًۢا بِالْقِسْطِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝١٨ۭ

کہ وہ عالم کو سنبھالے ہوئے ہے انصاف سے کوئی معبود نہیں سوائے اس کے زبردست ہے حکمت والا وا۲

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۣ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ

بیشک دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے! اور نہ مخالفت کی

وا مال غنیمت میں چوری کی سزا

مسئلہ: مال غنیمت میں چوری گناہ عظیم ہے اور اسکی سزا عام چوریوں سے زیادہ اشد یعنی غلول ہے جب میدان حشر میں ساری مخلوق جمع ہوگی۔ سب کے سامنے اسکو اس طرح رسوا کیا جائیگا کہ جو مال چوری کیا تھا وہ اسکی گردن پر لدا ہوا ہوگا۔ یہی حال مدارس، خانقاہوں اور اوقاف کے اموال کا ہے جس میں ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کا چندہ ہوتا ہے اگر معاف بھی کرائے تو کس کس سے کرائے اسی طرح حکومت کے سرکاری خزانہ (بیت المال) کا حکم ہے کیونکہ اس میں پورے ملک کے باشندوں کا حق ہے جو اس میں چوری کرے اس نے سب کی چوری کی مگر چونکہ یہی اموال عموماً ایسے ہوتے ہیں، جن کا کوئی شخص مالک نہیں ہوتا۔ نگرانی والے بے پرواہی کرتے ہیں چوری کے مواقع بکثرت ہوتے ہیں۔ اس لئے آج کل دنیا میں سب سے زیادہ چوری اور خیانت انہی اموال میں ہورہی ہے اور لوگ اس کے انجام بد اور وبال عظیم سے غافل ہیں کہ اس جرم کی سزا علاوہ عذاب جہنم کے میدان حشر کی رسوائی بھی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے محرومی بھی نعوذ باللہ۔ (معارف القرآن)

وا۲ مختصر عمل پر ۷۰ مرتبہ نظر رحمت

امام بغویؒ نے اپنی سند کیساتھ اس جگہ ایک حدیث نقل فرمائی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جو شخص ہر نماز کے بعد سورہ فاتحہ اور آیت الکرسی اور آل عمران کی دو آیتیں ایک آیت "شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو" آخر تک اور دوسری یہ آیت "قل اللھم ملک الملک" سے بغیر حساب تک پڑھا کرے تو میں اسکا ٹھکانہ جنت میں بنادونگا اور اسکو اپنے حظیرۃ القدس میں جگہ دونگا اور ہر روز اسکی طرف ستر مرتبہ نظر رحمت کرونگا اور اسکی ستر حاجتیں پوری کرونگا اور ہر حاسد اور دشمن سے پناہ دوں گا اور ان پر اسکو غالب رکھوں گا۔ (معارف القرآن)

أُوتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا

ان لوگوں نے جن کو کتاب ملی مگر اس کے بعد کہ آچکا ان کے پاس علم! آپس کی

بَيْنَهُمْ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ

ضد سے اور جو کوئی منکر ہو اللہ کی آیتوں کا تو اللہ جلد حساب لینے والا ہے

الْحِسَابِ ﴿۱۹﴾ فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ

اس پر بھی اگر وہ تجھ سے حجت کریں تو کہہ دے کہ میں تو تابعدار کر چکا اپنے

لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

آپ کو اللہ کا اور جو لوگ میرے پیرو ہیں ف۱ (وہ بھی) اور کہہ دے ان سے جن کو کتاب ملی ہے

وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ

اور نیز اَن پڑھوں سے کہ کیا تم بھی اسلام لاتے ہو؟ پس اگر وہ مسلمان ہو جاویں تو بیشک ہدایت پا گئے اور اگر

تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰﴾ ع

منہ موڑیں تو تجھ پر فقط پہنچا دینا ہے! اور اللہ دیکھ رہا ہے اپنے بندوں کو

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ

جو لوگ منکر ہوتے ہیں اللہ کی آیتوں سے اور قتل کر ڈالتے ہیں نبیوں کو

بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ

ناحق اور مار ڈالتے ہیں ان کو جو کہتے ہیں انصاف کرنے کو

مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۱﴾ اُولٰٓئِكَ

لوگوں میں سے تو خوشخبری سنا دے ان لوگوں کو دردناک عذاب کی۔

ف۱ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ معیار ہے

وہ جھگڑتے تھے کہ ہم بھی مسلمان ہیں۔ یہاں ان کو بتلایا گیا کہ ایسا (فرضی) اسلام کس کام کا۔ آؤ دیکھو، اسلام اسے کہتے ہیں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے جاں نثار ساتھیوں کے پاس ہے۔ ابھی بیان ہو چکا کہ اسلام نام ہے تسلیم وانقیاد کا۔ یعنی بندہ ہمہ تن اپنے کو خدا کے ہاتھ میں دیدے سو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین و انصار کو دیکھ لو کس طرح انہوں نے شرک، بت پرستی، بداخلاقی، فسق وفجور اور ظلم وعدوان کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنی جان، مال، وطن، کنبہ، بیوی بچے، غرض تمام مرغوب ومحبوب چیزیں حق تعالیٰ کی خوشنودی پر نثار کردیں اور کس طرح ان کا چہرہ اور آنکھیں ہر وقت حکم الٰہی کی طرف لگی رہتی ہیں کہ ادھر سے حکم آئے اور ہم تعمیل کریں۔ اس کے بالمقابل تم اپنا حال دیکھو کہ خود اپنی خلوتوں میں اقرار کرتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق پر ہیں، مگر ان
۲ ع ۱۱ ۱۰
پر ایمان لائیں تو دنیا کا مال وجاہ چھنتا ہے۔ بہر حال اگر باوجود وضوح حق کے اسلام کی طرف نہیں آتے، تم جانو، ہم تو اپنے کو ایک خدا کے سپرد کر چکے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

خلاصہ رکوع ۲

عیسائیوں کی دولت پرستی پر تنبیہ فرمائی گئی کہ مال واولاد عذاب سے بچاؤ کا ذریعہ نہیں۔ آگے فرعون کا ذکر کیا گیا اور کفار کو جہنم کی وعید سنائی گئی۔ پھر غزوہ بدر میں معرکہ حق وباطل کا ذکر کیا گیا کہ بے سرو سامانی کے باوجود کس طرح ایمان والے غالب آئے جس میں عبرت کا مقام ہے۔ آگے دنیا کی مرغوب اشیاء کا ذکر کیا گیا کہ یہ دنیا امتحان کی جا ہے۔

الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَمَا
یہی لوگ ہیں کہ اکارت ہو گئے ان کے اعمال دنیا اور آخرت میں! اور ان کا
لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۲﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا
کوئی مددگار نہیں۔ (اے محمد) کیا تو نے ان کو نہیں دیکھا جن کو ملا
مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ
ایک حصہ کتاب کا ان کو بلایا جاتا ہے اللہ کی کتاب کی جانب تاکہ وہ ان میں فیصلہ کرے
ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾ ذٰلِكَ
پھر بھی پھر جاتا ہے ایک گروہ ان میں کا اور وہ انحراف کرتے ہیں۔ ف۱ یہ بات اس وجہ سے ہے
بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۪
کہ وہ کہتے ہیں! ہم کو ہرگز نہ چھوئے گی دوزخ کی آگ مگر گنتی کے چند روز! اور بہکا رکھا ہے
وَّغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَكَيْفَ اِذَا
ان کو دین کے بارے میں ان باتوں نے جو یہ اپنی طرف سے بناتے ہیں۔ پھر کیا ہوگا جب ہم ان کو
جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۫ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ
اکٹھا کریں گے اس دن جس کے ہونے میں کچھ بھی شبہ نہیں اور پورا دے دیا جاوے گا
مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ
ہر شخص کو جیسا اُس نے کیا ہے اور وہ بالکل ظلم نہ کئے جاویں گے (اے محمد) کہہ! اے اللہ ملک کے
الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ
مالک دیوے سلطنت تو جس کو چاہے اور چھین لے سلطنت جس سے چاہے

ف۱ شانِ نزول:

کلبی نے بروایت ابو صالح حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا ہے کہ خیبر کے باشندوں میں ایک مرد و عورت نے زنا کیا اور زنا کی سزا ان کی کتاب میں رجم (سنگسار) کر دینا مقرر تھی زانی چونکہ عالی مرتبہ تھے اس لئے یہودیوں نے ان کو سنگسار کرنا مناسب نہ سمجھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں معاملہ پیش کیا ان کو یہ امید تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس سزا میں کچھ تخفیف مل جائے گی۔

لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو رجم کر دینے کا حکم دیدیا نعمان بن اوفی اور بحری بن عمرو اس سزا کو سن کر بولے محمدؐ! آپ کا فیصلہ غلط ہے ان کے لئے سنگسار کرنے کا حکم نہیں ہے۔ آپؐ نے فرمایا میرے تمہارے قول کا فیصلہ تورات سے ہو سکتا ہے۔ (تورات لاؤ) وہ بولے آپؐ نے انصاف کی بات کہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں تورات کا سب سے بڑا عالم کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا ایک یک چشم آدمی ہے جو فدک کا باشندہ ہے اس کو ابن صوریا کہا جاتا ہے۔ چنانچہ یہودیوں نے ابن صوریا کو بلوا بھیجا اور وہ مدینہ میں آ گیا۔

حضرت جبرئیلؑ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابن صوریا کے حالات بتا دیئے تھے ابن صوریا حاضر ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ابن صوریا ہو اس نے جواب دیا جی ہاں فرمایا کیا تم یہودیوں کے سب سے بڑے عالم ہو۔ ابن صوریا نے کہا لوگ ایسا ہی خیال کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تورات کا وہ حصہ طلب فرمایا جس میں رجم کا حکم مذکور تھا اور فرمایا اس کو پڑھو۔

حسب الحکم ابن صوریا نے تورات پڑھنی شروع کی اور جب آیت رجم پر پہنچا تو اپنی ہتھیلی اس پر رکھ دی اور آگے پڑھنے

تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ

اور تو ہی عزت دے جس کو چاہے اور ذلیل کرے جسے چاہے!

الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٢٦﴾ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِی

تیرے ہاتھ ہے ہر بھلائی! تو ہی ہر چیز پر قادر ہے! ف۱ تو ہی شامل کر دیتا ہے رات کو دن میں

النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّيْلِ ؗ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَيِّتِ

اور تو ہی شامل کرتا ہے دن کو رات میں اور تو ہی نکالے جاندار کو بے جان سے

وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَیِّ ؗ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ

اور تو ہی نکالے بے جان کو جاندار سے اور روزی دے جس کو چاہے

حِسَابٍ ﴿٢٧﴾ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ

بے شمار مسلمانوں کو چاہئے کہ نہ بناویں کافروں کو اپنا دوست!

مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ

مسلمانوں کو چھوڑ کر! اور جو کرے ایسا

مِنَ اللّٰهِ فِیْ شَیْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ؕ

تو وہ اللہ کا کوئی نہیں مگر اس صورت میں کہ تم لوگ چاہو ان کے شر سے بچاؤ

وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿٢٨﴾ قُلْ

اور اللہ تم کو ڈراتا ہے اپنے آپ سے! اور اللہ ہی کی جانب لوٹ کر جانا ہے (اے محمد) کہہ دے

اِنْ تُخْفُوْا مَا فِیْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ

اگر تم چھپاؤ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے یا اسے ظاہر کرو (بہر حال) اللہ تو اس کو جان ہی

لگا۔ حضرت عبد اللہ بن سلام بولے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت رجم کو چھوڑ گیا، پھر عبد اللہؓ نے خود اٹھ کر اس کا ہاتھ آیت رجم سے ہٹایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نیز یہودیوں کو پڑھ کر سنایا کہ محصن اور محصنہ جب زنا کریں اور شہادت سے ثبوت ہو جائے تو ان کو سنگسار کر دیا جائے اور اگر عورت حاملہ ہو تو بچہ پیدا ہونے تک سزا موقوف رکھی جائے اس فیصلہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو سنگسار کرا دیا اور یہودی ناراض ہو کر لوٹ گئے اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ **لیحکم بینھم**

ف۱ قرض کی ادائیگی

حضرت معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جمعہ کو دشمن نے میرا محاصرہ کر لیا اور میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز جمعہ میں شریک نہ ہو سکا، حاضری پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے معاذ! نماز جمعہ سے تمہیں کیا چیز مانع ہوئی؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یوحنا بن باریا یہودی کا میرے اوپر ایک اوقیہ (آدھی چھٹانک) سونا قرض تھا، وہ دروازے پر برابر گھیراؤ کیے ہوئے تھا اس کے خوف سے میں باہر نہ نکل سکا! فرمایا اے معاذ! کیا تم پسند کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارا قرض ادا کرا دیں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا تو پھر روزانہ یہ پڑھا کرو قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ ...... بِغَيْرِ حِسَابٍ تک رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا تُعْطِیْ مِنْهُمَا مَنْ تَشَآءُ وَ تَمْنَعُ مِنْهُمَا مَنْ تَشَآءُ اِقْضِ عَنِّیْ دَيْنِیْ۔ اگر تم پر زمین کے بھراؤ کے برابر سونا بھی قرض ہوگا تو وہ بھی تم سے (اس آیت و دعا کی برکت سے) اللہ تعالیٰ ادا کرا دیں گے۔ (ابو نعیم)

خاصیت: آیت ۲۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى

لے گا اور وہ تو جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے! اور اللہ

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٢٩﴾ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ

ہر چیز پر قادر ہے۔ (یاد رکھو) وہ دن کہ پاوے گا ہر شخص اس

مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ

بھلائی کو جو اس نے کی ہے موجود! اور نیز جو کچھ کی ہے بُرائی! آرزو کرے گا کہ کاش اُس میں

بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًا ۢ بَعِيْدًا ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۗ

اور اس دن میں زمانہ درازہوتا! اور تم کو اللہ ڈراتا ہے اپنے آپ سے!

وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ ۢ بِالْعِبَادِ ﴿٣٠﴾ ع قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ

اور اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے ف۱ کہہ دے! اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ سے

فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

تو میری راہ چلو کہ اللہ تم سے محبت کرے اور بخش دے تم کو تمہارے گناہ! اور اللہ بڑا بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿٣١﴾ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ

مہربان ہے۔ کہہ دے کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا! پھر اگر وہ لوگ نہ مانیں

اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٣٢﴾ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ

تو بیشک اللہ کافروں سے محبت نہیں کرتا اللہ نے چن کر فضیلت دی آدم

وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿٣٣﴾

اور نوح اور خاندان ابراہیم اور خاندان عمران کو تمام جہان پر!

خلاصہ رکوع ۳

یہود کے سنگین جرم انبیاء اور ان کے تابعین کے قتل کو ذکر کیا گیا کہ ایسے لوگوں کے اعمال دنیا و آخرت میں غارت ہو گئے۔ آگے اہل کتاب کی بناوٹی حق پرستی کو ذکر کیا گیا اور یہود کی گمراہی کا سبب اور شبہ کا جواب دیا گیا۔ پھر یہود کی دنیا پرستی کا علاج فرمایا گیا کہ عزت و ذلت اور دنیاوی عہدہ و سلطنت احکم الحاکمین کے اختیار میں ہے
پھر قدرت خداوندی کے دن رات اور زندہ و مردہ کرنے کی قدرت کو ذکر کیا گیا۔ آگے کفار سے دوستی کی ممانعت کی گئی پھر اللہ تعالیٰ کا علم جو کہ عالم کو محیط ہے ذکر کیا گیا۔ اور انسانوں کو اعمال بد سے بچانے کیلئے اپنی ذات سے ڈرایا گیا جو کہ عین شفقت و مہربانی ہے۔

ع ۳ ۱۰ ۱۱

ف۱ جن لوگوں کے اعمال نیک اور بد دونوں قسم کے ہوں گے ان کی نسبت یہ فرمانا کہ وہ اس دن کے نہ آنے کی تمنا کریں گے یہ نہایت بلاغت ہے کہ باوجود اس کے کہ ان کے کچھ اعمال اچھے بھی ہوں گے مگر ان کے ہونے کی ذرا خوشی نہ ہوگی اعمال بد سے غایت درجہ رنج ہوگا تو جس کے پاس شر ہی شر ہو اس کا کیا پوچھنا اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جن کے اعمال سب نیک ہوں وہ بھی ایسی تمنا کریں گے۔

ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝٣٤ اِذْ

کہ اولاد ہیں ایک دوسرے کی! اور اللہ سنتا جانتا ہے جب

قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ

کہا عمران کی بی بی نے کہ اے میرے پروردگار میں نے تیری نذر کردیا جو کچھ میرے پیٹ میں ہے

مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝٣٥ فَلَمَّا

آزاد بنا کر! تو میری طرف سے قبول فرما! بیشک تو سننے والا جاننے والا ہے پھر جب

وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى ۗ وَاللّٰهُ

اس نے لڑکی جنی! بولی کہ اے میرے پروردگار میں نے تو یہ لڑکی جنی ہے! اور اللہ

اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ۗ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى ۚ وَاِنِّيْ

خوب جانتا تھا جو کچھ اس نے جنا! اور نہیں ہوتا لڑکا لڑکی کی طرح اور میں نے اس کا نام

سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَاِنِّيْٓ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ

مریم رکھا ہے اور میں تیری پناہ میں دیتی ہوں اسے اور اس کی اولاد کو

الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝٣٦ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ

شیطان مردود سے ف۱۔ تو قبول فرمایا مریم کو اس کے پروردگار نے اچھی طرح کا قبول کرنا

وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۗ كُلَّمَا دَخَلَ

اور اس کو اٹھایا خوب اچھا اور اس کو سپرد کر دیا زکریا کے ف۲ جب کبھی آتا

عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ

اس کے پاس زکریا حجرے میں (تو) موجود پاتا تھا اس کے پاس کچھ کھانا! زکریا نے کہا

ف۱ حدیث میں آیا ہے کہ ہر بچہ کو ولادت کے وقت شیطان چھیڑتا ہے اور اس کے چھیڑنے سے بچہ چلاتا ہے بجز مریم علیہا السلام وعیسیٰ علیہ السلام کے فقط اور چونکہ یہ دعاء ولادت کے ساتھ ہی معاً ہوئی تھی اس لئے اس وقت تک شیطان مس کرنے نہ پایا تھا اور حدیث میں مریم علیہا السلام وعیسیٰ علیہ السلام کا ذکر خاص طور پر اس لئے ہوا کہ ان کی والدہ سے صراحۃً دعا منقول ہے حضور نے بھی صراحۃً اس کے قبول ہونے کو ظاہر فرمادیا پس یہ لازم نہیں آتا کہ اور انبیاء کو شیطان مس کرتا ہو اور شیطان کو جتنی قدرت دی گئی ہے وہ اس سے زیادہ نہیں کرسکتا اس لئے یہ شبہ فضول ہے کہ اگر شیطان کو ایسی قدرت ہو تو سب کو ہلاک کر دے دوسرے ملائکہ بھی تو نگہبان ہیں

ف۲ حضرت عمران بیت المقدس کے امام تھے، ان کی اہلیہ کا نام حنہ تھا۔ ان کے کوئی اولاد نہیں تھی اس لئے انہوں نے نذر مانی تھی کہ اگر ان کے کوئی اولاد ہوگی تو وہ اسے بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کردیں گی۔ جب حضرت مریم پیدا ہوئیں تو حضرت عمران کا انتقال ہوگیا، حضرت حنہ کے بہنوئی زکریا علیہ السلام تھے جو حضرت مریم کے خالو ہوئے۔ حضرت مریم کی سرپرستی کا مسئلہ پیدا ہوا تو قرعہ اندازی کے ذریعے اس کا فیصلہ کیا گیا اور قرعہ حضرت زکریا علیہ السلام کے نام نکلا۔ (توضیح القرآن)

خاصیت: آیت ۳۵ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ؕ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ

کہ مریم یہ تیرے لئے کہاں سے آیا؟ مریم بولی کہ یہ اللہ کے ہاں سے! بیشک

اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۷﴾ هُنَالِكَ دَعَا

اللہ روزی دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بے شمار ف۱ وہیں دعا کی

زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً

زکریا نے اپنے پروردگار سے! کہا کہ اے میرے پروردگار عطا فرما مجھ کو اپنی جناب سے

طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ

اولاد نیک! بیشک تو ہی دعا کا سننے والا ہے ف۲ تو اس کو آواز دی فرشتوں نے اور وہ کھڑا

يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى

دعا ہی مانگ رہا تھا حجرے میں کہ اللہ تم کو خوشخبری دیتا ہے یحییٰ کی

مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا

جو تصدیق کریں گے اللہ کے ایک حکم (یعنی عیسیٰ) کی اور سردار ہوں گے اور عورت کے پاس نہ

مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۳۹﴾ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ

جائیں گے اور نبی ہوں گے نیک لوگوں میں سے۔ عرض کیا کہ اے میرے پروردگار کیسے ہوگا

وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكَ

میرے لڑکا حالانکہ مجھ پر آچکا بڑھاپا اور میری بی بی بانجھ ہے! فرمایا اسی طرح

اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿۴۰﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْ اٰيَةً ؕ

اللہ کر دیتا ہے جو چاہتا ہے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار مقرر فرما میرے لئے کوئی نشانی!

ف۱ حضرت سیدہ فاطمہؓ کی فضیلت

ابو یعلی نے مسند میں حضرت جابرؓ کی روایت سے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ سیدہ فاطمہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو خمیری روٹیاں اور ایک پارچہ گوشت بطور ہدیہ بھیجا حضورؐ نے وہ ہدیہ واپس لے کر خود ہی حضرت فاطمہؓ کے پاس پہنچ گئے اور فرمایا بنی یہ لے لے حضرت سیدہؓ نے طباق کھول کر دیکھا تو اس میں روٹیاں اور گوشت بھرا ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انی لک ھذا. تمہارے پاس یہ کہاں سے آیا۔ سیدہؓ نے کہا ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ستائش ہے اس اللہ کے لئے جس نے تم کو زنان بنی اسرائیل کی سردار مریمؑ کی طرح کر دیا۔ پھر آپؐ نے حضرت علیؓ اور حسن و حسینؓ اور سب گھر والوں کو جمع کر کے کھانے کا حکم دیا۔ سب نے پیٹ بھر کر کھالیا اور کھانا پھر بھی بچ رہا تو حضرت سیدہؓ نے پڑوسیوں کو تقسیم کیا۔ ﴿تفسیر مظہری﴾

ف۲ حضرت زکریا علیہ السلام کی دُعاء

حضرت زکریا علیہ السلام بالکل بوڑھے ہو چکے تھے، ان کی بیوی بانجھ تھی، اولاد کی کوئی ظاہری امید نہ تھی۔ مریم کی نیکی و برکت اور غیر معمولی خوارق دیکھ کر دفعتہً قلب میں ایک جوش اٹھا اور فوری تحریک ہوئی کہ میں بھی اولاد کی دعا کروں۔ امید ہے مجھے بھی بے موسم میوہ مل جائے یعنی بڑھاپے میں اولاد مرحمت ہو۔ ﴿تفسیر عثمانی﴾

خاصیت: آیت ۳۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ

فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ تو نہ بات کرے گا لوگوں سے تین دن مگر اشارے سے! ف۱

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۴۱﴾ ع

اور ذکر کرتے رہنا اپنے رب کا بکثرت اور تسبیح کرتے رہنا شام اور صبح کو

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ

اور جب کہا فرشتوں نے کہ اے مریم اللہ نے تم کو چن لیا اور تم کو

وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۲﴾ يٰمَرْيَمُ

پاک صاف بنایا اور برگزیدہ کیا تمام جہان کی عورتوں پر! اے مریم

اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾

فرمانبردار رہو اپنے رب کی اور سجدہ کرتی رہو اور رکوع میں جھکتی رہو رکوع کرنے والوں کے ہمراہ ف۲

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ وَمَا كُنْتَ

(اے محمد) یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم بھیجتے ہیں تیری طرف! اور تو موجود نہ تھا

لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۪

ان کے پاس جب ڈال رہے تھے اپنے اپنے قلم کہ ان میں سے کون شخص مریم کی پرورش کرے؟

وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۴﴾ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ

اور تو موجود نہ تھا ان کے پاس جب وہ جھگڑ رہے تھے! جب کہا فرشتوں نے

يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖق اسْمُهُ الْمَسِيْحُ

کہ اے مریم اللہ تم کو خوشخبری دیتا ہے اپنے ایک حکم کی جس کا نام مسیح

خلاصہ رکوع ۴

اللہ سے محبت کا معیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کو قرار دیا گیا کہ آپ کی اطاعت کے بغیر نجات کا چارہ نہیں۔ چند انبیاء علیہم السلام کا ذکر خیر کہ وہ اللہ کے محبوب و برگزیدہ بندے تھے۔ حضرت مریم علیہا السلام کے بارہ میں نصاریٰ کے خیالات کی تردید کی گئی۔

ع ۴ ۱۱ ۱۲

حضرت مریم علیہا السلام کی پیدائش کفالت، حضرت زکریا علیہ السلام کی قبولیت دعا اور یحییٰ علیہ السلام کی بشارت وصفات ذکر فرمائی گئیں۔ اس سلسلہ میں حضرت زکریا علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ سے مکالمہ ذکر کیا گیا۔

ف۱ حضرت زکریا علیہ السلام کا مقصد یہ تھا کہ کوئی ایسی نشانی معلوم ہو جائے جس سے یہ پتہ چل جائے کہ اب حمل قرار پا گیا ہے، تاکہ وہ اسی وقت سے شکر ادا کرنے میں لگ جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نشانی بتلائی کہ جب حمل قرار پائے گا تو تم پر ایسی حالت طاری ہو جائے گی کہ تم اللہ کے ذکر اور تسبیح کے سوا کسی سے کوئی بات نہیں کر سکو گے اور بات کرنے کی ضرورت پیش آئی تو اشاروں سے کرنی ہوگی۔ (توضیح القرآن)

ف۲ بعض مفسرین نے نقل کیا ہے کہ بعض یہود نے نماز میں رکوع چھوڑ دیا تھا جیسے بیماری میں بعض لوگ قومہ چھوڑ دیتے ہیں اور بعضے رکوع کرتے تھے اس لئے حق تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ نماز کے طریقہ میں ان لوگوں کے ساتھ رہنا جو رکوع بھی کیا کرتے ہیں پس مقصود رکوع کا اہتمام ہے۔

عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ

عیسیٰ بن مریم ہو گا! باعزت دنیا اور آخرت میں اور

الْمُقَرَّبِينَ ﴿٤٥﴾ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ

مقرب بندوں میں (بنے گا) اور لوگوں سے باتیں کرے گا جھولے میں اور بڑا ہو کر

الصَّالِحِينَ ﴿٤٦﴾ قَالَتْ رَبِّ أَنَّى يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي

اور نیک بندوں میں (ہوگا) ف۱ مریم کہنے لگی کہ اے میرے پروردگار کیسے ہوگا میرے لڑکا حالانکہ مجھ کو ہاتھ تک نہیں لگایا

بَشَرٌ قَالَ كَذَٰلِكِ اللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ إِذَا قَضَىٰ

کسی مرد نے؟ فرمایا اسی طرح اللہ پیدا کر دیتا ہے جو چاہتا ہے! جب ارادہ کرتا ہے

أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿٤٧﴾ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ

کسی کام کا تو بس اس کو کہہ دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے اور اللہ سکھاوے گا عیسیٰ کو کتاب

وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ ﴿٤٨﴾ وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي

اور عقل کی باتیں اور توریت اور انجیل! اور رسول ہو گا بنی

إِسْرَائِيلَ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ أَنِّي

اسرائیل کی جانب! کہ میں تمہارے پاس آیا ہوں نشانیاں لے کر تمہارے رب کی جانب سے!

أَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ فِيهِ

میں بناؤں گا تمہارے واسطے مٹی سے پرند کی سی شکل کا پھر اس میں پھونک ماروں گا

فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ

تو وہ ہو جاوے گا اڑتا ہوا جانور اللہ کے حکم سے اور میں بھلا چنگا کر دوں گا مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو

ف۱ حضرت عیسیٰ کے معجزات: یعنی نہایت شائستہ اور اعلیٰ درجہ کے نیک ہونگے اور اول ماں کی گود میں پھر بڑے ہو کر عجیب وغریب باتیں کرینگے۔ ان الفاظ سے فی الحقیقت مریم کی پوری تسکین کر دی گئی۔ گزشتہ بشارات سے ممکن تھا یہ خیال کرتیں کہ وجاہت تو جب بھی حاصل ہوگی، مگر یہاں تو ولادت کے بعد ہی طعن وتشنیع کا ہدف بننا پڑے گا۔ اس وقت برأت کی کیا صورت ہوگی۔ اس کا جواب دے دیا کہ گھبراؤ نہیں، تم کو زبان ہلانے کی ضرورت نہ پڑے گی، بلکہ تم کہہ دینا کہ میں نے آج روزہ رکھ چھوڑا ہے، کلام نہیں کر سکتی۔ بچہ خود جواب دہی کرے گا۔ جیسا کہ سورۂ مریم میں پوری تفصیل آئے گی۔ بعض محرفین نے کہا ہے کہ ویکلم الناس فی المھد و کھلاً الخ سے صرف مریم کی تسلی کرنی تھی کہ لڑکا گونگا نہ ہوگا۔ تمام لڑکوں کی طرح بچپن اور کہولت میں کلام کرے گا۔ لیکن عجیب بات ہے کہ محشر میں بھی لوگ حضرت عیسیٰ کو یوں خطاب کرینگے، یا عیسیٰ انت رسول الله و کلمتهٗ القاها الیٰ مریم و روح منه و کلمت الناس فی المهد صبیا۔ اور خود حق تعالیٰ بھی قیامت کے دن فرمائیں گے، اذکر نعمتی علیک و علی والدتک اذ ایدتک بروح القدس تکلم الناس فی المهد و کهلاً کیا وہاں بھی اس خاص نشان کا بیان فرمانا اسی لئے ہے کہ مریم کو اطمینان ہو جائے کہ لڑکا گونگا نہیں عام لڑکوں کی طرح بولنے والا ہے۔ اعاذنا الله من الغواية والضلالة۔ تفسیر عثمانیؒ

وَ اُحۡیِ الۡمَوۡتٰی بِاِذۡنِ اللّٰہِ ۚ وَ اُنَبِّئُکُمۡ بِمَا تَاۡکُلُوۡنَ

اور زندہ کر دوں گا مردوں کو اللہ کے حکم سے! اور تم کو بتا دوں گا جو کچھ تم کھا کر آؤ گے

وَ مَا تَدَّخِرُوۡنَ ۙ فِیۡ بُیُوۡتِکُمۡ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لَّکُمۡ

اور جو سینت کر رکھ آؤ گے اپنے گھروں میں! بیشک اس میں تمہارے لئے پوری نشانی ہے

اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿۴۹﴾ وَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیَّ

اگر تم ایمان والے ہو ف۱ اور سچا بتاتا ہوں توریت کو جو میرے زمانے میں موجود ہے

مِنَ التَّوۡرٰىۃِ وَ لِاُحِلَّ لَکُمۡ بَعۡضَ الَّذِیۡ حُرِّمَ

اور (میں آیا ہوں) تاکہ تمہارے لئے حلال کر دوں وہ بعض چیزیں جو تم پر حرام ہیں!

عَلَیۡکُمۡ وَ جِئۡتُکُمۡ بِاٰیَۃٍ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ ۟ فَاتَّقُوا اللّٰہَ

اور میں لایا ہوں تمہارے پاس نشانی تمہارے رب کی جانب سے تو ڈرو اللہ سے

وَ اَطِیۡعُوۡنِ ﴿۵۰﴾ اِنَّ اللّٰہَ رَبِّیۡ وَ رَبُّکُمۡ فَاعۡبُدُوۡہُ ؕ ہٰذَا

اور میرا کہا مانو بیشک اللہ ہی میرا پروردگار ہے اور (وہی) تمہارا پروردگار ہے تو اس کی عبادت کرو

صِرَاطٌ مُّسۡتَقِیۡمٌ ﴿۵۱﴾ فَلَمَّاۤ اَحَسَّ عِیۡسٰی مِنۡہُمُ الۡکُفۡرَ

یہی راستہ سیدھا ہے پھر جب دیکھا عیسیٰ نے یہود کی طرف سے انکار (تو)

قَالَ مَنۡ اَنۡصَارِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ ؕ قَالَ الۡحَوَارِیُّوۡنَ نَحۡنُ

کہنے لگا کہ کوئی ہے جو میری مدد کرے اللہ کیطرف ہو کر؟ کہا حواریوں نے کہ ہم ہیں اللہ کے طرفدار

اَنۡصَارُ اللّٰہِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ ۚ وَ اشۡہَدۡ بِاَنَّا مُسۡلِمُوۡنَ ﴿۵۲﴾ رَبَّنَاۤ

ہم ایمان لائے اللہ پر ف۲ ۔ اور آپ بھی گواہ رہئے کہ ہم مسلمان ہیں۔ اے ہمارے پروردگار

ف۱ مسئلہ: پرندہ کی شکل بنانا تصویر تھا جو اس شریعت (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں) جائز تھا۔ ہماری شریعت میں اس کا جواز منسوخ ہوگیا۔ (معارف القرآن)

ف۲ حضرت زبیرؓ کی فضیلت: صحیحین کی حدیث میں ہے کہ جنگِ خندق کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہے کوئی جو سینہ سپر ہو جائے؟ اس آواز کو سنتے ہی حضرت زبیرؓ تیار ہوئے۔ آپؐ نے دوبارہ یہی فرمایا۔ پھر بھی حضرت زبیرؓ نے ہی قدم اٹھایا۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرا حواری زبیرؓ۔ پھر یہ لوگ اپنی دعاء میں کہتے ہیں کہ ہمیں شاہدوں میں لکھ لے۔ اس سے مراد حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک امتِ محمدیہ میں لکھ لینا ہے۔ اس تفسیر کی روایت سنداً بہت عمدہ ہے۔ ﴿ابن کثیر، تفسیر عثمانی﴾

اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۳﴾

ہم نے مان لیا جو کچھ تو نے اتارا اور ہم نے پیروی کی رسول کی! تو ہم کو لکھ لے ماننے والوں میں

وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ اِذْ قَالَ اللّٰهُ

اور یہود نے داؤ کیا اور اللہ داؤ کرنے والوں میں بہتر ہے جس وقت فرمایا اللہ نے

يٰعِيْسٰۤى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ

کہ اے عیسیٰ میں دنیا میں تیرے رہنے کی مدت پوری کروں گا

مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ

اور تجھ کو اٹھا لوں گا اپنی جانب اور تجھے پاک کروں گا ان سے کہ جنہوں نے کفر کیا ہے اور رکھوں گا

فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ

ان کو جنہوں نے تیری پیروی کی ہے ان لوگوں سے اوپر جنہوں نے کفر کیا قیامت کے دن تک! پھر

فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَاَمَّا

میری ہی جانب تم کو لوٹنا ہے تو فیصلہ کر دونگا تم میں جن باتوں میں تم اختلاف کرتے تھے۔

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِى

تو جن لوگوں نے کفر کیا ہے ان کو تو عذاب دوں گا سخت عذاب

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَاَمَّا

دنیا اور آخرت میں! اور ان کا کوئی بھی مدد گار نہ ہو گا

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ

اور جو ایمان لائے اور نیک کام کئے تو اللہ ان کو پورے دے گا اُن کے ثواب! وا

خلاصہ رکوع ۵

ع ۵

حضرت مریم علیہا السلام کی فضیلت عبادت اور آپ کی کفالت کے سلسلہ میں کی جانیوالی قرعہ اندازی کو ذکر فرمایا گیا۔ حضرت مریم کی فرشتوں سے ہم کلامی اور یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش کے سلسلہ میں آپ کی تشویش کا سد باب فرمایا گیا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صفات و معجزات کو ذکر کیا گیا اور بنی اسرائیل کیلئے احکام سے نوازا گیا۔ آگے عام بنی اسرائیلوں کی سرکشی اور حواریین کا عہد وفا اور ان کی دعا ذکر کی گئی۔ آخر میں بتایا گیا کہ بنی اسرائیل نے کس طرح انکار نبوت کی تدبیر کی مگر حق تعالیٰ نے ان تدابیر کو چلنے نہ دیا۔

وا بغوی نے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت لکھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے متعلق فرمایا ان کے زمانہ میں تمام مذاہب سوائے اسلام کے مردہ ہو جائیں گے اور دجال بھی ہلاک ہو جائے گا آپ زمین پر چالیس سال رہیں گے پھر آپ کی وفات ہو جائے گی اور مسلمان آپ کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے۔ ﴿تفسیر مظہری﴾

حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا ایک گروہ برابر حق پر جہاد کرتا رہے گا اور قیامت کے دن تک غالب رہے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر عیسیٰ ابن مریم اتریں گے۔ مسلمانوں کا امیر کہے گا آیئے ہم کو نماز پڑھایئے! عیسیٰ فرمائیں گے، تم ہی میں سے بعض بعض کے سردار ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ بات صرف اس لئے کہیں گے کہ اللہ نے اس امت کو عزت عطا فرمائی ہے۔

وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۷﴾ ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ

اور اللہ ناپسند کرتا ہے نافرمانوں کو! ف۱ یہ ہے جو ہم تجھ کو پڑھ کر

الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ﴿۵۸﴾ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ

سناتے ہیں آیتیں اور حکمتوں بھرا مذکور۔ عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک آدم جیسی ہے!

اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۵۹﴾ اَلْحَقُّ

کہ اس کو مٹی سے بنایا پھر اس کو حکم دیا کہ ہو جا تو وہ ہو گیا۔ یہی سچ ہے تیرے رب کی جانب سے

مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَمَنْ حَآجَّكَ

تو نہ ہو جانا شک کرنے والوں میں۔ پھر جو کوئی تجھ سے حجت کرنے لگے اس کے بارے میں

فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ

اس کے بعد کہ آ چکا تیرے پاس علم تو کہہ دے کہ اچھا آؤ ہم سب بُلا لیں

اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ۟ قف

اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی بیبیاں اور تمہاری بیبیاں اور اپنے تئیں اور تمہارے تئیں

ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّ

پھر سب گڑگڑا کر دعا کریں اور کریں اللہ کی پھٹکار جھوٹوں پر۔ بے شک

هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ؕ

یہی سچی خبر ہے! اور کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا

وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۲﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ

اور بیشک اللہ زبردست ہے حکمت والا۔ پھر اگر وہ بھاگ کھڑے ہوں تو اللہ خوب

ف۱ اجماعی عقیدہ:

امت مرحومہ کا اجماعی عقیدہ ہے کہ جب یہود نے اپنی ناپاک تدبیریں پختہ کرلیں تو حق تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھالیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متواتر احادیث کے موافق قیامت کے قریب جب دنیا کفر و ضلالت اور دجل و شیطنت سے بھر جائے گی، خدا تعالیٰ خاتم الانبیاء بنی اسرائیل حضرة مسیح علیہ السلام کو خاتم الانبیاء علی الاطلاق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک نہایت وفادار جنرل کی حیثیت میں نازل کرکے دنیا کو دکھلا دے گا کہ انبیاءِ سابقین کو بارگاہِ خاتم النبیین کے ساتھ کس قسم کا تعلق ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے اور اس کے اتباع یہود کو چن چن کر ماریں گے۔ کوئی یہودی جان نہ بچا سکے گا۔ شجر و حجر تک پکاریں گے کہ ہمارے پیچھے یہ یہودی کھڑا ہے، قتل کرو! حضرتِ مسیح صلیب کو توڑ دیں گے، نصاریٰ کے باطل عقائد و خیالات کی اصلاح کرکے تمام دنیا کو ایمان کے راستہ پر ڈال دیں گے۔ اس وقت تمام جھگڑوں کا فیصلہ ہو کر اور مذہبی اختلافات مٹ مٹا کر ایک خدا کا سچا دین (اسلام) رہ جائے گا۔ اسی وقت کی نسبت فرمایا ان من اهل الكتب الا ليو منن به قبل موته (نساء رکوع ۲۲) جس کی پوری تقریر اور رفع مسیح کی کیفیت سورۂ "نساء" میں آئے گی۔ بہرحال میرے نزدیک ثمه الي مرجعكم الخ صرف آخرت سے متعلق نہیں، بلکہ دنیا و آخرت دونوں سے تعلق رکھتا ہے، جیسا کہ آگے تفصیل کے موقع پر في الدنيا و الآخرة کا لفظ صاف شہادت دے رہا ہے۔ اور یہ اس کا قرینہ ہے کہ الیٰ یوم القیامة کے معنی قرب قیامت کے ہیں۔ چنانچہ احادیث صحیحہ میں مصرح ہے کہ قیامت سے پہلے ایک مبارک وقت ضرور آنے والا ہے جب سب اختلافات مٹ مٹا کر ایک دین باقی رہ جائے گا۔ وللہ الحمد اولاً و آخراً۔

عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿٦٣﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى

واقف ہے فساد کرنے والوں سے (اے محمدؐ) کہہ دے کہ اے آسمانی کتاب والو رجوع کرو ایک بات کی

كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا

جانب جو یکساں ہے ہمارے اور تمہارے درمیان کہ ہم کسی کی عبادت نہ کریں سوائے اللہ کے اور نہ

نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ

شریک ٹھہراویں اس کا کسی کو اور نہ بناوے ہم میں کوئی کسی کو مالک

دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿٦٤﴾

اللہ کے سوا اور اگر وہ منہ موڑیں تو کہہ دے کہ تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ

اے اہل کتاب! کیوں حجتیں کرتے ہو ابراہیم کے بارے میں حالانکہ نہیں

التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٥﴾

نازل ہوئی توریت اور انجیل مگر ان کے بعد کیا تم کو عقل نہیں۔ سنتے بھی ہو!

هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ

تم جھگڑ چکے ایسی باتوں میں جن کا تم کو علم تھا پھر اب کیوں جھگڑا کرتے ہو

فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٦﴾

ایسی باتوں میں جن کا تم کو کچھ بھی تو علم نہیں! اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ول

مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ

نہیں تھا ابراہیم یہودی اور نہ عیسائی بلکہ تھا ہماری

ع ٦

خلاصہ رکوع ٦

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بحفاظت آسمان پر اٹھائے جانے اور کفار سے پاک کرنے کا وعدہ ذکر کیا ہے۔ پھر متبعین کے غلبہ اور باہمی اختلافات کے فیصلہ کا وعدہ فرمایا ہے۔ کفار کیلئے دنیا وآخرت میں عذاب کو ذکر کیا گیا اور مومنین کو اچھے انجام کی خوشخبری دی گئی۔ آگے حضرت عیسیٰ وآدم علیہ السلام کی تخلیق کی وضاحت فرمائی گئی۔ پھر عیسائیوں کو مباہلہ کی دعوت دی گئی کہ مسیح اور مادر مسیح دونوں بشر محض تھے۔

ول شان نزول

ابن اسحاق نے اپنی مکرر سند سے حضرات ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ نجران کے عیسائی اور یہودی علماء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جمع ہوئے علماء یہود نے کہا کہ ابراہیمؑ تو یہودی تھے اور عیسائیوں نے کہا کہ وہ عیسائی تھے اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۶۷﴾

سرکار کا فرمانبردار بندہ! اور نہ تھا شرک کرنے والوں میں

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا

بے شک لوگوں میں زیادہ حق دار ابراہیم کی خصوصیت کے وہی لوگ ہیں جو اس کی راہ چلے اور یہ

النَّبِىُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ وَلِىُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۸﴾

نبی اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور اللہ حامی ہے مسلمانوں کا۔

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ؕ

چاہتا ہے ایک گروہ اہل کتاب کا کہ کسی طرح تم کو گمراہ کر دے

وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۶۹﴾ يٰۤاَهْلَ

اور وہ نہیں گمراہ بناتے مگر اپنے ہی آپ کو اور سمجھتے بھی نہیں اے اہل

الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۷۰﴾

کتاب! کیوں نہیں مان لیتے اللہ کی آیتیں حالانکہ تم دل میں قائل ہو۔

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ

اے اہل کتاب کیوں گڈ مڈ کئے دیتے ہو حق کو باطل سے

وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۱﴾ ع وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ

اور کیوں چھپاتے ہو سچی بات کو حالانکہ تم جانتے ہو۔ و۱ اور کہا

مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِىْۤ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ

ایک گروہ نے اہل کتاب میں سے کہ (بھائیو) مان لو جو کچھ اترا مسلمانوں پر

و۱ یہاں یہ شبہ نہ کیا جائے کہ اگر کوئی جانتا نہ ہو یا اقرار نہ کرتا ہو تو اس کو کفر جائز ہے جواب یہ ہے کہ کفر تو کسی حال میں جائز نہیں مگر اقرار وعلم کے بعد کفر کرنا بہت زیادہ قبیح اور زیادہ قابل ملامت ہے اس لئے وانتم تشھدون و تعلمون زیادہ ملامت کرنے کے لئے بڑھادیا

خلاصہ رکوع ۷

اہل کتاب کوحق کی دعوت کا مثبت انداز بتایا گیا اور نامعلوم باتوں میں جھگڑوں سے روک دیا گیا کہ ایسے امور کو سپرد خدا کر دیا جائے۔ اہل کتاب کے دعویٰ کہ ابراہیم علیہ السلام نصرانی یا یہودی تھے کے بارے میں وضاحت کی گئی کہ وہ نہ یہودی تھے نہ نصرانی بلکہ دین حنیف پر تھے۔ آگے ابراہیم علیہ السلام کے سچے پیرو کار لوگوں کی نشاندہی کی گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متبعین ابراہیم علیہ السلام کے زیادہ قریب ہیں اہل کتاب کی مومنین کے ساتھ سازش کو آشکارا فرمایا گیا اور ان کی خیانتوں پر انہیں ملامت کی گئی کہ حق واضح ہو جانے بعد اسے چھپانا گمراہی ہے۔

ع ۷/۸ ۱۵

اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ
دن چڑھے اور انکار کر جاؤ دن کے آخر میں! شاید
يَرْجِعُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ۭ قُلْ
وہ پھر جاویں ف۱ اور نہ یقین کرنا مگر اسی کا جو چلے تمہارے دین پر! ف۲ (اے محمد) کہہ دے
اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ
کہ ہدایت تو اللہ ہی کی ہدایت ہے! (اور کہتے ہیں کہ نہ مانو) یہ بات کہ کسی کو دیا جاوے
مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَاۗجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ
اس جیسا دین جو تم کو ملا ہے یا وہ تم سے جھگڑیں تمہارے اللہ کے ہاں! (اے محمد) کہہ دے کہ بیشک
الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ
بڑائی تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے! دے دیتا ہے جسے چاہے اور اللہ گنجائش والا ہے
عَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ
خبردار خاص کر لیتا ہے اپنی مہربانی کے لئے جس کو چاہے! اور اللہ بڑے فضل والا ہے
الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾ وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ
اور بعض لوگ اہل کتاب میں ایسے ہیں کہ اگر تو امانت رکھے
بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْھُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ
اس کے پاس مال کا ڈھیر تو تجھ کو ادا کر دیں! اور کوئی ان میں ایسا ہے کہ اگر تو اس کے پاس
لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَاۗىِٕمًا ۭ ذٰلِكَ
امانت رکھے ایک اشرفی تو تجھ کو ادا نہ کرے مگر جب تک کہ تو اس کے سر پر کھڑا رہے!

ف۱ اہل کتاب کی چالاکیاں
ان آیتوں میں اہل کتاب کی چالاکیاں اور خباثتیں ذکر کی جارہی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ تھی کہ اپنے کچھ آدمی صبح کے وقت بظاہر مسلمان بن جائیں اور مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھیں اور شام کو یہ کہہ کر کہ ہم کو اپنے بڑے بڑے علماء سے تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ وہ نبی نہیں جن کی بشارت دی گئی تھی اور تجربہ سے ان کے حالات بھی اہل حق کی طرح کے ثابت نہ ہوئے۔ اسلام سے پھر جایا کریں۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ بہت سے ضعیف الایمان ہماری یہ حرکت دیکھ کر اسلام سے پھر جائیں گے۔ اور سمجھ لیں گے کہ مذہب اسلام میں ضرور کوئی عیب و نقص دیکھا ہوگا جو یہ لوگ داخل ہونے کے بعد اس سے نکلے۔ نیز عرب کے جاہلوں میں اہل کتاب کے علم و فضل کا چرچا تھا، اس بناء پر یہ خیال پیدا ہو جائے گا کہ یہ جدید مذہب اگر سچا ہوتا تو ایسے اہل علم اسے رد نہ کرتے۔ بلکہ سب سے آگے بڑھ کر قبول کرتے۔ (تفسیر عثمانیؒ)

ف۲ یہودیوں کی چالاکی فضول ہے
یعنی جو یہود مسلمانوں کے سامنے جا کر نفاق سے اپنے کو مسلمان ظاہر کریں، انہیں یہ برابر ملحوظ رہے کہ وہ سچ مچ مسلمان نہیں بن گئے۔ بلکہ بدستور یہودی ہیں۔ اور سچے دل سے انہی کی بات مان سکتے ہیں جو ان کے دین پر چلتا ہو اور شریعت موسوی کے اتباع کا دعویٰ رکھتا ہو۔ بعض نے ولا تؤمنوا الا لمن تبع دینکم کے یہ معنی کئے ہیں کہ ظاہری طور پر جو ایمان لاؤ اور اپنے کو مسلمان بتاؤ، وہ محض ان لوگوں کی وجہ سے جو تمہارے دین پر چلنے والے ہیں۔ یعنی اس تدبیر سے اپنے ہم مذہبوں کی حفاظت مقصود ہونی چاہئے کہ وہ مسلمان نہ بن جائیں یا جو بن چکے ہیں اس تدبیر سے واپس آجائیں۔ (تفسیر عثمانیؒ)

خاصیت: آیت ۷۳ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّيِّينَ سَبِيلٌ

یہ اس وجہ سے کہ وہ کہتے ہیں کہ نہیں ہے ہمارے اوپر اَن پڑھوں کے حق کا کوئی گناہ!

وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٧٥﴾ بَلَىٰ

اور جھوٹ بولتے ہیں اللہ پر اور وہ جانے بوجھے ہیں۔ مواخذہ

مَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ وَاتَّقَىٰ فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ

کیوں نہ ہو؟ جو کوئی پورا کرے اپنا قرار اور پرہیز گار بنے تو بیشک اللہ پرہیز گاروں کو

الْمُتَّقِينَ ﴿٧٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ

دوست رکھتا ہے جو لوگ کہ لے لیتے ہیں اللہ کے قرار اور اپنی قسموں کے بدلے

ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا

تھوڑا سا مول! ف۱ یہی لوگ ہیں جن کا کوئی حصہ نہیں آخرت میں اور بات بھی نہیں کرے گا ان سے اللہ اور نہ

يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا

دیکھے گا ان کی جانب قیامت کے روز اور نہ

يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٧﴾ وَإِنَّ مِنْهُمْ

ان کو پاک کرے گا! اوران کے لئے دردناک عذاب ہے اور ان ہی میں

لَفَرِيقًا يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ

ایک گروہ ہے جو مروڑتے ہیں اپنی زبانوں کو کتاب پڑھتے وقت

الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ

تا کہ تم خیال کرو کہ وہ کتاب ہی کا جزو ہے حالانکہ وہ کتاب کا جزو نہیں اور وہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ ہی

ف۱ شان نزول

ان الذین یشترون بعھد اللہ و ایمانھم ثمنا قلیلا صحیحین میں ابو وائلؓ کی وساطت سے حضرت عبد اللہ کی روایت منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کا مال مارنے کے لئے جھوٹی قسم کھائے گا تو اللہ کے سامنے اس کی پیشی ایسی حالت میں ہوگی کہ اللہ اس پر غضب ناک ہوگا۔ اس کی تصدیق میں آیت مذکورہ آخر تک نازل ہوئی۔ حضرت عبد اللہؓ یہ حدیث بیان کر چکے تو حضرت اشعثؓ بن قیس باہر سے اندر آئے اور پوچھا ابو عبد الرحمٰنؓ نے تم سے کیا حدیث بیان کی تھی تو لوگوں نے بتا دیا کہ یہ بیان کر رہے تھے حضرت اشعثؓ نے کہا یہ آیت میرے متعلق نازل ہوئی تھی بات یہ ہوئی کہ میرا ایک کنواں میرے چچا کے بیٹے کی زمین میں تھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر گذارش کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گواہ پیش کرو۔ ورنہ اس کی قسم کو مانو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ تو اس پر قسم کھالے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مسلمان آدمی کا مال مارنے کے لئے جھوٹی قسم کھائی اور (دانستہ) قسم میں جھوٹا ہو تو قیامت کے دن جب اللہ کی پیشی میں جائے گا تو اللہ اس پر غضبناک ہوگا۔ ابن جریر نے عکرمہ کا قول نقل کیا ہے کہ آیت کا نزول کعب بن اشرف حی بن اخطب اور ان جیسے دوسرے یہودیوں کے حق میں ہوا جو توریت میں نازل شدہ اوصاف محمدی کو چھپاتے بدلتے اور ان کی جگہ دوسری چیزیں درج کیا کرتے تھے اور قسم کھا کر کہتے تھے کہ یہ اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہیں اس میں تبدیل و تحریف سے ان کی غرض یہ تھی کہ ان کو کھانے کو ملتا رہے اور جو رشوتیں وہ اپنے متبعین سے لیتے رہتے تھے ان میں فرق نہ آئے۔ ایک اور روایت میں آیا ہے کہ کندی کا نام امرء

عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُولُونَ عَلَى

کے ہاں سے ہے حالانکہ وہ اللہ کے ہاں سے نہیں! اور اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں

اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٧٨﴾ مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ

حالانکہ جانتے ہیں کسی بشر کو شایان نہیں کہ اللہ تو

يُؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ

اس کو عطا فرمائے کتاب اور عقل اور پیغمبری پھر وہ کہنے لگے لوگوں سے

كُونُوا عِبَادًا لِّي مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُونُوا

کہ بن جاؤ میرے بندے اللہ کو چھوڑ کر ول بلکہ (وہ تو یہ کہے گا) کہ

رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ

بن جاؤ اللہ والے اس لئے کہ پڑھاتے رہتے ہو کتاب! اور اس لئے

تَدْرُسُونَ ﴿٧٩﴾ وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ

کہ تم پڑھتے رہتے ہو اور وہ تم سے کبھی یہ نہ کہے گا کہ بنالو فرشتوں

وَالنَّبِيّٖنَ أَرْبَابًا ۗ أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ

اور پیغمبروں کو خدا! کیا بھلا وہ تم کو کہہ سکتا ہے کفر کرنے کو اس کے بعد

مُسْلِمُونَ ﴿٨٠﴾ ع وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ

کہ تم اسلام لا چکے اور (یاد کرو) جب لیا اللہ نے پیغمبروں سے عہد کہ جو کچھ میں

آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتٰبٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ

تم کو دوں کتاب اور علم پھر آوے تمہارے پاس کوئی رسول جو تصدیق کرتا ہو اس کتاب کی

القیس بن عابس اور اس کے حریف کا نام ربیعہ بن عبدان تھا۔ ابو داؤد کی روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی قسم کھا کر (کسی کا) کوئی مال مارے گا وہ اللہ کی پیشی کے وقت کوڑھی ہوگا۔ یہ سن کر کندی نے عرض کیا یہ زمین اسی کی ہے۔ بغوی کی ایک روایت میں آیا ہے کہ جب کندی نے قسم کھانے کا ارادہ کیا تو یہ آیت نازل ہوئی اس پر امراء القیس (یعنی کندی) نے قسم کھانے سے انکار کر دیا اور اپنے حریف کے حق کا اقرار کر لیا اور زمین اس کو دیدی۔ (تفسیر ابن کثیر)

ول سبب نزول: وفد نجران کی موجودگی میں بعض یہود و نصاری نے کہا تھا کہ اے محمدؐ! کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ہم تمہاری اسی طرح پرستش کرنے لگیں، جیسے نصاریٰ عیسیٰ ابن مریم کو پوجتے ہیں۔ آپ نے فرمایا معاذ اللہ ہم غیر اللہ کی بندگی کریں۔ یا دوسروں کو اس کی دعوت دیں۔ حق تعالیٰ نے ہم کو اس کام کے لئے نہیں بھیجا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

یہ عیسائیوں کی تردید ہو رہی ہے کہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا یا خدا کا بیٹا مان کر گویا یہ دعویٰ کرتے تھے کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان ہی کو اپنی عبادت کا حکم دیا ہے۔ یہی حال ان بعض یہودی فرقوں کا تھا جو حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے تھے۔ (توضیح القرآن)

خلاصہ رکوع ۸: یہود کی منافقانہ چالوں کو ذکر کیا گیا کہ وہ کس طرح ایک دوسرے کو نصیحت کرتے تھے۔ حالانکہ ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے اور فضل و کمال کا مالک بھی اللہ ہے۔ آگے اہل کتاب کی معاملات میں بدحالی اور یہود کی زرپرستی کو ذکر کیا گیا پھر اصل وجہ ذکر کی گئی کہ یہود کی بدمعاملگی کی بنیاد ان کے خودساختہ عقائد تھے پھر دنیا پرستوں کا انجام بد ذکر کیا گیا پھر کتاب میں یہود کی جعلسازیاں بیان کی گئیں۔ آخر میں پیغمبر کا منصب اور کام ذکر کیا گیا کہ پیغمبر خدا پرستی کا داعی ہوتا ہے۔

ع ۸ ۹ ۱۶

لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ

جو تمہارے پاس ہو تو ضرور اس کو ماننا اور ضرور اس کی مدد کرنا! فرمایا کہ کیا تم نے اقرار کر لیا

وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ

اور لے لیا اس عہد و پیمان پر میرا ذمہ؟ سب نے عرض کیا کہ ہم اقرار کر چکے! فرمایا

فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ﴿۸۱﴾ فَمَنْ

تو گواہ رہو ف۱ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں ف۲۔ پھر جو

تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ اَفَغَیْرَ

منہ موڑے اس کے بعد تو وہی لوگ نافرمان ہیں کیا یہ لوگ

دِیْنِ اللّٰهِ یَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ

اللہ کے دین کے سوا اور دین ڈھونڈتے ہیں حالانکہ اسی کے تابعدار ہیں جو آسمانوں

وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَیْهِ یُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾

اور زمین میں ہیں بخوشی اور بہ جبر! ف۳ اور اسی کی جانب سب لوٹیں گے

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ

کہہ دے کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہم پر اترا

عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ

اور جو اترا ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اولاد یعقوب پر

وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَالنَّبِیُّوْنَ

اور جو ملا موسیٰ اور عیسیٰ اور (دوسرے) پیغمبروں کو ان کے اللہ کی طرف سے!

ف۱ مطلب یہ کہ اپنے اس اقرار پر گواہ کی طرح جمے رہو کیونکہ گواہ اپنی گواہی سے پھر جانے کو برا سمجھتا ہے اور اقرار کرنے والا چونکہ صاحب غرض ہوتا ہے اس کا پھر جانا چنداں بعید نہیں ہوتا۔

ف۲ انبیاء علیہم السلام سے تو اس عہد کا لیا جانا صراحۃً اس آیت میں مذکور ہے باقی ان کی امتوں سے ممکن ہے کہ اس وقت بھی لیا گیا ہو ورنہ انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ سے تو ان سے عہد لیا جانا ظاہر ہے تمام کتابوں میں یہ حکم بتاکید مذکور ہے کہ جس زمانہ میں جو رسول آوے اس کا اتباع کرنا چاہئے یہاں تک کہ آخر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مصداق ہوئے اسی لئے اہل کتاب کو یہ عہد یاد دلایا گیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت دلائل سے تم کو ثابت ہو چکی تو موافق اس عہد کے تم پر یقیناً آپ کی تصدیق اور نصرت فرض ہے اور یہ عہد یا تو عالم ارواح میں بھی لیا گیا ہو یا صرف دنیا میں بذریعہ وحی کے لیا گیا ہو اور یہ وسوسہ فضول ہے کہ عالم ارواح کا عہد تو ہم کو یاد نہیں بات یہ ہے کہ اگر ہم کو کوئی بات یاد نہ رہے اور کوئی معتبر شخص بیان کر دے کہ تم نے یہ عہد کیا تھا مگر تم بھول گئے تو اس کا بھی پورا کرنا مثل اپنی یاد کے واجب ہوتا ہے چنانچہ یہ عہد دلائل قطعیہ سے سچی وحی اور سچے رسول کی زبانی ہم کو یاد دلا دیا گیا۔

ف۳ یعنی حق تعالیٰ کے حکم دو قسم کے ہیں ایک تو وہ جن کے آثار بندہ کے اختیار میں نہیں جیسے مارنا جلانا بیمار کرنا اس میں تو سب خدا کے مسخر ہیں بے اختیار ہیں اور بعضے احکام کو پورا کرنا بندہ کے اختیار میں ہے جیسے نماز پڑھنا اسی طرح تمام شرعی احکام ان کو بھی بہت لوگ خوشی سے بجا لاتے ہیں جس سے حق تعالیٰ کی عظمت نمایاں ہے اب بعضے لوگ جو احکام شرعیہ میں مخالفت کرتے ہیں تو کیا کوئی دوسرا اس عظمت کا ہے جس کی موافقت کے لئے خدا کی مخالفت کرتے ہیں۔

خاصیت: آیت ۸۳ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

مِنْ رَّبِّهِمْ ۪ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۫ وَنَحْنُ لَهٗ

ہم نہیں فرق کرتے ان میں سے کسی ایک میں بھی! اور ہم تو اسی کے حکم بردار ہیں

مُسْلِمُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا

اور جو تلاش کرے اسلام کے سوا دوسرا دین

فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۸۵﴾

تو ہرگز وہ اس سے قبول نہ کیا جاوے گا! اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا

كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ

اللہ کیوں ہدایت دینے لگا ہے ایسے لوگوں کو جو کفر کرنے لگے ایمان لائے

وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ

پیچھے اور وہ اقرار کر چکے تھے کہ رسول سچا ہے اور پہنچ چکی تھیں ان کے پاس دلیلیں!

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۶﴾ اُولٰٓئِكَ

اور اللہ نہیں ہدایت دیا کرتا ظالم لوگوں کو۔ ف۱ ان کی

جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ

سزا یہی ہے ان پر اللہ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی

اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۷﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ

پھٹکار کہ ہمیشہ رہیں اسی میں! نہ ہلکا ہو گا ان سے عذاب!

وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ

اور نہ ان کو مہلت دی جائے! مگر ہاں جنہوں نے توبہ کر لی اس کے بعد

ف۱ شانِ نزول

نسائی، ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے کہ ایک انصاری مسلمان ہونے سے کچھ مدت کے بعد مرتد ہو گیا لیکن پھر اسے پشیمانی ہوئی اس نے اپنے خاندان والوں کے پاس پیام بھیجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی کو بھیج کر یہ دریافت کراؤ کہ کیا اب میرے لئے توبہ کی گنجائش ہے اس پر آیت **کیف یھدی اللّٰہ قوما کفرو ابعد ایمانھم فان اللّٰہ غفور رحیم** نازل ہوئی اور انصاری کے خاندان والوں نے اس کے پاس (قبول توبہ کا) پیام بھیج دیا وہ (پھر) مسلمان ہو گیا۔ ابن المنذر نے (مسند میں) اور عبدالرزاق نے مجاہد کا قول بیان کیا ہے کہ حارث بن سوید آ کر مسلمان ہوا لیکن کچھ عرصہ کے بعد کافر ہو کر اپنے قبیلہ میں لوٹ گیا اللہ نے اس کے متعلق آیت **کیف یھدی اللّٰہ قوما کفرو ابعد ایمانھم فان اللّٰہ غفور رحیم** نازل فرمائی اس کے خاندان کے کسی شخص نے یہ آیت لے جا کر اس کو سنا دی حارث نے کہا خدا کی قسم میری دانست میں تم بڑے سچے آدمی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے زیادہ سچے ہیں اور اللہ دونوں سے بڑھ کر سچا ہے اس کے بعد حارث واپس آ کر مسلمان ہو گیا اور اچھا مسلمان ہو گیا۔ (تفسیر مظہری)

خاصیت: آیت ۸۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَاَصْلَحُوْا قف فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٨٩﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

اور اصلاح کر لی ۱ تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے جو لوگ

كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ

منکر ہو گئے ایمان لائے پیچھے پھر بڑھتے چلے گئے انکار میں تو ان کی

تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ج وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ﴿٩٠﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

توبہ ہرگز نہ قبول ہو گی اور وہی لوگ گمراہ ہیں۔ جو لوگ

كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ

منکر ہو گئے اور منکر ہی مر گئے تو ہر گز بھی نہ قبول ہو گا ان میں سے

مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ط اُولٰٓئِكَ لَهُمْ

کسی سے زمین بھر کر سونا اگرچہ وہ معاوضہ میں دے! یہی لوگ ہیں

عَذَابٌ اَلِيْمٌ لا وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٩١﴾ ع

جن کو دردناک عذاب ہوگا اور کوئی بھی ان کا مدد گار نہ ہوگا

❁❁❁

---

۱ یعنی منافقانہ طور پر صرف زبان سے توبہ کافی نہیں بلکہ سچے مسلمان ہو جاویں ربط اوپر توبہ کرنے والوں کے لئے مغفرت ورحمت کا وعدہ ہے اور ظاہر ہے کہ اس توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ اسلام لے آئے مگر احتمال تھا کہ شاید کوئی مرتد توبہ کا لفظ سن کر صرف برے کاموں سے توبہ کرنا سمجھے جن کو کافر بھی برا سمجھتے ہیں اور بدون اسلام لائے گناہوں سے توبہ کر کے مغفرت ورحمت کا اپنے کو مستحق سمجھے اس لئے اگلی آیت میں تصریح فرماتے ہیں کہ بدون اسلام کے محض گناہوں سے توبہ کرنا عنداللہ فضول چیز ہے۔

خلاصہ رکوع ۹

اللہ تعالیٰ کا انبیاء سے عہد لینا اور رسول مصدق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق واقرار لیا گیا۔ ایمان کے اس عہد کا منکر اللہ کا سرکش ہے۔ پھر فرمایا گیا کہ کائنات کا ذرہ ذرہ تابع فرمان ہے تو پھر انسان کیوں نافرمانی وسرکشی اختیار کرتا
ع ۹ ۱۱ ۱۷ ہے۔ پھر دین اسلام کی حقیقت کا اظہار واعلان فرمانے کے بعد بتایا گیا کہ اسلام کے بعد کوئی دین قابل قبول نہیں۔ آگے دنیا پرست اہل علم کی مذمت کی گئی کہ ایسے لوگ اللہ، فرشتوں اور لوگوں کی لعنت کے مورد ہیں۔ لیکن توبہ کرنے والوں کیلئے اللہ غفور ہے۔

لیکن صحیح توبہ نہ کرنیوالوں یا بالکل موت سامنے آجانے کے بعد توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول نہیں۔ آخر میں فرمایا گیا کہ قیامت میں ایمان وعمل کے علاوہ کوئی دولت کام نہ آئے گی۔

سورہ بقرہ...تیسرا پارہ

فضائل خواص' فوائد وعملیات

فضائل....آیت الکرسی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھا کرے تو اس کے جنت میں داخل ہونے میں سوائے موت کے کوئی چیز مانع نہیں یعنی موت کے بعد وہ فوراً جنت کے آثار اور راحت وآرام کا مشاہدہ کرنے لگے گا۔ (نسائی)

حدیث انس رضی اللہ عنہ میں ہے کہ آیۃ الکرسی چوتھائی قرآن ہے (رواہ احمد)

حدیث میں ہے کہ جب بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو، اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظت کرنے والا ایک فرشتہ مسلسل تمہارے ساتھ رہے گا اور شیطان صبح تک تمہارے پاس نہیں آئے گا۔

نیز اسکی تلاوت تیری اور تیری اولاد کی حفاظت کا ذریعہ بنے گی نیز تیرے اور آس پاس کے مکانوں کی بھی حفاظت ہوگی۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جو شخص صبح کو سورۃ فاتحہ، آیۃ الکرسی اور حم تنزیل سے الیہ المصیر تک پڑھ لے وہ شام تک ناپسندیدہ اور تکلیف دہ امور سے محفوظ رہے گا اور جو شام کو پڑھ لیا کرے وہ صبح تک محفوظ رہے گا۔

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جس مال یا اولاد پر آیۃ الکرسی کو پڑھ کر دم کر دو گے یا لکھ کر (مال میں) رکھ دو گے یا بچہ کے گلے میں ڈال دو گے شیطان اس مال واولاد کے قریب بھی نہ آئے گا۔ (حصن حصین)

آیت الکرسی کے خواص

جمعہ کے روز بعد نماز عصر خلوت میں ستر بار پڑھنے سے قلب میں عجیب کیفیت پیدا ہوگی۔ اس حالت میں جو دُعا کرے قبول ہو۔

آیت الکرسی۔ اور جو شخص اس کو تین سو تیرہ بار پڑھے خیر بیشمار اس کو حاصل ہو۔

اگر وقت مقابلہ دشمن کے ۳۱۳ بار پڑھے تو غلبہ حاصل ہو۔

جو شخص آیت الکرسی کو ہر نماز کے بعد اور صبح وشام اور گھر میں جانے کے وقت اور رات کو لیٹتے وقت پڑھا کرے تو فقیر سے غنی ہو جائے اور بے گمان رزق ملے۔ چوری سے مامون رہے۔ رزق بڑھے کبھی فاقہ نہ ہو۔ اور جہاں پڑھے وہاں چور نہ جائے۔

خواص آیت الکرسی

خواص ( )اللّٰہ لا الہ سے لے کر ھوا لعلی العظیم تک آیۃ الکرسی کہلاتی ہے! اس کے فضائل وخواص بہت ہیں' حدیث میں وارد ہے کہ آیۃ الکرسی جس گھر میں پڑھی جاتی ہے اس میں شیطان نہیں گھستا اور اس کی برکت سے اللہ پاک اس کے گھر اور اولاد اور محلّہ کے تمام گھروں کو آفات آسمانی سے محفوظ رکھتا ہے! شب کو سوتے وقت اس کو ایک بار پڑھ کر سینہ پر دم کرنا اور سو جانا رات بھر شیطان اور جملہ آفات سے محفوظ رکھتا ہے اور اگر کسی دیوانہ مجنون پر سورہ بقر کی چار آیتیں شروع کی اور پھر آیۃ الکرسی اور اس کے بعد کی تین آیتیں یعنی خالدون تک اور اسی سورۃ میں آخر کی تین آیتیں پڑھی جاویں تو اس کی دیوانگی کو افاقہ ہوگا اور جو شخص ہر فرض نماز کے بعد اس کو صدق دل سے ہمیشہ پڑھا کرے گا وہ ان شاء اللہ مرتے ہی جنت میں داخل ہوگا! اس کے ایک دفعہ پڑھنے والے کو چوتھائی قرآن پڑھنے کا ثواب ملتا ہے حدیث میں آیا ہے کہ قرآن میں افضل سورت سورہ بقرہ ہے اور اس میں سب سے برتر آیت آیت الکرسی ہے ۱۲اق (تفسیر میرٹھی)

خاصیت: آیت الکرسی برائے جن وانس سے حفاظت

اَللّٰہُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَانَوْمٌ ط لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط مَنْ ذَاالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ط یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّابِمَاشَآءَ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْض وَ لَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَالْعَلِیُّ الْعَظِیْم.

خاصیت: آیت الکرسی کو جو شخص ہر نماز کے بعد ایک بار پڑھ لے ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے پاس شیطان نہ آئے گا۔ کیونکہ اس نے اقرار کیا ہے کہ جو شخص آیت الکرسی پڑھتا ہے میں اس کے پاس نہیں جاتا۔ (اعمال قرآنی)

۱۵۔ آیۃ الکرسی کے خواص: جمعہ کے روز بعد نماز عصر خلوت میں ستر بار پڑھنے سے قلب میں عجیب کیفیت پیدا ہوگی۔ اس حالت میں جو دُعاء کرے قبول ہو۔ (اعمال قرآنی)

آیۃ الکرسی کے کل حروف 184 ہیں۔ قرآن وحدیث کے قانون کے مطابق ہر حرف پر دس نیکیوں کا وعدہ ہے لہٰذا

ایک دفعہ پڑھنے پر نیکیاں.......................1840=10x184

ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھنے پر.......9200=5x1840

مہینہ بھر کی کل نیکیاں ....276000=30x9200

سال بھر میں کل نیکیاں..........................33,12,000=12x276000

تینتیس لاکھ بارہ ہزار

خاصیت آیت ۲۶۴ برائے ظالم دشمن

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ط فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَیْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ط لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰی شَیْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ط وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی

الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْن (پ۳،ع۳)

خاصیت: اگر کوئی ظالم دشمن ہواوراس کوویران کرنا منظور ہوتو بعد استفتاء شرعی کے ہفتے کے دن ایک ٹھیکری پکی تیار کرواور کسی پرانے قبرستان کی تھوڑی مٹی ہفتہ کے دن لواور تھوڑی سی ویران گھر کی لواور تھوڑی مٹی کسی خالی گھر کی لو جس کے رہنے والے مرگئے ہوں اور آیتوں کو اس ٹھیکری پر لکھواور خوب باریک پیس لو دوسری مٹیوں کے ساتھ ملاؤ پھران سب کو ملا کر اس کے گھر میں ہفتہ کے دن پہلی ساعت میں بکھیر دو۔(اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۲۸۵۔۲۸۶ برائے حفاظت شیطان

خواص( )آمن الرسول الخ یہ دوآیتیں ہرمرض کی شفاہیں شب کوسوتے وقت ان کو پڑھ کرسونا ہرمصیبت سے بچا تا ہےاور جوتہجد نہ پڑھ سکے اس کوسوتے وقت ان آیتوں کے پڑھنے سے تہجد کا ثواب ملے گا جس گھر میں یہ مقدس آیتیں پڑھی جاتی ہیں اس میں تین دن تک شیطان پاس نہیں بھٹکتا ۱۲ق (تفسیر میرٹھی)

سورہ آل عمران

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ سورۂ بقرہ اور آل عمران کو پڑھا کرو کیونکہ یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن دو بدلیوں کی طرح بن کر سائبان کی طرح ہوکر آئیں گی اور اپنے پڑھنے والے کے متعلق ایک دوسرے سے جھگڑیں گی اور ایک روایت میں ہے کہ دونوں اس کی سفارش کریں گی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو شخص قل اللھم مالک الملک الخ پڑھے تو اگر وہ عہدے و منصب والا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ملک کی حفاظت فرمائے گا اور اس کے حال کو درست رکھے گا اور اگر ملک و منصب والا نہیں تو اللہ تعالیٰ اسے ملک و منصب عطا فرمائے گا۔

الٓمٓ اللہ لاالٰہ الا ھو الحی القیوم و انزل الفرقان

(۱) جو شخص اس آیت کو کاغذ پر زعفران اور گلاب و مشک سے لکھ کر نرے کی ایک پوری میں ڈال کر موم سے اس کو بند کر کے بچہ کے گلے میں ڈال دے تو وہ بچہ شیطان سے اور ام الصبیان کی بیماری سے، جنوں کی بیماری سے اور سب آفتوں سے محفوظ رہے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ وہ نرا سورج طلوع ہونے سے پہلے کاٹا گیا ہو۔

(۲) جو شخص جمعرات کے دن دوسری ساعت میں اس آیت کو ہرن کی باریک کھال پر باریک قلم سے لکھ کر انگوٹھی کے نگینہ کے نیچے رکھ لے اور خالص نیت و پاک بدن کے ساتھ اس انگوٹھی کو پہنے رکھے گا تو وہ شخص خوش بخت ہو جائے گا۔ ہر شخص اس کا حکم مانے گا وہ ہر ایک کے شر سے محفوظ رہے گا اور اس کا دشمن اس سے خائف رہے گا۔ (الدرر النظیم)

ھو الذیٓ انزل علیک الکتاب منہ آیات محکمات..........ان اللہ لایخلف المیعاد

اگر کسی آدمی کا حافظہ کمزور ہو اور ذہن سست ہو تو وہ ان آیات کو سبز رنگ کے نئے کاغذ پر جمعہ کے دن چھٹے گھنٹے میں زعفران و گلاب کے عرق سے لکھے اور دھو کر پی لے۔ مسلسل سات جمعے اسی طرح کرے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کا حافظہ قوی اور تیز ہو جائے گا۔ اس بات کا خصوصی خیال کرے کہ کوئی شبہ والی چیز نہ کھائے۔ **اللھم مالک الملک ....بغیر حساب**

(۱) جو آدمی مذکورہ آیتوں کو فرضوں اور نفلوں کے بعد اور سوتے وقت کثرت سے پڑھے تو اس کی تنگ دستی ختم ہو جائے گی۔

(۲) جو بادشاہ **الملک القدوس** کا ہمیشہ ورد رکھے اس کی سلطنت قائم رہے گی اور اس کی سلطنت دور دور تک پھیلے گی۔

(۳) جو شخص **الملک** کے حروف اس طرح لکھے۔ ال م ل ک ہر روز پاک صاف ہو کر چالیس بار دیکھا کرے اور دیکھتے وقت درمیانہ حرف پر نظر قائم رکھے اور **اللھم مالک الملک** الخ پڑھتا جائے تو اللہ تعالیٰ اس پر دنیوی اور اخروی اسباب آسان فرما دے گا۔

(۴) جو شخص علم کیمیا یا دوسری مخفی چیزوں کا علم حاصل کرنے کا شوق رکھتا ہو وہ چالیس دن مسلسل روزے رکھے حلال چیز سے افطار کرے اور ہر رات سوتے وقت ۷ بار سورۃ الشمس، سورۃ الضحیٰ اور سورۃ الم نشرح پڑھے۔ پھر سات بار مذکورہ بالا آیت پڑھے پھر ستر بار یہ دعا مانگے **اللھم انی اسئلک بقدرتک علیٰ کل شی یاواحد یا احد یا صمد یا وتر یا حی یا قیوم اسئلک ان تصلی علیٰ سیدنا محمد و علیٰ آل سیدنا محمد و ان تیسر لی العلم الذی بشرتہ علیٰ کثیر من خلقک واکرمت بہ**

كثيراً من عبادك و اعننى عمن سواك فانك مالك الملك و بيدك مقاليد السماوات والارض فانت علىٰ كل شئ قدير اللہ تعالیٰ نیندیا بیداری میں اس کے پاس کوئی شخص بھیجیں گے جو اسے اس کا مطلوبہ علم سکھادے گا۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص حاجت مند ہو اور وہ سجدہ میں جا کر یوں کہے۔

اللهم مالك الملك الخ يا الله ۳بار انت الله الذى لآ اله الا انت وحدك لاشريك لك تجبرت انى يكون لك ولد وتعاليت انى يكون لك شريك و تعاظمت انى يكون لك ندومشير وقهرت انى يكون لك ضد و تكرمت انى يكون لك وزير يا الله ۳بار يا الله انت الذى تنزهت وتنزهت و ننزهت جميع خلقك لاعين تراك ولايدركك بصر يا الله ۳ بار يا الله اقض حاجتى

اور اپنی حاجت کا نام لے تو اس کی حاجت پوری ہو جائے گی۔

اذقالت امرأة عمران رب انى نذرت لك......بغير حساب

(۱) ان آیات کو زعفران اور گلاب سے ہرن کے باریک چمڑے پر لکھ کر عورت کی بائیں کوکھ پر وضع حمل تک باندھ دیا جائے تو وہ سب آفتوں سے امن میں رہے گی۔

(۲) اگر اس آیت کو مشک وزعفران سے لکھ کر بچہ کے گلے میں لوہے یا تانبے کی تختی میں بند کر کے باندھ دیا جائے تو وہ رونے اور ڈرنے اور بھوک لگنے سے محفوظ رہے گا اور اکثر سویا رہے گا اور اپنی ماں کے تھوڑے دودھ سے سیر ہو جایا کرے گا اور اگر اس کی ماں کا دودھ کم ہوگا تو وہ بہت ہو جائے گا اور وہ بچہ نیک بخت ہوگا۔

قل ان الفضل بيدالله يؤتيه من يشآء والله ذوالفضل العظيم

(۱) جو شخص جمعرات کے دن زہرہ یا عطارد کی ساعت میں اس آیت کو کسی پاک کاغذ پر لکھ کر کسی نیک آدمی کے کرتہ کے ٹکڑے میں لپیٹ کر اپنی دکان یا گھر کے دروازے میں لٹکائے تو اس کی آمدنی بہت ہوگی۔

(۲) اگر کوئی شخص بے روزگار ہو یا کسی شخص کی شادی نہ ہوتی ہو تو وہ یہ آیت لکھ کر گلے میں لٹکائے اس کی مراد پوری ہو جائے گی۔

افغير دين الله..........خاسرين تک

اگر کوئی بیمار ہو تو یہ آیت مٹی کے کورے برتن میں لکھ کر بارش یا کنوئیں کے پانی سے جس پر دھوپ نہ پڑی ہو دھو کر پلایا جائے تو وہ صحت مند ہو جائے گا۔(الدررالنظیم)

خواص ابتدائی آیات از سورہ آل عمران

اسم اعظم

الٓمّٓ ۔ اللّٰهُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ. (پ۳۔ع۹)

ترجمہ: الٓمّٓ اللہ تعالیٰ ایسے ہیں کہ ان کے سوا کوئی قابل معبود بنانے کے نہیں اور وہ زندہ (جاوید) ہیں۔ سب چیزوں کے سنبھالنے والے ہیں۔

خاصیت: حدیث شریف میں آیا ہے کہ اس میں اسم اعظم ہے۔(اعمال قرآنی)

ام الصبیان

الٓمٓ. اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ. نَزَّلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِیْلَ. مِنْ ۱۰
قَبْلُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ (پ۳ رکوع ۹)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ایسے ہیں کہ ان کے سوا کوئی قابل معبود بنانے کے نہیں اور وہ زندہ (جاوید) ہیں سب چیزوں کے سنبھالنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس قرآن بھیجا ہے واقعیت کے ساتھ اس کیفیت سے کہ وہ تصدیق کرتا ہے ان (آسمانی) کتابوں کی جو اس سے پہلے ہو چکی ہیں اور اسی طرح بھیجا توریت اور انجیل کو اس سے قبل کے لوگوں کی ہدایت کے واسطے اور اللہ تعالیٰ نے بھیجے معجزات۔ (اعمال قرآنی)

عزت بڑھنا

الٓمّٓ. اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ. نَزَّلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِیْلَ مِنْ قَبْلُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ (پارہ۳، رکوع ۹)

خاصیت: ہرن کی جھلی پر باریک قلم سے لکھ کر نگینہ انگشتری کے نیچے رکھ لیا جائے جو شخص باوضو پہنے جاہ وقبولیت حاصل ہو اور دشمن سے محفوظ رہے۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت: آیت ۸ برائے ایمان پر خاتمہ ہونا

رَبَّنَا لَاتُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّابُ. (پ۳ ع۹)

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار ہمارے دلوں کو کج نہ کیجئے بعد اس کے کہ آپ ہم کو ہدایت کر چکے ہیں اور ہم کو اپنے پاس سے رحمت (خاصہ) عطا فرمایئے بلاشبہ آپ بڑے عطا فرمانے والے ہیں۔

خاصیت: جو کوئی ہر نماز کے بعد اس کو پڑھ لیا کرے وہ دنیا سے انشاءاللہ تعالیٰ با ایمان اٹھے گا۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت: آیت ۲۶ برائے ادئیگی قرض:

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط بِیَدِکَ الْخَیْرُ ط اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر (پارہ۳، رکوع۱۱)

ترجمہ: (اے محمد) آپ (اللہ تعالیٰ سے) یوں کہئے کہ اے اللہ مالک تمام ملک کے آپ جس کو چاہیں ملک دیدیتے ہیں اور جس سے چاہیں آپ ملک لے لیتے ہیں اور جس کو چاہیں غالب کر دیتے ہیں اور جس کو آپ چاہیں پست کر دیتے ہیں آپ ہی کے اختیار میں سب بھلائی ہے بلاشبہ آپ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں۔

خاصیت: ادائیگی قرض کے لئے سات بار صبح وشام پڑھ لیا کرے تو انشاءاللہ تعالیٰ قرض ادا ہو جائے گا۔ (اعمال قرآنی)

خواص۔ حضرت معاذؓ سے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں تجھ کو ایسی دُعا نہ بتاؤں جس کے باعث اگر تیرے اوپر ڈھیروں قرض کیوں نہ ہو سب ادا ہو جائے قل اللھم سے بغیر حساب تک اور اس کے بعد رحمٰن الدنیا و رحیم الاخرۃ تعطی من تشاء منھا و تمنع من تشاء ارحمنی رحمۃ تغنی عن رحمۃ من سواک (تفسیر میرٹھی)

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ

۱۰ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ. (پ۳ ع۱۱)

خاصیت: جو شخص کثرت سے ان آیتوں کو فرض نمازوں کے بعد اور نوافل کے بعد اور سوتے وقت پڑھا کرے اس کو روزی اور وسعت نصیب ہو، اس کے مال میں ترقی ہو اور تنگدستی دور ہو۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۳۵ برائے حفاظت بچہ

اِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ ...... بِغَيْرِ حِسَابٍ تک (پ۳ ع۱۲)۔

خاصیت: اگر مشک وزعفران سے لکھ کر تانبے یا لوہے کی نلکی میں لکھ کر بچے کے گلے میں لٹکا دیا جائے تو رونے اور ڈرنے اور بدخوابی سے حفاظت رہے اور ماں کے تھوڑے دودھ سے آسودہ ہو جائے۔ اور اگر دودھ کم ہو تو بڑھ جائے اور بچے کی نشو ونما خوب ہو۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۳۸ برائے فرزند

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ. (پ۳ ع۱۲)

ترجمہ: (حضرت زکریا نے عرض کیا) اے میرے رب عنایت کیجئے مجھ کو خاص اپنے پاس سے کوئی اچھی اولاد بے شک آپ سننے والے ہیں دُعاء کے۔ خاصیت: جس کو اولاد سے مایوسی ہوگئی ہو اس آیت کو پڑھا کرے خداوند کریم اس کی برکت سے فرزند صالح عطا فرمائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (اعمال قرآنی)

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ. يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (پارہ۳ رکوع۱۶)

خاصیت آیت ۷۳ برائے رزق

خاصیت: جمعرات کے روز باوضو کسی طالع مند آدمی کے کپڑے کے ٹکڑے پر اس آیت کو دوکان یا مکان یا خرید وفروخت کی جگہ میں لٹکائے خوب آمدنی ہو۔ دیگر: اور اس کاغذ کو لکھ کر کسی بے کار آدمی کے بازو پر باندھ دیا جائے با کار ہو جائے یا جس نے کہیں پیغام نکاح بھیجا ہو اس کے بازو پر باندھ دیا جائے اس کا پیغام منظور ہو جائے۔ (اعمال قرآنی)

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ. يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ. (پارہ۳، رکوع۱۶)

ترجمہ: (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کہہ دیجئے کہ بے شک فضل تو خدا کے قبضہ میں ہے وہ اسکو جسے چاہیں عطا فرمائیں۔ اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے ہیں خوب جاننے والے ہیں۔ خاص کر دیتے ہیں اپنی رحمت وفضل کیساتھ جسکو چاہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں۔

خاصیت آیت ۸۳ برائے سلامتی جانور

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ. (پارہ۳، رکوع۱۷)

خاصیت: اگر سواری کا کوئی جانور گھوڑا اونٹ سواری کے وقت شوخی شرارت کرے اور چڑھنے نہ دے تو اس آیت کو تین مرتبہ پڑھ کے کان میں پھونک دے ان شاء اللہ تعالیٰ باز آجائے گا۔ (اعمال قرآنی)

خواص: افغير دين الله (الخ اگر کسی کا گھوڑا منہ زور ہو کر اپنی پیٹھ پر سوار نہ ہونے دے تو یہ آیت افغير دين الله سے لے کر واليه ير

جعون تک پڑھے اور اس کے دونوں کانوں میں پھونک دے پھر سوار ہو جائے ان شاءاللہ وہ ہرگز کچھ بھی نہ بولے گا ۱۲اق (تفسیر میرٹھی)

خاصیت: آیت ۸۴ برائے امراض دل

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ. وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (پ۳ رکوع ۱۷)

خاصیت: یہ آیتیں خفقان قلب کیلئے مفید ہیں۔مٹی کے کورے برتن میں لکھ کر بارش یا شیریں کنوئیں کے پانی سے جس پر دھوپ نہ آتی ہو دھو کر مریض کو پلایا جائے ان شاءاللہ تعالیٰ صحت ہو جائے۔(اعمال قرآنی)

سورۃ النساء: یا ایھا الناس قد جائکم برھان .....مستقیما یہ آیت مد مقابل کی دلیل کو بے کار کر دے گی اور اُس کے مقابلہ میں تمہاری دلیل و موٴقف کو مضبوط و غالب کر دے گی۔

تعارف سورۃ النسآء

یہ سورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ ہجرت فرمانے کے بعد کے ابتدائی سالوں میں نازل ہوئی، اوراس کا اکثر حصہ جنگ بدر کے بعد نازل ہوا تھا۔ یہ وہ وقت تھا جب مدینہ منورہ کی نوزائیدہ مسلمان ریاست مختلف مسائل سے دوچار تھی۔ زندگی کا ایک نیا ڈھانچہ اُبھر رہا تھا جس کے لئے مسلمانوں کو اپنی عبادت کے طریقوں اور اخلاق ومعاشرت سے متعلق تفصیلی ہدایات کی ضرورت تھی، دشمن طاقتیں اسلام کی پیش قدمی کا راستہ روکنے کے لئے سرتوڑ کوششیں کررہی تھیں، اور مسلمانوں کو اپنی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے لئے نت نئے مسائل کا سامنا تھا۔ سورۂ نساء نے ان تمام معاملات میں تفصیلی ہدایات فراہم کی ہیں۔ چونکہ ایک مستحکم خاندانی ڈھانچہ کسی بھی معاشرے کی بنیاد ہوتا ہے، اس لئے یہ سورت خاندانی معاملات کے بارے میں مفصل احکام سے شروع ہوئی ہے۔ چونکہ خاندانی نظام میں عورتوں کا بڑا اہم کردار ہوتا ہے، اس لئے عورتوں کے بارے میں اس سورت نے تفصیلی احکام عطا فرمائے ہیں، اور اسی لئے اس کا نام سورۂ نساء ہے۔ جنگ اُحد کے بعد بہت سی خواتین بیوہ اور بہت سے بچے یتیم ہو گئے تھے، اس لئے سورت نے شروع ہی میں یتیموں کے حقوق کے تحفظ کا انتظام فرمایا ہے، اور آیت نمبر ۱۴ تک میراث کے احکام تفصیل سے بیان فرمائے ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں عورتوں کے ساتھ طرح طرح کے ظلم ہوتے تھے، ان مظالم کی ایک ایک کرکے نشاندہی کی گئی ہے، اور معاشرے سے ان کا خاتمہ کرنے کی ہدایات دی گئی ہیں۔ نکاح وطلاق کے مفصل احکام بیان کئے گئے ہیں، اور میاں بیوی کے حقوق متعین فرمائے گئے ہیں۔ یہ مضمون آیت نمبر ۳۵ تک چلا ہے جس کے بعد انسان کی باطنی اور معاشرتی اصلاح کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ مسلمانوں کو عرب کے صحراؤں میں سفر کے دوران پانی کی قلت پیش آتی تھی، لہٰذا آیت ۴۳ میں تیمم کا طریقہ اور آیت ۱۰۱ میں سفر میں نماز قصر کرنے کی سہولت عطا فرمائی گئی ہے۔ نیز جہاد کے دوران نماز خوف کا طریقہ آیت ۱۰۲ اور ۱۰۳ میں بتایا گیا ہے۔ مدینہ منورہ میں بسنے والے یہودیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ کرنے کے باوجود مسلمانوں کے خلاف سازشوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع کر رکھا تھا، آیت ۴۴ تا ۵۷ اور ۱۵۳ تا ۱۷۵ میں ان کی بداعمالیوں کو واضح فرمایا گیا ہے، اور انہیں راہ راست پر آنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ آیات ۱۷۱ تا ۱۷۵ میں ان کے ساتھ عیسائیوں کو بھی خطاب میں شامل کرلیا گیا ہے، اور انہیں تثلیث کے عقیدے کے بجائے خالص توحید اختیار کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ آیات ۵۸ و ۵۹ میں سیاست اور حکمرانی سے متعلق ہدایات آئی ہیں۔ منافقین کی بداعمالیاں آیات ۶۰ تا ۷۰ اور پھر آیات ۱۳۷ تا ۱۵۲ میں واضح کی گئی ہیں۔ آیات ۷۱ تا ۷۹ نے جہاد کے احکام بیان کرکے منافقین کی ریشہ دوانیوں کا پردہ چاک کیا ہے۔ اسی سیاق میں آیات ۹۲ و ۹۳ میں قتل کی سزائیں مقرر فرمائی گئی ہیں۔ جو مسلمان مکہ مکرمہ میں رہ گئے تھے اور کفار کے ہاتھوں مظالم جھیل رہے تھے، ان کی ہجرت کے مسائل آیات ۹۷ تا ۱۰۰ میں زیر بحث آئے ہیں۔ اسی دوران بہت سے تنازعات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے فیصلے کے لئے لائے گئے۔ آیات ۱۰۵ تا ۱۱۵ میں ان کے فیصلے کا طریقہ آپ کو بتایا گیا ہے، اور مسلمانوں کو آپ کا فیصلہ دل وجان سے قبول کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ آیات ۱۱۶ تا ۱۲۶ میں توحید کی اہمیت واضح کی گئی ہے۔ خاندانی نظام اور میراث کے بارے میں صحابہ کرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد سوالات پوچھے تھے آیات ۱۲۷ تا ۱۲۹ اور پھر ۱۷۶ میں ان سوالات کا جواب دیا گیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ پوری سورت احکام اور تعلیمات سے بھری ہوئی ہے اور شروع میں تقویٰ کا جو حکم دیا گیا تھا، کہا جا سکتا ہے کہ پوری سورت اس کی تفصیلات بیان کرتی ہے۔ (توضیح القرآن)

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ وَمَا
تم ہرگز نہ پہنچو گے نیکی کے درجوں کو جب تک کہ نہ خرچ کرو وہ چیزیں
تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ۝۹۲ كُلُّ
جو تم کو عزیز ہیں اور تم کوئی سی چیز بھی خرچ کرو بیشک اللہ اس کو جانتا ہے۔ ف۱ سب
الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ
کھانے کی چیزیں حلال تھیں بنی اسرائیل کو مگر ہاں جو حرام کر چکا تھا
اِسْرَآءِیْلُ عَلٰی نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ
یعقوب اپنے اوپر ف۲ اس سے پہلے کہ نازل ہو
التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ
توریت! ف۳ کہہ دے کہ تم لے آؤ توریت کو اور اس کو پڑھو اگر تم
صٰدِقِیْنَ ۝۹۳ فَمَنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ
سچے ہو پھر جو کوئی بہتان باندھے اللہ پر جھوٹا
مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۹۴ قُلْ صَدَقَ
اس کے بعد تو وہی لوگ ہٹ دھرم ہیں۔ کہہ دے کہ سچ فرمایا
اللّٰهُ ۫ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ؕ وَمَا كَانَ
اللہ نے سو تم تابع ہو جاؤ ابراہیم کے طریقے کے جو ایک کا ہو رہا تھا
مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝۹۵ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ
اور وہ نہ تھا شرک کرنیوالوں میں۔ پہلا گھر جو ٹھہرایا گیا لوگوں کی (عبادت)

ف۱ کامل ثواب حاصل کرنے کا وہی طریقہ ہے کہ محبوب چیز خرچ کرو آیت سے معلوم ہوا کہ ثواب تو ہر خرچ کرنے سے ہوتا ہے جو اللہ کی راہ میں کیا جائے مگر زیادہ ثواب محبوب چیز کے خرچ کرنے سے ہوتا ہے (تسہیل بیان)

ف۲ ایک خاص وجہ سے وہ یہ کہ یعقوب علیہ السلام کو عرق النساء کا مرض تھا آپ نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ اس سے شفا دیں تو سب میں زیادہ جو کھانا مجھ کو محبوب ہو اس کو چھوڑ دوں گا ان کو شفا ہو گئی اور سب میں زیادہ محبوب ان کو اونٹ کا گوشت تھا اس کو چھوڑ دیا پھر ان کی اولاد میں بھی حرام چلا آیا اور یہی تحریم جو نذر کی وجہ سے ہوئی تھی بنی اسرائیل پر بھی بحکم وحی رہی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی شریعت میں نذر کی وجہ سے حلال چیز حرام بھی ہو جاتی تھی جیسا کہ ہماری شریعت میں مباح کام نذر ماننے سے واجب ہو جاتا ہے لیکن اگر کوئی شخص حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کر لینے کی نذر مانے تو ہماری شریعت میں یہ نذر جائز نہیں بلکہ اس نذر کا توڑنا اور کفارہ دینا واجب ہے۔ (تسہیل بیان)

ف۳ پس ابراہیم علیہ السلام کے وقت ان کے حرام ہونے کا دعویٰ کب صحیح ہو سکتا ہے اور نزول توراۃ کے قبل اس لئے فرمایا کہ نزول توراۃ کے بعد ان مذکورہ حلال چیزوں میں سے بھی بہت سی چیزیں حرام ہو گئی تھیں جن کی تفصیل سورۂ انعام میں ہے۔ (تسہیل بیان)

لِلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٩٦﴾ فِيْهِ

کے لئے یہی ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور جہان کے لوگوں کے لئے ہدایت۔ اس میں

اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ

بہت سی کھلی نشانیاں ہیں! ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ! ف۱ اور جو اس گھر میں آ داخل ہوا

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ

وہ امن میں آ گیا اور اللہ کا فرض ہے لوگوں پر حج کرنا اس گھر کا جس شخص کو مقدور ہو

اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ

اس تک پہنچنے کا! اور جو انکار کرے تو بیشک اللہ بے پرواہ ہے دنیا

الْعٰلَمِيْنَ ﴿٩٧﴾ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ

جہان کے لوگوں سے ف۲ کہہ دے کہ اہل کتاب کیوں منکر ہوتے ہو

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖۗ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٨﴾ قُلْ

اللہ کی آیتوں سے؟ اور اللہ گواہ ہے اس پر جو تم کر رہے ہو کہہ دے کہ

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

اہل کتاب تم کیوں روکتے ہو اللہ کے راستہ سے

مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ؕ وَ

ان کو جو ایمان لا چکے تم اس میں ڈھونڈتے ہو عیب حالانکہ تم خبردار ہو! اور

مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٩﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا

اللہ بے خبر نہیں ہے ان کاموں سے جو تم کر رہے ہو۔ اے ایمان والو اگر تم کہا مانو گے

ف۱ مقام ابراہیم ایک پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر ابراہیم نے کعبہ کی تعمیر کی تھی اور اس میں آپ کے قدموں کا نشان بن گیا۔ اب یہ پتھر خانہ کعبہ سے ذرا فاصلہ پر ایک محفوظ مکان میں رکھا ہے۔ (تسہیل بیان)

ف۲ ایک یہودی تھا شماس بن قیس مسلمانوں سے بہت کینہ رکھتا تھا اس نے ایک مجلس میں انصار کے دو قبیلوں اوس و خزرج کو باہم مجتمع و متفق دیکھا حسد کی وجہ سے سخت ناگوار ہوا اور ان میں تفریق ڈالنے کی فکر میں لگا آخر یہ تجویز کیا کہ ایک شخص سے کہا کہ ان دونوں قبیلوں میں اسلام سے پہلے جو ایک لڑائی زمانہ دراز تک رہی ہے اور اس کے متعلق ہر فریق کے فخریہ اشعار ہیں وہ اشعار ان کی مجلس میں پڑھ دیئے جائیں چنانچہ اشعار کا پڑھنا تھا کہ فوراً ایک آگ سی بھڑک اٹھی اور آپس میں چناں چنیں ہونے لگی یہاں تک کہ موقع اور وقت لڑائی کا پھر مقرر ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خبر ہوئی آپ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ کیا اندھیر ہے کہ میرے ہوتے ہوئے اور مسلمان ہو کر اور باہم متفق ہو جانے کے بعد واہیات کیا اسی کفر کی طرف عود کرنا چاہتے ہو متنبہ ہوئے اور سمجھے کہ یہ شیطانی حرکت تھی اور ایک دوسرے کے گلے لگ کر بہت روئے اور توبہ کی اس واقعہ میں یہ آیتیں نازل ہوئیں یہ مضمون کئی آیتوں تک چلا گیا ہے جس میں اول تو ان اہل کتاب پر ملامت کی گئی ہے جن کی یہ کارروائی تھی اور یہ ملامت بڑی بلاغت سے کی گئی ہے کہ اس فعل پر ملامت سے پہلے ان کو کفر پر بھی ملامت کی گئی جس کا حاصل یہ ہوا کہ چاہئے تو یہ تھا کہ خود بھی اسلام لے آتے نہ یہ کہ الٹا دوسروں کو بہکاتے ہو پھر مسلمانوں کو خطاب فرما کر ان کو فہمائش کی گئی۔ (تسہیل بیان)

اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ

کسی گروہ کا بھی ان میں سے کہ جن کو کتاب ملی ہے تو وہ پھر

بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ

کافر بنا دیں گے تم کو ایمان لائے پیچھے اور تم کس طرح کفر کرنے لگو گے حالانکہ پڑھی جاتی ہیں

تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ط وَمَنْ

تم پر اللہ کی آیتیں اور تم میں اس کا رسول موجود ہے! اور جو

يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ ع

مضبوط پکڑلے اللہ کو تو وہ بے شک پڑ گیا سیدھے راستہ۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا

اے ایمان والو ڈرو اللہ سے جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے! ف۱ اور نہ

تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ

مرنا مگر مسلمان اور مضبوط پکڑلو اللہ کی رسی سب

اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ص وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

مل کر اور ایک دوسرے سے الگ نہ ہوو! اور یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر ہے!

اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ

جب کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے پھر اسی نے الفت پیدا کی تمہارے دلوں میں تو تم ہو گئے

بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ج وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ

اس کے فضل سے بھائی بھائی! اور تم تھے آگ کے گڑھے کے کنارے پر پھر اس نے

خلاصہ رکوع ۱۰

راہ خدا میں محبوب مال خرچ کرنے کی ترغیب۔ چیزوں کی حلت و حرمت کے بارہ میں یہود کے اعتراض کا جواب اور ملت ابراہیمی کا حقیقی پیرو کار بننے کی تاکید دی گئی۔ پھر قبلہ کے بارہ میں یہود کے اعتراض کا جواب دیا گیا۔ اہل کتاب کو ملامت اور مسلمانوں کو ہدایت و تلقین کی گئی۔

ع ۱۰ ۱۰ ۱

ف۱ اسلام کامل کا بھی وہی مطلب ہے جو کامل ڈرنے کا ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ اسی کامل تقویٰ اور کامل ایمان پر مرتے دم تک قائم رہنا۔ (تسہیل بیان)

النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ

تم کو اس سے بچا لیا! ف۱ اسی طرح کھول کر بیان کرتا ہے اللہ تمہارے واسطے اپنی آیتیں

لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ

تاکہ تم سیدھے راستہ پر آ جاؤ۔ اور تم میں رہنا چاہئے ایک ایسا گروہ جو بلاتے رہیں نیک کام کی

اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ

جانب اور حکم کرتے رہیں اچھے کاموں کا اور منع کرتے رہیں برے

الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا

کاموں سے۔ اور یہی لوگ اپنی مراد کو پہنچیں گے ف۲ اور تم نہ بنو ان جیسے

كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ

جو ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اور باہم اختلاف کرنے لگے اس کے بعد کہ آ چکے

الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۵﴾ لا يَّوْمَ

ان کے پاس صاف احکام! اور یہی لوگ ہیں جن کو بڑا عذاب ہو گا! جس دن

تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ

سفید ہوں گے بعض منہ اور بعض سیاہ ہوں گے۔ تو جن لوگوں کے

وُجُوْهُهُمْ ۫ قف اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ

منہ سیاہ ہیں (ان سے کہا جائے گا کہ) کیا تم کافر ہو گئے تھے ایمان لانے کے بعد؟

بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ

اچھا چکھو عذاب اس کفر کی سزا میں جو تم کرتے تھے۔ اور وہ لوگ جن کے منہ

ف۱ یہ انعام پہلے انعام کی بھی اصل ہے یعنی بوجہ کافر ہونے کے دوزخ سے اتنے قریب تھے کہ بس دوزخ میں جانے کے لئے صرف مرنے کی دیر تھی اللہ تعالیٰ نے اسلام عطا کیا جس کے سبب دوزخ میں جانے سے بچ گئے پس ان انعاموں کی قدر کرنا چاہئے اور آپس کی جنگ وجدال سے جو کہ معصیت ہے ان انعاموں کو ضائع نہ کرنا چاہئے کیونکہ اس جنگ و جدال سے باہمی الفت کی نعمت تو بالکل ہی زائل ہو جائے گی اور نعمت اسلام میں بھی خلل اور نقصان پیدا ہو جائے گا۔ کہ یہ بھی ایک گونہ اسلام کو ضائع کرنا ہے۔ (تسہیل بیان)

ف۲ تفصیل اس مسئلہ کی یہ ہے کہ جو شخص نیک کام کی نصیحت کرنے اور برے کاموں سے روکنے پر قادر ہو یعنی قرینہ سے اس کو غالب گمان یہ ہو کہ اگر میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کروں گا تو مجھ کو کوئی بڑا ضرر نہ پہنچے گا تو اس پر ضروری احکام میں امر و نہی کرنا واجب ہے اور مستحب باتوں میں مستحب ہے اور جو شخص اس طرح قادر نہ ہو اس پر ضروری احکام میں بھی امر و نہی واجب نہیں البتہ اگر ہمت کرے تو ثواب ہے پھر ضروری احکام میں قدرت رکھنے والے کے لئے تفصیل یہ ہے کہ جہاں ہاتھ سے قدرت رکھتا ہو وہاں ہاتھ سے اس کا انتظام واجب ہے جیسے حکام کو محکومین کے ساتھ اور ہر شخص کو اپنے اہل و عیال کے ساتھ اور اگر صرف زبان سے قدرت رکھتا ہو تو زبان سے کہنا واجب ہے۔ اور جو قدرت نہ رکھتا ہو اس کے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ واجبات و فرائض چھوڑنے والوں اور حرام کا ارتکاب کرنے والوں سے دل سے نفرت رکھے اور قدرت رکھنے والے کے لئے ایک ضروری شرط یہ ہے کہ اس امر کے متعلق پورا حکم شرعی اس کو معلوم ہو۔

خاصیت : آیت ۱۰۳-۱۰۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۷﴾

سفید ہوں گے (وہ) اللہ کی رحمت میں ہوں گے! وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ف۱

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَمَا اللّٰهُ

یہ اللہ کی آیتیں ہیں جن کو ہم تجھ پر پڑھتے ہیں ٹھیک ٹھیک! اور اللہ نہیں چاہتا

يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا

ظلم کرنا دنیا کے لوگوں پر اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۱۰۹﴾ ع كُنْتُمْ خَيْرَ

اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ ہی تک تمام کام پھرتے ہیں تو تم بہتر ہو ان امتوں میں

اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ

جو پیدا ہوئیں لوگوں کے لئے ف۲ تم حکم کرتے ہو نیک کام کا اور منع کرتے ہو

عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ

برے کام سے اور ایمان رکھتے ہو اللہ پر! اور اگر ایمان لے آتے اہل کتاب

لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ

تو بے شک یہ ان کے لئے بہتر ہوتا! ان میں تھوڑے ایمان پر ہیں اور اکثر نا

الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّاۤ اَذًى ؕ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ

فرمان ہیں وہ تمہارا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے سوائے تھوڑی سی تکلیف دینے کے اور اگر وہ تم سے

يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ

لڑیں گے تو تم سے پیٹھ ہی پھیریں گے پھر ان کو مدد نہ ملے گی۔ لیس دی گئی ان پر

ف۱ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا راستی اختیار کرو اور درمیانی رفتار سے چلو اور خوش رہو کیونکہ جنت کے اندر کسی کو اس کے اعمال نہیں لے جائیں گے صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو بھی (آپ کے اعمال جنت میں نہیں لے جائیں گے۔) فرمایا نہ مجھ کو ہاں اللہ اپنی مغفرت اور رحمت سے مجھ کو ڈھانک لے (تو جنت میں داخلہ مل جائیگا۔) (بخاری و مسلم)

خلاصہ رکوع ۱۱

ع ۱۱ ۸ ۲ تقویٰ اور اطاعت شعاری کا حکم دیا گیا اور اجتماعی قوت کا اصول ذکر کیا گیا۔ دعوت و ارشاد کیلئے مخصوص جماعت کی ضرورت اور فرقہ پرستی سے بچنے کی تاکید فرمائی گئی۔ میدان حشر میں لوگوں کی دو جماعتوں میں تقسیم اہل ایمان و ارشاد کا اعزاز اور کفار کی ذلت رسوائی ذکر کی گئی۔

ف۲ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے خصوصی نعمتیں:

حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں وہ وہ نعمتیں دیا گیا ہوں جو مجھ سے پہلے کوئی نہیں دیا گیا۔ لوگوں نے پوچھا وہ کیا باتیں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مدد رعب سے کی گئی ہے۔ میں زمین کی کنجیاں دیا گیا ہوں۔ میرا نام احمد رکھا گیا ہے، میرے لئے مٹی پاک کی گئی ہے، میری امت سب امتوں سے بہتر بنائی گئی ہے۔ ﴿مسند احمد﴾

الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ

ذلّت جہاں کہیں بھی پائے جائیں مگر اللہ کی دستاویز کے ذریعہ سے اور لوگوں کی

النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ

دستاویز کے باعث اور گرفتار ہوئے اللہ کے غضب میں اور لیس دی گئی ان پر

الْمَسْكَنَةُ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

محتاجی ! یہ اس وجہ سے کہ وہ منکر ہوتے تھے اللہ کی آیتوں سے

وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ

اور قتل کر ڈالتے تھے نبیوں کو ناحق! یہ اس کی سزا ہے کہ انہوں نے نافرمانیاں کیں اور

كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ

حد سے بڑھ گئے تھے۔ ف۱ وہ سب برابر نہیں ہیں! اہل کتاب میں

اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ

کچھ ایسے بھی ہیں کہ کھڑے پڑھتے رہتے ہیں اللہ کی آیتیں راتوں اور وہ

يَسْجُدُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ

سجدہ کرتے ہیں ایمان رکھتے ہیں اللہ اور روزِ آخرت پر اور حکم کرتے ہیں نیک

بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي

کاموں کا اور منع کرتے ہیں برے کاموں سے اور دوڑ پڑتے ہیں

الْخَيْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ

نیک کاموں میں! اور یہی لوگ نیک بندوں میں ہیں ف۲ اور وہ کسی طرح کی بھی

ف۱ روح المعانی میں اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے اس پیشین گوئی میں دلیل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی چنانچہ یہود بنی قریظہ و بنی نضیر وخیبر وغیرہ مسلمانوں کے مقابلہ میں ناکام رہے اور پھر روز بروز ذلیل ہی۔ (تسہیل بیان)

ف۲ شان نزول

احمد اور نسائی اور ابن حبان نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی روایت سے بیان کیا کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں تاخیر کردی پھر دیر کے بعد (نبوت کدہ سے) برآمد ہو کر مسجد میں تشریف لائے لوگ نماز کے منتظر تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار ہو جاؤ کہ اس وقت کسی مذہب کا کوئی شخص تمہارے سوا اللہ کی یاد نہیں کرتا اور یہ آیت نازل ہوئی۔ لَيْسُوْا سواء یعنی تمام یہودی مذکورہ برائیوں میں برابر نہیں۔ ﴿تفسیر مظہری﴾

خاصیت: آیت ۱۱۱۔۱۱۲ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ

نیکی کریں ہرگز اس کی نا قدری نہ ہوگی اور اللہ خوب جانتا ہے پرہیزگاروں کو ف۱ ۔ جن

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْھُمْ اَمْوَالُھُمْ وَلَآ

لوگوں نے کفر کیا ان کو ہرگز نہ بچاوے گا ان کا مال اور نہ

اَوْلَادُھُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ

ان کی اولاد اللہ کے عذاب سے بالکل! اور یہی لوگ دوزخی ہیں!

ھُمْ فِيْھَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ ھٰذِهِ

یہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اس مال کی مثال جو یہ لوگ خرچ کرتے ہیں

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْھَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ

اس دنیا کی زندگانی میں اس ہوا کی سی ہے جس میں ٹھہر ہو کہ جا لگی ان کے کھیت کو کہ جنہوں نے

ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ فَاَھْلَكَتْهُ ۭ وَمَا ظَلَمَھُمُ اللّٰهُ وَ

برائی کی اپنے حق میں ف۲ پھر اس کھیت کو تباہ کر دیا اور اللہ نے

لٰكِنْ اَنْفُسَھُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ يٰٓاَيُّھَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا

ان پر کچھ ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔ اے ایمان والو نہ

تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ۭ

بناؤ راز دار اپنے غیر کو کہ وہ کچھ کمی نہیں کرتے تمہاری خرابی میں۔

وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاۗءُ مِنْ اَفْوَاهِھِمْ ښ

چاہتے ہیں کہ تم تکلیف اٹھاؤ! ف۳ ظاہر ہو چکی دشمنی ان ہی کے منہ سے!

ف۱ حاصل آیت کا یہ ہے کہ ان لوگوں نے ان صفات کو اختیار کیا ہے جو اس امت کے سب امتیوں میں افضل ہونے میں دخل رکھتی ہے اسی لئے ایمان اور امر بالمعروف کو خاص طور پر بیان کیا ورنہ دین حق پر قائم ہونے کی صفت میں یہ بھی داخل ہو گئے تھے۔ (تسہیل بیان)

ف۲ کافر لوگ جو کچھ خیرات وغیرہ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس کا صلہ انہیں دنیا ہی میں دے دیتے ہیں ان کے کفر کی وجہ سے اس کا ثواب آخرت میں نہیں ملتا۔ لہٰذا ان کے خیراتی اعمال کی مثال ایک کھیتی کی سی ہے اور ان کے کفر کی مثال اس تیز آندھی کی ہے، جس میں پالا بھی ہو اور وہ اچھی خاصی کھیتی کو برباد کر ڈالے۔ (توضیح القرآن)

ف۳ مدینہ منورہ میں اوس اور خزرج کے جو قبیلے آباد تھے، زمانہ دراز سے یہودیوں کے ساتھ ان کے دوستانہ تعلقات چلے آتے تھے۔ جب اوس اور خزرج کے لوگ مسلمان ہو گئے تو وہ ان یہودیوں کے ساتھ اپنی دوستی نبھاتے رہے، مگر یہودیوں کا حال یہ تھا کہ ظاہر میں تو وہ بھی دوستانہ انداز میں ملتے تھے اور ان میں سے کچھ لوگ یہ بھی ظاہر کرتے تھے کہ وہ بھی مسلمان ہو گئے ہیں۔ لیکن ان کے دل میں مسلمانوں کے خلاف بغض بھرا ہوا تھا۔ کبھی ایسا ہوتا کہ مسلمان ان کی دوستی پر بھروسہ کرتے ہوئے سادہ لوحی میں انہیں مسلمانوں کی کوئی راز کی بات بھی بتا دیتے تھے۔ اس آیت کریمہ نے مسلمانوں کو خبردار کیا ہے کہ وہ ان پر بھروسہ نہ کریں اور انہیں راز دار بنانے سے مکمل پرہیز کریں۔ (توضیح القرآن)

وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُھُمْ اَكْبَرُ ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ

اور وہ دشمنی جو چھپی ہوئی ہے ان کے دلوں میں بڑھ کر ہے! بے شک ہم نے تم کو بتا دیں

اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝۱۱۸ ھٰٓاَنْتُمْ اُولَاۗءِ تُحِبُّوْنَھُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ

پتے کی باتیں اگر تم عقل رکھتے ہو۔ سنتے بھی ہو! تم تو ان سے محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت نہیں رکھتے

وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ڼ

اور تم مانتے ہو تمام کتابوں کو اور جب وہ تم سے ملتے ہیں کہہ دیتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں!

وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۭ

اور جب اکیلے ہوتے ہیں (تو) کاٹ کاٹ کھاتے ہیں تم پر انگلیاں غصہ کے مارے

قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ

کہہ دے کہ مر رہو اپنے غصہ میں! بیشک اللہ خوب جانتا ہے

الصُّدُوْرِ ۝۱۱۹ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْھُمْ ۡ

دلوں کی باتیں۔ اگر تم کو پہنچے کوئی بھلائی تو ان کو برا لگتا ہے! اور اگر

وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِھَا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا

تم کو پہنچے کوئی برائی تو وہ اس سے خوش ہوتے ہیں! اور اگر تم صبر کرو اور پرہیز گاری کرو

لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُھُمْ شَـيْـــًٔـا ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ

تو تم کو کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکے گا ان کا فریب! ف۱ بیشک جو کچھ یہ کر رہے ہیں سب اللہ کے بس میں ہے

مُحِيْطٌ ۝۱۲۰ ع وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَھْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ

اور (اے محمد یاد کرو) جب تو صبح سویرے نکلا اپنے گھر سے کہ بٹھاتا تھا مسلمانوں کو

ف۱ وعدہ یہ ہے کہ اگر تم صبر و تقویٰ پر مستقل رہو تو تم کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکے گا اور اکثر جب مخالف کو مسلمانوں پر غلبہ ہوا صبر و تقویٰ کی کمی کی وجہ سے ہوا ہے اور اگر شاذ و نادر کبھی ایسا بھی ہو کہ باوجود استقلال و تقویٰ کے کفار کو غلبہ ہو جائے تو سمجھ لینا چاہئے کہ وہاں حقیقی ضرر نہیں ہوتا صرف ظاہری ضرر ہوتا ہے کیونکہ اس وقت حق تعالیٰ اپنے بندوں کی آزمائش کیا کرتے ہیں جس میں بوجہ رضا و توکل کے ان کے دل پریشان نہیں ہوتے بلکہ اللہ والے امتحان کی تمام تکالیف کو راحت سمجھتے ہیں

تکلیف وہ ہوتی ہے جس سے قلب کو تشویش ہو اور دل کو جب راحت و خوشی نصیب ہو تو ظاہری تکلیف کا حقیقت کے مقابلہ میں اعتبار نہ کیا جاوے گا اس ظاہری شکست میں مسلمانوں کو باطنی فتح نصیب ہوتی ہے وہ یہ کہ بکثرت فتوحات اور غلبہ ہوتے رہنے سے کبھی اپنی قوت پر نظر ہو جاتی ہے اور خدا پر توکل کم ہو جاتا ہے کبھی شکست دے کر حق تعالیٰ ان کے اخلاق مہذب کر دیتے ہیں جس سے ثواب اور قرب و رضا میں ترقی ہو جاتی ہے اور مسلمان کا اصلی مقصد یہی ہے اگر شکست میں خدا کا قرب و رضا زیادہ ہو تو وہ ہزار فتح سے بہتر ہے خوب سمجھ لو۔

خلاصہ رکوع ۱۲

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے امت محمدیہ کی فضیلت بتائی گئی۔ اور اہل کتاب کو ایمان کی دعوت دی گئی۔ یہود کی ذلت و رسوائی ذکر کی گئی اور ان کیلئے امن کے دو راستے بتائے گئے۔ اہل کتاب میں سے بعض صالح افراد کی صفات ذکر کی گئیں۔ کفار کا انجام اور کفار کو دوست نہ بنانے کی تاکید اور اہل کتاب کی مسلمانوں سے دلی عداوت اور کفار کی سازشوں سے محفوظ رہنے کا نسخہ بتایا گیا۔ ع ۱۲ ۱۱ ۳

مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۙ﴿۱۲۱﴾ اِذْ هَمَّتْ

لڑائی کے موقعوں پر! اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ جب چاہا تم سے

طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ؕ وَعَلَى

دو جماعتوں نے کہ نامرد بن جائیں! اور اللہ مددگار تھا ان کا اور

اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ

اللہ ہی پر مسلمانوں کو بھروسہ رکھنا چاہئے! اور تمہاری مدد

بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

کرچکا ہے اللہ بدر کی لڑائی میں اور تم بالکل بے حقیقت تھے۔ سو ڈرو اللہ سے تاکہ تم احسان مانو۔

اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ

جب تو کہہ رہا تھا مسلمانوں سے کہ کیا تم کو اتنی بات کافی نہیں کہ تمہاری مدد کرے

رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ؕ﴿۱۲۴﴾

تمہارا پروردگار تین ہزار فرشتوں اُتارے ف۱ ہوؤں سے

بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ

بلکہ اگر تم صبر کرو اور پرہیز گاری کرتے رہو اور وہ تم پر آ پڑیں اُسی دم تو تمہاری مدد

هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ

کرے گا تمہارا پروردگار پانچ ہزار فرشتوں

مُسَوِّمِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ

نشان والوں سے اور اللہ نے یہ مدد نہیں کی مگر صرف تمہارے خوش کرنے کو

ف۱ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے درجہ کے فرشتے ہوں گے ورنہ جو فرشتے پہلے سے زمین پر موجود تھے ان سے بھی یہ کام لیا جا سکتا تھا ذرا اس سے پہلے مسلمانوں کی دعا اور فریاد پر ایک ہزار فرشتے بھیجنے کا وعدہ ہوا تھا جیسا کہ سورہ انفال میں ہے پھر جب مشرکین کی امداد آنے کی خبر اڑی کہ کرز بن جابر محاربی مشرکین کا ساتھ دینا چاہتا ہے اس پر زیادہ تقویت قلب کے لئے تین ہزار کا وعدہ ہوا پھر تقویٰ و استقلال سے لڑائی کے وقت کام لینے پر پانچ ہزار کا وعدہ ہوا جو آئندہ آتا ہے۔ یہ تین وعدے ہوئے جن میں سے تیسرے وعدے کا سبب تو خود قرآن میں صاف مذکور ہے کہ صبر و تقویٰ سے کام لینا ہے اور پہلے دو وعدوں کے سبب ظاہر میں دعا و پریشانی معلوم ہوتے ہیں مگر اصلی سبب ان کا بھی وہی تقویٰ و صبر ہے اسی کی برکت سے دعا بھی قبول ہوئی اور اسی کی بدولت قدم قدم پر رحمتیں متوجہ ہوئیں۔

ع۱۲

وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ

اور تاکہ تسلی پاجاویں تمہارے دل اس کے باعث! اور فتح تو اللہ ہی کی طرف سے ہے

اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۙ﴿۱۲۶﴾ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ

جو بڑا زبردست ہے حکمت والا تاکہ ہلاک کر دے کافروں کے ایک گروہ کو

كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ﴿۱۲۷﴾ لَيْسَ لَكَ

یا ان کو ایسا ذلیل کرے کہ وہ واپس چلے جائیں نامراد تیرا اختیار اس کام میں

مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ

کچھ نہیں چاہے ان کو اللہ توبہ نصیب کرے یا ان کو سزا دے

فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

کیونکہ وہ ناحق پر ہیں اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ

الْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۭ

زمین میں ہے! معاف کرے جسے چاہے اور سزا دے جسے چاہے

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۹﴾ ؑ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ ف۱ اے ایمان والو مت کھاؤ

تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ

سود دگنا چوگنا اور ڈرو اللہ سے ف۲ تاکہ تمہارا

تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ ۚ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ ۚ

بھلا ہو۔ اور بچو اس آگ سے جو تیار ہوئی ہے کافروں کے لئے

شانِ نزول

ف۱ مسلم اور امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اگلا دانت اور چہرۂ مبارک زخمی ہو کر خون بہنے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسی قوم کیسے ٹھیک ہو سکتی ہے جس نے اپنے پیغمبر سے یہ سلوک کیا ہو حالانکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اللہ کی طرف بلا رہا ہے اس پر مندرجہ ذیل آیت نازل ہوئی۔

خلاصہ رکوع ۱۳

غزوہ احد کی منظر کشی فرمائی گئی اور اس میں فرشتوں کے ذریعے نصرت ذکر فرمائی گئی اور مشرکوں پر بد دعا کرنے سے ممانعت کی گئی۔

ف۲ سود چاہے تھوڑا ہو چاہے بہت سب حرام ہے بلکہ اس زمانہ کا دستور اس طرح تھا کہ سود بالائے سود لیا کرتے تھے اس لئے ان کے دستور کے موافق یہ قید اتفاقی ہے دوسری آیت میں وحرم الربوا مطلقاً بلا قید کے بیان ہو چکا ہے دونوں کے ملانے سے یہ معلوم ہوا کہ سود بالکل حرام ہے جو صورت ان میں رائج تھی وہ بھی اور جتنی صورتیں اس کے سوا ہوں وہ بھی آج کل بعض ہوا پرست اس آیت سے عام مسلمانوں کو دھوکے میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ (تسہیل بیان)

ع ۱۳ ۹ ٤

خاصیت: آیت ۱۲۲۔۱۲۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَسَارِعُوْٓا
اور کہا مانو اللہ اور رسول کا تاکہ تم پر رحم کیا جاوے اور دوڑو
اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ
اپنے پروردگار کی بخشش اور جنت کی جانب جس کا پھیلاؤ آسمان
وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي
اور زمین ہے! تیار ہوئی ہے پرہیزگاروں کے واسطے جو خرچ کرتے رہتے ہیں
السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ
خوشی اور تکلیف میں اور دبا لیتے ہیں غصہ کو اور درگزر کرتے ہیں
عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ وَالَّذِيْنَ
لوگوں سے! اور اللہ دوست رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو[ف۱] اور وہ لوگ جو کر
اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ
بیٹھتے ہیں کوئی بے حیائی کا کام یا برا کر بیٹھیں اپنے حق میں تو یاد کرتے ہیں اللہ کو
فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۠
پھر معافی چاہتے ہیں اپنے گناہوں کی اور کون ہے جو گناہوں کو معاف کرے اللہ کے سوا!
وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ اُولٰٓئِكَ
اور وہ لوگ اصرار نہیں کرتے اس گناہ پر جو کر بیٹھتے ہیں دانستہ! یہی لوگ ہیں
جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ
جن کا بدلہ ان کے پروردگار کی مغفرت ہے اور باغ ہیں کہ بہتی ہیں ان کے نیچے

ف۱ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے یہاں معززین مکہ مدعو تھے ایک لونڈی دسترخوان پر کھانا چننے میں مصروف تھی جب وہ شوربے کا پیالہ حضرت امام حسنؓ کے سامنے رکھنے لگی تو اچانک اس کا پاؤں پھسل گیا جس سے تمام شوربہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے اوپر گر گیا۔ حضرت امام حسنؓ نے قہر آلود نظروں سے لونڈی کی طرف دیکھا لونڈی تھر تھر کانپنے لگی اس خوف کی حالت میں اس کے منہ سے قرآن کے یہ الفاظ نکلے وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ (اور جو لوگ غصے کو پی جاتے ہیں) حضرت امام نے لونڈی سے فرمایا۔ ''میں نے غصہ کو روک لیا'' پھر لونڈی نے کہا وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ (اور جو لوگوں کی خطائیں معاف کر دیتے ہیں) حضرت امامؓ نے فرمایا۔ میں نے تمہاری خطا معاف کر دی۔ اس کے بعد لونڈی نے آیت کا آخری حصہ پڑھا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔ (اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے) یہ سن کر حضرت نے فرمایا ''جاؤ میں نے تمہیں آزاد کر دیا۔''

متقین کی صفات:

یعنی نہ عیش و خوشی میں خدا کو بھولتے ہیں نہ تنگی و تکلیف کے وقت خرچ کرنے سے جان چراتے ہیں۔ ہر موقع پر اور ہر حال میں حسب مقدرت خرچ کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ سود خواروں کی طرح بخیل اور پیسہ کے پجاری نہیں۔ گویا جانی جہاد کے ساتھ مالی جہاد بھی کرتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

خاصیت: آیت ۱۳۴۔۱۳۵ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾

نہریں! اس میں ہمیشہ رہیں گے! اور کیا اچھا اجر ہے (نیک) کام کرنے والوں کا۔ ف۱

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ فَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ

ہوچکے ہیں تم سے پہلے بہت واقعات تو چلو پھرو ملک میں

فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ هٰذَا

پھر دیکھو کیا ہوا انجام جھٹلانے والوں کا ف۲ ۔یہ

بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَلَا

سمجھانا ہے لوگوں کو اور ہدایت اور نصیحت ہے پرہیز گاروں کے واسطے

تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ

اور ہمت نہ ہارو اور نہ غمگین ہو اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ

مسلمان ہو اگر پہنچا ہے تم کو زخم تو ان لوگوں کو بھی ایسا ہی

قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ

زخم پہنچ چکا ہے!اور یہ حادثات زمانہ ہیں کہ ہم ان کو نوبت پہ نوبت لاتے ہیں

وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ

لوگوں میں! اور تا کہ معلوم کرے اللہ ایمان والوں کو! اور بنائے تم میں شہید!

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ ۙ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

اور اللہ نا پسند رکھتا ہے ظلم کرنیوالوں کو! اور تا کہ اللہ نکھار دے ایمان والوں کو

ف۱ گناہ کا علاج:
امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کوئی گناہ کرے پھر وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرے اور اپنے گناہ کی معافی چاہے تو اللہ عز وجل معاف فرما دیتا ہے۔ ﴿مسند احمد﴾

ف۲ ماضی سے سبق حاصل کرو:
یعنی تم سے پہلے بہت قومیں اور ملتیں گذر چکیں۔ بڑے بڑے واقعات پیش آچکے خدا تعالیٰ کی عادت بھی بار بار معلوم کرا دی گئی کہ ان میں سے جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کی عداوت اور حق کی تکذیب پر کمر باندھی اور خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق و اطاعت سے منہ پھیر کر حرام خوری اور ظلم و عصیان پر اصرار کرتے رہے، اُنکا کیسا برا انجام ہوا، یقین نہ ہو تو زمین میں چل پھر کر ان کی تباہی کے آثار دیکھ لو جو آج بھی تمہارے ملک کے قریب موجود ہیں، ان واقعات میں غور کرنے سے معرکہ احد کے دونوں حریفوں کو سبق لینا چاہئے۔ یعنی مشرکین جو پیغمبر خدا کی عداوت میں حق کو کچلنے کے لئے نکلے۔ اپنی تھوڑی سی عارضی کامیابی پر مغرور نہ ہوں کہ ان کا آخری انجام بجز ہلاکت و بربادی کے کچھ نہیں اور مسلمان کفار کی سختیوں اور وحشیانہ دراز دستیوں یا اپنی ہنگامی پسپائی سے ملول و مایوس نہ ہوں کہ آخر حق غالب و منصور ہو کر رہے گا۔ قدیم سے سنت اللہ یہ ہی ہے جو ٹل نہیں سکتی۔ (گلدستہ تفاسیر)

اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٤١﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا

اور ملیا میٹ کر دے کافروں کو کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ تم چلے جاؤ گے

الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ

جنت میں ف۱ حالانکہ ابھی نہیں جانچا اللہ نے ان کو جو تم میں جہاد کرنے والے ہیں ف۲

وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٤٢﴾ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ

اور نہ جانچا ثابت قدم لوگوں کو۔ اور تم تو آرزو کیا کرتے تھے موت کی

قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿١٤٣﴾ ع

اس سے پہلے کہ تم موت سے ملو سو اب تو تم نے اس کو دیکھ لیا آنکھوں کے ف۳

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ

سامنے اور محمد تو ایک رسول ہے کہ گزر چکے اس کے پہلے بہت رسول! ف۴

اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ

اگر محمد مر جائے یا مارا جائے تو کیا تم پھر لوٹ جاؤ گے اُلٹے پیروں!

يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِى

اور جو کوئی بھی لوٹے گا الٹے پاؤں تو وہ کچھ بھی نہ بگاڑ سکے گا اللہ کا!

اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿١٤٤﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا

اور عنقریب جزا دے گا اللہ شکر گزار بندوں کو۔ اور کوئی جان نہیں مر سکتی بغیر اللہ کے حکم کے

بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا

لکھا ہوا ہے وقت مقرر! اور جو کوئی چاہے گا دنیا کا بدلہ ہم اس کو اس میں سے

ف۱ یعنی خصوصیت کے ساتھ سب سے پہلے یا بڑے درجوں میں پہنچ جاؤ تو یہ بدون مشقت کے نہیں ہوتا اور یوں جنت میں پہنچ جانا بلا خصوصیت کے تو ہر مومن کے لئے محض فضل و کرم سے بھی ہوسکتا ہے۔ (تسہیل بیان)

ف۲ مطلب یہ ہے کہ ابھی تمہاری ثابت قدمی اور جہاد کا امتحان بہت باقی ہے آئندہ کے لئے اس میں کوشش کرنا ضروری ہے کیونکہ جنت کے عالی درجے بے مشقت نہیں مل سکتے۔ (تسہیل بیان)

خلاصہ رکوع ۱۴

ع ١٤ ١٤ ٥

سود کی ممانعت فرمائی گئی اور جنت و مغفرت کا شوق دلایا گیا پھر محسنین و متقین کی صفات ذکر کی گئیں۔ غزوہ احد کے حالات کے تناظر میں مومنین کو تسلی فرمائی گئی پھر مومنین و مخلصین کو ثابت قدم رہنے کی تاکید کی گئی۔

ف۳ شان نزول اس آیت کا یہ ہے کہ احد سے پہلے بعض صحابہ جنگ بدر میں شہید ہوئے اور ان کے بڑے بڑے فضائل حدیث و قرآن میں آئے تو بعض نے تمنا کی کہ کاش ہم کو بھی کوئی ایسا موقع پیش آوے کہ اس دولت شہادت سے مشرف ہوں آخر غزوہ احد کا واقعہ ہوا تو بہت سوں کے پاؤں اکھڑ گئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تسہیل بیان)

ف۴ فائدہ: **قد خلت من قبلہ الرسل** سے عیسیٰ علیہ السلام کے انتقال پر استدلال کرنا محض باطل ہے کیونکہ زندہ آسمان پر اٹھ جانا بھی دنیا سے گزر جانا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر اس طرح بھی اٹھ جاتے تب صحابہ کو موت ہی کا سا صدمہ ہوتا پس تسلی میں مطلق گزر جانے کو بھی پورا دخل ہے خواہ موت سے ہو یا بدوں موت کے۔

١١

نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۭ

دے دیں گے! اور جو چاہے گا آخرت کا بدلہ ہم اس کو اس میں سے دے دیں گے! ۱؎

وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ﴿١٤٥﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ

اور ہم عنقریب جزا دیں گے شکرگزار بندوں کو اور بہت سے نبی ہو گزرے کہ ان کے ساتھ لڑے

رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ

بہتیرے اللہ والے! تو نہ انہوں نے ہمت ہاری اس وجہ سے کہ ان کو تکلیف پہنچی اللہ کی

اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ

راہ میں اور نہ انہوں نے بودا پن کیا اور نہ وہ دبے! اور اللہ محبت کرتا ہے

الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٤٦﴾ وَمَا كَانَ قَوْلَھُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا

ثابت قدم بندوں سے اور ان کا کچھ کلام ہی اس کے سوا نہ تھا کہ کہنے لگے!

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ

اے ہمارے پروردگار معاف فرما ہمارے گناہ اور ہماری زیادتیاں ہمارے کاموں میں اور جمائے

اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٤٧﴾ فَاٰتٰىھُمُ

رکھ ہمارے پاؤں اور ہماری مدد فرما کافر لوگوں کے مقابلہ میں۔ تو ان کو دیا

اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ

اللہ نے دنیا کا بدلہ اور آخرت کا اچھا بدلہ اور اللہ

يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٤٨﴾ ۧ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ

محبت کرتا ہے نیک بندوں سے! ۲؎ اے ایمان والو! اگر

۱؎ نیت پر ثواب:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی نیت طلب آخرت کی ہو اللہ اس کے دل میں دنیا کی طرف سے بے نیازی پیدا کر دیتا ہے اور اس کی پریشانی کو جمع کر دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر آتی ہے اور جس کی نیت طلب دنیا کی ہو اللہ محتاجی اس کی آنکھوں کے سامنے کر دیتا ہے اس کی جمعیت (خاطر) کو پراگندہ بنا دیتا ہے اور دنیا میں سے اس کو اتنا ہی ملتا ہے جو اللہ نے اس کے لئے لکھ دیا ہے۔ ﴿رواہ البغوی﴾

۲؎ اس میں اس بات کی تعلیم ہے کہ مصیبت کے وقت ظاہری تدبیر کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا و استغفار بھی کرے کہ اکثر مصیبت کا سبب گناہ ہوتا ہے۔ اور اس میں اشارہ اس بات کی طرف بھی ہے کہ جنگ احد میں مصیبت عدول حکمی کی وجہ سے ہوئی اور اگر یہ اشکال ہو کہ صحابہ تو اللہ والے تھے پھر ان کے گناہ کیا ہوں گے تو جواب یہ ہے کہ اپنے اپنے مرتبہ کے موافق کچھ نہ کچھ تو انسان سے ہو ہی جاتا ہے مگر ایسے اتفاقیات سے ان کے اللہ والے ہونے میں کچھ فرق نہیں ہوتا خصوصاً اس وجہ سے کہ وہ بہت جلد معذرت کر لیتے ہیں اور دعاء و استغفار و ثابت قدمی یہ بھی فتح و ظفر کی تدابیر میں سے ہیں اگر کبھی کسی عارضہ کی وجہ سے ان کے باوجود بھی شکست ہو تو کچھ اشکال نہیں۔ (تسہیل بیان)

خلاصہ رکوع ۱۵

مقام نبوت اور تمام اعمال میں ثواب آخرت کی نسبت کو بتایا گیا حق و باطل کی کشمکش ہر دور میں رہی ہے۔ سابقہ امتوں کے صالح مجاہدین کی دعا ذکر فرمائی گئی جس میں ہر کام کو اللہ ہی کے فضل کا نتیجہ قرار دیا گیا کہ انسان اپنے عمل پر ناز و فخر نہ کرے۔

١٥ ع ٥ ٦

تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا

تم کہا مانو کافروں کا تو وہ تم کو لوٹا کر لے جائیں گے الٹے پیروں پھر تم ہی نقصان میں

خٰسِرِيْنَ ﴿١٤٩﴾ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿١٥٠﴾

آجاؤ گے بلکہ اللہ تمہارا حامی ہے اور وہی سب مدد گاروں سے بہتر ہے۔

سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا

ہم جلد ہی ڈال دیں گے کافروں کے دلوں میں ہیبت! کیونکہ انہوں نے شریک مانا

بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ

اللہ کا جس کی اللہ نے کوئی سند نہیں اُتاری! اور ان لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے!

وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٥١﴾ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ

اور ظالموں کا بُرا ٹھکانا ہے ف۱ اور تم کو سچا کر دکھایا اللہ نے

وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ

اپنا وعدہ جب تم قتل کر رہے تھے اس کے حکم سے یہاں تک کہ تم نے

وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَآ

نامردی کی اور کام میں جھگڑا کیا اور خلاف حکم کیا اس کے بعد کہ اللہ

اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ۭ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ

تم کو دکھا چکا تھا جو تم چاہتے تھے تم میں سے بعض تو دنیا ف۲

مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ

چاہتے تھے اور بعض آخرت چاہتے تھے! پھر تم کو اللہ نے پھیر دیا دشمنوں سے تاکہ

ف۱ مشرک کا تجزیہ:

(تنبیہ) مشرک خواہ کتنا ہی زور دکھلائے اسکا دل کمزور ہوتا ہے کیونکہ وہ کمزور مخلوق کی عبادت کرتا ہے۔ بس جیسا معبود ویسے عابد ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ (الحج رکوع ۱۰) اور ویسے بھی اصلی زور قوت تو فی الحقیقت خدا کی تائید و امداد سے ہے جس سے کفار مشرکین یقیناً محروم ہیں۔ اسی لئے جب تک مسلمان، مسلمان رہے، ہمیشہ کفار ان سے خائف و مرعوب رہے۔ بلکہ ہم آج تک مشاہدہ کرتے ہیں کہ باوجود کے سخت انتشار کے دنیا کی تمام کافر طاقتیں اس سوئے ہوئے زخمی شیر سے ڈرتی رہتی ہیں۔ اور ہمیشہ فکر رکھتی ہیں کہ یہ قوم بیدار ہونے نہ پائے۔ علمی اور مذہبی مناظروں میں بھی اسلام کا یہی رعب مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا رعب ایک مہینہ کی مسافت سے دشمنوں کے دل میں ڈال دیا جاتا ہے بیشک اسی کا اثر ہے جو امت مسلمہ کو ملا۔ فللہ الحمد علیٰ ذٰلک ولہ المنۃ۔ ﴿تفسیر عثمانی﴾

ف۲ یعنی کفار کا تعاقب کر کے مال غنیمت جمع کرنا چاہتے تھے مگر اس سے یہ مراد نہیں کہ غنیمت جمع کرنے میں ان کو عوض دنیا ہی مقصود تھی کیونکہ صحابہ کی ایسی حالت نہ تھی جو حضرات ایسے مورد عنایات ہوں وہ محض طالب دنیا نہیں ہو سکتے بلکہ ان کی نیت یہ تھی کہ حفاظت مورچہ کا ثواب حاصل کر کے کفار کے خانماں آوارہ کرنے کا بھی ثواب لیں۔ تو مقصود اس میں بھی آخرت تھی کیونکہ اگر وہ غنیمت کو جمع نہ بھی کرتے تب بھی حسب قانون شریعت وہ غنیمت کے یقیناً مستحق تھے مگر چونکہ اس میں ایک گونہ دنیا کی بھی شرکت تھی اور یہ طریقہ ثواب کا حضورؐ کے فرمان کے خلاف تھا اس لئے محمود نہ سمجھا گیا مگر یہ خطا اجتہادی تھی اس لئے مخالفت کے مجرم نہ کہے جائیں گے۔

وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۗ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٥٢﴾

تمہاری جانچ کرے! اور وہ تم کو معاف کر چکا اور اللہ کا بڑا فضل ہے مسلمانوں پر (یاد کرو) ف۱

اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ

جب تم بھاگے چلے جاتے تھے اور مڑ کر بھی کسی کو نہ دیکھتے تھے حالانکہ رسول

يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا

تم کو پکار رہا تھا تمہاری پچھلی صف میں تو اللہ نے تم کو رنج پہنچایا اس رنج دینے کے بدلے میں

تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ

تاکہ تم رنج نہ کیا کرو اس پر جو تمہارے ہاتھ سے جاتا رہے اور نہ اس پر جو تم کو مصیبت پہنچے ف۲ ! اور اللہ اس سے

بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٥٣﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ

واقف ہے جو تم کرتے ہو پھر اللہ نے اتاری تم پر اس غم کے بعد

اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ ۙ وَطَآئِفَةٌ

حالت اطمینان (یعنی) اونگھ کہ گھیر رہی تھی تمہارے ایک گروہ کو!

قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ

اور ایک گروہ کو جن کو اپنی جانوں کی پڑی تھی بد گمانیاں کرتے تھے اللہ سے

الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۭ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ

ناحق جاہلیت کی سی بد گمانیاں! کہتے تھے کہ ہمارے بس کیا بات ہے

مِنْ شَيْءٍ ۭ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ۭ يُخْفُوْنَ فِيْٓ

کہہ دے کہ سب کام اللہ ہی کے اختیار ہے! یہ چھپاتے ہیں اپنے

ف۱ بزرگ ترین آیت:
بغوی نے اپنی اسناد سے بیان کیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میں تم کو قرآن کی وہ بزرگ ترین آیت بتاؤں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان فرمائی تھی وہ آیت یہ ہے:
وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علیؓ میں تم سے اس آیت کی تفسیر بیان کرتا ہوں تم پر جو بیماری عذاب یا دنیوی مصیبت آتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کے اعمال کی وجہ سے آتی ہے (ایسے لوگوں کو) آخرت میں دوبارہ عذاب دینا اللہ کی شان سے بعید ہے اور دنیا میں اگر سزا دینے سے اللہ درگزر فرمادے تو (آخرت میں) دوبارہ پکڑنے کا اس کو اختیار ہے۔ ﴿تفسیر مظہریؒ﴾

ف۲ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے کامیابی ہے:
یعنی تم نے رسولؐ کا دل تنگ کیا اس کے بدلے تم پر تنگی آئی۔ غم کا بدلہ غم ملا۔ آگے کو یاد رکھو کہ ہر حالت میں رسولؐ کے حکم پر چلنا چاہئے خواہ کوئی نفع کی چیز مثلاً غنیمت وغیرہ ہاتھ سے جائے، یا کچھ بلا سامنے آئے (تفسیر عثمانی ملخصاً)

اَنۡفُسِهِمۡ مَّا لَا يُبۡدُوۡنَ لَكَ ؕ يَقُوۡلُوۡنَ لَوۡ كَانَ لَنَا

دلوں میں جو نہیں ظاہر کرتے تجھ سے! کہتے ہیں کہ اگر ہمارے

مِنَ الۡاَمۡرِ شَىۡءٌ مَّا قُتِلۡنَا هٰهُنَا ؕ قُلۡ لَّوۡ كُنۡتُمۡ

اختیار میں کچھ بھی ہوتا تو ہم یہاں مارے ہی نہ جاتے! کہہ دے کہ اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے

فِىۡ بُيُوۡتِكُمۡ لَبَرَزَ الَّذِيۡنَ كُتِبَ عَلَيۡهِمُ الۡقَتۡلُ

تو بھی آ نکلتے وہ لوگ کہ جن پر مارا جانا لکھا جا چکا تھا

اِلٰى مَضَاجِعِهِمۡ ۚ وَلِيَبۡتَلِىَ اللّٰهُ مَا فِىۡ صُدُوۡرِكُمۡ

اپنے اپنے بچھڑنے کی جگہ!ف۱ اور تاکہ آزمائے اللہ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے

وَلِيُمَحِّصَ مَا فِىۡ قُلُوۡبِكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ ۢ بِذَاتِ

اور تاکہ نکھار دے ان خیالات کو جو دلوں میں ہیں اور اللہ جانتا ہے دلوں کی بات

الصُّدُوۡرِ ﴿۱۵۴﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ تَوَلَّوۡا مِنۡكُمۡ يَوۡمَ الۡتَقَى

جو لوگ تم میں سے بھاگ کھڑے ہوئے جس دن کہ بھڑ گئیں دونوں جماعتیں

الۡجَمۡعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسۡتَزَلَّهُمُ الشَّيۡطٰنُ بِبَعۡضِ مَا كَسَبُوۡا ۚ

تو فقط ان کے پاؤں اکھاڑ دیئے تھے شیطان نے ان کے

وَلَقَدۡ عَفَا اللّٰهُ عَنۡهُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ حَلِيۡمٌ ﴿۱۵۵﴾ ع

بعض گناہوں کی شامت سے! اور اللہ ان کو معاف کر چکا! بیشک اللہ بخشنے والا بردبار ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَكُوۡنُوۡا كَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَقَالُوۡا

ایمان والو! تم نہ بنو ان لوگوں جیسے جو کافر ہوئے اور کہتے ہیں اپنے بھائیوں کے بارے میں

ف۱ موت یقینی ہے

یعنی اس طعن و تشنیع یا حسرت و افسوس سے کچھ حاصل نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کی جو اجل موت کی جگہ سبب اور وقت لکھ دیا ہے کبھی ٹل نہیں سکتا۔ اگر تم گھروں میں گھسے بیٹھے رہتے اور فرض کرو تمہاری ہی رائے سنی جاتی تب بھی جن کی قسمت میں احد کے قریب جس جس پڑاؤ پر مارا جانا لکھا جا چکا تھا وہ کسی نہ کسی سبب سے ضرور ادھر نکلتے اور وہیں مارے جاتے، یہ خدا کا انعام ہے کہ جہاں مارا جانا مقدر تھا مارے گئے، مگر اللہ کے راستہ میں خوشی کے ساتھ بہادروں کی موت شہید ہوئے۔ پھر اس پر پچھتانے اور افسوس کرنے کا کیا موقع ہے مردانِ خدا کو اپنے پر قیاس مت کرو۔ ﴿تفسیر عثمانی﴾

خلاصہ رکوع ۱۶

کفار و منافقین کی چالوں سے ہوشیار فرمایا گیا اور مسلمانوں کو امداد کیلئے صرف اللہ کی ذات پر بھروسہ کرنے کی ترغیب دی گئی کہ وہ کفار کے دلوں میں رعب و ہیبت ڈالے دیتے ہیں۔ کفار کی مرعوبیت و بزدلی کی وجہ اللہ اور اس کی نازل فرمودہ کتب کا انکار ہے۔ غزوہ احد میں مسلمانوں کو شکست کے اسباب ذکر کیے گئے کہ تم کمزور ہو گئے۔ باہم اختلاف کرنے لگے اور حکم رسول کی نافرمانی ہوئی۔ پھر ساتھ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیلئے عام معافی کا اعلان بھی فرما دیا گیا۔ غزوہ احد کی منظر کشی اور صحابہ کرام کی آزمائش کو ذکر کیا گیا۔ خدائی تسکین کا نزول اور فتح کے آثار بیان کرنے کے بعد منافقین کے طعنوں کا جواب دیا گیا۔ مسلمانوں کی لغزش جو کہ غزوہ احد میں ہوئی اس کے اسباب و نتائج ذکر فرمائے گئے اور پھر صحابہ کرام کیلئے بخشش کا اعلان فرمایا گیا۔

ع ۱۶ / ۷

خاصیت: آیت ۱۵۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِى الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ

جبکہ وہ سفر کو نکلے ہوں ملک میں یا ہوں جہاد میں کہ اگر وہ ہمارے پاس ہوتے

كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ

تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے ! تاکہ کرے اللہ اس کو

حَسْرَةً فِىْ قُلُوْبِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا

حسرت ان کے دلوں میں ! اور اللہ ہی جلاتا اور مارتا ہے ! اور اللہ جو

تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۵۶﴾ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

کچھ بھی تم کر رہے ہو دیکھ رہا ہے ۔ اور اگر تم مارے جاؤ اللہ کے راستہ میں

اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا

یا اپنی موت مرجاؤ تو اللہ کی بخشش اور مہربانی اس مال سے بہتر ہے جو وہ

يَجْمَعُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِالَى اللّٰهِ

جمع کرتے ہیں ۔ اور اگر تم مرجاؤ ! بے شک اللہ ہی کے پاس

تُحْشَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ

جمع ہوگے ف۱ (اے محمد) تو اللہ کی بڑی ہی مہر ہے جو تو ان کو نرم دل ملا ! اور اگر

كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ

تو ہوتا بدخو اور سخت دل تو وہ تتر بتر ہو جاتے تیرے پاس سے !

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِى

سوتو اُن کو معاف کردے اور ان کے لئے بخشش مانگ اور ان سے مشورہ لیا کر کاموں میں !

ف۱ اس آیت میں سفر سے مراد دینی کام میں سفر کرنا ہے چنانچہ اس پر مغفرت و رحمت کا وعدہ فرمانا اس کا قرینہ ہے تو منافقین کے قول کے اس جگہ دو جواب مذکور ہوئے ایک یہ کہ مارنا جلانا خدا کے قبضہ میں ہے کوئی حالت اس کو روک نہیں سکتی دوسرے خدا کی راہ میں سفر کرکے یا جہاد کرکے مرنا یا مارا جانا بڑے ثواب کا موجب ہے اور اخوانھم کے ترجمہ میں جو کہا گیا ہے کہ ہم مشرب و ہم نسب بھائی تو ان کے ہم مشرب تو منافقین ہیں اور ہم نسب مسلمان بھی تھے پس اگر بھائیوں سے مراد دوسری صورت ہے یعنی ہم نسب مسلمان تب تو ان کا سفر و غزوہ دین کے لئے ہونا اور اس پر وعدہ مغفرت و رحمت ظاہر ہے البتہ یہ اشکال ہوگا کہ مسلمانوں کے مرنے یا مارے جانے سے منافقوں کو حسرت کیا ہوتی تو جواب یہ ہے کہ آخر قرابت سے کچھ اضطراری تعلق تو ہوتا ہی ہے یا یہ کہ گو اس خاص صورت میں دل سے حسرت نہ ہو مگر چونکہ ان کے یہ خیالات ہمیشہ ان کے لئے باعث حسرت ہوتے ہیں تو مسلمانوں پر بھی منافقانہ طور پر حسرت ظاہر کیا کرتے تھے اور اگر ہم مشرب بھائی مراد ہیں تو حسرت ہونے میں تو شبہ نہیں مگر پھر یہ شبہ ہوگا کہ ان کا سفر و جہاد اللہ کے واسطے کہاں ہوتا تھا اور اس پر وعدہ مغفرت و رحمت کیسا اس کا جواب یہ ہے کہ کبھی وہ دبے دبائے دینی کاموں میں شریک ہوتے تھے اور اگر وہ نفاق چھوڑ دیتے تو ضرور ثواب کے بھی مستحق ہوتے اور ظاہر میں چونکہ وہ بھی ایمان کے مدعی تھے اس بناء پر جواب دیا گیا کہ اگر وہ اللہ کے راستے میں ایسے کام کرتے ہیں جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے تو پھر یہ حسرت کیسی ان کو مغفرت و رحمت کے مقابلہ میں ان مصائب کی پرواہ نہ کرنا چاہئے ۔ (تسہیل بیان)

الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

پھر جب تو ٹھان لے تو اللہ پر بھروسہ کر بیشک اللہ دوست رکھتا ہے توکل کرنے والوں کو ف۱

الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۱۵۹ اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَاِنْ

اگر مدد کرے گا تمہاری اللہ تو کوئی بھی تم پر غالب نہ ہو گا اور اگر

يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ وَعَلَى

وہی تم کو چھوڑ بیٹھے تو پھر کون ہے جو تمہاری مدد کرے اس کے بعد ؟ اور مسلمانوں کو

اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۱۶۰ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ

چاہیے کہ اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں ۔ اور نبی کی شان نہیں کہ وہ خیانت کرے !

وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ تُوَفّٰى

اور جو کوئی خیانت کرے گا وہ لاوے گا جو کچھ اس نے خیانت کیا ہے قیامت کے روز ! پھر پورا دیا

كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۱۶۱ اَفَمَنِ

جاوے گا ہر شخص کو جو اس نے کمایا اور ان پر کچھ ظلم نہ ہو گا

اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ

بھلا وہ شخص جو تابع ہوا اللہ کی مرضی کا اس جیسا ہو سکتا ہے

جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۱۶۲ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ

جو آ گیا اللہ کے غضب میں اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے! اور برا ٹھکانا ہے لوگوں کے درجے ہیں

وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۱۶۳ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى

اللہ کے ہاں ! اور اللہ دیکھ رہا ہے جو کچھ وہ کر رہے ہیں ف۲ بیشک بڑا احسان کیا اللہ نے

ف۱ صحابہؓ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہربانی:

اللہ کی کتنی بڑی رحمت آپؐ پر اور ان پر ہے کہ آپ کو اس قدر خوش اخلاق اور نرم خو بنا دیا۔ کوئی اور ہوتا تو خدا جانے ایسے سخت معاملہ میں کیا رویہ اختیار کرتا، یہ سب کچھ اللہ ہی کی مہربانی ہے کہ تجھ جیسا شفیق نرم دل پیغمبر ان کو مل گیا، فرض کیجئے اگر خدانہ کردہ آپ کا دل سخت ہوتا اور مزاج میں شدت ہوتی تو یہ قوم آپؐ کے گرد کہاں جمع رہ سکتی تھی۔ ان سے کوئی غلطی ہوتی اور آپ گرفت پکڑتے تو شرم و دہشت کے مارے پاس بھی نہ آ سکتے اس طرح یہ لوگ بڑی خیر و سعادت سے محروم رہ جاتے اور جمعیۃ اسلامی کا شیرازہ بکھر کر رہ جاتا، لیکن حق تعالیٰ نے آپ کو نرم دل اور نرم خو بنایا۔ آپ اصلاح کے ساتھ ان کی کوتاہیوں سے اغماض کرتے رہتے ہیں۔ سو یہ کوتاہی بھی جہاں تک آپ کے حقوق کا تعلق ہے معاف کر دیجئے اور گو خدا اپنا حق معاف کر چکا ہے، تاہم انکی مزید دلجوئی اور تطییب خاطر کے لئے ہم سے بھی ان کے لئے معافی طلب کریں تا یہ شکستہ دل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی اور انبساط محسوس کر کے بالکل مطمئن و منشرح ہو جائیں۔

ف۲ اس سے انبیاء علیہم السلام کا امین ہونا دلیل کے ساتھ ثابت ہو گیا اور یہ جو فرمایا کہ خیانت کی چیز کو قیامت میں حاضر کرے گا تو اگر وہ چیز اجسام میں سے ہے جیسے کسی کی کوئی چیز لی تب تو وہ اس کی گردن پر لدی ہو گی جیسا کہ حدیث میں ہے کہ دیکھو میں قیامت میں کسی کو اس حال میں نہ دیکھوں کہ اس کی گردن پر ایک اونٹ لدا ہوا بولتا ہوا اور میں صاف جواب دے دوں کہ میں کچھ نہیں کر سکتا۔ (تسہیل بیان)

الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا

ایمان والوں پر جو بھیج دیا ان میں پیغمبر انہیں میں سے جو ان پر پڑھتا ہے ف۱

عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ

اللہ کی آیتیں اور اُن کو پاک کرتا ہے اور ان کو سکھاتا ہے کتاب اور عقل کی

وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾ اَوَلَمَّآ

باتیں اور بیشک وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے

اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ

کیا جب تم پر آپڑی ایک مصیبت حالانکہ تم ان کو پہنچا چکے اس سے دو چند

اَنّٰى هٰذَا ۭ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى

تو کہتے ہو کہ یہ کہاں سے (آپڑی)؟ کہہ دے کہ یہ تمہاری ہی طرف سے ہے! بیشک اللہ ہر چیز پر

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۶۵﴾ وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ

قادر ہے اور جو کچھ تم پر مصیبت پڑی جس دن کہ بھڑ گئیں دو جماعتیں

فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا ۚ

تو اللہ کے حکم سے (پڑی) اور تا کہ اللہ معلوم کرے ایمان والوں کو اور تا کہ معلوم کرے ان کو جو منافق تھے!

وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ۭ

اور کہا گیا ان سے کہ آؤ لڑو اللہ کی راہ میں یا ہٹا دو!

قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ ۭ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَىِٕذٍ

کہنے لگے اگر ہم جانتے لڑنا تو تمہارے ساتھ ہولیتے یہ لوگ اُس دن کفر سے زیادہ

ف۱ عرب پر احسان:

بعض علماء کا خیال ہے کہ المومنین سے عرب کے تمام مومن مراد ہیں کیونکہ بنی تغلب کے علاوہ باقی ہر عربی قبیلہ کا قریش سے کچھ نہ کچھ نسبی تعلق ہے۔ اللہ نے فرمایا ہے هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ (الامیین سے عام عرب مراد ہیں اس لئے المومنین سے بھی عام عربی مومن مراد ہونا چاہئے)

مِنْ اَنْفُسِهِمْ سے مراد ہے مِنْ جِنْسِهِمْ یعنی اللہ نے رسول کو عربوں کی جنس کا بنایا تا کہ آسانی سے اس کا کلام سمجھ لیں اور اس کی صداقت و امانت کی حالت سے واقف ہوں اور اس کی وجہ سے حامل فخر ہو جائیں۔ حضرت سلمانؓ کا بیان ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے بغض نہ رکھنا (یعنی نفرت نہ کرنا) ورنہ دین سے الگ ہو جائے گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول (اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسے نفرت کرسکتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعہ سے تو اللہ نے ہم کو ہدایت فرمائی ہے۔ فرمایا عرب سے بغض رکھے گا تو مجھ سے بغض رہے گا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور اس کو حسن کہا ہے۔ ﴿تفسیر مظہری﴾

أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ ۚ يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِم مَّا لَيْسَ

قریب تھے بہ نسبت ایمان کے ! کہتے ہیں اپنے منہ سے ایسی بات

فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ ﴿١٦٧﴾ الَّذِينَ قَالُوا

جو ان کے دلوں میں نہیں اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں ! یہ وہی ہیں جنہوں نے کہا

لِإِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا ۗ قُلْ فَادْرَءُوا

اپنے بھائیوں کے بارے میں حالانکہ خود بیٹھے رہے کہ اگر وہ ہمارا کہا مانتے تو نہ مارے جاتے !

عَنْ أَنفُسِكُمُ الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٦٨﴾ وَلَا

کہہ دے اب ہٹا دیجیو اپنے اوپر سے موت اگر تم سچے ہو اور (اے محمد) نہ

تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ۚ

خیال کرنا اُن کو جو مارے گئے اللہ کی راہ میں مرا ہوا ! بلکہ وہ زندہ ہیں

بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ﴿١٦٩﴾ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ

اپنے رب کے پاس ان کو روزی ملتی ہے ف۱ ۔ بڑے مگن ہیں اس پر جو ان کو اللہ نے

اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا

اپنے فضل سے مرحمت فرمایا اور خوشیاں مناتے ہیں ان لوگوں کی طرف سے

بِهِم مِّنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

جو ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے ان کے پیچھے اس وجہ سے کہ ان پر نہ کچھ

يَحْزَنُونَ ﴿١٧٠﴾ يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ

خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے خوشیاں منارہے ہیں اللہ کی نعمت اور فضل سے

ف۱ نصف صدی بعد شہداء کی تروتازہ حالت:

بیہقی نے اپنی سندوں سے اور ابن سعد و بیہقی نے دوسرے طریقوں سے اور محمد بن عمرو نے اپنے مشائخ کی سند سے نقل کیا ہے کہ حضرت جابرؓ نے فرمایا جب معاویہؓ نے چشمہ (نہر) جاری کرایا تو ہم اپنے شہداء احد کے مزاروں پر چیختے ہوئے پہنچے اور ان کو باہر نکالا تو دیکھا وہ تروتازہ ہیں اور ان کے ہاتھوں اور پاؤں میں (زندوں کی طرح) لچک ہے محمد بن عمرو کے مشائخ کا بیان ہے کہ لوگوں نے حضرت جابرؓ کے والد کو ایسی حالت میں پایا کہ ان کا ہاتھ اپنے زخم پر رکھا ہوا تھا۔ جب ہاتھ زخم سے الگ کیا گیا تو خون ابلنے لگا مجبوراً ہاتھ کو پھر اسی جگہ لوٹا دیا گیا تو خون تھم گیا۔ حضرت جابرؓ کا بیان ہے میں نے اپنے باپ کو قبر کے اندر دیکھا معلوم ہوتا تھا کہ سو رہے ہیں اور جس دھاریدار کمبلی کا ان کو کفن دیا گیا تھا وہ بھی ویسی ہی تھی۔ حالانکہ اس کو چھیالیس برس ہو چکے تھے۔ ان شہداء میں ایک شخص کی ٹانگ میں (زمین کھودتے وقت) پھاوڑہ لگ گیا تو اس سے خون ابل پڑا مشائخ نے کہا یہ حضرت حمزہؓ تھے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ نے فرمایا اس کے بعد کوئی منکر (حیات شہداء کا) انکار نہیں کر سکتا۔ لوگ (ان مزاروں کی) مٹی کھودتے تھے جب تھوڑی سی ہی مٹی کھودتے تھے تو مشک کی خوشبو مہکنے لگتی تھی۔

﴿تفسیر مظہری اردو جلد دوم﴾

وَّ اَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٧١﴾ اَلَّذِيْنَ

اور اس سے کہ بیشک اللہ نہیں برباد کرتا ثواب ایمان والوں کا جنہوں نے

اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛ

حکم مانا اللہ کا اور رسول کا اس کے بعد کہ پہنچ چکے تھے ان کو زخم (تو)

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿١٧٢﴾ اَلَّذِيْنَ

ان میں جنہوں نے نیکی کی اور پرہیزگار بنے ان کے بڑے اجر ہیں

قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ

جن کو لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے مقابلہ کو بڑا لشکر جمع کیا ہے تو ان سے ڈرتے رہنا تو اس بات نے

فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖۗ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿١٧٣﴾

ان کا ایمان بڑھا دیا اور بول اُٹھے کہ ہم کو اللہ بس ہے اور وہ کیا اچھا کارساز ہے ف۱۔

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْۤءٌ ۙ

غرض یہ واپس آئے اللہ کی نعمت اور فضل سے کہ نہ پہنچا ان کو کوئی گزند

وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴿١٧٤﴾

اور یہ چلے اللہ کی رضا پر اور اللہ کا فضل بڑا ہے ۔ بس

اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَاۗءَهٗ ۠ فَلَا تَخَافُوْهُمْ

یہ مخبر شیطان ہے جو تم کو ڈراوا دکھاتا ہے اپنے رفیقوں کا تو تم

وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٧٥﴾ وَلَا يَحْزُنْكَ

ان سے نہ ڈرو اگر تم مسلمان ہو ۔ اور تم کو ان لوگوں کی وجہ سے رنج نہ

ع ۱۷ ۱۶ ۸

خلاصہ رکوع ۱۷

مسلمانوں کو کفار و منافقین کی مشابہت سے پرہیز کرنے کا حکم دیا گیا۔ جہاد فی سبیل اللہ کی ترغیب دی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحابہ کرام سے نرمی اور مشورہ کرنے کی ہدایات دی گئیں اور مشاورت کی حکمت بیان فرمائی گئی اور بتایا گیا کہ فتح کا مدار نصرت الٰہی پر ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی عصمت و امانت کو ذکر کیا گیا اور خیانت کی سزا ذکر کی گئی۔ بعثت انبیاء انسانیت پر خدائی احسان عظیم ہے۔ پیغمبر کا انسان ہونا بھی نعمت ہے۔ اس سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے چار مقاصد ذکر کئے گئے ہیں۔ غزوہ احد کے تناظر میں مسلمانوں کو جو مصائب وغم ملے ان پر تسلی دی گئی ہے اور اس آزمائش کے اسباب وحکمت ذکر فرمائی گئی۔ غزوہ احد میں منافقین کی غداری اور پروپیگنڈہ کا جواب دیا گیا۔ آخر میں شہدا کا عظیم مقام ومرتبہ اوران کی برزخی حیات کو ذکر فرمایا گیا۔

ف۱ **حسبنا اللہ ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر دعا کی جائے تو رد نہیں ہوتی**

حسبنا اللہ ونعم الوکیل کے جو فوائد و برکات قرآن کریم نے بیان فرمائے وہ کچھ صحابہ کرام کے ساتھ مخصوص نہ تھے بلکہ جو شخص بھی جذبہ ایمانی کے ساتھ اس کا ورد کرے وہ یہ برکات حاصل کرے گا۔
مشائخ وعلماء نے "حسبنا اللہ ونعم الوکیل" پڑھنے کے فوائد میں لکھا ہے کہ اس آیت کو ایک ہزار مرتبہ جذبہ ایمان وانقیاد کے ساتھ پڑھا جائے اور دعا مانگی جائے تو اللہ تعالٰی رد نہیں فرماتا۔ ہجوم افکار ومصائب کے وقت "حسبنا اللہ ونعم الوکیل" کا پڑھنا مجرب ہے۔ (معارف القرآن)

الَّذِيۡنَ يُسَارِعُوۡنَ فِى الۡكُفۡرِ‌ۚ اِنَّهُمۡ لَنۡ يَّضُرُّوا

ہونا چاہیے جو دوڑتے ہیں کفر میں یہ لوگ اللہ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے !

اللّٰهَ شَيۡـــًٔا‌ؕ يُرِيۡدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجۡعَلَ لَهُمۡ حَظًّا فِى الۡاٰخِرَةِ‌ ۚ

اللہ چاہتا ہے کہ نہ دے کوئی حصہ ان کو آخرت میں!

وَلَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ﴿۱۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ اشۡتَرَوُا الۡكُفۡرَ

اور ان کو بڑا عذاب ہوگا اور جنہوں نے مول لیا کفر کو

بِالۡاِيۡمَانِ لَنۡ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيۡـــًٔا‌ ۚ وَلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۱۷۷﴾

ایمان کے بدلے وہ اللہ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے اور ان کو دردناک عذاب ہوگا۔

وَلَا يَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَنَّمَا نُمۡلِىۡ لَهُمۡ خَيۡرٌ

اور نہ خیال کریں وہ لوگ جو کفر کر رہے ہیں کہ ہم جو ان کو مہلت دے رہے ہیں یہ ان کے

لِّاَنۡفُسِهِمۡ‌ ؕ اِنَّمَا نُمۡلِىۡ لَهُمۡ لِيَزۡدَادُوۡۤا اِثۡمًا‌ ۚ وَلَهُمۡ

حق میں بہتر ہے ! ہم تو ان کو صرف اس لئے ڈھیل دے رہے ہیں ف۱ تاکہ

عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ ﴿۱۷۸﴾ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ

وہ گناہ میں بڑھتے جاویں! اور ان کو ذلّت کی مار ہونی ہے۔ اللہ ایسا نہیں کہ چھوڑ دے مسلمانوں کو

عَلٰى مَاۤ اَنۡتُمۡ عَلَيۡهِ حَتّٰى يَمِيۡزَ الۡخَبِيۡثَ مِنَ الطَّيِّبِ‌ؕ

اسی حالت پر جس پر تم ہو جب تک کہ نہ جدا کر دے بُرے کو اچھے سے !

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطۡلِعَكُمۡ عَلَى الۡغَيۡبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ

اور اللہ ایسا بھی نہیں کہ تم کو بتلا دے غیب کی باتیں لیکن اللہ چھانٹ لیتا ہے

ف۱ اس پر یہ شبہ نہ کیا جائے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو اسی لئے مہلت دی ہے کہ وہ زیادہ جرم کریں تو پھر زیادہ جرم کرنے سے عذاب کیوں ہوگا جواب یہ ہے کہ اس کلام کی اصل یہ تھی کہ ہم ان کو اس لئے مہلت دے رہے ہیں تاکہ ان کو زیادہ عذاب دیں کیونکہ وہ مہلت دینے سے اور زیادہ جرم کریں گے پس مہلت دینے کا اصلی سبب یہ ہے کہ عذاب زیادہ دینا منظور ہے مہلت دینے کا سبب یہ نہیں کہ زیادہ جرم کریں بلکہ یہ تو سبب کا سبب ہے جس کو سبب کے قائم مقام بیان کیا گیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ کافر ایسے ناقدرے ہیں کہ جس قدر ان کو مہلت ملتی ہے اسی قدر جرم کرتے ہیں۔ اس کی ایسی مثال ہے کہ استاد ایک شوخ لڑکے کو شرارت کرتے ہوئے دیکھے اور غصہ کو ضبط کر کے کہے کہ ابھی کچھ نہیں کہتا تاکہ تو خوب پیٹ بھر کر شرارتیں کر لے اب یہ کون عقل مند سمجھ سکتا ہے کہ استاد کا مقصود یہ ہے کہ شرارت زیادہ کرے اس کا مقصود تو زیادہ سزا دینا ہے مگر اس مقصود کی جگہ اس کی وجہ کو بیان کر دیتے ہیں اور مہلت کا غیر نافع ہونا کفار سے اس لئے مخصوص ہے کہ مسلمان کو جس قدر عمر ملتی ہے اس کے لئے نافع ہے کیونکہ بوجہ اسلام کے زیادہ اطاعت کا موقع ملے گا اور زیادہ درجات ملیں گے ہاں اگر اسلام کے موافق عمل ہی نہ کئے تو اور بات ہے اور کافر کے لئے بوجہ کفر کے زیادہ عمر ہونا باعث ضرر ہے ہاں اگر تائب ہو کر ایمان سے مشرف ہو جائے تو اور بات ہے۔ (تسہیل بیان)

يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ

اپنے پیغمبروں میں سے جسے چاہے ! تو تم ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر !

وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۹﴾ وَلَا

اور اگر تم ایمان لاؤ گے اور پرہیزگار بنو گے تو تمہارے لئے بڑا اجر ہے۔ ف۱ اور نہ

يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ

خیال کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس مال پر جو ان کو اللہ نے دیا ہے اپنی مہربانی سے

هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ

کہ یہ ان کے حق میں بہتر ہے بلکہ یہ ان کے لئے بُرا ہے! عنقریب ان کے طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا ف۲

مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ

اس چیز کا جس پر انھوں نے بخل کیا قیامت کو اور اللہ ہی وارث ہے آسمانوں

وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۸۰﴾ لَقَدْ سَمِعَ

اور زمین کا ! اور اللہ کو خبر ہے جو تم کر رہے ہو اللہ نے ان کا قول سُن لیا ہے

اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَاۗءُ ۘ

جنہوں نے کہا کہ اللہ محتاج ہے اور ہم مال دار!

سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ

ہم لکھ رکھیں گے جو کچھ انہوں نے کہا ہے و نیز (لکھ رکھیں گے) ان کا نبیوں کا ناحق قتل کر ڈالنا!

وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۱۸۱﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ

اور ہم کہیں گے چکھو جلانے والا عذاب یہ اس کا بدلہ ہے جو تم نے اپنے

ف۱ اپنی حد میں رہو: یعنی خدا کا جو خاص معاملہ پیغمبروں سے ہے اور پاک و ناپاک کو جدا کرنے کی نسبت جو عام عادت حق تعالیٰ کی رہی ہے، اس میں زیادہ کاوش کی ضرورت نہیں، تمہارا کام یہ ہے کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں پر یقین رکھو اور تقویٰ و پرہیزگاری پر قائم رہو، یہ کر لیا تو سب کچھ کما لیا۔ ﴿تفسیر عثمانی﴾

ف۲ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کو خدا تعالیٰ مال دے اور اس کی زکوٰۃ نہ ادا کرے تو وہ مال قیامت کے روز ایک زہریلے سانپ کی شکل بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا وہ سانپ اس شخص کی باچھیں پکڑ لے گا اور کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں تیرا سرمایہ ہوں پھر حضورؐ نے یہ آیت پڑھی مگر اس حدیث میں زکوٰۃ کا بیان مثال کے طور پر ہے دوسری ایک حدیث میں ایسی ہی وعید رشتہ دار کو نہ دینے پر بھی آئی ہے کیونکہ صاحب وسعت پر غریب رشتہ دار کی اعانت بھی واجب ہے غرض جن ضروری موقعوں پر شریعت نے خرچ کرنے کا حکم کیا ہے وہاں بخل کرنے کی یہی سزا ہے۔ (تسہیل بیان)

خلاصہ رکوع ۱۸

غزوہ بدر صغریٰ کے سلسلہ میں مسلمانوں کی صفات ذکر کی گئیں اور صبر و تقویٰ کے انعامات بتائے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی گئی کہ ظاہری خوشحالی رضائے الٰہی کی دلیل نہیں۔ مومنین کو ہر آنے والے مصائب کی حکمتیں ذکر کر کے اہل باطل کو ایمان کی ترغیب دی گئی۔ بخل کی مذمت اور اس کی سزا ذکر کی گئی۔

ع ۱۸ ۹

اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿١٨٢﴾ ج

ہاتھوں بھیجا ہے! اور اللہ ظلم نہیں کرتا بندوں پر۔ (یہ وہی ہیں)

اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ

جو کہتے ہیں کہ اللہ نے ہم سے کہہ رکھا ہے کہ ہم کسی پیغمبر پر ایمان نہ لاویں

حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ؕ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ

جب تک کہ وہ ہمارے پاس نہ لاوے ایک نیاز کہ جس کو کھا جائے آگ! و۱ کہہ دے کہ لا چکے

رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِىْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِىْ قُلْتُمْ فَلِمَ

تمہارے پاس مجھ سے پہلے بہت پیغمبر کھلی نشانیاں اور نیز یہ فرمائش جو تم نے کی! پھر تم نے انکو کیوں مار ڈالا

قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿١٨٣﴾ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ

اگر تم سچے ہو و۲ پھر اگر یہ تجھ کو جھٹلا دیں

فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ

تو بہت پیغمبر تجھ سے پہلے جھٹلائے جا چکے ہیں جو لائے تھے کھلی نشانیاں

وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿١٨٤﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ

اور صحیفے اور روشن کتاب۔ و۳ ہر جان کو موت چکھنی ہے

وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ

اور تم کو پورے پورے ملیں گے تمہارے اجر قیامت کے دن! تو جو پرے ہٹا دیا گیا

عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ

آگ سے اور داخل کر دیا گیا جنت میں تو اس کا تو کام بن گیا! اور دنیا کی

و۱ بعض انبیاء کا یہ معجزہ تھا کہ کوئی جاندار یا غیر جاندار چیز اللہ کے نام کی نکال کر کسی میدان یا پہاڑ پر رکھدی غیب سے ایک آگ نمودار ہوئی اور اس کو جلا دیا تو یہ علامت قبولیت کی ہوتی تھی یہود کا یہ مطلب تھا کہ اگر آپ سے یہ معجزہ ظاہر ہوتا تو ہم آپ پر ایمان لے آتے۔(تسہیل قرآن)

و۲ یہود کے دو دعویٰ تھے ایک تو یہ کہ حق تعالیٰ نے ہم سے ایسا عہد کیا ہے اس کا جواب تو یہ ہے کہ یہ دعویٰ بلا دلیل ہے اگر وہ دل سے یہ بات کہتے کہ اس معجزہ کے دیکھنے پر ہم ایمان لے آئیں گے تو یہ معجزہ بھی ظاہر ہو جاتا یہ ان کا دوسرا دعویٰ تھا جس کا جواب فرمایا گیا ہے کہ جن پیغمبروں کا یہ معجزہ تھا ان کی تکذیب کیوں کی بلکہ قتل کر ڈالا معلوم ہوا کہ یہ سب باتیں ہی باتیں ہیں۔

و۳ اہل بیت کو حضرت خضرؑ کی تسلی: حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد ہمیں ایسا محسوس ہوا کہ گویا کوئی آرہا ہے۔ پاؤں کی چاپ سنائی دیتی تھی لیکن کوئی شخص دکھائی نہیں دیتا تھا۔اس نے آکر کہا اے اہل بیت! تم پر سلام ہو اور خدا کی رحمت و برکت، ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے۔تم سب کو تمہارے اعمال کا بدلہ پورا پورا قیامت کے دن دیا جائے گا۔ ہر مصیبت کی تلافی خدا تعالیٰ کے پاس ہے ہر مرنے والے کا بدلہ ہے اور ہر فوت ہونے والے کا حاصل کر لیتا ہے،اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھو اسی سے بھلی امیدیں رکھو، سمجھ لو کہ سچ مچ مصیبت زدہ وہ شخص ہے جو ثواب سے محروم رہ جائے تم پر خدا کی طرف سے سلامتی نازل ہو اور اس کی رحمتیں اور برکتیں (ابن ابی حاتم)۔حضرت علیؓ کا خیال ہے کہ یہ خضرؑ تھے۔(ابن کثیرؒ)

الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۵﴾ لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ

زندگی تو صرف دھوکے کی پونجی ہے ف۱ تمہاری ضرور آزمائش ہو گی تمہارے مالوں

وَاَنْفُسِكُمْ ۣ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

اور تمہاری جانوں میں اور تم ضرور سنو گے ان لوگوں سے جن کو تم سے

مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ۭ وَاِنْ

پہلے کتاب ملی ہے اور مشرکوں سے بہت ایذا کی باتیں! اور اگر

تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۸۶﴾

تم صبر کرتے رہو اور پرہیز گار بنے رہو تو بیشک یہ کام بڑی ہمت کے ہیں

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ

اور جب اللہ نے قول وقرار لیا اہل کتاب سے کہ اس کا مطلب لوگوں سے بیان کر دینا ف۲

لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ۡ فَنَبَذُوْهُ وَرَاۗءَ ظُهُوْرِهِمْ

اور اس کو نہ چھپانا! پھر اس کو انہوں نے پھینک دیا پیٹ کے پیچھے

وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَـمَنًا قَلِيْلًا ۭ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

اور لیا اس بدلے میں تھوڑا سا مول! تو کیا بُری خرید کرتے ہیں

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ

تو نہ سمجھو ان لوگوں کو جو خوش ہوتے ہیں اپنے کئے سے اور چاہتے ہیں کہ ان کی تعریف کی

يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّھُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ

جاوے اس پر جو انہوں نے نہیں کیا ف۳ سو تو نہ خیال کیجیو کہ وہ عذاب سے بچے رہیں گے

ف۱ جس کی آب و تاب کو دیکھ کر خریدار پھنس جاتا ہے بعد چندے اس کی قلعی کھل جاتی ہے اسی طرح دنیا کی چمک دمک سے دھوکہ کھا کر آخرت سے غافل نہ ہو جانا چاہئے اس کا یہ مطلب نہیں کہ دنیوی زندگی سب کے لئے مضر ہے بلکہ اس تشبیہ کا مطلب یہ ہے کہ دنیا اصلی مقصود بنانے کے قابل نہیں بلکہ اگر کوئی یہ سودا عمدہ داموں کو خریدنے لگے تو اس سے محبت نہ کرنا چاہئے بلکہ غنیمت سمجھ کر بیچ ڈالنا چاہئے چنانچہ اہل عقل اس حیوٰۃ اور اس کی لذات کے عوض اللہ تعالیٰ سے اعمال صالحہ اور جنت عالیہ لے لیتے ہیں۔ (تسہیل بیان)

ف۲ یہ قید اس لئے بڑھا دی کہ اگر کسی دقیق باریک مسئلہ کو کم سمجھ کے سامنے نہ ذکر کیا جاوے تاکہ اس کے لئے فتنہ کا سبب نہ ہو جائے اور اس کے ظاہر کرنے کی ضرورت بھی نہ ہو تو یہ جائز بلکہ ضروری ہے اور جن مضامین کو اہل کتاب چھپاتے تھے ان میں بڑا حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت پیشین گوئیوں اور بشارتوں کا تھا چونکہ ان کو خود ایمان لانا منظور نہ تھا اس لئے اوروں سے بھی اخفاء کرتے تھے۔ (تسہیل بیان)

ف۳ جو کام نہیں کیا اس سے مراد اظہار حق ہے جس کو وہ کرتے نہ تھے مگر دوسروں کو یہ یقین دلانا چاہتے تھے کہ ہم حق کو ظاہر کرتے ہیں چھپاتے نہیں تاکہ ان کا فریب معلوم نہ ہو چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی یہود نے یہ حرکت کی تھی نیز اکثر یہودی جو منافق تھے جہاد کے موقع پر جھوٹے عذر کر کے ایسا ہی فریب دینا چاہتے تھے۔ (تسہیل بیان)

الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٨٨﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ

اور ان کے واسطے تو دردناک عذاب ہے اور اللہ ہی کی ہے سلطنت

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٨٩﴾ ع

آسمانوں اور زمین کی اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ

بے شک آسمان اور زمین کی بناوٹ

الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۚ ﴿١٩٠﴾ الَّذِيْنَ

اور رات اور دن کی ادل بدل میں بہتیری نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے کہ جو

يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ

اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے ہوئے ف۱

وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا

اور غور کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کی بناوٹ میں (اور کہتے ہیں کہ) اے ہمارے پروردگار

مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ

تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا تیری ذات پاک ہے تو ہم کو بچائیو دوزخ کے عذاب سے

النَّارِ ﴿١٩١﴾ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ۗ

اے ہمارے پروردگار جس کو تو نے دوزخ میں ڈال دیا اس کو تو نے

وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿١٩٢﴾ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا

رسوا کیا اور گناہ گاروں کا کوئی بھی مددگار نہیں۔ اے ہمارے پروردگار ہم نے سنا منادی کرانیوالے کو

خلاصہ رکوع ۱۹

اللہ تعالیٰ کی شان غنی کو بیان فرمایا گیا اور اس ضمن میں یہود کے کرتوت میں سے قتل انبیاء کو ذکر کر کے ان کی ملامت کی گئی کہ یہ سب تمہارا کیا دھرا ہے۔ یہودیوں کے ایک حیلہ گناہ کو ذکر کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی گئی۔ آگے مومنین کو بشارت اور کفار کو وعید سنائی گئی۔ دنیاوی آزمائشوں پر مومنین کو صبر کی تلقین کی گئی۔ آخر میں اہل کتاب و منافقین کی بدعہدی اور دین فروشی کو ذکر کیا گیا۔

۱۹ ع ۱۰

ف۱ ہر حال میں نماز:

حضرت عمران بن حصین ؓ نے فرمایا مجھے بواسیر تھی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مریض کی نماز کے متعلق پوچھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھڑا ہو کر نماز پڑھ۔ کھڑا نہ ہو سکتا ہو تو بیٹھ کر (پڑھ) اور بیٹھ بھی نہ سکتا ہو تو پہلو پر لیٹ کر (پڑھ)۔ اخرجہ البخاری و اصحاب السنن الاربعہ۔

نسائی نے حدیث کے آخر میں اتنا زائد نقل کیا ہے کہ اگر (کروٹ لیٹ کر) نہ پڑھ سکے تو چت لیٹ کر (پڑھ) اللہ کسی کو طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

عقل والوں کے اوصاف:

یہ اولی الالباب کی صفت ہے کیونکہ ذکر فکر تسبیح، استغفار، دعا تضرع اور ایمان عقل کا تقاضا ہے جو ان صفات سے متصف نہیں وہ جانور ہے بلکہ چوپایوں سے بھی زیادہ گمراہ کیونکہ چوپائے بھی کسی نہ کسی طرح تسبیح میں مشغول رہتے ہیں۔ ﴿تفسیر مظہریؒ﴾

مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ

جو ایمان کی منادی کررہا تھا کہ ایمان لے آؤ اپنے پروردگار پر تو ہم ایمان لے آئے! اے ہمارے پروردگار ہم کو

رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ

ہمارے گناہ معاف فرمادے اور ہم سے ہمارے گناہ دور کر اور ہمارا خاتمہ کیجیو نیک لوگوں کے ساتھ۔

الْاَبْرَارِ ﴿۱۹۳﴾ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَ

اے ہمارے پروردگار ہم کو دے جو تو نے ہم سے وعدہ فرمایا اپنے رسولوں کی معرفت اور ہم کو

لَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۱۹۴﴾

ذلیل نہ کیجیو قیامت کے روز! بیشک تو وعدہ خلافی کیا ہی نہیں کرتا ف۱ تو قبول فرمالی ان کی دعا ان کے

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ

رب نے کہ بیشک میں نہیں ضائع کرتا تم میں سے کسی عمل

مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۚ

کرنیوالے کے عمل کو مرد ہو یا عورت! تم سب ایک دوسرے کی جنس ہو! ف۲

فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا

تو جن لوگوں نے اپنے دیس چھوڑے اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں

فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ

ستائے گئے اور لڑے اور مارے گئے ضرور میں دور کر دوں گا ان سے ان کے گناہ ف۳

وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ

اور ضرور ان کو داخل کر دوں گا ایسے باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں!

ف۱: ان دعاؤں کا مضمون تمام مقاصد کو جامع ہے کیونکہ تمام مقاصد کا منتہیٰ دو باتیں ہیں۔ جنت ملنا' دوزخ سے بچنا' اور ان دونوں کے لئے دو شرطیں ہیں۔ طاعات کا ہونا۔ معاصی سے بچنا' چاروں کی درخواست یہاں موجود ہے۔

ف۲ مرد و عورت:

یعنی مرد ہو یا عورت ہمارے ہاں کسی کی محنت ضائع نہیں جاتی، جو کام کرے گا اس کا پھل پائے گا۔ یہاں عمل شرط ہے نیک عمل کر کے ایک عورت بھی اپنی استعداد کے موافق آخرت کے وہ درجات حاصل کر سکتی ہے جو مرد حاصل کر سکتے ہیں۔ جب تم مرد و عورت ایک نوع انسانی کے افراد ہو، ایک آدم سے پیدا ہوئے ہو، ایک رشتہ اسلامی میں منسلک ہو، ایک اجتماعی زندگی اور امور معاشرت میں شریک رہتے ہو تو اعمال اور انکے ثمرات میں بھی اپنے کو ایک ہی سمجھو۔

ف۳ یعنی جو میرے حقوق کے متعلق ہوں کیونکہ حدیث سے حق العباد کا اس وقت تک معاف نہ ہونا معلوم ہوتا ہے جب تک کہ صاحب حق خود معاف نہ کر دے یا حق ادا کر دیا جائے البتہ جہاد و ہجرت و شہادت سے حق اللہ کے متعلق جس قدر گناہ ہوں سب معاف ہو جاتے ہیں اور توبہ و استغفار سے بھی ایسے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں چنانچہ اوپر تمام گناہوں کی معافی کی درخواست تھی اور اس آیت سے اس کا قبول ہونا معلوم ہوا۔ (تسہیل بیان)

ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ

یہ بدلہ ہے اللہ کے ہاں سے اور اللہ ہی کے ہاں اچھا

الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾ لَا یَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِی

بدلہ ہے!ول نہ بہکاوے تمہیں آنا جانا کافروں کا شہروں میں

الْبِلَادِ ﴿۱۹۶﴾ مَتَاعٌ قَلِیْلٌ ۟ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ

یہ تو تھوڑا سا فائدہ ہے! پھر تو ان کا ٹھکانا دوزخ ہی ہے۔

وَ بِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۹۷﴾ لٰكِنِ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ

اور وہ بہت بری جگہ ہے لیکن جو ڈرتے رہے اپنے پروردگار سے

جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا

ان کے واسطے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے! یہ

نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ﴿۱۹۸﴾

مہمان داری ہے اللہ کے ہاں سے! اور جو اللہ کے ہاں ہے وہ نیکوں کے لئے بہتر ہے۔

وَ اِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ مَاۤ

اور اہل کتاب میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ ایمان رکھتے ہیں

اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِمْ خٰشِعِیْنَ لِلّٰهِ ۙ

اللہ پر اور اس کتاب پر جو تم پر اتری اور جو ان پر اتری! جھکے رہتے ہیں

لَا یَشْتَرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِیْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ

اللہ کے آگے!نہیں لیتے اللہ کی آیتوں کے عوض میں تھوڑا سا مول! یہی لوگ ہیں جن کے لئے

ول قرض معاف نہ ہوگا:
صحیحین میں ہے کہ ایک شخص نے کہا یارسول اللہ! اگر میں صبر کے ساتھ نیک نیتی سے اور دلیری سے پیچھے نہ ہٹ کر راہ خدا میں جہاد کروں اور پھر شہید ہو جاؤں تو کیا اللہ تعالیٰ میری خطائیں معاف فرما دے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہاں''۔ پھر دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے سوال کیا کہ ''ذرا پھر کہنا تم نے کیا کہا تھا؟'' اس نے دوبارہ اپنا سوال دہرادیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاہاں! مگر قرض معاف نہ ہوگا۔ یہ بات جبرئیلؑ مجھ سے ابھی کہہ گئے۔

حضرت شدادؓ کی نصیحت:
حضرت شداد بن اوسؓ فرماتے ہیں لوگو! اللہ تعالیٰ کی قضا پر غمگین اور بے صبر نہ ہو جایا کرو۔ سنو مومن پر ظلم و جور نہیں ہوتا اگر تمہیں خوشی اور راحت پہنچے تو خدا تعالیٰ کی حمد اور اس کا شکر کرو اور اگر برائی
الثلثة
پہنچے تو صبر و سہار کرو اور نیکی اور ثواب کی تمنا رکھو اللہ تعالیٰ کے پاس بہترین بدلے اور پاکیزہ ثواب ہیں۔ ﴿تفسیر ابن کثیر﴾

اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾ یٰۤاَیُّهَا

ان کے ثواب اللہ کے ہاں ہیں! بیشک اللہ جلدی حساب کرنے والا ہے۔ اے

الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۟ وَاتَّقُوا

ایمان والو صبر کرو اور مقابلہ میں مضبوطی کرو اور جہاد کے لئے مستعد رہو اور ڈرتے رہو

اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾ ع

اللہ سے تاکہ چھٹکارا پاؤ!

سُوْرَةُ النِّسَاۤءِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّسَبْعٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

سورہ نساء مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں ایک سو ستتر آیتیں اور چوبیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ

لوگو ڈرو اپنے پروردگار سے جس نے تم کو پیدا کر دیا ایک

مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ

جان سے اور اسی سے پیدا کر دیا اس کا جوڑا اور پھیلا دیئے

مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ

ان دونوں سے بہتیرے مرد اور عورتیں اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کا تم باہم

تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ

واسطہ دیا کرتے ہو اور خیال رکھو رشتوں کا بیشک اللہ تمہارا نگران

ع ۲۰ ۱۱ ۱۱

خلاصہ رکوع ۲۰

توحید الٰہی کے دلائل ذکر فرمائے گئے اور عقلمند حضرات کی صفات بیان کی گئیں۔ بارگاہ خداوندی میں اہل معرفت کی دعائیں ذکر فرمائی گئیں۔ آگے ان حضرات کی دعاؤں کی قبولیت کی بشارت سنائی گئی۔ پھر نجاشی جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غائبانہ نماز جنازہ پڑھی منافقین کے طعن کے جواب میں اس کے مومن ہونیکی شہادت دی گئی۔ (یہ غائبانہ نماز جنازہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خواص میں ہے اس لئے حنفیہ و مالکیہ کے نزدیک نماز جنازہ کیلئے میت کا سامنے موجود ہونا شرط ہے) آخر میں صبر قیامت ربط (یعنی اسلامی سرحدوں کی حفاظت کیلئے جنگی گھوڑوں اور سامان سے مسلح رہنا یا باجماعت نماز کی ایسی پابندی کہ ایک کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا) اور تقویٰ کا حکم دیا گیا کہ انہی چیزوں پر دینی ودنیاوی کامیابی کا مدار ہے۔

رَقِيْبًا ۝١ وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا

حال ہے۔ف۱ اور دے دو یتیموں کو ان کے مال اور نہ بدلو

الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۠ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ۭ

حرام کو حلال سے! اور نہ کھالو ان کے مال اپنے مالوں کے ساتھ!

اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝٢ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا

بے شک وہ بڑا گناہ ہے اور اگر تم کو اندیشہ ہو کہ انصاف نہ کر سکو گے

فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاۗءِ

یتیم لڑکیوں کے بارے میں تو نکاح کر لو جو تم کو پسند آویں عورتیں دو دو اور

مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً

تین تین اور چار چار ! اگر تم کو اندیشہ ہو کہ برابری نہ کر سکو گے تو ایک ہی کرنا!

اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝٣

یا جو (لونڈی) تمہارے ہاتھ میں ہو! اس میں لگتا ہے کہ تم ایک طرف نہ جھک پڑو

وَاٰتُوا النِّسَاۗءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۭ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ

اور دے ڈالو عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے! پھر اگر وہ خوش دلی سے

عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْۗــــًٔـا مَّرِيْۗــــــًٔا ۝٤ وَلَا

تم کو اس میں سے کچھ چھوڑ بیٹھیں تو اس کو کھاؤ رچتا پچتا۔ اور نہ

تُؤْتُوا السُّفَهَاۗءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ

دیا کرو کم عقلوں کو ان کے وہ مال ف۲ جن کو اللہ نے بنایا ہے

ف۱ بعض لوگ حوا علیہا السلام کے طریقہ پیدائش کے منکر ہیں نہایت ظلم ہے اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ پسلی سے پیدا ہونا عقل میں نہیں آتا تو ہم پوچھتے ہیں کہ نطفہ سے ہی انسان کا پیدا ہونا کب عقل میں آتا ہے مگر چونکہ قدرت کے سامنے سب آسان ہے اس لئے اس کا انکار نہیں کرتے تو پھر اور صورتوں کا کیوں انکار کیا جاوے رہا یہ سوال کہ پھر اس خاص صورت کے اختیار کرنے میں کہ پسلی سے ان کو پیدا کیا کیا فائدہ ہوا اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے تم اس طریقہ پیدائش کی بابت جو کہ متعارف ہے بیان کر دو کہ اس میں کیا اسرار و فوائد ہیں جب یہ تم کو معلوم نہیں وہ بھی نہ سہی نیز ممکن ہے کہ یہ حکمت بھی ہو کہ اللہ تعالیٰ کی ہر طریقہ پر پیدا کرنے کی قدرت محقق ہو جائے اور یہ حکمت و اسرار بیان کرنے کے نہ ہم مدعی نہ اس کی ضرورت کیونکہ یہ کوئی لازمی بات نہیں کہ اگر کسی بات کی حکمت نہ معلوم ہو تو وہ غلط ہی ہو حق تعالیٰ کے افعال کے اسرار کا کون احاطہ کر سکتا ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آدم علیہ السلام کی ایک ہڈی پسلی کی کم ہو گئی ہو کیونکہ ممکن ہے کہ اس کے کسی خاص جزو کو اصل قرار دے کر حق تعالیٰ نے اپنی قدرت سے اس کو بڑھا کر خاص صورت بنا دی ہو اور اگر مان بھی لیا جاوے کہ ایک پسلی آدم علیہ السلام کے بدن سے کم ہو گئی تھی تو اس میں استحالہ کیا ہے یا یہ کہ اس کو نکالنے سے آدم علیہ السلام کو تکلیف ہوئی ہوگی محض طفلانہ وہم ہے حق تعالیٰ کو ہر طرح قدرت ہے اور یہ حکم حفاظت رحم کا خاص طور پر اس لئے بیان کیا گیا۔(تسہیل بیان)

ف۲ مطلب یہ ہے کہ اگر بالغ بھی ہو جائیں لیکن ابھی تک سلیقہ اور انتظام خرچ کرنے میں پیدا نہ ہوا ہو تو ابھی مال ان کے سپرد مت کرو کیونکہ وہ بے قدری کر کے اڑا دیں گے حالانکہ مال قدر کرنے کی چیز ہے۔(تسہیل بیان)

قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ

تمہارا سہارا اور ان کو اس میں سے کھلاؤ اور پہناؤ اور کہو

قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۞۵ وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰىٓ اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ

ان سے معقول بات اور سدھاتے رہو یتیموں کو ف۱ یہاں تک کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جاویں

فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ

پھر اگر دیکھو ان میں صلاحیت تو ان کے حوالہ کر دو ان کے مال

وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ۭ وَمَنْ

اور نہ کھا جانا ان کے مال فضول خرچی کر کے اور جلدی جلدی اس خوف سے کہ وہ بڑے

كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ

ہو جاویں گے اور جو بامقدور ہو تو اس کو بچا رہنا چاہئے! اور جو ولی حاجت مند ہو

بِالْمَعْرُوْفِ ۭ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ

تو وہ کھالے دستور کے مطابق! پھر جب تم ان کے حوالہ کرنے لگو ان کے مال

فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۞۶

تو ان پر گواہ کر لو! اور کافی ہے اللہ حساب لینے والا

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۠

مردوں کا حصہ ہے اس مال میں سے جو چھوڑ مریں ماں باپ اور رشتہ دار! ف۲

وَلِلنِّسَاۗءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ

اور عورتوں کا بھی حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ مریں ماں باپ

ف۱ یعنی بالغ ہونے سے پہلے ان کی آزمائش کرتے رہا کرو ان کے ہاتھ سے خرید و فروخت کراؤ اور دیکھو کہ کیسے سلیقہ سے خرید و فروخت کرتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ نابالغ کی بیع و شراء ولی کی اجازت سے جائز ہے کیونکہ بالغ ہونے کا وقت تو مال سپرد کرنے کا وقت ہے تو آزمائش بلوغ سے پہلے ہونا چاہئے۔

ف۲ شان نزول

بخاری، مسلم ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے لکھا ہے کہ حضرت جابرؓ بن عبداللہ نے فرمایا (محلہ) بنی سلمہ میں رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ میری عیادت کو تشریف لائے اور مجھے غشی میں پا کر پانی منگوا کر وضو کیا پھر مجھ پر پانی کا چھینٹا دیا فوراً مجھے ہوش آ گیا میں نے عرض کیا حضور ﷺ کیا حکم ہے میں اپنے مال میں کیا (وصیت) کر سکتا ہوں اس پر آیت یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ نازل ہوئی۔ امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت جابرؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ حضرت سعد بن ربیع کی بیوی نے خدمت گرامی میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ سعدؓ آپ ﷺ کے ہمرکاب ہو کر احد میں شہید ہو گئے اور ان کی یہ دو لڑکیاں ہیں لڑکیوں کے چچا نے ان کا مال لے لیا اور ان کے لئے کچھ بھی نہ چھوڑا اور بغیر مال ان کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ ان کا فیصلہ فرما دے گا اس کے بعد آیت میراث نازل ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے لڑکیوں کے چچا کو طلب فرما کر حکم دیا کہ ۲/۳ مال لڑکیوں کو اور ۱/۸ سعد کی بیوی کو دیدو باقی تمہارا ہے۔ ﴿تفسیر مظہری اردو جلد دوم﴾

مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ۭ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿٧﴾ وَ اِذَا
اور رشتہ دار! تھوڑا مال ہو یا بہت! حصہ مقرر کیا ہوا۔ اور جب
حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنُ
آجاویں بانٹتے وقت رشتہ دار اور یتیم اور محتاج
فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿٨﴾ وَ لْيَخْشَ
تو ان کو بھی دے دو اس میں سے اور ان سے کہہ دیا کرو معقول بات ف۱ اور ان کو ڈرنا چاہیے
الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا
جو لوگ کہ اگر چھوڑیں اپنے بعد ناتواں اولاد تو ان پر
خَافُوْا عَلَيْهِمْ ۠ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَ لْيَقُوْلُوْا قَوْلًا
اندیشہ کریں! تو چاہئے کہ وہ اللہ سے ڈریں اور بات کریں
سَدِيْدًا ﴿٩﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا
سیدھی طرح جو لوگ کہ کھاتے ہیں یتیموں کا مال ظلم سے ف۲
اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَ سَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ﴿١٠﴾ ع
بس وہ لوگ کھاتے ہیں پیٹ بھر کر آگ! اور عنقریب دوزخ میں پڑیں گے
يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۤ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ
تم سے اللہ کہے رکھتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں کہ لڑکے کا حصہ دو
الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَاۗءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ
لڑکیوں کے برابر ہے! پھر اگر سب لڑکیاں ہی ہوں دو سے زیادہ تو ان کا

ف۱ رشتہ داروں کو تو یہ سمجھا دو کہ تمہارا حصہ شریعت سے اس میں نہیں ہم زیادہ دینے سے معذور ہیں اور دوسروں کو دے کر احسان نہ جتلاؤ اور بالغوں کی قید اس لئے لگائی ہے کہ نابالغوں کے حصہ میں سے خیر خیرات یا کسی کی مراعات بالکل جائز نہیں اور یہ حکم واجب نہیں صرف مستحب ہے اور اگر شروع اسلام میں واجب ہوا ہو تو اب وجوب منسوخ ہے۔

ف۲ بلا استحقاق کی قید اس لئے لگائی کہ استحقاق سے کھانے کی بات پہلے آچکی ہے اور جیسے یتیم کا مال خود کھانا حرام ہے کسی کو کھلانا بھی حرام ہے گو بطور خیر خیرات ہی کے کیوں نہ ہو اور یہی حکم ہر نابالغ کا ہے گو یتیم نہ ہو۔ خوب یاد رکھو اس میں بہت بے پروائی کی جاتی ہے۔

خلاصہ رکوع ۱

وحدت انسانیت کے تقاضے اور تقویٰ کا حکم دیا گیا۔ قرابت داروں کے حقوق کی اہمیت واضح کی گئی۔ یتیموں کے حقوق اور ان کے مال کی نگہداشت کا حکم دیا گیا کہ ان کے مال کا ضیاع سخت گناہ ہے۔ پھر یتیم لڑکیوں کے ازدواجی حقوق کو بیان فرمایا گیا اور یتیم لڑکی سے نکاح کی ترغیب دی گئی پھر بشرط عدل چار عورتوں سے نکاح کرنے کا جواز بیان کیا گیا۔ حق مہر کے تحفظ کا حکم دیا گیا پھر دوبارہ یتیم کے مال کے حوالہ سے تین احکام دیئے گئے۔ آخر میں یتیموں اور عورتوں کے خاص حقوق متعلقہ وراثت کے احکام بیان فرمائے گئے۔ پھر یتیم کے مال میں احتیاط کا حکم دیا گیا۔

ع ۱ ۱۰ ۱۲

ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنۡ كَانَتۡ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصۡفُ ؕ

دو تہائی ہے کل ترکہ کا! اور اگر ایک ہی ہو تو اس کا آدھا!

وَلِاَبَوَيۡهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ

اور میت کے ماں باپ کو (یعنی) دونوں میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ

اِنۡ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنۡ لَّمۡ يَكُنۡ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗۤ

کل مال کا جو چھوڑ مرا اگر میت کی اولاد ہو! پھر اگر اس کے اولاد نہ ہو! اور اس کے وارث

اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنۡ كَانَ لَهٗۤ اِخۡوَةٌ فَلِاُمِّهِ

ماں باپ ہوں تو اس کی ماں کا ایک تہائی! پھر اگر میت کے کئی بھائی ہوں

السُّدُسُ مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُّوۡصِىۡ بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍ ؕ

تو ماں کا چھٹا حصہ! (یہ حصے) بعد وصیت کے ہیں جو وصیت کر گیا یا بعد

اٰبَآؤُكُمۡ وَاَبۡنَآؤُكُمۡ ۚ لَا تَدۡرُوۡنَ اَيُّهُمۡ اَقۡرَبُ لَكُمۡ

ادائے قرض ۱ تمہارے باپ اور بیٹے تم نہیں جان سکتے کہ ان میں کون تمہارے لئے نفع

نَفۡعًا ؕ فَرِيۡضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيۡمًا

رسانی کے اعتبار سے زیادہ قریب ہیں! یہ حصہ اللہ کا ٹھہرایا ہوا ہے۔ بیشک اللہ جاننے والا ہے

حَكِيۡمًا ﴿۱۱﴾ وَلَكُمۡ نِصۡفُ مَا تَرَكَ اَزۡوَاجُكُمۡ اِنۡ

حکمت والا ۲ اور تمہارا آدھا ہے اس مال میں جو چھوڑ مریں تمہاری بیبیاں

لَّمۡ يَكُنۡ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنۡ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ

بشرطیکہ اُن کے اولاد نہ ہو! پھر اگر ان کے اولاد ہے تو تمہارا حصہ چوتھائی ہے

---

۱ مسئلہ: یہ دیکھنا چاہئے کہ بیوی کا مہر ادا ہو گیا یا نہیں، اگر بیوی کا مہر اداء نہ کیا ہو تو دوسرے قرضوں کی طرح اولاً کل مال سے دین مہر اداء ہوگا، اس کے بعد ترکہ تقسیم ہوگا، اور مہر لینے کے بعد عورت اپنی میراث کا حصہ بھی میراث میں حصہ دار ہونے کی وجہ سے وصول کرلے گی اور اگر میت کا مال اتنا ہے کہ مہر ادا کرنے کے بعد کچھ نہیں بچتا تو بھی دوسرے دیون کی طرح پورا مال دین مہر میں عورت کو دیدیا جائے گا، اور کسی وارث کو کچھ حصہ نہ ملے گا۔

۲ صحیح بخاری میں اس آیت کی تفسیر میں حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ میں بیمار تھا آنحضرت ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میری بیمار پُرسی کے لئے بنوسلمہ کے محلہ میں پیادہ پا تشریف لائے میں اس وقت بے ہوش تھا آپ ﷺ نے پانی منگوا کر وضو کیا پھر وضو کے پانی کا چھینٹا مجھے دیا جس سے مجھے ہوش آیا، تو میں نے کہا حضور ﷺ میں اپنے مال کی تقسیم کس طرح کروں؟ اس پر یہ آیت شریفہ نازل ہوئی۔ صحیح مسلم شریف و نسائی شریف وغیرہ میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔

الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ

اس میں سے جو وہ چھوڑ مریں وصیت کے بعد جو دلوا مریں

اَوْ دَيْنٍ ۭ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ

یا ادائے قرض کے بعد! اور بیبیوں کا چوتھائی ہے اس میں جو تم چھوڑ مرو بشرطیکہ

لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا

تمہارے اولاد نہ ہو! پھر اگر تمہاری اولاد ہو تو ان کا آٹھواں ہے اس میں سے

تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ

جو تم چھوڑ مرواس وصیت کے بعد جو تم کر جاؤ یا ادائے قرض کے بعد ف۱

وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗٓ

اور اگر کوئی مرد جس کی میراث ہے باپ بیٹا نہ رکھتا ہو یا ایسی کوئی عورت ہو

اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ

اور اس کے ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو ان میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے! اور اگر

كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاۗءُ فِي الثُّلُثِ

ایک سے زیادہ ہوں تو ایک تہائی میں سب شریک

مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَاۗرٍّ ۚ

بعد وصیت کے جو کر دی جاوے یا ادائے قرض کے بعد بشرطیکہ اوروں کا نقصان نہ کیا ہو!

وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾ ۭ تِلْكَ حُدُوْدُ

یہ فرمان الٰہی ہے اور اللہ جاننے والا ہے تحمل والا ف۲ یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں!

ف۱ غیلان بن سلمہ کا واقعہ:
امام احمد نے معمر کی روایت سے لکھا ہے کہ غیلان بن سلمہ کی مسلمان ہونے کے وقت دس بیویاں تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان میں سے چار کا انتخاب کرلو۔ (باقی کو چھوڑ دو) جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو غیلان نے بیویوں کو (رجعی) طلاق دیدی اور اپنا مال اپنے لڑکوں کو تقسیم کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کی اطلاع پہنچی تو فرمایا میرا خیال ہے کہ جو شیطان (فرشتوں کی گفتگو) چوری سے سن لیتا ہے اسی نے تیری موت کی خبر سن کر تیرے دل میں ڈال دی ہے اور تجھے بتا دیا ہے کہ تو زیادہ مدت زندہ نہیں رہے گا خدا کی قسم یا تو تو اپنی عورت سے مراجعت کر لے اور (لڑکوں سے) مال واپس لے لے ورنہ میں ان عورتوں کو تیرا وارث بنادوں گا اور حکم دیدوں گا کہ جس طرح ابورغال (دور جاہلیت میں ایک قومی غدار تھا) کی قبر پر سنگ باری کی جاتی ہے اسی طرح تیری قبر کو سنگسار کیا جائے۔

ف۲ احکامِ میراث کی تاکید:
شروع رکوع سے یہاں تک جو میراثیں بیان فرمائیں وہ پانچ ہیں۔ بیٹا بیٹی اور ماں باپ اور زوج اور زوجہ اور اخیافی بھائی بہن ان پانچوں کو ذوی الفروض اور حصہ دار کہتے ہیں ان پانچوں کی میراث کو بیان فرما کر بطورِ تاکید فرمادیا کہ یہ حکم ہے اللہ کا اس کی تعمیل ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ کو سب کچھ معلوم ہے کس نے اطاعت کی اور کس نے نافرمانی کی، کس نے میراث و وصیت و دین میں حق اور انصاف کے موافق کیا، کس نے بے انصافی کی اور ضرر پہنچایا باقی ظلم و بے انصافی کی سزا میں تاخیر ہونے سے کوئی دھوکہ نہ کھائے کیونکہ حق تعالیٰ کا حلم بھی بہت کامل ہے۔

اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

اور جو حکم پر چلے گا اللہ اور اس کے رسول کے تو اللہ اس کو داخل کرے گا باغوں میں

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ

جن کے تلے نہریں بہتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے! اور یہی بڑی

الْعَظِيْمُ ﴿۱۳﴾ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ

کامیابی ہے اور جو نافرمانی کرے اللہ اور اس کے رسول کی اور بڑھ چلے

حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ

اس کی حدوں سے تو اس کو داخل کرے گا ف۱ آگ میں وہ اس میں

مُّهِيْنٌ ﴿۱۴﴾ ع وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَاۗىِٕكُمْ

ہمیشہ رہے گا اور اس کو ذلت کی مار ہوگی اور جو عورتیں کہ مرتکب ہوں بدکاری کی تمہاری بیبیوں میں سے

فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا

تو گواہ لاؤ ان پر اپنے میں سے چار مرد! پس اگر وہ گواہی دے دیں

فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ

تو ان (بیبیوں کو) گھروں میں بند رکھو یہاں تک کہ موت

اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ﴿۱۵﴾ وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ

ان کا کام تمام کردے یا نکال دے اللہ ان کے لئے کوئی راہ اور جو دو شخص مرتکب ہوں بدکاری کے تم

فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ۭ اِنَّ

میں سے تو ان کو مارو پیٹو! پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور اپنی حالت کی اصلاح کرلیں تو اُن سے تعرض نہ کرو

ف۱ یعنی پابندی احکام کو ضروری بھی نہ سمجھے اور یہ حالت کفر کی ہے تو جو لوگ احکام شرع پر اعتقاد رکھیں گے مگر عمل میں کوتاہی کریں گے وہ شرعی ضابطوں سے بالکل خارج نہیں کیونکہ اعتقاد بھی تو ایک ضابطہ ہے جس کو وہ تسلیم کئے ہوئے ہیں پس بالکلیہ نکل جانا کافروں ہی پر صادق آسکتا ہے۔

خلاصہ رکوع ۲

وراثت کے قوانین کو تفصیلی انداز میں بیان فرمایا گیا ماں، باپ، شوہر، بیوی کے مقررہ حصے بیان کئے گئے اور وصیت سے متعلق ہدایات دی گئیں۔ آخر میں قانون میراث کی اہمیت اور اس پر عمل کی فضیلت بیان کی گئی اور خلاف ورزی کرنے والوں کو عذاب سے ڈرایا گیا۔

ع ۲ ۱۳

اس آیت میں دو قسم کے لوگوں کا ذکر ہے ایک کامل مطیع دوسرے کامل نافرمان ایک قسم کا اس میں ذکر نہیں جو اعتقاد سے تابعدار ہو اور عمل میں قصور وار ہو اس کا حکم دوسری آیتوں میں موجود ہے کہ کچھ سزا کا مستحق ہے لیکن اخیر میں نجات ہو جائے گی اور یہاں بھی غور کرنے سے اس کا حکم معلوم ہوسکتا ہے کیونکہ جب اس کی حالت بین بین ہے تو جزا بھی بیچ بیچ ہوگی یعنی کچھ عذاب کچھ ثواب اور ظاہر ہے کہ یہ احتمال تو ہو نہیں سکتا کہ پہلے جنت میں جائے پھر جہنم میں کیونکہ جنت میں جا کر پھر نکلنا ممکن نہیں پس یہی صورت متعین ہوگی کہ پہلے عذاب ہو پھر آخر میں نجات ہو اگر کوئی یہ کہے ان تین کے علاوہ چوتھا احتمال یہ بھی تو ہے کہ کوئی عمل کرے اعتقاد نہ کرے اس کو کچھ ثواب کچھ عذاب ہونا چاہئے۔ جواب یہ ہے کہ یہ احتمال باطل ہے کیونکہ عمل قبول ہونے کے لئے اعتقاد شرط ہے جب اعتقاد نہیں تو وہ عمل بھی کچھ نہیں اس لئے یہ بھی بالکل نافرمان ہے۔

اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿١٦﴾ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ

بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ف۱ بس توبہ قبول کرنی تو اللہ پر

لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ

ان ہی کی ضرور ہے جو کر بیٹھیں کوئی بری حرکت نادانی سے پھر توبہ کر لیں

قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿١٧﴾

جلدی سے تو اُن کی اللہ توبہ قبول فرمالیتا ہے! اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ

اور ان کی توبہ نہیں ہے جو کرتے رہتے ہیں گناہ! یہاں تک کہ جب ان میں سے

اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ

کسی کے موت سامنے آکھڑی ہوئی تو کہنے لگا کہ اب میری توبہ ہے اور نہ توبہ ان کی ہے

وَهُمْ كُفَّارٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿١٨﴾ يٰٓاَيُّهَا

جو مرجائیں کافر ہی! یہی ہیں جن کے لئے ہم نے تیار کیا ہے دردناک عذاب! ف۲ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَلَا

ایمان والو تم کو جائز نہیں کہ میراث میں لے لو عورتوں کو زبردستی ! اور نہ

تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ

ان کو بند کرو اس خیال سے کہ لے لو کچھ اس میں سے جو تم نے ان کو دیا ہے مگر اس وقت کہ

يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ

وہ مرتکب ہوں کھلی ہوئی بدکاری کی اور عورتوں کے ساتھ رہو سہو خوبی کے ساتھ! پھر اگر تم کو

ف۱ گناہ ہمیشہ حماقت ہی سے ہوتا ہے جس کو اپنے نفع ونقصان کی پرواہ نہ ہو اس سے بڑھ کر کیا حماقت ہوگی پس اس قید کا یہ مطلب نہیں کہ جو گناہ حماقت سے نہ ہو اس کی توبہ نہیں کیونکہ بدوں حماقت کے گناہ ہوتا ہی نہیں چاہے عالم کرے یا جاہل۔

غیر فطری طریقہ سے قضاء شہوت

قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں کہ میرے نزدیک "اللذان یاتیانھا" کا مصداق وہ لوگ ہیں جو غیر فطری طریقہ پر قضا شہوت کرتے ہیں۔ یعنی مراد المتلذذ بالمثل کے مرتکب ہوتے ہیں۔ (معارف القرآن)

ف۲ شانِ نزول:

بخاری اور ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے لکھا ہے کہ (دور جاہلیت میں دستور تھا کہ) جب کوئی شخص مرجاتا تھا تو اس کے قریب ترین عزیز اس کی بیوی کے زیادہ حقدار ہوتے تھے اگر چاہتے تو خود نکاح کر لیتے اور چاہتے تو کسی دوسرے سے نکاح کردیتے عورت کے قریب ترین عزیزوں کو بھی اس کا اختیار نہ ہوتا اس پر مندرجہ ذیل آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ

وہ نہ بھاویں تو کیا عجب ہے کہ تم کو ایک چیز نا پسند ہو اور پیدا کر دے

خَيْرًا كَثِيْرًا ﴿١٩﴾ وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ

اللہ اس میں بہت سی خوبی و۱ اور اگر تم بدلنا چاہو ایک عورت کو دوسری عورت کی جگہ

وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ

اور تم دے چکے ہو ایک کو ڈھیر سارا مال تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو !

اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿٢٠﴾ وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ

کیا تم اس کو لیا چاہتے ہو ناحق اور صریح گناہ سے ؟ و۲ اور تم اس کو کیونکر لے سکتے ہو

اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا

حالانکہ تم ایک دوسرے کے ساتھ صحبت کر چکے ہو اور وہ لے چکیں تم سے

غَلِيْظًا ﴿٢١﴾ وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا

پکا قول۔ اور تم نہ نکاح کرو ان عورتوں سے کہ جن سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ہو

قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿٢٢﴾ ع

مگر جو آگے ہو چکا ! بیشک یہ بڑی بے حیائی اور غضب کی بات تھی اور برا دستور تھا و۳

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ

تم پر حرام ہوگئیں تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں

وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْۤ

اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے

و۱ مثلاً وہ تمہاری خدمت گزار اور ہمدرد ہو یہ دنیا کی منفعت ہے یا اس سے اولاد صالح پیدا ہو جو ذخیرہ آخرت ہو جائے یا اقل درجہ ناپسند چیز پر صبر کرنے کی فضیلت تو ضرور ہی ملے گی۔

و۲ مہر کا واپس لینا یا جبراً معاف کرانا تو صریح ظلم ہے اس کے علاوہ اگر کچھ ہبہ کیا تھا اس کو واپس لینا بھی ظلم ہے کیونکہ بیوی سے ہبہ کر کے واپس لینا ناجائز ہے۔

و۳ ابن ابی حاتم فریابی اور طبرانی نے حضرت عدی بن ثابت کی وساطت سے ایک انصاری کی روایت سے نقل کیا ہے کہ ابو قیس بن سلمہؓ کا انتقال ہو گیا ابو قیس بڑا نیک انصاری تھا اس کے بیٹے قیس نے ابو قیس کے مرنے کے بعد اس کی بیوی سے نکاح کرنا چاہا عورت نے قیس سے کہا میں تو تجھے اپنا بیٹا جانتی ہوں اور تو قوم کے نیک لوگوں میں سے بھی ہے (پھر نکاح کیسا) اس کے بعد عورت نے حاضر ہو کر رسول اللہ ﷺ کو واقعہ کی اطلاع دی دی حضور ﷺ نے فرمایا اب تو اپنے گھر چلی جا (اور حکم کا انتظار کر) اس پر آیت ذیل بالا نازل ہوئی۔

خلاصہ رکوع ۳

زنا کی مرتکب خاتون کی سزا اور ثبوت زنا کیلئے چار گواہوں کا نصاب ذکر فرمایا گیا۔ پھر زنا کے مرتکب مرد کی سزا ذکر کی گئی توبہ اور اس کی قبولیت کی شرائط ذکر کرنے کے بعد ان لوگوں کا ذکر کیا گیا جن کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ معاشرتی حوالہ سے زمانہ جاہلیت میں عورتوں پر ہونے والے مظالم کا سد باب فرمایا گیا اور شوہروں کی بیویوں سے حسن سلوک کرنیکی تاکید فرمائی گئی۔ حق مہر کے سلسلہ ہدایات دی گئیں۔ آخر میں سوتیلی ماں سے نکاح کرنے کی حرمت ذکر فرمائی گئی۔

ع ٣ ٨ ١٤

اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ

تم کو دودھ پلایا اور تمہاری دودھ شریک بہنیں اور تمہاری ساسیں اور تمہاری کیکڑ

وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ

لڑکیاں جو تمہاری پرورش میں ہوں یعنی ان بیبیوں کی بیٹیاں جن سے تم

بِهِنَّ ؗ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ؗ

صحبت کر چکے ہو و۱ لیکن اگر ہو لیکن اگر تم نے ان سے صحبت نہیں کی تو تم پر کچھ گناہ نہیں

وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِیْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَاَنْ

اور تمہارے ان بیٹوں کی بیبیاں جو تمہاری پشت سے ہوں و۲ اور یہ

تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

بات کہ اکٹھا کرو دو بہنوں کو ! مگر جو آگے ہو چکا (سو معاف) بیشک اللہ

كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۙ﴿۲۳﴾

بخشنے والا مہربان ہے!

❁❁❁

و۱ یعنی کسی عورت کے ساتھ صرف نکاح یا تنہائی کرنے سے اس کی لڑکی حرام نہیں ہوتی بلکہ جب اس عورت سے صحبت بھی ہو جائے تب لڑکی حرام ہوتی ہے اور شہوت سے چھونا بوسہ لینا بھی صحبت کے مثل ہے۔

و۲ نسل کی قید کا یہ مطلب نہیں کہ رضاعی بیٹے کی بیوی حلال ہے بلکہ اس قید سے متبنیٰ یعنی منہ بولے بیٹے کو جس کو لے پالک کہتے ہیں خارج کرنا منظور ہے کہ اس کی بیوی سے بعد موت یا طلاق کے نکاح درست ہے چونکہ اہل عرب کے نزدیک اس سے نکاح حرام تھا اس لئے یہ قید بڑھا دی گئی باقی رضاعی بیٹے کی بہو سے اجماعاً نکاح حرام ہے۔

سورہ آل عمران... چوتھا پارہ

فضائل خواص، فوائد وعملیات

خاصیت آیت ۱۰۳۔۱۰۴ برائے الفت ومحبت

وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا وَاذۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ اِذۡ كُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً فَاَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوۡبِكُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِهٖۤ اِخۡوَانًا وَكُنۡتُمۡ عَلٰى شَفَا حُفۡرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنۡقَذَكُمۡ مِّنۡهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمۡ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ. وَلۡتَكُنۡ مِّنۡكُمۡ اُمَّةٌ يَّدۡعُوۡنَ اِلَى الۡخَيۡرِ وَيَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ

خاصیت: اگر عروج ماہ میں دوشنبہ کے روز ہرن کی جھلی پر توت کے عرق سے لکھ کر آخر میں یَامُؤَلِّفَ الْقُلُوْب اَلِّفْ بَیْنَ فَلان وفلان لکھے اور فلاں فلاں کی جگہ ان دونوں شخصوں کا نام لکھے جن میں الفت پیدا کرانا منظور اور طالب کے بازو وغیرہ پر باندھ دے مطلوب مہربان ہوجائے گا۔ اگر عداوت ہوئی دوستی سے مبدول ہوجائے گی۔ اگر غضبناک ہوگا مہربان ہوجائے گا۔ اور اقبال وجاہ میسر ہوگا اور اگر اس کو واعظ اپنے پاس رکھے اس کا وعظ مقبول وموثر ہو۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۱۱۱۔۱۱۲ برائے فتح یابی

لَنۡ يَّضُرُّوۡكُمۡ اِلَّاۤ اَذًى ؕ وَاِنۡ يُّقَاتِلُوۡكُمۡ يُوَلُّوۡكُمُ الۡاَدۡبَارَ ثُمَّ لَا يُنۡصَرُوۡنَ ضُرِبَتۡ عَلَيۡهِمُ الذِّلَّةُ اَيۡنَ مَا ثُقِفُوۡۤا اِلَّا بِحَبۡلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبۡلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوۡ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتۡ عَلَيۡهِمُ الۡمَسۡكَنَةُ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ كَانُوۡا يَكۡفُرُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقۡتُلُوۡنَ الۡاَنۡبِيَآءَ بِغَيۡرِ حَقٍّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوۡا وَّكَانُوۡا يَعۡتَدُوۡنَ (پ۴ع۳)

خاصیت: یہ آیتیں دشمن پر فتحیابی کیلئے ہیں۔ کسی ہتھیار پر شنبہ کے روز چھٹی ساعت میں اس کو کندہ کرے اور کرنے والا روزہ سے ہو، وہ ہتھیار لے کر جو شخص مقابلہ دشمن میں جائے فتح یاب ہوگا۔

خاصیت آیت ۱۲۲ تا ۱۲۶ برائے حصول مراد

اِذْهَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ وَلَقَدْنَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ فَاتَّقُوااللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ.بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ. وَمَاجَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ (اعمال قرآنی)

خاصیت: یہ آیتیں ظالم بادشاہ و دشمن اور شب کے وقت جن یا انسان کے خوف کیلئے ہیں اس کو شب جمعہ میں نصف شب کے وقت باوضو لکھے پھر کاتب صبح کی نماز پڑھ کے طلوع آفتاب تک تسبیح وذکر میں مشغول بیٹھا رہے۔ جب آفتاب بلند ہو جائے تو دو رکعت پڑھے۔ اول میں سورۂ فاتحہ اور آیت الکرسی اور دوئم میں فاتحہ اور اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے آخر سورۃ تک پڑھے پھر سات مرتبہ استغفار پڑھے اور سات مرتبہ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وُهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمُ پڑھے پھر تازہ وضو کر کے یہ آیتیں لکھ کر اپنے پاس رکھ لے ان شاء اللہ تعالیٰ مراد حاصل ہوگی۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۱۳۴ تا ۱۳۵ برائے جابر حاکم

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِى السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ.وَالَّذِيْنَ اِذَافَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْظَلَمُوْٓااَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوااللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُالذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ.اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌمِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط وَنِعْمَ اَجْرُالْعٰمِلِيْنَ

خاصیت: یہ آیتیں سکون تیزی نفس و غضب اور سلطان جابر و دشمن جاہل کے لئے ہیں۔ شب جمعہ میں بعد نماز عشاء کاغذ پر لکھ کر باندھ لے اور صبح کو ان لوگوں کے پاس جائے ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے شر سے محفوظ رہے گا۔ (اعمال قرآنی)

برائے مرض نسواں

۱۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّارَسُوْلٌ ط قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُل ط اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ.

خاصیت: اگر کسی عورت کا خون جاری ہو جائے تو اس آیت کو تین پرچوں پر لکھے ایک پرچہ اس کے اگلے دامن میں باندھ دے اور ایک پچھلے دامن میں۔ ایک زیر ناف۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۱۵۴ برائے رزق

اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ط يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَىْءٍ ط قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ط يُخْفُوْنَ

فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا یُبْدُوْنَ لَکَ ؕ یَقُوْلُوْنَ لَوْ کَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ؕ قُلْ لَّوْ کُنْتُمْ فِیْ بُیُوْتِکُمْ لَبَرَزَ الَّذِیْنَ کُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰی مَضَاجِعِهِمْ وَلِیَبْتَلِیَ اللّٰهُ مَا فِیْ صُدُوْرِکُمْ وَلِیُمَحِّصَ مَا فِیْ قُلُوْبِکُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ

خاصیت: کشائش رزق کیلئے ان آیتوں کوابتدائی مہینہ کے جمعہ سے چالیس جمعہ تک بعدمغرب کے گیارہ بار پڑھے اوراس دوسری آیت یعنی وَلَقَدْ مَکَّنّٰکُمْ فِی الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَکُمْ فِیْهَا مَعَایِشَ قَلِیْلًا مَّا تَشْکُرُوْنَ کوہر جمعہ کے بعد کاغذ پرلکھ کرکنویں میں ڈالتاجائے۔امیدقوی ہے کہ ان شاءاللہ تعالیٰ اس عمل سے غنی وتوانگر ہوجائے گا۔اگرقرضہ ہوتواداہوجائے گا۔(اعمال قرآنی)

واعتصموا بحبل الله ....مفلحون

(۱)اگردوآدمیوں میں دشمنی ولڑائی ہوتوایک آدمی اس آیت کودوشنبہ کے دن جب چاندکی روشنی ترقی میں ہوسیاہ توت کے پتوں کے پانی سے ہرن کے باریک چمڑے میں لکھےاوراخیر میں یہ لکھ دے **یا مؤلف القلوب الف بین کذا** اوران دونوں کانام آگے پیچھےلکھ دےاوراپنے گلے میں ڈال لے۔دوسراشخص اس کاجتنادشمن ہوگاوہ خودبخودآکراس سے مصافحہ کرےگااوراس کی بات مانے گا۔

(۲)اگراس طرح یہ آیت لکھی ہوئی کوئی واعظ اپنے پاس رکھےتواس کےکلام میں بہت تاثیرہوگی ہرشخص اس کی بات مانے گا۔

لن یضروکم الااذیٰ............ذٰلک بما عصوا و کانوا یعتدون

جوآدمی ان آیتوں کواپنے ہتھیار پردوشنبہ کےدن آٹھویں ساعت میں پاک صاف اورروزہ کی حالت میں لکھےتویہ ہتھیارجس کے پاس ہوگادشمن اس کےسامنے نہ ٹھہر سکے گا۔

اذھمت طائفتان منکم ان تفشلا............حکیم

جوشخص بادشاہ یاحاکم سے خائف ہوتووہ جمعہ کی رات میں آدھی رات کے بعد پاک ہوکریہ آیت لکھے۔پھرجب صبح کی نماز پڑھ لےتو سورج طلوع ہونے تک تسبیح وذکرمیں مشغول رہے جب سورج اونچاہوجائےتودورکعتیں پڑھے۔پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اورآیت الکرسی اوردوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اورآمن الرسول آخرتک پڑھے۔پھرے باراستغفار پڑھ کرے بارکہے **حسبی الله لآ الٰه الا هو علیه توکلت و هو رب العرش العظیم** پھردوبارہ وضوکرکےاس آیت کواپنے پاس رکھےتواس کاخوف جاتارہیگا۔

اوراگرنیندیابیداری میں کسی بھوت یادشمن کاخوف ہےتووہ بھی جاتارہےگا۔

الذین ینفقون فی السراء والضراء ....عاملین

جوشخص ان آیات کوجمعہ کی رات کوعشاء کی نماز کے بعدکاغذ پرلکھ کراپنے گلے میں ڈالےاورصبح کواٹھ کرکسی بادشاہ یادشمن یاکسی ظالم کے پاس جائےتواس کےشرسےمحفوظ رہیگا۔

وما محمد الا رسول ....اعقابکم

جس آدمی کونکسیرآتی ہوتوکاغذ پراس آیت کولکھےاورساتھ ہی یہ بھی لکھے۔

انقلب یادم باکف لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ھج لج ھج لج ھج لج ھج لج لحطاس ھی
اور ناک کے اوپر دونوں آنکھوں کے درمیان باندھ دے۔

الذین قال لھم الناس..........عظیم

اگر کسی کو بادشاہ یا حاکم سے خوف ہو وہ اسے کسی سزا کی دھمکی دیتا ہو تو یہ آدمی اس آیت کو کاغذ پر لکھ کر انگوٹھی کے نگینہ کے نیچے رکھ کر اس کے پاس بےخوف چلا جائے۔اللہ تعالیٰ اسے اس کے شر سے محفوظ رکھیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی قوم سے خوف پیدا ہوتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے۔

اللھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذبک من شرورھم

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی بادشاہ وغیرہ کے ہاں جانا ہو تو یہ پڑھ کر جاؤ۔

لآ الٰہ الا اللہ الحکیم و سبحان اللہ رب السمٰوات السبع و رب العرش العظیم . لآ الٰہ الا اللہ عزجارک و جل ثنآئک

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی سبب سے غم ہوتا تو آپ یہ دعا پڑھتے اور فرماتے یہ دعا غم کو دور کرنے کے لئے ہے۔

اللھم احرسنی بعینک التی لاتنام واکنفنی بکنفک الذی لایرام اغفرلی وارحمنی بقدرتک علی انت ثقتی و رجائی فکم من نعمة انعمت بھاعلی قل لک بھاشکری و کم بلیة ابلیتنی بھا قل لک بھا صبری فیامن قل عند نعمة شکری ولاتحرمنی ویامن قل عند بلائہ صبری فلم تخذلنی و یامن رآنی علی الخطایاولم یفضحنی اسئلک علیٰ ان تصلی علیٰ محمد و علیٰ آل محمد کما صلیت و بارکت و ترحمت علیٰ ابراھیم انک حمید مجید اللھم اعنی علیٰ دینی و دینائی و آخرتی بالتقویٰ واحفظنی فیما غبت عنه ولاتکلنی الیٰ نفسی فیما حضرته' یامن لاتضرہ الذنوب ولاتنقصه المغفرة ھب لی فیما لاینقصک واغفرلی مالایضرک الٰھی اسئلک فرجاً قریباً وصبراً جمیلاً و اسئلک العافیة من کل بلیة واسئلک دوامالعافیة واسئلک الشکر علی العافیة واسئلک الغنیٰ عن الناس ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

اس دعا کے راوی بیان کرتے ہیں کہ اسکو بہت سارے لوگوں نے لکھ کر اپنی جیب میں ڈال لیا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے انکا مقصد حاصل ہوگیا۔
اور جو شخص یہ دعا مانگے اللہ تعالیٰ اسے شریروں اور ظالموں کے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔دعا یہ ہے۔

اللھم اسھل علینا کنف سترک وادخلنا فی مکنون غیبک واحجبنا عن شرار خلقک وحل بیننا و بین الزرایاوالبلایایارحم الراحمین ان فی خلق السمٰوات والارض.......... المیعاد

(۱) جو شخص اس آیت کو ہمیشہ پڑھتا رہے اس کا ایمان ثابت اور دل پاک ہو جاتا ہے اور دنیا و آخرت کی رسوائی سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

(۲) جو شخص رات کو تہجد کے وقت بیدار ہونا چاہے وہ اس آیت کو لکڑی کے برتن میں لکھے اور آب زمزم سے دھو کر پی لے۔ ہر رات جس وقت اٹھنے کا ارادہ کر کے سوئے گا اسی وقت بیدار ہو جائے گا۔ (الدرر النظیم)

مصیبت سے نجات ملنا

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيل. (پ۴، ع۹) ترجمہ: ہم کو حق تعالیٰ کافی ہے اور وہی سب کام سپرد کرنے کیلئے اچھا ہے۔
جو کوئی کسی مصیبت و بلا میں مبتلا ہو اس آیت کو پڑھا کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت جاتی رہے گی۔

❀❀❀

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ

اور خاوند والی عورتیں تم پر حرام ہیں مگر ہاں جو باندیاں تمہارے قبضے میں آ دیں ف۱

كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ

یہ اللہ کا حکم تحریری ہے تم پر! اور حلال ہیں تمہارے لئے تمام عورتیں ان کے علاوہ اس طرح کہ طلب کرو

تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ۭ فَمَا

اپنے مال کے بدلے عفت حاصل کرنے کی غرض سے نہ شہوت رانی کے لئے

اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ

پھر جن عورتوں سے تم نے لطفِ صحبت اٹھایا تو ان کو دے دو ان کے مہر جو ٹھہرا تھا!

فَرِيْضَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْ

اور تم پر کچھ گناہ نہیں جس میں تم آپس میں راضی ہو جاؤ ٹھہرانے کے

بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿٢٤﴾ وَمَنْ

بعد! بے شک اللہ خبردار حکمت والا ہے اور جس کو

لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ

تم میں سے اس کا مقدور نہ ہو کہ وہ نکاح کرے

الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ

مسلمان بیبیوں سے تو لونڈیاں (ہی سہی) جو تمہارے قبضے میں آئیں

الْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ۭ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۚ

بشرطیکہ مسلمان ہوں! ف۲ اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارا ایمان! تم ایک دوسرے کے ہم جنس ہو!

ع ٥ ٨٠ ٨١

ف۱ ان محرمات کے سوا جو عورتیں حرام ہیں وہ اکثر ان ہی میں داخل ہیں جس کا بیان بوجہ دقیق ہونے کے نہیں کیا گیا اور بعض کی حرمت احادیث و آثار سے ثابت ہے اور بعض کی حرمت پر اجماع امت ہے۔ پس یہ اشکال نہ رہا کہ آیت میں تو ان کے ماسوا سب کو حلال کہا گیا ہے جیسا کہ **واحل لکم ماوراء ذلکم** سے معلوم ہوتا ہے جواب یہ ہے کہ ان کے ماسوا جو عورتیں حرام ہیں اکثر کی حرمت تو ان سے ہی سمجھی گئی ہے وہ تو ماسوا ہی نہیں اور جن کی حرمت ان سے نہیں سمجھی گئی وہ بے شک ماسوا میں داخل ہیں لیکن چونکہ احادیث و آثار و دیگر دلائل شرعیہ سے ان کی حرمت سمجھی گئی اس لئے **ماوراء ذلکم** کا لفظ بالکلیہ عام نہ ہوگا بلکہ بعض صورتیں دیگر دلائل کی وجہ سے اس میں مستثنٰی اور خاص کی جائیں گی اور ایسا بکثرت ہوتا ہے کہ ایک لفظ بظاہر عام ہوتا ہے مگر حدیث یا اجماع کی وجہ سے بعض صورتیں اس میں سے مستثنٰی کی جاتی ہیں پس کوئی اشکال نہ رہا۔ (تسہیل بیان)

ف۲ **مسئله:** باجماع علماء عورت کو حق ہے کہ اپنے مہر کا کوئی حصہ بھی معاف کر دے اب اگر اس نے نصف مہر سے کم شوہر کو ہبہ کیا ہو اور قربت کے بغیر شوہر اس کو طلاق دیدے تو شوہر دیئے ہوئے مہر میں سے عورت سے اتنی مقدار کی واپسی کا مطالبہ کر سکتا ہے کہ نصف مہر مکمل ہو جائے۔ شیخین کا یہی قول ہے لیکن امام محمدؒ نے فرمایا کہ جتنی مقدار عورت کے قبضہ میں پہنچ گئی اور رہ گئی ہے اس کے نصف کا مطالبہ کر سکتا ہے (اور جو حصہ عورت نے از خود ساقط کر دیا اس کو محسوب نہیں کیا جائیگا) اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا یہ حقیقت ہے کہ اللہ مصالح سے بخوبی واقف ہے اور جو احکام اس نے دیئے ہیں ان کی حکمت کو وہ جانتا ہے۔ (تفسیر مظہری اردو جلد سوم)

١١

فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ

تو ان سے نکاح کرلو ان کے مالکوں کے اذن سے اور ان کو دے دو ان کے مہر دستور کے مطابق

بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ

بشرطیکہ وہ قید نکاح میں لائی جاویں نہ زنا کرنے والی ہوں اور نہ چھپے یار کرتی ہوں

اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ

تو جب وہ قید نکاح میں آچکیں پھر اگر کریں بے حیائی کا

فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ

کام تو ان پر اس سزا کا آدھا ہے جوآزاد بیبیوں پر مقرر ہے یہ اس کے لئے ہے

الْعَذَابِ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ۭ وَاَنْ تَصْبِرُوْا

جو تم میں سے خوف کرے گناہ کر بیٹھنے کا ! اور صبر کرو تو تمہارے حق میں زیادہ

خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٢٥ ۧ يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ

بہتر ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔ ول اللہ چاہتا ہے کہ تم سے کھول کر بیان کر دے

لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ

اور تم کو چلاوے ان لوگوں کے طریقوں پر جو تم سے پہلے ہو گزرے اور تم پر

عَلَيْكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝٢٦ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ

متوجہ ہو! اور اللہ خبردار ہے حکمت والا اور اللہ چاہتا ہے کہ

عَلَيْكُمْ ۣ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ

تم پر متوجہ ہو ! اور وہ لوگ خواہشات کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں

ول غلام و باندی:

فائدہ: آیت بالا میں جو غلام و باندی کا ذکر آیا ہے ان سے شرعی غلام و باندی مراد ہیں جو کافر مرد و عورت جہاد کے موقع پر قید کر لئے جاتے تھے اور امیرالمومنین ان کو مجاہدین میں تقسیم کر دیتا تھا، یہ قیدی غلام و باندی بن جاتے تھے، پھر ان کی نسل بھی غلام رہتی تھی (باستثناء بعض صورتوں کے) جن کا تفصیلی ذکر فقہ کی کتابوں میں ہے جب سے مسلمانوں نے شرعی طور پر جہاد کرنا چھوڑ دیا ہے، اور اپنے جہاد اور صلح و جنگ کا مدار دشمنان دین کے اشاروں پر رکھ دیا ہے، اور غیر شرعی اصولوں کے پابند ہو گئے ہیں اس وقت سے غلام اور باندی سے محروم ہو گئے، موجودہ نوکر چاکر اور گھروں میں کام کرنے والی نوکرانیاں غلام باندی نہیں ہیں، اسلئے کہ یہ آزاد ہیں، بعض علاقوں میں بچوں کو بیچ دیتے ہیں اور غلام بنا لیتے ہیں، یہ سراسر حرام ہے، اور ایسا کرنے سے یہ غلام باندی نہیں بن جاتے۔

ع ٣
١

خلاصہ رکوع ٤

ان عورتوں کی تفصیل بیان فرمائی گی جن سے نکاح حرام اور باطل ہے ان کی اقسام بتائی گئیں۔

محرمات کی تفصیلات کی تکمیل کے بعد نکاح کے مقاصد و شرائط بتائے گئے۔

تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ﴿٢٧﴾ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ

چاہتے ہیں کہ تم راہ سے بہت دور مڑ جاؤ اللہ چاہتا ہے کہ تم سے بوجھ

عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ﴿٢٨﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

ہلکا کرے ! اور انسان پیدا ہی کیا گیا ہے کمزور ولے ایمان والو نہ کھایا کرو

اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ

ایک دوسرے کا مال باہم ناجائز طور پر مگر

اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۣ وَلَا

ہاں یہ صورت کہ خرید وفروخت ہو آپس کی رضامندی سے (تو کچھ ہرج نہیں) اور نہ

تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿٢٩﴾ وَمَنْ

ہلاک کرو اپنے آپ کو مہربان ہے و٢ اور جو

يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ

ایسا کرے گا زور اور ظلم سے تو ہم اس کو دوزخ میں جھونک دیں گے اور یہ اللہ

نَارًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿٣٠﴾ اِنْ تَجْتَنِبُوْا

پر سہل ہے۔ اگر تم بچے رہوگے ان بڑے

كَبَاۗىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ

گناہوں سے جن کی تم کو ممانعت کی جاتی ہے تو ہم تم سے دُور کر دیں گے تمہارے چھوٹے گناہ

وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴿٣١﴾ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ

اور ہم تم کو داخل کریں گے عزت کے مقام میں اور تم ہوس نہ کرو جنہیں بڑائی

ولے انسانی طبیعت کی رعایت:

انسان کو اللہ نے ضعیف بنایا ہے اس کو خوب معلوم ہے کہ یہ اپنی شہوات و مرغوبات سے کہاں تک صبر کر سکتا ہے تو اس لئے ہر حکم میں تخفیف کا بھی لحاظ فرمایا گیا ہے یہ نہیں ہوا کہ انسان کے حق میں جو مفید دیکھا وہ اس کے ذمہ لگا دیا سہل ہو یا دشوار مثلاً عورتوں اور شہوت سے صبر کرنا آدمی کو بہت دشوار تھا اس لئے اس کی خواہش پورا کر لینے کے لئے طریقے جائز اللہ نے بتلا دیئے کہ اس سے اپنا مطلب حاصل کر سکے یہ نہیں کہ قضائے شہوت سے بالکل روک دیا گیا ہو۔ حق تعالیٰ نے اپنی رحمت سے شریعت میں تنگی نہیں فرمائی کہ کوئی حلال کو چھوڑے اور حرام کی طرف دوڑے۔ (گلدستہ تفاسیر جلد دوم)

و٢ خودکشی:

☆تم میں سے کوئی اپنے کو خود قتل نہ کرے۔ حضرت ثابت بن ضحاک ؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص دنیا میں کسی چیز سے خودکشی کرے گا قیامت کے دن اسی چیز کے ذریعہ اس کو عذاب دیا جائے گا۔ رواہ البغوی حضرت ابو ہریرہ ؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص پہاڑ سے گر کر خودکشی کرے گا وہ جہنم کی آگ میں جائے گا ہمیشہ ہمیشہ دوامی طور پر دوزخ میں لڑھکتا ہی چلا جائے گا اور جو شخص کسی لوہے سے خودکشی کرے گا وہ وہی لوہا ہاتھ میں لئے دوزخ کے اندر ہمیشہ ہمیشہ دوامی طور پر اپنے کو مارتا ہی رہے گا۔ الفاظ کی کچھ تقدیم و تاخیر کے ساتھ بخاری اور مسلم ؒ اور ترمذی ؒ نے یہ حدیث نقل کی ہے اور نسائی ؒ نے بھی اس کو بیان کیا ہے۔

اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ

دے دی اللہ نے تم میں ایک کو دوسرے پر ! ف۱ مردوں کا حصّہ ہے

مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ

جو انھوں نے کمایا اور عورتوں کا حصّہ ہے جو کچھ انھوں نے کمایا !

وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ

اور مانگتے رہو اللہ سے اس کا فضل ! بیشک اللہ ہر چیز سے

عَلِيْمًا ۝۳۲ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِیَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ

خبردار ہے اور ہر ایک کے ہم نے مقرر کر دیئے ہیں وارث اس مال میں سے جو چھوڑ

وَالْاَقْرَبُوْنَ ؕ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ؕ

مریں ماں باپ اور رشتہ دار ! اور جن سے تم نے عہد و پیمان کر لیا تو ان کو ان کا حصّہ دے دو ! ف۲

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِيْدًا ۝۳۳ ع اَلرِّجَالُ

بے شک ہر چیز اللہ کے پیش نظر ہے مرد سردھرو ہیں

قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى

عورتوں کے اس وجہ سے کہ اللہ نے برتری دی ہے ایک کو ایک پر

بَعْضٍ وَّبِمَاۤ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ

اور اس لئے کہ مردوں نے خرچ کئے ہیں اپنے مال ! تو جو بیبیاں نیک ہیں (وہ) کہا مانتی ہیں

حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ

اور حفاظت رکھتی ہیں پیٹھ پیچھے اللہ کی حفاظت سے اور جن عورتوں کی نافرمانی کا

ف۱ شانِ نزول

بعض عورتوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کیا سبب ہے کہ ہر جگہ حق تعالیٰ مردوں کو خطاب فرماتا ہے اور ان کو حکم کرتا ہے عورتوں کا ذکر نہیں کیا جاتا اور میراث میں مرد کو دوہرا حصہ دیا جاتا ہے عورتوں سے اس آیت میں ان سب کا جواب ہوگیا۔

ف۲ جن دو شخصوں میں باہم اس طرح قول و قرار ہو جائے کہ ہم ایک دوسرے کے مددگار رہیں گے کہ اگر ایک شخص کے ذمہ کوئی دیت لازم آوے تو دوسرا اس کو ادا کرے اور جب ایک مر جائے تو دوسرا اس کی میراث لے یہ عہد عقد موالاۃ کہلاتا ہے اور ان میں سے ہر ایک کو مولی الموالاۃ کہا جاتا ہے۔

ع ۵ خلاصہ رکوع ۵
۲ معاملات کی اصلاح عملی واخلاقی کمال میں مسابقت کو ذکر فرمایا گیا اور میراث کے بارہ میں ہدایات دی گئیں۔

قاعدہ ہے کہ خرچ کرنے والے کا ہاتھ اونچا اور بہتر ہوتا ہے اس سے جس پر خرچ کیا جائے پہلی فضیلت میں تو مردوں کو خود دخل نہیں محض خدا کا عطیہ ہے اور یہ فضیلت ان کے عمل اور کسب سے متعلق ہے۔

نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ

تم کو اندیشہ ہو تو ان کو سمجھا دو اور ان کو جدا کر دو ہم بستری سے

وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۭ

اور ان کو مارو !ف۱ پھر اگر وہ تمہارا کہا ماننے لگیں تو ان پر نہ ڈھونڈو الزام کی راہ!

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ﴿٣٤﴾ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا

بیشک اللہ عالیشان بلند مرتبہ ہے اور اگر تم کو اندیشہ ہو میاں بی بی کی

فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ

باہم کھٹ پٹ کا تو مقرر کرو ایک پنچ مرد کے کنبہ سے اور ایک پنچ عورت کے کنبہ سے !

اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ

اگر یہ دونوں چاہیں گے صلح کرا دینی تو اللہ ملاپ کرا دے گا میاں بی بی میں !ف۲ بیشک اللہ

كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ﴿٣٥﴾ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ

واقف کار خبردار ہے اور اللہ کی عبادت کرو اور نہ شریک کرو اس کے ساتھ

شَيْـــًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى

کوئی چیز اور سلوک کرو ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں

وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ

اور محتاجوں اور قرابت والے پڑوسیوں اور اجنبی پڑوسیوں

الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا

اور پاس بیٹھنے والے رفیقوں اور مسافروں ف۳ اور غلام باندیوں کے ساتھ

ف۱ نافرمان بیوی اور اس کی اصلاح کا طریقہ:

یعنی اگر کوئی عورت خاوند سے بدخوئی کرے تو پہلا درجہ تو یہ ہے کہ مرد اس کو زبانی فہمائش کرے اور سمجھاوے، اگر نہ مانے تو دوسرا درجہ یہ ہے کہ جدا سووے لیکن اسی گھر میں اس پر بھی نہ مانے تو آخری درجہ یہ ہے کہ اس کو مارے بھی، پر نہ ایسا کہ جس کا نشان باقی رہے یا ہڈی ٹوٹے۔ ہر تقصیر (قصور) کا ایک درجہ ہے۔ اسی کے موافق تادیب اور تنبیہ کی اجازت ہے۔ جس کے تین درجے ترتیب وار آیت میں مذکور ہیں اور مارنا پیٹنا آخر کا درجہ ہے۔ سرسری قصور پر نہ مارے۔ ہاں قصور زیادہ ہو پھر مارنے میں حرج نہیں۔ جس قدر مناسب ہو مارے پیٹے مگر اس کا لحاظ رہے کہ ہڈی نہ ٹوٹے اور نہ ایسا زخم پہنچائے کہ جس کا نشان باقی رہ جائے۔ ﴿تفسیر عثمانی﴾

ف۲ مراد یہ ہے کہ ہم مصالحت کا طریقہ ان کے دل میں ڈال دیں گے کہ اگر زوجین اس پر عمل کریں تو کشاکش رفع ہو جائے کیونکہ ظاہر ہے کہ فیصلہ کرنے والوں کی جو تجویز ہو گی وہ میاں بی بی کے اختیاری افعال کے متعلق ہو گی اور اختیاری افعال کا نتیجہ ان پر عمل کرنے سے ظاہر ہوا کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ جب کوئی شخص مصالحت و اصلاح کا طالب ہو تو اس کا طریقہ ضرور اس کو سمجھا دیتے ہیں۔ (تسہیل بیان)

ف۳ خواہ وہ مجلس دائمی ہو جیسے لمبے سفر کی رفاقت یا کسی جائز کام کی شرکت یا عارضی ہو جیسے تھوڑے سفر کی رفاقت یا اتفاقی جلسہ میں شرکت۔ (تسہیل بیان)

مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا

جو تمہارے قبضہ میں ہوں ! بیشک اللہ ان کو دوست نہیں رکھتا جو اتراتے اور بڑائی

فَخُوْرَا ۙ ﴿٣٦﴾ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ

مارتے ہیں جو خود بخل کرتے ہیں اور دوسروں سے بخل کرنے کو کہتے ہیں اور چھپاتے ہیں ف۱

وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاَعْتَدْنَا

جو ان کو اللہ نے اپنے فضل سے دے رکھا ہے ! اور ہم نے تیار کر

لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿٣٧﴾ وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ

رکھا ہے کافروں کے لئے ذلت کا عذاب ۔ اور جو خرچ کرتے ہیں

اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا

اپنے مال لوگوں کے دکھانے کو اور نہیں ایمان لاتے اللہ اور

بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا

روز آخرت پر ! اور جس کا شیطان ساتھی ہو تو وہ بہت ہی بُرا ساتھی ہے

فَسَآءَ قَرِيْنًا ﴿٣٨﴾ وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

اور ان کا کیا بگڑ جاتا ف۲ اگر یہ ایمان لے آتے اللہ اور روز

الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ

آخرت پر اور اس میں سے خرچ کرتے جو اللہ نے ان کو دے رکھا ہے اور اللہ ان کو خوب

عَلِيْمًا ﴿٣٩﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ

جانتا ہے اللہ ذرّہ برابر نیکی ہو تو اس کو دو چند کرتا ہے

ف۱ بخل سے مراد اس جگہ عام ہے خواہ مال و دولت میں بخل ہو یا حق بات ظاہر کرنے میں بخل ہو شان نزول اس آیت کے متعدد ہیں بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ علماء یہود توریت کے مضامین ظاہر کرنے میں بخل کرتے تھے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ایک روایت میں ہے کہ بعض لوگ انصار کو خرچ کرنے سے روکتے اور سمجھاتے تھے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تسہیل وبیان)

ف۲ ریاءکاری:

اور وہ خود پسند متکبر وہ لوگ ہیں کہ اپنا مال لوگوں کے دکھانے کو خرچ کرتے ہیں۔ یعنی اللہ کے لئے خرچ کرنے میں تو خود بھی بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی بخل کی ترغیب دیتے ہیں، لیکن لوگوں کے دکھانے کو اپنا مال خرچ کرتے رہتے ہیں اور ان کو نہ اللہ پر ایمان ہے نہ قیامت کے دن پر کہ حصول رضائے حق تعالیٰ اور تحصیل ثواب اخروی ان کو مقصود ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول اور پسندیدہ یہ ہے کہ ان حقداروں کو دیا جائے جن کا اول ذکر ہو چکا اور دینے میں اللہ کی خوشنودی اور آخرت کے ثواب کی توقع ہو اس سے معلوم ہو گیا کہ اللہ کی راہ میں جیسا بخل کرنا برا ہے ویسا ہی لوگوں کے دکھانے کو خرچ کرنا برا ہے اور ایسا کام وہی کرتے ہیں جن کا رفیق شیطان ہے جو ان کو ایسے کام پر آمادہ کرتا ہے۔ ﴿تفسیر عثمانی﴾

حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٤٠﴾

اور مرحمت فرماتا ہے اپنے پاس سے بڑا ثواب ۔ پھر کیا حال ہوگا

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا

جب ہم بلائیں گے ہر اُمت میں سے ایک گواہ (یعنی ان کا رسول) اور (اے محمد)

بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴿٤١﴾ يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

تجھے بُلائیں گے ان لوگوں پر گواہ بنا کر ف۱ ۔ اس دن وہ لوگ آرزو کریں گے جنہوں نے کفر کیا

وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ وَلَا يَكْتُمُوْنَ

اور رسول کی نافرمانی کی کہ کاش ان پر زمین ہموار کردی جاوے ! اور نہ چھپا سکیں گے

اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿٤٢﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ

اللہ سے کوئی بات ! اے ایمان والو نماز کے ایسی حالت میں پاس بھی نہ جاؤ

وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا

کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ سمجھنے لگو جو تم کہتے ہو اور نہ جب نہانے کی

اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى

حاجت ہو سوائے سفر کی حالت کے یہاں تک کہ نہالو! اور اگر تم بیمار ہو

اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ

یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی آوے جائے ضرور سے یا ہم صحبت ہوؤ

النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا

عورتوں سے پھر تم کو پانی میسر نہ آئے تو ارادہ کرو پاک مٹی کا پھر مل لو

وقف النبی علیہ السلام

ف۱ جن لوگوں نے خدائی احکام نہ مانے ہوں گے ان کے مقدمہ کی پیشی کے وقت بطور سرکاری گواہ کے انبیاء علیہم السلام کے اظہار سنے جائیں گے۔ جو جو معاملات انبیاء علیہم السلام کی موجودگی میں پیش آئے تھے وہ سب ظاہر کردیں گے اس کے بعد مخالفین پر جرم ثابت ہوکر سزا دی جائے گی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو

عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ منبر پر تشریف فرما ہوتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ مجھے قرآن سناؤ، میں نے عرض کیا آپ کو سناؤں اور آپ پر ہی تو اتارا گیا ہے؟ فرمایا گیا مجھے یہ بات محبوب ہے کہ قرآن پاک اپنے علاوہ اور کسی سے سنوں تو میں نے سورۂ نساء شروع کردی حتیٰ کہ اس آیت پر پہنچا فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا (سو اس وقت بھی کیا حال ہوگا جبکہ ہم ہر ہر امت میں سے ایک ایک گواہ کو حاضر کریں گے اور آپ کو ان لوگوں پر گواہی دینے کے لئے حاضر لائیں گے) تو آپ نے فرمایا بس کرو، میں نے جو نظر اٹھا کر دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنسو جاری تھے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

ع ٦ ٩ ٣

خلاصہ رکوع ٦

گھریلو زندگی کی تشکیل میں مرد کی سربراہی کو ذکر کرکے خاوند بیوی کے حقوق وفرائض کا ذکر فرمایا گیا۔ اختلاف کی صورت میں اصلاح کا ضابطہ بیان کیا گیا ہے۔ پھر ازدواجی زندگی سے باہر کے لوگوں سے حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔

فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا

اپنے منہ اور ہاتھوں سے بیشک اللہ معاف کرنیوالا ولے بخشن ہارا ہے۔

غَفُوْرًا ﴿۴۳﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ

کیا تو نے ان کو نہیں دیکھا جنہیں ملا ایک حصہ کتاب کا کہ

الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا

وہ خریدتے ہیں گمراہی اور چاہتے ہیں کہ تم بھی راستہ سے بھٹک جاؤ

السَّبِيْلَ ﴿۴۴﴾ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ

اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو اور اللہ ہی حمایتی بس ہے اور اللہ

وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴿۴۵﴾ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا

ہی مددگار کافی ہے۔ بعض لوگ یہود میں ایسے ہیں

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا

کہ پھیرتے ہیں الفاظ کو ان کی جگہ سے اور کہتے ہیں کہ ہم نے سنا

وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ

اور مانا نہیں ! اور اِسْمَعْ غیر مُسْمَعٍ ! اور رَاعِنَا ! ولے۲ اپنی زبانوں کو موڑ کر

وَطَعْنًا فِى الدِّيْنِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا

اور دین میں طعنے کی راہ سے ! اور اگر وہ کہتے سَمِعْنَا

وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ

وَاَطَعْنَا اور اِسْمَعْ اور اُنْظُرْنَا تو ان کے حق میں بہتر ہوتا

ولے شان نزول:

ابن ابی حاتم نے مجاہدؒ کا بیان نقل کیا ہے کہ ایک انصاری بیمار تھے نہ خود اٹھ کر وضو کرنے کی طاقت تھی نہ کوئی خادم تھا کہ پانی لے کر وضو کرادیا کرے۔ اس کا تذکرہ حضور ﷺ کی خدمت میں کیا گیا۔ اس پر اللہ نے آیت وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى الخ، نازل فرمائی۔ ابن جریر نے ابراہیم نخعی کا بیان نقل کیا ہے کہ صحابہؓ کو کچھ زخم لگے جن سے وہ بیہوش ہوگئے اور اسی دوران میں جنابت میں بھی مبتلا ہو گئے۔ لوگوں نے یہ شکایت حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کی۔ اس پر آیات وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى الىٰ اٰخرها نازل ہوئیں۔ (گلدستہ جلد دوم)

ولے۲ سمعنا و عصینا کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے سن لیا اور مانا نہیں اچھا مطلب تو یہ ہے کہ آپ کے قول کو ہم نے مان لیا اور آپ کے مخالف کی بات نہیں مانتے اور برا مطلب یہ ہے کہ آپ کی بات کو سن تو لیا مگر عمل نہ کریں گے۔ اسمع غیر مسمع کا ترجمہ یہ ہے کہ ہماری بات کو سنیے اور خدا کرے تم کو کوئی بات سنائی نہ جائے اچھا مطلب تو یہ ہے کہ خدا کرے آپ کو رنج کی بات کبھی نہ سنائی جائے سب آپ کی بات کو منظور ہی کریں اور برا مطلب یہ ہے کہ خدا کرے کبھی آپ کو خوشی کی بات نہ سنائی جائے اور راعنا کے اچھے معنی تو یہ ہیں کہ ہمارے حال پر توجہ فرمائے اور برے معنی لغت یہود میں گالی کے ہیں۔ (تسہیل وبیان)

وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ

اور درست ہوتا لیکن اللہ نے ان پر لعنت کی ان کے کفر کی وجہ سے سو وہ ایمان نہیں لاتے

اِلَّا قَلِيْلًا ۝٤٦ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا

مگر تھوڑے سے اے اہل کتاب ایمان لے آؤ قرآن پر جو ہم نے

نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ

اتارا ہے سچا بتاتا ہے اس کتاب کو جو تمہارے پاس ہے اس سے پہلے

وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰۤى اَدْبَارِهَاۤ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّاۤ

کہ ہم تمہارے منہ بگاڑ کر گدی جیسا بنا دیں یا ہم ان کو پھٹکار دیں جس طرح

اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝٤٧ اِنَّ اللّٰهَ لَا

ہم نے اصحاب سبت کو پھٹکار دیا! اور اللہ کا حکم تو ہو کر رہا ہے بے شک اللہ

يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ

اس جرم کو تو معاف کرتا نہیں کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک گردانا جاوے اور اس کے سوا

يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا

جس کو چاہے معاف کردے! ف۱ اور جس نے اللہ کا شریک گردانا تو اس نے بڑا طوفان باندھا

عَظِيْمًا ۝٤٨ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ

جو بڑا گناہ ہے۔ ف۲ کیا تو نے ان کو نہیں دیکھا جو اپنے آپ کو مقدس کہتے ہیں!

بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝٤٩

بلکہ اللہ مقدس بناتا ہے جسے چاہے ! اور ان پر ظلم تو تاگے کے برابر بھی

ف۱ یعنی اگر منظور ہوگا تو بلا سزا کے بھی بخش دیں گے۔ کیونکہ سزا کے بعد تو ہر مومن کے گناہوں کا بخشا جانا یقینی ہے جس کا وعدہ ہو چکا ہے پس یہاں جو یقین کے ساتھ وعدہ نہیں فرمایا یہ اس کی دلیل ہے کہ بدوں سزا کے بخشنا مراد ہے کیونکہ اس کا وعدہ ہر ایک کے لئے نہیں یہ مشیت ایزدی پر ہے کہ جس کو چاہیں بدوں عذاب کے بھی سب گناہ بخش دیں۔ (تسہیل بیان)

ف۲ قرآن و حدیث و اجماع سے شریعت کا یہ ضروری مسئلہ ہے کہ شرک اور کفر دونوں کی کبھی مغفرت نہ ہوگی اور ہر چند کہ اس آیت میں صرف شرک کا ذکر فرمایا ہے مگر دوسری آیتوں سے کفر کا بھی یہی حکم ثابت ہو چکا ہے۔ کہ اس کی بھی مغفرت نہ ہوگی اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ شرک کے دو معنی ہیں ایک معنی کے اعتبار سے تو شرک اور کفر دو چیزیں ہیں اور دوسرے معنی عام ہیں جس میں کفر بھی داخل ہے اور اس جگہ شرک کے دوسرے معنی مراد ہیں جو کفر کو بھی شامل ہیں پس دونوں کا ایک حکم اسی آیت سے معلوم ہو جائے گا (تسہیل بیان)

اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَكَفٰى بِهٖۤ

نہ ہوگا دیکھ کیسے باندھ رہے ہیں یہ لوگ اللہ پر جھوٹ ! اور اتنا ہی کافی ہے

اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۰﴾ ع اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا

صریح گناہ کے لئے کیا و۱ تو نے ان کو نہیں دیکھا جن کو کتاب کا ایک حصہ دیا گیا

مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ

وہ مانتے ہیں بتوں کو اور شیطان کو اور کہتے ہیں

لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰۤؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

کافروں کو کہ یہی لوگ مسلمان کی بہ نسبت زیادہ راہ پانے والے ہیں ۔

سَبِيْلًا ﴿۵۱﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يَّلْعَنِ

یہی ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ! اور جس پر اللہ لعنت کرے

اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ﴿۵۲﴾ ؕ اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ

ممکن نہیں کہ تو اُس کا مددگار پائے ۔و۲ کیا ان کا سلطنت میں کوئی

الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ﴿۵۳﴾ ۙ اَمْ يَحْسُدُوْنَ

حصہ ہے؟ پھر تو یہ نہ دیں گے لوگوں کو ایک تل برابر و۳ ۔ یا جلے مرتے ہیں

النَّاسَ عَلٰى مَاۤ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَاۤ

لوگوں سے اس نعمت پر جو ان کو اللہ نے اپنے فضل سے مرحمت فرمائی ؟ تو ہم نے تو دی ہے

اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿۵۴﴾

خاندان ابراہیم کو کتاب اور علم اور ہم نے تو ان کو بڑی بھاری سلطنت دی

و۱ سببِ نزول:

فائدہ۔ یہودی جو گوسالہ کو پوجتے تھے اور حضرت عزیر علیہ السلام کو ابن اللہ کہتے تھے۔ انہوں نے جب آیت سابقہ

ع ۷ ۸ ٤ **خلاصہ رکوع ۷**

شراب سے دوری کا حکم دیا گیا۔ تیمم کی اجازت اور قانون الٰہی کے تحفظ کیلئے دشمنوں کی سازشوں سے خبردار رہنے کا حکم ہے۔ پھر فرمایا گیا کہ قرآن کریم کی پیروی نہ کرنے سے فطرت ہی مسخ ہوکر رہ جاتی ہے۔ آخر میں شرک کی قباحت اور حرمت کو بیان فرمایا گیا۔

(اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ) الخ، کو سنا تو کہنے لگے کہ ہم مشرک نہیں بلکہ ہم تو خاص بندے اور پیغمبر زادے ہیں اور پیغمبری ہماری میراث ہے۔ خدا تعالیٰ کو ان کی یہ شیخی پسند نہ آئی۔ اس پر یہ آیت نازل فرمائی۔ ﴿تفسیر عثمانیؒ﴾

و۲ غیر فطری فعل کے مرتکب:

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا، "مَلْعُوْنٌ" مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ (رواہ رزین بحوالہ مشکوٰۃ)۔ "یعنی جو آدمی لوط کی قوم کے جیسا عمل کرے وہ لعنتی ہے۔" (یعنی مرد سے بدفعلی کرنیوالا) پھر ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سارق (چور) پر لعنت بھیجتا ہے، جو انڈے اور رسی جیسی حقیر چیز کی چوری تک سے گریز نہیں کرتا، جسکی پاداش میں اسکا ہاتھ کاٹا جاتا ہے ﴿متفق علیہ بحوالہ مشکوٰۃ﴾

و۳ شانِ نزول:

یہود اپنے خیال میں جانتے تھے کہ پیغمبری اور دین کی سرداری ہماری میراث ہے اور ہمیں کو لائق ہے، اس لئے عرب کے پیغمبر کی متابعت سے عار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ آخر کو حکومت اور بادشاہت ہمیں کو پہنچ رہے گی۔ برائے چندے اوروں کو بھی مل جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اس پر آیت نازل ہوئی۔

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ؕ

پھر لوگوں میں سے کسی نے تو اس کتاب کو مان لیا اور کوئی اس سے رکا رہا

وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ﴿٥٥﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا

اور دہکتی ہوئی دوزخ بس ہے۔ بے شک جنہوں نے ہماری آیتوں کو

سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ

نہیں مانا ہم ان کو آگ میں ڈالیں گے! جب جل بھن جائیں گی ان کی کھالیں تو ہم ان کی جگہ

جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا

دوسری کھالیں بدل دیں گے تاکہ عذاب چکھتے رہیں! ف۱ بے شک اللہ زبردست ہے

حَكِيْمًا ﴿٥٦﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ

حکمت والا! ف۲ اور جو لوگ ایمان لے آئے اور انہوں نے نیک کام کئے عنقریب ان کو ہم داخل کریں

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ

گے باغوں میں جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں اس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے!

اَبَدًا ؕ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ؗ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا

ان کے لئے وہاں عورتیں ہیں صاف ستھری اور ان کو ہم داخل کریں گے

ظَلِيْلًا ﴿٥٧﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى

گھنی گھنی چھاؤں میں۔ اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ حوالہ کر دیا کرو امانتیں امانت والوں کی

اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ

طرف اور جب تم حاکم بنو لوگوں میں تو حکم کیا کرو انصاف سے! ف۳ اللہ تم کو

ف۱ حضرت ربیع ابن انسؓ فرماتے ہیں پہلی کتاب میں لکھا ہے کہ ان کی کھالیں چالیس ہاتھ یا چھہتر (۷۶) ہاتھ کی ہوں گی، اور ان کے پیٹ اتنے بڑے ہونگے کہ اگر ان میں پہاڑ رکھا جائے تو سما جائے۔ جب ان کھالوں کو آگ کھا لے گی تو اور آ جائیں گی۔ ﴿معارف القرآن﴾

ف۲ اس لئے باوجودیکہ جلی ہوئی کھال کو بھی تکلیف پہنچانے پر ان کو قدرت ہے مگر کسی حکمت کی وجہ سے اس کو بدل دیں گے۔ (تسہیل بیان)

ف۳ سبب نزول:
منقول ہے کہ فتح مکہ کے دن آپ نے خانہ کعبہ کے اندر داخل ہونا چاہا تو عثمان بن طلحہ کلید بردار خانہ کعبہ نے کنجی دینے سے انکار کیا تو حضرت علی نے اس سے چھین کر دروازہ کھول دیا۔ آپ ﷺ فارغ ہو کر جب باہر تشریف لائے تو حضرت عباسؓ نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ کنجی مجھ کو مل جائے۔ اس پر آیت نازل ہوئی اور کنجی عثمان بن طلحہ ہی کے حوالہ کی گئی۔ ﴿تفسیر عثمانی﴾

إِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا ﴿٥٨﴾

بڑی اچھی بات کی نصیحت کرتا ہے! بے شک اللہ سننے والا ہے دیکھنے والا!

يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا

وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ

اور ان کا جو تم میں سے صاحب حکومت ہوں! پھر اگر جھگڑ (پڑو)

فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ

کسی امر میں تو اس میں رجوع کرو اللہ اور رسول کی جانب اگر تم ایمان رکھتے ہو

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۗ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿٥٩﴾ ع

اللہ اور روز آخرت پر! یہی بہتر ہے اور بہت اچھا ہے انجام کے اعتبار سے ف۱۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ اٰمَنُوا بِمَآ

کیا تو نے ان کو نہیں دیکھا جو دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ وہ ایمان لے آئے

أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَآ أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ

اس کلام پر جو تجھ پر اترا اور جو اترا تجھ سے پہلے! چاہتے یہ ہیں کہ

يَتَحَاكَمُوٓا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوٓا أَنْ يَكْفُرُوا

مقدمہ لے جائیں شیطان کی جانب حالانکہ ان کو حکم دیا جا چکا کہ اس کی بات

بِهٖ ۗ وَيُرِيدُ الشَّيْطٰنُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيدًا ﴿٦٠﴾

نہ مانیں! اور چاہتا ہے شیطان کہ ان کو راہ سے بھٹکا کر دور لے جا ڈالے

ف۱ خلاف شرع کاموں میں امیر کی اطاعت جائز نہیں

اگر تم، لوگوں کے درمیان کوئی فیصلہ کرو تو عدل وانصاف کے ساتھ کرو اور اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اولی الامر کی اطاعت کی تعلیم دی۔ اس سے اشارہ اس بات کی طرف کر دیا کہ امیر اگر عدل پر قائم ہے۔ تو اس کی اطاعت واجب ہے اور اگر وہ عدل وانصاف کو چھوڑ کر خلاف شرع احکام صادر کرے تو ان میں امیر کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے "لاطاعة لمخلوق في معصية الخالق"، یعنی مخلوق کی ایسی اطاعت جائز نہیں جس سے خالق کی نافرمانی لازم آتی ہو۔ (معارف القرآن)

خلاصہ رکوع ۸

ع ۸ ۹ ۵

اللہ تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی کرنے سے شیطان وطاغوت کی پیروی آدمی کو ملعون بنا دیتی ہے اس لئے صحیح راہ یہ ہے کہ ہر حال میں اللہ ورسول کی اطاعت پر قائم رہو۔ آخر میں امانت اور عدل وانصاف اور سیاسی نظام کی روح کو ذکر فرمایا گیا ہے اور باہمی اختلاف کا حل ذکر کیا گیا ہے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَى

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس حکم کی جانب جو اللہ نے اتارا ہے

الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنكَ صُدُودًا ﴿٦١﴾

اور رسول کی جانب تو تو دیکھتا ہے منافقوں کو کہ وہ تجھ سے ٹھٹکتے ہیں۔

فَكَيْفَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ

پھر کیا ہوگا جب آ پڑے گی ان پر کوئی مصیبت ان کرتوتوں کی وجہ سے جو یہ پہلے ہی بھیج چکے ف۱

ثُمَّ جَاءُوكَ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا إِحْسَانًا

پھر تیرے پاس آویں قسمیں کھاتے ہوئے کہ بخدا ہماری غرض تو بھلائی

وَتَوْفِيقًا ﴿٦٢﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ

اور میل ملاپ ہی کی تھی۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ ہی خوب جانتا ہے جو ان کے دلوں میں ہے۔

فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُل لَّهُمْ فِي أَنفُسِهِمْ

تو تو ان سے منہ پھیر لے اور ان کو نصیحت کر دے اور ان سے کہہ ان کے دلوں میں

قَوْلًا بَلِيغًا ﴿٦٣﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ

اثر کرنے والی بات۔ اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس واسطے کہ اس کا کہا

بِإِذْنِ اللَّهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ

مانا جاوے اللہ کے حکم سے! اور اگر یہ لوگ جب انہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا تھا تیرے پاس

فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ

آ جاتے پھر اللہ سے معافی چاہتے اور معافی چاہتا ان کے لئے رسول ف۲

ف۱ اس حرکت سے مراد شریعت کو چھوڑ کر دوسری جگہ مقدمہ لے جانا ہے اور مصیبت سے مراد قتل ہونا یا خیانت ونفاق کا کھل جانا اور باز پرس ہونا یعنی اس وقت سوچ پڑتی ہے کہ اس حرکت کی کیا تاویل کریں جس سے سرخروئی نصیب ہو۔ (تسہیل بیان)

ف۲ ایک عاشق رسول کا واقعہ:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ جب ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کر کے فارغ ہوئے تو اس کے تین روز بعد ایک گاؤں والا آیا، اور قبر شریف کے پاس آ کر گر گیا، اور زار زار روتے ہوئے آیت مذکورہ کا حوالہ دے کر عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں وعدہ فرمایا ہے کہ اگر گنہگار، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جائے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے دعائے مغفرت کر دیں تو اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ اس لئے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے مغفرت کی دعا کریں۔ اس وقت جو لوگ حاضر تھے ان کا بیان ہے کہ اس کے جواب میں روضۂ اقدس کے اندر سے یہ آواز آئی قد غفر لک، یعنی مغفرت کر دی گئی۔

﴿بحر محیط﴾ ﴿معارف القرآن، مفتی صاحب﴾

ابو منصور صباغ نے اپنی کتاب میں جس میں مشہور قصے لکھے ہیں، لکھا ہے کہ عتبی کا بیان ہے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تربت کے پاس بیٹھا ہوا تھا جو ایک اعرابی آیا اور اس نے کہا السلام علیکم یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے قرآن کریم کی یہ آیت سنی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ہوں تا کہ آپؐ کے سامنے اپنے گناہوں کا استغفار کروں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت طلب کروں۔

پھر اعرابی تو لوٹ گیا اور مجھے نیند آ گئی۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرما رہے ہیں جا اس اعرابی کو خوشخبری سنا کہ اللہ نے اس کے گناہ معاف فرما دیئے۔ (تفسیر ابن کثیر)

لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿٦٤﴾ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

تو ضرور پاتے اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا مہربان ۔ پس قسم ہے تیرے ہی رب کی کہ یہ کبھی مسلمان نہ بنیں گے

حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا

جب تک (کہ تجھ کو حاکم نہ بناویں) ان جھگڑوں میں جو آپس میں اُٹھیں پھر نہ پاویں

فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا

اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی تیرے فیصلہ سے اور اس کو

تَسْلِيْمًا ﴿٦٥﴾ وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْۤا

قبول کر لیں۔ ف۱ اور اگر ہم ان کو حکم دے دیتے کہ اپنے آپ کو

اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ

ہلاک کر ڈالو یا نکل جاؤ اپنے گھر بار سے تو کبھی ایسا نہ کرتے مگر ان میں سے

اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ

تھوڑے (کر لیتے) اور اگر وہ یہی کریں جس کی ان کو نصیحت کی جاتی ہے

لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ﴿٦٦﴾ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ

تو ان کے حق میں بہتر ہو اور اس کی وجہ سے مضبوطی کے ساتھ

مِّنْ لَّدُنَّاۤ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٦٧﴾ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿٦٨﴾

دین میں جمے رہیں ۔ اور (اس صورت میں ہم ان کو دیویں) اپنے پاس سے بڑا ثواب ! اور ان کو

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ

چلا دیں سیدھی راہ ف۲ اور جو کہنا مانتے ہیں اللہ اور رسول کا تو وہ ان کے ساتھ ہیں جن

ف۱ ایمان کا معیار:

یعنی منافق لوگ کس بے ہودہ خیال میں ہیں اور کیسے بے ہودہ حیلوں سے کام نکالنا چاہتے ہیں ان کو خوب سمجھ لینا چاہئے ہم قسم کھا کر کہتے ہیں کہ جب تک یہ لوگ تم کو اے رسول ﷺ اپنے تمام چھوٹے بڑے مالی جانی نزاعات میں منصف اور حاکم نہ جان لیں گے کہ تمہارے فیصلہ اور حکم سے ان کے جی میں کچھ تنگی اور ناخوشی نہ آنے پائے اور تمہارے ہر ایک حکم کو خوشی کے ساتھ دل سے قبول نہ کر لیں گے اس وقت تک ہرگز ان کو ایمان نصیب نہیں ہو سکتا اب جو کرنا ہو سوچ سمجھ کر کریں۔ (تفسیر عثمانیؒ)

ف۲ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی شان:

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے یہ آیت سن کر کہا کہ اگر یہ حکم نازل ہوتا تو خدا کی قسم میں سب سے پہلے اپنے آپ اور اپنے اہل بیت کو اس پر قربان کر دیتا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ و دیگر صحابہؓ کی شان:

بعض روایات میں ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ حکم خودکشی یا ترک وطن کا اللہ کی طرف سے آجاتا تو ام عبد یعنی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ضرور اس پر عمل کرتے، اور رہا دوسرا معاملہ ترک وطن کا تو صحابہ کرامؓ نے اس پر عمل کر کے دکھلا دیا، کہ اپنے وطن مکہ اور اپنی تمام جائدادوں اور تجارتوں کو چھوڑ کر مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت اختیار کر لی۔ ﴿معارف القرآن﴾

أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ

پر اللہ نے احسان فرمایا یعنی نبی اور صدیق اور شہید

وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝٦٩

اور نیک بندے! اور یہ لوگ اچھے ساتھی ہیں ف۱

ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝٧٠ ع

یہ اللہ کا فضل ہے! اور اللہ ہی کا جاننا بس کرتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ

ایمان والو! لے لو اپنے بچاؤ کا سامان پھر کوچ کرو دستے دستے بن کر

اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۝٧١ وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ

یا نکل کھڑے ہو سب ایک ساتھ۔ اور تم میں کوئی ایسا بھی ہے کہ ضرور دیر لگا دے گا پھر اگر

اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ

تم پر کوئی مصیبت آ پڑے تو کہنے لگے کہ اللہ نے

اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ۝٧٢ وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ

مجھ پر بڑا فضل کیا کہ میں ان کے ساتھ موجود نہ تھا اور اگر تم کو پہنچے

فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ

اللہ کی طرف سے کوئی نعمت تو کہنے لگے گا گویا تم میں سے اور اس میں

وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا

کچھ دوستی تھی ہی نہیں کہ اے کاش میں ان کے ساتھ ہوتا تو بڑی کامیابی

ف۱ روحانی کائنات اور اسکے سائنسدان "روحانی مادے" کا نام قرآن کریم کی اصطلاح میں "قلب" ہے یہ وہ گوشت کا لوتھڑا نہیں ہے جو پورے جسم کو خون فراہم کرتا ہے۔ یہ میڈیکل سائنس کا موضوع ہے۔ بلکہ یہ وہ قلب ہے جس میں ارادے پیدا ہوتے ہیں۔ جہاں خیالات اور الہامات کا نزول ہوتا ہے۔ جو علم کا گھر ہے جو ایمان اور معرفت الٰہی کا مسکن ہے۔ جو عشق و محبت کا میدان ہے۔ جہاں عقل و خرد، علم و حکمت، صدق و صفا، ایثار و ہمدردی، صبر و شکر، قناعت واطاعت، حلم و بردباری کی بستیاں ہیں اور شرک و بت پرستی، ریاکاری، نفس پرستی، بغض وحسد، ہوا و ہوس، طغیانی و سرکشی، خود غرضی و خودستائی کے قبیلے ڈیرہ جماتے ہیں۔ یہ خیر و شر کے درمیان جنگ کا محاذ ہے۔ مادی کائنات میں موجود قوانین فطرت کا کھوج لگانے والے سائنسدان روحانی کائنات کے اس عجیب وغریب مادے سے بے خبر ہیں۔ اس کائنات کے سائنسدان انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں۔ جو اس مادے یعنی "قلب" میں پوشیدہ قوانین اور قوتوں کا پتہ لگاتے ہیں اور پھر ان سے وہ توانائی حاصل کرتے ہیں جو ارضی مادے سے کہیں زیادہ طاقتور اور مفید ہے۔ اس روحانی مادے کا مرکز بھی انسانی جسم کے قلب ہی میں ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کا مقام وہ خلا ہے جو جسمانی قلب کے اندر موجود ہوتا ہے اور جس میں سیاہ خون ہوتا ہے۔ اس کے عجائبات بھی ارضی مادے کے مقابلے میں بہت زیادہ اور حیرت انگیز ہیں۔

خلاصہ رکوع ۹

بتایا گیا کہ اللہ و رسول کی اطاعت چھوڑو گے تو شیطان کی پیروی میں آ جاؤ گے اور یہ بھی بتایا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلہ کی تعمیل کا معیار اور انعام کیا ہے۔

ع ۹ ۱۱ ۲

عَظِيْمًا ﴿٧٣﴾ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ

حاصل کرتا تو چاہیے کہ لڑیں اللہ کی راہ میں وہ لوگ جو بیچ دیتے ہیں

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؕ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ

دنیا کی زندگی آخرت کے بدلے اور جو لڑے

اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا

اللہ کی راہ میں پھر مارا جاوے یا غالب ہو تو ہم اس کو بڑا ثواب

عَظِيْمًا ﴿٧٤﴾ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

دیں گے۔اور تم کو کیا ہو گیا کہ تم نہیں لڑتے اللہ کی راہ میں

وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ

اور ان بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کے واسطے

الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ

جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو نکال اس بستی سے جس کے رہنے والے ظلم کررہے ہیں!

الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۙۚ وَّاجْعَلْ

اور بنا ہمارے لئے اپنی طرف سے کوئی حمایتی! اور اپنی طرف سے کسی کو

لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ﴿٧٥﴾ؕ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ

ہمارا مددگار بنا جو مسلمان ہیں وہ تو اللہ کی راہ میں

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ

لڑتے ہیں! ف١ اور جو کافر ہیں وہ شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں

ف١ جہاد کا مقصد

ان آیات میں یہ بھی بتلایا گیا کہ جنگ و قتال تو سب کرتے ہیں مگر اس سے مومن اور کافر کے مقاصد الگ الگ ہیں۔ مومنین اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور کافر شیطان کی راہ میں۔اس سے صاف ظاہر ہے کہ مومن کی جدوجہد اور جنگ وقتال کا یہی مقصد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام اور اس کا حکم بلند ہو۔اللہ کا قانون جاری ہو جو خالص عدل و انصاف پر مبنی ہے تاکہ انصاف کی حکومت قائم ہو اور جب انصاف کی حکومت قائم ہوگی تو امن قائم رہے گا۔لہٰذا مومن جب جنگ کرتا ہے تو اس کے سامنے یہی مقصد ہوتا ہے لیکن اس کے مقابلہ میں کفار کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ کفر کی ترویج ہو اور کفر کا غلبہ ہو اور دنیا میں کفر وشرک چمکے اور چونکہ کفر وشرک شیطان کی راہیں ہیں اس لئے کفار شیطان کے کام میں اس کی مدد کرتے ہیں مگر یہاں یہ بھی بتلا دیا گیا کہ شیطانی تدابیر لچر اور کمزور ہوتی ہیں جس کی وجہ سے وہ مومنین کا کچھ بگاڑ نہیں سکتیں ان کا مددگار اللہ ہے۔اس لئے مسلمانوں کو شیطان کے دوستوں سے یعنی کافروں سے لڑنے میں کوئی تامل نہ ہونا چاہیے اور اللہ کی مدد پر نظر اور بھروسہ ہونا چاہیے مگر یہاں یہ اچھی طرح سمجھ لیا جائے کہ اس جگہ جو شیطان کی تدبیر کو ضعیف کہا گیا ہے تو اسی آیت سے دو شرائط بھی مفہوم ہوتی ہیں ایک یہ کہ جس کے مقابلہ میں شیطان تدبیر کررہا ہے وہ مومن ہو یعنی الذین آمنوا پہلی شرط ہے دوسری شرط یقاتلون فی سبیل اللہ ہے۔یعنی اس کی جنگ وقتال محض اللہ ہی کے راستہ میں اللہ ہی کے لئے ہو کوئی دنیوی یا نفسانی غرض نہ ہو۔تو ان دو شرائط کے ساتھ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ شیطان کی تدبیر کمزور ضعیف اور لچر ثابت ہوتی ہے۔اس سے یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ اگر ان دونوں شرطوں میں سے کوئی فوت ہو جائے یا دونوں ہی نہ پائی جائیں تو پھر ضروری نہیں کہ تدبیر ضعیف، کمزور اور لچر ثابت ہو

الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ

توتم لڑو شیطان کے رفیقوں سے! بے شک

الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴿٧٦﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ

شیطان کا فریب بودا ہے۔ کیا تو نے ان کو نہیں دیکھا جنہیں حکم ہوا

لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ

تھا کہ اپنے ہاتھوں کو روکے رہو اور نماز پڑھتے رہواور زکوٰۃ دیتے رہو

فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ

پھر جب فرض ہوا ان پر جہاد کرنا تو اسی وقت ان میں سے ایک جماعت تو لوگوں سے

يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ

ایسے ڈرنے لگی جیسے کہ اللہ سے ڈرے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر!

وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ

اور کہنے لگے کہ اے ہمارے پروردگار تو نے کیوں فرض کر دی ہم پر لڑائی!

اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۗ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ

ہم کو کیوں نہ جینے دیا تھوڑی سی عمر!(اے محمد) کہہ دے دنیا کا فائدہ تھوڑا سا ہے!

وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۠ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿٧٧﴾

اور آخرت ہی بہتر ہے پرہیز گار کو!وا اور تم پر تاگے برابر بھی ظلم نہ ہو گا۔

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ

تم جہاں کہیں بھی ہو گے موت تم کو آ پکڑے گی اگرچہ تم مضبوط گنبدوں کے

خلاصہ رکوع ١٠

جہاداور اس کا مقصد بیان فرمایا گیا کہ قانون الٰہی کی اشاعت کیلئے نکلنا اور اپنی حفاظت کی تدابیر رکھنا ضروری ہے اور اس سے غفلت برا فعل ہے۔ بتایا گیا کہ کمزور اور مظلوموں کی حمایت ونصرت کیلئے جہاد وقتال کی ضرور نوبت آتی ہے۔

١٠ ع ٦ ٧

وا

مکہ مکرمہ میں جب مسلمان کفار کے سخت ظلم وستم کا سامنا کر رہے تھے،اس وقت بہت سے حضرات کے دل میں یہ جذبہ پیدا ہوتا تھا کہ وہ ان کافروں سے انتقام لینے کے لئے جنگ کریں، لیکن اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے جہاد کا حکم نہیں آیا تھا،اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کی مصلحت اس میں تھی کہ وہ صبر وضبط کی بھٹی سے گزر کر اعلیٰ اخلاق سے آراستہ ہوں اور پھر جہاد کریں تو وہ محض ذاتی انتقام کے جذبے سے نہ ہو بلکہ اللہ کی رضا کی خاطر ہو۔لہذا اس وقت جب کچھ مسلمان جہاد کی تمنا کرتے تو ان سے یہی کہا جاتا تھا کہ ابھی اپنے ہاتھ روک کر رکھو، اور جہاد کے بجائے نماز اور زکوٰۃ وغیرہ کے احکام پر عمل کرتے رہو۔بعد میں یہ حضرات ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو جہاد فرض ہوا۔اس وقت چونکہ ان کی پرانی تمنا پور ہو گئی تھی،اس لئے انہیں خوش ہونا چاہیے تھا،لیکن ان میں سے بعض حضرات کے دل میں یہ خیال آیا کہ تقریباً تیرہ سال کی صبر آزما تکلیفوں کے بعد اب ذرا سکون اور عافیت کی زندگی میسر آئی ہے،اس لئے جہاد کا حکم کچھ مزید موٴخر ہو جاتا تو اچھا تھا۔ان کی یہ خواہش اللہ تعالیٰ کے حکم پر کوئی اعتراض نہیں تھا، بلکہ بشریت کا ایک تقاضا تھا،لیکن اللہ تعالیٰ اس آیت میں اس پر تنبیہ فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برگزیدہ صحابہ کا مقام اس بات سے بلند ہونا چاہیے کہ وہ کسی وقت دنیاوی راحت وآرام کو اتنی اہمیت دیں کہ اس کی خاطر آخرت کے فوائد کو کچھ عرصے کیلئے ہی سہی موٴخر کرنے کی آرزو کرنے لگیں۔(توضیح القرآن)

مُّشَیَّدَةٍ ؕ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ یَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ
اندر ہو اور اگر ان کو کوئی فائدہ پہنچ جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ
عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ یَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ
اللہ کی طرف سے ہے ! اور اگر ان کو کوئی نقصان پہنچتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ تیری
مِنْ عِنْدِكَ ؕ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ فَمَالِ هٰۤؤُلَآءِ
طرف سے ہے ! کہہ دے کہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے ! تو کیا ہوگیا اس قوم کو کہ
الْقَوْمِ لَا یَكَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ حَدِیْثًا ﴿۷۸﴾ مَاۤ اَصَابَكَ
بات کی سمجھ کے پاس بھی نہیں پھٹکتے (اے انسان) جو کچھ کہ تجھ کو
مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۫ وَ مَاۤ اَصَابَكَ مِنْ سَیِّئَةٍ
بھلائی پہنچے تو وہ اللہ کی طرف سے ہے! اور جو کچھ تجھ کو بُرائی پہنچے تو وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے
فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ وَ اَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ
اور (اے محمد) ہم نے تجھ کو بھیجا ہے لوگوں کا پیغامبر بنا کر ! اور اللہ کی
شَهِیْدًا ﴿۷۹﴾ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ
گواہی بس ہے ول جس نے حکم مانا رسول کا اس نے حکم مانا اللہ کا!
وَ مَنْ تَوَلّٰى فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا ﴿۸۰﴾ ؕ
اور جو پھر بیٹھا تو ہم نے تجھ کو ان پر پاسبان بنا کر نہیں بھیجا۔
وَ یَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۫ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَیَّتَ طَآئِفَةٌ
اور کہتے ہیں کہ قبول کیا! پھر جب باہر جاتے ہیں تیرے پاس سے تو رات کو مشورہ کرتی ہے

ول

ان آیتوں میں دو حقیقتیں بیان فرمائی گئی ہیں۔ایک یہ کہ اس کائنات میں جو کچھ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اس کے حکم ہی سے ہوتا ہے۔کسی کو فائدہ پہنچے تو وہ بھی اللہ کے حکم سے پہنچتا ہے اور نقصان پہنچے تو وہ بھی اسی کے حکم سے ہوتا ہے۔دوسری حقیقت یہ بیان کی گئی ہے کہ کسی کو فائدہ یا نقصان پہنچانے کا حکم اللہ تعالیٰ کب اور کس بنا پر دیتے ہیں۔
اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ جو نقصان کی ذمہ داری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر عائد کررہے ہیں، اگر اس سے مراد یہ ہے کہ یہ نقصان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے نہیں، اور اگر ان کا مطلب یہ ہے کہ (معاذ اللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی غلطی اس کا سبب بنی ہے تو یہ بات بھی غلط ہے، ہر انسان کو خود اس کے اپنے کسی عمل کی وجہ سے نقصان پہنچتا ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو رسول بنا کر بھیجا گیا ہے، لہذا نہ تو کائنات میں واقع ہونے والے کسی تکوینی واقعے کی ذمہ داری آپ پر عائد ہوتی ہے، اور نہ آپ فرائض رسالت میں کسی کوتاہی کے مرتکب ہوسکتے ہیں جس کا خمیازہ آپ کی امت کو بھگتنا پڑے۔(توضیح القرآن)

مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ۭ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ

ان کی ایک جماعت اس کے خلاف کہ جو کہتی تھی! اور اللہ لکھتا جاتا ہے جو کچھ وہ راتوں کو

فَاَعْرِضْ عَنْھُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَي اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝۸۱

مشورے کرتے ہیں! سو تو ان سے منہ پھیر لے اور اللہ پر بھروسہ رکھ! اور اللہ ہی کارساز کافی ہے!

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۭ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ

کیا وہ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اور اگر یہ ہوتا اللہ کے سوا دوسرے کی

اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۝۸۲ وَاِذَا جَاۗءَھُمْ اَمْرٌ

جانب سے تو بیشک اس میں پاتے بہت اختلاف اور جب ان کے پاس آتی ہے

مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ۭ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى

کوئی خبر امن کی یا خوف کی تو اس کو مشہور کر دیتے ہیں ف۱ اور اگر اس کو

الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْھُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ

پہنچا دیتے رسول اور اپنے صاحبان حکومت تک تو اس کی مصلحت کو معلوم

يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْھُمْ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

کر لیتے ان میں سے وہ لوگ جو مصلحت معلوم کر سکتے ہیں اور اگر اللہ کا تم پر کرم نہ ہوتا

وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۸۳ فَقَاتِلْ

اور اس کی مہربانی تو تم سب پیچھے لگ لئے ہوتے شیطان کے سوائے چند کے۔

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ

تو (اے محمد) لڑ اللہ کی راہ میں! تجھ پر کسی کی ذمہ داری نہیں سوائے اپنی جان کے اور! اُبھار مسلمان کو!

ف۱ شان نزول:
وَاِذَا جَاۗءَھُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ابن عباسؓ، ضحاکؒ اور ابو معاذؒ کے نزدیک یہ آیت منافقین کے بارے میں نازل ہوئی، اور حضرت حسنؒ اور دوسرے اکثر حضرات کے نزدیک یہ آیت ضعیف اور کمزور مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (روح المعانی)

علامہ ابن کثیرؒ نے اس آیت سے متعلق واقعات نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ اس آیت کے شان نزول میں حضرت عمرؓ بن خطاب کی حدیث کو ذکر کرنا چاہئے، وہ یہ کہ حضرت عمرؓ کو یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے، تو وہ اپنے گھر سے مسجد کی طرف آئے۔ جب دروازہ پر پہنچے تو آپ نے سنا کہ مسجد کے اندر لوگوں میں بھی یہی ذکر ہو رہا ہے، یہ دیکھ کر آپؓ نے کہا کہ اس خبر کی تحقیق کرنی چاہئے۔ چنانچہ آپ رسول کریم ﷺ کے پاس پہنچے اور پوچھا کہ آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ یہ تحقیق کرنے کے بعد میں مسجد کی طرف واپس آیا اور دروازہ پر کھڑے ہو کر یہ اعلان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق نہیں دی، جو آپ لوگ کہہ رہے ہیں غلط ہے، تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی، (وَاِذَا جَاۗءَھُمْ اَمْرٌ) ...... الخ۔ تفسیر ابن کثیرؒ)

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَاللّٰهُ

کیا عجب ہے کہ اللہ روک دے لڑائی کافروں کی ! وا اور اللہ کی لڑائی

اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ۝٨٤ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً

زیادہ سخت اور اس کی سزا بہت شدید ہے ۔ جو شخص سفارش کرے

حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً

نیک بات میں اس کو ملے گا اس میں حصہ ! اور جو کوئی سفارش کرے بری

سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

بات میں اس میں بھی اُس کا حصہ ہوگا ! و۲ اور اللہ ہر چیز کا

مُّقِيْتًا ۝٨٥ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ

حصہ بانٹنے والا ہے اور جب تم کو کوئی دعا دیوے کسی طرح پر تو تم اس کو اس سے بہتر دعا دو یا

رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ۝٨٦ اَللّٰهُ لَآ

اُلٹ کر وہی کہہ دو بے شک اللہ ہر چیز کا حساب کرنے والا ہے اللہ وہ ذات ہے

اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ

جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تم کو ضرور اکٹھا کرے گا قیامت کے دن اس میں

فِيْهِ ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ۝٨٧ ع فَمَا لَكُمْ

ذرا شک نہیں ! اور اللہ سے بڑھ کر کس کی بات سچی ہو سکتی ہے؟ تو تم کو کیا ہو رہا ہے کہ منافقوں کے بارے

فِى الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ

میں دو گروہ ہو رہے ہو حالانکہ اللہ نے ان کو اوندھا کر دیا ہے اس کی سزا میں جو انھوں نے کرتوت کئے

وا شانِ نزول:
جب غزوہ احد شوال میں ہو چکا تو رسول کریم ﷺ نے ذیقعدہ میں کفار کے وعدہ کے موافق بدر میں مقابلہ کے لئے جانا چاہا (جس کو مؤرخین بدر صغریٰ کے نام سے تعبیر کرتے ہیں) اس وقت بعض لوگوں نے تازہ زخمی ہونے کی وجہ سے اور بعض نے افواہی خبروں کی وجہ سے جانے میں کچھ تامل کیا، تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، جس میں رسول کریم ﷺ کو یہ ہدایت کی گئی کہ اگر کچھ مسلمان لڑائی سے ڈرتے ہیں تو اے رسول ﷺ تم تنہا اپنی ذات سے جہاد کرنے میں توقف مت کرو، اللہ تمہارا مددگار ہے۔ اس ہدایت کو پاتے ہی آپ ﷺ ستر (۷۰) ہمراہیوں کیساتھ بدر صغریٰ کو تشریف لے گئے، جس کا وعدہ ابو سفیان کے ساتھ غزوہ احد کے بعد ہوا تھا۔ حق تعالیٰ نے ابوسفیان اور کفار قریش کے دل میں رعب اور خوف ڈال دیا اور کوئی مقابلہ میں نہ آیا اور وہ اپنے وعدے سے جھوٹے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشاد کے موافق کافروں کی لڑائی کو بند کر دیا اور رسول کریم ﷺ اپنے ساتھیوں سمیت سلامتی کے ساتھ واپس تشریف لے آئے۔ (قرطبی)

النصف

و۲ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جب کوئی شخص کچھ مانگنے یا کسی اور کام کیلئے حاضر ہوتا تو آپ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہو کر فرماتے، سفارش کرو تم کو ثواب ملے گا اور اللہ اپنے نبی کی زبان پر جو (الفاظ) چاہے گا جاری فرما دیگا۔ مسلم و بخاری۔

خلاصہ رکوع ۱۱ ع ۱۱

جہاد کی راہ میں موت کا خوف دل سے نکالنا پڑیگا۔ اور ہر حال میں امیر کی اطاعت ضروری ہے۔ منافقانہ دورنگی اور اسکا علاج فرمایا گیا۔ قرآن کریم کی حقانیت کیساتھ بغیر تحقیق کے ہر سنی ہوئی بات کو بیان کرنے سے منع فرمایا گیا۔ سفارش کا بدلہ اور سلام کرنیکا قانون ذکر فرمایا گیا۔

أَتُرِيدُونَ أَنْ تَهْدُوا مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ ۖ وَمَنْ يُضْلِلِ

کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اس کو راہ پر لے آؤ جس کو اللہ نے گمراہ کیا! اور جسے اللہ گمراہ کرے

اللَّهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا ﴿۸۸﴾ وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا

ممکن نہیں کہ تو اس کے لئے کوئی رستہ پاوے وہ چاہتے ہیں کہ تم بھی کفر کرنے لگو جیسے

كَفَرُوا فَتَكُونُونَ سَوَاءً ۖ فَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ أَوْلِيَاءَ

وہ کافر ہوگئے پھر سب برابر ہوجاؤ! تو تم ان میں سے کسی کو دوست نہ بناؤ

حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوهُمْ

جب تک یہ ہجرت نہ کریں اللہ کی راہ میں! پھر اگر یہ مُنہ موڑیں تو ان کو

وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ ۖ وَلَا تَتَّخِذُوا

پکڑو اور قتل کردو جہاں کہیں پاؤ! اور ان میں سے نہ کسی

مِنْهُمْ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿۸۹﴾ إِلَّا الَّذِينَ يَصِلُونَ إِلَىٰ

کو دوست بناؤ اور نہ مددگار۔ ۱ مگر جو لوگ جا ملیں ایسی قوم سے

قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ أَوْ جَاءُوكُمْ حَصِرَتْ

کہ تم میں اور ان میں عہد ہے یا وہ تمہارے پاس آویں اس سے

صُدُورُهُمْ أَنْ يُقَاتِلُوكُمْ أَوْ يُقَاتِلُوا قَوْمَهُمْ ۚ وَلَوْ شَاءَ

تنگ دل ہو کر کہ تم سے لڑیں یا اپنی قوم سے لڑیں (تو ان کو نہ مارو)! اور اگر اللہ چاہتا

اللَّهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقَاتَلُوكُمْ ۚ فَإِنِ اعْتَزَلُوكُمْ

تو ان کو تم پر غالب کر دیتا تو وہ تم سے ضرور بالضرور لڑتے! پس اگر وہ تم

---

۱ ہجرت کی قسمیں:

عکرمہ کا قول ہے کہ ہجرت تین طرح کی ہوتی ہے۔ (۱) وہ ہجرت جو آغاز اسلام میں مسلمانوں نے کی تھی (۲) مجاہدوں کی ہجرت یعنی رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ صرف ثواب کی امید کے زیر اثر جہاد کے لئے نکلنا۔ (۳) باقی مسلمانوں کا تمام ممنوعات الٰہیہ کو ترک کر دینا۔

سراقہ بن مالک مدلجی کہتے ہیں جب جنگ بدر اور جنگ احد میں مسلمان غالب آئے اور آس پاس کے لوگوں میں اسلام کی بخوبی اشاعت ہوگئی تو مجھے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا ارادہ ہے کہ خالدؓ بن ولید کو ایک لشکر دے کر میری قوم بنو مدلج کی گوشمالی کے لئے روانہ فرمائیں۔ تو میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا میں آپ کو احسان یاد دلاتا ہوں، لوگوں نے مجھ سے کہا خاموش رہ۔ لیکن حضور ﷺ نے فرمایا اسے کہنے دو۔ کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔ میں نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ میری قوم کی طرف لشکر بھیجنے والے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ ان سے صلح کرلیں۔ اس بات پر کہ اگر قریش اسلام لائیں تو وہ بھی مسلمان ہو جائیں گے اور اگر وہ اسلام نہ لائیں تو ان پر بھی آپ چڑھائی نہ کریں۔ حضور ﷺ نے حضرت خالدؓ بن ولید کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا ان کے ساتھ جاؤ اور ان کے کہنے کے مطابق ان کی قوم سے صلح کرآؤ۔ پس اس بات پر صلح ہوگئی کہ وہ دشمنان دین کی کسی قسم کی مدد نہ کریں، اور اگر قریش اسلام لائیں تو یہ بھی مسلمان ہو جائیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ یہ چاہتے ہیں کہ تم بھی کفر کرو جیسے وہ کفر کرتے ہیں پھر تم اور وہ برابر ہو جاؤ۔ ﴿تفسیر ابن کثیرؒ﴾

فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ

سے کنارہ کش رہیں پھر تم سے نہ لڑیں اور ڈال دیں تمہاری جانب صلح تو

اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ﴿۹۰﴾ سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ

اللہ نے تمہارے لئے ان پر کوئی رستہ نہیں رکھا ۔ اب تم پاؤ گے کچھ اور لوگ

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ۭ كُلَّمَا

ایسے جو چاہتے ہیں کہ تم سے بھی امن میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی امن میں رہیں! جب کبھی بلائے

رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ

جاتے ہیں فساد کرنے کو تو اوندھے منہ جا پڑتے ہیں اس ہنگامہ میں! پس اگر وہ تم سے کنارہ کش

وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ

نہ رہیں اور نہ تمہاری طرف صلح ڈالیں اور نہ اپنے ہاتھ روکیں

وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ۭ وَاُولٰۗىِٕكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ

تو انکو پکڑو اور قتل کر دو جہاں پاؤ! اور یہی ہیں جن کے مقابلہ میں ہم نے

عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۹۱﴾ ع وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ

تمہارے لئے کھلی ہوئی دلیل پیدا کر دی ہے ول اور مسلمان کو شایاں نہیں کہ مسلمان کو

مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ

قتل کرے مگر غلطی سے ! اور جو مسلمان کو غلطی سے قتل کر ڈالے تو آزاد کرے

رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَھْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ

ایک مسلمان بردہ اور خون بہا پہنچا دے مقتول کے وارثوں کو مگر یہ کہ

ول سببِ نزول:

حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب میدان احد میں تشریف لے گئے تب آپ ﷺ کے ساتھ منافق بھی تھے جو جنگ سے پہلے ہی واپس لوٹ آئے تھے۔ ان کے بارے میں بعض مسلمان تو کہتے تھے کہ انہیں قتل کر دینا چاہئے اور بعض کہتے تھے نہیں یہ بھی ایماندار ہیں، اس پر یہ آیت اتری تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ شہر طیبہ ہے یہ خود بخود میل کچیل کو اس طرح دور کر دے گا جس طرح بھٹی لوہے کے میل کچیل کو چھانٹ دیتی ہے۔ ﴿صحیحین﴾

ع ۱۲ ۹

خلاصہ رکوع ۱۲

کفار کی چار قسموں کا بیان ہے جن میں سے تین کے ساتھ قتال ممنوع ہے اور چوتھی کے ساتھ صلح ممنوع ہے۔

يَّصَّدَّقُوْا ؕ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ

وہ معاف کر دیں! پھر اگر مقتول ایسی قوم میں کا ہو جو تمہارے دشمن ہیں اور وہ خود مسلمان ہو

فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ؕ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ

تو صرف ایک مسلمان بردہ آزاد کر دے! اور اگر وہ ایسی قوم میں کا ہو کہ اس میں

وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ

اور تم میں عہد ہو تو قاتل پر خون بہا پہنچا دینا ضرور ہے وارثانِ مقتول کو اور ایک مسلمان

رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ

بردہ بھی آزاد کرنا چاہیے! پھر جس کو اس کا مقدور نہ ہو تو دو مہینے کے لگا تار روزے رکھے!

مُتَتَابِعَيْنِ ۡ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿٩٢﴾

یہ اللہ سے توبہ قبول ہونے کا طریقہ ہے! اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا

اور جو مار ڈالے کسی مسلمان کو قصداً تو اس کی سزا دوزخ ہے اس میں ہمیشہ رہے گا

فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا

اور اس پر اللہ کا غضب ٹوٹا اور اس پر اللہ کی پھٹکار اور اللہ نے اس کے لئے تیار کیا ہے

عَظِيْمًا ﴿٩٣﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

بڑا عذاب ؀۱ ایمان والو! جب تم سفر کیا کرو اللہ کی راہ میں تو اچھی طرح

فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ

تحقیق کرلیا کرو اور نہ کہو اس کو جو تم سے سلام علیک کرے کہ تو تو مسلمان

؀۱ مؤمن کے قتل کی مذمت:
مسلم و بخاری میں ہے سب سے پہلے خون کا فیصلہ قیامت کے دن ہوگا۔ ابو داؤد میں ہے ایماندار نیکیوں اور بھلائیوں میں بڑھتا رہتا ہے جب تک کہ خون ناحق نہ کرے۔ اگر ایسا کرلیا تو تباہ ہو جاتا ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ ساری دنیا کا زوال خدا تعالیٰ کے نزدیک ایک مسلمان کے قتل سے کم درجے کا ہے، اور حدیث میں ہے اگر تمام روئے زمین کے اور آسمان کے لوگ کسی ایک مسلمان کے قتل میں شریک ہوں تو اللہ تعالیٰ سب کو اوندھے منہ جہنم میں ڈال دے۔ اور حدیث میں ہے جس شخص نے کسی مسلمان کے قتل پر آدھے کلمہ سے بھی اعانت کی وہ قیامت کے دن خدا تعالیٰ کے سامنے اس حالت میں آئے گا کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہوا ہوگا کہ یہ شخص خدا کی رحمت سے محروم ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

مُؤْمِنًا تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ

نہیں ہے ! تم چاہتے ہو سامان دنیا کی زندگی کا ! تو اللہ کے ہاں

مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ

بہت سی غنیمتیں ہیں !ف تم ایسے ہی تھے پہلے پھر اللہ نے تم پر فضل فرما دیا تو اب

عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۹۴﴾

اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو ! بیشک جو کچھ بھی تم کر رہے ہو اللہ اس سے خبردار ہے !

لَا يَسْتَوِى الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِى

نہیں برابر ہوسکتے وہ جہاد سے بیٹھ رہنے والے مسلمان جو غیر معذور ہیں

الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ

اور مسلمان جو جہاد کرتے ہیں اللہ کی راہ میں اپنے مال

وَاَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَ

اور جان سے ! اللہ نے فضیلت دی ہے ان کو جو جہاد کرتے ہیں اپنے مال اور

اَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ

جان سے اُن لوگوں پر جو بیٹھ رہتے ہیں مرتبہ میں ! اور ہر ایک سے اللہ نے

الْحُسْنٰى وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ

نیک وعدہ کیا ہے ! اور اللہ نے فضیلت دی ہے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر

اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۹۵﴾ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً

بڑے ثواب میں ف۲ (بڑھا دیا) اپنی طرف سے بہت درجوں ف۳ میں اور بخشش

ف۱ سببِ نزول:
حضرت ﷺ نے ایک فوج کو ایک قوم پر جہاد کے لئے بھیجا اس قوم میں ایک شخص مسلمان تھا جو اپنا مال و اسباب اور مویشی ان میں سے نکال کر علیحدہ کھڑا ہوگیا تھا۔ اس نے مسلمانوں کو دیکھ کر السلام علیکم کہا، مسلمانوں نے یہ سمجھا کہ یہ بھی کافر ہے اپنی جان اور مال بچانے کی غرض سے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہے۔ اس لئے اس کو مار ڈالا اور اس کے مویشی اور اسباب سب لے لیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ف۲
مسئلہ: لنگڑے لُنجے، اندھے، بیمار اور دیگر معذور شرعی لوگوں پر جہاد فرض نہیں ہے۔
مسئلہ: جب تک جہاد فرض کفایہ ہو اولاد کو بغیر ماں باپ کی اجازت کے جہاد میں جانا جائز نہیں۔ (معارف القرآن)

ف۳ کیونکہ جب اس سے اعمال عظیمہ صادر ہوئے تو گناہ بھی زیادہ معاف ہوئے بلکہ کیا عجب ہے کہ دین کے سوا سب معاف ہوجاویں کیونکہ قاعدہ کلیہ ہے۔ ان الحسنات یذھبن السیئات نیک کاموں سے گناہ دور ہوجاتے ہیں۔ (تسہیل بیان)

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٩٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ

اور مہر میں ! اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے وہ لوگ کہ جن کی فرشتے ایسی حالت میں

ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ

جان نکالتے ہیں کہ وہ خود اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں! فرشتے کہتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے؟ یہ جواب دیں گے

فِى الْاَرْضِ ؕ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا

کہ ہم اس زمین میں بے بس تھے! فرشتے کہیں گے کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں

فِيْهَا ؕ فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿٩٧﴾ لا

کسی طرف کو ہجرت کر جاتے؟ تو یہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت بُری جگہ ہے!

اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ

مگر جو واقع میں بے بس ہیں مرد اور عورتیں اور بچے ف۱

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ﴿٩٨﴾ لا فَاُولٰٓئِكَ

جو نہ کوئی حیلہ کرسکتے ہیں اور نہ راستہ جانتے ہیں ! تو ایسے لوگوں کو

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿٩٩﴾

اُمید ہے کہ اللہ معاف کرے ! اور اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِى الْاَرْضِ مُرٰغَمًا

اور جو ہجرت کرے گا اللہ کی راہ میں تو پائے گا زمین میں وافر جگہ

كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ

اور کشائش! اور جو نکلے اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف

ع ۱۳ / ۵ / ۱۰

خلاصہ رکوع ۱۳

مسلمانوں میں باہمی قتل وغارت کے انسداد اور قتل کی صورت میں سزا کا بیان ہے۔ میدان جنگ میں مومن کی پہچان اور اعلان جنگ ہو جانے کے بعد مسلمانوں کی چار قسموں میں سے تین کا بیان ہے کہ ان میں ایک قاعد دوسرے مجاہد اور تیسرے معذور ہیں جو جنگ کے قابل نہیں۔

ف۱ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ بچوں کو شامل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس بات کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ بچوں کی طرح عاجز ہوں تب معذور شمار ہوں گے ورنہ بچوں کے ذکر کی ضرورت بظاہر نہ تھی کیونکہ وہ تو گنہگار نہیں ہو سکتے۔

وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ

ہجرت کر کے پھر اس کو موت آ پکڑے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمے ثابت ہو چکا !

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۰﴾ ع وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِى الْاَرْضِ

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۱ اور جب تم سفر کرو ملک میں

فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ

تو تم پر اس میں کچھ گناہ نہیں کہ نماز میں سے کچھ کم کر دو

اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ

اگر تم کو ڈر ہو کہ کافر تمہیں ستاویں گے ! بے شک کافر تمہارے

كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۱۰۱﴾ وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ

کھلے دشمن ہیں! ف۲ اور جب (اے محمد) تو ان میں موجود ہو اور ان کو

لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا

نماز پڑھانے لگے تو کھڑی ہو جاوے ان کی ایک جماعت تیرے ساتھ ! اور ان کو چاہیے

اَسْلِحَتَهُمْ ۫ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ ۠ وَلْتَاْتِ

کہ اپنے ہتھیار لئے رہیں ! پھر جب یہ سجدہ کر چکیں تو پیچھے ہٹ جاویں

طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا

اور آجاوے دوسری جماعت جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی ! اب وہ تیرے ساتھ

حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ

نماز پڑھیں اور اپنا بچاؤ ہتھیار لئے رہیں کافر چاہتے ہیں کہ اگر تم غافل ہو جاؤ اپنے

خلاصہ رکوع ۱۴

ع ١٤ ١١

ان مسلمانوں کا ذکر ہے جو اعلان جہاد کے بعد کافروں کے ملک میں تھے۔ ان کیلئے ہجرت کی فرضیت وفضیلت بیان فرمائی گئی۔

ف۱ سبب نزول:

حضرت خالد بن حزامؓ ہجرت کر کے حبشہ کی طرف چلے۔ لیکن راہ میں ہی انہیں ایک سانپ نے ڈس لیا اور اسی میں ان کی روح قبض ہوگئی۔ ان کے بارے میں یہ آیت اتری۔

ف۲ مسئلہ: جو سفر تین منزل سے کم ہو اس سفر میں نماز پوری پڑھی جاتی ہے آیت مجمل ہے حدیث سے اس کی تفسیر ہوگئی ہے مسئلہ: قصر کے معنی یہ ہیں کہ چار رکعت والی نماز فرض کو دو رکعت پڑھنا پس مغرب اور فجر اور تمام سنتوں اور وتر میں قصر نہیں ہوا کرتا اور سفر کی حالت میں قصر واجب ہے قرآن میں جو اس طرح فرمایا گیا ہے کہ تم کو گناہ نہ ہوگا جس سے شبہ ہوتا ہے کہ نہ کرنا بھی جائز ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ پوری نماز کی جگہ آدھی پڑھنے سے ظاہرا وسوسہ گناہ کا ہوسکتا تھا اس لئے گناہ کی نفی فرمادی سو یہ وجوب کے منافی نہیں جو کہ دوسری دلیل سے ثابت ہے۔ مسئلہ: دریا کا سفر بھی زمین ہی کا سفر ہے اس میں بھی سفر ہوتا ہے معتدل ہوا کی حالت میں تین دن میں کشتی جتنا سفر کرے اس کا اعتبار ہو گا۔ (تسہیل بیان)

عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَ اَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ

ہتھیاروں اپنے سازو سامان سے تو تم پر یکبارگی

مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ

ٹوٹ پڑیں اور تم پر کچھ گناہ نہیں اگر تم کو

اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ

کچھ تکلیف ہو مینہہ سے یا تم بیمار ہو کہ اتار رکھو اپنے ہتھیار!

وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۰۲﴾

ہاں لئے رہو اپنا بچاؤ ! بیشک اللہ نے تیار کیا ہے کافروں کے واسطے ذلّت کا عذاب۔

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى

پھر جب تم نماز پوری کر چکو تو اللہ کی یاد کرتے رہو کھڑے

جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ

اور بیٹھے اور لیٹے پھر جب تمہاری خاطر جمع ہو جاوے تو قائم کرو نماز ! بیشک نماز

كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾ وَلَا تَهِنُوْا فِى

مسلمانوں پر مقررہ اوقات میں فرض ہے ۱ ۔ اور ہمت نہ ہارو

ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ

ان لوگوں کا پیچھا کرنے میں ! اگر تم کو تکلیف ہوتی ہے تو ان کو بھی ایسی ہی تکلیف ہوتی ہے

كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ؕ وَكَانَ

جیسی تمہیں ! اور تم کو (اپنے) اللہ سے وہ امیدیں ہیں جو ان کو نہیں ! اور اللہ

۱ آیت کا شانِ نزول:

کلبی نے ابوصالح کے توسط سے حضرت ابنِ عباسؓ کی روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنی محارب اور بنی انمار سے جہاد کرنے تشریف لے گئے۔ ایک جگہ پڑاؤ کیا، وہاں دشمن کا کوئی آدمی نظر نہیں آتا تھا۔ لوگوں نے ہتھیار کھول دیئے اور رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کے درمیان وادی حائل ہو گئی تھی۔ ایک درخت کے نیچے قضائے حاجت کیلئے بیٹھ گئے۔ غویرث بن حارث محاربی نے دور سے آپ کو دیکھ لیا اور کہنے لگا، اللہ مجھے قتل کردے، اگر میں اس کو قتل نہ کردوں۔ پھر تلوار سونت کر پہاڑ سے نیچے آیا اور بولا محمد (ﷺ) اب تم کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ! پھر دعاء کی، اے اللہ تعالیٰ تو جس طرح چاہے مجھے غویرث بن حارث سے بچا! غویرث نے مارنے کیلئے رسول اللہ ﷺ کی طرف تلوار بڑھائی تھی کہ یکدم اسکے دونوں شانوں کے درمیان درد اٹھا۔ اور درد کی وجہ سے منہ کے بل گر پڑا اور تلوار ہاتھ سے چھوٹ کر الگ جا پڑی۔ حضور ﷺ نے فوراً اٹھ کر تلوار لے لی اور فرمایا غویرث! اب تجھے میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟ بولا، کوئی نہیں۔ حضورؐ نے فرمایا، کیا تو شہادت دیتا ہے؟ کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں، اور محمدؐ اس کا بندہ اور رسول ہے۔ میں تیری تلوار تجھے دے دوں گا۔ بولا، نہیں! ہاں، اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ تم سے کبھی جنگ نہیں کروں گا اور تمہارے خلاف کسی دشمن کی مدد نہیں کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے تلوار دے دی۔ غویرث بولا، خدا کی قسم تم مجھ سے بہتر ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا، بے شک میں اسکا مستحق بھی تجھ سے زیادہ ہوں۔ غویرث چلا گیا۔ ساتھیوں کے پاس پہنچا تو انہوں نے پوچھا ارے تجھے کیا ہو گیا، کس چیز نے تجھے روک دیا؟ بولا، میں نے مارنے کیلئے اس کی طرف تلوار بڑھائی ہی تھی کہ میں نہیں جان سکا، کس نے میرے دونوں شانوں کے درمیان درد پیدا کر دیا اور منہ کے بل گر پڑا۔ اس پر آیت ذیل نازل ہوئی۔ ﴿تفسیر مظہری اردو جلد ۳﴾

اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿١٠٤﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ

جاننے والا ہے حکمت والا۔ ہم نے اتاری تجھ پر برحق کتاب

لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ؕ وَلَا تَكُنْ

تاکہ تو فیصلے کرے لوگوں میں جیسا تجھ کو اللہ نے سوجھا دیا ہے!

لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ﴿١٠٥﴾ وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

اور نہ ہوتا دغا بازوں کے طرف دار! ف۱ اور اللہ سے معافی چاہ! بے شک اللہ

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١٠٦﴾ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ

بخشنے والا مہربان ہے۔ اور مت جھگڑ ان کی طرف سے جو اپنے ہی آپ کو

اَنْفُسَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ﴿١٠٧﴾

دغا دے رہے ہیں بیشک اللہ اس سے بغض رکھتا ہے جو دغا باز گناہ گار ہے۔

يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ

وہ چھپتے ہیں لوگوں سے اور اللہ سے نہیں چھپتے حالانکہ اللہ ان کے ساتھ

وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ؕ

موجود ہوتا ہے جب وہ راتوں کو مشورہ کرتے ہیں ایسی باتوں میں

وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴿١٠٨﴾ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ

جن کو خدا پسند نہیں کرتا اور جو کچھ وہ کر رہے ہیں سب اللہ کے قابو میں ہے۔ سنو جی! یہ لوگ ہیں

جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫ فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ

جن کی طرف سے تم نے دنیا کی زندگی میں جھگڑا کر لیا پھر کون جھگڑے گا اللہ سے

ع ۱۵/۴ ۱۲

خلاصہ رکوع ۱۵

قتال کی اہمیت اور دوران قتال نماز کی ادائیگی کا طریقہ بتایا گیا جسے نماز خوف کہا جاتا ہے۔

ف۱ بنوابیرق ایک خاندان تھا اس میں سے بشیر نام ایک منافق نے حضرت رفاعہ صحابی کی بخاری میں نقب دے کر کچھ آٹا کچھ ہتھیار جو اس میں رکھے تھے چرا لئے صبح کو پاس پڑوس میں تلاش کیا اور بعض قوی قرائن سے بشیر منافق پر شبہ ہوا بنوابیرق نے جو اس کے شریک حال تھے اپنی براءت کے لئے حضرت لبید کا نام لے دیا حضرت رفاعہ نے اپنے بھتیجے حضرت قتادہؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج کر اس واقعہ کی اطلاع کی آپ نے تحقیق کا وعدہ فرمایا بنوابیرق کو جو یہ خبر ہوئی تو ایک شخص بشیر نام جو اسی خاندان کا تھا اس کے پاس مشورہ کے لئے جمع ہوئے اور مع بعض اہل خانہ کے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت رفاعہ و قتادہ کی شکایت کی کہ بدوں گواہوں کے ایک مسلمان دیندار گھرانے پر چوری کی تہمت لگاتے ہیں ان کو مقصود یہ تھا کہ اس مقدمہ میں حضور ان کی طرفداری کریں آپ نے یہ تو نہیں کیا مگر اتنا ہوا کہ قتادہ جو پھر حضور کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ تم ایسے لوگوں پر بے سند کیوں تہمت لگاتے ہو انہوں نے آ کر اپنے چچا حضرت رفاعہ سے کہا وہ اللہ پر بھروسہ کر کے خاموش ہو گئے اس پر یہ اگلی آیتیں نازل ہوئیں غرض چوری ثابت ہوئی اور مال برآمد ہوا اور مال کو دلایا گیا اس پر بشیر ناخوش ہو کر کھلم کھلا مرتد ہو گیا اور مکہ جا کر مشرکوں سے جا ملا اس پر آخیر کی آیتیں ومن یشاقق الرسول الخ نازل ہوئیں۔ (تسہیل بیان)

عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿١٠٩﴾

ان کے بدلے قیامت کے دن یا کون ان کا وکیل بنے گا؟ ول

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ

اور جو کوئی گناہ کرے یا اپنے اوپر ظلم کرے پھر اللہ سے بخشوائے

يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١١٠﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا

تو پائے گا اللہ کو بخشنے والا مہربان اور جو کوئی گناہ کماوے تو بس اپنے

يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿١١١﴾ وَمَنْ

حق میں کماتا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے اور جو کوئی

يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓــًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ

مرتکب ہو کسی خطا یا گناہ کا پھر اس کو تھوپ دے کسی بے قصور پر سو اس نے سر دھر لیا

بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿١١٢﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ

بہتان اور صریح گناہ اور (اے محمد) اگر اللہ کا فضل اور اس کی مہر تجھ پر نہ ہوتی تو ان میں سے

لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ

ایک گروہ تو ارادہ کر ہی چکا تھا کہ تجھے گمراہ کر دے اور وہ نہیں گمراہ کر رہے

اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ

مگر اپنے آپ ہی کو اور تیرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے! اور اللہ نے اُتاری

عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ

تجھ پر کتاب اور علم کی باتیں اور تجھ کو سکھا دیا جو تجھے معلوم نہ تھا! اور اللہ کا تیرے اوپر بہت

ول دو انصاریوں کا واقعہ: مسند احمد میں ہے کہ دو انصاری ایک ورثے کے بارے میں حضور ﷺ کے پاس اپنا قضیہ لائے، واقعہ کو زمانہ گزر چکا تھا، شاہد گواہ کوئی نہ تھا، تو اس وقت فرمایا کہ وہ اس میرے فیصلے کی بنا پر اپنے بھائی کا حق نہ لے لے۔ اگر ایسا کرے گا تو قیامت کے دن اپنی گردن میں جہنم کی آگ لٹکا کر آئے گا۔ اب تو وہ دونوں بزرگ رونے لگے اور ہر ایک کہنے لگا میں اپنا حق بھی اپنے بھائی کو دے رہا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اب تم ایسا کر لو کہ جاؤ اپنے طور پر جہاں تک تم سے ہو سکے ٹھیک ٹھیک حصے تقسیم کرو پھر قرعہ ڈال کر حصہ لے لو۔ اور ہر ایک دوسرے کو اپنا رہا سہا غلطی کا حق معاف کر دے۔ ابوداؤد میں بھی یہ حدیث ہے۔

ع ١٦ ٨

خلاصہ رکوع ١٦

١٣ انصاف کی ضرورت اور خیانت کرنیوالوں سے علیحدگی کا حکم دیا گیا۔ گناہوں کا تدارک اور وبال گناہ بتایا گیا اور دوسروں پر گناہ کی تہمت کو گناہ عظیم قرار دیا گیا۔

فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿١١٣﴾ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ

بڑا فضل ہے! ف۱ ان کی بہتیری سرگوشیوں میں بالکل بھلائی نہیں مگر ہاں جو کہے

نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ

خیرات یا نیک کام کرنے یا لوگوں میں ملاپ کرانے کو!

بَيْنَ النَّاسِ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ

اور جو ایسا کرے گا اللہ کی مرضی حاصل کرنے کے لئے

اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿١١٤﴾ وَمَنْ يُّشَاقِقِ

تو ہم اس کو بڑا ثواب دیں گے اور جو مخالفت کرے

الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ

رسول کی اس کے بعد کہ اس پر ہدایت کھل چکی اور چلے مسلمانوں کے راستہ کے سوا

سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ

دوسرے راستہ تو ہم اس کو چلائے جائیں گے اسی راستہ جس پر وہ چلا اور اس کو دوزخ میں جھونک دیں گے

وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ﴿١١٥﴾ ع اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ

اور وہ بری جگہ ہے ۔ اللہ یہ تو معاف کرتا نہیں کہ اس کے ساتھ کسی کو

وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَمَنْ يُّشْرِكْ

شریک گردانا جائے اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دے!

بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿١١٦﴾ اِنْ يَّدْعُوْنَ

اورجو اللہ کا شریک گردانے ف۲ تو بیشک وہ دور بھٹک گیا یہ مشرک اللہ

ف۱ علم غیب کلی کی غیر اللہ کی طرف نسبت کرنا کھلا شرک ہے (الرحمٰن)

مسئلہ: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے برابر تمام کائنات کا علم محیط نہ تھا۔ جیسے بعض جاہل کہتے ہیں بلکہ جتنا علم حق تعالیٰ عطا فرماتے وہ مل جاتا تھا ہاں اس میں کلام نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو علم عطا ہوا وہ ساری مخلوقات کے علم سے زائد ہے۔ (معارف القرآن)

خلاصہ رکوع ۱۷

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت وعصمت کو بیان فرمایا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کا انجام ذکر کرکے مسلمانوں کو آپ کی پیروی کا حکم دیا گیا۔

ع ۱۷ ۱٤

ف۲ تعظیم صانع کے حقوق میں سے وہ ایک بڑا حق ہے پس مشرک نے حضرت صانع کی اہانت کی اس لئے ایسی ہی سزا کا مستحق ہے اور جو علت شرک کے نہ بخشے جانے کی ہے وہ کفر میں بھی مشترک ہے کیونکہ اس میں بھی حق تعالیٰ کی کسی بتلائی ہوئی چیز کا انکار ہوتا ہے تو وہ اس کی صفت صدق کی نفی کرتا ہے اور بعض کافر خود ذات کے بھی منکر ہیں اور ذات وصفات میں سے جس کی بھی نفی ہو توحید کا انکار اس سے لازم آتا ہے پس کفر وشرک دونوں کی مغفرت نہ ہوگی۔ (تسہیل بیان)

مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا

کے سوا عورتوں ہی کو پکارتے ہیں ف۱ اور یہ مشرک بس سرکش شیطان ہی کو

مَّرِيْدًا ﴿۱۱۷﴾ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ

پکارتے ہیں! جس پر اللہ نے لعنت کی! اور وہ بولا کہ میں ضرور لیا کروں گا

نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ

تیرے بندوں سے حصہ مقررہ اور میں ان کو ضرور گمراہ کیا کروں گا اور ان کو ضرور اُمیدیں

وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ

دلاؤں گا اور ان کو سمجھاؤں گا سو وہ ضرور چیرا کریں گے جانوروں کے کان

فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا

اور ان کو سمجھاؤں گا تو وہ ضرور بدلا کریں گے ف۲ اللہ کی بنائی صورت کو اور جو بنائے

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۹﴾ يَعِدُھُمْ

شیطان کو دوست اللہ کو چھوڑ کر تو وہ آ گیا صریح نقصان میں وہ ان کو وعدے دیتا

وَيُمَنِّيْهِمْ ۭ وَمَا يَعِدُھُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾

اور امیدیں دلاتا ہے۔ اور جو کچھ ان سے شیطان وعدے کرتا ہے بس نرا دھوکہ ہے

اُولٰۗىِٕكَ مَاْوٰىھُمْ جَهَنَّمُ ۡ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿۱۲۱﴾

یہی ہیں جن کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ اس سے کہیں بھاگنے کو جگہ نہ پائیں گے

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُھُمْ جَنّٰتٍ

اور جو ایمان لائے اور نیک کام کئے ہم اُن کو داخل کریں گے جنتوں میں

ف۱ شیطان کے کہنے سے غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں تو گویا اسی کی عبادت کرتے ہیں ان میں سب بتوں کی عبادت آ گئی خواہ عورتوں کی شکل میں ہوں یا مردوں کی مگر زنانی عورتوں کا ذکر صراحۃً فرمانا ان کی زیادہ حماقت ظاہر کرنے کے لئے ہے کہ ایسی ناقص الاوصاف کی بھی عبادت کرتے ہیں آگے شیطان کی چند صفتیں مقصود کی تاکید کے لئے بیان فرماتے ہیں یعنی ایسے شیطان کی عبادت کرتے ہیں جو اولاً تو سرکش ہے پھر سرکشی کی وجہ سے ملعون ہے تیسرے انسان کا دشمن ہے پھر اس کی دشمنی ظاہر کرنے کے لئے اس کے چند قول بیان فرمائے مگر یہ ضرور نہیں کہ جتنی باتیں یہاں مذکور ہیں وہ سب کفر وشرک ہی ہوں بلکہ بعض ان میں سے صرف فسق اور معصیت ہیں۔ (تسہیل بیان)

ع

ف۲ شیطان کا خون کی طرح دوڑنا: حضرت انسؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، انسان کے اندر جہاں خون دوڑتا ہے، شیطان بھی وہاں دوڑتا ہے۔ رواہ البخاری ومسلم۔

حضرت ابن مسعود راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، آدمی کو ایک کچوکا شیطان کا اور ایک کچوکا فرشتہ کا ہوتا ہے۔ شیطان کا کچوکا تو شر کا آرزومند کرتا اور حق کو جھٹلاتا ہے۔ اور فرشتہ کا کچوکا خیر کا وعدہ دلاتا اور حق کی تصدیق کرتا ہے۔ اگر کسی کو یہ چیز مل جائے تو یقین کرلے کہ یہ خدا کی طرف سے ہے، اور اللہ کا شکر کرے۔ ﴿تفسیر مظہری اردو جلد ۲﴾

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَعْدَ

جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے! یہ اللہ کا سچا

اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴿۱۲۲﴾ لَيْسَ

وعدہ ہے اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہو سکتی ہے؟ (مسلمانوں فلاح)

بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ؕ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا

نہ تمہاری آرزوؤں پر ہے نہ اہل کتاب کی آرزوؤں پر! جو کوئی برا کام کرے گا

يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا

وہ اس کی سزا پائے گا! ف۱ اور نہ پائے گا اللہ کے سوا کوئی اپنا حمایتی اور نہ

نَصِيْرًا ﴿۱۲۳﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ

مددگار اور جو شخص کچھ نیک کام کرے گا مرد ہو یا

اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا

عورت بشرطیکہ وہ ایمان بھی رکھتا ہو تو وہی لوگ جنت میں جاویں گے اور ان کا

يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿۱۲۴﴾ وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ

حق تل برابر بھی نہ رہے گا اور اس سے بہتر کس کا دین ہو سکتا ہے جس نے جھکا دیا

وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ

اپنا منہ اللہ کے لئے اور وہ نیکی میں لگا ہوا ہے اور چل رہا ہے ابراہیم کے مذہب پر

وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿۱۲۵﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

جوایک اللہ کا ہو رہا تھا اور اللہ نے بنایا ابراہیم کو دوست ف۲ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

ف۱ اگر وہ برائی عقیدہ کفر تک ہے تب تو سزائے دائمی اور حتمی ہوگی اور اس سے کم ہے تو سزائے غیر دائمی ہے وہ بھی اگر توبہ نہ کی ہو یا حق تعالیٰ معاف نہ فرمائیں ورنہ اگر توبہ کر لی یا حق تعالیٰ کا فضل ہو گیا تو کفر و شرک کے سوا سب کی سزا موقوف ہو سکتی ہے۔ (تسہیل بیان)

ف۲ خلیل ہونا اعلیٰ درجہ کا قرب ہے اور حدیث میں ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حق تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی طرح خلیل بنایا ہے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ آپ کو حبیب بھی بنایا ہے آگے حق تعالیٰ اپنی کامل اطاعت کے ضروری ہونے کو بیان فرماتے ہیں کہ ہماری سلطنت اور خبرداری دونوں کامل ہیں اور یہی امور مدار ہیں وجوب اطاعت کے۔ (تسہیل بیان)

وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا ﴿١٢٦﴾ ع

اور جو کچھ زمین میں ہے اور ہر چیز اللہ کے قابو میں ہے۔

وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ ۖ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ ۙ

اور وہ تجھ سے حکم مانگتے ہیں عورتوں کے بارے میں! کہہ دے کہ اللہ تم کو اجازت دیتا ہے

وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ اللَّاتِي

ان کی اور وہ حکم جو تم پر قرآن میں بیان کیا گیا ہے ان یتیم عورتوں کے بارے میں ہے

لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَن

جن کو تم دیتے وہ حق جو ان کے لئے ٹھہرا دیا گیا ہے اور چاہتے ہو کہ ان سے

تَنكِحُوهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ

نکاح کر لو اور وہ حکم ان بچوں کے بارے میں ہے جو بے بس ہیں

وَأَن تَقُومُوا لِلْيَتَامَىٰ بِالْقِسْطِ ۚ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ

اور یہ (حکم ہے) کہ یتیموں کے حق میں انصاف قائم رکھو! ف۱ اور جو کچھ بھی تم

خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِهِ عَلِيمًا ﴿١٢٧﴾ وَإِنِ امْرَأَةٌ

نیکی کرو گے اللہ اس کو خوب جانتا ہے ف۲ اور اگر کوئی عورت

خَافَتْ مِن بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ

اپنے خاوند سے اندیشہ کرے لڑنے کا یا بے رغبتی کا تو کچھ گناہ

عَلَيْهِمَا أَن يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۚ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۗ

نہیں کہ آپس میں صلح کر لیں اور صلح بڑی اچھی بات ہے!

ع ۱۸ ۱۱ ۱۵

خلاصہ رکوع ۱۸

منافقین کے مرض شرک کو بیان کیا گیا اور اس جرم کی سزا سنائی گئی کہ یہ کبھی معاف نہیں ہوتا اور یہ راستہ شیطان دکھاتا ہے اور شیطان کا منشور ہی لوگوں کو گمراہ کرنا ہے۔

ف۱ سببِ نزول:

اس سورت کے اول میں تاکید فرمائی تھی یتیموں کے حق ادا کرنے کی اور فرمایا تھا کہ یتیم لڑکی جس کا والی مثلاً چچا کا بیٹا ہو اگر جانے کہ میں اس کا حق پورا ادا نہ کر سکوں گا تو خود اس لڑکی سے نکاح نہ کرے بلکہ کسی اور سے اس کا نکاح کر دے اور آپ اس کا حمایتی بنا رہے اس پر مسلمانوں نے ایسی عورتوں سے نکاح کرنا موقوف کر دیا تھا مگر تجربہ سے معلوم ہوا کہ بعضی جگہ لڑکی کے حق میں یہی بہتر ہے کہ اس کا والی ہی اپنے نکاح میں لائے جیسی رعایت وہ کرے گا غیر نہ کرے گا تب مسلمانوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی اجازت مانگی اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور رخصت مل گئی اور فرمایا کہ وہ جو پہلے ممانعت سنائی گئی تھی وہ خاص اس صورت میں تھی کہ ان کا حق پورا ادا نہ کرو اور یتیموں کے حق ادا کرنے کی تاکید کی گئی تھی اور جو یتیموں کے ساتھ سلوک اور بھلائی کرنے کے ارادہ سے ایسا نکاح کیا جائے تو اجازت ہے۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ زوجین کے جھگڑے میں دوسروں کا دخل بلا ضرورت مناسب نہیں

میاں بیوی کے معاملات میں بہتر یہ ہے کہ کوئی تیسرا دخیل نہ ہو یہ دونوں آپس میں خود ہی کوئی بات طے کر لیں کیونکہ تیسرے کے دخل دینے سے بعض اوقات تو مصالحت ہی ناممکن ہو جاتی ہے اور ہو بھی جائے تو طرفین کے عیوب تیسرے آدمی کے سامنے بلاوجہ آتے ہیں جس سے بچنا دونوں کیلئے مصلحت ہے۔ (معارف القرآن)

وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ ۚ وَإِنْ تُحْسِنُوا وَتَتَّقُوا

اور بخل سب ہی طبیعتوں میں رکھا گیا ہے! اور اگر تم نیکی کرو اور پرہیز گار بنو

فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿١٢٨﴾ وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا

تو جو کچھ بھی کرو گے اللہ اس سے باخبر ہے اور تم ہرگز بھی عورتوں میں

أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُوا

برابری نہ کر سکو گے اگرچہ بہتیرا چاہو تو بالکل پھر بھی نہ جاؤ

كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۚ وَإِنْ تُصْلِحُوا

کہ اس کو چھوڑ بیٹھو گویا وہ اُدھر میں لٹک رہی ہے اور ف۱ اگر اصلاح کرتے رہو

وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿١٢٩﴾ وَإِنْ يَتَفَرَّقَا

اور پرہیز گار بنو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر ایک دوسرے سے جدا ہو جاویں

يُغْنِ اللَّهُ كُلًّا مِنْ سَعَتِهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ وَاسِعًا

تو اللہ ہر ایک کو اپنی تو انگری سے بے پرواہ بنا دے گا اور اللہ بڑی گنجائش والا

حَكِيمًا ﴿١٣٠﴾ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ

مدبر ہے ف۲ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے!

وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ

اور ہم نے کہہ رکھا ہے ان سے جن کو تم سے پہلے کتاب عطا ہوئی

وَإِيَّاكُمْ أَنِ اتَّقُوا اللَّهَ ۚ وَإِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي

اور تم سے بھی کہ اللہ سے ڈرتے رہو! ف۳ اور اگر کفر کرو گے تو اللہ ہی کا ہے

ف۱ بیوی سے ناانصافی کی سزا: حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس کی دو عورتیں ہوں اور وہ ایک کی طرف مڑ جائے (اور دوسری سے منہ پھیر لے)، قیامت کے دن وہ ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو ٹیڑھا ہوگا۔ رواہ اصحاب السنن الاربعۃ والدارمی۔ ﴿تفسیر مظہری﴾

ف۲ مسئلہ: سنتِ رسول اللہ ﷺ اور اس آیت کا اقتضاء ہے کہ تمام بیبیوں کی باری (اور مصارف) کی تقسیم میں برابری رکھنا شوہر پر واجب ہے۔ برابری نہ رکھنے میں اللہ کی نافرمانی ہے۔ قاضی پر بھی واجب ہے کہ جس عورت کی حق تلفی ہو رہی ہو اس کو ڈگری دے۔ لیکن تسویہ اور برابری جماع میں ضروری نہیں، کیونکہ جماع بغیر طبعی نشاط کے نہیں ہوتا اور طبعی جوش انسان کے اختیار میں نہیں ہے۔ ہاں شب باشی میں برابری واجب ہے۔

ف۳ اسی کا نام تقویٰ ہے جس میں تمام احکام کی موافقت داخل ہے اس لئے اس سورت کو تقویٰ سے شروع کر کے اس کی تفصیل میں مختلف احکام لائے کیونکہ تقویٰ تمام احکام کی بجا آوری کا نام ہے۔

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ۝۱۳۱

جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے ! اور اللہ بے پرواہ خوبیوں بھرا ہے

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَكَفٰى

اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ زمین میں ہے! اور

بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝۱۳۲ إِنْ يَّشَأْ يُذْهِبْكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ وَيَأْتِ

اللہ کارساز بس ہے ف۱ (لوگو) اگر وہ چاہے تو تم کو دور کرے اور دوسروں کو

بِاٰخَرِيْنَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ۝۱۳۳ مَنْ كَانَ

لے آوے! اور اللہ ایسا کرنے پر قادر ہے جو کوئی

يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۗ

دنیا ہی کا ثواب چاہتا ہو تو اللہ کے ہاں تو دنیا اور آخرت ف۲

وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝۱۳۴ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا

دونوں کا ثواب موجود ہے اور اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے ایمان والو انصاف پر

قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى أَنْفُسِكُمْ

قائم رہنے والے بنو اور خدا لگتی گواہی دو اگرچہ خود تمہارے اوپر

أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِيْنَ ۚ إِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيْرًا

یا ماں باپ اور رشتہ داروں کے خلاف ہو! اگر کوئی مالدار ہو یا محتاج ہے

فَاللّٰهُ أَوْلٰى بِهِمَا ۖ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى أَنْ تَعْدِلُوْا ۚ

تو اللہ سب سے بڑھ کر ان کا خیر خواہ ہے! تو تم خواہش نفس کی پیروی نہ کرو کہ حق بات سے منہ

ف۱ آیتوں کا خلاصہ:

ان دونوں آیتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ تم کو اور تم سے پہلوں کو سب کو یہ حکم سنا دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اس کی نافرمانی نہ کرو۔ تو اب اگر کوئی اس کے حکم کو نہ مانے تو وہ سب چیزوں کا مالک ہے اس کو کسی کی پرواہ نہیں۔ یعنی اپنا ہی کچھ بگاڑے گا اس کا کچھ نقصان نہیں۔ اور فرمانبرداری کرو گے تو سمجھ لو کہ وہ تمام چیزوں کا مالک ہے۔ تمہارے سب کام بنا سکتا ہے۔ تین دفعہ فرمایا کہ اللہ کا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے۔ اول سے کشائش اور وسعت مقصود ہے کہ اس کے یہاں کسی چیز کی کمی نہیں۔ دوسری سے بے نیازی اور بے پروائی کا بیان مقصود ہے کہ اس کو کسی کی پرواہ نہیں اگر تم منکر ہو۔ تیسری دفعہ میں رحمت اور کارسازی کا اظہار ہے بشرطیکہ تقویٰ کرو۔ (تفسیر عثمانیؒ)

خلاصہ رکوع ۱۹

عورتوں اور یتیموں کے حقوق کا تحفظ ذکر کیا گیا اور دونوں کے باہمی جھگڑوں
۱۹ کے خاتمہ کیلئے ضابطہ عمل کی
ع ۸ وضاحت فرمائی گئی۔ ایک سے
۱۶ زائد بیویوں میں عدل و مساوات کی حدود ذکر فرمائی گئیں۔ آخر میں احکام خداوندی کو بجا لانے کی تاکید کی گئی اور امور آخرت و رضائے حق کو مدنظر رکھ کر کام کرنے کی ترغیب دی گئی۔

ف۲ جب ان کو اعلیٰ و ادنیٰ دونوں پر قدرت ہے تو ادنیٰ کا مانگنا بڑی غلطی ہے اعلیٰ چیز ہی کیوں نہ مانگی جائے پس آخرت ہی کی نیت اور درخواست کرنا چاہیے عبادت میں دنیا کے ثمرات کا قصد نہ کرنا چاہیے البتہ مستقل طور پر دنیا کی حاجات مانگنے کا مضائقہ نہیں عبادات میں ان کی نیت نہ کرے۔

وَإِن تَلْوُۥٓا۟ أَوْ تُعْرِضُوا۟ فَإِنَّ ٱللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ

پھیرو اور اگر زبان دباؤ گے یا پہلو تہی کرو گے تو جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے

خَبِيرًا ۝١٣٥ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ ءَامِنُوا۟ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ

با خبر ہے ف۱ اے ایمان والو ایمان رکھو اللہ اور اس کے رسول پر

وَٱلْكِتَٰبِ ٱلَّذِى نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِۦ وَٱلْكِتَٰبِ ٱلَّذِىٓ

اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول (یعنی محمد) پر اُتاری

أَنزَلَ مِن قَبْلُ ۚ وَمَن يَكْفُرْ بِٱللَّهِ وَمَلَٰٓئِكَتِهِۦ وَكُتُبِهِۦ

اور ان کتابوں پر جو پہلے اُتار چکا! اور جو انکار کرے گا اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں

وَرُسُلِهِۦ وَٱلْيَوْمِ ٱلْءَاخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَٰلًۢا بَعِيدًا ۝١٣٦

اور اس کے رسولوں کا اور روز آخرت کا تو وہ بڑی دور بھٹک گیا

إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ثُمَّ كَفَرُوا۟ ثُمَّ ءَامَنُوا۟ ثُمَّ كَفَرُوا۟

جو لوگ ایمان لائے پھر منکر ہو گئے پھر ایمان لائے پھر کفر کرنے لگے

ثُمَّ ٱزْدَادُوا۟ كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ ٱللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا

پھر کفر میں بڑھتے گئے تو اللہ نہ ان کی مغفرت کرے گا ف۲ اور نہ

لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًۢا ۝١٣٧ بَشِّرِ ٱلْمُنَٰفِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ

ان کو سیدھی راہ دکھاوے گا خوشخبری سنا دے منافقوں کو کہ ان کے واسطے

عَذَابًا أَلِيمًا ۝١٣٨ ٱلَّذِينَ يَتَّخِذُونَ ٱلْكَٰفِرِينَ أَوْلِيَآءَ

دردناک عذاب ہے! وہ منافق جو کافروں کو دوست بناتے ہیں

ف۱ پیغمبر بھیجنے اور کتابیں اُتارنے کا مقصد: بعثتِ انبیاءؑ اور تنزیل کتب سماویہ کا سارا نظام انصاف ہی کے لئے کھڑا کیا گیا ہے، رسولوں کا بھیجنا اور کتابوں کا نازل کرنا اسی مقصد کے لئے لوگوں کو انصاف پر قائم رکھنے کے لئے صرف وعظ ونصیحت ہی کافی نہ ہوگی، بلکہ کچھ شریر لوگ ایسے بھی ہوں گے جن کو لوہے کی زنجیروں اور دوسرے ہتھیاروں سے مرعوب کرکے انصاف پر قائم کیا جائے گا۔ (معارف القرآن مفتی صاحب)

ف۲ یہاں بار بار ارتداد کا ذکر بطور قید کے نہیں بلکہ جن لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی انہوں نے ایسا ہی کیا تھا تو یہ قید صرف حکایت کے طور پر ہے ورنہ ایک بار مرتد ہو کر کفر پر مر جانے کا بھی یہی حکم ہے۔

مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَھُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ

مسلمانوں کو چھوڑ کر! کیا یہ ان کے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں؟ تو

الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝١٣٩ۭ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ

عزت تو ساری اللہ ہی کی ہے! اور اللہ تم پر حکم اتار چکا قرآن میں

اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِھَا وَيُسْتَهْزَاُ بِھَا فَلَا

کہ جب تم اللہ کی آیتوں کو سنو کہ ان کا انکار کیا جارہا ہے اور ان کی ہنسی اُڑائی جاتی ہے تو ان کے ساتھ

تَقْعُدُوْا مَعَھُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ڮ

مت بیٹھا کرو یہاں تک کہ وہ کسی دوسری بات میں لگ جاویں! نہیں تو تم بھی

اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُھُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ

اس صورت میں ان ہی جیسے ہوئے اللہ اکٹھا کرے گا منافقوں اور کافروں کو

فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَۨا ۝١٤٠ۙ الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ

سب کو دوزخ میں ایک جگہ! ۱ؔ وہ منافق جو تم کو تکتے رہتے ہیں پھر اگر تم کو

لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ڮ وَاِنْ كَانَ

اللہ کی طرف سے فتح مل گئی کہنے لگتے ہیں کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ اور اگر

لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ

وہ فتح کافروں کو نصیب ہوئی تو کہنے لگتے ہیں کیا ہم تم پر غالب نہیں ہو گئے تھے

مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلَنْ

اور تم کو مسلمانوں ۲ؔ کے ہاتھ سے نہیں بچایا؟ تو اللہ فیصلہ کر دے گا

۱ؔ حضرت عمرؓ کا فرمان:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا "یعنی جو شخص مخلوقات اور بندوں کے ذریعے عزت حاصل کرنا چاہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کر دیتے ہیں"

مستدرک حاکم میں ہے کہ حضرت فاروق اعظمؓ نے ملک شام کے عامل (گورنر) سے فرمایا: "یعنی اے ابو عبیدہ تم تعداد میں سب سے کم اور سب سے زیادہ کمزور تھے، تم کو محض اسلام کی وجہ سے عزت و شوکت ملی ہے، تو خوب سمجھ لو اگر تم اسلام کے سوا کسی دوسرے ذریعہ سے عزت حاصل کرنا چاہو گے تو خدا تعالیٰ تم کو ذلیل کر دے گا"

جب تک مسلمان صحیح معنی میں مسلمان رہے، دنیا نے اس کا آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا، اور پھر آخر زمانہ میں جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امامت و قیادت میں مسلمان صحیح اسلام پر قائم ہو جائیں گے تو پھر غلبہ انہی کا ہوگا۔ درمیانی اور عبوری دور میں مسلمانوں کے ضعف ایمان اور ابتلاء معاصی کی وجہ سے ان کا کمزور نظر آنا اس کے منافی نہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایک مرتبہ چند لوگوں کو اس جرم میں گرفتار کیا کہ وہ شراب پی رہے تھے، ان میں سے ایک شخص کے بارے میں ثابت ہوا کہ وہ روزہ رکھے ہوئے ہے، اس نے شراب نہیں پی، لیکن ان کی مجلس میں شریک تھا، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس کو بھی سزا دی کہ وہ ان کی مجلس میں بیٹھا ہوا کیوں تھا۔ ﴿بحر محیط، صفحہ ۵۷۴ جلد ۳﴾

۲ؔ حضور ﷺ کی نصیحت:

بیہقی نے شعب الایمان میں اور حاکم نے حضرت معاذؓ بن جبل کی روایت سے لکھا ہے کہ جب حضور ﷺ نے مجھے حاکم بنا کر یمن کو بھیجا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کچھ ہدایت فرمائیے۔ فرمایا اپنے دین کو خالص رکھنا تیرے لئے تھوڑا عمل بھی کافی ہوگا۔ ﴿تفسیر مظہری﴾

يَجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۱۴۱ اِنَّ

تم میں قیامت کے دن اور اللہ کافروں کو مسلمانوں پر ہرگز راہ نہ دے گا

الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا

منافقین دغا بازی کرتے ہیں اللہ سے اور اللہ بھی ان کو دغا دے گا اور جب

قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ

یہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو الکسائے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں۔ لوگوں کو

وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۱۴۲ ۙ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ

دکھاتے ہیں اور اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر کم! وا دونوں کے بیچ اُدھر میں لٹکے

ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۗ وَمَنْ يُّضْلِلِ

ہوئے ہیں! نہ ان کی طرف اور نہ ان کی طرف! اور جسے اللہ بھٹکاوے

اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۱۴۳ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا

تو ہرگز تو اس کے لئے کہیں راہ نہ پاوے گا و۲ ۔اے ایمان والو نہ

تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ

بناؤ کافروں کو دوست مسلمانوں کو چھوڑ کر!

اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۱۴۴

کیا تم لیا چاہتے ہو اپنے اوپر اللہ کا صریح الزام؟

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ

بیشک منافق دوزخ کے سب سے نیچے کے درجہ میں ہوں گے! اور ممکن نہیں کہ تو

ع ۲۰/۷ خلاصہ رکوع ۲۰

۱۷ عدل وانصاف اور سچی گواہی پر قائم رہنے کا حکم دیا گیا۔ ایمانیات پر پختہ رہنے کی تاکید فرمائی گئی اور منافقین کیلئے عذاب کی وعید سنائی گئی اور دشمنان اسلام کی مجلس سے پرہیز کرنے کا حکم دیا گیا۔ آخر میں غلبہ اسلام ومسلمین کی بشارت سنائی گئی۔

وا یعنی محض نماز کی صورت بنا لیتے ہیں کہ نماز کا نام ہو جائے اور عجب نہیں کہ صرف اٹھنا بیٹھنا ہی ہوتا ہو کیونکہ جہر کی ضرورت تو بعض نمازوں میں امام کو ہوتی ہے امامت تو ان کو کہاں نصیب ہوتی مقتدی بن کر اگر کوئی بالکل بھی نہ پڑھے لب ہی ہلاتا رہے تو کسی کو کیا خبر ہو تو ایسے بداعتقادوں سے کیا بعید ہے کہ زبان بھی نہ ہلتی ہو۔ مطلب یہ کہ ان منافقین کے راہ پر آنے کی امید مت رکھو۔ اس میں منافقین کی تشنیع کی ہے اور مومنین کی تسلی کہ ان کی شرارتوں سے رنج نہ کریں۔

و۲ منافق کی مثال:

رسول مقبول ﷺ کا ارشاد ہے کہ منافق کی مثال ایسی ہے جیسے دو ریوڑ کے درمیان کی بکری، کہ کبھی تو وہ میں میں کرتی اس ریوڑ کی طرف دوڑتی ہے، کبھی اس طرف۔ اس کے نزدیک ابھی طے نہیں ہوا کہ اس میں جائے یا اس کے پیچھے لگے۔ اور حدیث میں ہے، منافق کی مثال اس بکری جیسی ہے جو ہرے بھرے ٹیلے پر بکریوں کو دیکھ کر آئی اور سونگھ کر چل دی۔ پھر دوسرے ٹیلے پر چڑھی اور سونگھ کر آ گئی۔ پھر فرمایا، جسے خدا ہی راہِ حق سے پھیر دے اس کا ولی و مرشد کون ہوا۔

﴿تفسیر ابن کثیر﴾

تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ﴿١٤٥﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا

ان کے لئے کسی کو مددگار پائے مگر جنہوں نے توبہ کر لی اور اپنی حالت سنوار لی اور مضبوط پکڑ لیا

بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ

اللہ کو اور خالص کر لیا اپنا دین اللہ واسطے تو وہ ایمان والوں کے ساتھ ہوں گے!

وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿١٤٦﴾ مَا يَفْعَلُ

اور عنقریب عطا فرماوے گا اللہ مسلمانوں کو بڑا ثواب۔

اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿١٤٧﴾

اللہ کیا کرے گا تم کو عذاب دے کر اگر تم شکر گزار بن جاؤ اور ایمان رکھو! اور اللہ تو قدرداں ہے جاننے والا۔ ف۱

ف۱ یعنی تمہیں عذاب کرنے پر خدا کا کوئی کام اٹکا نہیں پڑا جو خواہ مخواہ تم کو سزا دیں بلکہ صرف تمہارا اکثر عمل جو سخت درجہ کفران نعمت ہے عذاب کا سبب ہو رہا ہے۔ اگر اس کو چھوڑ دو پھر رحمت ہی رحمت ہے۔

حق تعالیٰ کی بندے سے محبت کی دلیل

ایک اللہ والے نے فرمایا کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب کسی کو قرض دیا کرو تو لکھ لیا کرو اور اس پر دو آدمیوں کو گواہ کر لیا کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کو ہمارے ساتھ غایت شفقت و الفت ہے کہ ہمارے پیسے کا نقصان بھی گوارا نہیں کرتے تو جان کا نقصان کب گوارا ہوگا۔ پھر وہ جنت سے محروم کر کے دوزخ میں کب ڈالنا چاہیں گے۔ جب تک کہ تم خود نہ گھسو (معاصی کر کے) چنانچہ ارشاد ہے۔ **(مایفعل الله بعذابکم الخ)** ''اللہ تعالیٰ تم کو سزا دے کر کیا کریں گے اگر تم سپاس گزاری کرو اور ایمان لے آؤ''۔ (مآثر حکیم الامت)

تعارف سورۃ المائدۃ

یہ سورت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے بالکل آخری دور میں نازل ہوئی ہے۔ علامہ ابوحیانؒ فرماتے ہیں کہ اس کے کچھ حصے صلح حدیبیہ، کچھ فتح مکہ اور کچھ حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئے تھے۔ اس زمانے میں اسلام کی دعوت جزیرۂ عرب کے طول وعرض میں اچھی طرح پھیل چکی تھی، دشمنانِ اسلام بڑی حد تک شکست کھا چکے تھے، اور مدینہ منورہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قائم کی ہوئی اسلامی ریاست مستحکم ہو چکی تھی۔ لہٰذا اس سورت میں مسلمانوں کے سماجی، سیاسی اور معاشی مسائل سے متعلق بہت سی ہدایات دی گئی ہیں۔ سورت کا آغاز اس بنیادی حکم سے ہوا ہے کہ مسلمانوں کو اپنے عہد و پیمان پورے کرنے چاہئیں۔ اس بنیادی حکم میں اجمالی طور پر شریعت کے تمام احکام آ گئے ہیں چاہے وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق سے متعلق ہوں یا بندوں کے حقوق سے متعلق۔ اس ضمن میں یہ اصول بڑی تاکید کے ساتھ سمجھایا گیا ہے کہ دشمنوں کے ساتھ بھی ہر معاملہ انصاف کے ساتھ ہونا چاہئے۔ یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ دشمنان اسلام کو اَب اسلام کی پیش قدمی روکنے سے مایوسی ہو چکی ہے اور اللہ نے اپنا دین مکمل فرما دیا ہے۔ اسی سورت میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کس قسم کی غذائیں حلال ہیں اور کس قسم کی حرام؟ اسی سلسلے میں شکار کے احکام بھی وضاحت کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔ اہل کتاب کے ذبیحے اور ان کی عورتوں سے نکاح کے احکام کا بیان آیا ہے، چوری اور ڈاکے کی شرعی سزائیں مقرر فرمائی گئی ہیں، کسی انسان کو ناحق قتل کرنا کتنا بڑا گناہ ہے؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل کا واقعہ ذکر کیا گیا ہے، شراب اور جوئے کو صریح الفاظ میں حرام قرار دیا گیا ہے، وضو اور تیمّم کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ یہودیوں اور عیسائیوں نے کس طرح اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے عہد کو توڑا؟ اس کی تفصیل بیان فرمائی گئی ہے۔

''مائدہ'' عربی میں دسترخوان کو کہتے ہیں۔ اس سورت کی آیت نمبر ۱۱۴ میں یہ واقعہ بیان ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ان کے متبعین نے یہ دعا کرنے کی فرمائش کی تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے آسمانی غذاؤں کے ساتھ ایک دسترخوان نازل فرمائے۔ اس واقعے کی مناسبت سے اس سورت کا نام ''مائدہ'' یعنی دسترخوان رکھا گیا ہے۔ (توضیح القرآن)

سورۃ المائدہ: قل یااھل الکتاب ھل تنقمون منا (مکمل آیت) یہ آیت دشمن کے چہرے کو سیاہ کرنے، اُسے رسوا کرنے اور اُس کے ذہن کو کند کرنے کے لئے مفید ہے۔

لَا یُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ
اللہ بری بات کے پکار پکار کر کہنے کو پسند نہیں کرتا مگر ہاں جس پر
ظُلِمَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ سَمِیْعًا عَلِیْمًا ﴿١٤٨﴾ اِنْ تُبْدُوْا
ظلم ہوا ہو اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے ف۱ اگر تم کھلم کھلا
خَیْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ
کوئی بھلائی کرو یا چھپا کر کرو۔ یا درگزر کرو کسی کی برائی سے تو اللہ بھی تو بڑا درگزر
كَانَ عَفُوًّا قَدِیْرًا ﴿١٤٩﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ
کرنے والا طاقت والا ہے جو انکار کرتے ہیں اللہ اور اس کے
وَ رُسُلِهٖ وَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ
رسول کا اور چاہتے ہیں کہ فرق نکالیں اللہ میں اور اس کے رسولوں میں
وَ یَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّ یُرِیْدُوْنَ
اور کہتے ہیں کہ ہم بعضوں کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے! ف۲ اور وہ چاہتے ہیں
اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًا ۙ ﴿١٥٠﴾ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ
کہ نکال لیں کفر و ایمان کے بیچ بیچ میں ایک راہ! ایسے ہی لوگ یقیناً کافر ہیں
الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّهِیْنًا ﴿١٥١﴾
اور ہم نے تیار کر رکھا ہے کافروں کے لئے ذلت کا عذاب
وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ لَمْ یُفَرِّقُوْا بَیْنَ اَحَدٍ
اور جو ایمان لائے اللہ اور اس کے رسول پر اور ان میں سے کسی ایک کو دوسرے سے جدا

ف۱ نام لے کر عیب بیان کرنا: اللہ تعالیٰ نے گزشتہ آیات میں منافقین کے عیوب بیان کئے، مگر نام کسی کا نہیں لیا۔ اس لئے کہ اللہ کو یہ ناپسند ہے کہ کسی کا نام لے کر اس کا عیب بیان کیا جائے۔ ہاں اگر مظلوم اپنے ظالم کا نام لے کر اس کا عیب بیان کرے اور اس کی شکایت کرے تو یہ جائز ہے۔ ظالم کی شکایت داخلِ غیبت نہیں سمجھی جائیگی، کیونکہ بغیر ظالم کا نام لئے ہوئے مظلوم چارہ جوئی نہیں کرسکتا۔

مظلوم اگر ظالم کی برائی یا زیادتی کو افشاء کرے تو کچھ مضائقہ نہیں، لیکن اگر معاف کردے تو اور بھی بہتر ہے۔ اس لئے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عادت باوجود قدرت کے خطاء کاروں سے معاف کرنے اور درگزر کرنے کی ہے۔

﴿معارف القرآن، کاندھلوی﴾

ف۲ اس قول اور عقیدہ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی کفر لازم آ گیا اور سب رسولوں کے ساتھ بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اور ہر رسول نے سب رسولوں کو رسول کہا ہے جب بعض کا انکار ہوا تو اللہ تعالیٰ اور بقیہ رسولوں کی بھی تکذیب ہوئی جو ایمان کی ضد ہے۔ (تسہیل بیان)

مِّنْهُمْ أُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ أُجُوْرَهُمْ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ

نہ سمجھا ایسے ہی لوگ ہیں جن کو اللہ ان کے ثواب دے گا! اور اللہ بخشنے والا

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١٥٢﴾ يَسْـَٔلُكَ أَهْلُ الْكِتٰبِ أَنْ تُنَزِّلَ

مہربان ہے درخواست کرتے ہیں تجھ سے اہل کتاب کہ تو لا اُتارے

عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَأَلُوْا مُوْسٰىٓ أَكْبَرَ

ان پر آسمان سے ایک کتاب تو یہ تو درخواست کر چکے ہیں موسیٰ سے اس سے بھی

مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا أَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ

بڑھ کر پس کہنے لگے تھے کہ ہم کو دکھا دے اللہ کو سامنے تو ان کو آ پکڑا بجلی نے

بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ

ان کے گناہ پر! پھر بچھڑا بنا بیٹھے اس کے بعد کہ آ چکی تھیں

الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا

ان کے پاس نشانیاں پھر ہم نے وہ بھی معاف کیا اور دیاول موسیٰ کو

مُّبِيْنًا ﴿١٥٣﴾ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا

صریح غلبہ اور ہم نے اٹھایا اوپر ان کے پہاڑ ان سے قول و قرار لینے کے لئے

لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا

اور ہم نے ان سے کہا کہ گھسو دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے اور ہم نے ان سے کہا

فِي السَّبْتِ وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿١٥٤﴾ فَبِمَا

کہ زیادتی نہ کرو ہفتہ کے دن میں اور ہم نے لیا ان سے پکا قول تو ان کے قول و قرار

خلاصہ رکوع ۲۱ ع ۲۱/۱۱/۱

منافقین کی خودفریبی اور ان کی نماز میں حالت زار کو ذکر فرمایا گیا اور منافقین و کفار سے محبت و دوستی سے ممانعت فرمائی گئی اور منافقین کو سزا سنائی گئی۔ آخر پارہ میں منافقین کی توبہ واصلاح کی دعوت دی گئی اور بتایا گیا کہ عذاب بندوں کے اپنے اعمال بد کا نتیجہ ہے۔

برائی و ایذاء کی شکایت کی حدود اور عفوودرگزر کی ترغیب دی گئی۔ یہود کے عقیدہ تفریق بین الرسل کے بارہ میں وضاحت فرمائی گئی کہ ہر نبی پر ایمان لانا فرض ہے۔ آخر میں اہل ایمان کو اجرو ثواب اور مغفرت کی بشارت دی گئی۔

ول سببِ نزول:

یہودیوں کے چند سردار آپ ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ اگر تم سچے پیغمبر ہو تو ایک کتاب لکھی لکھائی یکبارگی آسمان سے لا دو، جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام توریت لائے تھے۔ اس پر آیت نازل ہوئی۔

نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ

توڑنے پر اور اللہ کی آیتوں کے منکر ہونے اور ان کے انبیاء کو

الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ

ناحق قتل کرنے پر اور اللہ کہنے پر کہ ہمارے دلوں پر غلاف ہیں (ہم نے ان پر لعنت کی)

اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۪ ﴿۱۵۵﴾ وَّبِكُفْرِهِمْ

بلکہ اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کردی ان کے کفر کے باعث تو ایمان نہیں لاتے مگر کم اور ان کے کفر

وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۙ ﴿۱۵۶﴾ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا

کی وجہ سے اور مریم پر بڑا بہتان بکنے کی وجہ سے اور ان کے اس کہنے کی وجہ سے

قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا

کہ ہم نے قتل کر ڈالا مریم کے بیٹے عیسیٰ مسیح کو جو اللہ کا رسول تھا! حالانکہ نہ اس کو

قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ

مارا ہے اور نہ سولی پر چڑھایا ولیکن ان کے لئے اس جیسی صورت کا آدمی بن گیا تھا اور

الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ

جو لوگ اس بارہ میں اختلاف کرتے ہیں تو وہ اس جگہ شک میں پڑے ہوئے ہیں! ان کو اس کی

مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۙ ﴿۱۵۷﴾

کچھ خبر تو ہے نہیں مگر انکل پر چل رہے ہیں! اور عیسیٰ کو یقیناً

بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۵۸﴾

انہوں نے قتل نہیں کیا بلکہ اسے اللہ نے اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ زبردست حکمت والا ہے ف۱

ف۱ معراج کی رات انبیاء سے ملاقات:

بخاری و مسلم میں ہے کہ لیلۃ المعراج میں میں نے (حضرت) موسیٰ سے ملاقات کی۔ وہ درمیانہ قد، صاف بالوں والے ہیں، جیسے شنوہ قبیلے کے لوگ ہوتے ہیں۔ اور (حضرت) عیسیٰؑ سے بھی ملاقات کی۔ وہ سرخ رنگ، میانہ قد ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا ابھی حمام سے نکلے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کو بھی میں نے دیکھا۔ بس وہ بالکل مجھ جیسے تھے۔ بخاری کی اور روایت میں ہے (حضرت) عیسیٰؑ سرخ رنگ، گھونگھریالے بالوں والے، چوڑے چکلے سینے والے تھے۔ (حضرت) موسیٰؑ گندمی رنگ کے جسیم اور سیدھے بالوں والے تھے۔ جیسے "زط" کے لوگ ہوتے ہیں۔ اسی طرح آپؐ نے دجال کی شکل و صورت بھی بیان فرمادی ہے کہ اس کی داہنی آنکھ کانی ہوگی، جیسے پھولا ہوا انگور۔ آپؐ فرماتے ہیں مجھے کعبہ کے پاس خواب میں دکھلایا گیا کہ ایک بہت گندمی رنگ والے جن کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے دو شخصوں کے مونڈھوں پر ہاتھ رکھے طواف کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ تو مجھے بتلایا گیا کہ یہ مسیح بن مریم ہیں۔ میں نے ان کے پیچھے ہی ایک شخص کو دیکھا جس کی داہنی آنکھ کانی تھی، ابن قطن سے بہت ملتا جلتا تھا۔ سخت الجھے ہوئے بال تھے۔ وہ بھی دو شخصوں کے مونڈھوں پر ہاتھ رکھے بیت اللہ کا طواف کر رہا ہے۔ میں نے کہا یہ کون ہے؟ کہا گیا یہ مسیح دجال ہے۔ بخاری کی اور روایت میں حضرت عبداللہؓ سے مروی ہے کہ خدا کی قسم حضورؐ نے حضرت عیسیٰؑ کو سرخ رنگ کا نہیں بتلایا بلکہ آپؐ نے گندمی رنگ کا بتلایا ہے۔ ﴿تفسیر ابن کثیر﴾

وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ

اور جتنے اہل کتاب ہیں سب کے سب اُس پر ایمان لاویں گے اس کے

مَوْتِهٖ ج وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿١٥٩﴾

مرنے سے پہلے ف۱ اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ بنے گا

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ

الغرض یہود کی شرارتوں کی وجہ سے ہم نے حرام کر دیں ان پر

طَيِّبٰتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

بہتیری پاک چیزیں جو ان کے لئے حلال تھیں اور نیز اس وجہ سے کہ اللہ کے راستے سے

كَثِيْرًا ﴿١٦٠﴾ وَّأَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَأَكْلِهِمْ

روکتے تھے! اور ان کے سود لینے کی وجہ سے حالانکہ ان کو اس کی ممانعت کر دی گئی تھی

أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ط وَأَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ

اور نیز ان کے لوگ کا مال ناحق کھانے پر! ف۲ اور ہم نے تیار کر رکھا ہے ان میں سے کفر پر جمے رہنے والوں کے

مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيْمًا ﴿١٦١﴾ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ

واسطے دردناک عذاب لیکن ان میں جو لوگ علم میں پائے گاہ رکھتے ہیں ف۳

مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا

اور مسلمان لوگ سب ایمان لاتے ہیں اس کتاب پر جو تجھ پر اتری اور اس پر جو

أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ

تجھ سے پہلے اتریں اور آفرین ہے نماز پڑھنے والوں کو اور وہ زکوٰۃ دیتے ہیں

ف۱ جب کہ عالم برزخ نظر آنے لگتا ہے گو اس وقت کی تصدیق نافع نہیں مگر ان کا جھوٹ ظاہر ہونے کے لئے تو کافی ہے تو اس سے اگر ابھی ایمان لے آویں تو نافع ہو جائے۔

ف۲: جرائم اور گناہوں کی وجہ سے جو بعض پاکیزہ چیزیں یہود پر حرام ہوئیں ان کی تحریم سب کے لئے عام تھیں گو بعض نیک لوگ جرائم سے محفوظ بھی تھے۔ کیونکہ بہت سی حکمتوں کی وجہ سے عادۃ اللہ یوں ہی جاری ہے جیسا کہ قرآن میں اس کی طرف اشارہ بھی ہے۔ واتقوا فتنة لا تصيبن الخ ایسے عذاب سے بچتے رہو جو تم میں سے فقط گناہگاروں ہی کو نہ پہنچے گا (بلکہ سب کو عام ہو جائے گا) اور حدیث میں ہے کہ بڑا مجرم وہ ہے جس کے بے ضرورت سوال کرنے سے زمانہ وحی میں کوئی شے سب کے لئے حرام ہو جائے اور شریعت محمدیہ میں جو چیزیں حرام ہیں وہ کسی جسمانی یا روحانی ضرر کی وجہ سے حرام ہیں کہ اس اعتبار سے وہ پاکیزہ اور طیب کہے جانے کے لائق نہیں ہیں پس طیبات نافعہ کا حرام ہونا عذاب اور سیاست ہے اور مضر چیزوں کا حرام ہونا رحمت وحفاظت ہے

ف۳ یعنی اس کے موافق عمل کرنے پر مضبوط ہیں اور اسی پختگی نے ان پر حق کو واضح اور حق بات قبول کر لینے کو آسان کر دیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن سلامؓ و اسیدؓ و ثعلبہؓ اور جوان کی مثل ہیں مراد ہیں۔

الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِؕ اُولٰٓئِكَ

اور اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں! ایسے ہی لوگ ہیں

سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿١٦٢﴾ اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ

جن کو ہم بڑا اجر دیں گے ہم نے تیری جانب وحی بھیجی ہے جس طرح

اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ

وحی بھیجی تھی نوح اور ان نبیوں کی جانب جو ان کے بعد ہوئے

اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ

اور ہم نے بھیجی تھی ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب

وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ

اور ان کی اولاد اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون

وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿١٦٣﴾ ۚ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ

اور سلیمان کی جانب اور ہم نے داؤد کو زبور دی! اور ہم نے بھیجے کتنے پیغمبر جن کا حال

عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ؕ

ہم تجھ سے بیان کر چکے پہلے ہی اور کتنے رسول ہیں جن کا حال تجھ کو نہیں سنایا

وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ﴿١٦٤﴾ ۚ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ

اور باتیں کیں اللہ نے موسیٰ سے بول کر! وا یہ سب رسول خوشی سنانے والے

وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ

اور ڈرانے والے تھے تاکہ نہ باقی رہے لوگوں کا اللہ پر کوئی الزام

ع ۲۲ / ۱۰ خلاصہ رکوع ۲۱

۲ یہود ونصاریٰ کے جرائم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کا واقعہ بیان کیا گیا اور اہل کتاب کی خودسوزی ظلم اور حق سے عناد اور حرام خوری کا تذکرہ ہے۔

ف۱ انبیاء و رسل کی تفصیل:

☆ مشہور حدیث حضرت ابوذرؓ کی ہے جو تفسیر ابن مردویہ میں یوں ہے کہ آپ نے پوچھا یا رسول اللہ! انبیاء کتنے ہیں؟ فرمایا، ایک لاکھ چوبیس ہزار! میں نے پوچھا، ان میں سے رسول کتنے ہیں؟ فرمایا، تین سو تیرہ! بہت بڑی جماعت۔ میں نے دریافت کیا، سب سے پہلے کون سے ہیں؟ فرمایا، آدمؑ! میں نے کہا، کیا وہ بھی رسول تھے؟ فرمایا، ہاں اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، پھر ان میں اپنی روح پھونکی، پھر درست اور ٹھیک ٹھاک کیا۔ پھر فرمایا، اے ابوذرؓ! چار سریانی ہیں، آدمؑ، شیثؑ، نوحؑ اور خنوخؑ، جن کا مشہور نام ادریسؑ ہے۔ انہی نے پہلے قلم سے خط لکھا۔ چار عربی ہیں، ہودؑ، صالحؑ، شعیبؑ اور تمہارے نبیؐ۔ اے ابوذرؓ! بنو اسرائیل کے پہلے نبی (حضرت) موسیٰؑ ہیں اور آخری (حضرت) عیسیٰؑ ہیں۔ تمام نبیوں میں سب سے پہلے نبی (حضرت) آدمؑ ہیں۔ اور سب سے آخری نبی تمہارے نبیؐ ہیں۔ اس پوری حدیث کو جو بہت طویل ہے، حافظ ابو حاتمؒ نے اپنی کتاب الانواع والتقاسیم میں روایت کیا ہے، جس پر صحت کا نشان دیا ہے۔ (گلدستہ تفاسیر)

بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿١٦٥﴾ لٰكِنِ اللّٰهُ

رسولوں کے بعد! اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔ف۱ لیکن اللہ

يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ

شاہد ہے کہ جو کچھ اس نے تجھ پر اتارا ہے اپنے علم سے اُتارا ہے! اور فرشتے

يَشْهَدُوْنَ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿١٦٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

بھی شاہد ہیں اور اللہ ہی شاہد کافی ہے۔ جو لوگ

كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًا

منکر ہوئے اور انہوں نے اللہ کی راہ سے دوسروں کو روکا وہ بھٹک کر دور

بَعِيْدًا ﴿١٦٧﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ

جا پڑے بے شک جنہوں نے کفر اور ظلم کیا ہے اللہ ہر گز ہر گز

لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ﴿١٦٨﴾ اِلَّا طَرِيْقَ

ان کو نہ بخشے گا اور نہ ان کو راہ راست ہی دکھاوے گا! مگر

جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ

دوزخ کا راستہ جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ پڑے رہیں گے! اور ایسا کرنا

يَسِيْرًا ﴿١٦٩﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ

اللہ پر آسان ہے لوگو! تمہارے پاس یہ رسول آیا تمہارے رب کی

مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَكْفُرُوْا

حق بات لے کر تو ایمان لے آؤ ف۲ کہ تمہارا بھلا ہو! اور اگر نہ مانو گے تو ف۳

ف۱ انبیائے کرام جن کے اسماء قرآن میں مذکور ہیں:
جن انبیاء کرامؑ کے نام قرآن کے لفظوں میں آگئے ہیں یہ ہیں۔ آدم علیہ السلام، ادریس علیہ السلام، نوح علیہ السلام، ہود علیہ السلام، صالح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، لوط علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام، یوسف علیہ السلام، شعیب علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، ہارون علیہ السلام، یونس علیہ السلام، داؤد علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام، الیسع علیہ السلام، زکریا علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، یحیٰ علیہ السلام، اور بقول اکثر مفسرین ذوالکفل (اور ایوبؑ اور الیاس علیہ السلام) اوران سب کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ۔ اور بہت سے ایسے رسول بھی ہیں جن کا ذکر قرآن میں نہیں کیا گیا۔ (تفسیر ابن کثیر)

ف۲ یعنی اس سچے دعوے اور سچی دلیل کا تو مقتضا یہ ہے کہ تم ان پر اور جو احکام یہ بتلائیں سب پر یقین رکھو جو پہلے سے یقین لائے ہوئے ہیں وہ اس پر قائم رہیں اور جو نہیں لائے وہ اب اختیار کر لیں کیونکہ نجات اسی سے ہوگی۔۱۲

ف۳ یعنی اگر انکار کرو گے تو تمہارا ہی نقصان ہے خدا تعالیٰ کا کوئی نقصان نہیں کیونکہ ایسے بڑے عظیم الشان مالک وقادر کو تم کیا نقصان پہنچا سکتے ہو مگر اپنی خیر منالو۱۲

فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا

اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے! اور اللہ سب کچھ جانتا ہے

حَكِیْمًا ﴿۱۷۰﴾ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِكُمْ وَ لَا تَقُوْلُوْا

حکمت والا ف۱ اے اہل کتاب حد سے نہ گزر جاؤ اپنے دین کی باتوں میں اور مت بولو

عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا الْمَسِیْحُ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ

اللہ کی نسبت مگر حق بات! بس عیسیٰ مسیح مریم کا بیٹا

رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ كَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَاۤ اِلٰى مَرْیَمَ وَ رُوْحٌ

اللہ کا رسول ہے اور اس کا حکم ہے جو مریم کی طرف کہلا بھیجا تھا اور اسکی جانب سے خاص روح ہے!

مِّنْهُ ؗ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ۫ۚ وَ لَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ

تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور نہ کہو کہ

اِنْتَهُوْا خَیْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗۤ

خدا تین ہیں! باز آ جاؤ کہ یہ تمہارے لئے بہتر ہے! بس اللہ ہی اکیلا معبود ہے! وہ اس سے پاک ہے

اَنْ یَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی

کہ اس کی کچھ اولاد ہو! ف۲ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

الْاَرْضِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِیْلًا ﴿۱۷۱﴾ ۧ لَنْ یَّسْتَنْكِفَ

اور جو کچھ زمین میں ہے! اور اللہ ہی کام بنانے والا کافی ہے

الْمَسِیْحُ اَنْ یَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَ لَا الْمَلٰٓىِٕكَةُ

مسیح کو تو اس بات سے ہرگز عار نہیں کہ وہ اللہ کا بندہ ہو اور نہ فرشتوں کو

ف۱ صدائے عام:
آپ کی اور آپ کی کتاب کی تصدیق اور آپ کے مخالفین یعنی اہل کتاب کی تغلیط اور تضلیل بیان فرما کر اب عام سب لوگوں کو منادی کی جاتی ہے کہ اے لوگو ہمارا رسول سچی کتاب اور سچا دین لے کر تمہارے پاس پہنچ چکا اب تمہاری خیریت اسی میں ہے کہ اس کی بات مانو اور نہ مانو گے تو خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے اور تمہارے تمام احوال اور افعال سے خبردار ہے تمہارے اعمال کا پورا حساب و کتاب ہو کر اس کا بدلہ ملے گا۔ فائدہ اس ارشاد سے بھی صاف معلوم ہو گیا کہ وحی جو پیغمبر پر نازل ہو اس کا ماننا فرض اور اسکا انکار کفر ہے۔

ف۲ حضرت عیسیٰ" کو" روح اللہ" کہنا:
آپ کا روح اللہ کہنا ایسا ہی ہے جیسے ناقۃ اللہ اور بیت اللہ کہا گیا ہے۔ یعنی صرف شرافت کے اظہار کے لئے اپنی طرف نسبت کی۔ حدیث میں بھی ہے کہ میں اپنے رب کے پاس اس کے گھر میں جاؤں گا۔ ﴿تفسیر ابن کثیرؒ﴾

خلاصہ رکوع ۲۳
ع ۲۳ ۹ ۳ نزول وحی کے تسلسل کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت سابقہ انبیاء کی دعوت کا تسلسل ہے اور کوئی نئی اور انوکھی چیز نہیں ہے۔ لہٰذا ان کی فرمانبرداری کرو' پھر اہل کتاب کو دین میں غلو کرنے سے روکا گیا اور نصرانیوں کو تثلیث چھوڑ کر توحید اپنانے کی دعوت دی گئی ہے۔

الْمُقَرَّبُوْنَ ۭ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ

عار ہے جو مقرب ہیں! جو کیناوے اللہ کی تابعداری سے اور بڑائی کی لے

فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿١٧٢﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

تو اللہ ان سب کو اپنی طرف کھینچ بلائے گا پھر جولوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے وا

الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ

تو ان کو پورا دے دے گا ان کے ثواب اور ان کو زیادہ دے گا اپنے

فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ

فضل سے! اور جو عار رکھتے اور بڑائی کی لیتے ہیں تو ان کو دردناک

عَذَابًا اَلِيْمًا ڏ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

عذاب کی سزا دے گا! اور وہ نہ پاویں گے اپنے لئے اللہ کے

وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿١٧٣﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمْ بُرْهَانٌ

سوا کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار۔ لوگو! تمہارے پاس پہنچ چکی تمہارے

مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿١٧٤﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ

پروردگار کی جانب سند و دلیل اور ہم نے تمہارے جانب اُتار دیا جگمگاتا ہوا نور ف۲ تو

اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ

جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور اس کو مضبوط پکڑ لیا تو وہ ان کو عنقریب

رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا

اپنی خاص رحمت اور فضل میں لے لے گا اور ان کو دکھاوے گا اپنے تک پہنچنے کا سیدھا

ف۱ بظاہر شبہ ہوگا کہ ان لوگوں کو خدا کی عبادت سے تو عار و تکبر نہ تھا بلکہ خود قرآن کے منجانب اللہ ہونے اور حضور کے رسول ہونے میں کلام تھا جواب یہ ہے کہ ان لوگوں کے مجموعی حالات سے یہ ثابت ہے کہ ان پر حق واضح ہو گیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اولاد سے زیادہ پہچانتے تھے یعرفونہ کما یعرفون ابناء ھم مگر حضور کا اتباع ان کو ناگوار تھا اور آپ کا اتباع فرض ہے اور ہر فرض عبادت ہے پس آپ کے اتباع سے عار ہونا یقیناً عبادت الٰہی سے عار ہے۔

ف۲ نور سے کیا مراد ہے؟

اور نور سے مراد قرآن مجید (روح) جیسا کہ سورۂ مائدہ کی اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے قد جاء کم من اللہ نور وکتب مبین۔ یعنی تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک روشن چیز آئی ہے۔ اور وہ ایک کتاب واضح یعنی قرآن ہے۔ (بیان القرآن) اس آیت میں جس کو نور کہا گیا ہے آگے اسی کو کتاب مبین کہا گیا، یہاں یہ شبہ نہ کیا جائے کہ عطف تو تغائر کو چاہتا ہے لہٰذا نور اور کتاب ایک چیز نہیں ہو سکتے۔ اس لئے کہ تغائر عنوان کا کافی ہے، اگرچہ مصداق اور معنون ایک ہی ہے۔

(روح)

خاصیت: آیت ۱۷۴۔۱۷۵ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

مُّسْتَقِيْمًا ﴿١٧٥﴾ يَسْتَفْتُوْنَكَ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ۭ

راستہ وہ تجھ سے فتویٰ مانگتے ہیں! کہہ دے کہ اللہ تم کو حکم دیتا ہے کلالہ کے بارے میں!

اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا

اگر کوئی ایسا مرد مر گیا جس کے اولاد نہ ہو اور اس کے صرف ایک بہن ہو

نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا

تو بہن کو اس کے ترکہ کا آدھا! اور وہ بھائی اس بہن کا وارث ہے اگر اس کے

وَلَدٌ ۭ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ۭ

کوئی اولاد نہ ہو! پھر اگر بہنیں دو ہوں تو ان کو دو تہائی سارے ترکہ کا!

وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَاۗءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ

اور اگر کئی بھائی بہن ہوں کچھ مرد اور کچھ عورتیں تو مرد کا

حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ۭ وَاللّٰهُ

حصہ عورت کے دو حصہ کے برابر! اللہ تم سے کھول کر حکم بیان کرتا ہے تا کہ نہ بہکو اور اللہ

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١٧٦﴾ ع

ہر چیز جانتا ہے! ف۱

سُوْرَةُ الْمَآئِدَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّسِتَّةَ عَشَرَ رُكُوْعًا

سورہ مائدہ مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں ایک سو بیس آیتیں اور سولہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

ف۱ شانِ نزول:

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں، میں اپنی بیماری میں بے ہوش پڑا تھا، جو خدا کے رسول ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے آپ ﷺ نے وضو کیا اور وہ پانی مجھ پر ڈالا جس سے مجھے افاقہ ہوا اور میں نے کہا حضور! وارثوں کے لحاظ سے میں کلالہ ہوں میری میراث کیسے بٹے گی؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت فرائض نازل فرمائی۔ ﴿بخاری و مسلم﴾

خلاصہ رکوع ۲۴

حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود بندگی کا اقرار کرتے تھے تو اہل کتاب کیوں اس کا انکار کرتے ہیں۔ آخر سورہ میں قانون وراثت کا ایک مسئلہ ذکر فرمایا گیا۔

سورۂ مائدہ کا نزول:

☆ حضرت اسماء بنتِ یزید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی عضباء کی نکیل تھامے ہوئی تھی کہ آپ ﷺ پر سورۂ مائدہ پوری نازل ہوئی قریب تھا کہ اس بوجھ سے اونٹنی کے بازو ٹوٹ جائیں (مسند احمد) اور روایت میں ہے کہ اس وقت آپ ﷺ سفر میں تھے وحی کے بوجھ سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا اونٹنی کی گردن ٹوٹ گئی (ابن مردویہ) اور روایت میں ہے کہ جب اونٹنی کی طاقت سے زیادہ بوجھ ہو گیا تو حضور ﷺ اس پر سے اتر گئے۔ (مسند احمد) کی روایت میں ہے کہ سب سے آخری سورۃ جو حضور ﷺ پر اتری وہ سورۃ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ الخ ہے۔

١٢

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۬ؕ اُحِلَّتْ لَكُمْ

ایمان والو پورے کرو قرار! ف۱ حلال کر دیئے گئے تمہارے لئے چوپائے

بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّى

مواشی اس کے سوا جو تم کو آگے سنائے جاویں گے مگر شکار حلال نہ سمجھنا اس حال

الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ۝ يٰۤاَيُّهَا

میں کہ تم احرام باندھے ہوئے ہو! بیشک اللہ حکم فرماتا ہے جو چاہے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ

ایمان والو بے توقیری نہ کرو اللہ کے دینی آداب کی ف۲ اور نہ حرمت والے مہینے کی اور نہ قربانی کے جانور کی جو مکہ کو جاویں

وَلَا الْهَدْىَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَاۤ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ

اور نہ ان نیاز کے جانوروں کی جن کے گلے میں پٹے پڑے ہوئے ہوں اور نہ ان لوگوں کی

يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ؕ وَاِذَا حَلَلْتُمْ

جو عزت والے گھر کو جا رہے ہوں کہ طلب گار ہوں اپنے رب کے فضل اور خوشنودی کے اور جب تم احرام سے باہر

فَاصْطَادُوْا ؕ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ

آ جاؤ تو شکار کر لو! اور تم کو آمادہ نہ کرے ایک قوم کی دشمنی اس وجہ سے کہ تم کو انہوں نے روک دیا تھا

عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا

عزت والی مسجد سے اس پر کہ تم زیادتی کرو اور ایک دوسرے کے

عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ

مدد گار بنو نیک اور پرہیز گاری کے کاموں میں! اور ایک دوسرے کی مدد نہ کرو

ف۱ سب سے آخری سورۃ: حضرت جبیرؓ بن نفیر فرماتے ہیں کہ میں حج کے لئے گیا وہاں حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھ سے فرمایا تم سورۃ مائدہ پڑھا کرتے ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ فرمایا سنو سب سے آخر یہی سورۃ نازل ہوئی ہے، اس میں جس چیز کو حلال پاؤ حلال ہی سمجھو اور اس میں جس چیز کو حرام پاؤ حرام ہی جانو۔ (تفسیر ابن کثیر)

ف۲ سبب نزول:

اس آیت کے نزول کا سبب چند واقعات ہیں۔ ایک واقعہ حدیبیہ کا ہے جس کی تفصیل قرآن نے دوسری جگہ بیان فرمائی ہے۔ وہ یہ کہ ہجرت کے چھٹے سال میں رسول کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے ارادہ کیا کہ عمرہ کریں۔ آنحضرت ﷺ ایک ہزار سے زائد صحابہؓ کے ساتھ احرام عمرہ باندھ کر بقصد مکہ معظمہ روانہ ہوئے۔ مکہ کے قریب مقام حدیبیہ میں پہنچ کر مکہ والوں کو اطلاع دی کہ ہم کسی جنگ یا جنگی مقصد کے لئے نہیں بلکہ صرف عمرہ کرنے کے لئے آ رہے ہیں۔ ہمیں اس کی اجازت دو۔ مشرکین مکہ نے اجازت نہ دی۔ اور بڑی سخت اور کڑی شرطوں کے ساتھ یہ معاہدہ کیا کہ اس وقت سب اپنے احرام کھول دیں اور واپس جائیں۔ آئندہ سال عمرہ کے لئے اس طرح آئیں کہ ہتھیار ساتھ نہ ہوں۔ صرف تین روز ٹھہریں۔ اور عمرہ کر کے چلے جائیں۔ اور بھی بہت سی ایسی شرائط تھیں جن کا تسلیم کر لینا بظاہر مسلمانوں کے وقار و عزت کے منافی تھا۔ رسول کریم ﷺ کے حکم پر سب مطمئن ہو کر واپس ہو گئے۔ پھر ۷ ھ میں دوبارہ ماہ ذی قعدہ میں انہیں شرائط کی پابندی کے ساتھ یہ عمرہ قضا کیا گیا۔

خاصیت: سورہ انعام پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَالْعُدْوَانِ ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۖ إِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٢﴾

گناہ اور زیادتی پر! اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ

تم پر حرام کر دیا گیا مردار اور خون اور سؤر کا گوشت

وَمَآ أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ

اور جس چیز پر کہ نام پکارا جائے اللہ کے سوا کا اور جو جانور گلا گھٹنے سے اور جو چوٹ سے مر گیا

وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا

اور جو گر کر مر گیا اور جو سینگ لگ کر مرا اور جس کو کھایا پھاڑنے والے درندے نے مگر ہاں

ذَكَّيْتُمْ ۚ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوْا

جس کو (مرنے سے پہلے) تم نے ذبح کر لیا ہو اور نیز جو کسی تھان پر ذبح کیا گیا ہو

بِالْأَزْلَامِ ۚ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ۗ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور یہ کہ باہم تقسیم کرو پانسے ڈال کر! یہ سب گناہ کے کام ہیں آج نا امید ہو گئے کافر

مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۚ اَلْيَوْمَ

تمہارے دین کی طرف سے سو تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ہی ڈرو! ف۱ آج میں

أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ

کامل کر چکا تمہارے لئے تمہارا دین اور پورا کر چکا تم پر اپنا احسان اور پسند کر چکا

لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ

تمہارے لئے دین اسلام کو! ف۲ پھر جو بے قرار ہو جاوے بھوک میں کہ گناہ

ع

ف۱ شانِ نزول:

یہ آیت ہجرت کے دسویں سال حجۃ الوداع کے یوم عرفہ میں رسول کریم ﷺ پر نازل ہوئی۔ جبکہ مکہ اور تقریباً سارا عرب فتح ہو چکا تھا۔ پورے جزیرۃ العرب پر اسلامی قانون جاری تھا۔ اس پر فرمایا کہ اب سے پہلے جو کفار یہ منصوبے بنایا کرتے تھے کہ مسلمانوں کی جماعت ہمارے مقابلہ میں کم بھی ہے اور کمزور بھی ان کو ختم کر دیا جائے۔ اب نہ اُن میں یہ حوصلے باقی رہے نہ ان کی وہ طاقت رہی۔ اس لئے مسلمان اُن سے مطمئن ہو کر اپنے رب کی اطاعت و عبادت میں لگ جائیں۔

ف۲ قرآن کی آخری آیت کا نزول رحمتوں کے سایہ میں

الیوم اکملت اس آیت کے نزول کی خاص شان ہے عرفہ کا دن ہے جو تمام سال کے دنوں میں سید الایام ہے اور اتفاق سے یہ عرفہ جمعہ کے دن واقع ہوا جس کے فضائل معروف ہیں مقام میدان عرفات جبل رحمت کے قریب ہے جو عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے نزول رحمت کا خاص مقام ہے وقت عصر کے بعد کا ہے جو عام دنوں میں بھی مبارک وقت ہے اور خصوصاً یوم جمعہ میں قبولیت دعا کی گھڑی بہت سی روایات کے مطابق اسی وقت آتی ہے اور عرفہ کے روز اور زیادہ خصوصیت کے ساتھ دعائیں قبول ہونے کا خاص وقت ہے۔

حج کیلئے مسلمانوں کا سب سے بڑا عظیم اجتماع ہے جس میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ صحابہ کرامؓ شریک ہیں رحمۃ للعالمین صحابہ کرامؓ کے ساتھ جبل رحمت کے نیچے اپنی ناقہ "عضباء" پر سوار ہیں اور حج کے سب سے بڑے رکن یعنی وقوف عرفات میں مشغول ہیں۔ ان فضائل و برکات اور رحمتوں کے سایہ میں یہ آیت کریمہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتی ہے صحابہ کرامؓ کا بیان ہے کہ جب آپ پر یہ آیت بذریعہ وحی نازل ہوئی تو حسب دستور وحی کا ثقل اور بوجھ اتنا محسوس ہوا کہ اونٹنی اس سے دبی جا رہی تھی یہاں تک کہ مجبور ہو کر بیٹھ گئی۔ (معارف القرآن)

مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يَسْـَٔلُوْنَكَ

کی طرف اس کا میلان نہ ہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے وہ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ

مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ۭ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا

ان کے لئے کیا کیا حلال ہے کہہ دے کہ تمہارے لئے تمام ستھری چیزیں حلال کر دی گئی ہیں

عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا

اور جو شکاری جانور تم نے سدھار رکھے ہوں دوڑانے کو کہ ان کو سکھا دو جو اللہ نے تم کو سکھا رکھا ہے ف۱

عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۡ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا

تو کھالو اس شکار میں سے جو وہ تمہارے واسطے پکڑ رکھیں ف۲ اور

اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ

اس پر اللہ کا نام لو! ف۳ اور اللہ سے ڈرتے رہو! ف۴ بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے

الْحِسَابِ ۝ اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۭ وَطَعَامُ

آج تمہارے لئے سب پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئیں! اور اہل کتاب کا کھانا

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۠ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ

تمہارے لئے حلال ہے! ف۵ اور تمہارا کھانا انہیں حلال ہے!

لَّهُمْ ۡ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ

اور پاک دامن مسلمان عورتیں اور پاک دامن عورتیں

مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ

ان میں سے کہ جن کو تم سے پہلے کتاب دی جا چکی ہے (تمہارے واسطے حلال ہیں) بشرطیکہ ان کو

ف۱ وہ طریقہ یہ ہے کہ کتے کو یہ تعلیم دی جاوے کہ شکار کو پکڑ کر کھاوے نہیں اور باز کو تعلیم دی جاوے کہ جب اس کو بلاؤ گو شکار کے پیچھے جا رہا ہو فوراً چلا آوے۔ احادیث میں یہ طریقہ مذکور ہے۔ (تسہیل بیان)

ف۲ یہ تیسری شرط ہے سو اگر کتا اس شکار کو کھانے لگے یا باز بلانے سے نہ آئے تو سمجھا جائے گا کہ جب وہ مالک کے کہنے میں نہیں تو اس نے شکار بھی اس کے لئے نہیں پکڑا بلکہ اپنے لئے پکڑا ہے۔ (تسہیل بیان)

ف۳ یہ چوتھی شرط ہے یعنی جب شکار پر جانور چھوڑنے لگو تو چھوڑنے کے وقت بسم اللہ کہہ کر چھوڑو۔

ف۴ مسئلہ ایک پانچویں شرط امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ بھی ہے کہ وہ جانور اس شکار کو زخمی بھی کر دے قرآن میں لفظ جوارح اس کی دلیل ہے جس کا مادہ جرح ہے بمعنی زخمی کرنا۔ مسئلہ ایک طریقہ شکار کا تیر یا بھالہ وغیرہ سے ہے اس کا شکار بھی شرائط کے ساتھ حلال ہے اور بندوق کا شکار بدوں ذبح کے حلال نہیں اور یہاں ذکر صرف وحشی جانوروں کا ہے جو حلال جانور وحشی نہیں ہیں وہ بدوں ذبح کے حلال نہیں ہوتے اسی طرح اگر وحشی شکار پکڑنے کے بعد ذبح کی مہلت ملی وہ بھی بدوں ذبح کے حلال نہیں ہے۔ (تسہیل بیان)

ف۵ اور یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارے زمانہ میں اکثر نصاریٰ برائے نام عیسائی ہیں ایسوں کا حکم نصاریٰ کا سا نہیں اور یہی تقریر نکاح کے بارے میں بھی سمجھو اور یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ جب اہل کتاب کا ذبیحہ تک درست ہے اور ذبیحہ کے سوا اور کھانے دوسرے کفار کے بھی جائز ہیں تو کفار کے ساتھ مل کر کھانے پینے سے کیوں منع کیا جاتا ہے سو اس کی وجہ دوسرے مفاسد کا پیدا ہو جانا ہے۔

أُجُورَهُنَّ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ وَلَا مُتَّخِذِي

دے دو ان کے مہر قید نکاح میں لانے کو نہ کھلم کھلا بدکاری کرنے کو اور نہ چوری چھپے

أَخْدَانٍ ط وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ

آشنا بنانے کو! اور جو نہ مانے ایمان کی باتیں تو اس کا سب کیا کرایا

عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝٥ ع يَا أَيُّهَا

اکارت ہوا! اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہو گا اے

الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ

ایمان والو جب تم نماز کے واسطے کھڑے ہوؤ تو اپنے منہ

وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ

اور کہنیوں تک ہاتھ دھولیا کرو اور اپنے سر کا مسح کر لیا کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک (دھولو)

إِلَى الْكَعْبَيْنِ ط وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا ط وَإِنْ كُنْتُمْ

اور اگر تم کو جنابت ہو تو اچھی طرح پاک صاف ہوؤ! ف۱ اور اگر تم

مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ

بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی جائے

الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا

ضرور سے آوے یا تم نے عورتوں سے صحبت کی ہو پھر تم کو پانی میسر نہ ہو

صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ

تو قصد کرو پاک مٹی کا پھر اس سے مسح کر لو اپنے منہ اور ہاتھوں کا!

ع ۱ ۵

خلاصہ رکوع ۱

۵ ہر جائز عہد و وعدہ پورا کرنیکا حکم دیا گیا اور شعائر الٰہی کے احترام کا حکم دیا گیا اور جاہلیت میں جن غلط چیزوں کو صحیح سمجھا جاتا تھا ان کے حرام ہونے کی وضاحت ہے۔

ف۱ مسئلہ: عورت ہو یا مرد غسل میں ہر ایک کے لئے سر کے بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچانا واجب ہے ڈاڑھی کے اندر بھی پانی پہنچانا لازم ہے۔ امام مالکؒ کے نزدیک اور امام شافعیؒ کے ایک قول میں وضوء پر قیاس کرتے ہوئے داڑھی کے اندر پانی پہنچانا واجب نہیں۔ ہمارے نزدیک دونوں میں فرق یہ ہے کہ غسل میں طہارت مبالغہ کے ساتھ ہونی چاہیے۔ وضوء میں اس کی ضرورت نہیں۔
رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جلد کو خوب صاف کرو۔ حضرت علی کا بیان ہے کہ میں نے خود سنا رسول اللہ ﷺ فرمارہے تھے جس نے غسل جنابت میں بال برابر جگہ چھوڑ دی جس پر پانی نہ پہنچے تو اللہ اس کے ساتھ ایسا ایسا دوزخ سے کریگا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اسی وجہ سے میں نے اپنے بالوں سے دشمنی کرلی ہے۔ (رواہ ابوداؤد وابن ماجہ واسنادہ صحیح)

مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ

اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کسی طرح کی تنگی کرے لیکن چاہتا ہے

وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ

کہ تم کو پاک صاف رکھے اور تاکہ اپنا احسان تم پر پورا کر دے!

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝٦ وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

شاید تم احسان مانو اور یاد رکھو اللہ کا احسان جو تم پر ہوا اور اس کا

وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖۤ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا

وہ عہد و پیمان جو تم سے ٹھہر گیا ہے! جب تم نے کہا کہ ہم نے سنا

وَاَطَعْنَا ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝٧

اور قبول کر لیا! اور ڈرتے رہو اللہ سے! بیشک اللہ دلوں کی باتیں جانتا ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ

اے ایمان والو کھڑے ہو جایا کرو اللہ واسطے انصاف کی گواہی دینے کو!

بِالْقِسْطِ ۫ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا

اور لوگوں کی عداوت تم کو اس جرم کی باعث نہ ہو کہ تم

تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ

انصاف نہ کرو! ضرور انصاف کرو! انصاف ہی پرہیزگاری کے قریب ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو!

اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝٨ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

بیشک جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے باخبر ہے ف۱ اللہ نے وعدہ کر لیا ہے ان سے

ف۱ گواہی کی بعض اہم صورتیں: کسی بیمار کو ڈاکٹری سرٹیفکیٹ دینا کہ یہ ڈیوٹی ادا کرنے کے قابل نہیں یا نوکری کرنے کے قابل نہیں۔ یہ بھی ایک شہادت ہے۔ اگر اس میں واقعہ کے خلاف لکھا گیا تو وہ جھوٹی شہادت ہو کر گناہ کبیرہ ہو گیا۔

اسی طرح امتحانات میں طلباء کے پرچوں پر نمبر لگانا بھی ایک شہادت ہے۔ اگر جان بوجھ کر یا بے پروائی سے نمبروں میں کمی بیشی کر دی تو وہ بھی جھوٹی شہادت ہے۔ اور حرام اور سخت گناہ ہے۔

کامیاب ہونے والے فارغ التحصیل طلباء کو سند یا سرٹیفکیٹ دینا اس کی شہادت ہے کہ وہ متعلقہ کام کی اہلیت و صلاحیت رکھتا ہے۔ اگر وہ شخص واقع میں ایسا نہیں ہے تو اس سرٹیفکیٹ یا سند پر دستخط کرنے والے سب کے سب شہادت کاذبہ کے مجرم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اسمبلیوں اور کونسلوں وغیرہ کے انتخابات میں کسی امیدوار کو ووٹ دینا بھی ایک شہادت ہے۔ جس میں ووٹ دہندہ کی طرف سے اس کی گواہی ہے کہ ہمارے نزدیک یہ شخص اپنی استعداد اور قابلیت کے اعتبار سے بھی اور دیانت و امانت کے اعتبار سے بھی قومی نمائندہ بننے کے قابل ہے۔ اور تو اور لکھے پڑھے دیندار مسلمان بھی نااہل لوگوں کو ووٹ دیتے وقت کبھی یہ محسوس نہیں کرتے کہ ہم یہ جھوٹی گواہی دے کر مستحق لعنت و عذاب بن رہے ہیں۔

(معارف القرآن)

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۹

جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے کہ ان کے لئے مغفرت اور بڑا ثواب ہے

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝۱۰

اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی لوگ دوزخی ہیں ف۱

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ

اے ایمان والو یاد رکھو اللہ کا وہ احسان جو تم پر ہوا جب بعض لوگوں نے

قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ

ارادہ کیا کہ تم پر ہاتھ چلاویں تو اس نے روک دیا تم سے ان کے

عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱۱

ہاتھوں کو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور اللہ ہی پر مسلمانوں کو بھروسہ رکھنا چاہئے ف۲

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا

اور اللہ بنی اسرائیل سے عہد لے چکا ہے! اور ہم نے

مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ لَىِٕنْ

ان ہی میں کے بارہ سردار مقرر کئے اور اللہ نے فرمایا میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم

اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ

نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ دیتے رہو گے اور میرے پیغمبروں پر ایمان لاؤ گے

وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ

اور ان کی مدد کرو گے اور اللہ کو نیک قرض دیتے رہو گے ف۳ تو میں ضرور بالضرور

ف۱ اس آیت میں پوری مخالفت کرنے والوں کا حال ہے اور جو تھوڑا خلاف کرنے والے ہیں یعنی ایماندار ہیں مگر عمل اچھے نہیں ان کا حال دوسری نصوص میں ہے۔ ربط: اوپر تین چار آیتوں میں احکام شریعہ کا نعمت ہونا بیان کر کے بجا آوری کے لئے اس نعمت کی یاد دہانی فرمائی تھی جو کہ دینی نعمت تھی آگے ایک دینوی نعمت کی یاد دہانی فرماتے ہیں اس سے بھی مقصود وہی بجا آوری احکام کی تاکید ہے کیونکہ نعمت کا خیال کرنا منعم کی اطاعت کا محرک ہوتا ہے۔

خلاصہ رکوع ۲ ع ۲/۶

وضو غسل اور تیمم کا حکم وطریقہ سکھایا گیا اور پھر عہد اور عدل وتقویٰ پر قائم رہنے کا حکم دیا گیا آخر میں ایک خاص انعام کی یاد دہانی کرائی گئی اور توکل کا حکم عطا فرمایا گیا۔

ف۲ شروع سورت سے یہاں تک اکثر آیتوں میں ڈرنے کا حکم فرمایا ہے ایک جگہ لفظ خشیت سے باقی جگہ لفظ تقویٰ سے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خوف کو احکام بجالانے میں زیادہ دخل ہے چنانچہ ظاہر ہے۔

ف۳ یعنی علاوہ زکوٰۃ کے اور مصارف خیر میں بھی اخلاص کے ساتھ صرف کرتے رہو گے خیرات میں صرف کرنے کو مجازاً قرض اس لئے فرمادیا کہ جس طرح قرض لازم الاداء ہوتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ ضرور دیں گے۔

عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ

تم سے تمہارے گناہ دور کر دوں گا اور تم کو جنتوں میں داخل کروں گا

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ

جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی! پھر جو اس کے بعد تم میں سے کافر ہو گیا وہ

سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿١٢﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ

بیشک سیدھی راہ سے بھٹک گیا تو ان ہی لوگوں کے اپنے عہد توڑنے پر

لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ

ہم نے ان پر لعنت کی ؎۱ اور ان کے دل سخت کر دیئے وہ پھیرتے ہیں

الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا

لفظوں کو اپنی جگہ سے ؎۲ اور بھول گئے ایک بڑا حصہ اس نصیحت میں سے

بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا

جو ان کو کی گئی تھی اور تو ہمیشہ مطلع ہوتا رہتا ہے ان کی کسی نہ کسی خیانت پر سوائے

قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

ان میں کے چند آدمیوں کے تو معاف کر اور درگزر کر! بیشک اللہ احسان

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٣﴾ وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا

کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور جو لوگ اپنے آپ کو نصاریٰ کہتے ہیں ان سے بھی ہم نے

مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ

عہد و پیمان لیا تھا پھر وہ بھی بھول گئے ایک حصہ اس نصیحت سے جو ان کو کی گئی تھی! تو ہم نے

؎۱ بنی اسرائیل کو دو قسم کی سزا:

☆ بنی اسرائیل پر ان کی بدعملی اور سرکشی کی سزا میں دو طرح کے عذاب آئے۔ ایک ظاہری اور محسوس جیسے پتھراؤ یا زمین کا تختہ الٹ دینا وغیرہ جن کا ذکر قرآن کریم کی آیات میں مختلف مقامات پر آیا ہے دوسری قسم عذاب کی معنوی اور روحانی ہے کہ سرکشی کی سزا میں ان کے دل و دماغ مسخ ہو گئے۔ ان میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت نہ رہی۔ وہ اپنے گناہوں کے وبال میں مزید گناہوں میں مبتلا ہوتے چلے گئے۔

(معارف القرآن مفتی اعظم)

؎۲

بار بار گناہ سے دل سیاہ ہو جاتا ہے:

رسول کریم ﷺ نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ انسان جب اول کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے، جس کی برائی کو وہ ہر وقت ایسا محسوس کرتا ہے جیسے کسی صاف سفید کپڑے پر ایک سیاہ داغ لگ جائے وہ ہر وقت نظر کو تکلیف دیتا ہے۔ پھر اگر اس نے متنبہ ہو کر توبہ کر لی اور آئندہ گناہ سے باز آ گیا تو وہ نقطہ مٹا دیا جاتا ہے اور اگر اس نے پرواہ نہ کی بلکہ دوسرے گناہوں میں مبتلا ہوتا چلا گیا تو ہر گناہ پر ایک نقطہ سیاہ کا اضافہ ہوتا رہے گا۔ یہاں تک کہ اس کا صفحہ قلب ان نقطوں سے بالکل سیاہ ہو جائے گا۔ اس وقت اس کے قلب کی یہ حالت ہو جائے گی جیسے کوئی برتن اوندھا رکھا ہو کہ اس میں کوئی چیز ڈالی جائے تو فوراً باہر آ جاتی ہے۔ (معارف القرآن مفتی اعظمؒ)

الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ وَسَوْفَ

لگا دی ان کے آپس میں دشمنی اور کینہ قیامت کے دن تک! اور آخر کار

يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۴﴾ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ

اللہ ان کو جتا دے گا کہ وہ کیا کرتے رہے اے اہل کتاب

قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ

تمہارے پاس آچکا ہمارا رسول (یعنی محمد ﷺ) جو تم سے بیان کرتا ہے بہت کچھ باتیں

تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ؕ قَدْ

جو تم کتاب الٰہی میں سے چھپاتے رہے ہو اور بہت سی باتوں سے درگزر کرتا ہے! ول بیشک

جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ

تمہارے پاس آ چکی اللہ کی طرف سے روشنی اور روشن کتاب! جس کے ذریعے سے اللہ لے آتا ہے ان کو

مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ

جو اس کی رضامندی کے طلب گار ہوئے نجات کے راستوں پر اور ان کو نکالتا ہے

الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى

اندھیروں سے روشنی کی جانب اپنے حکم سے اور ان کو

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۶﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ

سیدھی راہ چلاتا ہے کچھ شک نہیں کہ وہ لوگ کافر ہو گئے

اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ

جنہوں نے کہا کہ مریم کا بیٹا مسیح وہی خدا ہے کہہ دے اچھا بھلا ایسا کون ہے جس کا

ول شانِ نزول:
ابن جریر نے عکرمہ کا بیان نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کچھ یہودی رجم (سنگسار کر دینے) کا حکم دریافت کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تمہارا سب سے بڑا عالم کون ہے (اس کو پیش کرو) یہودیوں نے ابن صوریا کی طرف اشارہ کیا۔ حضور ﷺ نے ابن صوریا کو اس خدا کی قسم دی جس نے موسیٰ پر توریت اتاری تھی اور بنی اسرائیل کے سروں پر طور کو اٹھا کر (توریت پر عمل کرنے کا) مضبوط وعدہ لیا تھا اور دریافت فرمایا کہ تمہاری کتاب میں رجم کی سزا ہے اگر ہے تو تم لوگوں نے اس کو کس طرح ترک کر دیا۔ ابن صوریا نے کہا۔ جب ہمارے اندر زنا کی کثرت ہوگئی (اور سنگسار کرنا دشوار ہوگیا)۔ تو ہم نے خود سو تازیانے مارنے اور سر مونڈنے کی سزا جاری کردی یہ سن کر حضور (ﷺ) نے رجم کا حکم دیدیا۔ اس پر اللہ نے آیت صراط مستقیم تک نازل فرمائی۔ (تفسیر مظہری)

یعنی آپ کی خوش اخلاقی کی یہ حالت ہے کہ جن امور کا تم اخفاء کرتے ہو اگر ان کے ظاہر کرنے میں کوئی شرعی مصلحت نہیں ہوتی صرف تمہاری تفضیح اور رسوائی ہی ہو تو باوجود اطلاع کے ان کو ظاہر نہیں فرماتے اور ظاہر ہے کہ ایسا علم نبوت کی دلیل ہے اور ایسی خوش اخلاقی جو لطافت قوۃ عملیہ کا شعبہ ہے اس دلیل کی موکد ہے غرض تمہاری دینی خیانتوں ہی کے متعلق جو آپ کا برتاؤ ہے وہی نبوت کی دلیل کافی ہے پھر ضرور تصدیق کرنا چاہئے۔ (تسہیل بیان)

اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ

اللہ کے آگے کچھ بھی زور چلے اگر اللہ ہلاک کر دینا چاہے مریم کے بیٹے

وَ اُمَّهٗ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ

مسیح اور اس کی ماں کو اور جتنے لوگ زمین میں ہیں سب کو! اور اللہ ہی کی سلطنت ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ

آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب میں پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے! ف۱

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۷﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ

اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور کہتے ہیں یہود

وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ

و نصاریٰ کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں! کہہ دے کہ

يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ يَغْفِرُ

پھر تم کو سزا کیوں دیا کرتا ہے تمہارے گناہوں پر! ف۲ کوئی نہیں بلکہ تم بھی بشر ہو اس کی مخلوق میں!

لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

اللہ بخش دے جس کو چاہے اور سزا دے جس کو چاہے! اور اللہ ہی کی ہے سلطنت آسمانوں

وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۫ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾ يٰۤاَهْلَ

اور زمین اور جو کچھ دونوں میں ہے سب میں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اے اہل

الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ

کتاب تمہارے پاس ہمارا رسول (یعنی محمد) آیا ہے جو تم سے احکام بیان کرتا ہے رسولوں کا توڑا

ف۱ یہ اس لئے بڑھا دیا کہ نصاریٰ کو عیسیٰ علیہ السلام کے بے باپ پیدا ہونے سے ان کے خدا ہونے کا شبہ ہوا تھا بتلا دیا کہ خدا تعالیٰ جس چیز کو جس طرح چاہیں پیدا کر دیں ان کو سب قدرت ہے تو عیسیٰ علیہ السلام کے بے باپ پیدا ہونے سے یا مردوں کے زندہ کرنے اور پرندہ مٹی سے بنا کر زندہ کر دینے سے ان کی خدائی کا شبہ نہ کرنا چاہئے یہ سب صورتیں خدا ہی کے پیدا کرنے کی ہیں وہی پیدا کرتا ہے عیسیٰ علیہ السلام صرف واسطہ تھے۔ (تسہیل بیان)

ف۲ اللہ اپنے پیاروں کو عذاب نہیں دیتا:

☆مسند احمد کی یہ حدیث ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہؓ کی ایک جماعت کے ساتھ راہ سے گزر رہے تھے ایک چھوٹا سا بچہ راہ میں کھیل رہا تھا۔ اس کی ماں نے جب دیکھا کہ ایک جماعت کی جماعت اسی راہ آ رہی ہے تو اسے ڈر لگا کہ بچہ روندن میں نہ آ جائے میرا بچہ میرا بچہ کہتی ہوئی دوڑی آئی اور جھٹ سے بچے کو گود میں اٹھا لیا۔ اس پر صحابہؓ نے کہا حضور ﷺ یہ عورت تو اپنے پیارے بچے کو کبھی بھی آگ میں نہیں ڈال سکتی۔
آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ بھی اپنے پیارے بندوں کو ہرگز جہنم میں نہیں لے جائے گا۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ

پڑنے کے بعد کبھی تم کہنے لگو کہ ہمارے پاس نہ کوئی خوشخبری سنانے والا آیا

وَّلَا نَذِيْرٍ ۫ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ

اور نہ ڈرانے والا! پس بے شک آ چکا تمہارے پاس خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا! اور اللہ

عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٩﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى

ہر چیز پر قادر ہے اور (یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ

لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ

اے قوم یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر ہوا کہ اس نے تم ہی میں

فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖۗ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ

پیغمبر بنائے اور تم کو بادشاہ کر دیا ف۱ اور تم کو وہ دیا جو دنیا جہان میں

اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٠﴾ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ

کسی کو بھی نہیں دیا بھائیو داخل ہو پاک زمین میں

الْمُقَدَّسَةَ الَّتِىْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا

جو تمہارے ہی تقدیر میں اللہ نے لکھ دی ہے ف۲ اور نہ پھرو

عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿٢١﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى

اپنی پیٹھ کی جانب ورنہ تم اُلٹے نقصان میں جا پڑو گے وہ بولے کہ اے موسیٰ

اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى

اس ملک میں تو بڑے زبردست لوگ ہیں! اور ہم تو وہاں ہرگز نہ جاویں گے جب تک کہ

ف۱ بنی اسرائیل کی بادشاہت:
ابن ابی حاتم نے حضرت ابو سعیدؓ خدری کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ بنی اسرائیل میں اگر کسی کے پاس خادم بیوی اور سواری ہوتی تھی تو اس کو بادشاہ کہا جاتا تھا۔ زید بن اسلم کی مرسل روایت، حضرت

ع ۳ ۷ ۸

خلاصہ رکوع ۳

یہود و نصاریٰ کے واقعات کو ذکر کر کے ان کے عہد کی خلاف ورزی کو بیان کیا گیا کہ اس خلاف ورزی پر تو میں ملعون و مردود ہو جاتی ہیں۔

ابو سعیدؓ کی مرفوع روایت کی تائید میں آئی ہے۔ عبدالرحمٰن حبلی کا بیان ہے۔ میرے سامنے ایک شخص نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے کچھ سوال کیا تھا اور عرض کیا تھا کیا ہم فقراء و مہاجرین میں سے نہیں ہیں۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا۔ کیا تیری بیوی ہے جس کے پاس تو رہتا ہے اس نے کہا جی ہاں فرمایا کیا تیرا مکان ہے جس میں تو رہتا ہے اس نے کہا جی ہاں! حضرت عبداللہؓ نے فرمایا پھر تو تو غنی ہے۔ اس شخص نے کہا میرا تو ایک خادم بھی ہے۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا پھر تو تو بادشاہ ہے۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ ارض کہنے کی وجہ:
حضرت قتادہ نے فرمایا کہ ملک شام پورا ارضِ مقدس ہے۔ اس زمین کو مقدس اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کا وطن اور مستقر رہا ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السلام لبنان کے پہاڑ پر چڑھے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابراہیم یہاں سے آپ نظر ڈالو، جہاں تک آپ کی نظر پہنچے گی ہم نے اس کو ارضِ مقدس بنا دیا۔ (معارف القرآن)

يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿۲۲﴾

وہ وہاں سے نکل نہ جاویں ہاں اگر وہ وہاں سے نکل جاویں تو ہم ضرور جا

قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا

داخل ہوں گے بول اٹھے دو مرد ڈر ماننے والوں میں سے جن پر اللہ کی مہربانی تھی کہ تم ان پر

ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ

حملہ کر کے دروازے میں تو گھس پڑو پھر جب تم دروازے میں گھس پڑے تو بلا شبہ تم ہی

غٰلِبُوْنَ ۬ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۳﴾

غالب رہو گے اور اللہ ہی پر بھروسہ رکھو اگر تم میں ایمان ہے

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا

وہ کہنے لگے کہ اے موسیٰ ہم تو کبھی بھی اس میں نہ جاویں گے جب تک کہ وہ دشمن

فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿۲۴﴾

اس میں رہیں گے ہاں تم اور تمہارا اللہ جاؤ پس دونوں لڑو! ہم تو یہیں بیٹھے ہیں ف۱

قَالَ رَبِّ اِنِّىْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِىْ وَاَخِىْ فَافْرُقْ

موسیٰ نے کہا کہ میرے پروردگار میرے بس کا کوئی نہیں مگر میری ذات اور میرا بھائی ف۲ (ہارون) سو فرق کیجو

بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ

ہم میں اور ان نافرمان لوگوں میں! اللہ نے فرمایا کہ اچھا تو وہ ملک

عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِى الْاَرْضِ ؕ

ان پر حرام ہوا چالیس برس! ملک میں سرمارتے پھریں گے! تو

ف۱ صحابہ کرام کی وفاداری:

☆غزوہ بدر میں نہتے اور بھوکے مسلمانوں کے مقابلہ پر ایک ہزار مسلح نوجوانوں کا لشکر آ کھڑا ہوا۔ اور رسول کریم ﷺ یہ دیکھ کر اپنے رب سے دعائیں فرمانے لگے۔ تو حضرت مقداد بن اسود صحابیؓ آگے بڑھے اور عرض کیا یا رسول اللہ خدا کی قسم ہے ہم ہرگز وہ بات نہ کہیں گے جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی۔ کہ فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ بلکہ ہم آپ ﷺ کے دائیں اور بائیں سے اور سامنے سے اور پیچھے سے مدافعت کریں گے۔ آپ بے فکر ہو کر مقابلہ کی تیاری فرمائیں۔

رسول کریم ﷺ یہ سن کر بے حد مسرور ہوئے۔ اور صحابہ کرامؓ میں بھی جوش جہاد کی ایک نئی لہر پیدا ہوگئی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ مقداد بن اسود کے اس کارنامہ پر مجھے بڑا رشک ہے کاش یہ سعادت مجھے بھی حاصل ہوتی۔ (معارف القرآن مفتی اعظم)

ف۲

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دُعاء:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سخت دلگیر ہو کر یہ دعا فرمائی۔ چونکہ تمام قوم کی عدول حکمی اور بزدلانہ عصیان کو مشاہدہ فرمارہے تھے۔ اس لئے دعا میں بھی اپنے اور اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کے سوا کہ وہ بھی نبی معصوم تھے اور کسی کا ذکر نہیں کیا۔ یوشع اور کالب بھی دونوں کے ساتھ تبعاً آگئے۔

فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٦﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ

نافرمان لوگوں پر کچھ افسوس نہ کریو اور (اے محمد ﷺ) ان کو

نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ

سنا دے آدم کے بیٹوں کے واقعی حالات ف۱ جب دونوں نے کچھ نیاز چڑھائی پس ان میں سے

مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ۭ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ۭ

ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی! تو قابیل لگا کہنے کہ میں تجھ کو ضرور مار

قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٢٧﴾ لَىِٕنْۢ بَسَطْتَّ

ڈالوں گا! ہابیل بولا کہ اللہ تو صرف پرہیز گاروں سے قبول فرماتا ہے اگر تو

اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ

مجھ پر ہاتھ چلاوے گا میرے قتل کرنے کے ارادہ سے تو میں تو قتل کرنے کے لئے

لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٨﴾ اِنِّىْٓ

تجھ پر اپنا ہاتھ چلانے والا ہوں نہیں! میں تو اللہ رب العلمین سے ڈرتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں

اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ

کہ تو ہی میرا اور اپنا دونوں کا گناہ سمیٹے اور دوزخیوں میں ہو

النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٩﴾ فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ

جاوے! اور یہی ظالموں کی سزا ہے غرض قابیل کو اس کے نفس نے

قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٣٠﴾

راضی کر دیا اپنے بھائی کے قتل کر دینے پر آخر کار اس کو مار ڈالا اور خود ہی گھاٹے میں آ گیا۔

ع ۴ ۷ ۸

خلاصہ رکوع ۴

بنی اسرائیل کی سرکشیوں کی دلیل میں ایک قصہ بیان کیا گیا اور ان کے انکار جہاد پر سزا سنائی گئی۔

وقف لازم

ف۱ ہابیل قابیل کا قصہ اور اُس کے نتائج:

یعنی آدم کے دو صلبی بیٹوں قابیل و ہابیل کا قصہ انکو سناؤ۔ کیونکہ اس قصہ میں ایک بھائی کے دوسرے بھائی کی مقبولیت اور تقویٰ پر حسد کرنے اور اسی غیظ میں اسکو ناحق قتل کر ڈالنے کا ذکر ہے اور ناحق خون کرنے کے عواقب بیان کئے ہیں۔ (نصف) پچھلے رکوع میں یہ بتلایا تھا کہ بنی اسرائیل کو جب یہ حکم دیا گیا کہ ظالموں اور جابروں سے قتال کرو تو خوف زدہ ہوکر بھاگنے لگے۔ اب ہابیل وقابیل کا قصہ سنانا اسکی تمہید ہے کہ متقی اور مقبول بندوں کا قتل جو شدید ترین جرائم میں سے ہے اور جس سے ان لوگوں کو بے انتہا تہدید وتشدید کیساتھ منع کیا گیا تھا اسکے لئے یہ ملعون ہمیشہ کیسے مستعد اور تیار نظر آتے ہیں۔ پہلے بھی کتنے نبیوں کو قتل کیا اور آج بھی خدا کے سب سے بڑے پیغمبر کے خلاف از راہِ بغض وحسد کیسے کیسے منصوبے گانٹھتے رہتے ہیں۔ گویا ظالموں اور شریروں کے مقابلہ سے جان چرانا اور بے گناہ معصوم بندوں کے خلاف قتل و اسر کی سازشیں کرنا، یہ اس قوم کا شیوہ رہا ہے (تفسیر عثمانی)

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبۡحَثُ فِى الۡاَرۡضِ لِيُرِيَهٗ كَيۡفَ

پھر اللہ نے بھیجا ایک کوا کہ زمین کریدنے لگا تاکہ اس کو دکھلاوے کہ کس طرح چھپائے

يُوَارِىۡ سَوۡءَةَ اَخِيۡهِ‌ ؕ قَالَ يٰوَيۡلَتٰٓى اَعَجَزۡتُ اَنۡ

اپنے بھائی کی نعش کو! بول اٹھا ہائے افسوس میں اس سے بھی گیا گزرا ہوا کہ

اَكُوۡنَ مِثۡلَ هٰذَا الۡغُرَابِ فَاُوَارِىَ سَوۡءَةَ اَخِىۡ‌ ۚ

ہوتا اس کوے ہی جیسا کہ چھپا دیتا

فَاَصۡبَحَ مِنَ النّٰدِمِيۡنَ ۛۚ ۝٣١ مِنۡ اَجۡلِ ذٰلِكَ ‌ۛۚ

اپنے بھائی کی نعش کو! پھر پچھتانے لگا ف۱ اسی وجہ سے

كَتَبۡنَا عَلٰى بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اَنَّهٗ مَنۡ قَتَلَ نَفۡسًۢا

ہم نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ جو کوئی کسی کو مار ڈالے بغیر کسی

بِغَيۡرِ نَفۡسٍ اَوۡ فَسَادٍ فِى الۡاَرۡضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ

جان کے عوض اور بغیر زمین میں فساد پھیلانے کے تو گویا اس نے تمام آدمیوں کو

جَمِيۡعًا ؕ وَمَنۡ اَحۡيَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحۡيَا النَّاسَ جَمِيۡعًا‌ ؕ

مار ڈالا! اور جس نے ایک مرتے کو بچا لیا تو گویا اس نے تمام لوگوں کو بچا لیا

وَلَقَدۡ جَآءَتۡهُمۡ رُسُلُنَا بِالۡبَيِّنٰتِ ثُمَّ اِنَّ كَثِيۡرًا مِّنۡهُمۡ

اور بیشک ان کے پاس لا چکے ہیں ہمارے رسول صاف صاف حکم پھر بھی بہتیرے

بَعۡدَ ذٰلِكَ فِى الۡاَرۡضِ لَمُسۡرِفُوۡنَ ۝٣٢ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيۡنَ

ان میں سے اس پر بھی ملک میں زیادتیاں کرتے پھرتے ہیں بس ان کی

ف۱ یہ ندامت بقول مفسرین قتل پر نہیں تھی تاکہ توبہ کا شبہ ہو بلکہ قتل پر جو مضرتیں پیش آئیں جیسے نعش کے دفن میں حیران رہنا اور کوے کی تعلیم کا محتاج ہونا بدن کا سیاہ ہو جانا جیسا کہ بعض نے لکھا ہے اور بدحواس ہو جانا وغیرہ اس پر نادم ہوا اور احقر کہتا ہے کہ اگر قتل ہی پر ندامت ہو تب بھی توبہ کا شبہ نہیں ہو سکتا کیونکہ ہر ندامت توبہ نہیں ہو سکتی بلکہ جس ندامت کے بعد معذرت و انکسار اور تدارک کی فکر بھی ہو وہ توبہ ہے یہ ندامت طبعی تھی جو عقل سے پیدا ہو جاتی ہے اس میں شرع اور تقویٰ کا کچھ دخل نہیں ربط: اوپر کے قصہ سے ایک تو یہ بات معلوم ہوئی کہ قابیل باوجودیکہ نبی زادہ تھا مگر یہ انتساب اس کے کچھ کام نہ آیا اس اعتبار سے تو یہ قصہ ماقبل کے مضمون کی دلیل ہے کہ بزرگوں اور پیغمبروں کے انتساب پر قناعت کر لینا بیہودہ بات ہے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ ناحق خون کرنا بڑا جرم ہے جس سے قابیل کیسے کیسے نقصانات میں مبتلا ہوا اس کی مناسبت سے آئندہ ایک مضمون بیان فرماتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ ناحق قتل کرنا نہایت مضر چیز ہے اس لئے ہم نے اس کی ممانعت تمام شریعتوں میں بہت اہتمام سے کی ہے۔ (تسہیل بیان)

يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا

سزا جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے اور فساد کی غرض سے زمین میں دوڑے دوڑے پھرتے ہیں ول یہی ہے کہ

اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ

ان کو قتل کر دیا جاوے یا وہ سولی چڑھا دیئے جاویں یا کاٹ دیئے جائیں ان کے ہاتھ اور پیر مخالف

مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْىٌ

جانب سے یا ان کو دیس نکالا دیا جاوے! یہ تو دنیا میں ان کی

فِى الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۳۳ اِلَّا

رسوائی ہوئی اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے مگر

الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا

جو لوگ توبہ کر لیں اس سے پہلے کہ تم ان پر قابو پاؤ تو جان لو کہ

اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۴ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ

بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو

وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِىْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ

اور ڈھونڈو اس تک وسیلہ اور جان لڑا دو اس کے راستہ میں تاکہ تم

تُفْلِحُوْنَ ۝۳۵ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِى

فلاح پاؤ جو لوگ کہ کافر ہیں ان کے پاس جو کچھ زمین میں ہے

الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ

اگر سب کا سب ہو اور اس کے ساتھ اتنا ہی اور بھی ہو کہ دیدیں اپنے چھڑوائی

ول شانِ نزول:
خرابطی نے مکارم الاخلاق میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا۔ قبیلہ عرینہ کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہوگئے (لیکن مدینہ کی آب و ہوا انکو موافق نہ آئی) ہاتھ پاؤں سوکھ گئے چہرے زرد پڑ گئے اور پیٹ بڑے ہوگئے۔ حضور ﷺ نے ان کو صدقہ کے اونٹوں کے ساتھ (پڑاؤ پر جنگل میں) رہنے کا حکم دیا تاکہ اونٹوں کا پیشاب اور دودھ پیا کریں (وہ چلے گئے) اور دودھ وغیرہ پی کر تندرست اور موٹے ہوگئے پھر رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو قتل کر کے اونٹوں کو ہنکا کر لے گئے اور مرتد ہوگئے۔ حضرت جبرئیلؑ نے آکر اطلاع دی اور (مشورہ دیا کہ کسی کو ان کا تعاقب میں روانہ کیجئے حضور ﷺ نے انکے پیچھے لوگوں کو روانہ کردیا۔ جبرئیلؑ نے یہ بھی کہا کہ آپ

ع ٥ ٩

خلاصہ رکوع ۵

ہابیل وقابیل کا قصہ اور اس سے اخذ شدہ عبرتیں ذکر کی گئیں کہ فرمانبرداری کا عہد توڑنے سے عقل سلب ہوجاتی ہے اور پھر ناحق قتل کی ممانعت کا بیان ہے اور اس کے ساتھ ڈکیتی اور رہزنی کی سزا کا ذکر ہے۔

ان الفاظ سے دعاء بھی کیجئے۔ اے اللہ بلاشبہ آسمان تیرا آسمان ہے۔ زمین تیری زمین ہے۔ مشرق تیرا اور مغرب تیرا ہی ہے۔ اللہ ان پر زمین کو باوجود فراخ ہونے کے تنگ کردے یہاں تک کہ تو ان کو میرے قابو میں دیدے آخر لوگ ان کو گرفتار کر کے لے آئے۔ اس پر یہ آیت اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ الخ اللہ نے نازل فرمائی۔

يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٣٦﴾

میں قیامت کے دن کے عذاب سے تب بھی وہ ان سے قبول نہ کیا جاویگا اور انکو دردناک عذاب

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ

ہونا ہے ف۱ وہ چاہیں گے کہ آگ سے نکل بھاگیں اور وہ تو وہاں سے نکل سکتے نہیں

مِنْهَا ۡ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿٣٧﴾ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ

اور ان کے لئے ہمیشگی کا عذاب ہے اور مرد چوری کرے تو اور عورت چوری کرے

فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ

تو کاٹ ڈالو ان کے ہاتھ سزا میں ان کے کرتوت کی! یہ سزا اللہ کی ٹھہرائی

اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٣٨﴾ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ

ہوئی ہے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے ف۲ پھر جس نے اپنے قصور پیچھے توبہ کر لی اور (عادت)

وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٣٩﴾

سنوار لی تو بیشک اللہ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے! بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ کی ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی!

يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي

وہ عذاب دے جس کو چاہے اور معاف کرے جسے چاہے! اور اللہ

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٤٠﴾ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ

ہر چیز پر قادر ہے ف۳ اے پیغمبر ان کی وجہ سے تو

ف۱ زمین بھر کا خزانہ دیکر بھی نجات نہ ہو سکے گی:
حضرت انسؓ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ فرماتا ہے قیامت کے دن جس دوزخی کا عذاب سب سے ہلکا ہوگا۔ اس سے کہا جائے گا کہ اگر تیرے پاس زمین بھر کی تمام چیزیں ہو جائیں تو کیا اس عذاب سے چھوٹنے کے لئے تو وہ تمام چیزیں دے دیگا۔ دوزخی کہے گا۔ بے شک اللہ فرمائے گا جب تو آدمؑ کی پشت میں تھا اس وقت میں نے تجھ سے اس سے بہت ہی زیادہ حقیر بات کی طلب کی تھی وہ یہ تھی کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ قرار دینا مگر دنیا میں پہنچنے کے بعد تو نے سوائے شرک کے ہر چیز کو ماننے سے انکار کر دیا۔ متفق علیہ (تفسیر مظہری)

ف۲ **مسئلہ:** کم از کم مقدار مال کی جس میں ہاتھ کاٹا جاتا ہے دس درہم ہیں **مسئلہ:** چور کا داہنا ہاتھ گٹے پر سے کاٹا جاتا ہے پھر اس کو داغ دے دیتے ہیں تاکہ سارے بدن کا خون نہ نکل جاوے۔ **مسئلہ:** یہ سزا حد ہے اس میں معافی نہیں ہو سکتی اور لفظ من اللہ میں بھی اس طرف اشارہ ہے۔ **مسئلہ:** اگر دوبارہ چوری کرے تو بایاں پاؤں ٹخنے سے قطع کیا جاوے گا اگر پھر چوری کرے تو اب بقیہ ہاتھ پاؤں قطع نہ کریں گے بلکہ جب تک توبہ نہ کرے جس کا سچا ہونا قرائن سے معلوم ہو جائے قید خانہ میں رکھیں گے۔ (تسہیل بیان)

ف۳ چنانچہ چوری اور ڈکیتی کی سزا دنیا میں بھی دی اور اگر اس پر اصرار رہا تو آخرت میں بھی ہوگی اور توبہ کرنے سے آخرت میں دونوں کی معافی ہو جائے گی اور ڈکیتی میں تو قبل قید ہونے کے توبہ کرنے سے دنیا میں بھی معافی ہو جاتی ہے۔

الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا

آزردہ خاطر نہ ہو جو لپکتے ہیں کفر کرنے پر ف۱ یعنی جو منہ سے تو کہہ دیتے ہیں کہ

اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ

ہم مسلمان ہیں اور ان کے دل مسلمان نہیں! اور جو یہودی ہیں اور جاسوسی کرتے ہیں

هَادُوْا ۛ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ

جھوٹی باتوں کی! جاسوس دوسرے لوگوں کے جو تم تک نہیں آئے!

لَمْ يَاْتُوْكَ ۭ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ

بے جگہ کر دیتے ہیں باتوں کو ان کے ٹھکانوں سے! کہتے ہیں کہ

اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ۭ

(لوگو) اگر تم کو یہ حکم ملے تو لے لینا اور اگر یہ نہ ملے تو بچتے رہنا!

وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ

اور جسے اللہ بے دین کرنا چاہے تو تیرا اس کے لئے اللہ پر کچھ

شَيْـًٔا ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ۭ

بس نہیں چل سکتا! یہی لوگ ہیں کہ اللہ نے نہ چاہا کہ ان کے دل پاک کرے!

لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ښ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ

ان کو دنیا میں ذلت ہے اور ان کو آخرت میں بڑا

عَظِيْمٌ ﴿٤١﴾ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ۭ

عذاب ہے جاسوس ہیں جھوٹی باتوں کے اور بڑا حرام کھانے والے ہیں!

ع ٣ عند المتقدمين ١٢

ف۱ شانِ نزول:
امام احمد اور مسلم نے حضرت براء بن عازب کی روایت سے بیان کیا ہے کہ ایک یہودی جس کو سزا تازیانہ دے کر منہ کالا کر دیا گیا تھا رسول اللہ ﷺ کی طرف سے گذرا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تمہاری کتاب میں زانی کی شرعی سزا یہی ہے یہودیوں نے جواب دیا جی ہاں۔ آپ نے ایک یہودی عالم کو طلب فرمایا اور اس سے فرمایا میں تجھے اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ پر توریت نازل کی تھی کیا زانی کی شرعی سزا تم کو اپنی کتاب میں یہی ملتی ہے۔ یہودی عالم نے کہا نہیں خدا کی قسم (توریت میں یہ حد زنا نہیں ہے) اگر آپ مجھے قسم نہ دیتے تو میں آپ سے نہ بیان کرتا۔ ہماری کتاب میں زانی کی سزا سنگسار کرنا ہے لیکن ہمارے بڑے آدمیوں میں جب زنا کی کثرت ہو گئی تو ہمارا یہ طریقہ ہو گیا کہ بڑا آدمی پکڑا جاتا تو ہم اس کو بغیر سزا دیئے چھوڑ دیتے اور کمزور کو پکڑا جاتا تو اس پر حد شرعی جاری کرتے، آخر ہم نے آپس میں کہا کہ کوئی ایسی سزا تجویز کر لینی چاہیے جو اونچے اور نیچے دونوں طبقوں والوں کو ہم دے سکیں چنانچہ اتفاق آراء کے بعد ہم نے تجویز کی کہ منہ کالا کرنا اور کوڑے مارنا زنا کی سزا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے کہا اے اللہ ان لوگوں نے تو تیرے حکم کو مردہ کر دیا میں ہی سب سے پہلے تیرے حکم کو زندہ کر رہا ہوں اس کے بعد آپ نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دے دیا اور اس کو پتھر مار مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ اس پر اللہ نے آیت يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ... هُمُ الظّٰلِمُوْنَ تک نازل فرمائی اس آیت میں یہودیوں کا قول نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ یعنی یہودیوں نے کہا تھا چلو محمد کے پاس چلیں اگر وہ کالا منہ کرنے اور کوڑے مارنے کا فتویٰ دے دیں تو اس پر عمل کرنا اور سنگسار کرنے کا فیصلہ کریں تو مت ماننا۔

فَإِنْ جَآءُوكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ

پس اگر وہ تیرے پاس آویں تو ان میں فیصلہ کر دے یا ان سے تغافل کر! ف۱

وَإِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَضُرُّوكَ شَيْـًٔا ۖ وَإِنْ

اور اگر ان سے تغافل کرے گا تو یہ تیرا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے! اور اگر

حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

فیصلہ کرے تو ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنا! بیشک اللہ انصاف

الْمُقْسِطِينَ ﴿٤٢﴾ وَكَيْفَ يُحَكِّمُونَكَ وَعِنْدَهُمُ

کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور وہ تجھ کو کس طرح منصف کریں گے حالانکہ ان کے پاس

التَّوْرٰىةُ فِيهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ

توریت ہے جس میں اللہ کا حکم موجود ہے پھر اس کے بعد بھی یہی پھرے

ذٰلِكَ ۚ وَمَآ أُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٣﴾ ع إِنَّآ أَنْزَلْنَا

جاتے ہیں! ان کو سرے سے ایمان ہی نہیں بے شک ہم نے ہی

التَّوْرٰىةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ

توریت اتاری جس میں ہدایت اور روشنی ہے اسی کے موافق حکم

الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبّٰنِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ

دیتے تھے فرمانبردار انبیاء ان یہودیوں کو اور اللہ والے درویش عالم (بھی) کیونکہ وہ

بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ

محافظ ٹھہرائے گئے تھے اللہ کی کتاب پر اور اس کی خبر گیری پر تھے!

ف۱ بربادی کا ایک سبب:

آج کی دنیا میں مسلمانوں کی بہت بڑی بربادی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ وہ دنیا کے معاملات میں تو بڑے ہوشیار، چست وچالاک ہیں، بیمار ہوتے ہیں تو بہتر سے بہتر ڈاکٹر حکیم کو تلاش کرتے ہیں، کوئی مقدمہ پیش آتا ہے تو اچھے سے اچھا وکیل بیرسٹر ڈھونڈ لاتے ہیں، کوئی مکان بناتا ہے تو اعلیٰ سے اعلیٰ آرکیٹیکٹ اور انجینئر کا سراغ لگا لیتے ہیں، لیکن دین کے معاملہ میں ایسے سخی ہیں کہ جس کی داڑھی اور کرتہ دیکھا اور کچھ الفاظ بولتے ہوئے سن لیا، اس کو مقتداء، عالم، مفتی، رہبر بنا لیا، بغیر اس تحقیق کے کہ اس نے باقاعدہ کسی مدرسہ میں بھی تعلیم پائی ہے یا نہیں؟ علماء ماہرین کی خدمت میں رہ کر علم دین کا کچھ ذوق پیدا کیا ہے یا نہیں، کچھ علمی خدمات کی ہیں یا نہیں، سچے بزرگوں اور اللہ والوں کی صحبت میں رہ کر کچھ تقویٰ وطہارت پیدا کی ہے یا نہیں؟

اس کا یہ نتیجہ ہے کہ مسلمانوں میں جو لوگ دین کی طرف متوجہ بھی ہوتے ہیں ان کا بہت بڑا حصہ جاہل واعظوں اور دکاندار پیروں کے جال میں پھنس کر دین کے صحیح راستہ سے دور جا پڑتا ہے، ان کا علم دین صرف وہ کہانیاں رہ جاتی ہیں جن میں نفس کی خواہشات پر زد نہ پڑے، وہ خوش ہیں کہ ہم دین پر چل رہے ہیں۔

خلاصہ رکوع ٦ ع ٦/٩/١٠

خوف خداوندی کی ترغیب اور قرب خداوندی کو ذکر کیا گیا۔ گویا کامیابی کا طرز عمل بتایا گیا پھر چوری کی سزا کو بیان فرمایا گیا یہود کی احکام الٰہی سے بغاوت کو بیان کیا گیا اور منافقین کی پرواہ نہ کرنے کا بیان ہے۔

فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ

تو تم لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ہی ڈرتے رہو اور نہ لو میری آیتوں کے

ثَمَنًا قَلِیْلًا ؕ وَمَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ

بدلے ناچیز مول! اور جو نہ حکم دے اس کے موافق جو اللہ نے اُتارا

اللّٰهُ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَكَتَبْنَا عَلَیْهِمْ

تو وہی لوگ کافر ہیں اور ہم نے یہود پر کتاب میں

فِیْهَاۤ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَیْنَ بِالْعَیْنِ

لازم کر دیا تھا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ

وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ

اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے

بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ؕ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ

دانت اور زخموں کا بدلہ برابر! پھر جس نے بدلہ معاف کر دیا تو

فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ؕ وَمَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ

وہ اس کے گناہ کا کفارہ ہوا! اور جو اللہ کے اتارے ہوئے کے موافق حکم نہ

فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَقَفَّیْنَا عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ

کرے تو وہی لوگ بے انصاف ہیں ف۱ اور ہم نے بعد کو ان ہی کے

بِعِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ

قدم بہ قدم عیسیٰ بن مریم کو بھیجا جو سچا بتاتا تھا کتاب (توریت) کو جو اس کے پہلے سے تھی!

ف۱ مسئلہ: چونکہ اصول فقہ میں یہ قاعدہ ثابت ہو چکا ہے کہ پہلی شریعتوں کے احکام جب قرآن و حدیث میں بلا انکار کے مذکور ہوں تو وہ ہمارے لئے بھی حجت ہیں اس لئے یہ مضمون ہماری شریعت کا بھی حکم ہے باقی اس میں بعض صورتوں میں تفصیل ہے جو کتب فقہ سے معلوم ہو سکتی ہے چند ضروری باتیں یہاں لکھی جاتی ہیں۔ قصاص اس قتل میں ہے جب کہ ناحق ہو اور عمداً ہو ورنہ حق سے قتل کرنا درست ہے اور خطا میں دیت ہے جس کے مسائل سورۂ نسا میں گزر چکے اور جان بدلے جان کے اس میں آزاد اور غلام مسلمان اور کافر ذمی اور مرد و عورت بچہ بڑا شریف رذیل رعیت بادشاہ سب داخل ہیں۔ البتہ خود اپنے غلام اور اپنی اولاد کے قصاص میں آقا اور باپ کا نہ مارا جانا اجماع و حدیث سے ثابت ہے اس صورت میں دیت آتی ہے۔ قطع اعضاء اور زخموں میں مرد و عورت اور آزاد و غلام میں ناقص سے کامل کا قصاص لیا جاوے گا اور کامل سے ناقص کا قصاص نہیں لیا جاوے گا بلکہ دیت اور معاوضہ دلایا جاوے گا البتہ مسلمان اور کافر ذمی اس صورت میں بھی برابر ہیں قصاص ہر ایک سے لیا جاوے گا خاص زخموں سے مراد وہ ہیں جن میں برابری کے ساتھ بدلہ لینا ممکن ہو ورنہ معاوضہ دلایا جاوے گا اسی طرح اگر آدھا ناک کان کاٹا جاوے اس میں بھی قصاص نہیں ہے معاوضہ ہے اگر ولی مقتول کئی شخص ہوں اور ایک معاف کر دے تو قصاص ساقط ہو جائے گا بقیہ اولیاء اگر چاہیں دیت لے سکتے ہیں۔

مِنَ التَّوْرٰىةِ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ

اور ہم نے اس کو انجیل دی جس میں ہدایت اور روشنی ہے

وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى

اور تصدیق کرنے والی توریت کی جو اس سے پہلے سے موجود تھی اور خود ہدایت

وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٦﴾ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ

اور پرہیز گاروں کے لئے نصیحت۔ اور (ہم نے حکم دیا تھا) کہ اہل انجیل کو چاہئے

بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

کہ حکم کریں اس کے مطابق جو اللہ نے اس میں اُتارا! اور جو حکم نہ دے اللہ کے اُتارے ہوئے کے موافق

فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ

تو وہی لوگ نافرمان ہیں ف۱ اور (اے محمد ﷺ) ہم نے تجھ پر

بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ

بھی برحق کتاب اتاری جو سچا بتاتی ہے سب اگلی کتابوں کو

وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا

اور ان کی محافظ ہے تو تو حکم کر ان لوگوں میں اس کے مطابق جو اللہ نے اُتارا

تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَهُمْ عَمَّا جَاۗءَكَ مِنَ الْحَقِّ ۭ لِكُلٍّ جَعَلْنَا

اور ان کی خواہشوں پر نہ چل وہ حق راہ چھوڑ کر جو تیرے پاس آ چکی ! تم میں سے

مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ

ہر ایک کے لئے ہم نے ایک شریعت اور خاص طریقہ ٹھہرایا! ف۲ اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو

ف۱ سابقہ کتب کے تمام احکام قابلِ ترک نہیں ہیں:

اگر قرآن یا حدیث سے ثابت ہو جائے کہ اللہ نے سابق کتابوں میں یہ حکم دیا تھا اور قرآن وحدیث سے اس حکم کا منسوخ ہونا ثابت نہ ہو تو لامحالہ ہم بھی اس کے مکلف ہوں گے۔ کیونکہ وہ بھی ہماری شریعت کے احکام میں ہی داخل ہے (کیونکہ گذشتہ اقوام وملل کے لئے اس حکم کا خاص ہونا ثابت نہیں اس لئے اس کو عام ہی قرار دیا جائے گا اور قیامت تک سب اس پر مامور ہوں گے) اب یہ کہنا کہ کتب سابقہ کے تمام احکام قابل ترک ہیں عقل سے بھی بغاوت ہے اور نقل کے بھی خلاف ہے۔ رہا شریعتوں کا باہم اختلاف تو وہ اصول میں نہیں ہے اکثر فروعی مسائل میں ہے۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ شریعت اور منہاج کا معنی:

شرعۃ کے معنی شریعت کے ہیں اور منہاج کے معنی طریقت کے ہیں شریعت اصل میں پانی کے گھاٹ کو کہتے ہیں اور پانی پر زندگی کا دارومدار ہے اور اصطلاح میں شریعت احکام خداوندی کے مجموعہ کو کہتے ہیں جو بمنزلہ آب حیات کے ہیں کہ ان کے ماننے سے یعنی ان پر عمل کرنے سے دائمی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ اور منہاج سے طریقہ عمل اور طریقہ اصلاح مراد ہے یعنی تزکیہ نفس اور اصلاح باطن کا طریقہ مراد ہے اور طریقت شریعت کے علاوہ کوئی چیز نہیں بلکہ اسکے ماتحت ہے کتاب وسنت میں احکام شریعہ بھی ہیں اور تزکیہ نفس اور اصلاح باطن کے طریقے بھی ہیں اور سب خدا تک پہنچنے کے راستے ہیں کوئی کسی راہ سے اور کوئی کسی راہ سے جا رہا ہے۔

اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِىْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا

ایک دین پر کر دیتا لیکن تم کو اللہ آزمانا چاہتا ہے اپنے دیئے ہوئے حکم میں تو لپکو نیک

الْخَيْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

کاموں میں! ول اللہ کی جانب تم سب کو لوٹ کر جانا ہے تو وہ تم کو جتا دے گا جن باتوں میں

فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

تم اختلاف کرتے تھے اور (اے محمد ﷺ) تو حکم کرتا رہ ان میں اسی کے مطابق جو اللہ نے

وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ

اُتارا اور ان کی خواہشوں پر مت چل اور ان سے بچتا رہ کہ تجھ کو اس کتاب کے کسی حکم سے

عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ

بھٹکا نہ دیں جو اللہ نے تجھ پر اتاری ہے! پھر اگر یہ کہا نہ مانیں تو جان لے کہ

اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ

اللہ ہی کو منظور ہے کہ ان پر کوئی مصیبت ڈال دے ان کے بعض گناہوں کی سزا میں! و۲

وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ﴿٤٩﴾ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ

اور بیشک بہت سے لوگ البتہ نافرمان ہیں! اب کیا زمانۂ جاہلیت کا

يَبْغُوْنَ ؕ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ

حکم چاہتے ہیں اور اللہ سے بہتر حکم کرنے والا کون ہے

يُّوْقِنُوْنَ ﴿٥٠﴾ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ

یقین و۲ رکھنے والے لوگوں کے واسطے و۳ ایمان والو یہود

ول یعنی فرصت کو غنیمت سمجھو اور اعمال صالحہ کی طرف سب سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو تا کہ سبقت کی فضیلت تم کو حاصل ہو (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے) جو شخص کوئی اچھا طریقہ جاری کرے گا اس کو اس طریقہ پر چلنے کا ثواب بھی ملے گا اور ان لوگوں کا ثواب بھی ملے گا جو قیامت تک اس طریقہ پر چلتے رہیں گے مگر ان چلنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ (مظہری)

و۲ اور وہ بعض جرم فیصلہ کو نہ ماننا ہے جو رعیت ہونے کے خلاف ہے اسکی سزا دنیا ہی میں ہوتی ہے اور حقانیت قرآن کا نہ ماننا کفر ہے۔ اور کفر کی پوری سزا آخرت میں ہوگی چنانچہ یہود کی سرکشی اور عہد شکنی جب حد سے گزر گئی تو ان کو سزائے قتل وقید واخراج وطن کی دی گئی۔

و۳ شانِ نزول: بعض اہل روایت نے لکھا ہے کہ اس آیت کا نزول بنی قریظہ اور بنی نضیر کے حق میں ہوا۔ ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی تھی کہ ان کا فیصلہ وہی کیا جائے جو اہل جاہلیت (دور اسلامی سے پہلے کے لوگ) کرتے تھے کہ جدا جدا قبائل کے مقتولوں میں نیچ اونچ کا لحاظ رکھتے تھے اور ایک قبیلہ کے مقتولوں کو دوسرے قبیلے کے مقتول سے (قصاص اور دیت کے لحاظ سے) بڑا چھوٹا قرار دیتے تھے۔ آیت میں استفہام انکاری ہے یعنی (حکم جاہلیت کی طلب نہ کرنی چاہیے) آپ ایسا نہ کریں۔ (مظہری)

خلاصہ رکوع ۷

علمائے یہود کو تنبیہ کی گئی کہ توراۃ کے احکام صحیح صحیح بیان کرو اور اس سلسلہ میں یہود کی بعض تحریفات کو ذکر کیا گیا اقوام عالم کو دعوت عام دی گئی کہ اب نجات قرآن پر ایمان لانے ہی میں منحصر ہے اور مسلمانوں کو یہودیوں کی فریب کاریوں سے خبردار رہنے کی تاکید کی گئی۔

ع ۷ ۱۱

وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ

اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ! وہی باہم ایک دوسرے کے رفیق ہیں! اور جو کوئی تم میں سے ان کو دوست بنائے گا

يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ

تو وہ ان ہی میں کا ایک ہے۔ بیشک اللہ ظالم لوگوں کو راہ راست نہیں

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ فَتَرَى الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ

دکھایا کرتا تو تو ان کو دیکھے گا جن کے دلوں میں مرض نفاق ہے کہ وہ ان کی

فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ فَعَسَى اللّٰهُ

دوستی میں بڑی جلدی کرتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم کو تو اس بات کا خوف ہے ف۱ کہ ہم پر کوئی مصیبت نہ آ پڑے

اَنْ يَّاْتِىَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى

سو کوئی دن جاتا ہے کہ اللہ (مسلمانوں کی) فتح یا کوئی حکم اپنے پاس سے بھیجے تو اس وقت وہ پشیمان

مَآ اَسَرُّوْا فِىْۤ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ؕ ﴿۵۲﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا

ہوں گے اس بدگمانی پر ف۲ جو اپنے دلوں میں چھپاتے تھے اور کہیں گے مسلمان

اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ

کہ کیا یہ وہی لوگ ہیں جو بڑے زور سے قسمیں کھاتے تھے اللہ کی کہ ہم بلا شبہ

لَمَعَكُمْ ؕ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ يٰۤاَيُّهَا

تمہارے ساتھ ہیں! اکارت ہو گیا ان کا سارا کیا کرایا پس نقصان میں رہ گئے۔ ف۳

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ

ایمان والو جو تم میں اپنے دین اسلام سے پھر جاوے گا تو اللہ ایسے لوگ

وقف غفران

ف۱ جیسے قحط اور تنگ دستی وغیرہ اور یہودی ہمارے ساہوکار ہیں ان سے قرض ادھار مل جاتا ہے اگر ان سے میل جول قطع کر دیں تو وقت پر ہم کو دقت پڑے مگر یہ مطلب ظاہری ہوتا تھا دل میں حادثہ پڑ جانے کا یہ مطلب لیتے تھے کہ شاید آخر میں مسلمانوں پر کفار غالب آ جاویں تو پھر ہم کو ان کی احتیاج پڑے اس لئے ان سے دوستی رکھنا چاہئے۔ تسہیل بیان

ف۲ کہ ہم تو سمجھے تھے کہ کفار غالب ہوں گے اور یہ کیا برعکس معاملہ ہو گیا یہ تو طبعی ندامت اپنے خیال کی غلطی پر ہوگی دوسری ندامت نفاق کے کھلنے پر جس کی بدولت رسوا ہوئے تیسری ندامت کفار سے دوستی کرنے پر کہ رائیگاں ہی گئی اور مسلمانوں سے بھی برے بنے۔

ف۳ کیونکہ کفار تو خود مغلوب ہو گئے ان کا ساتھ دینا محض بے کار اور مسلمانوں کے سامنے قلعی کھل گئی ان سے اب بھلا بننا دشوار وہی مثل ہو گئی دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا چنانچہ یہ پیشین گوئی سچی ہوئی ان منافقوں کی زیادہ دوستی مدینہ کے یہود اور مکہ کے مشرکین سے تھی مکہ فتح ہو گیا اور یہود خستہ خراب ہوئے یوں تو اکثر واقعات میں ان کا نفاق کھلتا رہتا تھا مگر فتوحات کے بعد صراحۃً معین طور پر معلوم ہو گیا اور یہ شبہ نہ کیا جائے کہ جب وہ لوگ اپنی حرکات پر نادم ہوئے تو ندامت توبہ ہے اور توبہ کرنے والے پر ملامت نہیں ہوتی تو پھر آگے حبط اعمال و خسران کا ذکر کر کے ان پر ملامت کیوں کی گئی جواب یہ ہے کہ ہر ندامت توبہ نہیں ہوتی تائب ہوتے تو سچے دل سے مسلمان نہ ہو جاتے توبہ وہ ندامت ہوتی ہے جس کے بعد معذرت خطا کا اقرار اور تلافی مافات کی کوشش ہو یہ ندامت طبعی اور بوجہ رسوائی کے تھی۔

يَّأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

موجود کردے گا جن کو وہ دوست رکھتا ہوگا اور وہ اللہ کو دوست رکھتے ہوں گے! نرم دل ہوں گے مسلمانوں کے

اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

ساتھ سخت دل ہوں گے کافروں کے ساتھ! جانیں لڑاویں گے اللہ کی راہ میں

وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ

اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے! یہ اللہ کا فضل ہے

مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٥٤﴾ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

جسے چاہے دے! اور اللہ بڑی گنجائش والا خبردار ہے ف۱ بس تمہارا دوست تو اللہ اور اس کا رسول

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ

اور مسلمان ہی ہیں جو نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے

وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿٥٥﴾ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ

اور وہ ہمیشہ خضوع کرتے ہیں ف۲ اور جو دوستی کرے گا اللہ اور اس کے رسول اور

اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿٥٦﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

ایمان والوں سے تو بے شک اللہ والے ہی غالب ہیں۔ ایمان والو

اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا

دوست مت بناؤ ان کو جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے

مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ

(یعنی یہود اور نصاریٰ کو کہ) جن کو تم سے پہلے کتاب دی جا چکی ہے

ف۱ اسلام کی مثال فن طب جیسی ہے اگر تمام مریض اتفاق کر کے دوا چھوڑ دیں تو دوا کا یا فن طب کا کیا ضرر ہے اس کا جو کمال ہے کہ اس کے استعمال سے شفا اور نفع ہوتا ہے ہر حالت میں باقی ہے اسی طرح اسلام کا کمال فی نفسہ یہ ہے کہ جو اس پر عمل کرے اس کو نجات ہو پس بعض کے یا کل کے چھوڑ دینے سے خود چھوڑنے والوں کی نجات میں خلل پڑے گا اسلام کا کیا بگڑ جائے گا۔ (تسہیل بیان)

ف۲ **شان نزول:** طبرانی نے الاوسط میں مجہول راویوں کی سند سے حضرت عمار بن یاسرؓ کا بیان نقل کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ ایک بار نفل نماز کے رکوع کی حالت میں تھے کہ ایک سائل آ کھڑا ہوا آپ نے اسی حالت میں اپنی انگشتری اتار کر اس کو دیدی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ طبرانی کی (یہ روایت اگرچہ مجہول راویوں کی سند سے ہے لیکن) اس روایت کے دوسرے شواہد بھی آئے ہیں، عبدالرزاق بن عبد الوہاب بن مجاہدؒ نے اپنے باپ کی روایت سے حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ آیت انما ولیکم اللہ حضرت علی بن ابی طالبؓ کے حق میں نازل ہوئی، ابن مردویہ نے دوسری سند سے بھی حضرت ابن عباس کا یہ قول نقل کیا ہے اور حضرت علی کا بھی یہی قول بیان کیا گیا ہے۔ ابن جریر نے مجاہد کی روایت سے اور ابن ابی حاتم نے سلمہ بن کہیل کی روایت سے بھی ایسا ہی بیان کیا ہے، ثعلبی نے حضرت ابوذر کی روایت سے اور حاکم نے علوم الحدیث میں خود حضرت علی کا قول اسی طرح لکھا ہے، یہ تمام شواہد ایسے ہیں کہ ایک دوسرے کی تائید کر رہا ہے۔

خلاصہ رکوع ۸

ع ۱۲ اہل کتاب سے دوستی کی ممانعت کے اسباب اور اہل کتاب کے ملعون ہونے کے اسباب ذکر فرمائے گئے اور مسلمانوں کا شیوہ بتایا گیا کہ ان کی محبت کا محور اللہ و رسول اور مومنین ہیں۔

أَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٥٧﴾ وَإِذَا

اور تمام کافر! اور اللہ سے ڈرتے رہو اگر تم مسلمان ہو اور جب

نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ۭ ذٰلِكَ

تم نماز کے لئے پکارتے ہو تو وہ اس کو ہنسی اور کھیل بناتے ہیں!

بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿٥٨﴾ قُلْ يٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ

یہ اس وجہ سے کہ وہ لوگ بالکل بے عقل ہیں ف۱ کہہ دے کہ اے اہل کتاب

هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ إِلَّآ أَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ أُنْزِلَ إِلَيْنَا

تم ہم میں کیا عیب پاتے ہو؟ بس یہی نا کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہم پر اترا

وَمَآ أُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَأَنَّ أَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٥٩﴾ قُلْ

اور جو ہم سے پہلے اترا! اور یہ کہ تم میں اکثر نافرمان ہیں کہہ دے

هَلْ أُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۭ

بھلا میں تم کو بتادوں ان فرضی عیب داروں سے بدتر سزا والے اللہ کے ہاں وہ ہیں جن پر اللہ نے

مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ

لعنت کی اور اپنا غضب نازل کیا اور ان میں سے بعض کو

الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ۭ أُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا

بندر اور سؤر بنا دیا اور وہ پوجنے لگے شیطان کو! یہی لوگ درجے میں بدتر ہیں

وَّأَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿٦٠﴾ وَإِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا

اور بہت بھٹکے ہوئے سیدھی راہ ف۲ سے اور وہ جب تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے

ف۱ شانِ نزول:
ایک روایت میں آیا ہے کہ کفار جب اذان سنتے تو جل جاتے ایک بار رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر انہوں نے عرض کیا محمد ﷺ تم نے ایک ایسی بدعت نکالی ہے کہ تم سے پہلے کسی امت میں اس کی نظیر کہیں سننے میں نہیں آئی اگر تم نبوت کے مدعی ہو تو اس بدعت کو ایجاد کرکے تم نے گذشتہ انبیاء علیہم السلام کی کیوں مخالفت کی اگر اس میں کوئی بھلائی ہوتی تو انبیاء اس بھلائی کے زیادہ مستحق تھے انہوں نے ایسا کیوں نہیں کیا؟ یہ مینڈھے کی طرح چیخنا تم نے کہاں سے سیکھا کیسی بری آواز ہوتی ہے اور یہ کام کتنا قبیح ہے اس پر آیت وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ إِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا نازل ہوئی اور یہ آیت بھی اتری۔

ف۲ اور تم بھی ان ہی کے طریقہ پر چل رہے ہو پھر کیا منہ لے کر ہنستے ہو اور یہ حالتیں یہود ونصاریٰ میں ہو چکی ہیں گو سالہ پرستی یہود میں واقع ہوئی نصاریٰ نے شیطان کے بہکانے سے احبار و رہبان و مسیح علیہ السلام کو خدا بنایا اور یہود میں اصحاب سبت بندر ہوئے اور نصاریٰ میں آسمانی دسترخوان کی درخواست کرنے والے کفران نعمت کی وجہ سے سور ہوئے اور ان کا ملعون ومغضوب ہونا جابجا آیات واحادیث میں موجود ہے۔

وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

حالانکہ کفر ہی کو ساتھ لے کر آئے تھے اور کفر ہی کو ساتھ لے کر چلے گئے! اور اللہ خوب جانتا ہے

بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ﴿٦١﴾ وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ

جو کچھ وہ چھپائے ہوئے تھے اور تو دیکھے گا ان میں بہتیروں کو

فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا

جو دوڑتے ہیں گناہ اور ظلم اور حرام کھانے پر! کیسے برے کام ہیں

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٢﴾ لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ

جو وہ کر رہے ہیں ان کو کیوں نہیں منع کرتے اللہ والے درویش

عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا

اور علماء گناہ کی بات بولنے اور حرام مال کھانے سے؟ بہت برے عمل ہیں جو وہ

كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿٦٣﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ

کر رہے ہیں اور یہودی کہتے ہیں کہ اللہ کا ہاتھ تنگ ہے! ان ہی کے ہاتھ

غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ

تنگ ہو جاویں اور ان کو پھٹکار اس کہنے پر! بلکہ اس کے دونوں ہاتھ

يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ

کشادہ ہیں ف۱ وہ خرچ کرتا ہے جس طرح چاہتا ہے ف۲ اور وہ قرآن جو تجھ پر نازل ہوا تیرے پروردگار کی

اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ؕ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ

طرف سے ضرور ان میں سے بہتیروں کی شرارت اور کفر کے زیادہ ہونے کا باعث ہوگا!

ف۱ ذکر کیلئے جمع ہونے والے:

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا حضور ﷺ فرمارہے تھے رحمن کے دائیں ہاتھ کی طرف اور اس کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں۔ کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو نہ پیغمبر ہوں گے نہ شہید مگر انبیاء اور شہداء ان کے مرتبہ اور قرب پر رشک کریں گے ان کے چہروں کا نور دیکھنے والوں کی نگاہوں کو چندھیا دے گا عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہوں گے فرمایا وہ ان لوگوں کی جماعتیں ہونگی جو اپنے اپنے قبائل سے نکل کر ذکر خدا کے لئے جمع ہوتے ہیں اور جس طرح پاکیزہ چیزوں کا کھانا مرغوب ہوتا ہے اسی طرح پاکیزہ کلام ان کو مرغوب ہوتا ہے۔ (رواہ الطبرانی)

ف۲ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا مطلب:

متاخرین علماء نے دست خدا کی تاویل کی ہے اور قدرت قبضہ وغیرہ بطور مجاز مراد لیا ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ دونوں ہاتھوں کے کشادہ ہونے سے انتہائی سخاوت مراد ہے دو ہاتھ کہنے سے اس طرف اشارہ ہے کہ وہ قطعاً بخیل نہیں ہے کامل طور پر سخی ہے کیونکہ سخی کی انتہائی سخاوت یہی ہوتی ہے وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا مال دے۔ دنیا اور آخرت کی عطا کی طرف بھی اس سے اشارہ ہے (ایک ہاتھ سے دنیا اور دوسرے ہاتھ سے آخرت کے انعام) یا یوں کہو کہ اللہ کی طرف سے عطا دو طرح کی ہوتی ہے ایک ڈھیل دینے کیلئے دوسری عزت افزائی کے لئے (دونوں ہاتھوں سے دینے سے اس طرف بھی اشارہ ہوسکتا ہے) (تفسیر مظہری)

الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ كُلَّمَا أَوْقَدُوا

اور ہم نے ڈال دی ان کے آپس میں دشمنی اور بیر روز قیامت تک! جب وہ بھڑکاتے ہیں

نَارًا لِّلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ ۚ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ

لڑائی کی آگ اللہ اس کو بجھا دیتا ہے اور وہ دوڑتے ہیں ملک میں

فَسَادًا ۚ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ﴿٦٤﴾ وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ

فساد پھیلانے کو! اور اللہ مفسدوں کو دوست نہیں رکھتا اور اگر اہل

الْكِتَابِ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ

کتاب ایمان لے آتے اور پرہیز گار بنتے تو ہم دور کر دیتے ان سے ان کے گناہ

وَلَأَدْخَلْنَاهُمْ جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٦٥﴾ وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا

اور ان کو داخل کرتے نعمت کے باغوں میں ول اور اگر وہ قائم رکھتے

التَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهِم مِّن رَّبِّهِمْ

توریت اور انجیل اور وہ کتابیں جو نازل ہوئیں ان پر ان کے پروردگار کی طرف سے!

لَأَكَلُوا مِن فَوْقِهِمْ وَمِن تَحْتِ أَرْجُلِهِم ۚ مِّنْهُمْ

تو بیشک وہ کھاتے اپنے اوپر سے اور پیروں کے نیچے سے کچھ لوگ

أُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ۖ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ سَاءَ مَا يَعْمَلُونَ ﴿٦٦﴾ ع

ان میں اعتدال پر ہیں! اور ان میں سے بہتیرے تو بہت ہی برے عمل کر رہے ہیں!

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۖ وَإِن

اے پیغمبر پہنچا دے وہ احکام جو تجھ پر اُترے تیرے پروردگار کی طرف سے!

ول امتوں کے فرقے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: امت موسیٰ کے اکہتر فرقے بن گئے جن میں سے ستر دوزخی اور ایک جنتی ہوا اور امت عیسیٰ بہتر فرقوں میں بٹ گئی جن میں ایک جنتی اور اکہتر دوزخی ہوئے اور میری امت آئندہ تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی جن میں ایک جنتی اور بہتر دوزخی ہوں گے، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ (جنتی) کون ہوں گے، فرمایا جماعتیں جماعتیں (یعنی اہل جماعت) رواہ ابن مردویہ من طریق یعقوب بن زید بن طلحہ عن زید بن اسلم عن انسؓ۔ یعقوب بن زید (جو مذکورہ حدیث کا ایک راوی ہے) نے کہا جب حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ اس حدیث کو مرفوعاً بیان کرتے تھے تو یہ آیت پڑھتے تھے۔ وَلَو اَنَّ اَهلَ الكِتَاب اٰمَنُوا وَاتَّقَوا....سَآءَ مَا يَعمَلُونَ تک میں کہتا ہوں کہ نجات یافتہ فرقہ وہ ہے جو اللہ کی کتاب کو پکڑے ہوئے ہو۔

خلاصہ رکوع ۹:

اس میں یہود و کفار و مشرکین ٩
سے دوستی کی ممانعت کا بیان ع ١٠
ہے۔ منافق یہودیوں کا تذکرہ ١٣
اوران کی اخلاقی و عملی بربادی کو بیان کیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی شان میں کیسی گستاخیاں کرتے ہیں آخر میں یہود و نصاریٰ کو ایمان کی دعوت دی گئی۔

لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ ۭ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ

اور اگر تو نے یہ نہ کیا تو کچھ اللہ کا پیغام نہ پہنچایا! اور اللہ تجھ کو محفوظ رکھے گا

النَّاسِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ٦٧ قُلْ

لوگوں سے!ولے بیشک اللہ راستہ نہیں دکھاتا کافر لوگوں کو کہہ دے کہ

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰي شَيْءٍ حَتّٰي تُقِيْمُوا

اے اہل کتاب تم کسی راہ پر نہیں جب تک کہ نہ قائم رکھو

التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ

توریت اور انجیل اور ان صحیفوں کو جو تم پر تمہارے رب کی طرف سے اترے! جو تجھ پر تیرے رب کیطرف سے

وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا

(اے محمد) اترا جو ضرور ان میں سے بہتیروں کی سرکشی اور کفر کے زیادہ ہونے کا

وَّكُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ٦٨ اِنَّ الَّذِيْنَ

باعث ہو گا! پس تو ان کافر لوگوں پر مطلق افسوس نہ کر بیشک جو مسلمان ہیں

اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـُٔوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ

اور جو یہودی ہیں اور فرقہ صابی (یعنی ستارہ پرست) اور عیسائی ان میں سے

اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ

جو کوئی بھی ایمان لاوے اللہ اور روز آخرت پر اور نیک عمل کرے تو ان پر نہ کچھ خوف

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ٦٩ لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ

ہو گا اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے ہم لے چکے ہیں بنی

ولے شانِ نزول:

ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبداللہ کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ بنی انمار میں بمقام ذات الرقیع ایک اونچے درخت کے نیچے فروکش ہوئے آپ ﷺ ایک کنویں کے من پر پاؤں لٹکائے ہوئے بیٹھے تھے کہ قبیلۂ بنی نجار کے (ایک شخص) وارث نے کہا میں محمد کو قتل کیے دیتا ہوں لوگوں نے پوچھا تو ان کو کیسے قتل کر دے گا بولا میں ان سے جا کر کہوں گا ذرا مجھے اپنی تلوار دیجئے جب وہ دیدیں گے تو میں ان کو قتل کردوں گا چنانچہ وہ خدمت گرامی میں آیا اور عرض کیا محمد ذرا مجھے اپنی تلوار تو دکھایئے، حضور ﷺ نے اس کو دیدی مگر اس کا ہاتھ لرزنے لگا حضور ﷺ نے فرمایا تیرے مقصد میں رکاوٹ پیدا ہوگئی، اس پر اللہ نے آیت یایہا الرسول بلغ الخ نازل فرمائی، بخاری نے بھی یہ قصہ اسی طرح لکھا ہے مگر اس میں نزول آیت کا ذکر نہیں ہے۔

اس آیت کے نزول کے اسباب میں سے ایک عجیب سبب نزول یہ بھی آیا ہے کہ (مکہ میں) رسول اللہ ﷺ کسی محافظ کے زیر حفاظت رہتے تھے، ہر روز ابو طالبؓ آپ کی حفاظت کے لئے آپ کی ہمراہی میں کسی ایک ہاشمی کو بھیج دیا کرتے تھے جب یہ آیت نازل ہوگئی اور اس کے بعد بھی جب ابو طالب نے حضور ﷺ کے ساتھ محافظ کو بھیجنا چاہا تو آپ ﷺ نے فرمایا چچا اللہ نے جن وانس سے میری حفاظت کر دی ہے۔ ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبداللہؓ کی روایت سے بھی ایسا ہی واقعہ نقل کیا ہے، یہ قصہ چاہتا ہے کہ یہ آیت مکی ہو مگر ظاہر اس کے خلاف ہے۔ (تفسیر مظہری)

إِسْرَآءِيلَ وَأَرْسَلْنَآ إِلَيْهِمْ رُسُلًا ۖ كُلَّمَا جَآءَهُمْ

اسرائیل سے عہد و پیمان اور ہم نے بھیجے ان کی جانب بہت سے پیغمبر! جب کبھی

رَسُولٌۢ بِمَا لَا تَهْوَىٰٓ أَنفُسُهُمْ فَرِيقًا كَذَّبُوا۟ وَفَرِيقًا

ان کے پاس رسول ایسے احکام لایا جن کو ان کے دل نہ چاہتے تھے

يَقْتُلُونَ ﴿٧٠﴾ وَحَسِبُوٓا۟ أَلَّا تَكُونَ فِتْنَةٌ فَعَمُوا۟ وَصَمُّوا۟

تو کتنوں کو جھٹلایا اور کتنوں کو قتل کرنے لگے اور خیال کیا کہ کوئی بلا نہ آوے گی سو اندھے اور بہرے

ثُمَّ تَابَ ٱللَّهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوا۟ وَصَمُّوا۟ كَثِيرٌ مِّنْهُمْ ۚ

بن گئے پھر اللہ ان پر متوجہ ہوا پھر ان میں سے بہتیرے اندھے اور بہرے بنے! ف۱

وَٱللَّهُ بَصِيرٌۢ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿٧١﴾ لَقَدْ كَفَرَ ٱلَّذِينَ قَالُوٓا۟

اور اللہ جو کچھ وہ کر رہے ہیں دیکھ رہا ہے بیشک وہ لوگ کافر ہو گئے

إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلْمَسِيحُ ٱبْنُ مَرْيَمَ ۖ وَقَالَ ٱلْمَسِيحُ

جنہوں نے کہا کہ اللہ تو یہی مریم کا بیٹا مسیح ہے! حالانکہ مسیح تو یہ کہا کرتا تھا

يَٰبَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ رَبِّى وَرَبَّكُمْ ۖ إِنَّهُۥ مَن

کہ اے بنی اسرائیل اللہ کی بندگی کرو جو میرا اور تمہارا سب کا پروردگار ہے! کچھ شک نہیں کہ

يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ ٱللَّهُ عَلَيْهِ ٱلْجَنَّةَ

جو اللہ کا شریک گردانے اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی

وَمَأْوَىٰهُ ٱلنَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّٰلِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ ﴿٧٢﴾ لَقَدْ

اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے! اور گنہ گاروں کا کوئی مدد گار نہیں!

ف۱

یہودیوں کی عہد شکنی اور سزا:

یعنی پختہ عہد و پیمان توڑ کر خدا سے غداری کی، اسکے سفراء میں سے کسی کو جھٹلایا، کسی کو قتل کیا۔ یہ تو انکے "ایمان باللہ اور اعمال صالح" کا حال تھا۔ "ایمان بالیوم الآخر" کا اندازہ اس سے کرلو کہ اس قدر شدید مظالم اور باغیانہ جرائم کا ارتکاب کر کے بالکل بے فکر ہو بیٹھے، گویا ان حرکات کا کوئی خمیازہ بھگتنا نہیں پڑیگا۔ اور ظلم و بغاوت کے خراب نتائج کبھی سامنے نہ آئینگے یہ خیال کر کے خدائی نشانات اور خدائی کلام کی طرف سے بالکل ہی اندھے اور بہرے ہو گئے اور جو ناکردنی کام تھے وہ کیے حتی کہ بعض انبیاء کو قتل اور بعض کو قید کیا۔ آخر خدا تعالی نے ان پر بخت نصر کو مسلط فرمایا۔ پھر ایک مدت دراز کے بعد بعض ملوک فارس نے بخت نصر کی قید ذلت و رسوائی سے چھڑا کر بابل سے بیت المقدس کو واپس کیا۔ اس وقت ان لوگوں نے توبہ کی اور اصلاح حال کی طرف متوجہ ہوئے، خدا نے توبہ قبول کی، لیکن کچھ زمانے کے بعد پھر وہ ہی شرارتیں سوجھیں اور بالکل اندھے بہرے ہوکر حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ علیہما السلام کے قتل کی جرأت کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل پر تیار ہو گئے۔ (تفسیر عثمانی)

نصف الحزب

كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا

کافر ہو گئے جو کہتے ہیں کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے ول حالانکہ

مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ

کوئی معبود نہیں مگر خدائے واحد! اور اگر نہ باز آئیں گے اس خرافات سے جو بکتے ہیں

لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٧٣﴾ اَفَلَا

تو البتہ جو ان میں کفر پر رہیں گے ضرور دردناک عذاب پاویں گے۔

يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٧٤﴾

یہ لوگ کیوں نہیں توبہ کرتے اللہ کے آگے اور کیوں نہیں استغفار کرتے؟ حالانکہ اللہ تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ

بس مسیح ابن مریم تو ایک پیغمبر ہے اس سے پہلے بہتیرے

الرُّسُلُ ۭ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ۭ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ۭ اُنْظُرْ

رسول گزر چکے! اور اس کی والدہ ولی تھی! دونوں کھانا کھایا کرتے تھے! دیکھ

كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿٧٥﴾

تو ہم کیوں کر ان سے دلائل بیان کرتے ہیں!

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا

پھر دیکھ یہ لوگ کدھر بھٹکے چلے جاتے ہیں کہہ دے کیا تم اللہ کے سوا ایسی چیز کو پوجتے ہو جو نہ مالک ہے

وَّلَا نَفْعًا ۭ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٧٦﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ

تمہارے برے کا اور نہ بھلے کا اور اللہ ہی ہے جو سب کو سنتا اور (سب کچھ) جانتا ہے کہہ دے کہ اہل

ول یہ عیسائیوں کے عقیدہ تثلیث کی طرف اشارہ ہے۔ اس عقیدے کا مطلب یہ ہے کہ خدا تین اقانیم (Persons) کا مجموعہ ہے، ایک باپ، (یعنی اللہ)، ایک بیٹا (یعنی حضرت مسیح علیہ السلام) اور ایک روح القدس۔ اور بعض فرقے اس بات کے بھی قائل تھے کہ تیسری حضرت مریم علیہا السلام ہیں۔ اور ساتھ ہی وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ تینوں مل کر ایک ہیں۔ یہ تینوں مل کر ایک کس طرح ہیں۔ اس معمے کا کوئی معقول جواب کسی کے پاس نہیں ہے، اس لئے ان کے متکلمین (Theologians) نے اس عقیدے کی مختلف تعبیریں اختیار کی ہیں۔ بعض نے تو یہ کہا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صرف خدا تھے، انسان نہیں تھے۔ آیت نمبر 72 میں ان کے عقیدے کو کفر قرار دیا گیا ہے۔ اور بعض لوگ یہ کہتے تھے کہ خدا جن تین اقانیم کا مجموعہ ہے، ان میں سے ایک باپ یعنی اللہ ہے، دوسرا بیٹا ہے جو اللہ ہی کی ایک صفت تھی جو انسانی وجود میں حلول کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل میں آ گئی تھی، لہٰذا وہ انسان بھی تھے، اور اپنی اصل کے اعتبار سے خدا بھی تھے۔ آیت نمبر 73 میں اس عقیدے کی تردید کی گئی ہے۔ (توضیح القرآن)

الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا

کتاب مت زیادتی کرو اپنے دین میں ناحق اور نہ چلو ان لوگوں کی

اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا

خواہشوں پر جو گمراہ ہو چکے پہلے ہی اور بہتیروں کو گمراہ کر گئے

وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ۝٧٧ ع لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور بھٹک گئے سیدھے راستہ سے لعنت ہو چکی ان پر

مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ

جو بنی اسرائیل میں سے کفر کرنے لگے! داؤد اور عیسیٰ بن

مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝٧٨ كَانُوْا لَا

مریم کی زبان پر! یہ اس واسطے کہ وہ نافرمانی کرتے اور حد سے بڑھتے جاتے تھے ایک

يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝٧٩

دوسرے کونہیں منع کرتے تھے اس برے کام وا سے جووہ کر بیٹھتے تھے! کیا برے کام تھے جو کرتے تھے

تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ

(اے محمد ﷺ) تو ان میں سے بہتیروں کو دیکھے گا کہ دوستی کرتے ہیں کافروں سے!

لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ

البتہ انہوں نے برا سامان بھیجا اپنے واسطے کہ اللہ کا ان پر غضب نازل ہو اور وہ عذاب ہی

هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝٨٠ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ

میں ہمیشہ رہیں گے اور اگر وہ ایمان رکھتے ہوتے اللہ اور نبی اور اس کتاب پر

خلاصہ رکوع ۱۰

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کو تسلی دی گئی اور امت ۱۰
محمد یہ کو تبلیغ کرتے رہنے کا حکم ع
ہے۔ یہود کی عہد شکنی اور اہل ۱۴
کتاب کے عقیدہ تثلیث کا رد کیا گیا اور اس کے باطل ہونے کو دلائل سے واضح فرمایا گیا۔ آخر میں اہل کتاب کی گمراہی کا ایک سبب یعنی غلو کو بیان کیا گیا۔

۲ روک ٹوک نہ کرنیکا نتیجہ: لا یتناھون کے دو معنی ہو سکتے ہیں (۱) ''نہیں رکتے تھے'' کما فی روح المعانی (۲) ''نہیں روکتے تھے ایک دوسرے کو'' کما ہو المشہور جب بدی کسی قوم میں پھیلے اور کوئی روکنے ٹوکنے والا بھی نہ ہو تو عذاب عام کا اندیشہ ہے۔ (تفسیر عثمانی)

مسند احمد میں ہے کہ اللہ تعالیٰ خاص لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے عام لوگوں کو عذاب نہیں کرتا لیکن اس وقت کہ برائیاں ان میں پھیل جائیں اور وہ باوجود قدرت کے انکار نہ کریں، اس وقت عام خاص سب کو اللہ تعالیٰ عذاب میں گھیر لیتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

حضرت ابو بکر صدیقؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے خود سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ لوگ جب ظالم کو ظلم کرتے دیکھیں اور اس کے ہاتھ نہ پکڑیں تو اغلب ہے کہ اللہ کا عذاب ان سب پر آ جائے۔ (تفسیر مظہری)

أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلٰكِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ

جو ان پر اتری تو کافروں کو دوست نہ بناتے لیکن ان میں سے بہتیرے

فٰسِقُوْنَ ﴿٨١﴾ لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ

نافرمان ہیں! اور تو البتہ پائے گا سب لوگوں سے زیادہ

اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ أَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً

مسلمانوں کے دشمن یہودی اور مشرکین کو! اور البتہ پائے گا سب لوگوں سے زیادہ قریب

لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْا إِنَّا نَصٰرٰى ۗ ذٰلِكَ بِأَنَّ

مسلمانوں کی محبت میں ان لوگوں کو جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں! یہ میلان

مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّأَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٨٢﴾

اس وجہ سے ہے کہ ان میں عالم اور درویش ہیں ف۱ و نیز یہ کہ یہ لوگ تکبر نہیں کرتے

ف۱

مطلب یہ ہے کہ عیسائیوں میں چونکہ بہت سے لوگ دنیا کی محبت سے خالی ہیں، اس لئے ان میں قبول حق کا مادہ بھی زیادہ ہے اور کم از کم انہیں مسلمانوں سے اتنی سخت دشمنی نہیں ہے، کیونکہ دنیا کی محبت وہ چیز ہے جو انسان کو حق کے قبول کرنے سے روکتی ہے۔ اس کے برعکس یہودیوں اور مشرکین مکہ پر دنیا پرستی غالب ہے، اس لئے وہ سچے طالب حق کا طرز عمل اختیار نہیں کر پاتے۔ کیونکہ انسان کی انا بھی اکثر حق کو قبول کرنے میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔ عیسائیوں کو جو مسلمانوں سے محبت میں قریب تر فرمایا گیا ہے۔ اسی کا ایک اثر یہ تھا کہ جب مشرکین نے مسلمانوں پر ظلم کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تو بہت سے مسلمانوں نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے پاس پناہ لی، اور نہ صرف نجاشی، بلکہ اس کی رعایا نے بھی ان کے ساتھ بڑے اعزاز واکرام کا معاملہ کیا۔ بلکہ جب مشرکین مکہ نے اپنا ایک وفد نجاشی کے پاس بھیجا اور اس سے درخواست کی کہ جن مسلمانوں نے اس کے ملک میں پناہ لی ہے انہیں اپنے ملک سے نکال کر واپس مکہ مکرمہ بھیج دے، تاکہ مشرکین ان کو اپنے ظلم کا نشانہ بنا سکیں تو نجاشی نے مسلمانوں کو بلا کر ان سے ان کا مؤقف سنا اور مشرکین مکہ کا مطالبہ ماننے سے انکار کردیا، اور جو تحفے انہوں نے بھیجے تھے وہ بھی واپس کردیئے۔ لیکن یہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ عیسائیوں کو جو مسلمانوں سے قریب تر کہا گیا ہے۔ یہ ان عیسائیوں کی اکثریت کے اعتبار سے کہا گیا ہے جو اپنے مذہب پر عمل کرتے ہوئے دنیا کی محبت سے دور ہوں، اور ان میں تکبر نہ پایا جاتا ہو۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر زمانے کے عیسائیوں کا یہی حال ہے، چنانچہ تاریخ میں ایسی بھی مثالیں ہیں جن میں عیسائیوں نے مسلمانوں کے ساتھ بدترین معاملہ کیا۔ (توضیح القرآن)

تعارف سورۃ الانعام

یہ سورت چونکہ مکہ مکرمہ کے اس دور میں نازل ہوئی تھی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اسلام اپنے ابتدائی دور میں تھی، اس لئے اس میں اسلام کے بنیادی عقائد یعنی توحید، رسالت اور آخرت کو مختلف دلائل کے ذریعے ثابت کیا گیا ہے، اوران عقائد پر جو اعتراضات کفار کی طرف سے اٹھائے جاتے تھے، ان کا جواب دیا گیا ہے۔ اس دور میں مسلمانوں پر کفارِ مکہ کی طرف سے طرح طرح کے ظلم توڑے جارہے تھے، اس لئے ان کو تسلی بھی دی گئی ہے۔ کفار مکہ اپنے مشرکانہ عقائد کے نتیجے میں جن بے ہودہ رسموں اور بے بنیاد خیالات میں مبتلا تھے، ان کی تردید فرمائی گئی ہے۔ عربی زبان میں ''انعام'' چوپایوں کو کہتے ہیں۔ عرب کے مشرکین مویشیوں کے بارے میں بہت سے غلط عقیدے رکھتے تھے، مثلاً ان کو بتوں کے نام پر وقف کر کے ان کا کھانا حرام سمجھتے تھے۔ چونکہ اس سورت میں ان بے بنیاد عقائد کی تردید کی گئی ہے، (دیکھئے آیات: ۱۳۶ تا ۱۴۶) اس لئے اس کا نام سورۃ الانعام رکھا گیا ہے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ چند آیتوں کو چھوڑ کر یہ پوری سورت ایک ہی مرتبہ نازل ہوئی تھی، لیکن علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر ''روح المعانی'' میں ان روایتوں پر تنقید کی ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم۔ (توضیح القرآن)

سورۃ انعام: جس مہم اور غرض کیلئے چاہیے اس سورت کو پڑھ کر دُعاء کرے ان شاء اللہ تعالیٰ پوری ہوگی۔

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ

اور جب سنتے ہیں قرآن جو اترا رسول پر تو تو اُن کی آنکھوں کو دیکھتا ہے

تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ

کہ امنڈتی ہیں آنسوؤں سے اس وجہ سے کہ انہوں نے حق بات پہچان لی ہے! ف۱ کہتے ہیں

رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ

کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لائے تو ہم کو ماننے والوں کے ساتھ

بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا

لکھ لے اور ہم کو کیا ہوا کہ ہم ایمان تو نہ لاویں اللہ اور حق بات پر جو ہمارے پاس آئی

رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا

اور توقع یہ رکھیں کہ ہم کو داخل کرے ہمارا پروردگار نیک بختوں کی ایک جماعت کے ساتھ تو ان کو اللہ نے عطا فرمائے

قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

اس کہنے کی جزا میں باغ کہ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے!

فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور یہ نیک لوگوں کی جزا ہے اور جنہوں نے کفر کیا

وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۸۶﴾ ع يٰٓاَيُّهَا

اور جھٹلایا ہماری آیتوں کو وہی لوگ دوزخی ہیں ایمان

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ

والو نہ حرام کر لو ستھری چیزیں جو اللہ نے تمہارے لئے حلال

ف۱ جب مسلمانوں کو حبشہ سے نکالنے کا مطالبہ لے کر مشرکین مکہ کا وفد نجاشی کے پاس آیا تھا تو اس نے مسلمانوں کو اپنے دربار میں بلا کر ان کا مؤقف سنا تھا، اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی حضرت جعفر ابن ابی طالبؓ نے اس کے دربار میں بڑی مؤثر تقریر کی تھی جس سے نجاشی کے دل میں مسلمانوں کی عظمت اور محبت بڑھ گئی، اور اسے اندازہ ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہی آخری نبی ہیں جن کی پیشگوئی تورات اور انجیل میں کی گئی تھی۔ چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو نجاشی نے اپنے علماء اور راہبوں کا ایک وفد آپ کی خدمت میں بھیجا۔ انہوں نے ان کے سامنے سورۃ یٰسین کی تلاوت فرمائی جسے سن کر ان لوگوں کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور انہوں نے کہا کہ یہ کلام اس کلام کے بہت مشابہ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا، چنانچہ یہ سب لوگ مسلمان ہو گئے اور جب یہ واپس حبشہ گئے تو نجاشی نے بھی اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔ ان آیات میں اسی واقعے کی طرف اشارہ ہے۔ (توضیح القرآن)

خلاصہ رکوع ۱۱

۱۱ ع ۱ اہل کتاب کی ملعونیت اور اس کے اسباب بیان فرمائے گئے اور اسلام دشمنی میں یہود و نصاریٰ میں موازنہ کیا گیا کہ یہودی گمراہی اور اسلام دشمنی میں عیسائیوں سے آگے ہیں۔ نصاریٰ میں سے سلیم الفطرت اور انصاف پسند لوگوں کا تذکرہ کیا گیا اور صدق دل سے ایمان لانے والوں کو بشارت اور کفار کو وعید سنائی گئی۔

وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۸۷﴾

کر دی ہیں اور حد سے نہ بڑھو ! بیشک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا

وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ

اور کھاؤ اللہ کے دیئے ہوئے میں سے حلال ستھری روزی اور ڈرتے رہو اللہ سے

الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ

جس پر تم ایمان لائے ہو اللہ تم سے نہیں مواخذہ کرتا تمہاری

بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ

لا یعنی قسموں ف۱ پر لیکن ہاں تم سے مواخذہ کرتا ہے ان قسموں پر

الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ

جو تم نے پکی کھائیں ! تو اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلا دینا ہے

اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ

اوسط درجے کا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلایا کرتے ہو یا ان دس

رَقَبَةٍ ؕ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ

محتاجوں کو کپڑا بنا دینا یا ایک بردہ آزاد کرنا ! پھر جس کو میسّر نہ ہو تو تین دن کے روزے !

اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ؕ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ

یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جو تم قسم کھا بیٹھو ! اور حفاظت رکھو

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۸۹﴾ يٰٓاَيُّهَا

اپنی قسموں کی ! اسی طرح اللہ بیان کرتا ہے تمہارے لئے اپنے احکام تاکہ تم احسان

ف۱ قسم کھانے کی چند صورتیں اور حکم

یمین غموس: اس کو اصطلاح فقہاء میں یمین غموس کہتے ہیں مثلاً ایک شخص نے کوئی کام کرلیا ہے اور وہ جانتا ہے کہ میں نے یہ کام کیا ہے پھر جان بوجھ کر قسم کھالے کہ میں نے یہ کام نہیں کیا یہ جھوٹی قسم سخت گناہ کبیرہ اور موجب وبال دنیا و آخرت ہے مگر اس پر کوئی کفارہ واجب نہیں ہوتا' توبہ واستغفار لازم ہے اس کو اصطلاح فقہا میں یمین غموس کہا جاتا ہے۔ کیونکہ غموس کے معنی ڈوبا دینے کے ہیں یہ قسم انسان کو گناہ اور وبال میں غرق کرنے والی ہے۔

یمین لغو۔ گزشتہ کسی واقعہ پر اپنے نزدیک سچا سمجھ کر قسم کھائے اور واقع میں وہ غلط ہو مثلاً کسی ذریعہ سے یہ معلوم ہوا کہ فلاں شخص آگیا ہے' اس پر اعتماد کر کے اس نے قسم کھالی کہ وہ آگیا ہے پھر معلوم ہوا کہ یہ واقعہ کے خلاف ہے اس کو یمین لغو کہتے ہیں۔ اس طرح بلا قصد زبان سے لفظ قسم نکل جائے تو اس کو بھی یمین لغو کہا جاتا ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ نہ اس پر کفارہ ہے نہ گناہ۔

یمین منعقدہ۔ آئندہ زمانہ میں کسی کام کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھائے اس کو یمین منعقدہ کہا جاتا ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اس قسم کو توڑنے کی صورت میں کفارہ واجب ہوتا ہے اور بعض صورتوں میں اس پر گناہ بھی ہوتا ہے بعض میں نہیں ہوتا۔ (معارف القرآن)

مسئلہ: قسم ٹوٹنے سے پہلے قسم کا کفارہ ادا نہیں ہوتا۔ اسی طرح قسم ٹوٹنے سے پہلے کفارہ کی ادائیگی معتبر نہیں۔ (معارف القرآن)

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ
مانو! اے ایمان والو شراب اور جوا اور بُت اور پانسے
رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ
تو بس گندے شیطانی کام ہیں تو ان سے بچتے رہو تاکہ تم
تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ
فلاح پا جاؤ۔ ۱ بس شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ تمہارے آپس میں
الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِى الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ
دشمنی اور بَیر ڈلوا دے شراب اور جوئے کی وجہ سے اور تم کو روک دے
ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ
اللہ کی یاد اور نماز سے ! تو کیا (اب بھی) تم باز آؤ گے؟ اور حکم مانو اللہ کا
وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا
اور حکم مانو رسول کا اور بچتے رہو ! پھر اگر تم پھر بیٹھو گے تو جان لو کہ
اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۹۲﴾ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ
بس ہمارے رسول کا ذمّہ تو صرف کھول کر پہنچا دینا ہی ہے جو لوگ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا
ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان پر کچھ گناہ نہیں اس میں کہ جو وہ پہلے کھا چکے جب
مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا
کہ انہوں نے پرہیز کیا اور ایمان لائے اور نیک عمل کئے پھر پرہیز کیا اور ایمان لائے

۱ شانِ نزول:

نسائی اور بیہقی نے حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ انصار کے دو قبیلوں کے معاملہ میں شراب کی حرمت ہوئی تھی۔ ان لوگوں نے شراب پی تھی اور نشہ میں مست ہو کر آپس میں گتھم گتھا کی تھی جب نشہ اترا تو چہروں، سروں اور داڑھیوں کی حالت غیر دیکھ کر کہنے لگے یہ حرکت فلاں بھائی کی ہے اگر اس کو میرا پاس لحاظ ہوتا تو ایسی حرکت نہ کرتا یہ انصاری سب بھائی بھائی تھے کسی کے دل میں کسی کی طرف سے کینہ نہ تھا، لیکن اس شراب خواری سے ان کے دلوں میں کینے پڑ گئے اس پر آیت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

سببِ نزول:

صحیح بخاری میں جابرؓ سے روایت ہے کہ جنگِ اُحد کی صبح میں لوگوں نے شراب پی تھی اور لڑائی میں اُس روز اکثر شہید ہو گئے، یہ تحریم خمر سے پہلے کی بات ہے تو اکثر یہودی کہنے لگے کہ جو لوگ قتل ہو گئے اور ان کے پیٹوں میں شراب تھی، تو یہ آیت نازل ہوئی کہ نیک عمل کرنے والے مومنین پر آنچ نہیں جب کہ تحریم خمر سے پہلے شراب پی ہو۔ (تفسیر ابن کثیر)

۱۳ ع ۷ ۲

ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۳﴾ يٰۤاَيُّهَا

پھر پرہیز کیا اور نیکی کی ! اور اللہ دوست رکھتا ہے و۱ نیک لوگوں کو اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ

ایمان والو اللہ تم کو ضرور آزمائے گا ایک ذرا سی بات (یعنی) شکار سے

تَنَالُهٗۤ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ

جس تک پہنچ سکیں تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے تاکہ اللہ معلوم کرلے کہ کون

فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۴﴾ يٰۤاَيُّهَا

اس سے بن دیکھے ڈرتا ہے؟ پھر جو زیادتی کرے اس کے بعد تو اس کے لئے دردناک عذاب ہے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَمَنْ

اے ایمان والو شکار نہ مارو جب تم احرام کی حالت میں ہو ! اور جو

قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ

کوئی تم میں سے شکار مارے جان بوجھ کر تو اس پر بدلا واجب ہے چارپایوں میں سے

النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا ۢ بٰلِغَ الْكَعْبَةِ

مارے ہوئے کے برابر جو ٹھہراویں تم سے دو منصف ! یہ نیاز کعبہ تک پہنچائی جاوے

اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ

یا کفارہ (یعنی) چند محتاجوں کا کھانا یا مسکینوں کی گنتی کے برابر روزے و۲ تاکہ چکھے اپنے

وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ

کئے کی سزا ! اللہ نے درگزر کی اس سے جو گزر چکا ! اور جو پھر ایسا کرے گا تو اللہ اس سے

خلاصہ رکوع ۱۲

حلال وحرام کے احکام پر پابندی سے عمل کرنے کا حکم دیا گیا قسم اور اس کے کفارہ کا بیان فرمایا۔ شراب اور جوئے کی ممانعت اور ان کے نقصانات ذکر فرمائے گئے آخر میں اللہ ورسول کی اطاعت کا حکم دیا گیا۔

و۱ سبب نزول:

نہایت صحیح اور قوی احادیث میں ہے کہ جب تحریم خمر کی آیات نازل ہوئیں تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ اُن مسلمانوں کا کیا حال ہوگا جنہوں نے حکم تحریم آنے سے پہلے شراب پی اور اسی حالت انتقال کر گئے۔ مثلاً بعض صحابہ جو جنگ احد میں شراب پی کر شریک ہوئے اور اسی حالت میں شہید ہو گئے کہ پیٹ میں شراب موجود تھی۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

و۲ غلہ کی برابر روزے رکھنے کی صورت یہ ہے کہ بحساب فی مسکین نصف صاع کے جتنے مساکین کو وہ غلہ پہنچ سکتا ہے اتنے شمار سے روزے رکھ لے اور تقسیم غلہ اور روزے رکھنے کے لئے حرم میں ہونے کی قید نہیں اور اگر جانور کی قیمت اتنی کم ہے کہ نصف صاع غلہ بھی اس میں نہیں خریدا جا سکتا تو اختیار ہے کہ یا تو وہی نصف صاع سے کم ایک مسکین کو دیدے یا اس کی جگہ ایک روزہ رکھ لے۔

اللّٰهُ مِنْهُ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿٩٥﴾ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ

بدلہ لے گا ! اور اللہ زبردست ہے بدلہ لینے والا تمہارے لئے حلال ہوا دریائی شکار

وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ

اور دریائی کھانے کی چیزیں تمہارے اور دوسرے مسافروں کے فائدے کے لئے اور تم پر حرام ہے

الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿٩٦﴾

جنگل کا شکار جب تک تم احرام میں رہو! اور اللہ سے ڈرتے رہو کہ جس کی طرف تم سب اکٹھے ہو کر جاؤ گے ؎۱

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ

اللہ نے قرار دیا کعبہ کو جو معزز گھر ہے لوگوں کے قیام امن کا باعث اور بزرگی والے مہینے

وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ۗ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ

اور قربانی اور وہ نیاز کے جانور جن کے گلے میں نشانی کے پٹے بندھے ہوں ؎۲ تا کہ تم جان لو کہ

اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ

اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور کچھ شک نہیں کہ اللہ

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٩٧﴾ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ

ہر چیز سے واقف ہے جانے رہو کہ اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے اور یہ بھی کہ اللہ

وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٩٨﴾ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ۗ

بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ پیغمبر کے ذمے صرف پہنچا دینا ہے اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر میں کرتے

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿٩٩﴾ قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ

اور جو چھپا کر کرتے ہو (اے محمد) کہہ دے کہ برابر نہیں ہو سکتی گندی (یعنی حرام) چیز اور ستھری

؎۱ اس میں چند مسائل ہیں۔
مسئلہ: حرم کا شکار اگر غیر محرم قتل کرے تو اس کے لئے کفارہ میں روزے کافی نہ ہوں گے۔
مسئلہ: جس طرح قتل میں جزا ہے اسی طرح زخمی کرنے سے بھی جتنی قیمت کم ہوگئی ہو تخمینہ کرا کر اس مقدار قیمت میں پھر وہی تین صورتیں جاری ہونگی۔
مسئلہ: جس شکار کا حرم اور احرام میں قتل کرنا حرام ہے وہ عام ہے خواہ اس کا کھانا حلال ہو یا نہ ہو البتہ جو دلیل سے مستثنیٰ ہو گئے ہیں ان کو پکڑ کر قتل کرنا جائز ہے جیسے دریائی شکار اور بعضے خشکی کے خاص جانور جیسے کوا چیل بھیڑیا سانپ بچھو کاٹنے والا کتا اسی طرح جو درندہ حملہ کرے اس کا قتل بھی جائز ہے ۱۲

؎۲ فائدہ آیات

کعبہ شریف اور حرمت والے مہینے کا باعث امن ہونا تو ظاہر ہے کہ اس میں جنگ کرنا حرام ہے۔ اس کے علاوہ جو جانور نذرانے کے طور پر حرم لے جائے جاتے تھے۔ ان کے گلے میں پٹے ال دیئے جاتے تھے تا کہ ہر دیکھنے والے کو پتہ چل جائے کہ یہ جانور حرم جا رہے ہیں۔ چنانچہ کافر، مشرک ، ڈاکو بھی ان کو چھیڑتے نہیں تھے۔ کعبے کے قیام امن کا باعث ہونا کے ایک معنی کچھ مفسرین نے یہ بھی بیان فرمائے ہیں کہ جب تک کعبہ شریف قائم رہے گا، قیامت نہیں آئے گی۔ قیامت اس وقت آئے گی جب اسے اٹھا لیا جائے گا۔ (توضیح القرآن)

وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي

(یعنی حلال) چیز اگرچہ تجھ کو ناپاک کی بہتات بھلی لگے ! تو اے عقلمندو

الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۱۰۰ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تمہارا بھلا ہو ؀۱ ایمان والو

لَا تَسْــَٔلُوْا عَنْ اَشْيَاۗءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ

نہ پوچھا کرو بہت باتیں کہ اگر تم پر ظاہر کر دی جاویں تو تم کو بُری لگیں ! اور اگر

تَسْــَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ۭ عَفَا اللّٰهُ

تم ان کی ایسے وقت میں پوچھ پاچھ لگاؤ گے کہ قرآن اتر رہا ہے تو وہ ظاہر کر دی

عَنْهَا ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝۱۰۱ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ

جاویں گی ! اب تو اللہ نے ان سے درگزر کی اور اللہ بڑا بخشنے والا بُردبار ہے ایسی ہی باتیں لوگ

قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ۝۱۰۲ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ

پوچھ چکے ہیں تم سے پہلے پھر ان کا انکار کرنے لگے اللہ نے نہیں

بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَاۗىِٕبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ

ٹھہرایا بحیرہ کو اور نہ سائبہ کو اور نہ وصیلہ کو اور نہ حام ؀۲ کو لیکن

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَاَكْثَرُهُمْ

کافر بہتان باندھتے ہیں اللہ پر جھوٹا! اور ان میں سے اکثر

لَا يَعْقِلُوْنَ ۝۱۰۳ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

عقل نہیں رکھتے اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس قرآن کی جانب جو اللہ نے اُتارا

خلاصہ رکوع ۱۳ ع ۱۳/۷/۲

بحالت احرام شکار کی ممانعت فرمائی گئی۔ بیت اللہ کی مرکزیت وعظمت کو ذکر فرمایا گیا محترم مہینوں اور قربانی کے جانوروں کے تقدس کو بیان فرمایا گیا۔

؀۱ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا اپنے گورنروں کو جواب:

درمنثور میں بحوالہ ابن ابی حاتم نقل کیا ہے کہ زمانہ تابعین کے خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے جب سابق امراء کے زمانہ کے عائد کئے ہوئے ناجائز ٹیکس بند کئے، اور جن لوگوں سے ناجائز طور پر اموال لئے گئے وہ واپس کئے اور سرکاری بیت المال خالی ہوگیا۔ اور آمدنی بہت محدود ہوگئی، تو ایک صوبہ کے گورنر نے ان کی خدمت میں خط لکھا کہ بیت المال کی آمدنی بہت گھٹ گئی ہے، فکر ہے کہ حکومت کے کاروبار کس طرح چلیں گے، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے جواب میں یہی آیت تحریر فرمادی ''لا یستوی الخبیث والطیب ولو اعجبک کثرۃ الخبیث،، اور لکھا کہ تم سے پہلے لوگوں نے ظلم وجور کے ذریعہ جتنا خزانہ بھرا تھا تم اس کے بالمقابل عدل وانصاف قائم کر کے اپنے خزانہ کو کم کرلو اور کوئی پرواہ نہ کرو ہماری حکومت کے کام اسی کم مقدار سے پورے ہوں گے۔ (معارف القرآن مفتی اعظمؒ)

؀۲ بحیرہ وہ جانور ہے جس کا دودھ بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جائے اور سائبہ وہ جانور جس کو بتوں کے نام پر چھوڑ دیں اور وصیلہ وہ اونٹنی جو پہلی اور دوسری بار مادہ جنے اور حامی وہ نر اونٹ جو کہ خاص شمار تک جفتی کر چکا ہو ان سب کو بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جاتا تھا۔

وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ

اور رسول کی جانب تو وہ کہتے ہیں کہ ہم کو تو وہی طریقہ کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا!

اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۴﴾

بھلا اگر ان کے باپ دادا کچھ بھی نہ جانتے ہوں اور نہ راہ راست پر رہے ہوں

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ

(تو بھی یہ اسی لکیر کے فقیر رہیں گے؟) ایمان والو تم اپنی فکر کرو! تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا کوئی

اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ

بھی جو گمراہ ہو جبکہ تم راہ راست پر ہو! ف۱ اللہ کی جانب تم سب کو لوٹ کر جانا ہے پھر وہ تم کو جتا دے

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ

گا جو کچھ تم کرتے رہے ہو ایمان والو تم میں گواہی

اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا

جب کسی کے سامنے موت آموجود ہو وصیت کرتے وقت تم ہی میں سے

عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ

دو معتبر شخص ف۲ کی ہونی چاہیئے یا دو تمہارے سوا غیر شخص ہوں ایسی حالت میں کہ تم نے سفر کیا ہو

فِى الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ؕ تَحْبِسُوْنَهُمَا

ملک میں پھر تم پر آ پڑے موت کی مصیبت! ان دونوں کو کھڑا کرو

مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا

نماز کے بعد پھر وہ اللہ کی قسم کھاویں اگر تم کو شک ہو (پس کہیں) کہ ہم

ف۱ آیت کی تفسیر حضور ﷺ کی زبان مبارک سے:

ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ثعلبہ خشنی کا بیان نقل کیا ہے۔ حضرت ابو ثعلبہؓ نے کہا خدا کی قسم میں نے اس آیت کا مطلب رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا (اس آیت کا مطلب یہ نہیں کہ امر و نہی ترک کر کے بیٹھ رہو) بلکہ مطلب یہ ہے کہ بھلائی پر چلو اور برائی سے باہم روکتے رہو اور خود بھی باز رہو لیکن جب دیکھ لو کہ لوگ ہوا و ہوس کے بندے ہو گئے ہیں خواہشات کے پیچھے پڑے ہیں۔ دنیا کو (دین پر) ترجیح دی جا رہی ہے اور ہر شخص خود رائے ہو گیا ہے اپنے خیال میں مست ہے اور تم کو بھی کچھ کرنا ہی ہو (کچھ کرنے پر تم مجبور ہو) تو ایسے وقت میں صرف اپنے نفس (کی اصلاح) کی فکر کرو اور عوام کی فکر چھوڑ دو۔ یہ امر یقینی ہے کہ تمہارے آگے کچھ مصائب کا زمانہ آئے گا۔ ان شدائد میں صبر رکھنا اتنا مشکل ہوگا جیسے انگاروں کو مٹھی میں دبانا اس وقت نیک عمل کرنے کا ثواب ان پچاس آدمیوں کے برابر ہوگا جنہوں نے اسی جیسی نیکی کی ہو صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا اس شخص کا اجر ان میں سے ہی پچاس آدمیوں کے برابر ہوگا فرمایا تمہارے پچاس آدمیوں کے برابر۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ وصیت کے احکام:

یعنی بہتر یہ ہے۔ باقی اگر دو نہ ہوں یا معتبر نہ ہوں تب بھی "وصی" بنا سکتا ہے اور گواہ سے مراد یہاں وصی ہے۔ اس کے اقرار و اظہار کو گواہی سے تعبیر فرمادیا۔ (تفسیر عثمانیؒ)

نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ

قسم نہیں بیچتے مال پر اگرچہ وہ شخص ہمارا قرابت دار ہی ہوا اور ہم نہیں چھپاتے اللہ کی لگتی گواہی!

اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا

ایسا کریں تو ہم بیشک گنہگار ہیں۔ پھر اگر خبر ہو جاوے کہ ان دونوں نے

اسْتَحَقَّآ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ

گناہ سے حق دبا لیا تو اور دو شخص ان کی جگہ کھڑے ہوں ان لوگوں میں سے

اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَآ

کہ جن کا حق دبا ہے اور یہ مظلوم کے قریبی رشتہ دار ہوں پھر اللہ کی قسم کھاویں

اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَآ ۖ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ

کہ ہماری گواہی زیادہ معتبر ہے پہلوں کی گواہی سے اور ہم نے کچھ زیادہ نہیں کیا نہیں تو ہم بے شک

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى

ظالم ہیں ف۱ اس میں لگتا ہے کہ وہ جیسی کی تیسی گواہی دیں

وَجْهِهَآ اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ۭ

یا اس کا ڈر کریں کہ ہماری قسمیں رد کی جاویں ان کی قسموں کے بعد!

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

اور اللہ سے ڈرتے رہو اور (اس کا حکم) سن لو اور اللہ راہ راست نہیں دکھاتا

الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ ع يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ

نافرمان لوگوں کو (یاد کرو) جس دن اللہ جمع کرے گا پیغمبروں کو پھر فرمائے گا کہ تم کو کیا

ف۱ شانِ نزول:

ان آیات کا شان نزول یہ ہے کہ ایک شخص "بدیل" نامی جو مسلمان تھا دو شخص "تمیم و عدی" کے ساتھ جو اس وقت نصرانی تھے بغرض تجارت ملک شام کی طرف گیا۔ شام پہنچ کر بدیل بیمار پڑ گیا۔ اس نے اپنے مال کی فہرست لکھ کر اسباب میں رکھ دی اور اپنے دونوں رفیقوں کو اطلاع نہ کی۔ مرض جب زیادہ بڑھا تو اس نے دونوں نصرانی رفقاء کو وصیت کی کہ کل سامان میرے وارثوں کو پہنچا دینا۔ انہوں نے سب سامان لا کر وارثوں کے حوالہ کر دیا، مگر چاندی کا ایک پیالہ اس میں سے نکال لیا۔ آخر معاملہ نبی کریم ﷺ کی عدالت میں پیش ہوا۔ ان دونوں نصرانیوں سے قسم لی گئی کہ ہم نے میت کے مال میں کسی طرح کی خیانت نہیں کی نہ کوئی چیز اس کی چھپائی۔ آخر قسم پر فیصلہ ان کے حق میں کر دیا گیا۔ کچھ مدت کے بعد ظاہر ہوا کہ وہ پیالہ ان دونوں نے مکہ میں کسی سنار کے ہاتھ فروخت کیا ہے جب سوال ہوا تو کہنے لگے کہ وہ ہم نے میت سے خرید لیا تھا۔ پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں مرافعہ کیا اب پہلی صورت کے برعکس اور اوصیا خریداری کے مدعی اور وارث منکر تھے۔ شہادت موجود نہ ہونے کیوجہ سے وارثوں میں سے دو شخصوں نے جو میت سے قریب تر تھے قسم کھائی کہ پیالہ میت کی ملک تھا اور یہ دونوں نصرانی اپنی قسم میں جھوٹے ہیں۔ چنانچہ جس قیمت پر انہوں نے فروخت کیا تھا (ایک ہزار درہم) وہ وارثوں کو دلائی گئی۔ (تفسیر عثمانی)

خلاصہ رکوع ۱۴

ع ۱۴ بے فائدہ سوالات سے بچنے اور جاہلیت کی رسومات کی تردید فرمائی گئی۔ زندگی میں وصیت کرنے اور بعد میں وصیت کے بارہ میں گواہیوں کو ذکر فرمایا گیا۔

اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۰۹﴾

جواب ملا؟ وہ کہیں گے کہ ہم کو کچھ معلوم نہیں! تو ہی غیب کی باتیں خوب جانتا ہے ف۱

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَ

جب اللہ فرماوے گا کہ اے مریم کے بیٹے عیسیٰ یاد کر میرا احسان اپنے اوپر اور

عَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۟ تُكَلِّمُ

اپنی ماں پر ف۲ جب میں نے تیری مدد کی روح القدس سے! تو کلام

النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ

کرتا تھا لوگوں سے گہوارہ میں اور بڑی عمر میں! اور جب میں نے تجھ کو سکھا دیا

وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ

لکھنا اور دانائی اور توریت اور انجیل! اور جب تو بناتا تھا

مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ

مٹی سے پرند کی سی مورت میرے حکم سے پھر اس میں پھونک مار دیتا تھا

طَيْرًۢا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ

تو وہ پرند ہو جاتی تھی میرے حکم سے اور تو بھلا چنگا کر دیتا تھا مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو میرے حکم

وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

سے! اور جب تو نکال کھڑے کرتا تھا مردے میرے حکم سے! اور جب میں نے روکا بنی اسرائیل کو

عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

تجھ سے جس وقت کہ تو ان کے پاس صریح معجزے لے کر آیا تو کہنے لگے وہ لوگ

ف۱ قرآن کریم کا یہ خاص طریقہ ہے کہ جب وہ اپنے احکام بیان فرماتا ہے تو اس کے ساتھ آخرت کا کوئی ذکر یا پچھلی امتوں کی فرماں برداری یا نافرمانی کا بھی ذکر فرماتا ہے، تاکہ ان احکام پر عمل کرنے کے لئے آخرت کی فکر پیدا ہو، چنانچہ وصیت کے مذکورہ بالا احکام کے بعد اب آخرت کے کچھ مناظر بیان فرمائے گئے ہیں۔ اور چونکہ کچھ پہلے عیسائیوں کے غلط عقائد کا تذکرہ تھا، اس لئے خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے آخرت میں جو مکالمہ ہوگا اس کا خاص طور پر ذکر فرمایا گیا ہے۔ اور شروع کی اس آیت میں تمام پیغمبروں سے اس سوال کا ذکر ہے کہ ان امتوں نے ان کی دعوت کا کیا جواب دیا تھا؟ اس کے جواب میں انہوں نے اپنی لاعلمی کا جو اظہار کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم دنیا میں تو لوگوں کے ظاہری بیانات پر ہی فیصلہ کرنے کے مجاز تھے، لہذا جس کسی نے ایمان کا دعویٰ کیا ہم نے اسے معتبر سمجھ لیا، لیکن یہ معلوم کرنے کا ہمارے پاس کوئی راستہ نہیں تھا کہ اس کے دل میں کیا ہے؟ آج جبکہ فیصلہ دلوں کے حال کے مطابق ہونے والا ہے، ہم یقین کے ساتھ کسی کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے، کیونکہ دلوں کا پوشیدہ حال تو صرف آپ ہی جانتے ہیں، البتہ جب لوگوں کے ظاہری ردعمل ہی کے بارے میں انبیائے کرام سے گواہی لی جائے گی تو وہ ان کے ظاہری اعمال کی گواہی دیں گے، جس کا ذکر سورۂ نساء (۴:۴۱) اور سورۂ نحل (۱۶:۸۹) وغیرہ میں آیا ہے۔ (توضیح القرآن)

ف۲ حضرت عیسیٰؑ سے خطاب:

اول تو اولاد پر احسان کرنا من وجہ ماں پر احسان ہے۔ دوسرے ظالم لوگ جو تہمت مریم صدیقہ پر لگاتے تھے حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی براءت و نزاہت کے لئے برہان مبین بنا دیا اور تولد مسیح سے پہلے اور بعد عجیب و غریب نشانات حضرت مریم کو دکھلائے جو ان کی تقویت و تسکین کا باعث ہوئے۔ یہ احسانات بلا واسطہ ان پر تھے۔ (تفسیر عثمانیؒ)

مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۱۱۰ وَاِذْ اَوْحَيْتُ

جو ان میں کافر تھے کہ بس یہ تو کھلا جادو ہے اور (یاد کر) جب میں نے

اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا

حواریوں کے دل میں ڈالا کہ ایمان لے آؤ مجھ پر اور میرے رسول پر! تو انہوں نے کہا

وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ۝۱۱۱ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ

کہ ہم ایمان لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم فرمانبردار ہیں جب حواریوں نے کہا

يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ

کہ اے مریم کے بیٹے عیسیٰ کیا تمہارے پروردگار سے ہو سکے گا کہ ہم پر آسمان سے بھرا

عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ

خوان اتارے؟ عیسیٰ نے کہا کہ اللہ سے ڈرو اگر تم کو

مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱۱۲ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ

ایمان ہے وہ بولے کہ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے

قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ

دل مطمئن ہو جاویں اور ہم جان لیں کہ تم نے ہم سے سچ کہا اور ہم اس کے

الشّٰهِدِيْنَ ۝۱۱۳ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ

گواہ رہیں عیسیٰ نے کہا اے اللہ اے ہمارے پروردگار ہم پر

عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا

آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ دن عید قرار پاوے ہمارے اگلوں

خاصیت: آیت ۱۱۲ تا ۱۱۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾

اور پچھلوں کے لئے ف۱ اور تیری طرف سے نشانی ہو! اور ہم کو روزی دے اور تو ہی سب سے بہتر

قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ

روزی دینے والا ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ بیشک میں خوان تم پر اُتاروں گا تو جو شخص

فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ ع وَاِذْ

تم میں سے اس کے بعد کفر کرے گا اس کو ایسا عذاب دوں گا کہ دنیا میں کسی کو بھی ویسا عذاب نہ

قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ

دوں گا اور جب فرمائے گا اللہ کہ اے مریم کے بیٹے عیسیٰ کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مانو مجھ کو اور

اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ

میری ماں کو دو خدا اللہ کے سوا؟ عیسیٰ جواب دے گا کہ تیری ذات پاک ہے مجھ سے

مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۗ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ

کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں ایسی بات کہوں جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق نہیں اگر میں نے ایسا کہا ہو گا تو

فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ

تجھ کو معلوم ہو گا! تو تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے دل میں ہے!

اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۶﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ

بیشک تو ہی غیب کی باتیں خوب جانتا ہے میں نے ان سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہا جو تو نے مجھ کو

بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ

حکم دیا تھا کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا پروردگار ہے! اور میں ان کا نگران

ف۱ آسمان سے خوان اترنے کا دن: یعنی وہ دن جس میں مائدہ آسمانی نازل ہو، ہمارے اگلے پچھلے لوگوں کے حق میں عید ہو جائے کہ ہمیشہ ہماری قوم اس دن کو بطور یادگار تہوار منایا کرے۔ اس تقریر کے

خلاصہ رکوع ۱۵

قیامت کی منظر کشی فرمائی کہ اللہ تعالیٰ
۱۵ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کلام
ع فرمائیں گے اور وہ امتوں کے
۵ بارے میں گواہی دیں گے۔
حواریین عیسیٰ علیہ السلام کیلئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ آسمان سے دستر خوان کے اترنے کا واقعہ ذکر فرمایا گیا۔

موافق تکون لنا عیداً کا اطلاق ایسا ہوا جیسا کہ آیۃ الیوم اکملت لکم دینکم کے متعلق بخاری میں یہود کا یہ مقولہ نقل کیا ہے انکم تقرؤن انۃ لو نزلت فینا لا تخذنا ھا عیداً جس طرح آیۃ کو عید بنانے کا مطلب اس کے یوم نزول کو عید بنانا ہے (کما ہو مصرح فی الروایات الاخر) اسی پر مائدہ کے عید ہونے کو بھی قیاس کر لو کہتے ہیں کہ وہ خوان اترا اتوار کو جو نصاریٰ کے یہاں ہفتہ کی عید ہے جیسے مسلمانوں کے یہاں جمعہ۔ (تفسیر عثمانی)

شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ

رہا جب تک ان میں رہا پھر جب تو نے مجھ کو اٹھا لیا تو تو ہی

الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۱۷﴾

ان کا نگہبان تھا! اور تو ہر چیز سے خبردار ہے اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں!

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ

اور اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں! اور اگر تو ان کو معاف فرما دے تو بیشک

اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ

تو ہی زبردست ہے حکمت والا اللہ فرمائے گا ف۱ یہ وہ دن ہے کہ سچے بندوں کو ان کا

الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

سچ کام آئے گا ف۲ ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا

وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے! اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی!

عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۹﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

یہی بڑی کامیابی ہے اللہ ہی کی حکومت ہے آسمانوں اور زمین میں

وَمَا فِيْهِنَّ ؕ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۲۰﴾ ع

اور جو کچھ ان میں ہے (سب میں) اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

ف۱ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پوری رات ایک آیت کو دہرانا: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک رات اس آیت کو پڑھتے پڑھتے گزار دی اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ (اے اللہ! اگر تو ان کو عذاب کرے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر مغفرت فرمائے تو تو عزت وحکمت والا ہے۔ (نسائی وابن ماجہ)

ف۲ سچا آدمی: حدیث میں علانیہ اور تنہائی میں اچھی طرح نماز پڑھنے والے کو سچا بندہ کہا گیا ہے، ارشاد ہے: ''یعنی جو آدمی علانیہ اچھی طرح نماز پڑھتا ہے اور وہ تنہائی میں بھی اسی طرح ادا کرتا ہے تو ایسے آدمی کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ میرا سچ مچ بندہ ہے (مشکوٰۃ شریف)۔'' رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ: یعنی اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے، ایک حدیث میں آتا ہے کہ جنت ملنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ بڑی نعمت یہ ہے کہ میں تم سے راضی ہوا اب کبھی تم پر ناراض نہ ہوں گا۔ (معارف القرآن مفتی اعظم)

خلاصہ رکوع ۱۶

قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عیسائیوں کے شرک اور گمراہی بارے سوال اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جواب کو (۱۶ ع ۵ ۶) ذکر فرمایا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اپنی امت کے بارہ میں سفارش کو ذکر کیا گیا جس سے واضح ہوا کہ اس وقت بھی انبیاء کرام علیہم السلام اپنی امت کیلئے مہربان وشفیق ہونگے۔

سُوْرَۃُ الْاَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ خَمْسٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

سورہ انعام ول مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں ایک سو چھیاسٹھ آیتیں اور بیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ

ہر طرح کی تعریف اللہ ہی کو زیبا ہے جس نے پیدا کئے آسمان اور زمین اور بنائے

الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ①

اندھیرے اور چاندنا پھر بھی یہ کافر اپنے پروردگار کے ساتھ (دُوسروں کو) برابر کرتے ہیں

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا ۭ وَاَجَلٌ

وہی ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر موت کا ایک وقت مقرر کر دیا! اور ایک

مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ② وَهُوَ اللّٰهُ فِي

میعاد اس کے نزدیک معین ہے پھر بھی تم شک کرتے ہو اور وہی اللہ ہے

السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ۭ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ

آسمانوں میں اور زمین میں! جانتا ہے تمہارا چھپا اور کھلا اور جانتا ہے

مَا تَكْسِبُوْنَ ③ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ

جو کچھ تم کرتے ہو اور ان کے پاس نہیں آتی کوئی نشانی ان کے پروردگار کی نشانیوں میں سے

اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ④ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهُمْ

مگر وہ اس سے روگردانی ہی کرتے رہتے ہیں چنانچہ جھٹلا دیا انہوں نے حق کو جب کہ وہ ان کے

ول اونٹنی دب گئی: سورۂ انعام مکہ میں ایک ہی رات کے اندر ایک ہی دفعہ میں نازل ہو گئی۔ اس کو ستر ہزار فرشتے لے کر حاضر ہوئے تھے اور تسبیح پڑھتے جا رہے تھے۔ اسماء بنت یزید کہتی ہیں کہ نبی ﷺ ناقہ پر سوار تھے اور سورۂ انعام اتر رہی تھی۔ میں ناقہ نبی ﷺ کی باگ تھامے ہوئے تھی۔ وحی کے بوجھ سے ناقہ ایسی دب گئی تھی کہ گویا اُس کی ہڈیاں ہی ٹوٹ جائیں گی۔ ملائکہ زمین و آسمان کو گھیرے ہوئے تھے۔ سورۂ انعام اترنے کے بعد حضرت محمد ﷺ تسبیح پڑھنے لگے اور فرمایا اس سورت کی مشایعت میں فرشتے افق تک گھیرے ہوئے تھے۔ فرشتوں کی سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم کی گونج سے زمین و آسمان میں ہنگامہ تھا حضرت محمد ﷺ بھی یہی تسبیح پڑھ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ پوری سورۂ انعام ایک ہی دفعہ میں نازل ہوئی ہے اور ستر ہزار فرشتوں کی تسبیح و تحمید کی گونج کے ساتھ اتری ہے۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

سورۂ انعام کی ایک خصوصیت:
☆ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ سورۃ انعام کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ پوری سورت بجز چند آیات کے بیک وقت مکہ میں اس طرح نازل ہوئی ہے کہ ستر ہزار فرشتے اس کے جلو میں تسبیح پڑھتے ہوئے آئے تھے۔ ائمہ تفسیر میں سے مجاہدؒ، کلبیؒ، قتادہؒ وغیرہ کا بھی تقریباً یہی قول ہے۔

خاصیت: سورہ انعام پہلی آیت پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝٥

پاس آیا تو اب آگے چل کر ان کو معلوم ہوگی حقیقت اس بات کی جس کی ہنسی اُڑاتے تھے

اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ان سے پہلے ہلاک کر دیا کتنی امتوں کو

فِى الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ

جن کو ہم نے ملک میں اتنا جما دیا تھا کہ تم کو نہیں جمایا اور ہم نے برسا دیا

مِّدْرَارًا ۪ وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ

ان پر مینہ موسلا دھار اور نہریں جاری کر دیں ان کے نیچے پھر ان کو ہلاک کر دیا ف۲ ان کے

بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝٦

گناہوں کے باعث اور نکال کھڑی کی ان کے بعد اور اُمت اور (اے محمد) اگر

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِىْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ

ہم تجھ پر اتاریں لکھی لکھائی کتاب کاغذ پر پھر یہ لوگ اس کو اپنے ہاتھوں سے

لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝٧ وَقَالُوْا

چھو بھی لیں (تب بھی) ضرور کافر لوگ کہیں گے کہ یہ تو بس صریح جادو ہے اور کہتے ہیں

لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ؕ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِىَ

کہ محمد پر کوئی فرشتہ کیوں نہیں اترا؟ اور اگر ہم فرشتہ اتار دیتے تو جھگڑا ہی چک گیا تھا

الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ۝٨ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ

پھر ان کو کچھ بھی مہلت نہ ملتی اور اگر ہم کوئی فرشتہ رسول بنا کر بھیجتے تو اس کو بھی مرد کی

فضیلت سورہ انعام

اس سورت کا مریض پر پڑھنا کیسا ہی لا علاج مرض کیوں نہ ہو شفا کا باعث ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت میں سے جو کوئی صبح ہوتے ہمیشہ سورہ انعام کے شروع کی تین آیتوں کا ورد رکھے گا حق تعالیٰ اس پر ستر ہزار فرشتے نگہبان مقرر فرمائے گا جو ہمیشہ اس کی حفاظت کریں گے اور اس مقدس سورت کی تلاوت کرنے والے شخص کا نامہ اعمال میں روزانہ ان فرشتوں کے اعمال کے برابر قیامت تک ثواب لکھا جائے گا ۱۲ ک یعنی الحمدللہ سے تکسبون تک (تفسیر میرٹھی)

ف۲ ان کے ہلاک کرنے سے حقیقت میں تو ہمارا کیا نقصان ہوتا ظاہر میں بھی تو ہمارے ملک میں کوئی کمی نہیں آئی کہ دنیا ویسی ہی بسی رہی اسی طرح اگر تم پر عذاب نازل کر دیں تو تعجب کیا ہے اور ان ہلاک ہونے والی جماعتوں سے عاد و ثمود وغیرہ مراد ہیں کہ قسم قسم کے عذابوں سے ہلاک کئے گئے اور ان کی ہلاکت کے آثار نمایاں تھے۔ ان آثار کے دیکھنے کو ہلاکت کا دیکھنا فرمادیا۔ اور جس عذاب سے کفار موجودین کو ڈرایا گیا ہے مراد اس سے یا تو دنیوی عذاب ہو چنانچہ قتل و قید کئے گئے یا عذاب آخرت مراد ہو کہ وہ بھی قریب ہے کیونکہ موت کے ساتھ ہی اس کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے (تسہیل بیان)

رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ۝۹ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ

صورت میں بنا کر بھیجتے اور ہم ان پر وہی شبہ ڈال دیتے ولے جواب شبہ کر رہے ہیں

بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا

اور تجھ سے پہلے بھی رسولوں کی ہنسی اڑائی جا چکی ہے تو آ نازل ہوا ان لوگوں پر کہ

بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۱۰ ع قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا

جو ہنسی اڑایا کرتے تھے وہ عذاب کہ جس کی ہنسی اڑاتے تھے کہہ دے کہ چلو پھرو ملک میں

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝۱۱ قُلْ لِّمَنْ مَّا فِى السَّمٰوٰتِ

پھر دیکھو کہ کیا ہوا جھٹلانے والوں کا انجام پوچھ کہ کس کا ہے جو کچھ آسمانوں

وَالْاَرْضِ ط قُلْ لِّلّٰهِ ط كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ط

اور زمین میں ہے؟ خود ہی کہہ دے کہ سب اللہ کا ہے! اس نے اپنے اوپر لازم کر لیا رحم کرنا! وٹ

لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ط اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْا

وہ تم کو ضرور جمع کرے گا قیامت کے دن جس میں کچھ شک نہیں! جو لوگ آپ اپنا نقصان کر رہے ہیں

اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۱۲ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِى الَّيْلِ

وہ تو ایمان لائیں گے نہیں اور اللہ ہی کا ہے جو بستا ہے رات

وَالنَّهَارِ ط وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۱۳ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ

اور دن میں! اور وہ سننے والا جاننے والا ہے کہہ دے کہ میں کیا کوئی اور

وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ط

مددگار بناؤں اللہ کے سوا کہ جو آسمان و زمین کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ سب کو کھلاتا ہے اور اس کو

ولے کیونکہ جب وہ فرشتہ آدمی کی شکل پر ہوتا تو اس کو بشر سمجھ کر پھر یہی اعتراض کرتے کہ ہمارے پاس فرشتہ کو رسول بنا کر کیوں نہ بھیجا گیا۔ غرض فرشتہ کے رسول بننے سے ان کا نفع تو کچھ نہ ہوتا کیونکہ پھر بھی اشتباہ وہی قائم رہتا اور ضرر یہ ہوتا کہ نہ ماننے سے فوراً ہلاک کر دیئے جاتے اس لئے

خلاصہ رکوع ۱

ع ۱ / ۷ اللہ تعالیٰ کی ذات کا تذکرہ فرمایا گیا۔ انسان کی پیدائش اور موت کا تذکرہ کر کے اس کی غفلت کو دور کیا گیا۔ کفار مکہ کے عناد کا اظہار اور اس کا جواب دیا گیا۔

ہم نے ایسا نہیں کیا خلاصہ یہ کہ محض عناد کی وجہ سے ایسی باتیں نکالتے ہیں جو ہدایت اور حق واضح ہونے کا طریقہ نہیں اور جو اس کا طریقہ ہے کہ موجودہ آیات و معجزات میں غور کریں اس سے یہ کام نہیں لیتے ۱۲ (تسہیل بیان)

وٹ اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں:
حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی سو رحمتیں ہیں جن میں سے ایک اس نے نیچے اتار کر جن و بشر اور چوپایوں اور کیڑوں مکوڑوں کو تقسیم کی ہے اسی کی وجہ سے وہ باہم محبت و رحمت کرتے ہیں وحشی جانور اسی کے سبب اپنے بچوں سے پیار کرتے ہیں۔ ننانوے رحمتیں اس نے اپنے لئے رکھ چھوڑی ہیں جن سے قیامت کے دن اپنے بندوں کو سرفراز فرمائے گا۔ رواہ مسلم۔

قُلْ اِنِّیْۤ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا

کوئی نہیں کھلاتا! کہہ دے مجھ کو حکم ہوا ہے کہ سب سے اول فرمانبردار بنوں اور (اے محمد)

تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۴﴾ قُلْ اِنِّیْۤ اَخَافُ اِنْ

مشرکوں میں ہرگز نہ ہونا' کہہ دے کہ میں ڈرتا ہوں اگر اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں

عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۵﴾ مَنْ یُّصْرَفْ عَنْهُ

ایک بڑے دن کے عذاب سے جس سے اس دن عذاب ٹل گیا تو اس پر اللہ نے

یَوْمَىٕذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۶﴾ وَاِنْ

بڑا رحم فرمایا! اور یہی صریح کامیابی ہے اور اگر

یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ

اللہ تجھ کو کوئی ضرر پہنچائے اس کے سوا کوئی اس کو دور کرنے والا نہیں! اور اگر

یَّمْسَسْكَ بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۷﴾ وَهُوَ

وہ تجھ کو کوئی فائدہ پہنچادے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے اور اس کا زور چلتا ہے اپنے بندوں پر! اور وہی

الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ ﴿۱۸﴾ قُلْ اَیُّ

حکمت والا باخبر ہے کہہ کہ کس کی گواہی بڑی ہے؟ ولے خود ہی کہہ دے کہ

شَیْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ۫ شَهِیْدٌۢ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ ۫

اللہ گواہ ہے میرے اور تمہارے درمیان! اور میری جانب

وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ اَىِٕنَّكُمْ

یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تا کہ اس کے ذریعہ سے ڈراؤں تم کو اور اس کو جس تک یہ قرآن پہنچے!

ولے حضور ﷺ کی نصیحتیں

امام بغویؒ نے اس آیت کے تحت حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ایک سواری پر سوار ہوئے، اور مجھے اپنے پیچھے ردیف بنالیا، کچھ دور چلنے کے بعد میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے لڑکے! میں نے عرض کیا حاضر ہوں، کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ کو یاد رکھو! اللہ تم کو یاد رکھے گا، تم اللہ کو یاد رکھو گے تو اس کو ہر حال میں اپنے سامنے پاؤ گے، تم امن و عافیت اور خوش عیشی کے وقت اللہ تعالیٰ کو پہچانو تو تمہاری مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ تم کو پہچانے گا، جب تم کو سوال کرنا ہو تو صرف اللہ سے سوال کرو، اور مدد مانگنی ہو تو صرف اللہ سے مدد مانگو، جو کچھ دنیا میں ہونے والا ہے قلم تقدیر اس کو لکھ چکا ہے، اگر ساری مخلوقات مل کر اس کی کوشش کریں کہ تم کو ایسا نفع پہنچا دیں جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے حصہ میں نہیں رکھا تو وہ ہرگز ایسا نہ کر سکیں گے، اور اگر وہ سب مل کر اس کی کوشش کریں کہ تم کو ایسا نقصان پہنچا دیں جو تمہاری قسمت میں نہیں ہے تو ہرگز اس پر قدرت نہ پائیں گے، اگر تم کر سکتے ہو کہ یقین کے ساتھ صبر پر عمل کرو تو ایسا ضرور کر لو، اگر اس پر قدرت نہیں تو صبر کرو، کیونکہ اپنی خلاف طبع چیزوں پر صبر کرنے میں بڑی خیر و برکت ہے، اور خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کی مدد صبر کے ساتھ ہے، اور مصیبت کے ساتھ راحت اور تنگی کے ساتھ فراخی ہے۔ (یہ حدیث ترمذی اور مسند احمد میں بھی بسند صحیح مذکور ہے۔)

خاصیت: آیت ۱۷۔۱۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ؕ قُلْ لَّآ اَشْهَدُ ۚ

کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ دوسرے معبود بھی ہیں؟ کہہ دے کہ میں تو گواہی

قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹﴾

دیتا نہیں! کہہ دے کہ بس وہی ایک معبود ہے اور میں ان سے بیزار ہوں جن کو تم شریک ٹھہراتے ہو۔

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ تو اس کو ایسا پہچانتے ہیں جیسا

اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ ع

اپنے بیٹوں کو ول پہچانتے ہیں جو لوگ کہ اپنا آپ نقصان کر رہے ہیں وہی نہیں مانتے

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو بہتان باندھے اللہ پر جھوٹا یا اس کی

بِاٰیٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَیَوْمَ نَحْشُرُهُمْ

آیتوں کو جھٹلا دے بیشک ظالموں کو فلاح ہو گی نہیں اور جس دن ہم ان سب کو

جَمِیْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ اَشْرَكُوْٓا اَیْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِیْنَ

جمع کریں گے پھر کہیں گے ان لوگوں سے جو شرک کرتے تھے کہ تمہارے وہ شریک کہاں ہیں

كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا

جن کا تم دعویٰ کرتے تھے؟ پھر ان کا اس کے سوا کوئی جھوٹا عذر نہ ہو گا کہ کہیں گے

وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِیْنَ ﴿۲۳﴾ اُنْظُرْ كَیْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى

اللہ کی قسم جو ہمارا رب ہے ہم تو شریک نہیں کرتے وٖ تھے دیکھ تو سہی کہ کس طرح جھوٹ بولنے لگے اپنے

ول بیٹے کی صورت دیکھ کر عادۃً کبھی شبہ نہیں ہوتا کہ یہ کون شخص ہے اسی طرح وہ حضور کو دل سے بلاشک وشبہ خوب پہچانتے ہیں کہ یہ رسول برحق ہیں گو زبان سے انکار واخفاء کریں لیکن جب شہادت کبریٰ قرآن مجید و دیگر معجزات موجود ہونے کی وجہ سے اہل کتاب کی شہادت پر مدار ہی نہیں تو اس کے نہ ہونے سے کیوں استدلال کیا جائے۔

خلاصہ رکوع ۲

اثبات توحید اور اسکے اصول وقواعد بتائے گئے۔ رسالت اور انبیاء کی عظمت اور ان کو جھٹلانے والوں کے انجام کو بیان فرمایا ہے۔

وٖ یہ شبہ نہ کیا جائے کہ قیامت میں تو سب حقائق منکشف ہو جائیں گے وہاں مشرکین جھوٹ کیسے بولیں گے جواب یہ ہے کہ غایت حیرت ودہشت سے اور کچھ نہ بن پڑے گا شرک سے نفرت و بیزاری ظاہر کرتے ہوئے بدحواسی سے جھوٹ بول دیں گے اور یہ بھی شبہ نہ کیا جائے کہ اس آیت میں شرک کا انجام اس قول میں منحصر کر دیا گیا ہے کہ بس شرک کا یہی انجام ہو گا کہ وہ یوں کہیں گے حالانکہ دوزخ میں جانا بھی شرک کا انجام ہے جواب یہ ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے شرک پر ذرا بھی نہ جمیں گے بلکہ آخرکار اس کا انکار ہی کرتے بن پڑے گا پس اس جگہ اقوال کے اعتبار سے حصر ہے کہ بات اس کے سوا کچھ نہ کریں گے ہر اعتبار سے حصر مقصود نہیں۔

اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٢٤﴾ وَمِنْهُمْ

اوپر اور ان سے کھوئی گئیں جو وہ افترا پردازیاں کیا کرتے تھے اور ان میں

مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ

بعض ایسے ہیں کہ تیری طرف کان لگاتے ہیں اور ڈال دیئے ہم نے ان کے دلوں پر پردے

يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا

تا کہ نہ سمجھ سکیں اور ان کے کانوں میں ٹینٹ (بھر دیئے) اور اگر یہ دیکھ بھی لیں ساری نشانیاں

يُؤْمِنُوْا بِهَا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ

تب بھی ان پر یقین نہ لاویں یہاں تک کہ جب وہ تیرے پاس جھگڑتے ہوئے آتے ہیں

كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٢٥﴾ وَهُمْ يَنْهَوْنَ

تو کہتے ہیں کافر کہ بس یہ تو اگلوں کی کہانیاں ہیں ف۱ اور یہ اس سے (دوسروں کو تو)

عَنْهُ وَيَنْـَٔوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ

منع کرتے ہیں اور خود بھاگتے ہیں! اور بس اپنے ہی آپ کو ہلاک کر رہے ہیں

وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٢٦﴾ وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا

اور نہیں سمجھتے اور کاش تو دیکھے کہ جب وہ کھڑے کئے جاویں آگ پر پھر کہیں کہ

يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ

اے کاش ہم واپس پھیر دیئے جاویں اور نہ جھٹلاویں اپنے پروردگار کی آیتوں کو اور ایمان والوں میں سے

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٢٧﴾ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ

بن جاویں۔ کوئی نہیں بلکہ ان پر کھل گیا جو وہ پہلے سے چھپاتے تھے! اور اگر واپس بھی کئے جاویں

ف۱ شان نزول

روایات میں ہے کہ ایک مرتبہ ابوجہل، ابوسفیان، ولید بن مغیرہ، نضر بن حارث اور عتبہ اور شیبہ پسران ربیعہ اور حارث بن عامر اور ابی بن خلف اور امیہ بن خلف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے۔ آپ اس وقت قرآن کریم پڑھ رہے تھے۔ ان لوگوں نے آپ کا قرآن سنا۔ پھر سب نے نضر بن حارث سے پوچھا کہ اے ابوقتیلہ کچھ سمجھ میں آتا ہے کہ محمد کیا کہتے ہیں۔ نضر بن حارث کافر نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ کیا کہتے ہیں۔ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہہ سکتا کہ وہ اپنی زبان کو ہلاتے ہیں اور اگلے لوگوں کی کہانیاں بیان کرتے ہیں جیسے میں تمہیں گذشتہ لوگوں (یعنی رستم اور اسفندیار اور اہل فارس) کے قصے سناتا ہوں۔ ابوسفیان نے کہا کہ میرے خیال میں ان کی بعض باتیں تو سچی معلوم ہوتی ہیں۔ ابوجہل نے کہا ہرگز نہیں۔ تم ان کی کسی بات کے سچا ہونے کا اقرار ہرگز نہ کرنا۔ ہمیں مرنا قبول ہے مگر ان کی بات کو ماننا اور ان پر ایمان لانا ہرگز قبول نہیں۔ اس پر یہ آیات ان کفار مکہ کے متعلق نازل ہوئیں جو لوگوں کو قرآن سننے اور اس کا اتباع کرنے سے روکتے اور منع کرتے تھے اور خود بھی اس سے دور رہتے۔

وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝۲۸

تو پھر وہی کریں جس سے ان کو منع کیا گیا تھا اور بیشک وہ جھوٹے ہیں اور کہتے ہیں کہ بس ہماری یہی

وَقَالُوْٓا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝۲۹

دنیا کی زندگی ہے اور ہم کو مرے پیچھے پھر اٹھنا نہیں۔ اور (تعجب کرے) اگر تو دیکھے جب یہ

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۭ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا

کھڑے کئے جاویں گے اپنے پروردگار کے سامنے! فرمائے گا کہ کیا یہ سچ نہیں ہے؟ وہ جواب

بِالْحَقِّ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا

دیں گے کہ ہاں سچ تو ہے قسم ہے اپنے پروردگار کی! اللہ فرمائے گا اچھا عذاب چکھو اس کفر کے

كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝۳۰ ع قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ ۭ

بدلے جو تم کرتے رہے اور وہ لوگ نقصان میں رہے جنہوں نے جھوٹ جانا اللہ کے حضور میں

حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰي

حاضر ہونے کو! یہاں تک کہ جب ایک دم ان پر قیامت آپہونچے گی تو چلا اٹھیں گے کہ ہائے

مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰي ظُهُوْرِهِمْ ۭ

افسوس ہماری اس کوتاہی پر جو ہم نے قیامت کے بارے میں کی! اور وہ بوجھ لادے ہوں گے اپنے

اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝۳۱ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ

اپنے گناہوں کے اپنی پیٹھوں پر ۱؎! خبردار ہو جاؤ کہ بہت برا بوجھ ہے وہ جو لادے پھرتے ہیں۔ بس

وَّلَهْوٌ ۭ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۭ اَفَلَا

دنیا کی زندگی تو کھیل اور تماشہ ہے! اور آخرت کا گھر ان کے لئے بہتر ہے جو پرہیزگار ہیں! کیا تم

۱؎ قبر میں بُرے عمل بری شکل میں آئیں گے:

روایت ہے کہ جب کوئی گناہ گار قبر میں داخل ہوتا ہے تو اس کے پاس ایک نہایت بدشکل صورت سامنے آتی ہے۔ کالا رنگ، بدبودار، میلے کپڑے، اس کے ساتھ قبر میں سکونت پذیر ہو جاتا ہے۔ وہ اس کو دیکھ کر کہتا ہے کہ کیا ہی بُرا ہے تیرا چہرہ تو وہ کہے گا کہ تیرے اعمال قبیحہ کا میں عکس ہوں، ایسے ہی تھے تیرے اعمال اور ایسے ہی بدبودار تھے تیرے تمام کام۔ وہ کہے گا تو ہے کون؟ تو کہے گا میں تیرا عمل ہوں۔ پھر وہ قیامت تک اس کے ساتھ قبر میں رہیگا۔ قیامت میں وہ اس سے کہے گا کہ لذات وشہوات کی شکل میں تجھ کو میں دنیا میں اٹھائے ہوئے تھا، آج کے روز تو مجھے اٹھائے گا۔ چنانچہ اس کے اعمال کا مجسمہ اس کی پیٹھ پر سوار ہو کر اس کو دوزخ کی طرف لے جائے گا۔ (تفسیر ابن کثیر)

خلاصہ رکوع ۳

منکرین خدا و آخرت کا انجام ذکر فرمایا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی اور مخالفین کو تنبیہ فرمائی گئی۔ آگے کفار کے مطلوبہ معجزات نہ دکھانے کی حکمت ذکر کی گئی۔ روز محشر حساب کتاب کی تفصیل ذکر کی گئی جس سے حقوق العباد کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

ع ۳ ۱۰ ۹

تَعْقِلُوْنَ ۝۳۲ قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ

سمجھتے نہیں؟ ف۱ ہم جانتے ہیں کہ تجھ کو رنج دیتی ہیں وہ باتیں جو یہ کہتے ہیں تو وہ تجھ کو

لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝۳۳

تو نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ ظالم اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں ف۲

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا

اور بہت سے رسول جھٹلائے جا چکے ہیں تجھ سے پہلے تو وہ صبر کرتے رہے

كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰۤى اَتٰهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ

جھٹلائے جانے اور ایذا دیئے جانے پر یہاں تک کہ ان تک آ پہنچی ہماری مدد!

لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِيْنَ ۝۳۴

اور کوئی اللہ کی باتوں کا بدل سکنے والا نہیں ہے! اور تجھ کو پہنچ چکے ہیں کچھ احوال پیغمبروں کے

وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ

اور اگر گراں گزرتی ہے تجھ پر ان کی روگردانی تو اگر تجھ سے ہو سکے

اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ

کہ تلاش کرے زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان میں کوئی سیڑھی پھر لا دے ان کے سامنے کوئی معجزہ

بِاٰيَةٍ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ

(تو اپنی سی کر دیکھ)! اور اگر اللہ کو منظور ہوتا تو ان کو سب کو جمع کر دیتا ہدایت پر سو تو نہ ہو جائیو

مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝۳۵ اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ؔ

نادانوں میں۔ بس مانتے بھی وہی ہیں جو (گوشِ دل سے) سنتے ہیں! اور مردوں کو

النصف

ف۱ یہ بات کافروں کے اس بیان کے جواب میں کہی گئی ہے جو آیت نمبر ۲۹ میں اوپر گزرا ہے کہ: "جو کچھ ہے، بس یہی دنیوی زندگی ہے" جواب میں فرمایا گیا ہے کہ آخرت کی ابدی زندگی کے مقابلے میں چند روز کی دنیوی زندگی، جسے تم سب کچھ سمجھ رہے ہو، کھیل تماشے سے زیادہ وقت نہیں رکھتی۔ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے احکام کی پروا کئے بغیر دنیا میں زندگی گزارتے ہیں تو جس عیش و آرام کو وہ اپنا مقصد زندگی بناتے ہیں، آخرت میں جا کر ان کو پتہ لگ جائے گا کہ اس کی حیثیت کھیل تماشے کی سی تھی۔ ہاں! جو لوگ دنیا کو آخرت کی کھیتی بنا کر زندگی گذارتے ہیں۔ ان کیلئے دنیوی زندگی بھی بڑی نعمت ہے۔ (توضیح القرآن)

ف۲ یعنی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو صرف اپنی ذات کے جھٹلانے سے اتنا زیادہ رنج نہ ہوتا، لیکن زیادہ رنج کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلاتے ہیں۔ آیت کے یہ معنی الفاظ قرآن کے بھی زیادہ مطابق ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج سے بھی زیادہ مطابقت رکھتے ہیں۔ واللہ سبحانہ اعلم۔ (توضیح القرآن)

وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ إِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿٣٦﴾ وَقَالُوْا

اللہ جلا اٹھائے گا پھر اسی کی جانب لوٹائے جاویں گے اور کہتے ہیں

لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ إِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ

کہ محمد پر کیوں نہیں اُتری کوئی نشانی اس کے پروردگار کی طرف سے! کہہ دے کہ اللہ اس

عَلٰٓى أَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٧﴾

بات پر قادر ہے کہ کوئی نشانی اتارے لیکن ان میں بہت سمجھتے نہیں ف۱

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ

اور جو جاندار زمین میں ہے اور جو پرند اپنے دو پروں پر اُڑتا ہے

إِلَّآ أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ ؕ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ

بس سب تم ہی جیسی امتیں ہیں فروگزاشت ہم نے نہیں کی کتاب (لوح محفوظ) میں کوئی چیز! پھر

إِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ﴿٣٨﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ

سب اپنے رب کے سامنے اکٹھے ہوں گے ف۲۔ اور جو جھٹلاتے ہیں ہماری آیتیں

وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ يَّشَإِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ؕ وَمَنْ

وہ بہرے اور گونگے ہیں اندھیروں میں (پڑے ہوئے) جسے اللہ چاہے گمراہ کرے! ف۳

يَّشَأْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٣٩﴾ قُلْ أَرَءَيْتَكُمْ إِنْ

اور جسے چاہے سیدھی راہ پر ڈال دے! کہہ دے کہ بھلا دیکھو تو سہی اگر

أَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ أَوْ أَتَتْكُمُ السَّاعَةُ أَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ

تمہارے سامنے آ موجود ہو اللہ کا عذاب یا تم پر آ جاوے قیامت تو کیا اللہ کے سوا کسی اور کو پکارنے

ف۱ انجام کو نہیں سمجھتے اس لئے یہ درخواست کر رہے ہیں وہ انجام یہ ہے کہ اگر پھر بھی ایمان نہ لاویں گے تو سب ہلاک کر دیئے جائیں گے حاصل یہ ہے کہ ضرورت تو اس لئے نہیں کہ پہلے معجزات کافی ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ جیسے ان پر ایمان نہیں لائے فرمائشی معجزہ بھی پورا ہونے کے بعد بھی نہ لائیں گے اور اس صورت میں سخت ضرر ہے اس لئے حکمت یہی ہے کہ ان کے فرمائشی معجزات نازل نہ ہوں۔

ف۲ سب سے پہلے ٹڈی دل ہلاک ہوں گے:

جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت میں ایک سال ٹڈی دل نہیں آیا۔ آپؓ نے دریافت کی تو کچھ معلوم نہ ہوا۔ آپؓ کو چونکہ تعلق خاطر تھا اس لئے عراق اور شام وغیرہ کی طرف لوگوں کو بھیج کر دریافت کرایا کہ آیا وہاں کوئی ٹڈی دل آیا۔ تو یمن کی طرف سے آدمی نے چند ٹڈیاں نکال کر سامنے ڈال دیں۔ حضرت عمرؓ نے انہیں دیکھ کر تین بار اللہ اکبر کہا اور فرمایا کہ رسول اللہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہزار مخلوقات پیدا کی ہیں جس میں سے چھ سو سمندری ہیں اور چار سو خشکی کی ہیں۔ سب سے پہلے اللہ اس ٹڈی والی مخلوق کو ہلاک کرے گا۔ (تفسیر ابن کثیر)

ف۳ مطلب یہ کہ حق بات ماننے کے لئے تو سننے اور دیکھنے کی ضرورت ہے اور ان کا یہ حال ہے جو معلوم ہو چکا تو ان کے راہ پر آنے کی کیا توقع ہے یہ تو لامحالہ ظلمتوں میں گرفتار ہیں پھر جب کوئی حق سے اعراض ہی کرتا رہے تو حق تعالیٰ بھی اس کو گمراہی میں رکھتے ہیں پس ایسی حالت میں ان کی فکر میں پڑنا بے سود ہے ان کو حوالہ بخدا کرنا چاہئے۔

إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۰﴾ بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ

لگو گے؟ اگر تم سچے ہو (تو بتاؤ) نہیں بلکہ اسی ایک کو پکارو گے تو وہ دور کر دے گا

مَا تَدْعُوْنَ إِلَيْهِ إِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلَقَدْ

اس آفت کو جس کے لئے اس کو پکارو گے اگر چاہے گا اور تم بھول جاؤ گے جس کو شریک کرتے تھے

أَرْسَلْنَآ إِلٰٓى أُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَأَخَذْنٰهُمْ بِالْبَأْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ

اور ہم رسول بھیج چکے ان امتوں کی جانب جو تجھ سے پہلے ہو گزریں پھر ہم نے ان کو پکڑا سختی

لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۴۲﴾ فَلَوْلَآ إِذْ جَآءَهُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُوْا

اور تکلیف میں کہ شاید وہ گڑگڑانے لگیں تو کیوں نہ گڑگڑائے جب ان پر ہمارا عذاب آیا؟

وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾

لیکن سخت ہو گئے ان کے دل اور ان کو آراستہ کر دکھائے شیطان نے وہ اعمال بد جو وہ کر رہے تھے

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ط

پھر جب وہ بھول بیٹھے اس نصیحت کو جو انہیں کی گئی تھی تو ہم نے کھول دیئے ان پر ہر چیز کے

حَتّٰٓى إِذَا فَرِحُوْا بِمَآ أُوْتُوْٓا أَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ

دروازے! یہاں تک کہ جب وہ خوش ہوئے پائی ہوئی چیزوں سے تو ہم نے ان کو یکایک دھر پکڑا

مُّبْلِسُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ط وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

تب ہی بے آس ہو کر رہ گئے پھر جڑ کٹ گئی ظالم لوگوں کی اور ہر تعریف اللہ ہی کو سزاوار ہے

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۵﴾ قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِنْ أَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ

جو دنیا جہان کا پروردگار ہے ف۱ کہہ دے بھلا دیکھو تو سہی اگر اللہ چھین لے تمہارے

خلاصہ رکوع ۴

توحید الٰہی کے دلائل اور منصب رسالت کی حقیقت ذکر فرمائی گئی۔ آگے بتایا گیا کہ اسلام میں معیار فضیلت ایمان و عمل ہے۔ اس ضمن میں فقراء صحابہ رضی اللہ عنہم کی دلجوئی اور ان کا اعزاز بیان فرمایا گیا۔

ع ۱۱ / ۱۰

ف۱ : الحمد للہ رب العلمین: اور اللہ ہی کے لئے ہر ستائش ہے جو سارے جہاں کا مالک ہے۔ ظالموں کو ہلاک کرنا بھی قابلِ حمد و ستائش فعل ہے مؤمنوں کو ظالموں کے شر سے نجات ملتی ہے غلط افکار اور فاسد اعمال سے زمین پاک ہوتی ہے عقائد باطلہ اور اعمال فاسدہ نزولِ عذاب کا موجب ہوتے ہیں پس ظالموں کی تباہی سے اہل زمین عمومی تباہی سے محفوظ ہو جاتے ہیں اس جگہ وصف ربوبیت کا خصوصی ذکر اس لئے کیا کہ ظالموں کو تباہ کر دینا ہمہ گیر ربوبیت کا تقاضا ہے (متعدی بیمار کی ہلاکت تعدیہ مرض کی بندش و بیخ کنی کا سبب ہوتی ہے) اس جملہ میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی حمد نہ کرے اور اللہ اس کو ہلاک کر دے تو ایسے شخص کی ہلاکت پر اللہ کی حمد کرنی واجب ہے۔ (تفسیر مظہری)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو باقی رکھنا اور ترقی دینا چاہتا ہے تو اس کو پاک دامنی اور میانہ روی بخشتا ہے اور جس قوم سے اپنا رشتہ توڑ لینا چاہتا ہے تو اسے کشائش عطا فرماتا ہے اور باب خیانت اس پر کھول دیتا ہے اور جب وہ مغرور ہو جاتے ہیں تو ناگہاں اسے پکڑ لیتا ہے۔ اب وہ مایوس ہو کر بیٹھ رہتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ

کان اور آنکھیں اور مہر لگا دے تمہارے دلوں پر تو اللہ کے سوا کون معبود ہے

يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ

جو تم کو یہ چیزیں لا دیوے دیکھ ہم کس طرح پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں پھر بھی وہ

يَصْدِفُوْنَ ۝۴۶ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ

منہ پھیرے چلے جاتے ہیں کہہ دے دیکھو تو سہی اگر تم پر آ نازل ہوا اللہ کا عذاب

بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۴۷

بے خبر کھلے خزانے تو کیا سوائے ظالم لوگوں کے کوئی اور ہلاک ہو گا؟

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ

اور ہم جو پیغمبر بھیجتے ہیں تو صرف خوشخبری سنانے اور ڈرانے کو! تو

فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۴۸

جس نے مان لیا ف۱ اور حالت درست کر لی تو ان پر کچھ خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا

اور جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو ان پر عذاب نازل ہو گا اس نافرمانی کی سزا میں

يَفْسُقُوْنَ ۝۴۹ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَاۗىِٕنُ اللّٰهِ

جو وہ کرتے تھے ف۲ کہہ دے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں

وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّىْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ

اور نہ غیب کی بات جانتا ہوں اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں! میں تو بس اس پر چلتا ہوں

ف۱ یعنی قطعی دلائل سے پیغمبری کا ثبوت ہو جانے کے بعد رسولوں کا کام یہ ہے کہ ایمان و اطاعت بجا لانے والوں کو رضائے الٰہی کی بشارت دیں اور کفر و معصیت کرنے والوں کو خدا کی ناخوشی سے ڈراویں جس پر کبھی دنیا میں بھی اور آخرت میں تو ہمیشہ عذاب ہوتا ہے پیغمبروں کو اس واسطے نہیں بھیجا جاتا کہ جو کچھ بھی ان سے واہی تباہی فرمائشیں کی جاویں وہ سب کو پورا کریں جیسا کہ یہ منکرین محض عناد کی وجہ سے درخواست کرتے ہیں۔

ف۲ پیغمبر علیہ السلام کا مقصد تمہاری فرمائشیں پوری کرنا نہیں ہے:

یعنی تم جو عذاب الٰہی سے نڈر اور بے فکر ہو کر بیہودہ فرمائشیں اور دور از کار سوالات کر کے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دق کرنے اور ان کی تصدیق کے لئے خود ساختہ معیار تراشتے ہو، خوب سمجھ لو کہ پیغمبر دنیا میں اس لئے نہیں بھیجے گئے کہ تمہاری ایسی واہی تباہی فرمائشیں پوری کرتے رہا کریں۔ ان کی بعثت کی غرض صرف "تبشیر و انذار" اور "تبلیغ و ارشاد" ہے وہ خدا کی طرف سے اس لئے بھیجے جاتے ہیں کہ فرمانبرداروں کو بشارات سنائیں اور نافرمانوں کو ان کے انجام بد پر متنبہ کر دیں آگے ہر شخص کی کمائی اس کے ساتھ ہے جس نے انبیاء علیہم السلام کی باتوں پر یقین کیا اور اعتقاداً و عملاً اپنی حالت درست کر لی، حقیقی امن اور چین اس کو نصیب ہوا۔ اور جس نے خدا کی آیات کو جھٹلا کر ہدایت الٰہی سے روگردانی کی وہ نافرمانی اور بغاوت کی وجہ سے سخت تباہی اور عذاب عظیم کے نیچے آ گیا۔ العیاذ باللہ۔ (تفسیر عثمانی)

إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ۚ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۚ

جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے!وا کہہ دے کیا برابر ہو سکتا ہے اندھا اور سوانکھا؟

أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ ﴿٥٠﴾ ع وَأَنذِرْ بِهِ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَن

کیا تم سوچتے نہیں؟ اور (اے محمد) ڈرا قرآن کے ذریعہ سے و۲ ان کو

يُحْشَرُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ ۙ لَيْسَ لَهُم مِّن دُونِهِ وَلِيٌّ وَلَا

جو خوف رکھتے ہیں کہ وہ جمع ہوں گے اپنے پروردگار کے روبرو اللہ کے سوا ان کا نہ

شَفِيعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿٥١﴾ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ

کوئی حمایتی ہے اور نہ کوئی سفارش کرنے والا کیا عجب ہے کہ وہ پرہیز گار بن جاویں۔

رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ۖ مَا عَلَيْكَ

اور مت دور کر ان کو جو اپنے پروردگار کو پکارا کرتے ہیں صبح اور شام اسی کا منہ چاہتے ہیں!

مِنْ حِسَابِهِم مِّن شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِم

نہ تیرے ذمہ کچھ ان کی جوابدہی ہے اور نہ تیری جوابدہی انکے ذمہ کہ ان کو دھکے دینے لگے

مِّن شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿٥٢﴾ وَكَذَٰلِكَ

تو ہو جائے گا ناانصافوں میں۔ اور اسی طرح ہم نے آزمایا

فَتَنَّا بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لِّيَقُولُوا أَهَٰؤُلَاءِ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِم

بعض کو بعض سے تا کہ کہنے لگیں کہ کیا یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے ہم میں

مِّن بَيْنِنَا ۗ أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِالشَّاكِرِينَ ﴿٥٣﴾ وَإِذَا

سے اپنا فضل کیا ہے؟ کیا اللہ نہیں جانتا شکر گزار بندوں کو؟ اور جب

وا خود بھی عمل کرتا ہوں اور دوسروں کو بھی تبلیغ کرتا ہوں جیسا کہ پہلے پیغمبروں کا بھی یہی قاعدہ تھا پھر ثبوت رسالت کے بعد جس کے لئے بہت سے دلائل قائم

خلاصہ رکوع ۵

ع ۵ ۹ ۱۱

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے مثال عزم کا اظہار فرمایا گیا اور مشرکین کی کٹ حجتی کا جواب دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے کمال علم اور کمال قدرت کو بیان فرمایا گیا۔

ہو چکے ہیں یہ مہمل فرمائشیں میرے سامنے کیوں پیش کی جاتی ہیں اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ تم جو دورازکار فرمائشیں کر کے میری رسالت کی تکذیب کرتے ہو یہ محض بے معنے ہے کیونکہ اگر میں کسی عجیب وغریب بات کا دعویٰ کرتا جیسے خدائی خزانوں کا مالک ہونا عالم الغیب ہونا یا فرشتہ ہونا تب تو تم کو ان دور و دراز فرمائشوں کا حق بھی ہوتا رسالت جس کا میں مدعی ہوں وہ تو کوئی عجیب وغریب بات نہیں جو اس کو مستبعد سمجھ کر ایسی فرمائشوں سے اس کی تکذیب کرتے ہو۱۲

و۲ قیامت کے متعلق تین طرح کے آدمی ہیں ایک تو وہ جو یقین کے ساتھ اس کے منکر ہیں ان لوگوں کا اس آیت میں ذکر نہیں دوسرے وہ جو یقین کے ساتھ اس کے معتقد ہیں تیسرے وہ جن کو تردد ہے آیت میں ان ہی دو قسموں کا ذکر ہے کیونکہ ان کو ڈرانا نافع ہے اور آیت میں مطلق ڈرانا مقصود نہیں بلکہ ایسا ڈرانا مقصود ہے جس کا نفع بھی ہو اور نفع ان ہی دو قسم کے لوگوں کو ہوتا ہے اسی لئے یہ قید بڑھائی گئی کہ ایسے لوگوں کو ڈرائیے الخ اور پہلی قسم کے لوگوں کو بھی اگرچہ تبلیغ کی جاتی ہے جیسا کہ دوسری آیتوں میں صراحۃً حکم ہے مگر وہ محض حجت پورا کرنے کے لئے ان کے حال پر زیادہ توجہ نہیں کی جاتی کیونکہ بوجہ عناد کے وہ اس قابل نہیں ہیں۔

جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ

تیرے پاس وہ لوگ آیا کریں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو کہا کر سلام علیکم

كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ

لازم کرلیا تمہارے پروردگار نے اپنے اوپر مہربانی کرنے کو کہ جو کوئی تم میں سے گناہ کر بیٹھے

مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ ۙ

نادانستہ پھر توبہ کرلے اس کے بعد اور حالت درست کر لے تو

فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٥٤﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ

بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اسی طرح ہم مفصل آیتیں بیان کرتے ہیں

سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٥٥﴾ ع قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ

اور تا کہ کھل جائے طریقہ گنہگاروں کا ف۱ کہہ دے کہ مجھ کو اس کی ممانعت ہے کہ

الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَاۗءَكُمْ ۙ

میں ان کی عبادت کروں جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو! کہہ دے میں تو تمہاری خواہشوں پر چلتا نہیں

قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿٥٦﴾ قُلْ اِنِّيْ

ایسا کروں تو میں گمراہ ہو گیا اور میں نہ رہا ہدایت پانے والوں میں کہہ دے میں تو

عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ۭ مَا عِنْدِيْ مَا

اپنے پروردگار کی روشن دلیل پر ہوں اور تم نے اس کو جھٹلایا! وہ عذاب میرے پاس نہیں ہے جس کی

تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ

تم جلدی مچا رہے ہو! کسی کا حکم نہیں اللہ کے سوا! وہی حق بات بیان کرتا ہے اور وہی سب سے

ف۱ اللہ تعالیٰ کی رحمت غالب ہے:
صحیح بخاری، مسلم، مسند احمد میں بروایت ابوہریرہؓ مذکور ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوقات کو پیدا فرمایا اور ہر ایک کی تقدیر کا فیصلہ فرمایا تو ایک کتاب میں جو عرش پر اللہ تعالیٰ کے پاس ہے یہ لکھا کہ ان رحمتی غلبت غضبی "یعنی میری رحمت میرے غصہ پر غالب ہے۔" اور حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے تورات میں یہ لکھا دیکھا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین اور ان کی ساری مخلوقات کو پیدا فرمایا، تو صفتِ رحمت کے سو حصے کرکے اس میں سے ایک حصہ ساری مخلوقات کو تقسیم کر دیا، اور آدمی اور جانور اور دوسری مخلوقات میں جہاں بھی کوئی اثر رحمت کا پایا جاتا ہے وہ اسی حصہ تقسیم شدہ کا اثر ہے ماں باپ اور اولاد میں، بھائی بہنوں میں، شوہر بیوی میں، عام رشتہ داروں میں، پڑوسیوں اور

خلاصہ رکوع ٦

ع ٦ ٥ ١٢ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اظہار اور اس کے آثار ذکر فرمائے گئے۔ مشرکین مکہ کا ظلم اور عذاب الٰہی کی تین قسمیں ذکر فرمائی گئی۔ جہلاء کی مجالس سے احتراز اور منکرین و مکذبین کو تنبیہ و وعید ذکر کی گئی۔

دوسرے دوستوں میں جو باہمی ہمدردی اور محبت و رحمت کے تعلقات مشاہدہ کئے جاتے ہیں، وہ سب اسی ایک حصۂ رحمت کے نتائج ہیں، باقی ننانوے حصے رحمت کے اللہ تعالیٰ نے خود اپنے لئے رکھے ہیں۔ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی بیشمار نصوص اس پر دلالت کرتی ہیں کہ توبہ کرنے سے ہر گناہ معاف ہوسکتا ہے خواہ غفلت و جہل کی وجہ سے سرزد ہوا ہو، یا جان بوجھ کر شرارت نفس اور اتباع ہویٰ کی وجہ سے۔

بندوں پر اللہ کا حق: معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ کیا تم جانتے ہو کہ بندوں پر اللہ کا کیا حق ہے؟ حق یہ ہے کہ وہ اُسی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں۔ پھر پوچھا کہ بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے؟ پھر کہا یہ ہے کہ خدا انہیں معاف کر دے اور مبتلائے عذاب نہ کرے۔ (تفسیر ابن کثیر اردو)

خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ﴿۵۷﴾ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ

بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ کہہ دے اگر میرے پاس وہ عذاب ہوتا جس کی تم

بِهٖ لَقُضِيَ الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۸﴾

جلدی مچا رہے ہو تو وہ جھگڑا چک گیا ہوتا جو میرے اور تمہارے درمیان ہے! اور اللہ خوب جانتا

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي

ہے ظلم کرنے والوں کو اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا!

الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ

اور وہی جانتا ہے جو کچھ خشکی اور تری میں ہے! اور نہیں گرتا پتہ تک مگر وہ اس کو معلوم رہتا ہے اور نہ

فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ

کوئی دانہ ہے زمین کے اندھیروں میں اور نہ ہرا اور نہ سوکھا مگر سب کا سب روشن کتاب

مُّبِيْنٍ ﴿۵۹﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا

میں ہے اور وہی ہے جو تمہاری روح قبض کر لیتا ہے رات کو اور وہ جانتا ہے

جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ

جو کچھ تم دن میں کر چکے ہو ۱ پھر تم کو اٹھا کھڑا کرتا ہے دن میں تاکہ پوری ہو میعاد مقررہ

ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۰﴾ ع وَهُوَ

پھر اسی کی جانب تم کو لوٹ جانا ہے پھر تم کو جتا دے گا جو کچھ تم کر رہے ہو

الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۭ

اور اسی کا حکم غالب ہے اپنے بندوں پر اور وہ بھیجتا ہے تم پر نگہبان (فرشتے)

---

۱ سونے کے وقت روح نفسانی جس سے احساس وادراک وتمیز ہوتی ہے ایک گونہ قبض ہو جاتی ہے یعنی کچھ دیر کے لئے معطل ہو جاتی ہے اور روح حیوانی جس کے نکلنے سے موت آجاتی ہے وہ سوتے ہوئے قبض نہیں ہوتی بلکہ جسم میں رہتی ہے وہ موت کے وقت نکلتی ہے اور قرآن میں دونوں کو نفس ہی سے تعبیر کیا گیا ہے ابن عباسؓ نے روح نفسانی کو نفس تمیز اور روح حیوانی کو نفس حیٰوۃ کہا ہے پس قرآن میں لفظ نفس کی ہر مقام کے مناسب تفسیر کی جائے گی اور سونے کے وقت روح نفسانی کو قبض کر کے جاگنے کے وقت پھر واپس دیدینے سے قیامت کے دن دوبارہ زندہ کرنے پر ایک نظیر قائم کر دی جس سے اس کا استبعاد دفع ہو گیا چونکہ جو روح نفسانی کو قبض کر کے پھر لوٹا دیتا ہے وہ روح حیوانی کو بھی قبض کر کے پھر دوبارہ بدن میں ڈال سکتا ہے۔

انسان کے متعلق تین قسم کے فرشتے ہیں ایک اعمال لکھنے والے دوسرے جن مضرتوں سے حفاظت کرنے کا جب تک حکم ہے ان سے جان کی حفاظت کرنے والے تیسرے جان نکالنے والے مگر دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جان نکالنے کا کام ملک الموت کے سپرد ہے تو دوسرے ان کے ساتھ امداد وغیرہ کے لئے رہتے ہوں گے مجازاً ان کو بھی جان نکالنے والا کہہ دیا گیا۔

ع ۷ ۵ ۱۳

خلاصہ رکوع ۷

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے مثال عزم کا اظہار اور مشرکین کی کٹ حجتی کا جواب دیا گیا اللہ تعالیٰ کا کمال علمی کو اور قدرت کاملہ کو ذکر کیا گیا۔

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ

یہاں تک کہ جب تم میں کسی کو موت آتی ہے تو اس کی روح قبض کر لیتے ہیں ہمارے فرشتے اور وہ

لَا يُفَرِّطُوْنَ ﴿٦١﴾ ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ؕ اَلَا

کوتاہی نہیں کرتے پھر وہ پہنچائے جاویں گے اللہ کی جانب جو ان کا واقعی مالک ہے!

لَهُ الْحُكْمُ ۫ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ﴿٦٢﴾ قُلْ مَنْ

سن رکھو بس اسی کا حکم ہے اور وہ سب سے زیادہ جلد حساب لینے والا ہے ف۱ (اے محمد) کہہ تم کو

يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ

کون بچا لاتا ہے جنگل اور دریا کے اندھیروں سے کہ تم ان سے دعائیں مانگتے ہو

تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ

گڑگڑا کر چپکے چپکے؟ ف۲ (اور کہتے ہو کہ) اگر اللہ نے ہم کو اس سے بچا لیا تو ہم ضرور

الشّٰكِرِيْنَ ﴿٦٣﴾ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ

احسان مانیں گے کہہ دے کہ اللہ ہی نجات دیتا ہے تم کو اس سختی سے اور نیز ہر سختی سے

ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿٦٤﴾ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ

پھر تم شرک کرنے لگتے ہو کہہ دے وہی اس بات پر قادر ہے کہ بھیج دے

عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ

تم پر عذاب تمہارے اوپر کی طرف سے یا تمہارے پیروں کے تلے سے

اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ؕ

یا تم کو بھڑا دے گروہ گروہ کر کے اور چکھا دے ایک کو ایک کی لڑائی!

ف۱ امام عاصم کی خوش آوازی

امام عاصمؒ خوش آوازی میں اپنی مثال آپ ہی تھے۔ جب قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو یوں محسوس ہوتا گویا آپ کے گلے میں گھنٹیاں سی بج رہی ہیں ابوبکر بن عیاشؒ کہتے ہیں کہ میں امام عاصم کی وفات کے وقت آپ کے مکان پر حاضر ہوا تو میں نے سنا کہ آپ نہایت تحقیق و ترتیل اور شد و مد سے یہ آیت بار بار پڑھ رہے تھے گویا کہ نماز کے اندر ہی پڑھ رہے ہیں ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ۔ (الانعام:۶۲)

ف۲ عاجزی سے دُعاء کرو:

تدعونه تضرعا وخفية کہ تم اس سے گڑگڑا کر اور چپکے چپکے دعاء کرتے ہو۔ تضرع زاری کرنا اور خوب گڑگڑا کر مانگنا، تضرعا اور خفیۃ دونوں مصدر ہیں لیکن معنی اسم فاعل کے ہیں۔ چپکے چپکے دعا اور ذکر کرنا سنت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نہ کسی بہرے کو پکارتے ہو نہ غائب کو (یعنی اللہ نہ بہرا ہے نہ غائب کہ اس کو زور سے پکارا جائے بلکہ ہر وقت حاضر ہے اور پست ترین آواز کو بھی سنتا ہے) آیت کا مطلب یہ ہے کہ تم عاجزی اور خلوص کے ساتھ دعا کرتے ہو (یعنی چپکے چپکے دعا کرنے سے مراد ہے خلوص کے ساتھ دعا کرنا) کیونکہ چپکے چپکے دعا کرنے میں ریاکاری کا شائبہ نہیں ہوتا محض خلوص ٹپکتا ہے۔ (تفسیر مظہری)

خاصیت: آیت ۶۳۔۶۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾

دیکھ کس طرح ہم پھیر پھیر کر آیتیں بیان کرتے ہیں کہ شاید وہ سمجھیں؛

وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ؕ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ

اور جھٹلایا قرآن کو تیری قوم نے حالانکہ وہ برحق ہے! کہہ دے کہ میں تم

بِوَكِيْلٍ ؕ ﴿۶۶﴾ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ؗ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَاِذَا

پر داروغہ نہیں ہوں ہر خبر کا ایک وقت مقرر ہے اور کچھ دنوں بعد تم جان لو گے۔ اور جب

رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ

تو ایسے لوگوں کو دیکھے جو بحث کرتے ہیں ہماری آیتوں میں تو ان سے ٹل جا ؎۱

حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ؕ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ

یہاں تک کہ وہ لگ جاویں اس کے سوا کسی دوسری بات میں! اور اگر کبھی تجھ کو

الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۸﴾

شیطان بھلا دے تو ہرگز نہ بیٹھنا یاد آئے پیچھے ظالم لوگوں کے ساتھ۔

وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ

اور پرہیز گاروں پر ان لوگوں کے حساب کی کچھ ذمہ داری نہیں

وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا

لیکن ہاں نصیحت کرنی (ضرور) چاہیے شاید وہ بھی پرہیز گار ہو جاویں۔ اور چھوڑ دے جنہوں نے

دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ

بنا رکھا ہے اپنا دین کھیل و تماشا ؎۲ اوران کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے زندگانی دنیا نے اور نصیحت کرتا

؎۱ بری مجلس سے اٹھنے کا حکم

مسلمانوں کو ہر ایسی مجلس سے کنارہ کشی اختیار کرنی چاہیئے جس میں اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا خلاف شریعت اسلام باتیں ہو رہی ہوں اور اس کو بند کرنا یا کرانا یا کم از کم حق بات کا اظہار کرنا اس کے قبضہ واختیار میں نہ ہو۔ ہاں اگر ایسی مجلس میں شریک ہو اور ان لوگوں کو حق بات کی تلقین کرے تو مضائقہ نہیں۔ (معارف القرآن)

؎۲ گناہ کے سبب اچھے برے کی تمیز ختم ہو جاتی ہے:

ایک حدیث میں رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب کوئی شخص اول گناہ میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے اور جیسے سفید کپڑے میں ایک سیاہ نقطہ ہر شخص کو ناگوار ہوتا ہے اس کو بھی گناہ سے دل میں ناگواری پیدا ہوتی ہے، لیکن جب ایک کے بعد دوسرا اور تیسرا گناہ کرتا چلا جاتا ہے اور پچھلے گناہ سے توبہ نہیں کرتا تو یکے بعد دیگرے سیاہ نقطے لگتے چلے جاتے ہیں، یہاں تک کہ دل کی نورانی لوح بالکل سیاہ ہو جاتی ہے، اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کو بھلے برے کی تمیز نہیں رہتی، قرآن مجید میں اسی کو لفظ ران سے تعبیر فرمایا ہے کلا بل ران علی قلوبھم ما کلو یکسبون. یعنی ان کے دلوں میں ان کے اعمال بد کی وجہ سے زنگ لگ گیا کہ اب صلاحیت ہی مفقود ہو گئی۔" بری صحبت سے بچوں کو بچاؤ: اور جہاں تک غور کیا جائے انسان کو اس حالت پر پہنچانے والی چیز اکثر اس کا غلط ماحول اور بری صحبت ہوتی ہے، نعوذ باللہ منہما، اسی لئے بچوں کے مربیوں کا فرض ہے کہ بچوں کو ایسے ماحول اور سوسائٹی سے بچانے میں پوری کوشش کریں۔ (معارف القرآن جلد سوم)

بِهٖۤ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖۗ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ
رہ قرآن سے کہ کہیں کوئی شخص گرفتار نہ ہو جائے اپنے کرتوت کے بدلے کہ اس کا
اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ
اللہ کے سوا نہ کوئی حامی ہوگا اور نہ سفارش کرنے والا ول اور معاوضے اگر سب بھی دے
مِنْهَا ۭ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ
تو اس سے نہ لئے جائیں! یہی وہ لوگ ہیں جو گرفتار ہوئے اپنے کئے کے وبال میں! ان کے پینے
حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝۷۰ قُلْ اَنَدْعُوْا
کو کھولتا ہوا پانی اور دردناک عذاب ہوگا اس وجہ سے کہ کفر کرتے تھے کہہ دے کیا ہم پکاریں
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓي
اللہ کے سوا ان کو جو ہمارا نہ بھلا کر سکتے ہیں اور نہ ہمیں نقصان پہنچا سکتے ہیں ول
اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ
اور کیا ہم لوٹائے جاویں اُلٹے پاؤں اس کے بعد کہ ہم کو اللہ راہ راست دکھا چکا جیسے کسی کو بھلا دیا
فِي الْاَرْضِ حَيْرَانَ ۠ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى
جنوں نے جنگل میں حیران! اس کے ساتھی اس کو بلا رہے ہیں سیدھی راہ کی طرف کہ
الْهُدَى ائْتِنَا ۭ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰي ۭ
ہمارے پاس چلا آ! کہہ دے کہ اللہ ہی کی ہدایت ہدایت ہے اور ہم کو حکم ہوا ہے
وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۷۱ۙ وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
کہ ہم فرمانبردار ہیں پروردگار عالم و۲ کے اور (یہ فرمایا ہے) کہ نماز قائم رکھو اور اس سے

ول یعنی عبادت کرنے کی صورت میں نفع اور نہ کرنے کی صورت میں نقصان نہیں پہنچا سکتے اور معبود میں کم از کم اپنے موافق اور مخالف کو نفع وضرر پہنچانے کی تو قدرت ہونی چاہئے مراد اس سے باطل معبود ہیں کہ بعضوں کو تو اصلاً قدرت نہیں اور جن کو کچھ ہے وہ خود نہیں بلکہ خدا کی دی ہوئی ہے تو کیا ہم کفار کی مرضی کے موافق ایسوں کی عبادت کریں۔

خلاصہ رکوع ۸

ع ۸/۱۰/۱۴ آخرت موت اور حساب کتاب کو ثابت فرمایا گیا۔ اس ضمن میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا اظہار اور اس کے آثار ذکر کئے گئے۔ خدا کی قدرت کا ایک مظہر عذاب الٰہی اور اس کی اقسام بیان فرمائی گئیں۔ جہلاء سے اعراض کرنے اور ان کی مجالس میں بیٹھنے سے منع فرمایا گیا۔

و۲ مسلمان کی شان: اس آیت میں بتلایا جاتا ہے کہ مسلمان کی شان یہ ہے کہ گمراہوں کو نصیحت کر کے سیدھی راہ پر لائے اور جو خدا سے بھاگ کر غیر اللہ کی چوکھٹ پر سر رکھے ہوئے ہیں ان کو خدائے واحد کے سامنے سربسجود کرنے کی فکر کرے۔ مسلمان سے یہ توقع رکھنا بالکل فضول اور خام خیالی ہے کہ وہ خدا کے سوا کسی ایسی ہستی کے آگے سر جھکائے گا جس کے قبضہ میں نہ نفع ہے نہ نقصان یا اہل باطل کی صحبت میں رہ کر توحید اور ایمان کی صاف سڑک چھوڑ دے گا اور شرک کی بھول بھلیاں کی طرف الٹے پاؤں پھرے گا۔

وَاتَّقُوْهُ ؕ وَهُوَ الَّذِیْۤ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَهُوَ الَّذِیْ

ڈرتے رہو! اور وہی ہے جس کے حضور میں تم اکٹھے ہو گے اور وہی ہے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ وَیَوْمَ یَقُوْلُ كُنْ

جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو مصلحت سے! اور جس دن وہ فرمائے گا

فَیَكُوْنُ ؕ۬ قَوْلُهُ الْحَقُّ ؕ وَلَهُ الْمُلْكُ یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ ؕ

کہ ہو پس ہو جائے گا بات اسی کی سچی ہے! اور اسی کی حکومت ہے جس دن پھونکا جائے گا صور!

الربع

عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ؕ وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ ﴿۷۳﴾ وَاِذْ قَالَ

وہ چھپے اور کھلے کا جاننے والا ہے! اور وہی صاحب تدبیر خبردار ہے اور (یاد کرو) جب کہا

اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّیْۤ اَرٰىكَ

ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہ کیا تو بتوں کو معبود مانتا ہے؟ میں دیکھتا ہوں تجھ کو

وَقَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۷۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ

اور تیری قوم کو صریح گمراہی میں ف۱ اور اسی طرح ہم دکھانے لگے ابراہیم کو

مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ ﴿۷۵﴾

بادشاہت آسمانوں اور زمین کی اور تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں ہو جاوے

فَلَمَّا جَنَّ عَلَیْهِ الَّیْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّیْ ۚ فَلَمَّاۤ

تو جب چھا گئی اس پر رات اس نے دیکھا ایک تارا! بولا کہ یہی میرا پروردگار ہے! پھر

اَفَلَ قَالَ لَاۤ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ ﴿۷۶﴾ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا

جب وہ غروب ہو گیا تو کہا میں پسند نہیں کرتا غائب ہوجانے والوں کو پھر جب چاند جگمگاتا دیکھا

ف۱ یہاں چند باتیں معلوم کر لینا ضروری ہیں اول یہ کہ ابراہیم علیہ السلام کی قوم کے حالات سے جو قرآن میں مذکور ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بت پرستی بھی کرتے تھے اس واسطے ابراہیم علیہ السلام کے مناظرات میں دونوں پر گفتگو ہے دوسرے یہ کہ ابراہیم علیہ السلام ہوش سنبھالنے ہی کے وقت سے توحید کے محقق و عارف تھے ہاں ایک عرصہ تک مناظرہ کا اتفاق نہیں ہوا تھا پھر یا تو نبوت سے پہلے یا نبوت کے بعد قوم سے مناظرہ فرمایا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس رات کی آمد کا اس جگہ ذکر ہے اس کی کوئی دلیل نہیں کہ اس کے پہلے انہوں نے بوجہ غار میں پرورش پانے کے کوئی رات نہ دیکھی تھی بلکہ یہ غار کا مشہور قصہ خود ثابت نہیں تیسرے یہ کہ آپ کی قوم خدا کی قائل تھی یا نہیں دونوں احتمال ہیں البتہ نمرود کے طرز گفتگو سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود خالق ہی کا منکر تھا لیکن یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس نے عناد اور سرکشی کی وجہ سے ایسی گفتگو کی ہو اور واقع میں خالق کا قائل ہو چنانچہ شاہ عبدالقادر صاحبؒ اسی کے قائل ہوئے ہیں کہ ان کی قوم خدا کی قائل تھی اس احتمال پر آیات مناظرہ کی تفسیر زیادہ سہل ہو جائے گی۔

قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَىِٕنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ

بولا کہ یہی میرا پروردگار ہے! پھر جب وہ بھی غروب ہوگیا تو کہا کہ اگر نہ ہدایت دے گا مجھ کو میرا

رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ﴿٧٧﴾ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ

پروردگار تو میں ضرور گمراہ لوگوں میں ہو جاؤں گا پھر جب سورج جھلکتا دیکھا بولا کہ یہی میرا

بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ

پروردگار ہے! یہ سب سے بڑا ہے پھر جب وہ بھی غروب ہوگیا تو کہنے لگا کہ بھائیو میں تو ان سے

اِنِّيْ بَرِيْۤءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿٧٨﴾ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ

بیزار ہوں جن کو تم شریک مانتے ہو ف۱ میں نے تو اپنا منہ اسی کی جانب پھیر لیا ہے جس نے بنائے

فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٧٩﴾ ۚ

آسمان وزمین ایک ہی کا ہو کر! اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں ف۲ اور اس سے جھگڑنے لگے اس

وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ۭ قَالَ اَتُحَاۗجُّوْۗنِّيْ فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ۭ

کی امت کے لوگ! ابراہیم نے کہا کیا تم مجھ سے اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہو اور وہ تو مجھ کو رستہ

وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ رَبِّيْ شَيْـــًٔا ۭ وَسِعَ

دکھا چکا ہے میں ان سے نہیں ڈرتا جن کو تم اس کا شریک مانتے ہو مگر ہاں جو میرا پروردگار ہی کچھ

رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۭ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٨٠﴾ وَكَيْفَ اَخَافُ

چاہے! گھیر لیا ہے میرے رب نے ہر چیز کو علم میں! کیا تم خیال نہیں کرتے؟ اور میں ان سے کیوں

مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ

کر ڈروں جن کو تم شریک بناتے ہو اور تم اس سے نہیں ڈرتے کہ تم نے شریک کیا اللہ کے ساتھ ایسی

ف۱

فلما افلت قال یقوم انی بریٔ مما تشرکونَ: پھر جب وہ ڈوب گیا تو ابراہیمؑ نے کہا اے میری قوم والو تم جن چیزوں کو (معبود برحق کا عبادت میں) شریک بناتے ہو میں ان سب سے بیزار ہوں۔ ستارے اور چاند سورج اجرام علوی ہیں بڑے بڑے ہیں روشن ہیں مگر الوہیت کے قابل نہیں۔ محل حوادث ہیں خود حادث ہیں ان کے احوال حادث ہیں پیدا کرنے والے کے محتاج ہیں اور ایسی ذات کے ضرورت مند ہیں جس نے ان کو یہ مخصوص احوال عطا فرمائے ہیں ان کے مقابلہ میں بت اور دوسرے سفلی اجسام بہت حقیر ہیں۔ اور نا قابل عبادت ہیں حضرت ابراہیمؑ نے اسی لئے اجرام علویہ کے حالات کو دیکھ کر تمام علوی اور سفلی اجرام کی الوہیت سے بیزاری کا اظہار کر دیا جب علوی اجرام قابل الوہیت نہیں تو سفلی اجسام کیسے معبود ہو سکتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے پہلے استدلال کیا پھر قوم کو خطاب کر کے غیر اللہ کی الوہیت سے بیزاری کا اظہار کیا اس سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کو مسئلہ توحید کی تحقیق پہلے ہو چکی تھی۔ یہ کلام بول کر فقط مشرکوں کو لاجواب بنانا مقصود تھا۔ تفسیر مظہری)

ف۲ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے:

☆ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر مولود فطرت پر خلق ہوتا ہے۔ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے اپنے بندوں کو حنیف پیدا کیا ہے یعنی خدا ہی کا ہو کر رہنے والا۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ کی فطرت وہ ہے جس پر کہ انسان کی پیدائش ہوئی اور جو چیز جیسی پیدا کر دی گئی اس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ (تفسیر ابن کثیر)

يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ۭ فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ

چیزوں کو جن کی اس نے تم پر کوئی سند نہیں اتاری! ف۱ تو دونوں فریق میں سے کون امن کا زیادہ حق دار

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿81﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا

ہے (بتاؤ) اگر تم سمجھ رکھتے ہو جو لوگ ایمان لائے اور نہ ملایا اپنے

اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿82﴾ ع

ایمان کو ظلم ف۲ (یعنی شرک) سے وہی لوگ ہیں جن کے لئے امن ہے اور وہی راہ پر ہیں

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰي قَوْمِهٖ ۭ نَرْفَعُ

اور یہ ہماری دلیل ہے جو ہم نے ابراہیم کو دی تھی اس کی قوم کے مقابلہ میں! ہم

دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿83﴾ وَوَهَبْنَا

بلند کر دیتے ہیں مرتبوں میں جسے چاہیں! بیشک تیرا پروردگار حکمت والا خبردار ہے اور ہم نے

لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ

عطا فرمائے اس کو اسحٰق اور یعقوب! ہر ایک کو ہم نے دی ہدایت! اور نوح کو بھی ہدایت ہم نے دی

قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ

ان سب سے پہلے اور اس کی نسل میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف

وَمُوْسٰي وَهٰرُوْنَ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿84﴾ۙ وَزَكَرِيَّا

اور موسیٰ اور ہارون کو (ہدایت دی) ف۳ اور اسی طرح ہم بدلا دیتے ہیں نیک عمل کرنے والوں کو

وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿85﴾ۙ

اور زکریا اور یحیٰی اور عیسٰی اور الیاس کو (ہدایت دی) سب نیک بندوں

ف۱ مطلب یہ کہ ڈرنا تو تم کو چاہئے تھا دو وجہ سے اول تو تم نے ڈر کا کام کیا ہے جو کہ شرک و کفر ہے، جس پر عذاب مرتب ہوتا ہے دوسرے خدا کا عالم و قادر ہونا معلوم ہو چکا ہے مگر تم الٹا مجھ کو ڈراتے ہو ذرا انصاف سے سوچو کہ مشرکین اور موحدین میں سے ڈرنا کس کو چاہئے۔

خلاصہ رکوع ۹

ع ۹ ۱۵

اللہ تعالیٰ کی قدرت کو ذکر فرمایا گیا اور بتایا گیا کہ سچا مسلمان کبھی گمراہی میں مبتلا نہیں ہوتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ اور بت پرستی پر والد سے مکالمہ ذکر کیا گیا جس میں مشرکین مکہ کو بتایا گیا جن کا نام تم لیتے ہو وہ بھی شرک اور بت پرستی سے بیزار تھے اور پکے موحد تھے۔

ف۲ ایک صحیح حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت میں لفظ "ظلم" کی تشریح شرک سے فرمائی ہے، کیونکہ ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے شرک کو ظلم عظیم قرار دیا ہے۔ (توضیح القرآن)

ف۳ انبیاء کی باہمی مناسبتیں: ظاہری ملک و سلطنت کے اعتبار سے انبیاء علیہم السلام میں داؤد و سلیمانؑ ہم رنگ ہیں اور مصائب و شدائد پر صبر کرنے کے لحاظ سے ایوبؑ و یوسفؑ میں خاص مشابہت ہے۔ باقی موسیٰؑ اور ہارونؑ کے قریبی تعلقات کی نسبت کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ خود حضرت موسیٰ نے ہارونؑ کو بطور اپنے وزیر کے حق تعالیٰ سے طلب کیا تھا۔ مترجم محقق قدس اللہ روحہ نے ان میں سے ہر دو ناموں کے بعد لفظ "کو" لا کر شاید اسی قسم کے لطائف پر متنبہ فرمایا ہے۔ واللہ اعلم (تفسیر عثمانی)

وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ الْيَسَعَ وَ يُوْنُسَ وَ لُوْطًا ؕ وَ كُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى

میں ہیں اور اسمٰعیل اور یسع اور یونس اور لوط کو (ہدایت دی) اور سب کو ہم نے برتری دی

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَ اِخْوَانِهِمْ ۚ

جہان ولے کے لوگوں پر اور بعض کو ان کے باپ دادوں اور ان کی اولاد اور بھائیوں میں سے

وَ اجْتَبَيْنٰهُمْ وَ هَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۸۷﴾ ذٰلِكَ هُدَى

اور ہم نے ان کو انتخاب کیا اور سیدھی راہ چلایا۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے

اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ لَوْ اَشْرَكُوْا

وہی اس پر چلائے جسے چاہے اپنے بندوں میں سے! و۲ اور اگر یہ شرک کرتے

لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۸﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ

تو ضرور اکارت ہو جاتا جو کچھ وہ کرتے تھے یہ وہ لوگ تھے جن کو ہم نے عطا کی

الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ

کتاب اور شریعت اور نبوت! تو اگر نہ مانیں ان باتوں کو یہ لوگ تو ہم نے مقرر کر دیئے ہیں

وَّكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

ان پر ایسے لوگ جو ان کا انکار کرنے والے نہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے راہ دکھائی تو (اے

هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ

محمد) ان ہی کے طریقہ کی تو بھی پیروی کر! کہہ دے کہ میں نہیں مانگتا تم سے اس قرآن (سنانے

اَجْرًا ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۰﴾ وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ

پر) کچھ مزدوری! بس یہ تو نصیحت ہے دنیا جہان کے لئے اور انہوں نے اللہ کی قدر نہ جانی

و۱ حضرات حسنین رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد تھے
حجاج نے یحییٰ بن یعمر سے کہا کہ میں نے سنا ہے تم کہتے ہو کہ حسن اور حسین ذریت نبی میں سے ہیں حالانکہ وہ علی اور ابو طالب کی ذریت سے ہیں، اور پھر یہ بھی دعویٰ کرتے ہو کہ اس کا ثبوت قرآن سے ہے۔ میں نے قرآن کو اول سے آخر تک پڑھا کہیں اس کو نہ پایا۔ تو ابن یعمر نے کہا کہ کیا تم نے سورۃ انعام میں نہیں پڑھا کہ ومن ذریة داؤد وسلیمان حتیٰ کہ وہ یحییٰ اور عیسیٰ تک پڑھتے چلے گئے۔ کہا کہ ہاں پڑھا ہے۔ کہا کہ عیسیٰ کو ذریت ابراہیم میں بتایا گیا ہے اور حالانکہ وہ باپ نہیں رکھتے تھے، صرف بیٹی کے تعلق سے ذریت میں قرار دیا گیا، تو پھر بیٹی کے تعلق سے حسن اور حسین ذریت نبی میں کیوں نہ ہوں۔ حجاج نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو۔ (گلدستہ تفاسیر)

و۲ مشرکین کو تنبیہ:
مشرکین مکہ کو یہ حالات سنا کر اس طرف ہدایت کرنا مقصود ہے کہ تم لوگ محمد مصطفےٰ ﷺ کی بات نہیں مانتے تو دیکھو جن کو تم بھی سب بڑا مانتے ہو یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کا پورا خاندان وہ سب یہی کہتے چلے آئے ہیں کہ قابل عبادت صرف ایک ذات حق تعالیٰ ہے، اس کے ساتھ کسی کو عبادت میں شریک کرنا یا اس کی مخصوص صفات کا ساجھی بتلانا کفر و گمراہی ہے، تم لوگ خود اپنے مسلمات کی رو سے بھی ملزم ہو۔ (معارف القرآن، مفتی اعظم)

خلاصہ رکوع ۱۰
تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ ہونے کا بیان فرمایا گیا اور یہ کہ سب توحید کے پیکر تھے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسی توحید کے طریقہ پر ہیں۔
ع ۱۰ ۸ ۱۶

حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ ؕ

جیسی کہ قدر چاہئے تھی کہ کہنے لگے اللہ نے تو بشر پر کچھ بھی نہیں اتارا!

قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰی نُوْرًا

پوچھ کہ کس نے اُتاری وہ کتاب جو موسیٰ لے کر آیا تھا؟ جو روشنی

وَّ هُدًی لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ تُبْدُوْنَهَا

اور ہدایت ہے لوگوں کے لئے کہ جس کو تم نے ورق ورق ف۱ کر رکھا ہے

وَ تُخْفُوْنَ كَثِیْرًا ۚ وَ عُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنْتُمْ وَ لَاۤ

اس کو ظاہر کرتے ہو اور بہت کچھ چھپاتے ہو اور تم کو وہ سکھایا گیا جو نہ تم جانتے تھے اور نہ

اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ یَلْعَبُوْنَ ﴿۹۱﴾

تمہارے باپ دادا! تو خود ہی کہہ دے کہ اللہ نے اتاری تھی پھر ان کو چھوڑ دے کہ

وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ

اپنی بک بک میں پڑے کھیلا کریں اور یہ قرآن کتاب ہے جو ہم نے اتاری ہے برکت والی سچا

وَ لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَ مَنْ حَوْلَهَا ؕ وَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ

بتاتی ہے ان کو جو اس سے پہلے ہیں اور تاکہ تو ڈرادے ف۲ مکے والوں کو اور جو اس کے آس پاس

بِالْاٰخِرَةِ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ هُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ﴿۹۲﴾

ہیں اور جن کو آخرت کا یقین ہے وہ اس پر ایمان لے آتے ہیں اور وہ اپنی نماز پر پابند ہیں

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو بہتان باندھے اللہ پر جھوٹا؟ یا کہے کہ میری طرف

ف۱ اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں ظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر مضمون کے اوراق جدا کر رکھے تھے اور بعض کا ایسا کر لینا تعجب نہیں اور غرض یہ تھی کہ جب ہر مضمون کے اوراق جدا ہوں گے تو ساری کتاب کے مضامین پر لوگوں کو اطلاع نہ ہوگی جو چاہیں گے چھپالیں گے اور مجازاً یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ اپنے ذہن میں تورات کے مضامین کے مختلف حصے تجویز کر رکھے تھے بعض مضامین کو جیسے نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چھپاتے تھے اور اس کی دوسری طرح تاویلیں کرتے تھے۔

ف۲ مکہ تمام دنیا کا مرکز ہے: "ام القریٰ" یعنی بستیوں کی اصل اور جڑ کو کہتے ہیں۔ مکہ معظمہ تمام عرب کا دینی و دنیوی مرجع تھا اور جغرافیائی حیثیت سے بھی قدیم دنیا کے وسط میں مرکز کی طرح واقع ہے اور جدید دُنیا (امریکہ) اس کے نیچے ہے اور روایات حدیثیہ کے موافق پانی سے زمین بنائی گئی تو اول یہ ہی جگہ کھلی تھی۔ ان وجوہ سے مکہ کو "ام القریٰ" فرمایا اور آس پاس سے مراد یا عرب ہے کیونکہ دنیا میں قرآن کے اول مخاطب وہ ہی تھے ان کے ذریعہ سے باقی دنیا کو خطاب ہوا اور یا سارا جہان مراد ہو جیسے فرمایا (تفسیر عثمانی)

أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ وَمَن قَالَ سَأُنزِلُ

وحی آئی ہے حالانکہ اس کی طرف کچھ بھی وحی نہیں آئی اور جو کہے کہ میں بھی اتار دوں

مِثْلَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ ۗ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ

اس جیسا جو اللہ نے اتارا ہے! ول اور کاش تو دیکھے جب ظالم موت کی

الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنفُسَكُمُ ۖ

بیہوشیوں میں ہوں اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے (کہتے ہوں) کہ نکالو اپنی جانیں!

الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَقُولُونَ عَلَى

آج تم کو سزا ملے گی ذلت کے عذاب کی اس وجہ سے کہ تم خدا پر جھوٹ باتیں کہتے تھے

اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ ﴿٩٣﴾ وَلَقَدْ

اور اس کی آیتوں سے تکبر کرتے تھے۔ اور بیشک تم لوگ

جِئْتُمُونَا فُرَادَىٰ كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَتَرَكْتُم مَّا

ہمارے پاس آ گئے اکیلے اکیلے جس طرح ہم نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اور چھوڑ آئے جو کچھ ہم

خَوَّلْنَاكُمْ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ ۖ وَمَا نَرَىٰ مَعَكُمْ شُفَعَاءَكُمُ الَّذِينَ

نے تم کو دیا تھا اپنی پیٹھ کے پیچھے! اور ہم نہیں دیکھتے تمہارے ساتھ تمہارے وہ سفارش کرنے

زَعَمْتُمْ أَنَّهُمْ فِيكُمْ شُرَكَاءُ ۚ لَقَد تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ

والے جن کو تم سمجھتے تھے کہ وہ تمہاری (پرورش) میں شریک خدا ہیں! ٹوٹ گیا تمہارا علاقہ اور گئے

عَنكُم مَّا كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿٩٤﴾ ع إِنَّ اللَّهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوَىٰ ۖ

گزرے ہوئے جن کا تم دعویٰ کیا کرتے تھے۔ بیشک اللہ ہی دانے اور گٹھلی کا پھاڑنے

ول اس آیت کا نزول کس کے بارے میں ہوا:

☆ میں کہتا ہوں اس سے مراد نضر بن حارث ہے جو سورۂ والنازعات غرقاً کے مقابلہ میں (بطور استہزاء) والطاحنات طحناً و العاجنات عجناً و الخابزات خبزاً کہتا تھا (قسم ہے آٹا پیسنے اور گوندھنے اور روٹی پکانے والیوں کی) بغوی نے لکھا ہے کہ بر قول قتادہ اس آیت کا نزول مسیلمہ کذاب کے حق میں ہوا۔ یہ شخص کاہن تھا اور کاہنوں کی طرح کچھ مسجع فقرے بولتا تھا۔ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور کہتا تھا کہ میرے پاس وحی آتی ہے۔ ابن جریر نے عکرمہ کا بھی یہی بیان نقل کیا ہے۔ رسول اللہ (ﷺ) کی خدمت میں اس نے دو قاصد بھیجے تھے۔ حضورؐ نے قاصدوں سے دریافت کیا، کیا تم مسیلمہ کو نبی مانتے ہو۔ قاصدوں نے کہا جی ہاں۔ حضورؐ نے فرمایا اگر قاصدوں کو قتل نہ کرنے کا دستور نہ ہوتا تو میں تم دونوں کی گردن اڑا دیتا۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ١١

ع ١١ نزول وحی کے منکرین کے اعتراضات کا جواب دیا گیا۔

١٧ نبوت کے جھوٹے دعویداروں کو انجام بد سے ڈرایا گیا۔

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ۚ

والا ہے! نکالتا ہے زندہ کو مردے سے اور وہی زندہ سے مردہ نکالنے والا ہے !

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿٩٥﴾ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ

یہی تو خدا ہے پھر تم کہاں بہکے جا رہے ہو۔ ف۱ وہی پھاڑنے والا صبح کا ہے اور اسی نے بنائی

الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۗ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ

رات آرام کے لئے اور سورج اور چاند حساب کے لئے! یہ اندازے ہیں

الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿٩٦﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا

زبردست دانا کے اور ف۲ وہی ہے جس نے تمہارے واسطے ستارے بنائے تاکہ

بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۗ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ

ان سے راستہ پاؤ جنگل اور دریا کی تاریکیوں میں! تفصیل سے ہم نے بیان کر دیں آیتیں ان

يَّعْلَمُوْنَ ﴿٩٧﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ

لوگوں کے لئے جو جانتے ہیں اور وہی ہے جس نے تم کو پیدا کر دیا تن واحد سے

فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ ۗ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ

پھر کہیں تمہارے ٹھہرنے کی جگہ ہے ف۳ اور کہیں سونپے جانے کی جگہ اور ہم تفصیل سے

يَّفْقَهُوْنَ ﴿٩٨﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ

بیان کر چکے نشانیاں ان لوگوں کے لئے جو سمجھتے بوجھتے ہیں اور اسی خدا نے اُتارا

فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا

آسمان سے پانی! پھر ہم ہی نے اس سے ہر چیز کی بوٹیاں نکالیں پھر ہم ہی نے اس سے سبزہ

ف۱ خدا کو چھوڑ کر کہاں بھاگتے ہو یعنی زمین میں دبائے جانے کے بعد گٹھلی اور دانہ کو پھاڑ کر سبز پودہ اگانا یا جاندار کو بے جان سے اور بے جان کو جاندار سے نکالنا (مثلاً آدمی کو نطفہ سے نطفہ کو آدمی سے پیدا کرنا) اسی خدا کا کام ہے۔ پھر اسے چھوڑ کر تم کدھر بہکے جا رہے ہو؟ کیا اور کوئی ہستی تمہیں ایسی مل سکتی ہے جو ان کاموں کو انجام دے سکے۔ (تفسیر عثمانیؒ)

ف۲ صہیبؓ کی شب بیداری:
صہیب رومیؓ کی بیوی ان کی کثرتِ شب بیداری کی شکایت کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب کے لئے رات کو محلِ سکون بنایا لیکن صہیبؓ کے لئے نہیں۔ کیونکہ صہیبؓ کو جب جنت یاد آتی ہے تو اس کے شوق میں رات رات بھر نہیں سوتے اور عبادت کرتے رہتے ہیں۔ اور جب دوزخ یاد آتی ہے تو ان کی نیند ہی اڑ جاتی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

ف۳ ٹھہرنے اور سپرد ہونے کی جگہ
مستقر ٹھہرنے کی جگہ جسے ٹھکانہ کہا۔ اور ''مستودع'' سپرد کئے جانے اور امانت رکھے جانے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ یہ تو لغوی معنی ہوئے آگے دونوں کے مصداق کی تعیین میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ حضرت شاہ صاحب نے موضح القرآن میں جو کچھ لکھا ہے وہ ہم کو پسند ہے۔ یعنی اول سپرد ہوتا ہے ماں کے پیٹ میں کہ آہستہ آہستہ دنیا کے اثر پیدا کرے پھر آ کر ٹھہرتا ہے دنیا میں۔ پھر سپرد ہوگا قبر میں کہ آہستہ آہستہ اثر آخرت کے پیدا کرے پھر جا ٹھہرے گا جنت میں یا دوزخ میں''۔ (تفسیر عثمانیؒ)

خاصیت: آیت ۹۵۔۹۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا

نکالا جس سے ہم نکالتے ہیں دانے گتھے ہوئے! اور کھجور کے گابھے میں سے

قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ

گچھے جو جھکے پڑتے ہیں ف۱ اور انگور کے باغ اور زیتون

وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ

اور انار باہم ملتے جلتے اور جدا جدا دیکھو درخت کا پھل

اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٩٩﴾

جب وہ پھلے اور اس کا پکنا! بے شک ان میں بہتیری نشانیاں ہیں یقین لانے والوں کے لئے

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاۗءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ

اور انہوں نے ٹھہرا لئے اللہ کے شریک جنات حالانکہ اللہ ہی نے جنات کو پیدا کیا ہے!

بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿١٠٠﴾ ع

اور انہوں نے تراش لئے اللہ کے لئے بیٹے اور بیٹیاں بے جانے بوجھے!

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ

وہ پاک اور ان باتوں سے بہت بلند ہے جو یہ بیان کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کا موجد ہے!

تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ۭ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ

اس کے بیٹا کیوں کر ہوسکتا ہے ف۲ حالانکہ نہیں اس کے کوئی جورو! اور اسی نے پیدا کیا ہر چیز کو

عَلِيْمٌ ﴿١٠١﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ

اور وہ ہر چیز سے واقف ہے یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے! اس کے سوا کوئی معبود نہیں!

ف۱ کھجور اور انگور کے باغ:
ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ قنوان دانیہ سے چھوٹے چھوٹے درخت خرما جن کے خوشے زمین سے لگے ہوں مراد ہیں۔ اہل حجاز تو اسے ''قنوان'' کہتے ہیں لیکن بنو تمیم کے قبیلہ والے قنیان (یاء کے ساتھ) کہتے ہیں۔اور یہ ''قنو'' کی جمع ہے جیسے صنوان، صنو کے جمع ہے۔ پھر فرمایا کہ'' انگور کے باغات'' یعنی انگور کے باغات ہم زمین پر پیدا کرتے ہیں۔ خرما اور انگور کا ذکر فرمایا کیونکہ یہی دونوں اہل حجاز کے بہترین ثمر سمجھے جاتے ہیں، بلکہ ساری دنیا کے بہترین ثمر ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

خلاصہ رکوع ۱۲
قدرت الٰہی کے آفاقی دلائل ذکر کئے گئے کہ کس طرح زمین وآسمان کی نعمتیں انسانی ضروریات کو پوری کرنے میں منظم انداز میں مصروف کار ہیں۔ آگے یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے باطل نظریات کی تردید فرمائی گئی۔

ع ۱۲ ۱۸

ف۲ اللہ تعالیٰ کی کوئی بیوی اور اولاد نہیں ہے:
تعجب ہے کہ جب کسی مخلوق کو تم حقیقۃ خدا کی اولاد قرار دیتے ہو تو ان بچوں کی ماں کسے تجویز کرو گے اور اس ماں کا تعلق خدا کے ساتھ کس قسم کا مانو گے۔ عیسائی حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ لیکن یہ جسارت وہ بھی نہیں کرسکے کہ مریم صدیقہ کو (العیاذ باللہ) خدا کی بیوی قرار دے کر تعلقات زن وشو کے قائل ہو جائیں۔ جب ایسا نہیں تو مریم کے بطن سے پیدا ہونے والا بچہ خدا کا بیٹا کیونکر بن گیا دنیا کے دوسرے بچوں کو بھی خدا تعالیٰ ان کی ماؤں کے پیٹ سے پیدا کرتا ہے اور وہ معاذ اللہ خدا کی نسلی اولاد نہیں کہلاتے۔ (تفسیر عثمانی)

شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۰۲﴾

تمام چیزوں کا خالق ہے تو تم اسی کی عبادت کرو! اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۫ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ

اس کو نہیں پا سکتیں آنکھیں اور وہ پا سکتا ہے آنکھوں کو! ف۱

وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۰۳﴾ قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ

اور وہ باریک بیں خبردار ہے تمہارے پاس آچکیں دلیلیں تمہارے

رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۭ

رب کی طرف سے پھر جس نے دیکھ لیا تو اپنے واسطے! اور جو اندھا رہا تو (وبال)

وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۱۰۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَ

اسی کی جان پر ہے! اور میں تمہارا نگہبان نہیں ہوں۔ اور اسی طرح پھیر پھیر کر ہم آیتیں بیان

لِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِتَّبِعْ

کرتے ہیں تاکہ کافر کہیں کہ (اے محمد) تو پڑھا ہے اور تاکہ ہم قرآن سمجھا دیں ان کو

مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ

جو سمجھ رکھتے ہیں۔ چل اس پر جو تجھ پر وحی بھیجا گیا تیرے پروردگار کی طرف سے! اس کے

عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ۭ وَمَا

سوا کوئی معبود نہیں! اور کنارہ کش رہ مشرکوں سے اور اگر اللہ چاہتا تو وہ شرک نہ کرتے

جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۷﴾

اور ہم نے تجھ کو نہیں کیا ان پر نگہبان! اور نہ تو ان پر تعینات ہے! اور (مسلمانو) تم

ف۱: معتزلہ نے اس آیت سے دیدار اہل جنت کی نفی کی ہے مگر ترجمہ سے ظاہر ہے کہ اس سے مطلق دیدار کی نفی نہیں ہو سکتی بلکہ احاطہ کی نفی ہوتی ہے اور آئمہ لغت نے ادراک کے معنی احاطہ بیان کئے ہیں اور ابن عباسؓ نے اس جگہ ادراک کی تفسیر احاطہ ہی سے کی ہے اور بہت سے دلائل شرعیہ سے اہل جنت کو خدا کا دیدار ہونا ثابت ہے جن کا انکار نہیں ہو سکتا ف: دنیا میں خدا تعالیٰ کا دیدار عقلاً تو ممکن ہے جیسا کہ موسیٰ کی درخواست ارنی سے ظاہر ہے مگر شرعاً محال ہے جیسا کہ جواب لن ترانی اور نیز دیگر احادیث سے صراحۃً ثابت ہے اور شب معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا کو دیکھنا عالم آخرت میں ہوا ہے کیونکہ شیخ اکبر رحمۃ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو اور ان کے مافوق کو دنیا سے خارج مانتے ہیں پس یہ نہیں کہہ سکتے کہ حضورؐ نے دنیا میں خدا کو دیکھا ہے اور جب حضورؐ سے سوال کیا گیا کہ آپ نے خدا کو دیکھا ہے تو آپ سے دو جواب منقول ہیں ایک یہ کہ وہ تو ایک نور ہے میں اس کو کہاں دیکھ سکتا ہوں اس جواب میں احاطہ مراد ہے یعنی میں اس کا احاطہ کہاں کر سکتا ہوں اور دوسرا جواب آپ نے یہ دیا کہ میں نے ایک نور دیکھا یہاں مطلق دیدار مراد ہے۔ غرض آپ نے خدا کو دیکھا مگر احاطہ نہ کر سکے یہی حال جنت میں ہوگا۔ (تسہیل بیان)

خاصیت: آیت ۱۰۳ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا

نہ برا کہو ان کو جنہیں یہ کافر اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہیں کہ وہ اللہ کو برا کہہ بیٹھیں گے

اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ص

بے ادبی سے بے سمجھے! اسی طرح ہم نے بھلے کر دکھائے ہیں ہر فریق کو اُن کے اعمال!

ثُمَّ إِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا

پھر اپنے پروردگار کی جانب ان کو لوٹ کر جانا ہے پس وہ ان کو جتا دے گا

يَعْمَلُونَ ﴿١٠٨﴾ وَأَقْسَمُوا بِاللّٰهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ

جو وہ کرتے تھے اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی سخت قسمیں کہ اگر آوے ان کے سامنے

جَاءَتْهُمْ آيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ۚ قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ

کوئی معجزہ تو وہ ضرور اس پر ایمان لے آویں گے!ول کہہ دے کہ بس معجزے

اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ أَنَّهَا إِذَا جَاءَتْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٠٩﴾

تو اللہ ہی کے پاس ہی ہیں اور تم مسلمانوں کو کیا خبر کہ جب معجزے آئیں گے تب بھی یہ ایمان نہ

وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا

لائیں گے اور ہم الٹ دیں گے ان کے دل اور آنکھیں جس طرح وہ قرآن پر ایمان نہ لائے تھے

بِهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَنَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿١١٠﴾ ع

پہلی بار (ایسے ہی معجزہ دکھانے بعد رکھیں گے) اور ہم ان کو رہنے دیں گے سرکشی میں بھٹکتے ہوئے

ول صفا پہاڑ سونے کا بن جائے:

☆ قریش نے حضرت ﷺ سے کہا کہ اے محمد (ﷺ) تمہیں نے ہمیں بتلایا ہے کہ موسیٰ نے اپنا عصا پتھر پر مارا تھا تو بارہ چشمے پھوٹ پڑے تھے اور عیسیٰ مردے کو زندہ کرتے تھے اور ثمود کو بھی ناقہ کا معجزہ ملا تھا۔ اگر تم بھی کوئی ایسا ہی معجزہ پیش کرو تو ہم تمہاری تصدیق کریں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا تم کو کیا معجزہ چاہئے؟ کہا کہ اس صفا کی پہاڑی کو ہمارے لئے سونے کی بنادو۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر ایسا ہو جائے تو کیا تم توحید کی تصدیق کرو گے؟ کافروں نے کہا، ہاں ہم سب تم پر ایمان لے آئیں گے۔ آپؐ اٹھے اور خدا سے دعا مانگنے لگے۔ جبرئیلؑ آئے اور کہا اگر آپ چاہتے ہیں تو کوہ صفا سونے کا بن جائے گا لیکن اگر اس پر بھی وہ ایمان نہ لائیں گے تو فوری ان پر عذاب نازل ہو جائے گا۔ اور اگر آپ ﷺ کی مرضی ہو تو یہ لوگ یونہی بلا عذاب چھوڑ دیئے جائیں تا کہ بعد کو ان میں سے کوئی ایمان بھی لے آئیں اور توبہ کر لیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

خلاصہ رکوع ۱۳

ع ۱۳ ۱۰ ۱۹ کفار کے عقائد بد کا ازالہ اور جنت میں رؤیت خداوندی کا ذکر فرمایا گیا۔ آگے بتایا گیا کہ دین کی حجت پوری ہو چکی اب جس کے جی میں آئے وہی روشنی پائے۔ تبلیغ دین کے سلسلہ میں مثبت رویہ اپنانے کا حکم فرمایا گیا اور دلائل سے باطل کو دور کرنے کی ترغیب دی گئی۔

ساتواں پارہ...سورہ انعام

فضائل خواص،فوائدوعملیات

خاصیت آیت ۱۱۲تا۱۱۴برائے حفاظت کھیت و برکت مال وجان

اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ. قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَ تَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ. قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْن ـ(پارہ۷،رکوع۵)

خاصیت: یہ آیتیں وسعت رزق اور دفع گرتنگی کے واسطے ہیں۔جھاؤ کی لکڑی کے برتن میں ان کو باوضولکھ کر اپنے پاس رکھے جب ضرورت ہوتو اس میں پانی بھر کر یا کھیت یا باغ میں چھڑ کے اوراگر دل چاہے تو تین ہفتہ متواتر پانی پیئے۔ان شاء اللہ تعالیٰ جان و مال میں برکت ہوگی۔(اعمال قرآنی)

حدیث شریف میں آیا ہے جب سورہ انعام اتری تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (بے ساختہ) سبحان اللہ کہا۔اور پھر فرمایا کہ بخدا اس سورت کو پہنچانے اتنے فرشتے آئے ہیں کہ ان کے ہجوم سے آسمان کے کنارے ڈھک گئے۔جس مہم اورغرض کیلئے چاہے اس سورت کو پڑھے اور پھر دعا کرے۔ان شاء اللہ تعالیٰ پوری ہوگی۔(الدرالنظیم)

خاصیت: دشمن پر بحث میں غالب آنیکے واسطے اتوار کے روزروزہ رکھے اورایک چمڑے کے ٹکڑے پر لکھ کر باندھ لے۔(اعمال قرآنی)

خواص-اس سورت کا مریض پر پڑھنا کیسا ہی لا علاج مرض کیوں نہ ہوشفا کا باعث ہے۱۲ق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت میں سے جو کوئی صبح ہوتے ہمیشہ سورہ انعام کے شروع کی تین آیتوں کا ورد رکھے گا حق تعالیٰ اس پر ستر ہزار فرشتے نگہبان مقرر فرمائے گا جو ہمیشہ اس کی حفاظت کریں گے اوراس مقدس سورت کی تلاوت کرنے والے شخص کے نامہ اعمال میں روزانہ ان فرشتوں کے اعمال کے برابر قیامت تک ثواب لکھا جائے گا۱۲ک یعنی الحمد للہ سے تکسبون تک۱۲ع(تفسیر میرٹھی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ؕ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْن(پ۷،ع۷)

خاصیت: جو شخص اس آیت کو صبح وشام سات مرتبہ پڑھ کر اپنے بدن پر ہاتھ پھیرے جمیع دردآفات سے محفوظ رہے۔(اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۱۷۔۱۸برائے ذات الجنب

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ. وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ (پارہ۷،رکوع۸)

جب یا قلب یا ہاتھوں میں درد ہو اس کے باندھ دیں۔ان شاء اللہ تعالیٰ شفا ہوگی اور جس شخص کو کثرت سے رنج وغم ہو ان آیتوں کو سوتے وقت سات مرتبہ پڑھ کر سو رہے جس وقت جاگے گا رنج وغم سب دفع ہوا معلوم ہوگا۔(اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۶۳-۶۴ برائے حفاظت طوفان

قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً لَئِنْ اَنْجٰنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ. قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ (پارہ۷، رکوع۱۴)

خاصیت: اگر دریا میں جوش وطغیانی ہو یہ آیتیں لکھ کر دریا میں ڈالنے سے طوفان کو سکون ہو جاتا ہے۔

۵۔ شادابی باغ

اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ط يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ط ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ (پ۷، ع۱۸)

خاصیت: کھیت کی عمدگی اور حفاظت کیلئے اور درختوں کی پیداوار اور عمدہ طور پر پھل نکلنے کے لئے کسی پاک برتن میں زعفران اور کافور سے لکھ کر اور آب چاہ بلاحجت سے دھوکر جو تخم یا غلہ بونا ہو اس کو بھگو کر بودیں یا وہ پانی درخت کی جڑ میں چھوڑا کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ برکت وحفاظت ہوگی اور پھلوں میں خوبی وشیرینی حاصل ہوگی۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۹۵-۹۶ برائے حفاظت آفات

فَالِقُ الْاِصْبَاحِ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ط ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ط قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ. (پارہ۷، رکوع۱۸)

خاصیت: اس آیت کو جمعہ کے روز باوضو ساکھو کے تختے پر یا کسی لکڑی پر لکھ کر کندہ کر کے کشتی کے آگے باندھ دینے سے کشتی تمام آفات سے محفوظ رہے گی۔ دیگر: اگر لاجورد کے نگین پر بدھ کے روز کندہ کر کے انگوٹھی پہنے ہر طرح کی حاجت روائی ہو اور قبولیت اور محبت اور ہیبت لوگوں کی نظر میں پیدا ہو۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۹۹ برائے حفاظت آفات

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ط اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (پارہ۷، رکوع۱۸)

خاصیت: اس آیت کو کھجور کی گٹھلی کے غلاف میں جب اول اول نکلے جمعہ کے روز لکھ کر آبپاشی کے کنویں میں ڈال دے اسکے پانی میں اور وہ پانی جس درخت یا پھل میں دیا جائے ان سب میں برکت اور پاکیزگی پیدا ہو اور تمام جن وانسان کی نظر بد اور سب آفات سے محفوظ رہے۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۱۰۳ برائے حفاظت

۳۔ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ (پارہ۷، رکوع۱۹)

خاصیت: اس آیت کو بکثرت پڑھنے سے ہوائے تند کو سکون ہوتا ہے اور ظالموں کی نگاہ سے پوشیدہ رہتا ہے۔ (اعمال قرآنی)

تعارف سورۃ الاعراف

یہ سورت بھی مکی ہے۔ اس کا بنیادی موضوع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور آخرت کو ثابت کرنا ہے۔ اس کے ساتھ توحید کے

دلائل بھی بیان ہوئے ہیں۔اور متعدد انبیائے کرام علیہم السلام کے واقعات بھی تفصیل کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔خاص طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کوہِ طور پر تشریف لے جانے کا واقعہ سب سے زیادہ مفصل طریقے پر اسی سورت میں آیا ہے۔''اعراف'' کے لفظی معنی بلندیوں کے ہیں۔اور اصطلاح میں یہ اس جگہ کا نام ہے جو جنت اور دوزخ کے درمیان واقع ہے،اور جن لوگوں کے اچھے اور بُرے اعمال برابر ہوں گے،ان کو کچھ عرصے کے لئے یہاں رکھا جائے گا،پھر ان کے ایمان کی وجہ سے آخرکار وہ بھی جنت میں داخل ہو جائیں گے۔چونکہ اسی سورت میں اعراف اور اس میں رکھے جانے والوں کا بیان تفصیل سے آیا ہے اس لئے اس کا نام سورۂ اعراف رکھا گیا ہے۔(توضیح القرآن)

سورۃ الاعراف: اس کی پہلی دو آیتیں غم اور دل کی گھٹن کے لئے سینے پر ہاتھ رکھ کر ایک سو ایک مرتبہ صبح کی نماز کے بعد پڑھنا نہایت مفید اور مجرب ہے۔

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى

اور اگر ہم ان پر اتار دیتے فرشتے اور ان سے باتیں کر لیتے مردے

وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا

اور ہم اکٹھا کر لاتے ان پر ہر چیز کو ان کے سامنے (تب بھی) وہ ہرگز نہ ایمان لاتے

اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَكَذٰلِكَ

ہاں مگر یہ کہ اللہ ہی چاہے! لیکن بہتیرے ان میں نادانی کرتے ہیں اور اسی طرح

جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ

ہم نے پیدا کر دیئے ہر نبی کے دشمن شیطان آدمی اور جن

يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ۭ

کہ سکھاتا رہتا ہے ایک دوسرے کو ملمع دار باتیں فریب دینے کو! ف۱ اور اگر تیرا پروردگار

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

چاہتا تو یہ لوگ ایسی حرکت نہ کرتے سو ان کو چھوڑ دے وہ جانیں

وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

اور ان کا جھوٹ اور تاکہ جھکیں اس کی جانب ان لوگوں کے دل جو نہیں ایمان لاتے

بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

آخرت پر اور تاکہ وہ اس کو پسند کریں اور تاکہ کئے جاویں جو بدکرداریاں کر رہے ہیں۔

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ

(کہہ دے) کہ اللہ کے سوا کیا میں کسی اور کو منصف بناؤں؟ حالانکہ اس نے اتاری تمہاری جانب

ف۱ انسانوں میں بھی شیطان ہوتے ہیں:

علماء نے لکھا ہے کہ جب مومن کو اغواء کرنے سے شیطان عاجز ہو جاتا ہے تو پھر کسی شیطان آدمی یعنی سرکش انسان کے پاس جا کر مومن کو بہکانے پر اکساتا ہے۔ حضرت ابوذرؓ کی روایت بھی اسی پر دلالت کر رہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کیا شیاطین جن و انس کے شر سے تو نے اللہ کی پناہ مانگی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا انسانوں میں بھی شیاطین ہوتے ہیں۔ فرمایا ہاں وہ شیاطین جن سے زیادہ شریر ہوتے ہیں۔

شیطان جن اور انسان کی کارروائی:

مالک بن دینار کا قول ہے کہ شیاطین انس شیاطین جن سے زیادہ سخت ہوتے ہیں جب میں اللہ کی پناہ لے لیتا ہوں تو شیاطین جن تو میرے پاس سے چلے جاتے ہیں اور شیاطین انس آ کر مجھے علی الاعلان گناہ کی طرف کھینچتے ہیں۔ عکرمہ ضحاک سدی اور کلبی کے نزدیک شیاطین سے مراد وہ شیاطین ہیں جو آدمیوں کو بہکانے کیلئے ان کے ساتھ رہتے ہیں اور شیاطین الجن وہ ہیں جو جنات کے ساتھ رہتے ہیں۔ انسان شیطان نہیں ہوتا۔ ابلیس نے اپنی (جناتی) فوج کو دو حصوں میں تقسیم کر رکھا ہے ایک حصہ کو جنات (کو بہکانے) کے لئے اور دوسرے حصہ کو آدمیوں (کو اغواء کرنے) کے لئے مقرر کر رکھا ہے۔ دونوں فریق رسول اللہ ﷺ اور آپ کے دوستوں کے دشمن ہیں۔ ہر فریق ہر وقت دوسرے فریق سے ملتا رہتا ہے۔ شیاطین انس شیاطین جن سے کہتے ہیں ہم نے اپنی آسامی کو اس طرح بہکایا تم بھی اپنی آسامی کو اسی طرح گمراہ کرو۔ شیاطین جن بھی شیاطین انس سے یہی کہتے ہیں۔ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ کا مطلب یہی ہے۔ اول الذکر تفسیر سیاق آیات کے موافق اور قابل ترجیح ہے۔ (تفسیر مظہری)

الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ۭ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ

واضح کتاب! اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ جانتے ہیں کہ

اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ

قرآن حقیقت میں اترا ہے تیرے پروردگار کی جانب سے حق لے کر سو تو نہ ہو

الْمُمْتَرِيْنَ ﴿١١٤﴾ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۭ

شک کرنے والوں میں سے۔ اور تیرے پروردگار کی بات پوری ہے سچائی اور انصاف میں!

لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿١١٥﴾ وَاِنْ

کوئی بدلنے والا نہیں اس کے کلام کو! اور وہی سنتا جانتا ہے ف۱ اور اگر

تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ

تو کہا مانے گا اکثر ان لوگوں کا جو دنیا میں ہیں تو وہ تجھے بھٹکا چھوڑیں گے اللہ کی

اللّٰهِ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا

راہ سے! وہ تو صرف خیال پر چلتے ہیں اور سب نری اٹکل دوڑاتے ہیں تیرا پروردگار

يَخْرُصُوْنَ ﴿١١٦﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ

ہی ان کو خوب جانتا ہے جو بہک جاتے ہیں اس کی راہ سے!

سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿١١٧﴾ فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ

اور وہی ان کو خوب جانتا ہے سو راہ پر ہیں سو تم کھاؤ ' اس میں سے جس پر

اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٨﴾ وَمَا لَكُمْ اَلَّا

اللہ کا نام لیا گیا ہو اگر تم کو اس کے حکم پر یقین ہے اور کیا سبب کہ تم نہ کھاؤ

ف۱ سچا مؤمن شیطان کا آلۂ کار نہیں ہو سکتا:

یعنی "شیاطین الانس والجن" کی تلبیس و تلمیع پر بدعقیدہ اور جاہل ہی کان دھر سکتے ہیں۔ ایک پیغمبر یا اس کے متبعین جو ہر مسئلہ اور ہر معاملہ میں خدائے واحد ہی کو اپنا منصف اور حکم مان چکے ہیں کیا ان سے یہ ممکن ہے کہ وہ خدا کو چھوڑ کر کسی دوسرے کی چکنی چپڑی باتوں کی طرف کان لگائیں۔ یا معاذ اللہ غیر اللہ کے فیصلہ کے آگے گردن جھکا دیں، حالانکہ ان کے پاس خدا کی طرف سے ایسی معجز اور کامل کتاب آچکی جس میں تمام اصولی چیزوں کی ضروری توضیح و تفصیل موجود ہے جس کی نسبت علمائے اہل کتاب بھی کتب سابقہ کی بشارات کی بناء پر خوب جانتے ہیں کہ یقیناً یہ آسمانی کتاب ہے جس کی تمام خبریں سچی اور تمام احکام معتدل اور منصفانہ ہیں جن میں کسی کی طاقت نہیں کہ تبدیل و تحریف کر سکے۔ ایسی کتاب اور محفوظ و مکمل قانون کی موجودگی میں کیسے کوئی مسلمان وساوس و اوہام یا محض عقلی قیاسات اور مغویانہ مغالطات کا شکار ہو سکتا ہے جبکہ وہ جانتا ہے کہ خدا تعالیٰ جس کو ہم نے اپنا حکم اور جس کی کتاب مبین کو دستور العمل تسلیم کیا ہے وہ ہماری ہر بات سننے والا اور ہر قسم کے مواقع و احوال اور ان کے مناسب احکام و نتائج کی موزونیت کو پوری طرح جاننے والا ہے۔

(تفسیر عثمانیؒ)

تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ

اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو حالانکہ وہ تم سے مفصل بیان کر چکا

مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا

جو کچھ تم پر حرام کیا مگر ہاں جس وقت مجبور ہو جاؤ اس کی جانب اور بہتیرے لوگ

لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ

تو بہکاتے رہتے ہیں اپنے خیال پر بلا تحقیق۔ بے شک تیرا پروردگار ہی ان کو خوب جانتا ہے

بِالْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ؕ

جو لوگ حد سے بڑھتے ہیں ف۱۔ اور چھوڑ دو کھلا گناہ اور چھپا گناہ!

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا

جو لوگ گناہ کرتے ہیں عنقریب وہ سزا پاویں گے اپنے کئے کی

يَقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ

اور اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو

عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى

اور اس میں سے کھانا البتہ گناہ ہے اور شیطان دل میں ڈالتے ہیں اپنے رفیقوں کے

اَوْلِيٰٓـئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ

کہ تم سے کج بحثی کریں اور اگر تم نے ان کا کہا مانا تو بلاشبہ

لَمُشْرِكُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ ع اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا

تم مشرک ہو بھلا ایک شخص کہ جو مردہ تھا پھر ہم نے اس میں جان ڈالی اور اس کو

ف۱ حلال وحرام کی حکمت:
مسلمان کا عقیدہ یہ ہے کہ ہر چیز کو بالواسطہ یا بلاواسطہ خدا ہی پیدا کرتا اور خدا ہی مارتا ہے۔ پھر جس طرح اس کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں بعض کا کھانا ہم کو مرغوب اور مفید ہے جیسے سیب انگور وغیرہ اور بعض چیزوں سے ہم نفرت کرتے ہیں یا مضر سمجھتے ہیں جیسے ناپاک گندی چیزیں اور سنکھیا وغیرہ اسی طرح اس کی ماری ہوئی چیزیں بھی دو قسم کی ہیں۔ ایک وہ جن سے فطرت سلیمہ نفرت کرے یا ان کا کھانا ہماری بدنی یا روحانی صحت کے لئے خدا کے نزدیک مضر ہو۔ مثلاً وہ حیوان دموی جو اپنی طبعی موت سے مرے اور اس کا خون وغیرہ گوشت میں جذب ہو کر رہ جائے۔ دوسرے وہ حلال وطیب جانور جو با قاعدہ خدا کے نام پر ذبح ہو یہ بھی خدا ہی کا مارا ہوا ہے۔ جس پر مسلمان کی چھری کے توسط سے اس نے موت طاری کی۔ مگر عمل ذبح اور خدا کے نام کی برکت سے اس کا گوشت پاک و صاف ہو گیا۔ پس جو شخص دونوں قسموں کو ایک کرنا چاہے وہ معتدی (حد سے بڑھنے والا) ہوگا۔
(تفسیر عثمانی)

خلاصہ رکوع ۱۴
مشرکین وکفار مکہ کے بے جا بہانوں کا جواب دیا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی کہ ایسے بے جا سوالوں سے تنگدل نہ ہوں کہ مرضی کے
ع ۱۴ ۱۱ معجزات دے کر بھی دیئے جائیں تو بھی یہ راہ راست پر نہ آئیں گے کیونکہ یہ لوگ جہالت پر پکے مسخ شدہ مزاج رکھتے ہیں۔

لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي

دی روشنی کہ لئے پھرتا ہے لوگوں میں اس کی برابر ہو سکتا ہے جس کا حال یہ ہے

الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ

کہ اندھیروں میں پڑا ہے وہاں سے نکل نہیں سکتا! اسی طرح بھلا دکھایا گیا ہے کافروں کو

مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ

جو وہ کرتے تھے اور اسی طرح ہم نے پیدا کئے ہر بستی میں گنہگاروں کے

اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ

سردار تاکہ وہاں حیلے لایا کریں اور جو حیلے کرتے ہیں سو اپنے ہی حق میں

وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ

اور نہیں سمجھتے اور جب ان کے پاس آتی ہے کوئی آیت تو کہتے ہیں کہ ہم تو

نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔ ۘ اَللّٰهُ

ہرگز نہ مانیں گے جب تک کہ ہم کو نہ دیا جاوے اس جیسا جو دیا گیا اللہ کے رسولوں کو! اللہ

اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ

خوب جانتا ہے کہ کہاں رکھے اپنی پیغمبری! عنقریب پہنچے گی

اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا

گناہ گاروں کو ذلت اللہ کے ہاں اور بڑی سخت مار اس وجہ سے کہ وہ حیلے کرتے تھے ف۱

يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ

سو جس کو اللہ چاہتا ہے کہ ہدایت کرے کھول دیتا ہے اس کا سینہ

ف۱ تاریخ انسانیت کا اچھا دور: ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بنی آدم کے اچھے قرن یکے بعد دیگرے آتے رہے حتیٰ کہ وہ اچھا قرن بھی آگیا جس میں میں ہوں۔ حضرت عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرتؐ منبر پر چڑھ کر فرمانے لگے کہ بتاؤ میں کون ہوں؟ لوگوں نے کہا کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ تو آپؐ نے کہا کہ میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں۔ اللہ نے مخلوقات پیدا کی اور مجھ کو اپنی مخلوقات میں سب سے بہتر پیدا کیا اور لوگوں کو دو فریق میں تقسیم کیا اور مجھ کو اچھے فرقہ میں سے قرار دیا۔ اور جب اس نے قبائل پیدا کئے تو سب سے اچھے قبیلہ میں سے مجھے قرار دیا۔ اللہ نے خاندان بنائے اور مجھ کو سب سے اچھے گھرانے میں پیدا کیا۔ میں از روئے خاندان تم میں سب سے اچھا ہوں۔ نیز از روئے ذات تم میں سب سے اچھا ہوں۔ سچ فرمایا نبی ﷺ نے۔ عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ اللہ نے سب کے دلوں پر نظر ڈالی تو اصحابؓ کے قلوب کو سب کے دلوں سے اچھا پایا۔ چنانچہ انہیں کو نبی کے وزراء اور مددگار بنایا جو نبی کے ساتھ دین کے لئے قتال کرتے ہیں۔ پس مسلمان جس کو اچھا سمجھتے ہیں وہ اللہ کے پاس سے اچھا ہوتا ہے اور جس کو مسلمان برا سمجھتے ہیں وہ اللہ کے پاس بھی برا ہوتا ہے۔ سلمانؓ نے روایت کیا ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے سلمانؓ! مجھ سے بغض نہ رکھنا اور ناراض نہ رہنا ورنہ تم اپنے دین سے جدا ہو جاؤ گے۔ تو میں نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! میں آپؐ سے کیسے بغض رکھوں گا، آپؐ ہی کے ذریعہ تو اللہ نے ہماری ہدایت فرمائی ہے۔ تو فرمایا تم قوم عرب سے بغض رکھو گے تو گویا مجھ سے بغض رکھو گے۔ (تفسیر ابن کثیر)

لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا

اسلام کے لئے اور جس کو چاہتا ہے کہ گمراہ کرے اس کا سینہ تنگ بھچا ہوا

حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِى السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ

کر دیتا ہے گویا کہ وہ زور سے چڑھتا ہے آسمان پر! اسی طرح اللہ ڈالے گا

الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَهٰذَا صِرَاطُ

عذاب ان لوگوں پر جو ایمان نہیں لاتے ول اور یہ تیرے پروردگار کا

رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾

سیدھا رستہ ہے! ہم مفصل بیان کر چکے آیتیں لوگوں کے لئے جو غور کرتے ہیں

لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا

ان کے لئے چین امن کا گھر ہے ان کے پروردگار کے ہاں اور وہی ان کا کارساز ہے اس کے صلہ میں

يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ

جو وہ کرتے تھے اور جس دن اللہ ان سب کو جمع کرے گا! (فرمائے گا کہ) اے گروہ جنات

قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ

تم نے بڑی جماعت تابع کر لی بنی آدم کی! اور کہیں گے ان کے دوست

مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ

بنی آدم کہ اے ہمارے پروردگار فائدہ اٹھایا ہم میں ایک نے دوسرے سے اور ہم پہنچ گئے

اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ؕ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ

اپنے اس وعدہ تک جو تو نے ہمارے لئے مقرر کیا تھا! اللہ فرماوے گا کہ آگ ہے تمہارا ٹھکانا ہمیشہ

ول

اللہ بندوں سے کتنی محبت کرتے ہیں

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی کے منبر پر تشریف لے گئے اور یہ آیت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھی۔ (فمن یرد اللہ الخ)

" اللہ تعالیٰ جس کی ہدایت کا ارادہ فرماتے ہیں اس کا سینہ اسلام کیلئے کھول دیتے ہیں"۔

صحابہ نے پوچھا کہ: اے اللہ کے پیارے رسول! اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے سینہ کو کس طرح کھولتے ہیں فرمایا کہ سینہ اس طرح کھولتا ہے کہ اس میں اپنا ایک نور داخل کردیتے ہیں جس سے اس کا دل بہت وسیع ہوجاتا ہے۔

پھر صحابہؓ نے پوچھا نور ہدایت کے آنے کی علامات کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی ۳ علامات ہیں۔

۱۔ دنیا سے بے رغبتی۔

۲۔ آخرت کے گھر کی طرف رغبت کا بڑھ جانا۔

۳۔ مرنے سے پہلے موت کی تیاری۔

(تفسیر روح المعانی)

فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾

اس میں رہو گے مگر ہاں جو اللہ چاہے! بیشک تیرا پروردگار حکمت والا خبردار ہے

وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًاۢ بِمَا كَانُوْا

اور اسی طرح ہم ساتھ ملاویں گے بعض گنہگاروں کا بعض سے بدلہ اس کرتوت کا جو

يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ ع يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ

وہ کرتے تھے ف۱ اے گروہ جن وانسان کیا تمہارے پاس نہیں آئے

رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ

تم ہی میں کے پیغمبر کہ سناتے تھے تم کو میرے حکم اور ڈراتے تھے اس دن کے

لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ

پیش آنے سے! وہ کہیں گے کہ ہم مقر ہیں اپنے اوپر! اور ان کو دھوکے میں رکھا

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا

دنیا کی زندگی نے اور انہوں نے آپ ہی گواہی دے دی اپنے اوپر کہ بیشک

كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى

وہ کافر تھے یہ اس سبب سے کہ تیرا پروردگار ہلاک کرنے والا نہیں بستیوں کو

بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ؕ

ظلم سے اس حال میں کہ وہاں کے رہنے والے بے خبر ہوں اور ہر ایک کے لئے درجے ہیں اپنے

وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو

اپنے عمل کے۔ اور تیرا رب اس سے بے خبر نہیں جو وہ کررہے ہیں! اور تیرا رب بے پرواہ ہے

ف۱ ظالم اور عادل حکمران:
کلبی نے بروایت ابو صالح حضرت ابن عباسؓ کا قول اس آیت کی تفسیر کے ذیل میں اس طرح نقل کیا ہے کہ جب اللہ کسی قوم کی بھلائی چاہتا ہے تو نیک لوگوں کو ان کے امور کا حاکم بنا دیتا ہے اور اگر کسی قوم کی برائی چاہتا ہے تو بدوں کو ان کا حاکم بنا دیتا ہے اس قول کی روشنی میں آیت کا ترجمہ اس طرح ہوگا ہم بعض ظالموں کو بعض پر مسلط کر دیتے ہیں اور ظالم کے ذریعہ سے ظالم کی گرفت کرتے ہیں جیسے (بعض روایات میں) آیا ہے جو ظالم کی مدد کرتا ہے اللہ اس پر ظالم کو مسلط کر دیتا ہے۔ کلبی کی اس تشریح کی تائید حضرت علیؓ کے اس قول سے ہوتی ہے جو حاکم نے صعصعہ بن صوحان کی روایت سے نقل کیا ہے کہ جب ابن ملجم کی ضرب سے حضرت علیؓ کی شہادت کا وقت آیا اور لوگوں نے درخواست کی امیر المومنین کسی کو اپنی جگہ ہم پر خلیفہ بنا دیجئے تو آپ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ تمہارے اندر خیر دیکھے گا تو تمہارا حاکم نیکوں کو کر دے گا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اللہ نے ہمارے اندر خیر دیکھی تھی تو ابوبکرؓ کو حاکم بنا دیا تھا روایت میں آیا ہے کہ ظالم زمین پر اللہ کا قہر ہے ظالم کے ذریعہ سے اللہ لوگوں کو سزا دیتا ہے پھر اس ظالم کو سزا دیتا ہے۔
(تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۱۵

ع ۱۵ / ۸ / ۲

مومن و کافر کی مثال دی گئی اور ہدایت وضلالت کا قانون ذکر فرمایا گیا۔ آخرت کی ترغیب دی گئی کفار اور ظالم لوگوں کی قیامت کے دن کیا حالت ہوگی اس کی منظر کشی فرمائی گئی۔

الرَّحْمَةِ ؕ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ

رحم والا! وہ اگر چاہے تم کو لے جائے اور جانشین بنائے تمہارے بعد

مَّا يَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ؕ ﴿۱۳۳﴾ اِنَّ مَا

جسے چاہے جیسا تم کو پیدا کر دیا دوسرے لوگوں کی نسل میں سے۔ جس کا تم لوگوں سے

تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ قُلْ يٰقَوْمِ

وعدہ کیا جاتا ہے ضرور آنے والا ہے اور تم تھکا نہیں سکتے ف۱ کہہ دے کہ لوگو

اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ

تم عمل کرتے رہو اپنی جگہ میں بھی عمل کر رہا ہوں! پھر آگے چل کر تم جان جاؤ گے

مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾

کہ کسے ملتا ہے آخرت کا گھر؟ ظالم تو فلاح پائیں گے نہیں اور یہ ٹھہراتے ہیں اللہ کا

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا

اس کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور چوپایوں میں سے ایک حصہ

فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا

پھر کہتے ہیں کہ یہ حصہ تو اللہ کا ہے اپنے خیال کے مطابق اور یہ حصہ ہمارے شریکوں کا ہے!

كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ

پھر جو ان کے شریکوں کا ہوتا ہے وہ تو اللہ کی جانب پہنچتا نہیں! اور

لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾

جو اللہ کا ہے سو وہ پہنچ جاتا ہے ان کے شریکوں کی جانب! کیا برا انصاف کرتے ہیں

ف۱ خدا تمہارا محتاج نہیں ہے: خدا نے رسول بھیج کر اپنی حجت تمام کر دی۔ اب اگر تم نہ مانو اور سیدھے راستہ پر نہ چلو، تو وہ غنی ہے اسے تمہاری کچھ پرواہ نہیں۔ وہ چاہے تو تم کو ایک دم میں لے جائے اور اپنی رحمت سے دوسری قوم کو تمہاری جگہ کھڑا کر دے جو خدا کی مطیع و وفادار ہو اور تم کو لے جا کر دوسری قوم کا لے آنا خدا کے لئے کیا مشکل ہے۔ آج تم اپنے جن آباء واجداد کے جانشین بنے بیٹھے ہو، آخر ان کو اٹھا کر تم کو دنیا میں اسی خدا نے جگہ دی ہے۔ بہر حال خدا کا کام رک نہیں سکتا۔ تم نہ کرو گے دوسرے کھڑے کئے جائیں گے۔ ہاں یہ سوچ رکھو کہ یہ ہی بغاوت و شرارت رہی تو خدا کا عذاب اٹل ہے تم اگر سمجھو کہ بھاگ کر یا کسی کی پناہ لے کر سزا سے بچ جاؤ گے تو محض حماقت ہے۔ خدا کو ساری مخلوق مل کر بھی اس کی مشیت کے نفاذ سے عاجز نہیں کر سکتی۔ (تفسیر عثمانی)

وَكَذَٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ

اور اسی طرح بھلا کر دکھایا بہتیرے مشرکوں کو اپنے بچے مار ڈالنا

شُرَكَاؤُهُمْ لِيُرْدُوهُمْ وَلِيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ ۖ

ان کے شریکوں نے تا کہ ان کو ہلاک کریں اور خلط ملط کر دیں ان پر ان کا دین! ف۱

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا فَعَلُوهُ ۖ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ ﴿١٣٧﴾

اور اگر اللہ چاہتا تو یہ ایسا نہ کرتے سو چھوڑ دے وہ جانیں اور ان کا جھوٹ

وَقَالُوا هَٰذِهِ أَنْعَامٌ وَحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَا

اور کہتے ہیں کہ یہ چوپائے اور کھیتی اچھوتی ہے اس کو کوئی نہ کھاوے

إِلَّا مَن نَّشَاءُ بِزَعْمِهِمْ وَأَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُورُهَا

مگر جسے ہم چاہیں! اپنے خیال کے مطابق ف۲ اور کچھ چوپائے ہیں کہ ان کی پیٹھ پر

وَأَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُونَ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا افْتِرَاءً عَلَيْهِ ۚ

چڑھنا منع ٹھہرا لیا ہے اور بعض مویشی کے ذبح پر اللہ کا نام نہیں لیتے اللہ پر بہتان باندھ کر!

سَيَجْزِيهِم بِمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿١٣٨﴾ وَقَالُوا مَا فِي

وہ ان کو سزا دے گا اس بہتان کی جو باندھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ

بُطُونِ هَٰذِهِ الْأَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُورِنَا وَمُحَرَّمٌ

جو ان مویشی کے پیٹ میں ہو وہ نرا ہمارے مرد کھاویں اور حرام ہے

عَلَىٰ أَزْوَاجِنَا ۖ وَإِن يَكُن مَّيْتَةً فَهُمْ فِيهِ شُرَكَاءُ ۚ

ہماری عورتوں پر! اگر مرا ہوا ہو تو اس میں سب شریک ہوں! اللہ عنقریب

ف۱ اولاد کو قتل کرنا:

یہاں "شرکاء" کی تفسیر مجاہد نے "شیاطین" سے کی ہے۔ مشرکین کی انتہائی جہالت اور سنگدلی کا ایک نمونہ یہ تھا کہ بعض اپنی بیٹیوں کو سسر بننے کے خوف سے اور بعض اس اندیشہ پر کہ کہاں سے کھلائینگے حقیقی اولاد کو قتل کر دیتے تھے اور بعض اوقات منت مانتے تھے کہ اگر اتنے بیٹے ہو جائینگے یا فلاں مراد پوری ہوگی تو ایک بیٹا فلاں بت کے نام پر ذبح کرینگے۔ پھر اس ظلم و بے رحمی کو بڑی عبادت اور قربت سمجھتے تھے شاید یہ رسم شیطان نے سنت خلیل اللہ کے جواب میں سجھائی ہوگی۔ یہود میں بھی مدت تک قتل اولاد کی رسم بطور ایک عبادت و قربت کے جاری رہی ہے جس کا انبیائے بنی اسرائیل نے بڑی شدومد سے رد کیا۔ بہرحال اس آیت میں قتل اولاد کی ان تمام صورتوں کی شناعت بیان فرمائی ہے جو جاہلیت میں رائج تھیں۔ یعنی شیاطین قتل اولاد کی تلقین و تزئین اس لئے کرتے ہیں کہ اس طرح لوگوں کو دنیا و آخرت دونوں جگہ تباہ و برباد کر کے چھوڑیں اور ان کے دین میں گڑبڑی ڈالدیں کہ جو کام ملت ابرہیمی و اسماعیلی کے بالکل مضاد و منافی ہے، اسے ایک دینی کام اور قربت و عبادت باور کرائیں۔ والعیاذ باللہ، کجا سنت ابراہیمی اور کجا یہ حماقت و جہالت؟ (تفسیر عثمانی)

ف۲ یہ ایک اور رسم کا بیان ہے جس کی رو سے وہ اپنے من گھڑت دیوتاؤں کو اپنے گمان کے مطابق خوش کرنے کیلئے کسی خاص کھیتی یا مویشی پر پابندی لگا دیتے تھے کہ ان کی پیداوار سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ البتہ جس شخص کو چاہتے، اس پابندی سے مستثنیٰ کر دیتے تھے۔ (توضیح القرآن)

سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۳۹﴾ قَدْ

ان کو سزا دے گا ان کی تقریروں کی! بیشک وہ حکمت والا خبردار ہے بیشک

خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ

تباہ ہوئے جنہوں نے مار ڈالی اپنی اولاد بیوقوفی سے بن سمجھے

وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَاۗءً عَلَي اللّٰهِ ۭ قَدْ ضَلُّوْا

اور حرام ٹھہرالیا اس روزی کو جوان کو اللہ نے دی اللہ پر جھوٹ بہتان باندھ کر! بیشک یہ بھٹک گئے

وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ

اور سیدھے راستہ پر نہ آئے اور وہی ہے جس نے باغ پیدا کئے ٹٹیوں پر چڑھائے ہوئے

وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ

اور بغیر چڑھائے ہوئے اور کھجور کے درخت اور کھیتی جن کے پھل مختلف ہوتے ہیں اور زیتون

وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ

اور انار باہم ملتے جلتے اور جدا جدا کھاؤ اس کے پھل

اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ڮ وَلَا تُسْرِفُوْا ۭ

جب پھلے اور دو اس کا حق جس دن کٹے اور بے جا نہ اڑاؤ! وہ نہیں

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً

محبت کرتا بے جا اُڑانے والوں سے ۱؎ اور اسی نے پیدا کئے جو پاؤں میں

وَّفَرْشًا ۭ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ

لدنے والے اور زمین سے لگے ہوئے کھاؤ اللہ کی دی ہوئی روزی میں سے اور نہ چلو

۱؎ حضرت ثابت بن قیس کا خرچ کرنا:

ثابت ابن قیس نے اپنے درخت خرما کے پھل اتارے اور کہدیا کہ آج جو بھی میرے پاس لینے آئے گا اس کو دوں گا، حتیٰ کہ اتنے لوگ آ کر لے گئے کہ ایک بھی پھل ان کے لئے باقی نہ رہا۔ چنانچہ یہ آیت اتری کہ اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (تفسیر ابن کثیر)

خلاصہ رکوع ۱۶

بعثت رسالت کی حکمت بیان فرمائی گئی اور کفار مکہ کو چیلنج دیا گیا مشرکین مکہ کی شرکیہ رسومات کی تردید فرمائی گئی۔

ع ۱۶ / ۱۷ / ۳

صحیحین میں حضرت طلحہ بن عبد اللہ کی روایت سے آیا ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام کے متعلق دریافت کرنے لگا۔ حضور ﷺ نے پانچ نمازوں کا ماہ رمضان کے روزوں کا اور زکوٰۃ کا ذکر فرمایا۔ اس شخص نے عرض کیا کیا مجھ پر اس کے علاوہ بھی کچھ (لازم) ہوگا۔ فرمایا نہیں۔ ہاں اگر تو اپنی خوشی سے (کچھ اور کار خیر اور نفل عبادت وغیرہ) کرے تو خیر۔ (تفسیر مظہری)

پھلوں اور کھیتوں کا عشر:

☆ حضرت معاذ بن جبل اور ابن عمر اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم کی روایت سے تمام کتب حدیث میں منقول ہے ما سقت السماء ففیه العشر وما سقی بالسانیة فنصف العشر. یعنی بارانی زمینوں میں جہاں آبپاشی کا کوئی سامان نہیں صرف بارش پر پیداوار کا مدار ہے، ان زمینوں کی پیداوار کا دسواں حصہ بطور زکوٰۃ نکالنا واجب ہے، اور جو زمینیں کنوؤں سے سیراب کی جاتی ہیں ان کی پیداوار کا بیسواں حصہ واجب ہے۔

خاصیت : آیت ۱۴۱ پ ۱۰ کے آخر میں دیکھیں۔

الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿١٤٢﴾ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ

شیطان کے قدم بقدم! بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے(اللہ نے پیدا کئے)

الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ۭ قُلْ ءٰۗالذَّكَرَيْنِ

آٹھ نر و مادیں! بھیڑ میں سے دو اور بکری میں سے دو! (اے محمد) پوچھ کہ دونوں نر اللہ نے

حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ

حرام کئے ہیں یا دونوں مادیں یا وہ بچہ جو لپٹ رہا ہے ان دونوں مادنیوں کے پیٹ میں؟

نَبِّـُٔوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿١٤٣﴾ وَمِنَ الْاِبِلِ

بتاؤ مجھ کو سند اگر تم سچے ہو! ف۱ اور (پیدا کئے) اونٹ میں سے

اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ۭ قُلْ ءٰۗالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ

دو اور گائے میں سے دو! پوچھ کہ دونوں نر حرام کئے ہیں یا دونوں مادیں

اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ

یا وہ بچہ جو لپٹ رہا ہے ان دونوں مادنیوں کے پیٹ میں؟

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاۗءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِھٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ

یا تم موجود تھے جس وقت اللہ نے تم کو یہ حکم کر دیا تھا؟ پھر اس سے بڑھ کر ظالم

مِمَّنِ افْتَرٰي عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ

کون جو بہتان باندھے اللہ پر جھوٹ تاکہ گمراہ کرے لوگوں کو

عِلْمٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٤٤﴾ۧ قُلْ لَّآ

بلا تحقیق! بیشک اللہ ہدایت نہیں دیتا ظالم لوگوں کو کہہ دے کہ میں

ف۱ مطلب یہ ہے کہ تم لوگ کبھی نر جانور کو حرام قرار دے دیتے ہو، کبھی مادہ جانور کو، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے یہ جوڑے پیدا کرتے وقت نہ نر کو حرام کیا تھا نہ مادہ کو۔ اب تم ہی بتاؤ کہ اگر نر ہونے کی وجہ سے کوئی جانور حرام ہوتا ہے تو ہمیشہ نر ہی حرام ہونا چاہیے، اور اگر مادہ ہونے کی وجہ سے حرمت آتی ہے تو ہمیشہ مادہ ہی حرام ہونی چاہیے، اور اگر کسی مادہ کے پیٹ میں ہونے کی وجہ سے حرمت آتی ہے تو پھر بچہ نر ہو یا مادہ ہر صورت میں حرام ہونا چاہیے۔ لہٰذا تم نے اپنی طرف سے جو احکام گھڑ رکھے ہیں نہ ان کی کوئی علمی یا عقلی بنیاد ہے، اور اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم ایسا ہے۔ (توضیح القرآن)

خلاصہ رکوع ۱۷

ع ۱۷ / ۴

اللہ تعالیٰ کی خالقیت اور اشیاء کی حلت وحرمت کو ذکر فرمایا گیا اور اس پارہ میں مشرکین کے موقف کو باطل قرار دیا گیا۔

اَجِدُ فِىْ مَآ اُوْحِىَ اِلَىَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ

تو نہیں پاتا اس وحی میں جو میری طرف آئی ہے کوئی چیز حرام کسی کھانے والے کو

اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ

کہ جو اسے کھائے مگر ہاں یہ کہ وہ چیز مردار ہو یا بہتا ہوا خون یا سؤر کا گوشت

فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ

کہ یہ چیزیں بیشک ناپاک ہیں یا جو فسق ہو کہ جس پر لیا جاوے اللہ کے سوا دوسرے کا نام! پھر جو

اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾

لاچار ہو نہ جھپٹنے والا اور نہ حاجت سے زیادہ کھانے والا تو تیرا پروردگار بخشنے والا مہربان ہے ف۱

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِىْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ

اور یہودیوں پر ہم نے حرام کر دیئے تھے تمام ناخن والے جانور! اور

الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا

گائے اور بکری میں سے ہم نے ان پر حرام کر دی تھی ان دونوں کی چربی مگر

حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۭ

جو لگی ہوئی ہو ان کی پیٹھ پر یا انتڑیوں میں یا ملی ہوئی ہو ہڈیوں کے ساتھ! یہ ہم نے ان کو سزا دی تھی

ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ڮ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ

ان کی شرارت پر اور ہم سچ کہتے ہیں ف۲ اس پر بھی اگر یہ لوگ تجھ کو جھٹلائیں

فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ

تو کہہ دے کہ تمہارے رب کی رحمت بڑی وسیع ہے! اور نہیں ٹلتا اس کا عذاب

ف۱ اور ظاہر ہے کہ اس کا دعویٰ بھی نہیں ہو سکتا پس ثابت ہو گیا کہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں حاصل جواب کا یہ ہوا کہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہیں تو جس طرح اللہ کے سوا کسی کے لئے یہ حق نہیں کہ ان چیزوں کو عبادت کے طور پر اس کے نام زد کیا جائے جیسا کہ مشرکین بتوں کے نام پر کھیت اور جانور چھوڑتے تھے اسی طرح ان کے حلال و حرام کرنے کا اختیار بھی اللہ کے سوا کسی کو نہ ہوگا اور حق تعالیٰ نے ان سے ہر قسم کی نفع سواری لینے اور کھانے پینے کا جائز کیا ہے پس حرمت کسی طرح ممکن نہیں کیونکہ تمہارا حرام کرنا شرعاً غیر ممکن اور خدا نے حرام کیا نہیں اور اگر کیا ہے تو دلیل لاؤ جب دلیل نہیں لا سکتے تو حرمت کا دعویٰ کرنا خدا پر افتراء باندھنا ہے۔ (تسہیل بیان)

ف۲ حضرت جابرؓ بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ فتح مکہ کے سال جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں تھے میں نے خود سنا حضور ﷺ فرما رہے تھے اللہ نے شراب، مردار خنزیر اور بتوں کی تجارت کو حرام کر دیا ہے۔ عرض کیا گیا مردار کی چربی کا کیا حکم ہے اس سے تو کشتیوں پر پالش اور چمڑے پر روغن کیا جاتا ہے اور اس کو چراغ میں جلایا جاتا ہے فرمایا نہیں۔ مردار کی چربی حرام ہے پھر فرمایا یہودیوں پر اللہ کی لعنت جب اللہ نے ان پر مردار کی چربی حرام کر دی تو انہوں نے چربی کو پکا کر اور ٹھیک بنا کر فروخت کیا اور اس کی قیمت کھائی۔ رواہ البخاری وغیرہ، واللہ اعلم۔ (تفسیر مظہری اردو جلد ۴)

عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿١٤٧﴾ سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا

گنہگار لوگوں سے اب مشرکین کہیں گے کہ اگر

لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ

اللہ چاہتا تو شرک نہ ہم کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم حرام کرتے

شَيْءٍ ۭ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى

کوئی چیز! اسی طرح جھٹلاتے رہے وہ لوگ جو ان سے پہلے ہو گزرے یہاں تک کہ

ذَاقُوْا بَاْسَنَا ۭ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ

انہوں نے چکھا ہمارا عذاب! کہہ دے تمہارے پاس کچھ علم بھی ہے کہ اس کو

لَنَا ۭ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ﴿١٤٨﴾

ہمارے سامنے نکالو! بس تم نرے وہموں پر چلتے اور نری اٹکلیں ہی دوڑاتے ہو ف۱

قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿١٤٩﴾

کہہ دے تو اللہ کا الزام پورا ہے سو اگر وہ چاہتا رستہ دکھا دیتا تم سب کو

قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ

کہہ دے کہ لا حاضر کرو اپنے گواہ جو اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ نے

حَرَّمَ هٰذَا ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ

حرام کیں یہ چیزیں! پھر اگر وہ گواہی بھی دے دیں تو تو نہ ان کے ساتھ گواہی دے اور نہ چل

اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

ان کی خواہشوں پر جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور جو یقین نہیں رکھتے آخرت کا

ف۱ خواہ دنیا ہی میں جیسا کہ اکثر کفار و منافقین پر دنیا میں عذاب نازل ہوا ہے یا مرنے کے بعد وہ تو ظاہر ہے اور اس میں اس طرف بھی اشارہ ہو گیا کہ ان لوگوں سے کفریات کے مقابلہ میں صرف قولی جواب پر اکتفا نہ کیا جائے گا بلکہ کفار سابقین کی طرح ان کو عملی سزا بھی دی جائے گی غرض اس جگہ حق تعالیٰ نے اس شبہ کے دو جواب فرمائے ہیں پہلا جواب کذلک کذب الذین میں اشارۃً مذکور ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ یہ دلیل باطل ہے کیونکہ اس سے شرک اور تحریم مخترع کا حق ہونا لازم آتا ہے حالانکہ رسول ہمیشہ اس کو باطل بتلاتے رہے اور ان کا سچا ہونا دلائل قطعیہ سے ثابت ہے ان کا جھوٹا ہونا محال ہے اور اس دلیل سے ان کا جھوٹا ہونا لازم آتا ہے اور جو دلیل محال کو مستلزم ہو وہ خود محال اور غلط ہے دوسرا جواب هل عندکم من علم میں آگے آتا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ کسی کام کے کرنے پر عذاب نہ آنے کو خدا تعالیٰ کی خوشی اور خدا کی رضا کی دلیل بنانا یہ خود ایک دعویٰ ہے اس پر دلیل قائم کرنا چاہئے اگر کوئی دلیل ہو تو بیان کرو اور اس جواب کی وضاحت الزامی طور پر اس طرح ہو سکتی ہے کہ اگر کسی کام پر عذاب کا نہ آنا اس کے حق ہونے کی دلیل ہوا کرے تو اس سے لازم آتا ہے کہ دنیا میں جس قدر کام ہو رہے ہیں سب حق ہو جائیں حالانکہ یہ صریح اجتماع نقیضین ہے پھر ان دونوں جوابوں کے بعد ترقی کر کے فرمایا ہے کہ تمہارے پاس کوئی عقلی دلیل نہ ہو تو نقلی ہی دلیل لے آؤ۔ قل هلم شهداء کم میں اسی طرف اشارہ ہے۔ (تسہیل بیان)

بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ﴿١٥٠﴾ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ

اور وہ اپنے پروردگار کے برابر کرتے ہیں (جھوٹے معبودوں کو) کہہ دے کہ آؤ میں سنا دوں

مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ

جو حرام کیا تم پر تمہارے پروردگار نے (وہ) یہ کہ نہ شریک کرو اسکے ساتھ کسی چیز کو ف۱ اور ماں باپ کے

اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ

ساتھ احسان کرو ف۲ اور نہ قتل کرو اپنی اولاد کو مفلسی سے! ہم

نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ

رزق دیتے ہیں تمہیں اور انہیں! اور نہ پاس پھٹکو بے حیائی کے کاموں کے

مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ

جو ظاہر ہوں اور جو پوشیدہ ہوں اور نہ مار ڈالو وہ جان جس کو حرام کر دیا

اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿١٥١﴾

اللہ نے مگر حق پر! ان باتوں کا تم کو حکم دیا جاتا ہے تاکہ تم سمجھو

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ

اور پاس نہ جاؤ یتیم کے مال کے مگر ایسے طور پر کہ بہتر ہو

حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ

یہاں تک کہ پہنچ جائے اپنی جوانی کی عمر کو! اور پوری پوری کرو ماپ اور تول انصاف کے ساتھ!

لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا

ہم کسی کو تکلیف نہیں دیتے مگر اس کی طاقت کے موافق! اور جب بات کہو تو حق کی کہو

---

۱۸ ع ۵

خلاصہ رکوع ۱۸

اشیائے خوردونوش میں حرام چیزوں کی نشاندہی کے ساتھ یہود کی سرکشی کی وجہ سے ان پر حرام کی گئی بعض چیزوں کی نشاندہی فرمائی گئی۔

ف۱ شرک سے پرہیز ضروری ہے:
خلاصہ یہ ہے کہ شرک جلی اور خفی دونوں سے انتہائی پرہیز کرنا چاہئے، اور شرک میں جس طرح بتوں وغیرہ کی پوجا پاٹ داخل ہے، اسی طرح انبیاء و اولیاء کو علم وقدرت وغیرہ میں اللہ تعالیٰ کے برابر سمجھنا بھی شرک میں داخل ہے، اگر خدانخواستہ کسی کا عقیدہ ہی ایسا ہو تو شرک جلی ہے، اور عقیدہ نہ ہو مگر عمل اس طرح کا ہے تو شرک خفی کہلائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو ساجھی نہ قرار دو، اگرچہ تمہارے ٹکڑے کر دیئے جائیں، یا تمہیں سولی پر چڑھا دیا جائے، یا تمہیں زندہ جلا دیا جائے۔

ف۲ والدین کی خدمت:
صحیح مسلم میں بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مذکور ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا، رغم انفہ رغم انفہ رغم انفہ، یعنی ذلیل ہو گیا، ذلیل ہو گیا، ذلیل ہو گیا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کون ذلیل ہو گیا؟ فرمایا وہ شخص جس نے اپنے ماں باپ کو یا ان میں سے ایک کو بڑھاپے کے زمانے میں پایا اور پھر وہ جنت میں داخل نہ ہوا۔

وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ

گرچہ وہ اپنا ناتے والا ہی کیوں نہ ہو!ول اور اللہ کا عہد پورا کرد! یہ تم کو حکم دے دیا ہے

بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا

تاکہ تم نصیحت پکڑو! اور (فرما دیا ہے) کہ یہی راہ میری سیدھی ہے

فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ

تو اس پر چلو اور نہ چلو دوسرے رستوں پر کہ تم کو تتر بتر کر دیں گے اس کی راہ سے!و۲

ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى

اس کا تم کو حکم دیا ہے تاکہ تم بچتے رہو پھر دی ہم نے موسیٰ کو

الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ

کتاب پوری نعمت نیک کام والوں پر اور مفصل بیان ہر

شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَاۗءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ ع

چیز کا اور ہدایت اور رحمت! تاکہ وہ لوگ اپنے پروردگار سے ملنے کا یقین لائیں۔

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ

اور ایک یہ کتاب ہے کہ ہم نے اس کو اتارا برکت والی ہے تو اس پر چلو اور پرہیزگار بنو تاکہ تم پر

تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰي

رحم ہو اس خیال سے کہ کبھی تم کہو کہ بس اتری کتاب دو ہی گروہوں پر

طَاۗىِٕفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۠ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ

جو ہم سے پہلے تھے! اور ہم تو ان کے پڑھنے پڑھانے سے

ول جھوٹی گواہی:

ابوداؤد اور ابن ماجہ نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرمایا ہے کہ: ''جھوٹی گواہی شرک کے برابر ہے، تین مرتبہ فرمایا، اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔
فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۙ حُنَفَاۗءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ''یعنی بُت پرستی کے گندہ عقیدہ سے بچو اور جھوٹ بولنے سے، اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناتے ہوئے۔''

و۲ نجات فقط حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا یہ اللہ کا راستہ ہے پھر

خلاصہ رکوع ۱۹

ان اعمال کی نشاندہی جو مشرکین حلال سمجھتے حالانکہ وہ حرام ہیں۔ مال یتیم اور ناپ تول میں احتیاط، ایفائے عہد جیسے امور کو ذکر فرمایا گیا جن کے بغیر صالح معاشرہ کا وجود ناممکن ہے۔

ع ۱۹ ۴ ۶

اس لکیر سے دائیں بائیں مختلف لکیریں کھینچیں اور فرمایا یہ مختلف راستے ہیں ان میں سے ہر راستہ پر ایک شیطان بیٹھا ہے اور لوگوں کو اس راستہ کی طرف بلا رہا ہے پھر حضور ﷺ نے آیت وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ الخ تلاوت فرمائی۔ رواہ احمد والنسائی والدارمی۔ حضرت عبداللہ بن عمرو کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہ ہوگا جب تک اس کا قلبی جھکاؤ اس (دین) کا تابع نہ بن جائے جو میں لے کر آیا ہوں۔ رواہ البغوی فی شرح السنۃ نووی نے اربعین میں لکھا ہے یہ حدیث صحیح ہے۔ (مظہری)

لَغٰفِلِيْنَ ۝۱۵۶ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ

بالکل بے خبر تھے یا کہو کہ اگر ہم پر اترتی کتاب

لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

تو ہم ضرور ان سے بڑھ کر راہ راست پر ہوتے سو آ چکی دلیل تمہارے رب کی جانب سے

وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ

اور ہدایت اور رحمت تو اب اس سے بڑھ کر ظالم کون جو جھٹلا دے اللہ کی آیتیں

اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ؕ سَنَجْزِى الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ

اور ان سے کترائے! ہم ان کو سزا دیں گے جو کتراتے ہیں

عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ۝۱۵۷

ہماری آیتوں سے بری طرح کی مار بدلا ان کے کترانے کا ؎۱

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِىَ

کیا یہ لوگ اسی کی راہ دیکھ رہے ہیں کہ آ موجود ہوں ان کے پاس فرشتے یا آ جاوے

رَبُّكَ اَوْ يَاْتِىَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ؕ يَوْمَ يَاْتِىْ بَعْضُ اٰيٰتِ

تیرا پروردگار یا آ جاوے کوئی نشان تیرے پروردگار کا! جس دن آ جاوے گا ایک نشان

رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ

تیرے پروردگار کا نہ کام آوے گا ایمان لانا کسی کو

مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِىْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ؕ

جو پہلے سے ایمان نہیں لایا تھا یا اپنے ایمان کی حالت میں کچھ نیکی نہ کی

؎۱ اس لئے ہم کو توحید کی تحقیق نہ ہوئی اور بے خبری کی وجہ یہ نہیں ہوسکتی کہ توراۃ انجیل عربی میں نہ تھی کیونکہ ترجمہ کے ذریعہ سے مضامین کی اطلاع ممکن بلکہ واقع تھی بے خبری کی وجہ یہ تھی کہ اہل کتاب نے اہل عرب کو توحید تعلیم کرنے کا کبھی اہتمام نہیں کیا اور اتفاقاً کسی مضمون کا کان میں پڑ جانا عادتاً تنبیہ میں کم موثر ہوتا ہے اگرچہ اس قدر تنبیہ پر بھی طلب اور تامل واجب ہو جاتا ہے اور اسی بناء پر توحید کے چھوڑنے پر عذاب ممکن تھا اور اس سے حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام کی نبوت کا عام ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ نبوت عام ہونے کا مطلب یہ ہے کہ تمام اصول وفروع میں اتباع واجب ہو ایسی عام نبوت صرف ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے خاص ہے اور اصول میں تو تمام انبیاء کا اتباع ساری مخلوق پر واجب ہے اس بناء پر عذاب صحیح ہوتا لیکن یہ عذر ظاہر نظر میں پیش کیا جا سکتا تھا اب اس کی بھی گنجائش باقی نہ رہی اور حجت اللہ تام ہوگئی۔

قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿١٥٨﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا

کہہ دو کہ راہ دیکھو ہم بھی راہ دیکھتے ہیں ف۱ جن لوگوں نے راہیں نکال لیں

دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ۭ

اپنے دین میں اور بن گئے کئی فرقے تجھ کو ان سے کچھ کام نہیں!

اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا

بس ان کا معاملہ اللہ کے حوالہ ہے پھر وہی ان کو بتاوے گا جیسا کچھ کرتے تھے

يَفْعَلُوْنَ ﴿١٥٩﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ

جو کوئی لے کر آوے نیکی تو اس کے لئے اس کا دس گنا ہے!

وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ

اور جو بدی لے کر آئے گا تو بس اتنی ہی سزا بھگتے گا اور ان پر

لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿١٦٠﴾ قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى

ظلم نہ ہو گا! ف۲ کہہ دے مجھ کو تو دکھا دی میرے پروردگار نے

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ڬ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ

سیدھی راہ! دین صحیح طریقہ! ابراہیم کا جو ایک ہی کا ہو رہا تھا

حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٦١﴾ قُلْ اِنَّ

اور مشرکوں میں سے نہ تھا' کہہ دے کہ میری

صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ

نماز اور سب عبادتیں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو سارے جہان کا

ف۱ علامات قیامت کی احادیث

حدیث:۔ تین مسلمان مدینہ میں مروان کے پاس تھے اور وہ آیات قیامت کا ذکر کر رہے تھے کہ خروج دجال قیامت کی نشانی ہے۔ اب یہ لوگ عبداللہ عمرؓ کے پاس آئے اور مروان سے جو سنا تھا بیان کیا۔ انہوں نے کہا مروان نے تو کچھ نہیں کہا۔ میں نے جو رسول اللہ ﷺ سے سن کر یاد رکھا ہے تم کو سناتا ہوں۔ پہلی نشانی یہ کہ سورج مغرب سے نکلے۔ پھر دابۃ الارض کا خروج یا کوئی ایک پہلے اور پھر دوسری نشانی اس کے بعد ظاہر ہوگی۔

حدیث: صفوان بن عسالؓ کہتے ہیں کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ نے مغرب کی طرف ایک دروازہ کھول رکھا ہے جس کا عرض ستر برس کی مسافت ہے۔ یہ توبہ کا دروازہ ہے۔ سورج کے رخ بدل کر نکلنے سے پہلے بند نہ ہوگا۔ ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے اس کو لکھا ہے۔

ف۲ اللہ تعالیٰ کی رحمت ومغفرت

حضرت ابوذرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے ارشاد فرمایا ہے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا اور میں اس پر زیادتی کرتا ہوں (کہ اللہ نے وحی غیر متلو میں یہ بھی فرمایا ہے) کہ جو شخص بدی لے کر آئے گا اس کی بدی کی سزا بقدر بدی ہوگی اور میں معاف بھی کر دوں گا (جس کو چاہوں گا) جو بالشت بھر میرے قریب آئے گا میں ایک ہاتھ اس کے قریب آجاؤں گا اور جو ایک ہاتھ میرے قریب آئے گا میں ایک گز اس سے قریب ہو جاؤں گا جو میرے پاس معمولی چال سے آئے گا میں اس کے پاس لپک کر آؤں گا اور جو مجھ سے زمین بھر گناہوں کے ساتھ ملے گا۔ بشرطیکہ مشرک نہ ہو۔ میں اس سے اتنی ہی مغفرت کے ساتھ ملوں گا۔ (رواہ البغوی)

الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۲﴾ لَا شَرِیْكَ لَهٗ ۚ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا

پروردگار ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں اور اسی توحید کا مجھ کو حکم ہوا ہے

اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۶۳﴾ قُلْ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْ رَبًّا وَّ هُوَ

اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں۔ کہہ کہ کیا میں سوائے اللہ کے تلاش کروں

رَبُّ كُلِّ شَیْءٍ ؕ وَ لَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَیْهَا ۚ

کوئی پروردگار حالانکہ وہی ہر چیز کا پروردگار ہے! اور جو کوئی بھی برا کام کرے گا تو اسی کے ذمہ پر ہے

وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ۚ ثُمَّ اِلٰی رَبِّكُمْ

اور نہیں بوجھ اٹھائے گا کوئی شخص کسی دوسرے کا! پھر اپنے پروردگار ہی کی جانب

مَّرْجِعُكُمْ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۶۴﴾

تم کو لوٹنا ہے سو وہ بتاوے گا جن باتوں میں تم جھگڑتے تھے

وَ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَ رَفَعَ بَعْضَكُمْ

اور اسی نے تم کو نائب بنایا زمین میں اور بلند کئے

فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَبْلُوَكُمْ فِیْ مَاۤ اٰتٰىكُمْ ؕ اِنَّ

تم میں درجے ایک کے ایک پر تاکہ تم کو آزمائے اپنے دیئے ہوئے میں بیشک

رَبَّكَ سَرِیْعُ الْعِقَابِ ۖ٘ وَ اِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۶۵﴾ ع

تیرا پروردگار جلد سزا دینے والا ہے اور کچھ شک نہیں کہ وہ بخشنے والا مہربان ہے!

فضائل سورۃ انعام

☆ حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا کہ سورۂ انعام قرآن کریم کی افضل و اعلیٰ سورتوں میں سے ہے۔

شفاء:

بعض روایات میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ یہ سورۃ جس مریض پر پڑھی جائے اللہ تعالیٰ اس کو شفا دیتے ہیں۔

ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ:

حضرت ابن عمرؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ پر سورۂ انعام پوری ایک ہی مرتبہ میں اتری اس کے مشایعت میں ستر ہزار فرشتے تھے۔ جن کی تسبیح وتحمید کا ایک غلغلہ تھا۔ رواہ الطبرانی فی المعجم الصغیر وابو نعیم فی الحلیہ وابن مردویہ فی التفسیر۔

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر جب سورۃ الانعام نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے سبحان اللہ پڑھا، پھر فرمایا اس سورت کے پیچھے اتنے فرشتے تھے کہ آسمان کے کنارے انہوں نے بند کر دیئے تھے یعنی پورے آسمان پر کناروں تک چھا گئے تھے۔ رواہ الحاکم فی المستدرک۔ یہ حدیث بھی دلالت کر رہی ہے۔ کہ سورت انعام یک دم پوری اتری تھی۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۲۰

الرکوع ۲۰ ع ۱۱ ۷

قرآن کریم پر عمل کی برکات ذکر کی گئیں۔ زمانہ جاہلیت میں اہل عرب کے ایک عذر کا جواب دیا گیا۔ مشرکین کو تنبیہ کہ واضح دلائل کے بعد کیا اب قیامت کا انتظار ہے۔ دین میں تفرقہ کی ممانعت اور جزا وسزا کا قانون ذکر فرمایا گیا۔ مشرکین کے اعتراضات کا رد کیا گیا۔

سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَتَانِ وَّسِتُّ اٰيَاتٍ وَّ اَرْبَعٌ وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

سورہ اعراف مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں دو سو چھ آیتیں اور چوبیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

الٓمّٓصٓ ① كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ

(اے محمد) یہ کتاب تجھ پر اتری ہے تو اس سے تیرا دل تنگ

حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ②

نہ ہو تاکہ تو ڈرائے اس کے ذریعے سے اور نصیحت ہو ایمان والوں کو

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ

(مسلمانو) تم چلو اسی پر جو تم پر اترا تمہارے رب کی طرف سے اور نہ پیروی کرو اس کے

دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ③ وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ

سوا اور رفیقوں کی تم بہت ہی کم غور کرتے ہو اور کتنی بستیاں

اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ④

ہم نے ہلاک کر دیں کہ آیا ان پر ہمارا عذاب راتوں رات یا ایسے وقت کہ وہ دوپہر کو پڑے سوتے تھے

فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا

پس پھر یہی ان کی پکار تھی جب آ نازل ہوا ان پر ہمارا عذاب کہ بول اٹھے

اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ⑤ فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَ

کچھ شک نہیں ہم ہی ظالم تھے پھر ہم ضرور پوچھیں گے ان لوگوں سے جن کی جانب پیغمبر بھیجے گئے اور

وجہ تسمیہ اور موضوع

اس سورۃ کا نام اعراف اس لئے مقرر ہوا کہ اس کے پانچویں رکوع میں ایک جگہ اعراف والوں کا ذکر ہے۔ اعراف جمع ہے عرف کی۔ عرف اونچے مقام کو کہتے ہیں۔ جیسے ٹیلہ پہاڑی وغیرہ۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ اعراف کچھ اونچے ٹیلے یا چھوٹی پہاڑیاں یا بلند دیوار ہے جو جنت اور جہنم کے درمیان میں واقع ہے۔ اور وہاں کھڑے ہونے والوں کو ایک طرف جنت اور جہنم صاف نظر آئے گی۔ یہاں ان لوگوں کو کھڑا کیا جائے گا جن کی نیکیاں اور بدیاں میزان میں برابر اتریں گی۔ وہاں سے اصحاب اعراف جنت والوں کو جنت میں اور جہنمیوں کو جہنم میں دیکھیں گے۔ جب جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں جا چکیں گے تو پھر ان اعراف والوں کا فیصلہ کیا جائے اور بالآخر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان سب اعراف والوں کو بھی جنت میں کئے جانے کا حکم فرماویں گے۔ بہرحال اعراف والوں کے ذکر کی وجہ سے اس سورۃ کا نام اعراف مقرر ہوا۔

سورۃ کی ابتداء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب سے ہوتی ہے اور نزول قرآن کی غرض و غایت بتلائی جاتی ہے اور کتاب اللہ کی پیروی کا حکم دیا جاتا ہے اور اس کی نافرمانی کے نتیجہ میں تباہی و بربادی کے واقعات سنائے جاتے ہیں۔

لَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ۙ﴿۶﴾ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ

ضرور پوچھیں گے پیغمبروں سے اور ضرور ان سے حال بیان کریں گے اپنے علم سے

وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ ﴿۷﴾ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ۨ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ

اور ہم کہیں غائب نہ تھے اور تول اس دن ٹھیک ہو گی! تو جن کی

ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸﴾ وَمَنْ

تولیں بھاری پڑیں وہی لوگ بامراد ہوئے اور جن کی تولیں

خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

ہلکی پڑیں تو وہی ہیں جنہوں نے آپ اپنا نقصان کیا اس وجہ سے

بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ﴿۹﴾ وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِى

کہ وہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے ف۱ اور ہم نے تم کو جگہ دی زمین میں

الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ؕ قَلِيْلًا مَّا

اور پیدا کر دیئے تمہارے لئے اس میں زندگی کے سامان! تم بہت ہی کم

تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۰﴾ ع وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ

شکر کرتے ہو اور ہم نے تم کو پیدا کیا پھر تمہاری شکل بنائی پھر

قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ

ہم نے کہا فرشتوں سے کہ سجدہ کرو آدم کو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس!

لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۱۱﴾ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ

نہ ہوا سجدہ کرنے والوں میں سے اللہ نے فرمایا ف۲ تجھ کو کون چیز مانع ہوئی کہ تو نے سجدہ نہ کیا

ف۱ چونکہ اکثر ظلم کا اطلاق قرآن میں کفر پر ہوتا ہے اس لئے اس اخیر آیۃ کو کفار کے بارہ میں سمجھا گیا اور مقابلہ کی وجہ سے پلہ بھاری ہونے کی تفسیر ایمان سے کی گئی کیونکہ سورہ مومن میں ہلکے پلے والوں کے بارہ میں فرمایا ہے فی جھنم خلدون کہ وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے معلوم ہوا کہ ہلکے پلے والے کافر ہیں اور بھاری پلے والے مومن ہیں مگر اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ بجز ایمان وکفر کے باقی اعمال حسنہ یا سیئہ کا وزن نہ ہوگا کیونکہ قرآن مجید کی بعض آیات سے اور احادیث کثیرہ سے اعمال کا موزون ہونا معلوم ہوتا ہے غرض اس میزان میں ایمان وکفر کا بھی وزن کیا جائے گا اور اس وزن میں ایک پلہ خالی رہے گا ایک پلہ میں اگر وہ مومن ہے تو ایمان اور اگر وہ کافر ہے تو کفر رکھا جائے گا اس سے معلوم ہو گیا کہ کافر کا پلہ ایمان کا جو ہلکا ہوگا تو اس کی وجہ ایمان کی کمی نہیں بلکہ سرے سے ایمان کا نہ ہونا ہے یعنی جو پلہ ایمان کے رکھنے کے واسطے مخصوص ہے وہ خالی ہو گا اور دوسرے پلہ میں کفر ہوگا تو لامحالہ خالی پلہ بھرے پلہ کے مقابلہ میں ہلکا ہوگا جب

ع ۱ / ۸ — خلاصہ رکوع ۱

عنایات الٰہی کی روشنی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی گئی اور نزول قرآن کے تناظر میں انسانیت کی ذمہ داری بیان فرمائی گئی۔ بے پرواہی سے بچنے کیلئے سابقہ اقوام کا انجام بد ذکر کیا گیا۔ قیامت میں ایمان واعمال کے وزن کو بیان کیا گیا۔

ف۲ اس قول سے مومن وکافر متمیز ہو جاویں گے تو پھر خاص مومنین کے لئے ایک پلہ میں ان کے حسنات اور دوسرے پلہ میں ان کے سیئات رکھ کر اعمال کا

اِذْ اَمَرْتُكَ ۭ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ

جب میں نے تجھ کو حکم دیا! بولا کہ میں آدم سے بہتر ہوں! مجھ کو تو نے پیدا کیا ہے آگ سے

وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ

اور اُس کو پیدا کیا ہے مٹی سے ف۱ اللہ نے فرمایا اچھا نیچے اتر یہاں سے کیونکہ تیری

لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۱۳﴾

اتنی ہستی نہیں کہ تکبر کرے یہاں! پس نکل کہ ذلیلوں میں ایک تو بھی ہے۔

قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴﴾ قَالَ اِنَّكَ

بولا کہ مجھے مہلت دے جس دن تک لوگ جی اٹھیں فرمایا تجھ کو

مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۱۵﴾ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ

مہلت دی گئی ! بولا کہ جیسا تو نے مجھے گمراہ کیا میں بھی ضرور بیٹھوں گا

لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ

ان کی تاک میں تیری سیدھی راہ پر پھر آؤں گا

اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ

ان کے پاس آگے سے اور پیچھے سے اور دائیں سے اور

شَمَآئِلِهِمْ ۭ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿۱۷﴾ قَالَ اخْرُجْ

بائیں سے! اور تو نہ پائے گا اکثر بنی آدم کو شکر گزار۔ فرمایا نکل

مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۭ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ

یہاں سے مردود راندہ درگاہ! جو کوئی ان میں سے تیری راہ چلے گا میں بھروں گا

وزن ہوگا پھر اگر حسنات غالب ہوئے تو جنت اور اگر سیئات غالب ہوئے تو دوزخ اور دونوں برابر ہوئے تو اعراف تجویز ہوگی پھر خواہ شفاعت سے سزا کے پہلے ہی یا سزا کے بعد دوزخ و اعراف والے مسلمانوں کی مغفرت ہو جائے گی اب بحمد اللہ کسی آیۃ اور حدیث میں کوئی اشکال نہ رہا رہی یہ بات کہ اعمال تو اجسام نہیں ان کا وزن کیسے ہوگا اس کا جواب یہ ہے کہ وزن کے لئے جسمیت کا شرط ہونا اس عالم کے ساتھ مخصوص ہے عالم آخرت میں غیر اجسام کا بھی وزن ہوسکتا ہے یا یہ کہ بعض روایات میں وارد ہے کہ نامہ اعمال کا وزن ہوگا اس پر تو اشکال ہی نہیں پس بعض لوگوں نے یہ جو صورت جواب کی اختیار کی ہے کہ میزان ہی میں تاویل کردی اس سے ترازو مراد ہی نہیں لی یہ ظاہر منصوص کے بالکل خلاف ہے احادیث میں اس کے لئے پلے ہونا اور کانٹا ہونا مصرح ہے پس ایسی تاویل جو بلا ضرورت ہو اور روایات کو توڑنے والی ہو ہرگز مقبول نہیں گو کیسا ہی بڑا شخص کہے۔

ف۱ حسد کا انجام

مفسرین کرام بیان فرماتے ہیں کہ ابن منذرؒ نے عبادۃ بن ابی امیہؓ سے ایک روایت بیان کی ہے کہ اس کائنات میں سب سے پہلا گناہ حسد تھا جو ابلیس نے آدم علیہ السلام پر کیا اور کہا "انا خیر منہ" میں اس سے بہتر ہوں "خلقتنی من نار وخلقتہ من طین" مجھے آگ سے پیدا کیا اور آدم کو مٹی سے' لہٰذا میں اس سے افضل ہوں میں کیوں اس کو سجدہ کروں' یہی ابلیس کی بھول تھی' اس نے اپنی شخصیت کی طرف دیکھا' اللہ تعالیٰ کے حکم پر نگاہ ڈالی لہٰذا مردود ٹھہرا۔

(معالم العرفان)

جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿١٨﴾ وَيٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ

دوزخ تم سب سے! ول اور اے آدم رہ تو

وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَ

اور تیری بیوی جنت میں پھر کھاؤ جہاں سے چاہو اور نہ پاس پھٹکنا

بَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٩﴾ فَوَسْوَسَ

اس درخت کے کہ ہو جاؤ گے گناہ گار پھر بہکایا

لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ

ان کو شیطان نے تا کہ کھول دے ان پر جو ان کی نظر سے پوشیدہ تھا ان کی

سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ

شرم گاہوں سے اور کہنے لگا کہ تم کو جو منع کر دیا تمہارے پروردگار نے اس درخت سے

اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ﴿٢٠﴾

تو اس کا سبب یہی ہے کہ کہیں تم بن جاؤ دونوں فرشتے یا ہو جاؤ ہمیشہ جینے والے

وَقَاسَمَهُمَاۤ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿٢١﴾ فَدَلّٰىهُمَا

اور ان کے آگے قسم کھائی کہ بلا شبہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں غرض ان کو مائل کر

بِغُرُوْرٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا

لیا دھوکے سے!ول۲ پھر جب چکھ لیا ان دونوں نے درخت کو کھل گئیں

وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَنَادٰىهُمَا

ان پر ان کی شرمگاہیں اور لگے جوڑنے اپنے اوپر بہشت کے پتے! اور پکارا ان کو ان کے

ول دُنیا میں کافر کی دعاء بھی قبول ہوسکتی ہے۔
یہاں تک کہ ابلیس جیسے اکفر کی دعاء بھی قبول ہوگئی، مگر آخرت میں کافر کی دعاء قبول نہ ہوگی۔ (معارف مفتی اعظم)
دعاء کی قبولیت صرف فرماں بردار اور اطاعت گزاروں کے لئے ہی مخصوص نہیں ہے نہ یہ ضروری ہے کہ دعاء کرنے والا مقبول بندہ ہو بلکہ کبھی کافر کی دعاء ڈھیل دینے کے لئے بھی قبول کر لی جاتی ہے۔ اس میں بندوں کا امتحان ہوتا ہے اور در پردہ اس طرف اشارہ ہوتا ہے کہ بہتری اس کی دعاء کے خلاف کرنے میں ہی ہوتی ہے۔ (تفسیر مظہری)

ول۲ وسوسہ ایک نفسانی تصرف ہے جس میں مکان کی دوری حائل نہیں ہوتی اس لئے یہ ثابت کرنے کی حاجت نہیں کہ شیطان نے بالمقابل بات کی ہو اور ان صاحبوں سے ملا ہو بلکہ ممکن ہے کہ زمین ہی پر رہ کر وسوسہ ڈالا ہو اور آدم علیہ السلام کو شیطانی وسوسہ ہونا بھی معلوم نہ ہوا ہو۔

رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ

پروردگار نے کہ کیا میں نے منع نہ کیا تھا تمہیں اس درخت سے اور نہ کہہ دیا تھا تم سے کہ

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۲﴾ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ

شیطان فرمائے تو ہم ضرور تمہارا کھلا دشمن ہے دونوں نے عرض کیا کہ اے ہمارے پروردگار

اَنْفُسَنَا ۜ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ

ہم نے ظلم کیا اپنی جان پر اور اگر تو نہ بخشے ہم کو اور ہم پر رحم نہ فرمائے تو ہم ضرور

الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ

برباد ہو جائیں گے ف۱ اللہ نے فرمایا کہ اتر جاؤ تم میں ایک کا دشمن ایک!

وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۲۴﴾

اور تم کو زمین میں ٹھہرنا اور برتنا ہے ایک وقت معین (یعنی مرتے دم) تک

قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا

فرمایا کہ اس میں تم زندگی بسر کرو گے اور اسی میں مرو گے اور اسی میں سے

تُخْرَجُوْنَ ﴿۲۵﴾ ع يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ

نکال کھڑے کئے جاؤ گے اے بنی آدم ہم نے اتارا تم پر لباس جو چھپالے

سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ

تمہاری شرم گاہیں اور اتارا زینت کا پہناوا! اور پرہیزگاری کا لباس یہ سب سے بہتر ہے ف۲

ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۲۶﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ

یہ اللہ کی قدرت کی نشانیوں سے ہے تاکہ لوگ دھیان کریں ف۳ اے بنی آدم

ف۱ کیونکہ ترقی نہ ہونا بھی نقصان ہے یا ممکن ہے کہ تواضعاً ایسے الفاظ کہے ہوں اور اس کی تحقیق کہ آدم علیہ السلام کا یہ فعل گناہ نہ تھا اور باوجود گناہ نہ ہونے کے یہ عتاب ہوا جس پر انہوں نے توبہ کی۔

ف۲ نیا لباس پہننے کے آداب:
حضرت فاروق اعظمؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص نیا لباس پہنے تو اس کو چاہئے کہ لباس پہننے کے وقت یہ دعا پڑھے: **الحمد للہ الذی کسانی** "یعنی شکر اس ذات کا جس نے مجھے لباس دیا" **ما اواری بہ عورتی و اتجمل بہ فی حیاتی** "جس کے ذریعہ میں اپنے ستر کا پردہ کروں اور زینت حاصل کروں"

نیا لباس بنانے کے وقت پرانے لباس کو صدقہ کردینے کا ثواب عظیم:
اور فرمایا کہ جو شخص نیا لباس پہننے کے بعد پرانے لباس کو غرباء و مساکین پر صدقہ کردے تو وہ اپنی موت وحیات کے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری اور پناہ میں آگیا۔ (ابن کثیر عن مسند احمد)

خلاصہ رکوع ۲
اللہ تعالیٰ کے احسانات کا تذکرہ کیا گیا۔ شیطان کا تذکرہ اور حضرت آدم وحوا کو جنت سے نکلوانے میں اس کی کارروائی کو بیان کیا گیا تا کہ انسانیت ہمیشہ کیلئے شیطان سے چوکنی رہے۔
ع ۲ ۵ ۹

ف۳ یعنی اس ظاہری لباس کے علاوہ ایک معنوی لباس بھی تمہارے لئے تجویز کیا ہے وہ تقویٰ ہے یہ ظاہری لباس سے بھی زیادہ ضروری ہے کیونکہ ظاہری لباس کا بھی شرعاً ضروری ہونا اسی تقویٰ کی فرع ہے پس اصل مقصود جو ہر حال میں ضروری ہے وہ یہی لباس ہے۔

لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ

نہ بہکاوے تم کو شیطان جس طرح نکال دیا تمہارے ماں باپ کو جنت سے

يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ؕ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ

کہ اتروائے ان کے کپڑے تاکہ دکھائے ان کو ان کی شرم گاہیں! بے شک تم کو دیکھتا ہے

هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ

وہ اور اس کی ذریات جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھتے ہم نے بنا دیا شیطانوں کو

اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا

یار ان لوگوں کے جو ایمان نہیں لاتے اور جب کرتے ہیں کوئی برا کام تو کہتے ہیں

وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ

کہ ہم نے پایا ہے اسی پر اپنے باپ دادوں کو اور اللہ نے ہم کو اس کا حکم کیا ہے (اے محمد) کہہ دے کہ اللہ

لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾

نہیں حکم کرتا برے کام کا! کیوں جھوٹ بولتے ہو اللہ پر جس کا تم علم نہیں رکھتے

قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۣ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ

کہہ دے کہ حکم کیا ہے میرے پروردگار نے دین داری کا! اور سیدھے کرو اپنے منہ

كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۬ كَمَا

ہر نماز کے وقت اور پکارو اس کو خالص اس کے فرمانبردار ہو کر! ف۱ جیسا تم

بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ﴿۲۹﴾ ؕ فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ

کو پہلی بار پیدا کیا دوسری بار بھی پیدا ہوو گے ف۲ ایک فریق کو ہدایت دی

ف۱ عبادت صحیح طریقہ سے کرو:
مترجم محقق نے ''مسجد'' کو غالباً مصدر میمی بمعنی سجود لے کر تجوزاً نماز کا ترجمہ کیا ہے اور ''وجوہ'' کو اپنے ظاہر پر رکھا ہے۔ یعنی نماز ادا کرنے کے وقت اپنا منہ سیدھا (کعبہ کی طرف) رکھو۔ مگر دوسرے بعض مفسرین اقیموا وجوھکم سے یہ مراد لیتے ہیں کہ خدا کی عبادت کی طرف ہمیشہ استقامت کے ساتھ دل سے متوجہ رہو۔ ابن کثیر کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی عبادات میں سیدھے رہو۔ جو راستہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے اس سے ٹیڑھے ترچھے نہ چلو۔ عبادت کی مقبولیت دو ہی چیزوں پر موقوف تھی۔ خالص خدا کے لئے ہو۔ جس کو آگے فرمادیا وادعوہ مخلصین له الدین اور اس مشروع طریق کے موافق ہو جو انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام نے تجویز فرمایا ہے اس کو واقیمو اوجوھکم میں ادا کیا گیا۔ بہرحال اس آیت میں اوامر شرعیہ کی تمام انواع کی طرف اشارہ کردیا ہے جو بندوں کے معاملات سے متعلق ہیں وہ سب ''قسط'' میں آگئے اور جن کا تعلق خدا سے ہے اگر قالبی ہیں تو واقیمو اوجوھکم میں اور قلبی ہیں تو وادعوہ مخلصینَ له الدین میں مندرج ہو گئے۔
(تفسیر عثمانی)

ف۲ آخرت کی فکر کرو

حضرت ابوسعیدؓ خدری نے انتقال کے قریب نئے کپڑے طلب کئے اور پہن کر فرمایا میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ میت کو انہی کپڑوں میں اٹھایا جائے گا جن کو پہنے ہوئے اس کا انتقال ہوا ہوگا۔ حضرت جابرؓ نے آیت کا معنی یہ بیان کیا کہ جن اعمال پر لوگ مریں گے انہی پر ان کو اٹھایا جائے گا۔ رواہ مسلم (تفسیر مظہری)

عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ۭ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ

اور ایک فریق ایسا ہے کہ ٹھہر گئی ان پر گمراہی! انہوں نے بنایا شیطانوں کو یار

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝٣٠ يٰبَنِيْٓ

اللہ کو چھوڑ کر اور سمجھتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں اے بنی

اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا

آدم لے لیا کرو اپنی زینت ہر نماز کے وقت اور کھاؤ اور پیو

وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝٣١ ع قُلْ مَنْ حَرَّمَ

اور فضول خرچی نہ کرو! وہ نہیں دوست رکھتا ف۱ فضول خرچی کرنے والوں کو کہہ کہ کس نے حرام کی ہے

زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ

اللہ کی زینت جو اس نے پیدا کی اپنے بندوں کے لئے اور ستھری چیزیں کھانے کی!

قُلْ هِىَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً

کہہ دے کہ یہ نعمتیں مسلمانوں کے واسطے ہیں دنیا کی زندگی میں نری ان ہی کی ہوں گی

يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝٣٢

قیامت کے دن اسی طرح ہم بہ تفصیل بیان کرتے ہیں آیتیں ان لوگوں کے لئے جو جانتے ہیں!

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا

کہہ دے بس حرام کیا ہے میرے پروردگار نے بے حیائی کے کاموں کو جو ان میں کھلے ہیں

بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ

اور جو چھپے ہیں اور گناہ کو اور ناحق زیادتی کرنے کو اور اس بات کو کہ تم شریک کرو اللہ کا

ف۱ ایک عیسائی حکیم خلیفہ ہارون الرشید کا علاج کیا کرتا تھا۔ اس نے ایک مرتبہ دربار کے ایک عالم علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ سے کہا۔ تمہارے قرآن میں طب کے علم پر کوئی آیت

خلاصہ رکوع ۳

خداوند کریم کی نشانیوں میں سے لباس کو بیان فرمایا گیا اور مشرکین کی حالت زار بیان کی گئی کہ وہ کس طرح شیطانی نرغے میں ہیں۔ مشرکین کی بے اعتدالیوں کا جواب دیا گیا

ع ۳ ۱۰

موجود نہیں۔ علی بن حسین نے فوراً جواب دیا۔ کیوں نہیں، بالکل ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "کلوا واشربوا ولا تسرفوا" یعنی کھاؤ پیو اور حد سے نہ بڑھو۔

یہ سن کر اس نے کہا تمہارے نبی کی احادیث میں طب پر کوئی حدیث موجود نہیں۔ شیخ نے فوراً جواب دیا۔ کیوں نہیں، بالکل ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہی حدیث میں ساری طب سمودی ہے۔ آپ نے فرمایا ہے۔ معدہ بیماریوں کا گھر ہے۔ پس تو بدن کے ہر جز کو وہی دے جس کا تو نے اسے عادی بنایا ہوا ہے۔ اس پر عیسائی طبیب نے کہا اللہ کی قسم! اسلام ہر لحاظ سے مکمل ہے۔

خاصیت: آیت ۳۱ تا ۳۲ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى

کسی چیز کو کہ جس کی اس نے سند نہیں اتاری اور یہ کہ جھوٹ اللہ پر جو تم کو

اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ فَاِذَا جَآءَ

معلوم نہیں وا اور ہر ایک قوم کا ایک وقت مقرر ہے! پھر جب

اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿٣٤﴾

آ پہنچا ان کا وقت نہ ایک گھڑی پیچھے رہ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں! و۲

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ

اے بنی آدم اگر آئیں تمہارے پاس پیغمبر تم ہی میں سے کہ سنائیں تم کو میری

اٰيٰتِيْ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

آیتیں تو جو ڈرا اور اپنی اصلاح کر لی تو نہ کچھ ان کو ڈر ہو گا اور نہ

يَحْزَنُوْنَ ﴿٣٥﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ

وہ غمگین ہوں گے اور جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور ان سے اکڑ بیٹھے

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٣٦﴾ فَمَنْ اَظْلَمُ

وہی دوزخی ہیں! وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے تو اس سے بڑھ کر

مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ اُولٰٓئِكَ

ظالم کون جو جھوٹ باندھے اللہ پر یا جھٹلائے اس کی آیتوں کو؟ وہ لوگ ہیں کہ ان کو پہنچے گا

يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ

ان کا حصہ لکھے ہوئے میں سے! یہاں تک کہ جب کہ ان کے پاس آموجود ہوں گے

وا نمازی میں لباس ضروری ہے

طحاوی نے حضرت ابن عمرؓ کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو دو کپڑے پہن لیا کرے کیونکہ اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس کے سامنے آنے کے وقت زینت کی جائے (یعنی پورا لباس پہنا جائے) الخ۔ بخاری نے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے لکھا ہے کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور رسول اللہ ﷺ سے صرف ایک کپڑا پہن کر نماز پڑھنے کا حکم دریافت کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے ہر ایک کے پاس دو کپڑے ہوتے ہیں (یعنی ہر شخص کو تو دو کپڑے اور پورا جوڑا پہننے کی توفیق نہیں۔ پھر ایک کپڑا ہی پہن کر نماز پڑھے گا) پھر مدت کے بعد ایک شخص نے حضرت عمرؓ سے یہی مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا جب اللہ نے کشائش عطا فرما دی ہے تو لوگوں نے بھی کشائش سے کام لیا لوگوں نے پورے کپڑے پہن کر نماز پڑھی، کسی نے تہبند اور چادر پہن کر کسی نے تہبند اور قمیص پہن کر کسی نے تہبند اور قبا پہن کر کسی نے پائجامہ اور چادر پہن کر کسی نے پائجامہ اور کرتہ پہن کر کسی نے پائجامہ اور چوغہ پہن کر کسی نے تبان اور قبا تبان اور قمیص پہن کر، اور شاید یہ بھی فرمایا کسی نے تبان اور چادر پہن کر۔ (تفسیر مظہری اردو جلد ۴)

و۲ کاش حضرت عمرؓ دعاء کرتے؟

ابو ملیکہ کی روایت ہے کہ جب حضرت عمرؓ نیزہ سے زخمی ہو گئے تو کعب آ کر رونے لگے اور بولے کاش امیر المؤمنین اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے قسم کھا لیتے کہ اللہ ان کا آیا ہوا وقت ٹال دے گا تو اللہ ضرور ایسا کر دیتا (آپ کی قسم کو اللہ جھوٹا نہ ہونے دیتا) ابن عباسؓ نے حضرت عمرؓ سے جا کر کہہ دیا کہ کعبؓ نے ایسی بات کہی ہے۔ امیر المؤمنین نے فرمایا اس صورت میں تو بخدا میں اللہ سے (تاخیر اجل کی) دعاء نہیں کرونگا۔ (تفسیر مظہری)

رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ

ہمارے فرشتے روح قبض کرنے کو ان سے کہیں گے کہ کیا ہوئے جن کو تم پکارا کرتے تھے اللہ کو چھوڑ کر؟

اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ

وہ کہیں گے کہ وہ تو ہم سے غائب (غلا) ہو گئے اور اپنے اوپر آپ ہی گواہی دے دی کہ

اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ

بیشک وہ کافر تھے فرمائے گا کہ داخل ہوؤ اور امتوں کے ہمراہ جو تم سے

مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ؕ كُلَّمَا دَخَلَتْ

پہلے ہو گزریں جن اور انسان کی قسم میں سے دوزخ میں! جب داخل ہو گی ایک

اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ

امت تو لعنت کرنے لگے گی اپنی ساتھن (یعنی دوسری امت کو) یہاں تک کہ جب باہم مل جاویں

اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا

گے دوزخ میں سب کے سب! کہے گی پچھلی امت پہلی امت کے حق میں کہ اے ہمارے پروردگار

ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ؕ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا

ان ہی لوگوں نے ہم کو گمراہ کیا تو ان کو دے دوہرا عذاب دوزخ کا! ول اللہ فرمائے گا کہ ہر فریق کو

تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ

دوہرا ہے لیکن تم نہیں جانتے اور کہیں گے پہلے لوگ پچھلوں کو کہ

عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۳۹﴾ ع

اب تو تم کو ہم پر کسی طرح کی ترجیح نہ رہی تو چکھو عذاب اس کی سزا میں جو تم کرتے رہے

ول یعنی ان کو دوگنا ہونے سے تم کو کوئی تسلی اور راحت ہو جائے گی بلکہ تمہارا عذاب بھی آناً فاناً بڑھتا جائے گا اس لئے وہ ان کے دوگنے جیسا ہو گیا ابھی تو عذاب کی ابتدا ہی ہے بڑھنے کو نہیں دیکھا اسی لئے ایسی باتیں بنا رہے ہو جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دوسرے کو دوگنا عذاب ہونا تمہاری تسلی اور غصہ بجھنے کا سبب ہو سکتا ہے تھوڑی دیر میں سب باتیں بھول جاؤ گے۔

خلاصہ رکوع ۴

اکل وشرب میں بے اعتدالی سے بچنے کی تعلیم دی گئی اور اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو بیان فرمایا گیا۔ عہد ازلی کے یاد دہانی فرمائی گئی اور اسے بھول جانے والوں کا انجام ذکر کیا گیا۔

ع ۴ ۹ ۱۱

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ

بیشک جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور ان سے اکڑ بیٹھے نہ کھلیں گے

لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ

ان کے لئے آسمان کے دروازے اور نہ داخل ہوں گے جنت میں یہاں تک کہ

الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۰﴾

داخل ہو جاوے اونٹ سوئی کے ناکے میں ف۱ اور اسی طرح ہم سزا دیتے ہیں مجرموں کو

لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ

ان کے لئے دوزخ ہی کا بچھونا ہو گا اور اوپر سے اسی کے اوڑھنے!

وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

اور یوں ہی ہم سزا دیا کرتے ہیں ظلم کرنے والوں کو۔ اور جو ایمان لائے

الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

اور نیک کام کئے ہم نہیں بوجھ ڈالتے کسی شخص پر مگر اسکی طاقت کے موافق!

الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ

یہی لوگ جنتی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے اور نکال لی ہم نے جو کچھ ان کے دلوں میں

مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا

رنجش تھی! ف۲ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں! اور کہتے ہیں کہ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۟ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ

شکر ہے اللہ کا جس نے ہم کو اس کا رستہ دکھایا! اور ہم نہ تھے (کسی طرح) راہ پانے والے

ف۱ کافروں کا جنت میں جانا محال ہے

یہ تعلیق بالمحال کے طور پر فرمایا۔ ہر زبان کے محاورات میں ایسی امثال موجود ہیں جن میں کسی چیز کے محال ہونے کو دوسری محال چیز پر معلق کر کے ظاہر کرتے ہیں۔ یعنی جس طرح یہ ناممکن ہے کہ اونٹ اپنی اسی کلانی اور جسامت پر رہے اور سوئی کا ناکہ ایسا ہی تنگ اور چھوٹا ہو۔ اس کے باوجود اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے۔ اسی طرح ان مکذبین و متکبرین کا جنت میں داخل ہونا محال ہے کیونکہ حق تعالیٰ جہنم میں ان کے "خلود" کی خبر دے چکا ہے اور علم الٰہی میں یہ ہی سزا ان کے لئے ٹھہر چکی ہے۔ پھر خدا کے علم اور اخبار کے خلاف کیسے وقوع میں آ سکتا ہے۔ (تفسیر عثمانیؒ)

ف۲ شراب طہور پینے کا اثر:

سدی نے اس آیت کی تشریح میں بیان کیا کہ اہل جنت جب جنت کی طرف بڑھیں گے تو جنت کے دروازہ کے پاس ان کو ایک درخت ملے گا جس کی جڑ میں دو چشمے ہونگے۔ وہ جب ایک چشمہ کا پانی پئیں گے تو دلوں کے اندر جو باہمی خلش ہوگی وہ نکل جائے گی یہی شراب طہور ہوگی اور دوسرے چشمہ سے غسل کرینگے تو ان پر نَضْرَةَ النَّعِيْمِ (رونق عیش) آجائے گی اس کے بعد کبھی نہ وہ خشک رو پراگندہ مو ہونگے نہ کبھی چہرہ کا رنگ بگڑے گا۔ (تفسیر مظہری)

لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ؕ

اگر نہ ہدایت کرتا ہم کو اللہ! بیشک آئے تھے ہمارے پروردگار کے رسول حق لے کر!

وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ

اور پکار دیئے جاویں گے کہ یہ جنت ہے تم وارث ہوئے اس کے ان

تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ

عملوں کی بدولت جو تم کرتے تھے ف۱ اور پکاریں گے جنتی لوگ دوزخیوں کو ف۲

اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ

کہ ہم نے سچا پایا وہ وعدہ جو ہم سے ہمارے پروردگار نے کیا تھا تو تم نے بھی وہ وعدہ جو تم سے

مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ؕ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ

تمہارے رب نے کیا تھا سچا پایا؟ وہ کہیں گے کہ ہاں! پھر پکار اُٹھے گا ایک پکارنے والا

بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ الَّذِيْنَ

ان کے بیچ میں کہ لعنت خدا کی ظالموں پر! جو روکتے تھے

يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ

اللہ کی راہ سے اور ڈھونڈتے تھے اس میں کجی اور وہ

بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْاَعْرَافِ

آخرت کے منکر تھے اور دونوں کے بیچ ایک دیوار ہو گی اور اعراف پر

رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا ۢ بِسِيْمٰىهُمْ ۚ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ

کچھ مرد ہوں گے جو پہچان لیں گے ہر ایک کو ان کی علامت سے! اور پکاریں گے

ف۱ اس آیت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اعمال جنت میں داخل ہونے کا سبب ہیں اور حدیث میں آیا ہے کہ اعمال کے سبب کوئی جنت میں نہ جائے گا بلکہ رحمت الٰہی کی وجہ سے جائیں گے۔ اصل یہ ہے کہ آیت میں ظاہری سبب مراد ہے اور اعمال ظاہری سبب تو جنت میں جانے کا ہے اور حدیث میں حقیقی سبب مراد ہے اور بلاشبہ اعمال جنت میں جانے کا حقیقی سبب نہیں بلکہ حقیقی سبب محض رحمت الٰہی ہے پس کوئی تعارض نہ رہا اور یہ نداء کرنے والا ایک فرشتہ ہوگا جیسا کہ حدیث میں ہے **فیذھب الملک فیقول سلم علیکم تلک الجنۃ** اور **تمحوھا بما کنتم تعملون** کہ فرشتہ جا کر جنتیوں سے کہے گا کہ السلام علیکم تم اپنے اعمال صالحہ کے سبب اس جنت کے وارث بنائے گئے

ف۲ جنت اللہ کی رحمت سے ملے گی

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا ہر جنتی کو دوزخ کا ٹھکانہ بتا دیا جائے گا۔ وہ کہے گا کہ اگر اللہ تعالیٰ میری ہدایت نہ فرماتا تو میرا یہی ٹھکانہ ہوتا۔ خدا کا شکر ہے۔ اور ہر دوزخی کو جنت کا ٹھکانہ بتایا جائے گا وہ کہے گا کاش خدا مجھے بھی ہدایت فرماتا تو یہ ٹھکانہ میرا ہوتا۔ اس طرح اس پر حسرت چھائی رہے گی۔ اور جب ان مؤمنین کو جنت کی بشارت مل جائے گی تو کہا جائے گا کہ یہ جنت اعمال صالحہ کے نتیجے کے طور پر تمہارا انعام ہے تم پر خدا کی رحمت ہے تم جنت میں داخل کیے گئے۔ اپنے حسب اعمال اپنا ٹھکانہ بنا لو اور یہ سب رحمت خداوندی کا سبب ہے۔ صحیحین میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ ہر ایک تم میں سے جان لے کہ کسی کے عمل اس کو جنت میں نہیں پہنچاتے ہیں، تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ بھی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں میں بھی نہیں جب تک کہ خدا تعالیٰ کی رحمت میرے بھی شامل حال نہ ہو۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

خاصیت: آیت ۴۳ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ قف لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ

جنتیوں کو کہ سلام علیکم یہ اعراف والے! ابھی نہیں داخل ہوئے جنت میں اور وہ

يَطْمَعُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ

توقع کر رہے ہیں اور جب پھرے گی ان کی نگاہ

النَّارِ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٧﴾ ع وَنَادٰٓى

دوزخیوں کی جانب! کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو نہ کر گناہ گار لوگوں کے ہمراہ۔

اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰىهُمْ قَالُوْا مَآ

اور پکاریں گے اعراف والے کچھ مردوں کو کہ ان کو پہچانتے ہیں ف۱ انکی علامت سے

اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٤٨﴾ اَهٰٓؤُلَآءِ

کہیں گے کہ نہ کام آیا تمہارا جتھا اور جو تم تکبر کیا کرتے تھے

الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ط اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ

کیا یہی لوگ ہیں جن کی نسبت تم قسم کھاتے تھے کہ نہ پہنچائے گا ان کو اللہ کوئی رحمت!

لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿٤٩﴾ وَنَادٰٓى

(انکو تو حکم ہو گیا) کہ چلے جاؤ جنت میں نہ ڈر ہے تم پر اور نہ تم غمگین ہوؤ گے

اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ

اور پکاریں گے دوزخی لوگ جنتیوں کو کہ ڈال دو ہم پر تھوڑا سا پانی یا کچھ

الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ط قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا

اس میں سے جو تم کو روزی دی اللہ نے! وہ کہیں گے کہ اللہ نے جنت کا دانہ پانی حرام کر دیا ہے

ف۱ کیونکہ کافروں کے چہرہ پر ظلمت و کدورت ہوگی چنانچہ دنیا میں بھی اہل بصیرت صورت دیکھ کر مسلمان و کافر کا امتیاز کر لیتے ہیں گو شکل و لباس وغیرہ میں کیسے ہی مشابہ ہوں اور آخرت میں تو کافر و مسلم میں نمایاں فرق ظاہر ہوگا جس کو ہر شخص پہچان لے گا۔

خلاصہ رکوع ۵

ع ٥ / ٨ / ١٢

منکرین کا انجام بد اور مومنین کے اچھے انجام کو بیان فرمایا گیا جنت کے ماحول کی پاکیزگی ذکر کی گئی اور اہل جنت اور اہل جہنم کا مکالمہ ذکر کیا گیا۔

اَعراف والوں کی معافی:

ہناد ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے اپنی تفسیروں میں عبد اللہ بن حارث کی وساطت سے حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا ہے کہ اعراف جنت و دوزخ کے درمیان ایک دیوار ہوگی اور اصحاب اعراف وہ لوگ ہوں گے کہ جن کو اللہ وہاں روک دے گا پھر جب اللہ ان کو معاف کرنا چاہے گا تو سب سے پہلے ان کو ایک نہر کی طرف لے جائے گا جس کا نام نہر حیات ہوگا جس کے دونوں کنارے سونے کے موتیوں سے جڑے ہوں گے اور اس کی مٹی مشک کی ہوگی اس نہر میں اصحاب اعراف کو ڈالا جائے گا (نہاتے ہی) ان کے رنگ درست ہو جائیں گے اور سینے پر ایک سفید چمک دار تل نمودار ہو جائے گا تو اللہ ان کو طلب فرما کر دریافت فرمائے گا کہ اب تمہاری کیا تمنا ہے جو چاہو مانگو۔ وہ لوگ اپنی تمنا ظاہر کریں گے جب ان کی ساری تمنائیں ختم ہو جائیں گی (اور کوئی تمنا باقی نہ رہے گی) تو اللہ فرمائے گا تم کو وہ چیزیں دی گئیں جن کی تم نے تمنا کی اور اتنی ہی اور بھی اور ستر ہزار گنا مزید۔ چنانچہ وہ جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے مگر ان کے سینوں پر ایک سفید تل چمکتا ہوگا اسی سے ان کی پہچان ہوگی، یہ لوگ مساکین اہل جنت (جنتیوں میں مسکین) کہلائیں گے۔ (تفسیر مظہری)

عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا

کافروں پر کہ جنہوں نے بنایا اپنے دین کو کھیل اور تماشا

وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ

اور دھوکہ دیا ان کو دنیا کی زندگی نے! تو آج ہم ان کو بھلا دیں گے جیسے وہ بھولے

يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَلَقَدْ

اپنے اس دن کا ملنا! ف۱ اور جیسے تھے ہماری آیتوں کا انکار کرتے اور ہم نے ان کو

جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً

پہنچا دی کتاب جس کو ہم نے بالتفصیل بیان کیا ہے خبرداری سے ہدایت ہے اور رحمت ہے

لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ۚ يَوْمَ

ایمان والے لوگوں کے لئے یہ کافر بس اس کی سچائی ظاہر ہونے کے منتظر ہیں! اور جس دن

يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ

اس کی سچائی ظاہر ہوگی وہ لوگ کہنے لگیں گے جو اس کو بھلا بیٹھے تھے پہلے سے کہ بیشک

جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ

سچ بات لائے تھے ہمارے پروردگار کے پیغمبر! اب کوئی ہمارے سفارشی ہیں؟

فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۭ

کہ ہماری سفارش کریں یا ہم کو پھر لوٹا دیا جائے تو ہم عمل کریں خلاف ان اعمال کے جو ہم کر رہے تھے!

قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ع

ان لوگوں نے آپ اپنا نقصان کیا اور ان سے گیا گزرا ہوا جو وہ افترا کیا کرتے تھے

ف۱ تو نے مجھے بھلایا میں تجھے بھلاتا ہوں

حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز بندے سے فرمائے گا کیا میں نے تجھے بیوی بچے نہیں دیئے تھے اور کیا تجھ پر انعام و اکرام نہیں کیا تھا اور کیا اونٹ گھوڑے اور فیل و حشم نہیں دیئے تھے اور کیا تو سرداری اور افسری نہیں کرتا تھا۔ بندہ کہے گا ہاں اے خدا تو نے سب کچھ دیا تھا۔ پھر فرمائے گا کہ کیا تجھے یقین تھا کہ میرا سامنا کرنا پڑے گا۔ وہ کہے گا اے خدا مجھے یقین نہیں تھا۔ خدا فرمائے گا جیسے تو نے مجھے بھلا دیا تھا آج میں بھی تجھے بھلا دیتا ہوں۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

دوزخیوں کے آنسو اور پیاس

ابن ابی الدنیا اور ضیا نے زید بن رفیع کا بیان نقل کیا ہے کہ دوزخی دوزخ میں داخل ہو کر مدت تک آنسوؤں سے روئیں گے پھر مدت تک لہو کے آنسو بہائیں گے۔ دوزخ کے کارندے ان سے کہیں گے بدبختو تم دنیا میں نہیں روئے آج تم کس سے فریاد کر رہے ہو وہ چیخ کر پکاریں گے اے جنت والو اے گروہ پدراں و مادراں! اے اولادو! ہم قبروں سے پیاسے نکلے تھے میدان حشر میں بھی پوری مدت پیاسے رہے اور آج بھی پیاسے ہیں اللہ نے پانی اور جو چیز تم کو عطا فرمائی ہے ہماری طرف بھی اس میں سے کچھ بہا دو۔ چالیس (دن یا مہینے یا سال) تک مانگتے رہیں گے مگر کوئی جواب نہیں دیگا آخر ان کو جواب ملے گا تم کو (یونہی یہاں ہمیشہ) رہنا ہے یہ سن کر وہ ہر بھلائی سے ناامید ہو جائیں گے۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اسی آیت کی تشریح میں حضرت ابن عباسؓ کا بیان نقل کیا ہے کہ آدمی اپنے بھائی کو پکارے گا اور کہے گا بھائی میری فریاد رسی کر میں جل گیا وہ جواب دے گا۔ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ (تفسیر مظہری اردو جلد۴)

ع ۱۳

خلاصہ رکوع ۶

اعراف و اہل اعراف اور اہل جہنم کا ذکر کیا گیا اور قرآنی دعوت کو بیان کیا گیا۔

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي

بیشک تمہارا پروردگار اللہ ہے جس نے پیدا کئے آسمان اور زمین

سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ قف يُغْشِي اللَّيْلَ

چھ دن میں پھر بیٹھا تخت پر! چھپا لیتا ہے رات کو دن سے (گویا) رات

النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا لا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ

دن کے پیچھے لگی آ رہی ہے لپکتی ہوئی اور اسی نے پیدا کئے سورج اور چاند اور تارے

مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ ط أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ط تَبَارَكَ اللَّهُ

تابعدار اپنے حکم کے! سن لو اسی کی خلق ہے اور (اسی کا) حکم بڑی بابرکت ہے اللہ کی ذات

رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿٥٤﴾ ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ط

جو دنیا جہان کا پالنے والا ہے و۱ پکارو اپنے پروردگار کو گڑ گڑا کر اور چپکے چپکے!

إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿٥٥﴾ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ

اس کو حد سے بڑھنے والے خوش نہیں آتے اور نہ فساد کرو زمین

بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا ط إِنَّ

میں اس کے سنوارے پیچھے اور اس کو پکارتے رہو ڈر اور توقع سے! کچھ شک نہیں

رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٦﴾ وَهُوَ الَّذِي

کہ اللہ کی رحمت قریب ہے نیک لوگوں سے اور وہی ہے

يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ط حَتَّىٰ

جو بھیجتا ہے ہوائیں مژدہ لانے والی اس کی رحمت کے آگے یہاں تک کہ

و۱ دلچسپ، حیرت انگیز اور ایمان افروز بات یہ ہے کہ قرآن کریم نے صدیوں پہلے تخلیق کے مختلف مراحل کو چھ حصوں میں نہ صرف تقسیم کردیا تھا بلکہ ان چھ حصوں میں ہونے والے بعض بڑے بڑے واقعات کی مدت بھی متعین فرمادی تھی۔

اس آیت میں تخلیق کائنات کی کل مدت ''چھ روز'' بیان فرمائی گئی ہے۔ اس کے علاوہ تخلیق کے بعد کے مدارج کا بھی بیان ہے۔ قرآن کریم میں روز کیلئے یوم کی جمع یعنی ایام کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ یوم ہماری زمینی اصطلاح میں اس وقفے کا نام ہے جس میں زمین اپنے محور پر پورا چکر مکمل کرتی ہے۔ یہ چکر ۲۴ گھنٹے میں پورا ہوتا ہے۔ جو دن اور رات پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہاں تخلیق کائنات کے حوالے سے ایام کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس وقت نہ ہمارا نظام شمسی وجود میں آیا تھا اور نہ زمین۔ چنانچہ اسی آیت میں واقعات کی ترتیب یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا۔ پھر عرش پر قائم ہوا۔ پھر سورج اور چاند اور دوسرے ستاروں کو پیدا کیا۔ اس لئے بظاہر یہاں زمینی دن مراد نہیں ہے۔ بلکہ ایام سے مراد مختلف عرصے ہیں جو وقت کے لحاظ سے چھوٹے اور بڑے ہوسکتے ہیں اور ان عرصوں میں تخلیق کے مختلف مراحل مکمل ہوئے ہیں۔

دُعاء قبول ہوتی رہتی:

یا رسول اللہ ﷺ جلد بازی سے کیا مراد ہے فرمایا (مثلاً) کہنے لگے میرے خیال میں دعا قبول نہیں ہوگی یہ خیال کر کے تھک کر دعا کرنی چھوڑ دے۔ امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دل ظروف ہیں بعض بعض سے زیادہ سمائی والے ہیں لوگو! اللہ سے دعا کرتے وقت یقین رکھا کرو کہ تمہاری دعا ضرور قبول ہوگی اللہ اس بندہ کی دعا قبول نہیں کرتا جو بے توجہ دل سطحی طور پر کرتا ہے۔ (تفسیر مظہریؒ)

خاصیت: آیت ۵۴ تا ۵۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

إِذَآ أَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَنزَلْنَا

جب ہوائیں اٹھا لاتی ہیں بوجھل بادلوں کو تو ہم اسے ہانک دیتے ہیں مردہ شہر کی جانب

بِهِ الْمَآءَ فَأَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ كَذٰلِكَ

پھر ہم اتارتے ہیں بادل سے پانی پھر نکالتے ہیں پانی سے ہر طرح کے پھل! اسی طرح

نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ

ہم نکال دیں گے مردوں کو تاکہ تم غور کرو اور جو بستی پاکیزہ ہے

يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِإِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِىْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ

اس کی پیداوار نکلتی ہے اس کے پروردگار کے حکم سے! اور جو خراب ہے اس سے ناقص ہی نکلتا ہے!

إِلَّا نَكِدًا ۭ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ﴿٥٨﴾ ع

اسی طرح ہم پھیر پھیر کر آیتیں بتاتے ہیں شکرگزار لوگوں کو ف۱ ہم نے

لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوْحًا إِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

بھیجا نوح کو اس کی قوم کی طرف تو اس نے کہا کہ اے قوم عبادت کرو

مَا لَكُمْ مِّنْ إِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ إِنِّىْٓ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ

اللہ کی کوئی نہیں تمہارا معبود اس کے سوا! میں ڈرتا ہوں تم پر ایک بڑے دن کے

يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿٥٩﴾ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ إِنَّا لَنَرٰىكَ فِىْ

عذاب سے! بولے سردار اس کی قوم کے کہ ہم تو تجھے دیکھتے ہیں

ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٦٠﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِىْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّىْ

صریح گمراہی میں نوح نے کہا کہ اے قوم مجھ میں تو گمراہی نہیں ہے ولیکن میں

ف۱ مومن اور کافر کی مثال: شیخین نے صحیحین میں حضرت موسیٰ اشعری کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے جو ہدایت وعلم عطا فرما کر مجھے بھیجا ہے اس کی مثال کثیر بارش کی طرح ہے جو زمین کے کسی اچھے ٹکڑے پر برستی ہے تو وہ خطہ اس کو قبول کر لیتا ہے جس سے سبزہ اور چارہ خوب پیدا ہوتا ہے اور کسی خشک بنجر خطے پر برستی ہے تو وہ بھی (اپنے احاطہ میں) پانی کو روک لیتا ہے (مگر پی نہیں سکتا اس لئے اس میں سبزہ نہیں پیدا ہوتا بلکہ) آدمی اس کو پیتے جانوروں کو پلاتے اور کھیتوں کو سینچتے ہیں اور ایک تیسرے ٹکڑے پر

خلاصہ رکوع ۷ ع ۵/۱۴

زمین وآسمان میں خدائی قدرت کے مظاہر بیان فرمائے گئے۔ دعا کا حکم اور اس کے آداب بیان فرمائے گئے پھر دوبارہ خدائی قدرت کے کرشمے ذکر فرمائے گئے۔

برستی ہے جو چٹیل سخت ہموار میدان ہوتا ہے وہ نہ تو (اپنے احاطہ میں) پانی کو روکتا ہے (کہ دوسروں کو ہی فائدہ ہو) نہ خود پیتا ہے کہ سبزہ پیدا ہو جائے پس یہ مثال ہے ان لوگوں کو جو دینی سمجھ رکھتے ہیں۔ میری لائی ہوئی ہدایت سے فائدہ اٹھاتے ہیں خود سمجھتے ہیں دوسروں کو سکھاتے ہیں اور ان لوگوں کو کی جو میرے پیام کی طرف قطعاً التفات نہیں کرتے اور خدا کی عطا کی ہوئی ہدایت کو قبول نہیں کرتے۔ (تفسیر مظہری)

خاصیت: آیت ۵۷ تا ۵۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿٦١﴾ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ

بھیجا ہوا ہوں پروردگار عالم کا پہنچاتا ہوں تم کو پیغام اپنے پروردگار کے

وَ اَنْصَحُ لَكُمْ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٢﴾

اور خیر خواہی کرتا ہوں تمہارے حق میں ف۱ اور جانتا ہوں اللہ کی طرف سے وہ باتیں جو تم نہیں جانتے

اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْكُمْ

کیا تم کو تعجب ہوا کہ آئی تمہارے پاس نصیحت تمہارے پروردگار کی جانب سے ایک مرد کی معرفت

لِیُنْذِرَكُمْ وَ لِتَتَّقُوْا وَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿٦٣﴾ فَكَذَّبُوْهُ

جو تم ہی میں سے ہے تاکہ وہ تم کو ڈراوے اور تم بچو اور تاکہ تم پر رحم ہو۔ پھر بھی انہوں نے اس کو جھٹلایا

فَاَنْجَیْنٰهُ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗ فِی الْفُلْكِ وَ اَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ

تو ہم نے بچا لیا نوح کو اور ان کو جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے اور ان کو غرق کر دیا

كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِیْنَ ﴿٦٤﴾ ع وَ اِلٰی

جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتیں! بیشک وہ لوگ اندھے تھے اور (بھیجا)

عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا

عاد کی جانب ان کے بھائی ہود کو! ف۲ ہود نے کہا کہ بھائیو اللہ ہی کی عبادت کرو

لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿٦٥﴾ قَالَ الْمَلَاُ

کوئی نہیں تمہارا معبود اس کے سوائے کیا تم ڈرتے نہیں؟ بولے

الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ سَفَاهَةٍ

سردار جو منکر تھے اس کی قوم میں کہ ہم تو دیکھتے ہیں تجھ کو عقل نہیں

ف۱ کیونکہ توحید میں تمہارا ہی نفع ہے اس تبلیغ میں میری کوئی دنیوی غرض نہیں ہے بلکہ محض تمہاری خیر خواہی ہے۔

ف۲ اہل نسب کے نزدیک مشہور یہی ہے کہ ہود علیہ السلام قوم عاد کے نسبی بھائی ہیں اور قوم عاد ہی میں سے ہیں اور کچھ لوگ ان کو دوسری قوم کا بتلاتے ہیں اور قرآن میں جو ان کو عاد کا بھائی کہا گیا ہے اس میں تاویل کرتے ہیں کہ شرکت وطن کی وجہ سے بھائی کہہ دیا گیا۔

ف۳ حضرت ہودؑ کی قبر:
بغوی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی روایت سے لکھا ہے کہ ہود کی قبر حضر موت میں سرخ ٹیلے پر واقع ہے عبد الرحمن بن سابط کا بیان ہے کہ رکن اور مقام اور زمزم کے درمیان ننانوے پیغمبروں کی قبریں ہیں انہی میں ہود

ع ٨ ١٥ خلاصہ رکوع ٨
حضرت نوح علیہ السلام کا تذکرہ فرمایا گیا۔

صالح اور شعیبؑ کی بھی قبریں ہیں یہ بھی روایت میں آیا ہے کہ جب کسی پیغمبر کی امت (عذاب سے) تباہ ہو جاتی تو وہ پیغمبر مومنوں کی جماعت لے کر مکہ میں چلا آتا تھا اور اس جگہ مرتے دم تک سب لوگ اللہ کی عبادت میں مشغول رہتے تھے اور یہیں مر کر دفن ہو جاتے تھے۔ (تفسیر مظہری)

وَّ اِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ﴿۶۶﴾ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ

اور ہم تو تجھ کو جھوٹا گمان کرتے ہیں ف۱ ہود نے کہا کہ اے قوم کچھ میں

بِیْ سَفَاهَةٌ وَّ لٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶۷﴾

بے عقل نہیں ہوں لیکن میں بھیجا ہوا ہوں پروردگار عالم کا

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ اَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ ﴿۶۸﴾

تم کو پہنچاتا ہوں پیغام اپنے پروردگار کے اور میں تمہارا خیر خواہ معتبر ہوں

اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ

کیا تم کو تعجب ہوا کہ تم کو آئی نصیحت تمہارے پروردگار کی جانب سے

مِّنْكُمْ لِیُنْذِرَكُمْ ؕ وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ

ایک شخص کی معرفت جو تم ہی میں سے ہے تاکہ وہ تم کو ڈر سناوے! اور وہ احسان یاد کرو جب تم کو

مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ زَادَكُمْ فِی الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ

سردار بنا دیا قوم نوح کے بعد اور تم کو زیادہ دیا بدن میں پھیلاؤ

فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾ قَالُوْۤا

تو یاد کرو اللہ کے احسان تاکہ تم فلاح پاؤ وہ بولے کہ

اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَ نَذَرَ مَا كَانَ یَعْبُدُ

کیا تو ہمارے پاس اس واسطے آیا ہے کہ ہم عبادت کریں ایک اللہ کی اور انہیں چھوڑ بیٹھیں کہ

اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۷۰﴾

جن کو پوجتے رہے ہمارے باپ دادا! اچھا لے آ جس کا تو ہمیں ڈراوا دکھاتا ہے اگر تو سچا ہے

ف۱ قوم عاد کا وفد:

حارث البکری سے روایت ہے کہ علاء بن الحضرمی کی شکایت لے کر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جا رہا تھا اور اقوم ربذہ پر سے گذر رہا تھا کہ بنی تمیم کی ایک بڑھیا جو اس قبیلہ سے چھوٹ گئی تھی اور اکیلی ہوگئی تھی کہنے لگی، اے خدا کے بندے مجھے رسول خدا کی طرف لے چل، مجھے آپ ﷺ سے کام ہے۔ چنانچہ میں نے اس کو اونٹ پر بٹھا لیا اور مدینے آیا۔ مسجد لوگوں سے بھری ہوئی تھی اور ایک سیاہ علم بلند تھا۔ بلالؓ اپنی تلوار لٹکائے رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑے تھے۔ میں نے پوچھا یہ لوگ کیسے جمع ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ عمرو بن العاصؓ کی سرکردگی میں لشکر بھیجا جا رہا ہے۔ میں بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ اپنے کمرے میں داخل ہوئے، میں نے حاضری کی اجازت طلب کی۔ مجھے اجازت دی۔ میں نے آ کر سلام کیا۔ مجھ سے کہنے لگے کہ کیا تم میں اور بنی تمیم میں کوئی رنجش ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں مجھے ان سے شکایت ہے اور الزام انہیں پر ہے۔ اب میں آپ کے پاس آ رہا تھا کہ راستہ میں ایک بڑھیا مل گئی قبیلہ بنی تمیم کی ہے جو ان سے چھوٹ گئی تھی۔ مجھ سے کہنے لگی کہ مجھے رسول اللہ ﷺ سے کام ہے مجھے لے چلو۔ چنانچہ وہ بھی دروازے پر کھڑی ہے۔ تو آپ ﷺ نے اسے بھی بلا لیا۔ وہ آ گئی میں نے کہا یا رسول اللہ! ہم میں اور بنو تمیم میں آڑ کر دیجئے۔ یہ سن کر قبیلہ بنی تمیم کی اس بڑھیا کو حمیت پیدا ہوئی اور تیز ہو کر بولی کہ "یا رسول اللہ! پھر آپ کے پریشان حال کہاں پناہ لیں گے۔ میں کہنے لگا ارے میری مثال تو اس ضرب المثل کی سی ہوگئی کہ بکری اپنی موت کو آپ کھینچ لائی۔ میں اس بڑھیا کو سوار کر کے لے آیا مجھے کیا خبر تھی کہ یہ میری دشمن ثابت ہوگی۔ میں خدا کے پاس اور

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ؕ

ہود نے کہا کہ واقع ہوا تم پر تمہارے پروردگار کی جانب سے عذاب اور غضب!

اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ

کیا تم مجھ سے جھگڑتے ہو ان ناموں کے بارے میں جو گھڑ رکھے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادا

مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ

نے کہ نہیں اتاری اللہ نے ان کی کوئی سند! تو انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ

مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿٧١﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ

انتظار کرتا ہوں غرض ہم نے بچا لیا ہود اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ تھے اپنی مہربانی سے

مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا

اور جڑ کاٹ دی ان کی جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتوں کو اور وہ نہ تھے

مُؤْمِنِيْنَ ﴿٧٢﴾ وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ

ایمان لانے والے اور ثمود کی جانب بھیجا ان کے بھائی صالح کو! صالح نے کہا

اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ

بھائیو اللہ ہی کی عبادت کرو تمہارا کوئی معبود نہیں اس کے سوا! تمہارے پاس آ چکی واضح

بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا

دلیل تمہارے پروردگار کی جانب سے! یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے سو اس کو چھوڑ

تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ

پھرنے دو کہ کھاوے اللہ کی زمین میں اور اس کو ہاتھ نہ لگاؤ بری طرح (ورنہ) تم کو

رسول کے پاس پناہ لیتا ہوں۔ اس بات سے کہ وفد قوم عاد کی طرح بن جاؤں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وفد عاد کا کیا قصہ ہے۔ حالانکہ آپ ﷺ مجھ سے بہتر جانتے تھے لیکن مجھ سے سننے کے خواہشمند تھے۔ میں نے کہا کہ قوم عاد قحط میں مبتلا ہوگئی تھی۔ چنانچہ انہوں نے اپنا ایک وفد مکہ بھیجا وفد کے قائد کا نام قیل تھا۔ وہ مکہ آ کر معاویہ بن بکر کے پاس ٹھہرے، ایک مہینہ قیام کیا شراب پیتے رہے۔ جرادتان نامی دو لونڈیوں کا گانا سنتے رہے۔ پھر سردار وفد قیل مہرہ کی پہاڑیوں کی طرف نکلا اور دعا کی کہ اے خدا تو جانتا ہے کہ میں کسی مریض کی دعائے صحت کے لئے نہیں آیا ہوں نہ کسی قیدی کے چھڑانے کے لئے فدیہ مانگتا ہوں، بلکہ اے خدا عاد کو پانی دے۔ چنانچہ بحکم خدا تین ابر نمایاں ہوئے۔ ندا آئی کہ ایک ابر کو اختیار کر لے۔ اس نے سیاہ ابر کا انتخاب کیا۔ ندا آئی کہ تجھ کو تو خاک ملے

ع ٩ ٨ ١٦

خلاصہ رکوع ٩

قوم عاد اور ھود علیہ السلام کا ذکر فرمایا گیا۔

گی قوم عاد کا کوئی فرد باقی نہیں رہے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایک آندھی بھیجی جو خزانہ باد میں گویا اتنی ہی تھی جتنا کہ میری اس انگوٹھی کا دائرہ ہے جس سے یہ ساری قوم تباہ ہوگئی۔ اب عرب کے لوگ جب کسی وفد کو بھیجتے ہیں تو بطور ضرب المثل کہتے ہیں کہ وفد عاد کی طرح نہ ہو جانا۔ امام احمدؒ نے اپنی مسند میں اس کو بیان کیا ہے اور ترمذیؒ نے بھی روایت کیا ہے، واللہ اعلم۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ

پکڑے گا دردناک عذاب ؂۱ اور یاد کرو جب اس نے تم کو جانشین بنا دیا قوم عاد کے بعد

عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا

اور تم کو ٹھکانا دیا زمین میں کہ بنا لیتے ہو نرم زمین میں محل

قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَاۗءَ اللّٰهِ

اور تراش لیتے ہو پہاڑوں کے گھر! تو یاد کرو اللہ کی نعمتیں

وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ الْمَلَاُ

اور ملک میں فساد پھیلاتے نہ پھرو ؂۲ کہنے لگے

الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا

سردار جنہوں نے تکبر کیا اس کی قوم میں ان غریبوں سے کہ

لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ

جو ان میں ایمان لے آئے تھے کہ کیا تم کو معلوم ہے کہ صالح بھیجا ہوا ہے اپنے پروردگار کی جانب سے؟

رَّبِّهٖ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۷۵﴾ قَالَ الَّذِيْنَ

وہ بولے کہ ہم کو اس دین پر جو ان کی معرفت بھیجا گیا یقین ہے کہنے لگے

اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۷۶﴾

تکبر والے کہ ہم تو اس دین کے جس پر تم ایمان لائے ہو منکر ہیں

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا

پھر انہوں نے کاٹ ڈالا اونٹنی کو اور سرکشی کی اپنے پروردگار کے حکم سے اور کہنے لگے کہ

؂۱ حضرت صالح علیہ السلام کی گذرگاہ:

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حج کے زمانے میں نبی ﷺ جب وادی عفان سے گزرے تو فرمایا کہ اے ابوبکر! یہ کون سا مقام ہے؟ حضرت صدیقؓ نے جواب دیا کہ یہ وادیٔ عفان ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ صالح اور ھود (علیہما السلام) ناقہ پر سوار کسی زمانے میں یہاں سے گزرے تھے جن کی نکیلیں کھجور کی رسیوں کی تھیں، کمبلوں کے تہہ بند تھے پوستین کی چادریں تھیں۔ اور لبیک کہتے ہوئے بیت عتیق کے حج کے لیے جا رہے تھے۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

؂۲ احکام و مسائل:

آیات مذکورہ سے چند اصولی اور فروعی مسائل معلوم ہوئے۔ اول یہ کہ اصول عقائد میں تمام انبیاء علیہم السلام متفق ہیں اور ان کی شریعتیں متحد ہیں سب کی دعوت توحید کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنا اور اس کی خلاف ورزی پر عذاب دنیا و آخرت سے ڈرانا ہے۔ دوسرے یہ کہ تمام پچھلی امتوں میں ہوتا بھی رہا ہے کہ قوموں کے بڑے دولت مند آبرو دار لوگوں نے ان کی دعوت قبول نہیں کیا اور اس کے نتیجہ میں دنیا میں بھی ہلاک و برباد ہوئے اور آخرت میں بھی مستحق عذاب ہوئے۔
تیسرے تفسیر قرطبی میں ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں دنیا میں کافروں پر بھی مبذول ہوتی ہیں۔ جیسا کہ قوم عاد و ثمود پر اللہ تعالیٰ نے دولت و قوت کے دروازے کھول دیئے تھے۔
چوتھے تفسیر قرطبی، ہی میں ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ بڑے بڑے محلات اور عالی شان مکانات کی تعمیر بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں اور ان کا بنانا جائز ہے۔ (معارف القرآن مفتی اعظمؒ)

يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٧٧﴾

اے صالح لے آ ہم پر جس کا تو ہمیں ڈرا وا دکھاتا ہے اگر تو پیغمبر ہے

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿٧٨﴾

تو ان کو آ پکڑا زلزلہ نے پھر رہ گئے اپنے گھر میں اوندھے پڑے ہوئے

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ

پھر صالح نے ان سے منہ پھیرا اور کہا کہ بھائیومیں تم کو پہنچا چکا پیغام

رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿٧٩﴾

اپنے پروردگار کا اور میں نے خیر خواہی کی تھی لیکن تم نہیں دوست سمجھتے خیر خواہوں کو ف۱

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ

اور لوط کو (بھیجا) جب اس نے کہا اپنی قوم سے کہ کیا تم ایسی بے حیائی کرتے ہو

بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٨٠﴾ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ

جو نہیں کی تم سے پہلے کسی نے جہان میں تم تو دوڑتے ہو

الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ۭ بَلْ اَنْتُمْ

مردوں پر شہوت کے مارے عورتیں چھوڑ کر! بلکہ تم لوگ حد سے

قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿٨١﴾ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ

بڑھے ہوئے ہو اور کچھ جواب نہ دیا اس کی قوم نے مگر یہی

قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ

کہا کہ نکال دو ان کو اپنے شہر سے! یہ ایسے لوگ ہیں کہ پاک صاف بننا چاہتے ہیں۔

ف۱ مردوں سے خطاب کا مقصد

مردوں سے خطاب رسول اللہ ﷺ نے بھی کیا تھا بدر کے مقتولین کو جب ایک گڑھے میں ڈال دیا گیا تو رسول اللہ نے (نام لے لے کر) ان کو مخاطب بنایا۔ صحیحین میں حضرت ابو طلحہؓ کی روایت سے آیا ہے کہ بدر سے تیسرے دن رسول اللہ ﷺ نے اونٹنی کسوانے کا حکم دیا اونٹنی پر پالان باندھ دیا گیا پھر آپ صحابہؓ کولیکر پیدل چل دیئے صحابہؓ کو خیال ہوا کہ کسی ضروری کام سے کہیں تشریف لئے جا رہے ہیں لیکن آپ جا کر اس کنویں کے کنارے کھڑے ہوگئے (جس کے اندر مقتولین کی لاشیں پھینک دی گئی تھیں) اور پکارنے لگے اے ابو جہل بن ہشام اے امیہ بن خلف اے عتبہ بن ربیعہ اے شیبہ بن ربیعہ کیا تمہارے لئے اس وقت یہ امر باعث مسرت ہوتا کہ کاش تم نے اللہ اور اس کے رسول کے حکم مان لیا ہوتا اللہ اور اس کے رسول نے جس چیز کی تم کو وعید کی تھی کیا تم نے اس کو صحیح پالیا میں نے تو اس وعدہ کو حق پا لیا جو اللہ نے مجھ سے کیا تھا تم اپنے نبی کے لئے بدترین قبیلہ ہو تم نے میری تکذیب کی اور دوسرے لوگوں نے مجھے سچا جانا تم مجھ سے لڑے اور دوسرے لوگوں نے میری مدد کی۔ اے گروہ شر تم کو اللہ نے میری طرف سے سزا دے دی۔ میں امین تھا تم نے مجھے خائن قرار دیا میں سچا تھا تم نے مجھے جھوٹا کہا حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) کیا تین روز کے بعد آپ ان کو پکار رہے ہیں بے جان لاشوں سے آپ کس طرح کلام فرما رہے ہیں فرمایا تم میری بات کو ان سے زیادہ نہیں سن رہے ہو جو کچھ میں ان سے کہہ رہا ہوں اس وقت وہ سن رہے ہیں لیکن لوٹا کر جواب نہیں دے سکتے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ حضرت صالح نے مردوں کو خطاب اس لئے کیا کہ آنے والے لوگوں کو عبرت ہو۔ (تفسیر مظہریؒ)

يَتَطَهَّرُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖ كَانَتْ

پھر ہم نے نجات دی لوط کو! اور اس کے گھر والوں کو مگر اس کی بی بی! رہ گئی

مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۖ فَانْظُرْ كَيْفَ

رہ جانے والوں میں! ف۱ اور ہم نے برسایا ان پر (پتھروں کا) مینہ!

كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ

سو دیکھ کیسا ہوا گنہگاروں کا انجام اور ہم نے بھیجا مدین کی جانب ان کے

شُعَيْبًا ۗ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ

بھائی شعیب کو ف۲ کہا کہ اے قوم عبادت کرو اللہ کی تمہارا کوئی معبود نہیں

غَيْرُهٗ ۗ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ

اس کے سوا تمہارے پاس آ چکی دلیل تمہارے پروردگار کی جانب سے

وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا

تو پوری کرو ماپ اور تول اور کم نہ دو لوگوں کو ان کی چیزیں اور نہ فساد پھیلاؤ

فِى الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ۗ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ

زمین میں اس کے سنوارے پیچھے! اور یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر

كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۸۵﴾ ج وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ

تم ایماندار ہو اور نہ بیٹھا کرو ہر راستہ پر کہ ڈراتے ہو اور روکتے ہو اللہ کی

تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ

راہ سے اُس شخص کو جو اللہ پر ایمان لاوے

ف۱ کیونکہ یہ بیوی کافرہ تھی جب لوط علیہ السلام کو عذاب سے پہلے بستی سے نکل جانے کا حکم ہوا بعض نے تو کہا ہے کہ یہ بیوی ساتھ ہی نہیں گئی اور بعض نے کہا ہے کہ ساتھ چلی تھی پھر لوٹنے لگی اور ہلاک کردی گئی اور لوط علیہ السلام پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آ رہے اگر شبہ ہو کہ عورتوں پر عذاب کیوں

ع ۱۰ ۱۲ ۱۷

خلاصہ رکوع ۱۰

حضرت صالح علیہ السلام اور قوم ثمود کا تذکرہ فرمایا گیا اور آخر میں قوم لوط کا تذکرہ کیا گیا۔

نازل ہو جواب یہ ہے کہ عذاب کا ایک سبب کفر بھی تھا جو سب میں مشترک تھا اور بعض روایات میں ہے کہ آپس میں ان کی عورتیں بھی مساحقت کرتی تھیں اس صورت میں شبہ ہی ساقط ہو گیا۔

ف۲ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ان پر سخت گرمی مسلط ہوئی کہ گھر میں بھی چین نہ آتا تھا اس میں ایک بدلی آئی جس میں سے سرد ہوا نکلی اور اس کے سایہ میں سب میدان میں جمع ہو گئے اس وقت اس میں سے آگ برسی اور زمین کو بھی زلزلہ آیا سب جل کر مر گئے اس صورت میں لفظ دار سے جو کہ آیت میں آتا ہے زمین مراد ہے جیسا کہ دارالاسلام دارالحرب میں دار کا اطلاق مطلق زمین پر ہوتا ہے اور ان کفار کے ہلاک ہونے کے بعد آپ مکہ میں آ رہے تھے اور وہاں ہی آپ کی وفات ہوئی اور مدین اصل میں ابراہیم علیہ السلام کے ایک فرزند کا نام ہے۔ پھر قبیلہ اور شہر پر اطلاق ہونے لگا جو ان کی اولاد تھے یا اس اولاد کا مسکن تھا یہ سب اہل سیر نے لکھا ہے۔

بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا

اور ڈھونڈھتے ہو اس میں کجی! ف۱ اور یاد کرو جب تم کم تھے پھر اس نے

فَكَثَّرَكُمْ ۠ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۶﴾

تم کو زیادہ کر دیا اور دیکھو کیسا ہوا انجام فساد کرنے والوں کا

وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ اُرْسِلْتُ

اور اگر تم میں ایک گروہ نے مان لیا جو میرے ہاتھ بھیجا گیا

بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ

اور ایک فریق نہیں مانا تو صبر کرو ف۲ یہاں تک کہ اللہ فیصلہ کر دے

اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۷﴾

ہمارے درمیان! اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے

ف۱ بعض علماء کے نزدیک صراط سے مراد ہے دین کا راستہ۔ دین کا راستہ اگرچہ ایک ہی ہے لیکن اس کی شاخیں متعدد ہیں عقائد و معارف کی شاخ ، احکام کی شاخ حدود و تعزیرات کی شاخ (گویا راہ دین کی ہر شاخ ایک راستہ ہے) قوم شعیب والے جب کسی کو دین کی کسی شاخ میں کوشش کرتے دیکھتے تو مار ڈالتے اور دکھ دینے کی دھمکی دیتے تھے۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ یعنی اگر تم کو عذاب نہ آنے کا اس سے شبہ ہوتا ہو کہ ایمان لانے والے اور نہ لانے والے دونوں ابھی تک ایک ہی حالت میں ہیں ایمان نہ لانے والوں پر ابھی تک عذاب نازل نہیں ہوا اس سے تم سمجھتے ہو کہ عذاب سے ڈرانا بے اصل ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ فوراً عذاب نہ آنے سے یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ عذاب کبھی نہ آویگا ذرا صبر کرو۔ (تسہیل بیان)

آٹھواں پارہ...سورہ انعام
فضائل خواص' فوائد وعملیات

خاصیت آیت ۱۴۱ برائے حفاظت آفات

وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّیْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَیْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ ۖ وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ (پارہ۸،رکوع۴)

خاصیت: اس آیت کو زیتون کی تختی پرلکھ کر باغ کے دروازے پر لگائے تو خوب پھل پیدا ہوں اور اگر مینڈھے کے مدبوغ چمڑے پر لکھ کر جانور کے گلے میں باندھ دیا جائے تو تمام آفات سے محفوظ رہے۔ (اعمال قرآنی)

فضائل – جو اس سورت کو پڑھے گا قیامت کو اللہ پاک اس کے اور شیطان کے درمیان پردہ حائل کر دے گا آدم علیہ السلام اس کی شفاعت کریں گے۔ (تفسیر میرٹھی)

سورہ اعراف

مغفرت: قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ. (پ۸ع۹)

ترجمہ: اے ہمارے رب ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا اگر آپ مغفرت نہ کریں گے اور ہم پر رحم نہ کریں گے تو واقعی ہمارا بڑا نقصان ہو جائیگا۔

خاصیت: جو شخص اس آیت کو ہر فرض نماز کے بعد ایک بار پڑھ کر مغفرت کی دعاء مانگے انشاءاللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف ہوں، کیونکہ یہ دُعاء آدم علیہ السلام کی ہے۔

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ قُلْ هِیَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا خَالِصَةً یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ. قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (پارہ۸،رکوع۱۱)

خاصیت: یہ آیت زہر وچشم وبد وسحر کے دفع کیلئے مفید ہے جو شخص اس کو انگور سبز کے عرق اور زعفران سے لکھ کر اولے کے پانی سے دھو کر غسل کرے چشم بد اور جادو اس سے دفع ہو اور جو کھانے میں ملا کر کھائے تو زہر سے مامون رہے اور سحر اور نظر بد سے بھی۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۴۳ برائے اتفاق ومحبت

وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ؕ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ. (پارہ۸،رکوع۱۲)

خاصیت: نوتراشیدہ قلم سے مٹھائی پر لکھ کر جن لوگوں میں بغض وعداوت اور نا اتفاقی ہو ان کو کھلانے سے محبت واتفاق پیدا ہو جائے۔ اسی طرح خرما یا انجیر یا بیر پر لکھ کر کھلانے سے بھی اثر ہوتا ہے۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۵۴ تا ۵۶ برائے امن وامان

ابوجعفر نحاس نے حدیث نقل کی ہے کہ آیت الکرسی اور سورۂ اعراف کی تین آیتیں: اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِى الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ م بِاَمْرِهٖ ط اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ط تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ط اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ وَلَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ط اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ (پ۸، ع۱۴)

اور وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا. فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا. فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا. اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ. رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ. اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ نِ الْكَوَاكِبِ. وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ. لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ. دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ. اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ (پارہ۲۳، رکوع۵)

اور سورۂ رحمٰن کی یہ آیتیں سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ. فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ. يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا. لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ. فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ. يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ (پارہ۲۷، رکوع۱۲)

خواص: یہ سب آیتیں اگر کوئی شخص دن میں پڑھے تو تمام دن اور اگر رات کو پڑھے تو تمام رات شیطان سرکش اور جادوگر ضرر رساں اور حاکم ظالم اور تمام چوروں اور درندوں سے محفوظ رہے گا۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۵۷ تا ۵۸ جانوروں وغیرہ سے حفاظت

۱۔ وَهُوَ الَّذِىْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًام بَيْنَ يَدَىْ رَحْمَتِهٖ ط حَتّٰٓى اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ط كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ وَالَّذِىْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ. (پارہ۸، رکوع۱۴)

خاصیت: یہ آیت درختوں کے آفات، کیڑا اور تعفن اور چوہا اور موذی جانوروں سے محفوظ رکھنے کیلئے مفید ہے۔ زیتون کی چوب پر آب سیب، اور زعفران اور عرق انگور سے لکھ کر آب انگور سے دھو کر تھوڑا سا درخت کی جڑ میں چھوڑ دیں اور اوپر سے خالص پانی بھر دیں ان شاء اللہ تعالیٰ اس درخت کی حالت درست ہوجائے گی۔ (اعمال قرآنی)

تعارف سورۂ انفال

یہ سورت تقریباً سن ۲ ہجری کے آس پاس مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہے، اور اس کے بیشتر مضامین جنگِ بدر اور اس کے واقعات اور مسائل سے متعلق ہیں۔ یہ جنگ اسلام اور کفر کے درمیان پہلے باقاعدہ معرکے کی حیثیت رکھتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح مبین عطا فرمائی، اور قریش مکہ کو ذلت آمیز شکست سے دوچار کیا۔ چنانچہ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے انعامات بھی یاد دلائے ہیں، اور مسلمانوں نے جس جاں نثاری کے ساتھ یہ جنگ لڑی اس کی ہمت افزائی کے ساتھ بعض ان کمزوریوں کی بھی نشاندہی فرمائی ہے جو اس جنگ میں سامنے آئیں۔ اور آئندہ کے لئے وہ ہدایات بھی دی گئی ہیں جو ہمیشہ مسلمانوں کی کامیابی اور فتح ونصرت کا سبب بن سکتی ہیں۔ جہاد اور مال غنیمت کی تقسیم کے بہت سے احکام بھی بیان ہوئے ہیں، اور چونکہ جنگ بدر اصل میں کفارِ مکہ کے ظلم وستم کے پس منظر میں پیش آئی تھی، اس لئے ان حالات کا بھی ذکر کیا گیا ہے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ سے ہجرت کا حکم ہوا۔ نیز جو مسلمان مکہ مکرمہ میں رہ گئے تھے، ان کے لئے بھی ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آجائیں۔ ہجرت کی وجہ سے میراث کی تقسیم سے متعلق کچھ احکام عارضی طور پر نافذ کئے گئے تھے۔ سورت کے آخر میں اسی وجہ سے میراث کے کچھ مستقل احکام دیئے گئے ہیں۔

جنگِ بدر

چونکہ اس سورت کے بہت سے مضامین جنگِ بدر کے مختلف واقعات سے متعلق ہیں، اس لئے ان کو ٹھیک ٹھیک سمجھنے کے لئے اس جنگ کے بارے میں کچھ بنیادی معلومات یہاں پیش کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے، تا کہ اس سے متعلق آیات کو ان کے صحیح پس منظر میں سمجھا جاسکے۔

مکہ مکرمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے بعد تیرہ سال مقیم رہے۔ اس دوران مکہ مکرمہ کے کفار نے آپ اور آپ کے جاں نثار صحابہ (رضی اللہ عنہم) کو طرح طرح سے ستانے اور نا قابل برداشت تکلیفیں پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ یہاں تک کہ ہجرت سے ذرا پہلے آپ کو قتل کرنے کا باقاعدہ منصوبہ بنایا گیا جس کا ذکر اسی سورت میں آنے والا ہے۔ جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو کفارِ مکہ مسلسل اس فکر میں رہے کہ آپ کو وہاں بھی چین سے بیٹھنے نہ دیا جائے۔ انہوں نے عبداللہ بن اُبَی کو مدینہ منورہ میں خط لکھا کہ تم لوگوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں کو پناہ دی ہے، اب یا تو تم انہیں پناہ دینے سے ہاتھ اٹھالو، ورنہ ہم تم پر حملہ کریں گے۔ (دیکھئے سنن ابوداؤد، کتاب الخراج، باب ۲۳، حدیث نمبر: ۳۰۰۴) انصار میں سے اوس کے قبیلے کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ مکہ مکرمہ گئے، تو عین طواف کے دوران ابوجہل نے ان سے کہا کہ تم نے ہمارے دشمنوں کو پناہ دے رکھی ہے، اور اگر تم ہمارے ایک سردار کی پناہ میں نہ ہوتے تو زندہ واپس نہیں جاسکتے تھے، جس کا مطلب یہ تھا کہ آئندہ اگر مدینہ منورہ کا کوئی آدمی مکہ مکرمہ آئے گا تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے جواب میں ابوجہل سے کہہ دیا کہ اگر تم ہمارے آدمیوں کو مکہ مکرمہ آنے سے روکو گے تو ہم تمہارے لئے اس سے بھی بڑی رکاوٹ کھڑی کر دیں گے،

یعنی تم تجارتی قافلے لے کر جب شام جاتے ہو تو تمہارا راستہ مدینہ منورہ کے قریب سے گزرتا ہے۔ اب ہم تمہارے قافلوں کو روکنے اور ان پر حملہ کرنے میں آزاد ہوں گے۔ (دیکھئے صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب ۲، حدیث نمبر: ۳۹۵۰) اس کے بعد کفار مکہ کے کچھ دستے مدینہ منورہ کے آس پاس آئے اور مسلمانوں کے مویشی لوٹ کر لے گئے۔ حالات کے اس پس منظر میں ابوسفیان (جو اس وقت کفارِ مکہ کا سردار تھا) ایک بڑا بھاری تجارتی قافلہ لے کر شام گیا۔ اس قافلے میں مکہ مکرمہ کے ہر مرد و عورت نے سونا چاندی جمع کر کے تجارت میں شرکت کی غرض سے بھیجا تھا۔ یہ قافلہ شام سے سو فیصد نفع کما کر واپس آرہا تھا۔ یہ قافلہ ایک ہزار اونٹوں پر مشتمل تھا، اور پچاس ہزار دینار (گنیوں) کا سامان لا رہا تھا، اور اس کے ساتھ چالیس مسلح افراد اس کی حفاظت پر متعین تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قافلے کی واپسی کا پتہ چلا تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چیلنج کے مطابق آپ نے اس قافلے پر حملہ کرنے کا ارادہ فرمایا۔ اس کے لئے باقاعدہ سپاہیوں کی بھرتی کا موقع نہیں تھا، اس لئے وقت پر جتنے صحابہ تیار ہو سکے، ان کی تعداد تین سو تیرہ تھی، کل ستر اونٹ اور دو گھوڑے تھے، ساٹھ زرہیں تھیں۔ اس مختصر سامان کے ساتھ آپ مدینہ منورہ سے نکلے۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ بعض غیر مسلم مصنفین نے اس واقعے پر یہ اعتراض کیا ہے کہ ایک پر امن تجارتی قافلے پر حملہ کرنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ ہمارے زمانے کے بعض مسلمان مصنفین نے اس اعتراض سے مرعوب ہو کر یہ دعویٰ کرنے کی کوشش کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ قافلے پر حملہ کرنے کا نہیں تھا، بلکہ ابوسفیان نے اپنے طور پر خطرہ محسوس کر کے ابوجہل کے لشکر کو دعوت دی تھی۔ لیکن واقعے کی یہ تشریح صحیح احادیث اور قرآنی اشارات کی روشنی میں درست نہیں ہے۔ درحقیقت یہ اعتراض اس وقت کے حالات اور اس دور کے سیاسی، دفاعی اور معاشرتی ڈھانچے سے بے خبری پر مبنی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جو واقعات ہم نے اوپر بیان کئے ہیں، ان کی روشنی میں فریقین کے درمیان ایک مسلسل جنگ کی حالت موجود تھی۔ دونوں نے ایک دوسرے کو نہ صرف چیلنج دے رکھے تھے، بلکہ کفار کی طرف سے عملی طور پر چھیڑ چھاڑ بھی شروع ہو چکی تھی۔ دوسرے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے سے انہیں متنبہ کر آئے تھے کہ وہ ان کے قافلوں پر حملہ کرنے کے لئے آزاد ہوں گے۔ تیسرے اس دور میں شہری اور فوجی افراد کی کوئی تفریق نہیں ہوتی تھی۔ کسی معاشرے کے تمام بالغ مرد "مقاتلہ" یعنی لڑنے والے کہلاتے تھے۔ چنانچہ قافلے کی سرکردگی ابوسفیان کے ہاتھ میں تھی جو اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کھلا دشمن تھا اور اس کے ساتھ چالیس مسلح افراد میں سے ہر ایک قریش کے ان لوگوں میں سے تھا جو مسلمانوں کو ستانے میں پیش پیش رہے تھے، اور مسلمانوں کے خلاف جنگ کی تیاری کر رہے تھے، اور یہ قافلہ بھی اگر کامیابی سے مکہ مکرمہ پہنچ جاتا تو قریش کی جنگی طاقت میں بڑے اضافے کا سبب بنتا۔ ان حالات میں اس کو ایک پر امن تجارتی قافلے پر حملہ قرار دینا اس وقت کے حالات سے ناواقفیت یا محض عناد کا کرشمہ ہے، اور اس کی وجہ سے ان واقعات کا انکار کرنا کسی طرح درست نہیں ہے جو صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔

بہر حال! جب ابوسفیان کو آپ کے ارادے کا اندازہ ہوا تو اس نے ایک طرف تو ایک تیز رفتار ایلچی ابوجہل کے پاس بھیج کر اس واقعے کی اطلاع دی، اور اسے پورے لاؤ لشکر کے ساتھ آپ پر حملہ کرنے کا مشورہ دیا، اور دوسری طرف اپنے قافلے کا راستہ بدل کر بحر احمر کے ساحل کی طرف نکل گیا تاکہ وہاں سے چکر کاٹ کر مکہ مکرمہ پہنچ سکے۔ ابوجہل نے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر ایک بڑا لشکر تیار کیا، اور لوہے میں

غرق ہوکر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوگیا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب پتہ چلا کہ ابوسفیان تو قافلہ لے کر نکل چکا ہے،اور ابوجہل کالشکر آرہا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا۔سب نے یہی رائے دی کہ اب ابوجہل سے ایک فیصلہ کن معرکہ ہوجانا چاہئے۔چنانچہ بدر کے مقام پر دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا۔مسلمانوں کی تعداد اور ساز وسامان ابوجہل کے لشکر کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا،لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مسلمانوں کوشاندار فتح حاصل ہوئی۔ابوجہل سمیت قریش کے ستر سردار جومسلمانوں کی دشمنی میں پیش پیش تھے،مارے گئے،اور دوسرے ستر افراد گرفتار ہوئے،اور باقی لوگ میدان سے بھاگ کھڑے ہوئے۔(توضیح القرآن)

سورۃ الانفال: اس کی آیت نمبر ۱۱ سات سومرتبہ لکھ کر ہولِ اضطراب قلب اور خفقان کے مریض کو بارش کے پانی سے زعفران میں گھول کر مریض کے گلے میں ڈالنا بہت مفید ہے۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِ

کہا سرداروں نے جو مغرور تھے اس کی قوم میں کہ ہم نکال کر

جَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ

رہیں گے اے شعیب تجھ کو اور ان کو جو ایمان لائے تیرے ساتھ اپنی بستی سے یا

لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۭ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ۝۸۸ۚ قَدِ

تم لوگ لوٹ آؤ ہمارے مذہب میں! شعیب نے کہا کہ کیوں جی اگر ہم کراہت کریں (تو بھی) بیشک

افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ

ہم نے بہتان باندھا اللہ پر جھوٹا اگر لوٹ آویں تمہارے دین میں اس کے بعد

اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ۭ وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ

کہ ہم کو نجات دے چکا اللہ اس سے! اور ہم سے نہیں ہو سکتا کہ

فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ۭ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ

ہم اس میں لوٹ آویں مگر یہ کہ اللہ ہی چاہے جو ہمارا پروردگار ہے (تو مجبوری ہے) گھیرے ہوئے

عِلْمًا ۭ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۭ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ

ہے ہمارا پروردگار ہر چیز کو علم میں اللہ ہی پر ہم نے بھروسہ کیا! اے ہمارے پروردگار فیصلہ کر ہم میں

قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ۝۸۹ وَقَالَ الْمَلَاُ

اور ہماری قوم میں انصاف سے اور تو ہی بہتر فیصلہ کرنے والا ہے ف۱ اور بولے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَىِٕنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ

سردار جو منکر تھے اس کی قوم میں کہ اگر تم چلے شعیب کی راہ تو بے شک تم

ع ۱۱ ۱۸ ۱۱

ف۱ بعض عجیب لوگ:

حضرت ابن مسعودؓ کی روایت صحیحین میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ تم میں سے کچھ لوگ (ساری عمر) دوزخیوں کے کام کرتے ہیں یہاں تک کہ ان کے اور دوزخ کے درمیان صرف ہاتھ بھر فاصلہ رہ جاتا ہے (آخر میں) کتاب کا لکھا غالب آتا ہے اور وہ اہل جنت کے عمل کرنے لگتے ہیں اور جنت میں چلے جاتے ہیں۔

سب کے دل
اللہ کے قبضہ میں ہیں:

عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا اللہ ہی پر ہمارا اعتماد ہے کہ وہ ہم کو ایمان پر قائم رکھے گا اور یقین میں زیادتی کی توفیق دے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمام بنی آدم کے دل ایک دل کی طرح رحمٰن کی چٹکی میں ہیں جس طرف کو چاہتا ہے موڑ دیتا ہے پھر آپ نے دعا کی اے اللہ! اے دلوں کو موڑنے والے ہمارے دلوں کو اپنی طاعت پر موڑ دے۔ رواہ مسلم۔ (تفسیر مظہریؒ)

اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿٩٠﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا

برباد ہو لئے پھر ان کو آ پکڑا زلزلہ نے تو صبح کو رہ گئے اپنے گھر میں

فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ﴿٩١﴾ اَلَّذِیْنَ كَذَّبُوْا شُعَیْبًا كَاَنْ

گھٹنوں کے بل پڑے ہوئے ف۱ جنہوں نے جھٹلایا شعیب کو (ایسے مٹے کہ)

لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا ۛۚ اَلَّذِیْنَ كَذَّبُوْا شُعَیْبًا كَانُوْا هُمُ

گویا ان بستیوں میں بسے ہی نہ تھے! جنہوں نے جھٹلایا شعیب کو وہی

الْخٰسِرِیْنَ ﴿٩٢﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ

خراب ہوئے۔ پھر شعیب نے ان سے منہ پھیرا اور کہا کہ اے قوم میں پہنچا چکا

رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَیْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ

تم کو اپنے پروردگار کے پیغام اور تمہارا بھلا چاہا! اب کیا افسوس کروں

كٰفِرِیْنَ ﴿٩٣﴾ ع وَمَاۤ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّاۤ

نہ ماننے والے لوگوں پر اور ہم نے نہیں بھیجا کسی بستی میں کوئی نبی مگر

اَخَذْنَاۤ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ

کہ پکڑا وہاں کے رہنے والوں کو سختی اور تکلیف میں تاکہ وہ لوگ

یَضَّرَّعُوْنَ ﴿٩٤﴾ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّیِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى

گڑگڑائیں۔ پھر ہم نے بدل دیا سختی کی جگہ آسانی کو یہاں تک کہ وہ زیادہ ہو گئے

عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ

اور کہنے لگے پہنچ لی ہے ہمارے باپ دادوں کو بھی تکلیف اور خوشی! تو ہم نے ان کو دھر پکڑا

ف۱ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ شعیب علیہ السلام کی قوم پر اول تو ایسی سخت گرمی مسلط ہوئی جیسے جہنم کا دروازہ ان کی طرف کھول دیا گیا ہو جس سے ان کا دم گھٹنے لگا نہ کسی سایہ میں چین آتا تھا نہ پانی میں۔ یہ لوگ گرمی سے گھبرا کر تہ خانوں میں گھس گئے تو وہاں اوپر سے بھی زیادہ سخت گرمی پائی۔ پریشان ہو کر شہر سے جنگل کی طرف بھاگے۔ وہاں اللہ تعالیٰ نے ایک گہرا بادل بھیج دیا جس کے نیچے ٹھنڈی ہوا تھی۔ یہ سب لوگ گرمی سے بدحواس تھے دوڑ دوڑ کر اس بادل کے نیچے جمع ہو گئے۔ اس وقت یہ سارا بادل آگ ہو کر ان پر برسا۔ اور زلزلہ بھی آیا جس سے یہ سب لوگ راکھ کا ڈھیر بن کر رہ گئے۔ اس طرح اس قوم پر زلزلہ اور عذاب ظلہ دونوں جمع ہو گئے (بحر محیط) اور بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ بھی ممکن ہے کہ قوم شعیب علیہ السلام کے مختلف حصے ہو کر بعض پر زلزلہ آیا اور بعض عذاب ظلہ سے ہلاک کئے گئے ہوں۔ (معارف مفتی اعظمؒ)

عند المتقدمین مع

خلاصہ رکوع ۱۱

ع ١١ ٩ ١

حضرت شعیب علیہ السلام اور قوم مدین کا تذکرہ فرمایا گیا۔

بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى

ناگہاں اور وہ بے خبر تھے ف۱ اور اگر بستیوں والے ایمان لے آتے

اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

اور پرہیز گار بنتے تو ہم ان پر ضرور کھول دیتے برکتیں آسمان اور زمین ف۲ سے

وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۶﴾ اَفَاَمِنَ

لیکن وہ جھٹلانے لگے تو ہم نے ان کو دھر پکڑا ان کرتوتوں کے وبال میں جو وہ کرتے تھے اب کیا

اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآىِٕمُوْنَ ﴿۹۷﴾ ط

نڈر ہیں بستیوں والے اس بات سے کہ ان پر آ پہنچے ہمارا عذاب راتوں رات اور وہ پڑے سوتے ہوں

اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ

یا نڈر ہیں بستیوں والے اس سے کہ ان پر آ پہنچے ہمارا عذاب دن چڑھے اور وہ

يَلْعَبُوْنَ ﴿۹۸﴾ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ

کھیل کود میں مشغول ہوں کیا نڈر ہو گئے اللہ کے داؤ سے؟ سو نہیں نڈر ہوتے اللہ کے داؤ سے

اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۹۹﴾ ع اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ

مگر وہی لوگ جو خراب ہوں گے کیا اس سے بھی ان لوگوں کو ہدایت نہیں ہوئی جو وارث بنتے ہیں

الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَآ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ

زمین کے وہاں لوگوں کے ہلاک ہوئے پیچھے کہ اگر ہم چاہیں تو ان کو پکڑ لیں

بِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

ان کے گناہوں پر! اور ہم مہر لگا دیتے ہیں ان کے دلوں پر سو وہ سنتے ہی نہیں

ف۱ مؤمن ومنافق:
حدیث میں ہے کہ مصیبتیں مومن کو گناہوں سے پاک کرتی رہتی ہیں۔ اور منافق کی مثال مثل گدھے کے ہے جو نہیں جانتا کہ اس پر کیا لدا ہے اور کس غرض سے اس سے کام لیا جا رہا ہے اور کیوں باندھا گیا اور کیوں کھولا گیا۔ (ابن کثیر)

ف۲ یعنی آسمان سے بارش اور زمین سے پیداوار برکت کے ساتھ عطا فرماتے اور گو ہلاکت سے پہلے ان کو ایک مدت کے لئے خوشحالی دی گئی تھی لیکن اس خوشحالی میں برکت اس لئے نہ تھی کہ آخر میں وہ وبال جان ہو گئی بخلاف ان نعمتوں کے جو ایمان و اطاعت کے ساتھ ملتی ہیں ان میں یہ خیر و برکت ہوتی ہے کہ وہ کبھی وبال نہیں ہوتیں نہ دنیا میں نہ آخرت میں حاصل یہ کہ اگر وہ ایمان وتقویٰ اختیار کرتے تو ان کو بھی یہ برکتیں دیتے

ع ۱۲ ۲ رکوع نمبر ۱۲
کفار مکہ کی غلط فہمی کا ازالہ فرمایا گیا اور ترقی وتنزلی کا فلسفہ ذکر کیا گیا اور فرمایا گیا کہ اتمام حجت کے بغیر عذاب الٰہی کبھی نہیں آتا۔ روز محشر مومنین کی بے خوفی کو ذکر کیا گیا۔

تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا ۚ وَلَقَدْ

یہ چند بستیاں ہیں کہ ہم سناتے ہیں تجھے ان کے کچھ حالات! اور ان کے پاس

جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا

آ چکے ان کے رسول نشانیاں لے کر! تو یہ ایسے تھے ہی نہیں کہ ایمان لے آ دیں اس پر جس کو پہلے

كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ

جھٹلا چکے! اسی طرح اللہ مہر کر دیتا ہے منکروں کے دلوں پر ف۱

الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۱﴾ وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ وَاِنْ

اور ہم نے نہیں پایا ان کے اکثروں میں نباہ! اور ہم نے

وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ

تو ان میں بہتیرے بدکار ہی پائے پھر ہم نے بھیجا ان کے بعد

مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ

موسیٰ کو معجزے دے کر فرعون اور اس کی قوم کی جانب تو انہوں نے کفر کیا

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَقَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ

معجزوں کا پس دیکھ کیسا ہوا انجام مفسدوں کا اور کہا موسیٰ نے کہ اے فرعون

اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ حَقِيْقٌ عَلٰٓى اَنْ لَّآ

میں بھیجا ہوا ہوں پروردگار عالم کا! قائم ہوں اس پر کہ نہ کہوں

اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ

اللہ کی طرف سے مگر جو سچ ہے! میں تمہارے پاس لایا ہوں معجزہ تمہارے پروردگار کی

ف۱ دِلوں کو زنگ لگنا:

حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب کوئی انسان پہلے پہل گناہ کرتا ہے تو اس کے قلب پر ایک نقطہ سیاہی کا لگ جاتا ہے، دوسرا گناہ کرتا ہے تو دوسرا اور تیسرا گناہ کرتا ہے تو تیسرا نقطہ لگ جاتا ہے یہاں تک کہ اگر وہ برابر گناہوں میں بڑھتا گیا تو بہ نہ کی تو یہ سیاہی کے نقطے اس کے سارے قلب کو گھیر لیتے ہیں اور انسان کے قلب میں اللہ تعالیٰ نے جو فطری مادہ بھلے برے کی پہچان اور برائی سے بچنے کا رکھا ہے وہ فنا یا مغلوب ہو جاتا ہے، اور اس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ وہ اچھی چیز کو برا اور بری کو اچھا، مفید کو مضر اور مضر کو مفید خیال کرنے لگتا ہے، اسی حالت کو قرآن میں ران یعنی قلب کے زنگ سے تعبیر فرمایا ہے، اور اسی حالت کا آخری نتیجہ وہ ہے جس کو طبع یعنی مہر لگانے سے اس آیت میں اور بہت سے دوسری آیات میں تعبیر کیا گیا ہے۔

مہر لگنے کا نتیجہ:

یہاں یہ بات قابل نظر ہے کہ دل پر مہر لگ جانے کا نتیجہ تو عقل و فہم کا معدوم ہو جانا ہے، کانوں کی سماعت پر تو اس کا کوئی اثر عادۃً نہیں ہوا کرتا، تو اس آیت میں موقع اس کا تھا کہ اس جگہ **فهم لا يفقهون** فرمایا جاتا یعنی وہ سمجھتے نہیں، مگر قرآن کریم میں یہاں فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ آیا ہے یعنی وہ سنتے نہیں۔ سبب یہ ہے کہ سننے سے مراد اس جگہ ماننا اور اطاعت کرنا ہے جو نتیجہ ہوتا ہے سمجھنے کا، مطلب یہ ہے کہ دلوں پر مہر لگ جانے کے سبب وہ کسی حق بات کو ماننے پر تیار نہیں ہوتے اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ انسان کا قلب اس کے تمام اعضاء و جوارح کا مرکز ہے جب قلب کے افعال میں خلل آتا ہے تو سارے اعضاء کے افعال مختل ہو جاتے ہیں، جب دل میں کسی چیز کی بھلائی یا برائی سما جاتی ہے تو پھر ہر چیز میں اس کو آنکھوں سے بھی وہی نظر آتا ہے کانوں سے بھی وہی سنائی دیتا ہے۔ (معارف مفتی اعظمؒ)

فَأَرْسِلْ مَعِيَ بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ ﴿١٠٥﴾ قَالَ إِن كُنتَ جِئْتَ

جانب سے تو بھیج دے میرے ساتھ بنی اسرائیل کو۔ فرعون بولا کہ اگر تو کوئی معجزہ لے کر

بِـَٔايَةٍ فَأْتِ بِهَآ إِن كُنتَ مِنَ ٱلصَّٰدِقِينَ ﴿١٠٦﴾ فَأَلْقَىٰ

آیا ہے تو اس معجزہ کو لا اگر تو سچا ہے! تب موسیٰ نے ڈال دیا

عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ﴿١٠٧﴾ وَنَزَعَ يَدَهُۥ فَإِذَا

اپنا عصا پس وہ ہوگیا اسی وقت اژدھا صریح اور موسیٰ نے اپنا ہاتھ نکالا تو اسی وقت وہ چمکتا

هِيَ بَيْضَآءُ لِلنَّٰظِرِينَ ﴿١٠٨﴾ قَالَ ٱلْمَلَأُ مِن قَوْمِ فِرْعَوْنَ

نظر آیا ناظرین کو۔ کہا فرعون کی قوم کے سرداروں نے کہ

إِنَّ هَٰذَا لَسَٰحِرٌ عَلِيمٌ ﴿١٠٩﴾ يُرِيدُ أَن يُخْرِجَكُم مِّنْ

بیشک یہ تو کوئی ماہر جادو گر ہے! ف۱ نکالنا چاہتا ہے تم کو تمہارے

أَرْضِكُمْ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ﴿١١٠﴾ قَالُوٓا۟ أَرْجِهْ وَأَخَاهُ

ملک سے! اب تم کیا صلاح دیتے ہو؟ سب نے کہا کہ ڈھیل دیجئے

وَأَرْسِلْ فِي ٱلْمَدَآئِنِ حَٰشِرِينَ ﴿١١١﴾ يَأْتُوكَ بِكُلِّ

موسیٰ اور اس کے بھائی کو اور روانہ کر دیجئے پرگنوں میں نقیب کہ لے آویں آپ کے پاس تمام

سَٰحِرٍ عَلِيمٍ ﴿١١٢﴾ وَجَآءَ ٱلسَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوٓا۟ إِنَّ لَنَا

ماہر جادوگروں کو۔ اور آگئے جادو گر فرعون کے پاس کہنے لگے کہ ضرور ہمارے لئے

لَأَجْرًا إِن كُنَّا نَحْنُ ٱلْغَٰلِبِينَ ﴿١١٣﴾ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ لَمِنَ

بدلا ہونا چاہئے اگر ہم غالب ہوئے۔ فرعون نے کہا کہ ہاں اور ضرور تم میرے

ف۱ جادو اور معجزہ کا فرق: اگر دیکھنے والے ذرا بھی غور کریں اور ہٹ دھرمی اختیار نہ کریں تو معجزہ اور سحر کا فرق خود بخود سمجھ لیں۔ سحر کرنے والے عموماً ناپاکی اور گندگی میں رہتے ہیں اور جتنی زیادہ گندگی اور ناپاکی میں ہوں اتنا ہی ان کا جادو زیادہ کامیاب ہوتا ہے، بخلاف انبیاء علیہم السلام کے کہ طہارت و نظافت ان کی طبیعت ثانیہ ہوتی ہے، اور یہ بھی کھلا ہوا فرق من جانب اللہ ہے کہ نبوت کا دعویٰ کرنے کیساتھ کسی کا جادو چلتا بھی نہیں۔ اور اہل بصیرت تو اصل حقیقت کو جانتے ہیں کہ جادو سے جو چیزیں ظاہر کی جاتی ہیں وہ سب دائرہ اسباب طبعیہ کے اندر ہوتی ہیں، اس لئے وہ یہ سمجھتے رہتے ہیں کہ یہ کام بغیر کسی ظاہری سبب کے ہوگیا، بخلاف معجزہ کے کہ اس میں اسباب طبعیہ کا مطلق کوئی دخل نہیں ہوتا، وہ براہ راست قدرت حق کا فعل ہوتا ہے، اسی لئے قرآن کریم میں اس کو حق تعالیٰ کی طرف منسوب کیا گیا ہے، وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔ (معارف القرآن مفتی اعظمؒ)

ع ۱۴ / ۹ / ۳

رکوع نمبر ۱۳

ماضی سے سبق سیکھنے اور عبرت حاصل کرنے کی دعوت دی گئی۔ ہلاک شدہ اقوام کی خصلتوں کو بیان فرمایا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کا تذکرہ فرمایا گیا۔ فرعون کی طرف سے معجزہ کا مطالبہ کو ذکر فرمایا گیا۔

الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿١١٤﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ

مقرب ہو جاؤ گے۔ جادو گر بولے کہ اے موسیٰ یا تو ڈال اور یا ہم

اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ ﴿١١٥﴾ قَالَ اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّآ اَلْقَوْا

ڈالتے ہیں موسیٰ نے کہا کہ تم ہی ڈالو! ف۱ پھر جب انہوں نے ڈالا

سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ

جادو کے زور سے لوگوں کی نظر بندی کر دی اور لائے بڑا جادو

عَظِيْمٍ ﴿١١٦﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ

اور ہم نے حکم بھیجا موسیٰ کو کہ ڈال دے اپنا عصا ! تو ناگہاں

فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿١١٧﴾ ۚ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ

وہ نگلنے لگا جو سانگ وہ لوگ بنا رہے تھے تب ثابت ہو گیا حق اور غلط ہوا

مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١١٨﴾ ۚ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا

جو کچھ وہ کر رہے تھے پس جادو گر ہار گئے اس جگہ اور پھرے ذلیل ہو کر

صٰغِرِيْنَ ﴿١١٩﴾ ۚ وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿١٢٠﴾ ۖ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ

اور ڈالے گئے جادوگر سجدے میں بول اٹھے کہ ہم ایمان لائے

الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٢١﴾ ۙ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿١٢٢﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ

پروردگار عالم پر ! جو موسیٰ اور ہارون کا پروردگار ہے ۔ فرعون بولا کہ

اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ

کیا تم اس پر ایمان لائے اس سے پہلے کہ میں تم کو اجازت دوں ! ضرور یہ مکر ہے

ف۱: اب یہاں ایک سوال ہوتا ہے وہ یہ کہ سحر سے معجزہ کا مقابلہ کرنا جوان ساحروں کا کام تھا یہ کفر ہے پھر موسیٰ علیہ السلام نے کفر کی کیسے اجازت دی حالانکہ کفر کی اجازت دینا نبی سے تو کیا مومن سے بھی ممکن نہیں جواب یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے مقابلہ کی ان کو اجازت نہیں دی کیونکہ مقابلہ تو وہ کرتے ہی چاہے آپ القوا فرماتے یا نہ فرماتے اور نہ مقابلہ کی اجازت لینے کی ان کو موسیٰ علیہ السلام سے ضرورت تھی بلکہ ان لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام کو اختیار دیا تھا کہ چاہے آپ پہلے ڈالیں یا ہم موسیٰ علیہ السلام نے پہلی شق اختیار فرمائی کہ جب تم مقابلہ کے لئے تیار ہی ہو گئے ہو اور یقیناً اپنا کرتب ظاہر کرو گے تو پہلے تم ہی کر دکھاؤ اور یہ صورت آپ نے اس لئے اختیار فرمائی کہ اسی پر اظہار حق موقوف تھا۔ کیونکہ اگر آپ پہلے عصا ڈالتے تو بس اس کا سانپ بننا ظاہر ہوتا لیکن ان پر غلبہ تو ظاہر نہ ہوتا اس لئے اول ان کو اجازت دی کہ پہلے تم ہی اپنا کمال ظاہر کرلو جب لوگوں کے دلوں میں ان کے سحر کی وقعت ہوگئی اپنا عصا ڈال دیا اس نے سب کو نگل لیا جس سے پورا غلبہ ظاہر ہوگیا اگر آپ پہلے ڈالتے تب بھی عصا ان کو نگل جاتا لیکن جو اثر بعد میں ڈالنے سے ہوا کہ ان کے سحر کا قلوب پر جب خوب اثر ہوگیا فوراً ہی اس کو ملیامیٹ کردیا وہ اثر پہلے ڈالنے میں نہ ہوتا غرض آپ نے مطلق مقابلہ کی ان کو اجازت نہیں دی۔ (تسہیل بیان)

مَكَرْتُمُوهُ فِي الْمَدِينَةِ لِتُخْرِجُوا مِنْهَا أَهْلَهَا ۖ فَسَوْفَ

کہ تم باندھ لائے ہو شہر میں ف۱ تا کہ نکال دو اس شہر سے یہاں کے رہنے والوں کو! اچھا اب

تَعْلَمُونَ ﴿١٢٣﴾ لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ

تم کو معلوم ہو جائے گا ضرور کاٹوں گا تمہارے ہاتھ اور پاؤں

خِلَافٍ ثُمَّ لَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿١٢٤﴾ قَالُوا إِنَّا إِلَىٰ

مخالف پھر سولی چڑھاؤں گا تم سب کو۔ وہ بولے کہ ہم کو

رَبِّنَا مُنقَلِبُونَ ﴿١٢٥﴾ وَمَا تَنقِمُ مِنَّا إِلَّا أَنْ آمَنَّا بِآيَاتِ

اپنے پروردگار کی جانب لوٹ جانا ہے اور تو ہم میں کیا عیب پاتا ہے بس یہی نا کہ ہم ایمان لے آئے

رَبِّنَا لَمَّا جَاءَتْنَا ۚ رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَوَفَّنَا

پروردگار کے معجزوں پر جب کہ وہ ہم تک پہنچے اے ہمارے پروردگار (پکھالیں) انڈیل دے ہم

مُسْلِمِينَ ﴿١٢٦﴾ وَقَالَ الْمَلَأُ مِن قَوْمِ فِرْعَوْنَ أَتَذَرُ

پر صبر کی اور ہم کو مار مسلمان اور کہا سرداروں نے فرعون کے لوگوں میں سے کہ کیا آپ اسی طرح

مُوسَىٰ وَقَوْمَهُ لِيُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَيَذَرَكَ

رہنے دیں گے موسیٰ اور اس کی قوم کو کہ فساد کرتے پھریں ملک میں اور وہ چھوڑ بیٹھے

وَآلِهَتَكَ ۚ قَالَ سَنُقَتِّلُ أَبْنَاءَهُمْ وَنَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ ۚ

آپ کو اور آپ کے معبودوں کو! فرعون نے کہا کہ ہم قتل کریں گے ان کے بیٹوں کو اور زندہ رکھیں

وَإِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُونَ ﴿١٢٧﴾ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اسْتَعِينُوا

گے ان کی عورت ذات کو ف۲ اور ہم ان پر زور آور ہیں کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے کہ مدد مانگو

ف۱ یعنی خفیہ سازش ہوگئی ہے کہ تم یوں کرنا ہم یوں کریں گے پھر اس طرح ہار جیت ظاہر کریں گے تو یہ کارروائی سب ملی بھگت ہے اور فرعون کا اس کہنے سے محض اپنی بات بنانا منظور تھا جس کے لئے کسی منشاء اشتباہ کا ہونا ضروری نہیں اور بعض نے ایک منشا بھی ذکر کیا ہے کہ مقابلہ سے پہلے موسیٰ علیہ السلام اور جادوگروں کے افسر میں یہ گفتگو ہوئی تھی کہ موسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ اگر میں غالب آ گیا تو کیا تو ایمان لے آوے گا اس نے جواب دیا کہ میرے سحر پر غلبہ ممکن نہیں اور اگر بالفرض آپ غالب آ گئے تو میں ضرور ایمان لے آؤں گا اور فرعون نے اس گفتگو کا مشاہدہ کیا تھا اس لئے اس نے کہا کہ تم نے سازش کی حالانکہ اس کا سازش ہونا محض لغویات ہے مناظرہ اور مقابلہ میں ایسی گفتگو ہوا کرتی ہے جس سے دوسرا فریق اور زیادہ اپنے غلبہ کی کوشش کیا کرتا ہے۔

ع ۱۴ ۱۸ ۴

رکوع نمبر۱۴

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے جادوگروں سے مقابلہ کی منظر کشی فرمائی گئی اور فرعون کی ذلت و رسوائی اور فریب کاری کو بیان فرمایا گیا۔

ف۲ یعنی فرعون نے کہا کہ سر دست تو یہ انتظام مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کے لڑکوں کو قتل کیا جاوے تا کہ ان کا زور نہ بڑھنے پائے اور چونکہ عورتوں کے بڑھنے سے کوئی اندیشہ نہیں نیز ہم کو اپنے کاروبار خدمت کے لئے بھی ضرورت ہے ان کو زندہ چھوڑ دیا جائے۔

بِاللّٰهِ وَ اصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ۟ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ

اللہ سے اور صبر کرو! بیشک زمین اللہ کی وہی اس کا وارث بنائے جسے چاہے

مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۸﴾ قَالُوْۤا اُوْذِيْنَا

اپنے بندوں میں اور انجام بخیر پرہیزگاروں کا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ ہم کو تو تکلیفیں ہی پہنچتی رہیں

مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ؕ قَالَ

تمہارے آنے سے پہلے اور تمہارے آنے کے بعد ول موسیٰ نے کہا

عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَ يَسْتَخْلِفَكُمْ

کہ نزدیک ہے کہ تمہارا پروردگار ہلاک کر دے تمہارے دین کو اور تم کو جانشین بنا دے

فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ ع وَ لَقَدْ

ملک میں۔ پھر دیکھے تم کیسے کام کرتے ہو اور ہم نے گرفتار

اَخَذْنَاۤ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَ نَقْصٍ مِّنَ

کیا فرعون کے لوگوں کو خشک سالیوں اور کمی

الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ

پیداوار (کے عذاب) میں تاکہ وہ متنبہ ہوں و۲ تو جب ان کو پہنچی بھلائی

قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا

کہنے لگے کہ یہ ہمارا حق ہے! اور اگر اُن کو پہنچتی تھی کوئی برائی تو نحوست بتاتے

بِمُوْسٰى وَ مَنْ مَّعَهٗ ؕ اَلَاۤ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَ لٰكِنَّ

موسیٰ اور اس کے ساتھ والوں کی! سن لو بس ان کی نحوست اللہ ہی کے پاس ہے

ول موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے غایت حسرت اور غم وحزن سے کہا اور اس حالت کا طبعی اقتضا ہوتا ہے کہ بار بار ظالم کی شکایت کی جائے کہ فرعون آپ سے پہلے بھی بیگار لیتا اور مدتوں ہمارے لڑکوں کو قتل کرتا رہا اور اب بھی طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائی جا رہی ہیں کہ دوبارہ پھر قتل اولاد کی تجویز ٹھہری ہے۔

و۲ سعید بن جبیر اور محمد بن منکدر کا بیان ہے کہ فرعون کی بادشاہت چار سو برس رہی اور چھ سو چھبیس برس کی عمر میں اس کو کبھی کوئی کوئی دکھ نہیں ہوا اگر کسی دن اس کو بھوک یا بخار یا گھڑی بھر کے لئے بھی درد کی تکلیف پہنچ جاتی

رکوع نمبر ۱۵ — ع ۱۵ ۵

قصہ فرعون وموسیٰ کو ذکر فرمایا گیا۔

تو وہ رب ہونے کا دعویٰ نہ کر سکتا مگر اس کا یہ دعویٰ اور فرعون والوں کا مندرجۂ آیت قول اس بات کی علامت تھی کہ وہ انتہائی حماقت میں مبتلا تھے اور ان کے دل پتھر کی طرح سخت ہو گئے تھے کہ پیہم مشاہدۂ آیات بھی ان پر کوئی اثر نہ ڈالتا تھا وہ نہ سمجھے کہ حالات کا فروغ اور خوش معاشی تو اللہ کی مہربانی اور امتحان ہے جب اللہ کی اس نعمت کا شکر انھوں نے ادا نہیں کیا اور اللہ کے رسول نے شکر و اطاعت کی ان کو دعوت دی اور معجزات بھی پیش کئے مگر انھوں نے اس دعوت کو بھی ٹھکرا دیا اور برابر عصیان کوشیوں میں غرق رہے تو اللہ نے بطور سزا ان کے اعمال کی نحوست کی وجہ سے ان پر قحط کو مسلط کر دیا۔ (تفسیر مظہریؒ)

أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٣١﴾ وَقَالُوا مَهْمَا تَأْتِنَا بِهِ مِنْ

لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اور کہنے لگے کہ جو کچھ بھی

آيَةٍ لِتَسْحَرَنَا بِهَا فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ﴿١٣٢﴾

تو نشانی ہمارے پاس لائے گا کہ ہم پر اس کے ذریعہ سے جادو چلائے تو ہم تو تجھ پر ایمان لانے والے ہیں نہیں

فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ

پھر بھیجا ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈیاں اور جوئیں

وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ آيَاتٍ مُفَصَّلَاتٍ قف فَاسْتَكْبَرُوا

اور مینڈک اور خون ف۱ کتنی نشانیاں جدا جدا! پھر تکبر کرتے رہے

وَكَانُوا قَوْمًا مُجْرِمِينَ ﴿١٣٣﴾ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ

اور تھے وہ لوگ گناہ گار اور جب نازل ہوتا ان پر عذاب تو

قَالُوا يَا مُوسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ج

کہنے لگتے تھے کہ اے موسیٰ دعا کرو ہمارے حق میں اپنے پروردگار سے اس عہد کے آسرے پر

لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ

جو اللہ نے تم سے کیا ہے اگر تم نے اٹھا دیا ہم سے یہ عذاب تو ہم ضرور تم کو مان لیں گے اور ضرور بھیج

مَعَكَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ج ﴿١٣٤﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ

دیں گے تمہارے ہمراہ بنی اسرائیل کو پھر جب ہم نے اٹھا لیا ان سے

الرِّجْزَ إِلَى أَجَلٍ هُمْ بَالِغُوهُ إِذَا هُمْ يَنْكُثُونَ ﴿١٣٥﴾

عذاب ایک وعدہ تک کہ ان کو پہنچنا تھا تب ہی عہد توڑ دیتے تھے

ف۱ یعنی قحط سالی اور کم پیداواری کے علاوہ یہ بلائیں مسلط کیں کہ ان پر بارش کا طوفان بھیجا جس سے جان و مال تلف ہونے کا اندیشہ ہوا اس سے گھبرائے تو موسیٰ علیہ السلام سے عہد و پیمان کیا کہ ہم سے یہ بلا دور کرا دیئے تو ہم ایمان لے آویں جب وہ بلا دور ہوئی اور غلہ وغیرہ دلخواہ نکلا پھر بے فکر ہو گئے کہ اب تو جان بھی بچ گئی مال بھی خوب پیدا ہو گا بدستور اپنے کفر و سرکشی پر اڑے رہے۔ تو ہم نے کھیتوں پر ٹڈیاں مسلط کیں جب پھر کھیتوں کو تباہ ہوتے دیکھا تو گھبرا کر ویسے ہی عہد و پیمان کئے پھر جب آپ کی دعاء سے وہ بلا دور ہوئی اور غلہ اپنے گھر لے آئے پھر بے فکر ہو گئے اور کفر و مخالفت پر جمے رہے تو ہم نے اس غلہ میں گھن لگا دیا پھر گھبرائے اور عہد و پیمان کیا جب دعا سے یہ بلا بھی ٹلی اور مطمئن ہو گئے کہ اب کوٹ پیس کر کھاویں پیویں گے پھر وہی کفر رہا تو ہم نے ان کے کھانے کو یوں بے لطف کیا کہ ان پر مینڈک ہجوم کر کے کھانے کے برتنوں میں گرنا شروع ہوئے جس سے سب کھانا غارت ہوا اور گھر میں بیٹھنا بھی مشکل ہو گیا اور پینا یوں بے لطف کر دیا کہ پانی منہ میں خون ہو جاتا منہ میں لیا اور خون بنا غرض ان پر یہ بلائیں مسلط ہوئیں جو شمار میں ۷ ہیں اور ید و عصا کو ملا کر یہ آیات تسعہ کہلاتی ہیں یعنی نو معجزات ہیں ۱۲

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا

پھر ہم نے بدلا لیا ان سے پس انہیں ڈبو دیا دریا میں اس وجہ سے کہ جھٹلاتے تھے

بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ

ہماری آیتیں اور ان سے تغافل کرتے تھے اور ہم نے وارث کر دیا

الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا

ان لوگوں کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے اس زمین کے پورب

الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى

اور پچھم کا کہ جس میں ہم نے برکت رکھی ہے ف۱ اور پورا ہوا نیک وعدہ

عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ۬ بِمَا صَبَرُوْا ؕ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ

تیرے پروردگار کا بنی اسرائیل پر! اس وجہ سے کہ انہوں نے صبر کیا! اور ہم نے برباد کیا جو

يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ﴿۱۳۷﴾ ع

کچھ بنایا تھا فرعون اور اس کی قوم نے اور جو کچھ اونچے چڑھاتے تھے ف۲

وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ

اور ہم نے پار اتار دیا بنی اسرائیل کو دریا کے تو وہ پہنچے ایسے لوگوں پر

يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ

جو پوجنے میں لگ رہے تھے اپنے بتوں کے! لگے کہنے کہ اے موسیٰ بنا دے

لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾

ہمارے لئے بھی ایک بت جیسے ان کے بت ہیں! موسیٰ نے کہا کہ تم لوگ جہل کرتے ہو۔ ف۳

ف۱ حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا کہ مصر کا دریائے نیل سید الانہار یعنی دریاؤں کا سردار ہے، اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ برکات کے دس حصوں میں سے نو مصر میں ہیں اور باقی ایک پوری زمین میں (بحرِ محیط) (تفسیر مظہری)

ف۲ فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی۔
☆ جس طرح بنی اسرائیل نے وعدۂ خداوندی کا مشاہدہ کرلیا تھا، امتِ محمدیہ نے ان سے زیادہ واضح طور پر اللہ تعالیٰ کی مدد کا مشاہدہ کیا کہ پوری زمین پر ان کی حکومت وسلطنت عام ہوگئی۔
(روح البیان) (معارف القرآن مفتی اعظم)

ف۳ بغوی نے ان کی اس بیہودہ درخواست کی وجہ یہ لکھی ہے کہ ان کو توحید میں شک نہ ہوا تھا بلکہ اپنے غایت جہل سے یہ سمجھے کہ اگر غائب معبود کی طرف متوجہ ہونے کے لئے حاضر کو ذریعہ بنایا جائے تو یہ امر ایمان اور دینداری کے خلاف نہیں بلکہ اس میں خدا کی تعظیم اور تقرب زیادہ ہے اور چونکہ یہ خیال بھی نقلاً وعقلاً غلط ہے اس لئے اس کو جہل فرمایا پھر اس جہل کا انجام یہ ہوا کہ گوسالہ پرستی میں مبتلا ہوگئے۔

إِنَّ هَٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيهِ وَبَٰطِلٌ مَّا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿١٣٩﴾

یہ بت پرست جس (دین) میں ہیں وہ تباہ ہونے والا ہے اور غلط ہے جو یہ کر رہے ہیں۔

قَالَ أَغَيْرَ ٱللَّهِ أَبْغِيكُمْ إِلَٰهًا وَهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى

موسیٰ نے کہا کہ کیا اللہ کے سوا لا دوں تم کو کوئی اور معبود حالانکہ اسی نے تم کو بزرگی دی سارے

ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿١٤٠﴾ وَإِذْ أَنجَيْنَٰكُم مِّنْ ءَالِ فِرْعَوْنَ

جہان پر ف۱ اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے نجات دی تم کو فرعون کے لوگوں سے

يَسُومُونَكُمْ سُوٓءَ ٱلْعَذَابِ ۚ يُقَتِّلُونَ أَبْنَآءَكُمْ

کہ تم کو دیتے تھے بری تکلیف! مار ڈالتے تھے تمہارے بیٹے

وَيَسْتَحْيُونَ نِسَآءَكُمْ ۚ وَفِى ذَٰلِكُم بَلَآءٌ مِّن رَّبِّكُمْ

اور جیتا رکھتے تھے تمہاری بیٹیوں کو اور اس میں بڑی آزمائش تھی

عَظِيمٌ ﴿١٤١﴾ ۞ وَوَٰعَدْنَا مُوسَىٰ ثَلَٰثِينَ لَيْلَةً وَأَتْمَمْنَٰهَا

تمہارے پروردگار کی طرف سے اور ہم نے وعدہ ٹھہرایا موسیٰ سے تیس رات کا اور ہم نے

بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيقَٰتُ رَبِّهِۦٓ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ۚ وَقَالَ

اس کو پورا کر دیا دس سے تب پورا ہو گیا اس کے پروردگار کا وعدہ چالیس رات کا ف۲ اور کہا

مُوسَىٰ لِأَخِيهِ هَٰرُونَ ٱخْلُفْنِى فِى قَوْمِى وَأَصْلِحْ

موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہ میری نیابت کر میری قوم ف۳ میں

وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ ٱلْمُفْسِدِينَ ﴿١٤٢﴾ وَلَمَّا جَآءَ مُوسَىٰ لِمِيقَٰتِنَا

اور کام سنواریو اور نہ چلیو مفسدوں کے رستے۔ اور جب آیا موسیٰ ہمارے وعدہ پر

ف۱ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہو سکتا: یعنی خدا کے انعامات عظیمہ کی شکر گزاری اور حق شناسی کیا یہی ہو سکتی ہے کہ غیر اللہ کی پرستش کر کے اللہ سے بغاوت کی جائے۔ پھر بڑی شرم کا مقام ہے کہ جس مخلوق کو خدا نے سارے جہان پر فضیلت دی وہ اپنے ہاتھ سے بنائی ہوئی مورتیوں کے سامنے سربسجود ہو جائے؟ کیا مفضول افضل کا معبود بن سکتا ہے؟ (تفسیر عثمانی)

ف۲ چالیس دن کا نصاب: معلوم ہوا کہ چالیس راتوں کو باطنی حالات کی اصلاح میں کوئی خاص دخل ہے، جیسا کہ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص چالیس روز اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے قلب سے حکمت کے چشمے جاری فرما دیتے ہیں۔ (روح البیان) (معارف مفتی اعظمؒ)

خلاصہ رکوع نمبر ۱۶ ع ۱۶/۱۲/۶

آل فرعون کو جن دنیاوی مصائب اور آزمائش میں مبتلا کیا گیا ان کو ذکر فرمایا گیا۔ آل فرعون کی عہد شکنی اور ان کی سزا کو ذکر فرمایا گیا۔ آخر میں بنی اسرائیل کے حالات وواقعات بیان کرنیکی حکمت ومقصد کو ذکر فرمایا گیا۔

ف۳ موسیٰ علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام سے جو یہ بات فرمائی کہ میرے بعد تم میرے جانشین ہو اس سے نبوت میں خلیفہ کرنا مراد نہ تھا بلکہ ہارون علیہ السلام تو خود نبی تھے لیکن وہ حاکم اور سلطان نہ تھے اس وقت اس خاص صفت میں خلیفہ کرنا منظور تھا کہ میرے بعد حکومت وانتظام کا کام بھی تمہارے سپرد ہے ۱۲

وَ كَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْۤ اَنْظُرْ اِلَیْكَ ؕ قَالَ لَنْ

اور اس سے کلام کیا اس کے پروردگار نے تو اس نے عرض کیا اے پروردگار تو مجھ کو دکھا کہ میں تجھے

تَرٰىنِیْ وَ لٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ

دیکھوں! اللہ نے فرمایا تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا لیکن دیکھتا رہ پہاڑ کی جانب پس اگر وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہا

فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا

تو تو مجھ کو دیکھ سکے گا! پھر جب تجلی فرمائی اس کے پروردگار نے پہاڑ پر کر دیا اس کو ریزہ ریزہ اور گر پڑا

وَّ خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ

موسیٰ بے ہوش! ول پھر جب ہوش میں آیا بول اٹھا کہ تیری ذات پاک ہے

اِلَیْكَ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۴۳﴾ قَالَ یٰمُوْسٰۤى اِنِّیْ

میں نے توبہ کی تیری جناب میں اور سب سے پہلے ایمان لایا۔ اللہ نے فرمایا کہ اے موسیٰ

اصْطَفَیْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ وَ بِكَلَامِیْ ۖ٘

میں نے تجھے امتیاز بخشا لوگوں پر اپنی پیغمبری اور ہمکلامی سے!

فَخُذْ مَاۤ اٰتَیْتُكَ وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِیْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَ كَتَبْنَا

تو لے جو میں نے تجھ کو دیا اور شکر گزار رہ

لَهٗ فِی الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ مَّوْعِظَةً وَّ تَفْصِیْلًا

اور لکھ دی ہم نے موسیٰ کی تختیوں میں ہر چیز سے نصیحت اور تفصیل

لِّكُلِّ شَیْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّ اْمُرْ قَوْمَكَ یَاْخُذُوْا

ہر چیز کی! تو (ہم نے حکم دیا کہ) پکڑ لے اس کو مضبوطی سے اور حکم دے اپنی قوم کو کہ عمل کریں

ول موسیٰ علیہ السلام کی بیہوشی اس وجہ سے نہ تھی کہ خود ان پر تجلی ہوئی کیونکہ بظاہر للجبل سے معلوم ہوتا ہے کہ تجلی الٰہی خاص پہاڑ کے حق میں ہوئی بلکہ پہاڑ کی یہ حالت دیکھ کر اور تجلی کی جگہ کے ساتھ اتصال اور تعلق ہونے سے یہ بے ہوشی ہوئی اور تجلی ہو جانے سے دیدار کا شبہ نہ کیا جائے کیونکہ تجلی سے دیدار کا ہونا لازم نہیں آتا تجلی کے معنے صرف ظاہر ہونے کے ہیں گو دوسرے کو اس کا ادراک نہ ہو جیسا کہ آفتاب روز ظاہر ہوتا ہے مگر آشوب چشم والا اس کو نہیں دیکھ سکتا موسیٰ علیہ السلام کی درخواست دیدار سے دنیا میں اس کا عقلاً ممکن ہونا اور حق تعالیٰ کے جواب سے شرعاً محال ہونا معلوم ہوتا ہے یہی مذہب ہے اہل سنت و جماعت کا اور موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جو حق تعالیٰ نے کلام فرمایا اس کی حقیقت اللہ ہی کو معلوم ہے البتہ قرآن مجید کے الفاظ سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ اس کلام کو بہ نسبت اس کلام کے جو کہ عطائے نبوت کے وقت موسیٰ علیہ السلام سے ہوا تھا کچھ زیادہ خصوصیت حق تعالیٰ کے ساتھ ہے کہ یہاں کلمہ ربہ فرمایا ہے کہ ان سے خدا نے کلام کیا اور وہاں یہ فرمایا ہے کہ درخت سے مبارک جگہ میں ان کو ندا ہوئی اور غالباً اس زیادہ خصوصیت ہی کی وجہ سے یہ کلام اشتیاق دیدار کا سبب بن گیا جو نہیں ہوا واللہ اعلم

بِاَحْسَنِهَا ؕ سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿١٤٥﴾ سَاَصْرِفُ

اس کی اچھی باتوں پر! اور میں عنقریب تم کو دکھاؤں گا گھر نافرمانوں کا میں باز رکھوں گا

عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ

اپنی آیتوں کے سمجھنے سے ان کو جو تکبر کرتے ہیں زمین میں

الْحَقِّ ؕ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ

ناحق! اور اگر دیکھ لیں سارے معجزے تب بھی نہ ایمان لاویں ان پر! اور اگر

يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ وَاِنْ

دیکھ لیں راستہ ہدایت کا تو نہ بناویں اس کو راہ! اور اگر

يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

دیکھ پائیں راستہ گمراہی کا (تو) اس کو ٹھہرالیں راہ! یہ اس لئے کہ انہوں نے

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿١٤٦﴾ وَالَّذِيْنَ

جھوٹ جانا ہماری آیتوں کو اور ان سے بے خبر ہو رہے ول اور جنہوں نے

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ؕ

جھوٹ جانا ہماری آیتوں کو اور آخرت کی ملاقات کو اکارت ہو گئے ان کے اعمال!

هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٤٧﴾ وَاتَّخَذَ قَوْمُ

اسی کی سزا پاویں گے جو عمل کرتے تھے اور بنا لیا موسیٰ کی قوم نے

مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ

اس کے (گئے) پیچھے اپنے زیور سے بچھڑا کہ وہ ایک جسم تھا جس کی گائے جیسی

ول تکبر کی سزا:
جولوگ خدا اور پیغمبروں کے مقابلہ میں ناحق کا تکبر کرتے ہیں اور نخوت وغرور اجازت نہیں دیتا کہ احکام الٰہی کو قبول کریں، ہم بھی ان کے دل اپنی آیات کی طرف سے پھیر دینگے کہ آئندہ ان سے منتفع ہونے کی توفیق نہ ہوگی۔ ایسے لوگوں کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ خواہ کتنے ہی نشان دیکھیں اور کتنی ہی آیتیں سنیں ٹس سے مس نہ ہوں، ہدایت کی سڑک کیسی ہی صاف اور کشادہ ہو، اس پر نہ چلیں ہاں گمراہی کے راستہ پر نفسانی خواہشات کی پیروی میں دوڑے چلے جائیں۔ تکذیب کی عادت اور غفلت کی تمادی سے جب دل مسخ ہو جاتا ہے، اس وقت آدمی اس حالت کو پہنچتا ہے۔ (تفسیر عثمانیؒ)

☆ ساصرف یعنی اندرونی و بیرونی اور انفسی وآفاقی آیات پر غور کرنے اور ان سے عبرت اندوز ہونے سے پھیر دوں گا۔ یا اپنی نازل کردہ آیات اور معجزات کو باطل کرنے اور نور الٰہی کو پھونکیں مار کر بجھانے سے روک دوں گا۔ مطلب یہ کہ اپنی آیات کا بول بالا کروں گا اور ان کی تکذیب کرنے والوں کو ہلاک کر دوں گا۔ (تفسیر مظہری)

ع ١٧ ٦ ٧ رکوع نمبر ۱۷

شریعت موسوی کیلئے موسیٰ علیہ السلام کا کوہ طور پر اعتکاف کو بیان فرمایا گیا اور اس سلسلہ میں بنی اسرائیلیوں کو خصوصی ہدایات دی گئیں۔

خُوَارٌ ۗ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّهُ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيهِمْ

آواز تھی! ف۱ کیا انہوں نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ وہ نہ ان سے بات چیت کر سکتا ہے اور نہ ان کو

سَبِيلًا ۘ اتَّخَذُوهُ وَكَانُوا ظَالِمِينَ ﴿١٤٨﴾ وَلَمَّا سُقِطَ

رستہ دکھا سکتا ہے؟ بنا بیٹھے اس کو (معبود) اور وہ ستم گار تھے اور جب پچھتائے

فِي أَيْدِيهِمْ وَرَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوا قَالُوا لَئِنْ

اور دیکھا کہ وہ گمراہ ہوئے کہنے لگے کہ اگر نہ رحم فرمائے ہم پر

لَمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿١٤٩﴾

ہمارا پروردگار اور ہم کو نہ بخشے تو بیشک ہم خراب ہوں گے۔

وَلَمَّا رَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالَ

اور جب واپس آیا موسیٰ اپنی قوم میں غصے میں بھرا ہوا رنجیدہ! بولا

بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي مِنْ بَعْدِي ۖ أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ ۖ

کہ تم نے کیا بری نیابت کی میرے پیچھے! کیوں جلدی کی اپنے پروردگار کے حکم سے

وَأَلْقَى الْأَلْوَاحَ وَأَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُ إِلَيْهِ ۚ

اور موسیٰ نے ڈال دیں وہ تختیاں ف۲ اور پکڑا سر اپنے بھائی کا لگا کھینچنے اپنی طرف

قَالَ ابْنَ أُمَّ إِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُونِي وَكَادُوا

وہ بولا کہ اے میرے ماں جائے بھائی لوگوں نے مجھ کو ناتواں سمجھا اور قریب تھا کہ

يَقْتُلُونَنِي ۖ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْأَعْدَاءَ وَلَا تَجْعَلْنِي

مجھ کو مار ڈالیں! تو مت ہنسا مجھ پر دشمنوں کو اور مجھ کو مت سانو گناہ گار

ف۱ یعنی صرف اتنی حقیقت رکھتا تھا اور اس میں کوئی کمال نہ تھا جس سے کسی عاقل کو اس کی معبودیت کا شبہ ہو سکے اس بچھڑے کے بارے میں سلف کے دو قول ہیں ایک یہ کہ وہ سچ مچ کا بچھڑا ہو گیا تھا ایک یہ کہ وہ چاندی سونے ہی کا رہا اور بقدر آواز کرنے کے اس میں حیات آ گئی تھی اور دونوں باتیں قدرت خدا میں داخل ہیں اس لئے یہ کہنا بلا دلیل ہے یہ آواز ایسی تھی۔ جیسے مٹی کے کھلونوں میں صنعت سے ہوتی ہے ۱۲

ف۲ تورات کے چھ حصے:

ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر کے طریق سے حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ کو زبرجد کی سات تختیوں پر (لکھی ہوئی) توریت دی گئی تھی جس کے اندر ہر چیز کا بیان بھی تھا اور ہدایات بھی تھیں۔ لیکن حضرت موسیٰؑ نے پہاڑ سے آ کر بنی اسرائیل کو بچھڑے کی پوجا میں منہمک پایا تو اپنے ہاتھ سے توریت کو پھینک دیا جس کی وجہ سے تختیوں کے سات ٹکڑے ہو گئے ٹوٹنے کے بعد چھ حصے تو توریت کے اللہ نے اٹھا لئے اور صرف ساتواں حصہ رہ گیا۔ بغوی نے لکھا ہے کہ غیب (ماضی و مستقبل) کی خبروں سے تعلق رکھنے والے حصے تو اٹھا لئے گئے اور جس حصہ کے اندر ہدایات، احکام اور حلال و حرام کا بیان تھا وہ رہ گیا۔

مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٥٠﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ

لوگوں کے ساتھ ۔ موسیٰ نے عرض کیا کہ اے پروردگار معاف فرما مجھے

وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ ۖ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿١٥١﴾

اور میرے بھائی کو اور ہم کو لے لے اپنی رحمت میں اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ

بیشک جنہوں نے بچھڑا بنا لیا جلد ان کو پہنچے گا غضب ان کے

رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي

پروردگار کا اور ذلت دنیا کی زندگی میں! اور اسی طرح ہم سزا دیا کرتے ہیں

الْمُفْتَرِيْنَ ﴿١٥٢﴾ وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا

جھوٹ بہتان باندھنے ول والوں کو اور جنہوں نے برے کام کئے پھر اس کے بعد توبہ کی

مِنْۢ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ

اور ایمان لائے تو بیشک تیرا پروردگار توبہ کے بعد تو البتہ بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿١٥٣﴾ وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَى الْغَضَبُ اَخَذَ

مہربان ہے اور جب فرو ہو گیا موسیٰ سے غصہ تو اس نے اٹھالیں

الْاَلْوَاحَ ۚ وَفِيْ نُسْخَتِهَا هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ

تختیاں! اور جو ان میں لکھا ہوا تھا ہدایت تھی اور رحمت ان کے لئے

هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ ﴿١٥٤﴾ وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ

جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں۔ اور چن لئے موسیٰ نے اپنی قوم میں سے

خلاصہ رکوع نمبر ۱۸

بنی اسرائیل کے حالات کہ کس طرح انہوں نے بچھڑے کو معبود بنا کر اس کی پوجا شروع کردی۔ اس پر ان کی مذمت اور سزا و بخشش کو بیان فرمایا گیا۔ قوم کی بدعملی پر حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کے درمیان مکالمہ ذکر فرمایا گیا۔

۱۸ ع ۱۴

ول بچھڑا بنانے والے کی سزا:
تفسیر قرطبی میں بروایت قتادہؓ مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ عذاب مسلط کر دیا تھا کہ جب کوئی اس کو ہاتھ لگائے یا وہ کسی کو ہاتھ لگائے تو فوراً دونوں کو بخار چڑھ جاتا تھا (قرطبی) اور تفسیر روح البیان میں ہے کہ یہ خاصیت اس کی نسل میں بھی آج تک باقی ہے۔

بدعتیوں کی سزا:
اور آخر آیت میں ارشاد فرمایا **وکذٰلک نجزی المفترین** یعنی جو لوگ اللہ پر افتراء کرتے ہیں ان کو ایسی ہی سزا دی جاتی ہے، سفیان بن عیینہؒ نے فرمایا کہ جو لوگ دین میں بدعت اختیار کرتے ہیں وہ بھی اس افتراء علی اللہ کے مجرم ہو کر اس سزا کے مستحق ہوتے ہیں۔ (مظہری)
امام مالکؒ نے اسی آیت سے استدلال کر کے فرمایا کہ دین میں اپنی طرف سے بدعات ایجاد کرنے والوں کی یہی سزا ہے کہ آخرت میں غضب الٰہی کے مستحق ہوں گے اور دنیا میں ذلت کے

(معارف مفتی اعظمؒ)

رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا ۚ فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ

ستر مرد ہمارے وعدے پر لانے کو! پھر جب ان کو پکڑا زلزلہ نے موسیٰ نے عرض کیا کہ

رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ ۭ اَتُهْلِكُنَا

اے میرے پروردگار اگر تو چاہتا تو پہلے ہی ان کو مجھ سمیت ہلاک کر دیتا! کیا تو ہم کو ہلاک کئے دیتا

بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ۭ تُضِلُّ

ہے اس حرکت پر جو کر بیٹھے ہم میں احمق لوگ؟ ول یہ سب تیرا امتحان ہے! بچلا دے

بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ ۭ اَنْتَ وَلِيُّنَا

اس میں جسے چاہے اور راہ دے جسے چاہے! تو ہی ہمارا کار ساز ہے

فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ وَاكْتُبْ

تو بخش دے ہم کو اور رحم فرما ہم پر اور تو ہی سب سے بہتر بخشنے والا ہے اور لکھ دے

لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ

ہمارے لئے اس دنیا میں بہتری اور آخرت میں (بھی) !بیشک ہم رجوع ہوئے

اِلَيْكَ ۭ قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِيْ

تیری طرف! و۲ اللہ نے فرمایا کہ اپنا عذاب میں ڈالتا ہوں جس پر چاہوں اور میری رحمت

وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۭ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ

شامل ہے ہر چیز کو! تو وہ لکھ دوں گا ان کے لئے جو پرہیز گاری کرتے

الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ الَّذِيْنَ

اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں! و۳ جو

ول ''بیوقوفی تو کریں یہ لوگ کہ یہ ایسی گستاخی کی فرمائشیں کریں اور ساتھ میں بنی اسرائیل کے ہاتھوں ہلاک ہوں مجھے بھی آپ سے امید ہے کہ ایسا نہ کریں گے۱۲

و۲ موسیٰ علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اے موسیٰ میری رحمت تو مطلقاً غضب پر سبقت رکھتی ہے اگرچہ مستحق عذاب کا ہر نافرمان ہے لیکن پھر بھی سب پر واقع نہیں کرتا بلکہ ان میں سے خاص خاص متمرد اور سرکشوں پر واقع کرتا ہوں اور باوجودیکہ ان میں سے بہت ہی مخلوق جو سرکش ومعاند ہیں رحمت کے مستحق نہیں مگر ان پر بھی ایک گونہ رحمت ہے گو دنیا میں ہی سہی۔

و۳ کیونکہ یہ لوگ بوجہ اطاعت کے حسب وعدہ الٰہیہ رحمت کے مستحق بھی ہیں اور نمونہ کے طور پر ہر قسم کی اطاعت کا ایک عمل بیان فرمادیا ہے چنانچہ خدا سے ڈرنا منجملہ اعمال قلب سے ہے اور زکوٰۃ دینا اعمال جوارح سے ہے اور ایمان لانا عقائد کی قسم میں سے ہے غرض جس درجہ اطاعت ہوگی اسی درجہ کی رحمت ہوگی تو ایسے لوگ تو پہلے سے ہی مستحق رحمت ہیں گو موسیٰ علیہ السلام درخواست بھی نہ کرتے اور اب تو آپ درخواست بھی کر رہے ہیں پس اس میں قبول دعا کی بشارت ہے کہ آپ تو رحمت کے مستحق ہیں ہی آپ کی قوم میں بھی جو مورد رحمت بننا چاہے وہ ایسے ہی اوصاف اختیار کرے تاکہ مستحق رحمت ہو جاوے

يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ

تابع ہوتے ہیں اس پیغمبر کے جو نبی امی ہے ف۱ کہ جس کو پاتے ہیں

مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ

لکھا ہوا اپنے پاس توریت اور انجیل میں! وہ ان کو حکم کرتا ہے

بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ

نیک کام کا اور منع کرتا ہے برے کام سے اور حلال کرتا ہے

الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ

ان کے لئے تمام چیزیں اور ان پر حرام کرتا ہے ساری ناپاک چیزیں اور ان سے

اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۭ فَالَّذِيْنَ

اتارتا ہے ان کے بوجھ اور وہ پھندے جو ان پر (پڑے ہوئے) تھے! جو لوگ

اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ

اس پر ایمان لائے اور رفاقت کی اور اس کو مدد دی اور پیچھے ہو لئے اس نور کے جو اس کے

مَعَهٗٓ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿١٥٧﴾ؑ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ

ساتھ اترا ہے! یہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں کہہ دے کہ لوگو بیشک میں

رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَۨا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

رسول ہوں اس اللہ کا تم سب کی جانب کہ جس کی حکومت ہے آسمانوں

وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُـحْيٖ وَيُمِيْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ

اور زمین میں! کوئی معبود نہیں اس کے سوا وہی جلاتا اور مارتا ہے تو ایمان لے آئے اللہ

ف۱ توارت میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف

حضرت کعب احبار نے توریت سے نقل کرتے ہوئے بیان کیا ہم (توریت میں) لکھا ہوا پاتے ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا منتخب بندہ ہوگا۔ درشت خو بد مزاج نہ ہوگا۔ بازاروں میں شوروغل نہیں کریگا۔ برائی کا بدلہ برائی سے نہ دے گا بلکہ معاف کر دے گا اور بخش دے گا۔ اس کی پیدائش مکہ میں ہجرت طیبہ میں اور حکومت شام میں ہوگی۔ اس کی امت بکثرت حمد کرنیوالی ہوگی دکھ سکھ ہر حال میں اللہ کی حمد کرے گی۔ ہر فرودگاہ میں حمد کرے گی اور ہر ٹیلہ پر تکبیر کہے گی وہ لوگ سورج (کے طلوع غروب اور چڑھاؤ اتار) کو تکتے رہیں گے۔ جب نماز کا وقت آئے گا تو نمازیں پڑھیں گے وہ وضو میں ہاتھ پاؤں دھوئیں گے۔ ان کا موذن خلاء سماوی میں (یعنی منارہ پر چڑھ کر) اذان دے گا۔ ان کے میدان قتال کی صف بندی اور نماز کی صف بندی ایک ہی طرح ہوگی۔ رات میں ان کی (نمازوں کی) گونج ایسی ہوگی جیسی شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ۔ رواہ البغوی فی معالم التنزیل۔ وذکرہ فی المصابیح۔ دارمی نے بھی یہ حدیث کسی قدر تغیر کے ساتھ نقل کی ہے۔ (تفسیر مظہری)

ع ۱۹ ۶ ۹

رکوع نمبر ۱۹

بچھڑے کو معبود بنانے والوں کی سزا اور اس بارے میں قانون الٰہی ذکر فرمایا گیا قوم موسیٰ علیہ السلام کے حالات اور منتخب ستر لوگوں کا واقعہ ذکر فرمایا گیا۔ اتباع رسول کی اہمیت کو بیان فرمایا گیا کہ اس کے بغیر رحمت الٰہی کا حصول ممکن نہیں۔

وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ

اور اس کے بھیجے ہوئے نبی امی پر جو ایمان لاتا ہے اللہ اور اس کے سب کلام پر

وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى

اوراس کی پیروی کرو تاکہ تم ہدایت پاؤ ف۱ اور موسیٰ کی قوم میں سے

اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو راہ بتاتے ہیں حق کی اور حق ہی پر انصاف کرتے ہیں۔

عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ؕ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اِذِ اسْتَسْقٰىهُ

اور ہم نے بانٹ کر بنا دیا ان کو بارہ قبیلے بڑی بڑی جماعتیں اور ہم نے وحی بھیجی موسیٰ کی جانب

قَوْمُهٗٓ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ

جب پانی مانگا اس سے اس کی قوم نے کہ مار اپنی لاٹھی سے اس پتھر کو! تو پھوٹ نکلے

اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ

اس سے بارہ چشمے! پہچان لیا ہر گروہ نے اپنا اپنا گھاٹ!

وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَ

اور ہم نے سایہ کیا ان پر ابر کا اور اتارا ان پر من اور

السَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا ظَلَمُوْنَا

سلویٰ اور اجازت دی کہ کھاؤ ستھری چیزیں جو ہم نے تم کو دیں! اورانہوں نے ہمارا کچھ نہیں بگاڑا

وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَاِذْ قِيْلَ لَهُمُ

لیکن اپنا ہی برا کرتے رہے اور جب ان کو حکم ہوا کہ

ف۱ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات:

احادیث صحیحہ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو چند باتیں ایسی عنایت کی ہیں جو کسی اور نبی کو عنایت نہیں فرمائیں

۱۔ ہر نبی خاص اپنی قوم کی ہدایت کے لئے بھیجا جاتا تھا مجھ کو اللہ نے ہر سیاہ وسفید یعنی عرب وعجم کے لئے بھیجا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

۲۔ مجھ پر نبوت ختم ہو گئی یعنی میرے بعد کسی کو منصب نبوت عطا نہیں ہوگا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام جو اخیر زمانہ میں آسمان سے نازل ہونگے ان کو منصب نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سو سال پہلے مل چکا ہے۔ ان کا نزول ختم نبوت کے منافی نہیں۔

۳۔ مجھ کو شفاعت کا مقام عطا کیا گیا کہ قیامت کے دن اولین اور آخرین کیلئے شفاعت کروں گا۔

۴۔ میرے لئے غنیمتیں حلال کر دی گئیں مجھ سے پہلے کسی نبی کے لئے حلال نہیں کی گئیں۔

۵۔ تمام روئے زمین میرے لئے پاک اور موضع صلاۃ قرار دیدی گئی میری امت کو جہاں نماز کا وقت ہو جائے وہیں نماز پڑھ لے۔

۶۔ ایک مہینہ کی راہ کے فاصلہ پر میرے دشمنوں کے دلوں میں میرا رعب ڈال دیا گیا۔

۷۔ اور مجھ کو جوامع الکلم عطا کیے گئے ایسے یعنی کلمات کہ جن کے لفظ تو بہت تھوڑے، اور معنی بہت یہ مضمون بخاری اور مسلم کی روایتوں سے ثابت ہے۔ (معارف کاندھلویؒ)

اسْكُنُوا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُولُوا

بسو اس بستی میں اور کھاؤ اس میں سے جہاں چاہو اور کہو

حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْٓـٰٔتِكُمْ ۭ

حطۃ اور گھسو دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے کہ ہم بخشیں تمہاری خطائیں!

سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ (١٦١) فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا

اور ہم زیادہ دیں گے نیک بندوں کو تو بدل لیا ان میں سے ستمگاروں نے

غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ

دوسرا لفظ ان کے سوا جو ان سے کہہ دیا گیا تھا تو ہم نے بھیجا ان پر عذاب

السَّمَاۗءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ (١٦٢) ع وَسْـَٔـلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ

آسمان سے اس سبب سے کہ وہ ظلم کرتے تھے۔ اور دریافت کر ان سے

الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ

اس بستی کا حال جو واقع تھی دریا کے کنارے! جب وہ لگے زیادتیاں کرنے ہفتہ میں

اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ

جب آنے لگیں ان کے پاس مچھلیاں ہفتہ کے دن پانی کے اوپر اور جس دن ہفتہ نہ ہو تو

لَا تَاْتِيْهِمْ ڔ كَذٰلِكَ ڔ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ (١٦٣) وَاِذْ

نہ آتی تھیں یوں ہم ان کو آزمانے لگے اس وجہ سے کہ وہ نافرمان تھے ف۱ اور جب کہا

قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ

ان میں سے ایک فرقے نے کہ کیوں نصیحت کرتے ہو ان لوگوں کو اللہ جن کو ہلاک کرنا چاہتا ہے

ف۱ اللہ کے حکم کی نافرمانی: روایت میں آیا ہے کہ شیطان نے ان کے دل میں یہ خیال پیدا کر دیا کہ اللہ نے سنیچر کے دن شکار کرنے سے منع نہیں کیا ہے کھانے سے منع کیا ہے اس لئے وہ شکار کرنے لگے یا یہ وسوسہ پیدا کیا کہ مچھلیاں پکڑنے کی ممانعت کی ہے لہٰذا انہوں نے لب ساحل بڑے بڑے حوض کھود لئے جن کے اندر سمندر سے پانی کے ساتھ سنیچر کے دن مچھلیاں آجاتی تھیں اور اتوار کے دن لوگ ان کو پکڑ لیتے تھے ایسی حرکت بہت دنوں تک کرتے رہے پھر سنیچر کے دن بھی شکار کرنے کی جرأت کرنے لگے اور بولے ہمارے خیال میں اب سنیچر کے دن مچھلیاں پکڑنا بھی ہمارے لئے حلال کر دیا گیا ہے چنانچہ اس خیال کے بعد وہ سنیچر کے دن مچھلیاں پکڑنے بھی لگے اور خرید وفروخت بھی کرنے لگے اور کھانے بھی لگے۔ ایک تہائی آدمی تو اس نافرمانی میں مبتلا ہو گئے مگر ایک تہائی آدمیوں نے ان کو روکا اور بازداشت کی باقی ایک تہائی نے نہ تو جرم میں شرکت کی نہ ممانعت کی خاموش رہے۔ (تفسیر مظہری)

ع ٢٠ ۵ ١٠

رکوع نمبر ۲۰

توحید ورسالت پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی۔ بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا ذکر فرمایا گیا اور بنی اسرائیل کی نافرمانیوں اور ان کی سزاییان کی گئی۔

أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۖ قَالُوا مَعْذِرَةً إِلَىٰ رَبِّكُمْ

یا ان کو عذاب دینے والا ہے سخت؟ وہ بولے کہ الزام اتارنے کی غرض سے تمہارے پروردگار کے

وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿١٦٤﴾ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ أَنجَيْنَا

آگے اور تاکہ وہ بچیں۔ ف۱ پھر جب وہ بھول گئے جو ان کو نصیحت کی گئی تھی

الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوءِ وَأَخَذْنَا الَّذِينَ ظَلَمُوا

تو ہم نے بچا لیا ان کو جو منع کرتے تھے ف۲ برے کام سے اور پکڑا گنہگاروں کو سخت

بِعَذَابٍ بَئِيسٍ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿١٦٥﴾ فَلَمَّا عَتَوْا عَن

عذاب میں اس وجہ سے کہ وہ نافرمان تھے پھر جب حد سے بڑھ گئے جس کام سے

مَّا نُهُوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ﴿١٦٦﴾ وَإِذْ

ان کو منع کیا جاتا تھا تو ہم نے حکم کیا کہ ہو جاؤ بندر ذلیل و خوار اور (یاد کرو) جب

تَأَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَن

جتا دیا تیرے پروردگار نے کہ ضرور مسلط رکھے گا یہود پر قیامت کے دن تک

يَسُومُهُمْ سُوءَ الْعَذَابِ ۗ إِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيعُ الْعِقَابِ ۖ

ایسے شخص کو جو انھیں دیا کرے بری مار بیشک تیرا پروردگار جلد عذاب دیتا ہے

وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٦٧﴾ وَقَطَّعْنَاهُمْ فِي الْأَرْضِ

اور وہ بخشنے والا مہربان بھی ہے۔ اور ہم نے پراگندہ کیا ان کو ملک میں

أُمَمًا ۖ مِّنْهُمُ الصَّالِحُونَ وَمِنْهُمْ دُونَ ذَٰلِكَ ۖ

گروہ گروہ ان میں سے بعض تو نیک ہیں اور بعض اور طرح کے (یعنی بدکار) ہیں۔ اور ہم نے

ف۱ جواب کا خلاصہ یہ ہوا کہ ہم دو وجہ سے ان کو نصیحت کرتے ہیں اولاً اس لئے کہ اللہ کے روبرو یہ کہہ سکیں کہ اے اللہ ہم نے تو کہا مگر انہوں نے نہ سنا ہم معذور ہیں دوسرے شاید یہ مان جائیں اور عمل کرنے لگیں مگر وہ کب عمل کرنے والے تھے ۱۲ (تسہیل بیان)

ف۲ جب نصیحت کے اثر ہونے کی بالکل امید نہ ہو تو نصیحت کرنا واجب نہیں رہتا گو عالی ہمتی ضرور ہے پس جن لوگوں نے یہ کہا تھا کہ ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو الخ انہوں نے بوجہ ناامیدی کے اسی پر عمل کیا کہ نصیحت کرنا واجب نہیں اور دوسرے جو برابر نصیحت کرتے رہے ان کو یا تو ناامیدی نہیں ہوئی جیسا کہ انکے قول لعلھم یتقون سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید یہ لوگ ڈر جائیں یا عالی ہمتی کی شق کو انہوں نے اختیار کیا ہو غرض دونوں فریق حق پر تھے اور حضرت عکرمہ نے دونوں کے نجات پانے کو اس آیت سے استنباط کیا ہے اور حضرت ابن عباسؓ نے ان کی بات کو پسند کر کے ان کو انعام بھی دیا۔

وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۶۸﴾

ان کو آزمایا سُکھ سے اور دکھ سے تاکہ وہ پھر آویں

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ

پھر آئے ان کے بعد ایسے نا خلف کہ وارث بنے کتاب کے لیتے ہیں اسباب

عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ وَاِنْ

اس دنیائے دون کا ف۱ اور کہتے ہیں کہ ہم کو معاف ہو جاوے گا۔ اور اگر

يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ ؕ اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ

ان کے سامنے آوے کوئی دنیاوی چیز اس جیسی تو اس کو لے لیں! کیا نہیں لیا گیا ان پر

مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ

وہ عہد جو کتاب میں لکھا ہے کہ نہ بولیں اللہ پر سوائے سچ کے

وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ ؕ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ

اور انہوں نے پڑھ لیا جو اس کتاب میں ہے! اور آخرت کا گھر بہتر ہے

يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ

پرہیز گاروں کے لئے! کیا تم سمجھتے نہیں؟ اور جو لوگ مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں کتاب کو

وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۷۰﴾

اور قائم رکھتے ہیں نماز! بیشک ہم ضائع نہ کریں گے ثواب نیکو کاروں کا ف۲

وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْا

اور (یاد کرو) جب ہم نے اٹھا لیا پہاڑ ان کے اوپر کہ گویا وہ سائبان تھا اور سمجھے کہ

ف۱

یہ ان کی اس بدعنوانی کا ذکر ہے کہ وہ رشوت لے کر اللہ کی کتاب کی غلط تفسیر کر دیتے تھے، اور ساتھ ہی بڑے یقین کے ساتھ یہ بھی کہتے کہ ہمارے اس گناہ پر بخشش ہو جائے گی۔ حالانکہ بخشش تو توبہ سے ہوتی ہے، جس کا لازمی حصہ یہ ہے کہ اس گناہ سے پرہیز کیا جائے۔ لیکن ان کا حال یہ تھا کہ اگر انہیں دوبارہ رشوت کی اور (یاد کرو) جب ہم نے پہاڑ کو ان کے اوپر اس طرح اٹھا دیا تھا جیسے وہ کوئی سائبان ہو، اور انہیں یہ گمان ہو گیا تھا کہ وہ ان پر گرنے ہی والا ہے، (اس وقت ہم نے حکم دیا تھا کہ:) ''ہم نے تمہیں جو کتاب دی ہے، اسے تھامو اور اس کی باتوں کو یاد کرو، تاکہ تم تقویٰ اختیار کر سکو''۔ (توضیح القرآن)

ف۲ حضرت عبداللہ بن سلامؓ:

مجاہد نے کہا ان سے مراد حضرت عبد اللہ بن سلام اور ان کے ساتھی دوسرے مؤمنین اہل کتاب ہیں جو توریت پر بھی ایمان لائے تھے اور توریت میں انہوں نے کسی طرح کی تحریف نہیں کی تھی اور نہ اس کے احکام کو بگاڑ کر کمائی کا ذریعہ بنایا تھا بلکہ خالص حکم توریت پر عمل کرتے تھے پھر حضور اقدس ﷺ کی بعثت ہوئی تو آپؐ پر بھی ایمان لائے اور آپ کا اتباع کیا عطاء نے کہا ان سے مراد امت محمد یہ ہے۔
(تفسیر مظہری)

أَنَّهُ وَاقِعٌ بِهِمْ ۚ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُم بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا

وہ اب گرا ان پر! (اور ہم نے حکم دیا کہ) پکڑو جو ہم نے تم کو دیا ہے مضبوطی سے اور یاد رکھو

فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٧١﴾ وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِن بَنِي آدَمَ

جو کچھ اس میں ہے تاکہ تم بچ جاؤ اور جب نکالا تیرے پروردگار نے بنی آدم کی

مِن ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ

پیٹھوں سے ان کی اولاد کو اور اقرار کرایا ان سے ان کی جانوں پر! (فرمایا کہ)

أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۖ قَالُوا بَلَىٰ ۛ شَهِدْنَا ۛ أَن تَقُولُوا يَوْمَ

کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب بولے کہ ہاں بیشک ہے! ہم گواہ ہیں! یہ گواہی اس وجہ سے

الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَٰذَا غَافِلِينَ ﴿١٧٢﴾ أَوْ

لے لی ہے کہ کبھی تم کہنے لگو قیامت کے دن کہ ہم تو اس سے بے خبر تھے یا

تَقُولُوا إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِن قَبْلُ وَكُنَّا

کہو کہ شرک پہلے تو ہمارے باپ دادوں نے ہی کیا اور ہم اولاد ہوئے

ذُرِّيَّةً مِّن بَعْدِهِمْ ۖ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ ﴿١٧٣﴾

ان کے پیچھے! کیا تو ہم کو ہلاک کرتا ہے اس پر جو بد کاروں نے کیا؟ ۱

وَكَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿١٧٤﴾ وَاتْلُ

اور اسی طرح ہم کھولتے ہیں آیتیں اور تاکہ یہ لوگ پھر آویں اور سنا

عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانسَلَخَ مِنْهَا

ان کو حال اس شخص کا جسے ہم نے دی تھیں اپنی آیتیں پھر وہ ان کو چھوڑ نکلا

خلاصہ رکوع نمبر ۲۱

حضرت داؤد علیہ السلام کے دور میں بنی اسرائیل کی سرکشی اور حیلے بہانوں کو ذکر فرمایا گیا۔ یہود کی نافرمانی کی سزا کو بیان فرما کر اس سے عبرت پکڑنے کی دعوت دی گئی کہ خدا کی نافرمانی کا انجام ذلت ہے۔ بنی اسرائیل کا قومی انتشار اور ان کے تنزل کے اسباب ذکر فرمائے گئے ہیں۔

ع ۲۱ ۹ ۱۱

۱ حضرت آدم علیہ السلام کی عمر کے چالیس سال:

حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے آدم کو پیدا کرنے کے بعد ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا تو جو انسان ان کی نسل سے قیامت تک پیدا ہونے والا تھا وہ برآمد ہو گیا اور اللہ نے ہر انسان کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور کی ایک چمک پیدا کر دی، پھر سب کو آدمؑ کے روبرو کیا آدم نے عرض کیا اے میرے رب یہ کون ہیں اللہ نے فرمایا یہ تیری اولاد ہیں۔ آدم نے ان میں سے ایک شخص کی دونوں آنکھوں کے درمیان چمک دیکھی تو ان کو بہت اچھی معلوم ہوئی اور عرض کیا پروردگار یہ کون ہے اللہ نے فرمایا یہ داؤد ہے آدم نے عرض کیا پروردگار تو نے اس کی عمر کتنی مقرر کی ہے اللہ نے فرمایا ساٹھ سال عرض کیا پروردگار میری عمر میں سے اس کو چالیس برس اور عطا فرما دے چنانچہ حضرت آدمؑ کی عمر جب پوری ہو گئی وہی چالیس برس رہ گئے جو انہوں نے حضرت داؤد کو دیدیئے تھے تو موت کا فرشتہ آ گیا آدمؑ نے کہا ابھی تو میری عمر کے چالیس برس باقی ہیں ملک الموت نے کہا کیا آپ نے اپنے بیٹے داؤد کو چالیس برس نہیں دیدیئے تھے آدم نے انکار کیا اسی لئے ان کی اولاد بھی (کئے ہوئے وعدہ کا) انکار کرتی ہے اور آدمؑ نے (اللہ کے حکم کو) بھول کر (ممنوعہ) درخت کا پھل کھا لیا تھا اسی لئے ان کی اولاد بھولتی ہے اور آدمؑ نے خطا کی تھی اسی لئے ان کی اولاد خطا کرتی ہے۔

فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَوْ شِئْنَا

تو اس کے پیچھے لگا شیطان ف۱ پس وہ ہو گیا گمراہوں میں۔ اور اگر ہم چاہتے تو

لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ

اس کو بلند کرتے ان آیتوں کی برکت سے لیکن وہ مائل ہوا پستی کی جانب اور پیچھے لگ لیا

هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ

اپنی خواہش کے تو اس کی کہاوت کتے کی سی ہے! اگر تو اس کو کھیدے رگیدے

يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ

تو زبان لٹکاوے اور چھوڑ دے تو بھی زبان لٹکاوے! یہی کہاوت ان لوگوں کی ہے

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ

جنہوں نے جھٹلائیں ہماری آیتیں! تو بیان کر یہ قصے تاکہ یہ لوگ

يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ سَآءَ مَثَلًا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

سوچیں ف۲ بری کہاوت ہے ان لوگوں کی جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو

وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ

اور وہ اپنا ہی نقصان کرتے رہے جس کو اللہ ہدایت دے وہی

الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۷۸﴾

ہدایت پاوے۔ اور جن کو وہ بھٹکاوے پس وہی لوگ گھاٹے میں ہیں!

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ

اور ہم نے پیدا کئے ہیں دوزخ کے لئے بہتیرے جن اور انسان!

ف۱ یہاں تین باتیں مذکور ہیں ایک انسلاخ من آلایات (یعنی احکام سے نکل جانا) دوسرے اتباع شیطان شیطان کے پیچھے لگ جانا) تیسرے غوایت (گمراہی) بظاہر ترتیب کا مقتضا یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کے پیچھے لگ جانا گمراہی اور انسلاخ من الاآیات پر مقدم ہوتا کیونکہ اول شیطان پیچھے پڑتا ہے پھر اس سے گمراہی شروع ہوتی ہے پھر بڑھتے بڑھتے بالکل احکام سے نکل جاتا ہے مگر یہاں **اتبعه** سے مطلق پیچھے پڑنا مراد نہیں اور ظاہر ہے کہ یہ درجہ (یعنی شیطان کا ہمیشہ کے لئے در پے ہونا) انسلاخ سے موخر ہے

ف۲

غرور کا انجام برا ہوتا ہے

حضرت حاتمؒ فرماتے ہیں کہ بھیا اچھی جگہ کے سبب مغرور نہیں ہونا چاہئے اس لئے کہ جنت سے بہتر کوئی جگہ نہیں اور کثرت عبادت کے سبب غرور نہ کر کہ تو جانتا ہے کہ شیطان نے کئی ہزار برس عبادت کی اور زیادہ علم کے سبب گھمنڈ نہ کر۔ اس لئے بلعم باعور اس مرتبہ کو پہنچ گیا تھا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم جان لیا لیکن اس کی مذمت میں یہ آیت نازل ہوئی۔

"فمثله كمثل الكلب ان تحمل عليه يلهث اوتتركه يلهث" (الاعراف)

اس کی مثال کتے کی مثال ہے اگر اسے لادو تو وہ ہانپنے لگے اور چھوڑ دو تو بھی ہانپنے لگے۔

اور نیک لوگوں کی زیارت کے سبب بھی انسان کو غرور نہیں کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عزیزوں کو آپ کی زیارت وصحبت نصیب ہوئی لیکن وہ ایمان سے محروم رہے۔

لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا

ان کے دل ہیں کہ ان سے سمجھتے نہیں اور آنکھیں ہیں

يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ اُولٰٓئِكَ

کہ ان سے دیکھتے نہیں اور کان ہیں کہ ان سے سنتے نہیں! وہ لوگ

كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۭ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۷۹﴾

چوپاؤں کی مثل ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ! یہی لوگ بے خبر ہیں ف۱۔

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۠ وَذَرُوا

اور اللہ کے سب ہی نام اچھے ہیں تو اس کو پکارو ان ناموں سے۔ اور چھوڑ دو

الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَاۗىِٕهٖ ۭ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا

ان کو جو کج راہ چلتے ہیں اس کے ناموں میں! وہ بدلہ پائیں گے

يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ

اپنے کئے کا اور ہماری مخلوق میں ایسے لوگ بھی ہیں جو ہدایت کرتے ہیں حق بات کی

يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۸۱﴾ ع وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ

اور اسی پر انصاف کرتے ہیں اور جنہوں نے جھٹلائیں ہماری آیتیں ہم ان کو آہستہ آہستہ

مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۲﴾ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۭ اِنَّ كَيْدِيْ

پکڑیں گے جہاں سے وہ نہ جانیں گے اور ان کو مہلت دوں گا۔ بے شک میرا داؤ

مَتِيْنٌ ﴿۱۸۳﴾ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا ۫ مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ

پکا ہے کیا انہوں نے دھیان نہیں کیا کہ ان کے رفیق کو کچھ جنوں نہیں ہے

ف۱ نافرمان جانوروں سے بھی بدتر ہیں: یعنی دل، کان، آنکھ سب کچھ موجود ہیں۔ لیکن نہ دل سے ''آیات اللہ'' میں غور کرتے ہیں۔ نہ قدرت کے نشانات کا بنظر تعمق واعتبار مطالعہ کرتے ہیں۔ اور نہ خدائی باتوں کو بسمع قبول سنتے ہیں۔ جس طرح چوپائے جانوروں کے تمام ادراکات صرف کھانے پینے اور بہیمی جذبات کے دائرہ میں محدود ہوتے ہیں یہی حال ان کا ہے کہ دل و دماغ، ہاتھ پاؤں، کان آنکھ غرض خدا کی دی ہوئی سب قوتیں محض دنیوی لذائذ اور مادی خواہشات کی تحصیل وتکمیل کے لئے وقف ہیں۔ انسانی کمالات اور ملکوتی خصال کے اکتساب سے کوئی سروکار نہیں بلکہ غور کیا جائے تو ان کا حال ایک طرح چوپائے جانوروں سے بھی بدتر ہے۔ جانور مالک کے بلانے پر چلا آتا ہے اس کے ڈانٹنے سے رک جاتا ہے، یہ کبھی مالک حقیقی کی آواز پر کان نہیں دھرتے، پھر جانور اپنے فطری قویٰ سے وہ ہی کام لیتے ہیں جو قدرت نے ان کے لئے مقرر کردیا ہے۔ زیادہ کی ان میں استعداد ہی نہیں لیکن ان لوگوں میں روحانی وعرفانی ترقیات کی جو فطری قوت واستعداد ودیعت کی گئی تھی۔ اسے مہلک غفلت اور بے راہروی سے خود اپنے ہاتھوں ضائع معطل کر دیا گیا۔ (تفسیر عثمانیؒ)

۲۲ ع ۱۰ ۱۲

خلاصہ رکوع نمبر ۲۲

عالم ارواح میں بنی آدم سے لئے گئے عہد کو ذکر فرمایا گیا تا کہ عذرخواہی کا انسداد ہو سکے۔ ان لوگوں کا تذکرہ جنہوں نے اس عہد کو پس پشت ڈال کر شیطان کے آلہ کار بن گئے۔ ہدایت کے قبضہ خداوندی میں ہونے کو بیان فرمایا گیا اور انسانیت کے درجے سے گرے ہوئے لوگوں کا تذکرہ کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ اور ان کی خاصیت بیان فرمائی گئی۔

اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿١٨٤﴾ اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ

بس وہ تو ڈرانے والا ہے صاف ۱؎۔ کیا انہوں نے نہیں نظر کی

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۙ

آسمانوں اور زمین کی سلطنت اور اللہ کی پیدا کی ہوئی کسی چیز میں

وَّاَنْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَيِّ

اور نہ اس پر کہ شاید قریب آ لگی ہو ان کی اجل! تو اس کے بعد کسی بات پر

حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٨٥﴾ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ

ایمان لاویں گے جس کو اللہ گمراہ کرے پھر اس کو کوئی راہ پر لانے

لَهٗ ۭ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿١٨٦﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ

والا نہیں! اور وہ ان کو چھوڑے ہوئے ہے ان کی سرکشی میں سرگرداں! تجھ سے پوچھتے

عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ

ہیں قیامت کے بارے میں کہ اس کے قائم ہونے کا وقت کیا ہے! کہہ دے کہ اس کا علم تو میرے

رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ۘؔ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ

پروردگار ہی کے پاس ہے! بس وہی اس کو کھول دکھائے گا وقت پر! بھاری حادثہ ہے آسمانوں

وَالْاَرْضِ ۭ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۭ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ

اور زمین میں! بس وہ تمہارے سامنے اچانک آ موجود ہوگی! ۲؎ تجھ سے پوچھنے لگتے ہیں گویا کہ

حَفِيٌّ عَنْهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

تو اس کا متلاشی ہے کہ بس اس کی خبر تو اللہ ہی کو ہے لیکن اکثر آدمی

۱؎

مشرکین مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر ماننے کی بجائے کبھی معاذ اللہ آپ کو مجنون قرار دیتے، کبھی شاعر یا جادوگر کہتے تھے۔ یہ آیت بتا رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایسے بے سروپا تبصرے وہی کرسکتا ہے جو بے سوچے سمجھے بات کرنے کا عادی ہو۔ اگر یہ لوگ ذرا بھی غور کرلیں تو ان پر اپنے الزامات کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔ یہ لوگ تم سے اس طرح پوچھتے ہیں جیسے تم نے اس کی پوری تحقیق کر رکھی ہے۔ کہہ دو کہ "اس کا علم صرف اللہ کے پاس ہے، لیکن اکثر لوگ (اس بات کو) نہیں جانتے"۔ (توضیح القرآن)

۲؎ قریشیوں کا سوال:

امام تفسیر ابن جریر اور عبد بن حمید نے بروایت قتادہ نقل کیا ہے کہ قریشِ مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور استہزاء و تمسخر کے دریافت کیا کہ آپ قیامت کے آنے کی خبریں دیتے اور لوگوں کو اس سے ڈراتے ہیں اگر آپ سچے ہیں تو متعین کر کے بتلائیے کہ قیامت کس سن اور کس تاریخ میں آنے والی ہے تاکہ ہم اس کے آنے سے پہلے کچھ تیاری کرلیں، آپ کے اور ہمارے درمیان جو تعلقات رشتہ داری ہیں ان کا تقاضا بھی یہ ہے کہ اگر آپ عام طور سے لوگوں کو بتلاتا نہیں چاہتے تو کم از کم ہمیں بتلا دیجئے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ الآیۃ۔

النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ نَفْعًا وَّلَا

سمجھ نہیں رکھتے ہیں ف۱ کہہ دے کہ میں مالک نہیں اپنی جان کے بھلے کا نہ

ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ

برے کا مگر جو اللہ چاہے! اور اگر میں جانتا ہوتا غیب کی بات کو

لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۛۚ وَمَا مَسَّنِىَ السُّوْٓءُ ۛۚ

تو اپنا بہت سا فائدہ کر لیتا! اور مجھ کو کبھی سختی نہ پہنچتی!

اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ ع

بس میں تو ڈرانے والا اور خوشی ف۲ سنانے والا ہوں ایمان لانے والے لوگوں کو

هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ

وہی ہے جس نے پیدا کیا تم کو ایک جان سے اور اسی سے بنایا اس کا

مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ

جوڑا تاکہ آرام پکڑے اس کے پاس! پھر جب مرد نے عورت سے جماع کیا!

حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا

اس کو حمل رہا ہلکا سا حمل تو چلتی پھرتی رہی اس کو لئے ہوئے! پھر جب بوجھل ہوگئی دونوں نے پکارا

اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ

اللہ اپنے پروردگار کو کہ اگر تو ہم کو عنایت کرے بھلا چنگا تو ہم

الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۸۹﴾ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ

تیرا شکر کریں پھر جب اللہ نے عنایت کیا ان کو بھلا چنگا (بچہ) تو وہ بنانے لگے اللہ کے شریک

ف۱: اس آیت سے اور شیخین کی اس حدیث سے جس میں آپ نے جبرئیل کو یہ جواب دیا تھا ما المسئول عنها باعلم من السائل کہ جس سے قیامت کی بابت سوال کیا جارہا ہے وہ اس کو سائل سے زیادہ نہیں جانتا یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ تعیین اور تفصیل کے ساتھ قیامت کی اطلاع آپ سے بھی مخفی تھی اور بعض روایات جو تعیین کے بارہ میں آئی ہیں کہ دنیا کی عمر سات ہزار سال کی ہے اول تو وہ قوت میں قرآن اور شیخین کی حدیث کے برابر تو کیا فی نفسہ بھی ان کی سند صحیح نہیں دوسرے اس کو ظن غالب پر محمول کرسکتے ہیں۔

رکوع نمبر ۲۳ ع ۲۳/۷/۱۴

اہل حق واہل باطل کا تذکرہ فرمایا گیا گمراہی اور انکار حق کے اسباب بیان کئے گئے۔ منصب رسالت کے بارہ میں مشرکین کی غلط فہمی کا ازالہ فرمایا گیا۔ قیامت کی بعض نشانیاں ذکر کی گئی۔

ف۲ خلاصہ یہ کہ نبوت کا اصلی مقصود یہ نہیں کہ عالم کی تمام ہونے والی باتوں کا نبی کو احاطہ ہوا کرے اس لئے ان باتوں کا علم حاصل ہونا جن میں قیامت کا خاص وقت بھی داخل ہے نبی کو ضروری نہیں البتہ نبوت کا اصلی مقصود شرعی امور کا پورا علم ہونا ہے سو وہ مجھ کو حاصل ہے۔

فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹۰﴾ اَيُشْرِكُوْنَ

اس کی دی ہوئی چیز میں! سواللہ عالیشان ہےان کےشریک بنانے سے ول کیا یہ مشرک شریک بناتے ہیں

مَا لَا يَخْلُقُ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۱۹۱﴾ وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

ایسوں کو جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے اور وہ آپ پیدا کئے ہوئے ہیں۔ اور نہ قوت رکھتے ہیں

لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۲﴾ وَاِنْ

ان کی مدد کرنے کی اور نہ اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں اور اگر

تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ۭ سَوَآءٌ

تم ان کو پکارو ہدایت کی جانب نہ چل سکیں

عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ﴿۱۹۳﴾ اِنَّ

تمہاری پکار پر! برابر ہے تمہارے لئے کہ ان کو پکارو یا خاموش رہو

الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ

جن کو پکارتے ہو اللہ کے سوا وہ بندے ہیں تم جیسے!

فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ اَلَهُمْ

بھلا پکارو ان کو تو چاہئے کہ قبول کریں تمہارا پکارنا اگر تم سچے ہو کیا

اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ ۡ

ان کے ایسے پاؤں ہیں جن سے چلتے ہیں یا ان کے ایسے ہاتھ ہیں جن سے پکڑتے ہیں

اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ

یا ان کی ایسی آنکھیں ہیں جن سے دیکھتے ہیں یا ان کے ایسے کان ہیں

ول ازدواجی
حقوق وفرائض کا مقصد:

ازدواجی زندگی کے جتنے حقوق وفرائض زوجین پر عائد ہوتے ہیں ان سب کا خلاصہ اور اصل مقصد سکون ہے، دنیا کی نئی معاشرت اور نئی رسموں میں جو چیزیں سکون کو برباد کرنے والی ہیں وہ ازدواجی تعلق کی بنیادی دشمن ہیں، اور آج کی مہذب دنیا میں جو گھریلو زندگی عموماً تلخ نظر آتی ہےاور چارطرف طلاقوں کی بھر مار ہے، اس کا سب سے بڑا سبب یہی ہے کہ معاشرت میں ایسی چیزوں کو مستحسن سمجھ لیا گیا ہے۔ جو گھریلو زندگی کے سکون کوسراسر برباد کرنیوالی ہیں، عورت کی آزادی کے نام پراس کی بے پردگی اور بے حیائی جو طوفان کی طرح عالمگیر ہوتی جاتی ہے اسکو ازدواجی سکون کے برباد کرنے میں بڑادخل ہےاور تجربہ شاہد ہے جوں جوں یہ بے پردگی اور بے حیائی عورتوں میں بڑھتی جاتی ہے اسی رفتار سے گھریلو سکون واطمینان ختم ہوتا جاتا ہے۔(معارف مفتی اعظمؒ)

يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۗ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا

جن سے سنتے ہیں! ف۱ کہہ دے کہ پکار لو اپنے شریکوں کو پھر مجھ پر داؤ کر چلو

تُنْظِرُوْنِ ﴿١٩٥﴾ اِنَّ وَلِيِّۦَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ

اور مجھے مہلت نہ دو میرا حمایتی اللہ ہے جس نے کتاب اتاری!

وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٩٦﴾ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ

اور وہی حمایت کرتا ہے نیک بندوں کی اور جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے

دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿١٩٧﴾

سوا وہ نہ تمہاری مدد پر قادر ہیں اور نہ اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں

وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا ۗ وَتَرٰىهُمْ

اور اگر ان کو پکارو ہدایت کی جانب تو کچھ نہ سنیں! (اے مخاطب) تو بتوں کو دیکھتا ہے

يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿١٩٨﴾ خُذِ الْعَفْوَ

کہ وہ تیری طرف تک رہے ہیں حالانکہ وہ کچھ نہیں دیکھتے۔ لازم پکڑ معاف کرنا

وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿١٩٩﴾ وَاِمَّا

اور حکم کر نیک کام کا اور کنارہ کر جاہلوں سے اور اگر

يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۗ اِنَّهٗ

کبھی اُبھار دے تجھ کو شیطان کی چھیڑ چھاڑ تو پناہ

سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٠٠﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ

مانگ اللہ سے بے شک وہی سنتا جانتا ہے جو لوگ پرہیز گار ہیں جہاں چھوا

ف۱ بتوں کے عاجز ہونے میں جو یہ بتلایا گیا ہے کہ ان کے پاس اسباب وآلات ہی نہیں اس سے یہ مقصود نہیں کہ معبود میں یہ اسباب اور اعضاء ہونا ضروری ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے بلکہ مراد ان سے کمالات قدرت ہیں کہ معبود میں قدرت اور تاثیر کے کمالات ہونا چاہئیں لیکن جسم والی چیزوں میں وہ کمالات اعضاء اور اسباب پر موقوف ہیں اس لئے اس عنوان کو اختیار کیا گیا کہ جب ان میں تاثیر کرنے کے اسباب ہی نہیں تو کوئی فعل ان سے کیا صادر ہوگا کیونکہ یہ جسم رکھتے ہیں اور جسم والا بغیر اعضاء واسباب کے کچھ نہیں کر سکتا اور معبود برحق میں یہ کمالات قدرت بدوں اعضا اور آلات کے موجود ہیں کیونکہ وہ جسم سے پاک ہے تو اعضاء کا بھی محتاج نہیں اور یہ نقائص اصنام میں بہت ظاہر تھے پھر اتنا اہتمام بیان میں کیوں کیا گیا۔ جواب یہ ہے کہ تاکہ مشرکین کی پوری حماقت ظاہر ہو۔ سوال مشرکین بتوں کو خدا کے برابر نہ کہتے تھے پھر اس گفتگو سے ان پر کیا الزام ہوا وہ کہہ سکتے ہیں کہ ہاں ان میں یہ نقائص ہیں اسی لئے ہم ان کو خدا کے برابر نہیں مانتے جواب مقصود گفتگو کا یہ ہے کہ معبود ہونا خواہ کسی درجہ میں ہو ان صفات کمال پر موقوف ہے کیونکہ عبادت غایت ذلت کا نام ہے اور غایت ذلت اسی کا حق ہے جو غایت درجہ عزت والا ہو۔ اور غایت درجہ عزت ان کمالات پر موقوف ہے جب اصنام میں صفات کمال نہیں ہیں تو وہ کسی درجہ میں بھی معبود ہونے کے لائق نہیں آگے بتلاتے ہیں کہ وہ جس طرح اپنے معتقدوں کو نفع پہنچانے سے عاجز ہیں اسی طرح اپنے مخالفوں کو ضرر بھی نہیں پہنچا سکتے جیسا تم کہا کرتے ہو کہ ہمارے بتوں کی بے ادبی نہ کیا کرو ورنہ وہ تم پر آفت نازل کردیں گے۔

مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝۲۰۱

ان کو وسوسۂ شیطانی نے وہ چونک گئے پھر فوراً ان کو سوجھ آ گئی ۱ٓ اور جو شیطانوں کے بھائی ہیں

وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ۝۲۰۲

وہ ان کو کھینچے لئے جاتے ہیں گمراہی میں پھر وہ کمی نہیں کرتے ۲ٓ

وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ۭ قُلْ

اور جب تو نہیں لاتا ان کے پاس کوئی آیت تو کہتے ہیں کہ تو نے اس کو بھی کیوں نہ گھڑ لیا؟ کہہ دے کہ

اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ۚ هٰذَا بَصَاۗىِٕرُ مِنْ

میں تو اسی پر چلتا ہوں جو وحی کی جاتی ہے میری جانب میرے پروردگار کی طرف سے یہ سوجھ کی باتیں ہیں

رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝۲۰۳ وَاِذَا

تمہارے پروردگار کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت ہے ان کے لئے جو یقین لاتے ہیں اور جب

قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ

قرآن پڑھا جایا کرے تو اس کو کان لگا کر سنو اور خاموش رہو

تُرْحَمُوْنَ ۝۲۰۴ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً

تاکہ تم پر رحم ہو اور اپنے پروردگار کی یاد کرتا رہ جی میں گڑگڑاتا اور ڈرتا ہوا

وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا

اور دھیمی آواز سے بولنے میں صبح اور شام اور نہ

تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝۲۰۵ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا

رہ غافل۔ جو تیرے پروردگار کے نزدیک ہیں وہ نہیں

۱ٓ صحیح مسلم کی حدیث میں تصریح ہے کہ جس طرح ہر شخص کے ساتھ ایک شیطان رہتا ہے آپ کے ساتھ بھی تھا مگر وہ آپ کو بری رائے نہ دیتا تھا چنانچہ حضور نے فرمایا ہے کہ فلا یامرنی الا بخیر کہ وہ مجھے اچھا ہی مشورہ دیتا ہے اس لئے آیت میں شیطان سے مشہور شیطان مراد لیا جائے گا جس کا بھی کبھی آپ کے پاس آ جانا محال نہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ایک بار آگ کا شعلہ لے کر آپ کو تکلیف پہنچانے آیا تھا رہا وسوسہ ڈالنے کا مضمون یہ عصمت انبیاء کے منافی نہیں۔

۲ٓ خوف خدا سے مرنے والے عابد کی قبر سے آواز آئی

حافظ ابن عساکرؒ اپنی تاریخ میں عمرو بن جامع کے حالات میں سے نقل کرتے ہیں کہ ایک نوجوان عابد مسجد میں رہا کرتا تھا اور اللہ کی عبادت کا بہت مشتاق تھا' ایک عورت نے ان پر ڈورے ڈالنے شروع کئے۔ یہاں تک کہ اسے بہکا لیا' قریب تھا کہ وہ اس کے ساتھ کوٹھڑی میں چلا جائے تو اسے یہ آیت "اذا مسھم طائف من الشیطن" الخ یاد آئی اور غش کھا کر گر پڑا' بہت دیر کے بعد جب اسے ہوش آیا اس نے پھر اس آیت کو یاد کیا اور اس قدر اللہ کا خوف اس کے دل میں سمایا کہ اس کی جان نکل گئی۔ حضرت عمرؓ نے اس کے والد سے ہمدردی اور غمخواری کی' چونکہ انہیں رات ہی کو دفن کر دیا گیا تھا آپ ان کی قبر پر گئے آپ کے ساتھ بہت سے آدمی تھے' آپ نے وہاں جا کر ان کی قبر پر نماز جنازہ ادا کی اور اسے آواز دے کر فرمایا اے نوجوان! "ولمن خاف مقام ربہ جنتان" جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے کا ڈر رکھے اس کیلئے دو دو جنتیں ہیں' اسی وقت قبر کے اندر سے آواز آئی کہ مجھے میرے رب نے وہ دونوں دو دو مرتبے عطا فرما دیئے۔ (ابن کثیر)

خاصیت: آیت ۲۰۰۔۲۰۱ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ۩ ۲۰۶

تکبر کرتے اس کی عبادت سے اور وہ تو اس کی تسبیح اور اسی کو سجدے کرتے رہتے ہیں۔

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّعَشْرُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ انفال مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں پچھتر آیتیں اور بیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ

تجھ سے پوچھتے ہیں مال غنیمت کا حکم! ف۱ کہہ دے کہ مال غنیمت اللہ اور رسول کا ہے!

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۪ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ

تو ڈرو اللہ سے اور صلح کرو آپس میں اور کہا مانو اللہ

وَرَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ

اور رسول کا اگر تم مسلمان ہو۔ ایمان والے وہی ہیں

الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا

کہ جب اللہ کا نام آتا ہے تو ڈر جاتے ہیں ان کے دل اور جب

تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ

ان پر پڑھی جاتی ہیں اس کی آیتیں تو وہ آیتیں بڑھا دیتی ہیں ان کے ایمان کو اور وہ اپنے پروردگار

يَتَوَكَّلُوْنَ ۝۲ۚۖ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ

پر بھروسہ رکھتے ہیں جو قائم رکھتے ہیں نماز کو اور ہمارے دیئے ہوئے

رکوع نمبر ۲۴ — ع ۲۴ الثلثۃ ۱۸ السجدۃ ۱۴

اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور آدم وحوا کی تخلیق کا ذکر فرمایا گیا۔ انسان کی حالت بیان کی گئی کہ بے جان مردہ کو معبود بنالیا۔ اس سلسلہ میں بتوں کی عاجزی ذکر کی گئی۔ دعوت حق کے بارے میں آداب واحکام بیان فرمائے گئے۔ مشرکین کی فتنہ انگیزیاں بیان کی گئیں۔ ذکر اللہ کی تاکید کیساتھ سورہ کو ختم فرمایا گیا۔

ف۱ شان نزول

ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہ میں حضرت عبادہ بن صامتؓ سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب بدر میں گئے کافروں اور مسلمانوں کے لشکر کا مقابلہ ہوا۔ کافروں کو اللہ نے شکست فاش دی۔ مسلمانوں کے تین گروہ ہو گئے ایک گروہ نے کافروں کا تعاقب کیا اور ان کو قتل وقید کرنا شروع کر دیا دوسرا گروہ مال غنیمت جمع کرنے لگا۔ تیسرا گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرداگرد حلقہ کئے رہا تا کہ کوئی دشمن مکر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرر نہ پہنچا سکے۔ جب رات ہوئی اور سب لوگ جمع ہوئے تو مال غنیمت کے مستحق ہونے کے باہم کچھ اختلاف ہوا۔ جنہوں نے مال غنیمت جمع کیا تھا انہوں نے کہا یہ ہم نے جمع کیا ہے اور ہمارا حق ہے۔ دشمن کا تعاقب کرنے والوں نے کہا کہ ہم نے دشمن کو شکست دی اور بھگایا یہ ہمارا حق ہے۔ تیسرے گروہ نے کہا کہ ہم نے دشمن کے فریب کے اندیشہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حلقہ میں لے لیا اور حضور کی حفاظت کی۔ اس لئے ہم حق دار ہیں۔ اس وقت ان آیات کا نزول ہوا۔

يُنفِقُونَ ﴿٣﴾ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَّهُمْ دَرَجَاتٌ

میں سے خرچ کرتے ہیں یہی ہیں سچے ایمان دار ان کے لئے درجے ہیں

عِندَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٤﴾ كَمَا أَخْرَجَكَ

ان کے پروردگار کے پاس اورمعافی اور آبرو کی روزی ہے جس طرح نکالا

رَبُّكَ مِن بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ

تجھ کو تیرے پروردگار نے تیرے گھر سے درست کام پر حالانکہ ایک گروہ مسلمانوں کا

لَكَارِهُونَ ﴿٥﴾ يُجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَأَنَّمَا

نا خوش تھا تجھ سے جھگڑتے تھے حق بات میں اس کے ظاہر ہوئے

يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنظُرُونَ ﴿٦﴾ وَإِذْ يَعِدُكُمُ

پیچھے گویا کہ وہ ہانکے جاتے ہیں موت کی جانب آنکھوں دیکھتے ف۱ اور جب تم سے

اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ أَنَّ

وعدہ فرماتا تھا اللہ دو جماعتوں میں سے ایک کا کہ وہ تمہارے ہاتھ لگے گی

غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ اللَّهُ أَن يُحِقَّ

اور تم چاہتے تھے کہ جس میں کانٹا نہ لگے وہ تم کو مل جاوے اور اللہ چاہتا تھا کہ سچا کرے

الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ ﴿٧﴾ لِيُحِقَّ

سچ کو اپنے کلمات سے اور کاٹ ڈالے کافروں کی جڑ بنیاد تاکہ حق کو

الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ﴿٨﴾

حق کرے اور باطل کو باطل اگرچہ ناخوش ہوں گنہگار جب تم لگے فریاد کرنے

ف۱ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جاں نثاری:

ابو وقاص لیثیؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ بدر کی طرف سب کو لے کر نکلے اور مقام روحاء میں پہنچ کر لوگوں کے سامنے خطبہ دیا اور کہا تم لوگوں کی کیا رائے ہے؟ تو ابو بکرؓ نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ! ہمیں علم ہو چکا ہے کہ یہ کفار یہاں یہاں تک پہنچ چکے ہیں۔ پھر حضرت ﷺ نے فرمایا تم لوگوں کی کیا رائے ہے؟ اب کی مرتبہ عمرؓ نے بھی ابو بکرؓ کی طرح جواب دیا۔ آپ ﷺ نے پھر اور ایک بار یہ سوال کیا تو سعد ابن معاذ ؓ نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کی مراد ہم سے ہے، خدا کی قسم میں نہ کبھی برک الغماد گیا ہوں نہ مجھے اس کی راہ کا علم ہے لیکن اگر آپ ﷺ یمن کے برک الغماد تک بھی جائیں تو بھی ہم آپ ﷺ کے ساتھ چلیں گے اور امتِ موسیٰ کی طرح نہ کہیں گے کہ تم اور تمہارا رب جا کر لڑ لو ہم یہیں سے تمہارا ساتھ دیں گے۔ ممکن ہے کہ آپ ﷺ نکلنے کے وقت کسی اور غرض سے نکلے ہوں، پھر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لئے کوئی دوسری صورت پیدا کر دی ہو، تو آپ ﷺ جو صورت چاہیں اختیار کریں۔ جو آپ ﷺ کا ساتھ دینا چاہتا ہے دے اور جو آپ ﷺ سے ٹوٹنا چاہتا ہے ٹوٹ جائے، جو چاہے آپ ﷺ کا مخالف بن جائے اور جو چاہے آپ ﷺ سے صلح کر کے رہے۔ ہمارا مال جو کچھ ہے آپ ﷺ سب لے سکتے ہیں۔ سعدؓ کے اسی قول کی بنا پر وہ آیت اتری۔ (تفسیر ابن کثیر)

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ
اپنے پروردگار سے پس اس نے قبول فرمائی تمہاری دعا کہ میں تم کو مدد دوں گا
بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ ﴿٩﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا
ہزار فرشتوں لگاتار آنے والوں سے۔ اور یہ تو صرف اللہ نے
بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا
خوشخبری دی اور تاکہ مطمئن ہو جاویں اس کی وجہ سے تمہارے دل! اور فتح
مِنْ عِندِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿١٠﴾ إِذْ يُغَشِّيكُمُ
تو اللہ ہی کی طرف سے ہے! بیشک اللہ غالب ہے حکمت والا۔ جب اللہ ڈالتا تھا
النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ
تم پر اونگھ اپنی طرف سے تسکین کے لئے اور اتارتا تھا تم پر آسمان سے
مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ
پانی کہ اس سے تم کو پاک کرے اور دور کرے تم سے شیطانی
الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ﴿١١﴾
نجاست اور محکم گرہ لگا دے تمہارے دلوں پر اور جمائے رکھے تمہارے قدم ول
إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ
جب حکم دے رہا تھا تیرا پروردگار فرشتوں کو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تو تم جمائے رکھو
آمَنُوا ۚ سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ
مسلمانوں کو! میں عنقریب ڈال دوں گا کافروں کے دلوں میں دہشت

ول بدر میں مشرکین پہلے جا پہنچے تھے اور پانی پر قبضہ کر لیا مسلمان بعد میں پہنچے اور ایک خشک ریگستان میں اترے جہاں پانی نہ ہونے سے پیاس کی بھی شدت اور نماز کے وقت وضو اور غسل سے عاجز کیونکہ تیمم کا حکم اب تک نہ ہوا تھا ادھر ریگستان میں چلنا پھرنا مصیبت کہ اس میں پاؤں دھنسے جاتے تھے ان وجوہ سے قلب بہت پریشان ہوا اوپر

رکوع نمبر ۱

معرکہ بدر میں حاصل شدہ مال غنیمت کی تقسیم کو بیان فرمایا گیا۔ اہل ایمان کی پانچ صفات ذکر فرمائی گئیں۔ غزوہ بدر میں فتح کے سلسلہ میں قدرت خداوندی کی طرف متوجہ فرمایا گیا کہ کس طرح فرشتوں کے ذریعے مومنین کی نصرت کی گئی۔ ع ۱ / ۱۵

سے شیطان نے وسوسہ ڈالنا شروع کیا کہ اگر تم اللہ کے نزدیک مقبول ہوتے تو اس پریشانی میں کیوں پھنستے حالانکہ یہ وسوسہ محض بے بنیاد تھا مگر پریشانی بڑھانے کو کافی تھا حق تعالیٰ نے اول باران رحمت نازل کیا جس سے پانی کی افراط ہو گئی پیا بھی وضو و غسل بھی کیا اور اس سے ریتا جم گیا دھنسن جاتی رہی اس کے برعکس کفار چونکہ نرم زمین میں تھے وہاں کیچڑ ہو گئی چلنے پھرنے میں دقت ہونے لگی غرض سب وساوس اور تشویشات دفع ہو جائے اس کے بعد مسلمانوں پر اونگھ کا غلبہ ہوا جس سے پوری راحت ہو گئی اور سب بے چینی جاتی رہی قتادہ سے مروی ہے کہ نیند کا غلبہ دو لڑائیوں میں ہوا ایک بدر میں (جس کا ذکر یہاں ہے) دوسرا جنگ احد میں (جس کا ذکر چوتھے پارہ میں ہے) اور حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ ہم سب پر نیند کا غلبہ ہوا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح تک نماز پڑھنے میں مشغول رہے احقر کہتا ہے کہ یہ اونگھ کا غلبہ پریشانی کا علاج تھا حضور غایت توکل اور اطمینان کی وجہ سے پریشان ہی نہ ہوئے تھے اس لئے آپ پر اس کا غلبہ نہ ہوا۔

خاصیت: آیت ۱۱ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ

اچھا تو مارو گردنوں پر اور کاٹو ان کی پور پور۔ یہ اس کی سزا ہے

بَنَانٍ ﴿١٢﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ

کہ انہوں نے مخالفت کی اللہ اور اس کے رسول کی! اور

يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿١٣﴾

جو مخالف ہو گا۔ اللہ اور اس کے رسول کا تو بے شک اللہ کی مار بڑی سخت ہے۔

ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ ﴿١٤﴾

یہ تو تم چکھ لو اور جانے رہو کہ کافروں کے لئے دوزخ کا عذاب ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

ایمان والو جب تمہاری مٹھ بھیڑ ہو کافروں سے

زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ﴿١٥﴾ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ

جو انبوہ کئے ہوئے ہوں تو ان کو پیٹھ نہ دو اور جو ان کو

دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ

پیٹھ دے گا اُس دن مگر یہ کہ ہنر کرتا ہو لڑائی کا یا جا شامل ہوتا ہو فوج میں تو وہ لے

بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ

پھرا غضب اللہ کا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے! اور وہ کیا

الْمَصِيْرُ ﴿١٦﴾ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۪

بری جگہ ہے تو کافروں کو تم نے قتل نہیں کیا ولیکن اللہ نے قتل کیا ف۱

ف۱ آیت کے شان نزول کی دوسری روایت:

حاکم نے بروایت سعید بن مسیب بحوالۂ مسیب بیان کیا کہ احد کے دن ابی بن خلف رسول اللہ ﷺ کی طرف بڑھا لوگوں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا اور مصعبؓ بن عمیر اس کے مقابلہ پر آ گئے۔ ابی کی زرہ اور خود کے درمیان ایک شگاف تھا جس سے اس کی ہنسلی کی ہڈی رسول اللہ ﷺ نے دیکھ پائی اور اس شگاف میں چھوٹا نیزہ (برچھی) مارا۔ ابی فوراً گھوڑے سے گر پڑا، ایک پسلی ٹوٹ گئی مگر زخم سے خون نہیں نکلا (یعنی ایسا زخم نہیں لگا کہ خون نکلتا، کچھ خراش لگ گئی) مگر ابی بیل کی طرح چلانے لگا کہ ساتھیوں نے کہا تو کیسا ڈھیلا آدمی ہے (کوئی زخم نہیں پھر کیوں چلاتا ہے) صرف ایک خراش لگی ہے ابی نے کہا رسول اللہ ﷺ نے تو یہ کہا تھا کہ ابی کو میں قتل کئے دیتا ہوں قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر یہ زخم تمام ذی المجاز (ذی المجاز ایک میلہ کا نام ہے جہاں عکاظ کے میلہ کے بعد عرب جمع ہوتے تھے) والوں کے لگتا تو سب مر جاتے۔ غرض مکہ کو پہنچنے سے پہلے مر گیا اور اللہ نے آیت وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى نازل فرمائی۔ اس حدیث کی سند صحیح مگر غریب ہے۔

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ

اور ایک مٹھی خاک تو نے نہیں پھینکی تھی جس وقت کہ پھینکی تھی ولیکن اللہ نے پھینکی تھی

الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿١٧﴾

اور تا کہ عطا فرمائے مسلمانوں کو اپنی بارگاہ سے اچھا انعام! بیشک اللہ سنتا جانتا ہے

ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٨﴾ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا

یہ تو ہو چکا اور (جانے رہو) کہ اللہ سست کرے گا تدبیر کافروں کی ف۱ اگر تم فتح چاہتے ہو

فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ

تو آموجود ہوئی تمہارے سامنے فتح! اور اگر باز آجاؤ تو تمہارے حق میں بہتر ہے

وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ

اور اگر پھر کرو گے تو ہم بھی پھر کریں گے۔ اور اگر ہر گز تمہارے

شَيْـًٔا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٩﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

کام نہ آئے گا تمہارا جتھا کچھ اگرچہ بہت ہو اور جان لو کہ اللہ ایمان والوں کے ساتھ ہے

اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ

مسلمانو حکم مانو اللہ اور اس کے رسول کا اور اس سے نہ پھرو سن کر اور نہ

تَسْمَعُوْنَ ﴿٢٠﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا

بنو ان جیسے جنہوں نے کہہ دیا کہ ہم نے سنا

وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿٢١﴾ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ

حالانکہ وہ سنتے نہیں بدتر تمام جانداروں میں اللہ کے نزدیک

ف۱ اور زیادہ کمزوری اُس وقت ظاہر ہوتی ہے جب اپنے برابر والے بلکہ اپنے سے کمزور کے ہاتھوں مغلوب ہو جائے اور یہاں پر موقوف تھا کہ غلبہ کے آثار مسلمانوں کے ہاتھ سے ظاہر ہوں ورنہ کفار کہہ سکتے تھے کہ تدبیر تو ہماری قوی تھی لیکن تدبیر الٰہی کے سامنے نہ چل سکی کیونکہ خدا کی تدبیر سب سے قوی ہے تو اس سے آئندہ مسلمانوں کے مقابلہ میں ان کا حوصلہ پست نہ ہوتا کیونکہ ان کو تو ضعیف ہی سمجھتے اور مٹھی خاک پھینکنے کا قصہ کئی بار ہوا بدر میں، احد میں حنین میں لیکن یہاں سیاق کلام سے بدر کا واقعہ مراد لینا غالب ہے۔

رکوع نمبر ۲ ع ۲ ٩ ١٦

معرکہ بدر میں رحمت خداوندی کے مناظر کو یاد دلایا گیا۔ قتال اور مقابلہ میں پیٹھ پھیر کر بھاگنے سے ممانعت فرمائی گئی اور معرکہ بدر کے حالات ذکر فرمائے گئے۔

اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٢٢﴾ وَلَوْ عَلِمَ

وہی بہرے گونگے ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے اور اگر اللہ جانتا

اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ؕ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا

ان میں کچھ بھلائی و۱ تو ان کو سناتا! اور اگر ان کو اب سنا دے

وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٢٣﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا

تو اُلٹے بھاگیں منہ پھیر کر ایمان والو حکم مانو

لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْۤا

اللہ اور رسول کا جب وہ تم کو بلائے ایسے کام کی طرف جس میں تمہاری زندگی ہے! و۲ اور جان لو

اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗۤ اِلَيْهِ

کہ اللہ آڑے آجاتا ہے آدمی اور اسکے دل میں اور یہ بھی کہ اسی کے

تُحْشَرُوْنَ ﴿٢٤﴾ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

پاس تم جمع ہوؤ گے اور تم ڈرتے رہو اس بلا سے کہ نہ پڑے گی تم میں سے ظالموں ہی پر

مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٢٥﴾

چن کر اور جانے رہو کہ اللہ کی مار بڑی سخت ہے

وَاذْكُرُوْۤا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِى الْاَرْضِ

اور یاد کرو جب تم تھوڑے سے تھے کمزور سمجھے جاتے تھے سر زمین (مکہ)

تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَ

میں ڈرتے تھے کہ تم کو اچک لے جائیں لوگ پھر اس نے تم کو (مدینہ میں)

و۱ مطلب یہ کہ اگر وہ خوبی موجود ہوتی کیونکہ اس کے موجود ہونے پر خدا کو اس کا علم ضرور ہوتا تو جب خدا تعالیٰ ان میں وہ خوبی نہیں پاتے تو واقع میں وہ ہے ہی نہیں اور چونکہ اس خوبی پر نجات موقوف ہے تو جب یہ ان میں نہیں تو گویا کوئی بھی خوبی نہیں۔

و۲ اللہ کے احکام میں سستی کی مثال:

حضرت نعمان بن بشیر کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی مقررہ حدود میں سستی کرنے والے اور ان میں داخل ہوجانے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کسی جہاز میں کچھ لوگ سوار ہوں اور قرعہ اندازی کر کے کچھ زیریں حصہ میں اور کچھ بالائی حصہ میں قیام پذیر ہوں اور زیریں حصہ میں رہنے والا بالائی حصہ میں رہنے والوں کی طرف سے پانی کا مرور کرے اور پانی کے اس مرور سے ان کو تکلیف ہو اس لئے نیچے رہنے والا کلہاڑی لے کر جہاز کے نچلے حصہ میں کچھ سوراخ کرنے لگے یہ دیکھ کر اوپر والے کہیں تم یہ کیا کرتے ہو سوراخ کرنیوالا جواب دے تم لوگوں کو میری وجہ سے تکلیف ہوتی تھی اور پانی کا مرور بہر حال مجھے کرنا ہی تھا اسلئے سوراخ کر رہا ہوں اب اگر اوپر والے اس کو سوراخ کرنے سے روک دینگے تو وہ سوراخ کرنیوالا بھی بچ جائے گا اور اوپر والے بھی بچ جائیں گے ورنہ وہ تو ڈوبے گا ہی ساتھ میں اوپر والے بھی مرینگے رواہ البخاری۔ (تفسیر مظہری)

اَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ

جگہ دی اور زور دیا اپنی مدد سے اور تم کو روزی دی ستھری چیزوں کی تاکہ تم

تَشْكُرُوْنَ ﴿٢٦﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ

احسان مانو۔ ایمان والو نہ خیانت کرو اللہ

وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٧﴾

اور رسول کی اور نہ خیانت کرو آپس کی امانتوں میں جان بوجھ کر

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ

اور جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد بس خراب کرنے والے ہیں

اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٨﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

اور یہ بھی جانو کہ اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے ف۱ ایمان والو

اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ

اگر ڈرتے رہو گے اللہ سے تو کر دے گا تمہارے لئے ایک امتیاز اور تم سے دور کر دے گا تمہارے گناہ

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٢٩﴾ وَ

اور تم کو بخش دے گا اور اللہ کا فضل بڑا ہے۔ ف۲

اِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ

اور (اے محمد یاد کر) جب تجھ پر داؤ چلانا چاہتے تھے کافر تا کہ تجھ کو قید کر دیں یا مار ڈالیں

اَوْ يُخْرِجُوْكَ ۗ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ۗ وَاللّٰهُ خَيْرُ

یا نکال دیں! اور وہ داؤ کر رہے تھے اور اللہ بھی داؤ کر رہا تھا اور اللہ کا داؤ

ف۱ مال اور اولاد کی محبت تو انسان کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے اور معقول حد تک ہو تو بری بھی نہیں ہے، لیکن آزمائش یہ ہے کہ یہ محبت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر تو آمادہ نہیں کر رہی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کے ساتھ یہ محبت ہوگی تو نہ صرف جائز، بلکہ باعث ثواب ہے، لیکن اگر وہ نافرمانی تک لے جائے تو ایک وبال ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی اس سے حفاظت فرمائیں۔ آمین (توضیح القرآن)

رکوع نمبر ۳

ع ۳ ۹ ۱۷

اہل ایمان کو خطاب فرمایا گیا اور اطاعات پر کمر بستہ کیا گیا۔ اہل ہجرت کو اسلام کے احسانات بتائے گئے کہ پہلے کیا تھے اور اب فضل باری تعالیٰ سے کیا حالت ہوگئی ہے۔

ف۲ تقویٰ کی یہ خاصیت ہے کہ وہ انسان کو ایسی سمجھ عطا کر دیتا ہے جو حق اور ناحق میں تمیز کرنے کی اہلیت رکھتی ہے اور گناہ کی ایک خاصیت یہ ہے کہ وہ انسان کی عقل خراب کر دیتا ہے جس سے وہ اچھے کو برا اور برے کو اچھا سمجھنے لگتا ہے۔ اور (اے پیغمبر!) وہ وقت یاد کرو جب کافر لوگ منصوبے بنا رہے تھے کہ تمہیں گرفتار کرلیں، یا تمہیں قتل کر دیں، یا تمہیں (وطن سے) نکال دیں۔ وہ اپنے منصوبے بنا رہے تھے، اور اللہ اپنا منصوبہ بنا رہا تھا، اور اللہ سب سے بہتر منصوبہ بنانے والا ہے۔ (توضیح القرآن)

الْمَاكِرِيْنَ ۝۳۰ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ

سب سے بہتر ہے اور جب پڑھی جاتیں ہیں ان پر ہماری آیتیں تو کہتے ہیں کہ

سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ

(ہاں جی) سن چکے اگر ہم چاہیں تو کہہ لیں اسی طرح کا

اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۳۱ وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا

اور کچھ بھی نہیں یہ تو کہانیاں ہیں اگلے لوگوں کی اور جب وہ کہنے لگے کہ یا اللہ

هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ

اگر یہی دین حق ہے تیری طرف سے تو ہم پر برسا پتھر

السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۳۲ وَمَا كَانَ اللّٰهُ

آسمان سے یا لے آ ہم پر دردناک عذاب اور اللہ ان کو

لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ

عذاب نہ دیتا جب تک کہ تو ان میں تھا! اور اللہ ان کو عذاب نہ دے گا

وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝۳۳ وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ

جب تک وہ استغفار کرتے رہیں اور اب ان کا کیا استحقاق ہے کہ نہ عذاب دے

يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ۭ

ان کو اللہ اور وہ روکتے ہیں مسجد حرام سے اور وہ اس کے مستحق نہیں

اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۳۴

بس اس کے مستحق تو پرہیز گار ہی ہیں لیکن ان میں بہتیرے خبر نہیں رکھتے ف۱

ف۱ مسجد کے متولی کی صفات:

☆معلوم ہوا کہ مسجد کا متولی مسلمان دیندار پرہیز گار ہونا چاہئے اور بعض حضرات مفسرین نے ان اولیاؤہ کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع قرار دے کر یہ معنی لکھے ہیں کہ اللہ کے ولی صرف متقی پرہیزگار لوگ ہوسکتے ہیں۔ اس تفسیر کے مطابق آیت سے یہ نتیجہ نکلا کہ جو لوگ شریعت وسنت کے خلاف عمل کرنے کے باوجود ولی اللہ ہونے کا دعویٰ کریں وہ جھوٹے ہیں اور جو ایسے لوگوں کو ولی اللہ سمجھیں وہ دھوکے میں ہیں۔

یہ امت قیامت تک عذاب سے محفوظ رہے گی:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے روضہ میں زندہ ہونا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا قیامت تک قائم رہنا اس کی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک دنیا میں ہیں۔ اس لئے یہ امت قیامت تک عذابِ عام سے مامون رہے گی۔ (معارف مفتی اعظمؒ)

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَّتَصْدِيَةً ۚ

اور ان کی نماز ہی کیا تھی خانہ کعبہ کے پاس سوائے سیٹیاں ف۱

فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿۳۵﴾ إِنَّ

اور تالیاں بجانے کے! تو چکھو عذاب بدلہ اپنے کفر کا

الَّذِينَ كَفَرُوا يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَنْ

جو لوگ کافر ہیں وہ خرچ کرتے ہیں اپنے مال تاکہ روکیں اللہ کی

سَبِيلِ اللّٰهِ ۚ فَسَيُنْفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ

راہ سے! تو وہ خرچ کرتے رہیں گے پھر انجام کار ہو گا وہ ان پر

حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ ۗ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ

افسوس اور آخر وہ مغلوب ہوں گے! اور جو کافر ہیں وہ سب جہنم کی طرف

يُحْشَرُونَ ﴿۳۶﴾ لِيَمِيزَ اللّٰهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ

ہانکے جاویں گے تاکہ الگ کر دے اللہ ناپاک کو پاک سے

وَيَجْعَلَ الْخَبِيثَ بَعْضَهُ عَلَىٰ بَعْضٍ فَيَرْكُمَهُ

اور رکھے ناپاک کو ایک دوسرے پر پھر ان سب کا ڈھیر بنائے

جَمِيعًا فَيَجْعَلَهُ فِي جَهَنَّمَ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿۳۷﴾ ع ۴ ۱۸

پھر ڈھیر کو ڈال دے جہنم میں! وہی لوگ گھاٹے میں رہے

قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ يَنْتَهُوا يُغْفَرْ لَهُمْ

کہہ دے کافروں سے کہ اگر باز آجائیں تو معاف ہو جائے

ف۱ بچوں اور پاگلوں کو مسجد سے دور رکھو:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی مسجدوں کو بچاؤ چھوٹے بچوں سے اور پاگل آدمیوں سے اور باہمی جھگڑوں سے۔ چھوٹے بچوں سے مراد وہ بچے ہیں جن سے ناپاکی کا خطرہ ہے اور پاگل سے ناپاکی کا بھی خطرہ ہے اور نمازیوں کی ایذاء کا بھی۔ اور باہمی جھگڑوں سے مسجد کی بے حرمتی بھی ہے اور نمازیوں کی ایذاء بھی۔

اس حدیث کی رو سے متولی مسجد کے لئے یہ تو حق ہے کہ ایسے چھوٹے بچوں، پاگلوں کو مسجد میں نہ آنے دے اور باہمی جھگڑے مسجد میں نہ ہونے دے۔ لیکن بغیر ایسی صورتوں کے کسی مسلمان کو مسجد سے روکنے کا کسی متولی مسجد کو حق نہیں۔ (معارف مفتی اعظمؒ)

رکوع نمبر ۴

اطاعت خداوندی کا ثمرہ ذکر فرمایا گیا کفار قریش کے متکبرانہ واحمقانہ اقوال ذکر کرکے ان کا رد فرمایا گیا۔ اہل ایمان کو استغفار کا حکم دیا گیا کہ خدائی عذاب سے بچنے کا یہی طریقہ ہے۔ کفار قریش کے مظالم بیان فرمائے گئے۔ حق کو روکنے کیلئے کفار کی کوششوں کو ذکر فرمایا گیا۔

مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ

جو کچھ ہو چکا ف۱ اور اگر پھر وہی کریں گے تو پڑ چکی ہے روش

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ

اگلے لوگوں کی اور ان سے لڑتے رہو یہاں تک کہ نہ باقی رہے

وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ

فساد اور ہو جاوے دین سب اللہ کا! ف۲ پھر اگر وہ باز آجائیں

اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۳۹﴾ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا

تو اللہ ان کے کام دیکھتا ہے اور اگر سرتابی کریں تو جان لو کہ

اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ۭ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۴۰﴾

اللہ تمہارا حمایتی ہے! کیا اچھا حمایتی ہے اور کیا خوب مددگار۔

ف۱ کفار سے اسلام لانے پر گذشتہ گناہوں کی مغفرت کا وعدہ ہے خواہ وہ اصلی کافر ہوں یا مرتد لیکن حقوق العباد زواجر اور حدود وغیرہ کی معافی نہیں ہوتی جس کی تفصیل کتب فقہ میں مذکور ہے جو گناہ محض گناہ ہی ہیں ان کی مغفرت کا وعدہ ہے یہ حکم تو حالت اسلام کا ہوا۔
یعنی تم ان کے ظاہری اسلام کو قبول کرو دل کا حال مت ٹٹولو کیونکہ اگر یہ دل سے ایمان نہ لاویں گے تو حق تعالیٰ آپ سمجھ لیں گے اور دوسرے آئمہ کے نزدیک یہ تفسیر ہوگی کہ ذمی بننے میں یہ لوگ دھوکہ دیں گے تو حق تعالیٰ خود دیکھ لیں گے تم کو ذمی بنانے سے انکار کرنے کا حق نہیں۔

ف۲ **لڑائی کب تک رہے گی:** حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس وقت تک لوگوں (یعنی کافروں) سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قائل ہو جائیں اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں جب وہ ایسا کر لیں تو ان کے خون اور مال میری طرف سے محفوظ ہو جائیں گے سوائے حق اسلام کے (یعنی حقوق عباد کی وجہ سے ان سے قصاص اور مالی معاوضات لئے جا سکیں گے) اور ان کا (باطنی حساب) اللہ کے ذمہ ہے۔ (تفسیر مظہری)

نواں پارہ....سورہ اعراف

فضائل خواص، فوائد وعملیات

خاصیت آیت ۲۰۰۔۲۰۱ برائے حفاظت شیطانی وساوس

۱۔وَاِمَّا یَنۡزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیۡطٰنِ نَزۡغٌ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰہِ ؕ اِنَّہٗ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ. اِنَّ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا اِذَا مَسَّہُمۡ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیۡطٰنِ تَذَکَّرُوۡا فَاِذَا ہُمۡ مُّبۡصِرُوۡنَ (پارہ۹،رکوع۱۴)

فائدہ: احادیث میں آیا ہے کہ وسوسہ کے وقت ا مَنۡتُ بِاللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ کہے یا اعوذ باللہ پڑھ کر بائیں جانب تین مرتبہ تھتکارنا آیا ہے۔ اٰمَنۡتُ بِاللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ وَالظَّاہِرُ وَالۡبَاطِنُ وَھُوَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ. پڑھے اس سے کسی کو نجات نہیں ہوتی اس کا غم نہ چاہیے۔یا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بکثرت پڑھے۔ابوسلیمانؒ دارانی نے عجیب تدبیر بتلائی ہے کہ جب وسوسہ آئے خوب خوش ہو۔شیطان کو مسلمان کا خوش ہونا سخت ناگوار ہے وہ پھر وسوسہ نہ ڈالے گا۔(اعمال قرآنی)

۱۔بخار اور بیماری

۱۔اِنَّ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا اِذَا مَسَّہُمۡ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیۡطٰنِ تَذَکَّرُوۡا فَاِذَا ہُمۡ مُّبۡصِرُوۡنَ (پ۹ع۱۴)

خاصیت: جس شخص کو گرمی سے بخار آتا ہو اس آیت کو پڑھ کر اس پر دم کرے یا طشتری پر لکھ کر پلا دے انشاء اللہ تعالیٰ شفا ہوگی۔(اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۱۱: برائے امراض قلب

وَلِیَرۡبِطَ عَلٰی قُلُوۡبِکُمۡ وَیُثَبِّتَ بِہِ الۡاَقۡدَامَ (پارہ۹،رکوع۱۶)

خاصیت: یہ آیت ہول دلی کے لئے نہایت مجرب ہے اس کو لکھ کر تعویذ بنا کر گلے میں اس طرح لٹکائے کہ وہ تعویذ عین قلب پر رہے بلکہ اس کو کپڑے سے باندھ دے تاکہ قلب سے نہ ہٹنے پائے۔(اعمال قرآنی)

تعارف سورۂ توبہ

یہ بھی مدنی سورت ہے، اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے آخری دور میں نازل ہوئی ہے۔ اپنے مضامین کے اعتبار سے یہ پچھلی سورت یعنی سورۂ انفال کا تکملہ ہے۔ غالباً اسی لئے عام سورتوں کے برخلاف اس سورت کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ نازل ہوئی، نہ لکھی گئی۔ اور اس کی تلاوت کا بھی قاعدہ یہ ہے کہ جو شخص پیچھے سورۂ انفال سے تلاوت کرتا چلا آ رہا ہو اسے یہاں بسم اللہ نہیں پڑھنی چاہئے، البتہ اگر کوئی شخص اسی سورت سے تلاوت شروع کر رہا ہو تو اس کو بسم اللہ پڑھنی چاہئے۔ اور بعض لوگوں نے اس سورت کے شروع میں بسم اللہ کے بجائے کچھ اور جملے پڑھنے کے لئے بنا رکھے ہیں وہ بے بنیاد ہیں۔ اوپر جو طریقہ لکھا گیا ہے، وہی سلف صالحین کا طریقہ رہا ہے۔

یہ سورت فتح مکہ کے بعد نازل ہوئی تھی۔ عرب کے بہت سے قبائل اس انتظار میں تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفارِ قریش کی جنگ کا انجام کیا ہوتا ہے۔ جب قریش نے حدیبیہ والا معاہدہ توڑ دیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ پر حملہ کیا اور کسی خاص خونریزی کے بغیر اسے فتح کرلیا۔ اس موقع پر کفار کی کمر ٹوٹ چکی تھی، البتہ آخری تدبیر کے طور پر قبیلہ ہوازن نے ایک بڑا لشکر مسلمانوں سے مقابلے کے لئے جمع کیا جس سے حنین کی وادی میں آخری بڑی جنگ ہوئی، اور شروع میں معمولی ہزیمت کے بعد مسلمانوں کو اس میں بھی فتح ہوئی۔ اس جنگ کے بعض واقعات بھی اس سورت میں بیان ہوئے ہیں۔ اب عرب کے جو قبائل قریش کی وجہ سے اسلام قبول کرنے سے ڈرتے تھے، یا ان کی جنگوں کے آخری انجام کے منتظر تھے، ان کے دل سے اسلام کے خلاف ہر رکاوٹ دور ہوگئی، اور وہ جوق در جوق مدینہ منورہ آ کر مسلمان ہوئے، اور اس طرح جزیرۂ عرب کے بیشتر علاقے پر اسلام کا پرچم لہرانے لگا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جزیرۂ عرب کو اسلام اور مسلمانوں کا بنیادی مرکز قرار دے دیا گیا۔ اصل منشاء تو یہ تھا کہ پورے جزیرۂ عرب میں کوئی بھی غیر مسلم مستقل باشندے کی حیثیت میں باقی نہ رہے، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ جزیرۂ عرب میں دو دین باقی نہ رہنے پائیں۔ (موطأ امام مالک، کتاب الجامع ومسند احمد ج:٦ ص:٢٧٥) لیکن اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے تدریج کا طریقہ اختیار فرمایا گیا۔ سب سے پہلا ہدف یہ مقرر فرمایا گیا کہ جزیرۂ عرب کو بت پرستوں سے خالی کرایا جائے۔ چنانچہ جو بچے کھچے بت پرست عرب میں رہ گئے تھے اور جنہوں نے بیس سال سے زیادہ مدت تک مسلمانوں کو وحشیانہ مظالم کا نشانہ بنایا تھا، ان کو اس سورت کے شروع میں مختلف مدتوں کی مہلت دی گئی جس میں اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو انہیں جزیرۂ عرب چھوڑنے، ورنہ جنگ کا سامنا کرنے کے احکام دیئے گئے ہیں، اور مسجد حرام کو بت پرستی کی ہر نشانی سے پاک کرنے کا اعلان کیا گیا ہے۔ اس ہدف کے پورا ہونے کے بعد جزیرۂ عرب کی مکمل صفائی کا دوسرا مرحلہ یہود و نصاریٰ کو وہاں سے نکالنے کا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں یہ مرحلہ مکمل نہیں ہو سکا تھا، لیکن آپ نے اس کی وصیت فرمادی تھی، جیسا کہ آیت نمبر ۲۹ کے تحت اس کی وضاحت آنے والی ہے۔

اس سے پہلے رُوم کے بادشاہ نے مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی طاقت کو دیکھ کر ان پر حملہ کرنے کے لئے ایک بڑی فوج جمع کی۔ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم پیش قدمی کر کے اس کے مقابلے کے لئے تبوک تک تشریف لے گئے۔ اس سورت کا بہت بڑا حصہ اس مہم کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتا ہے۔ منافقین کی معاندانہ کارروائیاں مسلسل جاری تھیں۔ اس سورت میں ان کی بدعنوانیوں کو بھی طشت از بام کیا گیا ہے۔

اس سورت کو سورۂ توبہ بھی کہا جاتا ہے اور سورۂ براءت بھی۔ براءت اس لئے کہ اس کے شروع میں مشرکین سے براءت اور دستبرداری کا اعلان کیا گیا ہے، اور توبہ اس لئے کہ اس میں بعض ان صحابہ کرام کی توبہ قبول ہونے کا ذکر ہے جنہوں نے تبوک کی مہم میں حصہ نہیں لیا تھا، اور بعد میں اپنی اس غلطی پر توبہ کی تھی۔ (توضیح القرآن)

سورۃ التوبہ: اگر کسی شخص کو کسی دشمن کے اُٹھنے جنگ کرنے یا مقدمہ دائر کرنے کا خوف ہو وہ شخص اس سورۃ کی آیت نمبر ۴۶ کو 117 مرتبہ تیرہ دن تک مع اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم کے پڑھے۔

وَاعْلَمُوٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ

اور جان رکھو کہ جو کچھ تم لوٹ کر لاؤ تو اللہ کا اس میں سے پانچواں حصہ

وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ

اور رسول کا اور قرابت داروں کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا

وَابْنِ السَّبِيْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا

اور مسافروں کا اگر تم یقین رکھتے ہو اللہ پر اور اُس (غیبی مدد) پر جو ہم نے نازل کی

عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ؕ

اپنے بندے پر فیصلے کے دن ف۱ جس دن باہم گتھ گئے دو لشکر؟

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٤١﴾ اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ

اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے جب تم ورلے سرے پر تھے

الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ

اور کافر پرلے سرے پر اور قافلہ تم سے نیچے کی طرف کو (ہٹا ہوا)

مِنْكُمْ ؕ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ ۙ

اور اگر آپس میں ف۲ تم وعدے کرتے تو ضرور اوپر سویر کرتے وعدے میں

وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۙ لِّيَهْلِكَ

لیکن (اللہ نے اچانک بھڑا دیا) تاکہ پورا کر دے اللہ اس کام کو جس کا کرنا تھا

مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ؕ

تاکہ مرے جو مرتا ہے سوجھ کر اور زندہ رہے جو زندہ رہتا ہے سوجھ کر ف۳

ف۱ اس سے مراد جنگ بدر کا دن ہے، اس کو آیت میں "یوم الفرقان" فرمایا گیا ہے، یعنی وہ دن جس میں حق و باطل کے درمیان فیصلہ ہوگیا کہ تین سو تیرہ بے سرو سامان لوگ ایک ہزار مسلح فوج پر معجزانہ طور پر غالب آگئے۔ وہ جو چیز اس دن نازل کی تھی اس سے مراد فرشتوں کی مدد اور قرآن کریم کی وہ آیات ہیں جو اس دن مسلمانوں کی تسلی کیلئے نازل کی گئیں۔

ف۲ یہ میدان جنگ کا نقشہ بتایا جارہا ہے۔ "بدر" ایک وادی کا نام ہے۔ اس کا وہ کنارہ جو مدینہ منورہ سے قریب تر ہے، اس پر مسلمانوں کا لشکر فروکش تھا اور جو کنارہ مدینہ منورہ سے دور ہے، اس پر کفار کا لشکر تھا اور قافلے سے مراد ابوسفیان کا قافلہ ہے جو اس وادی کے نیچے کی جانب ساحل سمندر کی طرف بچ کر نکل گیا تھا۔

ف۳ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسباب ایسے پیدا فرما دیئے کہ کفار مکہ سے باقاعدہ جنگ ٹھن گئی، ورنہ اگر دونوں فریق پہلے سے جنگ کیلئے کوئی وقت طے کرنا چاہتے تو اختلاف ہو جاتا، مسلمان چونکہ بے سرو سامان تھے، اس لئے باقاعدہ جنگ سے کتراتے، اور مشرکین کے دلوں پر بھی آنحضرت کی ہیبت تھی، اس لئے وہ بھی خواہش کے باوجود جنگ کو ٹلانا چاہتے۔ لیکن جب انہیں اپنا تجارتی قافلہ خطرے میں نظر آیا تو ان کے پاس جنگ کے سوا کوئی چارہ نہ رہا، اور مسلمانوں کے سامنے جب لشکر آہی گیا تو وہ بھی لڑنے پر مجبور ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ یہ اسباب ہم نے اس لئے پیدا کئے کہ ایک مرتبہ فیصلہ کن معرکہ ہو جائے، اور اللہ تعالیٰ کی عطا فرمائی ہوئی فتح و نصرت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت کھل کر سامنے آجائے۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص کفر کر کے بربادی کا راستہ اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دلیل کے واضح ہونے کے بعد اختیار کرے، اور جو شخص اسلام لا کر باعزت زندگی اختیار کرے، وہ بھی اس واضح دلیل کی روشنی میں کرے۔ (توضیح القرآن)

وَ اِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٤٢﴾ اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ

اور اللہ ضرور سنتا جانتا ہے جب اللہ نے دکھایا کافروں کو

مَنَامِكَ قَلِيْلًا ؕ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَ

تیرے خواب میں تھوڑے۔ ف۱ اور اگر وہ تجھ کو بہت کر دکھاتا تو تم ضرور بزدل ہو جاتے اور

لَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ

جھگڑا ڈالتے کام میں لیکن اللہ نے بچا لیا۔ بے شک وہ جانتا ہے

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٤٣﴾ وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ

دلوں کی باتیں۔ اور جب تم کو دکھائے کافر مٹھ بھیڑ کے وقت تمہاری

اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ

آنکھوں میں تھوڑے اور تم کو تھوڑا کر دکھایا کافروں کی آنکھوں میں تاکہ پورا کرے

اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿٤٤﴾ ع

اللہ اس کام کو جس کا کرنا تھا اور اللہ ہی کی جانب لوٹتے ہیں تمام کام

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا

ایمان والو! جب تم بھڑو کسی فوج سے تو ثابت قدم رہو۔ اور اللہ کو بہت یاد کرو

اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٤٥﴾ ج وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

تاکہ تم مراد پاؤ۔ اور حکم مانو اللہ اور اس کے رسول کا

وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ؕ

اور آپس میں جھگڑا نہ کرو کہ ہمت ہار دو گے اور جاتی رہے گی تمہارے ہوا

ف۱ جنگ شروع ہونے سے پہلے جب ابھی تک مسلمانوں کو یہ پتہ نہیں چلا تھا کہ حملہ آور کافروں کی تعداد کتنی ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں کافروں کے لشکر کو کم کر کے دکھایا گیا۔ آپ نے وہ خواب صحابہ کرامؓ سے بیان فرمایا، جس سے ان کے حوصلے بلند ہوئے۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کا خواب چونکہ واقعے کے خلاف نہیں ہوسکتا، اس لئے بظاہر آپ کو لشکر کا ایک حصہ دکھایا گیا تھا، آپ نے اسی حصے کے بارے میں لوگوں کو بتایا کہ وہ تھوڑے لوگ ہیں۔ اور بعض حضرات نے یہ بھی فرمایا ہے کہ خواب میں جو چیز دکھائی جاتی ہے، وہ عالم مثال سے تعلق رکھتی ہے، عین وہ چیز مراد نہیں ہوتی جو خواب میں نظر آرہی ہو، اسی لئے خواب میں تعبیر کی ضرورت پڑتی ہے۔ لہٰذا خواب میں سارے لشکر کی تعداد اگرچہ واقعی کم دکھائی گئی، لیکن اس کمی کی اصل تعبیر یہ تھی کہ یہ سارا لشکر بے حیثیت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس تعبیر کا علم تھا، اور آپ نے یہ خواب صحابہؓ کے سامنے اس لئے بیان فرمایا تاکہ ان کے حوصلے بڑھ جائیں۔

خلاصہ رکوع ۵

مسلمانوں کو فتنہ کے خاتمہ کا حکم دیا گیا۔

ع ۵ / ١

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۚ ٤٦ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ

اور صبر کرو بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور نہ بنو اُن جیسے

خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ

جو نکلے اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کے دکھاوے کو

وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ

اور روکتے تھے اللہ کی راہ سے ف۱ اور اللہ کے احاطہ میں ہے جو

مُحِيْطٌ ٤٧ وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ

کچھ یہ کرتے ہیں۔ ف۲ اور جب ان کو بھلے کر دکھائے شیطان نے ان کے اعمال۔

وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ

اور بولا کہ کوئی بھی غالب نہ ہو گا تم پر آج کے دن لوگوں میں سے اور میں

جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ

تمہارا حمایتی ہوں پھر جب آمنے سامنے آئیں دونوں فوجیں تو وہ چلتا بنا اپنے الٹے پاؤں۔

وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ

اور کہا کہ مجھ کو تم سے کچھ سروکار نہیں میں دیکھ رہا ہوں

اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ٤٨ ع اِذْ يَقُوْلُ

جو تم نہیں دیکھتے۔ میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں۔ اور اللہ کی مار تو بڑی سخت ہے جب

الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

کہنے لگے منافق اور وہ لوگ کہ جن کے دلوں میں بیماری ہے۔

ف۱ اس سے مراد کفار قریش کا وہ لشکر ہے جو جنگ بدر کے موقع پر بڑا اکڑتا، اتراتا اور اپنی شان و شوکت کا مظاہرہ کرتے ہوئے نکلا تھا۔ سبق یہ دینا ہے کہ جنگی طاقت کتنی بھی ہو، اس پر بھروسہ کر کے تکبر میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے، بلکہ بھروسہ صرف اللہ تعالیٰ پر رکھنا چاہیے۔

ف۲ مطلب غالباً یہ ہے کہ بعض مرتبہ ایک شخص بظاہر اخلاص سے کام کرتا نظر آتا ہے، لیکن اس کی نیت دکھاوے کی ہوتی ہے، یا اس کے برعکس بعض مرتبہ کسی شخص کا انداز بظاہر دکھاوے کا ہوتا ہے (جیسے دشمن کو مرعوب کرنے کیلئے کبھی طاقت کا مظاہرہ بھی کرنا پڑتا ہے) لیکن وہ اخلاص کے ساتھ بھروسہ اللہ ہی پر کرتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کو تمام اعمال کی اصل حقیقت کا پورا پورا علم ہے، اس لئے وہ ان کی جزا یا سزا کا فیصلہ اپنے اسی علم محیط کی بنیاد پر فرمائے گا، محض ظاہری حالت کی بنیاد پر نہیں (تفسیر کبیر)۔

خلاصہ رکوع ٦

ع ٦ نصرت خداوندی کے سلسلہ میں شرائط ذکر فرمائی گئی کہ استقامت، ذکر خداوندی اور رسول کی اطاعت، باہمی نزاع سے بچاؤ۔ صبر، نمود و نمائش سے پرہیز جیسے امور کو بیان فرمایا گیا۔ کفار مکہ کا شیطانی چالوں کا شکار ہونے کو بیان فرمایا گیا۔

غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ

کہ ان (مسلمانوں) کوتو مغرور کر دیا ہے ان کے دین نے۔ اور جو بھروسہ کرے اللہ پر

اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۹﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا

تو اللہ زبردست حکمت والا ہے ف۱ اور (اے محمد) کاش تو دیکھے جب روحیں قبض کرتے ہیں کافروں کی

الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا

فرشتے مارتے ہیں ان کے منہ اور پیٹھوں پر۔ اور (کہتے جاتے ہیں)

عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۵۰﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ

چکھو عذاب جلنے کا۔ یہ اسی کا بدلہ ہے جو تم نے بھیجا اپنے ہاتھوں۔ اور اس لئے کہ

اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۵۱﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ

اللہ ظلم نہیں کرتا بندوں پر ف۲ جیسے عادت فرعون کی قوم

وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ

اور ان لوگوں کی جو ان سے پہلے تھے۔ کہ منکر ہوئے اللہ کی آیتوں سے تو ان کو پکڑا

اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۵۲﴾

اللہ نے ان کے گناہوں پر۔ بیشک اللہ زور آور سخت عذاب کرنے والا ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا

یہ اس سبب سے کہ اللہ ہرگز نہیں بدلتا اُس نعمت کو جو دی ہو

عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ

کسی قوم کو جب تک کہ وہ نہ بدل لیں اپنا حال ف۳۔ اور اس وجہ سے کہ اللہ (سب)

ف۱ جواس پر بھروسہ کرتا ہے اس کو اکثر غالب ہی کر دیتے ہیں۔ اور اگر کبھی ایسا شخص مغلوب ہو جائے تو اس میں کچھ مصلحت ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ حکمت والے بھی ہیں غرض ظاہری سامان اور بے سامانی پر مدار نہیں قادر کوئی اور ہی ہے۔

ف۲ یہ ذلت ان کے کرتوتوں کا نتیجہ ہے یعنی یہ سب تمہاری کرتوت کی سزا ہے ورنہ خدا کے یہاں ظلم کی کوئی صورت ہی نہیں۔ اگر معاذ اللہ ادھر سے رتی برابر ظلم کا امکان ہو تو پھر وہ اپنی عظمت شان کے لحاظ سے ظالم نہیں ظلام ہی ٹھہرے کیونکہ کامل کی ہر صفت کامل ہی ہونی چاہئے۔

چنانچہ صحیح مسلم شریف کی حدیث قدسی میں ہے کہ میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم حرام کر دیا ہے اور تم پر بھی حرام کر دیا ہے پس آپس میں کوئی کسی پر ظلم وستم نہ کرے۔ میرے بندو! میں تو صرف تمہارے کئے ہوئے اعمال ہی کو گھیرے ہوئے ہوں۔ بھلائی پا کر میری تعریفیں کرو اور اس کے سوا کچھ اور دیکھو تو اپنے تئیں ہی ملامت کرو۔ (تفسیر ابن کثیر)

ف۳ جب ہمارا یہ قاعدہ کلیہ مقرر ہے اور بلا جرم سزا نہ دینا بھی اس قاعدہ میں داخل ہے تو یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم بے جرم کے سزا دے دیں سو ان موجودہ کافروں نے اپنی یہ حالت بدلی کہ پہلے باوجود کفر کے ان میں ایمان لانے کی تھوڑی بہت قابلیت تھی پھر انہوں نے انکار و مخالفت کر کر کے اس کو دور کر ڈالا پس ہم نے بھی اپنی یہ نعمت کہ اب تک ان کو مہلت دے رکھی تھی بدل دی اور سزا میں پکڑ لینا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ پہلے انہوں نے اپنی حالت کو بدلا

عَلِيْمٌ ﴿۵۳﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ

سنتا جانتا ہے۔ جیسے عادت فرعون کی قوم اور ان لوگوں کی جو ان سے پہلے تھے

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ

کہ جھٹلائیں اپنے پروردگار کی آیتیں تو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا ان کے گناہوں پر

وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۵۴﴾ اِنَّ شَرَّ

اور غرق کر دیا فرعونکے لوگوں کو۔ اور وہ سب ظالم تھے۔

الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۵﴾ ۖ

بدتر سب جانداروں میں اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو منکر ہوئے۔

اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ

پھر وہ نہیں مانتے۔ وہ لوگ کہ جن سے تو نے عہد و پیمان کیا پھر وہ توڑ ڈالتے ہیں

مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِى الْحَرْبِ

اپنا عہد و پیمان ہر دفعہ اور وہ ڈرتے نہیں ول تو اگر کبھی تو ان کو پائے لڑائی میں ایسی سزا دے کہ

فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾

ان کو دیکھ کر بھاگ جائیں پچھلے! شاید وہ عبرت پکڑ لیں

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ

اور اگر تجھ کو ڈر ہو کسی قوم کی طرف سے دغا کا تو ان کا عہد پھینک مار ان ہی

عَلٰى سَوَآءٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ ع وَلَا

کی طرف برابر سرا بر بیشک اللہ نہیں دوست رکھتا دغا بازوں کو اور یہ نہ

ول عہد پورا کرنے کا عجیب واقعہ: ابو داؤد، ترمذی، نسائی، امام احمد بن حنبلؒ نے سلیم بن عامر کی روایت سے نقل کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ کا ایک قوم کے ساتھ ایک میعاد کے لئے التواء جنگ کا معاہدہ تھا۔ حضرت معاویہؓ نے ارادہ فرمایا کہ اس معاہدہ کے ایام میں اپنا لشکر اور سامان جنگ اُس قوم کے قریب پہنچا دیں تا کہ معاہدہ کی میعاد ختم ہوتے ہی وہ دشمن پر ٹوٹ پڑیں۔ مگر عین اُس وقت جب حضرت معاویہؓ کا لشکر اُس طرف روانہ ہو رہا تھا یہ دیکھا گیا کہ ایک معمر آدمی گھوڑے پر سوار بڑے زور سے یہ نعرہ لگا رہے ہیں اللہ اکبر اللہ اکبر وفاء لا غدر۔ یعنی نعرۂ تکبیر کے ساتھ یہ کہا کہ ہم کو معاہدہ پورا کرنا چاہئے اس کی خلاف ورزی نہ کرنا چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس قوم سے کوئی صلح یا ترک جنگ کا معاہدہ ہو جائے تو چاہئے کہ ان کے خلاف نہ کوئی گرہ کھولیں اور نہ باندھیں۔ حضرت معاویہؓ کو اس کی خبر کی گئی۔ دیکھا تو یہ کہنے والے بزرگ حضرت عمرو بن عنبسہؓ صحابی تھے۔ حضرت معاویہؓ نے فوراً اپنی فوج کو واپسی کا حکم دے دیا تا کہ التواء جنگ کی میعاد میں لشکر کشی پر اقدام کر کے خیانت میں داخل نہ ہو جائیں۔ (ابن کثیرؒ)

خلاصہ رکوع ۷

منافقین سے شیطان کی چالبازیاں، موت اور بعد موت کفار کی حالت کو فرعون سے تشبیہ دیکر بیان فرمایا گیا۔ بد عہدی کے خوگر یہودیوں کو سزا سنائی گئی۔

ع ۷ / ۱۰ / ۳

يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ۭ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ۝۵۹

سمجھیں کافر لوگ کہ وہ بھاگ نکلے۔ وہ (ہم کو) ہرا نہیں سکتے۔

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ

اور مہیا کرو ان کے لئے جہاں تک تم سے ہو سکے قوت اور گھوڑے باندھے رکھنے کہ دھاک بٹھاؤ ف۱

تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ

گے ایسا کرنے سے اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں پر اور ان کے سوا دوسروں پر جن کو تم

لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ

نہیں جانتے اللہ ان کو جانتا ہے۔ ف۲ اور جو کچھ تم خرچ کرو گے

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝۶۰

اللہ کی راہ میں وہ پورا ملے گا تم کو اور تمہاری حق تلفی نہ ہو گی۔

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى

اور اگر وہ جھکیں صلح کی طرف تو تو بھی جھک جا صلح کی جانب اور بھروسہ کر

اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۶۱ وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ

اللہ پر۔ بیشک وہ سنتا جانتا ہے۔ اور اگر وہ چاہیں کہ تجھ کو دغا دیں

يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ۭ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ

تو تجھ کو کافی ہے اللہ۔ اسی نے تجھ کو قوت دی اپنی امداد سے

بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝۶۲ۙ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ۭ

اور مسلمانوں سے۔ اور الفت پیدا کر دی مسلمانوں کے دلوں میں۔ ف۳

ف۱ حضور ﷺ کے دور میں منجنیق کا استعمال:
حضرت عمرؓ نے ایک لشکر کو دشمن کے مقابلہ میں روانہ کرتے وقت لشکر سے دریافت کیا تم دشمن کے قلعوں کے ساتھ کیا کرو گے اور ان کو کس طرح فتح کرو گے تو صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہم دبابے بنالیں گے اور ہمارے جوان ان میں بیٹھ کر قلعہ میں نقب لگائیں گے یعنی اس طرح دشمن کے قلعوں کو مسخر کریں گے۔ (نہایہ)

ف۲ جیسے فارس اور روم وغیرہ کے کفار جن سے اس وقت تک سابقہ نہیں پڑا تھا لیکن صحابہ کا ساز و سامان وفن سپہ گری سے اپنے وقت میں تیار رہنا ان کے مقابلہ میں بھی کام آیا ان پر بھی رعب جما بعضے مقابل ہو کر مغلوب ہوئے بعض نے جزیہ قبول کیا کہ یہ بھی رعب کا اثر ہے ۱۲ (تسہیل بیان)

ف۳ یعنی ان میں بوجہ حب ریاست اور بغض وعداوت غالب ہونے کے اتفاق ہونا ایسا دشوار تھا کہ آپ باوجودیکہ عقل و تدبیر میں کامل ہیں اگر اس کے لئے آپ کے پاس کافی سامان بھی ہوتا جب بھی آپ اتفاق پیدا نہ کر سکتے۔ (تسہیل بیان)

لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ

اگر تو خرچ کر ڈالتا جو کچھ زمین میں ہے سارا (تب بھی) نہ الفت ڈال سکتا ان کے

قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۳﴾

دلوں میں لیکن اللہ نے الفت ڈال دی ان میں بیشک وہ زبردست ہے حکمت والا ف۱

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۴﴾ ع

اے پیغمبر تجھ کو کافی ہے اللہ اور جو مسلمان تیرے تابع ہوئے

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ؕ اِنْ

اے نبی! شوق دلا مسلمانوں کو لڑائی کا۔ اگر تم

يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ

میں بیس شخص ثابت قدم رہنے والے ہوں وہ غالب ہوں گے دوسو پر۔

وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ

اور اگر ہوں تم میں سے سو غالب ہوں گے ہزار

كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾ اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ

کافروں پر اس لئے کہ وہ سمجھ نہیں رکھتے اب اللہ نے بوجھ ہلکا کر دیا

عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ

تم پر سے اور جانا کہ تم میں کمزوری ہے ف۲ تو اگر ہوں گے تم میں سے

مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ

سو شخص ثابت قدم! غالب ہوں گے دوسو پر۔ اور اگر ہوں گے تم میں سے ہزار!

ف۱ عبدہ بن ابی لبابہ فرماتے ہیں میری حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی آپ نے مجھ سے مصافحہ کر کے فرمایا کہ جب دو شخص خدا کی راہ میں محبت رکھنے والے آپس میں ملتے ہیں ایک دوسرے سے بہ خندہ پیشانی ہاتھ ملاتا ہے تو دونوں کے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت کے خشک پتے میں میں نے کہا یہ کام تو بہت آسان ہے فرمایا یہ نہ کہو یہی اُلفت وہ ہے جس کی نسبت جناب باری تعالیٰ فرماتا ہے اگر تو رُوئے زمین کے خزانے خرچ کر دے تو بھی یہ تیرے بس کی بات نہیں کہ دِلوں میں اُلفت و محبت پیدا کر دے ان کے اس فرمان سے مجھے یقین ہو گیا کہ یہ مجھ سے بہت زیادہ سمجھدار ہیں۔

خلاصہ رکوع ۸

ع ۸/۶/۴ جہاد کا ساز و سامان تیار کرنے کا حکم دیا گیا۔ کفار سے صلح کے احکام کو ذکر فرمایا گیا۔

ف۲ اس ضعف کی وجہ احقر کے نزدیک یہ ہے کہ یہ قاعدہ طبعی ہے کہ جب کام کرنے والے کم ہوتے ہیں اور کام ضروری سمجھا جاتا ہے تو اس وقت ہمت زیادہ ہوتی ہے ہر شخص یہ جانتا ہے کہ میرے ہی کرنے سے ہوگا اور جب کام کرنے والے بڑھ جاتے ہیں تو ہر ایک کو یہ خیال ہوتا ہے کہ کیا مجھ ہی پر کام اٹکا ہوا ہے اور بھی تو کرنے والے ہیں سب مل کر کیوں نہیں کرتے اس لئے سرگرمی اور جوش میں کمی ہو جاتی ہے اس لئے شروع اسلام میں ہمت کی اور حالت تھی جب ماشاء اللہ مردم شماری بڑھی تو طبیعت اور ہمت کا رنگ بدل گیا اور یہ ایک امر طبعی ہے اس لئے صحابہ پر یہ شبہ نہیں ہو سکتا کہ ان کی باطنی قوتیں تو روزانہ ترقی پر تھیں یہ تنزل کیسے ہو گیا جواب یہ ہے کہ دینی قوتیں ترقی پر تھیں اور یہ کمی ایک طبعی قوت میں تھی ۱۲

اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ

وہ غالب آویں گے دو ہزار پر اللہ کے حکم سے۔ اور اللہ ثابت

الصّٰبِرِيْنَ ﴿٦٦﴾ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى

قدم لوگوں کے ساتھ ہے۔ مناسب نہ تھا نبی کو کہ اس کے پاس قیدی رہیں

حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ ؕ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ

جب تک کہ خوب قتل نہ کرے ملک میں۔ تم چاہتے ہو دنیا کا مال و متاع۔

وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٧﴾

اور اللہ چاہتا ہے آخرت کی (بہبودی)۔ اور اللہ زبردست ہے حکمت والا! ؎١

لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ

اگر نہ ہوتی ایک بات کہ اللہ لکھ چکا پہلے سے۔ تو ضرور تم پر آ پڑتا اس لینے میں بڑا

عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٦٨﴾ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ

عذاب! تو کھاؤ جو مال غنیمت لائے ہو حلال طیب۔

وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٦٩﴾ ع يٰٓاَيُّهَا

اور ڈرتے رہو اللہ سے۔ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

النَّبِىُّ قُلْ لِّمَنْ فِىْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى ۙ اِنْ

اے پیغمبر! کہہ دے ان قیدیوں سے جو تمہارے ہاتھ میں ہیں کہ اگر

يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِىْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ

اللہ معلوم کرے گا تمہارے دلوں میں کچھ نیکی تو تم کو عطا فرمائے گا

؎١ مسئلہ: جنگی قیدیوں کو غلام بنانے کا حکم صرف اباحت اور جواز کی حد تک ہے۔ یعنی اسلامی حکومت مصالح کے مطابق سمجھے تو انہیں غلام بنا سکتی ہے ایسا کرنا مستحب ہے یا واجب فعل نہیں بلکہ قرآن وحدیث کے مجموعی ارشادات سے آزاد کرنے کا افضل ہونا سمجھ میں آتا ہے اور یہ اجازت بھی اس وقت تک کیلئے ہے جب تک اس کے خلاف دشمن سے یہ معاہدہ ہو جائے کہ نہ وہ ہمارے قیدیوں کو غلام بنائیں گے نہ ہم ان کے قیدیوں کو پھر اس معاہدہ کی پابندی لازم ہوگی۔ ہمارے زمانے میں دنیا کے بہت سے ملکوں نے ایسا معاہدہ کیا ہوا ہے جو اسلامی ممالک اس معاہدہ میں شریک ہیں ان کیلئے غلام بنانا اس وقت تک جائز نہیں جب تک یہ معاہدہ قائم ہے۔ (معارف القرآن)

خلاصہ رکوع ٩

ع ٩ ۵

کفار سے جنگ کا اصول اور تعداد کفار ومومنین کا ذکر فرمایا گیا۔ بدر کے قیدیوں کے بارے میں احکام ذکر فرمائے گئے۔

خاصیت: آیت ٦٦ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

أُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٧٠﴾

بہتر اس سے جو تم سے چھینا گیا اور تم کو بخشے گا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ

اور اگر چاہیں گے تجھ سے دغا کرنی تو دغا کر چکے ہیں پہلے

فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٧١﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

اللہ سے تو اس نے اس کو گرفتار کرا دیا۔ اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا! جو لوگ

اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ

ایمان لائے اور وطن چھوڑا اور لڑے اپنے مال اور جان سے

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ

اللہ کے راستہ میں اور جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی

بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا

وہ ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ اور جو ایمان لائے اور ہجرت نہیں کی!

مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ

تم کو ان کی رفاقت سے کچھ کام نہیں جب تک ہجرت نہ کریں۔

وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى

اور اگر تم سے مدد چاہیں دین میں تو تم پر لازم ہے امداد کرنی مگر

قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

اس قوم کے مقابلہ میں (نہیں) کہ تم میں اور ان میں عہد ہو اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو

فائدہ آیت 75

فائدہ اول: ان واقعات مذکورہ میں فتح مکہ واقع ہوا سنہ ۸ ہجری میں پھر غزوہ حنین سنہ ۸ ھ میں پھر غزوہ تبوک سنہ ۹ ھ میں پھر معاہدہ توڑنے کا اور کفار کے حرم سے نکال دینے کا اعلان۔ ذی الحجہ سنہ ۹ ھ میں اور نزول آیات کی ترتیب یہ ہے اول فتح مکہ کے متعلق آیتیں فتح مکہ سے پہلے نازل ہوئیں پھر غزوۂ حنین کے متعلق آیتیں حنین کے بعد پھر غزوہ تبوک کی ترغیب دینے والی آیتیں تبوک سے پہلے پھر غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے والوں پر ملامت کی آیتیں غزوہ تبوک کے بعد پھر شروع کی آیتیں جن میں نقض معاہدہ کا اعلان ہے جو کہ شوال ۹ ھ میں نازل ہوئیں اور یہ جو بعض روایات میں آیا ہے کہ یہ سورت پوری ایک دفعہ نازل ہوئی اس کا مطلب یہ ہے کہ زیادہ حصہ ایک دفعہ میں نازل ہوا۔ فائدہ دوم معاہدہ اور نقض معاہدہ کے متعلق جو مضامین اس میں مذکور ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ ۶ ھ میں جب حضور نے عمرہ کا قصد فرمایا اور قریش نے مکہ میں نہ جانے دیا اور حدیبیہ میں ان سے صلح ہوئی اس صلح کی مدت دس سال تھی اور مکہ میں قریش کے علاوہ دوسرے قبائل بھی تھے تو صلح کے وقت یہ بات قرار پائی کہ جس کا جی چاہے اس صلح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذیل میں داخل ہو جائے اور جس کا جی چاہے قریش کے ذیل میں آ جاوے چنانچہ خزاعہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو گئے اور بنو بکر قریش کی طرف سال بھر تک کوئی بات نہیں ہوئی چنانچہ ۷ ہجری میں صلح کی ایک شرط کے موافق حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے اور اس فوت شدہ عمرہ کی قضاء کر کے واپس

بَصِيْرٌ ﴿٧٢﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ

دیکھ رہا ہے اور جو لوگ کافر ہیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔

اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِى الْاَرْضِ وَفَسَادٌ

اور اگر تم ایسا نہ کروگے تو دھوم مچ جائے گی ملک میں

كَبِيْرٌ ﴿٧٣﴾ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِىْ

اور بڑی خرابی ہو گی۔ اور جو ایمان لائے اور وطن چھوڑ آئے

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْۤا اُولٰٓئِكَ هُمُ

اور لڑے اللہ کی راہ میں اور جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہی لوگ (سچے)

الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿٧٤﴾

مسلمان ہیں۔ ان کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا مَعَكُمْ

اور جو بعد کو ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا تمہارے ساتھ مل کر

فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ

تو وہ تم ہی میں داخل ہیں۔ اور رشتہ دار آپس میں زیادہ

فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٧٥﴾ ع

حق دار ہیں ایک دوسرے کے! اللہ کے حکم میں۔ بے شک اللہ ہر چیز سے واقف ہے

تشریف لے گئے اس کے بعد پانچ ماہ گزرے تھے کہ بنوبکر نے خزاعہ پر رات کے وقت دفعۃً حملہ کر دیا۔ قریش نے یہ سمجھا کہ اول تو حضورؐ دور بہت ہیں آپ کو کیا خبر ہوگی پھر رات کے وقت کون دیکھتا ہے یہ سمجھ کر بنوبکر کو ہتھیار وغیرہ بھی دیئے اور ان کی ساتھ ہو کر خزاعہ سے لڑے بھی جس سے حسب قانون وہ صلح جو قریش کی حضور کے ساتھ تھی ٹوٹ گئی خزاعہ نے آپ کو اطلاع دی آپ نے ایسے طور پر کہ قریش کو اطلاع نہ ہو لشکر کی تیاری کر کے ٨ ہجری میں ان پر چڑھائی کی اور مکہ فتح کر لیا اور بہت سے رؤسا قریش اس میں مسلمان بھی ہو گئے پس جن جماعتوں کا شروع سورت میں ذکر ہے ان میں سے ایک جماعت یہی قریش ہیں جنہوں نے خود عہد توڑا ان کا حکم فتح مکہ سے پہلے یہ فرمایا کہ جب تک یہ عہد پر قائم رہیں تم بھی قائم رہو جب یہ عہد توڑ دیں تم بھی لڑائی کرو اور سورۂ براءۃ نازل ہونے کے بعد چونکہ انہوں نے خود عہد توڑ دیا تھا اور اس لئے وہ کسی مہلت کے مستحق نہیں رہے تھے اور اس کا مقتضا یہ تھا کہ ان سے فوراً اعلان جنگ کر دیا جاتا لیکن وہ زمانہ اشہر حرم کا تھا جن میں یا تو لڑائی حرام تھی یا اس مصلحت کی بناء پر جو تفسیر میں آگے مذکور ہے لڑائی سے منع کیا گیا اور یہ حکم فرمایا کہ اشہر حرم گزر جاویں تو ان سے لڑنے کی اجازت ہے۔

ع ١٠ ۔ ۴

خلاصہ رکوع ١٠

اسیران بدر کو نصیحت و تسلی فرمائی گئی۔ صحابہ کرام کے چار گروہوں کو بیان فرمایا گیا اور ان کے انعام ذکر فرمائے گئے۔

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّتِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّسِتَّةَ عَشَرَ رُكُوْعًا

سورہ توبہ مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں ایک سو انتیس آیتیں اور سولہ رکوع ہیں

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ

صاف جواب ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے

الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١﴾ فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ

ان مشرکوں کو جن سے تم نے (صلح) کا عہد کیا تھا۔

وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ

تو اے مشرکو چل پھر لو زمین میں چار مہینے اور جان لو کہ

مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢﴾ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى

تم اللہ کو ہرا نہیں سکو گے۔ اور (جانے رہو) کہ اللہ رسوا کرنے والا ہے کافروں کو۔

النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ

اور اطلاع ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کو حج اکبر کے دن کہ اللہ بیزار ہے

مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ۬ وَرَسُوْلُهٗ ۭ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ

مشرکوں سے۔ اور اس کا رسول بھی۔ تو اگر تم توبہ کرو تو تمہارے

لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي

حق میں بہتر ہے اور اگر نہ مانو تو جان لو کہ تم نہیں ہرا سکو گے

اللّٰهِ ۭ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٣﴾ اِلَّا

اللہ کو۔ اور خوشخبری سنا دے کافروں کو دردناک عذاب کی۔ مگر

سورۃ براءۃ اور سورۃ نور:

ابوعطیہ ہمدانی راوی ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب نے لکھ کر بھیجا، سورۂ برأت (خود) سیکھو اور اپنی عورتوں کو سورۂ نور سکھاؤ۔ میں کہتا ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ سورۂ برات میں ترغیب جہاد ہے اور سورت نور میں پردہ کی تلقین ہے (اول مردوں کا فریضہ ہے اور دوسرا عورتوں کا)

بسم اللہ نہ لکھنے کی وجہ:

بسم اللہ کے ترک کی وجہ ایک یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ براءت کا نزول امان کا حکم اٹھا لینے کے لئے ہوا اور **بسم الله الرحمن الرحيم** امان (کی تعلیم) ہے۔ حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت علیؓ بن ابی طالب سے دریافت کیا برأت میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کیوں نہیں لکھی گئی فرمایا **بسم الله الرحمن الرحيم** امان ہے اور براءت تلوار لے کر اتری ہے۔ کذا اخرج ابوالشیخ وابن مردویہ (تفسیر مظہری)

تلاوت کا طریقہ:

حضرات فقہاء نے فرمایا ہے کہ جو شخص اوپر سے سورۂ انفال کی تلاوت کرتا آیا ہو اور سورۂ توبہ شروع کر رہا ہو وہ بسم اللہ نہ پڑھے۔ لیکن جو شخص اسی سورت کے شروع یا درمیان سے اپنی تلاوت شروع کر رہا ہے اس کو چاہیے کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ کر شروع کرے بعض ناواقف یہ سمجھتے ہیں کہ سورۂ توبہ کی تلاوت میں کسی حال بسم اللہ پڑھنا جائز نہیں یہ غلط ہے اور اس پر دوسری غلطی یہ ہے کہ بجائے بسم اللہ کے یہ لوگ اس کے شروع میں اعوذ باللہ من النار پڑھتے ہیں جس کا کوئی ثبوت آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام سے نہیں ہے۔

اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ

جن جن مشرکوں سے تم نے عہد کر رکھا تھا' پھر انہوں نے تمہارے ساتھ کسی طرح کی کمی نہیں کی

شَيْـًٔا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ

اور نہ مدد کی تمہارے مقابلہ میں کسی کی تو ان سے پورے کرو ان کے

عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝۴

عہد وعدے تک بیشک اللہ دوست رکھتا ہے پرہیز گاروں کو ؎۱۔

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ

پھر جب نکل جائیں پناہ کے مہینے تو قتل کر ڈالو مشرکوں کو جہاں پاؤ

وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ

اور ان کو پکڑو ، گھیرو اور بیٹھو ان کی تاک میں ہر گھات کی جگہ

كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا

پھر اگر وہ لوگ توبہ کر لیں اور قائم رکھیں نماز اور دیا کریں

الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵

زکٰوۃ تو چھوڑ دو ان کا رستہ۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ

اور اگر کوئی مشرک تجھ سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دے دے

حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

یہاں تک کہ وہ سن لے اللہ کا کلام پھر ؎۱ (اے محمد) اس کو پہنچا دے اس کی امن کی جگہ۔ یہ اس سبب سے کہ وہ

؎۱ چار اہم اعلان:
زید بن تبغ کا بیان ہے ہم نے حضرت علی سے دریافت کیا آپ کو کیا پیام دے کر بھیجا گیا تھا، فرمایا، چار باتوں (کا اعلان کرنے) کیلئے مجھے بھیجا گیا۔ نمبر۱: آئندہ ننگا ہو کر کوئی شخص کعبہ کا طواف نہ کرے۔ نمبر۲: جس کا رسول اللہ سے کوئی میعادی معاہدہ (صلح) ہو وہ اپنی مقررہ میعاد تک معاہدہ پر رہے گا اور جس کا کوئی معاہدہ نہ ہو اس کیلئے چار ماہ کی میعاد دی جاتی ہے نمبر۳: جنت میں سوائے مومن کے اور کوئی داخل نہ ہوگا۔ نمبر۴: اس سال کے بعد مومنوں کے ساتھ مشرکوں کا اجتماع نہ ہوگا۔ (یعنی مشرک حج نہ کر سکیں گے)
شیخین نے صحیحین میں حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان نقل کیا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے مجھے دوسرے اعلان کرنے والوں کے ساتھ قربانی کے دن منیٰ میں یہ اعلان کرنے کیلئے بھیجا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا اور کوئی برہنہ آدمی کعبہ کا طواف نہیں کرے گا۔ (تفسیر مظہری)

؎۲ مشرکین کی مذکورہ بالا چاروں قسموں کو اس آیت نے اپنی اپنی مہلت کے علاوہ یہ مزید سہولت عطا فرمائی کہ اگر ان میں سے کوئی مزید مہلت مانگے، اور وہ اسلام کی دعوت پر غور کرنا چاہتا ہو تو اسے پناہ دی جائے، اور اللہ کا کلام سنایا جائے، یعنی اسلام کی حقانیت کے دلائل سمجھائے جائیں۔
یعنی صرف اللہ کا کلام سنانے پر اکتفا نہ کیا جائے، بلکہ اسے ایسی امن کی جگہ فراہم کی جائے جہاں وہ اطمینان کے ساتھ کسی دباؤ کے بغیر اسلام کی حقانیت پر غور کر سکے۔ (توضیح القرآن)

قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝٦ كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ

لوگ جانتے نہیں ف۱ کیونکر ہووے مشرکوں کے لئے عہدو پیمان

عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ

اللہ کے نزدیک اور اس کے رسول کے نزدیک۔ مگر ہاں جن سے تم نے عہد کیا تھا

عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا

مسجد حرام کے قریب تو وہ جب تک تم سے سیدھے رہیں تم بھی ان سے سیدھے

لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝٧ كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا

رہو ف۲ بے شک اللہ دوست رکھتا ہے پرہیزگاروں کو! (صلح) کیونکر رہے۔ اور (ان کا حال یہ ہے)

عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ يُرْضُوْنَكُمْ

کہ اگر غلبہ پا جاویں تم پر (تو) نہ لحاظ کریں تمہاری قرابت کا۔ اور نہ عہدو پیمان کا تم کو رضامند کر دیتے ہیں

بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝٨

اپنی زبانی باتوں سے اور ان کے دل نہیں مانتے اور ان میں اکثر فاسق ہیں

اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ

انہوں نے کیا اللہ کی آیتوں کے بدلہ میں تھوڑا سا مول۔ پھر روکا اللہ کے راستہ سے

اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝٩ لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ

بڑی بُری حرکتیں ہیں جو وہ کر رہے ہیں۔ نہ لحاظ کرتے ہیں کسی

مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ۝١٠

مسلمان کے بارے میں قرابت کا اور نہ عہد کا۔ اور وہی لوگ زیادتی پر ہیں۔

ع ۱ ۔۔۔ خلاصہ رکوع ۱

مشرکین سے معاہدات کی منسوخی کا اعلان۔ مہلت کے بعد جزیرۂ عرب کو شرک سے پاک کرنے کا حکم فرمایا گیا۔

ف۱ کون سا کلام قدیم ہے:

علماء اہل سنت والجماعت کے بڑے طبقہ کا مسلک ہے کہ ہے وصف قدیم وہ کلام ہے جو کلام نفسی کا درجہ رکھتا ہے جو صوت اور تلفظ سے بالا ہے چنانچہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر چکا ہے کہ لفظی بالقرآن حادث، یعنی حضرت حق جل مجد کی اس وصف قدیم کی ادائیگی جن الفاظ اور جس صورت وغیرہ سے کی جاتی ہے وہ حادث اور مخلوق ہے وہ قدیم نہیں ہے قرآن حکیم میں ہے۔وان احد من المشركين استجارك فاجره حتى يسمع كلام الله ثم ابلغه ما منه (توبہ) اور اگر کوئی مشرک تجھ سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دیدے یہاں تک کہ وہ سن لے کلام اللہ کا پھر پہنچا دے اس کو اس کے امن کی جگہ۔ یہ کلام اللہ جو یہ مشرک سنے گا بیشک وہ کلام اللہ قدیم ہے مگر جو آواز اس کے کانوں تک پہنچے گی وہ سنانے والے کی آواز ہوگی۔ جو الفاظ اس کے کانوں میں پڑیں گے وہ سنانے والے کے الفاظ ہوں گے۔ یہ آواز اور یہ الفاظ ظاہر ہے حادث ہیں (از افادات حضرت مدنیؒ)

ف۲ اس سے مراد مشرکین کی وہ چوتھی قسم ہے جس کا ذکر اوپر آیا ہے۔ ان کو ان کے معاہدے کی مدت پوری ہونے تک مہلت دی گئی تھی اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مدت میں اس وقت نو مہینے باقی تھے اور مطلب یہ ہے کہ اس مدت کے دوران اگر وہ سیدھے چلتے رہیں تو تم بھی ان کے ساتھ سیدھے چلو اور اگر وہ بھی عہد شکنی کریں تو پھر اس مدت کے انتظار کی بھی ضرورت نہیں ہے (توضیح القرآن)

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ

پس اگر توبہ کریں اور قائم رکھیں نماز اور دیتے رہیں زکوٰۃ۔ تو تمہارے

فِي الدِّيْنِ ۭ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿١١﴾

دینی بھائی ہیں۔ اور ہم مفصل بیان کرتے ہیں آیتیں جاننے والے لوگوں کے لئے۔ ف۱

وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا

اور اگر توڑ ڈالیں اپنی قسمیں عہد کئے پیچھے اور طعن کریں تمہارے

فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ

دین میں تو لڑو کفر کے پیشواؤں سے بلا شبہ ان کی قسمیں کچھ بھی نہیں شاید وہ باز آجاویں تم

لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ﴿١٢﴾ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ

کیوں نہ لڑو ایسے لوگوں سے جنہوں نے توڑ دیں اپنی قسمیں

وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ

اور ارادہ کیا رسول کے نکال دینے کا اور انہوں ہی نے تم سے پہلے چھیڑ خانی شروع کی ف۲

اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٣﴾

کیا تم ان سے ڈرتے ہو پس اللہ زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس سے ڈرو اگر تم مسلمان ہو۔

قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ

تم اُن سے لڑو تاکہ ان کو اللہ سزا دے تمہارے ہاتھوں اور ان کو رسوا کرے

عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٤﴾ وَيُذْهِبْ

اور تم کو ان پر فتح دے اور دل ٹھنڈے کرے مسلمان لوگوں کو اور نکالے

ف۱ حقانیت اسلام کو دلائل کے ساتھ سمجھانا علماء دین کا فرض ہے اگر کوئی کافر مسلمانوں سے مطالبہ کرے کہ مجھے حقانیت اسلام دلیل سے سمجھاؤ تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کا مطالبہ پورا کریں اور حقانیت اسلام کو دلائل سے سمجھانا علماء دین کا فرض ہے۔ (معارف القرآن)

ف۲ پچھلی آیت کی روشنی میں قسمیں توڑنے سے مراد یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ ایمان لانے کے بعد مرتد ہوجائیں، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بعض قبائل مرتد ہوئے، اور حضرت صدیق اکبرؓ نے ان سے جہاد کیا، اور یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ جن لوگوں سے تمہارا معاہدہ تھا، اور وہ پہلے ہی عہد توڑ چکے، یا جن سے معاہدہ نو مہینے تک باقی ہے، وہ اس دوران معاہدہ توڑیں، ان سے جہاد کرو، اور یہ جو فرمایا گیا ہے کہ: ''اس نیت سے جنگ کرو کہ وہ باز آجائیں'' اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہاری طرف سے جنگ کا مقصد ملک گیری کے بجائے یہ ہونا چاہیے کہ تمہارا دشمن اپنے کفر اور ظلم سے باز آجائے۔

اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ انہوں نے مکہ مکرمہ میں ظلم شروع کیا، اور یہ بھی کہ انہوں نے صلح حدیبیہ کو توڑنے میں پہل کی۔ (توضیح القرآن)

غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ

ان کے دل کی جلن۔ اور اللہ توبہ کی توفیق دے گا جسے چاہے گا۔ اور اللہ

عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿١٥﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا

جاننے والا حکمت والا ہے کیا تمہارا گمان یہ ہے کہ تم چھوٹ جاؤ گے حالانکہ

يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا

ابھی اللہ نے نہیں متمیز کیا ان لوگوں کو جو تم میں سے جہاد کرتے ہیں

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ

اور نہیں بناتے اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے سوا

وَلِيْجَةً ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٦﴾ مَا كَانَ

کسی کو ولی دوست۔اور اللہ کو سب خبر ہے جو تم کر رہے ہو۔ ۱ؔ

لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى

مشرکوں کا کام نہیں کہ آباد کریں اللہ کی مسجدیں اور گواہی بھی دیتے جاویں

اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ

اپنے اوپر کفر کی۔ یہی لوگ ہیں کہ اکارت ہو گئے ان کے اعمال۔

وَفِى النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿١٧﴾ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ

اور یہی لوگ آگ میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ بس وہی آباد کرتا ہے اللہ کی

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ

مسجدوں کو جو ایمان لایا اللہ اور روز آخرت پر اور قائم کرتا رہا

---

۱ مسلمانوں سے خطاب:
سولہویں آیت میں ارشاد فرمایا کہ کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تم صرف کلمہ اسلام زبان سے کہہ لینے اور اسلام کا دعویٰ کر لینے پر آزاد چھوڑ دیئے جاؤ گے، جب تک اللہ تعالیٰ ظاہری طور پر بھی ان سچے اور پکے مسلمانوں کو نہ دیکھ لیں جو تم میں سے جہاد کرنے والے ہیں، اور جو اللہ اور رسول ﷺ اور مسلمانوں کے سوا کسی کو اپنا رازدار اور دوست نہیں بناتے۔
اسی آیت میں ان عام لوگوں کو خطاب ہے جو مسلمان سمجھے جاتے

خلاصہ رکوع ۲

مشرکین سے معاہدات ختم کرنے کی علت، مشرکین کے طرز عمل کے پیش نظر جہاد کا حکم اور اس کی اہمیت اور حکمتیں بیان فرمائی گئیں اور اس ضمن میں کفار سے دوستی کی ممانعت کر دی گئی۔ ع ۲/۸

تھے اگرچہ ان میں سے بعض منافق بھی تھے اور بعض ضعیف الایمان اور مذبذب تھے، ایسے ہی لوگوں کا یہ حال تھا کہ اپنے غیر مسلم دوستوں کو مسلمانوں کے راز اور اسرار پر مطلع کر دیا کرتے تھے، اس لئے اس آیت میں مخلص مسلمان کی دو علامتیں بتلا دی گئی۔
(معارف مفتی اعظمؒ)

وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ قف فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ

نماز اور دیتا رہا زکوٰۃ۔ اور نہ ڈر مانا اللہ کے سوا کسی کا۔ پس توقع ہے کہ

اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿١٨﴾ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ

یہ لوگ ہوویں ہدایت والوں میں ف۱ کیا تم نے ٹھہرا لیا

الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ

حاجی لوگوں کے پانی پلانے اور حرمت والی مسجد کے آباد رکھنے کو اس شخص کی خدمت جیسا جو ایمان لایا اللہ

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَا يَسْتَوٗنَ

اور روز آخرت پر۔ اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں۔ یہ برابر نہیں

عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٩﴾

اللہ کے نزدیک۔ اور اللہ نہیں ہدایت دیتا ظالم لوگوں کو۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ

جو لوگ ف۲ ایمان لائے اور گھر چھوڑ آئے اور لڑے اللہ کی

اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ

راہ میں اپنے مال اور جان سے وہ بڑھ کر ہیں درجہ میں اللہ

اللّٰهِ ۭ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿٢٠﴾ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ

کے ہاں۔ اور یہی ہیں جو مراد پانے والے ہیں ان کو خوشخبری دیتا ہے ان کا پروردگار

بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ

اپنی مہربانی اور رضا مندی کی۔ اور ان باغوں کی جن میں ان کو آرام ہے

ف۱ غیر مسلم کے مسجد بنانے کا حکم

مسئلہ اس طرح اگر کوئی غیر مسلم ثواب سمجھ کر مسجد بنادے یا مسجد بنانے کیلئے مسلمانوں کو چندہ دے دے تو اس کا قبول کر لینا بھی اس شرط سے جائز ہے کہ اس سے کسی دینی یا دنیوی نقصان یا الزام کا یا آئندہ اس پر قبضہ کر لینے کا یا احسان جتلانے کا خطرہ نہ ہو۔ (معارف القرآن)

مسجد بنانے کی فضیلت:

محمود بن لبید کا بیان ہے کہ حضرت عثمانؓ بن عفان نے ایک مسجد بنانے کا ارادہ کیا۔ لوگوں نے اس کو نا پسند کیا (کیونکہ مدینہ شریف میں رسول اللہ ﷺ کی مبارک مسجد موجود تھی) اور اس ارادہ کو ترک کرنے کی خواہش کی حضرت عثمان نے فرمایا میں نے خود سنا تھا، رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے جو اللہ کیلئے مسجد بنائے گا اللہ اس کیلئے جنت میں گھر بنائے گا۔

طبرانی نے حضرت ابو امامہؓ کی روایت سے صحیح سند کے ساتھ بیان کیا ہے جو شخص اللہ کیلئے مسجد بنائے گا، اللہ جنت کے اندر اس سے بڑا مکان اس کیلئے بنائے گا۔ کیونکہ ان کے مقابل لوگوں میں اگر ایمان نہ ہو تب تو ان کے واسطے کچھ بھی کامیابی نہیں اور اگر ایمان ہو تو کامیاب سب ہیں مگر ان کی کامیابی ان سے اعلیٰ ہے آ گے اس درجہ اور کامیابی کا بیان ہے۔

ایمان کیا چیز ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ صحابہ کرام سے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ اللہ پر ایمان کیا چیز ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اللہ اور رسول ﷺ ہی زیادہ جانتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ اللہ پر ایمان یہ ہے کہ آدمی دل سے اس کی شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی قابل عبادت نہیں، اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اس حدیث نے بتلا دیا کہ رسول پر ایمان لانا اللہ پر ایمان لانے میں داخل اور شامل ہے۔ (مظہری)

مُّقِيْمٌ ﴿۲۱﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ

ہمیشہ کا۔ ہمیشہ ہمیشہ ان ہی میں رہیں گے۔ بیشک اللہ کے پاس

اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا

بڑا ثواب ہے۔ ایمان والو! نہ بناؤ اپنے باپ

اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ

اور بھائیوں کو رفیق۔ اگر وہ عزیز رکھیں کفر کو

عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

ایمان کے مقابلہ میں۔ اور جو تم میں سے ان کی رفاقت کرے تو وہی

الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ

لوگ گنہگار ہیں۔ کہہ دے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے

وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ

اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیبیاں اور تمہاری برادری اور مال

اِقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا

جو تم نے کمائے ہیں اور سوداگری جس کے مندا پڑ جانے کا خوف کرتے ہو

وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

اور حویلیاں جن کو پسند کرتے ہو یہ چیزیں تم کو زیادہ عزیز ہیں اللہ اور اس کے رسول

وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ

اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے ف۲ تو منتظر ہو یہاں تک کہ بھیجے اللہ اپنا حکم

فائدہ آیت 64

اوپر فتح مکہ اور کفار سے برأت کا ذکر تھا آگے غزوۂ حنین کا ذکر ہے اور ان میں باہم مناسبت ظاہر ہے۔ نیز اوپر خدا کے ماسواء علائق قطع کرنے کا بیان تھا اور قصہ حنین سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے کہ غیر اللہ پر نظر کرنے سے ضرر ہوا اور اللہ تعالیٰ کا تعلق کافی اور نافع ہوا۔

قصہ غزوہ حنین

حنین مکہ اور طائف کے درمیان میں ایک مقام ہے یہاں قبیلہ ہوازن اور ثقیف سے فتح مکہ کے دو ہفتہ بعد لڑائی ہوئی تھی مسلمان بارہ ہزار اور مشرکین چار ہزار۔ بعض مسلمان اپنا مجمع دیکھ کر ایسے طور پر کہ اس سے عجب اور پندار ٹپکتا تھا کہنے لگے کہ ہم آج کسی طرح مغلوب نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ اول مقابلہ میں کفار کو شکست ہوئی اس وقت بعضے مسلمان غنیمت جمع کرنے لگے تو پھر کفار پھر لوٹ پڑے۔ اور وہ بڑے تیر انداز تھے مسلمانوں پر تیر برسانے شروع کئے اس گھبراہٹ میں مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع چند صحابہ کے میدان میں رہ گئے۔ آپ نے حضرت عباس سے مسلمانوں کو آواز دلوائی پھر سب لوٹ کر ان سے دوبارہ مقابل ہوئے اور آسمان سے فرشتوں کی مدد آئی۔ آخر کفار بھاگے اور بہت سے قتل اور بہت سے قید ہوئے پھر ان قبیلوں کے بہت آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام سے مشرف ہوئے اور آپ نے ان کے اہل وعیال جو پکڑے گئے تھے سب ان کو واپس کر دیئے۔

ف۲ جہاد کو صراحۃً بیان فرمانے سے مبالغہ مقصود ہے کہ ہجرت تو پھر بھی آسان ہے شریعت کا مطلوب تو یہ ہے کہ جہاد کو بھی ان چیزوں پر ترجیح دی جائے جس میں کبھی اپنی جانوں اور کبھی اپنے عزیزوں کی جانوں کو بے قدر اور ہیچ سمجھنا پڑتا ہے اگر کسی وقت عزیزوں سے مقابلہ ہو جائے۔

٨٦ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٤﴾ لَقَدْ نَصَرَكُمُ

اور اللہ نہیں ہدایت دیتا نافرمان لوگوں کو اللہ تمہاری مدد کر چکا ہے

اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ

بہت میدانوں اور حنین کے دن۔ جب تم کو مغرور کر دیا تھا تمہاری

كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ

کثرت نے ۔ تو وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی۔ اور تم پر تنگ ہو گئی

الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ

زمین باوجود اپنی فراخی کے پھر تم ہٹ گئے پیٹھ دے کر۔ پھر

اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

اُتاری اللہ نے اپنی طرف سے تسکین اپنے رسول پر اور مسلمانوں پر

وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ

اور اُتاریں فوجیں جو تم نے نہیں دیکھیں اور سخت مار دی کافروں کو۔

وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٦﴾ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ

اور یہی سزا ہے کافروں کی پھر توبہ نصیب کرے اللہ

بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٧﴾

اس کے بعد جسے چاہے۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۱

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا

ایمان والو! مشرک تو نرے پلید ہیں تو نہ پاس پھٹکنے

خلاصہ رکوع ۳

ع ٣ ٩

مساجد کو آباد کرنیوالوں کی تعریف اور صفات ذکر کی گئیں۔ بغیر ایمان عمل قبول نہ ہونے کو بیان فرمایا گیا۔ ایمان جہاد اور ہجرت پر بشارت سنائی گئی اور بتایا گیا کہ اس سلسلہ میں رشتہ داروں کی کوئی حیثیت نہیں۔

ف۱ حقوق کے معاملہ میں رائے عامہ معلوم کرنے کیلئے عوامی جلسوں کی آوازیں کافی نہیں

جنگ حنین میں قیدیوں کی واپسی کا مسئلہ تھا۔ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے پوچھا تو مختلف اطراف سے یہ آواز اٹھی کہ ہم خوشدلی کے ساتھ سب قیدی واپس کرنے کیلئے تیار ہیں۔ مگر عدل و انصاف اور حقوق کے معاملہ میں احتیاط کے پیش نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح کی مختلف آوازوں کو کافی نہ سمجھا اور فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ کون لوگ اپنا حق چھوڑنے کیلئے خوشدلی سے تیار ہوئے اور کون ایسے ہیں جو شرما شرمی خاموش رہے۔ معاملہ لوگوں کے حقوق کا ہے۔ اس لئے ایسا کیا جائے۔ کہ ہر جماعت اور خاندان کے سردار اپنی اپنی جماعت کے لوگوں سے الگ الگ صحیح معلوم کر کے مجھے بتائیں۔ اس کے مطابق سرداروں نے ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ اجازت حاصل کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتلایا کہ سب لوگ خوش دلی سے اپنا حق چھوڑنے کیلئے تیار ہیں۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سب قیدی ان کو واپس کر دیئے۔ (معارف القرآن)

خاصیت : آیت ۲۳۔۲۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ

پائیں مسجد الحرام کے اس سال کے بعد۔ اور اگر تم

عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ ؕ

مفلسی سے ڈرتے ہو۔ تو اللہ تم کو عنقریب غنی کر دے گا اپنے فضل سے اگر چاہے۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۸﴾ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے حکمت والا! لڑو ان لوگوں سے جو نہ اللہ کو مانتے ہیں

بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ

اور نہ روز آخرت کو اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جو حرام کر دیں

اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ

اللہ اور اس کے رسول نے اور نہ قبول کرتے ہیں سچا دین (اور وہ) ان لوگوں میں سے (ہیں)

اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ

جن کو کتاب ملی ہے۔ یہاں تک کہ جزیہ دیں اپنے ہاتھ سے

صٰغِرُوْنَ ﴿۲۹﴾ ع وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ۨ ابْنُ اللّٰهِ

ذلیل ہو کر! اور یہود نے کہا کہ عُزیر اللہ کا بیٹا ہے۔

وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ

اور نصاریٰ نے کہا مسیح اللہ کا بیٹا ہے ف۱ یہ باتیں کہتے ہیں

بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ

اپنے منہ سے ریس کرنے لگے اگلے کافروں کی بات کی

ف۱ یہودیوں نے حضرت عزیرؑ کو اللہ کا بیٹا کیسے بنایا؟

روایت میں آیا ہے کہ ایک فرشتہ نے ایک برتن میں پانی لاکر عزیرؑ کو پلادیا پیتے ہی ساری توریت حضرت عزیر کے سینے میں نقش ہوگئی پھر جب حضرت عزیرؑ قوم کے پاس آئے اوران سے کہا میں عزیر ہوں تو قوم نے تکذیب کی اور بولے اگر تم عزیر ہو تو ریت ہم کو لکھوادو۔ حضرت عزیرؑ نے توریت لکھ دی پھر کچھ زمانے کے بعد ایک شخص نے کہا مجھ سے میرے باپ نے اپنے باپ کا مقولہ نقل کیا تھا کہ توریت کو ایک مٹکے میں رکھ کر انگور کی بیلوں (کی جڑ) میں دفن کردیا گیا تھا (تاکہ بخت نصر کے حملہ کے وقت توریت کا ایک نسخہ محفوظ رہے) اس شخص کی اطلاع پر لوگ اس کے ساتھ مقررہ جگہ پر گئے اور وہ وہاں سے توریت نکال لائے جب اس قدیمی توریت کو حضرت عزیر کی لکھوائی ہوئی توریت سے مقابلہ کرکے دیکھا تو دونوں کو مطابق پایا ایک حرف بھی نہیں چھوٹا تھا اس پر کہنے لگے اللہ نے ایک شخص کے سینہ میں پوری توریت القاء کردی اس کی وجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہوسکتی کہ یہ شخص اللہ کا بیٹا ہے اسی وقت سے یہودی عزیر کو خدا کا بیٹا کہنے لگے۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۴

ع ۴ ۵ ۱۰ غزوہ حنین سے تنبیہ کہ قوت پر نظر نہ ہونی چاہئے۔ مشرکین کا نجس ہونا بیان فرمایا گیا اور اس کی وضاحت کی گئی۔ اہل کتاب سے جہاد کا حکم اور اس کا مقصد ذکر کیا گیا۔

قَبْلُ ۭ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝۳۰ اِتَّخَذُوْٓا

اللہ ان کو غارت کرے کہاں سے پھرے جا رہے ہیں۔ انہوں نے

اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

خدا ٹھہرا لیا اپنے علماء اور مشائخ کو اللہ کو چھوڑ کر۔

وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا

اور مسیح ابن مریم کو (بھی خدا بنا لیا) حالانکہ انہیں حکم یہی ہوا تھا کہ عبادت

اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۳۱

کریں ایک اللہ کی۔ کوئی معبود نہیں اس کے سوا وہ پاک ہے ان کے شریک بنانے سے۔

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِــُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى

چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کے نور کو اپنے منہ سے اور

اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝۳۲ هُوَ الَّذِيْٓ

اللہ ضرور پورا کر کے رہے گا اپنا نور اگرچہ بُرا مانیں کافر ولے۔ اسی نے

اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ

بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر

عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝۳۳ يٰٓاَيُّهَا

تاکہ اس کو غالب کرے ہر دین پر اگرچہ بُرا لگے مشرکوں کو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ

ایمان والو! اکثر علماء اور مشائخ اہل کتاب کھا جاتے ہیں

ولے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تین پیشگوئیاں:

حضرت عدیؓ فرماتے ہیں میرے پاس رسول کریم ﷺ تشریف لائے مجھ سے فرمایا اسلام قبول کر۔ تاکہ سلامتی ملے۔ میں نے کہا میں تو ایک دین کو مانتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیرے دین کا تجھ سے زیادہ مجھے علم ہے۔ میں نے کہا سچ۔ آپ ﷺ نے فرمایا بالکل سچ، کیا تو رکوسیہ میں سے نہیں ہے؟ کیا تو اپنی قوم سے ٹیکس وصول نہیں کرتا؟ میں نے کہا ہاں یہ تو سچ ہے آپ ﷺ نے فرمایا تیرے دین میں یہ تیرے لئے حلال نہیں۔ پس یہ سنتے ہی میں تو جھک گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں خوب جانتا ہوں کہ تجھے اسلام سے کون سی چیز روکتی ہے۔ سن صرف اسی ایک بات کی تجھے روک ہے کہ مسلمان بالکل ضعیف اور کمزور اور ناتواں ہیں تمام عرب انہیں گھیرے ہوئے ہیں۔ یہ پنپ نہیں سکتے۔ لیکن سن حیرہ کا تجھے علم ہے؟ میں نے کہا دیکھا تو نہیں لیکن سنا تو ضرور ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اللہ تعالیٰ اس امر دین کو پورا فرمائے گا یہاں تک کہ ایک سانڈنی سوار حیرہ سے چل کر بغیر کسی کی امن کے مکہ معظمہ پہنچے گا اور بیت اللہ شریف کا طواف کرے گا۔ واللہ تم کسریٰ کے خزانے فتح کرو گے۔ میں نے کہا کسریٰ بن ہرمز کے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ہاں کسریٰ بن ہرمز کے، تم میں مال کی اس قدر کثرت ہو پڑے گی کہ کوئی لینے والا نہ ملے گا۔ اس حدیث کو بیان کرتے وقت حضرت عدیؓ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کا فرمان پورا ہوا، یہ دیکھو آج حیرہ سے سواریاں چلتی ہیں بے خوف خطر بغیر کسی کی پناہ کے بیت اللہ شریف پہنچ کر طواف کرتی ہیں۔ صادق و مصدوق ﷺ کی دوسری پیشگوئی بھی پوری ہوئی۔ کسرے کے خزانے فتح ہوئے میں خود اس فوج میں تھا جس نے ایران کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور کسریٰ کے مخفی خزانے اپنے قبضے میں کئے۔ واللہ مجھے یقین ہے کہ صادق و مصدوق ﷺ کی تیسری پیشین گوئی بھی قطعاً پوری ہو کر ہی رہے گی۔ (ابن کثیر)

لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَنْ

لوگوں کے مال ناحق اور روکے رکھتے ہیں

سَبِيلِ اللّٰهِ ۗ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ

اللہ کی راہ سے اور جو جمع کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی

وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ

اور اس کو خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں تو (اے محمدؐ) ان کو خوشخبری سنا

أَلِيمٍ ﴿٣٤﴾ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى

دردناک عذاب کی جس دن وہ تپایا جائے گا دوزخ کی آگ میں

بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ ۖ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ

پھر اُن سے داغے جائیں گے ان کے ماتھے اور کروٹیں

لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ ﴿٣٥﴾ إِنَّ عِدَّةَ

اور پیٹھیں (اور کہا جائے گا) کہ یہ ہے جو تم نے جمع کیا تھا اپنے لئے۔

الشُّهُورِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ

اب چکھو مزہ اپنے جمع کرنے کا مہینوں کی گنتی اللہ کے ہاں بارہ مہینہ ہے اللہ کی کتاب میں جس دن

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۚ ذٰلِكَ

پیدا کئے آسمان اور زمین ان میں چار مہینے ادب کے ہیں۔

الدِّينُ الْقَيِّمُ ۙ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ ۚ

یہی دین سیدھا ہے ف۱ تو ان میں نہ ظلم کرو اپنے اوپر

ف۱ جاہلیت کی ایک رسم

اسلام سے ایک مدت پہلے جب عرب کی وحشت و جہالت حد سے بڑھ گئی اور باہمی جدال وقتال میں بعض بعض قبائل کی درندگی اور انتقام کا جذبہ کسی آسمانی یا زمینی قانون کا پابند نہ رہا تو "نسی" کی رسم نکالی یعنی جب کسی زور آور قبیلہ کا ارادہ ماہ محرم میں جنگ کرنے کا ہوا تو ایک سردار نے اعلان کردیا کہ امسال ہم نے محرم کو اشہر حرم سے نکال کر اس کی جگہ صفر کو حرام کردیا۔ پھر اگلے سال کہہ دیا کہ اس مرتبہ حسب دستور قدیم محرم حرام اور صفر حلال رہیگا۔ اس طرح سال میں چار مہینوں کی گنتی تو پوری کرلیتے تھے لیکن ان کی تعیین میں حسب خواہش ردوبدل کرتے رہتے تھے۔ ابن کثیر کی تحقیق کے موافق "نسی" (مہینہ آگے پیچھے کرنے) کی رسم صرف محرم وصفر میں ہوتی تھی۔ اور اس کی وہ ہی صورت تھی جو اوپر مذکور ہوئی۔ امام مغازی محمد ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ پہلا شخص جس نے یہ رسم جاری کی قلمس کنانی تھا۔ پھر اس کی اولاد در اولاد یوں ہی ہوتا چلا آیا۔ آخر میں اسی کی نسل سے "ابوثمامہ جنادہ بن عوف کنانی کا معمول تھا کہ ہر سال موسم حج میں اعلان کیا کرتا کہ امسال محرم اشہر حرم میں داخل رہیگا یا صفر۔ اسی طرح محرم وصفر میں سے ہر مہینہ کبھی حلال اور کبھی حرام کیا جاتا تھا۔ اور عام طور پر لوگ اسی کو قبول کرلیتے تھے۔

وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ۭ

لے اور تم لڑو تمام مشرکوں سے جیسے وہ تم سب سے لڑتے ہیں

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝٣٦ اِنَّمَا النَّسِيْۗءُ

اور جانے رہو کہ اللہ پرہیز گاروں کے ساتھ ہے بس مہینوں کا

زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ

سرکا دینا زیادتی ہے کفر میں گمراہ ہوتے رہتے ہیں اس کے باعث کافر۔ حلال سمجھتے ہیں

عَامًا وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ

اس مہینے کو ایک برس اور حرام سمجھنے لگتے ہیں اسی کو دوسرے برس۔ تا کہ پوری گنتی کر لیں

اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ۭ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْۗءُ اَعْمَالِهِمْ ۭ

جو اللہ نے ادب کی رکھی ہے پھر حلال کرلیں جو حرام کیا اللہ نے بھلی کر دکھائی گئی ہیں ان کو اُن کی

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝٣٧ۧ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

بدکرداریاں! اور اللہ نہیں ہدایت دیتا کافر لوگوں کو۔ ایمان والو!

اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

تمہیں کیا ہو گیا جب تم سے کہا جاتا ہے کہ کوچ کرو اللہ کی راہ میں

اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ۭ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

تو تم ڈہے جاتے ہو زمین پر۔ کیا راضی ہو بیٹھے دنیا کی زندگانی پر

مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ

آخرت کے بدلے۔ سو کچھ نہیں دنیا کی زندگی کا فائدہ آخرت کے حساب میں

لے یعنی اللہ تعالیٰ نے مہینوں کی جو ترتیب مقرر فرمائی تھی اس میں ردو بدل کر کے مہینوکو آگے پیچھے کرنے کا نتیجہ یہ ہے کہ جس مہینے میں لڑائی حرام تھی ۔ اس میں اسے حلال کرلیا گیا جوایک بڑا گناہ ہے اور گناہ کاارتکاب کرنیوالاخود اپنی جان پر ظلم کرتا ہے، کیونکہ اس کا برا انجام اس کی جان ہی کو بھگتنا پڑے گا۔ ساتھ ہی اس جملے میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ان حرمت والے مہینوں میں اللہ تعالیٰ کی زیادہ سے زیادہ عبادت کرنی چاہیے اوران مہینوں میں گناہوں سے بچنے کی فکر اوردنوں سے زیادہ کرنی چاہیے۔ (توضیح القرآن)

خلاصہ رکوع ۵ ع ۵ / ۱۱

یہود و نصاریٰ کے باطل عقیدہ کو بیان فرمایا گیا۔ اہل کتاب کی گمراہی پھیلانے کی کوشش اور غلبہ اسلام کی پیشین گوئی فرمائی گئی۔

اہل کتاب کے بڑوں کا کردار بیان کیا گیا۔ زکوٰۃ نہ دینے والے مال داروں کا انجام بذ کر فرمایا گیا۔ اہل عرب کی ایک رسم کو بیان کر کے قمری مہینوں کی اہمیت کو بیان فرمایا گیا۔

اِلَّا قَلِیْلٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّا تَنْفِرُوْا یُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۙ۬

مگر تھوڑا ف۱ اگر تم نہ نکلو گے تو اللہ تم کو دکھ کی مار دے گا۔

وَّیَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَیْــًٔا ؕ وَاللّٰهُ

اور بدل لائے گا تمہارے سوا دوسرے لوگ اور تم اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکو گے۔ اور اللہ

عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۳۹﴾ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ

ہر چیز پر قادر ہے ف۲ اگر تم نہ مدد کرو گے رسول کی۔ تو (کچھ پرواہ نہیں) اس کی مدد کی ہے

اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا

اللہ نے جس وقت اس کو نکالا کافروں نے کہ وہ دو میں دوسرا تھا جب

فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ

دونوں غار میں تھے جب وہ کہہ رہا تھا اپنے ساتھی سے کہ تو غم نہ کھا بیشک اللہ

مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلَیْهِ وَاَیَّدَهٗ

ہمارے ساتھ ہے۔ پھر اللہ نے اتاری اپنی طرف سے تسکین اس پر۔

بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِیْنَ كَفَرُوا

اور اس کی مدد کی ایسی فوجوں ف۳ سے کہ تم نے ان کو نہیں دیکھا اور نیچی بات ڈالی

السُّفْلٰی ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا ؕ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ

کافروں کی اور اللہ ہی کا بول بالا ہے۔ اور غالب

حَكِیْمٌ ﴿۴۰﴾ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ

صاحب تدبیر ہے نکل کھڑے ہوؤ ہلکے اور بوجھل اور جہاد کرو اپنے مال

ف۱ عبدالعزیز بن مروان کا انتقال مروی ہے کہ عبدالعزیز بن مروانؒ نے اپنے انتقال کے وقت اپنا کفن منگوایا اسے دیکھ کر فرمایا پس میرا تو دنیا سے یہی حصہ تھا اتنی دنیا لے کر جا رہا ہوں پھر پیٹھ موڑ کر رو کر کہنے لگے ہائے دنیا تیرا بہت بھی کم ہے اور تیرا کم تو بہت ہی چھوٹا ہے افسوس ہم دھوکے میں ہی رہے۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

ف۲ اس غزوہ کے متعلق لوگوں کی مختلف حالتیں ہوگئی تھیں۔
۱-وہ جو بلا تردد حضور کے ساتھ ہو لئے۔
۲-جو تردد کے بعد ساتھ ہو لئے۔
۳-جو عذر کی وجہ سے نہ جا سکے۔
۴-وہ مسلمان جو باوجود عذر نہ ہونے کے کاہلی کی وجہ سے نہ جا سکے۔
۵- اکثر منافقین جو باوجود عذر نہ ہونے کے نفاق کے سبب نہیں گئے
۶- بعض منافقین جو جاسوسی اور شرارت کے لئے ساتھ ہو لئے تھے پس آیۃ مذکورہ میں بظاہر دوسری قسم کے لوگوں کا ذکر ہے۱۲

ف۳: اس میں قصہ ہجرت کی طرف اشارہ ہے اور یہ غار مکہ معظمہ سے قریب ہے جس کا نام غار ثور ہے اس میں آپ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ تین روز تک چھپے رہے کفار آپ کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے ایک قیافہ شناس کے بتلانے سے جو کہ نشان قدم دیکھ کر پتہ بتلا دیتا تھا اس غار تک پہنچے اس وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے فکر ہوئی آپ نے ان کی تسلی کی لا تحزن ان اللہ معنا چونکہ اس غار پر مکڑی نے جالا بنا لیا تھا اس لئے کفار کو شبہ نہیں ہوا سب لوٹ گئے اور اس قیافہ شناس کو بے وقوف بنایا پھر وہاں سے آپ نکل کر مدینہ منورہ روانہ ہوئے اور صحیح سالم پہنچ گئے۔

وَأَنفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ

اور جان سے اللہ کی راہ میں یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم کو

تَعْلَمُونَ ﴿٤١﴾ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيبًا وَسَفَرًا قَاصِدًا لَّا

علم ہے ف۱ اگر کچھ فائدہ قریب الحصول اور سفر متوسط درجے کا ہوتا

تَّبَعُوكَ وَلَٰكِن بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ۚ

تو تیرے ساتھ ہو لیتے لیکن ان کو دور معلوم ہوئی مسافت

وَسَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ

اور اب اللہ کی قسمیں کھائیں گے کہ اگر ہم سے بن پڑتا تو ہم ضرور تمہارے ساتھ

يُهْلِكُونَ أَنفُسَهُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿٤٢﴾ ع ٦ ١٢

نکل کھڑے ہوتے۔ یہ لوگ وبال میں ڈالتے ہیں اپنی جانیں۔

عَفَا اللَّهُ عَنكَ لِمَ أَذِنتَ لَهُمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكَ

اور اللہ جانتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔ اللہ تجھ سے معاف کرے۔ تو نے کیوں اجازت دے دی ان

الَّذِينَ صَدَقُوا وَتَعْلَمَ الْكَاذِبِينَ ﴿٤٣﴾ لَا يَسْتَأْذِنُكَ

کو۔ یہاں تک کہ تجھ پر ظاہر ہو جاتے سچے۔ اور تو جان لیتا جھوٹوں کو ف۲۔ نہیں رخصت مانگتے

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَن يُجَاهِدُوا

تجھ سے وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں اللہ اور روز آخرت پر (اس سے پیچھے رہ جانے کو)

بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ ﴿٤٤﴾

کہ لڑیں اپنے مال اور جان سے اور اللہ خوب جانتا ہے پرہیز گاروں کو

ف۱ ابن اسحاق نے لکھا ہے حضرت عثمانؓ نے اس لشکر کی تیاری میں اتنا خرچ کیا کہ کسی اور نے اتنا خرچ نہیں کیا۔ ابن ہشام نے معتبر روایت سے بیان کیا ہے کہ جیش عسرت (تبوک کی فوج) کیلئے حضرت عثمانؓ نے دس ہزار درہم خرچ کئے۔ محمد بن یوسف صالحی نے کہا یعنی علاوہ سواریاں اوران کا ساز و سامان دینے کے دس ہزار خرچ کیے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے دعا کی الٰہی تو عثمانؓ سے راضی ہو میں اس سے راضی ہوں۔

خلاصہ رکوع ٦

غزوہ تبوک کے پس منظر میں مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دی گئی۔ نصرت خداوندی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ذکر فرمائی گئی۔ غزوہ تبوک میں صحابہ کرام کی فدا کاریاں اور منافقین کے کردار کو بیان کیا گیا۔

ف۲ حضور ﷺ کی فراخدلی: منافقین جھوٹے عذر کر کے جب مدینہ میں ٹھہرے رہنے کی اجازت طلب کرتے تو آپ انکے کید و نفاق سے اغماض کر کے اور یہ سمجھ کر کہ انکے ساتھ چلنے میں فساد کے سوا کوئی بہتری نہیں اجازت دیتے تھے۔ اسکو فرمایا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت نہ دیتے تو زیادہ بہتر ہوتا۔ کیونکہ اس وقت ظاہر ہو جاتا کہ انہوں نے اپنے نہ جانے کو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت پر موقوف نہیں رکھا ہے۔ جانے کی توفیق تو انہیں کسی حال نہ ہوتی۔ البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو انکا جھوٹ سچ کھل جاتا۔ پس اجازت دینا کوئی گناہ نہ تھا، البتہ نہ دینا مصالح حاضرہ کے اعتبار سے زیادہ موزوں ہوتا۔ اس اعلیٰ و اکمل صورت کے ترک کی وجہ سے خطاب کو "عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ" سے شروع فرمایا۔ عفو کا لفظ ضروری نہیں کہ گناہ ہی کے مقابلہ میں ہو۔

اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

بس تجھ سے وہی رخصت مانگتے ہیں جو نہیں یقین رکھتے اللہ اور روز

الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿۴۵﴾

آخرت کا اور شک میں پڑے اُن کے دل تو وہ اپنے شک ہی میں بھٹکتے ہیں۔

وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ

اور اگر چاہتے نکلنا تو تیار کرتے اس کا کچھ سامان ولیکن

كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ

اللہ کو ناپسند ہوا ان کا اٹھنا تو ان کو کاہل بنا بٹھایا اور کہہ دیا کہ بیٹھے رہو بیٹھنے

الْقٰعِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا

والوں کے ساتھ ف۱۔ اگر یہ تم میں نکلے بھی تو بس تم میں خرابیاں ہی بڑھاتے

وَّلَاْاَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيْكُمْ

اور گھوڑے ہی دوڑاتے تمہارے درمیان بگاڑ کرانے کی تلاش میں۔ اور تم میں

سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾ لَقَدِ

بعض اُن کی سن بھی لیتے ہیں۔ اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو انہوں نے فساد

ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى

ڈلوانا چاہا تھا پہلے بھی اور الٹ پلٹ کرتے رہے تیرے لئے تدبیروں کو۔ یہاں تک کہ

جَآءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَمِنْهُمْ

آ پہنچا سچا وعدہ اور غالب ہوا اللہ کا حکم اور وہ ناخوش ہی رہے۔ اور ان میں وہ بھی ہے

ف۱ عبداللہ بن ابی کی منافقت:
عبداللہ بن ابی رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب روانہ ہوا تھا مگر اس نے اپنی جماعت کا پڑاؤ رسول اللہ ﷺ کی لشکرگاہ سے الگ ذباب کی طرف کچھ نچلے حصہ میں قائم کیا جب تک رسول اللہ ﷺ فروکش رہے عبداللہ بھی مقیم رہا۔ لیکن جب رسول اللہ ﷺ تبوک کی جانب روانہ ہوئے تو عبداللہ نے ساتھ چھوڑ دیا اور اپنے ساتھی منافقوں کو لے کر مدینہ کو لوٹ آیا اور کہنے لگا محمد باوجود اتنی بدحالی (تنگی) اور گرمی کے اتنی لمبی مسافت پر بنی الاصفر سے لڑنے چلے ہیں جس کی ان میں طاقت نہیں وہ سمجھتے ہیں کہ بنی الاصفر سے لڑنا کھیل ہے۔ خدا کی قسم مجھے تو دکھائی دے رہا ہے کہ محمد کے ساتھی رسیوں میں بندھے ہوئے ہیں (یعنی گرفتار ہو جائینگے بلکہ ان کی گرفتاری اتنی یقینی ہے کہ مجھے وہ بندھے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں) عبداللہ بن ابی نے اس قسم کی خبریں رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے متعلق فتنہ پیدا کرنے کیلئے مشہور کی تھیں اللہ نے ابن ابی اور اس کے ساتھیوں کے متعلق آیات ذیل نازل فرمائیں۔ (تفسیر مظہری)

مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ؕ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ

جو کہتا ہے کہ مجھ کو رخصت دیجئے اور بلا میں نہ پھنسایئے سنو جی! یہ بلا میں

سَقَطُوْا ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۹﴾ اِنْ

تو آہی گرے اور دوزخ گھیرے ہوئے ہے کافروں کو اگر

تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ

تجھ کو پہنچے کوئی بھلائی (تو) ان کو برا لگتا ہے اور اگر تجھ کو کوئی مصیبت پہنچ جائے۔

يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ

(تو) کہنے لگتے ہیں کہ ہم نے ٹھیک ٹھاک کرلیا تھا اپنا کام پہلے ہی اور واپس چلے جاتے ہیں

فَرِحُوْنَ ﴿۵۰﴾ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ

خوشیاں کرتے ہوئے ف۱۔ کہہ دے ہم کو کچھ نہ پہنچے گا مگر وہی جو ہمارے لئے لکھ دیا اللہ نے

لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾

وہی ہمارا کارساز ہے۔ اور اللہ ہی پر مسلمانوں کو بھروسہ رکھنا چاہئے۔

قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ؕ

کہہ دے؟ تم نہیں انتظار کرتے ہمارے حق میں مگر دو بھلائیوں میں سے ایک کا

وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ

اور ہم تمہارے حق میں اس بات کے منتظر ہیں کہ تم پر ڈالے اللہ کوئی عذاب

مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ۖ فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ﴿۵۲﴾

اپنے ہاں سے یا ہمارے ہاتھوں سے۔ تو تم منتظر رہو ہم بھی تمہارے ساتھ منتظر ہیں ف۲۔

ف۱ شان نزول

طبرانی نے دوسری سند سے حضرت ابن عباسؓ کا بیان نقل کیا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاد کرو اور مال غنیمت میں رومی عورتیں حاصل کرو بعض منافق کہنے لگے یہ تم کو عورتوں کے لالچ میں پھانسنا چاہتے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ف۲ مخلص مجاہد کا اجر:

حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کرنے کیلئے) نکلا ہو اور اس کے خروج کا سبب سوائے اللہ پر ایمان رکھنے اور اللہ کے پیغمبروں کو سچا جاننے کے سوا اور کچھ نہ ہو (یعنی کوئی نفسانی لالچ نہ ہو نہ حصول مال نہ ملک گیری اور اقتدار نہ شہرت وعزت دنیوی) تو اللہ نے اس کیلئے وعدہ فرمالیا ہے کہ یا تو حاصل کردہ ثواب اور مال غنیمت کے ساتھ اس کو (صحیح و سالم) واپس کردوں گا یا (بصورت شہادت) جنت میں داخل کردوں گا۔ متفق علیہ۔ یعنی دونوں چیزوں میں سے ایک اس کو ضرور عطا کروں گا۔ (فتح یا جنت) لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا کہ فتح کے ساتھ جنت نہیں مل سکتی۔ (تفسیر مظہری)

قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ۭ اِنَّكُمْ

کہہ دے کہ خرچ کرو خوشی سے یا ناخوشی سے ف۱ ۔ ہرگز بھی تم سے قبول نہ ہوگا ۔ بے شک

كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ

تم نافرمان لوگ ہو۔ ف۲ اور کچھ مانع نہیں ہوا ان کے خرچ کے قبول ہونے کا

مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ

مگر یہی کہ وہ منکر ہوئے اللہ اور اس کے رسول کے

وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ

اور نہیں آتے نماز کو مگر الکسائے ہوئے اور خرچ کرتے ہیں

اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۵۴﴾ فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ

تو برے دل سے۔ پس تو تعجب نہ کر ان کے مال اور

اَوْلَادُهُمْ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي

اولاد سے بس اللہ چاہتا ہے کہ ان کو بتلائے عذاب رکھے ان کی وجہ سے دنیا کی

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۵۵﴾

زندگی میں اور نکلے ان کی جان اور (اس وقت تک) وہ کافر ہی رہیں

وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ۭ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ

اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی کہ بیشک وہ تم ہی میں سے ہیں

وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ﴿۵۶﴾ لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً

حالانکہ وہ تم میں کے نہیں ہیں لیکن وہ لوگ ڈرتے ہیں اگر کہیں پالیں پناہ کی جگہ

ف۱ یہ شبہ نہ کیا جائے کہ اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ منافقین خوشی سے بھی خرچ کرتے تھے اور آئندہ آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ ناگواری کے ساتھ خرچ کرتے تھے پس دونوں میں تعارض ہوا جواب یہ ہے کہ اس جگہ خوشی اور ناخوشی دونوں کا ذکر بطور فرض کے ہے کہ اگر بالفرض تم خوشی سے بھی خرچ کرو تب بھی ایمان نہ ہونے کی وجہ سے مقبول نہیں اور آگے ان کی اصلی حالت کا بیان ہے کہ وہ خوشی سے کب خرچ کرتے ہیں بلکہ ہمیشہ ناگواری سے کرتے ہیں اور ناگواری کے ساتھ مسلمان کا خرچ کرنا بھی قبول نہیں کافر کا خرچ کرنا کیسے قبول ہوسکتا ہے۔ (تسہیل بیان)

ف۲ منافق کا مال بھی قبول نہیں ہے

جد بن قیس نے رومی عورتوں کے فتنہ کا بہانہ کر کے یہ بھی کہا تھا کہ حضرت میں بذات خود نہیں جاسکتا۔ لیکن مالی اعانت کرسکتا ہوں۔ اس کا جواب دیا کہ بے اعتقاد کا مال قبول نہیں خواہ خوشی سے خرچ کرے یا ناخوشی سے۔ یعنی خوشی سے خدا کے راستہ میں خرچ کرینگے ان کو توفیق کہاں ولا ينفقون الا وهم كرهون تاہم اگر بالفرض خوشی سے بھی خرچ کریں تو خدا قبول نہ کریگا۔ اس کا سبب اگلی آیت میں بتایا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

(۱) رسول اللہ ﷺ اور آپ کے جانشین اس شخص کی اعانت اور صدقہ قبول نہیں کریں گے جس کے منافق ہونے کا ان کو علم ہو۔

(۲) اللہ قبول نہیں فرمائے گا یعنی ثواب نہیں دے گا انكم كنتم قوماً فاسقين سے یہ مراد ہے کہ تم مسلمانوں کے گروہ سے خارج ہو اس لیے تمہاری طرف سے دی ہوئی مالی مدد قبول نہیں کی جائے گی۔ (تفسیر مظہری)

أَوْ مَغٰرٰتٍ أَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا إِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ﴿۵۷﴾

یا کوئی غار یا گھس بیٹھنے کی جگہ تو دوڑ پڑیں اسی طرف باگیں تڑا تڑا کر۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَإِنْ أُعْطُوْا

اور ان میں بعض ایسے ہیں جو تجھ کو طعن دیتے ہیں خیرات بانٹنے میں۔ پس اگر

مِنْهَا رَضُوْا وَإِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ إِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ﴿۵۸﴾

ان کو دیا جائے اس میں سے تو راضی ہوں اور اگر نہ دیا جائے فوراً ہی ناخوش ہو جائیں

وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا

اور کیا اچھا ہوتا اگر اسی پر راضی ہو جاتے جو ان کو دیا اللہ اور اس کے رسول نے۔ اور کہتے ہیں کہ

حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ

ہم کو اللہ کافی ہے ہمیں آگے کو (بہتیرا) دے گا اپنے فضل سے اور اس کا رسول۔

إِنَّآ إِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ﴿۵۹﴾ إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ

ہم تو اللہ ہی سے لو لگائے ہوئے ہیں۔ بس زکوٰۃ تو فقیروں کا حق ہے

وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ

اور محتاجوں کا اور ان کارکنوں کا جو خیرات وصول کرنے پر (تعینات) ہیں اور جن کے دلوں کا ف۱

وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ

پر چانا منظور ہے اور گردنوں کے چھڑانے میں اور جو تاوان بھریں اور اللہ کے

السَّبِيْلِ ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۰﴾

راستہ میں اور مسافروں کو۔ یہ ٹھہرایا ہوا ہے اللہ کا اور اللہ جاننے والا صاحب تدبیر ہے۔ ف۲

ف۱ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض کافروں کو زکوٰۃ دی جاتی تھی اگرچہ وہ مسلمان نہ تھے مگر اسلام لانے کی امید تھی یا محض ان کے فتنہ و شرارت سے بچنے کے لئے کچھ زکوٰۃ میں سے دے دیا جاتا تھا اور بعضے نومسلموں کو بھی اگرچہ وہ غریب نہ ہوں محض اسلام سے محبت پیدا کرنے کے لئے زکوٰۃ دی جاتی تھی اور ان لوگوں کو مؤلفۃ القلوب کہا جاتا تھا مگر صحابہ کے وقت میں اجماع ہو گیا کہ اب ان کا زکوٰۃ میں کوئی حق نہیں جس سے معلوم ہو گیا کہ اب وہ پہلا حکم منسوخ ہے البتہ اگر کوئی نومسلم غریب ہو اور دل جوئی کی ضرورت ہو تو اس کو غریبوں میں داخل کر کے زکوٰۃ دی جاوے گی۔

خلاصہ رکوع ۷

منافقین کی عذر خواہیاں اور غزوہ تبوک کے سلسلہ میں فتنہ پھیلانے کی کوششوں کو آشکارا کیا گیا۔ کفار و منافقین کی مالداری پر اشکال کا ازالہ فرمایا گیا۔ منافقین کے مفاد پرستانہ ایمان کو آشکارا کیا گیا۔

ع ۱۷/۱۳ ۷

ف۲ مسئلہ: مجاہد اپنے گھر میں مال اور سامان رکھتا ہے مگر گھر سے جدا ہے اور یہاں سامان نہیں اس کو زکوٰۃ دینا درست ہے اور یہی حکم ہے ہر مسافر کا۔
مسئلہ: اب سب لوگوں کو زکوٰۃ دینے میں یہ شرط ہے کہ جس کو زکوٰۃ دی جائے اس کو مالک کر دیا جائے بدون مالک بنائے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ مسئلہ یہ سب احکام صدقہ فرض کے ہیں نفل میں یہ قیدیں نہیں۔ یہ سب مسائل ہدایہ میں ہیں۔

وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ

اور بعض ان میں ایسے ہیں جو ایذا دیتے ہیں نبی کو اور کہتے ہیں کہ یہ شخص کان ہے

قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ

کہہ دے کان ہے تمہارے بھلے کو یقین رکھتا ہے اللہ پر اور یقین کرتا ہے مسلمانوں کی بات کا

وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ

اور رحمت ہے ان کے حق میں جو تم میں سے ایمان لائے اور جو ایذا دیتے ہیں

رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٦١﴾ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ

اللہ کے رسول کو ان کے لئے دردناک عذاب ہے ف۱ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں

لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ۚ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ

تمہارے سامنے تا کہ تم کو راضی کر لیں۔ حالانکہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ حق رکھتے ہیں

يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٢﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ

کیا وہ جان نہیں چکے کہ جو مخالفت کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی۔ تو

مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا

اس کے لئے دوزخ کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا

فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ﴿٦٣﴾ يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ

یہی بڑی رسوائی ہے منافق ڈرتے ہیں کہ (مبادا)

اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ

نازل ہو جاوے مسلمانوں پر ایسی سورت کہ ان کو جتاوے جو کچھ ان کے

ف۱ حضور ﷺ کی دو شانیں:

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ اپنے ایک وعظ میں فرماتے ہیں۔ جاننا چاہیے کہ آنحضرت ﷺ میں دو شانیں تھیں ایک شان سلطنت اور دوسری شان نبوت اور محبوبیت حق۔ پس منافقین اپنی جھوٹی قسموں سے حضور پرنور کو اور آپ کے صحابہ کو بحیثیت شان سلطنت راضی کرنا چاہتے تھے۔ بحیثیت شان نبوت و رسالت آپ کو راضی کرنے کی فکر نہ تھی اور اس حیثیت سے آپ کو راضی کرنا عین حق تعالیٰ کو راضی کرنا ہے اور بعثت کا اصل مقصد شان نبوت و رسالت تھی شان سلطنت مقصود نہ تھی بلکہ شان نبوت کے تابع تھی کہ احکام خداوندی کے اجراء میں سہولت ہو۔ منافقین حضور پرنور کو بہ حیثیت سلطنت راضی رکھنا چاہتے تھے تا کہ ان کے جان و مال محفوظ رہیں اور ان کے ساتھ کافروں جیسا معاملہ نہ کیا جائے اور ظاہر ہے کہ یہ غرض سلطنت کی حیثیت سے متعلق ہے حضور پرنور کو نبوت و رسالت اور مظہر حق ہونے کی حیثیت سے راضی کرنے کی ان کو کوئی فکر اور پرواہ نہ تھی حالانکہ حضور پرنور کی رضا نائب حق ہونے کی حیثیت سے مطلوب ہے۔ اور اس آیت میں اسی کا ذکر ہے اور جس حیثیت سے تم حضور کو راضی کرنا چاہتے ہو وہ مطلوب نہیں اور جس حیثیت سے حضور کو راضی کرنا مطلوب ہے اس حیثیت سے تم حضور کو راضی کرنا نہیں چاہتے اور نہ تمہیں اس کی پروا ہے۔ ابوطالب کو حضور سے بہت محبت تھی مگر وہ صرف اس حیثیت سے تھی کہ حضور آپ کے بھتیجے تھے یا بعض کفار کو آپ سے اس لئے محبت تھی کہ آپ بڑے عاقل کامل یا بڑے سخی اور مہمان نواز تھے اور اب بھی بعض مصنفین یورپ آپ کی عقل اور فہم و فراست کی اور ہمت اور شجاعت کی اور آپ کے قانون شریعت کی بڑی تعریف کرتے ہیں مگر ان تمام حیثیتوں سے آپ کی محبت اور رضا شرعاً نجات کیلئے کافی نہیں بلکہ نجات کے لئے یہ ضروری ہے کہ نبی اور رسول اور نائب حق ہونے کی حیثیت سے آپ سے محبت کی جائے اور اسی حیثیت سے آپ کو راضی کیا جائے۔ (معارف کاندھلویؒ)

قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا

دلوں میں ہے۔ کہہ دے اچھا ٹھٹھے کرتے رہو اللہ ظاہر

تَحْذَرُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا

کرنے والا ہے جس بات کا تم کو ڈر ہے۔ اور اگر تو ان سے پوچھے تو کہیں گے کہ

نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ

ہم تو بات چیت اور ہنسی مذاق کر رہے تھے ف۱ کہہ دے کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول

كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۶۵﴾ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ

سے ہنسی کرتے تھے بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو گئے

اِيْمَانِكُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ

ایمان لائے پیچھے۔ اگر ہم معاف بھی کر دیں تم میں سے

طَآئِفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۶۶﴾ ع اَلْمُنٰفِقُوْنَ

بعضوں کو تو ضرور سزا بھی دیں گے دوسروں کو اس سبب سے کہ وہ خطاوار تھے منافق

وَ الْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ

مرد اور منافق عورتیں سب کی ایک چال ہے۔ حکم کریں برے کام کا

بِالْمُنْكَرِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَ يَقْبِضُوْنَ

اور منع کریں بھلے کام سے اور بھینچ بھینچ لیں اپنی مٹھیاں یہ لوگ اللہ کو بھول گئے

اَيْدِيَهُمْ ؕ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ؕ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ

تو اللہ نے ان کو بھلا دیا کچھ شک نہیں منافق ہی فاسق ہیں

ف۱ شان نزول:

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر کی روایت سے بیان کیا ہے کہ ایک مجلس میں ایک شخص نے کہا ہم نے اپنے قرآن پڑھنے والوں کی طرح کسی شخص کو نہیں دیکھا جوان کی طرح کھانے کا حریص زبان کا جھوٹا اور دشمن سے مقابلہ کے وقت بزدل ہو ایک اور شخص یہ بات سن کر بولا تو نے جھوٹ کہا تو منافق ہے میں تیری اس بات کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو ضرور دوں گا چنانچہ یہ خبر رسول اللہ تک پہنچ گئی اور قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوگئی۔ شریح بن عبید کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابودرداء سے کہا اے قرآن خوانوں کے گروہ کیا وجہ کہ تم لوگ ہم سے زیادہ ڈرپوک ہو تم سے کچھ مانگا جاتا ہے تو بڑی کنجوسی کرتے ہو اور کھاتے وقت بڑے بڑے لقمے نگلتے ہو حضرت ابودرداء نے اس کی طرف سے منہ

خلاصہ رکوع ۸

زکوۃ کے مصارف اور منافقین کے اعتراضات کا رد اور ان کی خباثتوں کو بیان فرمایا گیا۔

ع ۸ ۱۴

وقف لازم

پھیر لیا اور کوئی جواب نہیں دیا اور جا کر حضرت عمر کو اطلاع دے دی۔ حضرت عمرؓ اس شخص کے پاس گئے اور اس کا کپڑا پکڑ کر گلے میں ڈال کر کھینچتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے وہ شخص کہنے لگا انما کنا نخوض ونلعب اس پر اللہ نے اپنے نبی کی پاس وحی بھیجی اور فرمایا ولئن سالتهم ليقولن انما كنا نخوض و نلعب

الْفٰسِقُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ

وعدہ دیا اللہ نے منافق مرد اور منافق عورتوں اور کافروں کو

نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ

دوزخ کی آگ کا اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ وہی ان کو کافی ہے۔ اور اللہ نے ان کو پھٹکار دیا ہے۔

وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿٦٨﴾ كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا

اور ان کے لئے عذاب دائمی ہے (منافقو!) تم بھی ایسے ہی ہو جیسے تمہارے اگلے تھے ف۱ کہ

اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ؕ فَاسْتَمْتَعُوْا

وہ زیادہ تھے زور میں تم سے اور زیادہ رکھتے تھے مال اور اولاد ۔ تو وہ فائدے

بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ

اُٹھا گئے اپنے حصے کے سو تم نے بھی فائدے اٹھائے اپنے حصے کے جیسے فائدے اٹھائے تھے

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ

تم سے پہلوں نے اپنے حصے کے اور تم بھی ٹھٹھے کرنے لگے

خَاضُوْا ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا

جیسے انہوں نے کئے تھے۔ وہی لوگ تھے کہ اکارت ہو گئے ان کے اعمال دنیا

وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٦٩﴾ اَلَمْ

اور آخرت میں اور وہی نقصان میں رہے ف۲ کیا ان کو

يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ

ان کی خبر نہیں پہنچی جو ان سے پہلے تھے نوح کی قوم اور عاد

ف۱ بنی اسرائیل سے مشابہت: اسی آیت کی تفسیر میں حضرت ابوہریرہؓ نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم بھی وہی طریقے اختیار کرو گے جو تم سے پہلی امتیں کر چکی ہیں، ہاتھ در ہاتھ اور بالشت در بالشت یعنی ہو بہو ان کی نقل اتارو گے، یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی گوہ کے بل میں گھسا ہے تو تم بھی گھسو گے، حضرت ابوہریرہؓ نے یہ روایت نقل کر کے فرمایا کہ اس حدیث کی تصدیق کیلئے تمہارا جی چاہے تو قرآن کی یہ آیت پڑھ لو، کالذین من قبلکم

ف۲ حضرت ابوسعید خدری کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم بھی اپنے سے پہلوں کے پیچھے چلو گے بالشت بہ بالشت اور دست بدست (یعنی قدم بقدم ان کی پیروی کرو گے) یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے بھٹ میں گھسے ہوں گے تو تم بھی ان کے پیچھے گھسو گے (یعنی کامل پیروی کرو گے جو برے سے برے کام انہوں نے کیے تھے ویسے ہی تم کرو گے) ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا (پہلے لوگوں سے مراد) یہود و نصاریٰ ہیں، فرمایا اور کون۔ حضرت ابوہریرہ کی روایت کے یہ الفاظ ہیں پس لوگ نہیں ہوں گے مگر وہی (یہودی و نصاریٰ) (بخاری)۔

حاکم نے حضرت ابن عباس کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اپنے سے اگلوں کی راہ پر بالشت بہ بالشت اور ہاتھ بہ ہاتھ ضرور چلو گے یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی گوہ کے سوراخ میں گھسا تھا تو تم بھی گھسو گے اگر ان میں سے کسی نے اپنی بیوی سے سرِ راہ جماع کیا ہوگا (یعنی لوگوں کے سامنے بے حیائی کے ساتھ) تو تم بھی ایسا ہی کرو گے۔ (تفسیر مظہری)

وَثَمُوۡدَ ۙ وَقَوۡمِ اِبۡرٰهِيۡمَ وَاَصۡحٰبِ مَدۡيَنَ

اور ثمود اور ابراہیم کی قوم اور مدین کے لوگ

وَالۡمُؤۡتَفِكٰتِ ؕ اَتَتۡهُمۡ رُسُلُهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا

اور الٹی ہوئی بستیوں کے رہنے والے اور آئے ان کے پاس ان کے رسول نشانیاں لے کر۔

كَانَ اللّٰهُ لِيَظۡلِمَهُمۡ وَلٰكِنۡ كَانُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ

تو اللہ تو ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا لیکن وہ آپ ہی اپنے اوپر

يَظۡلِمُوۡنَ ۝۷۰ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتُ بَعۡضُهُمۡ

ظلم کرتے تھے اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے مدد گار ہیں

اَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍ ۘ يَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ

حکم کرتے ہیں ؈ نیک کام کا اور منع کرتے ہیں

الۡمُنۡكَرِ وَيُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ

برے کام سے اور قائم رکھتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکوٰۃ

وَيُطِيۡعُوۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرۡحَمُهُمُ

اور فرمانبرداری کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ رحم

اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ۝۷۱ وَعَدَ اللّٰهُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ

فرمائے گا۔ بیشک اللہ زبردست ہے حکمت والا! اللہ نے وعدہ کر لیا ہے مسلمان مرد

وَالۡمُؤۡمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ

اور مسلمان عورتوں سے باغوں کا کہ بہتی ہیں اُن کے نیچے

؈ مؤمن دوسرے مؤمن کا خیر خواہ ہے:
صحیح حدیث میں ہے کہ مؤمن مؤمن کے لئے مثل دیوار کے ہے، جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو تقویت پہنچاتا اور مضبوط کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے یہ فرماتے ہوئے اپنے ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسری میں ڈال کر دکھا بھی دیا۔ اور صحیح حدیث میں ہے کہ مؤمن اپنی دوستیوں اور سلوکوں میں مثل ایک جسم کے ہیں کہ ایک حصے کو بھی اگر تکلیف ہو تو تمام جسم بیماری اور بیداری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ یہ پاک نفس لوگ کی تربیت سے بھی غافل نہیں رہتے۔ سب کو بھلائیاں سکھاتے ہیں اچھی باتیں بتلاتے ہیں برے کاموں سے بری باتوں سے امکان بھر روکتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ

نہریں ان میں ہمیشہ رہیں گے اور (نیز) پاکیزہ مکانوں کا دائمی بہشت میں ف۱

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٧٢﴾ ع

اور اللہ کی خوشنودی ان سب سے بڑھ کر ہے یہی بڑی کامیابی ہے ف۲

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ

اے پیغمبر جہاد کر کافروں اور منافقوں سے

وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ

اور ان پر سختی کر۔ اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور وہ بری

الْمَصِيْرُ ﴿٧٣﴾ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا

جگہ ہے ۔قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی کہ ہم نے تو نہیں کہا ! اور بیشک انھوں نے کہا

كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا

کفر کا کلمہ اور کافر ہوگئے ہیں مسلمان ہو کر ۔ اور قصد کیا ایسی چیز کا

بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ

جس کو نہ پایا اور یہ سب اسی کا بدلہ کرتے ہیں کہ ان کو دولت مند کر دیا اللہ

وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا

اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے سو اگر توبہ کر لیں تو ان کے

لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا

حق میں بہتر ہے اور اگر نہ مانیں گے تو اللہ ان کو دردناک

سونے اور چاندی کی جنتیں:

ف۱ صحیحین میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی روایت سے آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو جنتیں چاندی کی ہیں جن کے برتن اور تمام چیزیں چاندی کی ہیں اور دو جنتیں سونے کی ہیں جن کے برتن اور تمام چیزیں سونے کی ہیں اور جنت عدن کے اندر اہل جنت اور ان کے رب کے درمیان کوئی حجاب نہ ہوگا۔ صرف (اللہ کی) کبریائی کی چادر ہوگی جو اللہ کے چہرے پر پڑی ہوگی۔

خلاصہ رکوع ۹

ع ۹ ۱۵ منافقین کی عام نشانیاں ذکر فرمائی گئیں اور انہیں سابقہ اقوام سے عبرت پکڑنے کی دعوت دی گئی۔ آخر میں مومنین کی صفات ذکر فرمائی گئیں۔

ف۲ عالی شان محلات:

ابن مبارک طبرانی اور ابوالشیخ نے حضرت عمران بن حصین اور حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے بیان کیا کہ آیت ومسکن طیبۃ فی جنت عدن کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا حضور ﷺ نے فرمایا وہ موتی کا ایک محل ہوگا جس میں یاقوت سرخ کے ستر مکان ہوں گے ہر مکان میں سبز زمرد کی ستر کوٹھریاں ہوں گی۔ ہر کوٹھری میں ایک تخت ہوگا ہر تخت پر رنگا رنگ کے ستر بستر ہوں گے ۔ ہر بستر پر ایک فراخ چشم حور ہوگی جو جنتی کی بی بی ہوگی۔ ہر گھر میں ستر خادم اور خادمائیں بھی مامور ہوں گی مومن کے پاس روزانہ ہر صبح کے وقت کھانے پینے کی چیزیں آئینگی جو ہر کوٹھری میں ملیں گی۔

فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِى الْاَرْضِ مِنْ

عذاب دے گا دنیا اور آخرت میں اور نہیں ان کا روئے زمین پر

وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۷۴﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ

کوئی حمایتی اور نہ مددگار ف۱۔ اوران میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جنہوں نے عہد کیا تھا اللہ سے

لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ

کہ اگر وہ ہم کو دے گا اپنے فضل سے تو ہم ضرور خیرات کیا کریں گے اور ہو رہیں گے

مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا

نیک بندے پھر جب ان کو عطا فرمایا اللہ نے اپنے فضل سے (تو)

بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَاَعْقَبَهُمْ

اس میں بخل کیا اور پھر گئے ٹلا کر ۔ تو اس کے نتیجہ میں رکھ دیا اللہ نے

نِفَاقًا فِىْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا

نفاق ان کے دلوں میں اس دن تک کہ وہ اللہ سے ملیں گے اس لئے کہ انھوں نے

اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿۷۷﴾ اَلَمْ

اللہ سے خلاف کیا اس وعدہ کے جو اس سے کیا تھا اور اس لئے کہ وہ جھوٹے تھے ۔ ف۲

يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ

کیا جان نہیں چکے کہ اللہ جانتا ہے ان کا بھید اور سرگوشی اور یہ کہ اللہ

اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۷۸﴾ ۚ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ

خوب جانتا ہے غیب کی باتوں کو ۔ وہ لوگ جو عیب لگاتے ہیں دل کھول کر

ف۱ منافقوں کی نمک حرامی:

یعنی حضور ﷺ کی دعا سے خدا نے انہیں دولت مند کر دیا، قرضوں کے بار سے سبکدوش ہوئے مسلمانوں کے ساتھ ملے جلے رہنے کی وجہ سے غنائم میں حصہ ملتا رہا، حضور ﷺ کی برکت سے پیداوار اچھی ہوئی، ان احسانات کا بدلہ یہ دیا کہ خدا اور رسول کے ساتھ دغابازی کرنے لگے اور ہر طرح پیغمبر علیہ السلام اور مسلمانوں کو ستانے پر کمر باندھ لی۔ اب بھی اگر توبہ کرکے شرارتوں اور احسان فراموشیوں سے باز آجائیں تو ان کے حق میں بہتر ہے۔ ورنہ خدا دنیا وآخرت میں وہ سزا دیگا جس سے بچانے والا روئے زمین پر کوئی نہ ملے گا۔ بعض روایات میں ہے کہ "جلاس" نامی ایک شخص یہ آیات سن کر صدق دل سے تائب ہوا اور آئندہ اپنی زندگی خدمت اسلام میں قربان کردی۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ نفاق کی نشانیاں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (عملی) منافق کی تین نشانیاں ہیں بات کرے تو جھوٹ بولے وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ متفق علیہ من حدیث ابی ہریرۃ۔ مسلم کی روایت میں حدیث کے الفاظ اتنے زائد ہیں خواہ وہ روزے رکھتا اور نماز پڑھتا ہو اور مسلمان ہونے کا دعوے دار ہو۔ (تفسیر مظہری)

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ

خیرات کرنے والے مسلمانوں کو اور ان لوگوں کو کہ جو نہیں رکھتے

اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ۭ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۡ وَلَهُمْ

مگر اپنی محنت کا۔ پھر ان پر ٹھٹھے کرتے ہیں۔ اللہ نے ان سے ٹھٹھا کیا ہے اور ان کے لئے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝٧٩ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ اِنْ

دردناک عذاب ہے ول۔ (اے محمد) تو ان کے لئے مغفرت کی دعا کر

تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ

یا نہ کر (ان کے لئے یکساں ہے) اگر تو مغفرت کی دعا مانگے ان کے حق میں

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

ستر مرتبہ تو بھی ہرگز نہ بخشے گا اللہ۔ یہ اس سبب سے کہ انھوں نے کفر کیا اللہ اور اس کے رسول کا اور

الْفٰسِقِيْنَ ۝٨٠ فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

اللہ نہیں ہدایت دیا کرتا فاسق لوگوں کو۔ جو لوگ کہ پیچھے چھوڑ دیئے گئے وہ خوش ہوئے اپنے بیٹھ

وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

رہنے سے خلاف رسول اللہ کے۔ اور ان کو برا لگا کہ جہاد کریں اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں

وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ۭ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ۭ

اور بولے کہ نہ کوچ کرو گرمی میں۔ کہہ دے دوزخ اشد گرم ہے

لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ۝٨١ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ

اگر یہ سمجھتے (تو اس گرمی کو ہلکا سمجھ کر ساتھ ہو لیتے) تو وہ ہنس لیں تھوڑا اور روویں

ول حضرت عبدالرحمٰن کیلئے حضور ﷺ کی دعاء:

بغوی نے لکھا ہے اہل تفسیر کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خیرات کرنے کی ترغیب دی حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے چار ہزار درہم لاکر پیش کئے اور عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ) میرے پاس آٹھ ہزار درہم تھے چار ہزار خدمت گرامی میں لاکر حاضر کردیئے آپ ان کو اللہ کی راہ میں خرچ کردیجئے۔ چار ہزار اپنی اہل وعیال کے لئے چھوڑ آیا ہوں، فرمایا جو کچھ تم نے دیا اور جو کچھ روک لیا اللہ (سب میں) تم کو برکت دے اس دعا کا اثر تھا کہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن کے مال میں اتنی برکت دی کہ وفات کے وقت آپ کی دو بیبیاں تھیں جن کا میراثی حصہ حضرت عبدالرحمٰن کے کل ترکہ کا آٹھواں حصہ تھا اس آٹھویں حصہ میں دو بیبیوں کو ایک لاکھ ساٹھ ہزار درہم ملے۔ (تفسیر مظہری)

ع ١٠ ٨ ١٦

خلاصہ رکوع ١٠

منافقین و کفار سے سختی کا حکم دیا گیا۔ منافقین کے جرائم بیان فرمائے گئے اور ان کی مسلمانوں پر نکتہ چینی کو بیان فرمایا گیا۔

جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى

بہت سا بدلہ اس کا جو کماتے تھے ؎۱۔ تو اگر تجھ کو لوٹا کر لے جائے اللہ

طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا

ان کے کسی گروہ کی طرف پھر یہ تجھ سے اجازت چاہیں نکلنے کی تو کہہ دینا کہ تم ہرگز نہ نکلو گے

مَعِىَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِىَ عَدُوًّا ؕ اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ

میرے ساتھ کبھی اور نہ میرے ساتھ لڑو گے کسی دشمن سے ۔ تم کو پسند آیا

بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَلَا تُصَلِّ

بیٹھ رہنا پہلی مرتبہ تو بیٹھے رہو پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ ۔ اور (اے محمد) نہ نماز پڑھ

عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ

ان میں سے کسی پر جو مر جاوے کبھی ۔ اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر ؎۲

اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۴﴾

انھوں نے کفر کیا اللہ اور اس کے رسول کا اور فاسق ہی مر گئے

وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ

اور تعجب نہ کر ان کے مال اور اولاد سے بس اللہ چاہتا ہے کہ ان کو مبتلائے

يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِى الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾

عذاب رکھے ان کے باعث دنیا میں ۔ اور ان کی جان نکلے اور وہ اس وقت بھی کافر ہی ہوں ۔

وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ

اور جب اترتی ہے کوئی سورت اس حکم کی کہ ایمان لاؤ اللہ پر اور جہاد کرو اس کے رسول کے ساتھ ہو کر ۔

؎۱ بغوی نے اپنی سند سے لکھا ہے کہ حضرت انس نے بیان کیا، میں نے خود سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے، لوگو! رویہ کرو! اگر رونا نہ آئے تو رونی شکل اختیار کر لو کیونکہ دوزخی دوزخ میں اتنا روئیں گے کہ ان کے چہروں پر آنسو چھوٹی نہروں کی طرح بہیں گے، آخر آنسو ختم ہو جائیں گے تو خون بہے گا یعنی خون کے آنسو بہنے لگیں گے) اور چشمے پھوٹ نکلیں گے یہاں تک کہ اگر ان میں کشتیاں چلائی جائیں تو چل جائیں۔

امام احمد، اور ترمذی کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو ہنستے کم روتے زیادہ اور بستروں پر عورتوں سے لذت اندوز نہ ہوتے اور میدانوں میں نکل کر اللہ سے زاری کرتے۔

ابن ماجہ نے حضرت ابن مسعود کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو مومن بندہ اللہ کے خوف سے اپنی آنکھوں سے آنسو نکالتا ہے خواہ وہ آنسو مکھی کے سر کے برابر ہوں پھر آنسو نکلنے سے اس کو دکھ پہنچتا ہے تو اللہ اس کو دوزخ پر حرام کر دیتا ہے۔ (تفسیر مظہری)

؎۲ منافقوں سے رویہ:

امام رازی فرماتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب آدمی کسی سے مکر اور فریب اور نفاق دیکھے تو اس سے قطع تعلق کر دے اور اس کی معاونت اور مجالست اور مصاحبت سے بھی احتراز کرے ایسے لوگوں کو جہاد میں ساتھ نہ لے جائے اور اگر مر جائیں تو ان کی نماز جنازہ نہ پڑھے اور نہ ان کی قبر پر جا کر کھڑا ہو۔ لعنۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (معارف کاندھلوی)

رَسُوْلِهٖ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ

(تو) تجھ سے اجازت مانگنے لگتے ہیں اس میں سے صاحب مقدور لوگ اور کہتے ہیں کہ

مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۸۶﴾ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ

ہم کو چھوڑ جاؤ ہم رہ جاویں بیٹھنے والوں کے ساتھ۔ ان کو پسند آیا کہ رہ جاویں پیچھے رہنے والی

عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۷﴾ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ

عورتوں کے ساتھ اور مہر کر دی گئی ان کے دلوں پر ف۱۔ سو وہ سمجھتے نہیں۔ لیکن رسول اور جو اس کے ساتھ

اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ

ایمان لائے وہ سب لڑے اپنے مال اور جان سے۔

وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸۸﴾ اَعَدَّ

اور ان ہی کے لئے خوبیاں ہیں اور وہی مراد کو پہنچے اللہ نے تیار کر رکھے ہیں

اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

اُن کے لئے باغ کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں ان میں ہمیشہ رہیں گے۔

فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۸۹﴾ ع وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ

یہی بڑی کامیابی ہے اور آئے بہانے کرتے گنوار تاکہ ان کو اجازت مل جائے

الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ

اور بیٹھ رہے جنہوں نے جھوٹ بولا اللہ اور اس کے رسول سے۔

سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۰﴾

عنقریب پہنچے گا ان کو جو ان میں سے کافر ہوئے ہیں دردناک عذاب۔

ف۱ شانِ نزول:

ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبداللہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے جد بن قیس کو جہاد کیلئے ساتھ نہ چلنے کی اجازت دیدی تو کچھ اور منافق طلب اذن کیلئے حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ہم کو بھی اجازت دے دیجئے ہم اس گرمی میں جہاد کو نہیں نکل سکتے۔ حضور ﷺ نے ان کو اجازت دیدی اور منہ پھیرلیا اور یہ آیت نازل ہوئی اور اللہ نے ان کو معذور نہیں قرار دیا۔ ابن اسحاق نے لکھا ہے وہ قبیلہ بنی غفار کی ایک جماعت تھی (جن کی تعداد دس سے کم تھی۔ نفر دس سے کم تعداد کی جماعت کو کہتے ہیں) محمد بن عمر نے کہا وہ بیاسی آدمی تھے جن میں خفاف بن ایما بھی تھا انہی کے متعلق آیت و اذا انزلت سورۃ طبع اللہ علی قلوبھم فھم لا یعلمون نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

ع ۱۱ ۹ ۱۷ خلاصہ رکوع ۱۱

غزوہ تبوک سے واپسی پر منافقین کا کردار بیان کر کے انہیں جہاد میں لے جانے کی ممانعت فرمائی گئی۔ حتی کہ ان کی نماز جنازہ پڑھنے سے بھی روک دیا گیا۔ کفار و منافقین کی ظاہری خوشحالی کا پول کھولا گیا۔ آخر میں مخلص و فرمانبردار مومنین کی تعریف اور جنت کی بشارت ذکر فرمائی گئی۔

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى

کمزوروں پر کچھ گناہ نہیں اور نہ بیماروں پر اور اُن پر

الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا

جن کو میسر نہیں جو خرچ کریں جبکہ وہ خیر خواہی کریں

لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ

اللہ اور اس کے رسول کی نیکی والوں پر کوئی الزام کی راہ نہیں ول

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٩١﴾ وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور نہ ان پر (کچھ الزام) ہے کہ

لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۠ تَوَلَّوْا

جب تیرے پاس آئے تاکہ تو ان کو سواری دیدے ۔ تو نے کہی کہ

وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا

میرے پاس کوئی سواری موجود نہیں جس پر تم کو سوار کر دوں ان کی آنکھوں سے

مَا يُنْفِقُوْنَ ﴿٩٢﴾ ؕ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ

آنسو جاری تھے اِس غم کے مارے و۲ کہ وہ نہیں پاتے جو خرچ کریں بس الزام کی راہ تو ان پر ہے جو تجھ

وَهُمْ اَغْنِيَآءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ

سے اجازت مانگتے ہیں اور مالدار ہیں ۔ انہیں پسند آیا کہ رہ جاویں پچھلی عورتوں کے ساتھ

اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٩٣﴾

اور اللہ نے مُہر کر دی ان کے دلوں پر سو وہ نہیں جانتے

ول شان نزول
زید بن ثابتؓ کاتب وحی سورۃ براءت لکھ رہے تھے کہ قتال و جہاد کا حکم ہوا اس وقت ایک نابینا نے آ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھ کو کیا حکم ہے اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی اور معذور و نابینا، لولوں، اپاہجوں کو مستثنٰی فرما کر جہاد معاف کر دیا گیا ہے۔ (تفسیر میرٹھی)

و۲ روایت میں ہے کہ سات انصاری صحابہ تھے۔ حضرت سالم بن عمیر، حضرت علبہ بن زین، حضرت عبدالرحمٰن بن کعب، حضرت عمرو بن الحمام، حضرت عبداللہ بن مغفل، حضرت ہرمی بن عبداللہ اور حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ انہوں نے غزوۂ تبوک میں شامل ہونے کے لئے اپنے شوق کا اظہار فرمایا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری کی درخواست پیش کی۔ جب آپ نے فرمایا کہ میرے پاس کوئی سواری نہیں ہے تو یہ روتے ہوئے واپس گئے (روح المعانی)

آسان ترجمہ وتفسیر

فوائد القرآن

جلد دوم

ترتیب وکاوش:
حضرت مولانا الحاج عبدالقیوم مہاجر مدنی مدظلہ العالی

پارہ 11 تا پارہ 20
بقیہ سورہ توبہ تا سورہ عنکبوت

ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240

تعارف سورۂ یونس

یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی تھی۔البتہ بعض مفسرین نے اس کی تین آیتوں (آیت نمبر ۴۰ اور ۹۴ اور ۹۵) کے بارے میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ وہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی تھیں۔لیکن اس کا کوئی یقینی ثبوت موجود نہیں ہے۔سورت کا نام حضرت یونس علیہ السلام کے نام پر رکھا گیا ہے جن کا حوالہ آیت نمبر ۹۸ میں آیا ہے۔مکہ مکرمہ میں سب سے اہم مسئلہ اسلام کے بنیادی عقائد کو ثابت کرنا تھا، اس لئے اکثر مکی سورتوں میں بنیادی زور توحید، رسالت اور آخرت کے مضامین پر دیا گیا ہے۔اس سورت کے بھی مرکزی موضوعات یہی ہیں۔اس کے ساتھ اسلام پر مشرکین عرب کے اعتراضات کے جواب دیئے گئے ہیں اور ان کے غلط طرزِ عمل کی مذمت کی گئی ہے، اور انہیں تنبیہ کی گئی ہے کہ اگر انہوں نے اپنی ضد جاری رکھی تو دنیا اور آخرت دونوں میں ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب آ سکتا ہے۔اسی سلسلے میں پچھلے انبیائے کرام میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کے نتیجے میں فرعون کے غرق ہونے کا واقعہ تفصیل کے ساتھ اور حضرت نوح اور حضرت یونس علیہما السلام کے واقعات اختصار کے ساتھ بیان فرمائے گئے ہیں۔ان میں کافروں کے لئے تو یہ سبق ہے کہ انہوں نے پیغمبر کی مخالفت میں جو رویہ اختیار کیا ہوا ہے، اس کے نتیجے میں ان کا انجام بھی ایسا ہی ہوسکتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے لئے یہ تسلی کا سامان بھی ہے کہ ان ساری مخالفتوں کے باوجود آخری انجام ان شاء اللہ انہی کے حق میں ہوگا۔

تعارف سورۂ ھود

یہ سورت بھی مکی ہے، وراس کے مضامین پچھلی سورت کے مضامین سے ملتے جلتے ہیں، البتہ سورۂ یونس میں جن پیغمبروں کے واقعات اختصار کے ساتھ بیان ہوئے تھے، اس سورت میں انہیں تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔خاص طور پر حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت شعیب اور حضرت لوط علیہم السلام کے واقعات زیادہ تفصیل سے انتہائی بلیغ اور موثر اُسلوب میں بیان فرمائے گئے ہیں۔بتانا یہ مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی بڑی بڑی زورآور قوموں کو تباہ کر چکی ہے، اور جب انسان اس نافرمانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے قہر اور عذاب کا مستحق ہوجائے تو چاہے وہ کتنے بڑے پیغمبر سے قریبی رشتہ رکھتا ہو، اس کا یہ رشتہ اسے عذاب الٰہی سے نہیں بچا سکتا، جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کو نہیں بچا سکا۔اس سورت میں عذاب الٰہی کے واقعات اتنے مؤثر انداز میں بیان ہوئے ہیں اور دین پر استقامت کا حکم اتنی تاکید سے فرمایا گیا ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے سورۂ ہود اور اس جیسی سورتوں نے بوڑھا کردیا ہے۔ان سورتوں میں جو تنبیہ کی گئی ہے، اس کی بنا پر آپ کو اپنی امت کے بارے میں بھی یہ خوف لگا ہوا تھا کہ کہیں وہ بھی اپنی نافرمانی کی وجہ سے اسی طرح کے کسی عذاب کا شکار نہ ہوجائے۔(توضیح القرآن)

يَعۡتَذِرُوۡنَ اِلَيۡكُمۡ اِذَا رَجَعۡتُمۡ اِلَيۡهِمۡ‌ؕ قُلْ

منافق عذر پیش کریں گے تمہارے سامنے جب تم واپس آؤ گے ان کے پاس ۔ کہہ دینا

لَّا تَعۡتَذِرُوۡا لَنۡ نُّؤۡمِنَ لَـكُمۡ قَدۡ نَـبَّاَنَا اللّٰهُ مِنۡ

حیلہ نہ بناؤ ۔ ہم تمہارا ہر گز یقین نہ کریں گے ہم کو اللہ بتا چکا ہے۔

اَخۡبَارِكُمۡ‌ؕ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَـكُمۡ وَرَسُوۡلُهٗ ثُمَّ

تمہارے حالات اور ابھی دیکھے گا اللہ تمہارے کام اور اس کا رسول پھر

تُرَدُّوۡنَ اِلٰى عٰلِمِ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمۡ

تم لوٹائے جاؤ گے اس کی جانب جو جاننا ہے غائب و حاضر کو۔ پھر وہ تم کو جتا دے گا

بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ‏ ﴿۹۴﴾ سَيَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰهِ لَـكُمۡ اِذَا

جو تم کر رہے تھے۔ وا وہ اللہ کی قسمیں کھاویں گے تمہارے سامنے جب

انْقَلَبۡتُمۡ اِلَيۡهِمۡ لِتُعۡرِضُوۡا عَنۡهُمۡ‌ؕ فَاَعۡرِضُوۡا عَنۡهُمۡ‌ؕ

تم لوٹ آؤ گے انکی جانب تا کہ تم ان سے درگزر کرو ۔ سو تم ان سے درگزر کرو وا

اِنَّهُمۡ رِجۡسٌ‌ وَّمَاۡوٰٮهُمۡ جَهَـنَّمُ‌ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا

وہ لوگ گندے ہیں اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اُس کی سزا جو وہ

يَكۡسِبُوۡنَ‏ ﴿۹۵﴾ يَحۡلِفُوۡنَ لَـكُمۡ لِتَرۡضَوۡا عَنۡهُمۡ‌ۚ فَاِنۡ تَرۡضَوۡا

کرتے تھے وہ قسمیں کھائیں گے تمہارے سامنے تا کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ سو اگر تم ان سے

عَنۡهُمۡ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرۡضٰى عَنِ الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِيۡنَ‏ ﴿۹۶﴾

راضی بھی ہو جاؤ۔ تو اللہ تو راضی نہیں ہوتا نافرمان لوگوں سے

وا تمہارے کرتوت کھل گئے ہیں آگے کی سوچو

یعنی جیسے تبوک کی طرف روانہ ہونے کے وقت منافقین نے طرح طرح کے حیلے بہانے بنائے جب تم مدینہ واپس آؤ گے، اس وقت بھی یہ لوگ اعذار باطلہ پیش کر کے تم کو مطمئن بنانا چاہینگے اور قسمیں کھائینگے کہ حضرت ہمارا قصد مصمم تھا کہ آپ کے ساتھ چلیں، مگر فلاں فلاں موانع وعوائق پیش آجانے کی وجہ سے مجبور رہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ جھوٹی باتیں بنانے سے کچھ فائدہ نہیں۔ تمہارے سب اعذار لغو اور بیکار ہیں۔ ہم کو حق تعالیٰ تمہارے کذب و نفاق پر مطلع کر چکا۔ پھر کس طرح ہم تمہاری لغویات کو باور کر سکتے ہیں۔ اب پچھلے قصہ کو چھوڑو، آئندہ تمہارا طرز عمل دیکھا جائیگا کہ اپنے دعوے کو کہاں تک نباہتے ہو، سب جھوٹ سچ ظاہر ہو کر رہیگا اور بہر حال اس "عالم الغیب والشہادۃ" سے تو کوئی راز اور عمل یا نیت پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ اسی کے یہاں سب کو جانا ہے وہ جزاء دینے کے وقت تمہارا ہر چھوٹا بڑا، ظاہری و باطنی عمل کھول کر رکھ دے گا اور اسی کے موافق بدلہ دیا جائیگا۔

وا یہاں "درگزر کرنے" کا مطلب یہ ہے کہ ان کی بات سن کر انہیں نظر انداز کر دیا جائے، نہ تو فوری طور پر انہیں کوئی سزا دی جائے اور نہ یہ وعدہ کیا جائے کہ ان کی معذرت قبول کر لی گئی ہے اور انہیں معاف کر دیا گیا ہے۔ اس طرز عمل کی وجہ اگلے جملے میں یہ بیان کی گئی ہے کہ اپنے نفاق کی وجہ سے سراپا گندگی ہیں، ان کی معذرت جھوٹی ہے جو انہیں اس گندگی سے پاک نہیں کر سکتی اور آخر کار ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ (توضیح القرآن)

الْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا

گنوار بڑے سخت ہیں کفر اور نفاق میں اور اسی لائق ہیں کہ نہ سیکھیں

حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

قاعدے جو اتارے اللہ نے اپنے رسول پر۔ اور اللہ سب جانتا ہے

حَكِيْمٌ ﴿۹۷﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا

حکمت والا۔ اور بعض گنوار ایسے ہیں کہ اُن کو جو خرچ کرنا پڑتا ہے وہ اس کو تاوان سمجھتے ہیں

وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَاۗىِٕرَ ۭ عَلَيْهِمْ دَاۗىِٕرَةُ السَّوْءِ ۭ

اور منتظر ہیں تمہارے حق میں گردشوں کے ان ہی پر گردشِ بد پڑے۔

وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۹۸﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ

اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے اور بعض گنوار ایسے بھی ہیں جو ایمان لاتے ہیں

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ

اللہ اور روز آخرت پر۔ اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں ذریعہ اللہ کے تقرب کا

اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ۭ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ۭ سَيُدْخِلُهُمُ

اور وسیلہ رسول کی دعاؤں کا آگاہ ہو جاؤ حقیقت میں وہ ان کے لئے قربت کا سبب ہے اللہ ان کو داخل کرے گا

اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۹﴾ ع وَالسّٰبِقُوْنَ

اپنی رحمت میں بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور سبقت کرنے والے

الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ

پہلے مہاجرین اور انصار اور جنہوں نے ان کی پیروی کی

ف۱ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا معجزہ:

صحیحین میں حضرت ابن عمر کی روایت سے آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (قبیلہ) غفار کو اللہ نے بخش دیا (یا اللہ مغفرت کرے) اور قبیلہ اسلم کو اللہ نے محفوظ رکھا (یا محفوظ رکھے) اور عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی، حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریش، انصار، جہینہ، مزینہ اسلم، غفار اشجع (سب) دوست اور بھائی ہیں اور ان کا دوست سوائے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی نہیں۔

ابو ہریرہ کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلم غفار اور کچھ جہینہ اور مزینہ والے اللہ کے نزدیک قیامت کے دن تمیم اور اسد بن خزیمہ اور ہوازن اور غطفان سے بہتر ہوں گے۔

ترمذی کے علاوہ باقی اہل صحاح نے خود حضرت عبداللہ بن ابی اوفی کی روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عبداللہ نے اپنی زکوۃ (یا خیرات) کا مال خدمت گرامی میں پیش کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اے اللہ ابو اوفی کی اولاد پر رحمت نازل فرما۔ (تفسیر مظہری)

ع ۱۲ ۱۰ ۱ خلاصہ رکوع ۱۲

مضافات مدینہ کے منافقین کا عذر اور قبولیت عذر کو ذکر کیا گیا۔

بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ

نیکوکاری میں اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور اللہ نے تیار کر رکھے ہیں ان کے لئے

جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ

باغ کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں اُن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۱۰۰﴾ وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ

یہی بڑی کامیابی ہے ف۱ اور بعض تمہارے گرد و نواح کے گنوار

مُنٰفِقُوْنَ ۛؕ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ ۛؔ مَرَدُوْا عَلَی النِّفَاقِ ۫

منافق ہیں اور بعض اہل مدینہ (بھی) اڑ رہے ہیں نفاق پر

لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَیْنِ

(اے محمد) تو ان کو نہیں جانتا ہم جانتے ہیں ہم ان کو دوہری ماردیں گے

ثُمَّ یُرَدُّوْنَ اِلٰی عَذَابٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۰۱﴾ ۚ وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا

پھر وہ لوٹائے جاویں گے بڑے عذاب کی جانب ۔ اور کچھ اور لوگ ہیں جنھوں نے اقرار کیا

بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَیِّئًا ؕ

اپنے گناہوں کا ملایا ایک کام نیک اور دوسرا بد

عَسَی اللّٰهُ اَنْ یَّتُوْبَ عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۰۲﴾

شاید اللہ ان کو معاف کرے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّیْهِمْ بِهَا

لے لے ان کے مال میں سے زکوٰۃ کہ ان کو پاک و صاف بنا دے اس کے باعث

ف۱ صحابہ کرام کی برتری:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ کو برا نہ کہو قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی (کوہ) احد کے برابر سونا راہ خدا میں خرچ کرے گا تو وہ (ثواب میں) صحابہ کے ایک سیر بلکہ آدھے سیر (غلہ کھجور وغیرہ) کے برابر نہ ہوگا۔ متفق علیہ من حدیث ابی سعید الخدری۔ (مظہری)

ترمذی نے حضرت جابر کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس مسلمان کو آگ نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو (ایمان کی نظر سے) دیکھا۔

ترمذی نے حضرت بریدہؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ میں سے جب کوئی شخص کسی سرزمین (گاؤں، قصبہ، شہر وغیرہ) میں مر جائے گا تو قیامت کے دن وہ اس زمین کے رہنے والوں کے لئے پیشوا اور نور بنا کر اٹھایا جائے گا۔ رزین نے حضرت عمر بن خطاب کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں، جس کی پیروی کرو گے ہدایت یاب ہو گے۔

ہجرت اور نصرت میں اوّل لوگ:

امام فخرالدین رازی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ اس جگہ سابقین اولین سے وہ لوگ مراد ہیں جو ہجرت اور نصرت میں سابق اور اول ہیں کیونکہ سابقین اولین کا لفظ مجمل ہے جس میں یہ نہیں فرمایا کہ کس چیز میں سابق اور اول ہیں پھر ان کو مہاجرین اور انصار کے ساتھ موصوف فرمایا معلوم ہوا کہ صفت ہجرت اور صفت نصرت میں سبقت اور اولیت مراد ہے۔

وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ

اور ان کو دعا دے بیشک تیری دعا ان کے لئے تسکین (کا سبب) ہے اور اللہ

سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿١٠٣﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ

سب کچھ سنتا جانتا ہے کیا وہ جان نہیں چکے کہ اللہ ہی توبہ قبول کرتا ہے

عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ

اپنے بندوں سے اور وہی لیتا ہے زکوتیں ۔ اور یہ کہ اللہ ہی

التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿١٠٤﴾ وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ

توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ول اور کہہ دے عمل کئے جاؤ پھر آگے دیکھے گا اللہ تمہارے عمل

وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ

اور اس کا رسول اور مسلمان (سب دیکھیں گے) اور جلد لوٹائے جاؤ گے چھپے

وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٠٥﴾ وَاٰخَرُوْنَ

اور کھلے کے واقف (یعنی اللہ) کی جانب تو وہ تم کو جتاوے گا جو تم کر رہے تھے۔ اور کچھ اور لوگ ہیں کہ ان کا

مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۭ

معاملہ ملتوی ہے اللہ کے حکم پر یا ان کو عذاب دے اور یا ان کو معاف کرے اور

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿١٠٦﴾ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا

اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ۔ اور جنہوں نے بنا کھڑی کی ایک مسجد

ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًۢا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا

تکلیف پہنچانے اور کفر کرنے اور پھوٹ ڈالنے کو مسلمانوں میں اور گھات لگانے کو اس کے لئے

ول شان نزول

مفسرین نے ان آیات کے شان نزول میں بیان کیا ہے کہ یہ آیات حضرت ابی لبابہ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی تھیں حضرت ابی لبابہ ان لوگوں میں سے تھے جو بیعت عقبہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ سے پہلے اسلام لائے تھے۔ پھر جنگ بدر، جنگ احد اور دوسرے معرکوں میں برابر شریک رہے مگر غزوۂ تبوک کے موقع پر کچھ سستی نے غلبہ کیا اور جہاد میں شریک نہ ہو سکے ایسے ہی مخلص ان کے بعض دوسرے ساتھی بھی تھے اور ان سے بھی یہ کمزوری سرزد ہوگئی اور باوجود مومن ہونے کے سستی سے شریک جہاد نہ ہوئے تھے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے اور ان پیچھے رہ جانے والے حضرات کو جن کی تعداد حضرت ابی لبابہ کو ملا کر سات بتائی جاتی ہے جہاد سے پیچھے رہ جانے والوں کے متعلق وعیدوں کا نازل ہونا معلوم ہوا تو انہیں سخت ندامت ہوئی۔ قبل اس کے کہ کوئی باز پرس ہوتی انہوں نے خود ہی اپنے آپ کو مسجد نبوی کے ستونوں سے باندھ لیا اور عہد کر لیا کہ جب تک ہم معاف نہ کر دیئے جائیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نہ کھولیں ہم یوں ہی بندھے بندھے ختم ہو جائیں گے چنانچہ کئی روز وہ اسی طرح بغیر کھائے پئے بندھے رہے۔ حتیٰ کہ بعض

لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ

جو لڑ رہا ہے ۔ اللہ اور اس کے رسول سے پہلے سے اور قسمیں کھانے لگیں گے

اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿١٠٧﴾ لَا

کہ ہم نے تو بھلائی ہی چاہی تھی اور اللہ گواہ ہے کہ وہ جھوٹے ہیں وا تو نہ

تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ

کھڑا ہو اس میں کبھی ۔ البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پرہیزگاری پر دھری گئی

اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ

اوّل دن سے وہ اس لائق ہے کہ تو اس میں کھڑا ہو اس میں ایسے لوگ ہیں جو پسند کرتے ہیں

اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿١٠٨﴾ اَفَمَنْ

پاک صاف رہنے کو ۔ اور اللہ پسند فرماتا ہے صاف ستھرے رہنے والوں کو و٢ بھلا جس نے

اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ

بنیاد رکھی اپنی عمارت کی اللہ کے خوف اور خوشنودی پر (وہ) بہتر

اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ

یا جس نے بنیاد رکھی اپنی عمارت کی ڈھے جانے والی کھائی کے کنارے پر

فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

پھر وہ لے گری اس کو دوزخ کی آگ میں ۔ اور اللہ نہیں ہدایت دیتا

الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠٩﴾ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا رِيْبَةً

ستم گاروں کو ۔ ہمیشہ یہ عمارت جو اُنھوں نے بنائی ہے شک (یعنی نفاق) کا

بیہوش ہو کر گر پڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کو بندھا ہوا دیکھا اور معلوم ہوا کہ انہوں نے عہد یہ کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ میں بھی اس وقت تک نہ کھولوں گا جب تک اللہ تعالیٰ مجھے ان کے کھولنے کا حکم نہ دے گا۔ اس پر ان حضرات کے توبہ کی قبولیت میں پہلے صرف آیت اول زیر تفسیر نازل ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کھولنے کا حکم دیدیا اور وہ کھول دیئے گئے لیکن جب حضرت ابی لبابہ کو کھولنے کا ارادہ کیا گیا تو انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ جب تک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو کر مجھے اپنے دست مبارک سے نہ کھولیں گے میں بندھا رہوں گا چنانچہ فجر کی نماز میں جب آپ تشریف لائے تو اپنے دست مبارک سے ان کو کھولا۔

وا مسجد ضرار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ تشریف لانے سے پہلے قبیلہ خزرج میں ایک شخص ابو عامر راہب کے نام سے مشہور تھا اور یہ زمانہ جاہلیت میں نصرانی ہو گیا تھا اور

و٢ مسئلہ: آج بھی اگر کوئی نئی مسجد پہلی مسجد کے متصل بلا کسی ضرورت کے محض ریا و نمود کیلئے یا ضد و عناد کی وجہ سے بنائی جائے تو اس میں نماز پڑھنا بہتر نہیں، اگرچہ نماز ہو جاتی ہے۔ (معارف القرآن)

راہبانہ زندگی اختیار کرلی تھی۔ مدینہ کے اور آس پاس کے لوگ اس کے زہد اور درویشی کے بڑے معتقد ہو گئے تھے اور اس کی بڑی تعظیم و تکریم کرتے تھے اور اس کو اپنا رئیس اور سردار کہنے لگے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ

فِي قُلُوبِهِمْ إِلَّا أَنْ تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

سبب رہے گی ان کے دل میں مگر جب ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں ان کے دل اور اللہ سب کچھ جانتا ہے

حَكِيمٌ ﴿١١٠﴾ إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ

حکمت والا و۱ اللہ نے خرید لئے مسلمانوں سے ان کے جان

وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۚ يُقَاتِلُونَ فِي

اور مال اس قیمت پر کہ ان کے لئے جنّت ہے یہ لڑتے ہیں

سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ ۖ وَعْدًا عَلَيْهِ

اللہ کی راہ میں پھر مارتے اور مرتے ہیں وعدہ ہوچکا اللہ کے ذمے

حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ ۚ وَمَنْ أَوْفَىٰ

سچا توریت اور انجیل اور قرآن میں اور کون ہے قول کا پورا

بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ ۚ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ

اللہ سے زیادہ ۔ تو خوشیاں مناؤ اس سودے پر جو تم نے اس سے کیا

بِهِ ۚ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١١١﴾ التَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ

اور یہی بڑی کامیابی ہے۔یہ لوگ توبہ کرنے والے عبادت گزار!

الْحَامِدُونَ السَّائِحُونَ الرَّاكِعُونَ السَّاجِدُونَ الْآمِرُونَ

ثناء کرنے والے! اللہ کی راہ میں سفر کرنے والے! رکوع سجدہ کرنے والے! نیک کام کو کہنے والے!

بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحَافِظُونَ

اور بُرے کام سے منع کرنے والے اور تھامنے والے

وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو ابو عامر راہب حاضر خدمت ہوا اور اسلام پر اعتراضات کئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جوابات دیئے مگر اس بدنصیب کا اطمینان نہ ہوا۔ اور اس نے اخیر میں یہ کہا کہ ہم دونوں میں جو جھوٹا ہو وہ مردود اور احباب و اقارب سے دور ہو کر سفر میں مرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "آمین"۔ یعنی خدا ایسا ہی کرے۔

خلاصہ رکوع ۱۳

ع ۱۳ ۱۱ ۲

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سابقین اولین کو بیان فرمایا گیا۔ بعض مومنین جو محض سستی کی وجہ سے غزوہ تبوک سے رہ گئے تھے۔ ان کا تذکرہ کیا گیا اور انہیں آئندہ محتاط رہنے کی تلقین فرمائی گئی۔ منافقین کی مسجد ضرار کا تذکرہ کیا گیا اور مخلص مومن اور منافقین کی حالت کا فرق بیان کیا گیا۔

و۱ مسئلہ: اس قصہ سے بعض علماء نے یہ سمجھا ہے کہ جو مسجد فخر و ریا کے واسطے بنائی جائے وہ مسجد ہی نہیں مجھ کو اس میں کلام ہے کیونکہ منافقین نے تو مسجد بنانے کی نیت ہی نہ کی تھی اس لئے ان کے اعتقاد میں مسجد بنانا ثواب کا کام نہیں تھا۔ بخلاف اس صورت کے کہ ایک مسلمان مسجد بنائے اور اس میں نیت فاسد ہو کیونکہ وہ اپنے اعتقاد میں اس کو ثواب کا کام سمجھتا ہے پس نیت کی خرابی کو عقیدہ کی خرابی پر قیاس کرنا صحیح نہیں اس لئے وہ ظاہری احکام میں مسجد ہے گو عند اللہ مقبول نہ ہو۔

لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٢﴾ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَ

اللہ کی باندھی ہوئی حدوں کے ہیں۔ اور مژدہ سنا دے مسلمانوں کو۔ جائز نہیں نبی اور

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا

مسلمانوں کو کہ مغفرت کی دُعا مانگیں مشرکوں کے لئے گو وہ ان کے

اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ

قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں جب کہ ان پر کھل چکا کہ وہ

الْجَحِيْمِ ﴿١١٣﴾ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ

دوزخی ہیں۔ ول اور مغفرت مانگنا ابراہیم کا اپنے باپ کے لئے وہ تو ایک

مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ

وعدہ کی وجہ سے تھا جو اپنے باپ سے کرلیا تھا پھر جب ابراہیم پر کھل گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے

تَبَرَّاَ مِنْهُ ؕ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿١١٤﴾ وَمَا كَانَ

تو اس سے بیزار ہوگیا۔ بیشک ابراہیم بڑا نرم دل بُردبار تھا اور اللہ ایسا نہیں کہ

اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًۢا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ

گمراہ کرے کسی قوم کو اس کے بعد کہ ان کو راہ پر لا چکا جب تک کہ کھول نہ دے ان پر

مَّا يَتَّقُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١١٥﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ

جن سے وہ بچتے رہیں۔ بیشک اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔ بیشک اللہ ہی کی ہے

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ

سلطنت آسمانوں اور زمین کی (وہی) جلاتا اور مارتا ہے۔ اور نہ تمہارا

ول حضرت ابوطالب:

شیخین نے صحیحین میں سعید بن مسیب کے باپ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ ابوطالب کے مرنے کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ کو وہاں موجود پایا۔ آپ نے ابوطالب سے فرمایا چچا لا الہ الا اللہ ایک بار کہہ دیجئے تاکہ اللہ کے سامنے میں آپ کی طرف سے اس کو دلیل کے طور پر پیش کرسکوں ابوجہل اور عبداللہ بولے ابوطالب کیا تم عبدالمطلب کے دین سے پھر جاؤ گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (باربار) کلمہ توحید پیش کرتے رہے اور ابوجہل وعبداللہ اپنی بات برابر کہتے رہے آخر ابوطالب نے کہا عبدالمطلب کے مذہب پر۔ ایک روایت میں اتنا اور بھی آیا ہے کہ ابوطالب نے لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کردیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ جب تک مجھے ممانعت نہیں کردی جائیگی میں آپ کی مغفرت کیلئے دعا کرتا رہوں گا۔ اس پر آیت ذیل نازل ہوئی۔

قوم کیلئے دُعاءِ مغفرت:

غزوہ احد میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کو کفار نے زخمی کردیا تو آپ چہرہ سے خون صاف کرتے ہوئے یہ دعاء فرما رہے تھے، **اللهم اغفر لقومي انهم لايعلمون** "یعنی یااللہ میری قوم کی مغفرت فرمادے وہ نادان ہیں"، کفار کے لئے اس دعاء مغفرت کا حاصل بھی یہی ہے کہ ان کو ایمان واسلام کی توفیق عطا فرمادے کہ یہ مغفرت کے قابل ہوجائیں۔ (معارف مفتی اعظم)

دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿١١٦﴾ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى

اللہ کے سوا کوئی حمایتی ہے اور نہ مددگار اللہ مہربان ہوا

النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ

نبی پر اور اُن مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے نبی کا ساتھ دیا مشکل کی

فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ

گھڑی میں۔ اس کے بعد کہ ڈگمگا چلے تھے دل ان میں سے بعض

مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿١١٧﴾

کے پھر اللہ ان پر مہربان ہوا۔ اس میں شک نہیں کہ وہ ان پر بڑا مہربان رحم کرنے والا ہے

وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ

اور (رجوع فرمایا) ان تین شخصوں پر بھی جو ملتوی رکھے گئے یہاں تک کہ جب تنگ ہوگئیں اُن پر

الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ

زمین باوجود وسعت کے اور تنگ ہوگئیں ان پر ان کی جانیں

وَظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ

اور سمجھ لئے کہ کہیں پناہ نہیں اللہ سے مگر اسی کی طرف پھر مہربان ہوا ان پر

لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿١١٨﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

تاکہ توبہ کئے رہیں۔ بیشک اللہ بڑا ہی توبہ قبول فرمانے والا مہربان ہے۔ ایمان والو!

اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿١١٩﴾ مَا كَانَ

ڈرتے رہو اللہ سے اور رہو سچ بولنے والوں کے ساتھ ف۱ مناسب نہ تھا

ف۱ قیامت تک اولیاء اللہ پیدا ہوتے رہیں گے

ارشاد فرمایا کہ "کونوا مع الصادقین" سے ثابت ہوتا ہے کہ قیامت تک اولیاء اللہ پیدا ہوتے رہیں گے جیسے کوئی باپ بچوں سے کہے کہ میرے بچو روزانہ آدھا کلو دودھ پیا کرو اور دودھ کا انتظام نہ کرے تو وہ ظالم ہوگا کہ نہیں اور اللہ تعالیٰ ظلم سے پاک ہے۔ جب وہ اپنے بندوں کو حکم دے رہے ہیں کہ اگر تم تقویٰ حاصل کرنا چاہتے ہو۔ یعنی میرا ولی بننا چاہتے ہو تو میرے خاص بندوں کے ساتھ "متقین" کے ساتھ رہ پڑو تو متقین کو پیدا کرنا احساناً اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔ اپنے اولیاء کے پاس بیٹھنے کا حکم دیں اور اولیاء پیدا نہ کریں یہ محال ہے۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ اب اولیاء اللہ نہیں رہے وہ آیت "کونوا مع الصادقین" کا منکر ہے وہ گویا اس کا قائل ہے کہ نعوذ باللہ قرآن پاک کے اس جز پر اب عمل نہیں ہوسکتا۔ (مواہب ربانیہ)

امام قشیریؒ نے لکھا ہے کہ جہاں اولیاء اللہ کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے نبوت کی ابتدا ہوتی ہے۔ (رسالہ قشیریہ)

خلاصہ رکوع ۱۴ ع ۱۴ / ۲

مجاہدین کی نو صفات ذکر کی گئی۔ مشرکین سے برأت کے حکم کی تاکید کی گئی۔ غزوہ تبوک سے رہ جانے والے حضرات کی قبولیت توبہ کو بیان فرمایا گیا۔

لِاَهۡلِ الۡمَدِيۡنَةِ وَمَنۡ حَوۡلَهُمۡ مِّنَ الۡاَعۡرَابِ اَنۡ

اہل مدینہ اور ان کے گردنواح کے گنواروں کو کہ پیچھے رہ جائیں

يَّتَخَلَّفُوۡا عَنۡ رَّسُوۡلِ اللّٰهِ وَلَا يَرۡغَبُوۡا بِاَنۡفُسِهِمۡ

رسول اللہ کی ہمراہی سے اور نہ یہ کہ اپنی جانوں کو زیادہ چاہیں

عَنۡ نَّفۡسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ لَا يُصِيۡبُهُمۡ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ

رسول کی جان سے ۱ یہ اس لئے کہ ان جہاد کرنے والوں کو نہیں پہنچتی پیاس اور نہ رنج

وَّلَا مَخۡمَصَةٌ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَـُٔوۡنَ مَوۡطِئًا

اور نہ بھوک اللہ کی راہ میں اور نہ چلتے ہیں ایسے مقام پر

يَّغِيۡظُ الۡكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوۡنَ مِنۡ عَدُوٍّ نَّيۡلًا اِلَّا كُتِبَ

جو غصہ دلائے کافروں کو اور نہ حاصل کرتے ہیں دشمن سے کوئی چیز مگر کہ ان کے لئے لکھا جاتا ہے

لَهُمۡ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيۡعُ اَجۡرَ

ہر کام کے بدلے عمل نیک ۔ بیشک اللہ نہیں ضائع کرتا اجر نیک کام

الۡمُحۡسِنِيۡنَ ۙ﴿۱۲۰﴾ وَلَا يُنۡفِقُوۡنَ نَفَقَةً صَغِيۡرَةً وَّلَا

کرنے والوں کا ۔ اور نہ خرچ کرتے ہیں کوئی خرچ چھوٹا اور نہ بڑا ، اور نہ

كَبِيۡرَةً وَّلَا يَقۡطَعُوۡنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمۡ

طے کرتے ہیں کوئی میدان مگر کہ یہ سب ان کے نام لکھ لیا جاتا ہے

لِيَجۡزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحۡسَنَ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۲۱﴾ وَمَا كَانَ

تاکہ ان کو اللہ بدلا دے بہتر سے بہتر ان کے اعمال کا ۲ اور یہ ٹھیک نہیں

۱ حضرت خیثمہ کی حضور سے محبت
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو تکلیفیں اٹھائیں اور ہم آرام سے بیٹھے رہیں ایسا نہیں چاہیے حدیث میں ہے کہ ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ بھی غزوہ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی کے بعد باغ میں گئے وہاں خوشگوار سایہ تھا، حسین وجمیل بیوی سامنے تھی اس نے پانی چھڑک کر زمین کو خوب ٹھنڈا کردیا، چٹائی کا فرش کیا، تازہ کھجور کے خوشے سامنے رکھے۔ اور سرد و شیریں پانی حاضر کیا۔ یہ سامان عیش دیکھ کر دفعۃ ابوخیثمہ کے دل میں ایک بجلی سی دوڑ گئی ۔ بولے تف ہے اس زندگی پر کہ میں تو خوشگوار سائے، ٹھنڈے پانی اور باغ و بہار کے مزے لوٹ رہا ہوں، اور خدا کا محبوب پیغمبر ایسی سخت لو اور گرمی و تشنگی کے عالم میں کوہ و بیابان طے کررہا ہے۔ یہ خیال آتے ہی سواری منگائی تلوار حمائل کی نیزہ سنبھالا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل نکلے۔ اونٹنی تیز ہوا کی طرح چل رہی تھی آخر لشکر کو جا پکڑا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دور سے دیکھ کر کہ کوئی اونٹنی سوار ریت کے ٹیلے قطع کرتا چلا آرہا ہے، فرمایا "کن اباخیثمہ" (ہو جا ابوخیثمہ) تھوڑی دیر میں سب نے دیکھ لیا کہ وہ ابوخیثمہ ہی تھے۔ رضی اللہ عنہ وعن سائر الصحابۃ ورضوا عنہ۔ (تفسیر عثمانی)

۲ عالم کے فرائض
علم دین حاصل کرنے کے بعد عالم کا فرض انذار ہے جو درحقیقت وراثت نبوت کا جز ہے مگر انذار میں طرز بیان اور لب ولہجہ سے شفقت ورحمت اور خیرخواہی مترشح ہو جس سے مخاطب کو یقین ہو کہ اس کلام کا مقصد نہ مجھے رسوا و بدنام کرنا ہے نہ اپنے دل کا غبار نکالنا بلکہ جس چیز کو میرے لئے ضروری اور مفید سمجھتا ہے محبت سے بتلا رہا ہے۔ (معارف القرآن)

الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ

کہ مسلمان سب کے سب نکل کھڑے ہوں۔ پھر کیوں نہ نکلے ان کی ہر جماعت میں سے

مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا

چند لوگ تاکہ سمجھ پیدا کریں دین میں اور ڈراویں اپنی قوم کو

قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ يٰٓاَيُّهَا

جب لوٹ آویں ان کی جانب شاید وہ بچتے رہیں ف۱

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ

ایمان والو! لڑتے چلو اپنے آس پاس کے کافروں سے

وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ۗ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۳﴾

اور چاہئے کہ وہ تم میں سختی معلوم کریں اور جانے رہو کہ اللہ پرہیزگاروں کا ساتھی ہے۔

وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ

اور جب نازل ہوتی ہے کوئی سورت تو بعض منافقین کہتے ہیں کہ تم میں سے کس کا

هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ

ایمان اس سورت نے بڑھا دیا۔ سو جو ایمان رکھتے ہیں اس سورت نے ان کا

اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ

تو ایمان بڑھا دیا اور وہ خوشیاں مناتے ہیں۔ اور جن کے

قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ

دلوں میں (نفاق) کا روگ ہے تو اس کی گندگی پر ایک اور گندگی بڑھائی

ف۱ سببِ نزول:

آیت کے نزول کا ایک اور سبب بھی بیان کیا گیا ہے بغوی نے بروایت کلبی اور ابن ابی حاتم نے بروایت عکرمہ و عبداللہ بن عمیر حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا ہے کہ جب غزوہ تبوک کے سلسلہ میں منافقوں کے عیوب اللہ نے بیان فرمائے اور آیت الا تنفرو و العذبکم عذابا الیما نازل ہوگئی اور رسول اللہ صلی

خلاصہ رکوع ۱۵

ع ۱۵ / ۴

اطراف مدینہ کے مسلمانوں کو تنبیہ فرمائی گئی۔ جہاد تعلیم و تبلیغ میں تمام پہلوؤں کا لحاظ رکھنے کا حکم دیا گیا۔

اللہ علیہ وسلم جہادی دستے (مختلف اطراف میں) بھیجنے لگے تو سب مسلمان جہاد کو نکلنے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہا چھوڑ کر جانے لگے۔ عکرمہ کی روایت میں آیا ہے کہ کچھ دیہاتی صحرا نشین جہاد کو نہیں گئے منافق کہنے لگے یہ بدوی تباہ ہو گئے (انہوں نے حکم جہاد کی پابندی نہیں کی) اس پر آیت وما کان المومنون (یعنی الی الغزو) کافۃ فلو لا نفر من کل فرقۃ (یعنی عظیمۃ) طائفۃ (یعنی الی الغزو وبقی طائفۃ مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم) لیتفقھوا (ای القاعدون) فی الدین (ای القران والسنن والفرائض والاحکام) نازل ہوئی مطلب یہ کہ تمام مسلمانوں کو جہاد پر نہ چلا جانا چاہیے بلکہ بڑے گروہ میں سے ایک چھوٹی جماعت کو جہاد پر جانا لازم ہے اور ایک جماعت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قرآن، سنت، فرائض اور احکام سیکھنے کیلئے رہنا چاہیے تاکہ فوجی دستے جب واپس آئیں تو ان کو یہ لوگ بتا سکیں کہ ان کے جانے کے بعد کیا احکام نازل ہوئے۔ چنانچہ (اس آیت کے نزول کے بعد) ایسا ہی ہونے لگا۔ کچھ جماعتیں رسول اللہ کے پاس رکی رہتیں اور کچھ دستے چلے جاتے اس طرح دینی تعلیم کا سلسلہ منقطع نہ ہونے پاتا۔

وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿١٢٥﴾ اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ

اور وہ مر گئے کفر کی حالت میں ۔ کیا نہیں دیکھتے کہ وہ مبتلائے مصیبت ہوتے رہتے ہیں

فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ

ہر سال ایک بار یا دو بار پھر نہ توبہ کرتے ہیں اور نہ نصیحت

يَذَّكَّرُوْنَ ﴿١٢٦﴾ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى

پکڑتے ہیں ۔ اور جب کوئی سورت اُترتی ہے تو دیکھنے لگتا ہے ان میں سے

بَعْضٍ ؕ هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا ؕ صَرَفَ

ایک دوسرے کی طرف (کہتا ہے) کیا تم کو کوئی دیکھتا ہے؟ پھر چل دیتے ہیں پھیر دیئے ہیں

اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿١٢٧﴾ لَقَدْ

اللہ نے ان کے دل اس لئے کہ یہ ایسے لوگ ہیں جو سمجھ نہیں رکھتے تمہارے پاس

جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا

آیا ہے رسول تم ہی میں کا ۔ اس پر شاق گزرتی ہے تمہاری تکلیف ۔

عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ

حریص ہے تمہاری بھلائی پر ایمان والوں پر نہایت درجے شفیق

رَّحِيْمٌ ﴿١٢٨﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ

و مہربان ہے اس پر بھی اگر لوگ پھر جاویں تو کہہ دے کہ مجھ کو اللہ بس کرتا ہے

اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿١٢٩﴾ ع

اس کے سوا کوئی معبود نہیں اس پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے ف۱

ف۱ صبح وشام سات مرتبہ پڑھنے کا خاص وظیفہ

حسبی اللہ الخ تفسیر روح المعانی میں ہے کہ ابوداوٗد شریف کی حدیث میں ہے کہ جو شخص اس کو سات مرتبہ صبح وشام پڑھ لیا کرے اللہ تعالیٰ اس کو دنیا اور آخرت کے ہر غم اور فکر کیلئے کافی ہو جائے گا مشہور مفسر علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ یہ ورد اس فقیر کا بھی ہے۔

تمام پریشانیوں کا حل

حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت کیا فرماتے ہیں کہ جو شخص صبح و شام حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ سات مرتبہ پڑھ لیا کرے اللہ تعالیٰ اس کے دنیا اور آخرت کے تمام پریشان کن امور میں اسے کافی ہو جائیں گے (اور اس کے تمام کام آسان فرمادیں گے) (ابن السنی)

خلاصہ رکوع ١٦

جہاد کی فرضیت کو بیان فرمایا گیا۔ پھر منافقین کی فریب کاریوں کا ذکر کیا۔ آخر میں اخلاق نبوی کی جھلک دکھائی گئی کہ آپ کی ذات کس طرح مومنین کیلئے رؤف ورحیم ہے۔

ع ١٦ / ٧ / ٥

سُوْرَةُ يُوْنُسَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّتِسْعُ اٰيَاتٍ وَّاَحَدَ عَشَرَ رُكُوْعًا

سورہ یونس مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں ایک سو نو آیتیں اور گیارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ① اَكَانَ لِلنَّاسِ

یہ آیتیں ہیں حکمتوں بھری کتاب کی ۔ ف۱ کیا لوگوں کو اس بات سے

عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ

تعجب ہوا کہ ہم نے وحی بھیجی ان میں سے ایک مرد کی جانب کہ ڈرا

النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ

لوگوں کو اور خوشخبری سُنا ایمان والوں کو کہ ان کو سچا پایا ہے

عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ②

ان کے پروردگار کے ہاں کہنے لگے کافر کہ ہو نہ ہو یہ شخص تو صریح جادوگر ہے ۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ

تمہارا ربّ وہی اللہ ہے ۔ جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو

سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ

چھ دن میں پھر قائم ہوا عرش پر کہ انتظام کرتا ہے ہر

الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ؕ ذٰلِكُمُ

امر کا کوئی سفارش نہیں کرسکتا مگر اس کی اجازت ہوئے پیچھے

ف۱ قرآن ہر لحاظ سے محکم ہے: یہ آیتیں ایسی مضبوط و محکم کتاب کی ہیں جس کی ہر بات پکی ہے۔ الفاظ اس لئے کہ ہمیشہ تبدیل وتحریف سے محفوظ رہیں گے علوم اس لئے کہ تمام تر عقل وحکمت کے موافق ہیں۔ احکام اس وجہ سے کہ آئندہ کوئی دوسری ناسخ کتاب آنے والی نہیں۔ اخبار وقصص اس طرح کہ ٹھیک ٹھیک واقع کے مطابق ہیں۔ اور ایسا کیوں نہ ہوتا جب کہ خدائے علیم وحکیم نے اس کو اپنے علم کامل کے زور سے اتارا ہے۔ (تفسیر عثمانیؒ)

ف۲ پچھلی سورۃ کے ساتھ ربط: سورت کے ان مضامین پر غور کرنے سے یہ بھی بآسانی سمجھ میں آسکتا ہے کہ پچھلی سورت یعنی توبہ اور اس سورت میں باہمی کیا ربط ہے سورۂ توبہ میں انہی مقاصد کے لئے منکرین و کفار کے ساتھ جہاد اور کفر و شرک کی طاقت کو مادی اسباب کے ذریعہ توڑنے کا بیان تھا، اور یہ سورت چونکہ احکام جہاد کے نازل ہونے سے پہلے مکہ میں نازل ہوئی اس میں مذکورہ مقاصد کو مکی دور کے قانون کے مطابق صرف دلائل و براہین کے ذریعہ ثابت کیا گیا ہے۔ (معارف القرآن مفتی اعظمؒ)

خاصیت سورہ یونس کی ابتدائی آیات، آخر پارہ میں دیکھیں۔

اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝۳ اِلَيْهِ

یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے تو اس کی عبادت کرو کیا تم غور نہیں کرتے۔ اسی کی طرف

مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ

تم سب کو لوٹ جانا ہے۔ وعدہ اللہ کا برحق ہے۔ وہی اول بار پیدا کرتا ہے

ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

پھر وہی دوبارہ پیدا کرے گا تاکہ جزا دے ان کو جو ایمان لائے اور نیک کام کیے

بِالْقِسْطِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ

انصاف سے۔ اور جنہوں نے کفر کیا ان کو پینا ہے کھولتا ہوا پانی

وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝۴ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ

اور عذاب دردناک اس سزا میں کہ وہ کفر کرتے تھے وہی ہے جس نے بنایا

الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ

سورج کو چمکتا ہوا اور چاند کو روشن اور ٹھہرائیں اس کی منزلیں ف۱

لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ

تاکہ تم معلوم کر لو گنتی برسوں کی اور حساب ف۲ نہیں بنایا اللہ نے

ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۵

یہ سب مگر مصلحت سے۔ کھولتا ہے پتے ان کے لئے جن کو سمجھ ہے

اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي

بیشک رات و دن کی ردّو بدل میں اور جو کچھ پیدا کیا اللہ نے

ف۱ روشنی کے رنگ

زجاج نے لفظ ضیاء کو جمع قرار دیا ہے، اس رو سے شاید اس طرف اشارہ ہو کہ روشنی کے سات مشہور رنگ اور قسمیں جو دنیا میں پائی جاتی ہیں آفتاب ان تمام اقسام کا جامع ہے جو بارش کے بعد قوس قزح میں ظاہر ہوتے ہیں (منار)

چونکہ ہر مہینہ میں چاند کم از کم ایک دن غائب رہتا ہے اس لیے عموماً چاند کی منزلیں اٹھائیس کہی جاتی ہیں، اور آفتاب کا دورہ سال بھر میں پورا ہوتا ہے اس کی منزلیں تین سو ساٹھ یا پینسٹھ ہوتی ہیں، قدیم جاہلیت عرب میں بھی اور اہل ہیئت وریاضی کے نزدیک بھی ان منزلوں کے خاص خاص نام ان ستاروں کی مناسبت سے رکھ دیئے گئے ہیں جو ان منازل کی محاذات میں پائے جاتے ہیں، قرآن کریم ان اصطلاحی ناموں سے بالاتر ہے، اس کی مراد صرف وہ فاصلے ہیں جن کو شمس وقمر خاص خاص دنوں میں طے کرتے ہیں۔ (معارف القرآن مفتی اعظمؒ)

ف۲ اوقات کا حساب:

یعنی برسوں کی گنتی اور مہینوں اور دنوں کے چھوٹے موٹے حساب سب چاند سورج کی رفتار سے وابستہ کر دیے ہیں اگر چاند سورج نہ ہوں تو دن رات قمری اور شمسی مہینے اور سال وغیرہ کیسے متعین ہوں۔ حالانکہ علاوہ دنیوی زندگی اور شمسی مہینے، اور سال وغیرہ کیسے متعین ہوں حالانکہ علاوہ دنیوی زندگی اور معاشی کاروبار کے بہت سے احکام شرعیہ میں بھی تعین اوقات کی ضرورت ہے۔

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ﴿۶﴾ اِنَّ

آسمانوں اور زمین میں (سب میں) نشانیاں ان کے لئے جو پرہیزگار ہیں

الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

جو امید نہیں رکھتے ہمارے ملنے کی اور خوش ہوئے دنیا کی زندگی پر

وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ﴿۷﴾

اور اسی پر چین پکڑا اور جو لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں

اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

ایسوں کا ٹھکانا آگ ہے ان کرتوتوں کے بدلے میں جو کماتے تھے۔ جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ

ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کو رستہ دکھاوے گا ان کا پروردگار

بِاِيْمَانِهِمْ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ

ان کے ایمان کی وجہ سے کہ بہتی ہوں گی ان کے نیچے سے نہریں آسائش کے

النَّعِيْمِ ﴿۹﴾ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ

باغوں میں۔ وہاں ان کی پکار سبحنک اللھم ہوگی (یعنی خدایا تیری ذات پاک ہے) اور ان کے

فِيْهَا سَلٰمٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

باہم دعائے خیر سلام ہوگی اور ان کی آخری بات یہ ہوگی کہ ہر خوبی اللہ کو

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰﴾ ع وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ

جو دنیا جہان کا پروردگار ہے ف۱ اور اگر جلد پہنچا دے اللہ لوگوں پر سختی جیسے جلدی مانگتے ہیں بھلائی تو

ف۱ حضرت آدمؑ سے منہ سے نکلا ہوا پہلا جملہ

علماء نے لکھا ہے کہ یہ "الحمد للہ" ایسی چیز ہے کہ حضرت آدمؑ کے وقت سے اس کی ابتدا ہوئی۔ کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے منہ سے جو پہلا جملہ نکالا وہ "الحمدللہ" تھا۔ شاید آپ نے سنا ہوگا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو پیدا فرمایا تو سب سے پہلے انہیں چھینک آئی' یہ بھی حدیث میں آتا ہے کہ چھینک آتے ہی اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں ڈالا پھر انہوں نے کہا "الحمدللہ"، فرشتوں نے کہا "یرحمک اللہ" تو پہلا کلمہ جو حضرت آدم علیہ السلام کے منہ سے نکلا وہ "الحمدللہ" تھا اب آخری کلمہ جنتیوں کا کیا ہوگا قرآن مجید میں ہے "وآخر دعوٰھم ان الحمد للہ رب العلمین" یہ قرآن کی باتیں ہیں ادھر ادھر کی باتیں نہیں ہیں۔ جنتیوں کی آخری دعا یہ ہی جملہ ہوگا۔ جو حمد کے الفاظ ہیں۔ (بیان التفسیر)

خلاصہ رکوع ۱

قرآن کریم کی حقانیت اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر ذکر فرمائے گئے۔ آخرت کی یقین دہانی فرمائی گئی۔ دنیا پرستوں کی حالت اور ان کا انجام بیان فرمایا گیا۔ ع ۱

۲ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ إِلَيْهِمْ أَجَلُهُمْ ۖ فَنَذَرُ الَّذِينَ لَا

بھی کی آچکی ہوتی ان کی اجل سو ہم چھوڑے رکھتے ہیں ان کو جو نہیں

يَرْجُونَ لِقَاءَنَا فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿١١﴾ وَإِذَا مَسَّ

اُمید رکھتے ہم سے ملنے کی کہ اپنی سرکشی میں پڑے بھٹکا کریں ف۱ اور جب پہنچ جاتی ہے

الْإِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْبِهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا ۚ

انسان کو تکلیف (تو) ہم کو پکارتا ہے۔ پڑا یا بیٹھا یا کھڑا۔

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّ كَأَنْ لَمْ يَدْعُنَا إِلَىٰ ضُرٍّ

پھر جب ہم اُس سے اٹھا لیتے ہیں اس کی تکلیف (تو) چل دیتا ہے گویا ہم کو پکارا ہی نہ تھا اس تکلیف کے

مَسَّهُ ۚ كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٢﴾

دور کرنے کو۔ اسی طرح بھلے کر دکھائے گئے ہیں حد سے گزرنے والوں کو وہ اعمال جو کرتے تھے۔

وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوا ۙ

اور ہم ہلاک کر چکے بہتیرے قرن تم سے پہلے جب ظالم بن گئے

وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا ۚ

اور آئے ان کے پاس ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر اور ہرگز نہ تھے ایمان لانے والے۔

كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ﴿١٣﴾ ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ

اسی طرح ہم سزا دیتے ہیں گنہگار لوگوں کو ۔ پھر ہم نے تم کو

خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ

نائب بنایا زمین میں ان کے بعد کہ دیکھیں تم کیا کرتے ہو

ف۱ عزیزوں کے حق میں بددُعاء

امام ابن جریرؒ طبری نے بروایت قتادہؒ اور بخاریؒ و مسلمؒ نے بروایت مجاہدؒ نقل کیا ہے کہ اس جگہ بددعاء سے مراد یہ ہے کہ بعض اوقات کوئی انسان غصہ کی حالت میں اپنی اولاد یا مال و دولت کے تباہ ہونے کی بددعاء کر بیٹھتا یا ان چیزوں پر لعنت کے الفاظ کہہ ڈالتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے ایسی دعاء قبول کرنے میں جلدی نہیں فرماتے، امام قرطبیؒ نے اس جگہ ایک روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اللہ جل شانہ سے دعاء کی ہے کہ وہ کسی دوست عزیز کی بددعاء اس کے دوست عزیز کے متعلق قبول نہ فرماویں، اور شہر بن حوشبؒ فرماتے ہیں کہ میں نے بعض کتابوں میں پڑھا ہے کہ جو فرشتے انسانوں کی حاجت روائی پر مقرر ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان کو یہ ہدایت کر رکھی ہے کہ میرا بندہ جو رنج و غصہ میں کچھ بات کہے اس کو نہ لکھو۔ (قرطبی)

اس کے باوجود بعض اوقات کوئی قبولیت کی گھڑی آتی ہے جس میں انسان کی زبان سے جو بات نکلے وہ فوراً قبول ہو جاتی ہے اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی اولاد اور مال کے لئے کبھی بددعاء نہ کرو، ایسا نہ ہو کہ وہ وقت قبولیت دعاء کا ہو، اور یہ بددعاء فوراً قبول ہو جائے (اور تمہیں بعد میں پچھتانا پڑے) صحیح مسلم میں یہ حدیث حضرت جابرؓ کی روایت سے غزوۂ بواط کے واقعہ کے تحت نقل کی گئی ہے۔ (معارف مفتی اعظمؒ)

تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ

و۱ اور جب پڑھی جاتی ہیں ان پر ہماری آیتیں صاف صاف (تو) کہتے ہیں

الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ

وہ لوگ جن کو ہم سے ملاقات کی امید نہیں کہ لے آؤ کوئی اور قرآن اس کے سوا

اَوْ بَدِّلْهُ ؕ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِیْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ

یا اسی کو بدل ڈالو کہدے میرا کام نہیں کہ میں اس کو بدل ڈالوں اپنی

نَفْسِیْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَیَّ ۚ اِنِّیْٓ اَخَافُ

طرف سے۔ میں تو اسی کا تابع ہوں جو میری طرف وحی آتی ہے۔

اِنْ عَصَيْتُ رَبِّیْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾ قُلْ

میں ڈرتا ہوں اگر نافرمانی کروں اپنے ربّ کی بڑے دن کے عذاب سے کہہ دے

لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ

اگر اللہ چاہتا تو میں نہ پڑھتا یہ قرآن تم پر اور نہ تم کو اس کی خبر کرتا کیونکہ میں رہ چکا ہوں

لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَمَنْ

تم میں ایک عمر اس سے پہلے کیا تم سمجھتے نہیں و۲ تو اس سے بڑھ کر

اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ

ظالم کون جو بہتان باندھے اللہ پر جھوٹا یا جھٹلائے اس کی آیتوں کو۔

اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ

بیشک بھلا نہیں ہوتا گنہگاروں کا اور پوجتے ہیں اللہ کے سوا

و۱ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء کے بارے میں خواب:

ایک دفعہ عوف بن مالکؓ نے حضرت ابو بکرؓ سے اپنا خواب بیان کیا کہ گویا ایک رسی آسمان سے لٹکی ہوئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کھینچ لیا۔ پھر وہ آسمان سے معلق ہو گئی تو اب ابو بکرؓ نے کھینچ لیا۔ پھر لوگ منبر کے اطراف اس کو ناپنے لگے اور عمرؓ کے ناپ میں وہ منبر سے تین ہاتھ لمبی نکل آئی۔ وہاں عمرؓ بھی تھے۔ عمرؓ نے سن کر کہا "ارے تمہارا خواب چھوڑو بھی' کہاں کا خواب اور ہمیں اس سے کیا واسطہ۔" لیکن جب عمرؓ خلیفہ ہوئے تو عوفؓ سے کہنے لگے "عوفؓ! تم اپنا خواب تو سناؤ" عوفؓ نے کہا اب خواب کی کیا پڑی ہے تم نے تو مجھے اس کے سنانے پر جھڑک دیا تھا۔ عمرؓ نے کہا خدا تمہارا بھلا کرے میں ہرگز یہ نہیں چاہتا تھا کہ تم نفس صدیقؓ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر مرگ سناؤ۔ پھر عوفؓ نے خواب بیان کیا حتیٰ کہ جب یہاں تک پہنچے کہ لوگ منبر تک تین تین ہاتھ اسے ناپنے لگے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ ایک تو ان تین میں سے خلیفہ تھا یعنی ابو بکرؓ اور دوسرا وہ جو خدا کے معاملہ میں کسی کی ملامت و ناراضی کی پرواہ نہیں کرتا اور تیسرے ہاتھ پر اختتام کا مطلب یہ ہے کہ وہ شہید ہوگا۔

لومۃ لائم سے نہ ڈرنے کا ذکر جو عمرؓ نے کیا وہ احکام خداوندی کے بارے میں تھا۔ اور لفظ شہید سے حضرت عمرؓ کی مراد یہ تھی کہ میرے لئے شہادت مقدر ہے اور اس وقت ہے کہ سارے لوگ میرے فرمانبردار ہو نگے۔

و۲ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک:

بغویؒ نے لکھا ہے کہ اول روایت (یعنی ۶۳ سال کی عمر میں وفات ہونا اور نبوت کے بعد مکہ میں ۱۳ سال قیام پذیر رہنا، زیادہ مشہور بھی ہے اور واضح بھی۔

(تفسیر مظہری)

اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ

ایسی چیز کو جو نہ انہیں نقصان پہنچا سکتی ہے اور نہ نفع پہنچا سکتی ہے۔ اور کہتے ہیں کہ

شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ

یہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے ہاں ف۱ کہہ دے کیا تم اللہ کو جتاتے ہو جو وہ نہیں جانتا

فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا

کہیں آسمانوں میں اور نہ زمین میں وہ پاک ہے اور برتر ہے اُس سے

يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً

جو یہ شریک کرتے ہیں ۔ اور لوگ تو ایک ہی اُمت تھے پھر جدا جدا ہوگئے

فَاخْتَلَفُوْا ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ

اور اگر ایک بات آگے نہ ہوچکی ہوتی تیرے ربّ کی طرف سے تو فیصلہ

بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ

ہو جاتا ان میں اس بات کا جس میں اختلاف کر رہے ہیں ف۲ ۔ اور کہتے ہیں کیوں نہ اتری

اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ

اس پیغمبر پر کوئی نشانی اس کے ربّ کی طرف سے ۔ سو تو کہہ دے چھپی بات اللہ ہی جانے

فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۲۰﴾ ع وَاِذَآ اَذَقْنَا

تو تم انتظار کرو میں تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں۔ اور جب ہم چکھاتے ہیں

النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ

لوگوں کو اپنی مہر (کا مزہ) ایک تکلیف کے بعد جو ان کو پہنچی تھی ۔ اسی وقت بنانے لگتے ہیں

ف۱ خدا کے ساتھ مشرکوں کا معاملہ وہ معاملہ تو خدا اور پیغمبر کے ساتھ تھا۔ اب ان کی خدا پرستی کا حال سنئے کہ خدا کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں جن کے قبضہ قدرت میں نفع وضرر کوئی نہیں۔ جب پوچھا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ بیشک بڑا خدا تو ایک ہے جس نے آسمان زمین پیدا کئے، مگر ان اصنام (بتوں) وغیرہ کو خوش رکھنا اس لئے ضروری ہے کہ یہ سفارش کر کے بڑے خدا سے دنیا میں ہمارے اہم کام درست کرا دینگے اور اگر موت کے بعد دوسری زندگی کا سلسلہ ہوا تو وہاں بھی ہماری سفارش کرینگے ۔ باقی چھوٹے موٹے کام جو خود ان کے حدود واختیار میں ہیں ان کا تعلق تو صرف ان ہی سے ہے۔ بناء علیہ ہم کو ان کی عبادت کرنی چاہئے۔ (تفسیر عثمانیؒ)

ف۲ فیصلے کا دن قیامت ہے: حسن نے کہا اللہ کا ازلی فیصلہ ہو چکا تھا کہ قیامت سے پہلے دنیا میں عذاب وثواب کی شکل میں ان کے اختلاف کا فیصلہ نہیں کیا جائے گا کہ دنیا میں ہی جنت یا دوزخ میں داخل کر دیا جائے بلکہ اللہ کی طرف سے جنت ودوزخ میں داخلہ کا وقت روز قیامت کو مقرر کر دیا گیا ہے۔ (تفسیر مظہریؒ)

خلاصہ رکوع ۲

ع ۲ ۱۰ ۷ خدائی قانون مہلت سے مشرکین کی بے وقوفی کو بیان کیا گیا۔ قرآن کریم کے ساتھ مشرکین کے رویے کا جواب دیا گیا اور ان کے توہمات وخوش فہمیوں کی تردید کی گئی۔ معجزات کے بارہ میں مشرکین کی فرمائش کا جواب دیا گیا۔

مَّكْرٌ فِيْٓ اٰيَاتِنَا ۭ قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ۭ اِنَّ رُسُلَنَا

حیلے ہماری قدرتوں میں کہہ دے اللہ سب سے جلد حیلے بنا سکتا ہے ۔ بیشک ہمارے

يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ۝۲۱ هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ

فرشتے لکھ رہے ہیں جو کچھ تم حیلے بناتے ہو ف۱ وہی اللہ تم کو پھراتا ہے خشکی

وَالْبَحْرِ ۭ حَتّٰٓي اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ۚ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ

اور تری میں ۔ یہاں تک کہ جب تم ہوتے ہو کشتیوں میں ۔ اور وہ لوگوں کو لے کر چلتی ہیں موافق ہوا کی

طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَاۗءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَاۗءَهُمُ الْمَوْجُ

مدد سے اور لوگ خوش ہوتے ہیں اس سے ناگاہ آپڑتی ہے اس پر تند ہوا اور آتی ہے ان تک

مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ

ہر ہر جگہ سے اور سمجھ لیتے ہیں کہ آگھرے (تب) پکارنے لگتے ہیں اللہ کو

مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ لَىِٕنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ

اس کی عبادت میں مخلص بن کر کہ اگر تو ہم کو اس سے بچاوے تو ہم ضرور

مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝۲۲ فَلَمَّآ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ

شکر گزار رہیں گے پھر جب اس نے ان کو نجات دے دی ۔ اسی وقت شرارت کرنے لگتے ہیں زمین میں

بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِكُمْ ۙ مَّتَاعَ

ناحق کی ۔ لوگو! تمہاری شرارت کا وبال تمہاری ہی جانوں پر ہے فائدہ (اٹھا لو)

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

دنیا کی زندگی کا ۔ پھر ہماری جانب تم کو لوٹنا ہے تو ہم تم کو جتاویں گے جو کچھ تم کرتے تھے

ف۱ وہ اعمال جن کا بدلہ جلدی مل جاتا ہے:

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ اللہ تعالیٰ صلہ رحمی اور لوگوں پر احسان کرنے کا بدلہ بھی جلد دیتا ہے (کہ آخرت سے پہلے دنیا میں اس کی برکات نظر آنے لگتی ہیں) اور ظلم اور قطع رحمی کا بدلہ بھی جلد دیتا ہے (کہ دنیا میں بھگتنا پڑتا ہے) (رواہ الترمذی و ابن ماجہ بسند حسن) اور ایک حدیث میں بروایت حضرت عائشہؓ مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین گناہ ایسے ہیں کہ ان کا وبال اپنے کرنے والے ہی پر پڑتا ہے ظلم، بدعہدی، اور دھوکہ فریب (رواہ ابوالشیخ وابن مردویہ فی التفسیر) (معارف القرآن از مظہریؒ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعاء:

بخاری کی روایت میں آیا ہے کہ کافروں کی بدبختی اور روگردانی دیکھ کر رسول اللہ نے بددعا کی اور فرمایا اے اللہ! یوسفؑ کے سات سالوں کی طرح ان کو ہفت سالہ قحط میں مبتلا کر کے میری مدد فرما، بددعا کے نتیجہ میں اہل مکہ پر قحط مسلط ہو گیا کہ ہر چیز (یعنی کھیتی سبزی پھل وغیرہ) تباہ ہو گئی کھالیں اور مردار جانور تک کھانے کی نوبت آ گئی۔ ابو سفیان نے خدمت گرامی میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری قوم والے ہلاک ہو گئے۔ تم اللہ کی اطاعت اور صلۃ الرحم (قرابتداروں سے حسن سلوک) کا ہم کو حکم دیتے ہو اللہ سے ان کے لئے دعا کر دو کہ خدا ان کی مصیبت کو دور کر دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرما دی۔

اللہ تعالیٰ کی تدبیر ہی کامیاب ہے:

بعض لوگوں نے سرعت مکر کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ حق کو دفع کرنے کی جو تدبیریں کافر کرتے ہیں ان سے زیادہ سرعت کے ساتھ اللہ ان کو ہلاک کر دینے کی تدبیر کر دیتا ہے۔ اللہ کا عذاب ان پر بہت جلد آ جاتا ہے۔ اللہ چونکہ قدرت رکھتا ہے اس لئے وہ جو کچھ چاہتا۔

تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۳﴾ اِنَّمَا مَثَلُ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا كَمَآءٍ اَنۡزَلۡنٰهُ مِنَ

بس دنیا کی زندگی کی مثال تو پانی کی سی ہے کہ ہم نے اس کو اتارا

السَّمَآءِ فَاخۡتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الۡاَرۡضِ مِمَّا يَاۡكُلُ النَّاسُ

آسمان سے پھر مل نکلا اس سے سبزہ زمین کا جس کو کھاتے ہیں آدمی

وَالۡاَنۡعَامُ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذَتِ الۡاَرۡضُ زُخۡرُفَهَا وَازَّيَّنَتۡ

اور چوپائے ۔ یہاں تک کہ جب پکڑا زمین نے اپنا بناؤ اور سنگھار کرلیا اور سمجھا کھیت والوں نے

وَظَنَّ اَهۡلُهَاۤ اَنَّهُمۡ قٰدِرُوۡنَ عَلَيۡهَاۤ ۙ اَتٰٮهَاۤ اَمۡرُنَا لَيۡلًا

کہ کھیتی ان کے ہاتھ لگ گئی (تو) اس پر آپہنچا ہمارا حکم رات کو

اَوۡ نَهَارًا فَجَعَلۡنٰهَا حَصِيۡدًا كَاَنۡ لَّمۡ تَغۡنَ بِالۡاَمۡسِ ؕ

یا دن کو پھر ہم نے کر ڈالا اسے کاٹ کر ڈھیر گویا کل یہاں کھیتی تھی ہی نہیں

كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الۡاٰيٰتِ لِقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ ﴿۲۴﴾ وَاللّٰهُ يَدۡعُوۡۤا

اسی طرح ہم پتے کھولتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور کرتے ہیں اور اللہ بلاتا ہے

اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَيَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۲۵﴾

سلامتی کے گھر کی طرف ۔ اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے سیدھے راستہ کی جانب ف۱

لِلَّذِيۡنَ اَحۡسَنُوا الۡحُسۡنٰى وَزِيَادَةٌ ؕ وَلَا يَرۡهَقُ وُجُوۡهَهُمۡ

جن لوگوں نے بھلائی کی ان کے لئے بھلائی ہے اور کچھ بڑھ کر بھی۔

قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰۤئِكَ اَصۡحٰبُ الۡجَـنَّةِ ۚ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۲۶﴾

اور نہ چڑھے گی ان کے منہ پر کلونس اور نہ رسوائی وہ لوگ جنتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

ف۱ کسی دنیاوی مکان کا نام دار السلام رکھنا منع ہے

دنیا میں کسی گھر کا نام دار السلام رکھنا مناسب نہیں جیسے جنت یا فردوس وغیرہ نام رکھنا بھی درست نہیں۔ (معارف القرآن)

جنت کو دار السلام کہنے کی وجہ:

دار السلام سے مراد جنت ہے، اس کو دار السلام کہنے کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اس میں ہر طرح کی سلامتی اور امن و سکون ہر شخص کو حاصل ہوگا، دوسری وجہ بعض روایات میں ہے کہ جنت کا نام دار السلام اس لئے بھی رکھا گیا ہے کہ اس میں بسنے والوں کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیز فرشتوں کی طرف سے سلام پہنچتا رہے گا، بلکہ لفظ سلام اہل جنت کی اصطلاح ہوگی، جس کے ذریعہ وہ اپنی خواہشات کا اظہار کرینگے اور فرشتے ان کو مہیا کرینگے، جیسا کہ اس سے پہلی آیات میں گزر چکا ہے۔

کسی گھر کا نام دار السلام رکھنا:

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ دار السلام جنت کے سات ناموں میں سے ایک نام ہے۔ (تفسیر قرطبی)
اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں کسی گھر کا نام دار السلام رکھنا مناسب نہیں، جیسے جنت یا فردوس وغیرہ نام رکھنا بھی درست نہیں۔

وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍۢ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ

اور جنہوں نے کمائے بُرے کام (تو) بدلا برائی کا اسی جیسا ہے ف۱ ۔ اور ان پر چھا

ذِلَّةٌ ۭ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ

جاوے گی رسوائی ۔ کوئی نہیں ان کو اللہ سے بچانے والا گویا چھپا دیئے گئے

وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ

ان کے منہ اندھیری رات کے ٹکڑوں سے یہ لوگ

النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٧﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ

دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہا کریں گے۔ اور جس دن ہم جمع کریں گے

لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَاۗؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا

ان سب کو پھر کہیں گے مشرکوں سے کہ کھڑے رہو اپنی اپنی جگہ تم اور تمہارے شریک! پھر ہم ان کو

بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَاۗؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ﴿٢٨﴾

آپس میں تڑا دیں گے اور کہیں گے ان کے شریک کہ تم ہماری تو پرستش کرتے نہ تھے پس اللہ ہی

فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ

شاہد کافی ہے ہمارے اور تمہارے درمیان ہم تو تمہاری پرستش سے بالکل بے خبر تھے ف۲

عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿٢٩﴾ هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ

وہاں جانچ لے گا ہر کوئی جو کچھ اس نے آگے بھیجا اور سب لوٹائے جائیں گے

اَسْلَفَتْ وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ

اللہ کی طرف جو ان کا مالک حقیقی ہے اور گیا گزرا ہو جاوے گا

ف۱ صحابہ سب عادل تھے:
یہ بھی ہوسکتا ہے کہ الذین کسبو السیاٰت سے وہ بدکار مراد ہوں جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں موجود تھے۔ کیونکہ مؤمن جو رسول اللہ کے زمانہ میں تھے وہ سب صحابی تھے اور صحابہ کا عدول (غیر فاسق) ہونا بالاجماع ثابت ہے۔ اگر کسی صحابی سے کسی گناہ کا صدور ہو بھی جاتا تھا تو وہ فوراً توبہ کر لیتا تھا جس کی وجہ سے گناہ معاف ہو جاتا تھا گناہ سے توبہ کرنے والا بے گناہ کی طرح ہو جاتا ہے اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ بدکار گناہ گار اس زمانہ میں صرف کافر تھے اور الذین کسبوا سے وہی لوگ مراد ہیں۔ (تفسیر مظہریؒ)

ف۲ یعنی عبادت سے مقصود معبود کا راضی کرنا ہوتا ہے ہم کو تو اس کی خبر بھی نہ تھی راضی ہونا تو درکنار البتہ شیاطین کی تعلیم تھی اور وہی راضی تھے پس اس اعتبار سے تم ان کی پرستش کرتے تھے جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا ہے بل کانوا یعبدون الجن کہ یہ تو جنوں کی عبادت کرتے تھے اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ کیا بت بھی بولیں گے جواب یہ ہے کہ اس میں کوئی محال نہیں اور ان کا غافل ہونا ان کی عبادت سے ظاہر ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ یہاں بتوں کو ایسا شعور نہیں ہے اور اگر یہ مضمون دوسرے معبودین ملائکہ وغیرہ کو بھی عام لیا جائے تو ان کا غافل ہونا بھی صحیح ہے کیونکہ ملائکہ وغیرہ کا علم سب باتوں کو محیط نہیں سب اپنے اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ (تسہیل بیان)

مَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٣٠﴾ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ

ان سے جو وہ افترا کیا کرتے تھے۔ پوچھ کہ کون تم کو روزی دیتا ہے آسمان

وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ

اور زمین سے یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا اور کون ہے جو نکالتا ہے

الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ

زندے کو مردے سے۔ اور نکالتا ہے مردے کو زندہ سے۔

يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿٣١﴾

اور کون تدبیر کرتا ہے کام کی۔ تو بول اٹھیں گے کہ اللہ۔ تو (اے محمد) کہہ! پھر بھی تم نہیں ڈرتے۔

فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا

پس یہی تو اللہ تمہارا سچا رب ہے۔ پھر کیا رہا حق کے بعد مگر

الضَّلٰلُ ښ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿٣٢﴾ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ

گمراہی۔ تو کہاں سے پھرے جاتے ہو ؎۱ اسی طرح حق ہو کر رہا حکم تیرے رب کا

عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٣٣﴾ قُلْ هَلْ

ان فاسقوں پر کہ وہ ایمان نہ لائیں گے پوچھ کوئی ہے

مِنْ شُرَكَاۗىِٕكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ۭ قُلِ

تمہارے شریکوں میں جو پہلے بنائے پھر اس کو دوہرا دے کہہ دے

اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿٣٤﴾ قُلْ

اللہ ہی پہلے بناتا ہے پھر وہی اس کو دہرا دے گا تو کہاں سے اُلٹے جاتے ہو۔ پوچھ کوئی ہے

ع ٣ ١٠ ٨

خلاصہ رکوع ۳

مشرکین کی حیلہ سازیوں اور خدا کی قدرت کو ذکر فرمایا گیا۔ دنیا کی حقیقت اور بے ثباتی کو بیان کر کے اور دعوت فکر دی گئی۔ جنت و اہل جنت کا ذکر کیا گیا جھوٹے عابدوں اور معبودوں کی حالت زار کو بیان فرمایا گیا۔

؎۱ قرآن کریم نے مجہول کا جو صیغہ استعمال فرمایا ہے، آیت نمبر 32 اور 34 کے ترجمے میں اس کا مفہوم ''کوئی'' کا لفظ بڑھا کر ادا کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور بظاہر قرآن کریم نے مجہول کا صیغہ یا اشارہ کرنے کے لئے استعمال فرمایا ہے کہ درحقیقت ان کی نفسانی خواہشات ہیں جو انہیں الٹی سمت لے جارہی ہیں۔ (توضیح القرآن)

خاصیت: آیت ۳۰ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ ؕ قُلِ اللّٰهُ
تمہارے شریکوں میں جو راہ دکھاوے حق کی۔ تو جو راہ دکھائے

يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ؕ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ
حق کی وہ زیادہ حق دار ہے کہ اس کی پیروی کی جاوے یا جو خود بھی راہ نہیں پا سکتا مگر

اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۟ قف كَيْفَ
یہ کہ کوئی دوسرا بتاوے۔ تو تمہیں کیا ہو گیا کیسا انصاف کرتے ہو ف۱

تَحْكُمُوْنَ ﴿٣٥﴾ وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ؕ اِنَّ الظَّنَّ
اور ان میں سے اکثر تو بس اٹکل پر چلتے ہیں تو اٹکل

لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿٣٦﴾
کام نہیں کرتی حق بات میں کچھ اللہ کو معلوم ہے جو کام وہ کرتے ہیں

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ
اور ایسا نہیں یہ قرآن کہ کوئی بنا لے اللہ کے سوائے

اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ
ولیکن تصدیق ہے اگلے کلام کی اور تفصیل ہے کتاب کی جس میں

الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٣٧﴾ قف اَمْ يَقُوْلُوْنَ
کچھ شبہ نہیں (اترا) ہے رب العالمین کی طرف سے۔ کیا لوگ کہتے ہیں کہ

افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ
اس کو پیغمبر نے خود بنا لیا ہے کہہ دے تو تم لے آؤ ف۲ ایک سورت اس جیسی

ف۱ راہنما بھی اللہ ہی ہے:

''مبدأ'' و ''معاد'' کے بعد درمیانی وسائط ذکر کرتے ہیں۔ یعنی جس طرح اول پیدا کرنے والا اور دوبارہ جلانے والا وہ ہی خدا ہے، ایسے ہی ''معاد'' کی صحیح راہ بتلانے والا بھی کوئی دوسرا نہیں۔ خدا ہی بندوں کی صحیح اور سچی رہنمائی کر سکتا ہے۔ مخلوق میں کوئی بڑا ہو یا چھوٹا، سب اسی کی رہنمائی کے محتاج ہیں۔ اسی کی ہدایت و رہنمائی پر سب کو چلنا چاہئے۔ بت مسکین تو کس شمار میں ہیں جو کسی کی رہنمائی سے بھی چلنے کی قدرت نہیں رکھتے۔ بڑے بڑے مقربین (انبیاء و ملائکہ علیہم السلام) بھی برابر یہ اقرار کرتے آئے ہیں کہ خدا کی ہدایت و دستگیری کے بدون ہم ایک قدم نہیں اٹھا سکتے۔ ان کی رہنمائی بھی اسی لئے بندوں کے حق میں قابل قبول ہے کہ خدا بلا واسطہ ان کی رہنمائی فرماتا ہے۔ پھر یہ کس قدر ناانصافی ہے کہ انسان اس ہادی مطلق کو چھوڑ کر باطل اور کمزور سہارے ڈھونڈے یا مثلاً احبار و رہبان، برہمنوں اور مہنتوں کی رہنمائی پر اندھا دھند چلنے لگے۔

ف۲ قرآن ہر لحاظ سے کامل ہے:

قرآن کریم ہی وہ کتاب ہے جس میں تہذیب اخلاق، تمدن و معاشرت، حکومت و سیاست، معرفت و روحانیت، تزکیہ نفوس، تنویر قلوب، غرضیکہ وصول الی اللہ اور تنظیم و رفاہیۂ خلائق کے وہ تمام قوانین و طرق موجود ہیں، جن سے آفرینش عالم کی غرض پوری ہوتی ہے۔ اور جن کی ترتیب و تدوین کی ایک امی قوم کے امی فرد سے کبھی امید نہیں ہو سکتی تھی۔ پھر ان تمام علوم و ہدایات کا تکفل کرنے کے ساتھ اس کتاب کی غلغلہ انداز فصاحت و بلاغت، جامع و مؤثر اور دلربا طرز بیان، دریا کا سا تموج، سہل ممتنع سلاست و روانی، اسالیب کلام کا تفنن اور اس کی لذت و حلاوت اور شہنشاہانہ شان و شکوہ یہ سب چیزیں ایسی ہیں جنہوں نے بڑے زور شور اور بلند آہنگی سے سارے جہاں کو مقابلہ کا چیلنج دے دیا ہے۔

اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾

اور بُلا لو جسے بُلا سکو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو کوئی نہیں

بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ

بلکہ جھٹلانے لگے جس کے سمجھنے پر قابو نہ پایا اور ابھی نہیں آئی

تَاْوِيْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ

اس کی حقیقت اسی طرح جھٹلاتے رہے اگلے لوگ

كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ

سو دیکھ کیسا ہوا انجام ظالموں کا اور کوئی اس پر ان میں ایمان لے آوے گا

وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴۰﴾

اور کوئی ایمان نہ لائے گا اور تیرے ربّ کو خوب معلوم ہیں شرارت والے

وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ

اور اگر تجھ کو جھٹلائے چلے جائیں تو کہہ دے کہ میرا کرنا مجھ کو اور تمہارا کرنا تم کو

بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَمِنْهُمْ

تم ذمہ دار نہیں میرے کام کے اور میں ذمہ دار نہیں تمہارے کام کا ۱ؕ اور بعض

مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا

ان میں کان لگاتے ہیں تیری طرف کیا تو بہروں کو سنائے گا اگرچہ عقل نہ بھی

لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تَهْدِى

رکھتے ہوں۔ اور بعض ان میں نگاہ کرتے ہیں تیری طرف کیا تو راہ دکھائے گا

۱ؕ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور امت کی مثال:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو چیز مجھے دے کر اللہ نے بھیجا ہے اس کی اور میری حالت اس شخص کی طرح ہے جس نے قوم والوں سے کہا ہو کہ (اس پہاڑ کے اس طرف) میں نے اپنی آنکھوں سے (دشمن کی) فوج دیکھی ہے (جو تم پر آخر رات میں حملہ کر دے گی اور تم کو قتل و غارت کر دے گی) میں تم کو اس خطرہ سے آگاہ کئے دیتا ہوں بہت جلد (یہاں سے) نکل جاؤ اور بھاگ کر چلے جاؤ۔ اس شخص کے قول کو کچھ لوگوں نے مان لیا اور فرصت کو غنیمت سمجھ کر رات ہی کو

ع ۱۰ / ۹ خلاصہ رکوع ۴

اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مناظر ذکر کئے گئے۔ قرآن کریم کا اعجاز و صداقت کو بیان کیا گیا۔

چلدیئے۔ اس طرح دشمن کے حملہ سے بچ گئے اور کچھ لوگوں نے اس شخص کو جھوٹا سمجھا اور صبح تک اپنی جگہ پڑے رہے۔ صبح کو دشمن کی فوج نے ان پر حملہ کر دیا، سب کو تباہ کر دیا اور ان کو بیخ وبن سے اکھاڑ پھینکا۔ یہی حالت ان لوگوں کی ہے جنہوں نے میری لائی ہوئی تعلیم کو مانا اور میری تصدیق کی یا تکذیب کی اور میری لائی ہوئی صداقت کو نہ مانا۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم من حدیث ابی موسیٰؓ۔ (تفسیر مظہریؒ)

الْعُمْيَ وَلَوْ كَانُوا لَا يُبْصِرُونَ ﴿٤٣﴾ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ

اندھوں کو گو ان کو سوجھ بھی نہ پڑتا ہو اللہ نہیں ظلم کرتا لوگوں پر

شَيْئًا وَلَٰكِنَّ النَّاسَ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٤٤﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ

بالکل ولیکن لوگ اپنے اوپر آپ ظلم کرتے ہیں ۔ اور جس دن ان کو جمع کرے گا

كَأَنْ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُونَ

گویا وہ نہ رہے تھے مگر کوئی گھڑی بھر دن آپس میں ایک دوسرے کو پہچان لیں گے۔ ف۱

بَيْنَهُمْ ۚ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِلِقَاءِ اللَّهِ وَمَا

بے شک برباد ہوئے جنھوں نے جھٹلایا اللہ کا ملنا اور نہ آئے راہ پر

كَانُوا مُهْتَدِينَ ﴿٤٥﴾ وَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي

اور اگر ہم تجھ کو دکھلاویں کوئی وعدہ ان وعدوں میں سے جو ہم

نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللَّهُ شَهِيدٌ

ان سے کرتے ہیں یا تجھ کو قبض کر لیں تو ہماری ہی طرف ان کو لوٹ آنا ہے پھر اللہ شاہد ہے

عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ ﴿٤٦﴾ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَسُولٌ ۖ فَإِذَا

ان کافروں پر جو وہ کرتے ہیں ف۲ اور ہر امت کا ایک رسول ہے۔ پھر جب

جَاءَ رَسُولُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا

آیا ان کا رسول (اور انھوں نے جھٹلایا تو) فیصلہ ہوا ان میں انصاف سے

يُظْلَمُونَ ﴿٤٧﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ

اور ان پر کچھ ظلم نہیں ہوتا اور کہتے ہیں کہ کب ہے یہ وعدہ اگر تم

ف۱ کوئی کچھ مدد نہ کر سکے گا

یتعارفون بینھم۔ باہم ایک دوسرے کو پہچان لینگے جیسے دنیا میں ان کا باہمی تعارف تھا۔ گویا تھوڑی دیر کو جدا ہوئے تھے پھر جمع ہو گئے (اور کوئی کسی کو نہیں بھولا۔ بغوی نے لکھا ہے، یہ باہمی شناخت قبروں سے اٹھنے کے وقت تو ہوگی پھر قیامت کی ہولناکی کی وجہ سے باہم تعارف جاتا رہے گا۔ بعض آثار میں آیا ہے کہ آدمی اپنے برابر والے کو پہچان تو لے گا مگر ہیبت اور خوف کی وجہ سے اس سے بات نہیں کرے گا۔ (تفسیر مظہریؒ)

ف۲ غلبۂ اسلام کے وعدے پورے ہو کر رہے

یعنی ہم نے کفار کو عذاب دینے اور اسلام کو غالب و منصور کرنے کے جو وعدے کئے ہیں، خواہ ان میں سے بعض وعدے کسی حد تک آپ کی موجودگی میں پورے کر کے دکھلا دیئے جائیں، جیسے "بدر" وغیرہ میں دکھلا دیا۔ یا آپ کی وفات ہو جائے۔ اس لئے آپ کے سامنے ان میں سے بعض کا ظہور نہ ہو۔ بہر صورت یہ یقینی ہے کہ وہ سب پورے ہو کر رہیں گے۔ اگر کسی مصلحت سے دنیا میں ان کفار کو سزا نہ دی گئی تو آخرت میں ملے گی۔ ہم سے بچ کر کہاں بھاگ سکتے ہیں۔ سب کو ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے اور ان کے تمام اعمال ہمارے سامنے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "غلبۂ اسلام کچھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ہوا، اور باقی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلفاء کے ہاتھوں سے"۔ گویا نتوفینک میں اس طرف اشارہ ہے۔ واللہ اعلم۔

صٰدِقِيْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا

سچے ہو۔ کہہ دے میں اپنے لئے بھی مالک نہیں بُرے کا نہ بھلے کا مگر جو

مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ؕ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ

اللہ چاہے ہر ایک امت کا ایک وقت مقرر ہے جب ان کا وقت آ پہنچتا ہے۔

فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ قُلْ

تو نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔ کہہ دے

اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا مَّاذَا

بھلا دیکھو تو سہی اگر آ پہنچے تم پر اللہ کا عذاب راتوں رات یا دن دہاڑے تو کیا کر لیں گے

يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ

اس سے پہلے گناہ گار کیا پھر جب آ پڑے گا تب ہی اس کا یقین کرو گے وا (تو اس وقت ہم تم سے

بِهٖ ؕ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ قِيْلَ

کہیں گے کہ) اب اسی کی جلدی مچایا کرتے تھے۔ پھر کہا جائے گا

لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ

ظالموں سے کہ چکھو عذاب ہمیشگی کا! اسی کی سزا پاتے ہو

اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ

جو کمایا کرتے تھے اور تجھ سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا سچ ہے یہ بات؟

قُلْ اِيْ وَرَبِّيْۤ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ؕۛ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۳﴾ ع

کہہ دے ہاں قسم ہے اپنے رب کی بلا شبہ سچ ہے اور تم تھکا نہ سکو گے۔

وا عذاب کی جلدی کیوں مچاتے ہیں؟

بغوی نے لکھا ہے، کفار عذاب جلد آجانے کے طلب گار تھے۔ ایک شخص نے کہا تھا، اے اللہ اگر یہ حق ہے، تیری طرف سے ہے کہ تو ہمارے اوپر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی اور دردناک عذاب ہم پر لے آ۔ اللہ اس کے جواب میں فرما رہا ہے، یہ کون سے عذاب کے آنے کی جلدی مچا رہے ہیں۔ عذاب تو ہر ایک کے لئے ناگواری کی چیز ہے۔

موت کے بعد زندگی حق ہے:

یعنی غفلت کے نشہ میں چور ہو کر تعجب سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ سچ ہے کہ ہم موت کے بعد دوبارہ زندہ کئے جائیں گے اور دائمی عذاب کا مزہ چکھیں گے؟ کیا واقعی ریزہ ریزہ ہو کر اور خاک میں مل کر پھر از سر نو ہم کو موجود کیا جائے گا؟ آپ ﷺ فرما دیجئے کہ تعجب کی کیا بات ہے یہ چیز تو یقیناً ہونے والی ہے۔ تمہارا مٹی میں مل جانا اور پارہ پارہ ہو جانا خدا کو اس سے عاجز نہیں کر سکتا کہ پہلے کی طرح تمہیں دوبارہ پیدا کر دے اور شرارتوں کا مزہ چکھائے۔ ممکن نہیں کہ اس کے قبضہ سے نکل بھاگو اور فرار ہو کر (معاذ اللہ) اسے عاجز کر سکو۔

خلاصہ رکوع ۵

وقف النبی علیہ السلام

منکرین کے بارہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی اور روز قیامت کفار کی حسرت کو بیان فرمایا گیا۔

ع ۵ ۱۳ ۱۰ وقف النبی علیہ السلام

عذاب کے وقت مقررہ کو بیان فرمایا گیا۔ بعث بعد الموت میں شک کرنے والوں کی حیرت و تعجب کو ذکر فرمایا گیا۔

وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِى الْاَرْضِ لَا
اور اگر ہووے ہر گنہگار شخص کے پاس جتنا کچھ زمین میں ہے (تو) ضرور دے ڈالے
فْتَدَتْ بِهٖ ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ
اپنی چھڑوائی میں۔ اور چھپے چھپے پچھتائیں گے جب عذاب دیکھیں گے
وَقُضِىَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۵۴﴾ اَلَاۤ اِنَّ
اور فیصلہ کر دیا جائے گا ان میں انصاف سے اور اُن پر مطلق ظلم نہ ہوگا۔ سن رکھو!
لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ
اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ سُن رکھو! اللہ کا وعدہ
حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ هُوَ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ
برحق ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔ وہی جلاتا اور مارتا ہے
وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۶﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ
اور اُسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ لوگو! تمہارے پاس آئی ہے نصیحت
مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِى الصُّدُوْرِ ۙ
تمہارے رب کی طرف سے اور شفا دل کی بیماریوں کی
وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ
اور ہدایت ورحمت ایمان لانے والوں کے لئے ۱؎ کہہ دے کہ اللہ کے فضل (یعنی قرآن) اور
وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۵۸﴾
اس کی رحمت (یعنی اسلام) تو انہیں پر چاہئے کہ خوشی کریں۔ یہ بہتر ہے ان چیزوں سے جو جمع کرتے ہیں۔

۱؎ دلوں کی شفاء:
قرآن کریم کی دوسری صفت وشفاء لما فی الصدور ارشاد فرمائی، شفاء کے معنی بیماری دور ہونے کے ہیں، اور صدور، صدر کی جمع ہے جس کے معنی سینہ کے ہیں، مراد اس سے قلب ہے۔
معنی یہ ہیں کہ قرآن کریم دلوں کی بیماریوں کا کامیاب علاج اور صحت وشفاء کا نسخہ اکسیر ہے، حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ قرآن کی اس صفت سے معلوم ہوا کہ وہ خاص دلوں کی بیماری کے لئے شفاء ہے، جسمانی بیماریوں کا علاج نہیں۔ (روح المعانی)
مگر دوسرے حضرات نے فرمایا کہ در حقیقت قرآن ہر بیماری کی شفاء ہے خواہ قلبی و روحانی ہو یا بدنی اور جسمانی، مگر روحانی بیماریوں کی تباہی انسان کے لئے جسمانی بیماریوں سے زیادہ شدید ہے اور اس کا علاج بھی ہر شخص کے بس کا نہیں، اس لئے اس جگہ ذکر صرف قلبی اور روحانی بیماریوں کا کیا گیا ہے، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ جسمانی بیماریوں کے لئے شفاء نہیں ہے۔

درد سینہ کی دعا
ایک شخص جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا، مجھے سینے کے درد کی شکایت ہے۔ فرمایا قرآن پاک پڑھو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد عالی ہے کہ قرآن سینوں کی بیماریوں کے لیے شفاء ہے۔ (ابن مردویہ)

خاصیت: آیت ۵۷ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ

کہہ دے بھلا دیکھو تو سہی اللہ نے جو اتاری تمہارے لئے روزی پھر تم نے ٹھہرالیا اس میں سے

مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ

کچھ حرام اور کچھ حلال (اے محمد) پوچھ! کیا اللہ نے

تَفْتَرُوْنَ ۝٥٩ وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ

اجازت دے دی ہے ف۱ یا اللہ پر بہتان باندھتے ہیں اور کیا خیال ہے جھوٹ باندھنے

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ

والوں کا اللہ پر قیامت کے دن۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ تو فضل رکھتا ہے لوگوں پر لیکن

اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝٦٠ وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا

بہتیرے لوگ شکر نہیں کرتے اور تو کسی حال میں کیوں نہ ہو۔ اور قرآن میں سے

مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا

کچھ بھی کیوں نہ پڑھتا ہو اور (لوگو) تم کچھ ہی عمل کیوں نہ کرتے ہو۔ مگر کہ ہم تمہارے

عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ وَمَا يَعْزُبُ

پاس موجود ہوتے ہیں جب تم مشغول ہوتے ہو اس کام میں اور نہیں غائب

عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي

رہ سکتی تیرے رب سے ذرہ برابر چیز زمین میں اور نہ

السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ

آسمان میں اور نہ کوئی اس سے چھوٹی چیز ہے اور نہ بڑی کہ جو نہ ہو کتاب ف۲

ف۱ حلال وحرام قرآن بتلاتا ہے یعنی قرآن جو نصیحت، شفاء، اور ہدایت ورحمت بن کر آیا ہے وہ ہی استناد اور تمسک رکھنے کے لائق ہے۔ احکام الٰہیہ کی معرفت اور حلال وحرام کی تمیز اسی سے ہو سکتی ہے۔ یہ کیا واہیات ہے کہ خدا نے تو تمہارے انتفاع کے لئے ہر قسم کی روزی پیدا کی۔ پھر تم نے محض اپنی آراء وہواء سے اس میں سے کسی چیز کو حلال، کسی کو حرام ٹھہرالیا۔ بھلا تحلیل وتحریم کا تم کو کیا حق ہے؟ کیا تم یہ کہنے کی جرأت کر سکتے ہو کہ خدا تعالیٰ نے ایسا حکم دیا، یا یوں ہی خدا پر افتراء کر رہے ہو۔ اگلی آیت میں صاف اشارہ کر دیا کہ بجز افتراء علی اللہ کے اور کچھ نہیں۔ (تنبیہ) جن چیزوں کو حلال و حرام کیا تھا، ان کا مفصل تذکرہ سورۂ "مائدہ" اور "انعام" میں گزر چکا۔ (تفسیر عثمانیؒ)

ع ٦ ١١

خلاصہ رکوع ٦

عذاب آخرت سے بچاؤ کا طریقہ اور قرآن کریم کے اوصاف ذکر فرمائے گئے۔

ف۲ قیامت میں انسانوں کے دوبارہ زندہ ہونے کو مشرکین عرب اس وجہ سے ناممکن سمجھتے تھے کہ اربوں انسان جب مر کر مٹی کے ذرات میں تبدیل ہو چکے ہوں گے، اس کے بعد ان سب کو اکھٹا کر کے دوبارہ زندگی کیسے دی جا سکتی ہے؟ یہ کیسے معلوم ہوگا کہ مٹی کا کونسا ذرہ دراصل کس انسان کے جسم کا حصہ تھا۔ اس آیت میں یہ فرمایا گیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی قدرت اور علم کو اپنے اوپر قیاس مت کرو، اللہ تعالیٰ کا علم اتنا وسیع ہے کہ اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ (توضیح القرآن)

مُّبِيْنٍ ﴿٦١﴾ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

روشن (لوح محفوظ) میں۔ سن رکھو! جو خاصان خدا ہیں ان پر نہ کچھ ڈر ہے اور نہ وہ

يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٢﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿٦٣﴾ لَهُمُ

غمگین ہوں گے ف۱ (یہ وہ لوگ ہیں) جو ایمان لائے اور ڈرتے رہے ان کے لئے

الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ۭ لَا تَبْدِيْلَ

خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔ نہیں بدلتیں

لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٦٤﴾ وَلَا يَحْزُنْكَ

اللہ کی باتیں یہی بڑی کامیابی ہے اور نہ رنج کر کافروں کی بات سے غلبہ

قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۭ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦٥﴾

سارا اللہ ہی کو ہے۔ وہ (سب کی) سنتا (سب کچھ) جانتا ہے۔

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ ۭ وَمَا

سنو! اللہ ہی کے ہیں جو آسمان میں ہیں اور جو زمین میں ہے۔ اور کس کے پیچھے پڑے

يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ

ہوئے ہیں یہ لوگ جو پکارتے ہیں اللہ کے سوا شریکوں کو۔ یہ تو بس پیچھے پڑے ہوئے ہیں

اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿٦٦﴾ هُوَ الَّذِىْ

خیال کے اور بری اٹکلیں دوڑاتے ہیں وہی ہے جس نے

جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ اِنَّ

بنا دی تمہارے لئے رات تاکہ تم اس میں آرام کرو اور دن (بنا دیا) دکھانے والا!

ف۱ اولیاء اللہ کون ہیں:
عبداللہ ابن مسعودؓ اور ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جو ہر وقت ذکر و فکر خداوندی میں دیکھے جاتے ہیں۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ! اولیاء اللہ کون ہیں؟ تو فرمایا کہ وہ لوگ کہ جب دیکھو یادِ خدا میں مصروف۔ ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے بندوں میں ایسے بھی بندے ہیں کہ انبیاء و شہداء بھی ان پر رشک کرتے ہیں۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ ہم بھی ان سے محبت رکھیں گے۔ فرمایا انبیاء کے لئے بھی قابلِ رشک لوگ ہیں کہ نہ مال کا کوئی تعلق نہ نسب کا لگاؤ مگر صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ایک دوسرے کو چاہتے ہیں۔ ان کے چہرے نورانی ہیں وہ نور کے منبروں پر ہیں۔ لوگ جہاں خوف سے تھرا جائیں، وہاں ان پر ذرا بھی آثارِ خوف نہیں۔ لوگوں پر رنج و غم طاری ہے اور ان کو رنج سے کوئی واسطہ نہیں۔ ابو مالک اشعریؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مختلف قبائل سے اور چاروں طرف سے جمع ہوں گے اور ان میں کوئی رشتہ داری نہ ہوگی لیکن وہ محض اللہ تعالیٰ کی خاطر آپس میں ایک دوسرے کو دوست رکھتے ہوں گے اور خلوص و محبت ہوگی۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ان کے لئے نور کے منبر قائم کرے گا جس پر وہ بیٹھے ہوں گے۔ لوگ قیامت میں پریشان پھر رہے ہوں گے لیکن وہ مطمئن۔ اللہ تعالیٰ کے اولیاءؒ یہی لوگ ہیں۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

خاصیت: آیت ٦٤ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ

اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو سنتے ہیں۔ کافر کہتے ہیں کہ اللہ نے

وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ الْغَنِىُّ ؕ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا

بیٹا بنا رکھا ہے وہ پاک ہے۔ وہ بے نیاز ہے! و۱ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

فِى الْاَرْضِ ؕ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۢ بِهٰذَا ؕ اَتَقُوْلُوْنَ

اور جو کچھ زمین میں ہے تمہارے پاس کچھ بھی دلیل نہیں اس کی! کیوں جھوٹ

عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٨﴾ قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ

کہتے ہو اللہ پر جو بات نہیں جانتے و۲ کہہ دے کہ جو لوگ

عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿٦٩﴾ ؕ مَتَاعٌ فِى الدُّنْيَا

بہتان باندھتے ہیں اللہ پر جھوٹا وہ فلاح نہیں پاتے۔ تھوڑا سا فائدہ اٹھا لینا ہے دنیا میں

ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ

پھر ہماری ہی طرف ان کو لوٹ آنا ہے۔ پھر ہم چکھائیں گے ان کو عذاب سخت

بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿٧٠﴾ ع وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ

اس پر کہ وہ کفر کرتے تھے اور سنا دیا ان کو نوح کا حال۔ جب اس نے کہا

لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِىْ وَتَذْكِيْرِىْ

اپنی قوم سے کہ اے قوم اگر گراں گزرا تم پر میرا رہنا اور میرا سمجھانا

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ

اللہ کی آیتوں سے تو میں نے اللہ پر بھروسہ کیا تم سب پختہ کر لو اپنا کام

و۱ یعنی اولاد کی ضرورت اس لئے ہوتی ہے کہ یا تو وہ زندگی کے کاموں میں باپ کی مدد کرے، یا کم از کم اسے نفسیاتی طور پر صاحب اولاد ہونے کی خواہش ہو، اللہ تعالیٰ ان دونوں باتوں سے بے نیاز ہے، اس لئے اسے کسی اولاد کی ضرورت نہیں ہے۔(توضیح القرآن)

و۲ عیسائیت کا ردّ:

اس میں عیسائیوں کے شرک کا رد ہے جو حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے سمجھنے کی بات یہ کہ اگر وہ واقعی طور پر مسیح" کو خدا کا (معاذ اللہ) صلبی بیٹا سمجھتے ہیں تو اس سے بڑھ کر کیا گستاخی ہوگی خداوند قدوس بالبداہۃ بیوی بچوں سے پاک ہے۔ اور اگر بیٹے سے مراد متبنیٰ ہے تو خدا کو اس کی ضرورت کیا پیش آئی کہ ایک مخلوق کو متبنیٰ بنائے۔ کیا معاذ اللہ اسے اولاد کی حسرت اور بیٹا نہ ہونے کا غم تھا؟ یا یہ فکر تھی کہ اس کے بعد مال و دولت کا وارث اور اس کا نام روشن کرنے والا کون ہوگا؟ یا یہ کہ بڑھاپے اور حرج مرج میں کس سے سہارا ملے گا؟ (العیاذ باللہ) وہ تو سب سے بے نیاز ہے اور سب ہر وقت اس کے محتاج ہیں۔ اسے بیٹے پوتے یا متبنیٰ وغیرہ کی احتیاج کہاں ہوسکتی ہے؟ سب چیزیں اس کی مملوک و مخلوق ہیں۔ پھر مالک و مملوک اور خالق و مخلوق کے درمیان ان نسبی رشتوں کی کہاں گنجائش ہے۔ یہ بڑی سخت بات ہے کہ خدا کی نسبت محض جہالت سے ایسی جھوٹی اور بے سند باتیں کہی جائیں۔ (تفسیر عثمانی")

ع ٧ — ١٢

خلاصہ رکوع ٧

کفار و مشرکین کے جاہلانہ قوانین کا رد کیا گیا۔ اولیاء اللہ کا تعارف اور علامات ذکر فرمائی گئیں۔ مشرکین کے عقائد باطلہ کی تردید کی گئی۔

وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ

اپنے شریکوں کے ہمراہ پھر نہ رہے تمہارا کام تم پر پوشیدہ۔ پھر (جو کچھ تم کو میرے ساتھ کرنا ہے)

اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿٧١﴾ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ

کر چکو مجھ تک اور مجھے مہلت نہ دو پھر اگر تم منہ موڑ بیٹھے تو میں نے تم سے

مِّنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۙ وَاُمِرْتُ اَنْ

نہ چاہی تھی کچھ مزدوری بس میری مزدوری تو اللہ ہی پر ہے اور مجھ کو حکم ہے کہ میں

اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٧٢﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ

فرماں بردار رہوں ف۱ پھر بھی لوگوں نے اس کو جھٹلایا۔ تو ہم نے نجات دی نوح کو

مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ

اور جو اُس کے ساتھ تھے! کشتی میں اور بنایا ان کو جانشین اور ڈبو دیا ان کو جنھوں نے

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٧٣﴾

جھٹلایا ہماری آیتوں کو۔ سو دیکھ کیسی ہوئی ان کی عاقبت کہ جن کو ڈرایا گیا تھا

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ

پھر ہم نے بھیجے نوح کے بعد اور پیغمبر اپنی اپنی قوم کی جانب تو لائے یہ پیغمبر ان کے پاس

بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ؕ

کھلی نشانیاں سو یہ لوگ نہ ہوئے کہ مان لیں اس چیز کو جسے جھٹلا چکے پہلے۔ اسی طرح

كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿٧٤﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا

ہم مہر لگا دیتے ہیں حد سے گزر جانے والوں کے دلوں پر ف۲۔ پھر ہم نے بھیجا

ف۱ وعظ نصیحت سے پیغمبر کا کوئی ذاتی مفاد نہیں ہوتا:

اصل مطلب (تشریحی) اس طرح ہے کہ اگر تم میرے وعظ و نصیحت سے اب بھی روگردانی کرو گے اور میری بات نہیں مانو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے یا اللہ تم کو عذاب دے گا کیونکہ تمہاری روگردانی کی کوئی معقول وجہ نہیں۔ قبول حق سے کوئی امر مانع نہیں۔ اس وعظ و تذکیر میں میرا کوئی مقصد نہیں۔ میں اس دعوت کا معاوضہ تم سے نہیں چاہتا کہ تم معاوضہ ادا کرنے سے قاصر ہو اور اس لیے روگردانی کر رہے ہو یا مجھے (دنیا طلبی کی تہمت سے) متہم کر سکو۔ یا یہ مطلب ہے کہ روگردانی کرو گے تو خود اپنا نقصان کرو گے، میرا کچھ بگاڑ نہ ہوگا۔ میں تم سے معاوضہ کا طلبگار نہیں کہ تمہاری روگردانی سے مجھے معاوضہ نہ ملے تمہارا ہی بگاڑ ہوگا تم ہی ہدایت سے محروم ہو گے۔ (تفسیر مظہریؒ)

ف۲ امت محمدیہ کے منکر:

یعنی جس طرح ہم نے قوم نوحؑ اور نوحؑ کے بعد آنے والے کی امتوں کے دلوں پر مہر لگا دی تھی (بے مدد چھوڑ دیا تھا) اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے جو لوگ حکم خداوندی سے تجاوز کرنے والے ہیں ان کے دلوں پر بھی مہر لگا دیتے ہیں۔ اور چونکہ وہ خود گمراہی میں غرق ہیں اور خواہشات نفس کو نہیں چھوڑتے اس لئے ہم بھی ان کو بے مدد چھوڑ دیتے ہیں۔ (تفسیر مظہریؒ)

۳ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ

ان کے بعد موسیٰ اور ہارون کو فرعون اور اس کی قوم کی جانب

بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا

اپنے معجزے دے کر تو تکبر کرنے لگے اور وہ لوگ تھے ہی نافرمان۔ تو جب آئی

جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۶﴾

ان کے پاس حق بات ہماری طرف سے کہنے لگے کہ یہ تو جادو ہے صریح!

قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ

کیا ایسا کہتے ہو حق بات کی نسبت جب وہ تمہارے پاس آئی! کیا جادو ہے یہ؟

وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا

اور چھٹکارا نہیں پاتے جادو کرنے والے ف۱ بولے کیا تو اس لئے ہمارے پاس آیا ہے کہ ہم کو پھیر دے

وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِى الْاَرْضِ ؕ

اس دین سے جس پر ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو اور تم ہی دونوں کی سرداری ہو جائے اس ملک میں۔

وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۸﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِىْ

اور ہم تو تم کو ماننے والے ہیں نہیں ف۲ اور بولا فرعون کہ لے آؤ

بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ

میرے پاس ہر ماہر جادو گر کو۔ پھر جب آموجود ہوئے جادو گر! کہا ان سے

مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ

موسیٰ نے کہ ڈالو جو تم ڈالتے ہو۔ ف۳ پھر جب انہوں نے ڈال دیا (تو) موسیٰ

ف۱ فرعونیوں کی کم عقلی:

یعنی حق کو جادو کہتے ہو، کیا جادو ایسا ہوتا ہے؟ اور کیا جادو کرنے والے نبوت کا دعویٰ کر کے حق و باطل کی کشمکش سے کامیاب نکل سکتے ہیں۔ سحر اور معجزہ میں تمیز نہ کر سکنا ان کوتاہ فہموں کا کام ہے جو سونے اور پیتل میں تمیز نہ کر سکیں۔ پیغمبر کے روشن چہرے، پاکیزہ اخلاق، نور، تقوی، پرشوکت وعظمت احوال میں یہ یہی شہادت اس کی موجود ہوتی ہے کہ جادو گری اور شعبدہ بازی سے انہیں کوئی دور کی نسبت بھی نہیں۔ پیغمبر کو "ساحر" کہنا کس درجہ بے حیائی یا دیوانگی ہے۔

ف۲ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر الزام:

یعنی معاذ اللہ تم دنیا کے حریص اور بد نیت ہو، ایک سیاسی تحریک کو مذہبی رنگ میں پیش کرتے ہو۔ تمہاری غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ مذہبی حیثیت سے ایک انقلاب عظیم برپا کر کے اس ملک میں اپنی حکومت اور سرداری جماؤ۔ اور یہاں کے قدیم سرداروں (قبطیوں) کو برطرف کر دو۔ سو یاد رہے کہ یہ خواہش پوری ہونے والی نہیں۔ ہم لوگ ہرگز تمہاری بات نہ مانیں گے نہ تمہاری بزرگی کبھی تسلیم کریں گے۔

ف۳ جادو کی یوں تو بہت سی قسمیں ہوتی ہیں، لیکن چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو معجزہ دکھلایا تھا، اس میں انہوں نے اپنی لاٹھی زمین پر پھینکی تھی، اور وہ سانپ بن گئی تھی، اس لئے مقابلے پر جو جادوگر بلائے گئے ان کے بارے میں ظاہر یہی تھا کہ وہ اسی قسم کا کوئی جادو دکھائیں گے کہ کوئی چیز پھینک کر سانپ بنا دیں، تاکہ یہ باور کرایا جا سکے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ بھی اسی قسم کا کوئی جادو ہے۔ (توضیح القرآن)

مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ؕ

نے کہا کہ یہ جو تم لائے ہو جادو ہے! ابھی اللہ اسے بگاڑ دیتا ہے

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٨١﴾ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ

اللہ نہیں سنوارتا مفسدوں کے کام۔ اور اللہ حق کو حق

بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٨٢﴾ فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ

کر دکھائے گا اپنے حکم سے اگرچہ برا مانیں گنہگار ف۱ پھر بھی نہ مانا موسیٰ کو

مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ

مگر اس کی قوم کے چند لڑکوں نے ف۲ ڈرتے ڈرتے فرعون اور ان کے سرداروں سے

اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ؕ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِى الْاَرْضِ ۚ

کہ کہیں فرعون ان پر کوئی مصیبت نہ لا ڈالے اور بیشک فرعون بڑھا چڑھا تھا ملک میں

وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿٨٣﴾ وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ

اور اس نے ہاتھ چھوڑ رکھا تھا اور کہا موسیٰ نے کہ بھائیو!

اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ

اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر۔ تو اس پر بھروسہ کرو اگر ہو

مُّسْلِمِيْنَ ﴿٨٤﴾ فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا

تم فرماں بردار تو انہوں نے کہا کہ اللہ ہی پر ہم نے بھروسہ کیا! اے ہمارے پروردگار ہم پر

فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٨٥﴾ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ

زور نہ آزما اس ظالم قوم کا اور ہم کو چھڑا اپنی رحمت سے

ف۱ جادو کا علاج:
ابن ابی سلیمؒ سے روایت ہے کہ یہ آیتیں بحکم خدا تعالیٰ سحر سے شفا کا کام دیں گی، اس آیت کو پڑھ کر پانی پر پھونکو پھر مسحور کے سر پر انڈیل دو۔ یہ سورۂ یونس کی آیت ہے۔ وہ یہ ہے **فلما القوا قال موسیٰ الی آخرہ**

خلاصہ رکوع ۸
انبیاء کرام علیہ السلام میں سے حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کی حالت ذکر فرمائی گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اہل فرعون کا ذکر کیا گیا۔ ع ۸ ۱۳

ف۲ اس مقام پر بعض کو یہ شبہ ہو جاتا ہے کہ بنی اسرائیل چونکہ فرعون کے ہاتھوں سب کے سب مصیبتوں میں مبتلا تھے اس لئے موسیٰ علیہ السلام سے کوئی بھی مخالف نہ تھا پھر اس کے کیا معنے کہ تھوڑے آدمی ایمان لائے اور اپنے سرداروں سے ڈرنے کی کیا وجہ نیز سیر سے معلوم ہوتا ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے چلے ہیں تو آپ کے ساتھ لاکھوں تھے جس سے معلوم ہوا کہ بہت لوگ ایمان لائے تھے جواب یہ ہے کہ مخالف نہ ہونا اور ساتھ ہو لینا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ سب ایمان بھی لے آئے تھے بلکہ دل میں یہ قصد ہوگا کہ ابھی سے مسلمان ہو کر کون پریشانی میں پڑے موقع پر ایمان لے آویں گے ہاں ان میں جو سچے طالب خدا تھے ان سے بے پروائی اور تاخیر نہ ہو سکی وہ قاعدہ کے موافق جبھی ایمان لے آئے گو اس کا عام اعلان نہ کیا اور قبطیوں کے خوف سے اپنے ایمان کو چھپائے رکھا پس سرداروں سے مراد قبطی لوگ ہیں کہ وہی حکام تھے قبائل بنی اسرائیل کے سردار مراد نہیں کیونکہ ان سے خوف کچھ نہ تھا اور یہ قصہ شروع شروع کا ہے پھر کچھ ہمت بڑھتی گئی اور مسلمان بڑھتے گئے۔ تفسیر مدارک میں اس جگہ اول الامر کی قید صراحۃً مذکور ہے یعنی تھوڑے آدمیوں کا ایمان لانا اور ڈرتے ڈرتے ایمان لانا یہ شروع کی حالت ہے اب سب شبہات رفع ہو گئے ۱۲ خلاصۃ البیان

خاصیت: آیت ۸۱،۸۲ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٨٦﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ

ان کافر لوگوں (کے پنجے) سے اور ہم نے وحی بھیجی موسیٰ اور اس کے بھائی (ہارون)

اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ

کی جانب کہ بنا لو اپنی قوم کے لئے مصر میں گھر! اور کرو اپنے گھروں کو

قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨٧﴾ وَقَالَ

قبلہ رو! اور قائم کرو نماز ف۱ اور بشارت دے ایمان والوں کو اور کہا موسیٰ نے

مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً

کہ اے ہمارے پروردگار تو نے دے رکھی ہے فرعون اور اس کے سرداروں کو آرائش

وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ

اور بہتیری دولت دنیا کی زندگی میں اے رب (یہ اس واسطے دے رکھا ہے) کہ وہ بہکائیں

سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓي اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ

تیرے راستہ سے۔ بارالٰہا ملیا میٹ کر دے ان کے مال اور سخت کر دے

عَلٰي قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ

ان کے دل کہ ایمان ہی نہ لائیں یہاں تک کہ دیکھ لیں دردناک عذاب ف۲۔

الْاَلِيْمَ ﴿٨٨﴾ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا

اللہ نے فرمایا کہ قبول ہو چکی دعا تم دونوں بھائیوں کی تو تم دونوں

وَلَا تَتَّبِعٰۗنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٨٩﴾ وَجَاوَزْنَا

ثابت قدم رہو اور نہ چلو ان لوگوں کے رستے کہ جو انجان ہیں اور ہم نے

ف۱ بحالت مجبوری مسجد کی حاضری معاف کردی گئی:

ابن عباس اور مجاہد اور قتادہ سے مروی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام خانہ کعبہ کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے اور انہی گھروں میں نماز قائم رکھو۔ خوف کی وجہ سے مسجد کی حاضری معاف کردی گئی۔ لہٰذا اپنے گھروں ہی میں خفیہ نماز پڑھ لیا کرو۔ جیسے ابتداء اسلام میں مومنوں کو حکم ہوا۔ فرعونی بنی اسرائیل کو مساجد میں نماز پڑھنے سے روکتے تھے اس لئے بحالت مجبوری ان کو حکم دیا گیا کہ اپنے گھروں کو قبلہ کے رخ بنالو اور انہی میں نماز پڑھ لیا کرو تا کہ فرعونیوں کو تمہاری نماز اور عبادت کی خبر نہ ہو اور جب بنی اسرائیل کو فرعونیوں کی طرف سے سخت بلائیں پہنچیں تو حکم ہوا کہ کثرت سے نمازیں پڑھا کرو۔ اللہ تعالیٰ نماز کی برکت سے تمہاری یہ بلا اور مصیبت دور کردے گا کما قال تعالیٰ **وقال موسی لقومه استعينو بالله واصبروا وقال اللہ تعالیٰ یا یها الذین امنو استعینو بالصبر والصلوة.**

ف۲ بددعاء کا اثر:

حضرت قتادہ کا بیان ہے کہ اس دعا کا اثر یہ ظاہر ہوا کہ قوم فرعون کے تمام زر و جواہر اور نقد سکے اور باغوں کھیتوں کی سب پیداوار پتھروں کی شکل میں تبدیل ہو گئے، حضرت عمر بن عبد العزیز کے زمانہ میں ایک تھیلہ پایا گیا جس میں فرعون کے زمانہ کی چیزیں تھیں۔ ان میں انڈے اور بادام بھی دیکھے گئے جو بالکل پتھر تھے۔ (معارف مفتی اعظمؒ)

بِبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ الۡبَحۡرَ فَاَتۡبَعَهُمۡ فِرۡعَوۡنُ وَجُنُوۡدُهٗ
پار اتار دیا بنی اسرائیل کو دریا کے پھر ان کا پیچھا کیا فرعون اور اس کے لشکر نے شرارت
بَغۡيًا وَّعَدۡوًا ؕ حَتّٰٓى اِذَاۤ اَدۡرَكَهُ الۡغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنۡتُ
اور تعدی سے۔ یہاں تک کہ جب اس پر پہنچا ڈوباؤ (پانی) لگا کہنے! مجھ کو یقین آیا
اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِىۡۤ اٰمَنَتۡ بِهٖ بَنُوۡۤا اِسۡرَآءِيۡلَ وَاَنَا
کہ کوئی معبود نہیں مگر وہی جس پر ایمان لائے بنی اسرائیل۔ اور میں بھی فرمانبرداروں
مِنَ الۡمُسۡلِمِيۡنَ ﴿۹۰﴾ آٰلۡـٰٔنَ وَقَدۡ عَصَيۡتَ قَبۡلُ وَكُنۡتَ
میں ہوں (اس سے کہا گیا کہ) اب ایمان لایا اور نافرمان رہا پہلے اور رہا
مِنَ الۡمُفۡسِدِيۡنَ ﴿۹۱﴾ فَالۡيَوۡمَ نُـنَجِّيۡكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوۡنَ
مفسدوں میں ف۱۔ تو آج ہم تجھ کو بچا دیں گے تیرے بدن سے تاکہ پچھلوں
لِمَنۡ خَلۡفَكَ اٰيَةً ؕ وَاِنَّ كَثِيۡرًا مِّنَ النَّاسِ عَنۡ اٰيٰتِنَا
کے لئے نشانی ہو اور بیشک بہتیرے لوگ ہماری (قدرت کی) نشانیوں سے
لَغٰفِلُوۡنَ ﴿۹۲﴾ ع وَلَقَدۡ بَوَّاۡنَا بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ مُبَوَّاَ صِدۡقٍ
غافل ہیں۔ اور ہم نے جگہ دی بنی اسرائیل کو نیک مقام میں
وَّرَزَقۡنٰهُمۡ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ فَمَا اخۡتَلَفُوۡا حَتّٰى جَآءَهُمُ
اور انہیں کھانے کو دیں ستھری چیزیں۔ تو انہوں نے نہ اختلاف کیا یہاں تک کہ آچکا
الۡعِلۡمُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ يَقۡضِىۡ بَيۡنَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ
ان کے پاس علم تیرا پروردگار ان میں فیصلہ کر دے گا قیامت کے دن

ف۱ فرعون کا غرق ہونا:

موسیٰ علیہ السلام کئی لاکھ بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے نکلے فرعون کو خبر ہوئی تو ایک لشکر جرار لے کر تعاقب کیا۔ تاکہ اس کے پنجۂ ظلم سے چھوٹنے نہ پائیں۔ بنی اسرائیل جب بحر قلزم کے کنارے پہنچے، تو سخت پریشان ہوئے، آگے سمندر اور پیچھے فرعون کا لشکر دباتا چلا آرہا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے تسلی دی اور حق تعالیٰ کے حکم سے لاٹھی دریا پر ماری، سمندر کا پانی ادھر ادھر کھڑا ہو گیا اور درمیان میں خدا نے بارہ راستے خشک بنا دیئے۔ یہ پار ہوئے ادھر فرعون لشکر سمیت سمندر کے کنارے پہنچ گیا۔ خشک راستے دیکھ کر سب نے اسی میں گھوڑے ڈال دیئے۔ جب ایک ایک کر کے تمام فوج دریا کے وسط میں پہنچی، پانی کو حکم ہوا کہ مل جائے۔ فوراً پانی کے طبقات مل گئے، سب لشکر اور سامان موجوں کی نذر ہو گیا۔

فرعون کا فتویٰ:

ایک مرتبہ جبریلؑ امین فرعون کے پاس ایک استفتاء لے کر آئے جس کا مضمون یہ تھا کہ امیر کا اس غلام کے بارے میں کیا فتویٰ ہے جو آقا کے مال و نعمت میں پلا پھر اس غلام نے اپنے آقا کی نعمت کا کفران کیا اور اس کا حق نہ مانا اور خود آقا ہونے کا دعویٰ کیا۔ تو ایسے غلام کا کیا حکم ہے۔ فرعون نے اپنے ہاتھ سے اس کا جواب لکھا کہ ایسے غلام کی سزا یہ ہے کہ اس کو سمندر میں ڈبو دیا جائے اور اس فتویٰ پر جبریلؑ امین نے فرعون سے دستخط بھی لے لئے فرعون نے اپنے قلم سے لکھ دیا کہ یہ وہ جواب ہے کہ جو ابو العباس ولید بن مصعب یعنی فرعون نے لکھا ہے جب فرعون غرق ہونے لگا اور ایمان ظاہر کرنے لگا تو جبریلؑ امین نے اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا فتویٰ اس کو دکھلایا اور کہا کہ فتوے کے بموجب تیرے ساتھ یہ ہو رہا ہے۔ (معارف کاندھلویؒ)

خلاصہ رکوع ۹

ع ۹ ۱۰ ۱۴
موسیٰ علیہ السلام اور آل فرعون کا تذکرہ فرمایا گیا۔ فرعون کی آخری حالت اور اس کی نعش سے عبرت پکڑنے کی دعوت دی گئی۔

فِيۡمَا كَانُوۡا فِيۡهِ يَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۹۳﴾ فَاِنۡ كُنۡتَ فِىۡ شَكٍّ

جن باتوں میں اختلاف کر رہے تھے ف۱ پس اگر (بالفرض) تو شک میں ہے

مِّمَّاۤ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ فَسۡـئَلِ الَّذِيۡنَ يَقۡرَءُوۡنَ الۡكِتٰبَ مِنۡ

اس چیز سے جو ہم نے اتاری تیری طرف تو پوچھ دیکھ ان لوگوں سے جو پڑھتے ہیں کتاب

قَبۡلِكَ‌ ۚ لَقَدۡ جَآءَكَ الۡحَـقُّ مِنۡ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوۡنَنَّ

تجھ سے پہلے سے۔ بیشک تیرے پاس آیا حق تیرے رب کی طرف سے۔ پس تو نہ

مِنَ الۡمُمۡتَرِيۡنَ ۙ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَكُوۡنَنَّ مِنَ الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا

ہو شبہ کرنے والوں میں۔ اور تو نہ ہو ان لوگوں میں جنہوں نے جھٹلایا

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوۡنَ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ﴿۹۵﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ حَقَّتۡ

اللہ کی آیتوں کو ورنہ ہو جائے گا نقصان پانے والوں میں۔ جن پر ثابت ہو چکا

عَلَيۡهِمۡ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ۙ ﴿۹۶﴾ وَلَوۡ جَآءَتۡهُمۡ

حکم (عذاب) تیرے پروردگار کا وہ تو مانیں گے نہیں اگرچہ ان کے سامنے

كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الۡعَذَابَ الۡاَ لِيۡمَ ﴿۹۷﴾ فَلَوۡلَا

آموجود ہوں سارے معجزے جب تک کہ نہ دیکھ لیں عذاب دردناک۔ سو کیوں نہ ہوئی

كَانَتۡ قَرۡيَةٌ اٰمَنَتۡ فَنَفَعَهَاۤ اِيۡمَانُهَاۤ اِلَّا قَوۡمَ

کوئی بستی کہ ایمان لے آتی۔ پھر ان کو فائدہ دیتا ان کا ایمان لانا۔ مگر ہاں یونس کی ف۲

يُوۡنُسَ ۚ لَمَّاۤ اٰمَنُوۡا كَشَفۡنَا عَنۡهُمۡ عَذَابَ الۡخِزۡىِ

قوم کے لوگ کہ جب ایمان لے آئے ہم نے اٹھا لیا ان سے ذلت کا عذاب دنیا کی

ف۱ یعنی بنی اسرائیل کا عقیدہ ایک مدت تک دین حق کے مطابق ہی رہا۔ تورات اور انجیل میں آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی جو خبر دی گئی تھی اس کے مطابق ہی رہا۔ تورات اور انجیل میں آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی جو خبر دی گئی تھی، اس کے مطابق وہ یہ بھی مانتے تھے کہ آخر میں نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لانے والے ہیں۔ لیکن جب آسمانی کتابوں میں مذکور نشانیوں کے ذریعے یہ علم آگیا کہ وہ نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو اس وقت انہوں نے دین حق سے اختلاف شرع کردیا۔ (توضیح القرآن)

ف۲ پچھلی آیتوں میں یہ حقیقت بیان فرمائی گئی تھی کہ کسی انسان کیلئے ایمان لانا اسی وقت کارآمد ہوتا ہے جب وہ موت سے پہلے اور عذاب الٰہی کا مشاہدہ کرنے سے پہلے ایمان لائے۔ جب عذاب آجاتا ہے کہ اس وقت ایمان لانا کارآمد نہیں ہوتا۔ اس اصول کے مطابق اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ پچھلی جتنی قوموں پر عذاب آیا، اس سب کا حال یہ تھا کہ وہ عذاب کو دیکھنے سے پہلے ایمان نہیں لائے، اس لئے عذاب کا شکار ہوئے۔ البتہ ایک یونس علیہ السلام کی قوم ایسی تھی کہ وہ عذاب کے نازل ہونے سے ذرا پہلے ایمان لے آئی تھی، اس لئے اس کا ایمان منظور کرلیا گیا۔ اور اس کی وجہ سے اس پر آنے والا عذاب ہٹا لیا گیا۔ حضرت یونس علیہ السلام کا واقعہ یہ ہوا تھا کہ جب وہ اپنی قوم کو عذاب کی پیشگوئی کر کے بستی سے چلے گئے تو ان کی قوم کو ایسی علامتیں نظر آئیں جن سے انہیں حضرت یونس علیہ السلام کے انتباہ کے سچے ہونے کا یقین ہوگیا، چنانچہ وہ عذاب کے آنے سے پہلے ہی ایمان لے آئے۔

فِي الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَمَتَّعۡنٰهُمۡ اِلٰى حِيۡنٍ ﴿٩٨﴾ وَلَوۡ شَآءَ

زندگی میں اور اُن کو فائدہ اُٹھانے دیا ایک مدت تک اور اگر تیرا پروردگار چاہتا (تو)

رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنۡ فِي الۡاَرۡضِ كُلُّهُمۡ جَمِيۡعًا ؕ اَفَاَنۡتَ

ایمان لے آتے جتنے زمین میں ہیں سب یکجا ف۱ سو کیا

تُكۡرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِيۡنَ ﴿٩٩﴾ وَمَا كَانَ

تو جبر کر سکتا ہے لوگوں پر کہ وہ با ایمان ہو جاویں۔ اور

لِنَفۡسٍ اَنۡ تُؤۡمِنَ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ ؕ وَيَجۡعَلُ الرِّجۡسَ

کسی شخص کے اختیار میں نہیں کہ ایمان لے آئے مگر (ہاں) اللہ کے حکم سے اور وہ ڈالتا ہے

عَلَى الَّذِيۡنَ لَا يَعۡقِلُوۡنَ ﴿١٠٠﴾ قُلِ انۡظُرُوۡا مَاذَا

گندگی ان لوگوں پر جو عقل کو کام میں نہیں لاتے ف۲۔ کہہ دے دیکھو تو کیا کچھ ہے

فِي السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَمَا تُغۡنِي الۡاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ

آسمانوں اور زمین میں ف۳ اور کچھ کام نہیں آتیں نشانیاں

عَنۡ قَوۡمٍ لَّا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿١٠١﴾ فَهَلۡ يَنۡتَظِرُوۡنَ

اور ڈراوے اُن لوگوں کو جو نہیں مانتے تو یہ نہیں راہ دیکھتے مگر ان ہی

اِلَّا مِثۡلَ اَيَّامِ الَّذِيۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ؕ قُلۡ

لوگوں کی سی (مصیبتوں کی) جو گزر چکے ان سے پہلے۔ کہہ دے

فَانۡتَظِرُوۡۤا اِنِّىۡ مَعَكُمۡ مِّنَ الۡمُنۡتَظِرِيۡنَ ﴿١٠٢﴾ ثُمَّ نُنَجِّىۡ

اب راہ دیکھو میں بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھتاہوں پھر ہم بچا لیتے ہیں اپنے

ف۱: یعنی اللہ تعالیٰ زبردستی سب کو مؤمن بنا سکتا تھا، لیکن چونکہ دنیا کے دار الامتحان میں ہر شخص سے مطالبہ یہ ہے کہ وہ اپنی آزاد مرضی اور اختیار سے ایمان لائے، اس لئے کسی کو زبردستی مسلمان کرنا نہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہے، نہ کسی اور کے لئے جائز ہے۔

ف۲: اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کائنات میں کچھ نہیں ہوسکتا، لہذا اس کے بغیر کسی کا ایمان لانا بھی ممکن نہیں، لیکن جو شخص اپنی سمجھ اور اختیار کو صحیح استعمال کرکے ایمان لانا چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے ایمان کی توفیق دے دیتا ہے، اور جو شخص عقل اور اختیار سے کام نہ لے اس پر کفر کی گندگی مسلط ہو جاتی ہے۔

ف۳: اس کائنات کی ہر چیز کو اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکمت کا شاہکار ہے، اس سے نہ صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ محیر العقول کارخانہ خود بخود وجود میں نہیں آگیا۔ اسے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے، بلکہ اس سے یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ جو ذات اتنی عظیم کائنات پیدا کرنے پر قادر ہے، اسے اپنی خدائی کے لئے کسی شریک یا مددگار کی حاجت نہیں ہے، لہذا وہ ہے، اور ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔

اس آئنہ خانے میں بھی عکس ہیں تیرے
اس آئنہ خانے میں تو یکتا ہی رہے گا

(توضیح القرآن)

رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ

رسولوں کو اور اُن کو جو ایمان لائے۔ اسی طرح ہمارا ذمہ ہے بچاویں گے

الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۰۳ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ

ایمان والوں کو کہہ دے کہ اے لوگو اگر تم شبہ میں ہو میرے

مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ

دین کی نسبت تو میں تو ان کو پوجتا نہیں جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا

اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ۖۚ وَاُمِرْتُ اَنْ

لیکن میں پوجتا ہوں اللہ کو جو تمہاری روحوں کو قبض کر لیتا ہے اور اور مجھے

اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۰۴ۙ وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ

حکم ہے کہ رہوں ایمان والوں کے (زمرہ) میں اور (اللہ نے مجھے

لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۱۰۵ وَلَا

یہ بھی حکم دیا ہے) کہ سیدھا کر اپنا منہ دین پر حنیف ہو کر اور نہ ہو مشرکین میں۔ اور نہ

تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ

پکار اللہ کے سوا ایسے کو جو نہ تجھے نفع دے سکتا ہے اور نہ ضرر دے سکتا ہے۔

فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۰۶ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ

پھر اگر تو نے ایسا کیا تو اُس وقت تو بھی ظالموں میں ہو گا۔ اور اگر تجھ کو پہنچائے اللہ

بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ

کوئی تکلیف تو کوئی اس کا کھولنے والا نہیں اس کے سوا ۱ اور اگر چاہے تیرے حق میں بھلائی (کرنی) تو کوئی

۱۰
ع
۱۱
۱۵

خلاصہ رکوع ۱۰

بنی اسرائیل کا تذکرہ کیا گیا اور قرآن کی حقانیت کے ساتھ قوم یونس سے عبرت پکڑنے کی دعوت دی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی اور غلبہ اسلام کی بشارت دی گئی۔

---

۱ قریشیوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب:

حدیث صحیح میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا پہاڑی پر چڑھ کر قریش کے قبیلوں کو آواز دی۔ تھوڑی ہی دیر میں یکے بعد دیگرے سب جمع ہو گئے۔ آپ نے فرمایا کہ اے قبیلۂ قریش اگر میں تمہیں خبر دوں کہ صبح ہوتے ہوتے دشمن تم پر حملہ کرنے کے لئے آپہنچنے والا ہے، تو میری بات تم سچ مانوں گے کہ نہیں؟ سب نے یک زبان ہو کر کہا، ہمیں تو کبھی تجربہ نہیں ہوا کہ تم نے کوئی بات جھوٹ موٹ کہہ دی ہو تو آپ نے فرمایا تو سنو! میں خدا کے عذاب شدید سے تمہیں آگاہ کر دیتا ہوں کہ وہ تمہیں آ لینے والا ہی ہے، اب بھی خدا سے معافی مانگ لو، توبہ کر لو۔ وہ خدا تمہارے ساتھ اچھا برتاؤ کرے گا اور ہر صاحب فضل کو اپنے فضل سے بہرہ ور فرمائے گا وہ دنیا میں تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرے گا، اور دار آخرت میں بھی۔ جو بھی مرد و عورت بشرطیکہ ایمان لے آئے ہم اسے مرنے کے بعد حیات طیبہ کے ساتھ اٹھائیں گے۔

لِفَضْلِهٖ ؕ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ

اس کے فضل کا پھیرنے والا نہیں وہ پہنچا دیتا ہے فضل جسے چاہتا ہے اپنے بندوں میں۔ اور وہی بخشنے والا

الرَّحِيْمُ ﴿١٠٧﴾ قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ

مہربان ہے۔ کہہ دے اے لوگو تمہارے پاس آ چکا حق تمہارے رب کی طرف سے۔

فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ

تو اب جو کوئی راہ پر آوے تو بس راہ پر آتا ہے اپنے بھلے کو اور جو بھٹکا پھرے تو بس بھٹکا

فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَاۤ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿١٠٨﴾ؕ وَاتَّبِعْ مَا

پھرے گا اپنے برے کو اور میں تم پر داروغہ نہیں ہوں اور اے محمد تو چل اسی پر جو وحی بھیجی

يُوْحٰۤى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿١٠٩﴾ ع

جاتی ہے تیری جانب اور صبر کر یہاں تک کہ فیصلہ کر دے اللہ اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے

سُوْرَةُ هُوْدٍ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ثَلٰثٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّعَشْرُ رُكُوْعَاتٍ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

الٓرٰ ۟ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ

(یہ قرآن) ایسی کتاب ہے کہ جانچ لی گئی ہیں اس کی آیتیں پھر کھولی گئی ہیں

حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ﴿١﴾ۙ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ

حکمت والے باخبر (اللہ) کی طرف سے (اور اس کا خلاصہ یہ ہے) کہ نہ پوجو مگر اللہ کو میں تمہیں اسی کی طرف سے

نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ﴿٢﴾ۙ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ

ڈراتا اور خوشخبری سناتا ہوں۔ اور یہ کہ معافی مانگو اپنے رب سے پھر

اہمیت وفضیلت سورہ ہود

سورۂ ہود ان سورتوں میں سے ہے جن میں پچھلی قوموں پر نازل ہونے والے قہر الٰہی اور مختلف قسم کے عذابوں کا اور پھر قیامت کے ہولناک واقعات اور اجزاء وسزا کا ذکر خاص انداز میں آیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک میں کچھ بال سفید ہو گئے تو حضرت صدیق اکبرؓ نے بطور اظہار رنج کے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ بوڑھے ہو گئے، تو آپ نے فرمایا کہ ہاں! مجھے سورۂ ہود نے بوڑھا کر دیا، اور بعض روایات میں سورۂ ہود کے ساتھ سورۂ واقعہ اور مرسلات اور عم یتساءلون اور سورۂ تکویر کا بھی ذکر ہے۔ (رواہ الحاکم والترمذی) مطلب یہ تھا کہ ان واقعات کے خوف و دہشت کی وجہ سے بڑھاپے کے آثار ظاہر ہو گئے۔

خلاصہ رکوع ١١

ع ١١ ٦ ١٦

اتمام حجت کے طور پر اللہ کی قدرت کو ذکر فرمایا گیا۔ منکرین اسلام کو خطاب کر کے دعوت حق دی گئی۔ آخر میں پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی گئی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ محکم اس جگہ منسوخ کے مقابلہ میں ہے اور مراد یہ ہے کہ اس کتاب یعنی قرآن کی آیات کو اللہ تعالیٰ نے مجموعی حیثیت سے محکم غیر منسوخ بنایا ہے یعنی جس طرح پچھلی کتابیں تورات وانجیل وغیرہ نزول قرآن کے بعد منسوخ ہو گئیں، اس کتاب کے نازل ہونے کے بعد چونکہ سلسلہ نبوت ووحی ہی ختم ہو گیا اس لئے یہ کتاب تا قیامت منسوخ نہ ہوگی۔ (قرطبی) اور قرآن کی بعض آیات کا خود قرآن ہی کے ذریعہ منسوخ ہو جانا اس کے منافی نہیں۔ (معارف القرآن)

تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ

توبہ کرو اس کی جناب میں کہ تم کو فائدہ دے اچھا فائدہ ایک وقت

مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَاِنْ

مقرر تک اور عطا فرمائے ہر زیادہ کرنے والے کو زیادتی اس کی اور اگر

تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۝۳

تم منہ موڑو تو میں خوف کرتا ہوں تم پر بڑے دن کے عذاب کا۔

اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۴

اللہ کی طرف تم کو لوٹنا ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ؕ

سنو! وہ لوگ دوہرا کرتے ہیں اپنے سینوں کو تاکہ چھپاویں اللہ سے۔

اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ

سنو جس وقت وہ اوڑھتے ہیں اپنے کپڑے اللہ جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہیں

وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۵

اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں وہ تو واقف ہے دلوں کے بھید سے ف۱

ف۱ شانِ نزول:

(تنبیہ) اس آیات کی شان نزول میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ صحیح ترین روایت ابن عباسؓ کی بخاری میں ہے کہ بعض مسلمانوں پر حیاء کا اس قدر حد سے زیادہ غلبہ ہوا کہ استنجا یا جماع وغیرہ ضروریات بشری کے وقت کسی حصۂ بدن کو برہنہ کرنے سے شرماتے تھے کہ آسمان والا ہم کو دیکھتا ہے۔ برہنہ ہونا پڑتا تو غلبۂ حیاء سے جھکے جاتے اور شرمگاہ کو چھپانے کے لئے سینہ کو دوہرا کئے لیتے تھے۔ اس طرح کے آثار کبھی کبھی غایت تادب مع اللہ اور غلبہ حیاء سے ناشی ہو سکتے ہیں۔ اور ایسے لوگ ''صوفیہ'' کی اصطلاح میں ''مغلوب الحال'' کہلاتے ہیں چونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا کسی مسئلہ میں ایسا غلو اور تعمق آئندہ امت کو ضیق میں مبتلا کر سکتا تھا اس لئے قرآن نے الا حین یستغشون ثیابہم'' الخ سے ان کی اصلاح فرمادی یعنی اگر بوقت ضرورت بدن کھولنے میں خدا سے حیاء آتی ہے اس لئے جھکے جاتے ہو تو غور کرو کہ کپڑے پہننے کی حالت میں تمہارا ظاہر و باطن کیا خدا کے سامنے نہیں ہے؟ جب انسان اس سے کسی وقت نہیں چھپ سکتا۔ پھر ضروریات بشریہ کے متعلق اس قدر غلو سے کام لینا ٹھیک نہیں۔ واضح ہو کہ ربط آیات کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ ایک آیت کا مضمون دوسری کے مضمون سے مناسبت رکھتا ہو، سبب نزول سے مناسبت رکھنا ضروری نہیں۔ (تفسیر عثمانیؒ)

سورۃ یونس گیارھواں پارہ

خاصیت ابتدائی آیات برائے تسخیر خلقت

الٓرٰ تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ اَکَانَ لِلنَّاسِ عَجَباً اَنْ اَوْحَیْنَآ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْھُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَھُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّھِمْ ط قَالَ الْکٰفِرُوْنَ اِنَّ ھٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِیْنٌ اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ ط مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْ م بَعْدِ اِذْنِہٖ ط ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْہُ ط اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ (پارہ ۱۱، رکوع ۶)

خاصیت: جو شخص چاہے کہ لوگ میرے مطیع و مسخر ہو جائیں تو شعبان کے مہینے میں ایام بیض کے روزے رکھے آخر کار روزہ سرکہ و ساگ اور جو کی روٹی اور نمک سے افطار کرے اور مغرب سے عشاء تک ذکر اللہ اور درود شریف میں مشغول رہے اور عشاء پڑھ کر بھی تسبیح و تقدیس میں جب تک چاہے مشغول رہے۔ پھر یہ آیتیں آب آس اور زعفران سے ایک کاغذ پر لکھ کر سر کے نیچے رکھ کر سو رہے۔ صبح کو نماز پڑھ کر اس پرچے کو لے کر جس کے پاس جائے گا اس کی قدر و منزلت کرے گا۔ اور جو بات کہے گا وہ درست ہوگی۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۳۰ برائے تسہیل ولادت

قُلْ مَنْ یَّرْزُقُکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ یَّمْلِکُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ یُّخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَمَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ط فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰہُ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ

خاصیت: یہ آیت تسہیل ولادت اور درد گوش اور آسانی رزق کیلئے کدوئے شیرین کے پوست پر سیاہی سے لکھ کر درد زہ والی عورت کے داہنے بازو پر باندھ دینے سے ولادت میں سہولت ہوتی ہے اور قلعی دار تانبے کی تشتری پر عرق گندنا سے لکھ کر صاف شہد سے دھو کر آگ پر پکا کر جسکے کان میں درد ہو تین قطرے چھوڑ دے ان شاء اللہ تعالیٰ نفع ہو اور جو کاغذ پر لکھ کر نیلے کپڑے میں تعویذ بنا کر داہنے بازو پر باندھے۔ اسباب روزی کے اس کیلئے آسان ہوں۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۵۷، ۵۸ برائے شفائے مرض

سورہ یونس کی آیت نمبر ۵۷-۵۸ کو لکھ کر پانی سے دھو کر پلانا ہر قسم کے مریض کو حکم الٰہی سے سات دن میں شفا دیتا ہے۔

خاصیت آیت ۸۱، ۸۲ برائے جادو

فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰی مَاجِئْتُمْ بِہِ السِّحْرُ ط اِنَّ اللّٰہَ سَیُبْطِلُہٗ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِیْنَ وَیُحِقُّ اللّٰہُ الْحَقَّ بِکَلِمٰتِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُجْرِمُوْنَ (پارہ ۱۱، رکوع ۱۳)

ترجمہ: سو جب انہوں نے (اپنا جادو کا سامان) ڈالا تو موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ جو کچھ تم (بنا کر) لائے ہو جادو ہے یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اس (جادو) کو درہم برہم کئے دیتا ہے (کیونکہ) اللہ تعالیٰ ایسے فسادیوں کا کام بننے نہیں دیتا اور اللہ تعالیٰ دلیل صحیح (یعنی معجزہ) کو اپنے وعدوں کے موافق ثابت کر دیتا ہے گو مجرم (اور کافر) لوگ کیسا ہی ناگوار سمجھیں۔

خاصیت: سحر کیلئے بہت مجرب ہے۔ جس پر کسی نے سحر کیا ہو ان آیتوں کو لکھ کر اس کے گلے میں ڈالے یا طشتری پر لکھ کر پلائے ان شاء اللہ تعالیٰ صحت یاب ہو جائے گا۔ (اعمال قرآنی)

برائے جادو

فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ ط اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ (پارہ ۱۱، رکوع ۱۳)

ترجمہ: سو جب وہ آئے (اور موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ ہوا) موسیٰ (علیہ السلام) نے ان سے فرمایا کہ ڈالو جو کچھ تم کو (میدان میں) ڈالنا ہے سو جب انہوں نے (اپنا جادو کا سامان) ڈالا تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کچھ تم (بنا کر) لائے ہو جادو ہے۔ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اس (جادو) کو ابھی درہم برہم کئے دیتا ہے (کیونکہ) اللہ تعالیٰ ایسے فسادیوں کا کام بننے نہیں دیتا۔

خاصیت: سخت جادو کے دفع کرنے کیلئے نافع ہے ایک گھڑا بارش کے پانی کا لے کر ایسی جگہ سے جہاں برسنے کے وقت کسی کی نظر نہ پڑی ہو اور ایک گھڑا ایسے کنوئیں کے پانی کا لے جس میں سے کوئی پانی نہ بھرتا ہو پھر جمعہ کے روز ایسے درختوں کے سات پتے لے جن کا پھل نہ کھایا جاتا ہو۔ پھر دونوں پانی ملا کر اس میں ساتوں پتے ڈال دے پھر ان آیتوں کو کاغذ پر لکھ کر اس پانی سے دھو کر مسحور کو کنارہ دریا پر لے جا کر پانی میں اس کو کھڑا کر کے رات کے وقت اس پانی سے اس کو غسل دیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ سحر باطل ہو جائے گا۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۶۴ برائے بدخوابی

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ط لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ط ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (پ ۱۱ ع ۱۲)

ترجمہ: ان کے لئے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی (منجانب اللہ خوف و حزن سے بچنے کی) خوشخبری ہے (اور) اللہ کی باتوں میں (یعنی وعدوں میں) کچھ فرق ہوا نہیں کرتا یہ (بشارت جو مذکور ہوئی) بڑی کامیابی ہے۔

خاصیت: جس کو بدخوابی ہوتی ہو اور پریشان خواب دیکھتا ہو وہ اس کو لکھ کر گلے میں ڈالے یا سوتے وقت پڑھ لیا کرے ان شاء اللہ تعالیٰ خواب بد سے محفوظ رہے گا۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۵۷ برائے شفاء

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِى الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ط هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ

خاصیت: کسی برتن میں ان آیتوں کا لکھ کر پانی سے دھو کر پلانا ہر قسم کے بیمار کو حکم الٰہی سے سات دن میں شفاء دیتا ہے۔ (طب روحانی ۸۸)

تعارف سورۂ یوسف

یہ سورت بھی مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی تھی۔بعض روایات میں ہے کہ کچھ یہودیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کروایا تھا کہ بنواسرائیل کے لوگ جوفلسطین کے باشندے تھے،مصر میں جاکر کیوں آباد ہوئے؟ ان لوگوں کا خیال تھا کہ آپ کے پاس چونکہ بنو اسرائیل کی تاریخ معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے،اس لئے آپ اس سوال کا جواب نہیں دے پائیں گے،اور اس طرح آپ کے خلاف یہ پروپیگنڈا کرنے کا موقع مل جائے گا کہ آپ (معاذ اللہ) سچے نبی نہیں ہیں۔اس سوال کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ پوری سورۂ یوسف نازل فرمادی جس میں پوری تفصیل اور وضاحت کے ساتھ حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ بیان فرمایا گیا ہے۔دراصل بنو اسرائیل کے جدِامجد حضرت یعقوب علیہ السلام تھے،انہی کا دوسرا نام "اسرائیل" بھی تھا۔ان کے بارہ صاحبزادے تھے،انہی کی نسل سے بنواسرائیل کے بارہ قبیلے پیدا ہوئے۔اس سورت میں بتایا گیا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے صاحبزادوں کے ساتھ فلسطین میں مقیم تھے جن میں حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائی بنیامین بھی شامل تھے۔ان دونوں کے سوتیلے بھائیوں نے سازش کرکے حضرت یوسف علیہ السلام کوایک کنویں میں ڈال دیا،جہاں سے ایک قافلے نے انہیں اٹھا کر مصر کے ایک سردار کے ہاتھ بیچ دیا،شروع میں وہ غلامی کی زندگی گزارتے رہے،لیکن اس واقعے کے تحت جس کی تفصیل اس سورت میں آرہی ہے،اس سردار کی بیوی زلیخا نے انہیں گرفتار کرکے جیل بھجوادیا۔اللہ تعالیٰ کا ایسا کرنا ہوا کہ مصر کے بادشاہ کے ایک خواب کی صحیح تعبیر دینے پر بادشاہ ان پر مہربان ہوا،اور انہیں نہ صرف جیل سے نکال کر باعزت بری کردیا بلکہ انہیں اپنا وزیر خزانہ مقرر کیا،اور بعد میں حکومت کے سارے اختیارات انہی کو سونپ دیئے۔ اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین کو فلسطین سے مصر بلوالیا۔اس طرح بنواسرائیل فلسطین سے مصر منتقل ہوگئے۔

سورۂ یوسف کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں حضرت یوسف علیہ السلام کا پوراواقع ایک ہی تسلسل میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے،اور تقریباً پوری سورت اسی کے لئے وقف ہے۔اور یہ واقعہ کسی اور سورت میں نہیں آیا۔اس واقعے کو اتنی تفصیل کے ساتھ بیان کرکے اللہ تعالیٰ نے ان کافروں پر ایک حجت قائم فرمادی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کرتے تھے۔یہ بات ان پر بھی واضح تھی کہ اس واقعے کا علم ہونے کا آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں تھا،لہٰذا یہ تفصیل آپ کو وحی کے علاوہ کسی اور طریقے سے حاصل نہیں ہوسکتی تھی۔اس کے علاوہ مکہ مکرمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابۂ کرامؓ کو کفارِ مکہ کی طرف سے جن تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑرہا تھا،ان کے پیش نظر اس واقعے میں آپ کے لئے تسلی کا بھی بڑا سامان تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے بھائیوں کی سازش کے نتیجے میں بڑے سخت حالات سے گزرے،لیکن آخرکار اللہ تعالیٰ نے انہی کو عزت،شوکت اور سربلندی عطا فرمائی،اور جن لوگوں نے انہیں تکلیفوں کا نشانہ بنایا تھا،ان سب کو ان کے آگے جھکنا پڑا۔اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اگرچہ مکہ مکرمہ میں تکلیفیں اٹھانی پڑرہی ہیں،لیکن آخر یہ سازشی لوگ آپ ہی کے سامنے جھکیں گے اور حق غالب ہوکر رہے گا۔اس کے علاوہ بھی اس واقعے میں مسلمانوں کے لئے بہت سے سبق ہیں اور شاید اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو بہترین قصہ قرار دیا ہے۔(توضیح القرآن)

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ

اور کوئی نہیں چلنے والا زمین پر مگر کہ اللہ کے ذمہ ہے اس کی روزی وا

رِزْقُهَا وَیَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِیْ كِتٰبٍ

اور وہ جانتا ہے اس کے ٹھہرنے اور سونپے جانے کی جگہ کو۔ سب کچھ (لکھا ہوا)

مُّبِیْنٍ ۝٦ وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ

موجود ہے کتاب روشن (لوح محفوظ میں) اور وہی ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو چھ

اَیَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَی الْمَآءِ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ

دن میں اور تھا اس کا تخت پانی پر (سو اس نے تم کو پیدا کیا)

اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَلَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ

تاکہ تم کو آزمائے کہ تم میں کون اچھا عمل کرتا ہے۔ اور اگر تو کہے کہ تم سب

بَعْدِ الْمَوْتِ لَیَقُوْلَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا

اٹھا کھڑے کئے جاؤ گے مرے پیچھے تو کافر ضرور کہیں گے کہ بس یہ تو

سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝٧ وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰۤی اُمَّةٍ

صریح جادو ہے۔ اور اگر ہم ملتوی کئے رہیں ان سے عذاب گنی ہوئی

مَّعْدُوْدَةٍ لَّیَقُوْلُنَّ مَا یَحْبِسُهٗ ؕ اَلَا یَوْمَ یَاْتِیْهِمْ

مدت تک تو ضرور کہنے لگیں گے کہ کیا چیز روک رہی ہے عذاب کو؟ سنو جی

لَیْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

جس دن عذاب اُن پر آ پڑے گا۔ نہ ٹلے گا ان سے اور ان کو گھیر لے گا وہ (عذاب) جس کی

ف۱ رزق ملنے کا عجیب واقعہ: امام قرطبیؒ نے اس آیت کے تحت ابو موسیٰ اور ابو مالک وغیرہ قبیلہ اشعریین کا ایک واقعہ ذکر کیا ہے کہ یہ لوگ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ پہنچے تو جو کچھ توشہ اور کھانے پینے کا سامان ان کے پاس تھا وہ ختم ہو گیا، انہوں نے اپنا ایک آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس غرض کے لئے بھیجا کہ ان کے کھانے وغیرہ کا کچھ انتظام فرما دیں، یہ شخص جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درواز پر پہنچا تو اندر سے آواز آئی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آیت پڑھ رہے ہیں فی الارض الا علی اللہ رزقها اس شخص کو یہ آیت سن کر خیال آیا کہ جب اللہ نے سب جانداروں کا رزق اپنے ذمہ لے لیا ہے تو پھر ہم اشعری بھی اللہ کے نزدیک دوسرے جانوروں سے گئے گزرے نہیں وہ ضرور ہمیں بھی رزق دیں گے، یہ خیال کر کے وہیں سے واپس ہو گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا کچھ حال نہیں بتلایا، واپس جا کر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ خوش ہو جاؤ، تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی مدد آ رہی ہے، اس کے اشعری ساتھیوں نے اس کا یہ مطلب سمجھا کہ ان کے قاصد نے حسب قرار داد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی حاجت کا ذکر کیا ہے اور آپ نے انتظام کرنے کا وعدہ فرما لیا ہے وہ یہ سمجھ کر مطمئن بیٹھ گئے، وہ ابھی بیٹھے ہی تھے کہ دیکھا کہ دو آدمی ایک (قصعہ) گوشت اور روٹیوں سے بھرا ہوا اٹھائے لا رہے ہیں، قصعہ ایک بڑا برتن ہوتا ہے جیسے تشلہ یا سینی، لانے والوں نے یہ کھانا اشعریین کو دے دیا، انہوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا پھر بھی بچ رہا تو ان لوگوں نے یہ مناسب سمجھا کہ باقی کھانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس

يَسْتَهْزِءُوْنَ ۸ وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ

ہنسی اڑا رہے تھے۔ اور اگر ہم چکھائیں انسان کو اپنی طرف سے کوئی نعمت پھر

نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ۹ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ

وہ اس سے چھین لیں۔ تو وہ نا امید نا شکر ہو۔ اور اگر ہم چکھائیں آرام

بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ۭ اِنَّهٗ

اس تکلیف کے بعد جو اس کی پہنچی ہو۔ تو کہنے لگے کہ دور ہو گئیں سختیاں مجھ سے تو

لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۱۰ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ

وہ خوشیاں کرے شیخی مارے ف۲۔ مگر ہاں جنہوں نے صبر کیا اور نیک عمل کئے (وہ ایسے نہیں)

اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۱۱ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ

ان کے لئے بخشش اور بڑا اجر ہے تو کہیں تو چھوڑ بیٹھے گا اس میں سے کچھ

مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَاۗىِٕقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا

جو وحی کی جاتی ہے تیری طرف اور تو اس کی وجہ سے تنگدل ہو گا اس پر کہ وہ کہتے ہیں

لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَاۗءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ۭ اِنَّمَآ اَنْتَ

کیوں نہ اترا اس شخص پر خزانہ یا کیوں نہ آیا اس کے ساتھ فرشتہ؟ بس تو تو

نَذِيْرٌ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۱۲ اَمْ يَقُوْلُوْنَ

ڈر سنانے والا ہے اور اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔ کیا کہتے ہیں

افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا

کہ باندھ لیا ہے قرآن۔ کہہ دے۔ تم لے آؤ ایک دس سورتیں ایسی باندھ کر۔ اور بلا لو

بھیج دیں تا کہ اس کو آپ اپنی ضرورت میں صرف فرمادیں، اپنے

ع ۱ / ۸

خلاصہ رکوع ۱

قرآن کی حقانیت اور بعثت انبیاء کے مقاصد ذکر فرمائے گئے۔

دو آدمیوں کو یہ کھانا دے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیج دیا۔ اس کے بعد یہ سب حضرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کا بھیجا ہوا کھانا بہت زیادہ اور بہت نفیس ولذیذ تھا، آپ نے فرمایا میں نے تو کوئی کھانا نہیں بھیجا۔ تب انہوں نے پورا واقعہ عرض کیا کہ ہم نے اپنے فلاں آدمی کو آپ کے پاس بھیجا تھا، اس نے یہ جواب دیا، جس سے ہم نے یہ سمجھا کہ آپ نے کھانا بھیجا ہے۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میں نے نہیں اُس ذات قدوس نے بھیجا ہے، جس نے ہر جاندار کا رزق اپنے ذمے لیا ہے۔

ف۲ انسان کی بیماری کا علاج: اسی موجود پرستی اور حال مستی کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ کی کتابیں اور رسول آتے ہیں جو انسان کو ماضی کے عبرتناک واقعات یاد دلا کر مستقبل کی فکر سامنے کر دیتے ہیں اور یہ سبق سکھاتے ہیں کہ کائنات کے بدلتے ہوئے حالات و تغیرات میں غور کرو کہ کونسی طاقت ان کے پردے میں کام کر رہی ہے، بقول حضرت شیخ الہندؒ

انقلابات جہاں واعظ رب ہیں دیکھو
ہر تغیر سے صدا آتی ہے فافہم فافہم

مومن کامل بلکہ انسان کامل وہی ہے جو ہر تغیر و انقلاب اور ہر رنج و راحت میں دست قدرت کی مستور طاقت کا مشاہدہ کرے۔ آنی فانی راحت و رنج اور اس کے صرف مادی اسباب پر دل نہ لگائے عقلمند کا کام یہ ہے کہ اسباب سے زیادہ مسبب الاسباب کی طرف نظر کرے، اسی سے اپنا رشتہ مضبوط باندھے۔ (معارف القرآن)

مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۳﴾

جسے بلا سکو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو

فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ

پس اگر تمہارا کہا نہ کر سکیں تو جان لو کہ بس قرآن اترا ہے اللہ ہی کے علم سے

وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾ مَنْ

اور یہ کہ کوئی معبود نہیں اس کے سوا تو اب بھی تم مسلمان ہوتے ہو

كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ

جو کوئی چاہتا ہے دنیا کی زندگی اور دنیاوی رونق ہم پورا بھر دیتے ہیں ان کو ان کے

اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

اعمال کا بدلہ دنیا ہی میں اور وہ یہاں نقصان میں ف۱ نہیں رہتے یہی ہیں

لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا

جن کے لئے کچھ نہیں آخرت میں سوائے آگ کے اور مٹ گیا

فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ

جو کچھ کیا تھا دنیا میں اور نیست و نابود ہو گیا جو وہ کرتے تھے بھلا وہ شخص جو اپنے رب کے

مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ

کھلے رستے پر ہو اور اس کے ساتھ ساتھ ایک گواہ (قرآن) ہو اللہ کی طرف سے پہلے موسیٰ کی کتاب

مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۭ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۭ وَ

(ان کی گواہ ہو) جو رہنما اور رحمت ہے۔ کیا ایسا شخص طالب دنیا کافر جیسا ہو سکتا ہے

ف۱ قرآن کے بے مثال ہونے کے دلائل:

اعجاز قرآن پر دلائل تو بے شمار ہیں جس پر علماء دین نے مستقل، کتابیں لکھی ہیں اس وقت اجمال اور اختصار کے ساتھ چند حرف ہدیہ ناظرین ہیں۔

(۱) قرآن کریم۔ اصول دین یعنی توحید اور رسالت اور قیامت کی ایسی تفصیل اور تحقیق پر مشتمل ہے کہ توریت، انجیل، اور زبور میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں۔

(۲) پھر یہ کہ قرآن کریم اثبات الوہیت و وحدانیت اور اثبات نبوت و رسالت اور اثبات قیامت کے ایسے دلائل عقلیہ اور براہین قطعیہ پر مشتمل ہے کہ جس کے جواب سے روئے زمین کے فلاسفہ عاجز اور درماندہ ہیں اور بڑے بڑے دہری اور مادہ پرست ان دلائل کے سامنے لاجواب ہیں۔

(۳) حرام وحلال کی تفصیل کرتا ہے۔

(۴) قرآن کریم، انبیاء سابقین کی نصیحتوں اور ان کے کلمات حکمت و موعظت کا جامع ہے۔

(۵) عقل معاش اور عقل معاد دین اور دنیا کی رہنمائی کرتا ہے۔

(۶) گذشتہ امتوں کے عبرت آمیز واقعات بیان کرتا ہے۔ اور آئندہ کے لئے اہل ایمان کو بشارت دیتا ہے کہ اللہ تم کو کافروں کے مقابلہ میں غلبہ عطا فرمائے گا۔

(۷) اور قیامت تک آنے والے حوادث کلیہ کی تم کو خبر دیتا ہے کہ زمانہ کس رفتار سے جائے گا اور کس حال میں اس کی بساط پلٹی جائے گی اور کس طرح قیامت قائم ہوگی یہ تو قرآن کریم کے معنوی اعجاز کے چند وجوہ ہیں اور فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے اس کے دلائل اعجاز اور اسرار بلاغت کی کوئی حد نہیں۔

مَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ

(ہرگزنہیں) یہی ہیں جو مانتے ہیں قرآن اور جو کوئی اس کا منکر ہو فرقوں سے میں سو آگ ہے اس کا وعدہ۔

فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

سو تو نہ ہو شبہ میں اس قرآن سے۔ بیشک یہ برحق ہے تیرے رب کی طرف سے لیکن اکثر

النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى

لوگ ایمان نہیں لاتے۔ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو بہتان

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ

باندھے اللہ پر جھوٹا۔ یہ لوگ پیش کئے جائیں گے اپنے پروردگار کے حضور میں۔ اور کہہ دیں گے

الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ

گواہ کہ یہی ہیں جنہوں نے جھوٹ بولا تھا اپنے رب پر۔ ف۱ سن لو اللہ کی پھٹکار

اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۸﴾ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ

ظالموں پر کہ جو روکتے ہیں اللہ کی راہ سے

اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۹﴾

اور ڈھونڈتے ہیں اس میں کجی۔ اور وہی آخرت سے منکر ہیں۔

اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ وَمَا كَانَ

یہ لوگ نہیں تھکا سکتے زمین میں (بھاگ کر)

لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ؕ

اور نہ ان کے لئے اللہ کے سوا کوئی حمایتی ہے۔ دگنا ہو گا ان کو عذاب

ف۱

بخاری نے حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ مؤذن کی آواز جتنی مسافت پر پہنچے گی اور جہاں تک جن وانس اس کو سنیں گے، قیامت کے دن اس کی شہادت دینگے۔

ابن خزیمہ کی روایت کے یہ الفاظ ہیں کہ مؤذن کی آواز جو پتھر، ڈھیلا، جن وانس سنے گا، مؤذن کے لئے شہادت دے گا۔ ابوداؤد اور ابن خزیمہ نے حضرت ابوہریرہؓ کی مرفوع روایت نقل کی ہے کہ مؤذن کی آواز جہاں تم پہنچے گی (اسی کے مطابق) اس کی مغفرت کی جائے گی اور ہر تر وخشک اس کی شہادت دیگا۔

ابن المبارک نے حضرت عمرؓ کا قول نقل کیا ہے کہ جو شخص جس مقام کے قریب سجدہ کرے گا، وہاں درخت ہو یا پتھر، قیامت کے دن وہ شہادت دے گا۔ عطاء خراسانی کی روایت سے بھی یہ اثر منقول ہے۔

ابونعیم نے حضرت معقل بن یسار کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو دن ابن آدم پر آتا ہے اس میں آواز دی جاتی ہے (یعنی دن خود آواز دیتا ہے) اے آدم زاد میں نیا ہوں تو جو کچھ کرے گا کل میں تیرے لئے شہادت دوں گا، اس لئے میرے اندر تو نیکی کرتا کہ کل کو میں تیرے لئے (اچھی) شہادت دوں۔ میں اگر گزر گیا تو پھر مجھے کبھی نہیں دیکھے گا۔ رات بھی اسی طرح کہتی ہے۔

مسلم نے حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ مال بڑا سبز اور شیریں ہے اور مسلمان کا اچھا ساتھی ہے اور جو مال قیدی اور یتیم اور (ضرورت مند) مسافر کا دیا جائے گا، خود (وہ مال) اس کی گواہی دیگا۔ اور جو شخص بغیر حق کے مال لیتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو کھاتا تو ہو اور سیر نہ ہوتا ہو۔ قیامت کے دن یہ مال اس شخص کے خلاف دے گا۔ ابونعیم نے طاؤس کی روایت سے بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن مال اور صاحب مال دونوں کو لایا جائے گا اور دونوں باہم جھگڑا کرینگے۔

(الحدیث) (تفسیر مظہریؒ)

۴

مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۰﴾

(کیونکہ وہ بغض کے مارے) نہ سن سکتے تھے اور نہ دیکھتے تھے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا

یہی ہیں جنہوں نے آپ اپنا نقصان کر لیا اور ان سے گیا گزرا ہوا جو کچھ

كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۱﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ هُمُ

وہ افترا کرتے تھے لا محالہ ضرور یہی لوگ آخرت میں زیادہ

الْاَخْسَرُوْنَ ﴿۲۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

ٹوٹے میں ہیں۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے

وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا

اور عاجزی کی اپنے پروردگار کے آگے یہی لوگ جنتی ہیں وہ اس میں

خٰلِدُوْنَ ﴿۲۳﴾ مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ

ہمیشہ رہیں گے۔ ۱ ان دونوں فریق کی مثال ایسی ہے جیسے ایک تو اندھا

وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ ع

اور بہرا اور دوسرا دیکھنے والا سننے والا۔ کیا دونوں کی حالت برابر ہو سکتی ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ ۡ اِنِّىْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۵﴾ ۙ

پھر کیا تم لوگ غور نہیں کرتے۔ اور ہم نے بھیجا نوح کو اس کی قوم کی جانب (اور اس نے کہا) کہ میں تم

اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ

کو ڈر سناتا ہوں کھول کر کہ (کسی کو) نہ پوجو اللہ کے سوا۔ بیشک میں تم پر خوف کرتا ہوں ایک دردناک

---

۱ صفوان بن محرز کہتے ہیں کہ میں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کا ہاتھ تھامے ہوئے تھا کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور پوچھنے لگا کہ آپ نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قیامت کے دن کی سرگوشی کے بارے میں کیا سنا ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ اللہ عز وجل مؤمن کو اپنے سے قریب کرے گا یہاں تک کہ اپنا بازو اس پر رکھ دے گا اور اسے لوگوں کی نگاہوں سے چھپا لے گا اور اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کرائے گا کہ کیا تجھے اپنا فلاں گناہ یاد ہے؟ اور فلاں بھی؟ اور فلاں بھی۔ یہ اقرار کرتا جائے گا یہاں تک کہ سمجھ لے گا کہ بس اب ہلاک ہوا۔ اس وقت ارحم الراحمین فرمائے گا کہ میرے بندے! میں دنیا میں ان پر پردہ ڈالتا رہا، سن آج بھی انھیں بخشتا ہوں۔ پھر اس کی نیکیوں کا عمل نامہ اسے دے دیا جائے گا۔ اور کفار اور منافقین پر تو گواہ پیش ہوں گے جو کہیں گے کہ یہی وہ ہیں جو اللہ پر جھوٹ بولتے تھے یاد رہے کہ ان

خلاصہ رکوع ۲

ع ۲/۱۶/۲ انسان کی کمزوری اور دنیا کی راحت کے فانی ہونیکا ذکر کیا گیا۔ مشرکین مکہ کی ذہنی ایذا رسانی اور قرآن کی حقانیت کے سلسلہ میں مشرکین کو چیلنج دیا گیا۔ ایمان بالقرآن کی اہمیت اور کفار و مشرکین کے کھوکھلے عقیدوں کو ذکر کیا گیا۔ سعادت و جنت کا مومنین کیلئے ہونے کو یہاں بیان فرمایا گیا۔

ظالموں پر خدا کی لعنت ہے الخ۔ یہ حدیث بخاری و مسلم میں بھی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿٢٦﴾ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ

دن کے عذاب کا۔ تو بولے سردار جو منکر تھے اس کی قوم میں سے کہ ہم نہیں

مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ

دیکھتے تجھ کو مگر اپنی مانند بشر اور ہم نہیں دیکھتے کہ کوئی تیرا تابع ہوا ہو سوائے ان کے جو ہم میں رذیل ہیں

هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ

(اور وہ ایمان لائے بھی) تو سرسری نظر سے ۱ؔ اور ہم نہیں دیکھتے تمہارے لئے اپنے اوپر کچھ

فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿٢٧﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ

بڑائی۔ بلکہ ہمارا خیال تو یہ ہے کہ تم جھوٹے ہو۔ نوح نے کہا اے قوم دیکھو تو سہی

اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ

اگر میں ہوا اپنے پروردگار کے کھلے رستہ پر۔ اور اُس نے مجھ کو عطا فرمائی رحمت

عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ۗ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا

یعنی (پیغمبری) اپنی سرکار سے پھر وہ رستہ چھپا رہا تم پر تو کیا ہم اس پر تم کو مجبور کریں اور تم اس سے بیزار ہو۔

كٰرِهُوْنَ ﴿٢٨﴾ وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ۗ اِنْ اَجْرِيَ

اور اے قوم میں تم سے نہیں مانگتا اس پر کچھ مال میری مزدوری تو بس اللہ ہی پر ہے

اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۗ اِنَّهُمْ

اور نہ میں ان کو دھکیل سکتا ہوں جو ایمان لائے۔ ان کو ملنا ہے اپنے

مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿٢٩﴾

رب سے ولیکن میں دیکھتا ہوں تم لوگ جہالت کرتے ہو۔ ۲ؔ

۱ؔ حضرت ابوبکرؓ کی فضیلتیں:
حدیث شریف میں ہے کہ میں نے جسے بھی اسلام کی طرف بلایا اس میں کچھ نہ کچھ جھجک ضرور پائی سوائے ابو بکرؓ کے کہ انہوں نے کوئی تردد و تامل نہ کیا۔ واضح چیز کو دیکھتے ہی فوراً بلا جھجک قبول کر لیا۔ (تفسیر ابن کثیر)

۲ؔ غربت کوئی عیب نہیں ہے:
یعنی جہل و حماقت سے انجام پر نظر نہیں کرتے، صرف ان کی ظاہری شکستگی دیکھ کر حقیر سمجھتے ہو۔ اور ایسی مہمل درخواست کرتے ہو کہ ان کو ہٹا دیا جائے تو ہم تمہارے پاس آئیں۔ کیا غربت اور کسبِ حلال کوئی عیب ہے؟ یہ ہی چیز تو ہے جو حق کے قبول کرنے میں مزاحم نہیں ہوتی۔ عموماً دولت و جاہ کا نشہ انسان کو قبول حق سے محروم رکھتا ہے اسی لئے ہرقل کی حدیث میں آیا ہے کہ انبیاء کے متبعین ضعفاء ہوتے ہیں بہر حال تم نہیں جانتے کہ سب کو خدا کے پاس جمع ہونا ہے، وہاں پہنچ کر ظاہر ہوگا کہ اپنے کو ان سے بہتر سمجھنا تمہارا غرور تھا۔ (تفسیر عثمانیؒ)

وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا

اور اے قوم کون میری مدد کرے گا اللہ کے مقابلہ میں اگر میں ان کو ہانک دوں کیا

تَذَكَّرُوْنَ ۝۳۰ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ

تم غور نہیں کرتے اور میں تم سے نہیں کہتا میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں

وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ وَّلَآ اَقُوْلُ

اور نہ وہ غیب جانتا ہوں اور نہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ اور نہ کہتا ہوں

لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ؕ

انکی نسبت جو تمہاری آنکھوں میں حقیر ہیں کہ نہیں دے گا ان کو اللہ بھلائی۔

اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ښ اِنِّيْٓ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۳۱

اللہ ہی خوب جانتا ہے جو ان کے دلوں میں ہے ایسا کہوں تو میں ظالم ہوں۔ ف۱

قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا

وہ بولے کہ اے نوح! تو ہم سے جھگڑا اور بہت جھگڑ چکا! اب لے آ جس کا

تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۳۲ قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ

تو ہم سے وعدہ کرتا ہے اگر تو سچا ہے۔ نوح نے کہا بس لائے گا

بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝۳۳ وَلَا

تو اس کو اللہ ہی اگر چاہے گا۔ اور تم تھکا نہیں سکتے اور تمہارے نہ

يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ

کام آئے گی میری نصیحت اگر میں چاہوں کہ تم کو نصیحت کروں

ف۱ غریب ہیں مگر ایمان کی دولت رکھتے ہیں:

یعنی جن لوگوں کو ان کی مفلسی کی وجہ سے تم حقیر سمجھتے ہو اور ان کو رذیل کہتے ہو، چونکہ ظاہری ناداری اور مفلسی کو آنکھوں سے دیکھ کر وہ حقیر جانتے تھے۔ ان کے کمالات اور خصائلِ فاضلہ پر غور نہیں کرتے تھے۔ اس لئے حقیر جاننے کی نسبت آنکھوں کی طرف کلام کو پرزور بنانے کے لئے کردی (ورنہ آنکھوں کا کام حقیر جاننا نہیں۔ تحقیر ہو یا اعزاز اس کو جاننا انسان کے دماغ کا کام ہے) بلکہ دنیا میں اللہ نے ان کو ایمان وہدایت کی جو توفیق عطا فرمادی اور آخرت میں جو بلندئ مرتبہ اور جنت عطا فرمائے گا وہ تمہارے اس دنیوی مال وجاہ سے بہتر ہے (پھر میں کیسے کہہ دوں کہ اللہ ان کو بھلائی نہیں عطا فرمائے گا)۔ (تفسیر مظہریؒ)

حقیقی کمینہ کون ہے؟

غرباء وفقراء کو رذیل سمجھنا ان کی جہالت تھی، حقیقت میں رذیل تو وہ ہے جو اپنے پیدا کرنے والے اور پالنے والے مالک کو نہ پہچانے، اس کے احکام سے روگردانی کرے، اسی لئے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ کمینہ اور رذیل کون ہے؟ تو فرمایا وہ لوگ جو بادشاہوں اور افسروں کی خوشامد میں لگے رہیں، اور ابن الاعرابی نے فرمایا کہ کمینہ وہ آدمی ہے جو اپنا دین بیچ کر دنیا کمائے۔ کسی نے پوچھا کہ سب سے زیادہ کمینہ کون ہے تو فرمایا وہ شخص جو اپنا دین برباد کر کے کسی دوسرے کی دنیا سنوارے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کمینہ وہ شخص ہے جو صحابۂ کرامؓ کو برا کہے کیونکہ وہ پوری امت کے سب سے بڑے محسن ہیں جن کے ذریعہ دولتِ ایمان وشریعت ان کو پہنچی ہے۔ (معارف القرآن)

كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ؕ هُوَ رَبُّكُمْ ۫ وَاِلَيْهِ

اگر اللہ چاہتا ہو کہ تم کو بے راہ چلاوے وہی تمہارا رب ہے۔ اور اسی کی طرف

تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۴﴾ؕ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ

لوٹائے جاؤ گے۔ کیا کہتے ہیں کہ (محمد نے) بنا لیا قرآن کو۔ کہہ دے کہ اگر میں بنا لایا ہوں

فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿۳۵﴾ ع وَاُوْحِيَ

تو مجھ پر ہے میرا گناہ اور میں اس سے بری الذمہ ہوں جو تم گناہ کرتے ہو۔ اور وحی بھیج دی گئی

اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ

نوح کی جانب کہ اب کوئی ایمان نہ لائے گا تیری قوم میں

قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ ج وَاصْنَعِ

مگر جو ایمان لا چکے تو نہ غم کر ان کاموں پر جو یہ کر رہے ہیں ف۱ اور بنا کشتی

الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ

ہمارے رو برو اور ہمارے حکم سے اور بات نہ کر کہ مجھ سے ظالموں کے بارے میں۔

ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۫ وَكُلَّمَا

وہ ضرور غرق ہوں گے ف۲ اور نوح کشتی بنا رہا تھا اور جب اس پر گزرتے تھے

مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ؕ قَالَ اِنْ

سردار اس کی قوم کے (تو) اس سے ہنسی کرتے تھے نوح نے کہا کہ اگر

تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ؕ

تم ہنستے ہو ہم پر تو ہم ہنستے ہیں تم پر، جس طرح تم ہنستے ہو آگے جان لو گے کہ کس پر

ف۱ قوم کی طرف سے تکالیف: محمد بن اسحاق نے عبید بن عمیر لیثی کی روایت سے لکھا ہے کہ قوم نوحؑ والے حضرت نوحؑ کو پکڑ کر پچھاڑ کر اتنا گلا گھونٹتے تھے کہ آپؑ بے ہوش ہو جاتے تھے۔ جب آپؑ کو ہوش آتا تو دعا کرتے الٰہی میری قوم کو معاف کر دے وہ

خلاصہ رکوع ۳

ع ۳ ۱۱

حضرت نوح علیہ السلام کا اعلان حق اور قوم کی حالت کا تذکرہ فرمایا گیا۔

نادان ہیں، جب قوم کی نافرمانی بڑھتی چلی گئی اور قوم کے ہاتھوں سے دکھ اور اذیت میں اضافہ مسلسل ہوتا رہا تو آپ نا امید ہو گئے۔ اور آئندہ نسل کا انتظار کرنے لگے کہ شاید ان کی اگلی نسل ہدایت یاب ہو جائے یونہی نسل در نسل چلتی گئی اور ہر پچھلا اگلے سے زیادہ خبیث ہوتا رہا اور پچھلے لوگ کہنے لگے یہ دیوانہ تو ہمارے باپ دادا کے زمانے سے چلا آتا ہے پاگل ہے وہ اس کو منہ نہیں لگاتے تھے۔ آخر حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ سے اپنا دکھ عرض کیا اور دعاء کی رب انی دعوت قومی لیلا ونھارا اسی کلام کے آخر میں عرض کیا رب لا تذر علی الارض من الکفرین دیارا اس وقت وحی آئی: واصنع الفلک باعیننا و وحینا (تفسیر مظہریؒ)

ف۲ کشتی کی لمبائی چوڑائی: عبد بن حمید اور ابن المنذر اور ابو الشیخ نے قتادہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ کشتی کی لمبائی تین سو ہاتھ اور چوڑائی پچاس ہاتھ اور اونچائی میں لمبائی تیس ہاتھ تھی۔ اس روایت میں اتنا زائد ہے۔ کہ عرض میں اس کا دروازہ تھا۔ شامی نے لکھا ہے کہ کشتی کا طول اسی ہاتھ اور عرض پچاس ہاتھ اور بلندی اوپر کو تیس ہاتھ۔ اور ہاتھ سے مراد (پنجے سے) مونڈھے تک۔

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ

آتا ہے عذاب جو اس کو رسوا کرے اور نازل ہو اس پر عذاب جو اس کو رسوا کرے اور نازل ہو

عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۳۹﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ

اس پر عذاب دائمی۔ یہاں تک کہ جب آ پہنچا ہمارا حکم اور جوش مارا (غضب الٰہی کے)

التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ

تنور نے تو ہم نے کہا کہ (اے نوح) چڑھالے! کشتی ف۱ ہر قسم میں سے

اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ

دو دو جوڑا۔ اور اپنے گھر والے! اس کے سوا جس پر پہلے ہو چکا حکم اور (بٹھالے) مسلمانوں کو۔

اٰمَنَ ؕ وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۴۰﴾ وَقَالَ ارْكَبُوْا

اور اس کے ساتھ ایمان بھی بس تھوڑے ہی لوگ لائے تھے۔ اور نوح نے کہا کہ سوار ہو

فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ

جاؤ کشتی میں اللہ کے نام سے اس کا چلنا اور ٹھہرنا۔ بیشک میرا پروردگار بخشنے

رَّحِيْمٌ ﴿۴۱﴾ وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۫ وَنَادٰى

والا مہربان ہے ف۲ اور کشتی ان کے لئے چلی جارہی تھی پہاڑ جیسی (بلند) لہروں میں۔ اور پکارا

نُوْحُ ࣙابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا

نوح نے اپنے بیٹے (کنعان) کو اور وہ ہو رہا تھا کنارے۔ کہ بیٹا چڑھ لے ہمارے ساتھ

وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ

اور نہ رہ کافروں کے ساتھ۔ وہ بولا کہ میں لگ رہوں گا کسی پہاڑ کو

ف۱ کشتی کے درجے:

یہ بھی منقول ہے کہ کشتی کی تین منزلیں تھیں، نچلا درجہ چوپایوں اور جنگلی جانوروں کے لئے تھا، درمیانی منزل میں آدمی تھے اور بالائی طبقے میں پرندے، جب جانوروں کا گوبر زیادہ ہو گیا تو نوحؑ کے پاس وحی آئی ہاتھی کی دم دباؤ۔ دم دباتے ہیں ہاتھی کے اندر سے ایک سور اور سوریا نکل پڑی اور دونوں نے گوبر (کھا کر) صاف کر دیا۔ چوہوں نے جب کشتی کو نقصان پہنچایا اور رسیاں کاٹنے لگے تو اللہ کی طرف سے نوحؑ کو حکم ہوا شیر کی دونوں آنکھوں کے درمیان ضرب لگاؤ، ضرب لگاتے ہی شیر کی ناک کے سوراخوں سے ایک بلی اور ایک بلا نکل پڑے اور دونوں چوہوں پر دوڑ پڑے۔ (تفسیر مظہریؒ)

ف۲ کشتی پر سوار ہونے کا ادب:

نوح علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں کو فرمایا کہ بنام خدا کشتی پر سوار ہو جاؤ، کچھ فکر مت کرو اس کا چلنا اور ٹھہرنا سب خدا کے اذن و حکم اور اس کے نام کی برکت سے ہے۔ غرقابی کا کوئی اندیشہ نہیں۔ میرا پروردگار مومنین کی کوتاہیوں کو معاف کرنے والا اور ان پر بے حد مہربان ہے۔ وہ اپنے فضل سے ہم کو صحیح سلامت اتارے گا۔ اس آیت سے نکلتا ہے کہ کشتی وغیرہ پر سوار ہوتے وقت "بسم اللہ" کہنا چاہئے۔ (تفسیر عثمانیؒ)

بغوی نے ضحاک کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے جب ارادہ کیا کہ کشتی روانہ ہو جائے تو بسم اللہ کہا کشتی چل دی اور جب کشتی کو ٹھیرانا چاہا تو بسم اللہ کہا کشتی ٹھیر گئی۔ (تفسیر مظہری)

خاصیت : آیت ۴۱ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

يَعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ ۭ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ

کہ وہ مجھ کو بچا لے گا پانی سے۔ نوح نے کہا کہ کوئی بچانے والا نہیں آج کے دن

اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ

اللہ کے عذاب سے مگر جس پر وہی مہربانی کرے۔ اور آ حائل ہوئی دونوں کے درمیان موج! پھر وہ ہو گیا

مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ﴿۴۳﴾ وَقِيْلَ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ

ڈوبنے والوں میں۔ اور حکم دیا گیا کہ اے زمین نگل جا اپنا پانی

وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ

اور اے آسمان تھم جا! اور سکھا دیا گیا پانی اور کام تمام کر دیا گیا

وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ

اور کشتی جا ٹھہری جو دی پہاڑ پر۔ اور کہا گیا۔ کہ لعنت ہو

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ

ظالم لوگوں پر ف۔ اور پکارا نوح نے اپنے پروردگار کو کہ اے میرے پروردگار میرا بیٹا

مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۴۵﴾

میری اہل میں (داخل) ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے۔ اور تو سب سے بڑا حاکم ہے۔

قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ڦ

اللہ نے فرمایا کہ اے نوح وہ نہیں تیری اہل میں اس کے عمل اچھے نہیں

فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنِّىْٓ اَعِظُكَ اَنْ

تو نہ سوال کر مجھ سے جس کا تجھ کو علم نہیں۔ میں تجھ کو نصیحت کرتا ہوں کہ

ف کشتی کتنی مدت چلتی رہی:

تفسیر طبری اور بغوی میں ہے کہ نوح علیہ السلام ۱۰ ماہ رجب کو کشتی میں سوار ہوئے تھے، چھ مہینہ تک یہ کشتی طوفان کے اوپر چلتی رہی، جب بیت اللہ شریف کے مقام پر پہنچی تو سات مرتبہ طواف کیا، اللہ تعالیٰ نے اپنے بیت کو بلند کر کے غرق سے بچا لیا تھا۔ پھر ۱۰ محرم یوم عاشوراً میں طوفان ختم ہو کر کشتی جبل جودی پر ٹھہری، حضرت نوح علیہ السلام نے اس روز شکرانہ کے طور پر روزہ رکھا اور کشتی میں جتنے آدمی ساتھ تھے سب کو روزہ رکھنے کا حکم دیا، بعض روایتوں میں ہے کہ کشتی کے شریک سب جانوروں نے بھی اس دن روزہ رکھا، (مظہری و قرطبی)
(معارف القرآن)

خشکی کی خبر:

ف حضرت نوح علیہ السلام نے کوے کو بھیجا کہ وہ خشکی کی خبر لائے، وہ ایک مردار کے کھانے میں لگ گیا اور دیر لگا دی۔ آپؑ نے ایک کبوتر کو بھیجا وہ اپنی چونچ میں زیتون کے درخت کا پتہ اور پنجوں میں مٹی لے کر واپس آیا۔ اس سے حضرت نوح علیہ السلام نے سمجھ لیا کہ پانی سوکھ گیا ہے اور زمین ظاہر ہو گئی ہے۔ پس آپؑ جودی کے نیچے اترے اور وہیں ایک بستی کی بناء ڈال دی جسے ثمانین کہتے ہیں۔ ایک دن صبح کو جب لوگ جاگے تو ہر ایک کی زبان بدلی ہوئی تھی۔

تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿٤٦﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ

تو نہ ہو جاہلوں میں ف۱۔ عرض کیا! اے رب میں تیری پناہ مانگتا ہوں کہ

اَسْـَٔلَكَ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَ اِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَ تَرْحَمْنِیْۤ

تجھ سے سوال کروں جس کا مجھے علم نہ ہو۔ اور اگر تو نہ بخشے مجھ کو اور نہ رحم فرمائے مجھ پر

اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿٤٧﴾ قِیْلَ یٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا

تو میں ہو جاؤں گا گھاٹا پانے والوں میں حکم ہوا کہ اے نوح اتر سلامتی کے ساتھ ہماری طرف سے

وَ بَرَكٰتٍ عَلَیْكَ وَ عَلٰۤى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ وَ اُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ

اور برکتوں کے ساتھ تجھ پر اور ان (مسلمان) فرقوں پر جو تیرے ساتھیوں سے (پیدا) ہوں گے اور دوسرے (کافر)

ثُمَّ یَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿٤٨﴾ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ

فرقوں کو ہم فائدے دیں گے پھر ان کو پہنچے گا ہماری طرف سے دردناک عذاب۔ یہ غیب کی

نُوْحِیْهَاۤ اِلَیْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَاۤ اَنْتَ وَ لَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ

چند خبریں ہیں کہ ہم ان کو بھیجتے ہیں تیری طرف نہ تو ہی جانتا تھا ان کو اور نہ تیری قوم جانتی تھی اس سے پہلے۔

هٰذَا ۛ ؕ فَاصْبِرْ ؕ ۛ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿٤٩﴾ وَ اِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ

تو صبر کر۔ بیشک انجام بخیر پرہیزگاروں ہی کا ہے۔ اور ہم نے بھیجا عاد کی جانب ان کے بھائی

هُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ

ہود کو۔ کہا کہ اے قوم! عبادت کرو اللہ کی کوئی تمہارا معبود نہیں اس کے سوا۔

اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿٥٠﴾ یٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ

اور (شرک جو کرتے ہو تو) تم نرے بہتان باندھتے ہو۔ اے قوم! میں تم سے نہیں مانگتا اس پر کچھ

ف۱ کافر اور ظالم کے لئے دعاء جائز نہیں

اس سے ایک مسئلہ یہ بھی معلوم ہوا کہ دعاء کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ دعاء کرنے والا پہلے یہ معلوم کرلے کہ جس کام کی دعاء کررہا ہے وہ جائز وحلال ہے یا نہیں، مشتبہ حالت میں دعاء کرنے سے منع فرمایا گیا ہے، تفسیر روح المعانی میں بحوالۂ قاضی بیضاوی نقل کیا ہے کہ جب اس آیت سے مشتبہ الحال کے لئے دعاء کرنے کی ممانعت معلوم ہوئی تو جس معاملہ کا ناجائز وحرام ہونا معلوم ہو اس کے لئے دعاء کا ناجائز ہونا بدرجۂ اولیٰ ثابت ہوگیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ آج کل کے مشائخ میں جو یہ عام رواج ہوگیا ہے کہ جو شخص کسی دعاء کے لئے آیا اس کے واسطے ہاتھ اٹھادیئے اور دعا کردی حالانکہ اکثر ان کو یہ بھی معلوم ہوتا ہے جس مقدمہ کے لئے یہ دعاء کرا رہا ہے اس میں یہ خود ناحق پر ہے یا ظالم ہے، یا کسی ایسے مقصد کے لئے دعاء کرا رہا ہے جو اس کے لئے حلال نہیں کوئی ایسی ملازمت اور منصب ہے جس میں یہ حرام میں مبتلاء ہوگا یا کسی کی حق تلفی کرکے اپنے مقصد میں کامیاب ہوسکے گا۔ ایسی دعائیں حالت معلوم ہونے کی صورت میں تو حرام و ناجائز ہیں ہی، اگر اشتباہ کی حالت بھی ہو تو حقیقت حال اور معاملہ کے جائز ہونے کا علم حاصل کئے بغیر دعاء کے لئے اقدام کرنا بھی مناسب نہیں۔

ع ٤

خلاصہ رکوع ۴

نوح علیہ السلام کی قوم کا تذکرہ اور عذاب الٰہی بصورت سیلاب آنے کا تذکرہ فرمایا گیا۔ کنعان بن نوح کی سرکشی پر ہلاکت جس سے معلوم ہوا کہ دینی امور میں رشتہ داری موثر نہیں۔

أَجْرًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۵۱﴾

مزدوری۔ میری مزدوری تو اسی پر ہے جس نے مجھ کو پیدا کیا تو کیا تم سمجھتے نہیں۔

وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاۗءَ

اور اے قوم گناہ بخشواؤ اپنے رب سے پھر توبہ کرو اسکی جناب میں کہ وہ بھیج دے گا

عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا

تم پر خوب برسانے والا و۱ (بادل) اور تم کو زیادہ دے گا قوت پر قوت اور نہ پھرے جاؤ

مُجْرِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ

گنہگار ہو کر وہ بولے! اے ہود تو ہمارے پاس کچھ سند لے کر نہیں آیا۔ و۲

بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۳﴾

اور ہم چھوڑنے والے نہیں اپنے معبودوں کو تیرے کہنے سے اور نہ ہم تجھ پر ایمان لانے والے ہیں

اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْۗءٍ ۭ قَالَ

ہم تو یہی کہتے ہیں کہ تجھ کو جھپٹ لیا ہے ہمارے کسی معبود نے بری طرح ہود و۳ نے کہا کہ

اِنِّىْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّىْ بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾

میں گواہ کرتا ہوں اللہ کو اور تم بھی گواہ رہو کہ میں ان سے بیزار ہوں جن کو تم شریک کرتے ہو

مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۵۵﴾ اِنِّىْ

اس کے سوا تو تم بدی کرو میرے ساتھ سب مل کر پھر مجھ کو مہلت نہ دو۔

تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ۭ مَا مِنْ دَاۗبَّةٍ اِلَّا

میں نے بھروسہ کیا اللہ پر جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے۔ کوئی نہیں پاؤں

و۱: شروع میں اللہ تعالیٰ نے انہیں قحط میں مبتلا فرما دیا تھا، تاکہ وہ اپنی غفلت سے کچھ ہوش میں آئیں۔ اس موقع پر حضرت ہود علیہ السلام نے انہیں یاد دلایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک تازیانہ ہے۔ اور اگر اب بھی تم بت پرستی سے باز آجاؤ تو یہ قحط تم سے دور ہو سکتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہیں بارشوں سے نہال کر سکتا ہے۔

و۲: روشن دلیل سے ان کی مراد ان کے فرمائشی معجزات تھے۔ عقلی اور نقلی دلائل تو حضرت ہود علیہ السلام نے ہر قسم کے پیش کر دیئے تھے، لیکن ان کا کہنا تھا کہ ہم جس جس معجزے کی فرمائش کرتے جائیں، وہ ہمیں دکھاتے جاؤ۔ ظاہر ہے کہ پیغمبر کرشمے دکھانے کے لئے وقف نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ان کی یہ فرمائشیں پوری نہ ہوئیں تو انہوں نے کہہ دیا کہ تم کوئی روشن دلیل ہی ہمارے پاس نہیں لائے۔

و۳: یعنی تم ہمارے جن بتوں کی خدائی کا انکار کرتے ہو، ان میں سے کسی نے تم سے ناراض ہو کر تم پر آسیب مسلط کر دیا ہے جس کے نتیجے میں تم (معاذ اللہ) ہوش وحواس کھو بیٹھے ہو۔ (توضیح القرآن)

هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّىْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۶﴾ فَاِنْ

دھرنے والا مگر اسی کے ہاتھ میں اس کی چوٹی ہے۔ بیشک میرا پروردگار سیدھی راہ پر ہے پھر اگر

تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّاۤ اُرْسِلْتُ بِهٖۤ اِلَيْكُمْ ؕ وَيَسْتَخْلِفُ

تم منہ موڑو گے تو میں تو تم کو پہنچا چکا جو میرے ہاتھ تم کو بھیجا گیا تھا۔ اور تمہارا جانشین بنا دے گا

رَبِّىْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْــًٔا ؕ اِنَّ رَبِّىْ عَلٰى

میرا رب تمہارے سوا اور لوگوں کو اور تم اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے۔ بیشک میرا رب

كُلِّ شَىْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۵۷﴾ وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا

ہر چیز پر نگہبان ہے ف۱ اور جب آ پہنچا ہمارا حکم ہم نے بچا دیا ہود کو

وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ

اور ان کو جو ایمان لائے اس کے ساتھ اپنی رحمت سے اور ہم نے ان سب کو نجات دی بڑے

عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۵۸﴾ وَتِلْكَ عَادٌ ۟ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا

سخت عذاب سے ف۲۔ اور یہ عاد (کا حال) ہے کہ انکار کیا اپنے رب کی آیتوں کا۔

رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْۤا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۵۹﴾ وَاُتْبِعُوْا

اور نافرمانی کی اس کے پیغمبروں کی اور حکم پر چلے ہر سرکش مخالف کے۔ اور ان کے

فِىْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ عَادًا

پیچھے لگا دی گئی اس دنیا میں پھٹکار۔ اور قیامت کے دن سن لو! عاد

كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ﴿۶۰﴾ ع وَاِلٰى ثَمُوْدَ

منکر ہوئے اپنے رب کے۔ سن لو! پھٹکار ہے عاد پر جو ہود کی قوم ہے۔ اور ہم نے بھیجا ثمود

ف۱ میرا کوئی نقصان نہیں تم اپنی فکر کرو:

یعنی ایسی صاف اور کھری کھری سی باتیں سن کر بھی نہ مانو گے تو اب میرا کچھ نقصان نہیں۔ میں فرض تبلیغ پوری طرح ادا کر چکا۔ تم اپنی فکر کرلو۔ ضرور ہے کہ اس قسم کی ہٹ دھرمی اور تعصب وعناد پر آسمان سے عذاب آئے جو تم کو ہلاک کر ڈالے۔ خدا کی زمین تمہاری تباہی سے ویران نہ ہوگی۔ وہ دوسرے لوگوں کو تمہارے اموال وغیرہ کا وارث بنا دے گا۔ تمہارا قصہ ختم کر دینے سے یاد رکھو خدا کا یا اس کے پیغمبروں کا کچھ نہیں بگڑتا نہ اس کا ملک خراب ہوتا ہے۔ جب وہ ہر چیز کا محافظ ونگہبان ہے تو ہر قابل حفاظت چیز کی حفاظت کے سامان اپنی قدرت کاملہ سے کردے گا۔ (تفسیر عثمانیؒ)

ف۲ قوم عاد پر آندھی کا عذاب:

یعنی سات رات اور آٹھ دن مسلسل آندھی کا طوفان آیا جیسا کہ سورۂ "اعراف" میں ہم ذکر کر چکے ہیں۔ مکان گر گئے، چھتیں اڑ گئیں، درخت جڑ سے اکھڑ کر کہیں کے کہیں جا پڑے۔ ہوا ایسی مسموم تھی کہ آدمیوں کی ناک میں داخل ہوکر نیچے سے نکل جاتی اور جسم کو پارہ پارہ کر ڈالتی تھی۔ اس ہولناک عذاب سے ہم نے ہود علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو جو آخر میں چار ہزار تک پہنچ گئے تھے بالکل محفوظ رکھا اور ایمان وعمل صالح کی بدولت آخرت کے بھاری عذاب سے بھی ان کو نجات دے دی۔ (تفسیر عثمانیؒ)

خلاصہ رکوع ۵

ع ۱۱ ۵ حضرت ہود علیہ السلام اور ان کی قوم عاد کی بت پرستی اور پیغمبر کی دعوت کو ذکر فرمایا گیا۔ قوم کی سرکشی پر عذاب وہلاکت کو بیان کیا گیا۔

خاصیت: آیت ۵۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ

کی جانب ان کے بھائی صالح کو۔ کہا اے قوم عبادت کرو اللہ کی تمہارا کوئی معبود نہیں

اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا

اس کے سوا۔ اسی نے تم کو پیدا کیا زمین سے اور تم کو بسایا اس میں تو اس سے

فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ﴿۶۱﴾

معافی مانگو پھر توبہ کرو اس کی جناب میں۔ بیشک میرا ربّ (ہر ایک کے) پاس (اور) دعا قبول کرنے والا ہے

قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَاۤ اَتَنْهٰىنَاۤ

بولے اے صالح تجھ پر ہم کو امید تھی اس سے پہلے ف۲ تو ہم کو اس سے منع کرتا ہے

اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ

کہ ہم عبادت کریں جن کی عبادت کرتے رہے ہمارے باپ دادا اور ہم کو تو اس میں شبہ ہے جس

اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿۶۲﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى

کی طرف تو ہم کو بلا رہا ہے ایسا کہ دل نہیں ٹھہرتا ف۲۔ کہا اے قوم بھلا دیکھو تو سہی اگر میں ہوں

بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ

اپنے رب کے کھلے رستہ پر اور اس نے مجھ کو دی اپنی طرف سے رحمت تو کون میری مدد کرے گا

مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ ۫ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ﴿۶۳﴾

اللہ کے مقابلہ میں اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو تم میرا کچھ نہیں بڑھاتے سوائے نقصان کے۔

وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْۤ

اور اے قوم یہ اللہ کی اونٹنی ہے تمہارے لئے نشانی تو اس کو چھٹا رہنے دو کھاتی

ف۱ حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت

اس سے صاف واضح ہے کہ نبوت کے اعلان سے پہلے حضرت صالح علیہ السلام کو پوری قوم بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتی تھی۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی قوم نے انہیں اپنا سردار یا بادشاہ بنانے ارادہ کیا ہوا تھا۔ (توضیح القرآن)

ف۲ قوم کا جواب:

یعنی تجھ سے امید تھی کہ آگے چل کر بڑا فاضل اور نیک مرد ہوگا جس کو معزز بزرگوں کا جانشین سمجھ کر قوم سر پر بٹھائے گی۔ تیری پیشانی سے رشد و صلاح کے آثار ہویدا تھے۔ سب کو توقع تھی، کہ مستقبل قریب میں بڑا فائدہ تجھ سے پہنچے گا۔ رائے و تدبیر، صلاح مشورہ سے اپنی قومی بھائیوں کی رہنمائی اور نہایت قوت قلب کے ساتھ آبائی مذہب کی حمایت و تائید کرے گا۔ یہ درست ہے کہ ابتداء سے تجھ کو بت پرستی مبغوض تھی اور عام قومی مذہب سے الگ تھلگ رہتا تھا، تاہم تیری سمجھ اور فطری قابلیت پر اعتماد کر کے ہم کو امید رہی کہ آگے چل کر عقل و تجربہ کی پختگی کے بعد یہ روش نہ رہے گی۔ لیکن افسوس یک بیک تو ایسی باتیں کرنے لگا جس نے تمام امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ تو نے ہمارے آباء و اجداد کے قدیم مذہب کے خلاف علانیہ جہاد شروع کر کے سب توقعات خاک میں ملا دیں۔ کیا تو چاہتا ہے کہ ہم ایک خدا کو لے کر سارے پرانے دیوتاؤں کو چھوڑ بیٹھیں۔ ہمارے نزدیک بزرگوں کی روش کے خلاف ایسا مسلک اختیار کرنا سخت شبہ کی چیز ہے جسے ہمارا دل کسی طرح نہیں مانتا۔ ''موضح القرآن'' میں ہے، ''یعنی ہونہار لگتا تھا کہ باپ دادے کی راہ روشن کرے گا۔ تو لگا مٹانے''۔ (تفسیر عثمانی)

اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ

پھرے اللہ کی زمین میں اور اس کو نہ چھیڑو بری طرح ورنہ پکڑے گا تم کو عذاب

قَرِيْبٌ ﴿۶۴﴾ فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ

نزدیک کا تو انہوں نے اس کے پاؤں کاٹ ڈالے تب صالح نے کہا رس بس لو اپنے گھروں میں تین

اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿۶۵﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا

دن۔ یہ وعدہ ہے جھوٹا نہ ہو گا۔ پھر جب آ پہنچا ہمارا حکم

نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ

تو ہم نے نجات دی صالح کو اور ان کو جو ایمان لائے اس کے ساتھ اپنی رحمت سے

خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿۶۶﴾ وَاَخَذَ

اور (بچا لیا) اس دن کی رسوائی سے بیشک تیرا رب وہی زور آور زبردست ہے اور دھر پکڑا

الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۶۷﴾

ان ظالموں کو ایک چنگھاڑ نے تو صبح کو رہ گئے اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے

كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۭ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَاۡ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ۭ

جیسے اس جگہ کبھی بسے ہی نہ تھے۔ سن لو! ثمود منکر ہوئے اپنے رب سے۔

اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿۶۸﴾ ع وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ

سن لو! پھٹکار ثمود پر۔ ف۱ اور آئے ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ابراہیم کے پاس

بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ

خوشخبری لے کر۔ بولے سلام۔ ابراہیم نے کہا سلام پھر دیر نہ کی کہ لے آیا بچھڑا

ف۱ سورۂ ہود کے گذشتہ مضامین کا خلاصہ:

سورۂ ہود کی مذکورہ پہلی گیارہ آیتوں میں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر حضرت ہود علیہ السلام کا ذکر ہے جن کے نام سے یہ سورت موسوم ہے، اس صورت میں نوح علیہ السلام سے لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام تک قرآن کریم کے خاص طرز میں سات انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں کے واقعات مذکور ہیں، جن میں عبرت و موعظت کے ایسے مظاہر موجود ہیں کہ جس دل میں ذرا بھی حیات اور شعور باقی ہو وہ ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا، عبرت کے علاوہ ایمان اور عمل صالح کے بہت سے اُصول وفروع اور انسان کے لئے بہترین ہدایات موجود ہیں۔

قصص وواقعات تو اس میں سات پیغمبروں کے درج ہیں مگر سورت کا نام حضرت ہُود علیہ السلام کے نام سے منسوب کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں حضرت ہوُد علیہ السلام کے قصہ کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

ان لوگوں نے ان باتوں میں سے کسی چیز پر کان نہ دھرا اور اپنی سرکشی پر قائم رہے تو خُدا تعالیٰ کا عذاب ہوا کے طوفان کی صورت میں ان پر نازل ہوا جس نے مکانات اور درختوں کو جڑوں سے اکھاڑ دیا، آدم اور جانور ہوا میں اڑ کر آسمانی فضاء

خلاصہ رکوع ۶

ع ۶ ۸ ۶

حضرت صالح علیہ السلام اور ان کی قوم ثمود کا تذکرہ فرمایا گیا۔ قوم کو منہ مانگا معجزہ دینے کے بعد عذاب سے ہلاکت کو ذکر فرمایا گیا۔

تک جاتے اور وہاں سے اوندھے گرتے تھے آسمان کی طرف سے انسانوں کی چیخ و پکار سنائی دیتی تھی، یہاںتک کہ یہ بے مثال قوت اور ڈیل ڈول رکھنے والی قوم پوری کی پوری ہلاک و برباد ہوگئی۔

جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ۝۶۹ فَلَمَّا رَآٰ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ

یعنی اس کا گوشت تلا ہوا۔ ف۱ پھر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ نہیں آتے کھانے پر

نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۭ قَالُوْا لَا تَخَفْ

تو اُن سے بد گمان ہوا اور ان سے دل میں ڈرا وہ بولے ڈر مت

اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ۝۷۰ وَامْرَاَتُهٗ قَآىِٕمَةٌ فَضَحِكَتْ

ہم بھیجے گئے ہیں قوم لوط کی جانب اور ابراہیم کی بی بی کھڑی ہوئی تھی تو ہنس پڑی پھر ہم نے

فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ۝۷۱ قَالَتْ

اس کو بشارت دی اسحٰق کے (پیدا ہونے) کی اور اسحٰق کے بعد یعقوب کی۔ بولی۔

يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا ۭ اِنَّ

ہائے خرابی کیا میں جنوں گی اور میں تو بڑھیا ہوں اور یہ جو میرا خاوند ہے بوڑھا ہے یہ

هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ۝۷۲ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ

تو بڑے ہی تعجب کی بات ہے فرشتے بولے۔ کیا تعجب کرتی ہے اللہ کے حکم سے اللہ کی

رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ

رحمت اور برکتیں ہیں تم پر اے گھر والو۔ بیشک اللہ

حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝۷۳ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ

سزاوار حمد اور بڑائیوں والا ہے۔ پھر جب جاتا رہا ابراہیم سے

وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ۝۷۴ اِنَّ

خوف اور اس کے پاس آئی خوشخبری (تو) ہم سے جھگڑنے لگا قوم لوط کے بارے میں۔

ف۱ مہمان داری کے چند اصول

فما لبث جا بعجل حنیذ یعنی نہیں ٹھہرے ابراہیم علیہ السلام مگر صرف اس قدر کہ لے آئے تلا ہوا بچھڑا۔

اس سے چند باتیں معلوم ہوئیں، اول یہ کہ مہمان نوازی کے آداب میں سے یہ ہے کہ مہمان کے آتے جو کچھ کھانے پینے کی چیز میسر ہو اور جلدی سے مہیا ہو سکے وہ لا رکھے، پھر اگر صاحب وسعت ہے تو مزید مہمانی کا انتظام بعد میں کرے۔ (قرطبی)

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ مہمان کے لئے بہت زیادہ تکلفات کی فکر میں نہ پڑے، آسانی سے جو اچھی چیز میسر ہو جائے وہ مہمان کی خدمت میں پیش کر دے، حضرت ابراہیم کے یہاں گائے بیل رہتے تھے، اس لئے بچھڑا ذبح کر کے فوری طور پر اس کا گوشت تل کر سامنے لا رکھا۔ (قرطبی)

تیسرے یہ کہ آنے والوں کی مہمانی کرنا آداب اسلام اور مکارم اخلاق میں سے ہے، انبیاء وصلحاء کی عادت ہے، اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ مہمانی کرنا واجب ہے یا نہیں؟ جمہور علماء اس پر ہیں کہ واجب نہیں، سنت اور مستحسن ہے۔ بعض نے فرمایا کہ گاؤں والوں پر واجب ہے کہ جو شخص ان کے گاؤں میں ٹھہرے اس کی مہمانی کریں کیونکہ وہاں کھانے کا کوئی دوسرا انتظام نہیں ہو سکتا اور شہر میں ہوٹل وغیرہ سے اس کا انتظام ہو سکتا ہے۔ اس لئے شہر والوں پر واجب نہیں۔ (معارف القرآن)

میزبان کو چاہئے کہ صرف کھانا سامنے رکھ کر فارغ نہ ہو جائے بلکہ اس پر نظر رکھے کہ مہمان کھا رہا ہے یا نہیں، جیسا ابراہیم علیہ السلام نے کیا کہ فرشتوں کے کھانا نہ کھانے کو محسوس کیا۔

اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ﴿٧٥﴾ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ

بیشک ابراہیم بڑا بردبار نرم دل (اللہ کی طرف) رجوع کرنے والا تھا ف۱ (ہم نے فرمایا) اے ابراہیم

عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ

یہ خیال چھوڑ وہ تو آچکا حکم تیرے رب کا اور ان پر آنے والا ہے ایسا

عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ﴿٧٦﴾ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا

عذاب جو ٹل نہیں سکتا۔ اور جب آئے ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) لوط کے

سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ

پاس اُس کو بُرا لگا ان کا (آنا) اور تنگدل ہوا ان کے باعث اور بولا آج کا دن

عَصِيْبٌ ﴿٧٧﴾ وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ۭ وَمِنْ قَبْلُ

بڑا سخت ہے ف۲ اور آئی لوط کے پاس اس کی قوم بے اختیار دوڑتی ہوئی

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَاۗءِ بَنَاتِيْ

اور پہلے سے کر رہے تھے برے کام لوط نے کہا اے قوم یہ میری بیٹیاں ہیں

هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ

(نکاح کرلو) یہ پاکیزہ تر ہیں تمہارے لئے ف۳ تو تم ڈرو اللہ سے اور مجھ کو نہ رسوا کرو

ضَيْفِيْ ۭ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ﴿٧٨﴾ قَالُوْا لَقَدْ

میرے مہمانوں کے بارے میں۔ کیا تم میں کوئی بھی بھلا آدمی نہیں ۔ بولے تو تو

عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ

جان چکا ہے۔ کہ ہم کو تیری بیٹیوں کی کوئی حاجت نہیں۔ اور تجھے تو معلوم ہے

ف۱ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ فرمائش تو منظور نہیں فرمائی گئی کہ قوم لوط سے عذاب کو مؤخر کردیا جائے۔ لیکن جس جذبے اور جس انداز سے انہوں نے اللہ تعالیٰ سے رجوع فرمایا تھا۔ اس فقرے میں اس کی بڑے بلیغ الفاظ میں تعریف فرمائی تھی۔ (توضیح القرآن)

ف۲ حضرت لوطؑ کے پاس فرشتوں کی آمد:

فرشتے نہایت حسین وجمیل بے ریش و بروت نوجوانوں کی شکل میں تھے۔ ابتداء حضرت لوطؑ نے نہ پہچانا کہ فرشتے ہیں۔ معمولی مہمان سمجھے۔ ادھر اس قوم کی بے حیائی اور خوئے بد معلوم تھی۔ سخت فکرمند اور تنگدل ہوئے۔ کہ یہ بدمعاش ان مہمانوں کا پیچھا کریں گے۔ مہمانوں کو چھوڑنا بھی مشکل اور ان خبیثوں کے ہاتھوں سے چھڑانا بھی دشوار ہوگیا، گویا ساری قوم سے لڑائی مول لینا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

ف۳ حضرت لوط علیہ السلام کے پاس یہ فرشتے خوبصورت نوجوانوں کی شکل میں آئے تھے اور انہیں ابھی یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ فرشتے ہیں۔ دوسری طرف وہ اپنی قوم کی بدفطرت بے حیائی سے واقف تھے۔ اس لئے ان کی پریشانی کی وجہ یہ تھی کہ ان کی قوم ان مہمانوں کو اپنی ہوس کا نشانہ بنانے کی کوشش کرے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جیسا کہ اگلی آیت میں بیان فرمایا گیا ہے وہ لوگ ان نوجوانوں کی آمد کی خبر سنتے ہی اسی مقصد سے دوڑتے ہوئے آئے اور حضرت لوط علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ وہ ان مہمانوں کو ان کے حوالے کردیں۔

مَا نُرِيْدُ ﴿٧٩﴾ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ

جو ہم چاہتے ہیں۔ لوط کہنے لگا اے کاش مجھ کو تمہارے مقابلہ کی طاقت ہوتی۔ یا پناہ پکڑتا کسی زبردست

شَدِيْدٍ ﴿٨٠﴾ قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا

آسرے کی ف۱۔ مہمان بولے اے لوط ہم بھیجے ہوئے (فرشتے) ہیں تیرے رب کے یہ تجھ تک ہرگز نہ پہنچ سکیں گے

اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ

تو تو لے نکل اپنے گھر والوں کو کچھ رات رہے سے اور مڑ کر نہ دیکھے تم میں کوئی

اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ۭ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ۭ اِنَّ

مگر تیری بی بی (بے دیکھے نہ رہے گی) اس پر بھی پڑنا ہے جو ان پر پڑے گا۔ ان کا وقت

مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ۭ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ﴿٨١﴾ فَلَمَّا

مقرر صبح ہے۔ کیا صبح قریب نہیں۔ پھر جب آ پہنچا ہمارا حکم

جَاۗءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا

تو ہم نے کر دیا اُس بستی کے اوپر کے حصے کو نیچے کا حصہ اور اس پر برسائے

حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ڏ مَّنْضُوْدٍ ﴿٨٢﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ۭ وَمَا

پتھر کھنگر کے تہ بہ تہ جن پر نشان کیا ہوا تھا تیرے پروردگار کے ہاں۔ اور وہ

هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ﴿٨٣﴾ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۭ

بستی ان ظالموں سے کچھ دور بھی نہیں اور (ہم نے بھیجا اہل مدین کی جانب ان کے بھائی شعیب کو۔

قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ وَلَا تَنْقُصُوا

کہا اے قوم عبادت کرو اللہ کی کوئی تمہارا معبود نہیں اس کے سوا۔ اور نہ کمی کرو

ف۱ صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق فرمایا کہ اللہ تعالیٰ لوطؑ پر رحم فرماویں وہ کسی مضبوط جماعت کی پناہ لینے پر مجبور ہو گئے، اور ترمذی میں اس کے ساتھ یہ جملہ بھی ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کے بعد اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس کا کنبہ قبیلہ اس کا حمایتی نہ ہو (قرطبی) خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کفار قریش نے ہزار طرح کی تدبیریں کیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے خاندان نے آپ کی حمایت کی، اگرچہ مذہب میں وہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق نہ تھے، اسی وجہ سے پورے بنی ہاشم اس مقاطعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے جس میں کفار قریش نے ان پر دانا پانی بند کر دیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے کہ اس واقعہ میں جب قوم لوط ان کے گھر پر چڑھ آئی تو لوط علیہ السلام نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا تھا اور یہ گفتگو اس شریر قوم سے پس پردہ ہو رہی تھی فرشتے بھی مکان کے اندر تھے، ان لوگوں نے دیوار پھاند کر اندر گھسنے کا اور دروازہ توڑنے کا ارادہ کیا اس پر حضرت لوط علیہ السلام کی زبان پر یہ کلمات آئے، جب فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام کا یہ اضطراب دیکھا تو حقیقت کھول دی اور کہہ دیا کہ آپ دروازہ کھول دیں، اب ہم ان کو عذاب کا مزہ چکھاتے ہیں، دروازہ کھولا تو جبریل امین نے اپنے پر کا اشارہ ان کی آنکھوں کی طرف کیا جس سے سب اندھے ہو گئے اور بھاگنے لگے۔ (معارف مفتی اعظمؒ)

خلاصہ رکوع ۷

ع ۷ ۵ ۷

قوم لوط اور حضرت لوط علیہ السلام کی دعوت و تبلیغ کا ذکر فرمایا گیا۔ مہمانوں کی شکل میں عذاب کے فرشتوں کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آمد اور قوم لوط کی بدبختی کا تذکرہ فرمایا گیا۔

الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِنِّيٓ أَرٰىكُم بِخَيْرٍ وَإِنِّيٓ أَخَافُ

ماپ اور تول میں میں دیکھتا ہوں تم کو آسودہ اور میں تم پر خوف کرتا

عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيطٍ ﴿٨٤﴾ وَيٰقَوْمِ أَوْفُوا

ہوں ایک گھیرنے والے دن کے عذاب کا۔ اور اے قوم پوری کرو

الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَآءَهُمْ

ماپ اور تول انصاف سے ف۱ اور نہ کم دیا کرو لوگوں کو ان کی چیزیں

وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٨٥﴾ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ

اور نہ پھرو زمین میں فساد پھیلاتے۔ جو بچ رہے اللہ کا دیا وہ بہتر ہے

إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۚ وَمَآ أَنَا عَلَيْكُم بِحَفِيظٍ ﴿٨٦﴾

تمہارے لئے اگر تم ایماندار ہو۔ اور میں نہیں ہوں تم پر نگہبان۔

قَالُوا يٰشُعَيْبُ أَصَلٰوتُكَ تَأْمُرُكَ أَن نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ

کہنے لگے اے شعیب کیا تیری نماز تجھ کو سکھاتی ہے کہ ہم چھوڑ بیٹھیں جن کو پوجتے رہے

ءَابَآؤُنَآ أَوْ أَن نَّفْعَلَ فِيٓ أَمْوٰلِنَا مَا نَشٰٓؤُا ۖ إِنَّكَ لَأَنتَ

ہمارے باپ دادا یا چھوڑ دیں تصرف کرنا اپنے مالوں میں جس طرح چاہیں۔

الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ ﴿٨٧﴾ قَالَ يٰقَوْمِ أَرَءَيْتُمْ إِن كُنتُ

تو ہی تو بڑا بردبار نیک چلن ہے۔ شعیب نے کہا اے قوم بھلا دیکھو تو سہی اگر میں ہوں

عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَرَزَقَنِي مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ۚ

اپنے رب کے سیدھے راستہ پر اور اس نے دی مجھ کو اپنی طرف سے عمدہ (حلال) روزی

ف۱ ناپ تول کا نظام درست رکھو: اس جملہ میں صراحۃً پورا ناپنے تولنے کا حکم دیا۔ اس صریح حکم سے اس امر پر بھی تنبیہ ہوگئی کہ قصداً ناپ تول میں کمی سے اجتناب کرنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ پورا پورا دینے کی کوشش کرنا بھی ضروری ہے۔ اگرچہ کچھ زیادہ ہی دینا پڑے، جس کے بغیر پورا پورا ادا کرنا مقصود نہ ہو۔ اسی لئے امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ اگر کوئی پیمائشی یا وزنی چیز کسی نے ناپ تول کر خریدی ہو اور بائع نے ناپ تول کر دی ہو تو جب تک خریدار خود دوبارہ اس کی ناپ تول نہ کر لے نہ خود (اس کو استعمال کر سکتا ہے نہ فروخت کر سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے (خریدے ہوئے) غلہ کو فروخت کرنے سے اس وقت تک روکا ہے جب تک دوبار (ایک بار بائع نے اور ایک بار مشتری نے) اپنے اپنے پیمانوں سے اس کی ناپ تول نہ کر لی ہو۔ (رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں غلہ پیمانوں سے ناپ کر فروخت کیا جاتا تھا صاع یا فرق یا وسق وغیرہ غلہ ناپنے کے پیمانے تھے تول کر نہیں بیچا جاتا تھا۔ یہ حدیث حضرت جابرؓ کی روایت سے ابن ماجہ اور اسحٰق بن ابی شیبہ نے نقل کی لیکن اس کی سند میں ایک راوی عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ہے جس کی وجہ سے محدثین نے اس روایت کو معلل قرار دیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے بھی اسی ہی حدیث آئی ہے۔ حضرت انسؓ اور حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے یہ حدیث منقول ہے لیکن یہ روایت بھی ضعیف ہے ابن ہمام نے لکھا ہے کہ یہ حدیث بہت سندوں سے آئی ہے اور ائمہ نے اس کو قبول کیا ہے۔ اس لئے قابل استدلال ہے۔ امام مالک، امام شافعی، اور امام احمد بھی اسی کے قائل ہیں۔ یہ بھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا وزن کر کے ذرا جھکتا ہوا دو۔ کیونکہ ہم گروہ انبیاء اسی طرح تولتے ہیں۔ رواہ احمد وابوداؤد والترمذی (تفسیر مظہریؒ)

وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ

(تو کیا تمہارے طرح کمائی کھانے لگوں) اور میں نہیں چاہتا کہ خود تم سے پہلے کرنے لگوں جس سے

اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ

تم کو منع کرتا ہوں۔ بس میں تو اصلاح ہی چاہتا ہوں جہاں تک ہو سکے۔ اور میرا کامیاب ہونا تو بس اللہ ہی

عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿٨٨﴾ وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ

کے فضل سے ہے اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں اور اے قوم ایسا جرم نہ کر بیٹھو

شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ

میری ضد میں آ کر کہ تم پر مصیبت آ پڑے جیسی آ پڑی تھی قوم نوح یا

قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ

قوم ہود یا قوم صالح پر۔ اور لوط کی قوم تو تم سے

بِبَعِيْدٍ ﴿٨٩﴾ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ

دور نہیں اور گناہ بخشواؤ اپنے رب سے پھر توبہ کرو اس کی جناب میں بیشک میرا پروردگار مہربان

وَّدُوْدٌ ﴿٩٠﴾ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ

بڑا محبت کرنے والا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ اے شعیب ہم نہیں سمجھتے بہتیری باتیں جو تو کہتا ہے

وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۫

اور ہم دیکھتے ہیں کہ تو ہم میں بودا ہے۔ اور اگر تیری برادری نہ ہوتی تو ہم تجھ کو سنگسار کر ڈالتے

وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ﴿٩١﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ

اور کچھ تیرا ہم پر دباؤ تو ہے نہیں۔ ف۱ شعیب نے کہا اے قوم کیا میری برادری کا دباؤ

ف۱ نظام مالیات میں شریعت کی تعلیمات:

شریعت یہ کہتی ہے کہ بے شک تم اپنے مالوں کے مالک ہو مگر ہم تمہارے وجود کے اور تمہارے مالوں کے مالک مطلق اور مالک حقیقی ہیں تم سب ہمارے بندے اور غلام ہو تم اپنی تجارت اور زراعت میں ہمارے نازل کردہ قانون کے پابند ہو جس طرح تمہارا وجود ہمارا عطیہ ہے اسی طرح تمہارے اموال ہمارے عطا کردہ اعضاء اور جوارح سے اور ہمارے عطا کردہ قدرت اور اختیار سے تم نے یہ دولت کمائی ہے تم ہمارے بندے۔ اسی طرح سمجھو کہ بندوں کے تمام مالی تصرفات مالک حقیقی اور خداوند احکم الحاکمین کے حکم اور قانون کے ماتحت ہیں۔ ملک کی رعایا حکومت اور صدر مملکت اور وزرائے سلطنت کی مخلوق نہیں اور اپنی ذاتی قدرت اور اختیار میں اور تجارتی کاروبار میں حکومت کے محتاج نہیں مگر بایں ہمہ ملک کی رعایا۔ قانون حکومت کے ماتحت تصرف کر سکتی ہے۔ اس کے خلاف تصرف نہیں کر سکتی۔ پس جب کہ مجازی اور قانونی حکومت میں رعایا کا تصرف قانون حکومت کے ماتحت ہونا تہذیب اور تمدن کے خلاف نہیں۔ تو خدا کی مخلوق کے تصرف کو خدا کے نازل کردہ قانون شریعت کے ماتحت قرار دینا کیسے خلاف تمدن ہو سکتا ہے۔ آج کل کے سرمایہ داروں کی طرح قوم شعیب بھی یہی کہتی تھی کہ کیا آپ کی نماز ہم کو یہ حکم دیتی ہے۔ کہ ناپ تول میں کمی کرنا چھوڑ دیں اور اپنے مالوں میں حسب منشا تصرف کرنا چھوڑ دیں۔ ان مغرورین اور متکبرین کا جواب یہ ہے کہ وہاں نماز ایسی ہی باتوں کا حکم دیتی ہے۔ انالصلوۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر تحقیق نماز فحشاء اور منکرات سے روکتی ہے۔ اس لئے شعیب علیہ السلام کی نماز ان کو آمادہ کرتی تھی کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں۔ (معارف کاندھلویؒ)

۵

مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا

تم پر زیادہ ہے اللہ سے اور تم نے اللہ کو ڈال دیا اپنے پس پشت میرا رب جو کچھ تم

تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۹۲﴾ وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ

کر رہے ہو گھیرے ہوئے ہے ۱ اور اے قوم تم عمل کئے جاؤ اپنی جگہ میں بھی

عَامِلٌ ؕ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ

عمل کر رہا ہوں۔ آگے تم کو معلوم ہو جائے گا! کس پر آتا ہے عذاب کہ ان کو رسوا کرے

وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ؕ وَارْتَقِبُوْا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا

اور کون ہے جھوٹا اور منتظر رہو میں تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔ اور جب آ پہنچا

جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ

ہمارا حکم (تو) ہم نے بچا لیا شعیب کو اور ان کو جو ایمان لائے اس کے ساتھ اپنی رحمت سے۔

مِّنَّا ۚ وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا

اور دھر پکڑا ان ظالموں کو ایک چنگھاڑ نے پھر صبح کو رہ گئے

فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَا بُعْدًا

اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے۔ گویا وہاں کبھی بسے ہی نہ تھے۔ ۲

لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ﴿۹۵﴾ ع وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى

سن رکھو پھٹکار ہے مدین پر جیسے پھٹکار پائی ثمود نے۔ اور ہم بھیج چکے ہیں موسیٰ کو

بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۶﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ

اپنی نشانیوں اور دلیل واضح کے ساتھ۔ فرعون اور اس کے سرداروں

---

۱ اے قوم! تم خدا کا لحاظ نہیں کرتے؟

یعنی افسوس اور تعجب ہے کہ خاندان کی وجہ سے میری رعایت کرتے ہو اس وجہ سے نہیں کرتے کہ میں خدا کا بھیجا ہوا ہوں اور صاف وصریح نشانات اپنی سچائی کے دکھلا رہا ہوں۔ گویا تمہاری نگاہ میں میرے خاندان کی عزت اور اس کا دباؤ خداوند قدوس سے زیادہ ہے۔ خدا کی عظمت وجلال کو ایسا بھلا دیا کہ کبھی تمہیں تصور بھی نہیں آیا۔ جو قوم خدا تعالیٰ کو بھلا کر (معاذ اللہ) پس پشت ڈال دے اسے یاد رکھنا چاہئے کہ اس کے تمام افعال واعمال خدا تعالیٰ کے علم وقدرت کے احاطہ میں ہیں۔ تم کوئی کام کرو اور کسی حالت میں ہو، ایک آن کے لئے بھی اس کے قابو سے باہر نہیں۔

۲ سکوں کو توڑنا حرام ہے:

حدیث میں رسول کریم ﷺ نے بھی اسلامی سلطنت کے سکوں کا توڑنا حرام قرار دیا ہے، اور آیت **تسعة رهط يفسدون في الارض ولا يصلحون** کی تفسیر میں امام تفسیر حضرت زید بن اسلم نے یہی فرمایا ہے کہ یہ لوگ درہم و دینار کو توڑ کر اپنا فائدہ حاصل کر لیا کرتے تھے جس کو قرآن نے فساد عظیم قرار دیا ہے۔

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کی خلافت کے زمانہ میں ایک شخص کو اس جرم میں گرفتار کیا گیا کہ وہ درہم کو کاٹ رہا تھا موصوف نے اس کو کوڑوں کی سزا دی اور سر مونڈھوا کر شہر میں گشت کرایا۔ (تفسیر قرطبی)

۸ ع ۱۲ ۸

خلاصہ رکوع ۸

حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کی قوم کی سرکشی کا تذکرہ فرمایا گیا۔ پیغمبر کی دعوت کو قبول نہ کرنے پر عذاب الٰہی کی گرفت کو بیان فرمایا گیا۔

فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ﴿۹۷﴾

کی جانب تو لوگ فرعون کے کہنے پر چلے اور فرعون کی بات ٹھیک نہ تھی۔ ف۱

يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۭ وَبِئْسَ

فرعون آگے آگے ہوگا اپنی قوم کے قیامت کے دن پھر ان کو پہنچا دے گا آگ تک۔

الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۸﴾ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ

اور برا گھاٹ ہے جس پر پہنچے اور ان کے پیچھے لگا دی گئی اس دنیا میں لعنت

الْقِيٰمَةِ ۭ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿۹۹﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْقُرٰى

اور قیامت کے دن بھی لعنت برا انعام ہے ف۲ جو ان کو دیا گیا۔ یہ بستیوں کی چند خبریں ہیں

نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَاۗىِٕمٌ وَّحَصِيْدٌ ﴿۱۰۰﴾ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ

کہ ہم تجھ کو سناتے ہیں کوئی ان میں قائم ہے ف۳ اور کوئی جڑ سے کٹ گئی اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا۔

وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ

لیکن انہوں نے اپنے اوپر آپ ظلم کیا تو کچھ بھی نہ کام آئے ان کے معبود

الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَاۗءَ

جن کو وہ پکارا کرتے تھے اللہ کے سوا جس وقت کہ آ پہنچا حکم تیرے پروردگار کا۔

اَمْرُ رَبِّكَ ۭ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ﴿۱۰۱﴾ وَكَذٰلِكَ

اور کچھ نہ بڑھایا ان کے حق میں سوائے تباہی کے۔ اور ایسی ہی ہے تیرے رب کی پکڑ۔

اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِىَ ظَالِمَةٌ ۭ اِنَّ اَخْذَهٗٓ

جب وہ پکڑتا ہے بستیوں کو۔ اور وہ ظالم ہوتے ہیں۔ بیشک اس کی پکڑ

ف۱ فرعون اور وزیروں کی جہالت یعنی کھلے کھلے نشان دیکھ کر بھی فرعونیوں نے پیغمبر خدا کی بات نہ مانی، اسی دشمن خدا کے حکم پر چلتے رہے۔ حالانکہ اس کی کوئی بات ٹھکانے کی نہ تھی، جسے مان کر انسان بھلائی حاصل کر سکتا۔ (تفسیر عثمانیؒ)

آیت میں فرعون کے گروہ کی جہالت و حماقت کا اظہار ہے کہ فرعون الوہیت کا مدعی تھا باوجودیکہ اپنے مصاحبین کی طرح معمولی انسان تھا علی الاعلان کفر و شرک اور ظلم کرتا تھا اور موسیٰؑ ہادیٔ برحق تھے۔ آپؑ کا قول مبنی برحق تھا۔ عقل و نقل کی شہادت اور معجزات کی تائید آپ کے قول کو ثابت کر رہی تھی پھر بھی فرعون کے ساتھی ایسے کودن تھے کہ موسیٰ جیسے ہادیٔ برحق کے اتباع سے روگرداں اور فرعون جیسے باطل پرست کے پیرو تھے۔ (تفسیر مظہریؒ)

ف۲ جاہلیت کے شاعروں کا امام: مسند میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن جاہلیت کے شاعروں کا جھنڈا امراؤ القیس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ انہیں لے کر جہنم کی طرف جائے گا۔ اس عذاب آگ پر یہ اور زیادتی ہے کہ یہاں اور وہاں دونوں جگہ یہ لوگ ابدی لعنت میں پڑے۔ قیامت کے دن کی لعنت مل کر ان پر دو لعنتیں پڑ گئیں۔ یہ اور لوگوں کو جہنم کی دعوت دینے والے امام تھے۔ اس لئے ان پر دوسری لعنت پڑی۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

ف۳ مثلاً فرعون کا ملک مصر فرعون کے غرق ہونے کے بعد بھی باقی رہا، اور عاد و ثمود اور قوم لوط کی بستیاں ایسی تباہ ہوئیں کہ بعد میں آباد نہ ہو سکیں۔ (توضیح القرآن)

اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ

بڑی دردناک سخت ہے۔ ان واقعات میں اس کے لئے نشانی ہے جو ڈرتا ہے آخرت کے

عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ

عذاب سے۔ روز آخرت وہ دن ہے جس میں جمع ہوں گے تمام لوگ اور وہ دن ہے جس میں

يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۴﴾

سب حاضر کئے جاویں گے۔ اور ہم جو اس کو ملتوی کئے ہوئے ہیں تو صرف میعاد

يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ

چندروز کے لئے جس دن وہ آ پہنچے گا نہ بول سکے گا کوئی جاندار مگر اس کے حکم سے سو ان میں کوئی بد بخت ہے

وَّسَعِيْدٌ ﴿۱۰۵﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا

اور کوئی نیک بخت ولے۔ تو جو لوگ کہ بد بخت ہیں (وہ) آگ میں ہوں گے

زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ۙ ﴿۱۰۶﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ

ان کو وہاں چلانا اور دھاڑنا (لگا) ہوگا۔ ہمیشہ اس میں رہیں گے جب تک رہیں آسمان

وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا

و زمین مگر جو چاہے تیرا پروردگار۔ بیشک تیرا پروردگار کر ڈالتا ہے

يُرِيْدُ ﴿۱۰۷﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ

جو چاہتا ہے اور جو نیک بخت ہیں (وہ) جنت میں ہوں گے اس میں ہمیشہ رہیں

فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ

جب تک رہیں آسمان و زمین مگر جو چاہے تیرا پروردگار۔

ولے عمل کئے جاؤ:

حضرت علی بن ابی طالب نے فرمایا ہم ایک جنازہ کے ساتھ نکلے بقیع میں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی (چھڑی ہاتھ میں لئے سامنے سے آتے) نظر آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاکر بیٹھ گئے تھوڑی دیر چھڑی سے زمین کو کریدتے رہے، پھر فرمایا کوئی جان (کسی بدن میں پھونکی ہوئی) ایسی نہیں کہ جنت یا دوزخ میں اس کی جگہ (پہلے سے) لکھ نہ دی گئی ہو یا اس کا شقی و سعید ہونا نہ لکھ دیا گیا ہو۔ یہ سن کر ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو پھر اپنے (مقدر میں) لکھے پر بھروسہ کیوں نہ کروں اور عمل کو ترک کیوں نہ کردوں۔ فرمایا نہیں عمل کئے جاؤ ہر ایک کو (تقدیر میں لکھے ہوئے عمل کی) توفیق دی جاتی ہے۔ شقاوت والوں کو اہل شقاوت کے عمل کی توفیق دی جاتی ہے اور اہل سعادت کو سعادت مندوں کے عمل کی توفیق دی جاتی ہے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى (۵) وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى الخ تلاوت فرمائی۔ رواہ البغوی، بخاری و مسلم میں بھی اسی طرح کی حدیث آئی ہے۔

فاما الذین شقو اففی النار لہم فیہا زفیرٌ و شہیقٌ سو جولوگ شقی ہیں وہ دوزخ میں ہونگے دوزخ میں ان کی چیخ و پکار ہوگی۔

عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿١٠٨﴾ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ

یہ بخشش ہے بے انتہا ف۱ تو تو نہ ہو شک میں ان چیزوں سے جن کو

هٰٓؤُلَآءِ ؕ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ

پوجتے ہیں یہ لوگ بس یہ لوگ ایسا ہی پوجتے ہیں جیسے پوجتے رہے ان کے باپ دادے

قَبْلُ ؕ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿١٠٩﴾ ع

پہلے سے۔ اور ہم ان کو پورا پورا دینے والے ہیں ان کا حصہ (عذاب کا) بغیر کم کئے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ

اور ہم نے دی تھی موسیٰ کو کتاب پھر اس میں اختلاف کیا گیا۔ اور اگر ایک بات پہلے سے نہ صادر ہو

سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ

چکی ہوتی تیرے رب کی طرف سے تو فیصلہ کر دیا گیا ہوتا ان میں اور ان کو اس میں ایسا شبہ ہے کہ جی نہیں ٹھہرتا۔

مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿١١٠﴾ وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ؕ

اور ان سب کو جب وقت آئے گا پورا دے دے گا تیرا پروردگار ان کے اعمال کا بدلہ۔

اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿١١١﴾ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ

اس کو سب خبر ہے جو کچھ وہ کر رہے ہیں۔ تو سیدھا چلا چل جیسا تجھ کو حکم ہوا ہے اور (نیز وہ)

مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ؕ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿١١٢﴾ وَلَا

جنہوں نے توبہ کی تیرے ساتھ اور تم حد سے نہ بڑھو جو کچھ تم کرتے ہو وہ دیکھتا ہے اور نہ

تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا

جھکو ان کی طرف جو ظالم ہیں (ورنہ) آ لگے گی تم کو آگ اور کوئی نہیں تمہارا اللہ کے

ف۱ نیک بختی اور بدبختی کی پانچ نشانیاں:

امام بلخیؒ سے منقول ہے کہ سعادت کی پانچ نشانیاں ہیں۔ اول دل کی نرمی دوم اللہ کے خوف سے بہت رونا۔ سوم آرزو کا تھوڑا ہونا چہارم دنیا سے نفرت پنجم اللہ کے سامنے شرمندہ رہنا اور علیٰ ہذا

خلاصہ رکوع ۹

ع ٩ ١٠ ٩

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آل فرعون کا تذکرہ کیا گیا۔ قیامت کی ہیبت و دہشت کو بیان فرمایا گیا اور خوش بخت و بدبخت لوگوں کا حال بیان کیا گیا۔

شقاوت کی بھی پانچ نشانیاں ہیں۔ اول دل کی سختی۔ دوم آنکھوں کی خشکی۔ سوم دنیا کی رغبت چہارم آرزو کا زیادہ ہونا پنجم بے حیائی۔ (معارف کاندھلویؒ)

گناہ گار مسلمان جنت میں آجائیں گے:

بعض محققین کا خیال ہے کہ آیت فاما الذین شقوا میں استثناء کا رجوع (گناہ گار) مومنوں کی طرف ہے۔ بد بخت مومنوں کو گناہوں کی سزا میں اللہ دوزخ میں ڈال دے گا پھر ایک مدت کے بعد) وہاں سے رہا کر دے گا۔ حضرت انسؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ لوگوں کو گناہوں کی سزا میں دوزخ کی لپٹ لگے گی، پھر اللہ اپنی رحمت سے ان کو جنت میں داخل فرمادے گا اور ان کو (اہل جنت کی طرف سے) جہنمی کہا جائے گا۔ رواہ البخاری

لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

سوا مدد گار پھر کہیں بھی مدد نہ پاؤ گے ف۱

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۭ

اور قائم کر نماز دن کے دونوں سرے (صبح و شام) اور اوائل شب میں۔

اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ ذٰلِكَ ذِكْرٰى

بیشک نیکیاں دور کر دیتی ہیں گناہوں کو یہ یاد دہانی ہے

لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

ذکر کرنے والوں کے لئے۔ اور صبر کر بیشک اللہ نہیں ضائع کرتا اجر نیکی کرنے والوں کا۔

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ

تو کیوں نہ ہوئے ان قرنوں میں جو تم سے پہلے ہو گزرے (اہل خرد) جن میں

يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ

کچھ اثر رہا ہو کہ منع کرتے ملک میں فساد کرنے سے مگر تھوڑے سے تھے

اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ

جن کو ہم نے بچا لیا ان میں سے۔ اور چلے وہ لوگ جو ظالم تھے وہی راہ

وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ

جس میں عیش پایا اور تھے گنہگار۔ اور تیرا پروردگار ایسا نہیں کہ ہلاک کر دے

وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ

بستیوں کو ظلماً ۔ اور وہاں کے لوگ نیک ہوں۔ اور اگر تیرا رب چاہتا تو کر دیتا

ف۱ اس آیت کی اہمیت:

روایت میں آیا ہے کہ ایک شخص کسی امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا۔ امام نے یہ آیت پڑھی، یہ شخص سن کر بے ہوش ہو گیا، کچھ دیر کے بعد ہوش میں آیا اور بے ہوشی کی وجہ دریافت کی گئی تو بولا یہ سزا تو ظالم کی طرف مائل ہونے والے کی ہے ظالم کا کیا ہوگا۔ (اس تصور نے مجھے بے ہوش کر دیا) حسن بصری کا قول منقول ہے کہ اللہ نے دین کو دو لا کے درمیان کر دیا ہے ایک لا تطغوا اور دوسرا لا ترکنوا (خود بھی حد سے تجاوز نہ کرو، اور ظالم کی طرف مائل بھی نہ ہو)۔

ظالموں سے دوستی نہ کرو:

حضرت قتادہؒ نے فرمایا کہ مراد یہ ہے کہ ظالموں سے دوستی نہ کرو اور ان کا کہنا نہ مانو، ابن جریجؒ نے فرمایا کہ ظالموں کی طرف کسی طرح کا بھی میلان نہ رکھو، ابو العالیہؒ نے فرمایا کہ ان کے اعمال افعال پر سکوت یا رضا کا اظہار نہ کرو، عکرمہؒ نے فرمایا کہ ظالموں کی صحبت میں نہ بیٹھو، قاضی بیضاویؒ نے فرمایا کہ شکل و صورت اور فیشن اور رہن سہن کے طریقوں میں ان کا اتباع کرنا یہ سب اسی ممانعت میں داخل ہے۔

قاضی بیضاویؒ نے فرمایا کہ ظلم و جور کی ممانعت اور حرمت کے لئے اس آیت میں وہ انتہائی شدت سے جو زیادہ تصور میں لائی جا سکتی ہے کیونکہ ظالموں کے ساتھ دوستی اور گہرے تعلق ہی کو نہیں بلکہ ان کی طرف ادنیٰ درجہ کے میلان اور جھکاؤ اور ان کے پاس بیٹھنے کو بھی اس میں ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

امام اوزاعیؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی شخص اس عالم سے زیادہ مبغوض نہیں جو اپنے دنیوی مفاد کی خاطر کسی ظالم سے ملنے کے لئے جائے۔ (مظہری)

أُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا مَنْ

تمام لوگوں کو ایک راہ پر اور ہمیشہ اختلاف میں رہتے ہیں۔ مگر جن پر

رَّحِمَ رَبُّكَ ؕ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ؕ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ

رحم فرمایا تیرے پروردگار نے۔ اور اسی لئے تو ان کو پیدا کیا ہے اور پورا ہوا کلام

رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

تیرے پروردگار کا کہ میں بھروں گا جہنم جنات اور بنی آدم سب سے ف۱

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ

اور ہر خبر ہم تجھ سے بیان کرتے ہیں پیغمبروں کی خبروں میں سے جس سے تسلی دیں

بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِىْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ

تیرے دل کو اور پہنچی تیرے پاس ان قصوں کے ضمن میں حق بات اور نصیحت

وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا

اور یاددہانی مسلمانوں کے لئے ف۲۔ اور کہہ دے ان سے جو ایمان نہیں لاتے کہ تم عمل کئے جاؤ

عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ؕ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

اپنی جگہ ہم بھی عمل کر رہے ہیں۔ اور منتظر رہو۔ ہم بھی منتظر ہیں۔

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ

اور اللہ کو (علم) ہیان غیب کی باتوں کا جو آسمانوں اور زمین میں ہیں۔ اور اسی کی طرف لوٹتا ہے سارا

فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ ع

کام۔ پس اسی کی عبادت کر اور بھروسہ رکھ اس پر اور تیرا رب اس سے بےخبر نہیں جو کچھ تم کرتے ہو۔

ف۱ جنت اور دوزخ کی گفتگو: صحیحین میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جنت و دوزخ میں گفتگو ہوئی۔ جنت نے کہا مجھ میں تو صرف ضعیف اور کمزور لوگ ہی داخل ہوتے ہیں۔ اور جہنم نے کہا میں تکبر اور تجبر کرنے والوں کے ساتھ مخصوص کی گئی ہوں۔ اس پر اللہ تعالیٰ عزوجل نے جنت سے فرمایا تو میری رحمت ہے جسے چاہوں تجھ سے نوازوں گا اور جہنم سے فرمایا تو میرا عذاب ہے جس سے میں چاہوں تیرے عذابوں سے انتقام لوں گا۔ تم دونوں پُر ہو جاؤ گی۔ جنت میں تو برابر زیادتی رہے گی یہاں تک کہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ ایک نئی مخلوق پیدا کرے گا اور اسے اس میں بسائے گا اور جہنم بھی برابر زیادتی طلب کرتی رہے گی یہاں تک کہ اس پر اللہ رب العزت اپنا قدم رکھ دے گا۔ تب وہ کہنے لگے گی تیری عزت کی قسم اب بس ہے بس ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

ف۲ یعنی برے کاموں سے رکنے کی نصیحت کرتے ہیں اور اچھے کام کرنے کی یاددہانی کرتے ہیں یہ دوسرا فائدہ ہوا قصوں کے بیان کرنے میں ایک فائدہ نبی کے لئے دوسرا امت کے لئے اور حق ہونا یہ تو ان آیات قرآنیہ کی ذاتی صفت ہے جن میں قصص مذکور ہیں اور نصیحت و یاددہانی ہونا یہ اضافی صفت ہے جن میں سے ایک زاجر ہے اور ایک آمر ہے۔

خلاصہ رکوع ۱۰

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ اور اہل حق کو استقامت و اعتدال کا حکم دیا گیا۔ سابقہ اقوام کی ہلاکت کے اسباب بیان کرنے کے بعد امت محمدیہ کو فریضہ تبلیغ کا حکم دیا گیا۔ ۱۰ ع ۱۰

سُوْرَةُ يُوْسُفَ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَّاِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً وَّاثْنَا عَشَرَ رُكُوْعًا

سورہ یوسف مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں ایک سو گیارہ آیتیں اور بارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۚ ① اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا

یہ (آیتیں) واضح کتاب کی آیتیں ہیں۔ ہم نے اس کو اتارا ہے قرآن

عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ② نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ

عربی زبان کا تاکہ تم لوگ سمجھ سکو۔ ہم تجھ سے بیان کرتے ہیں بہتر سے بہتر

الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ وَاِنْ كُنْتَ

قصہ تیری طرف وحی کے ذریعہ سے یہ قرآن بھیج کر۔ اور بیشک

مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ③ اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ

تو اس وحی سے پہلے بالکل بے خبر تھا ول جب کہا یوسف نے اپنے باپ (یعقوب) سے

يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ

کہ ابا جان میں نے خواب میں دیکھا گیارہ ستاروں اور سورج

وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ④ قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ

اور چاند کو میں نے انہیں دیکھا کہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں (یعقوب) نے کہا بیٹا نہ کہہ بیٹھو

رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ

اپنا خواب اپنے بھائیوں سے کہ وہ سوچنے لگیں گے تیرے حق میں فریب۔ اس میں شک نہیں کہ شیطان

تعارف سورہ یوسف

سورۂ یوسف چار آیتوں کے سوا پوری سورت مکی ہے، اس سورۃ میں حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ تسلسل اور ترتیب کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ اور یہ قصہ صرف اسی سورۃ میں آیا ہے پورے قرآن میں دوبارہ اس کا کہیں ذکر نہیں، یہ خصوصیت صرف قصہ یوسف علیہ السلام ہی کی ہے ورنہ تمام انبیاء علیہم السلام کے قصص وواقعات پورے قرآن میں خاص حکمت کے تحت اجزاء اجزاء کر کے لائے گئے ہیں اور بار بار لائے گئے۔

عجیب قصہ:

ول قصہ یوسف بیان کرتے ہیں جو بہترین قصہ ہے اس قصہ میں عجائبات قدرت ہیں عبرتیں اور حکمتیں ہیں دقائق اور فوائد ہیں جو دین ودنیا کے حالات کو درست کرنے والے ہیں۔ بادشاہوں اور رعایا کی سیرتیں اور علماء کی خصائل ہیں عورتوں کی مکاری کا اظہار ہے دشمنوں کی ایذاء پر صبر کرنے کا بیان ہے قابو پانے کے بعد بھی دشمنوں سے درگذر کرنے کی تعلیم ہے۔

جنت والے پڑھیں گے:

خالد بن معدان نے کہا سورۂ یوسف اور سورۂ مریم مزے لے لے کر اہل جنت جنت میں پڑھیں گے ابن عطاء نے کہا ہر غم رسیدہ سورۂ یوسف سن کر کچھ چین پاتا ہے۔ (تفسیر مظہری)

لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۵ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ

انسان کا کھلا دشمن ہے اور (جیسا تو نے خواب میں دیکھا ہے) ف۱ اسی طرح تجھے برگزیدہ کرے گا تیرا پروردگار

وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ

اور تجھ کو سکھائے گا تعبیر بتانی (خواب کی) باتوں کی اور پورا کرے گا اپنا انعام

عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ

تجھ پر اور یعقوب کی اولاد پر جس طرح پورا کیا تیرے دو دادا پر

قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۶ ع لَقَدْ

پہلے (یعنی) ابراہیم اور اسحٰق پر۔ البتہ تیرا رب واقف (اور) حکمت والا ہے

كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ ۷ اِذْ

بیشک یوسف اور اس کے بھائیوں کے قصہ میں نشانیاں ہیں سوال کرنے والوں کے لئے جب

قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ

وہ (آپس میں) کہنے لگے کہ یوسف اور اس کا بھائی (بن یامین) زیادہ پیارا ہے ہمارے باپ کو

عُصْبَةٌ ؕ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِ ۸ ۚ اقْتُلُوْا يُوْسُفَ

ہم سے حالانکہ ہم قوت کے لوگ ہیں! بیشک ہمارا باپ صریح غلطی میں ہے۔ مار ڈالو یوسف کو

اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا

یا اس کو پھینک آؤ کسی ملک میں کہ صرف تمہی پر رہ جاوے

مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ۹ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا

توجہ تمہارے باپ کی اور ہو جاؤ؟ اس کے بعد نیک لوگ بول اٹھا ان میں سے

ف۱ حضرت یوسفؑ کا یہ خواب سن کر اس کی تعبیر کو سامنے رکھ کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے تاکید کردی کہ اسے بھائیوں کے سامنے نہ دوہرانا کیونکہ اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ اور بھائی آپ کے سامنے پست ہوں گے یہاں تک کہ وہ آپ کی عزت و تعظیم کیلئے آپ کے سامنے اپنی بہت ہی لاچاری اور عاجزی ظاہر کریں تو بہت ممکن ہے کہ اس خواب کو سن کر اس کی تعبیر کو سامنے رکھ کر شیطان کے بہکاوے میں آکر ابھی سے تمہاری دشمنی میں لگ جائیں، اور حسد کی وجہ سے کوئی نامعقول فریب کاری کرنے لگیں۔ اور کسی حیلے سے تجھے پست کرنے کی فکر

ع ۱ ۱۱

خلاصہ رکوع ۱

قرآن کریم کی حقانیت اور بچپن میں حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کو بیان فرمایا گیا۔

میں لگ جائیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم بھی یہی ہے۔ فرماتے ہیں تم لوگ کوئی اچھا خواب دیکھو تو خیر اسے بیان کردو اور جو شخص کوئی ایسا برا خواب دیکھے تو جس کروٹ پر ہو وہ کروٹ بدل دے اور بائیں طرف تین مرتبہ تھتکار دے اور اس کی برائی سے اللہ کی پناہ طلب کرے اور کسی سے اس کا ذکر نہ کرے تو وہ خواب اسے کوئی نقصان نہ دے گا۔

مسند احمد وغیرہ کی حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خواب کی تعبیر جب تک نہ لی جائے وہ گویا پرند کے پاؤں پر ہے ہاں جب اس کی تعبیر بیان ہوگئی پھر وہ ہو جاتا ہے۔

اسی سے یہ حکم بھی لیا جاسکتا ہے کہ نعمت کو چھپانا چاہیے جب تک کہ وہ از خود اچھی طرح حاصل نہ ہو جائے اور ظاہر نہ ہو جائے۔ جیسے کہ ایک حدیث میں ہے، ضرورتوں کے پورا کرنے پر ان کے چھپانے سے بھی مدد لیا کرو کیونکہ ہر وہ شخص جسے کوئی نعمت ملے لوگ اس کے حسد کے درپے ہو جاتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ

ایک کہنے والا کہ قتل نہ کرو یوسف کو اور اس کو ڈال دو اندھیرے کنویں میں اس کو

السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝۱۰ قَالُوْا يٰۤاَبَانَا مَا لَكَ لَا

اٹھالے جائے گا کوئی راہ چلتا اگر تم کو کرنا ہے ف۱ بولے کہ ابا جان! کیا وجہ ہے کہ

تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ۝۱۱ اَرْسِلْهُ

آپ ہمارا اعتبار نہیں کرتے یوسف پر اور ہم تو اس کے خیر خواہ ہیں۔ اس کو بھیج دیجئے

مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝۱۲ قَالَ اِنِّيْ

ہمارے ساتھ کل کو کہ خوب کھائے اور کھیلے اور ہم اس کے نگہبان ہیں یعقوب نے کہا

لَيَحْزُنُنِيْۤ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ

مجھ کو رنجیدہ کرتا ہے تمہارا اس کو لے جانا اور ڈرتا ہوں کہ اس کو کھا جائے بھیڑیا

وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ۝۱۳ قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ

اور تم اس سے بے خبر رہو بولے کہ اگر بھیڑیا کھا جائے

وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّاۤ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝۱۴ فَلَمَّا ذَهَبُوْا

اورہم اتنے سارے ہیں تو ہم نے اس صورت میں سب کچھ گنوادیا ف۲ ۔آخرکار جب لے کر چلے

بِهٖ وَاَجْمَعُوْۤا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَاَوْحَيْنَاۤ

یوسف کو اور اس پر متفق ہو گئے کہ اس کو ڈال دیں کسی اندھے کنویں میں۔ اور ہم نے وحی بھیجی

اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۱۵

اس کی طرف کہ ف۳ تو ضرور ان کو جتائے گا ان کا یہ کام اور وہ نہ جانیں گے اور یہ آئے

ف۱ بھائیوں کے جرائم:
محمد بن اسحٰق نے لکھا ہے کہ برادران یوسف کی یہ حرکت مختلف جرائم کی حامل تھی۔ قطع رحم، باپ کی نافرمانی، بے گناہ بچے پر ظلم اور بے رحمی ۔ امانت میں خیانت، وعدہ شکنی اور دروغ بافی اللہ نے ان کے تمام جرائم کو معاف فرمادیا، تاکہ کوئی اس کی رحمت سے ناامید نہ ہو میں کہتا ہوں شاید اس کا سبب یہ ہو کہ ان کو باپ سے بہت زیادہ محبت تھی اور اسی شدت محبت نے ان کو رشک وحسد تک پہنچادیا۔ اور انہوں نے کوشش کی کہ باپ کی توجہ ان کی طرف خالص ہوجائے۔

ف۲ مطلب یہ کہ جماعت کی قوت بھی زیادہ ہوتی ہے اور کئی آدمیوں میں نگرانی بھی سہل ہے اس لئے یہ اندیشہ فضول ہے غرض یعقوب علیہ السلام سے کہہ سن کر ان کو لے کر چلے۔ رہا یہ کہ یعقوب علیہ السلام نے لہو ولعب کو جائز رکھا حالانکہ عبث کاموں کی تجویز انبیاء علیہم السلام کی شان کے خلاف ہے سو اصل یہ ہے کہ یہ لہو ولعب عبث اس لئے نہیں کہ اس سے مراد دوڑنا اور تیراندازی وغیرہ کرنا ہے جو کہ مفید کام ہیں مشہور جواب تو یہ ہے اور احقر کہتا ہے کہ نشاط بڑھانا بھی فوائد مقصودہ میں سے ہے جو کہ بچوں کے لئے ضروری ہے اور مشاغل ضروریہ میں جی لگنے کا موقوف علیہ ہے اور ضروری امر کا مقدمہ بھی ضروری ہوتا ہے خوب سمجھ لو۔

ف۳ اہل سیر کا اتفاق ہے کہ کنویں میں ڈالے جانے کے وقت یوسف علیہ السلام صغیر السن تھے اس وقت آپ کے پاس وحی آئی پس چالیس برس کے بعد وحی نازل ہونا یہ قاعدہ اکثر کے اعتبار سے ہے کلی قاعدہ نہیں۔

وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ۝١٦ قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا

اپنے باپ کے پاس رات کے وقت روتے ہوئے ف۱ کہنے لگے

نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ

کہ ابا جان! ہم تو باہم دوڑ کرنے لگے اور چھوڑ دیا یوسف کو اپنے اسباب کے پاس تو اس کو کھا گیا بھیڑیا۔

وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ۝١٧ وَجَآءُوْ

اور آپ تو ہرگز یقین نہ لائیں گے ہمارے کہنے پر گو ہم سچے ہوں۔ اور لگالائے

عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ۭ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ

یوسف کے کرتے پر جھوٹ موٹ کا خون یعقوب نے کہا کوئی نہیں بلکہ تم کو بنا دی ہے

اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى

تمہارے دلوں نے ایک بات خیر صبر نیک اور اللہ سے مدد مانگتا ہوں اُس پر

مَا تَصِفُوْنَ ۝١٨ وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ

جو تم بیان کرتے ہو۔ ف۲ اور آوارد ہوا ایک قافلہ پھر انہوں نے بھیجا

فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ۭ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ۭ وَاَسَرُّوْهُ

اپنا سقہ تو اس نے لٹکایا اپنا ڈول بول اٹھا! آہا یہ تو لڑکا ہے۔ اور اس کو چھپا رکھا

بِضَاعَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝١٩ وَشَرَوْهُ

مال تجارت بنا کر اور اللہ خوب جانتا ہے جو وہ کر رہے تھے

بِثَمَنٍۢ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ۝٢٠

اور اس کو بیچ آئے کم داموں چند درہم کے عوض۔ اور ہو رہے تھے اس سے بے رغبت

ف۱ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ مصر پہنچنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو بذریعہ وحی اس بات سے منع کر دیا تھا کہ وہ اپنے حال کی خبر اپنے گھر بھیجیں (قرطبی) یہی وجہ تھی کہ یوسف علیہ السلام جیسے پیغمبر خدا نے جیل سے رہائی اور ملک مصر کی حکومت ملنے کے بعد بھی کوئی ایسی صورت نہیں نکالی جس کے ذریعہ والد ضعیف کو اپنی سلامتی کی خبر دے کر مطمئن کر دیتے، اللہ جل شانہٗ کی حکمتوں کو کون جان سکتا ہے جو اس طرز میں مخفی تھیں، شاید یہ بھی منظور ہو کہ یعقوب علیہ السلام کو غیر اللہ کے ساتھ اتنی محبت کے ناپسند ہونے پر متنبہ کیا جائے، اور یہ کہ بھائیوں کا حاجتمند بن کر یوسف علیہ السلام کے سامنے پیش کر کے ان کے عمل کی کچھ سزا تو ان کو بھی دینا مقصود ہو۔ (معارف مفتی اعظم)

ف۲ بھائیوں کی عقل پر پردہ:

وجاءو علی قمیصہ بدم کذب یعنی یوسف علیہ السلام کے بھائی یوسفؑ کے کرتے پر جھوٹا خون لگا کر لائے تھے تاکہ والد کو بھیڑیئے کے کھانے کا یقین دلائیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کا جھوٹ ظاہر کرنے کیلئے انکو اس سے غافل کر دیا کہ کرتے پر خون لگانے کے ساتھ اس کو پھاڑ بھی دیتے، جس سے بھیڑیئے کا کھانا ثابت ہوتا، انہوں نے صحیح سالم کرتے پر بکری کے بچے کا خون لگا کر باپ کو دھوکہ میں ڈالنا چاہا، یعقوب علیہ السلام نے کرتا صحیح سالم دیکھ کر فرمایا میرے بیٹو! یہ بھیڑیا کیسا حکیم اور عقلمند تھا کہ یوسف کو اس طرح کھایا کہ کرتہ کہیں سے نہیں پھٹا۔ مسئلہ: یعقوب علیہ السلام نے کرتہ صحیح سالم ہونے سے برادران یوسف کے جھوٹ پر استدلال کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ قاضی یا حاکم کو فریقین کے دعوے اور دلائل کے ساتھ حالات اور قرائن پر بھی نظر کرنا چاہئے۔ (معارف مفتی صاحب)

خلاصہ رکوع ۲

بھائیوں کا حضرت یوسف و بنیامین سے حسد اور باہمی مشورہ کو ذکر کیا گیا۔ بھائیوں کا حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں گرانے کو بیان فرمایا گیا اور اہل قافلہ کا کنویں سے نکال کر لے جانے کو بتایا گیا۔

ع ۲ (۱۴) ۱۲

وَقَالَ الَّذِي اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖٓ اَكْرِمِيْ

اور اُس (مصری) شخص نے جس نے یوسف کو خریدا کہا اپنی عورت (زلیخا) سے کہ اس کو

مَثْوٰىهُ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ۭ وَكَذٰلِكَ

با حرمت رکھنا شاید ہم کو نفع پہنچاوے یا ہم اس کو بیٹا ہی بنا لیں ف۱ اور یوں

مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۡ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ

ہم نے جگہ دی یوسف کو اس ملک میں اور تاکہ ہم اس کو سکھاویں تعبیر دینی

الْاَحَادِيْثِ ۭ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓي اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

خوابوں کی اور اللہ قادر ہے اپنے ارادے پر لیکن بہتیرے

النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢١﴾ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا

آدمی نہیں جانتے اور جب یوسف پہنچا اپنی جوانی کو ہم نے اس کو دی دانائی

وَّعِلْمًا ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٢٢﴾ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ

اور علم! اور اسی طرح ہم بدلا دیتے ہیں نیکو کاروں کو۔ اور پھسلایا یوسف کو اس عورت نے

هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ

جس کے گھر میں وہ تھا اپنا جی تھامنے سے اور بند کر دیئے دروازے اور کہا کہ لو آ وَ! یوسف نے کہا

هَيْتَ لَكَ ۭ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ ۭ

معاذ اللہ! وہ عزیز تو میرا آقا ہے اُس نے اچھی طرح رکھا ہے مجھ کو بیشک نہیں فلاح پاتے ظالم۔ ف۱

اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٢٣﴾ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا ۚ

اور عورت نے ارادہ بد کیا یوسف سے اور یوسف بھی ارادہ کر ہی چکا تھا عورت کو اگر نہ

ف۱ دنیا کے ذہین شخص:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ دنیا میں سب سے زیادہ صاحب فراست تین شخص گزرے اول عزیز مصر جس نے یوسف علیہ السلام کو دیکھتے ہی تاڑ لیا اور ان کی فہم و فراست کا اندازہ لگالیا۔ اور اپنی بیوی سے کہا اکرمی مثوٰہ عسٰی ان ینفعنا او نتخذہ ولدا دوئم: حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی جس نے موسیٰ علیہ السلام کی قوت اور امانت کو دیکھ کر اپنے باپ کو مشورہ دیا یابت استاجرہ ان خیر من استاجرت القوی الامین اے باپ ان کو نوکر رکھ لیجئے بہترین شخص جس کو نوکر رکھا جائے وہ وہ ہے کہ جو صاحب قوت اور صاحب امانت ہو۔ سوئم حضرت ابوبکر صدیقؓ جنہوں نے حضرت عمرؓ کی فہم و فراست کا اندازہ لگالیا۔ اور اپنے بعد ان کو اپنا جانشین بنایا۔ (معارف القرآن کاندھلویؒ)

ف۲ غیر اللہ کو رب کہنا جائز نہیں

لفظ رب اللہ کے سوا کسی دوسرے کیلئے استعمال کرنا جائز نہیں۔ ایسے الفاظ موہم شرک اور مشرکین کے ساتھ مشابہت پیدا کرنے کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ اس شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایسے الفاظ استعمال کرنا بھی ممنوع کر دیا گیا۔ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے۔ کوئی غلام اپنے آقا کو رب نہ کہے اور کوئی آقا اپنے غلام کو بندہ نہ کہے۔ (معارف القرآن)

انبیاء گناہ سے محفوظ ہیں:

جمہور امت اس پر متفق ہے کہ انبیاء علیہم السلام صغیرہ اور کبیرہ ہر طرح کے گناہ سے معصوم ہوتے ہیں، کبیرہ گناہ تو نہ قصداً ہو سکتا ہے نہ سہو و اخطا کی راہ سے ہو سکتا ہے البتہ صغیرہ گناہ سہو و اخطاء کے طور پر سرزد ہو جانے کا امکان ہے۔ مگر اس پر بھی انبیاء علیہم السلام کو قائم نہیں رہنے دیا جاتا، بلکہ متنبہ کر کے اس سے ہٹا دیا جاتا ہے۔ (مسامرہ)

لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۭ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْۗءَ

ہوتا کہ اس نے دیکھ لی دلیل اپنے پروردگار کی یوں ہی ہوا تا کہ ہم ہٹائے رکھیں اس سے برائی

وَالْفَحْشَاۗءَ ۭ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۝٢٤ وَاسْتَبَقَا

اور بے حیائی۔ بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں ہے۔ اور دونوں دوڑے

الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا

دروازے کو ف۱ اور عورت نے پھاڑ دیا یوسف کا کرتہ پیچھے سے اور دونوں نے پایا عورت کے خاوند کو

الْبَابِ ۭ قَالَتْ مَا جَزَاۗءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْۗءًا اِلَّآ

دروازے کے پاس (زلیخا) بولی! کچھ سزا نہیں اس شخص کی جو ارادہ کرے تیری بیوی سے

اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝٢٥ قَالَ هِىَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ

بدکاری کا اس کے سوا کہ وہ قید کر دیا جاوے یا دکھ کی مار! یوسف بولا کہ یہ عورت تو خود مجھ سے میری

نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ

طالب ہوئی تھی اور گواہی دی ایک گواہ نے عورت کے کنبہ داروں میں سے ف۲ کہ اگر یوسف کا

قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝٢٦ وَاِنْ

کرتہ پھٹا ہے آگے سے تو عورت سچی اور یوسف جھوٹا۔ اور اگر

كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ

اس کا کرتہ پھٹا ہے پیچھے سے تو عورت جھوٹی اور

الصّٰدِقِيْنَ ۝٢٧ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ

یوسف سچا۔ تو جب عزیز نے دیکھا اس کا کرتہ کہ پھٹا ہوا ہے پیچھے سے بولا بیشک

ف۱ معصوم بچے کی گواہی:
حضرت مریمؑ پر جب لوگ تہمت باندھنے لگے تو صرف ایک دن کے بچے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حق تعالیٰ نے گویائی عطا فرما کر ان کی زبان سے والدہ کی پاکی ظاہر فرمادی، اور قدرت خداوندی کا ایک خاص مظہر سامنے کردیا، بنی اسرائیل کے ایک بزرگ جریج پر اسی طرح کی ایک تہمت ایک بڑی سازش کے ساتھ باندھی گئی تو نوزائیدہ بچہ نے ان کی براءت کیلئے شہادت دی، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر فرعون کو شبہ پیدا ہوا تو فرعون کی بیوی کے بال سنوارنے والی عورت کی چھوٹی بچی کو گویائی عطا ہوئی اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بچپن میں فرعون کے ہاتھ سے بچایا۔

ف۲ چار بچے:
بغوی نے لکھا ہے عوفی کی روایت میں حضرت ابن عباس کا بیان بھی آیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا چار بچے بچپن میں بولے (۱) بنت فرعون کے بال بنانے والی خادمہ کا بچہ (۲) شاہد یوسف (۳) جریج والا بچہ (۴) عیسیٰ بن مریم۔ محمد بن محمد سعاف نے تخریج بیضاوی میں لکھا ہے کہ یہ حدیث امام احمد نے مسند میں اور ابن حبان نے صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں بیان کی ہے اور حاکم نے اس کو صحیح بھی کہا ہے حاکم نے حضرت ابو ہریرہ کی روایت سے بھی اس کو بیان کیا ہے اور شرط شیخین کے موافق قرار دیا ہے۔ (تفسیر مظہری)

مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ۝٢٨ يُوْسُفُ اَعْرِضْ

یہ ایک فریب ہے تم عورتوں کا کچھ شک نہیں کہ تمہارا فریب بڑا ہے۔ یوسف! جانے دے

عَنْ هٰذَا ٚ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۚۖ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ

اس بات کو اور اے عورت تو معافی مانگ اپنے گناہ کی بیشک تو ہی

الْخٰطِـِٕيْنَ ۝٢٩ ع وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ

خطا وار تھی اور کہنے لگیں عورتیں شہر میں کہ عزیز کی عورت پھسلاتی ہے

تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ

اپنے غلام کو اس کے نفس سے۔ بیشک اُس کے دل میں جگہ پکڑ گیا اس کا عشق۔ ہم تو

ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝٣٠ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ

اس کو دیکھتے ہیں صریح گمراہی میں تو جب عزیز کی عورت نے سنا اُن کا فریب بلوا بھیجا

وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا

ان کو اور تیار کی ان کے لئے ایک مجلس اور دے دی ان میں سے ہرایک کو ایک ایک چھری! اور بولی

وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗٓ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ

(کہ اے یوسف) باہر آ ان کے سامنے تو جب انہوں نے یوسف کو دیکھا اسے بڑا پایا

اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَآ

اور کاٹ ڈالے اپنے ہاتھ۔ اور کہنے لگیں حاش للہ یہ نہیں ہے بشر ہونہ ہو یہ تو کوئی فرشتہ ہے بزرگ

اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ۝٣١ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ؕ

عزیز کی عورت بولی کہ یہی تو ہے جس کے بارے میں تم نے مجھے طعنے دیئے۔

یوسف علیہ السلام کا حسن:
زلیخا نے یوسف علیہ السلام کو ایک اور جگہ بٹھا دیا تھا وہاں سے آپ عورتوں کے سامنے برآمد ہوئے۔ عکرمہ کا قول ہے کہ حسن میں یوسف علیہ السلام کی دوسرے لوگوں پر برتری ایسی تھی جیسی ستاروں پر چودھویں رات کے چاند کی

خلاصہ رکوع ٣
ع ٣ ٩ ١٣
مصر کے بازار میں عزیز مصر کے ہاتھوں یوسف علیہ السلام کے فروخت ہونے اور پرورش کا بیان فرمایا گیا۔ زلیخا کی غلط کوشش اور حضرت یوسف علیہ السلام کا اس سے بچ جانے کو ذکر کیا گیا۔ یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی پر معصوم بچے کی فیصلہ کن گواہی بیان فرمائی گئی۔

ابن جریر حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید خدری کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھے آسمان کی طرف لے جایا گیا (یعنی شب معراج میں) میں نے دیکھا کہ یوسفؑ چودھویں کے چاند کی طرح تھے۔
ابوالشیخ نے اپنی تفسیر میں اسحاق بن عبداللہ ابی فردہ کا قول بیان کیا ہے کہ یوسف مصر کے گلی کوچوں سے گذرتے تو دیواریں آپ کے چہرے کی چمک سے جگمگا جاتیں جیسے سورج کی دھوپ جب دیواروں پڑ رہی ہو تو اس کے عکس سے پانی جگمگا جاتا ہے۔ (تفسیر مظہری)

وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ وَلَئِنْ

اور بیشک میں نے اس کو پھسلایا اسکے نفس سے پھر یہ بچا رہا اور اگر یہ نہ کرے گا

لَّمْ يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۳۲﴾

جو میں اس سے کہہ رہی ہوں (تو) ضرور بالضرور قید کیا جاوے گا اور ضرور بے عزت ہوگا۔ ف۱

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ ۚ

یوسف بولا کہ اے میرے پروردگار مجھ کو قید اس سے زیادہ پسند ہے جس کی طرف یہ مجھ کو بلا رہی ہیں

وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ

اور اگر تو نہ دفع کرے گا مجھ سے ان کا فریب تو میں انکی طرف مائل ہو جاؤں گا

الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۳﴾ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ؕ

اور بن جاؤں گا نادان۔ تو قبول کر لی اس کی دعا اس کے پروردگار نے پس اس سے دفع کر دیا

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۴﴾ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْ بَعْدِ

ان کا فریب۔ بیشک وہی سننے والا جاننے والا ہے۔ پھر سوجھا لوگوں کو اس کے بعد کہ دیکھ چکے تھے

مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۳۵﴾ ع وَدَخَلَ مَعَهُ

نشانیاں کہ یوسف کو قید رکھیں ایک مدت تک ف۲ اور داخل ہوئے یوسف کے ہمراہ

السِّجْنَ فَتَيٰنِ ؕ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ

قید خانہ میں دو جوان اُن میں سے ایک نے کہا کہ میں خواب میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ نچوڑ رہا ہوں شراب۔

وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ

اور دوسرے نے کہا! میں اپنے آپ کو خواب میں دیکھتا ہوں کہ اٹھا رہا ہوں اپنے سر پر روٹی کہ جانور کھاتے ہیں

ف۱ یہ بات یوسف علیہ السلام کے سنانے اور دھمکانے کو کہی پھر وہ سب عورتیں بھی ان سے کہنے لگیں کہ تم کو اپنی محسنہ سے ایسی بے اعتنائی مناسب نہیں جو یہ کہے تم کو ماننا چاہئے۔ یوسف علیہ السلام نے جو یہ باتیں سنیں اور دیکھا کہ یہ عورت تو بے ڈھب پیچھے پڑی ہے اور سب اسی کی ہاں میں ہاں ملاتی ہیں تو حق تعالیٰ سے التجا کی۔

ف۲ یعنی یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کی نشانیاں دیکھ کر عزیز وغیرہ کو خود تو ان کی براءت کا یقین آ گیا تھا مگر عوام میں سے چرچا قطع کرنے کی غرض سے ان کو خاص مدت تک قید خانہ میں رکھنا مصلحت سمجھا اور نشانیوں سے مراد شیر خوار بچے کے بولنے کا معجزہ جو کہ عقلی دلیل ہے اور قمیص کا پیچھے سے پھٹا ہوا جو دلیل عادی ہے اور زلیخا کا سب عورتوں کے سامنے اقرار کرنا انا راودته عن

ع ۴ / ۱۴

خلاصہ رکوع ۴

عورتوں کی لعن طعن سے بچنے کیلئے زلیخا کی کارروائی اور جیل بھجوانے کی دھمکی بیان فرمائی گئی۔ جو پھر عزیز مصر کا آپ کو جیل بھجوانے کا فیصلہ ذکر فرمایا گیا۔

نفسه فاستعصم کہ میں نے اس سے اپنا مطلب حاصل کرنیکی خواہش کی تھی مگر یہ پاک صاف رہا اور یہ اقرار عزیز تک پہنچ گیا تھا۔ یہ دلیل شرعی ہے ان سب سے نزاہت یوسف علیہ السلام معلوم ہو چکی تھی۔

الطَّيْرُ مِنْهُ ۭ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۶﴾

اُس میں سے (اے یوسف) ہم کو بتاؤ اس کی تعبیر ہم تم کو دیکھتے ہیں نیک کار ف۱

قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ

یوسف نے کہا نہیں آنے پائے گا تمہارے پاس کھانا جو تم کو ملا کرتا ہے مگر میں بتا چکوں گا تم کو اس کی تعبیر

قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ۭ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ۭ اِنِّيْ

اس کے آنے سے پہلے یہ تعبیر بھی منجملہ ان باتوں کے ہے جو مجھ کو سکھائیں ہیں میرے پروردگار نے۔

تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ

میں چھوڑے بیٹھا ہوں دین اس قوم کا جو نہیں ایمان رکھتے اللہ پر اور وہ

بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَاۗءِيْٓ

آخرت سے منکر ہیں۔ ف۲ اور میں پکڑے ہوئے ہوں دین اپنے باپ دادوں

اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ

ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کا۔ ہمیں شایاں نہیں کہ

نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ

شریک بنائیں اللہ کا کسی چیز کو۔ یہ اللہ کا فضل ہے

عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾

ہم پر اور سب لوگوں پر لیکن اکثر آدمی شکر نہیں کرتے

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ

اے جیل کے رفیقو بھلا کئی معبود جدا جدا اچھے یا اللہ

ف۱ پیغمبرانہ شفقت کی عجیب مثال:

ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ اگرچہ ان دونوں کے خواب الگ الگ تھے اور ہر ایک کی تعبیر متعین تھی اور یہ بھی متعین تھا کہ شاہی ساقی بری ہوکر اپنی ملازمت پر پھر فائز ہوگا اور باورچی کو سولی دی جائے گی مگر پیغمبرانہ شفقت ورافت کی وجہ سے متعین کرکے نہیں بتلایا کہ تم میں سے فلاں کی سولی دی جائے گی تاکہ وہ ابھی سے غم میں نہ گھلے، بلکہ اجمالی طور پر یوں فرمایا کہ تم میں سے ایک رہا ہوجائے گا اور دوسرے کو سولی دی جائے گی۔ (معارف مفتی اعظم)

ف۲ حضرت یوسف علیہ السلام نے جب دیکھا کہ یہ دونوں قیدی ان پر خواب کی تعبیر کے بارے میں بھروسہ کررہے ہیں، اور انہیں نیک بھی سمجھتے ہیں تو خواب کی تعبیر بتانے سے پہلے ان کو دین حق کی دعوت دینا مناسب سمجھا، بالخصوص اس وجہ سے بھی کہ ان میں سے ایک کے خواب کی تعبیر یہ تھی کہ اسے سولی دی جائے گی، اور اس طرح اس کی زندگی کی مہلت ختم ہونے والی ہے، اس لئے آپ نے چاہا کہ مرنے سے پہلے وہ ایمان لے آئے، تاکہ اس کی آخرت سنور جائے۔ یہی پیغمبرانہ اسلوب ہے کہ وہ جب کوئی مناسب موقع دیکھتے ہیں، اپنی دعوت پیش کرنے سے نہیں چوکتے۔ (توضیح القرآن)

الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً
اکیلا زبردست۔ تم لوگ کچھ نہیں پوجتے اللہ کے سوا مگر ناموں کو جو گھڑ رکھے
سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا
ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے نہیں اتاری اللہ نے انکی کوئی
مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا
سند کسی کی حکومت نہیں سوا اللہ کے۔ اس نے فرمادیا کہ کسی کی عبادت نہ کرو
اِلَّآ اِيَّاهُ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ
سوائے اللہ کے یہی ہے دین سیدھا۔ لیکن بہت
النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ
لوگ نہیں جانتے۔ اے جیل کے رفیقو! تم میں سے
اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ
ایک تو پلائے گا اپنے آقا کو شراب اور دوسرا سولی دیا جاوے گا۔
فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ۭ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ
پھر کھائیں گے جانور اس کے سر میں سے۔ فیصل ہوا کام جس کی تحقیق
فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ﴿۴۱﴾ وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا
تم چاہتے تھے۔ ف۱ اور یوسف نے کہہ دیا اس شخص سے جس کو سمجھا تھا کہ وہ دو میں سے رہائی پائے گا
اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ۡ فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ
کہ میرا تذکرہ کیجیو اپنے آقا کے ہاں سو اس کو بھلا دیا شیطان نے اپنے آقا سے ذکر کرنا

ف۱ خوابوں کی تعبیر:
فرض تبلیغ ادا کرنے کے بعد یوسف علیہ السلام نے ان کے خوابوں کی تعبیر بیان فرمائی، کہ جس نے خواب میں شراب پلاتے دیکھا اس کی تعبیر یہ ہی ہے کہ وہ بیداری میں بادشاہ کو شراب پلائیگا۔ اور جس نے سر پر سے جانوروں کو روٹیاں کھاتے دیکھا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ سولی دیا جائیگا۔ پھر جانور اس کے سر سے نوچ نوچ کر کھائیں گے۔ قضا وقدر کا فیصلہ یہ ہی ہے جو کسی کے ٹالے ٹل نہیں سکتا۔ جو بات تم پوچھتے تھے وہ میں نے بتلا دی۔ یہ بالکل طے شدہ امر ہے۔ جس میں تخلف نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ساقی زہر خورانی کی تہمت سے بری ہوگیا، اور خباز (نانبائی) کو جرم ثابت ہونے کی وجہ سے سزائے موت دی گئی۔ (تفسیر عثمانی)
میں کہتا ہوں اس تعبیر کا قرینہ شاید یہ ہو کہ باورچی نے کھانے میں واقعی زہر ملا دیا تھا اور ساقی بےقصور تھا (اس لئے بادشاہ کا صحیح فیصلہ یہی ہوسکتا تھا کہ باورچی کو صلیب دیدے اور ساقی کو رہا کر کے سابق عہدے پر فائز کردے)
حضرت ابن مسعود نے فرمایا حضرت یوسف کا بیان سن کر دونوں قیدی کہنے لگے ہم نے تو کوئی خواب نہیں دیکھا تھا محض دل لگی کر رہے تھے اس پر حضرت یوسف نے فرمایا۔ جس کے بارے میں تم پوچھتے تھے وہ اسی طرح مکرر ہو چکا یعنی جس بات کو تم دریافت کرنا چاہتے تھے اُس کے متعلق اللہ کا فیصلہ ہو چکا تم نے خواب دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو قضائے خداوندی ویسی ہی ہو چکی ہے جیسا میں نے بیان کر دیا تم دونوں کا انجام یہی ہونا چاہئے۔ (تفسیر مظہری)

فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ﴿٤٢﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْٓ ٦

تو یوسف رہا قید خانہ میں کئی برس اور کہا بادشاہ نے کہ میں خواب میں

اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ

دیکھتا ہوں سات گائے موٹی ان کو کھائے جاتی ہیں سات گائے دُبلی۔

وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ

اور سات بالیں ہری اور دوسری (سات) خشک۔ اے اہل دربار!

اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ﴿٤٣﴾

کہو مجھ سے میرے خواب کی (بابت) اگر تم خواب کی تعبیر دیا کرتے ہو۔

قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ

وہ کہنے لگے کہ یہ تو کچھ پریشان خیالات ہیں اور ہم کو تعبیر ایسے خیالات کی

بِعٰلِمِيْنَ ﴿٤٤﴾ وَقَالَ الَّذِيْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ

معلوم نہیں۔ اور بول اٹھا جس نے رہائی پائی تھی ان دونوں (قیدیوں) میں سے

اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ﴿٤٥﴾ يُوْسُفُ اَيُّهَا

اور یاد کیا مدت کے بعد میں تم کو بتاؤں گا اس کی تعبیر تو تم مجھے بھیجو ف۱ (جا کر کہا) کہ اے یوسف

الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ

اے سچے! ہمیں جواب دو اس خواب میں کہ سات گائیں موٹی انہیں کھائے جاتی ہیں

سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۙ

سات گائیں دبلی۔ اور سات بالیں ہری اور دوسری خشک (تعبیر دو) تاکہ

ع ٥ خلاصہ رکوع ٥
٦/٧
١٥ جیل کے دو ساتھیوں کے خواب اور ان کی تعبیر کیساتھ دین کی تبلیغ کا ذکر فرمایا گیا۔ قیدیوں کو عقیدہ توحید کی تعلیم کو ذکر فرمایا گیا۔

ف۱ یہ وہی قیدی تھا جس کی حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کے خواب کی یہ تعبیر دی تھی کہ اسے جیل سے رہائی مل جائے گی، اور جب وہ رہا ہوا تھا تو اس سے کہا تھا کہ اپنے آقا سے میرا بھی تذکرہ کر دینا، مگر وہ ان کا ذکر کرنا بھول گیا تھا۔ اب جو بادشاہ نے اپنے خواب کی تعبیر پوچھی تو اسے یاد آیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے خوابوں کی تعبیر کا خاص علم عطاء فرمایا ہے اور وہ اس خواب کی صحیح تعبیر بتا سکتے ہیں۔ اس لئے اس نے بادشاہ کو بتایا کہ قید خانے میں ایک شخص ہے جو خواب کی بہترین تعبیر بتاتا ہے، آپ مجھے اس کے پاس بھیج دیجئے۔ قرآن کریم چونکہ قصہ گوئی کی کتاب نہیں ہے، بلکہ ہر قصے سے اس کا کوئی مقصد وابستہ ہوتا ہے، اس لئے اس کا یہ خاص اسلوب ہے کہ جو باتیں سننے والا خود اپنی سمجھ سے نکال سکتا ہے، اس کی تفصیل بیان نہیں کرتا۔ چنانچہ یہاں بھی صریح لفظوں میں یہ فرمانے کی ضرورت نہیں سمجھی کہ اس کے بعد بادشاہ نے اس کو قید خانے میں بھیجا، اور وہاں حضرت یوسف علیہ السلام سے اس کی ملاقات ہوئی، اور اس نے ان سے کہا، بلکہ براہ راست بات یہاں سے شروع فرما دی کہ "یوسف! اے وہ شخص جس کی ہر بات سچی ہوتی ہے"

لَّعَلِّیْٓ اَرْجِعُ اِلَی النَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾

میں لوٹ جاؤں لوگوں کی طرف تاکہ ان کو معلوم ہو وا

قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِیْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ

یوسف نے کہا تم کھیتی کرو گے سات برس لگ کر تو جو کچھ کاٹو تو اس کو

فَذَرُوْهُ فِیْ سُنْۢبُلِهٖٓ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ

چھوڑ دو اس کی بالوں ہی میں مگر تھوڑا (غلہ) جو تم کھاؤ (نکال لینا) پھر

یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ یَّاْكُلْنَ مَا

آئیں گے اس کے بعد سات برس سختی کے کہ کھا جائیں گے جو کچھ تم نے پہلے سے جمع کر رکھا تھا

قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ﴿۴۸﴾ ثُمَّ

ان کے لئے مگر تھوڑا سا جو روک رکھو گے (بچ رہے گا) پھر

یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِیْهِ یُغَاثُ النَّاسُ

آئے گا اس کے بعد ایسا برس جس میں مینہ پائیں گے لوگ

وَفِیْهِ یَعْصِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ ع وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖ ۚ

اور اس میں رس نچوڑیں گے اور کہا بادشاہ نے کہ لے آؤ اس کو میرے پاس تو جب آیا یوسف کے پاس

فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ

قاصد (تو) یوسف نے اس سے کہا کہ لوٹ جا اپنے آقا کے پاس پھر اُس سے دریافت کر

فَسْـَٔلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ ؕ

کہ کیا حال ہے ان عورتوں کا جنھوں نے کاٹ لئے تھے اپنے ہاتھ! میرا پروردگار ہی ان کے

وا بادشاہ کے خواب میں توبظاہر اتنا ہی معلوم ہوا تھا کہ سات سال اچھی پیداوار کے ہونگے پھر سات سال قحط کے، مگر حضرت یوسف علیہ السلام نے اس پر ایک اضافہ یہ بھی بیان فرمایا کہ قحط کے سال کے بعد پھر ایک سال خوب بارش اور پیداوار کا ہوگا، اس کا علم یوسف علیہ السلام کو یا تو اس سے ہوا کہ جب قحط کے سال کل سات ہی ہیں تو عادۃ اللہ کے مطابق آٹھواں سال بارش اور پیداوار کا ہوگا، اور حضرت قتادہؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی یوسف علیہ السلام کو اس پر مطلع کر دیا، تاکہ تعبیر خواب سے بھی کچھ زیادہ خبر ان کو پہنچے جس سے یوسف علیہ السلام کا فضل و کمال ظاہر ہو کر ان کی رہائی کا سبب بنے، اور اس پر مزید یہ ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے صرف تعبیر خواب ہی پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ اس کے ساتھ ایک حکیمانہ اور ہمدردانہ مشورہ بھی دیا، وہ یہ کہ پہلے سات سال میں جو زیادہ پیداوار ہو اس کو گندم کے خوشوں ہی میں محفوظ رکھنا، تاکہ گندم کو پرانا ہونے کے بعد کیڑا نہ لگ جائے یہ تجربہ کی بات ہے کہ جب تک غلہ خوشہ کے اندر رہتا ہے غلہ کو کیڑا نہیں لگتا۔
(معارف القرآن مفتی اعظم)

خلاصہ رکوع ۶

ع ۶ ۱۶

یوسف علیہ السلام کی رہائی کا غیبی انتظام، شاہی خواب کی تعبیر کے سلسلہ میں آپ کی پیغمبرانہ بصیرت کا مظاہرہ ذکر فرمایا گیا۔

اِنَّ رَبِّیْ بِكَیْدِهِنَّ عَلِیْمٌ ﴿۵۰﴾ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ

فریب خوب جانتا ہے بادشاہ نے کہا (اے عورتو) کیا حقیقت حال تھی تمہاری جب

رَاوَدْتُّنَّ یُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا

تم نے پھسلایا تھا یوسف کو اس کے نفس سے انہوں نے کہا حاش للہ

عَلِمْنَا عَلَیْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ

ہم نے نہیں جانی اس پر کچھ برائی۔ بول اٹھی عورت عزیز کی

الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ؗ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ

کہ اب ظاہر ہو گئی حق بات! میں نے اس کو پھسلایا تھا اس کے نفس سے

وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۵۱﴾ ذٰلِكَ لِیَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ

اور بلاشبہ یوسف سچا ہے ول (یوسف نے کہا کہ میں نے اتنی تحقیق اس لئے کی ہے) تا کہ

اَخُنْهُ بِالْغَیْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ كَیْدَ الْخَآئِنِیْنَ ﴿۵۲﴾

عزیز جان لے کہ میں نے اس کی خیانت نہیں چھپ کر۔ اور یہ کہ اللہ نہیں چلنے دیتا حیلہ خیانت کرنے والوں کا و۲

ول عورتوں کے بیانات:
بادشاہ نے تحقیق کرنی شروع کی ان عورتوں کو جنہیں عزیز کی بیوی نے اپنے ہاں دعوت پر جمع کیا تھا اور خود اسے بھی دربار میں بلوایا۔ پھر ان تمام عورتوں سے پوچھا کہ ضیافت والے دن کیا گزری تھی، سب بیان کرو۔ انہوں نے جواب دیا کہ حاشاللہ یوسفؑ پر کوئی الزام نہیں، اس پر بے سروپا تہمت ہے، واللہ ہم خوب جانتی ہیں کہ یوسفؑ میں کوئی بدی نہیں، اس وقت عزیز کی بیوی خود بھی بول اٹھی کہ اب حق ظاہر ہو گیا واقعہ کھل گیا، حقیقت نتھر آئی، مجھے خود اس امر کا اقرار ہے کہ واقعی میں نے ہی اسے پھنسانا چاہا تھا، اس نے جو بروقت کہا تھا کہ یہ عورت مجھے پھسلا رہی تھی اس میں وہ بالکل سچا ہے، میں اس کا اقرار کرتی ہوں اور اپنا قصور آپ بیان کرتی ہوں تا کہ میرے خاوند یہ بات بھی جان لیں کہ میں نے اس کی کوئی خیانت دراصل نہیں کی، یوسفؑ کی پاکدامنی کی وجہ سے کوئی شر اور برائی مجھ سے ظہور میں نہیں آئی، بدکاری سے اللہ تعالیٰ نے مجھے بچائے رکھا ہے۔ میرے اس اقرار سے اور واقعہ کے کھل جانے سے صاف ظاہر ہے اور میرے خاوند جان سکتے ہیں کہ میں برائی میں مبتلا نہیں ہوئی، یہ بالکل سچ ہے کہ خیانت کرنے والوں کی مکاریوں کو اللہ تعالیٰ فروغ نہیں دیتا ان کی دغابازی کوئی پھل نہیں لاتی۔ (تفسیر ابن کثیر)

و۲ عالم مقتداء کیلئے ایک ضروری حکم
مسئلہ: عالم مقتداء کو اس کی بھی فکر رہنی چاہئے کہ اس کی طرف سے لوگوں میں بدگمانی پیدا نہ ہو اگر چہ وہ بدگمانی سراسر غلط ہی کیوں نہ ہو کیونکہ بدگمانی خواہ کسی جہالت یا کم فہمی ہی کے سبب سے ہو۔ بہر حال ان کی دعوت وارشاد کے کام میں خلل انداز ہوتی ہے لوگوں میں اس کی بات کا وزن نہیں رہتا۔ (معارف القرآن)

خاصیت: آیت ۵۲ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

سورہ ھود بارھواں پارہ

خاصیت سورہ ھود

ہرن کی جھلی پرلکھ کر جوشخص اپنے پاس رکھے اس کوقوت ونصرت عطا ہو اگر سو آدمیوں سے بھی مقابلہ ہوسب پر ہیبت غالب ہوجائے اور اس کے خلاف کوئی گفتگو اس سے نہ کرسکے اور اگر اس کو زعفران سے لکھ کر تین روز صبح وشام پی لے قلب قوی ہوجائے اور کسی کے مقابلہ سے اس کو خوف نہ ہو۔

خاصیت ابتدائی آیات برائے علم وحافظہ

الٓرٰ. كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ وَاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (پارہ ۱۱ ع ۱۷)

ترجمہ: (یہ قرآن) ایسی کتاب ہے کہ اس کی آیتیں (دلائل سے) محکم کی گئی ہیں پھر (اس کے ساتھ) صاف صاف (بھی) بیان کی گئی ہیں (وہ کتاب) ایسی ہے کہ ایک حکیم باخبر (یعنی اللہ تعالیٰ) کی طرف سے یہ (ہے) کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو میں تم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے (ایمان نہ لانے پر عذاب سے) ڈرانے والا اور (ایمان لانے پر ثواب کی) بشارت دینے والا ہوں اور یہ بھی ہے کہ تم لوگ اپنے گناہ (شرک وکفر وغیرہ) اپنے رب سے معاف کراؤ پھر (ایمان لاکر) اس کی طرف (عبادت سے) متوجہ ہو وہ تم کو وقت مقررہ (یعنی وقت موت) تک (دنیا میں) خوشی عیش دے گا اور (آخرت میں) ہر زیادہ عمل کرنے والے کو زیادہ ثواب دے گا۔ اور اگر (ایمان لانے سے) تم لوگ اعراض (ہی) کرتے رہے تو مجھ کو (اس صورت میں) تمہارے لئے ایک بڑے دن عذاب کا اندیشہ ہے۔ تم (سب) کو اللہ ہی کے پاس جانا ہے اور وہ ہر شے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

خاصیت: اروی سبز کے پتے پر طلوع فجر کے وقت مشک وگلاب سے لکھ کر جس کنویں سے اس اروی میں پانی دیا جاتا ہو اس کے پانی سے دھو کر چار روز تک صبح وشام پئے۔ تعلیم قرآن وعلم حافظہ اور ذہن میں ترقی وآسانی ہو اور خوب دل کھل جائے۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۴۱ برائے حفاظت کشتی وجہاز

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. (پ۱۲ع۴)

ترجمہ: فرمایا کہ (آؤ) اس کشتی میں سوار ہو جاؤ (اور کچھ اندیشہ مت کرو کیونکہ) اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا اللہ ہی کے نام ہے بالیقین میرا رب غفور ہے رحیم ہے۔

خاصیت: جب کشتی یا کسی دوسری سواری پر سوار ہونے لگے تو اس آیت کو پڑھ لے۔ ان شاءاللہ تعالیٰ راہ کی آفتوں سے محفوظ رہے گا۔ اور جس شخص کو سردی سے بخار آتا ہو تو بیری کی لکڑی پر لکھ کر اس کے گلے میں ڈال دے ان شاءاللہ تعالیٰ شفا ہوگی۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۶۳، ۶۴ برائے حفاظت طوفان

قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً لَئِنْ اَنْجٰنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ (پارہ۷، رکوع۱۴)

ترجمہ: آپ کہئے کہ وہ کون ہے جو تم کو خشکی اور دریا کی ظلمات (شدائد) سے اس حالت میں نجات دیتا ہے کہ تم اس کو پکارتے ہو تذلل ظاہر کر کے اور (کبھی) چپکے چپکے اگر آپ ہم کو ان سے نجات دے دیں تو ہم ضرور حق شناسی (پر قائم رہنے) والوں سے ہو جائیں۔ (آپ) ہی کہہ دیجئے کہ اللہ ہی تم کو ان سے نجات دیتا ہے اور ہر غم سے، تم پھر بھی شرک کرنے لگتے ہو۔

خاصیت: اگر دریا میں جوش وطغیانی ہو یہ آیتیں لکھ کر دریا میں ڈالنے سے طوفان کو سکون ہو جاتا ہے۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۵۶ برائے سرکش غلام

اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّیْ وَرَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (پ۱۲ع۵)

خاصیت: اگر کوئی لونڈی یا غلام سرکش ہو تو بال پیشانی کے پکڑ کر تین مرتبہ اس کو پڑھے اور اس پر دم کرے ان شاءاللہ تعالیٰ فرمانبردار اور مسخر ہو جائے گا۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۵۶ برائے حفاظت امراض

اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّیْ وَرَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖۤ اِلَيْكُمْ ؕ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّیْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْئًا ؕ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَفِيْظٌ (پ ۱۲ ع ۵)

خاصیت: تعویذ بنا کر بچے کے گلے میں ڈالنے سے جس قدر امراض بچوں کو لاحق ہوتے ہیں سب سے حفاظت رہتی ہے۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۴۱ برائے حفاظت سواری

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

خاصیت: جو شخص کشتی، جہاز یا ریل کسی قسم کی سواری میں سوار ہونے سے پہلے تین مرتبہ پڑھ لے ان شاءاللہ اس کو کبھی کسی سواری تکلیف نہ ہوگی اور اس سواری سے زندہ سلامت اترے گا۔ عمل مجرب ہے (طب روحانی۔ ۸۸)

تعارف سورۂ الرعد

یہ سورت بھی ہجرت سے پہلے نازل ہوئی تھی، اور اس کا بنیادی موضوع اسلام کے بنیادی عقائد یعنی توحید، رسالت اور آخرت کا اثبات اور ان پر عائد کئے جانے والے اعتراضات کا جواب ہے۔ پچھلی سورت یعنی سورۂ یوسف کے آخر (آیت نمبر ۱۰۵) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ آسمانوں اور زمین میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور اس کی وحدانیت کی بہت سی نشانیاں پھیلی ہوئی ہیں، لیکن کفار ان کی طرف دھیان دینے کے بجائے ان سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔ اب اس سورت میں کائنات کی ان نشانیوں کی کچھ تفصیل بیان فرمائی گئی ہے جو پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ جس قادر مطلق نے اس کائنات کا یہ محیر العقول نظام بنایا ہے، اسے اپنی خدائی قائم کرنے کے لئے کسی مددگار یا شریک کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر انصاف کے ساتھ غور کیا جائے تو اس کائنات کا ہر ذرہ اللہ تعالیٰ کی توحید کی بھی گواہی دیتا ہے، اور اس بات کی بھی کہ یہ سارا نظام اس نے بے مقصد پیدا نہیں کر دیا اس کا یقیناً کوئی مقصد ہے اور وہ یہ کہ اس دنیوی زندگی میں کئے ہوئے ہر کام کا کسی دن حساب ہو، اور اس دن نیکیوں کا انعام اور برائیوں کی سزا دی جائے۔ اس سے خود بخود آخرت کا عقیدہ ثابت ہوتا ہے۔ پھر نیکی اور برائی کا تعین کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح ہدایات بندوں کو دی جائیں۔ ان ہدایات کا ذریعہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں جو وحی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے احکام معلوم کر کے دنیا والوں تک پہنچاتے ہیں۔ لہٰذا اسی سے رسالت کا عقیدہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کائنات کی جو نشانیاں اس سورت میں بیان کی گئی ہیں، ان میں بادلوں کی گرج چمک بھی ہے جس کا ذکر اس سورت کی آیت نمبر ۱۳ میں آیا ہے۔ عربی میں گرج کو ''رعد'' کہا جاتا ہے۔ اسی پر اس سورت کا نام ''رعد'' رکھا گیا ہے۔

تعارف سورۃ ابراہیم

دوسری مکی سورتوں کی طرح اس سورت کا موضوع بھی اسلام کے بنیادی عقائد کا اثبات اور ان کا انکار کرنے کے خوفناک نتائج پر تنبیہ ہے۔ چونکہ عرب کے مشرکین حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مانتے تھے، اس لئے سورت کے آخر سے پہلے رکوع میں ان کی وہ پراثر دعا نقل فرمائی گئی ہے جس میں انہوں نے شرک اور بت پرستی کی صاف صاف برائی بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی ہے کہ انہیں اور ان کے بیٹوں کو بت پرستی سے محفوظ رکھا جائے۔ اسی وجہ سے اس سورت کا نام سورۂ ابراہیم ہے۔ (توضیح القرآن)

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْۗءِ

اور میں پاک نہیں کہتا اپنے آپ کو ! نفس تو (ہمیشہ) حکم کرتا ہے بدی کا مگر جس وقت

اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۳﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ

رحم کرے میرا پروردگار۔ بیشک میرا ربّ بخشنے والا مہربان ہے۔ ف۱ اور کہا بادشاہ نے کہ لے

ائْتُوْنِيْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ

آؤ یوسف کو میرے پاس (تاکہ) میں اس کو خالص اپنے لئے رکھوں۔ پھر جب بات چیت کی

الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ﴿۵۴﴾ قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلٰي خَزَاۗىِٕنِ

یوسف سے تو کہا کہ بیشک تو نے آج ہمارے پاس جگہ پائی معتبر ہو کر یوسف نے کہا کہ مجھ کو مقرر کر دیجئے

الْاَرْضِ ۚ اِنِّىْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۵﴾ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ

ملک کے خزانوں پر۔ میں محافظ (اور) واقف کار ہوں۔ ف۲ اور یوں ہم نے جگہ دی یوسف کو

فِي الْاَرْضِ ۚ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَاۗءُ ۭ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا

اس ملک میں۔ کہ رہے سہے اس میں جہاں چاہے ہم پہنچاتے ہیں اپنی رحمت

مَنْ نَّشَاۗءُ وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَلَاَجْرُ

جسے چاہیں اور ہم نہیں ضائع کرتے اجر نیکی کرنے والوں کا

الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۷﴾ ع

اور آخرت کا اجر بہتر ہے ان کے لئے جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے رہے۔

وَجَاۗءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ

اور آئے یوسف کے بھائی پھر داخل ہوئے اس پر تو یوسف نے ان کو پہچان لیا

ف۱ عناصر اربعہ کی خاصیتیں:

ان النفس لا مارة بالسوء کیونکہ نفس تو (ازخود) بری ہی بات بتاتا ہے نفس سے مراد ہے نفس حیوانی جو عناصر اربعہ (مادیہ) سے پیدا ہوتا ہے عالم امر کے لطائف میں سے قلب اور روح ہے قلب اور روح کا حامل یہی نفس ہے چونکہ اس نفس کا تولیدی مرکز عناصر اربعہ مادیہ ہیں اس لئے اس کا بالطبع میلان (حیوانی) خواہشات اور اخلاق رذیلہ کی جانب ہے غضب اور غرور عنصر نار کا مقتضی ہے کمینگی اور دناءت کا اقتضاء زمین کا ہے نیرنگی اور صبر کا فقدان پانی کی خصوصیت ہے دل لگی اور لہو ولعب ہوا کا خاص کرشمہ ہے۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ حکومت کا غذائی کنٹرول

جب کسی ملک میں اقتصادی حالات ایسے خراب ہو جائیں کہ اگر حکومت نظم قائم نہ کرے تو بہت سے لوگ اپنی ضروریات زندگی سے محروم ہو جائیں تو حکومت ایسی چیزوں کو اپنے نظم اور کنٹرول میں لے سکتی ہے اور غلہ کی مناسب قیمت مقرر کر سکتی ہے۔ حضرات فقہاء کرام نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ (معارف القرآن)

خلاصہ رکوع ۷ ع ۸

۱ یوسف علیہ اسلام کی دربار شاہی میں حاضری اور آپ کی پاکدامنی اور زلیخا کی غلطی کا برملا اعتراف واعلان بیان فرمایا گیا۔

خاصیت: آیت ۵۳۔۵۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ

اور انہوں نے یوسف کو نہ پہچانا اور جب ان کے لئے تیار کر دیا۔ ان کا

قَالَ ائْتُوْنِيْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْٓ

سامان تو کہا کہ لے آئیو میرے پاس اپنا بے مات بھائی۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں

اُوْفِي الْكَيْلَ وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۵۹﴾ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ

پوری دیتا ہوں ماپ اور میں بہتر مہمان نواز ہوں ۱؎۔ تو اگر تم اسے نہ لائے میرے پاس تو

بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِيْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا

تمہارے لئے بھرتی میرے پاس نہیں اور میرے پاس بھی نہ پھٹکنا وہ بولے کہ ہم پھسلائیں گے

سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ

اس کی طرف سے اس کے باپ کو اور ضرور ہم کو یہ کرنا ہے اور کہہ دیا یوسف نے اپنے خدمت گاروں کو

اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَآ

رکھ دو ان کی پونجی ان کی بوریوں میں شاید یہ اس کو پہچانیں

اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۲﴾ فَلَمَّا رَجَعُوْٓا

جب واپس جائیں اپنی اہل کی طرف شاید وہ پھر بھی آئیں تو جب لوٹ کر گئے

اِلٰٓى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ

اپنے باپ کے پاس عرض کیا کہ ابا جان (آگے کو) ہم سے روک دی گئی بھرتی۔ بھیج دیجئے

مَعَنَآ اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۶۳﴾ قَالَ هَلْ

ہمارے ہمراہ بھائی کو۔ کہ بھرتی لے آدیں اور ہم اس کے نگہبان ہیں۔ باپ نے کہا کہ میں نہیں

۱؎ پچھلے واقعات کا اظہار:
حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب برادران یوسف علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو آپ نے تو انہیں پہچان لیا لیکن یہ نہ پہچان سکے۔ اس وقت آپ نے ایک پیالہ منگوایا اپنے ہاتھ پر رکھ کر اسے انگلی سے ٹھوکا، آواز نکلی ہی تھی اسی وقت آپ نے فرمایا لو یہ جام تو کچھ کہہ رہا ہے اور تمہارے متعلق ہی کچھ خبر دے رہا ہے، یہ کہہ رہا ہے کہ تمہارا ایک سوتیلا بھائی تھا یوسف نامی، تم اسے باپ کے پاس سے لے گئے اور اسے کنوئیں میں پھینک دیا۔ پھر اسے انگلی ماری اور ذرا سی دیر کان لگا کر فرمایا لو یہ کہہ رہا ہے کہ پھر تم اس کے کرتے پر جھوٹا خون لگا کر باپ کے پاس گئے اور وہاں جا کر ان سے کہہ دیا کہ تیرے لڑکے کو بھیڑیے نے کھا لیا۔ اب تو یہ حیران ہو گئے اور آپس میں کہنے لگے ہائے برا ہوا، بھانڈا پھوٹ گیا اس جام نے تو تمام سچی سچی باتیں بادشاہ سے کہہ دیں۔ بس یہی ہے جو آپ کو کنوئیں میں وحی ہوئی کہ ان کے اس کرتوت کو تو انہیں ان کی بے شعوری میں جتائے گا۔ (تفسیر ابن کثیر)

اَمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ

اعتبار کرتا تمہارا اس پر مگر جیسا کہ اعتبار کیا تھا اس کے بھائی (یوسف) پر

قَبْلُ ؕ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۪ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۶۴﴾

پہلے۔ سو اللہ بہتر نگہبان ہے اور وہی سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔

وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ

اور جب انہوں نے کھولا اپنا اسباب (تو) پایا اپنی پونجی کو لوٹا دی گئی

اِلَيْهِمْ ؕ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا نَبْغِيْ ؕ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ

ان کی جانب کہنے لگے کہ ابا جان اور ہمیں کیا چاہیئے یہ ہماری پونجی ہے کہ لوٹائی گئی

اِلَيْنَا ۚ وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ؕ

ہماری طرف (تو ہم پھر مصر جائیں) اور اناج لائیں اپنے گھر والوں کے لئے اور ہم حفاظت کریں گے اپنے بھائی کی اور زیادہ

ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ﴿۶۵﴾ قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى

لیں ایک بھرتی ایک اونٹ کی یہ بھرتی تو سہل ہے ف۱ یعقوب نے کہا کہ میں تو اس کو ہرگز نہ بھیجوں گا

تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يُّحَاطَ

تمہارے ساتھ یہاں تک کہ دو مجھے پکا قول اللہ کا کہ تم اس کو ضرور لے آؤ گے میرے پاس مگر یہ کہ

بِكُمْ ۚ فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا

تم آپ ہی گھر جاؤ (تو مجبوری ہے) تو جب انہوں نے دیا اس کو اپنا پکا قول!

نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۶۶﴾ وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْ بَابٍ

باپ نے کہا! اللہ کا اس پر ذمہ ہے جو باتیں ہم کر رہے ہیں ف۲۔ اور کہا کہ بیٹو! نہ داخل ہونا ایک دروازہ سے

ف۱ مسئلہ: اگر دوسرے شخص کا مال یا کوئی چیز اپنے سامان میں نکلے اور قرائن تو یہ اس پر شاہد ہوں کہ اس نے بالقصد ہمیں دینے ہی کیلئے ہمارے سامان میں باندھ دیا ہے تو اس کو اپنے لئے رکھنا اور اس میں تصرف کرنا جائز ہے جیسے یہ پونجی جو برادران یوسف علیہ السلام کے سامان سے برآمد ہوئی اور قرائن تو یہ اس پر شاہد تھے کہ کسی بھول سے یا نسیان سے ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ قصداً اس کو واپس دے دیا ہے اس سے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس رقم کی واپسی کی ہدایت نہیں فرمائی لیکن جہاں یہ اشتباہ موجود ہو کہ شاید بھولے سے ہمارے پاس آگئی وہاں مالک سے تحقیق اور دریافت کئے بغیر اس کا استعمال جائز نہیں۔ (معارف القرآن)

ف۲ اولاد سے خطا ہونے کی صورت میں کیا کرنا چاہئے

مسئلہ: اولاد سے اگر کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو باپ کو چاہئے کہ تربیت کرکے ان کی اصلاح کی فکر کرے اور جب تک اصلاح کی امید ہو قطع تعلق نہ کرے ہاں اگر اصلاح سے مایوسی ہو جائے اور ان کے ساتھ تعلق رکھنے میں دوسروں کے دین کا ضرر محسوس ہو پھر قطع تعلق کرلینا زیادہ مناسب ہے۔ (معارف القرآن)

خاصیت: آیت ۶۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَآ اُغْنِيْ

اور داخل ہونا علیحدہ علیحدہ دروازوں سے اور میں تم کو نہیں

عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ

بچا سکتا اللہ کے حکم سے کچھ کسی کا حکم نہیں سوا اللہ کے اسی پر میں نے بھروسہ کرلیا ہے۔

تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَلَمَّا دَخَلُوْا

اور اُسی پر چاہیے کہ بھروسہ کریں بھروسہ کرنیوالے ف۱ اور جب یہ داخل ہوئے

مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ

جس طرح ان سے کہہ دیا تھا ان کو

اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ

اللہ کے حکم سے کچھ مگر ایک خواہش تھی یعقوب کے دل میں جس کو

وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا

اس نے پورا کیا۔ اور وہ تو خبردار تھا ہمارے سکھائے سے لیکن بہتیرے لوگ

يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٨﴾ ع وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَخَاهُ

خبر نہیں رکھتے۔ اور جب یہ داخل ہوئے یوسف کے پاس (تو) اس نے جگہ دی اپنے پاس اپنے

قَالَ اِنِّيْۤ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٩﴾

بھائی (بن یامین) کو (اور) کہا کہ میں تو تیرا بھائی ہوں سو کچھ رنج نہ کر اس سے جو یہ کرتے رہے

فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ

ہیں پھر جب مہیا کر دیا ان کا سامان (غلہ) رکھ دیا ایک کٹور اپنے بھائی کی بوری میں

ف۱ احکام ومسائل

مذکورہ دوآیتوں سے چند مسائل اوراحکام معلوم ہوئے، اول یہ کہ نظر بد کا لگ جانا حق ہے، اس سے بچنے کی تدبیر کرنا اسی طرح مشروع اور محمود ہے جس طرح مضر غذاؤں اور مضر افعال سے بچنے کی تدبیر کرنا۔

دوسرے یہ کہ لوگوں کے حسد سے بچنے کیلئے اپنی مخصوص نعمتوں اوراوصاف کا لوگوں سے چھپانا درست ہے۔

تیسرے یہ کہ مضر آثار سے بچنے کے لئے ظاہری اور مادی تدبیریں کرنا توکل اور شان انبیاء کے خلاف نہیں۔

چوتھے یہ کہ جب ایک شخص کو کسی دوسرے شخص کے بارہ میں کسی تکلیف کے پہنچ جانے کا اندیشہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ اس کو آگاہ کردے اور اندیشہ سے بچنے کی ممکن تدبیر بتلادے جیسے یعقوب علیہ السلام نے کیا۔

پانچویں یہ کہ جب کسی شخص کو دوسرے شخص کا کوئی کمال یا نعمت تعجب انگیز معلوم ہو اور خطرہ ہو کہ اس کو نظر بد لگ جائے گی تو اس پر واجب ہے کہ اس کو دیکھ کر بارک اللہ یا ماشاء اللہ کہہ لےتا کہ دوسرے کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔

چھٹے یہ کہ نظر بد سے بچنے کیلئے ہر ممکن تدبیر کرنا جائز ہے ان میں سے ایک یہ بھی

خلاصہ رکوع ۸

۸ ع ۱۱ ۲ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا مصر میں غلہ لینے کیلئے آنا اور بنیامین کو دوبارہ ساتھ لانے کیلئے احسان کا معاملہ فرمانا ذکر کیا گیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بنیامین کو بھیجنے پر رضامندی اور اکٹھے شہر میں داخل نہ ہونے کی حکمت کا ذکر فرمایا گیا۔

ہے کہ کسی دعا اور تعویذ وغیرہ سے علاج کیا جائے جیسا کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت جعفر بن ابی طالب کے دولڑکوں کو کمزور دیکھ کر اس کی اجازت دی کہ تعویذ وغیرہ کے ذریعہ ان کا علاج کیا جائے۔

ساتویں یہ کہ دانشمند مسلمان کا کام یہ ہے کہ ہر کام میں اصل بھروسہ تو اللہ تعالیٰ

خاصیت: آیت ٦٧ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ﴿٧٠﴾

پھر پکارا ایک پکارنے والے نے کہ اے قافلہ والو ! ہو نہ ہو تم ہی چور ہو

قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ﴿٧١﴾ قَالُوْا نَفْقِدُ

وہ کہنے لگے ان کی طرف منہ کر کے کہ تمہاری کیا چیز گم ہوگئی۔ انہوں نے کہا کہ

صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ

ہم گم پاتے ہیں شاہی پیمانہ ف۱ اور اس شخص کو کہ جو اسے لائے ایک اونٹ کا بوجھ (غلّہ)

زَعِيْمٌ ﴿٧٢﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ

ملے اور میں اس کا ضامن ہوں۔ وہ بولے بخدا تم کو معلوم ہے کہ ہم نہیں آئے کہ فساد پھیلاویں ملک

وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ﴿٧٣﴾ قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ

میں اور نہ ہم کبھی چور تھے۔ انہوں نے کہا اچھا کیا سزا (چور کی) اگر تم جھوٹے ہوئے۔

كٰذِبِيْنَ ﴿٧٤﴾ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ

بولے ! اس کی سزا یہ کہ جس کی بوری میں کٹورا پایا جاوے وہ آپ ہی اس کا

جَزَآؤُهٗ ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿٧٥﴾ فَبَدَاَ بِاَوْ

بدلہ ہے ! اسی طرح ہم سزا دیا کرتے ہیں ظالموں (یعنی چوروں کو) پھر شروع کی یوسف نے

عِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَاۗءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَاۗءِ

تلاشی لینی ان کے تھیلوں کی اپنے بھائی کے تھیلے سے پہلے پھر سب کے بعد نکالا وہ باسن اپنے بھائی

اَخِيْهِ ۭ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ۭ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ

کے تھیلے سے ف۲۔ یوں ہم نے تدبیر بتائی یوسف کو۔ وہ ہرگز نہ لے سکتا اپنے بھائی کو اس بادشاہ کے

پر رکھے، مگر ظاہری اور مادی اسباب کو بھی نظر انداز نہ کرے، جس قدر جائز اسباب اپنے مقصد کے حصول کے لئے اس کے اختیار میں ہوں ان کو بروئے کار لانے میں کوتاہی نہ کرے، جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام نے کیا۔ (معارف مفتی اعظم)

ف۱ وہ برتن پانی پینے کا خاص ممتاز برتن تھا اس کو غلہ ناپنے کے لئے تجویز کیا تھا جس کی شاید یہ وجہ ہو کہ لینے والوں کا اعزاز اکرام ظاہر ہو بھیک مانگنے والوں کی طرح ذلیل نہ سمجھے جاویں نیز غلہ تھوڑا تھوڑا بقدر ضرورت دیا جاتا تھا اس لئے چھوٹا برتن پانی پینے کا تجویز کیا گیا چونکہ اس سے بادشاہی کام ہوتا تھا اس لئے اس کا لقب صواع الملک (شاہی پیمانہ) ہوگیا تھا یہ ضروری نہیں کہ خاص بادشاہ کے پینے کا برتن ہو اور نہ یہ ضروری ہے کہ بادشاہ سے مراد یوسف علیہ السلام ہوں اور اس فیصلہ میں صرف برتن کے اسباب میں پائے جانے کو موجب سزا قرار دیا گیا حالانکہ اس میں یہ بھی احتمال ہوسکتا تھا کہ کسی اور نے رکھ دیا ہو جواب اس کا یہ ہے کہ جب وہ متہم یہ احتمال پیش نہ کرے تو ظاہراً سرقہ کو اس نے تسلیم کرلیا اس لئے سزا مرتب کی گئی۔

ف۲ بنیامین کو بھائیوں کی ملامت:

ثم استخرجها من وعاء اخیه آخر (بنیامین کا سامان کھولا اور) اپنے بھائی (بنیامین) کے تھیلے سے پیمانہ برآمد کرلیا۔ یہ دیکھ کر بھائیوں نے شرم کے مارے سر جھکا لیے اور بنیامین کی طرف رخ کر کے کہنے لگے تو نے یہ کیا حرکت کی ہمارے منہ کالے کر دیئے ہم کو رسوا کر دیا تو نے یہ لیا کب۔ اے اولاد راحیل تمہارے ہاتھوں ہمیشہ ہم پر مصیبت ہی آئی ہے۔ بنیامین نے کہا اولاد راحیل کو ہمیشہ تمہارے ہاتھوں مصائب اٹھانے پڑے ہیں تم نے ہی میرے بھائی کو لے جاکر جنگل میں ہلاک کیا (رہا یہ معاملہ تو) یہ پیمانہ اسی نے میرے سامان میں رکھا جس نے تمہارے سامانوں میں تمہارا سرمایہ رکھا تھا۔ غرض (بنیامین) غلامی میں پکڑ لیا گیا اسی آدمی (یعنی تلاشی لینے والے) نے بنیامین کی گردن پکڑ کر یوسف کے روبرو پیش کر دیا جیسے چوروں کو لے جایا جاتا تھا۔ (تفسیر مظہری)

فِىْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ

قانون میں مگر یہ کہ اللہ چاہے ! ہم درجے بلند کرتے ہیں

مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَفَوْقَ كُلِّ ذِىْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ۝۷۶ قَالُوْۤا اِنْ

جس کے چاہیں۔ اور ہر دانا سے بڑھ کر دوسرا (دانا) موجود ہے کہنے لگے کہ اگر

يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ

اس نے چرایا (تو تعجب ہی کیا ہے) چوری کر چکا ہے اس کا بھائی بھی پہلے ف۱ تو اس کو رکھا یوسف نے

فِىْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ

اپنے دل میں اور اُس کو نہ ظاہر کیا ان پر کہا کہ تم بدتر ہو درجے میں۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ۝۷۷ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗۤ

اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم بیان کرتے ہو۔ یہ لوگ لگے کہنے کہ اے عزیز

اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ

اس کا ایک باپ ہے بوڑھا بڑی عمر کا۔ تو لے لیجئے ہم میں سے کسی کو اس کی جگہ ہم دیکھتے ہیں

الْمُحْسِنِيْنَ ۝۷۸ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا

آپ نیک کار ہیں۔ یوسف نے کہا اللہ پناہ دے کہ ہم کسی کو پکڑ رکھیں اس کے سوا جس کے پاس

مَتَاعَنَا عِنْدَهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ۝۷۹ ع فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا

ہم نے اپنی چیز پائی ایسا کریں تو ہم ظالم ٹھہرے۔ پھر مایوس ہوگئے اس سے (تو) الگ

مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنَّ اَبَاكُمْ

ہو بیٹھے مشورہ کرنے کو۔ ان میں سے بڑا بولا کہ کیا تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ

ف۱ یوسف علیہ السلام کی پرورش: محمد بن اسحاق نے مجاہد کے حوالہ سے بیان کیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ راحیل کا انتقال ہوگیا تو آپ اپنی پھوپھی بنت اسحاق کے پاس رہنے لگے پھوپھی کو آپ سے بڑی محبت تھی اور پھوپھی نے ہی آپ کی پرورش کی جب آپ بڑے ہوگئے حضرت یعقوب کو آپ سے حد سے زیادہ محبت ہوگئی اور آپ نے اپنی بہن سے کہا بہن اب تم یوسف کو مجھے دیدو۔ خدا کی قسم یوسف کا ایک ساعت بھی میری نظر سے غائب ہونا میرے لئے ناقابل برداشت ہوگیا ہے، بہن نے کہا ایسا نہیں ہوسکتا حضرت یعقوب نے فرمایا میں اس کو چھوڑنے والا نہیں۔ بہن نے کہا اچھا تو چند روز کے لئے میرے پاس رہنے دو۔ شاید چند روز کے بعد اللہ مجھے اس کی طرف سے صبر عطا کردے حضرت یعقوب نے یہ بات مان لی حضرت اسحاق کی کمر کا ایک پٹکا تھا اور بطور وراثت بڑی اولاد کو ملتا تھا حضرت یعقوب کی بہن آپ سے بڑی تھیں اس لئے وہ پٹکا بہن کو ملا تھا اور ان کے پاس تھا۔ بہن نے یہی پٹکا حضرت یوسف کی کمر سے (کپڑوں کے اندر) لپیٹ دیا۔ پھر خود ہی کہا حضرت اسحاق کا پٹکا گم ہوگیا ہے۔ گھر والوں کی تلاشی لی جائے گی، چنانچہ سب کی تلاشی لی گئی تو حضرت یوسف کے پاس برآمد ہوگیا، حضرت یعقوب کی بہن نے کہا اب تو یہ میری سپردگی میں رہے گا، حضرت یعقوب نے فرمایا اس نے اگر ایسا کیا ہے تو تمہاری ہی سپردگی میں رہے گا۔ (حضرت اسحاق کی شریعت میں چور کا مالک مال والا ہو جاتا تھا) غرض اس تدبیر سے حضرت

خلاصہ رکوع ۹

ع ۹ ۱۱ ۳

حضرت یوسف علیہ السلام اور بنیامین کی ملاقات اور انہیں اپنے ہاں روکنے کی تدبیر کو ذکر فرمایا گیا۔ اور اس سلسلہ میں بھائیوں کی منت وخوشامد کو ذکر فرمایا گیا۔

یعقوب کی بہن نے حضرت یوسف کو مرتے دم تک اپنے پاس روکے رکھا۔ یہی بات آپ کے بھائیوں نے آپ کے متعلق کہی ان یسرق فقد سرق اخ له من قبل (تفسیر مظہری)

خاصیت: آیت ۷۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ

نے لیا تھا تم سے پکا عہد اللہ کا اور اس سے پہلے قصور کر چکے ہو یوسف کے

فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ

بارے میں۔ تو میں تو اس ملک سے ٹلوں گا نہیں یہاں تک کہ اجازت دیں مجھ کو والد صاحب

اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝۸۰ اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى

یا حکم فرماوے اللہ میرے لئے۔ اور وہ بہتر حکم فرمانے والا ہے تم لوٹ جاؤ

اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَآ

اپنے باپ کے پاس پس کہو کہ ابا جان! آپ کے بیٹے نے چوری کی۔ اور ہم نے وہی کہا تھا

اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ۝۸۱ وَسْـَٔلِ

جو ہم کو خبر تھی اور ہم غیب کے حافظ نہ تھے ف۱ اور آپ پوچھ لیجئے

الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ۭ

اس بستی سے جس میں ہم تھے اور اس قافلہ سے جس میں ہم آئے ہیں۔

وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝۸۲ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ

اور بلاشبہ ہم سچے ہیں ف۲ (انہوں نے باپ سے ایسا ہی جا کہا) یعقوب نے کہا کوئی نہیں بلکہ بنا لی ہے

اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ

تمہارے نفسوں نے ایک بات پس صبر بہتر ہے۔ امید ہے کہ اللہ لے آئے گا

جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝۸۳ وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ

میرے پاس ان سب کو وہی ہے خبردار حکمت والا۔ اور منہ پھیرا اُن سے

ف۱ معارف ومسائل

ان سے پہلی آیات میں مذکور تھا کہ مصر میں یوسف علیہ السلام کے حقیقی بھائی بنیامین کے سامان میں ایک شاہی برتن چھپا کر اور پھر ان کے سامان سے تدبیر کے ساتھ برآمد کر کے ان پر چوری کا جرم عائد کر دیا گیا تھا۔

مذکورہ آیات میں سے پہلی آیت میں یہ ہے کہ جب برادران یوسف کے سامنے بنیامین کے سامان سے مال مسروقہ برآمد ہو گیا اور شرم سے ان کی آنکھیں جھک گئیں تو جھنجھلا کر کہنے لگے ان یسرق فقد سرق اخ له من قبل مسئلہ: وما شهدنا الا بما علمنا سے ثابت ہوا کہ انسان جب کسی سے کوئی معاملہ اور معاہدہ کرتا ہے تو وہ ظاہری حالات ہی پر محمول ہوتا ہے ایسی چیزوں پر حاوی نہیں ہوتا جو کسی کے علم میں نہیں، برادران یوسف نے والد سے جو بھائی کی حفاظت کا وعدہ کیا تھا وہ اپنے اختیاری امور کے متعلق تھا اور یہ معاملہ کہ ان پر چوری کا الزام آ گیا اور اس میں پکڑے گئے اس سے معاہدہ پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔

دوسرا مسئلہ: تفسیر قرطبی میں اس آیت سے یہ نکالا گیا ہے کہ اس جملہ سے ثابت ہوا کہ شہادت کا مدار علم پر ہے علم خواہ کسی طریق سے حاصل ہو، اس کے مطابق شہادت دی جا سکتی ہے۔ اس لئے کسی واقعہ کی شہادت جس طرح اس کو بچشم خود دیکھ کر دی جا سکتی ہے اسی طرح کسی معتبر ثقہ سے سن کر بھی دی جا سکتی ہے شرط یہ ہے کہ اصل معاملہ کو چھپائے نہیں، بیان کر دے کہ یہ واقعہ خود نہیں دیکھا فلاں ثقہ آدمی سے سنا ہے اسی اصول کی بناء پر فقہاء مالکیہ نے نابینا کی شہادت کو بھی جائز قرار دیا ہے۔

ف۲ مسئلہ: آیات مذکورہ سے یہ قابل غور ہوا کہ اگر کوئی شخص حق اور راستی پر ہے مگر موقع ایسا ہے کہ دیکھنے والوں کو ناحق یا گناہ کا شبہ ہو سکتا ہے تو اس کو چاہیے کہ اس اشتباہ کو دور کر دے، تاکہ دیکھنے والے بدگمانی کے گناہ میں مبتلا نہ ہوں، جیسے اس واقعہ بنیامین میں پچھلے واقعہ یوسف علیہ السلام کی بناء پر موقع تہمت اور شبہ کا پیدا ہو گیا تھا، اس لئے اس کی صفائی کے لئے اہل بستی کی گواہی اور قافلہ والوں کی گواہی پیش کی گئی۔

وَقَالَ يٰۤاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ

اور کہا اے افسوس یوسف پر اور سفید پڑ گئیں یعقوب کی آنکھیں رنج کے مارے

الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۸۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ

جو وہ اپنے آپ کو گھونٹ رہا تھا ف۱۔ بیٹے بولے کہ بخدا تم تو سدا یادگاری میں رہو گے

يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ

یوسف کی یہاں تک کہ (جھر جھر کر) بیمار ہو جاؤ گے۔ یا

الْهٰلِكِيْنَ ﴿۸۵﴾ قَالَ اِنَّمَاۤ اَشْكُوْا بَثِّىْ وَحُزْنِىْۤ

ہلاک ہی ہو جاؤ گے۔ یعقوب نے کہا کہ میں فریاد کرتا ہوں اپنی بیقراری

اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ يٰبَنِىَّ

اور رنج کی اللہ سے اور مجھ کو معلوم ہیں اللہ کی طرف سے وہ باتیں جو تم کو معلوم نہیں ف۲ بیٹو!

اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْــَٔسُوْا

جاؤ اور تلاش کرو یوسف اور اس کے بھائی کی اور نا امید نہ ہو

مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْــَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ

اللہ کی رحمت سے بیشک نا امید نہیں ہوا کرتے اللہ کی رحمت سے مگر وہی لوگ

الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ

جو کافر ہیں۔ پھر جب (تیسری بار) داخل ہوئے یوسف پر! بولے کہ اے عزیز

مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ

پہنچی ہم کو اور ہماری اہل کو (قحط کی) سختی اور ہم لائے ہیں ناقص پونجی

ف۱ یعقوب علیہ السلام کی محبت: بلاشبہ دنیا اور متاع دنیا کی محبت مذموم ہے قرآن وحدیث کی نصوص بے شمار اس پر شاہد ہیں، مگر دنیا میں جو چیزیں آخرت سے متعلق ہیں ان کی محبت درحقیقت آخرت ہی کی محبت میں داخل ہے یوسف علیہ السلام کے کمالات صرف حسن صورت ہی نہیں بلکہ پیغمبرانہ عفت اور حسن سیرت بھی ہیں۔ اس مجموعہ کی وجہ سے ان کی محبت کسی دنیاوی سامان کی محبت نہ تھی، بلکہ درحقیقت آخرت ہی کی محبت تھی۔ انتہی۔ (معارف مفتی صاحب)

ف۲ عزرائیل سے ملاقات

روایت میں آیا ہے کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام حضرت یعقوب کی ملاقات کو گئے حضرت یعقوبؑ نے پوچھا اے پاکیزہ خوشبو اور حسین صورت والے فرشتے کیا آپ نے میرے بچہ کی روح قبض کی ہے حضرت عزرائیل نے جواب دیا۔ نہیں، یہ سن کر حضرت یعقوبؑ کو کچھ سکون ہوگیا اور آپ کو یوسف کے دیکھنے کی تمنا ہوئی۔

دو گھونٹ: حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انسان جس قدر گھونٹ پیتا ہے ان سب میں دو گھونٹ زیادہ محبوب ہیں، ایک مصیبت پر صبر اور دوسرے غصہ کو پی جانا۔ اور حدیث میں بروایت حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: من بث لم یصبر، یعنی جو شخص اپنی مصیبت سب کے سامنے بیان کرتا پھرے اس نے صبر نہیں کیا۔

فَأَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۖ إِنَّ اللَّهَ يَجْزِي

تو پوری دے دیجئے ہم کو بھرتی اور ہم پر خیرات کیجئے۔ بیشک اللہ جزا دیتا ہے خیرات

الْمُتَصَدِّقِينَ ﴿٨٨﴾ قَالَ هَلْ عَلِمْتُم مَّا فَعَلْتُم بِيُوسُفَ

کرنے والوں کو ۱ یوسف نے کہا! تم کو معلوم بھی ہے کہ تم نے کیا کیا یوسف

وَأَخِيهِ إِذْ أَنتُمْ جَاهِلُونَ ﴿٨٩﴾ قَالُوا أَإِنَّكَ لَأَنتَ يُوسُفُ ۖ

اور اس کے بھائی کے ساتھ تم کو جب سمجھ نہ تھی بولے کیا واقع میں تم ہی یوسف ہو۔

قَالَ أَنَا يُوسُفُ وَهَٰذَا أَخِي ۖ قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا ۖ

کہا (ہاں) میں ہی یوسف ہوں اور یہ (بن یامین) میرا بھائی ہے اللہ نے احسان کیا ہم پر۔

إِنَّهُ مَن يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ

بیشک جو (اللہ سے) ڈرتا اور صبر کرتا ہے۔ تو اللہ نہیں ضائع کرتا اجر نیکی

الْمُحْسِنِينَ ﴿٩٠﴾ قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ آثَرَكَ اللَّهُ عَلَيْنَا وَإِن

کرنے والوں کا ۲ بولے! بخدا کچھ شک نہیں تم کو برتری دی اللہ نے ہم پر۔

كُنَّا لَخَاطِئِينَ ﴿٩١﴾ قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۖ

اور بیشک ہم ہی خطا وار تھے یوسف نے کہا کچھ الزام نہیں تم پر آج!

يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ﴿٩٢﴾ اذْهَبُوا

اللہ تمہیں بخشے! اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے تم لے جاؤ

بِقَمِيصِي هَٰذَا فَأَلْقُوهُ عَلَىٰ وَجْهِ أَبِي يَأْتِ

یہ میرا کرتہ اور اس کو ڈال دو میرے باپ کے منہ پر کہ وہ دیکھنے لگیں گے۔

۱ صدقہ کا بدلہ:

ان اللہ یجزی المتصدقین سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ صدقہ خیرات کرنے والوں کو جزائے خیر دیتے ہیں، مگر اس میں تفصیل یہ ہے کہ صدقہ خیرات کی ایک جزاء تو عام ہے جو ہر مومن کافر کو دنیا میں ملتی ہے، وہ ہے ردبلا اور دفع مصائب، اور ایک جزاء آخرت کے ساتھ مخصوص ہے یعنی جنت، وہ صرف اہل ایمان کا حصہ ہے، یہاں چونکہ مخاطب عزیز مصر ہے اور برادران یوسف کو ابھی تک یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ مومن ہے یا نہیں، اس لئے ایسا عام جملہ اختیار کیا جس میں دنیا وآخرت دونوں کی جزاء شامل ہے۔ (بیان القرآن) (معارف مفتی اعظم)

۲ صبر وتقویٰ ہر مصیبت کا علاج ہے:

انہ من یتق ویصبر سے معلوم ہوا کہ تقویٰ یعنی گناہوں سے بچنا اور تکلیفوں پر صبر وثبات قدم، یہ دو صفتیں ایسی ہیں جو انسان کو ہر بلاء ومصیبت سے نکال دیتی ہیں، قرآن کریم نے بہت سے مواقع میں انہی دو صفتوں پر انسان کی فلاح وکامیابی کا مدار رکھا ہے، ارشاد ہے: وان تصبروا وتقوا لا یضرکم کیدھم شیاً" یعنی اگر تم نے صبر وتقویٰ اختیار کرلیا تو دشمنوں کی مخالفانہ تدبیریں تمہیں کوئی گزند اور نقصان نہ پہنچا سکیں گی۔"

یہاں بظاہر یہ دعویٰ معلوم ہوتا ہے کہ یوسف علیہ السلام اپنے متقی اور صابر ہونے کا ادعاء کررہے ہیں کہ ہمارے صبر وتقویٰ کی وجہ سے ہمیں مشکلات سے نجات اور درجات عالیہ نصیب ہوئے، مگر کسی کو خود اپنے تقویٰ کا دعویٰ کرنا بنص قرآن ممنوع ہے۔ (معارف مفتی صاحب)

بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝۹۳ وَلَمَّا فَصَلَتِ

اور لے آؤ میرے پاس اپنی تمام اہل (و عیال) کو اور جب شہر سے جدا ہوا

الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَاۤ اَنْ

قافلہ کہا ان کے باپ (یعقوب نے) کہ میں پاتا ہوں یوسف کی بُو! اگر مجھ کو

تُفَنِّدُوْنِ ۝۹۴ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ۝۹۵

بڈھا بہکا ہوا نہ کہو۔ لوگوں نے کہا بخدا تم تو اپنی اُسی قدیم غلطی میں ہو

فَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ

پھر جب آ پہنچا خوشخبری دینے والا! ڈال دیا کرتہ یعقوب کے منہ پر۔

بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّيْۤ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ

تو وہ بینا ہو گیا۔ کہا! میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ مجھ کو معلوم ہے اللہ کی طرف سے

مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۹۶ قَالُوْا يٰۤاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَاۤ

جو تم کو معلوم نہیں وہ بولے ! ابا جان! معافی مانگئے ہمارے گناہوں کی

اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ ۝۹۷ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ

بیشک ہم ہی قصور وار تھے ف۱۔ یعقوب نے کہا تم کو بخشواؤں گا اپنے پروردگار سے

هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۹۸ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ

وہی بخشنے والا مہربان ہے پھر جب داخل ہوئے یوسف پر تو یوسف نے جگہ دی

اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ

اپنے پاس اپنے ماں باپ کو اور کہا کہ داخل ہو مصر میں اللہ نے چاہا

ع ۱۰/۱۴

خلاصہ رکوع ۱۰

بڑے بھائی کا واپس جانے سے انکار اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس کئے جانے والے عذر کو ذکر فرمایا گیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے غم و صبر کو ذکر فرمایا گیا۔ بھائیوں کا تیسری مرتبہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ہاں آمد اور حضرت یوسف علیہ السلام کا خود کو ظاہر فرمانا اور بھائیوں کے اعتراف پر یوسف علیہ السلام کا درگزر کرنا ذکر فرمایا گیا۔

ف۱ مطلب یہ کہ آپ بھی معاف کر دیجئے کیونکہ عادۃً کسی کے لئے استغفار وہی کرتا ہے جو خود بھی مواخذہ کرنا نہیں چاہتا اور صاف طور پر یعقوبؑ سے یہ بات کہ آپ معاف کر دیجئے اس لئے نہیں کہی کہ ان کے ذمہ دو قسم کے حقوق تھے ایک خدا کا حق ایک بندوں کا حق تو ایسا جامع عنوان اختیار کیا جس میں دونوں مضمون آ گئے ورنہ حق اللہ کیلئے پھر جدا کہنا پڑتا اور غالباً اسی وجہ سے یعقوبؑ نے بھی استغفار ہی کا وعدہ کیا کہ اسی سے خود ان کا معاف کر دینا بھی معلوم ہو گیا جیسا کہ یوسفؑ نے یغفر اللہ کہا کہ خدا تم کو معاف کرے یہ بھی دونوں حقوق کو جامع ہے ان کا معاف کرنا بھی اسی سے سمجھ میں آ سکتا ہے۔

اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ﴿٩٩﴾ وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ

تو خاطر جمع سے اور اونچا بٹھایا اپنے ماں باپ کو تخت پر

وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ

اور سب گر گئے یوسف کے آگے سجدے میں ف۱۔ اور یوسف نے کہا! ابا جان یہ تعبیر ہے

مِنْ قَبْلُ ۫ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ۗ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْۤ

میرے پہلے خواب کی اس کو میرے رب نے سچ کر دکھایا اس نے احسان کیا

اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ

میرے ساتھ جب مجھ کو نکالا قید سے اور لے آیا تم کو گاؤں سے اس سے

مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ؕ اِنَّ

بعد کہ جھگڑا ڈال دیا تھا شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں! بیشک

رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿١٠٠﴾ رَبِّ

میرا رب تدبیر سے کرتا ہے جو چاہے۔ بیشک وہی خبردار حکمت والا ہے۔ اے میرے پروردگار

قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ

تو نے دی مجھ کو بادشاہی۔ اور مجھ کو سکھائی تعبیر دینی خوابوں کی۔ ف۲

الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۫ اَنْتَ وَلِيّٖ

اے پیدا کرنے والے آسمان اور زمین کے تو ہی میرا کارساز ہے

فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ

دنیا اور آخرت میں۔ مجھ کو موت دے اسلام پر اور ملا مجھ کو

ف۱ بعض نے کہا زمین پر پیشانی رکھنا ہی مراد ہے مگر یہ سجدہ عبادت نہ تھا سجدہ احترام و تعظیم تھا اور اس زمانہ میں احترام و تعظیم کا یہی طریقہ رائج تھا اور گذشتہ امتوں کے لئے بھی غیر اللہ کو سجدہ تعظیمی کرنا جائز تھا۔ ہماری شریعت نے منسوخ کر دیا (اب کسی قسم کا سجدہ اللہ کے سوا کسی کو نہیں کیا جا سکتا) حضرت ابن عباس کا قول اس آیت کی تفسیر میں اس طرح آیا ہے وہ اللہ کے لئے سجدہ میں گر پڑے یوسف کے سامنے ادائے شکر کے طور پر۔ لہ کی ضمیر اللہ کی طرف راجع ہے (یوسف کی طرف راجع نہیں ہے) میں کہتا ہوں گویا حضرت ابن عباس کی تفسیر پر یوسف مسجود لہ نہ تھے قبلہ سجود اور جہت سجدہ تھے اور یوسف کا قبلہ سجود ہونا اللہ کے حکم سے تھا جیسے ہمارے لئے کعبے کا بحکم الٰہی قبلہ سجود بنا دیا گیا ہے۔ اور جیسے آدم کو فرشتوں کے لئے قبلہ سجود بنا دیا گیا۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ یعنی مجھ کو ہر طرح کی نعمتیں دیں ظاہری بھی باطنی بھی ظاہری یہ کہ مثلاً بادشاہت دی اور باطنی یہ کہ علم تعبیر عطا فرمایا جو کہ بڑا علم ہے۔ خصوصاً جب کہ تعبیر بھی یقینی ہو جو کہ وحی پر موقوف ہے پس علم تعبیر کا عطا ہونا نبوت عطا ہونے کو بھی مستلزم ہو گیا۔

بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿١٠١﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ
نیک بختوں میں ف۱ (اے محمد) یہ غیب کی خبریں ہیں جن کو ہم تیری جانب بھیجتے ہیں۔
وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ وَهُمْ
اور تو (موجود) نہ تھا ان کے پاس جب انہوں نے مصمم کر لیا اپنا مشورہ اور وہ
يَمْكُرُوْنَ ﴿١٠٢﴾ وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ
فریب کر رہے تھے اور اکثر لوگ تو ایمان لانے والے ہیں نہیں اگرچہ تو حرص کرے۔
بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٠٣﴾ وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ هُوَ
حالانکہ تو ان سے نہیں مانگتا کچھ مزدوری۔ بس یہ تو نصیحت ہے سارے جہان کے لئے۔
اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٤﴾ ع وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ
اور بہتیری نشانیاں ہیں آسمان اور زمین میں
وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿١٠٥﴾
جن پر سے ہو کر گزر جاتے ہیں اور ان پر کچھ دھیان نہیں کرتے۔
وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿١٠٦﴾
اور نہیں ایمان لاتے بہتیرے لوگ اللہ پر، مگر ساتھ شرک بھی کرتے جاتے ہیں
اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ
تو کیا اس سے نڈر ہو گئے ہیں کہ ان پر آ پڑے کوئی آفت اللہ کے عذاب کی
اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٠٧﴾
یا آ پہنچے قیامت اچانک اور ان کو خبر بھی نہ ہو۔ کہہ دے

ف۱ اہل سیر نے لکھا ہے کہ جب آپ کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے بھائیوں کو یا ان کی اولاد کو وصیت فرمائی کہ اگر کبھی تم لوگ مصر کا وطن چھوڑ کر اپنے آبائی ملک شام کو جانے لگو تو میری لاش اپنے ہمراہ لے جانا چنانچہ موسیٰ علیہ السلام جب مصر سے مخفی نکلے ہیں تو وہ حسب وحی الٰہی یوسف کی نعش کا صندوق اپنے ہمراہ لے گئے اور بعض تفاسیر میں لکھا ہے کہ بعد وفات یوسف کے سلطنت مصر کی سلاطین مصر ہی کی طرف منتقل ہو گئی کیونکہ یوسف کو گو اختیارات سلطنت کے حاصل ہو گئے تھے مگر باضابطہ تو پہلا ہی بادشاہ بادشاہ رہا تھا اس لئے یوسف عزیز مصر کہلاتے تھے چنانچہ

خلاصہ رکوع ۱۱

ع ۱۱ ۵

حضرت یعقوب علیہ السلام کا یوسف علیہ السلام کی خوشبو محسوس فرمانا اور آپ کی بینائی کا لوٹ آنا ذکر فرمایا گیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام و دیگر اہل خانہ کا مصر پہنچنے پر استقبال حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کی تعبیر اور یوسف علیہ السلام کی دعا کا ذکر فرمایا گیا۔

ان ہی سلاطین مصر کے سلسلہ میں وہ فرعون ہوا جو موسیٰ کے زمانہ میں تھا اور برادران یوسف کی اولاد میں وہ بنی اسرائیل ہوئے جو موسیٰ کے وقت میں تھے اور بعض مفسرین نے بلاسند لکھا ہے کہ یہود نے امتحاناً پوچھا تھا کہ یعقوب تو شام کے رہنے والے تھے ان کی اولاد مصر میں فرعون کے ہاتھ میں کہاں پہنچ گئی اس قصہ سے اس کا جواب بھی حاصل ہو گیا اور مفصل وجہ شام سے مصر کو آنے کی بیان فرمادی تھی۔

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰي بَصِيْرَةٍ

کہ یہ میرا راستہ ہے بلاتا ہوں اللہ کی طرف سمجھ بوجھ کر میں اور جتنے

اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ

میرے تابع ہیں۔ اور (اللہ کی) ذات پاک ہے اور میں

الْمُشْرِكِيْنَ ١٠٨ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا

شرک کرنے والوں میں نہیں ہوں ف۱۔ اور (اے محمد) ہم نے نہیں بھیجے تجھ سے پہلے (رسول) مگر مرد

نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ۭ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

کہ ہم انکی طرف وحی بھیجتے تھے بستیوں کے رہنے والے تھے۔ تو کیا یہ لوگ نہیں پھرے ملک میں

فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ

کہ دیکھ لیتے کیسا ہوا ان کا انجام جو ان سے پہلے تھے۔

وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ١٠٩

اور بیشک آخرت کا گھر بہتر ہے پرہیزگاروں کے لئے۔ کیا تم لوگ سمجھتے ہیں۔ ف۲

حَتّٰٓي اِذَا اسْتَيْــــَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ

یہاں تک کہ جب نا امید ہو گئے پیغمبر اور گمان کیا لوگوں نے کہ ان سے جھوٹا وعدہ کیا گیا تھا۔

كُذِبُوْا جَاۗءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَاۗءُ ۭ

آ پہنچی ان کو ہماری مدد پھر بچا دیا جن کو ہم نے چاہا۔

وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ١١٠ لَقَدْ

اور نہیں پھیرا جاتا ہمارا عذاب گنہگار لوگوں سے۔ بیشک ان کے

وقف النبي علیہ الصلوٰۃ والسلام

ف۱ خلاصہ یہ ہوا کہ دعویٰ نبوت سے میرا مقصود اپنا بندہ بنانا نہیں بلکہ خدا کا بندہ بنانا ہے لیکن اس کا طریقہ بذریعہ رسول کے بتلایا جاتا ہے اس لئے میرا داعی ماننا جب کہ میرے پاس اس کی دلیل بھی ہے واجب ہے اور یہ جو نبوت پر لوگ شبہ کیا کرتے ہیں کہ نبی فرشتہ ہونا چاہئے محض مہمل بات ہے۔

ف۲ کوئی عورت نبی یا رسول نہیں بنی وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیھم اھل القری اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے رسولوں کے متعلق لفظ رجالا سے معلوم ہوا کہ رسول ہمیشہ مرد ہی ہوتے ہیں عورت نبی یا رسول نہیں ہو سکتی۔
امام ابن کثیر نے جمہور علماء کا یہی قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی عورت کو نبی یا رسول نہیں بنایا۔ بعض علماء نے چند عورتوں کے متعلق نبی ہونے کا اقرار کیا ہے مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بی بی سارہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ اور حضرت مریم ام عیسیٰ علیہ السلام کیونکہ ان تینوں خواتین کے بارے میں قرآن کریم میں ایسے الفاظ موجود ہیں جن سے سمجھا جاتا ہے کہ بحکم خداوندی فرشتوں نے ان سے کلام کیا، اور بشارت سنائی یا خود ان کو وحی الٰہی سے کوئی بات معلوم ہوئی مگر جمہور علماء کے نزدیک ان آیتوں سے ان تینوں خواتین کی بزرگی اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کا بڑا درجہ ہونا تو ثابت ہوتا ہے مگر وہ فرماتے ہیں کہ صرف یہ الفاظ ان کی نبوت و رسالت کے ثبوت کے لئے کافی نہیں۔

كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ؕ مَا كَانَ

حالات میں عبرت ہے۔ عقل والوں کے لئے وا۔ یہ (قرآن)

حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ

کچھ بنائی ہوئی بات تو ہے نہیں لیکن تصدیق ہے ان (کتابوں) کی جو اس سے پہلے ہیں

وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

اور تفصیل ہے ہر چیز کی اور ہدایت و رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں۔

سُوْرَةُ الرَّعْدِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورہ رعد مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں تینتالیس آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

الٓمّٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ

یہ آیتیں ہیں کتاب کی۔ اور جو کچھ اترا تیری جانب تیرے رب کی طرف سے

رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱﴾ اَللّٰهُ

(وہ سرتاسر) حق ہے۔ لیکن بہتیرے آدمی ایمان نہیں لاتے

الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى

اللہ وہ ہے جس نے اونچے بنائے آسمان بغیر ستون کے تم دیکھتے ہی ہو پھر قائم ہوا

عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ

عرش پر و۲ اور مسخر کیا سورج اور چاند کو کہ ہر ایک چل رہا وقت

و۱ اس سے مراد تمام انبیاء علیہم السلام کے قصے جو قرآن میں مذکور ہیں وہ بھی ہو سکتے ہیں اور خاص حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ جو اس سورۃ میں بیان ہوا ہے وہ بھی، کیونکہ اس واقعہ میں یہ بات پوری طرح روشن ہو کر سامنے آگئی کہ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندوں کی کس کس طرح سے تائید و نصرت ہوتی ہے، کہ کنویں سے نکال کر ایک تخت سلطنت پر اور بدنامی سے نکال کر نیک نامی کی انتہاء پر پہنچا دیئے جاتے ہیں، اور مکر و فریب کرنے والوں کا انجام ذلت و رسوائی ہوتا ہے۔

خلاصہ رکوع ۱۲

قرآن کریم کی صداقت اور مشرکین و متکبرین کو تنبیہ فرمائی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کی وضاحت فرمائی گئی۔ قرآن کریم میں یوسف علیہ السلام کا واقعہ ذکر کرنے کے مقاصد بیان فرمائے گئے

ع ۱۲ ۷

و۲ کرسی، عرش اور آسمان: حدیث شریف میں ہے ساتوں آسمان اور ان میں اور ان کے درمیان میں جو کچھ ہے وہ کرسی کے مقابلہ میں ایسا ہے جیسے کہ چٹیل میدان میں کوئی حلقہ ہو اور کرسی عرش کے مقابلے پر بھی ایسی ہی ہے۔ عرش کی قدر اللہ عزوجل کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ بعض سلف کا بیان ہے کہ عرش سے زمین تک کا فاصلہ پچاس ہزار سال کا ہے۔ عرش سرخ یاقوت کا ہے۔ بعض مفسر کہتے ہیں آسمان کے ستون تو ہیں لیکن دیکھے نہیں جاتے۔ لیکن ایاس بن معاویہ فرماتے ہیں آسمان زمین پر مثل قبے کے ہے یعنی بغیر ستون کے ہے۔ قرآن کے طرز عبارت کے لائق بھی یہی بات ہے اور آیت ویمسک السماء ان تقع علی الارض سے بھی یہی ظاہر ہے۔ پس ترونھا اس نفی کی تاکید ہوگی۔ یعنی آسمان بلا ستون اس قدر بلند ہے اور تم آپ دیکھ رہے ہو، یہ ہے کمال قدرت۔

خاصیت: آیت ۱ تا ۳ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ

مقرر تک۔ وہی انتظام کرتا ہے ہر امر کا کھولتا ہے نشانیاں

لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ۝۲ وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ

تاکہ تم اپنے پروردگار سے ملنے کا یقین کرو۔ اور وہی ہے جس نے پھیلائی

الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا ؕ وَمِنْ كُلِّ

زمین اور بنا دیئے اس میں پہاڑ اور نہریں۔ اور ہر

الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي

میوے کی پیدا کر دیں زمین میں دو دو قسمیں وہی ڈھانکتا ہے

الَّيْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۳

رات کو دن سے۔ ان میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور کرتے ہیں

وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ

اور زمین میں کئی کھیت ہوتے ہیں پاس پاس ف۱ اور انگور کے باغ اور کھیتی

وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ

اور کھجوریں بعض جڑ ملے ہوئے اور بعض بغیر ملے سیراب کئے جاتے ہیں

وَّاحِدٍ ۣ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ؕ

ایک پانی سے۔ اور ہم برتری دیتے ہیں ایک کو دوسرے پر پہلو میں۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۴ وَاِنْ تَعْجَبْ

بیشک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جن کو عقل ہے اور اگر

ف۱ گلہائے رنگ رنگ:

وفی الارض قطع متجورات۔ اور زمین میں پاس پاس ملے ہوئے (مختلف) قطعات ہیں کوئی عمدہ (اور پیداواری) ہے اور کوئی شور یا نمکین کوئی نرم کوئی سخت، کوئی کھیتی کرنے کے قابل ہے درخت بونے کے قابل نہیں کوئی درختوں کی سرزمین ہے کھیتی کے ناقابل کسی میں سبزہ کم ہے (یا بنجر ہے) اور کوئی سبزہ زار ہے اگر یہ فعل قادر مختار اور صانع حکیم کا نہیں تو پھر یہ اختلاف کیوں ہے اور کیوں خواص میں تفاوت ہے زمین کی طبیعت ایک ہی ہے لوازم طبیعت بھی یکساں ہیں ساوی اسباب کی تاثیر بھی ایک ہی جیسی ہے وضع اور نسبت میں بھی کوئی فرق نہیں پھر سوائے اس کے کہ ایک قادر مختار کی مشیت کی کارفرمائی قرار دی جائے اور کیا سبب اختلاف بتایا جاسکتا ہے۔

مجاہد نے کہا اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک باپ سے سب آدمی پیدا ہوئے لیکن کوئی اچھا ہے کوئی برا، حسن نے اس کی تشبیہ انسانوں کے دلوں سے دی ہے۔ زمین کا ایک خمیر تھا اللہ نے اپنے دست قدرت سے اس کو پھیلایا بچھایا اور پاس پاس اس کے جدا جدا ٹکڑے کر دیئے پھر اس پر آسمان سے پانی برسایا جس کی وجہ سے ایک ٹکڑے سے پھل پھول اور کھیتیاں درخت پیدا کئے اور دوسرے کو شور یا نمکین کلر اور بنجر کر دیا، باوجودیکہ سب پر ایک ہی طرح کا پانی برسایا، آدمیوں کی حالت بھی اسی طرح ہے سب کو آدم سے پیدا کیا اور سب کے لئے ہدایت نامہ (کا پانی) آسمان سے اتارا کچھ دل تو اس کی وجہ سے نرم پڑ گئے اور ان کے اندر خشوع پیدا ہو گیا اور کچھ سخت ہو گئے اور غافل بن گئے۔ (تفسیر مظہری)

فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ

تو تعجب کرے تو عجیب ہے ان کا یہ کہنا کہ کیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم نئے بنیں گے

جَدِيْدٍ ۣ۬ ەۙ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ

یہی ہیں جنہوں نے انکار کیا اپنے پروردگار کا اور یہی ہیں جن کی

الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ

گردنوں میں طوق ہوں گے۔ اور یہی دوزخی ہیں یہ اس میں

فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۵ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ

ہمیشہ رہیں گے۔ اور تجھ سے جلدی طلب کرتے ہیں برائی کو

الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ۭ وَاِنَّ

بھلائی سے پہلے حالانکہ ہو چکے ہیں ان سے پہلے عذاب اور بیشک

رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰي ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ

تیرا پروردگار معاف کرتا ہے لوگوں کو ان کی گنہگاری پر ف۱۔ اور تیرے رب کی

لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۶ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ

مار بھی سخت ہے اور کہتے ہیں جو لوگ منکر ہیں کہ کیوں نہ اتری

عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ

اس پیغمبر پر کوئی نشانی اس کے رب کی طرف سے (اے محمد) بس تو تو ڈرانے والا ہے اور ہر

قَوْمٍ هَادٍ ۝۷ ع اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا

قوم کیلئے ایک ہدایت کرنیوالا ہوا ہی ہے ف۲۔ اللہ ہی جانتا ہے جو کچھ پیٹ میں اٹھائے ہوئے ہیں ہر مادہ

ف۱ ابوحسان رمادی کا خواب:
ابن عساکر میں ہے کہ حسن بن عثمان ابو حسان رمادیؒ نے خواب میں اللہ تعالیٰ عزوجل کا دیدار کیا۔ دیکھا کہ آنحضرت ﷺ خدا کے سامنے کھڑے اپنے ایک امتی کی شفاعت کر رہے ہیں جس پر فرمان باری سرزد ہوا کہ کیا تجھے اتنا کافی نہیں کہ میں نے سورۂ رعد میں تجھ پر آیت وان ربک لذو مغفرة للناس علی ظلمھم نازل فرمائی ہے۔ ابو حسان فرماتے ہیں اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ (تفسیر ابن کثیر)

ف۲ فرمائشیں عناد کی علامت ہیں:
اللہ کا علم کامل ہے قدرت تام ہے، قضاء و قدر کے دائرہ سے کوئی چیز باہر نہیں وہ ہر فرمائشی معجزہ کو پیدا کرسکتا اور قادر مطلق ہے ان کافروں کو ہدایت بھی کر سکتا ہے مگر مطلوبہ معجزات کی درخواست سے طلب ہدایت مقصود نہیں بلکہ محض عناد کے زیر اثر ایسی فرمائشیں کی جاتی ہیں اس لئے ان فرمائشوں کو پورا نہیں کرتا اور چونکہ ان کے کافر رہنے کا ازلی فیصلہ پہلے ہی ہو چکا ہے اس لئے ہدایت یاب ہونے کی ان کو توفیق بھی نہیں دیتا۔ ان تمام مضامین پر آیات ذیل دلالت کر رہی ہیں۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۱
کلام خداوندی کی حقانیت اور خدائی قدرت کے مظاہر ذکر فرمائے گئے۔ رسالت سے متعلق کفار کے تین شبہات اور ان کے جوابات ذکر فرمائے گئے۔ ع ۱/۷/۷

تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ

اور جو کچھ گھٹاتے ہیں پیٹ اور جو بڑھاتے ہیں ف۱ اور ہر چیز اس کے نزدیک اندازے

بِمِقْدَارٍ ۝۸ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝۹

سے ہے۔ وہ جاننے والا ہے چھپے اور کھلے کا سب سے بڑا (اور) عالیشان ہے۔

سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ

برابر ہے تم میں جو کوئی چپکے سے بات کہے اور جو پکار کر کہے اور (اسی طرح برابر ہے) جو

هُوَ مُسْتَخْفٍ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۝۱۰ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ

چھپ بیٹھا ہو رات میں اور جو چلا جا رہا ہو دن دہاڑے۔ انسان کے لئے پہرے والے (مقرر)

مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ

ہیں اس کے آگے اور پیچھے اس کی حفاظت کرتے ہیں بحکم خدا اللہ

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا

نہیں بدلتا وہ حالت جو کسی قوم کی ہو۔ جب تک کہ وہی نہ بدل لیں جو کچھ

بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ

ان کے دلوں میں ہے اور جب چاہے اللہ کسی قوم کو برائی (پہنچانی) تو وہ ٹل نہیں سکتی۔

وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ۝۱۱ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ

اور ان کا کوئی نہیں اللہ کے سوا مدد گار۔ وہی ہے جو تم کو دکھاتا ہے

الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۝۱۲ ۚ

بجلی! ڈرانے اور امید دلانے کو اور وہی اٹھاتا ہے بوجھل بادلوں کو اور گرج اس کی

ف۱ صحیحین کی حدیث میں فرمانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ تم میں سے ہر ایک کی پیدائش چالیس دن تک اس کی ماں کے پیٹ میں جمع ہوتی رہتی ہے۔ پھر اتنے ہی دنوں تک وہ بصورت خونِ بستہ رہتا ہے۔ پھر اتنے ہی دنوں تک وہ گوشت کا لوتھڑا رہتا ہے۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ خالق کل ایک فرشتے کو بھیجتا ہے جسے چار باتوں کو لکھ لینے کا حکم ہوتا ہے۔ اس کا رزق عمر اور نیک و بد ہونا لکھ لیتا ہے۔ اور حدیث میں ہے وہ پوچھتا ہے خدایا! مرد ہوگا یا عورت؟ شقی ہوگا یا سعید؟ روزی کیا ہے؟ عمر کتنی ہے؟ اللہ تعالیٰ بتلاتے ہیں اور وہ لکھ لیتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں غیب کی پانچ کنجیاں ہیں جنہیں بجز اللہ تعالیٰ علیم وخبیر کے اور کوئی نہیں جانتا۔ کل کی بات اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پیٹ کیا بڑھتے ہیں اور کیا گھٹتے ہیں کوئی نہیں جانتا۔ بارش کب برسے گی اس کا علم بھی کسی کو نہیں۔ کون شخص کہاں مرے گا اسے بھی اسکے سوا کوئی نہیں جانتا۔ قیامت کب قائم ہوگی اس کا علم بھی اللہ ہی کو ہے۔ پیٹ کیا گھٹاتے ہیں، اس سے مراد حمل کا ساقط ہو جانا ہے۔ اور رحم میں کیا بڑھ رہا ہے کیسے پورا ہو رہا ہے یہ بھی اللہ کو بخوبی علم رہتا ہے۔ دیکھ لو کوئی عورت دس مہینے لیتی ہے کوئی نو کسی کا حمل گھٹتا ہے کسی کا بڑھتا ہے۔ نو ماہ سے گھٹنا نو ماہ سے بڑھ جانا اللہ کے علم میں ہے۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

خاصیت: آیت ۱۱ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ

پاکی بیان کرتی ہے اس کی تعریف کے ساتھ اور فرشتے بھی اس کے ڈر کے مارے ف

وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ

(حمد وثنا میں لگے رہتے ہیں) اور وہی بھیجتا ہے گرنے والی بجلیاں پھر ان کو گرا دیتا ہے جس پر چاہے۔

يُجَادِلُوْنَ فِى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾ لَهٗ دَعْوَةُ

اور یہ کافر جھگڑتے ہیں اللہ کے بارے میں حالانکہ اس کے داؤ سخت ہیں۔ اسی کا پکارنا

الْحَقِّ ۭ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ

حق ہے۔ اور جن (بتوں کو) یہ پکارتے ہیں اللہ کے سوا وہ نہیں پہنچتے ان کی حاجت پر

بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا

بالکل مگر جیسے کوئی پھیلا رہا ہو اپنے دونوں ہاتھ پانی کی جانب کہ پانی آ پہنچے اس کے

هُوَ بِبَالِغِهٖ ۭ وَمَا دُعَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾

منہ تک حالانکہ وہ کبھی اس تک پہنچنے والا نہیں اور کافروں کی جتنی پکار ہے سب گمراہی ہے۔

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا

اور اللہ ہی کو سجدہ کرتا ہے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے چار و ناچار

وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۱۵﴾ السجدۃ قُلْ مَنْ رَّبُّ

اور (نیز) ان کے سائے صبح اور شام (اے محمد) ان سے پوچھ! کون ہے پروردگار

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۭ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ

آسمانوں اور زمین کا۔ (خود ہی) جواب دے دے کہ اللہ ہے کہہ دے پھر کیا تم نے

ف گناہ چھوڑنے پر اللہ رحمت بھیجتے ہیں:

ابن عبدالملک کہتے ہیں کہ کوفے کے منبر پر حضرت علیؓ نے ہمیں خطبہ دیا۔ جس میں فرمایا کہ اگر میں چپ رہتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بات شروع کرتے اور جب میں پوچھتا تو آپ مجھے جواب دیتے۔ ایک دن آپ نے مجھ سے فرمایا خدائے تعالیٰ فرماتا ہے، مجھے قسم ہے اپنی عزت وجلال کی اپنی بلندی کی جو عرش پر ہے کہ جس بستی کے جس گھر کے لوگ میری نافرمانیوں میں مبتلا ہوں پھر انہیں چھوڑ کر میری فرمانبرداری میں لگ جائیں تو میں بھی اپنے عذاب اور دکھ ان سے ہٹا کر اپنی رحمت اور سکھ انہیں عطا فرماتا ہوں۔ یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند میں ایک راوی غیر معروف ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

کڑک کے وقت کی دعاء:

حضرت ابن عباس نے فرمایا جو شخص رعد کی آواز سن کر سبحان الذی یسبح الرعد بحمدہ والملائکۃ من خیفتہ وھو علی کل شئی قدیر پڑھے اور (بالفرض) اس پر بجلی گر پڑے تو وہ اپنے دین (اسلام) پر مرے گا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رعد کی آواز سن کر باتیں کرنا چھوڑ دیتے تھے اور کہتے تھے سبحان من یسبح الرعد بحمدہ والملائکۃ من خیفتہ اور فرماتے تھے یہ زمین والوں کے لئے سخت دھمکی ہے۔

دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ

بنا رکھے ہیں اس کے سوا حمایتی جو مالک نہیں اپنے بھی نفع اور نقصان کے۔

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي

کہہ دے کہ کیا برابر ہو سکتا ہے اندھا اور آنکھوں والا۔ اور کہیں برابر ہیں

الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ

اندھیرے اور اُجالا ف۱ یا انہوں نے بنا رکھے ہیں اللہ کے ایسے شریک جنہوں نے بنائی اللہ کی سی خلق

فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ

پھر مشتبہ ہو گئی پیدائش انکی نظروں میں کہہ دے اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے

وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۱۶﴾ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ

اور وہی ہے اکیلا زبردست ف۲ اس نے اتارا آسمان سے پانی پھر بہہ نکلے

اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ

اس سے نالے اپنی اپنی موافق پھر اٹھا لیا ریلے نے جھاگ جو اوپر آ گیا تھا۔

وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ

اور یہ جو تپاتے ہیں آگ میں زیور یا دوسرے سامان کے لئے اس میں بھی

زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ۬ؕ

جھاگ ہے ویسا ہی یوں مثال بیان کرتا ہے اللہ حق اور باطل کی

فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ

سو وہ جھاگ تو رائیگاں جاتا ہے اور جو کام آتا ہے لوگوں کے

ف۱ بے بصیرت اور صاحب بصیرت آدمی:
نابینا سے مراد ہے بے عقل و بے بصیرت یا وہ شخص جو اپنی بصیرت سے کام نہ لے۔ اور بصیر سے مراد وہ بصیرت مند آدمی جو اپنی بصیرت سے عبادت کی حقیقت اور تقاضوں کو سمجھتا ہو اور جانتا ہو کہ عبادت و کارسازی کا مستحق کون ہے کس کی عبادت کی جائے اور کس کو کارساز سمجھا جائے۔ بعض علماء نے کہا اعمٰی سے مراد وہ معبود ہے جو تمہاری طرف سے لاعلم ہے اور بصیر سے مراد وہ معبود ہے جو تمہارے احوال سے واقف ہو۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ شرک سے حفاظت:
آیت ام کعلو لله شر کائشر کاء کی تفسیر کے ذیل میں ابن جریج کی روایت آئی ہے۔ جو چند وسائط سے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہم تک پہنچتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے اندر شرک چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ (طور پر داخل ہو جاتا ہے) میں تم کو ایسی بات بتاتا ہوں جس کی وجہ سے (اقسام) شرک چھوٹے ہوں یا بڑے سب دور ہو جائیں گے۔ صحابہ نے عرض کیا فرمائیے فرمایا (ہر شخص) ہر روز تین بار کہے اے اللہ میں دانستہ طور پر تیرے ساتھ شریک بنانے سے تیری پناہ لیتا ہوں اور نادانستہ شرک کی تجھ سے معافی چاہتا ہوں اور شرک یہ (بھی) ہے کہ مجھے اللہ نے اور فلاں شخص نے دیا اور (یہ بھی شرک ہے کہ) کوئی یوں کہے کہ اگر فلاں شخص نہ ہوتا تو فلاں شخص (مثلاً زید) مجھے مار ڈالتا۔ (تفسیر مظہری)

فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ؕ ﴿۱۷﴾

وہ ٹھہرا رہتا ہے زمین میں۔ یوں بیان فرماتا ہے اللہ مثالیں ۱

لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ؕ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا

جنہوں نے کہا مانا اپنے پروردگار کا ان کے لئے بہتری ہے اور جنہوں نے اس کا کہا نہ مانا

لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ

اگر ان کے پاس جو کچھ کہ زمین میں ہے سب کا سب اور اتنا ہی اس کے ساتھ

لَافْتَدَوْا بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَاْوٰىهُمْ

اور ہو تو یہ لوگ اپنی چھڑوائی میں اس کو دے ڈالیں ان لوگوں کے لئے حساب کی سختی ہے۔ اور ان کو

جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۸﴾ اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ

ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بُری جگہ ہے۔ بھلا جو شخص اس بات کو جانتا ہے کہ جو کچھ اترا

اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ

تیری طرف تیرے رب کی طرف سے وہ برحق ہے اس شخص کی مانند ہو سکتا ہے

اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۹﴾ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا

جو اندھا ہے! بس وہی نصیحت پکڑتے ہیں جن کو عقل ہے وہ لوگ جو پورا کرتے ہیں اللہ کا عہد اور نہیں

يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ﴿۲۰﴾ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ

توڑتے قرار ۲ اور وہ جو جوڑتے ہیں جن کو جوڑے رکھنے کو

بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ

اللہ نے فرمایا اور ڈرتے ہیں اپنے رب سے اور اندیشہ رکھتے ہیں

---

۱ پیغمبر اور امت کی مثال:

اور حدیث میں ہے میری اور تمہاری مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ جلائی۔ جب آگ نے اپنے آس پاس کی چیزیں روشن کر دیں تو پتنگے اور پروانے وغیرہ کیڑے اس میں گر کر جان دینے لگے۔ وہ انہیں ہر چند روکتا ہے لیکن پھر بھی وہ برابر گر رہے ہیں۔ بالکل یہی مثال میری اور تمہاری ہے کہ میں تمہاری کمر پکڑ پکڑ کر تمہیں روکتا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ آگ سے پرے ہٹو۔ لیکن تم میری نہیں سنتے نہیں مانتے۔ مجھ سے چھوٹ چھوٹ کر آگ میں گرے چلے جاتے ہو۔ (تفسیر ابن کثیر)

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

خلاصہ رکوع ۲

علم الٰہی کا کمال اور اس کے آفاقی مناظر ذکر فرمائے گئے۔ انسان کی ناشکری و گمراہی کو ذکر فرمایا گیا۔ حق و باطل کے فرق کو دو مثالوں سے واضح فرمایا گیا۔ حق قبول کرنے والوں کیلئے خوشخبری اور منکرین کیلئے وعید ذکر فرمائی گئی۔

۲ صحابہ کرام کا ایفائے عہد:

ابوداؤد نے بروایت عوف ابن مالکؓ یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرامؓ سے اس پر عہد اور بیعت لی کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے، اور پانچ وقت نماز کو پابندی سے ادا کریں گے اور اپنے امراء کی اطاعت کریں گے۔ اور کسی سے کسی چیز کا سوال نہ کریں گے۔

جو لوگ اس بیعت میں شریک تھے ان کا حال پابندی عہد میں یہ تھا کہ اگر گھوڑے پر سواری کے وقت ان کے ہاتھ سے کوڑا گر جاتا تو کسی انسان سے نہ کہتے کہ یہ کوڑا اٹھا دو، بلکہ خود سواری سے اُتر کر اٹھاتے تھے۔

الْحِسَابِ ﴿۲۱﴾ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ

حساب کی سختی کا اور وہ لوگ کہ جنہوں نے صبر کیا اپنے رب کی توجہ چاہنے

وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً

کو ف۱ اور قائم رکھی نماز! اور خرچ کیا ہمارے دیئے ہوئے میں سے پوشیدہ اور ظاہر

وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى

اور بھلائی کرتے ہیں۔ بُرائی کے مقابلہ میں یہی لوگ ہیں جن کے لئے پچھلا گھر ہے

الدَّارِ ﴿۲۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ

(یعنی) ہمیشہ رہنے کے باغ کہ جن میں وہ آپ بھی جائیں گے اور نیز جو نیکوکار ہوئے ان کے

اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ

باپ دادوں اور بیبیوں اور اولاد سے اور فرشتے ان پر داخل ہوں گے

عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ

ہر دروازے سے ف۲ (کہتے ہوئے) کہ تم پر سلامتی ہے اس کے صلہ میں کہ تم نے صبر کیا

فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾ وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ

سو خوب ملا پچھلا گھر اور جو لوگ توڑتے ہیں اللہ کا

اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ

قرار اس کو پکا کئے پیچھے اور کاٹتے ہیں جن کے جوڑنے کا اللہ نے حکم فرمایا

بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ

اور فساد پھیلاتے ہیں ملک میں یہی لوگ ہیں

ف۱ کون سا صبر مفید ہے:

صبر کے ساتھ ابتغاء وجہ ربھم کی قید نے یہ بتلایا کہ مطلقاً صبر کوئی فضیلت کی چیز نہیں، کیونکہ کبھی نہ کبھی تو بے صبرے انسان کو بھی انجام کار ایک مدت کے بعد صبر آہی جاتا ہے، جو صبر غیر اختیاری ہو اس کی کوئی خاص فضیلت نہیں، نہ ایسی غیر اختیاری کیفیت کا...... اللہ تعالیٰ کسی کو حکم دیتے ہیں، اسی لئے حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الصبر عند الصدمۃ الاولیٰ۔ یعنی اصلی اور معتبر صبر تو وہی ہے جو ابتداءِ صدمہ کے وقت اختیار کرلیا جائے، ورنہ بعد میں تو کبھی نہ کبھی جبری طور پر انسان کو صبر آہی جاتا ہے، بلکہ قابلِ مدح وثنا وہ صبر ہے کہ اپنے اختیار سے خلاف طبع امر کو برداشت کرے، خواہ وہ فرائض و واجبات کی ادائیگی ہو یا محرمات ومکروہات سے بچنا ہو۔

اسی لئے اگر کوئی شخص چوری کی نیت سے کسی مکان میں داخل ہوگیا مگر وہاں چوری کا موقع نہ ملا صبر کرکے واپس آگیا تو یہ غیر اختیاری صبر کوئی مدح وثواب کی چیز نہیں ثواب جب ہے کہ گناہ سے بچنا خدا کے خوف اور اس کی رضا جوئی کے سبب سے ہو۔ (معارف القرآن)

ف۲ سب سے پہلے جنت میں جانے والے:

سب سے پہلے جنت میں جانے والے تین قسم کے لوگ ہیں۔ فقراء مہاجرین جو مصیبتوں میں مبتلا رہے۔ جب انہیں جو حکم ملا بجا لاتے رہے۔ انہیں ضرورتیں بادشاہوں سے ہوتی تھیں لیکن مرتے دم تک پوری نہ ہوئیں۔ جنت کو بروز قیامت اللہ تعالیٰ اپنے سامنے بلائے گا۔ وہ بنی سنوری اپنی تمام نعمتوں اور تازگیوں کے ساتھ حاضر ہوگی۔ اس وقت ندا ہوگی کہ میرے وہ بندے جو میرے راہ میں جہاد کرتے تھے۔ میری راہ میں ستائے جاتے تھے۔ میری راہ میں لڑتے بھڑتے تھے۔ وہ کہاں ہیں۔ آؤ بغیر حساب وعذاب کے

لَهُمُ اللَّعۡنَةُ وَلَهُمۡ سُوۡٓءُ الدَّارِ ﴿٢٥﴾ اَللّٰهُ يَبۡسُطُ الرِّزۡقَ

جن کے لئے پھٹکار ہے اور ان کے لئے بُرا گھر ہے۔ اللہ فراخ کر دیتا ہے روزی

لِمَنۡ يَّشَآءُ وَيَقۡدِرُ ؕ وَفَرِحُوۡا بِالۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ؕ وَمَا الۡحَيٰوةُ

جس کی چاہتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے۔ اور کافر خوش ہیں دنیا کی زندگی سے۔

الدُّنۡيَا فِى الۡاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿٢٦﴾ وَيَقُوۡلُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا

اور کچھ نہیں دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں مگر بے حقیقت چیز۔ اور کہتے ہیں کافر کہ

لَوۡلَاۤ اُنۡزِلَ عَلَيۡهِ اٰيَةٌ مِّنۡ رَّبِّهٖ ؕ قُلۡ اِنَّ اللّٰهَ

کیوں نہیں اُتری اس پیغمبر پر کوئی نشانی اس کے رب کی جانب سے۔ کہہ دے کہ اللہ

يُضِلُّ مَنۡ يَّشَآءُ وَيَهۡدِىۡۤ اِلَيۡهِ مَنۡ اَنَابَ ﴿٢٧﴾

ہی گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور اپنی طرف رستہ دکھاتا ہے اس کو جو رجوع ہوا (یعنی)

اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَتَطۡمَئِنُّ قُلُوۡبُهُمۡ بِذِكۡرِ اللّٰهِ ؕ

جو لوگ ایمان لائے اور آرام پاتے ہیں ان کے دل اللہ کی یاد سے۔

اَلَا بِذِكۡرِ اللّٰهِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ ﴿٢٨﴾ اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا

سن رکھو! اللہ کی یاد سے چین پایا کرتے ہیں دل! جو لوگ ایمان لائے اور

الصّٰلِحٰتِ طُوۡبٰى لَهُمۡ وَحُسۡنُ مَاٰبٍ ﴿٢٩﴾ كَذٰلِكَ

نیک کام کئے ان کے لئے خوشحالی ہے اور اچھا ٹھکانا ف۱۔ اسی طرح ہم نے تجھ کو

اَرۡسَلۡنٰكَ فِىۡۤ اُمَّةٍ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهَاۤ اُمَمٌ لِّتَتۡلُوَا۟

بھیجا ایک اُمت میں کہ گزر چکی ہیں اس سے پہلے بہتیری اُمتیں تاکہ تو

جنت میں چلے جائیں اس وقت فرشتے خدا کے سامنے سجدے میں گر پڑیں گے اور عرض کریں گے کہ پروردگار ہم تو صبح وشام تیری تسبیح وتقدیس میں لگے ہیں یہ کون ہیں جنہیں ہم پر بھی تو نے فضیلت عطا فرمائی؟ اللہ رب العزت فرمائے گا یہ میرے وہ بندے ہیں جنہوں نے میری راہ میں جہاد کیا، میری راہ میں تکلیفیں برداشت کیں۔ اب تو فرشتے جلدی کرکے ان کے پاس ہر ہر دروازے سے جا پہنچیں گے سلام کریں گے اور مبارکبادیاں پیش کریں گے کہ تمہیں تمہارے صبر کا بدلہ کتنا اچھا ملا۔ (تفسیر ابن کثیر)

٣
ع ٨
٩

خلاصہ رکوع ٣

اہل عقل کی صفات ذکر کی گئی اور ان کا آخرت میں مقام ذکر فرمایا گیا۔ بے عقل و بدبخت لوگوں کی صفات اور انجام کو بیان کیا گیا۔

ف۱ حضرت ابن عباسؓ نے طوبیٰ کا ترجمہ کیا ہے خوشی اور خنکی چشم۔

ا حضرت ابن عمر راوی ہیں کہ حضور ﷺ کے سامنے طوبیٰ کا ذکر آیا تو فرمایا ابوبکر کیا تم کو معلوم ہے کہ طوبیٰ کیا ہے حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ ہی خوب جانتے ہیں۔ فرمایا طوبیٰ جنت میں ایک درخت ہے جس کی لمبائی سے اللہ ہی واقف ہے اس کی ایک شاخ کے نیچے ستر برس تک گھوڑا سوار چلتا رہے تو اس کو طے نہ کر پائے (ازالۃ الخفا)

سعید بن جبیر نے کہا حبشی زبان میں طوبیٰ باغ (جنت) کو کہتے ہیں۔ بغوی کا بیان ہے کہ حضرت ابوامامہ حضرت ابوہریرہ اور ابودرداء نے فرمایا طوبیٰ جنت میں ایک درخت ہے جو تمام جنتوں پر سایہ فگن ہے۔

عبید بن عمیر نے کہا طوبیٰ جنت عدن کے اندر رسول اللہ کے (جنتی) مکان میں ایک درخت ہے جس کی شاخیں مؤمن کے ہر جنتی مکان اور بالا خانہ پر سایہ فگن ہیں۔ سوائے سیاہ رنگ کے ہر رنگ اور ہر پھول اور پھل اور ہر میوہ اللہ نے اس درخت میں پیدا کیا ہے اس کی جڑ سے دو چشمے نکلتے ہیں کافور اور سلسبیل مقاتل نے کہا اس کا ہر پتہ ایک گروہ پر سایہ فگن ہے اور ہر پتہ پر ایک فرشتہ اللہ کی طرح طرح کی تسبیح بیان کرنے میں مشغول ہے۔

خاصیت: آیت ٢٨ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ

پڑھے ان پر جو ہم نے بھیجا تیری جانب اور وہ منکر ہوتے ہیں

بِالرَّحْمٰنِ ؕ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ

رحمٰن کے ف۱ تو کہہ دے وہی میرا پروردگار ہے کوئی معبود نہیں اس کے سوا۔ اسی پر میں نے بھروسہ کیا

وَاِلَيْهِ مَتَابِ ﴿۳۰﴾ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ

ہے اور اسی کی طرف میرا رجوع ہے۔ اور اگر کوئی قرآن ایسا ہوتا کہ چلا دیئے جاتے اس سے پہاڑ

اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ؕ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ

یا کاٹ دی جاتی اس سے زمین یا بات چیت کرا دی جاتی اس کے باعث مُردوں سے

جَمِيْعًا ؕ اَفَلَمْ يَايْـَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ

(تب بھی تو ایمان نہ لاتے) بلکہ اللہ کے ہاتھ ہے تمام کام۔ تو کیا نہیں جانا مسلمانوں نے کہ اگر

لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اللہ چاہتا تو ہدایت کر دیتا تمام لوگوں کو! اور پہنچتی رہے گی کافروں کو

تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ

ان کے کئے پر مصیبت یا آ نازل ہو گی ان کے گھر کے

دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ

قریب یہاں تک کہ آ موجود ہو اللہ کا وعدہ بیشک اللہ وعدہ خلافی

الْمِيْعَادَ ﴿۳۱﴾ ع وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ

نہیں کرتا۔ اور ہنسی اڑائی جا چکی ہے بہتیرے پیغمبروں کی تجھ سے پہلے تو

ف۱ قریش رحمٰن کے منکر تھے:

یعنی رحمان نے اپنی رحمت کاملہ سے قرآن اُتارا۔ "الرحمن علمه القرآن" اور آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا، مگر انہوں نے سخت ناشکری اور کفرانِ نعمت پر کمر باندھ لی رحمان کا حق ماننے سے منکر ہو گئے بلکہ اس نام سے ہی وحشت کھانے لگے اسی لئے "حدیبیہ" کے صلح نامہ میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنے پر جھگڑا کیا۔ "واذا قیل لهم اسجدو للرحمن قالو وماالرحمن۔" (فرقان۔ رکوع ۵) (تفسیر عثمانی)

ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بھی قتادہ کا یہ بیان نقل کیا ہے، اس کی توضیح اس طرح ہے کہ جب قریش اور صحابہ کا صلح نامہ لکھنے پر اتفاق ہو گیا اور سہل بن عمرو قریش کی طرف سے آ گیا سورۃ الفتح میں تفصیل کے ساتھ ہم نے لکھ دیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا، لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، قریش بولے ہم تو الرحمٰن کو نہیں جانتے ہم تو صرف یمامہ والے رحمٰن (یعنی مسلیمہ کذاب) کو جانتے ہیں (ہم اللہ کو رحمٰن نہیں کہتے) تم وہی لکھو جو پہلے لکھتے تھے، یعنی باسمک اللّٰھم (سے تحریر شروع کرو) وھم یکفرون بالرحمن کا یہی مطلب ہے (یعنی یہ لوگ اللہ کے رحمٰن ہونے کا انکار کرتے ہیں) (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۴

ع ۵ ۱۰ کفار کی فرمائشیں اور ان کا جواب دیا گیا۔ بتایا گیا کہ طالبان حق کیلئے قرآن کافی ہے۔ معائدین کیلئے عذاب کو ذکر کیا گیا۔

لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۥ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿۳۲﴾

میں نے مہلت دی منکروں کو پھر ان کو دھر پکڑا۔ تو (دیکھا) میرا عذاب کیسا تھا۔

اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَجَعَلُوْا

بھلا (اللہ) جو خبر رکھتا ہے ہر نفس کے اعمال کی (ان کو بے سزا دیئے چھوڑ دے گا) اور انہوں نے

لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ۗ قُلْ سَمُّوْهُمْ ۗ اَمْ تُنَبِّئُوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى

ٹھہرائے اللہ کے شریک۔ کہہ دے ان کے نام تو لو! یا تم اللہ کو جتاتے ہو جو وہ نہیں جانتا

الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ۗ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ

زمین میں یا اوپری باتیں بناتے ہو بلکہ بھلا کر دکھایا گیا ہے

كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ۗ وَمَنْ

کافروں کے لئے ان کا مکر اور روکے گئے ہیں راہ (راست) سے۔ اور جسے

يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ عَذَابٌ فِى

اللہ گمراہ کرے تو کوئی اسے راہ بتانے والا نہیں ان کے لئے عذاب ہے

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ

دنیا کی زندگی میں اور آخرت کا عذاب تو بہت سخت ہے۔ اور ان کو کوئی نہیں

اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِىْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۗ

اللہ سے بچانے والا۔ جنت کی صفت کہ جس کا وعدہ کیا گیا ہے پرہیز گاروں سے

تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۗ اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا ۗ تِلْكَ

یہ ہے کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں اس کے پھل سدا (بہار) اور (اسی طرح) اس کی چھاؤں! ف۱

ف۱ جنت کا تعارف:

ابو یعلی میں ہے کہ ایک دن ظہر کی نماز میں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ آپ ناگاہ آگے بڑھے اور ہم بھی بڑھے، پھر ہم نے دیکھا کہ آپ نے گویا کوئی چیز لینے کا ارادہ کیا پھر آپ پیچھے ہٹ آئے، نماز کے خاتمہ کے بعد حضرت ابی بن کعبؓ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! آج تو ہم نے آپ کو ایسا کام کرتے ہوئے دیکھا کہ آج سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ آپ نے فرمایا ہاں میرے سامنے جنت پیش کی گئی جو تر و تازگی سے مہک رہی تھی، میں نے چاہا کہ اس میں سے ایک خوشہ انگور کا توڑ لاؤں لیکن میرے اور اس کے درمیان آڑ کر دی گئی، اگر میں اسے توڑ لاتا تو تمام دنیا اسے کھاتی اور پھر بھی ذرا سا بھی کم نہ ہوتا ایک دیہاتی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جنت میں انگور ہوں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں، اس نے کہا کتنے بڑے خوشے ہوں گے؟ فرمایا اتنے بڑے کہ اگر کوئی کالا کوا مہینہ بھر اڑتا رہے تو بھی اس خوشے سے آگے نہ نکل سکے، اور حدیث میں ہے کہ جنتی جب کوئی پھل توڑیں گے اسی وقت اس کی جگہ دوسرا اگ جائے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جنتی خوب کھائیں پئیں گے لیکن نہ تھوک آئے گی نہ ناک آئے گا نہ پیشاب نہ پاخانہ، مشک جیسی خوشبو والا پسینہ آئے گا، اور اسی سے کھانا ہضم ہو جائے گا جیسے سانس بے تکلف چلتا ہے اسی طرح تسبیح و تقدیس الہام کی جائے گی (مسلم وغیرہ)

عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۖ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ﴿۳۵﴾

یہ ہے ان کا انجام جو پرہیزگار ہے!و۱ اور کافروں کا انجام آگ ہے۔

وَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ

اور جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ خوش ہوتے ہیں اس سے جو اتارا گیا

اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ؕ قُلْ

تیری جانب۔ اور بعض فرقے انکار کرتے ہیں اس کی بعض باتوں کا۔ کہہ دے !

اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ؕ اِلَيْهِ

مجھ کو یہی حکم ہوا ہے کہ میں عبادت کروں اللہ کی اور اس کا شریک نہ بناؤں میں !اسی کی طرف

اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ﴿۳۶﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا

بُلاتا ہوں اور اسی کی طرف میرا رجوع ہے۔و۲ اور اسی طرح ہم نے قرآن اُتارا حکم

عَرَبِيًّا ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ

(بزبان) عربی۔ اور اگر تو نے پیروی کی اُن کی خواہشوں کی اس کے بعد کہ تیرے پاس آچکا

مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾ ع

علم (تو) نہ تیرا اللہ سے کوئی حمایتی ہے اور نہ بچانے والا

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ

اور بیشک ہم نے بھیجے بہتیرے رسول تجھ سے پہلے اور ہم نے دی تھیں ان کو

اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ

بیبیاں اور اولاد۔ اور کسی رسول کی طاقت نہ تھی کہ لے آئے کوئی

و۱ جنت کے سائے:

خطیب دمشق حضرت بلال بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ اللہ بندگان خدا کیا تمہارے کسی عمل کی قبولیت کا یا کسی گناہ کی معافی کا کوئی پروانہ تم میں سے کسی کو ملا؟ کیا تم نے یہ گمان کرلیا ہے کہ تم بیکار پیدا کئے گئے ہو اور تم خدا کے بس میں آنے والے نہیں ہو، واللہ اگر اطاعت خداوندی کا بدلہ دنیا میں ہی ملتا تو تم تمام نیکیوں پر جم جاتے، کیا تم دنیا پر ہی فریفتہ ہو گئے ہو؟ کیا اسی کے پیچھے مر مٹو گے؟ کیا تمہیں جنت کی رغبت نہیں؟ جس کے پھل اور جس کے سائے ہمیشگی رہنے والے ہیں۔ (ابن ابی حاتم) (تفسیر ابن کثیر)

خلاصہ رکوع ۵

ع ۱۱ کفار و مخالفین کا اہل حق سے برتاؤ کو ذکر کیا گیا۔ متقین کیلئے اخروی انعامات اور قرآن کی جامعیت ذکر فرمائی گئی۔

و۲ کسی کی خوشی کی پرواہ نہیں:

یعنی کوئی خوش ہو یا نا خوش، میں تو اسی خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی بندگی کرتا ہوں جس کو سب انبیاء اور مِلَل بالاتفاق مانتے چلے آئے، اُسی کے احکام و مرضیات کی طرف ساری دنیا کو دعوت دیتا ہوں اور خوب جانتا ہوں کہ میرا انجام اسی کے ہاتھ میں ہے میں اُسی کی طرف رجوع کرتا ہوں وہیں میرا ٹھکانا ہے وہ ہی مجھ کو آخر کار غالب و منصور اور مخالفین کو مغلوب و رسوا کرے گا لہٰذا کسی کے خلاف و انکار کی مجھے قطعاً پروا نہیں۔

إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ ﴿٣٨﴾ يَمْحُو اللَّهُ مَا

نشانی مگر بحکم اللہ ہر وعدے کی ایک لکھت ہے! مٹا دیتا ہے اللہ

يَشَاءُ وَيُثْبِتُ ۖ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ ﴿٣٩﴾ وَإِنْ

جو چاہے اور باقی رکھتا ہے! اور اُسی کے پاس اصل کتاب ہے ف۱ اور اگر

مَا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ

ہم تجھ کو دکھادیں کوئی وعدہ جو ہم ان سے کرتے ہیں یا تجھ کو قبض کرلیں بہر حال تیرا ذمہ

فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿٤٠﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا

تو (احکام) پہنچا دینا ہے اور ہمارے ذمہ حساب لینا ہے۔

أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا ۚ وَاللَّهُ

کیا یہ دیکھتے نہیں کہ ہم چلے آتے ہیں زمین کو گھٹاتے ہوئے سب طرف سے اور اللہ

يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ ۚ وَهُوَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿٤١﴾

حکم کرتا ہے۔ کوئی نہیں کہ پیچھے ڈالے اس کا حکم۔ اور وہ جلد حساب لینے والا ہے۔

وَقَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلَّهِ الْمَكْرُ جَمِيعًا ۖ

اور فریب کر چکے ہیں ان سے اگلے لوگ۔ سو اللہ کے ہاتھ میں ہے سب فریب!

يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ۗ وَسَيَعْلَمُ الْكُفَّارُ

وہ جانتا ہے جو کچھ کما رہا ہے ہر نفس! اور عنقریب جان لیں گے سب کافر

لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٤٢﴾ وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ

کہ کس کا ہے پچھلا گھر؟ اور کافر کہتے ہیں کہ تو پیغامبر نہیں ہے۔

ف۱ حضرت عمر فاروقؓ کی دُعاء:
حضرت عمر بن خطابؓ بیت اللہ شریف کا طواف کرتے ہوئے روتے روتے یہ دعاء پڑھا کرتے تھے، اے اللہ! اگر تو نے مجھ پر برائی اور گناہ لکھ رکھے ہیں تو انہیں مٹادے، تو جو چاہے مٹاتا ہے اور باقی رکھتا ہے، ام الکتاب تیرے پاس ہی ہے تو اسے سعادت اور رحمت کر دے، حضرت ابن مسعودؓ بھی یہی دعا کیا کرتے تھے کعبؓ نے امیر المؤمنین حضرت عمرؓ سے کہا کہ اگر ایک آیت کتاب اللہ میں نہ ہوتی تو میں قیامت تک جو امور ہونے والے ہیں سب آپ کو بتا دیتا پوچھا کہ وہ کونسی آیت ہے آپ نے اسی آیت کی تلاوت فرمائی، ان تمام اقوال کا مطلب یہ ہے کہ تقدیر کی الٹ پلٹ خدا کے اختیار کی چیز ہے چنانچہ مسند احمد کی ایک حدیث میں ہے کہ بعض گناہوں کی وجہ سے انسان اپنی روزی سے محروم کردیا جاتا ہے، اور تقدیر کو دعاء کے سوا کوئی چیز بدل نہیں سکتی، اور عمر کی زیادتی کرنے والی بجز نیکی کے کوئی چیز نہیں، نسائی اور ابن ماجہ میں بھی یہ حدیث ہے اور صحیح حدیث میں ہے کہ صلہ رحمی عمر بڑھاتی ہے اور حدیث میں ہے کہ دعاء اور قضا دونوں کی مڈ بھیڑ آسمان و زمین کے درمیان ہوتی ہے ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے پاس لوح محفوظ ہے جو پانچ سو سال کے راستے کی چیز ہے، سفید موتی کی ہے، یاقوت کے دو پٹھوں کے درمیان، تریسٹھ بار اللہ تعالےٰ اس پر توجہ فرماتا ہے جو چاہتا ہے مٹاتا ہے جو چاہتا ہے برقرار رکھتا ہے۔ ام الکتاب اسی کے پاس ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

مُرْسَلًا ؕ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ

کہہ دے کافی ہے اللہ گواہ میرے اور تمہارے درمیان۔

وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ۝٤٣

اور وہ لوگ کہ جن کو کتاب کا علم ہے

سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْمَ مَكِّيَّةٌ هِيَ اِثْنَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ ابراہیم مکہ میں اُتری اس میں باون آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ

(یہ قرآن) ایک کتاب ہے اس کو ہم نے تیری طرف اتارا ہے تاکہ تو نکالے لوگوں کو

الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ

اندھیروں سے اجالے کی جانب ١ ان کے پروردگار کے حکم سے اس کے

الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ ۝١ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

راستے کی جانب جو زبردست! تعریف کے قابل ہے (یعنی) اللہ کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں

وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ

ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ اور افسوس ہے کافروں پر

شَدِيْدِ ۙ ۝٢ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى

سخت عذاب سے جو پسند رکھتے ہیں دنیا کی زندگی

ع ٦ ١٢ **خلاصہ رکوع ٦**

کفار و مشرکین کے اعتراضات کے جوابات دیئے گئے۔

تعبیر سورہ ابراہیم

جو شخص خواب میں اس کی تلاوت کرے اور اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ توبہ کرنے والوں اور تسبیح کرنے والوں میں سے ہو گا۔ (علامہ ابن سیرین رحمہ اللہ)

١ الفاظ اور معانی دونوں ہدایت ہیں:

کہ قرآن کریم ایک ایسا ہدایت نامہ ہے جس کے معانی سمجھ کر اس پر عمل کرنا تو اصل مقصد ہی ہے اور اس کا انسانی زندگی کی اصلاح میں موثر ہونا بھی واضح ہے اس کے ساتھ اس کے الفاظ کی تلاوت کرنا بھی غیر شعوری طور پر انسان کے نفس کی اصلاح میں نمایاں اثر رکھتا ہے۔

اس آیت میں باذن خداوندی اندھیریوں سے نکال کر روشنی میں لانے کی نسبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرکے یہ بھی بتلا دیا گیا ہے کہ اگرچہ ہدایت کا پیدا کرنا حقیقۃً حق تعالیٰ کا فعل ہے مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ کے بغیر اس کو حاصل نہیں کیا جا سکتا۔

الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا

آخرت کے مقابلے میں اور روکتے ہیں اللہ کے راستہ سے اور اس میں کجی

عِوَجًا ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ۝۳ وَمَآ اَرْسَلْنَا

ڈھونڈتے ہیں۔ یہی لوگ پرلے درجے کی گمراہی میں ہیں اور کوئی

مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ؕ

رسول ہم نے نہیں بھیجا مگر اس کی قوم کی زبان میں (بات چیت کرتا ہوا) تاکہ بیان کردے اُن سے! ول

فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

پھر گمراہ کرتا ہے اللہ جسے چاہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہے۔

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۴ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى

اور وہ زبردست ہے حکمتوں والا۔ اور ہم نے بھیجا موسیٰ کو

بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى

اپنی نشانیاں دے کر کہ نکال اپنی قوم کو اندھیروں سے اُجالے کی جانب

النُّوْرِ ۙ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

اور ان کو یاد دلا اللہ کے دن بیشک ان واقعات میں

لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝۵ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى

نشانیاں ہیں ہر صبر شکر کرنے والے کے لئے۔ اور جب کہا موسیٰ نے

لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ

اپنی قوم سے کہ یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر جب اس نے تم کو نجات دی

ول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات:

صحیح بخاری ومسلم میں بروایت جابرؓ مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء کے درمیان اپنی پانچ امتیازی خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھ سے پہلے ہر رسول ونبی خاص اپنی قوم وبرادری کی طرف مبعوث ہوا کرتا تھا، اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام اقوام بنی آدم کی طرف مبعوث فرمایا۔

حق تعالیٰ نے اس عالم میں انسانی آبادی کو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع فرمایا، اور انہی کو انسانوں کا سب سے پہلا نبی اور پیغمبر بنایا، پھر انسانی آبادی جس طرح اپنی عمرانی اور اقتصادی حیثیت سے پھیلتی اور ترقی کرتی رہی، اسی کی مناسبت سے رشد وہدایت کے انتظامات بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مختلف رسولوں، پیغمبروں کے ذریعہ ہوتے رہے۔ زمانہ کے ہر دور اور ہر قوم کے مناسب حال احکام اور شریعتیں نازل ہوتی رہیں یہاں تک کہ عالم انسانی کا نشوونما سن کمال کو پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے سید الاولین والآخرین امام الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پوری دنیا کا رسول بنا کر بھیجا اور جو کتاب وشریعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی وہ پورے عالم اور قیامت تک کے پورے زمانے کے لئے کامل ومکمل کرکے دی، اور ارشاد فرمایا: الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی. ”یعنی میں نے آج تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا، اور اپنی نعمت تمہارے لئے پوری کر دی“۔

مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ

فرعون کے لوگوں سے وہ تم کو چکھاتے تھے بُرا عذاب

وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ

اور مار ڈالتے تھے تمہارے بیٹوں کو اور جیتا رکھتے تھے تمہاری عورت ذات (بیٹیوں) کو اور اس میں

بَلَاۗءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝۶ ع وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ

بڑی آزمائش تھی تمہارے پروردگار کی طرف سے۔ اور جب جتا دیا تمہارے پروردگار نے

لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ

کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں تم کو اور زیادہ دوں گا ف۱ اگر ناشکری کی تو میری

لَشَدِيْدٌ ۝۷ وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ

مار سخت ہے۔ اور کہا موسیٰ نے کہ اگر کافر ہو جاؤ تم اور جتنے لوگ

فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝۸ اَلَمْ

زمین میں ہیں سب کے سب تو اللہ تو بے پرواہ ہے تعریف کے قابل!

يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ

کیا تم کو ان کے حالات نہیں پہنچے جو تم سے پہلے تھے نوح کی قوم اور عاد

وَّثَمُوْدَ ڛ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ڜ لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا

اور ثمود اور جو ان کے بعد ہوئے جن کی خبر بس

اللّٰهُ ۭ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرَدُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ

اللہ ہی کو ہے! آئے اُن کے پاس ان کے رسول نشان لے کر تو انہوں نے لوٹائے اپنے ہاتھ

ف۱ شکر اور ناشکری کے نتائج:

واذ تاذن ربکم لئن شکرتم لا زیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید لفظ تاذن، اذن اور اطلاع دینے اور اعلان کرنے کے معنی میں ہے مطلب آیت کا یہ ہے کہ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان عام فرما دیا ہے کہ اگر تم نے میری نعمتوں کا شکر ادا کیا کہ ان کو میری نافرمانیوں اور ناجائز کاموں میں خرچ نہ کیا اور اپنے اعمال وافعال کو میری مرضی کے مطابق بنانے کی کوشش کی تو میں ان نعمتوں کو اور زیادہ کر دوں گا۔ یہ زیادتی نعمتوں کی مقدار میں بھی ہوسکتی ہے۔ اور ان کے بقاء ودوام میں بھی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو شکر ادا کرنے کی توفیق ہوگئی وہ کبھی نعمتوں میں برکت اور زیادت سے محروم نہ ہوگا (رواہ ابن مردویہ عن ابن عباسؓ مظہری)۔ اور فرمایا کہ اگر تم نے میری نعمتوں کی ناشکری کی تو میرا عذاب بھی سخت ہے، ناشکری کا حاصل یہی ہے کہ اللہ کی نعمتوں کو اس کی نافرمانی اور ناجائز کاموں میں صرف کرے یا اس کے فرائض وواجبات کی ادائیگی میں سستی کرے اور کفران نعمت کا عذاب شدید دنیا میں بھی یہ ہوسکتا ہے کہ یہ نعمت سلب ہوجائے یا ایسی مصیبت میں گرفتار ہوجائے کہ نعمت کا فائدہ نہ اٹھا سکے اور آخرت میں بھی عذاب میں گرفتار ہو۔ یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اس آیت میں حق تعالیٰ نے شکر گزاروں کے لئے تو اجر وثواب اور نعمت کی زیادتی کا وعدہ اور وہ بھی بلفظ تاکید وعدہ فرمایا ہے لازیدنکم لیکن اس کے بالمقابل ناشکری کرنے والوں کے لئے یہ نہیں فرمایا کہ لاعذبنکم یعنی میں تمہیں ضرور

ع ۱ / ۶ / ۱۴

خلاصہ رکوع ۱

نزول قرآن کے مقاصد اور منکرین کیلئے ہلاکت کی وعید ذکر فرمائی گئی اور ان کی خصلتوں کو بیان کیا گیا۔ زبان عربی میں نزول قرآن کی حکمت کو بیان فرمایا گیا۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر انعامات اور فرعون کے مظالم کو بیان کیا گیا۔

فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْٓا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَاِنَّا

اپنے منہ میں اور بولے کہ ہم نہیں مانتے جو تمہارے ہاتھ بھیجا گیا ہے

لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۝۹ قَالَتْ رُسُلُهُمْ

اور ہم بڑے شک میں پڑے ہوئے ہیں اس دین سے جس کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو

اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَدْعُوْكُمْ

ان کے پیغمبروں نے کہا کہ کیا اللہ میں شبہ ہے جو آسمان و زمین کا پیدا کرنے والا ہے ۱

لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ

وہ تم کو بُلاتا ہے تاکہ بخش دے تمہارے گناہ اور تم کو رہنے دے ایک وقت مقرر تک

مُّسَمًّى ۭ قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۭ تُرِيْدُوْنَ

وہ کہنے لگے کہ بس تم بھی تو ہم ہی جیسے بشر ہو چاہتے ہو کہ

اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَا فَاْتُوْنَا

ہم کو روک دو ان چیزوں سے جن کو پوجتے رہے ہمارے باپ دادا

بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝۱۰ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ

تو لاؤ کوئی سند صریح۔ ان سے کہا ان کے رسولوں نے کہ بیشک

نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰي مَنْ

ہم تمہاری طرح کے آدمی ہیں لیکن اللہ احسان کرتا ہے اپنے بندوں میں

يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ

جس پر چاہے اور ہمارا کام نہیں کہ تمہارے پاس لے

عذاب دوں گا بلکہ صرف اتنا فرما کر ڈرا دیا ہے کہ میرا عذاب بھی جس کو پہنچے وہ بڑا سخت ہوتا ہے اس خاص تعبیر میں اشارہ ہے کہ ہر ناشکرے کا گرفتار عذاب ہونا کچھ ضروری نہیں معافی کا بھی امکان ہے۔ (معارف القرآن)

۱ نظام کائنات کی شہادت

یعنی خدا کی ہستی اور وحدانیت تو ایسی چیز نہیں جس میں شک و شبہ کی ذرا بھی گنجائش ہو، انسانی فطرت خدا کے وجود پر گواہ ہے۔ علویات و سفلیات کا عجیب و غریب نظام شہادت دیتا ہے کہ اس مشین کے پرزوں کو وجود کے سانچے میں ڈھالنے والا پھر انہیں جوڑ کر نہایت محکم و منظم طریقہ سے چلانے والا بڑا زبردست ہاتھ ہونا چاہئے جو کامل حکمت و اختیار سے عالم کی مشین کو قابو میں کئے ہوئے ہے۔ اسی لئے کٹر سے کٹر مشرک کو بھی کسی نہ کسی رنگ میں اس بات کے اعتراف سے چارہ نہیں رہا کہ بڑا خدا جس نے آسمان و زمین وغیرہ کرات پیدا کئے، وہی ہو سکتا ہے جو تمام چھوٹے چھوٹے دیوتاؤں سے اونچے مقام پر براجمان ہو۔ انبیاء کی تعلیم یہ ہے کہ جب انسانی فطرت نے ایک علیم و حکیم قادر و توانا منبع الکمالات خدا کا سراغ پالیا پھر اوہام و ظنون کی دلدل میں پھنس کر اس سادہ فطری عقیدہ کو کھلونا یا چیستاں کیوں بنلایا جاتا ہے۔ وجدان شہادت دیتا ہے کہ ایک قادر مطلق اور عالم الکل خدا کی موجودگی میں کسی پتھر یا درخت یا انسانی تصویر یا سیارہ فلکی یا اور کسی مخلوق کو الوہیت میں شریک کرنا فطرت صحیحہ کی آواز کو دبانے یا بگاڑنے کا مرادف ہے۔ کیا خداوند قدوس کی ذات و صفات میں (معاذ اللہ) کچھ کمی محسوس ہوئی جس کی مخلوق خداؤں کی جمعیت سے تلافی کرنا چاہتے ہو۔

بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

آویں کوئی سند مگر اللہ کے حکم سے! اور اللہ پر بھروسہ چاہئے

الْمُؤْمِنُوْنَ ⑪ وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ

مسلمانوں کو۔ اور ہم کو کیا ہوا کہ نہ بھروسہ کریں اللہ پر حالانکہ

هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ؕ وَ

وہ سمجھا چکا ہم کو ہماری راہیں۔ اور ہم صبر کریں گے تمہاری ایذا پر۔ اور

عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ⑫ ع وَقَالَ الَّذِيْنَ

اللہ پر بھروسہ چاہئے بھروسہ کرنے والوں کو۔

كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ

اور کہا کافروں نے اپنے رسولوں سے کہ ہم تم کو ضرور نکال دیں گے اپنی زمین سے یا

لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ

لوٹ آؤ ہمارے دین میں۔ تب ان کی طرف وحی بھیجی ان کے پروردگار نے کہ

الظّٰلِمِيْنَ ⑬ لا وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ

ہم ضرور غارت کریں گے ان ظالموں کو اور ضرور تم کو بسائیں گے اس زمین میں ان کے بعد

ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ⑭ وَاسْتَفْتَحُوْا

یہ صلہ اس شخص کا جو ڈرا میرے حضور میں کھڑا ہونے سے اور ڈرا میرے عذاب کے وعدے سے۔

وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ⑮ لا مِّنْ وَّرَآىِٕهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى

اور پیغمبروں نے فتح مانگی اور نامراد ہوا ہر سرکش ضدی اس کے پیچھے دوزخ ہے اور اس کو پلایا جائے گا

ف۱ پیغمبروں کی دعائیں:
یعنی پیغمبروں نے خدا سے مدد مانگی اور فیصلہ چاہا۔ چنانچہ نوح علیہ السلام نے کہا تھا۔ "فافتح بینی و بینھم فتحا و نجنی" الخ" لوط علیہ السلام نے کہا "رب نجنی و اھلی مما یعملون" شعیب علیہ السلام نے عرض کیا ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق"۔ موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی ربنا انک اتیت فرعون و ملاہ الخ" اور کفار نے بھی جب دیکھا کہ اتنی طویل مدت سے عذاب کی دھمکیاں دی جاری ہیں لیکن اس کے

خلاصہ رکوع ۲
ع ۲ ۱۴ شکر کی فضیلت ذکر کی گئی۔ سرکشی کرنیوالوں کا انجام بیان فرمایا گیا۔ عرب کی تاریخ سے اہل مکہ کو تنبیہ فرمائی گئی۔ کفار کے پیغمبروں پر اعتراضات اوران کے جوابات کو بیان فرمایا گیا۔

آثار کچھ نظر نہیں آتے تو استہزاء اور تمسخر سے کہنے لگے" ربنا عجل لنا قطنا قبل یوم الحساب" (ص رکوع ۲) اور اللھم ان کان ھذا ھوالحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء و ائتنا بعذاب الیم (انفال۔ رکوع ۴) یہ تو قریش کے مقولے ہیں، قوم نوح نے کہا تھا۔ "فاتنا بما تعدنا"۔ قوم شعیب نے کہا "فاسقط علینا کسفا" وغیرہ ذلک۔ غرض دونوں طرف سے فیصلہ کی جلدی ہونے لگی۔ (تفسیر عثمانی)
بعض اہل علم کہتے ہیں کہ آیت استفتحوا کا انبیاء کے قصہ سے کوئی تعلق نہیں یہ بالکل الگ آیت ہے اوراس کا نزول مکہ والوں کے متعلق ہوا اہل مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے قحط میں مبتلا ہو گئے تھے اسلئے انہوں نے فتح یعنی بارش کیلئے اللہ سے دعا کی مگر اللہ نے ان کی مراد پوری نہیں کی اور بجائے پانی کے دوزخ میں دوزخیوں کے جوف کا گندہ پانی پلائے جانے کی وعید سنادی۔

خاصیت: آیت ۱۲ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ

پیپ کا پانی اس کو گھونٹ گھونٹ پیئے گا اور گلے سے نہیں اتار سکے گا۔ ف۱ اور چلی آتی ہے

الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۭ وَمِنْ وَّرَآىِٕهٖ

اس پر موت ہر جگہ سے اور وہ نہیں مرتا۔ اور اس کے پیچھے

عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿۱۷﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ

سخت عذاب ہے۔ ان کی مثال جو منکر ہوئے اپنے پروردگار سے

اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ِۨ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ

ایسی ہے کہ ان کے عمل گویا راکھ (کا ڈھیر) ہے کہ زور سے چلی اس پر ہوا ہر آندھی کے دن

عَاصِفٍ ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰي شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ هُوَ

(اسی طرح) اس کے ہاتھ کچھ نہ آئے گا اپنے کئے ہوئے میں سے۔ یہی ہے پرلے درجے کی

الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۸﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

گمراہی ف۲۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے بنائے آسمان

وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ

اور زمین تدبیر سے! اگر چاہے تو تم کو لے جائے اور لائے نئی خلقت

جَدِيْدٍ ﴿۱۹﴾ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۲۰﴾ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ

اور یہ اللہ پر کچھ مشکل نہیں۔ اور نکل کھڑے ہوں گے

جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰۗؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا

اللہ کے سامنے سب لوگ پھر کہیں گے کمزور آدمی ان لوگوں سے جو عزت رکھتے تھے

ف۱ گھونٹ گھونٹ پینا اور آسانی سے نہ اترنا دو صورتوں سے جمع ہو سکتا ہے ایک یہ کہ پھنس کر گلے سے اترے تو اتر جانے کے اعتبار سے پینا صادق آ گیا اور پھنسنے کے اعتبار سے نہ اترنا صادق آ گیا دوسری صورت یہ کہ پھنس کر گلے ہی میں رہ جائے اترے نہیں پس اس صورت میں نہ اترنا تو ظاہر ہے اور پینے کا حکم ارادہ کے اعتبار سے صحیح ہوا کہ پینا چاہے گا مگر پی نہ سکے گا۔

ف۲ اعمال سے مراد ہیں کافروں کی وہ خود تراشیدہ نیکیاں جن کے ثواب کے وہ امیدوار تھے جیسے (ان کی مفروضہ) خیرات، کنبہ پروری، اعانت فقراء، آزادی غلاماں وغیرہ۔ ان تمام کارہائے خیر کی بنیاد چونکہ خداشناسی پر نہ تھی اور ان سے اللہ کی خوشنودی مطلوب نہیں تھی۔ یا بتوں کے نام پر یہ نیکیاں کی جاتی تھیں جو ان کے کسی عمل اور عبادت سے واقف نہ تھے اور نہ بدلہ دینے کی ان میں طاقت تھی اس لئے اللہ نے ایسی خوش اعمالیوں کو آندھی کی خاک سے تشبیہ دی جس کو آندھی اڑا کر لے جاتی ہے۔ (تفسیر مظہری)

كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ

کہ ہم تو تمہارے تابع تھے تو کیا تم ہم پر سے ہٹا سکتے ہو اللہ کے عذاب میں سے کچھ؟

اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَیْنٰكُمْ ؕ سَوَآءٌ

وہ کہیں گے کہ اگر ہم کو ہدایت کرتا اللہ تو ہم تم کو ہدایت کرتے اب تو برابر ہے

عَلَیْنَاۤ اَجَزِعْنَاۤ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِیْصٍ ﴿۲۱﴾ ع

ہمارے حق میں بے قراری کریں یا صبر کریں ہمارے لئے کسی طرح کا چھٹکارا نہیں

وَقَالَ الشَّیْطٰنُ لَمَّا قُضِیَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ

اور شیطان کہے گا جب فیصل ہو جائے گا کام کہ اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا

وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِیَ

اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا سو وعدہ خلافی کی۔ اور میری تم پر کچھ زبردستی تو تھی

عَلَیْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّاۤ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ

نہیں مگر ہاں میں نے تم کو بلایا تو تم نے میرا کہا مان لیا۔ پس مجھے

لِیْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ وَلُوْمُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَاۤ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ

الزام نہ دو اور الزام دو اپنے آپکو نہ تو میں تمہاری فریاد کو پہنچ سکتا ہوں

وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِیَّ ؕ اِنِّیْ كَفَرْتُ بِمَاۤ اَشْرَكْتُمُوْنِ

اور نہ تم میری فریاد کو پہنچ سکتے ہو۔ میں تو مانتا ہی نہیں کہ تم نے مجھے شریک بنایا تھا

مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۲۲﴾

پہلے! بیشک جو ظالم ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے ف۱

ف۱ عقبہ بن عامر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ جب اللہ تعالیٰ اولین وآخرین کو جمع کر کے فیصلہ کر دے گا اور خدا کے رسول شفاعت سے فارغ ہو جائیں گے تو کفار کہیں گے کہ مؤمنوں نے تو اپنا شفیع پالیا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پالیا جوان کے لئے بارگاہ

ع۳ ۹ ۱۵ خلاصہ رکوع ۳

انبیاء علیہم السلام اور کفار کے مابین مکالمہ کو ذکر فرمایا گیا اور کفار کیلئے اخروی عذاب کو بیان کیا گیا۔ کفار کے فلاحی کاموں کی حقیقت اور بعث بعد الموت کو ذکر فرمایا گیا۔

خداوندی میں شفاعت کرے گا۔ کاش کوئی ہمارا سفارشی ہو جاتا۔ کفار کہیں گے سوائے ابلیس کے کون ہے جو ہماری سفارش کرے جس نے ہم کو گمراہ کیا۔ بس کفار جمع ہو کر ابلیس کے پاس آئیں گے اور کہیں گے تم ہمارے پیشوا ہو تم ہمارے واسطے اٹھو کیونکہ تم ہی نے ہم کو یہ راہ بتلائی تھی پس وہ اپنے مقام سے اٹھے گا اور اس کی مجلس سے ایسی سخت بدبو اٹھے گی جو کسی نے اس سے پہلے نہ سونگھی ہوگی اور پھر گریہ وزاری اور چیخ و پکار بلند ہوگی اس وقت شیطان اٹھے گا اور یہ کہے گا ان اللہ وعدکم وعدا لحق اور اس طرح ان سے اپنی بیزاری ظاہر کرے گا ابلیس کے اس خطبہ سے کفار کی کمر ٹوٹ جائے گی اور دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ (معارف کاندھلوی)

وَأُدْخِلَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ

اور داخل کئے جاویں گے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے جنتوں میں

تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ

کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ اپنے پروردگار کے حکم سے۔ ف۱

تَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ ﴿٢٣﴾ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا

ان کے باہم دعائے خیر اس جگہ سلام ہے۔ کیا تو نے دیکھا نہیں؟ کیسی مثال بیان کی اللہ نے کہ

كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَ

پاکیزہ بات گویا ایک پاکیزہ درخت ہے اس کی جڑ مضبوط ہے اور اس کی

فَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ ﴿٢٤﴾ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ

ٹہنیاں آسمان میں ہیں۔ ف۲ اپنے پھل لاتا رہتا ہے ہر وقت پر اپنے

رَبِّهَا ۗ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ

پروردگار کے حکم سے۔ اور اللہ بیان کرتا ہے مثالیں لوگوں کے لئے

يَتَذَكَّرُونَ ﴿٢٥﴾ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ

تاکہ سوچیں (سمجھیں)۔ اور گندی بات کی مثال گندے درخت کی سی ہے کہ اکھاڑ پھینکا گیا۔

اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿٢٦﴾ يُثَبِّتُ

زمین کے اوپر سے اس کو کچھ ٹھہراؤ نہیں ثابت رکھتا ہے ف۳

اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

اللہ ایمان والوں کو پکی بات سے دنیا کی زندگی میں

ف۱ ترازو کو بھرنے والے کلمات

ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمرو کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ پڑھنا (قیامت کے دن) میزان (عدل) کا آدھا حصہ ہوگا اور الحمد للہ (پڑھنا) میزان کو (نیکیوں سے) بھر دے گا اور لا الہ الا اللہ کو (اللہ تک پہنچنے سے) کوئی مانع نہیں۔

ف۲ کلمہ طیبہ: ترمذی نے حسن کی سند سے حضرت ابوہریرہؓ کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بھی کوئی بندہ خلوص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو ضرور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ کلمہ عرش تک پہنچ جاتا ہے بشرطیکہ اس کا قائل کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے گا۔ حاکم نے حضرت انس کی روایت سے بیان کیا ہے اور حاکم نے اس کو صحیح بھی کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شجرہ طیبہ کھجور کا درخت ہے اور شجرہ خبیثہ حنظل (اندرائن) کا درخت ہے۔

کھجور کا درخت:

حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درختوں میں ایک درخت ایسا ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے اور وہ مسلمان کی طرح ہوتا ہے بتاؤ وہ کونسا درخت ہے، حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا لوگوں کے خیالات صحرائی درختوں کی طرف جا پڑے اور میرے دل میں آیا کہ ایسا درخت کھجور ہوتا ہے مگر میں چھوٹا تھا اس لئے جھجکا (اور کچھ کہنے کی ہمت نہ ہوئی) آخر حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور خود ہی بیان فرمادیں فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے۔

خاصیت: آیت ۲۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙۗ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ

اور آخرت میں اور گمراہ کرتا ہے اللہ ظالموں کو اور کرتا ہے اللہ

مَا يَشَآءُ ﴿٢٧﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا

جو چاہے۔ کیا تو نے ان کی جانب نظر نہیں کی جنہوں نے بدلا کیا اللہ کی نعمت کا ناشکری سے

وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿٢٨﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۗ وَبِئْسَ

اور اتارا اپنی قوم کو تباہی کے گھر یعنی جہنم میں کہ وہ سب اس میں داخل ہوں گے اور وہ بُرا

الْقَرَارُ ﴿٢٩﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۗ

ٹھکانا ہے۔ اور ٹھہرا لئے اللہ کے مد مقابل تا کہ لوگوں کو گمراہ کریں اللہ کے راستہ سے۔

قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴿٣٠﴾ قُلْ لِّعِبَادِيَ

کہہ دے رس بس لو! پھر تو تم کو آگ کی طرف جانا ہے۔ کہہ دے میرے ان بندوں سے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ

جو ایمان لائے کہ قائم رکھیں نماز اور خرچ کرتے رہیں ہماری دی ہوئی روزی میں سے

سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ

پوشیدہ اور علانیہ ف۱ اس سے پہلے پہلے کہ وہ دن آموجود ہو جس میں نہ خرید و فروخت ہو

فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ﴿٣١﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

نہ دوستی۔ اللہ ہی ہے جس نے پیدا کئے آسمان و زمین اور اُتارا آسمان

وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ

سے پانی پھر نکالے اس کے ذریعہ سے پھل کہ وہ تمہاری روزی ہے۔

ف۱ اہل ایمان کو تنبیہ: کفار کے احوال ذکر کرنے کے بعد مؤمنین مخلصین کو متنبہ فرماتے ہیں کہ وہ پوری طرح بیدار رہیں، وظائف عبودیت

خلاصہ رکوع ۴

ع ٤ — ١٦

اہل دوزخ اور شیطان کے درمیان مکالمہ کو بیان فرمایا گیا۔ اہل ایمان کا انجام یعنی جنت کا تذکرہ فرمایا گیا۔ کلمہ ایمان کو مثال سے واضح فرمایا گیا۔ پھر کلمہ کفر کی مثال دی گئی۔ پھر دونوں مثالوں کا اثر و نتیجہ ذکر فرمایا گیا۔

میں ذرا فرق نہ آنے دیں، دل و جان سے خالق کی عبادت اور مخلوق کی خدمت کریں کہ وہ بھی بہترین عبادت ہے۔ نمازوں کو انکے حقوق و حدود کی رعایت کے ساتھ خشوع و خضوع سے ادا کرتے رہیں۔ خدا نے جو کچھ دیا ہے اس کا ایک حصہ خفیہ یا علانیہ مستحقین پر خرچ کریں۔ غرض کفار جو شرک اور کفران نعمت پر تلے ہوئے ہیں ان کے بالمقابل مؤمنین کو جان و مال سے حق تعالیٰ کی طاعت و شکر گزاری میں مستعدی دکھلانا چاہیے۔ (تفسیر عثمانی)

سرا و علانیۃ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ میرے ان بندوں سے جو ایمان لے آئے ہیں کہہ دیجئے کہ وہ نمازیں قائم کریں اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا کیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر طور پر راہ خدا میں کچھ خرچ کریں۔ اہل ایمان کو خصوصی طور پر نماز پڑھنے اور راہ خدا میں خرچ کرنے کی ہدایت کرنے کا حکم دیا اور مؤمنوں کو خاص طور پر عبادی فرمایا اور اپنے بندے قرار دیا اس سب سے مقصود اہل ایمان کی عزت افزائی ہے۔ اور اس امر پر تنبیہ کرنی مقصود ہے کہ اہل ایمان ہی حقیقتاً حقوق عبدیت کو ادا کرنے اور تعمیل احکام کرنے والے ہیں وہ امر کی تعمیل کریں گے۔ (تفسیر مظہری)

وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ

اور تمہارے اختیار میں کر دیا کشتیوں کو تا کہ چلیں دریا میں اس کے حکم سے۔ اور تمہارے کام میں

الْاَنْهٰرَ ﴿٣٢﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ

دیدیں ندیاں۔ اور تمہارے کام میں لگا دیئے سورج اور چاند ہمیشہ چکر لگانے والے۔ اور تمہارے

لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿٣٣﴾ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَاِنْ

کام میں لگا دیے رات اور دن ف۱ اور تم کو دیا ہر چیز میں سے جو تم نے مانگا۔ اور اگر

تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ

گنو اللہ کی نعمتوں کو تو پورا نہ گن سکو۔ کچھ شک نہیں کہ انسان بڑا نا انصاف اور ناشکرا ہے۔

كَفَّارٌ ﴿٣٤﴾ ع وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ

اور جب ابراہیم نے کہا کہ اے میرے پروردگار کر دے اس شہر (مکہ) کو

اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿٣٥﴾ ؕ رَبِّ

امن کی جگہ اور بچا مجھ کو اور میری اولاد کو (اس سے) کہ پوجنے لگیں بتوں کو۔ اے میرے پروردگار

اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ

ان بتوں نے گمراہ کر دیا بہتیرے لوگوں کو۔ تو جس نے میری پیروی کی

فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٣٦﴾

وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا سو تو بخشنے والا مہربان ہے۔ ف۲

رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ

اے ہمارے پروردگار میں نے بسائی ہے اپنی کچھ اولاد بیاباں میں جہاں کھیتی

ف۱ مسخر کر دینے کا مطلب:
پھر فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ نے ہی کشتیوں اور جہازوں کو تمہارے کام میں لگا دیا کہ وہ اللہ کے حکم سے دریاؤں میں چلتے پھرتے ہیں۔ لفظ سخر جو اس آیت میں آیا ہے اس سے مراد یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کا استعمال تمہارے لئے آسان کر دیا ہے لکڑی، لوہا اور ان سے کشتی جہاز بنانے کے اوزار و آلات اور ان سے صحیح کام لینے کی عقل و دانش یہ سب چیزیں اسی کی دی ہوئی ہیں اس لئے ان چیزوں کے موجد اس پر ناز نہ کریں، کہ یہ ہم نے ایجاد کی یا بنائی ہے کیونکہ جن چیزوں سے ان میں کام لیا گیا ہے ان میں کوئی چیز بھی نہ تم نے پیدا کی ہے نہ کر سکتے ہو، خالق کائنات کی بنائی ہوئی لکڑی، لوہے، تانبے اور پیتل ہی

خلاصہ رکوع ۵

ع ۵ ۷ ١٧

مومنین کو نماز و راہ خدا میں خرچ کرنے کا اور صلحا سے دوستی کا حکم فرمایا گیا۔ زمین و آسمان میں انعامات الٰہیہ کا ذکر فرمایا گیا۔ انسانی ناشکری و احسان فراموشی کو بیان فرمایا گیا۔

میں تصرفات کر کے یہ ایجاد کا سہرا آپ نے اپنے سر لیا ہے، ورنہ حقیقت دیکھو تو خود آپ کا اپنا وجود اپنے ہاتھ پاؤں، اپنا دماغ اور عقل بھی تو آپ کی بنائی ہوئی نہیں۔
اس کے بعد فرمایا کہ ہم نے تمہارے لئے سورج اور چاند کو مسخر کر دیا کہ یہ دونوں ہمیشہ ایک حالت پر چلتے ہی رہتے ہیں، دائبین، داب سے مشتق ہے، جس کے معنی عادت کے ہیں مراد یہ ہے کہ ہر وقت اور ہر حال میں چلنا ان دونوں سیاروں کی عادت بنا دی گئی کہ کبھی اس کے خلاف نہیں ہوتا۔

عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ

نہیں تیرے معزز گھر کے پاس اے ہمارے پروردگار تا کہ یہ قائم رکھیں نماز

اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ

تو کر کتنے ہی لوگوں کے دل کہ مائل ہوں ان کی طرف اور ان کو روزی دے ف۱

مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾ رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ

میووں سے تاکہ یہ شکر کریں اے ہمارے پروردگار تو جانتا ہے جو

مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ ؕ وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ

ہم چھپاتے اور جو ظاہر کرتے ہیں اور نہیں چھپی رہتی اللہ پر کوئی چیز

فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ﴿۳۸﴾ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ

زمین میں اور نہ آسمان میں۔ اللہ کا شکر ہے جس نے عطا فرمائے مجھ کو

لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ

باوجود بڑھاپے کے اسمٰعیل اور اسحٰق۔ بیشک میرا پروردگار دعا کا

الدُّعَآءِ ﴿۳۹﴾ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۖۗ

سننے والا ہے ف۲۔ اے پروردگار کر مجھ کو قائم رکھنے والا نماز کا اور بعض میری اولاد کو۔ اے ہمارے

رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ

پروردگار قبول فرما میری دعا اے ہمارے پروردگار بخش مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور سب ایمان والوں کو۔

يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾ ع وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ

جس دن قائم ہو حساب اور (اے محمد) ایسا نہ خیال کیجو کہ اللہ بے خبر ہے ان کاموں سے

ف۱ مشرک کیلئے رزق کی دُعاء:
اس دعا میں صرف اہل ایمان کو رزق عطا کرنے کی دعا اس لئے کی کہ مشرک کے غیر مغفور ہونے کی صراحت سے آپ کو خیال پیدا ہو گیا کہ مشرک سے اللہ دنیا میں بھی انتقام لے گا اور اپنے پیدا کیے ہوئے پھلوں سے محروم رکھے گا۔ (چونکہ یہ خیال غلط تھا اس لئے اس کے جواب میں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **ومن کفر فامتعه** الخ اور جو کفر کرے گا اس کو تھوڑی مدت (بقدر مدت زندگی) میں بہرہ اندوز رکھوں گا، پھر اس کو عذاب دوزخ کی طرف کھینچ کرلے جاؤں گا (یعنی کافروں کو دنیوی نعمتوں سے محروم نہیں رکھوں گا۔ ہاں آخرت میں اس کی مغفرت نہ ہوگی)۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ اولاد کی معاشی راحت:
اس دعا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اولاد کی ہمدردی اور ان کی معاشی راحت کا انتظام بھی حسب قدرت باپ کے فرائض میں سے ہے، اس کی کوشش زہد اور ترک دنیا کے منافی نہیں۔
دوسری دعا میں بھی بڑی جامعیت ہے کیونکہ وہ گناہ جس کی مغفرت کا امکان نہیں، وہ شرک و بت پرستی ہے اس سے محفوظ رہنے کی دعا فرمادی، اس کے بعد اگر کوئی گناہ سرزد بھی ہو جائے تو اس کا کفارہ دوسرے اعمال سے بھی ہوسکتا ہے اور کسی کی شفاعت سے بھی معاف کئے جاسکتے ہیں، اور اگر عبادت اصنام کے لفظ صوفیائے کرام کے اقوال کے مطابق اپنے وسیع مفہوم میں لیا جائے کہ ہر وہ چیز جو انسان کو اللہ سے غافل کرے

خلاصہ رکوع ۶

۶ ع ۷ کفار مکہ کو ابراہیم علیہ السلام کے ذریعے توحید کی دعوت دی گئی اور
۱۸ ابراہیم علیہ السلام کی دو دعائیں ذکر فرمائی گئیں۔

خاصیت: آیت ۴۱ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الظّٰلِمُوْنَ ۭ۬ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ

جو ظالم کر رہے ہیں پس ان کو اللہ اس دن تک کی مہلت دے رہا ہے

الْاَبْصَارُ ﴿٤٢﴾ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ

جب پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی آنکھیں ف۱ دوڑتے ہوں گے اپنے سر اُٹھائے ہوئے پھر ان کی طرف

اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَاۗءٌ ﴿٤٣﴾ وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ

نہ لوٹے گی ان کی نگاہ اور ان کے دل ہوا ہوں گے۔ اور ڈرا دے لوگوں کو اس دن سے کہ آ پڑے گا

الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ

ان پر عذاب تب کہیں گے ظالم لوگ کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو مہلت دے تھوڑی سی مدت کہ ہم مان لیں

نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ۭ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ

تیرا پکارنا اور اتباع کریں رسول کا (ان کو جواب ملے گا) کیا تم قسمیں نہیں کھایا کرتے تھے

قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ﴿٤٤﴾ وَّسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ

پہلے کہ تم کو کسی طرح کا زوال نہیں اور تم بسے تھے انہیں کے گھروں میں جنہوں نے

ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا

ظلم کیا اپنے اوپر اور تم پر کھل چکا تھا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیسا (برتاؤ کیا) اور ہم نے بیان کر دی

لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿٤٥﴾ وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ۭ

تمہیں تمہارے لئے مثالیں۔ اور یہ کرتے رہے اپنے داؤ اور اللہ کے پاس ہے ان کا داؤ

وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿٤٦﴾ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ

اگرچہ ان کا داؤ (اس بلا کا) تھا کہ ٹل جاویں اس سے پہاڑ تو (اے محمد) ایسا خیال نہ کرنا کہ اللہ وعدہ

وہ اس کا بت ہے۔ اور اس کی محبت سے مغلوب ہو کر خدا تعالیٰ کی نافرمانی پر اقدام کر لینا ایک طرح سے اس کی عبادت ہے تو اس دعا یعنی عبادت اصنام سے محفوظ رہنے میں تمام گناہوں سے حفاظت کا مضمون آ جاتا ہے بعض صوفیاء کرام نے اس معنی میں اپنے نفس کو خطاب کر کے غفلت و معصیت پر ملامت کی ہے (معارف القرآن)

ف۱ ایک آیت پڑھنے سے بدن لرز اٹھا

ابراہیم بصریؒ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ امام صاحب نماز فجر پڑھ رہے تھے میں بھی شریک جماعت تھا۔ جب آپؒ اس آیت پر پہنچے۔
(ولا تحسبن الله غافلا الخ)
''خدا کو ظالموں کے کاموں کی طرف سے غافل نہ سمجھنا''۔
تو آپ پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ تمام بدن بید لرزاں کی طرح کانپنے لگا۔

مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ؕ ﴿٤٧﴾ يَوْمَ تُبَدَّلُ

خلافی کرے گا اپنے رسولوں سے۔ بیشک اللہ زبردست ہے بدلا لینے والا اس دن کہ بدل دی

الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ

جاوے گی اس زمین سے اور زمین اور آسمان (بھی بدل دیئے جاویں گے) اور لوگ نکل کھڑے ہوں گے خدائے واحد

الْقَهَّارِ ﴿٤٨﴾ وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِى

زبردست کے سامنے ف۱۔ اور تو اُس دن گنہگاروں کو دیکھے گا کہ جکڑے ہوئے ہیں

الْاَصْفَادِ ۚ ﴿٤٩﴾ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ

زنجیروں میں۔ ان کے کرتے قطران کے ہوں گے اور چھپا لے گی

النَّارُ ۙ ﴿٥٠﴾ لِيَجْزِىَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ

ان کے مونہوں کو آگ تا کہ بدلا دے اللہ ہر نفس کو اس کے کئے کا بیشک اللہ جلد

الْحِسَابِ ﴿٥١﴾ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْۤا

حساب لینے والا ہے۔ یہ خبر کر دینی ہے لوگوں کو اور تا کہ ان کو اس کے ذریعے سے ڈرایا جاوے اور

اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿٥٢﴾ ع

تا کہ سب جان لیں کہ بس معبود وہی ایک ہے۔ اور تا کہ نصیحت پکڑیں عقل والے۔

سُوْرَةُ الْحِجْرِ مَكِّيَّةٌ هِيَ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

الٓرٰ ۟ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿١﴾

یہ آیتیں ہیں کتابِ (الٰہی) اور روشن قرآن کی۔

ف۱ حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ حضرت مفتی عزیز الرحمٰن قدس سرہ کی تلاوت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"وہ قرآن کے حافظ تھے میں نے سنا ہے کہ مغرب کے بعد اوابین والی نماز میں آٹھ پارے روزانہ پڑھنے کے ملتزم تھے اپنی مسجد میں امامت خود کرتے تھے ان کی قرأت پر ایک سیدھے سادے ہندوستان کے قصباتی مسلمان کے لب ولہجہ کا رنگ غالب تھا اگرچہ اصولاً تجوید کے ہر قاعدے کی پوری رعایت کی جاتی تھی بلکہ شاید تجویدی اصولوں کے مطابق قرأت کی عادت ہوگئی تھی لیکن مصنوعی قرأت سے دور کا سروکار بھی ان کی یہ قرأت نہیں رکھتی تھی۔ کبھی کبھی کسی کسی وقت کی نماز پڑھ لینے کی سعادت اس کور بخت کو بھی اللہ کے اس ولی کے پیچھے میسر آ جاتی تھی یہ وہ زمانہ تھا جب مولانا شبیر احمد (عثمانی) مرحوم پر صوفیانہ مشاغل کا غلبہ تھا' مفتی صاحب کی مسجد کے حجرے میں وہ چلہ کش تھے فقیر بھی تراویح کے وقت حاضر ہو جاتا اور چند ٹوٹے پھوٹے سننے والے مسلمانوں کے ساتھ یہ بھی ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو جاتا' ایسا کیوں کرتا تھا' نہ قرأت ہی میں کان کو کوئی خاص لذت ملتی تھی نہ کچھ اور تھا' لیکن دل یہی کہتا تھا کہ شاید زندگی میں پھر ایسے سیدھے سادے لہجے میں قرآن سننے کا موقع نہ ملے گا اور دل کا یہ فیصلہ صحیح تھا نمازیوں میں مولانا شبیر احمدؒ بھی شریک رہتے تھے اسی زمانے میں ایک دفعہ جو واقعہ پیش آیا اب بھی جب اسے سوچتا ہوں تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں' دل کانپنے لگتا ہے۔ مفتی صاحب قبلہ حسب دستور وہی اپنی نرم نرم سب رو آواز میں قرآن پڑھتے چلے جاتے تھے اسی سلسلہ میں قرآنی آیت۔ وبرزو لله الواحد القهار

خلاصہ رکوع ۷

ع ۷ ۱۱ ۱۹ خدائی گرفت میں ڈھیل سے غفلت میں نہ پڑنے کا حکم دیا گیا اور غفلت شعار لوگوں کیلئے تنبیہ فرمائی گئی۔ روز قیامت مجرموں کی حالت زار کو ذکر فرمایا گیا۔

تیرہواں پارہ

خاصیت مکمل سورہ یوسف

سورۂ یوسف کولکھ کر یا تعویذ بنا کر بازو پر باندھے تو اس کی بیوی اس کو بہت چاہنے لگے۔ جو شخص اس کو لکھ کر پئے اس کا رزق بڑھے اور ہر شخص کے نزدیک باقدر رہو۔

خاصیت آیت ۵۲ برائے دفع الزام

ذٰلِکَ لِیَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَیْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ کَیْدَ الْخَآئِنِیْنَ

خاصیت: اگر کوئی شخص کسی چوری یا جھوٹے الزام میں گرفتار ہو اور اصل مجرم کی تلاش ہو رہی ہو اور یہ شخص چاہے کہ جھوٹا الزام مجھ پر سے اتر جائے رات کو آدھی رات کے بعد کھڑے ہو کر کلمہ کی انگلی آسمان کی طرف اٹھا کر سو مرتبہ یہ آیت پڑھے ان شاء اللہ تین دن میں الزام سے بری ہو جائے گا۔ (طب روحانی ۸۹)

خاصیت آیت ۵۳ برائے اصلاح نفس

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ م بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ط اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

خاصیت: جو شخص نفس امارہ سے رہائی چاہے۔ سات مرتبہ صبح اور سات مرتبہ شام کو یہ آیت پڑھے شروع میں تین مرتبہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم بھی ملائے ان شاء اللہ کبھی نفس کے جال میں گرفتار نہ ہوگا اور تھوڑے عرصہ نفس اس کا مطیع ہو جائے گا۔ (طب روحانی صفحہ ۸۹)

خاصیت آیت ۵۶ برائے وصولی حق

نُصِیْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ

خاصیت: اگر کسی شخص کی تنخواہ کسی آقا پر چڑھ گئی ہو یا کسی شخص کو کوئی عمل یا ختم پڑھتے یا دُعا مانگتے مدت گزر گئی ہو اور اس کی دُعا قبول نہ ہوتی ہو تو تین دن عشاء کی نماز کے بعد سات ہزار مرتبہ اس آیت کو پڑھے ان شاء اللہ مراد پوری ہوگی۔ (طب روحانی صفحہ ۸۹)

خاصیت آیت ۶۴ برائے سفر بخیر و عافیت

فَاللّٰهُ خَیْرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ

خاصیت: اگر کوئی شخص مسافر ہو اور چاہے کہ اپنے گھر خیریت سے واپس جائے اور گھر والے بھی سب خیریت سے ملیں تو ایک ہزار مرتبہ اس آیت کو روزانہ پڑھیں مجرب عمل ہے (طب روحانی صفحہ ۸۹)

خاصیت آیت ۶۴ برائے دفع خوف

۱. فَاللّٰهُ خَیْرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ. (پ ۱۳، ع ۲)

ترجمہ: اللہ (کے سپرد وہی) سب سے بڑا نگہبان ہے اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔
خاصیت: جس کو کسی دشمن سے خوف ہو یا اور کسی طرح کی بلا و مصیبت کا خوف ہو وہ اس کو کثرت سے پڑھا کرے ان شاء اللہ تعالیٰ دشواری دور ہو جائے گی۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ٦٧ برائے حفاظت نظر بد

وَمَآ اُغْنِیْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَیْهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ

خاصیت: تین مرتبہ پڑھ کر بچے پر دم کریا زعفران سے لکھ کر گلے میں ڈالنا بد نظری قطعاً بچہ کو خدا کے فضل سے محفوظ رکھتا ہے (طب روحانی صفحہ ۸۹)

خاصیت آیت ٧٦ برائے ملازمت

نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَفَوْقَ كُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ

خاصیت: اگر کسی عہدہ ملازمت پر بہت سے امیدوار ہو اور کوئی چاہے کہ میری درخواست منظور ہو تو تین روز تک اکیس ہزار مرتبہ یعنی سات سات ہزار مرتبہ ہر روز اس کا پڑھنا نہایت مجرب ہے۔ (طب روحانی صفحہ ۹۰)

خاصیت آیت ۱۰۱ برائے خاتمہ بالخیر

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۫ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ

خاصیت: خاتمہ بالخیر ہونے کیلئے سات مرتبہ صبح کی نماز بعد سات مرتبہ عشاء کی نماز کے بعد اس آیت کا پڑھنا نہایت مفید ہے۔
مکمل سورہ یوسف کا تین دن پڑھنا غم کے دور کرنے کیلئے نہایت مجرب ہے۔ (طب روحانی صفحہ ۹۰)

سورہ رعد

خاصیت مکمل سورۃ رعد

خاصیت: اسکو کسی بڑی نئی رکابی پر شب تاریک میں جس میں رعد و برق ہو لکھ کر آب باراں سے دھو کر شب تاریک میں اس پانی کو حاکم ظالم کے دروازے پر چھڑک دیں ان شاء اللہ تعالیٰ اسی روز معزول ہو جائے گا۔ امام کا قول ہے جو شخص اس کو عشاء کے بعد اندھیری رات میں آگ کی روشنی میں لکھ کر اسی وقت بادشاہ ظالم یا حاکم ظالم کے دروازے پر ڈال آئے اس کی رعایا اور لشکر اس سے برگشتہ ہو جائیں اور کوئی اس کا کہنا نہ مانے اور اس کا دل خوب تنگ ہو۔ (اعمال قرآنی)

سورۃ الرعد: اسکو کسی بڑی نئی رکابی پر شب تاریک میں جس میں رعد و برق ہو لکھ کر آب باراں سے دھو کر شب تاریک میں اس پانی کو حاکم ظالم کے دروازے پر چھڑک دیں ان شاء اللہ تعالیٰ اسی روز معزول ہو جائے گا۔ امام کا قول ہے جو شخص اس کو عشاء کے بعد اندھیری رات میں آگ کی روشنی میں لکھ کر اسی وقت بادشاہ ظالم یا حاکم ظالم کے دروازے پر ڈال آئے اس کی رعایا اور لشکر اس سے برگشتہ ہو جائیں اور کوئی اس کا کہنا نہ مانے اور اس کا دل خوب تنگ ہو۔

خاصیت آیات ۱ تا ۳ برائے ترقی باغات

الٓمّٓرٰ. تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ ط وَالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ الْحَقُّ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ اَللّٰہُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَھَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ط کُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ط یُدَبِّرُالْاَمْرَ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ بِلِقَآءِ رَبِّکُمْ تُوْقِنُوْنَ وَھُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِیْھَا رَوَاسِیَ وَ اَنْھٰرًا ط وَمِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیْھَا زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّھَارَ ط اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ (پارہ ۱۳، رکوع ۷)

ترجمہ: یہ (جوآپ سن رہے ہیں) آیتیں ہیں ایک بڑی کتاب (یعنی قرآن) کی اور جو کچھ آپ پرآپ کے رب کی طرف سے نازل کیا جاتا ہے یہ بالکل سچ ہے اور لیکن بہت سے آدمی ایمان نہیں لاتے اللہ ایسا قادر ہے کہ اس نے آسمانوں کو بدوں ستون کے اونچا کھڑا کیا چنانچہ تم ان (آسمانوں) کو (اسی طرح) دیکھ رہے تھے پھر عرش پر قائم ہوا اور آفتاب و ماہتاب کو کام میں لگا دیا ہر ایک ایک وقت متعین پر چلتا رہتا ہے وہی (اللہ) ہر کام کی تدبیر کرتا ہے (اور) دلائل کو صاف صاف بیان کرتا ہے تاکہ تم اپنے رب کے پاس جانے کا یقین کرلو اور وہ ایسا ہے کہ اس نے زمین کو پھیلایا اور اس زمین پر پہاڑ اور نہریں پیدا کیں اور اس میں ہر قسم کے پھلوں سے دو دو قسم کے پیدا کئے۔ شب (کی تاریکی) سے دن (کی روشنی) کو چھپا تا ہے ان امور (مذکور) میں سوچنے والوں کے (سمجھنے کے) واسطے توحید پر) دلائل (موجود) ہیں۔

خاصیت: باغات وتجارت کی ترقی کیلئے ان آیتوں کو زیتون کے چار پتوں پر لکھ کر مکان یا دوکان یا باغ کے چاروں گوشوں میں دفن کردے بہت ترقی اور آبادی ہو۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیات ۱۳ تا ۱۷ برائے دفع موذی جانور

وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِرُسُلِھِمْ لَنُخْرِجَنَّکُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا ط فَاَوْحٰٓی اِلَیْھِمْ رَبُّھُمْ لَنُھْلِکَنَّ الظّٰلِمِیْنَ وَلَنُسْکِنَنَّکُمُ الْاَرْضَ مِنْ م بَعْدِھِمْ ط ذٰلِکَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ وَخَافَ وَعِیْدِ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ کُلُّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ مِّنْ وَّرَآئِہٖ جَھَنَّمُ وَیُسْقٰی مِنْ مَّآءٍ صَدِیْدٍ یَّتَجَرَّعُہٗ وَلَا یَکَادُ یُسِیْغُہٗ وَیَاْتِیْہِ الْمَوْتُ مِنْ کُلِّ مَکَانٍ وَّمَا ھُوَ بِمَیِّتٍ ط وَمِنْ وَّرَآئِہٖ عَذَابٌ غَلِیْظٌ (پارہ ۱۳، رکوع ۱۵)

خاصیت: جس کے کھیت میں کیڑا یا چوہا لگ گیا ہو زیتون کی چار تختیوں پر سیاہی سے ان آیتوں کو بدھ کی صبح کے وقت قبل طلوع آفتاب لکھ کر ایک ایک گوشہ میں ایک ایک تختی دفن کردے اور گاڑتے وقت ان آیتوں کو بار بار پڑھے ان شاء اللہ تعالیٰ سب موذی جانور دفع ہو جائیں گے۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۱۱ برائے دفع خوف

لَہٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْ م بَیْنِ یَدَیْہِ وَمِنْ خَلْفِہٖ یَحْفَظُوْنَہٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ

خاصیت: اگر کوئی شخص کسی خطرناک جنگل میں چلا جاتا ہو کہ جہاں درندوں کا خوف ہو تو اس آیت کو پڑھے ان شاء اللہ کسی طرح کا خوف نہ رہے گا۔ (طب روحانی صفحہ ۹۰)

خاصیت آیت ۲۸ برائے اطمینان قلب

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

۹

خاصیت: ہر قسم کی گھبراہٹ اور دل کی اضطرابی کے موقع پر اس آیت کا پڑھنا نہایت مفید اور مجرب ہے (طب روحانی صفحہ۹۱)

فائدہ: سورہ رعد کو روزانہ ایک مرتبہ ہمیشہ پڑھنا خدا کی محبت دل میں پیدا کرتا ہے۔ (طب روحانی صفحہ۹۱)

سورہ ابراہیم

خاصیت مکمل سورہ ابراہیم

سفید حریر کے ٹکڑے پر اس کو باوضو لکھ کر لڑکے کے باندھ دے تو رونا ڈرنا اور نظر بد سب دفع ہو جائے اور دودھ چھوڑنا آسان ہو۔

خاصیت آیت ۱۲ برائے درد اعضاء

وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰنَا سُبُلَنَا ط وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَا اٰذَيْتُمُوْنَا ط وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ (پارہ۱۳، رکوع۱۴)

ترجمہ: اور ہم کو اللہ پر بھروسہ نہ کرنے کو کون امر باعث ہوسکتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ہمارے (منافع دارین کے) رستے بتلا دیئے اور تم نے جو کچھ ہم کو ایذا پہنچائی ہے ہم اس پر صبر کریں گے اور اللہ ہی پر بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ رکھنا چاہیے۔

خاصیت: جس کے ہاتھ پیروں میں درد ہو یا اس کو نظر ہو اس کو لکھ کر تعویذ بنا کر باندھ دے ان شاءاللہ تعالیٰ ٹھیک ہو جائے گا۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۱۲ برائے موذی جانور

وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰنَا سُبُلَنَا ط وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَا اٰذَيْتُمُوْنَا ط وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ (پ۱۳ع۱۴)

ترجمہ: اور ہم کو اللہ پر بھروسہ نہ کرنے کا کون امر باعث ہوسکتا ہے حالانکہ اس نے ہم کو ہمارے (منافع دارین کے) رستے بتلا دیئے اور تم نے جو کچھ ہم کو ایذا پہنچائی ہے ہم اس پر صبر کریںگے اور اللہ ہی پر بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ کرنا چاہیے۔

خاصیت: مچھروں پسوؤں کے بھگانے کیلئے پانی پر سات مرتبہ اس آیت کو پڑھے اور سات مرتبہ یوں کہئے کہ اے مچھر اور پسوؤ! اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو ہم کو مت ستاؤ۔ اور خواب گاہ کے گرداگرد اس پانی کو چھڑک دے رات بھر محفوظ رہے گا۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۲۴ برائے ترقی پھل

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِى السَّمَآءِ تُؤْتِىٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ م بِاِذْنِ رَبِّهَا

خاصیت: اگر کسی درخت میں پھل نہ آتا ہو یا کچھ کم پھل آتا ہو تو کسی کاغذ پر لکھ کر اس درخت پر پھول کے شروع ہونے سے پہلے لٹکایا جائے تو ان شاءاللہ بہت پھل آئے گا۔ (طب روحانی ۹۱)

خاصیت آیت ۴۱ برائے ادائیگی حقوق فوت شدگان

رَبَّنَا اغْفِرْلِىْ وَلِوَالِدَىَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ

خاصیت: اگر کوئی شخص یہ چاہئے کہ والدین اور سارے جہان کے بزرگوں، حق داروں کے حق سے جبکہ وہ انتقال کر گئے ہوں بری ہو جائے تو اس آیت کو ہر روز سات مرتبہ پڑھے ان شاءاللہ قیامت کو ان سب کے حقوق سے فارغ ہو کر قبر سے اٹھایا جائے گا۔ (طب روحانی ۹۲)

تعارف سورۃ الحجر

اس سورت کی آیت نمبر ۹۴ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مکہ مکرمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ابتدائی زمانے میں نازل ہوئی تھی، کیونکہ اس آیت میں پہلی بار آپ کو کھل کر اسلام کی عام تبلیغ کا حکم دیا گیا ہے۔ سورت کے شروع میں یہ حقیقت بیان فرمائی گئی ہے کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی کتاب ہے اور جو لوگ اس کی مخالفت کر رہے ہیں، ایک وقت آئے گا جب وہ تمنا کریں گے کہ کاش وہ اسلام لے آتے۔ یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی (معاذ اللہ) مجنون کہتے، اور کبھی کاہن قرار دیتے تھے۔ ان باتوں کی تردید کرتے ہوئے کہانت کی حقیقت آیت نمبر ۱۷ اور ۱۸ میں بیان فرمائی گئی ہے۔ ان لوگوں کے کفر کی اصل وجہ ان کا تکبر تھا، اس لئے ابلیس کا واقعہ آیات نمبر ۲۶ تا ۴۴ میں بیان کیا گیا ہے کہ اس کے تکبر نے کس طرح اس کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم کیا۔ کفار کی عبرت کے لئے حضرت ابراہیم، حضرت لوط، حضرت شعیب اور حضرت صالح علیہم السلام کے واقعات اختصار کے ساتھ بیان فرمائے گئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو تسلی دی گئی ہے کہ ان کافروں کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے وہ یہ نہ سمجھیں کہ ان کی محنت بیکار جا رہی ہے۔ ان کا فریضہ اتنا ہے کہ وہ مؤثر انداز میں تبلیغ کریں، جو وہ بہترین طریقے پر انجام دے رہے ہیں۔ نتائج کی ذمہ داری ان پر نہیں ہے۔ سورت کا نام قوم ثمود کی بستیوں کے نام پر رکھا گیا ہے جو ''حجر'' کہلاتی تھیں، اور ان کا ذکر اس سورت کی آیت نمبر ۸۰ میں آیا ہے۔

تعارف سورۃ النحل

اس سورت کا بنیادی موضوع اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کا مفصل بیان ہے، جو اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں انسان کے فائدے کے لئے پیدا فرمائی ہیں۔ اسی لئے اس سورت کو ''سورۃ النعم'' (نعمتوں کی سورت) بھی کہا جاتا ہے۔ عرب کے مشرکین عام طور سے یہ مانتے تھے کہ ان میں سے بیشتر نعمتیں اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہیں۔ اس کے باوجود وہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی خدائی میں وہ بت بھی شریک ہیں جن کی وہ عبادت کرتے ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کا تذکرہ فرما کر انہیں توحید پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے۔ ان کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے، اور ایمان نہ لانے کی صورت میں انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔ یہ سورت جس زمانے میں نازل ہوئی، اس وقت بہت سے مسلمان کفار کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر حبشہ کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہو رہے تھے۔ آیت نمبر ۴۲ میں ان کو تسلی دی گئی ہے کہ ان کے مصائب و آلام کا دور ختم ہونے والا ہے، اور انہیں دنیا میں بھی اچھا ٹھکانا عطا ہوگا، اور آخرت میں بھی ان کے لئے بڑا اجر و ثواب ہے، بشرطیکہ وہ صبر سے کام لیں، اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں۔ سورت کے آخری حصے میں اسلامی شریعت کے کچھ اہم احکام بھی بیان فرمائے گئے ہیں جو ایک مسلمان کے طرز عمل کی بنیاد ہونے چاہئیں۔ ''نحل'' عربی میں شہد کی مکھی کو کہتے ہیں۔ اس سورت کی آیت نمبر ۶۸ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے انعامات کا تذکرہ کرتے ہوئے شہد کی مکھی کا حوالہ دیا ہے کہ وہ کس طرح اللہ کے حکم سے پہاڑوں اور جنگلوں میں اپنے چھتے بناتی اور شہد پیدا کرتی ہے۔ اسی لئے سورت کا نام ''نحل'' رکھا گیا ہے۔

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝٢ ذَرْهُمْ

کسی وقت بہتیری آرزو کریں گے کافر کہ کاش مسلمان ہوتے۔ چھوڑ دے ان کو کہ

يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝٣

کھالیں اور نفع اُٹھالیں اور ان کو غافل کئے رہے امید پھر آگے ان کو معلوم ہو ہی جاوے گا ف

وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ۝٤

اور کوئی بستی ہم نے نہیں غارت کی مگر کہ اس کا لکھا مقرر تھا۔

مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ۝٥

نہ آگے بڑھ سکتی ہے کوئی جماعت اپنے وعدہ سے اور نہ پیچھے رہ سکتی ہے۔

وَقَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ۝٦ ط

اور کافر کہتے ہیں کہ اے شخص جس پر اترا ہے قرآن تو تو دیوانہ ہے

لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝٧

تو کیوں نہیں لے آتا ہمارے سامنے فرشتے اگر تو سچا ہے۔

مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا

ہم نہیں اتارا کرتے فرشتے مگر حکمت سے اور ان کو اس وقت مہلت

مُّنْظَرِيْنَ ۝٨ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ

بھی نہ ملے گی۔ بیشک ہم ہی نے قرآن اتارا ہے اور بیشک ہم ہی اس کے

لَحٰفِظُوْنَ ۝٩ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ

نگہبان ہیں ۔ اور ہم بھیج چکے ہیں رسول تجھ سے پہلے اگلے لوگوں

ف بدبختی کی علامت: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چار چیزیں بدبختی اور بدنصیبی کی علامت ہیں، آنکھوں سے آنسو جاری نہ ہونا (یعنی اپنے گناہوں، غفلتوں پر نادم ہوکر نہ رونا) اور سخت دلی، طول امل اور دنیا کی حرص۔ (قرطبی عن مسند البزار عن انسؓ)

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس امت کے پہلے طبقہ کی نجات ایمان کامل اور دنیا سے اعراض کی وجہ سے ہوگی۔ اور آخری امت کے لوگ بخل اور طول امل کی وجہ سے ہلاک ہوں گے۔

اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے جامع مسجد دمشق کے منبر پر کھڑے ہوکر فرمایا اے اہل دمشق! کیا تم اپنے ایک ہمدرد خیر خواہ بھائی کی بات سنو گے سن لو! کہ تم سے پہلے بہت بڑے بڑے لوگ گزرے ہیں جنہوں نے مال ومتاع بہت جمع کیا اور بڑے بڑے شان دار محلات تعمیر کئے اور دور دراز کے طویل منصوبے بنائے آج وہ سب ہلاک ہو چکے ہیں ان کے مکانات، ان کی قبریں ہیں اور ان کی طویل امیدیں سب دھوکہ اور فریب ثابت ہوئیں قوم عاد تمہارے قریب تھی جس نے اپنے آدمیوں سے اور ہر طرح کے مال ومتاع سے اور اسلحہ اور گھوڑوں سے ملک کو بھر دیا تھا، آج کوئی ہے جو ان کی وراثت مجھ سے دو درہم میں خریدنے کو تیار ہوجائے۔

حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی زندگی میں طویل امیدیں باندھتا ہے اس کا عمل ضرور خراب ہوجاتا ہے۔ (قرطبی)

خاصیت: آیت ۹ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الْاَوَّلِيْنَ ۝۱۰ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا

کے گروہوں میں اور ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا تھا مگر

بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۱۱ كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ

کہ اس کی ہنسی اُڑاتے رہے اسی طرح ہم ڈال دیتے ہیں ہنسی اڑانا گنہگاروں کے دلوں میں۔ ف۱

الْمُجْرِمِيْنَ ۝۱۲ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۱۳

یہ قرآن پر ایمان نہ لائیں گے اور ہوتی چلی آئی ہے رسم اگلوں کی۔

وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ

اور اگر ہم کھول دیں ان پر دروازہ آسمان سے اور یہ

يَعْرُجُوْنَ ۝۱۴ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ

سارے دن اس میں چڑھتے رہیں (تب بھی) یہی کہیں گے کہ ہو نہ ہو ہماری

قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ۝۱۵ ع وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ

آنکھیں باندھ دی گئی ہیں نہیں تو ہم پر جادو ہوا ہے اور ہم نے بنائے ہیں آسمان میں

بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ۝۱۶ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ

برج اور اس کو آراستہ کیا ہے دیکھنے والوں کے لئے ف۲ اور ہم نے ان کی حفاظت کی ہر شیطان

رَّجِيْمٍ ۝۱۷ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ

مردود سے۔ مگر جو چوری سے سن گیا تو اس کے پیچھے لگتا ہے چمکتا ہوا

مُّبِيْنٌ ۝۱۸ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ

انگارہ اور زمین کو ہم نے پھیلایا اور اس میں ڈال دیئے پہاڑ۔

ف۱ المجرمین سے مراد ہیں مشرکین مکہ یعنی جس طرح گزشتہ کافر امتوں کے دلوں میں ہم نے کفر واستہزاء کو داخل کر دیا تھا اسی طرح مکہ کے ان مشرکوں کے دلوں میں بھی ہم کفر واستہزاء کو داخل کرتے ہیں سلک (پرونا) ایک چیز کا دوسری چیز میں داخل کرنا جیسے سوئی میں ڈورے کو اور زخمی میں نیزے کی نوک کو داخل کر دینا۔ اس آیت میں فرقہ قدریہ کے قول کا رد ہے (فرقہ قدریہ قائل ہے کہ بندہ اپنے افعال کا خود خالق ہے) یہ آیت بتا رہی ہے کہ کافروں کے دلوں میں کفر واستہزاء کو پیدا کرنا اللہ کا کام ہے۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ بُرج کی تحقیق:

برج بڑا ستارہ، تبرج سے یہ لفظ ماخوذ ہے تبرج کا معنی ہے ظاہر ہونا تبرجت المرءۃ عورت نمودار ہوگئی۔ عطیہ نے کہا بروج آسمان کے اندر بڑے بڑے محلات ہیں، اس آیت میں بروج سے مراد وہ معنی نہیں جو اہل ہیئت کی اصطلاح میں آتا ہے۔ اہل ہیئت کے

خلاصہ رکوع ۱

ع ۱۵ ۱

قرآن کریم کی حقانیت اور منکرین کا انجام بد ذکر فرمایا گیا۔ حفاظت قرآن کا خدائی وعدہ۔ کفار کے رویوں سے دلگیر نہ ہونے کو بیان فرمایا گیا۔

اصطلاحی معنی کا وجود مندرجہ ذیل امور پر موقوف ہے تمام آسمان باہم جڑے ہوئے اور ایک دوسرے پر حاوی ہیں کہ نویں آسمان کے گھومنے سے سب اسی طرف گھومنے پر مجبور ہیں جس طرف نویں آسمان کی حرکت ہو پھر نویں آسمان کی حرکت کے لئے ایک منطقہ اور دو قطب ہوں، پھر آٹھویں آسمان جس کو فلک ثوابت کہا جاتا ہے، کے لئے بھی ایک منطقہ اور دوسرے دو قطب ہوں اور سورج آٹھویں آسمان کے منطقہ پر قائم ہو اور دونوں منطقوں کا باہم ایک تقاطع بھی ہو اور چاروں قطبوں کے درمیان ایک خط کھینچا جائے جس

وَاَنۡۢبَتۡنَا فِيۡهَا مِنۡ كُلِّ شَىۡءٍ مَّوۡزُوۡنٍ ﴿١٩﴾ وَجَعَلۡنَا

اگائی اس میں ہر چیز مناسب۔ اور بنا دیئے تمہارے لئے

لَـكُمۡ فِيۡهَا مَعَايِشَ وَمَنۡ لَّسۡتُمۡ لَهٗ بِرٰزِقِيۡنَ ﴿٢٠﴾

اس میں روزی کے سامان اور ان کے لئے جن کو تم روزی نہیں دیتے

وَاِنۡ مِّنۡ شَىۡءٍ اِلَّا عِنۡدَنَا خَزَآٮِٕنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا

اور جتنی چیزیں ہیں ہمارے پاس سب کے خزانے ہیں اور ہم ان کو اتارتے رہتے ہیں

بِقَدَرٍ مَّعۡلُوۡمٍ ﴿٢١﴾ وَاَرۡسَلۡنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنۡزَلۡنَا مِنَ

اندازہ مقرر پر اور ہم نے چلائیں ہوائیں بار دار پھر ہم نے اتارا

السَّمَآءِ مَآءً فَاَسۡقَيۡنٰكُمُوۡهُ‌ ۚ وَمَاۤ اَنۡتُمۡ لَهٗ بِخٰزِنِيۡنَ ﴿٢٢﴾

آسمان سے پانی پھر وہ پانی تم کو پلایا وا۔ اور تم تو اس کا خزانہ نہیں رکھتے۔

وَاِنَّا لَنَحۡنُ نُحۡىٖ وَنُمِيۡتُ وَنَحۡنُ الۡوٰرِثُوۡنَ ﴿٢٣﴾ وَلَقَدۡ عَلِمۡنَا

اور ہم ہی جلاتے اور مارتے ہیں اور ہم ہی وارث ہیں۔ اور ہم جانتے ہیں تم میں

الۡمُسۡتَقۡدِمِيۡنَ مِنۡكُمۡ وَلَقَدۡ عَلِمۡنَا الۡمُسۡتَاۡخِرِيۡنَ ﴿٢٤﴾

آگے بڑھ جانے والوں کو اور ہم جانتے ہیں پیچھے آنے والوں کو ول

وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحۡشُرُهُمۡ‌ ؕ اِنَّهٗ حَكِيۡمٌ عَلِيۡمٌ ﴿٢٥﴾ ع وَلَقَدۡ

اور بیشک تیرا پروردگار ان سب کو لائے گا۔ بلاشبہ وہی حکمت والا واقف کار ہے۔

خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ‌ ۚ ﴿٢٦﴾

اور ہم نے بنایا انسان کو کھنکھناتے سڑے گارے سے اور جنات کو

سے چار قوس پیدا ہو جائیں اور ہر قوس میں تین برج ہوں۔ اس تمام خرافات کا شریعت انکار کرتی ہے شریعت سے آسمانوں کی حرکت ثابت نہیں بلکہ ستاروں کی حرکت ثابت ہوتی ہے اور ہر آسمان کا دوسرے آسمان سے فاصلہ پانچ سو برس کی راہ کے بقدر بتلایا گیا ہے (ایک آسمان کا دوسرے آسمان سے چسپاں ہونے کا انکار اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے) اور شریعت کے نزدیک آسمانوں کی تعداد سات ہے اس سے زائد نہیں۔ (تفسیر مظہری)

ف۱ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا اللہ ہوا کو بھیجتا ہے ہوا پانی کو اٹھا کر لاتی ہے۔ بادل پانی کو لے کر ہوا کی وجہ سے چلتا ہے اور اونٹنی کے دودھ دینے کی طرح پانی برساتا ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ لواقح جنوبی ہوائیں ہیں۔ بعض آثار صحابہ میں آتا ہے جب بھی جنوبی ہوا چلتی ہے انگور کے خوشے (ساتھ) اٹھا کرلاتی ہے اور ریح عقیم عذاب کو لاتی ہے پھل نہیں پیدا کرتی۔

آندھی کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل:

بغوی نے امام شافعیؒ وطبرانی کی سند سے حضرت ابن عباس کی روایت بیان کی ہے کہ جب کبھی کوئی تیز ہوا چلتی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوراً دوزانو بیٹھ کر دعا کرتے تھے، اے اللہ اس کو رحمت بنا دے عذاب نہ بنا، اے اللہ اسکو رحمت کی ہوائیں کر دے عذاب کی آندھی نہ کر دینا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں رحمت کی ہواؤں کے لئے لفظ ریاح بصیغہ جمع اور عذاب کی آندھی کے لئے لفظ ریح استعمال فرمایا ہے۔ (تفسیر مظہری)

ع ۲ / ۱۰ / ۲

خلاصہ رکوع ۲

کائنات سے وحدانیت باری تعالیٰ کا ثبوت اور آسمان کی شیطانوں سے حفاظت کو ذکر فرمایا گیا۔ بتایا گیا کہ ہر چیز اللہ کی عطا ہے اور زندگی وموت اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے۔

وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿٢٧﴾ وَاِذْ

ہم نے پیدا کیا (آدم سے بھی) پہلے لُو کی آگ سے ف۱ اور (یاد کر) جب

قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ

کہا تیرے پروردگار نے فرشتوں سے کہ میں ایک بشر پیدا کرنے والا ہوں کھنکھناتے

مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿٢٨﴾ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ

سڑے ہوئے گارے سے۔ پھر جب اس کو پورا بنا چکوں اور اس میں پھونک دوں

رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿٢٩﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ

اپنی روح تو تم گر پڑنا اس کے آگے سجدہ میں۔ تب سجدہ کیا تمام فرشتوں نے

اَجْمَعُوْنَ ﴿٣٠﴾ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿٣١﴾

اکٹھے مگر ابلیس نے اس بات سے انکار کیا کہ وہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہو۔

قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿٣٢﴾

اللہ نے فرمایا کہ اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ نہ ساتھ ہوا سجدہ کرنے والوں کے۔

قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ

وہ بولا میں وہ نہیں کہ ایسے شخص کو سجدہ کروں جس کو تو نے پیدا کیا کھنکھناتے

مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿٣٣﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿٣٤﴾

سڑے ہوئے گارے سے۔ ف۲ فرمایا کہ اچھا نکل یہاں سے کہ تو راندہ (درگاہ) ہے۔

وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿٣٥﴾ قَالَ رَبِّ

اور تجھ پر پھٹکار روز جزا تک بولا کہ اے پروردگار!

ف۱ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا، الجان سے مراد ہے تمام جنات کا باپ جیسے حضرت آدم تمام انسانوں کے باپ تھے، قتادہ نے کہا اس سے مراد ابلیس ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ الجان جنات کا باپ ہے اور شیاطین کا باپ ابلیس ہے۔ جنات میں کچھ مسلمان ہیں کچھ کافر، مرتے بھی ہیں پیدا بھی ہوتے ہیں اور شیاطین میں سے کوئی بھی مسلم نہیں نہ کسی کو موت آتی ہے جب ابلیس مرے گا تو اسی کے ساتھ سب مریں گے۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ خمیر کا اثر:

آدم علیہ السلام سے پہلے کوئی مخلوق مٹی سے نہیں بنائی گئی چونکہ مٹی کی خاصیت تذلل اور خاکساری ہے اس لئے آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا تاکہ خدا کے خشوع وخضوع کرنے والے بندے بنیں اور مقام عبدیت وعبودیت ان کو علی وجہ الکمال حاصل ہو اس لئے کہ ہر شے اپنی اصل جنس کی طرف مائل ہوتی ہے اس لئے آدم علیہ السلام نے خاکی ہونے کی وجہ سے تواضع اور خاکساری کو اختیار کیا۔ اور ابلیس نے ناری ہونے کی وجہ سے علو اور استکبار کی راہ کو اختیار کیا اور جسم خاکی کو حقیر جانا اور تکبر اور حسد نے ابلیس کو ایسا اندھا بنایا کہ وہ اس جسم انسانی کے انوار وآثار کو نہ سمجھ سکا جس کو خود دست قدرت نے خاک اور پانی سے بنایا۔ (معارف کاندھلوی)

فَاَنْظِرْنِیْۤ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ

مجھ کو اس دن تک کی مہلت دے کہ (مر دے جلا) اٹھائے جائیں گے۔ فرمایا (اچھا) تجھ کو

الْمُنْظَرِیْنَ ﴿۳۷﴾ اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ

مہلت دی گئی وقتِ مقرر کے دن تک۔ بولا ! اے پروردگار

بِمَاۤ اَغْوَیْتَنِیْ لَاُزَیِّنَنَّ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَ لَاُغْوِیَنَّهُمْ

جیسا تو نے مجھ کو راہ سے کھویا میں ان سب کو بہاریں دکھلاؤں گا زمین میں اور ان

اَجْمَعِیْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ ﴿۴۰﴾ قَالَ

سب کو بہکاؤں گا۔ مگر ان میں سے جو تیرے چنے بندے ہیں (بہکائے نہ بہکیں گے) اللہ نے فرمایا!

هٰذَا صِرَاطٌ عَلَیَّ مُسْتَقِیْمٌ ﴿۴۱﴾ اِنَّ عِبَادِیْ

یہ خالص بندگی کی راہ ہے مجھ تک سیدھی۔ جو میرے بندے ہیں

لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ

تیرا اُن پر کچھ زور نہیں لیکن ہاں جو تیرے پیچھے ہو لے گمراہوں

الْغٰوِیْنَ ﴿۴۲﴾ وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۴۳﴾

میں سے (تو ہولے) اور دوزخ ان سب کا وعدہ ہے اس کے سات دروازے ہیں۔

لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴿۴۴﴾ ع

ہر دروازے کے لئے ان کافروں میں سے ایک حصہ بٹ رہا ہے ف۱

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ﴿۴۵﴾ اُدْخُلُوْهَا

جو لوگ پرہیزگار ہیں (وہ) باغوں اور چشموں میں ہوں گے (ان سے کہا جائے گا کہ)

ف۱ دوزخ کے دروازے اور ان سے بچاؤ:
ترمذی نے حضرت ابن عمر کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جہنم کے سات دروازے ہیں سب سے زیادہ غم آگیں کرب آفریں اور حزن آلود اور متعفن ترین دروازہ ان زنا کاروں کے لئے ہوگا جنہوں نے جانتے ہوئے زنا کا ارتکاب کیا ہوگا۔ بیہقی نے خلیل بن مروہ کی مرسل روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بغیر تبارک الذی اور حم السجدہ پڑھے نہیں سوتے تھے اور فرماتے تھے، حم والی سورتیں سات ہیں اور دوزخ کے بھی سات طبقات ہیں۔ جہنم، حطمہ، لظی، سقر، سعیر، ہاویہ، جحیم۔ قیامت کے دن ان (حم والی سورتوں) میں سے حم السجدہ آکر ان طبقات کے دروازہ پر کھڑی ہوجائیگی اور عرض کرے گی اے اللہ جو مجھ پر ایمان رکھتا تھا اور مجھے پڑھتا تھا اسے اس میں داخل نہ کر۔

ع ۳ / ۱۹ / ۳ خلاصہ رکوع ۳
انسانی تخلیق کی ابتدا اور شیطانی ردعمل کو بیان فرمایا گیا۔ شیطان کا مردود ملعون ہونا اور شیطانی منشور کو بیان کیا گیا کہ وہ انسانوں کو گمراہ کرتا ہے۔

بِسَلٰمٍ اٰمِنِیْنَ ﴿٤٦﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ

جاؤ ان میں سلامتی سے باطمینان۔ اور ہم نکال ڈالیں گے جو کچھ ان کے دلوں میں رنجش ہوگی!

غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ﴿٤٧﴾ لَا یَمَسُّهُمْ فِیْهَا

بھائی بھائی ہو جائیں گے تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوئے ان کو نہ چھوئے گی

نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِیْنَ ﴿٤٨﴾ نَبِّئْ عِبَادِیْٓ

وہاں کوئی تکلیف اور نہ وہ وہاں سے (کبھی) نکالے جائیں گے ف۱۔ آگاہ کردے میرے بندوں کو

اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿٤٩﴾ وَاَنَّ عَذَابِیْ هُوَ

کہ میں ہی بخشنے والا مہربان ہوں۔ اور نیز یہ کہ میرا عذاب وہی

الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ ﴿٥٠﴾ وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَیْفِ اِبْرٰهِیْمَ ﴿٥١﴾

دردناک عذاب ہے اور ان کو حال سنا ابراہیم کے مہمانوں کا۔

اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ﴿٥٢﴾

جب چلے آئے اس کے گھر میں تو کہا سلام۔ ابراہیم نے کہا کہ ہم کو تو تم سے ڈر معلوم ہوتا ہے ف۲

قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ ﴿٥٣﴾ قَالَ

وہ بولے خوف نہ کیجئے۔ ہم تم کو خوشی سناتے ہیں ایک ہوشیار لڑکے کی۔ ابراہیم نے کہا

اَبَشَّرْتُمُوْنِیْ عَلٰٓی اَنْ مَّسَّنِیَ الْكِبَرُ فَبِمَ

کیا تم مجھ کو خوشخبری دیتے ہو۔ باوجود کہ مجھ کو پہنچ گیا بڑھاپا تو اب کا ہے کی

تُبَشِّرُوْنَ ﴿٥٤﴾ قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ

خوشی سناتے ہو انھوں نے کہا ہم نے آپ کو سچی خوشخبری سنائی ہے تو آپ

ف۱ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت:

حضرت علیؓ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ ہم بدریوں کی بابت یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ کثیر النوا کہتے ہیں میں ابو جعفر محمد بن علیؓ کے پاس گیا اور کہا کہ میرے دوست آپ کے دوست ہیں اور مجھ سے مصالحت رکھنے والے آپ سے مصالحت رکھنے والے ہیں میرے دشمن آپ کے دشمن ہیں اور مجھ سے لڑائی رکھنے والے آپ سے لڑائی رکھنے والے ہیں، واللہ میں ابوبکرؓ اور عمرؓ سے بری ہوں۔ اس وقت حضرت ابو جعفرؒ نے فرمایا اگر میں ایسا کروں تو یقیناً مجھ سے بڑھ کر گمراہ کوئی نہیں ناممکن کہ میں اس وقت ہدایت پر قائم رہ سکوں۔ ان دونوں بزرگوں یعنی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے تو کثیر محبت رکھ اگر اس میں تجھے گناہ ہو تو وہ میری گردن پر۔ پھر آپ نے اسی آیت کے آخری حصہ کی تلاوت فرمائی، اور فرمایا کہ یہ ان دس شخصوں کے بارے میں ہے، ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبدالرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، سعید بن زید، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین، یہ آمنے سامنے ہوں گے تا کہ کسی کی طرف کسی کی پیٹھ نہ رہے۔ حضور ﷺ نے صحابہؓ کے ایک مجمع میں آ کر اسے تلاوت فرما کر فرمایا کہ یہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے۔ وہاں انہیں کوئی مشقت تکلیف اور ایذا نہ ہوگی۔

ف۲ ابراہیم ان کو مہمان سمجھ کر فوراً کھانا تیار کر کے لائے کیونکہ یہ فرشتے آدمیوں کی شکل میں تھے آپ نے ان کو آدمی ہی سمجھا اور اسی وجہ سے حق تعالٰی نے ان کو مہمان کے عنوان سے تعبیر فرمایا مگر چونکہ وہ فرشتے تھے انہوں نے کھایا نہیں ابراہیم علیہ السلام ڈرے کہ یہ لوگ کھانا کیوں نہیں کھاتے اور شبہ ہوا کہ یہ لوگ کہیں مخالف نہ ہوں۔

الْقَانِطِيْنَ ﴿٥٥﴾ قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ

نا اُمید نہ ہوں۔ ابراہیم نے کہا اور کون نا امید ہوتا ہے اپنے پروردگار کی رحمت سے

اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ﴿٥٦﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿٥٧﴾

سوائے گمراہوں کے۔ کہا! پھر تم کو کیا مہم (درپیش) ہے اے اللہ کے بھیجے ہوئے (فرشتو)!

قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿٥٨﴾ اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ۭ

وہ بولے کہ ہم بھیجے گئے ہیں ایک گنہگار قوم کی جانب۔ مگر لوط کا کنبہ !

اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٥٩﴾ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ ۙ

ہم ان سب کو بچالیں گے مگر ہاں ایک اس کی عورت ہم نے ٹھہرا لیا ہے

اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿٦٠﴾ فَلَمَّا جَاۗءَ اٰلَ لُوْطِۨ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿٦١﴾

وہ ضرور رہ جانے والوں میں ہے۔ پھر جب آئے خاندان لوط کے پاس وہ بھیجے ہوئے (فرشتے)

قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿٦٢﴾ قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا

لوط نے کہا تم تو لوگ نا آشنا ہو۱ وہ بولے بلکہ ہم آپ کے پاس لے کر آئے ہیں

كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿٦٣﴾ وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿٦٤﴾

جس میں وہ لوگ شک کرتے تھے اور ہم آپ کے پاس لائے ہیں سچا وعدہ

فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا

اور ہم سچ کہتے ہیں۔ تو لے نکلو اپنے لوگوں کو کچھ رات رہے سے اور تم چلو

يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ﴿٦٥﴾

ان کے پیچھے اور مڑ کر نہ دیکھے تم میں کوئی اور چلے جاؤ جہاں کا تم کو حکم ہے

---

۱ لوط علیہ السلام کا اندیشہ: یا تو یہ مطلب تھا کہ تم مجھے غیر معمولی سے آدمی معلوم ہوتے ہو۔ جنہیں دیکھ کر خواہ مخواہ دل کھٹکتا ہے۔ یا شاید ویسا ہی کھٹکا ہوگا جو ابراہیم علیہ السلام کے دل میں پیدا ہوا تھا۔ یا یہ غرض ہو کہ تم اس شہر میں اجنبی ہو، تم کو یہاں کے لوگوں کی خوئے بد معلوم نہیں، دیکھئے وہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کریں، یا یہ اس وقت فرمایا جب لوگوں نے فرشتوں کو حسین لڑکے سمجھ کر لوط علیہ السلام کے مکان پر چڑھائی کی۔ لوط علیہ السلام انہیں مہمان سمجھتے ہوئے امکانی مدافعت کرتے رہے۔ حتی کہ آخر میں نہایت حسرت سے فرمایا ''لو ان لی بکم قوۃ او اوی الیٰ رکن شدید'' اس وقت تنگ ہو کر اور گھبرا کر ان مہمانوں سے کہنے لگے کہ تم عجیب طرح کے آدمی معلوم ہوتے ہو۔ میں تمہاری آبرو بچانے کے لئے خون پسینہ ایک کر رہا ہوں لیکن تم میری امداد کیلئے ذرا ہاتھ بھی نہیں ہلاتے۔

ع ٤ / ١٦

خلاصہ رکوع ۴

۴ اہل تقویٰ کی جزا کا بیان کہ وہ کس طرح جنت میں لازوال راحت پائیں گے۔ رحمت وغضب الٰہی کے مظاہر ذکر فرمائے گئے ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے کی بشارت اور قوم لوط کی ہلاکت کا فیصلہ کیا گیا۔

وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ

اور ہم نے قطعی وحی بھیج دی لوط کی جانب اس بات کی کہ ان کی جڑ بنیاد کاٹ دی جائے گی

مُّصْبِحِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۶۷﴾

صبح ہوتے۔ اورآموجود ہوئے شہر کے لوگ خوشیاں مناتے ہوئے۔

قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ﴿۶۸﴾ وَاتَّقُوا

لوط نے کہا کہ یہ میرے مہمان ہیں۔ تو مجھ کو فضیحت نہ کرو۔ اور اللہ سے ڈرو

اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ﴿۶۹﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ

اور مجھ کو رسوا نہ کرو۔ وہ بولے کیا ہم نے تجھ کو منع نہ کر دیا تھا

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۷۱﴾

جہان (کی حمایت) سے۔ لوط نے کہا یہ میری بیٹیاں (حاضر) ہیں اگر تم کو کرنا ہے

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ

(توان سے نکاح کرلو) (اے محمد) تیری جان کی قسم وہ اپنی مستی میں مدہوش تھے پھران کو پکڑا ایک ہولناک

مُشْرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ

آواز نے سورج نکلتے۔ پھر ہم نے بستی کو کر ڈالا اوپر تلے اور برسا دیئے اُن پر پتھر

حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿۷۴﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

کھنگر کے بیشک اس میں نشانیاں ہیں تاڑ جانے

لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ﴿۷۵﴾ وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ﴿۷۶﴾ اِنَّ

والوں کے لئے ف۱۔ اور وہ بستی ہمیشہ کے رستہ پر ہے کچھ شک نہیں

ف۱ قوم لوط کی بستیاں:

حضرت لوط علیہ السلام کی بستیاں جن کا تختہ الٹا گیا ہے، قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق عرب سے شام کو جانے والے راستہ پر اردن کے علاقہ میں آج بھی یہ مقام سطح سمندر سے کافی گہرائی میں ایک عظیم صحراء کی صورت میں موجود ہے، اس کے ایک بڑے رقبہ پر ایک خاص قسم کا پانی دریا کی صورت اختیار کئے ہوئے ہے۔اس پانی میں کوئی مچھلی، مینڈک وغیرہ جانور زندہ نہیں رہ سکتا، اسی لئے اس دریا کو بحر میت اور بحر لوط کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، اور تحقیق سے معلوم ہوا کہ درحقیقت اس میں پانی کے اجزاء بہت کم اور تیل کی قسم کے اجزاء زیادہ ہیں اس لئے اس میں کوئی دریائی جانور زندہ نہیں رہ سکتا۔

آجکل آثار قدیمہ کے محکمہ نے کچھ رہائشی عمارتیں ہوٹل وغیرہ بھی بنادیئے ہیں اورآخرت سے غافل مادہ پرست طبیعتوں نے آجکل اس کوایک سیرگاہ بنایاہوا ہے، لوگ تماشے کےطور پراسے دیکھنے جاتے ہیں قرآن کریم نے اسی غفلت شعاری پر تنبیہ کیلئے آخر میں فرمایا ان فی ذلک لا یۃ للمومنین یعنی درحقیقت تو یہ واقعات ومقامات ہرچشم بصیرت رکھنے والے کیلئے عبرت آموز ہیں لیکن اس عبرت سے فائدہ اٹھانیوالے مومنین ہی ہوتے ہیں دوسرے لوگ ان مقامات کوایک تماشائی کی حیثیت سے دیکھ کر روانہ ہوجاتے ہیں۔(معارف مفتی اعظم)

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٧٧﴾ وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ

کہ اس میں نشانی ہے ایمان لانے والوں کے لئے۔ اور بیشک بن کے

الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ﴿٧٨﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۘ وَاِنَّهُمَا

رہنے والے ظالم تھے تو ہم نے ان سے (بھی) بدلا لیا اور یہ دونوں شہر

لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿٧٩﴾ وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٨٠﴾

کھلے شارع عام پر ہیں۔ اور جھٹلایا حجر کے رہنے والوں نے پیغمبروں کو

وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿٨١﴾ وَكَانُوْا

اور ہم نے ان کو دیں ان کی نشانیاں تو وہ ان سے روگرداں رہے۔ اور

يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ﴿٨٢﴾ فَاَخَذَتْهُمُ

تراشتے تھے پہاڑوں کے گھر امن کے خیال سے۔ تو ان کو دھر پکڑا

الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ﴿٨٣﴾ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

ایک چنگھاڑنے صبح ہوتے پھر ان کے کام نہ آیا جو وہ

يَكْسِبُوْنَ ﴿٨٤﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا

کماتے تھے ول اور ہم نے نہیں پیدا کئے آسمان و زمین اور جو کچھ

بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ

ان میں ہے مگر تدبیر سے۔ اور کچھ شک نہیں کہ قیامت آنے والی ہے تو درگزر کر نیک

الْجَمِيْلَ ﴿٨٥﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿٨٦﴾ وَلَقَدْ

درگزر کرنا بیشک تیرا پروردگار ہی پیدا کرنے والا واقف ہے۔ اور ہم نے تجھ کو

ع ۵ ۱۹ ۵

خلاصہ رکوع ۵

قوم لوط کی بری حالت کو بیان فرمایا گیا۔ اصحاب الایکہ سے کفار مکہ کو تنبیہ کی گئی۔

ول حضور ﷺ کا وادی حجر پر گذر:

رسول اللہ ﷺ تبوک کو جاتے ہوئے حجر میں سے گزرے تھے اور صحابہ سے فرمایا تھا، جن لوگوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا تھا تم جب ان کے گھروں میں اور بستی میں داخل ہوتو روتے ہوئے جانا کہیں تم پر بھی وہ عذاب نہ آجائے جوان پر آیا تھا۔ حضور ﷺ اس وقت اونٹنی پر سوار تھے چادر سے منہ چھپا کر تیزی کے ساتھ اونٹنی کو دوڑاتے ہوئے وادی سے گزر گئے۔ (تفسیر مظہری)

ایکہ اس بستی کا نام ہے جہاں شعیب علیہ السلام پہنچ گئے تھے اصل میں شہر مدین کا ایک مقام ہے چونکہ یہاں درخت زیادہ تھے اس لئے اس کو ایکہ فرمایا۔ ایکہ عرب میں درختوں کے بن کو کہتے ہیں اور حجر اس وادی کو کہتے ہیں جو شام اور عرب کے درمیان واقع ہے اور اصحاب حجر سے حضرت صالح علیہ السلام کی قوم مراد ہے جو بہت بدکار تھی اور پہاڑوں کو تراش کر مکانات بناتی تھی، ان ہی کو صالح علیہ السلام نے ناقہ کا معجزہ دکھایا تھا اس پر بھی عناد سے باز نہ آئے بالآخر ہلاک ہوئے قوم لوط کی ہلاکت کے بعد اب مختصراً ان دو قصوں کو بیان فرماتے ہیں۔ (معارف کاندھلوی)

اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ﴿۸۷﴾

دی ہیں سات آیتیں (یعنی الحمد) جو (نماز میں) مکرّر پڑھی جاتی ہیں اور قرآن بڑے درجے کا ف۱۔

لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ

نہ دوڑا اپنی نظر ان چیزوں پر جو ہم نے برتنے کو دیں ان کافروں کے

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾

کئی قسم کے لوگوں کو۔ اور ان پر نہ غم کھا اور جُھکا اپنا بازو مسلمانوں کے لئے۔

وَقُلْ اِنِّيْٓ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۹﴾ كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى

اور کہہ دے کہ میں تو کھلے طور پر ڈرانے والا ہوں جس طرح ہم نے اُتارا تھا

الْمُقْتَسِمِيْنَ ﴿۹۰﴾ الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ﴿۹۱﴾ فَوَرَبِّكَ

اُن بانٹنے والوں پر جنہوں نے کر دیا قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے۔ تو قسم ہے تیرے

لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۲﴾ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ الربع فَاصْدَعْ

پروردگار کی کہ ہم ضرور ان سب سے سوال کریں گے جو وہ کرتے تھے سو تو کھول کر سنا دے

بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۴﴾ اِنَّا كَفَيْنٰكَ

جو کچھ تجھ کو حکم ہوا ہے۔ اور اعراض کر مشرکوں سے۔ ہم کافی ہیں

الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿۹۵﴾ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا

تیری طرف سے ان ہنسی اُڑانے والوں کو۔ جو ٹھہراتے ہیں اللہ کے ساتھ دوسرا معبود

اٰخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ

تو آگے چل کر ان کو معلوم ہوگا۔ اور ہم جانتے ہیں کہ تیرا دل تنگ ہوتا ہے

ف۱ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات:

محمد بن نصر نے حضرت انسؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ نے توریت کی جگہ مجھے سبع طوال عطا فرمائی ہیں اور انجیل کی جگہ الرٰ والی سورتیں طٰسٓ والی سورتوں تک عطا فرمائی ہیں اور زبور کی جگہ طٰسٓ سے حٰم والی سورتوں تک عنایت کی ہیں اور حٰم والی سورتیں مزید عطا فرمائی ہیں اور مفصلات کو مجھ سے پہلے کسی نبی نے نہیں پڑھا (یعنی مجھے خاص طور پر مفصلات عطا فرمائی ہیں) سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباسؓ کا بیان نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو سبع طوال عطا کی گئیں (سات طویل سورتیں عطا کی گئیں) اور حضرت موسیٰ کو چھ عطا کی گئیں پھر جب حضرت موسیٰ نے تختیاں ہاتھ سے پھینک دیں تو دو سورتیں اٹھالی گئیں چار باقی رہ گئیں۔

حٰم والی سورتیں:

یہ بھی کہا گیا ہے کہ سبع مثانی سے حٰم والی سات سورتیں مراد ہیں، بغوی نے اپنی سند سے حضرت ثوبان کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: اللہ نے توریت کی جگہ مجھے سبع طوال عطا فرمائیں اور انجیل کی جگہ مئین عطا فرمائیں اور زبور کی جگہ مثانی اور میرے رب نے مفصلات مزید عنایت کیں۔ (تفسیر مظہری)

صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴿٩٧﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ

ان کی باتوں سے۔ تو تو تسبیح کر اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ اور ہو

مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿٩٨﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿٩٩﴾ ع

سجدہ کرنے والوں میں اور عبادت کئے جا اپنے ربّ کی یہاں تک کہ تجھ کو آ جائے یقین (یعنی موت)

سُوْرَةُ النَّحْلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّثَمَانٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّسِتَّ عَشَرَ رُكُوْعًا

سورہ نحل مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں ایک سو اٹھائیس آیتیں اور سولہ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اَتٰى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ۚ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا

(اب) آیا حکم اللہ کا پس اس کی جلدی نہ مچاؤ ف۱ اللہ پاک ہے اور بالا تر ہے ان کے

يُشْرِكُوْنَ ﴿١﴾ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى

شریک بنانے سے۔ وہی اتارتا ہے فرشتوں کو وحی دے کر اپنے حکم سے

مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا

جس پر چاہے اپنے بندوں میں سے کہ (لوگوں کو) آگاہ کر دو کہ کوئی معبود نہیں میرے سوا تو مجھ سے

فَاتَّقُوْنِ ﴿٢﴾ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ

ڈرو۔ اس نے پیدا کئے آسمان و زمین مصلحت سے

تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٣﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ

وہ بلند ہے ان کے شریک بنانے سے۔ اُس نے پیدا کیا انسان کو نطفہ سے

خلاصہ رکوع ۶

زندگی کے مایوس کن حالات پر تسلی دی گئی۔ سورہ فاتحہ کی فضیلت کہ یہ عظیم دولت ہے۔ کفار کا سامان تعیش لائق توجہ نہیں۔ آخر میں فرمایا گیا کہ سابقہ اقوام کی طرح تم پر بھی عذاب آ سکتا ہے۔ کفار سے تنگدل ہونے کی بجائے ہمہ وقت تسبیح نماز و عبادات میں مصروف رہنے کا حکم دیا گیا۔ ع ۶

تعبیر: جس نے خواب میں اس سورۃ کی تلاوت کی اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اپنے خاندان میں محفوظ رہے گا اور مسکین رہے گا۔ اور اگر اس کا پڑھنے والا بادشاہ ہو تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی مدت قریب ہوگی اور اگر قاضی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی سیرا چھی ہوگی اور اگر تاجر ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ خاندان والوں پر فضیلت حاصل کرے گا اور اگر عالم ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا عزت کی حالت میں انتقال ہوگا۔ (حضرت علامہ ابن سیرینؒ)

ف۱ قیامت قریب ہے:

بغوی نے لکھا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی دو انگلیوں (سبابہ اور وسطیٰ) سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا، میں اور قیامت ان دونوں کی طرح (متصل) بھیجے گئے ہیں۔

ترمذی نے حضرت مستورد بن شداد کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے عین قیامت (کے وقت) میں ہی بھیجا گیا مگر میں قیامت سے آگے آ گیا جیسے یہ (انگلی) اس (انگلی) سے پہلے ہے (اگرچہ دونوں ساتھ ہی ساتھ ہیں) حضور ﷺ نے اپنی دونوں انگلیوں سبابہ اور وسطیٰ سے اشارہ کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا تھا۔

بغوی نے حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت قیامت کی علامات میں سے ہے رسول اللہ ﷺ کے پاس جب (پیام بعثت لے کر) حضرت جبرئیلؑ کو بھیجا گیا اور اثناء راہ میں آپ آسمان والوں کی طرف سے گزرے تو اہل سماوات نے کہا، اللہ اکبر قیامت برپا ہوگئی۔ (تفسیر مظہری)

فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿٤﴾ وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا

پس وہ ایک دم سے لگا کھلم کھلا جھگڑنے۔ اور چوپائے اس نے پیدا کر دیئے

لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٥﴾ وَلَكُمْ

تمہارے لئے ان میں جڑا دل اور بہتیرے فائدے ہیں اور بعض کو تم کھاتے ہو۔ اور تمہاری

فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ﴿٦﴾ ص

ان کی وجہ سے رونق ہے جب شام کو چرا کر لاتے ہو اور جب چرانے لے جاتے ہو۔

وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا

اور وہ تمہارے بوجھ اٹھا لے جاتے ہیں ان شہروں تک جہاں تم نہ پہنچ سکتے

بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿٧﴾ لا وَّالْخَيْلَ

بغیر جانکاہی کے بیشک تمہارا پروردگار بڑی شفقت والا مہربان ہے اور اس نے پیدا کئے

وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ؕ وَيَخْلُقُ

گھوڑے اور گدھے تاکہ تم سواری لو اور زینت کے لئے۔ اور وہ پیدا کرتا ہے

مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٨﴾ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا

جو تم نہیں جانتے۔ اور اللہ پر سیدھی راہ پہنچتی ہے اور کوئی رستہ

جَآئِرٌ ؕ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٩﴾ ع هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ

ٹیڑھا تھا۔ اور اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت دیتا ف۱۔ وہی ہے جس نے اتارا

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ

آسمان سے پانی جس میں سے کچھ تمہارے پینے کا ہے اور کچھ پانی سے درخت ہیں جس میں

ف۱ رشوت لینا سخت حرام ہے

مسئلہ: ابن عطیہ نے فرمایا کہ جس کام کا پورا کرنا کسی شخص کے ذمہ واجب ہو اس کے پورا کرنے پر کسی سے معاوضہ لینا اور بغیر لئے نہ کرنا اللہ کا عہد توڑنا ہے۔ اسی طرح جس کام کا نہ کرنا کسی کے ذمہ واجب ہے کسی سے معاوضہ لے کر اس کو کر دینا یہ بھی اللہ کا عہد توڑنا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رشوت کی مروجہ سب قسمیں حرام ہیں جیسے کوئی سرکاری ملازم کسی کام کی تنخواہ حکومت سے پاتا ہے تو اس نے اللہ سے عہد کر لیا ہے کہ یہ تنخواہ لے کر مفوضہ خدمت پوری کروں گا۔ اب اگر وہ اس کے کرنے پر کسی سے معاوضہ مانگے اور بغیر معاوضہ اس کو ٹلائے تو یہ عہد اللہ کو توڑ رہا ہے۔ اسی طرح جس کام کا اس کو محکمہ کی طرف سے اختیار نہیں ہے اس کو لے کر کر ڈالنا اللہ سے بھی عہد شکنی ہے۔ (معارف القرآن)

خلاصہ رکوع

ع ۱ ۹ ۷

کفار کی شکست اور احتساب کا وعدہ فرمایا گیا۔ توحید کے اثبات کیلئے چار عقلی دلائل ذکر فرمائے گئے۔

تُسِيمُونَ ﴿١٠﴾ يُنۢبِتُ لَكُم بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ

تم چراتے ہو۔ اگاتا ہے تمہارے لئے اس سے کھیتی اور زیتون

وَالنَّخِيلَ وَالْأَعْنَابَ وَمِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ ۗ إِنَّ فِي

اور کھجوریں اور انگور اور ہر قسم کے میوے بلاشک اس میں

ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿١١﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ

نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو غور کرتے ہیں۔ اور اس نے تمہارے کام میں لگا دیئے رات

وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ وَالنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ

اور دن اور سورج اور چاند اور ستارے کام میں لگے ہوئے اس کے

بِأَمْرِهِ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿١٢﴾ وَمَا

حکم سے ۱؎ بیشک اس میں نشانیاں ہیں ان کے لئے جو عقل رکھتے ہیں۔ اور

ذَرَأَ لَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ

جو کچھ پیدا کیا تمہارے لئے زمین میں کہ اس کی مختلف رنگتیں ہیں۔ اس میں

لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ ﴿١٣﴾ وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ

نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو سوچتے ہیں۔ اور وہی ہے جس نے مسخر کیا دریا کو

لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً

تاکہ تم کھاؤ اس میں سے تازہ گوشت اور نکالو اس میں سے زیور

تَلْبَسُونَهَا ۖ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا

جو تم پہنتے ہو اور تو دیکھتا ہے کشتیوں کو ۲؎ کہ پانی کو پھاڑتی دریا میں چلی جاتی ہیں

ف۱ مؤثر حقیقی اللہ تعالیٰ ہے:

والنجوم مسخرات بامرہ اور ستارے بھی اسی کے حکم سے مسخر ہیں۔ بامرہ میں امر سے مراد ہے ایجاد اور اندازہ مقرر کرنا یا حکم مراد ہے یہ آیت بتا رہی ہے کہ جو لوگ تخلیق نبات کو صرف تاثیر کواکب سے وابستہ قرار دیتے ہیں اور ستاروں کی حرکات و اوضاع کو مؤثر حقیقی جانتے ہیں ان کا خیال غلط ہے۔
تمام ممکنات کی ہستی کے لئے ذات واجب الوجود کا ہونا ضروری ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کائنات سماوی کی تاثیرات ہوں یا عناصر کی ان کی حیثیت ایک ضابطہ اور دستور کی ہے اللہ کا ضابطہ اور عادت یہی ہے کہ اس نے بعض نتائج کو بعض اسباب سے وابستہ کر دیا ہے اور اسباب کی علت نتائج بنا دیا ہے خود یہ اسباب نتائج کے موجد نہیں ہیں اسباب کا اپنا وجود ہی اپنا نہیں، خدا داد ہے، جو چیز معدوم الذات ہو وہ دوسرے کو وجود کیسے دے سکتی ہیں۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ دریاء کی محرومی، سمندر کی خوش قسمتی:

بزار میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مغربی دریا سے کہا کہ میں اپنے بندوں کو تجھ میں سوار کرنے والا ہوں تو ان کے ساتھ کیا کرے گا؟ اس نے کہا ڈبو دوں گا۔ فرمایا تیری تیزی تیرے کناروں پر ہے اور انہیں میں اپنے ہاتھ میں لے چلوں گا۔ تجھے میں نے زیور اور شکار سے محروم کیا۔ پھر مشرقی سمندر سے یہی بات کہی اس نے کہا میں اپنے ہاتھوں پر انہیں اٹھاؤں گا اور جس طرح ماں اپنے بچے کی خبر گیری کرتی ہے میں ان کی کرتا رہوں گا۔ پس اسے اللہ تعالیٰ نے زیور بھی دیئے اور شکار بھی۔ اس حدیث کا راوی صرف عبدالرحمٰن بن عبداللہ ہے اور وہ منکر الحدیث ہے۔ عبداللہ بن عمروؓ سے بھی یہ روایت مرفوعاً مروی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ

اور تاکہ تم تلاش کرو اس کا فضل اور تاکہ تم شکر کرو۔ اور ڈال دیئے زمین میں

رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ

پہاڑ ایسا نہ ہو کہ زمین تم کو لے کر جھک پڑے ف۱ اور ندیاں اور راستے (بنائے) تاکہ

تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾

تم راہ پاؤ اور بہتیری نشانیاں (بنائیں) اور ستاروں سے بھی لوگ راہ پاتے ہیں۔ تو بھلا

اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۷﴾

جو پیدا کرتا ہے کیا وہ اس کی برابر ہے جو پیدا نہیں کرسکتا تو کیا تم سوچتے نہیں۔ اور اگر تم

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ

گنو اللہ کی نعمتوں کو تو ان کو پورا نہ گن سکو گے بیشک اللہ بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿۱۸﴾ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۱۹﴾

مہربان ہے۔ اور جانتا ہے اللہ جو کچھ تم چھپاتے اور جو ظاہر کرتے ہو۔

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا

اور جن (معبودوں) کو کافر پکارتے ہیں اللہ کے سوا وہ تو کچھ بھی نہیں پیدا کرسکتے اور

وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ

وہ خود ہی پیدا کئے جاتے ہیں۔ مُردے ہیں جن میں جان نہیں۔

اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۲۱﴾ ع اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا

اور نہیں خبر رکھتے کہ کب اٹھا کھڑے کئے جائیں گے تمہارا معبود خدائے واحد ہے۔

ف۱ پہاڑوں کی جو حکمت یہاں مذکور ہے کہ ان کے ذریعہ سے زمین ساکن ہے حرکت نہیں کرتی اس پر ظاہر نظر میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ فلاسفہ کے قواعد پر تو زمین طبعی طور پر سکون کو چاہتی ہے اور متکلمین کے نزدیک اگرچہ وہ طبعاً سکون کو نہیں چاہتی مگر حرکت کو بھی نہیں چاہتی پھر پہاڑوں کے نہ ہونے کی صورت میں زمین کی حرکت واضطراب کی کیا وجہ ہے جن کے روکنے کے لئے پہاڑ پیدا کئے گئے جواب اس کا یہ ہے کہ اگرچہ زمین کی طبیعت حرکت کو نہیں چاہتی مگر اللہ تعالیٰ نے کسی حکمت کی وجہ سے اس کو ایسی حالت پر بنایا ہے کہ پانی کے اندر ہونے کی وجہ سے جب پانی کو ہوا سے حرکت ہوتی تو زمین بھی ہلتی جیسا کہ خود حکماء بھی اس کے قائل ہیں کہ بعض دفعہ زمین کے اندر بکثرت بخارات کے بند ہوجانے سے اس کو حرکت ہوتی ہے اس کے بند کرنے کو اس پر پہاڑ پیدا کئے تاکہ پانی کی حرکت سے زمین کو حرکت نہ ہو اس پر یہ سوال نہیں ہوسکتا کہ زمین کو پہلے ہی سے ایسا کیوں بنایا کیونکہ یہ تو ایسا ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو ایسی حالت پر بنایا ہے کہ بدون غذا کے زندہ نہیں رہ سکتا پھر غذا پیدا کرکے اس کو زندہ رکھا تو یہ سوال بعینہ ایسا ہے کہ کوئی یوں کہنے لگے کہ انسان کو پہلے ہی سے غذا کا محتاج کیوں بنایا۔ اس کا جواب یہ دیا جائے گا کہ ہم خدا تعالیٰ کی حکمتوں کا احاطہ کرنے کا دعویٰ نہیں کرتے اور جاننا چاہئے کہ بعضوں نے اس آیۃ سے زمین کے حرکت نہ کرنے پر استدلال کیا ہے مگر حق یہ ہے کہ جس حرکت میں حکماء کا اختلاف ہے اس کی قرآن میں نہ کسی جگہ نفی ہے نہ اثبات ہے اس لئے دوسرے دلائل کی ضرورت ہے۔

خلاصہ رکوع ۲

ع ۲ ۱۲ ۸

اثبات توحید کے مزید دلائل بیان فرمائے گئے۔ شرک ومشرکین کی مذمت بیان فرمائی گئی۔

۱۰

يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ

تو جو لوگ نہیں یقین رکھتے آخرت کا ان کے دل انکار کئے جاتے ہیں اور وہ

مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ

مغرور ہیں بلاشبہ اللہ جانتا ہے جو کچھ یہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ

وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ وَاِذَا

ظاہر کرتے ہیں بیشک وہ نہیں پسند کرتا غرور کرنے والوں کو [۱] اور جب

قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ

ان سے کہا جاتا ہے کہ کیا نازل کیا تمہارے رب نے ! کہتے ہیں کہ کہانیاں ہیں

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ ۙ لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ

اگلوں کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اٹھائیں گے اپنے گناہوں کے بوجھ پورے قیامت کے دن۔

وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ اَلَا سَاۗءَ

اور کچھ ان کے بوجھ بھی کہ جن کو گمراہ کرتے ہیں بلا تحقیق۔ سنو ! برا بوجھ ہے

مَا يَزِرُوْنَ ﴿۲۵﴾ ع قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى

جو اٹھاتے ہیں۔ دغا بازی کر چکے ہیں ان کے اگلے لوگ تو آپہنچا

اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ

اللہ (کا حکم) ان کی عمارت پر بنیادوں کی جانب سے پھر گر پڑی انہیں پر چھت

فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾

ان کے اوپر سے اور ان پر آیا عذاب جدھر سے ان کو خبر نہ تھی

و[۱] کتاب العجائب میں نوفل بن ماحق کہتے ہیں کہ نجران کی مسجد میں میں نے ایک نوجوان کو دیکھا بڑا لمبا چوڑا، بھرپور جوانی کے نشہ میں مست، گھٹے ہوئے بدن والا، بانکا ترچھا، اچھے رنگ روغن والا، خوبصورت، شکیل، میں نگاہیں جما کر اس کے جمال وکمال کو دیکھنے لگا، تو اس نے کہا کیا دیکھ رہے ہو؟ میں نے کہا آپ کے حسن و جمال کا مشاہدہ کر رہا ہوں اور تعجب کر رہا ہوں، اس نے جواب دیا کہ تو ہی کیا خود اللہ تعالیٰ کو بھی تعجب ہے، نوفل کہتے ہیں کہ اس کلمہ کے کہتے ہی وہ گھٹنے لگا اور اس کا رنگ روپ اڑنے لگا اور قد پست ہونے لگا، یہاں تک کہ صرف ایک بالشت کے رہ گیا آخرکار اسکا کوئی قریبی رشتہ دار اپنے آستین میں ڈال کر لے گیا۔ (ابن کثیر)۔

---

۳ ع ۱۴ ۹

خلاصہ رکوع ۳

۹ توحید کی دعوت دی گئی اور قرآن کریم کے بارے میں سرداروں کی خیانت کو ذکر فرمایا گیا۔

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ

پھر قیامت کے دن ان کو رسوا کرے گا اور فرمائے گا کہ کہاں ہیں میرے شریک

الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ

جن کے بارے میں تم جھگڑا کیا کرتے تھے۔ بول اٹھیں گے وہ لوگ کہ جن کو علم دیا گیا تھا!

اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْۗءَ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ۝٢٧ الَّذِيْنَ

بیشک رسوائی آج کے دن اور بُرائی کافروں پر ہے۔ جن کی روح

تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۠ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ

قبض کرتے ہیں فرشتے ایسی حالت میں کہ وہ ستم کر رہے ہیں اپنے حق میں

مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْۗءٍ ۭ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا

تب ڈال دیں گے پیغام کہ ہم تو کچھ برائی نہ کرتے تھے (کہا جائے گا) ہاں ہاں اللہ خوب

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝٢٨ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ

جانتا ہے جو کچھ تم کرتے تھے۔ سو داخل ہو دوزخ کے دروازوں میں رہا کرو

فِيْهَا ۭ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝٢٩ وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ

اس میں۔ پس بُرا ٹھکانا ہے غرور کرنے والوں کا ف۱ اور کہا گیا پرہیزگاروں سے کہ

اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوْا خَيْرًا ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا

کیا اتارا تمہارے پروردگار نے! وہ بولے کہ بہتر بات! جنہوں نے بھلائی کی

فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ۭ

اس دنیا میں ان کے لئے بھلائی ہے ف۲ اور دارِ آخرت بہتر ہے۔

ف۱ تم نے اپنے سے پہلے کافروں کا حال خسارہ وعذاب دنیا وآخرت کا سن لیا اسی طرح جو تدبیر ومکر دین حق کے مقابلہ میں تم کر رہے ہو اور خلق کو گمراہ کرنا چاہتے ہو یہی انجام تمہارا ہوگا۔

ف۲ متقین کی حالت:

یہ متکبرین کے مقابلہ میں متقین (پرہیزگاروں) کا حال بیان فرمایا کہ جب ان سے قرآن کے متعلق دریافت کیا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا چیز اتاری تو نہایت عقیدت وادب سے کہتے ہیں کہ ''نیک بات جو سراپا خیر وبرکت ہے''۔ ایسے لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ جس نے بھلائی کی دنیا میں اسے بھلائی کا خوشگوار پھل مل کر رہے گا۔ خدا کے یہاں کسی کی محنت اور ذرہ برابر نیکی ضائع نہیں جاتی۔ (تفسیر عثمانی)

حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک حسنۃ سے مراد ہے ثواب کو دس گنا تک بڑھا دینا۔ ضحاک نے کہا، اس سے فتح ونصرت مراد ہے۔ (تفسیر مظہری)

وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٣٠﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا

اور کیا اچھا گھر ہے پرہیزگاروں کا۔ ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن میں وہ جائیں گے

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ

بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں وہاں موجود ہے ان کے لئے جو وہ چاہیں

كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٣١﴾ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ

ایسا ہی بدلا دیتا ہے اللہ پرہیزگاروں کو جن کی روح قبض کرتے ہیں

الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا

فرشتے ایسے حال میں کہ وہ پاکیزہ ہیں ول۔ فرشتے کہتے ہیں سلام علیکم۔ جاؤ

الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٣٢﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ

جنت میں اس کے صلے میں جو تم کرتے تھے۔ کیا یہ کافر اسی کے منتظر ہیں

اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ كَذٰلِكَ

کہ آموجود ہوں ان پر فرشتے یا آپہنچے تیرے ربّ کا حکم۔ اسی طرح

فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ

کیا تھا ان کے اگلوں نے اور ان پر اللہ نے کچھ ظلم نہیں کیا

كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٣٣﴾ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ

لیکن وہی اپنے اوپر ستم کرتے رہے۔ پھر ان کو پہنچیں ان کے اعمال کی برائیاں

مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٣٤﴾ ع

اور ان پر (عذاب) نازل ہوا جس کی ہنسی اڑایا کرتے تھے

ول متقین کی موت:

طیبین یعنی کفر اور بداعمال سے پاک ہونے کی حالت میں۔ پہلی آیت میں بیان کیا تھا کہ کافر جب کفر کی وجہ سے اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہوں گے ایسی حالت میں فرشتے ان کی روح قبض کریں گے ان کے مقابلے میں متقیوں کا ذکر اس آیت میں کیا۔ اور فرمایا۔ متقی پاک زندگی والے ہوں گے اسی پاکیزگی کی حالت میں فرشتے ان کی جانیں قبض کریں گے۔ مجاہد نے طیبین کا معنی بیان کیا پاک قول و عمل والے۔ بعض نے طیبین کا ترجمہ کیا ہے، خوش یعنی فرشتوں کی بشارت جنت سے خوش ہونے والے یا یہ مطلب ہے کہ چونکہ ان کی کامل توجہ بارگاہ قدس کی طرف ہوتی ہے اس لئے وہ اپنی روحیں قبض ہونے کی حالت میں خوش ہوتے ہیں۔

خلاصہ رکوع ۴

سابقہ اقوام کے منکرین سے عبرت پکڑنے کی دعوت دی گئی۔ قیامت کے دن کفار کا انجام ذکر فرمایا گیا۔ اہل تقویٰ کا قرآن سے معاملہ، جنت کے انعامات اور متقین کی صفات ذکر فرمائی گئیں۔ آگے اہل کفر کی غفلت وضد ذکر کر کے فرمایا گیا کہ ان کا انجام بھی سابقہ منکر اقوام کی طرح ہوگا۔

ع ٤ ٥ ١٠

وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ

اور کہا شرک کرنے والوں نے کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم نہ پوجتے اس کے

دُوْنِهٖ مِنْ شَیْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ

سوا کوئی چیز ہم اور نہ ہمارے دادا اور نہ ہم حرام ٹھہراتے

دُوْنِهٖ مِنْ شَیْءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ

اس کے بدوں (حکم) کوئی چیز اسی طرح کیا ان کے

قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿٣٥﴾

اگلوں نے تو رسولوں پر کچھ ذمہ داری نہیں مگر کھول کر پہنچا دینا ف۱

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

اور ہم نے بھیجے ہیں ہر اُمت میں رسول کہ اللہ کی عبادت کرو

وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ

اور احتراز کرو بتوں سے ف۲۔ تو ان میں سے بعض کو اللہ نے ہدایت کی

وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ؕ فَسِيْرُوْا فِی

اور بعض پر ثابت ہوئی گمراہی تو پھرو زمین میں

الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٣٦﴾

پھر دیکھ لو کیسا ہوا انجام جھٹلانے والوں کا۔

اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِیْ

اگر تو حرص کرے ان کی ہدایت پر لانے کی (تو بے سود ہے) ف۳ کیونکہ اللہ نہیں ہدایت دیتا

ف۱ ان کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے سراسر ہٹ دھرمی پر مبنی تھا، کیونکہ اس طرح ہر مجرم یہ کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا تو میں یہ جرم نہ کرتا۔ ایسی باتیں قابل جواب نہیں ہوتیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دینے کی بجائے صرف یہ فرمادیا ہے کہ رسولوں کی ذمہ داری پیغام پہنچانے کی حد تک محدود ہے۔ ان کی ذمہ داری یہ نہیں ہے کہ ایسے ضدی لوگ راہ راست پر آ ہی جائیں۔ اور انہوں نے جو یہ کہا ہے کہ ''ہم کوئی چیز حرام قرار نہ دیتے'' اس سے ان جانوروں کی طرف اشارہ ہے جو انہوں نے بتوں کے نام پر حرام کر رکھے تھے۔ اس کی تفصیل سورہ انعام میں گزر چکی ہے۔

ف۲ ''طاغوت'' شیطان کو بھی کہتے ہیں اور بتوں کو بھی۔ لہذا اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ شیطان کے پیچھے نہ چلو اور یہ بھی کہ بت پرستی سے اجتناب کرو۔ (توضیح القرآن)

ف۳ حاصل کلام یہ ہے کہ محمد اگر آپ ان کو ہدایت یاب بنانے کی کتنی ہی حرص کریں اور ان کو ہدایت کرنے میں کتنی ہی تکلیف اٹھائیں جب ان کو خدا نے ہی گمراہ کر دیا ہے تو آپ کی اس حرص سے ان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا اور ان کو ہدایت یافتہ بنانے کی آپ کو قدرت نہ ہوگی، اللہ سب پر غالب اور قوی ہے جس کو وہ گمراہ کر دے اس کو نہ کوئی ہدایت کرنے والا ہے نہ مددگار کہ عذاب کو دفع کر سکے۔
(تفسیر مظہری)

مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٣٧﴾ وَاَقْسَمُوْا
جس کو گمراہ کرنا چاہتا ہے اور ان کا کوئی مددگار نہیں اور وہ قسمیں کھاتے ہیں
بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ۭ بَلٰى
اللہ کی بڑی سخت قسمیں کہ نہیں اٹھاوے گا اللہ اس کو کہ جو مرجاوے۔ ضرور اٹھائے گا
وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٨﴾
وعدہ لازم ہے اس پر لیکن بہتیرے آدمی نہیں جانتے
لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ
اس واسطے (جلا اُٹھائے گا) تاکہ ان پر کھول دے جس میں وہ جھگڑتے تھے اور تاکہ
كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ﴿٣٩﴾ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ
کافر جان لیں کہ وہی جھوٹے تھے بس ہمارا کہنا کسی چیز کو
اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٤٠﴾ ع وَالَّذِيْنَ
جب ہم اس کا ارادہ کرتے ہیں یہی ہے کہ اس کو کہہ دیں ہوجا تو وہ ہوجاتی ہے ف۱ اور جنہوں نے
هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ
گھر چھوڑ دیئے اللہ کے واسطے اس کے بعد کہ ان پر ظلم کئے گئے ہم ان کو ضرور ٹھکانا دیں گے
فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا
دنیا میں اچھا۔ اور آخرت کا ثواب تو بہت بڑا ہے۔ کاش وہ
يَعْلَمُوْنَ ﴿٤١﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٤٢﴾
جانتے ہوتے۔ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں

ف۱ شانِ نزول:
عبدالرزاق اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس اور داؤد بن ہند کا قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کا نزول حضرت ابوجندل بن سہیلؓ کے متعلق ہوا۔ مشرکوں نے مکہ میں آپ کو قید کر رکھا تھا اور دکھ پہنچائے تھے۔ ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور عبد بن حمید نے قتادہ کا قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کا نزول چند صحابہؓ کے متعلق ہوا جن پر مکہ والوں نے مظالم کیے تھے اور گھروں سے نکال باہر کردیا تھا۔ انہی مظلوموں میں سے ایک گروہ ملک حبش کو چلا گیا تھا پھر اللہ نے ان کو مدینہ میں ٹھکانا دے دیا مدینہ کو ان کے لئے دارالہجرت بنادیا اور کچھ مومنوں (یعنی مدینہ والوں) کو ان کا مددگار کردیا۔ (تفسیر مظہری)

ع ٥ ٦ ١١ خلاصہ رکوع ۵
مشرکین کی ایک جاہلانہ دلیل کا رد کیا گیا۔ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ان کی اقوام کے رویے کو ذکر فرمایا گیا۔ منکرین کے انجام سے عبرت پکڑنے کی دعوت دی گئی۔ بعث بعد الموت اور اس کی حکمت کو ذکر فرمایا گیا اور قیامت کا برحق ہونا بیان کیا گیا۔

وَمَآ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِىٓ إِلَيْهِمْ

اور تجھ سے پہلے بھی ہم نے مرد ہی (رسول بنا کر) بھیجے تھے کہ ان کی طرف وحی بھیجا کرتے تھے

فَسْـَٔلُوٓا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٤٣﴾ بِالْبَيِّنٰتِ

تو (لوگو) تم پوچھ دیکھو اہل کتاب سے اگر تم کو معلوم نہیں ف۱ (ہم نے ان کو بھیجا تھا) دلیلیں

وَالزُّبُرِ ؕ وَأَنْزَلْنَآ إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا

اور کتابیں دے کر۔ اور ہم نے اتارا تیری جانب قرآن تا کہ تو بیان کر دے لوگوں سے جو کچھ

نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿٤٤﴾ أَفَأَمِنَ الَّذِيْنَ

اتارا گیا ہے انکی طرف اور شاید وہ دھیان کریں تو کیا وہ نڈر ہوگئے ہیں جو

مَكَرُوا السَّيِّـَٔاتِ أَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ

بڑی تدبیریں کیا کرتے ہیں اس بات سے کہ اللہ ان کو دھنسا دے زمین میں یا

يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٤٥﴾

ان پر آ پڑے عذاب جہاں سے ان کو خبر نہ ہو۔

أَوْ يَأْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿٤٦﴾ أَوْ

یا ان کو دھر پکڑے چلتے پھرتے تو وہ عاجز نہیں کر سکتے یا

يَأْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ ؕ فَإِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿٤٧﴾

ان کو دھر پکڑے ڈرا کر بلاشک تمہارا پروردگار بڑا شفیق مہربان ہے۔

أَوَلَمْ يَرَوْا إِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهُ

کیا انہوں نے دیکھا اللہ کی پیدا کی ہوئی کسی چیز کی جانب کہ ڈھلتے ہیں

ف۱ ائمہ مجتہدین کی تقلید غیر مجتہد پر واجب ہے:

آیت مذکورہ کا یہ جملہ فسئلو اھل الذکران کنتم لا تعلمون اس جگہ اگرچہ ایک خاص مضمون کے بارے میں آیا ہے، مگر الفاظ عام ہیں جو تمام معاملات کو شامل ہیں، اس لئے قرآنی اسلوب کے اعتبار سے درحقیقت یہ اہم ضابطہ ہے جو عقلی بھی ہے نقلی بھی کہ جو لوگ احکام کو نہیں جانتے وہ جاننے والوں سے پوچھ کر عمل کریں اور نہ جاننے والوں پر فرض ہے کہ جاننے والوں کے بتلانے پر عمل کریں، اسی کا نام تقلید ہے، یہ قرآن کا واضح حکم بھی ہے اور عقلاً بھی اس کے سوا عمل کو عام کرنے کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی۔ امت میں عہد صحابہ سے لے کر آج تک بلا اختلاف اسی ضابطہ پر عمل ہوتا آیا ہے جو تقلید کے منکر ہیں وہ بھی اس تقلید کا انکار نہیں کرتے کہ جو لوگ عالم نہیں وہ علماء سے فتویٰ لے کر عمل کریں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ناواقف عوام کو علماء اگر قرآن وحدیث کے دلائل بتلا بھی دیں تو وہ ان دلائل کو بھی انہی علماء کے اعتماد پر قبول کریں گے ان میں خود دلائل کو سمجھنے اور پرکھنے کی صلاحیت تو ہے نہیں، اور تقلید اسی کا نام ہے کہ نہ جاننے والا کسی جاننے والے کے اعتماد پر کسی حکم کو شریعت کا حکم قرار دے کر عمل کرے یہ تقلید وہ ہے جس کے جواز بلکہ وجوب میں کسی اختلاف کی گنجائش نہیں البتہ وہ علماء جو خود قرآن وحدیث کو اور مواقع اجماع کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں ان کو ایسے احکام میں جو قرآن وحدیث میں صریح اور واضح طور پر مذکور ہیں اور علماء صحابہ وتابعین کے درمیان ان مسائل میں کوئی اختلاف بھی نہیں، ان احکام میں وہ علماء براہ راست قرآن وحدیث اور اجماع پر عمل کریں، ان میں علماء کو کسی مجتہد کی تقلید کی ضرورت نہیں۔
البتہ ان حضرات کو علم وتقویٰ کا وہ معیاری درجہ حاصل تھا کہ مجتہدین کے اقوال وآراء کو قرآن وسنت کے دلائل سے جانچنے

عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ﴿٤٨﴾

اس کے سائے دائیں سے اور بائیں سے سجدہ کرتے ہوئے اللہ کو اور وہ عاجزی میں ہیں ف۱

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ

اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جو آسمانوں میں اور جو

مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٤٩﴾

زمین میں ہیں جان دار اور فرشتے اور وہ تکبّر نہیں کرتے

يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا

ڈرتے رہتے ہیں اپنے ربّ سے جو ان کے اوپر (غالب) ہے اور کرتے ہیں

يُؤْمَرُوْنَ ۩ ﴿٥٠﴾ وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ

جو حکم پاتے ہیں۔ ف۲ اور فرمایا اللہ نے کہ نہ ٹھہراؤ

اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿٥١﴾

دو معبود بس وہ معبود ایک ہی ہے تو مجھی سے ڈرو۔

وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ

اور اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اسی کی عبادت

وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿٥٢﴾ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ

لازم ہے۔ تو کیا اللہ کے سوا کسی اور دوسرے سے ڈرتے ہو۔ اور جو نعمت تمہارے پاس ہے

فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْـَٔرُوْنَ ﴿٥٣﴾ ج

سو اللہ کی طرف سے ہے۔ پھر جب تم کو کوئی سختی پہنچتی ہے تو اسی کی طرف بلبلاتے ہو۔

اور پرکھتے تھے، پھر ائمہ مجتہدین میں جس امام کے قول کو وہ کتاب وسنت کے ساتھ اقرب پاتے اس کو اختیار کر لیتے تھے مگر ائمہ مجتہدین کے مسلک سے خروج اور ان سب کے خلاف کوئی رائے قائم کرنا ہرگز جائز نہ جانتے تھے تقلید کی اصل حقیقت اتنی ہی ہے۔

ف۱ ہر چیز تابع ہے انسان کیوں تابع نہیں ہوتا:

سجدا میں سجدہ سے مراد ہے اطاعت اختیاری ہو یا فطری، سجدت النخلة کھجور کا درخت سجدہ کرنے لگا۔ یعنی پھلوں کا زیادہ بار پڑنے سے جھک گیا۔ سجد البعیر اونٹ نے اپنے اوپر سوار کرنے کے لئے گردن جھکا دی۔ مطلب یہ ہے کہ سائے اللہ کے ضابطہ فطرت کے تابع ہیں یا یہ مطلب ہے کہ سجدہ کی ہیئت کی طرح زمین پر گرتے اور چسپاں رہتے ہیں اور سایہ والی چیزیں بھی عاجز، بے بس اور اللہ کے حکم کی تابع ہیں۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ٦

ہجرت اور مہاجرین کی فضیلت اور ہجرت کیلئے دو شرطوں کو ذکر فرمایا گیا۔ منصب نبوت کیلئے جنس انسانی میں سے مردوں کو خاص فرمایا گیا۔ اہل علم سے استفادہ کا حکم دیا گیا۔ منکرین کو عذاب الٰہی سے ڈرایا گیا۔ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی مطیع ہے۔

ع ٦ / ١٠ / ١٥ / ١٢

اگر تم دیکھتے تو چیختے چلاتے:

حضرت ابوذر کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جو کچھ میں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے اور جو کچھ میں سنتا ہوں تم نہیں سنتے۔ آسمان خوب چرچرایا اور اس کو خوب چرچرانا چاہیے ہی تھا۔ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آسمان میں کہیں بھی چار انگل کی جگہ ایسی نہیں کہ اس میں کوئی فرشتہ سجدہ میں پیشانی رکھے ہوئے نہ ہو۔ خدا کی قسم جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو کم ہنستے اور زیادہ روتے اور بستروں پر عورتوں سے لذت اندوز نہ ہوتے اور میدانوں میں

ثُمَّ إِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنكُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنكُم

پھر جب وہ تم سے سختی اٹھا لیتا ہے تو اسی دم کچھ لوگ تم میں سے اپنے

بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ﴿٥٤﴾ لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوا ۖ

ربّ کے ساتھ شریک بتانے لگتے ہیں تا کہ ناشکری کریں اس (نعمت) کی جو ہم نے ان کو دی تو نفع اٹھالو آگے

فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٥٥﴾ وَيَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ نَصِيبًا

چل کر معلوم کر لو گے ۔ اور مقرر کرتے ہیں ایسے (بتوں) کا جن کی خبر نہیں رکھتے ایک حصہ

مِّمَّا رَزَقْنَاهُمْ ۗ تَاللَّهِ لَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنتُمْ تَفْتَرُونَ ﴿٥٦﴾

ہماری دی ہوئی روزی میں سے ف۱ ۔ قسم اللہ کی ضرور تم سے پوچھنا ہے جو تم افترا کرتے تھے۔

وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ الْبَنَاتِ سُبْحَانَهُ ۙ وَلَهُم مَّا

اور ٹھہراتے ہیں اللہ کی بیٹیاں وہ پاک ہے اور اپنے لئے (ٹھہراتے ہیں) جس کی

يَشْتَهُونَ ﴿٥٧﴾ وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنثَىٰ ظَلَّ

رغبت کرتے ہیں۔ اور جب ان میں سے کسی کو خوشخبری دی جاتی ہے بیٹی

وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ﴿٥٨﴾ يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ

(کے پیدا ہونے کی) پڑ جائے اس کا منہ کالا اور غم سے بھرا ہوتا ہے۔ چھپتا پھرے لوگوں سے اس

مِن سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ ۚ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ

کی برائی کے باعث جس کا مژدہ سنایا گیا تھا (پھر منصوبے سوچے) کہ آیا اس کو رہنے دے

يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ ۗ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿٥٩﴾

ذلت قبول کر کے یا اس کو داب دے مٹی میں۔ سنو! کیا برا حکم ہے ف۲

نکل کر اللہ کے سامنے چیختے چلاتے (یہ سن کر) حضرت ابوذرؓ بولے کاش میں درخت ہوتا کہ اس کو کاٹ دیا جاتا۔ رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ والبغوی۔ (تفسیر مظہری)

ف۱: عرب کے مشرکین اپنی زرعی پیداوار اور جانوروں کا ایک حصہ بتوں کے نام پر نذر کر دیتے تھے، اس کی طرف اشارہ ہے کہ جن بتوں کی نہ حقیقت ان کو معلوم ہے، نہ ان کے وجود کی کوئی دلیل ان کے پاس ہے، اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق کو ان کے لئے نذر کر دیتے ہیں۔ (توضیح القرآن)

ف۲

لڑکی کی پیدائش کوئی ذلت نہیں

مسئلہ: گھر میں لڑکی پیدا ہونے کو مصیبت و ذلت سمجھنا جائز نہیں یہ کفار کا فعل ہے۔ تفسیر روح البیان میں بحوالہ شرعۃ لکھا ہے کہ مسلمان کو چاہئے کہ لڑکی پیدا ہونے سے زیادہ خوشی کا اظہار کرے تاکہ اہل جاہلیت کے فعل پر رد ہو جائے اور ایک حدیث میں ہے کہ وہ عورت مبارک ہوتی ہے جس کے پہلے پیٹ سے لڑکی پیدا ہو۔ (معارف القرآن)

لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ
جو یہ کرتے ہیں ان کے لئے جو آخرت کا یقین نہیں رکھتے بری کہاوت ہے۔
وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٦٠﴾ وَلَوْ
اور اللہ کے لئے کہاوت اعلیٰ ہے۔ اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔ اور اگر
يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَاۗبَّةٍ
پکڑے اللہ لوگوں کو ان کے ظلم کی وجہ سے (تو) نہ چھوڑے زمین پر کوئی چلنے والا
وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَاۗءَ اَجَلُهُمْ
لیکن وہ ان کو مہلت دیتا ہے وقت مقرر تک پھر جب ان کا وقت آپہنچے گا
لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿٦١﴾ وَيَجْعَلُوْنَ
نہ پیچھے رہیں ایک گھڑی اور نہ آگے بڑھیں گے ف۱۔ اور مقرر کرتے ہیں
لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ
اللہ کے لئے جو وہ خود پسند نہیں کرتے اور بیان کرتی ہیں انکی زبانیں جھوٹ بات
لَهُمُ الْحُسْنٰى ۭ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ﴿٦٢﴾
کہ ان کے لئے بھلائی ہے۔ کچھ شک نہیں ان کے لئے آگ ہے اور وہ پیشرو ہیں قسم ہے
تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ
اللہ کی ہم نے پیغمبر بھیجے امتوں کی جانب تجھ سے پہلے۔ تو ان کو عمدہ کر دکھائے
الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ
شیطان نے ان کے اعمال سو وہی شیطان ان کافروں کا رفیق ہے آج اور ان کے لئے دردناک

خلاصہ رکوع ۷

دلائل توحید کو ذکر فرمایا گیا۔ مشرکین کے شرکیہ اعمال وعقائد ذکر کر کے ان کا رد فرمایا گیا۔ آخر میں بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر عیب سے پاک ہے۔

ع ۷ ۱۰ ۱۴

ف۱ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنے کا عذاب:

ابن ماجہ اور ترمذی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگ جب کسی بری بات کو دیکھیں اور اس کو نہ بدلیں (یعنی بدلنے کی کوشش نہ کریں) تو ہوسکتا ہے کہ اللہ سب کو عموماً اپنے عذاب کی لپیٹ میں لے لیں۔ ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ ابوداؤد نے حضرت جریر بن عبداللہ کی روایت سے بھی اسی مضمون کی حدیث نقل کی ہے۔

قتادہ نے اس آیت کی تفسیر کے ذیل میں بیان کیا کہ ایسا حضرت نوحؑ کے زمانہ میں ہو چکا ہے۔ حضرت نوحؑ کی کشتی میں جو جاندار چڑھ گئے وہ بچ گئے باقی ہلاک کردیئے گئے۔

ظلم کی نحوست:

بیہقی کی روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سنا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے ظالم صرف اپنے نفس کو ہی ضرر پہنچاتا ہے (اس کے ظلم کی سزا کسی دوسرے پر نہیں پڑتی) حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا۔ کیوں نہیں۔ خدا کی قسم (ضرور ایسا ہوتا ہے) یہاں تک کہ ظالم کے ظلم کی پاداش میں چڑیاں اپنے آشیانوں میں بھوکی مرجاتی ہیں۔ ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے (شعب الایمان میں) حضرت ابن مسعودؓ کا قول نقل کیا ہے کہ ابن آدم کے گناہ کی وجہ سے جعل (ایک خاص کیڑا) اپنے سوراخ میں عذاب میں گرفتار ہوجاتا ہے۔

اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ

عذاب ہے۔ اور ہم نے یہ کتاب تجھ پر اسی واسطے اتاری ہے تاکہ تو بیان کر دے

الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ

ان کے لئے وہ باتیں جن میں یہ اختلاف کر رہے ہیں اور ہدایت اور رحمت ان لوگوں کے لئے جو

يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ

ایمان لاتے ہیں۔ اور اللہ نے اتارا آسمان سے پانی پھر اس سے

الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ

زندہ کر دیا زمین کو اس کے مرے پیچھے۔ بیشک اس میں نشانی ہے ان لوگوں کے لئے

يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَاِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ

جو سنتے ہیں اور تمہارے لئے چوپایوں میں بھی سوچنے کی جگہ ہے۔ ہم تم کو پلاتے ہیں

مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا

اس کی پیٹ کی چیزوں میں سے گوبر اور خون کے درمیان میں سے دودھ خالص

سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ

رچتا پینے والوں کو۔ اور کھجور اور انگور کے پھلوں میں سے

تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِیْ

(ہم تم کو ان کا شیرہ پلاتے ہیں) کہ تم اس سے شراب بناتے ہو اور عمدہ روزی بیشک ف۱ اس میں

ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى

نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو سمجھتے ہیں اور حکم بھیجا تیرے پروردگار نے

ف۱ یہاں جو نشہ کی چیز کو انعام کے موقعہ میں ذکر فرمایا ہے اس میں دو قول ہیں ایک یہ کہ اس آیت کے نازل ہونے کے وقت نشہ کی چیزیں حرام نہ تھیں اس لئے اس کو احسان جتلانے کے لئے بیان فرما دیا دوسرا قول یہ ہے کہ گو اس وقت شراب حرام بھی ہو گئی ہو لیکن یہاں ظاہری احسان مقصود نہیں بلکہ عقلی احسان بیان کرنا منظور ہے وہ یہ کہ شراب کی حالت سے توحید پر استدلال ہو سکتا ہے اور وہ شراب کے حرام ہونے پر بھی صحیح ہے کیونکہ یہ بھی قدرت کی ایک دلیل ہے کہ تازہ شیرہ میں نشہ کی صفت نہ تھی پھر ایک نئی کیفیت اس میں پیدا ہو گئی (جس کی وجہ سے وہ حرام ہو گیا) اور بعض نے کہا ہے کہ یہاں احسان جتلانا منظور ہی نہیں بلکہ عتاب مقصود ہے کہ ہمارا تو یہ انعام اور تم ایسی بے جا حرکت کرتے ہو کہ ان چیزوں سے شراب بناتے ہو۔

ع ۵ ١٤

خلاصہ رکوع ۸

اللہ تعالیٰ کا حلم و کرم ذکر فرمایا گیا اور عذاب الٰہی سے ڈرنے کی دعوت دی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی۔

النَّحۡلِ اَنِ اتَّخِذِىۡ مِنَ الۡجِبَالِ بُيُوۡتًا وَّمِنَ
شہد کی مکھی کو کہ بنا لے پہاڑوں میں گھر اور
الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعۡرِشُوۡنَ ﴿۶۸﴾ ثُمَّ كُلِىۡ مِنۡ كُلِّ الثَّمَرٰتِ
درختوں میں! جہاں لوگ چھتریاں ڈالتے ہیں پھر کھا ہر طرح کے میوے
فَاسۡلُكِىۡ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ يَخۡرُجُ مِنۡۢ بُطُوۡنِهَا
پھر چل اپنے رب کی راہوں میں جو صاف پڑی ہیں! نکلتی ہے ان کے پیٹ میں سے
شَرَابٌ مُّخۡتَلِفٌ اَلۡوَانُهٗ فِيۡهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِىۡ
پینے کی چیز (یعنی شہد) جس کے کئی رنگ ہوتے ہیں اس میں شفا ہے لوگوں کے لئے۔ ف۱ بیشک اس
ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ ﴿۶۹﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمۡ ثُمَّ
میں نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو غور کرتے ہیں اور اللہ نے تم کو پیدا کیا پھر
يَتَوَفّٰٮكُمۡ وَمِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرۡذَلِ الۡعُمُرِ
وہی تم کو موت دیتا ہے اور تم میں سے بعض لوٹائے جاتے ہیں نکمی عمر
لِكَىۡ لَا يَعۡلَمَ بَعۡدَ عِلۡمٍ شَيۡـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌ
کی طرف تاکہ کچھ نہ جان سکے سمجھ بوجھ کر۔ بیشک اللہ جاننے
قَدِيۡرٌ ﴿۷۰﴾ وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعۡضَكُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ فِى
والا قدرت والا ہے اور اللہ نے برتری دی تم میں ایک کو دوسرے
الرِّزۡقِ ۚ فَمَا الَّذِيۡنَ فُضِّلُوۡا بِرَآدِّىۡ رِزۡقِهِمۡ عَلٰى
پر روزی میں۔ تو جن کو برتری دی گئی ہے وہ نہیں لوٹا دیتے اپنی روزی اپنے مملوک (غلاموں پر)

ف۱ شہد شفاء کا سبب ہے:

یعنی بہت سی بیماریوں میں صرف شہد خالص یا کسی دوسری دوا میں شامل کرکے دیا جاتا ہے جو باذن اللہ مریضوں کی شفایابی کا ذریعہ بنتا ہے۔ حدیث صحیح میں ہے کہ ایک شخص کو دست آرہے تھے اس کا بھائی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے شہد پلانے کی رائے دی۔ شہد پینے کے بعد اسہال میں ترقی ہوگئی۔ اس نے پھر حاضر ہوکر عرض کیا کہ حضرت دست زیادہ آنے لگے فرمایا۔ "صدق اللہ وکذب بطن اخیک" (اللہ سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے) پھر پلاؤ۔ دوبارہ پلانے سے بھی وہ ہی کیفیت ہوئی۔ آپ ﷺ نے پھر وہی فرمایا۔ آخر تیسری مرتبہ پلانے سے دست بند ہوگئے اور طبیعت صاف ہوگئی۔ اطباء نے اپنے اصول کے موافق کہا ہے کہ بعض اوقات پیٹ میں "کیموس" فاسد ہوتا ہے جو پیٹ میں پہنچنے والی ہر ایک غذا اور دوا کو فاسد کردیتا ہے اس لئے دست آتے ہیں اس کا علاج یہ ہے کہ مسہلات دی جائیں تاکہ وہ "کیموس فاسد" خارج ہو۔ شہد کے مسہل ہونے میں کسی کو کلام نہیں۔ گویا حضور ﷺ کا مشورہ اسی طبی اصول کے موافق تھا۔ مامون رشید کے زمانہ میں ثمامہ عبسی کو جب اسی قسم کا مرض لاحق ہوا تو اس زمانہ کے شاہی طبیب یزید بن یوحنا نے مسہل سے اس کا علاج کیا اور یہ ہی وجہ بتلائی۔ آج کل کے اطباء اور شہد کے استعمال
۵ کو استطلاق بطن کے علاج میں بیحد
ع مفید بتلاتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)
۵
۱۵

خلاصہ رکوع ۹

اللہ تعالیٰ کی شان ربوبیت کو بیان فرمایا گیا۔ دودھ، پھل اور میوے جیسی نعمتوں کو ذکر فرمایا گیا۔ شہد اور اس کی تیاری کے مراحل کو ذکر فرما کر دعوت فکر دی گئی۔ پیدائش انسانی کے مراحل میں قدرت خداوندی کو ذکر فرمایا گیا۔

مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ؕ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ

کہ وہ سب روزی میں برابر ہوں تو کیا یہ لوگ اللہ کی نعمتوں کے

يَجْحَدُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا

منکر ہیں ف۱ اور اللہ نے بنا دیں تمہارے لئے تم ہی میں سے بیبیاں

وَّ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَ حَفَدَةً

اور پیدا کئے تمہارے لئے تمہاری بیبیوں سے بیٹے اور پوتے

وَّ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ

اور تمہیں کھانے کو دیں پاک چیزیں۔ تو کیا یہ لوگ جھوٹی باتیں مانتے ہیں

وَ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ

اور اللہ کا احسان نہیں مانتے ف۲۔ اور پوجتے ہیں اللہ کے

دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ

سوا ایسی چیزوں کو جو نہیں اختیار رکھتے ان کو روزی دینے کا آسمان

وَالْاَرْضِ شَيْئًا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۷۳﴾ فَلَا تَضْرِبُوْا

اور زمین میں سے کچھ۔ اور نہ مقدور رکھتے ہیں تو نہ بیان کرو

لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ

اللہ کے لئے مثالیں بیشک اللہ جانتا ہے اور تم

لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا

نہیں جانتے۔ بیان فرمائی اللہ نے ایک مثال ایک غلام ہے پرائے بس میں جو نہیں

ف۱ امیری اور غریبی آزمائش ہے: حضرت عمر بن خطابؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو ایک خط لکھا کہ اپنی روزی پر قناعت اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ایک کو ایک سے زیادہ امیر کر رکھا ہے یہ بھی اس کی طرف سے ایک آزمائش ہے کہ وہ دیکھے کہ امیر امراء کس طرح شکر خدا تعالیٰ ادا کرتے ہیں اور جو حقوق دوسروں کے ان پر جناب باری تعالیٰ نے مقرر کئے ہیں کہاں تک انہیں ادا کرتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

فاروق اعظمؓ کا خط:

حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے ابوموسیٰ اشعریؓ کو جو آپؓ کی طرف کوفہ بصرہ کے گورنر تھے خط لکھا: اے ابوموسیٰ! تو اپنے اس رزق پر قناعت کر جو تجھ کو دنیا میں ملا ہے کیونکہ رحمٰن نے اپنے بعض بندوں کے اعتبار سے رزق زیادہ دیا ہے اور یہ رزق من جانب اللہ ابتلاء اور امتحان ہے جس کے ذریعہ ہر ایک کا امتحان کرتا ہے پس جس کو رزق زیادہ دیا اس کا امتحان اس طرح ہوتا ہے کہ وہ کس طرح اللہ کی دی ہوئی دولت کا شکر بجالاتا ہے اور جو حق تعالیٰ نے اس پر اس مال و دولت میں فرض کیا تھا۔ وہ اس کو کیوں کر ادا کرتا ہے (ابن ابی حاتم نے اس روایت کو روایت کیا۔ (معارف کاندھلویؒ)

ف۲ اللہ اور بندے کا عجیب معاملہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے ارشاد فرمایا، میرا اور (کافر) جن و انس کا ایک عظیم واقعہ (یعنی عجیب معاملہ) ہے پیدا میں کرتا ہوں پوجا دوسروں کی کی جاتی ہے رزق میں دیتا ہوں شکر دوسروں کا کیا جاتا ہے۔ (تفسیر مظہری)

يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا

قدرت پاتا کسی چیز پر اور ایک ایسا شخص ہے کہ ہم نے اس کو روزی دی اپنی طرف سے عمدہ روزی

فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ؕ هَلْ يَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ

تو وہ اس میں سے خرچ کرتا ہے چھپے اور کھلے کیا یہ برابر ہو سکتے ہیں۔ سب تعریف

لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا

اللہ کو ہے بلکہ ان میں بہتیرے نہیں جانتے۔ ف۱ اور بیان فرمائی اللہ نے مثال

رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَاۤ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ

کہ دو مرد ہیں ایک تو گونگا ہے کچھ کام نہیں کر سکتا اور وہ

كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ؕ

بوجھ ہے اپنے آقا پر وہ جہاں کہیں اسے بھیجے کچھ بھلا نہیں لاتا

هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ

کیا برابر ہوسکتا ہے یہ غلام اور وہ شخص جو حکم کرتا ہے انصاف کا اور خود بھی

عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۶﴾ ع وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ

سیدھی راہ پر (قائم) ہے۔ اور اللہ ہی کو (علم) ہے آسمانوں

وَالْاَرْضِ ؕ وَمَاۤ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ

اور زمین کی چھپی باتوں کا اور قیامت کا کام تو بس ایسا ہے جیسے آنکھ کا جھپکنا

اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۷۷﴾

بلکہ اس سے بھی قریب تر بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

ف۱ اللہ کی بتلائی ہوئی مثال: ایک شخص وہ ہے جو آزاد نہیں، دوسرے کا مملوک غلام ہے کسی طرح کی قدرت واختیار نہیں رکھتا ہر ایک تصرف میں مالک کی اجازت کا محتاج ہے۔ بدون اجازت اس کے سب تصرفات غیر معتبر ہیں دوسرا آزاد اور بااختیار شخص ہے جسے خدا نے اپنے فضل سے بہت کچھ مقدرت اور روزی عنایت فرمائی جس میں سے دن رات سراً وعلانیۃً بے دریغ خرچ کرتا ہے۔ کوئی اس کا ہاتھ نہیں روک سکتا۔ کیا یہ دونوں شخص برابر ہو سکتے ہیں؟ اسی طرح سمجھ لو کہ حق تعالیٰ ہر چیز کا مالک حقیقی ہے سب تعریفیں اور خوبیاں اس کے خزانہ میں ہیں جس کو جو چاہے دے۔ کوئی مزاحمت کرنے والا نہیں۔ ذرہ ذرہ پر کلی اختیار اور کامل قبضہ رکھتا ہے یہ کس قدر ظلم ہوگا کہ ایک پتھر کے بت کو اس کی برابر کر دیا جائے جو کسی چیز کا مالک نہیں بلکہ خود پرایا مال ہے۔ اگر مالک مجازی اور مملوک مجازی برابر نہیں ہو سکتے تو کوئی مملوک محض مالک حقیقی کا شریک کیسے بن سکتا ہے۔ یہاں سے یہ بھی سمجھ لو کہ خدائے واحد کا پرستار جسے مالک نے علم وایمان کی دولت بخشی اور

ع ۱۰ / ۱۶ خلاصہ رکوع ۱۰

معاشی تفاوت پر غور کرنے کی دعوت دی گئی۔ اولاد ازواج اور پاکیزہ رزق کی نعمتوں کی طرف متوجہ فرمایا گیا۔ مشرکین کے غلط عقیدہ کی تردید فرمائی گئی۔ تعارف خداوندی کیلئے دو مثالوں کو ذکر فرمایا گیا۔

لوگوں میں شب وروز روحانی نعمتیں تقسیم کرنے کا ذریعہ بنایا، کیا ایک پلید مشرک کو جو بت کا مملوک ماہواء داوہام کا غلام اور عمل مقبول سے محض تہیدست ہے اس مؤمن موحد کے ساتھ برابر کھڑا کیا جاسکتا ہے؟ کلا واللہ۔ (تفسیر عثمانی)

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

اور اللہ نے تم کو نکالا تمہاری ماؤں کے پیٹ سے! تم کچھ بھی نہ جانتے تھے

شَيْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ

اور پیدا کئے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل! تاکہ

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٧٨﴾ اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ

تم احسان مانو۔ ف۱ کیا انہوں نے نہیں دیکھا پرندوں کی جانب کہ مسخر ہیں

فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ ۭ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ۭ اِنَّ فِيْ

آسمان کی ہوا میں۔ ان کو کوئی نہیں تھام رہا سوائے اللہ کے بیشک

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٧٩﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ

ان میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں اور اللہ نے

لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ

بنا دیا تمہارے لئے تمہارے گھروں کا ٹھکانا اور بنا دیئے تمہارے لئے چوپایوں کی

الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ

کھالوں سے گھر جس کو تم ہلکا پاتے ہو اپنے سفر کے دن

اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ

اور اپنے ٹھہرنے کے دن اور (بنا دیا) ان کی اون اور ببریوں اور بالوں سے بہت سا

اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿٨٠﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا

سامان اور برتنے کی چیزیں ایک وقت تک۔ اور اللہ نے بنا دیئے تمہارے لئے اپنی

ف۱ خدا کا محبوب بندہ:

صحیح بخاری میں حدیث قدسی ہے کہ جو میرے دوستوں سے دشمنی کرتا ہے وہ مجھے لڑائی کا اعلان دیتا ہے۔ میرے فریضے کی بجاآوری سے جس قدر بندہ میری نزدیکی حاصل کرسکتا ہے اتنی کسی اور چیز سے نہیں کرسکتا۔ نوافل بکثرت پڑھتے پڑھتے بندہ میرے نزدیک اور میرا محبوب ہوجاتا ہے۔ جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں ہی اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی نگاہ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ تھامتا ہے اور اس کے پیر بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ وہ اگر مجھ سے مانگے میں دیتا ہوں اگر دعاء کرے میں قبول کرتا ہوں اگر پناہ چاہے میں پناہ دیتا ہوں۔ اور مجھے کسی کرنے کے کام میں اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا مومن کی روح کے قبض کرنے میں، وہ موت کو ناپسند کرتا ہے میں اسے ناراض کرنا نہیں چاہتا اور موت ایسی چیز ہی نہیں جس سے کسی ذی روح کو نجات مل سکے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب مومن اخلاص اور اطاعت میں کامل ہوجاتا ہے تو اس کے تمام افعال محض اللہ کے لئے ہوجاتے ہیں وہ سنتا ہے اللہ کیلئے، دیکھتا ہے اللہ کے لئے یعنی شریعت کی باتیں سنتا ہے شرع نے جن چیزوں کا دیکھنا جائز کیا ہے انہی کو دیکھتا ہے اسی طرح اس کا ہاتھ بڑھانا، پاؤں چلانا بھی اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے کاموں کے لئے ہی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر اس کا بھروسہ ہوتا ہے اسی سے مدد چاہتا ہے تمام کام اس کے اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کے ہی ہوتے ہیں۔
(تفسیر ابن کثیر)

خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا

پیدا کی ہوئی چیزوں کے سائے اور بنائے تمہارے واسطے پہاڑوں سے (غار وغیرہ)

وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ

چھپنے کی جگہ اور بنائے تمہارے لئے کُرتے جو تم کو گرمی سے بچائیں اور کرتے جو تم

تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ

کو بچائیں لڑائی کے (ضرر) سے اسی طرح اللہ پورا کرتا ہے اپنا احسان

لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿٨١﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ

تم پر تاکہ مطیع ہو جاؤ۔ پھر اگر منہ موڑیں تو بس تیرے ذمہ تو کھول کر

الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿٨٢﴾ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا

پہنچا دینا ہے۔ وہ لوگ پہچانتے ہیں اللہ کا احسان پھر اس کے منکر ہو جاتے ہیں اور ان میں سے

وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٨٣﴾ ع وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ

اکثر ناشکر ہیں۔ اور جس دن ہم اٹھا کھڑا کریں گے ہر ایک

اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

امت میں سے ایک گواہ پھر نہ اجازت ملے گی کافروں کو

وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿٨٤﴾ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ

اور نہ ان سے توبہ مانگی جائے گی ف۱ اور جب دیکھیں گے ستم گار عذاب کو تو نہ (عذاب)

فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿٨٥﴾ وَاِذَا رَاَ

ان سے ہلکا کیا جاوے گا اور نہ ان کو مہلت ملے گی۔ اور جب دیکھیں گے

ف۱ کافروں کے پاس کوئی عذر نہ ہوگا: شہید سے مراد پیغمبر ہے جو اپنی امت کے کفروایمان کی شہادت دے گا، اجازت نہ دی جانے سے مراد ہے عذر پیش کرنے کی اجازت نہ ملنا کیونکہ ان کے پاس کوئی عذر موجود ہی نہ ہوگا۔ یا یہ مطلب ہے کہ بولنے کی اجازت نہیں دی جائیگی۔ بعض نے کہا کہ دنیا میں واپس جانے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ ولا ھم یستعتبون یعنی ان سے یہ نہیں کہا جائے گا کہ اپنے رب کو راضی کرلو۔ روز آخرت تو عمل کا دن ہی نہ ہوگا اور دنیا میں واپس جا کر توبہ وعمل کی اجازت نہ ہوگی۔ غرض یہ کہ ان کے لئے اللہ کی رضامندی کا حصول ناممکن ہوگا۔ (تفسیر مظہری)

ع ١١ / ١٧ خلاصہ رکوع ۱۱

اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور قدرت کے دلائل ذکر فرمائے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے گھروں کو کس طرح سکون کی جگہ بنائی ہے۔ اس کی وضاحت فرمائی گئی۔ احسان فراموشی کا معاملہ خدا کے سپرد کرنے کو فرمایا گیا۔

الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا

مشرکین اپنے شریکوں کو ! بول اٹھیں گے کہ اے ہمارے پروردگار یہی وہ ہمارے شریک ہیں

الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۚ فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ

جن کو ہم پکارا کرتے تھے تیرے سوا۔ تب وہ شریک ڈال دیں گے

الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿٨٦﴾ وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ

ان پر بات کہ بلا شبہ تم جھوٹے ہو۔ اور ڈال دیں گے اللہ کے آگے اُس دن

نِ السَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٨٧﴾ اَلَّذِيْنَ

اطاعت (کا پیغام) اور گیا گزرا ہوا ان سے جو وہ افترا کیا کرتے تھے جنہوں نے

كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا

کفر کیا اور روکتے رہے اللہ کی راہ سے ہم ان پر بڑھائیں گے عذاب پر عذاب

فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿٨٨﴾ وَيَوْمَ

اس وجہ سے کہ وہ فساد کرتے تھے ف۱۔ اور (اس دن کو یاد کرو) جس دن

نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ

ہم اٹھا کھڑا کریں گے ہر امت میں ایک گواہ ان پر ان ہی میں کا

وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ

اور لائیں گے تجھ کو گواہ ان لوگوں پر اور ہم نے نازل کی

الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً

تیرے اوپر کتاب ہر چیز کا بیان اور ہدایت اور رحمت

ف۱ جہنم کے سانپ اور بچھو: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے عذاباً کی تشریح میں فرمایا بچھو ہوں گے جن کے ڈنک کھجور کے لمبے درختوں کے برابر ہوں گے۔ ابن مردویہ نے حضرت براء کی روایت سے اسی معنی کی حدیث مرفوع بھی نقل کی ہے۔ سعید بن جبیر نے کہا، سانپ ہوں گے، بختی اونٹوں کی طرح، اور بچھو ہوں گے خچروں کی شکل جن کے ایک مرتبہ کاٹنے کا اثر چالیس خریف (سال) تک ڈسا ہوا آدمی محسوس کرتا رہے گا۔

تانبے پیتل کے دریا: حضرت ابن عباس اور مقاتل کا قول ہے، عرش کے نیچے سے پگھلے ہوئے تانبے پیتل کے پانچ دریا نکلتے ہیں جو آگ کی طرح ہیں، ان دریاؤں (میں ڈالنے اور ڈبونے) کی سزا ان کو دی جائے گی۔ تین دریاؤں میں ایک رات کی مدت کے برابر اور دو دریاؤں میں دن کی مدت کے برابر (ہمیشہ) سزا پاتے رہیں گے۔ بعض نے کہا کہ گرمی کے عذاب سے سردی کے عذاب کی طرف ان کو نکال کر لایا جائے گا۔ سردی کی شدت کی وجہ سے وہ چیخیں گے۔ فریاد کریں گے اور دوزخ کی گرمی میں جانا چاہیں گے۔ فساد انگیزی سے مراد ہے دنیا میں کفر کرنا اور راہ خدا سے روکنا۔ (تفسیر مظہری)

11

وَبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿٨٩﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ

اور خوشخبری مسلمانوں کے لئے اللہ حکم دیتا ہے انصاف ول

وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ

اور احسان کرنے کا اور قرابت داروں کو دینے کا اور منع فرماتا ہے

الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ

بے حیائی اور ناشائستہ حرکت اور زیادتی کرنے سے تم کو نصیحت کرتا ہے

تَذَكَّرُوْنَ ﴿٩٠﴾ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ

تا کہ تم نصیحت پکڑو اور پورا کرو اللہ کا قرار جب تم آپس میں قول و قرار کرو

وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ

اور نہ توڑو قسموں کو ان کے پکا کئے پیچھے اور تم کر چکے ہو

اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿٩١﴾

اللہ کو اپنا ضامن۔ بیشک اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ

اور نہ بنو اس عورت جیسے جس نے توڑ ڈالا اپنا کاتا ہوا سوت مضبوط کئے

اَنْكَاثًا ؕ تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ اَنْ

پیچھے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کہ بنانے لگو اپنی قسموں کو باہمی فساد کا سبب اس وجہ سے

تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ؕ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ؕ

کہ ایک گروہ زیادہ چڑھ رہا ہو دوسرے گروہ سے۔ بس اس سے تو اللہ تمہاری آزمائش کر رہا ہے۔

ع ۱۲ / ۱۸

خلاصہ رکوع ۱۲

کفرو ناشکری کا انجام ذکر کیا گیا اور بتایا گیا کہ معبودان باطلہ کچھ کام نہ آئیں گے۔ روز قیامت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امت محمدیہ کی شہادت کو ذکر کیا گیا۔ آخر میں بتایا گیا کہ قرآن کریم ہدایت کا مکمل سامان ونصاب ہے۔

ول اعتدال کی تین قسمیں ہیں ۱۔ وہ عدل جو بندہ کے اور خدا کے درمیان ہے کہ تمام ممنوعات سے بچے اور احکام کو بجالاوے اور خدا کی رضا کو اپنی خواہش پر مقدم کرے ۲۔ وہ عدل جو بندہ کے اور اس کے نفس کے درمیان ہے کہ نفس کو اس کی ہلاکت کے مقامات سے بچاوے ۳۔ وہ عدل جو بندے کے اور مخلوق کے درمیان ہے کہ خلق اللہ کا خیر خواہ رہے قول اور فعل اور ارادہ سے کسی کو تکلیف نہ پہنچائے پس اس جگہ اعتدال عام ہے قوت علمیہ وعملیہ کو اس میں سارے عقائد اور ظاہری و باطنی اعمال غرض تمام احکام شرعیہ داخل ہو گئے پھر ان میں سے چونکہ احسان کا نفع دوسروں کو پہنچتا ہے اس کو خاص طور پر ذکر کیا گیا پھر احسان میں سے قرابت داروں کے ساتھ احسان کرنا زیادہ افضل اور ضروری ہے اس لئے اس کو بھی ذکر فرمایا اور ممنوعات کے ذکر میں لفظ منکر ہر برائی کو عام ہے اس میں خلاف شرع تمام باتیں آ گئیں پھر فحشاء (اور بے حیائی) کو بوجہ زیادہ قباحت کے جدا ذکر کیا اور اسی وجہ سے اس کو مقدم بھی کیا اسی طرح چونکہ ظلم کا ضرر دوسروں تک پہنچتا ہے اس کو خاص طور پر ذکر فرمایا اس طرح اس آیت میں تمام اچھے اور برے کام داخل ہو گئے اس جامع کلام سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ قرآن (دین کی) تمام باتوں کا بیان کرنے والا ہے۔

وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ

اور اللہ ضرور کھول دے گا تمہارے لئے قیامت کے دن وہ چیزیں جس میں تم

تَخْتَلِفُوْنَ ﴿٩٢﴾ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً

اختلاف کر رہے تھے۔ ف۱ اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی امت بنا دیتا

وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ

لیکن وہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہے۔

وَلَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٣﴾ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا

اور ضرور تم سے اس کی باز پرس ہو گی جو تم کرتے تھے۔ اور نہ بناؤ

اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا

اپنی قسموں کو باہمی فساد کا سبب کہ پھسل جائے قدم جمے پیچھے ف۲

وَتَذُوْقُوا السُّوْۗءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ

اور تم سزا چکھو اس پر کہ تم نے روکا اللہ کی راہ سے

وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٩٤﴾ وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا

اور تم کو بڑا عذاب ہو۔ اور نہ حاصل کرو اللہ کے قرار کے عوض

قَلِيْلًا ۭ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

تھوڑا سا مول۔ بیشک جو اللہ کے ہاں ہے وہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

تَعْلَمُوْنَ ﴿٩٥﴾ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ

جو تمہارے پاس ہے وہ تو نبڑ جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے

ف۱ حضرت معاویہ اور شاہ روم کا معاہدہ:

حضرت معاویہؓ کا قصہ لکھ آئے ہیں کہ ان میں اور شاہ روم میں ایک مدت تک کے لئے صلح نامہ ہو گیا تھا اس مدت کے خاتمے کے قریب آپ نے مجاہدین سرحد روم کی طرف روانہ کئے کہ وہ سرحد پر پڑاؤ ڈالیں اور مدت کے ختم ہوتے ہی دھاوا کریں تاکہ رومیوں کو تیاری کا موقعہ نہ ملے۔ جب حضرت عمرو بن عنبسہؓ کو یہ خبر ہوئی تو آپ امیر المؤمنین حضرت معاویہؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے اللہ اکبر! اے معاویہؓ! عہد پورا کرو غدر اور بدعہدی سے بچو، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جس قوم سے عہد معاہدہ ہو جائے تو جب تک کہ مدت صلح ختم نہ ہو جائے کوئی گرہ کھولنے کی بھی اجازت نہیں۔ یہ سنتے ہی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکروں کو واپس بلوالیا۔ (تفسیر ابن کثیر)

ف۲ یہ قسم کو توڑنے کا ایک اور نقصان بیان فرمایا جارہا ہے، اور وہ یہ کہ جب تم قسم توڑو گے تو عین ممکن ہے کہ تمہیں دیکھ کر کوئی اور شخص بھی اس گناہ پر آمادہ ہو جائے۔ پہلے تو اس کے پاؤں جمے ہوئے تھے، تمہیں دیکھ کر وہ پھسل گیا تو چونکہ تم اس کے گناہ کا سبب بنے تو تمہیں دہرا گناہ ہوگا، کیونکہ تم نے اس کو اللہ تعالی کے راستے سے روکا۔ (توضیح القرآن)

بَاقٍ ۗ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا

وہ باقی رہنے والا ہے اور ہم ضرور عطا کریں گے صبر کرنے والوں کو ان کا ثواب بہتر

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٦﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى

کاموں پر جو وہ کرتے تھے جس نے نیک کام کیا مرد ہو یا عورت

وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ

اور وہ ہو مسلمان تو ہم اس کی زندگی اچھی طرح بسر کرائیں گے اور ہم ان کو

اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٧﴾ فَاِذَا قَرَاْتَ

عطا فرمائیں گے ان کا اجر بہتر کاموں پر جو وہ کرتے تھے ۔ تو جب تو

الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿٩٨﴾

قرآن پڑھنے لگے تو پناہ مانگ اللہ کی شیطان مردود سے

اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى

شیطان کا ان پر کچھ زور نہیں (چلتا) جو ایمان لائے اور اپنے

رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٩٩﴾ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ

پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں ف۱ ۔ بس اس کا زور تو ان ہی پر ہے جو اس کو رفیق سمجھتے ہیں

وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿١٠٠﴾ ع وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً

اور جو اس کو شریک خدا ٹھہراتے ہیں ۔ اور جب ہم بدلتے ہیں ایک آیت کی جگہ

مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ

دوسری آیت اور اللہ خوب جانتا ہے جو اتارتا ہے (تو کافر) کہتے ہیں کہ تو تو اپنی طرف سے

ف۱ تلاوت والے گھر میں برکات

حضرت انسؓ سے مرفوعاً منقول ہے کہ جب گھر میں قرآن شریف پڑھا جائے تو اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور شیاطین دور بھاگ جاتے ہیں اور اپنے رہنے والوں کے لئے وہ گھر فراخ اور کشادہ ہو جاتا ہے ۔ اس میں خیر و بھلائی زیادہ ہو جاتی ہے اور شر و فساد کم ہو جاتا ہے ۔ جب گھر میں قرآن شریف نہ پڑھا جائے تو اس میں شیاطین حاضر ہوتے ہیں اور فرشتے اس مکان سے دور بھاگ جاتے ہیں اور اپنے رہنے والوں کے لئے وہ گھر تنگ و چھوٹا ہو جاتا ہے ۔ اس میں خیر و برکت کم ہو جاتی ہے شر و فساد زیادہ ہو جاتا ہے ۔ (محمد بن نصر)

خلاصہ رکوع ۱۳

قرآن کی اہم ترین اور جامع آیت جس میں عدل' احسان اور حقوق العباد کو بیان فرمایا گیا ۔ برائیوں کی جڑ فحشا و منکر کو ذکر کیا گیا ۔ معاہدے اور ان کی پابندی کو ذکر کیا گیا ۔ پھر عہد شکنی کو بیان کیا گیا ۔ کفر و اسلام کے اختلاف کا فلسفہ اور اسلام و ایمان پر استقامت کا حکم دیا گیا ۔ اعمال صالحہ کیلئے اجر کا ضابطہ ذکر کیا گیا ۔ مومنین کو حیاۃ طیبہ کی بشارت دی گئی ۔

ع ۱۳ ۱۱ ۱۹

مُفْتَرٍ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ

بنا لاتا ہے۔ (نہیں نہیں) بلکہ ان میں بہتیرے جانتے ہیں۔ کہہ دے! اس کو اتارا ہے روح

الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

القدس (جبریل) نے تیرے پروردگار کی جانب سے حق کے ساتھ تاکہ ثابت قدم رکھے ایمان والوں کو

وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ

اور ہدایت اور خوشخبری مسلمانوں کے لئے اور ہم جانتے ہیں!

اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ لِسَانُ الَّذِيْ

کافر کہتے ہیں کہ بس اس کو تو آدمی سکھایا کرتا ہے و۱ جس شخص کی طرف

يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ

(سکھانے کی) نسبت کرتے ہیں اس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ (وحی) زبان عربی ہے و۲

مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ

صاف جو لوگ نہیں ایمان لاتے اللہ کی آیتوں پر ان کو اللہ ہدایت نہیں

اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾ اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ

دیتا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ دل سے جھوٹی بات

الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

تو وہ بناتے ہیں جن کو یقین نہیں اللہ کی آیتوں پر اور وہی لوگ

الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ

جھوٹے ہیں جو کوئی منکر ہو اللہ سے ایمان لائے پیچھے

و۱ وہ غلام جن پر الزام تھا:
ابن اسحاق نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ مروہ پہاڑی کے قریب ایک رومی عیسائی غلام کے پاس بیٹھا کرتے تھے۔ اس کا نام جبر تھا۔ جبر بنی الحضرم قبیلہ میں سے کسی کا غلام تھا۔ اور کتابیں پڑھا کرتا تھا۔ عبداللہ بن مسلم حضرمی کا بیان ہے۔ ہمارے دو غلام تھے جو یمن کے تھے۔ ایک کا نام یسارا ور دوسرے کا نام جبر تھا۔ یسار کی کنیت ابو فکیہہ تھی۔ دونوں مکہ میں تلواریں بنایا کرتے تھے اور توریت وانجیل پڑھا کرتے تھے۔ کبھی کبھی رسول اللہ ﷺ ان کی طرف سے گزرتے اور وہ (انجیل یا توریت) پڑھتے ہوتے تو حضور ﷺ ٹھہر کر سننے لگتے۔ ابن ابی حاتم نے حصین بن عبداللہ کے طریق سے بھی ایسا ہی بیان کیا ہے۔ ضحاک کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب کفار دکھ دیتے تو آپ ان دونوں غلاموں کے پاس جا کر بیٹھ جاتے۔ اور ان کے کلام سے کچھ سکھ محسوس کرتے۔ مشرک کہنے لگے محمد انہی دونوں سے سیکھ لیتے ہیں۔ (تفسیر مظہری)

و۲ عجمی:
عجمی، صاف عربی نہ بولنے والا۔ قاموس میں ہے لفظ اعجم قوم اور شخص دونوں کی صفت میں آتا ہے اعجم اور اعجمی گونگا اور وہ شخص جو صاف (عربی) نہ بول سکے۔ عجمی عجم کا رہنے والا جو شخص عجم سے ہو خواہ فصیح البیان ہو۔ غیر عرب کو عجم کہتے ہیں۔ بعض محققین لغت کا قول ہے کہ عجمہ کا معنی ابانت کے معنی کے مقابل ہے۔ یعنی صاف زبان میں بات نہ کرنا۔ اعجام کا معنی ہے ابہام۔ استعجمت الدار گھر گونگا ہو گیا۔ یعنی سب گھر والے مر گئے کوئی جواب دینے والا بھی باقی نہیں رہا۔ (تفسیر مظہری)

إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَٰكِنْ

مگر (وہ نہیں) جو مجبور کیا جاوے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہے لیکن

مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ

ہاں جو دل کھول کر کافر ہوا تو ان پر غضب ہے اللہ کا

اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٠٦﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا

اور ان پر بڑا عذاب (ہونا ہے) ؎۱ یہ اس لئے کہ انہوں نے عزیز رکھا

الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي

دنیا کی زندگی کو آخرت پر اور اللہ نہیں ہدایت دیتا قوم

الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿١٠٧﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ

کفار کو۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ مہر کر دی اللہ نیان کے

قُلُوبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ

دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر اور وہی

الْغَافِلُونَ ﴿١٠٨﴾ لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿١٠٩﴾

غافل ہیں۔ بلا شبہ یہی آخرت میں گھاٹے میں رہیں گے

ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوا

پھر تیرا پروردگار ان کے لئے کہ جنہوں نے ہجرت کی اس کے بعد کہ ایذا دیئے گئے

ثُمَّ جَاهَدُوا وَصَبَرُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ

پھر جہاد کیا اور صبر کیا۔ ؎۲ بیشک تیرا پروردگار ان باتوں کے بعد بخشنے والا

؎۱ مجبوری میں کلمہ کفر کہنا

مسئلہ: جس شخص کو کلمہ کفر کہنے پر اس طرح مجبور کردیا گیا کہ اگر یہ کلمہ نہ کہے تو اس کو قتل کردیا جائے اور یہ بھی بظن غالب معلوم ہو کہ دھمکی دینے والے کو اس پر پوری قدرت حاصل ہے۔ تو ایسے اکراہ کی حالت میں اگر وہ زبان سے کلمہ کفر کہہ دے مگر اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو اور اس کلمہ کو باطل اور برا جانتا ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور نہ اس کی بیوی اس پر حرام ہوگی۔ (معارف القرآن)

؎۲ عبداللہ بن سعد ابی سرح:

حسن بصری اور عکرمہ نے کہا اس آیت کا نزول عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے متعلق ہوا۔ عبداللہ رسول اللہ ﷺ کا کاتب تھا پھر مرتد ہو کر عیسائی ہوگیا اور کافروں سے جا ملا تھا۔ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے اس کو قتل کر دینے کا حکم دے دیا تھا، عبداللہ چونکہ حضرت عثمان بن عفان کا اخیانی بھائی تھا اس لئے اس نے حضرت عثمان سے پناہ کی درخواست کی۔ حضرت عثمان نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی سفارش کردی اور حضور ﷺ نے اس کو پناہ دے دی اور قتل کا حکم واپس لے لیا اس کے بعد عبداللہ پکا مسلمان ہوگیا اور اس کی اسلامی حالت بہت اچھی رہی۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

رَّحِيمٌ ﴿١١٠﴾ يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا ع ١٤ ١٠ ٢٠

مہربان ہے۔ وا جس دن آئے گا ہر شخص جھگڑتا ہوا اپنی ذات کی طرف سے

وَتُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١١١﴾

اور پورا دے دیا جاوے گا ہر ایک کو جو اس نے کیا اور اس پر کچھ ظلم نہ ہو گا۔

وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً

اور بیان فرمائی اللہ نے ایک مثال۔ ایک بستی تھی چین امن سے اس کے پاس

يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّن كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ

چلا آتا تھا اس کا رزق با فراغت ہر جگہ سے پھر اس نے نا شکری کی

بِأَنْعُمِ اللَّهِ فَأَذَاقَهَا اللَّهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ

اللہ کے احسانات کی۔ تو اس کو چکھایا اللہ نے لباس بھوک اور خوف کا

بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ﴿١١٢﴾ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ

اس کا بدلہ جو وہ کرتے تھے اور ان کے پاس آچکا ایک پیغمبر

مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظَالِمُونَ ﴿١١٣﴾

ان ہی میں کا پھر انہوں نے اس کو جھٹلایا تو ان کو آ پکڑا عذاب نے اور وہ ستم گر تھے۔ و٢

فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاشْكُرُوا نِعْمَتَ

تو (مسلمانو) کھاؤ جو تم کو روزی دی اللہ نے حلال پاک! اور شکر کرو

اللَّهِ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ﴿١١٤﴾ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ

اللہ کی نعمت کا اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔ بس اس نے حرام کیا ہے تم پر

خلاصہ رکوع ۱۴

قرآن کریم کے بارہ میں مشرکین کے ایک اعتراض کا جواب دیا گیا اور بتدریج نزول قرآن کے فوائد ذکر کیے گئے۔ قرآن کی صداقت کی دلیل ذکر کی گئی۔ مجبوری و بے بسی کی حالت میں زبان سے کلمہ کفر کہنے کے بارہ میں احکام ذکر کیے گئے۔ مرتد کی سزا ذکر کی گئی اور ان کی قبولیت توبہ کو ذکر کیا گیا۔

وا ایمان اور نیک اعمال کی برکت سے ان کے سب پہلے گناہ کفر وغیرہ معاف ہو جائیں گے اور رحمت الٰہی سے ان کو جنت اور اس کے بڑے بڑے درجے ملیں گے پس رحمت سے مراد رحمت کاملہ ہے جس کے لئے عادةً ایمان کے بعد اور اعمال کی بھی ضرورت ہے ورنہ نفس مغفرت و رحمت تو صرف ایمان لانے ہی سے ہو جاتی ہے۔

و٢ ام المؤمنین حفصہؓ کا قول:
سلیم بن نمبر کہتے ہیں ہم ام المؤمنین حضرت حفصہؓ کے ساتھ حج سے لوٹتے ہوئے آ رہے تھے اس وقت مدینہ منورہ میں خلیفۃ المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھرے ہوئے تھے۔ مائی صاحبہؓ اکثر راہ چلتوں سے ان کی بابت دریافت فرمایا کرتی تھیں، دو سواروں کو جاتے ہوئے دیکھ کر آدمی بھیجا کہ ان سے خلیفۃ الرسول کا حال پوچھو، انہوں نے خبر دی کہ افسوس آپ شہید کر دیئے گئے، اسی وقت آپ نے فرمایا خدا کی قسم یہ مدینہ ہی ہے جس کی بابت خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وضرب اللہ الخ۔ عبیداللہ بن مغیرہ کے شیخ کا بھی یہی قول ہے۔
(تفسیر ابن کثیر)

الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ

مردار اور خون اور سور کا گوشت اور جس پر نام پکارا جاوے اللہ کے غیر کا۔

اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

پھر جو کوئی بے قرار ہو درآنحالیکہ نہ عدول حکمی کرنے والا اور نہ حد سے بڑھنے والا تو اللہ بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿١١٥﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ

مہربان ہے۔ اور نہ کہو اپنی زبانوں کے جھوٹ بنانے سے کہ

هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ

یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھنے لگو بیشک جو اللہ پر جھوٹ و۱

اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿١١٦﴾ ۭ

بہتان باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پاتے۔

مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۠ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١١٧﴾ وَعَلَى الَّذِيْنَ

تھوڑا سا فائدہ دنیاوی ہے سو حاصل کرلیں اور انکے لئے دردناک عذاب ہے۔ اور

هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا

یہود پر ہم نے حرام کر دیا تھا جو تجھ کو پہلے بتا چکے اور ہم نے ان پر

ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿١١٨﴾ ثُمَّ

ظلم نہیں کیا لیکن وہ آپ اپنے اوپر ظلم کرتے تھے و۲ پھر

اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا

تیرا پروردگار ان لوگوں کے لئے جنہوں نے گناہ کیا جہالت سے پھر توبہ کر لی

و۱ حضرت ابوالنصر کی احتیاط:
حضرت ابوالنضرہ نے فرمایا، میں نے جب سے سورۂ نحل کی آیت ولا تقولو لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلالٌ وھذا حرامٌ پڑھی ہے اس وقت سے آج تک (کسی چیز کی حرمت وحلت کا) فتوی دینے سے ڈرتا ہوں۔

لوگوں کا حال:
حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا، آئندہ لوگ (ازخود) کہیں گے کہ اللہ نے اس کا حکم دیا ہے اور اس کی ممانعت کی ہے اور اللہ فرمائے گا تو جھوٹا ہے یا بعض لوگ کہیں گے، اس کو اللہ نے حلال کر دیا ہے اور اس کو حرام کر دیا ہے اور اللہ اس سے فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا۔ ازالۃ الخفاء (ازمفسرؒ) (تفسیر مظہری)

و۲ کہ انبیاء کی مخالفت کیا کرتے تھے۔ پس حلال اور پاکیزہ چیزیں قصداً کبھی حرام نہیں ہوتیں بلکہ کسی عارض کی وجہ سے بعض چیزیں خاص قوم کے لئے حرام ہوئی ہیں اور ابراہیم علیہ السلام کی شریعت میں تو کسی عارض کی وجہ سے بھی حرام نہیں ہوئیں پھر تم نے بعض حلال چیزوں کی حرمت کہاں سے اختراع کی۔

مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا

اس کے بعد اور اصلاح کر لی ؎۱ بیشک تیرا پروردگار اس توبہ کے بعد

لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١١٩﴾ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ

بخشنے والا مہربان ہے بلاشک ابراہیم تھا پیشوا! فرمانبردار

حَنِيْفًا ۭ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٢٠﴾ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ۭ

اللہ کا! ایک طرف کا ہو رہا تھا۔ اور نہ تھا مشرکین میں سے ؎۲ شکر گزار تھا اللہ کی نعمتوں کا!

اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿١٢١﴾ وَاٰتَيْنٰهُ

اللہ نے اس کو انتخاب کر لیا اور چلایا سیدھی راہ پر اور ہم نے اس کو عطا فرمائی

فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٢٢﴾ ۭ

دنیا میں بہتری۔ اور وہ آخرت میں اچھے لوگوں میں ہے۔

ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ

پھر ہم نے وحی بھیجی تیری طرف کہ اتباع کر دین ابراہیم کا جو ایک کا ہو رہا تھا

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٢٣﴾ اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ

اور نہ تھا مشرکین میں سے! بس ہفتہ کی تعظیم تو ان ہی پر لازم کی گئی تھی

عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۭ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ

جنہوں نے اس میں اختلاف کیا اور بیشک تیرا پروردگار ان میں حکم کر دے گا

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿١٢٤﴾ اُدْعُ اِلٰى

قیامت کے دن جس بات میں وہ اختلاف کرتے تھے (اے محمد) بلا لوگوں کو

؎۱ اعمال کی درستی کامل مغفرت اور کامل رحمت کے لئے شرط ہے ورنہ مغفرت تو صرف توبہ ہی سے ہو جاتی ہے۔

خلاصہ رکوع ۱۵

ع ۱۵ / ۹ / ۲۱

دین پر استقامت کے انعامات اور کفر کی پاداش میں نزول عذاب کو ذکر فرمایا گیا۔ ہجرت، جہاد اور صبر کو ذکر کیا گیا۔ عبادت گزاروں کے تقاضے بیان کئے گئے اور بتایا گیا کہ حلال وحرام کی تعیین صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ بعض اقوام سابقہ کیلئے حرام کی گئی چیزوں کے بارے میں بتایا گیا۔ آخر میں توبہ اور اس کی شرائط کو ذکر کیا گیا۔

؎۲ چونکہ مشرکین کی طرح یہود و نصاریٰ بھی ابراہیم علیہ السلام کے اتباع کا دعویٰ کرتے تھے اور وہ بھی کچھ نہ کچھ شرک میں مبتلا تھے اس لئے یہ مضمون مکرر بیان فرما دیا تا کہ مشرکین کے ساتھ یہود و نصاریٰ کے موجودہ طریقہ کا غلط ہونا معلوم ہو جائے اسی طرح اہل کتاب حلال چیزوں کے حرام سمجھنے میں بھی زیادہ مبتلا تھے اس کی طرف بھی آگے اشارہ فرماتے ہیں کہ یہ باتیں ملت ابراہیم میں نہ تھیں۔

سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور نیک نصیحت سے

وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ

اور ان کے ساتھ بحث کر جس طرح بہتر ہو ف۱ تیرا پروردگار ہی خوب جانتا ہے

بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝١٢٥ وَاِنْ

جو بھٹک گیا اس کی راہ سے اور وہی خوب جانتا ہے جو راہِ راست پر ہیں اور اگر

عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ۭ وَلَىِٕنْ صَبَرْتُمْ

تم لوگ بدلا دو تو اسی قدر بدلا دو جتنی تم کو تکلیف دی گئی اور اگر صبر کرو تو یہ بہتر ہے صابروں کے لئے ف۲ م۱ (اے محمد) تو صبر کر

لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ۝١٢٦ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا

اور تیرا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے ف۳ اور ان پر غم نہ کر اور نہ

تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ۝١٢٧ اِنَّ

تنگ ہو ان کے مکر و فریب سے۔ بیشک

اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۝١٢٨ ع

اللہ ان کے ساتھ ہے جو پرہیز گار ہیں اور جو نیکوکار ہیں۔

ف۳ خدا کی توفیق کے بغیر تو کوئی شخص بھی صبر نہیں کر سکتا بلکہ کوئی کام بھی نہیں ہو سکتا پھر اس میں آپ کی کیا خصوصیت ہوگی اس قید کے بڑھانے سے خصوصیت کی وجہ معلوم ہوگئی کہ توفیق کے مختلف درجے ہیں نفس توفیق تو سب کے لئے مشترک ہے لیکن انبیاء علیہم السلام کے لئے خاص عنایت زیادہ ہوتی ہے اس لئے فرماتے ہیں کہ جب آپ کا صبر خدا تعالیٰ کی خاص توفیق سے ہے تو آپ تسلی کر لیا کریں کیونکہ صبر میں آپ کو کچھ دشواری نہ ہوگی۔

ف۱ علم کی باتوں سے وہ دلائل مراد ہیں جن سے مدعا کا ثابت کرنا مقصود ہوتا ہے اور نصیحت وہ ہے جس سے ترغیب اور ڈرانا اور دلوں کا نرم کرنا مقصود ہوتا ہے اور یہ تفسیر عربیت سے زیادہ قریب ہے بعض مفسرین نے ان الفاظ کی منطقی اصطلاح پر تفسیر کی ہے۔ ف: اور اہل علم کو جاننا چاہئے کہ اصل حکمت میں دلائل قطعیہ ہیں جن کو برہان کہتے ہیں اور بظاہر قرآن میں بکثرت دلائل خطابیہ عادیہ ظنیہ کا استعمال کیا گیا ہے سو اصل یہ ہے کہ قرآن میں کسی ایسے مدعیٰ پر ظنی استدلال نہیں کیا گیا جس پر دلیل برہانی قائم نہ ہو بلکہ وہ سب دعویٰ برہانی ہیں لیکن مخاطبین کی فہم کی رعایت اور ان کی سہولت کے لئے ایسے عنوانات اختیار کئے گئے ہیں جو ان کی فہم کے قریب ہیں پس اس سے یہ شبہ نہ کیا جائے کہ قرآن نے استقراء وغیرہ کو حجت سمجھا ہے اور اس بناء پر مسلمانوں کو اپنے مقابل کے ایسے استدلالات پر کلام کرنے کا پورا حق ہے جب تک کہ وہ کوئی برہانی دلیل پیش نہ کریں۔

خلاصہ رکوع ۱۶

ملت ابراہیمی کے تقاضے ذکر کئے گئے۔ دعوت حق اور اس کا لائحہ عمل بتایا گیا مزید صبر و استقامت کی تعلیم دی گئی۔

ع ۱۶ / ۹ / ۲۲

ف۲ کہ اس کا مخالف پر بھی اچھا اثر پڑتا ہے اور دیکھنے والوں پر بھی اور آخرت میں اجر عظیم ملتا ہے اور ہر چند کہ ایسے وقت صبر کرنا عموماً سب کے لئے افضل ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بوجہ عظمت شان کے اوروں سے زیادہ افضل ہے اس لئے آگے آپ کو خصوصیت کے ساتھ حکم ہے

سورۃ الحجر   چودھواں پارہ

خاصیت مکمل سورہ حجر:۔ خاصیت: جو شخص اس کو زعفران سے لکھ کر کسی عورت کو پلائے اس کا دودھ بڑھ جائے۔سورۂ یٰسین کو لکھ کر پلانے سے دودھ پلانے والی عورت کا دودھ بڑھ جائے۔(اعمال قرآنی)

سورۂ الحجر کو جیب میں رکھے اس کی کمائی میں برکت ہو اور معاملات میں کوئی شخص اس کی مرضی سے عدول اور خلاف نہ کرے۔

خاصیت آیت ۹ برائے حفاظت مال و جان

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ۔ (پارہ۱۴، رکوع۱) ترجمہ: ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم اسکے محافظ اور نگہبان ہیں۔

خاصیت: چاندی کے ملمع کے پترے پر اس کو لکھ کر شب جمعہ کو یہ آیت چالیس بار اس پر پڑھے پھر اس کو نگین انگشتری کے نیچے رکھ کر وہ انگشتری پہن لے اس کا مال و جان اور سب حالات حفاظت سے رہیں۔(اعمال قرآنی)

دیگر خاصیت:۔ اگر کسی شخص کو قرآن مجید یاد نہ رہتا ہو یا آسانی سے قرآن حفظ کرنا چاہتا ہو تو وہ شخص ہمیشہ گیارہ گیارہ بار درود ابراہیمی اوّل آخر پڑھ کر ایک ہزار مرتبہ عشاء کی نماز کے بعد پڑھے اور تا حفظ روزانہ اس عمل کو کرے ان شاء اللہ نہایت سہولت سے قرآن مجید حفظ ہو جائیگا۔(طب روحانی ۹۲)

سورۃ النحل :۔ خاصیت مکمل سورہ نحل

اگر اس کو لکھ کر کسی باغ میں رکھ دے تو تمام درختوں کا پھل جاتا رہے اور جو کسی مجمع میں رکھ دے سب پراگندہ اور تباہ ہو جائیں۔(اعمال قرآنی)

تعارف سورۂ بنی اسرآئیل

اس سورت کی سب سے پہلی آیت ہی یہ بتا رہی ہے کہ اس کا نزول معراج مبارک کے واقعے کے بعد ہوا ہے۔اگرچہ معراج کے واقعے کی ٹھیک ٹھیک تاریخ یقینی طور پر متعین کرنا مشکل ہے،لیکن زیادہ تر روایات کا رجحان اس طرف ہے کہ یہ عظیم واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے دس سال بعد اور ہجرت سے تین سال پہلے پیش آیا تھا۔اس وقت تک اسلام کی دعوت کا پیغام نہ صرف عرب کے بت پرستوں تک، بلکہ یہودیوں اور عیسائیوں تک بھی پہنچ چکا تھا۔اس سورت میں معراج کے غیر معمولی واقعے کا حوالہ دے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا ناقابل انکار ثبوت فراہم کر دیا گیا ہے۔اس کے بعد بنواسرائیل کے واقعے کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ کس طرح انہیں دو مرتبہ اللہ کی نافرمانی کی پاداش میں ذلت و رسوائی اور دشمن کے ہاتھوں بربادی کا سامنا کرنا پڑا۔اس طرح مشرکین عرب کو سبق دیا گیا ہے کہ وہ قرآن کریم کی مخالفت سے باز آجائیں،ورنہ ان کو بھی اسی قسم کے انجام سے سابقہ پیش آسکتا ہے،کیونکہ اس وقت قرآن کریم ہی وہ واحد کتاب ہے جو اعتدال کے ساتھ سیدھے راستے کی طرف ہدایت کر رہی ہے۔

تعارف سورۂ الکہف

اس سورت کا شانِ نزول یہ نقل کیا گیا ہے کہ مکہ مکرمہ کے کچھ سرداروں نے دو آدمی مدینہ منورہ کے یہودی علماء کے پاس یہ معلوم کرنے کے لئے بھیجے کہ تورات اور انجیل کے یہ علماء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوائے نبوت کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔یہودی علماء نے ان سے کہا کہ آپ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین سوالات کیجئے۔اگر وہ ان کا صحیح جواب دے دیں تو سمجھ لینا چاہئے کہ وہ واقعی اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں،اور اگر وہ صحیح جواب نہ دے سکے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ان کا نبوت کا دعویٰ صحیح نہیں ہے۔پہلا سوال یہ تھا کہ ان نوجوانوں کا وہ عجیب واقعہ بیان کریں جو کسی زمانے میں شرک سے بچنے کے لئے اپنے شہر سے نکل کر کسی غار میں چھپ گئے تھے۔دوسرے اس شخص کا حال بتائیں جس نے مشرق سے مغرب تک پوری دنیا کا سفر کیا تھا۔تیسرے ان سے پوچھیں کہ روح کی حقیقت کیا ہے۔چنانچہ یہ دونوں شخص کہ مکرمہ واپس آئے،اور اپنی برادری کے لوگوں کو ساتھ لے کر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ تین سوال پوچھے۔تیسرے سوال کا جواب تو پچھلی سورت (۱۷:۸۵) میں آچکا ہے۔اور پہلے دو سوالات کے جواب میں یہ سورت نازل ہوئی جس میں غار میں چھپنے والے نوجوانوں کا واقعہ تفصیل سے بیان فرمایا گیا ہے،انہی کو "اصحاب کہف" کہا جاتا ہے۔(توضیح القرآن)

سُوۡرَةُ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ مَکِّیَّةٌ وَّهِیَ مِائَةٌ وَّاَحَدَ عَشَرَةَ اٰیَةً وَّاثۡنَا عَشَرَ رُکُوۡعًا

سورہ بنی اسرائیل مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں ایک سو گیارہ آیتیں اور بارہ رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِهٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ

پاک ذات ہے ؎۱ جو لے گیا اپنے بندے (محمد) کو راتوں رات مسجد

الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَهٗ

حرام سے اس مسجد اقصٰے تک کہ جس کے گردا گرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں ؎۲

لِنُرِیَهٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ﴿۱﴾ وَاٰتَیۡنَا

تاکہ ہم اس کو دکھائیں اپنی قدرت کے کچھ نمونے بیشک وہی سننے والا دیکھنے والا ہے اور ہم نے

مُوۡسَی الۡکِتٰبَ وَجَعَلۡنٰهُ هُدًی لِّبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ

عطا فرمائی موسیٰ کو کتاب اور ہم نے اس کو ٹھہرایا ہدایت بنی اسرائیل کے لئے

اَلَّا تَتَّخِذُوۡا مِنۡ دُوۡنِیۡ وَکِیۡلًا ﴿۲﴾ ؕ ذُرِّیَّةَ مَنۡ حَمَلۡنَا

کہ نہ بناؤ میرے سوا کسی کو کارساز (تم) ان کی نسل ہو کہ جن کو ہم نے (کشتی پر) چڑھایا

مَعَ نُوۡحٍ ؕ اِنَّهٗ کَانَ عَبۡدًا شَکُوۡرًا ﴿۳﴾ وَقَضَیۡنَاۤ اِلٰی

نوح کے ساتھ بیشک وہ بندہ شکر گزار تھا۔ اور ہم نے صاف کہہ سنایا ہے

بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ فِی الۡکِتٰبِ لَتُفۡسِدُنَّ فِی الۡاَرۡضِ

بنی اسرائیل کو کتاب میں کہ تم ضرور فساد کرو گے ملک میں

؎۱ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تصدیق:

نیز مستدرک حاکم میں اسناد صحیح اور امام بیہقی کی دلائل النبوۃ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس جا کر واپس آئے تو صبح کو لوگوں سے یہ واقعہ بیان فرمایا تو کچھ لوگ مرتد ہو گئے اور کفار دوڑے ہوئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے جا کر کہا کہ تمہیں کچھ اپنے رفیق اور دوست کی بھی خبر ہے۔ آپ کا دوست یہ کہتا ہے کہ آج رات اسے بیت المقدس کی سیر کرائی گئی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کیا واقعی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات کہی ہے۔ لوگوں نے کہا ہاں کہی ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں میں تو بیت المقدس سے بھی دور کی تصدیق کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح شام جو آسمانوں کی خبریں بیان کرتے ہیں (جو بیت المقدس سے بھی دور ہیں اور بعید از عقل بھی ہیں) ان کی تصدیق کرتا ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اسی تصدیق کی وجہ سے انکا نام صدیق رکھا گیا اگر یہ واقعہ خواب کا ہوتا تو کفار بھی اس کی تصدیق کر دیتے کہ خواب میں اکثر دور دور کے شہروں کی سیر کر ہی لیا کرتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر و تفسیر درمنثور و خصائص کبریٰ) لہٰذا اب جو معراج جسمانی کا انکار کرے وہ خود سمجھ لے کہ وہ کس گروہ سے ہے

؎۲ دینی برکت یہ ہے کہ وہاں بکثرت انبیاء علیہم السلام مدفون ہیں دنیوی برکت یہ ہے کہ وہاں اشجار و انہار و پیداوار کی کثرت ہے اور اس سے خود اس مسجد کا مبارک ہونا بدرجہ اولیٰ مفہوم ہو گیا کیونکہ جب اس کے آس پاس میں بوجہ انبیاء کے مدفون ہونے کی برکت ہے تو جہاں انبیاء نے عبادتیں کی ہوں اور وہ انبیاء کا قبلہ بھی رہا ہو وہ جگہ خود کیسی مبارک ہو گی کیونکہ دفن ہونے میں صرف جسم کا تعلق ہے اور محل عبادت اور قبلہ ہونے میں جسم اور روح دونوں کا تعلق ہے۔ پس اس طرح مسجد کے مبارک تر ہونے پر دلالت ہو گئی۔

مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا ﴿٤﴾ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا

دو مرتبہ اور ضرور بڑی زیادتی کرو گے ف۱ جب آیا ان فسادوں میں سے پہلے کا

بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا

وعدہ تو ہم نے اٹھا کھڑے کئے تم پر اپنے بندے سخت لڑائی والے تو وہ پھیل پڑے

خِلٰلَ الدِّيَارِ ط وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ﴿٥﴾ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ

شہروں میں اور وعدہ پورا ہونا ہی تھا پھر ہم نے تم کو (دوبارہ)

الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ

ان پر غلبہ دیا اور تمہاری مدد کی مال سے اور بیٹوں سے اور تم کو بنا دیا بڑے جتھے والا

اَكْثَرَ نَفِيْرًا ﴿٦﴾ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ وقف

(اور کہہ دیا) کہ اگر بھلائی کرو گے تو بھلا کرو گے اپنا اور اگر برائی کی تو بھی

وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ط فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْٓءٗا

اپنی! پھر جب دوسرے (فساد) کا وعدہ آیا (تو ہم نے پھر دوسرے بندوں کو

وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ

اٹھا کھڑا کیا) تاکہ وہ تمہارے منہ اداس کردیں ف۲ اور گھس پڑیں مسجد میں جیسے پہلی بار گھس گئے تھے

وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ﴿٧﴾ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ج

اور ویران کر دیں سب جگہ غالب ہو پوری ویرانی نزدیک ہے کہ تمہارا پروردگار تم پر رحم فرمائے

وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا م وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ﴿٨﴾

اور اگر تم پھر وہی کرو گے تو ہم بھی پھر وہی کریں گے اور ہم نے بنایا ہے دوزخ کو کافروں کا قید خانہ

ف۱ بنی اسرائیل کا دوہرا فساد: تورات میں یا کسی دوسری آسمانی کتاب میں یہ پیشین گوئی کی گئی تھی کہ یہ قوم (بنی اسرائیل) دو مرتبہ ملک میں سخت خرابی پھیلائے گی اور ظلم و تکبر کا شیوہ اختیار کر کے سخت تمرد و سرکشی کا مظاہرہ کرے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ہر مرتبہ خدا تعالیٰ کی طرف سے دردناک سزا کا مزہ چکھنا پڑا۔ جس کا ذکر آگے آتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ شاہ روم کا تسلط: پھر جب بنی اسرائیل بیت المقدس میں لوٹ آئے اور سب اموال و سامان بھی قبضہ میں آ گیا تو پھر معاصی اور بداعمالیوں کی طرف لوٹ گئے اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان پر شاہ روم قیصر کو مسلط کر دیا۔ آیت فاذ اجاء وعد الاخرۃ لیسو اوجوھکم سے یہی مراد ہے شاہ روم نے ان لوگوں سے بری اور بحری دونوں راستوں پر جنگ کی اور بہت سے لوگوں کو قتل اور قید کیا اور پھر تمام اموال بیت المقدس کی طرف ایک لاکھ ستر ہزار گاڑیوں پر لاد کر لے گیا اور اپنے کنیسۃ الذہب میں رکھدیا یہ سب اموال ابھی تک وہیں ہیں اور وہیں رہیں گے یہاں تک کہ حضرت مہدی پھر ان کو بیت المقدس میں ایک لاکھ ستر ہزار کشتیوں میں واپس لائیں گے اور اسی جگہ اللہ تعالیٰ تمام اولین و آخرین کو جمع کر دیں گے۔ (الحدیث بطولہ رواہ القرطبی فی تفسیر) بیان القرآن میں ہے کہ دو واقعے جنکا ذکر قرآن میں آیا ہے اس سے مراد دو شریعتوں کی مخالفت ہے پہلے شریعت موسوی کی مخالفت اور پھر عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کے بعد شریعت عیسویہ کی مخالفت ہے۔ (معارف القرآن از مفتی اعظم)

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ

بیشک یہ قرآن وہ رستہ دکھاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے

الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ

اور خوشخبری دیتا ہے ایمان والوں کو جونیکیاں کرتے ہیں اس بات کی

أَجْرًا كَبِيرًا ﴿٩﴾ وَأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ

کہ ان کے لئے بڑا اجر ہے۔ اور اس بات کی کہ جو لوگ نہیں ایمان لاتے آخرت پر

أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٠﴾ وَيَدْعُ الْإِنْسَانُ بِالشَّرِّ

ہم نے تیار کر رکھا ہے ان کے لئے دردناک عذاب۔ اور آدمی دعا مانگنے لگتا ہے برائی کی جس طرح

دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ ۖ وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا ﴿١١﴾ وَجَعَلْنَا

دعا مانگتا ہے بھلائی کی اور انسان بڑا جلد باز ہے ف۱ اور ہم نے بنائے

اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ ۖ فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا

رات اور دن (قدرت کے) دو نمونے پھر مٹا دیا رات کا نمونہ اور بنا دیا دن کا نمونہ

آيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِتَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوا

(روشن) دکھلانے والا تاکہ تم تلاش کرو اپنے ربّ کا فضل (یعنی معاش)

عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ ۚ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ

اور تاکہ جانو برسوں کی گنتی اور حساب۔ اور ہر چیز ہم نے

تَفْصِيلًا ﴿١٢﴾ وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ ۖ

بہ تفصیل بیان کر دی ہے۔ اور ہر آدمی کی قسمت ہم نے لگا دی ہے اس کی گردن میں

ف۱ حضور ﷺ کی دُعاء:
واقدی نے مغازی میں حضرت عائشہؓ کے کسی آزاد کردہ غلام کی وساطت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک قیدی کو ساتھ لے کر حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اس کی بڑی نگرانی رکھنا (کہیں بھاگ نہ جائے) حضرت عائشہؓ کسی عورت سے باتیں کرنے میں قیدی کی طرف سے غافل ہو گئیں، قیدی بھاگ گیا، رسول اللہ تشریف لائے اور قیدی کے متعلق دریافت فرمایا، حضرت عائشہؓ نے کہا مجھے

خلاصہ رکوع ۱

ع ۱ ۱۰

واقعہ معراج کے مبارک سفر کو ذکر فرمایا گیا۔ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم بنی اسرائیل کا تذکرہ کیا گیا۔ قرآن کی برکات بیان کی گئیں۔

معلوم نہیں (وہ کہاں گیا) میں ذرا اس کی طرف سے غافل ہوئی کہ وہ نکل گیا، حضور والا نے (ناراض اور غضبناک ہو کر) فرمایا اللہ تیرا ہاتھ کاٹ دے، یہ فرما کر باہر تشریف لے گئے اور ملزم کے پیچھے آدمیوں کو دوڑایا لوگ اس کو پکڑ لائے پھر آپ اندر تشریف لائے حضرت عائشہؓ بستر پر (بیٹھی) اپنے ہاتھ کو الٹ پلٹ کر رہی تھیں۔ فرمایا، کیوں کیا بات ہے؟ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا میں آپ کی بددعا (کا اثر ظاہر ہونے) کا انتظار کر رہی ہوں، حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی اے اللہ میں ایک انسان ہوں دوسرے انسانوں کی طرح مجھے بھی رنج ہوتا ہے اور غصہ آتا ہے، میں جس مومن مرد یا مومن عورت کے لیے کوئی بددعا کروں تو میری بددعا کو اس کے لیے (گناہوں سے) پاکی اور طہارت (کا سبب) بنا دے۔ واللہ اعلم۔

وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿١٣﴾

اور ہم اس کو نکال دکھائیں گے قیامت کے دن نامہ (اعمال) کہ اس کو کھلا ہوا دیکھ لے گا

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ﴿١٤﴾ ؕ

(اور ہم کہیں گے کہ) پڑھ لے اپنا اعمال نامہ تو ہی کافی ہے آج اپنا حساب لینے والا

مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ

جو راہ پر آیا تو بس اپنے ہی نفع کے لئے راہ پر آیا ہے اور جو کوئی بہکا تو بس

فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ

اپنے ہی بُرے کو بہکتا ہے اور کوئی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔ اور ہم نہیں

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿١٥﴾ وَاِذَآ اَرَدْنَآ

عذاب دیا کرتے جب تک نہ بھیج لیں کوئی رسول۔ ول اور جب ہم چاہتے ہیں کہ

اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا

کسی بستی کو ہلاک کریں! حکم کرتے ہیں اس کے خوش حال لوگوں کو تو وہ اس جگہ نافرمانی

فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ﴿١٦﴾ وَكَمْ

کرتے ہیں پھر اس پر ثابت ہوجاتا ہے حکم (عذاب) تو ہم اس کو اٹھا کر اکھاڑ مارتے ہیں۔ اور ہم نے

اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ

ہلاک کر مارا کتنی ہی امتوں کو نوح کے بعد۔ اور کافی ہے تیرا پروردگار

بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿١٧﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ

اپنے بندوں کے گناہ جاننے دیکھنے کو جو شخص دنیا کا طالب ہو

ول اس آیت سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جن قوموں کو رسول کی اصلاً خبر نہیں پہنچی وہ کفر اور گناہوں پر معذب نہ ہوں گے چنانچہ بعض کا یہی مذہب ہے اور بعض اس کے قائل ہیں کہ جن عقائد اور اعمال کی قباحت عقل سے معلوم ہوسکتی ہے اور تامل وغور کا زمانہ بھی ملا اور قباحت معلوم بھی ہوگئی پھر ایسے عقائد واعمال کے مرتکب ہوں یا قباحت معلوم نہیں ہوئی مگر زمانہ غور و تامل کا ملا اور کسی سبب سے ادراک و تامل کی تحریک ہوئی مگر غور نہ کرنے کی وجہ سے قباحت کا ادراک نہ ہوا ان لوگوں کو رسول کے نہ آنے کی صورت میں بھی عذاب ہوگا وہ فرماتے ہیں کہ یہ صورت بھی رسول کے آنے کے مشابہ ہے کیونکہ پیغمبروں کے مبعوث ہونے کا فائدہ بھی اسی قدر ہے کہ ان کے ذریعہ سے عقائد اعمال کی قباحت معلوم ہوجاتی ہے یا غور وتامل کرنے کی تحریک ہوجاتی ہے تو اگر یہ باتیں رسول کے بغیر حاصل ہوجائیں تو پھر اس کے خلاف عمل کرنے پر عذاب ہوگا پس مطلب آیت کا ان علماء کے نزدیک یہ ہوا کہ کسی کو عذاب نہیں کرتے جب تک کہ عقل یا نقل تنبیہ نہیں کردیتے۔

الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ

ہم جلد دے دیتے ہیں اس کو اسی میں جتنا چاہیں جسے چاہیں پھر ہم نے ٹھہرا رکھی ہے

ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا

اس کے لئے دوزخ اس میں داخل ہو گا بُرے حالوں

مَّدْحُوْرًا ۝١٨ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا

راندہ (درگاہ) ہو کر ؎۱ اور جس نے آخرت چاہی اور اس کے لئے کوشش کی

سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ

جو کوشش اس لائق تھی اور وہ ایمان (بھی) رکھتا ہو تو یہی ہیں جن کی کوشش

مَّشْكُوْرًا ۝١٩ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ

مقبول ہے ؎۲ ۔ ہر ایک کو ہم پہنچائے جاتے ہیں ان کو اور ان کو تیرے پروردگار کی بخشش!

رَبِّكَ ۭ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ۝٢٠ اُنْظُرْ كَيْفَ

اور تیرے پروردگار کی بخشش بند نہیں ہے دیکھ ہم نے

فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۭ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ

کیسی برتری دی بعض کو بعض پر۔ اور البتہ آخرت بڑھ کر ہے درجوں میں

دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ۝٢١ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا

اور بڑھ کر ہے برتری میں۔ نہ مقرر کر اللہ کے ساتھ دوسرا

اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ۝٢٢ ۧ وَقَضٰى رَبُّكَ

معبود ورنہ بیٹھ رہے گا مذموم بے کس ہو کر۔ اور قطعی حکم دے دیا تیرے رب

؎۱ مہلت بھی ملتی ہے: یعنی ضروری نہیں کہ ہر عاشق دنیا کو فوراً ہلاک کر دیا جائے نہیں۔ ہم ان لوگوں میں سے جو صرف متاع دنیا کیلئے سرگرداں ہیں، جس کو چاہیں اور جس قدر چاہیں اپنی حکمت و مصلحت کے موافق دنیا کا سامان دے دیتے ہیں تا کہ ان کی جدوجہد اور فانی نیکیوں کا فانی پھل مل جائے اور اگر آخری سعادت مقدر نہیں تو شقاوت کا پیمانہ پوری طرح لبریز ہو کر نہایت ذلت و رسوائی کے ساتھ دوزخ کے ابدی جیل خانہ میں دھکیل دیے جائیں گے۔

؎۲ غرض قبول عمل کی تین شرطیں ہوئیں ۱۔ نیت درست کرنا ۲۔ عمل موافق شرع ہونا ۳۔ عقیدہ صحیح کرنا ان کے بغیر عمل مقبول نہیں آگے بتلاتے ہیں کہ کافروں پر دنیوی نعمتیں ہونا یہ علامت ان کے اعمال مقبول ہونے کی نہیں کیونکہ دنیوی نعمتیں مقبولین ہی کے ساتھ مخصوص نہیں۔

خلاصہ رکوع ۲

انسانی فطرت کو ذکر کیا گیا اور رات و دن کی حکمت کو بیان کیا گیا۔ ہر شخص اپنے اعمال کا مکلف ہے اور کوئی کسی کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ قوموں کی بربادی کا قانون ذکر فرمایا گیا۔ دنیا اور آخرت کیلئے سعی کرنیوالوں کا انجام ذکر کیا گیا۔

ع ۲ ۱۲ ۲

اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا

نے کہ کسی کو نہ پوجو اس کے سوا اور ماں باپ کے ساتھ سلوک (کرو) اگر

يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ

پہنچ جاویں بڑھاپے کو تیرے سامنے والدین میں سے ایک یا دونوں تو ان کو ہوں بھی

لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۲۳

نہ کہنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور کہہ ان سے تعظیم کی بات۔

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ

اور جھکا دے ان کے آگے عاجزی کا بازو نیاز سے۔ اور کہہ!

رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۲۴ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ

اے میرے پروردگار ان پر رحم فرما جیسا انہوں نے مجھے چھوٹے سے کو پالا ہے۔

نُفُوْسِكُمْ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّا

ف۱ تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے۔ اگر تم سعادت مند ہوگے تو وہ رجوع لانے

بِيْنَ غَفُوْرًا ۲۵ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ

والوں کو بخشتا ہے اور دے قرابت دار کو اس کا حق اور محتاج کو

وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۲۶ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ

اور مسافر کو اور مت اڑا بکھیر کر، بیشک فضول خرچ

كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ

شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار

ف۱ والدین کیلئے دعائے رحمت

مسئلہ: والدین اگر مسلمان ہوں تو ان کیلئے رحمت کی دعا ظاہر ہے لیکن اگر وہ مسلمان نہ ہوں تو ان کی زندگی میں یہ دعا اس نیت سے جائز ہوگی کہ ان کو دنیوی تکلیف سے نجات ہو اور ایمان کی توفیق ہو مر جانے کے بعد ان کیلئے دعا رحمت جائز نہیں۔ (معارف القرآن)

نافرمانی کی سزا:

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام گناہوں میں سے اللہ جو گناہ چاہے گا معاف فرما دے گا سوائے ماں باپ کی نافرمانی کے۔ کیونکہ زندگی میں مرنے سے پہلے ہی (ماں باپ کی نافرمانی کی سزا) اللہ تعالیٰ دیدیتا ہے۔ یہ تینوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں اور اول الذکر حدیث ابن عساکر نے بھی ذکر کی ہے۔ طبرانی نے ضعیف سند سے اور حاکم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام گناہوں میں سے جس گناہ کو اللہ چاہتا ہے قیامت پر (اس کے عذاب یا مغفرت کو) ٹال دیتا ہے، سوائے ماں باپ کی نافرمانی کے ماں باپ کی نافرمانی کی سزا تو مرنے سے پہلے اسی زندگی میں فوراً دیدیتا ہے۔ (تفسیر مظہری)

كَفُورًا ﴿٢٧﴾ وَإِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِّنْ

کا بڑا ہی نا شکر ہے اور اگر تو منہ پھیرے ان (غرباء) سے اپنے

رَّبِّكَ تَرْجُوهَا فَقُل لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُورًا ﴿٢٨﴾ وَلَا

پروردگار کے فضل کے انتظار میں جس کی توقع رکھتا ہو تو ان کو کہہ دے نرمی کی بات اور نہ

تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ

رکھ اپنا ہاتھ بندھا ہوا اپنی گردن سے اور نہ اس کو کھول دے بالکل کھولنا کہ

الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا ﴿٢٩﴾ إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ

پھر بیٹھ رہے ملامت کیا ہارا ہوا بیشک تیرا پروردگار فراخ کرتا ہے

الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا

رزق جسے چاہے اور وہی تنگ کر دیتا ہے۔ بیشک وہ اپنے بندوں کو

بَصِيرًا ﴿٣٠﴾ ع وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ ۖ

جانتا دیکھتا ہے۔ ف اور نہ مار ڈالو اپنی اولاد کو افلاس کے خوف سے۔

نَّحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ ۚ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْئًا

ہم روزی دیتے ہیں ان کو اور تم کو۔ بیشک ان کا مار ڈالنا

كَبِيرًا ﴿٣١﴾ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَىٰ ۖ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً

بڑی خطا ہے۔ اور نہ پاس جاؤ زنا کے بیشک وہ بے حیائی ہے

وَسَاءَ سَبِيلًا ﴿٣٢﴾ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ

اور بُری راہ ہے۔ اور نہ قتل کرو اس جان کو جو حرام کر دی اللہ نے

ف زکوۃ ادا کرو قرابت والوں کا حق ادا کرو:

بنو تمیم کے ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ! میں مالدار آدمی ہوں اور اہل وعیال کنبے قبیلے والا ہوں، تو مجھے بتلائیے کہ میں کیا روش اختیار کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مال کی زکوۃ الگ کر اس سے تو پاک صاف ہو جائے گا۔ اپنے رشتہ داروں سے سلوک کر سائل کا حق پہچانتا رہ اور پڑوسی اور مسکین کا بھی۔ اس نے کہا حضور! اور تھوڑے الفاظ میں پوری بات سمجھا دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قرابت داروں مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کر اور بے جا خرچ نہ کر۔ اس نے کہا حسبی اللہ۔ اچھا حضور! جب میں آپ کے قاصد کو زکواۃ ادا کر دوں تو اللہ و رسول کے نزدیک میں بری ہو گیا؟ آپ نے فرمایا ہاں جب تو نے میرے قاصد کو دیدیا تو تو بری ہو گیا اور تیرے لئے اجر ثابت ہو گیا۔

ع ٣ ٩ ٣

خلاصہ رکوع ٣

حقوق العباد میں والدین کے حقوق وآداب ذکر فرمائے گئے اور دیگر اہل قرابت سے حسن سلوک کی تعلیم دی گئی۔ خرچ میں میانہ روی کی تعلیم دی گئی۔

حدیث قدسی میں ہے میرے بعض بندے وہ ہیں کہ فقیری ہی کے قابل ہیں اگر میں انہیں امیر بنادوں تو ان کا دین تباہ ہو جائے اور میرے بعض بندے ایسے ہیں جو امیری ہی کے لائق ہیں اگر میں انہیں فقیر بنادوں تو ان کا دین بگڑ جائے۔ ہاں یہ یاد رہے کہ بعض لوگوں کے حق میں امیری خدا کی طرف سے ڈھیل کے طور پر ہوتی ہے اور بعضوں کے لئے فقیری بہ طور عذاب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان دونوں سے بچائے۔ (تفسیر ابن کثیر)

إِلَّا بِالْحَقِّ ۗ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ

مگر حق پر۔ اور جو شخص ظلم سے مارا جائے تو ہم نے دیا ہے اس کے ولی کو

سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِي الْقَتْلِ ۖ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا ﴿٣٣﴾

غلبہ پس نہ زیادتی کرے قتل میں بیشک اس کو مدد دی گئی ہے

وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ

اور نہ پاس جاؤ یتیم کے مال کے مگر ایسی طرح پر کہ بہتر ہو

حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ۚ وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ ۖ إِنَّ الْعَهْدَ

یہاں تک کہ وہ پہنچ جائے اپنی جوانی کو اور پورا کرو قرار۔ بیشک عہد

كَانَ مَسْئُولًا ﴿٣٤﴾ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوا

کی باز پرس ہوگی اور پورا بھر دو پیمانہ جب ماپ کرو اور تو لو

بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ

سیدھی ترازو سے ف۱ یہ بہتر ہے اور اس کا انجام

تَأْوِيلًا ﴿٣٥﴾ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۚ إِنَّ السَّمْعَ

اچھا ہے۔ اور نہ پیچھے ہو اس بات کے کہ جس کا تجھ کو علم نہیں۔ بیشک کان

وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ﴿٣٦﴾

اور آنکھ اور دل ان سب سے پوچھ کچھ ہونی ہے ف۲

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ

اور نہ چل زمین میں اکڑتا ہوا ہرگز تو پھاڑ نہ ڈالے گا زمین اور نہ پہنچے گا

ف۱ ناپ تول میں کمی نہ کرو: یعنی جھونک نہ مارو۔ ماپ تول میں کمی کرنے سے معاملات کا انتظام مختل ہو جاتا ہے۔ قوم شعیب کی ہلاکت کا قصہ پہلے کئی جگہ آچکا ہے ان کا بڑا عملی گناہ یہی بیان کیا گیا ہے۔ روایات میں ہے کہ جو شخص کسی حرام پر قدرت پا کر محض خدا کے خوف سے رک جائے تو خدا تعالیٰ اسی دنیا میں آخرت سے پہلے اس کو نعم البدل عطا فرمائے گا۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ تین اعضاء کی تخصیص کی وجہ: مذکورہ تین اعضاء کا ذکر خصوصیت کے ساتھ اس لیے کیا کہ یہی آلات علم ہیں، اکثر محسوسات کا علم آنکھ سے ہوتا ہے یا کان سے اور غیر محسوس چیزوں کا ادراک تو صرف دل سے ہی ہوتا ہے۔ (تفسیر مظہری)

یہاں کان، آنکھ اور دل کی تخصیص شاید اس بناء پر کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ حواس اور دل کا شعور وادراک اسی لئے بخشا ہے کہ جو خیال یا عقیدہ دل میں آئے ان حواس اور ادراک کے ذریعہ اس کو جانچ سکے کہ یہ صحیح تو اس پر عمل کرے اور غلط ہے تو باز رہے جو شخص ان سے کام لئے بغیر بے تحقیق باتوں کی پیروی میں لگ گیا اس نے اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کی ناشکری کی۔

وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿۳۷﴾ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ

پہاڑوں تک لمبا ہو کر۔ ف۱ ان سب خصلتوں میں جو جو بری ہے

عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ

سب تیرے پروردگار کے نزدیک ناپسند ہے۔ یہ منجملہ ان کے ہیں جو وحی کی تیری جانب تیرے پروردگار

مِنَ الْحِكْمَةِ ؕ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ

نے حکمت سے اور نہ مقرر کر اللہ کے ساتھ دوسرا

فَتُلْقٰى فِىْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۳۹﴾ اَفَاَصْفٰىكُمْ

معبود کہ ڈال دیا جائے گا جہنم میں ملامت کیا ہوا دھکیلا گیا۔ کیا تم کو خاص کیا

رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ؕ

تمہارے پروردگار نے بیٹوں کے لئے اور خود فرشتوں میں سے بیٹیاں لیں

اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾ ع وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِىْ هٰذَا

بیشک تم بڑی بات کہتے ہو اور ہم نے طرح طرح سے سمجھایا اس

الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ؕ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ﴿۴۱﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ

قرآن میں تاکہ وہ نصیحت پکڑیں اور انکی نفرت ہی بڑھتی ہے۔ کہہ دے کہ اگر

مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِى الْعَرْشِ

ہوتے اللہ کے ساتھ اور معبود جیسا کہ یہ کہتے ہیں تو اس وقت ضرور ڈھونڈ نکالتے

سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ﴿۴۳﴾

مالکِ عرش تک کوئی راہ وہ پاک ہے اور بالا ہے ان کی باتوں سے بہت دور

ف۱ یعنی زور سے پاؤں رکھنے کے لئے کم از کم اتنی قوت ہونی چاہئے کہ زمین کو پیر مار کر پھاڑ سکے اور اکڑنے اور تننے کے لئے کم از کم اتنی قوت تو ضروری ہے کہ پہاڑ کے برابر لمبا ہو جائے جب اس سے عاجز ہے تو پھر قوت اور قدرت کی صورت بنانا اور اترانا عبث ہے اور جن چیزوں پر انسان قادر ہی ہے ان پر بھی حقیقۃً قدرت نہیں رکھتا پس تکبر ہر کام میں مذموم ہوا اب یہ شبہ نہ رہا کہ اس علت سے اختیاری باتوں میں تکبر کا جائز ہونا موہوم ہوتا ہے۔

متکبر ذلیل ہوں گے:

عمرو بن شعیب کے دادا راوی ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن تکبر کرنے والوں کو چیونٹیوں کی طرح (حقیر و ذلیل بنا کر) آدمیوں کی صورتوں میں اٹھایا جائے گا کہ ہر طرف سے ان پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی۔ ان کو بولس نام کی جہنم میں داخل کیا جائے گا، سب سے بڑی آگ ان پر مسلط ہوگی اور طینۃ الخبال یعنی دوزخیوں کا نچوڑ ان کو پلایا جائے گا۔ رواہ الترمذی۔

حضرت اسماءؓ بنت عمیس کا بیان ہے میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا وہ بندہ برا ہے جو اتراتا اور تکبر کرتا ہے اور اللہ برتر و بزرگ کو بھول جاتا ہے، رواہ الترمذی۔

ع ۴ ۱۰

خلاصہ رکوع ۴

معاشی تنگی کے خوف سے قتل اولاد اور زنا، قتل و غارت، مال یتیم کو کھانے اور بد عہدی جیسے امور کو ذکر فرمایا گیا۔ لین دین میں ناپ تول میں کمی سے منع کیا گیا۔ بے تحقیق بات کی پیروی تکبرانہ چال جیسے امراض سے ممانعت فرمائی گئی۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهِنَّ ؕ

اسی کی تسبیح کرتے ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور جو ان میں ہیں ف۱ (سب)

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ

اور کوئی چیز نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ تسبیح نہ کرتی ہو لیکن تم لوگ ان کی

تَسْبِیْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۴﴾ وَاِذَا قَرَاْتَ

تسبیح کو سمجھتے نہیں بیشک وہ بُرد بار بخشنے والا ہے اور جب تو قرآن

الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ

پڑھتا ہے تو ہم کر دیتے ہیں تیرے اور ان لوگوں کے درمیان

بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿۴۵﴾ وَّجَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ

جو آخرت کا یقین نہیں رکھتے ایک پردہ پوشیدہ۔ اور کر دیتے ہیں ان کے دلوں کے اوپر

اَكِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَفِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِذَا ذَكَرْتَ

پردے تاکہ قرآن کو نہ سمجھ سکیں اور ان کے کانوں میں گرانی اور جب تو ذکر کرتا ہے

رَبَّكَ فِی الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰۤی اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿۴۶﴾

پروردگار کا قرآن میں تنہا کا بھاگ جاتے ہیں اپنی پیٹھ کی جانب نفرت کرکے۔

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَسْتَمِعُوْنَ بِهٖۤ اِذْ یَسْتَمِعُوْنَ

ہم خوب جانتے ہیں جس نیت سے وہ سنتے ہیں جس وقت کان لگاتے ہیں

اِلَیْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰۤی اِذْ یَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ

تیری طرف اور جب وہ سرگوشیاں کرتے ہیں جس وقت کہتے ہیں یہ ستمگار کہ (لوگو!) بس تم تو ایک مرد کے

ف۱ کوئی بزبان حال اور بزبان قال دونوں سے کوئی صرف زبان حال سے چنانچہ فرشتے اور مومن جن و انسان زبان قال سے بھی پاکی بیان کرتے ہیں اسی طرح بے جان اور بے عقل چیزیں اور کفار صرف زبان حال سے کیونکہ ان کا وجود اور وجود کے سب لوازمات حق تعالیٰ کے وجود پر دلالت کرتے ہیں جو سب کا موجد ہے اور اس طرح کی تسبیح حالی موجودات کی اور اقسام میں بھی عام ہے ہر چیز کی حالت سے خالق جل وعلا کی ہستی کا پتہ چلتا ہے اور بے جان اور بے عقل چیزوں کی تسبیح قولی بھی احادیث سے ثابت اور کشف سے مؤید ہے رہا یہ وسوسہ کہ تسبیح کے لئے علم اور علم کے لئے حیات چاہیے اور یہ جمادات میں نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کسی قدر علم اور کسی قدر حیات ہو اور ہم کو محسوس نہ ہو تو اس میں کیا استحالہ ہے۔

تسبیح چھوڑنا موت ہے:

میمون بن مہران کا بیان ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کی خدمت میں ایک کوا پیش کیا گیا جس کے بازو سمٹے ہوئے تھے آپ نے اس کے بازوؤں کو پھیلایا اور فرمایا کسی شکار کو بھی نہیں شکار کیا جاتا اور کسی درخت کو بھی نہیں کاٹا جاتا مگر اسی وقت جب کہ وہ تسبیح خوانی کھو چکا ہو زہری کی روایت سے اسی طرح منقول ہے۔ (ازالۃ الخفاء)

خاصیت: آیت ۴۵ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا ﴿٤٧﴾ انظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ

پیچھے پڑے ہوئے ہو جس پر جادو کر دیا گیا ہے۔ دیکھ! کیسی بیان کرتے ہیں تیرے لئے کہاوتیں

فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ﴿٤٨﴾ وَقَالُوا أَإِذَا

تو یہ لوگ گمراہ ہوئے پس رستہ نہیں پا سکتے۔ ف۱ اور کہتے ہیں کہ کیا جب

كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ﴿٤٩﴾

ہم ہو جائیں گے ہڈیاں اور ریزہ ریزہ کیا ہم اٹھا کھڑے کئے جائیں گے از سر نو پیدا کر کے۔

قُلْ كُونُوا حِجَارَةً أَوْ حَدِيدًا ﴿٥٠﴾ أَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ

کہہ دے! تم ہو جاؤ پتھر یا لوہا یا کوئی خلقت جو تمہارے خیال میں بڑی ہو (پھر بھی تو جی اُٹھو گے)

فِي صُدُورِكُمْ ۚ فَسَيَقُولُونَ مَن يُعِيدُنَا ۖ قُلِ الَّذِي

اس پر کہیں گے کہ ہم کو دوبارہ کون زندہ کرے گا۔ کہہ دے کہ وہی

فَطَرَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُونَ إِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ

جس نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا! تو یہ لوگ سر مٹکانے لگیں گے تیرے آگے

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هُوَ ۖ قُلْ عَسَىٰ أَن يَكُونَ قَرِيبًا ﴿٥١﴾

اور کہیں گے ! یہ کب ہوگا ! کہہ دے شاید نزدیک ہی ہوگا

يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهِ وَتَظُنُّونَ إِن لَّبِثْتُمْ

جس دن اللہ تم کو بلائے گا تو تم اس کی تعریف کرتے ہوئے چلے آؤ گے اور خیال کرو گے کہ بس

إِلَّا قَلِيلًا ﴿٥٢﴾ وَقُل لِّعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ

تم تھوڑے ہی دنوں رہے اور کہہ دے میرے بندوں سے کہ بات وہی کہیں جو بہتر ہو۔

ف۱ ابوجہل، اخنس اور ابوسفیان کا تبصرہ:

سیرۃ محمد بن اسحاق میں ہے کہ ابوسفیان بن حرب، ابوجہل بن ہشام، اخنس بن شریق رات کے وقت اپنے اپنے گھروں سے کلام اللہ شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سننے کیلئے نکلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں رات کو نماز پڑھ رہے تھے یہ لوگ آ کر چپ چپاتے چھپتے لگتے اِدھر اُدھر بیٹھ گئے ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی رات کو سنتے رہے فجر ہوتے وقت یہاں سے چلے اتفاقاً راستے میں سب کی ملاقات ہو گئی، ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور کہنے لگ اب سے یہ حرکت نہ کرنا ورنہ اور لوگ تو بالکل اسی کے ہو جائیں گے لیکن رات کو پھر یہ تینوں آ گئے اور اپنی اپنی جگہ بیٹھ کر قرآن سننے میں رات گزاری، صبح واپس چلے، راستے میں مل گئے پھر سے کل کی باتیں دہرائیں اور آج پختہ ارادہ کیا کہ اب سے ایسا کام ہرگز کوئی نہ کرے گا تیسری رات پھر یہی ہوا اب کے انہوں نے کہا آؤ عہد کر لیں کہ اب نہیں آئیں گے چنانچہ قول و قرار کر کے جدا ہوئے صبح کو اخنس اپنی لاٹھی سنبھالے ابوسفیان کے گھر پہنچا اور کہنے لگا ابو حنظلہ مجھے بتلاؤ تمہاری اپنی رائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت کیا ہے؟ اس نے کہا ابو ثعلبہ جو آیتیں قرآن کی میں نے سنی ہیں ان میں سے بہت سی آیتوں کا تو مطلب معنی میں بیان کیا لیکن بہت سی آیتوں کی مراد مجھے معلوم نہیں ہوئی اخنس

خلاصہ رکوع ۵

وحدانیت خداوندی کی دلیل اور شرک کی تردید فرمائی گئی۔ منکرین کی قرآن نے
ع ۵ ہدایت نہ پانے کی وجہ ذکر فرمائی گئی
۱۲ کہ ان میں نور بصیرت ختم ہو چکا
۵ ہے۔ کفار کے اقوال کا جواب دیا گیا
بعث بعد الموت کو ذکر کیا گیا۔

اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ

بیشک شیطان نزاع ڈالتا ہے لوگوں میں بیشک شیطان

لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۵۳﴾ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ؕ اِنْ

انسان کا کھلا دشمن ہے ۔ تمہارا پروردگار تمہارے حال سے خوب واقف ہے اگر

يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ ؕ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ

چاہے تم پر رحم فر ماوے یا اگر چاہے تم کو عذاب دے۔ اور ہم نے تجھ کو ان

عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿۵۴﴾ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِى السَّمٰوٰتِ

پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا ف۱ ۔ اور تیرا پروردگار (ان کے حال سے) خوب واقف ہے جو آسمانوں

وَالْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ

اور زمین میں ہے۔ اور ہم نے فضیلت دی بعض نبیوں کو بعض پر

وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۵۵﴾ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ

اور عطا فرمائی داؤد کو زبور کہہ دے بلا لو جن کو تم (شریک خدا) سمجھتے ہو

مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا

اللہ کے سوا۔ تو وہ نہ تم سے تکلیف دور کر سکیں گے اور نہ

تَحْوِيْلًا ﴿۵۶﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ

بدل سکیں گے۔ وہ لوگ کہ جن کو کافر پکارتے ہیں تلاش کرتے ہیں اپنے پروردگار کی طرف

الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ

وسیلہ کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے ف۲ اور امید رکھتے ہیں اس کی رحمت کی اور ڈرتے ہیں اس کے

نے کہا واللہ میرا بھی یہی حال ہے یہاں سے ہو کر اخنس ابو جہل کے پاس پہنچا اس سے بھی یہی سوال کیا اس نے کہا سنئے شرافت وسرداری کے بارے میں ہمارا بنو عبد مناف سے مدت کا جھگڑا چلا آتا ہے انہوں نے کھلایا ہم نے بھی کھلانا شروع کر دیا انہوں نے سواریاں دیں، ہم نے بھی انہیں سواریوں کے جانور دیئے انہوں نے لوگوں کے ساتھ سلوک کئے اور انہیں انعامات دیئے ہم نے بھی ان سے پیچھے رہنا پسند نہ کیا اب جب کہ ان تمام باتوں میں وہ اور ہم برابر رہے اس دوڑ میں جب وہ بازی لے جا نہ سکے تو جھٹ سے انہوں نے کہا کہ ہم میں نبوت ہے ہم میں ایک شخص ہے جس کے پاس آسمانی وحی آتی ہے اب بتاؤ اس کو ہم کیسے مان لیں؟ واللہ نہ اس پر ہم ایمان لائیں گے نہ کبھی اُسے سچا کہیں گے اس وقت اخنس اسے چھوڑ کر چل دیا۔ (تفسیر ابن کثیر)

ف۱ جب آپ باوجود نبوت کے ذمہ دار نہیں تو دوسرے کیونکر ذمہ دار ہو سکتے ہیں پھر اس قدر در پے ہونا اور سختی سے کام لینا کیا ضرور اور مراد اس سے بے ضرورت سختی کرنا ہے جیسا کہ اکثر مباحثات میں ہوتی ہے ورنہ ضرورت اور مصلحت کے موقعہ پر اس سے زیادہ لڑائی تک کی اجازت ہے۔

ف۲ شانِ نزول:

بخاری میں روایت ہے کہ کچھ لوگ جاہلیت میں جنات کی عبادت کرتے تھے ۔ وہ جن مسلمان ہو گئے اور یہ پوجنے والے اپنی جہالت پر قائم رہے۔ ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ﴿۵۷﴾ وَاِنْ مِّنْ

عذاب سے۔ بیشک تیرے پروردگار کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے اور کوئی

قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا

بستی نہیں مگر ہم اس کو ہلاک کریں گے قیامت سے پہلے یا اس کو عذاب دیں گے

عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِى الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ﴿۵۸﴾

سخت عذاب۔ یہ کتاب میں لکھا ہوا ہے

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا

اور کوئی (وجہ) اس بات سے ہم کو نہ مانع ہوئی کہ ہم نے نشانیاں بھیج دیں مگر یہی کہ اس کو

الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ

اگلوں نے جھٹلایا۔ اور ہم نے دی ثمود کو اونٹنی نشانی پھر انہوں نے اس پر ظلم کیا۔

وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ﴿۵۹﴾ وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ

اور ہم نشانیاں ڈرانے ہی کو بھیجا کرتے ہیں اور (وہ وقت یاد کر) جب ہم نے تجھے کہہ دیا

رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِىْٓ اَرَيْنٰكَ

کہ تیرے پروردگار نے گھیر لیا ہے لوگوں کو (کسی سے نہ ڈر) اور وہ دکھاوا جو ہم نے تجھ کو دکھایا

اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِى الْقُرْاٰنِ ؕ

تو بس اس کو لوگوں کا امتحان ٹھہرایا ول۔ اور (اسی طرح) وہ درخت جس پر لعنت کی گئی ہے قرآن میں

وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ﴿۶۰﴾ ع وَاِذْ قُلْنَا

اور ہم ان کو ڈراتے ہیں تو انکی بڑی شرارت ہی بڑھتی ہے اور یاد کر جب ہم نے کہا

ول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میں نے حکم بن عاص کی اولاد کو منبر پر بندروں کی طرح (اچھلتے) دیکھا اور اسی کے متعلق اللہ نے فرمایا وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِىْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ یعنی اس آیت میں جس خواب کا ذکر ہے اس کا تعلق حکم اور اس کی اولاد سے ہے (حکم اس کا بیٹا مروان اسکے بیٹے عبدالملک وغیرہ سارے لوگوں کے لیے فتنہ تھے اور خلافت پر قابض ہو گئے تھے۔ یہ بات رسول اللہ کو دکھائی دی گئی تھی) حضرت سہلؓ بن سعد، یعلی بن مرۃ، حضرت حسینؓ بن علیؓ، حضرت عائشہؓ اور سعید بن مسیب کی روایت سے بھی اسی سے ملتی جلتی حدیث آئی ہے۔

حضرت امام حسینؓ راوی ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ صبح کو کچھ غمگین تھے سبب دریافت کرنے پر فرمایا، میں نے دیکھا کہ میرے اس منبر پر گویا بنی امیہ باری باری سے آ رہے ہیں، عرض کیا گیا یارسول اللہ آپ فکرمند نہ ہوں یہ دنیا ہے جو ان کو مل جائے گی۔ اس پر آیت وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنة للناس نازل ہوئی۔ اس روایت کے بموجب لفظ فتنہ سے مراد ہوگا بنی امیہ کے دور اقتدار میں بدعات اور فسق و فجور کا پھیل جانا۔ یہ حدیث شیخ ابن جریر نے حضرت سہل بن سعد کی روایت سے بھی بیان کی ہے اس روایت کے بموجب حدیث کے الفاظ یہ ہیں رسول اللہ ﷺ نے بنی فلاں (یعنی بنی امیہ) کو خواب میں دیکھا کہ وہ آپ کے منبر پر بندروں کی طرف کود رہے ہیں (کبھی ایک آتا ہے کبھی دوسرا) حضور ﷺ کو اس خواب سے دکھ ہوا اس پر اللہ نے آیت مذکورہ نازل فرمائی۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ٦

شیطان سے بچنے کی تاکید فرمائی گئی۔

٦ ع ٨ ٦

اللہ تعالیٰ کے علم وقدرت کو بیان فرمایا گیا۔ مشرکین کے عقائد کی تردید فرمائی گئی۔ فرمائشی معجزہ نہ دینے کی وجہ بیان کی گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین مکہ کے بارے میں تسلی دی گئی۔

لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ قَالَ

سے کہ سجدہ کرو آدم کو تو سبھی نے سجدہ کیا مگر ابلیس! بولا کہ کیا میں ایسے شخص کو

ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ﴿۶۱﴾ قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ

سجدہ کروں جس کو تو نے مٹی سے بنایا کہنے لگا! بھلا دیکھ تو یہی وہ شخص ہے جس کو تو نے

كَرَّمْتَ عَلَيَّ ۡ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

مجھ پر بزرگی دی اگر تو مجھ کو مہلت دے روز قیامت تک تو جڑ کاٹ دوں

لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ

اس کی سب اولاد کی سوائے چند کے اللہ نے فرمایا! جا (دور ہو) سو جو ان میں سے

تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ﴿۶۳﴾

تیری پیروی کرے گا تو دوزخ تم سب کی سزا ہے پوری سزا۔

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ

اور بہکا لے ان میں جن کو تو بہکا سکے اپنی آواز سے اور کھینچ لا ان پر

عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِى الْاَمْوَالِ

اپنے سوار اور ف۱ پیادے اور ان سے اپنا ساجھا لگا مال

وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۭ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۶۴﴾

اور اولاد میں ف۲ اور ان سے وعدے کر اور کچھ نہیں وعدہ کرتا ان سے شیطان مگر دغا بازی۔

اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ

جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا قابو نہیں اور تیرا پروردگار

ف۱ شیطان کا سامان:

بعض روایات میں آیا ہے کہ ابلیس نے عرض کیا اے رب تو نے انبیاء بھیجے اور (ان کے پڑھنے کو) کتابیں نازل کیں، میرے پڑھنے کے لیے کیا (مقرر کیا) ہے، اللہ نے فرمایا شعر، ابلیس نے عرض کیا میری تحریر (رسم خط) کیا ہوگی، فرمایا (اعضاء جسم کو) گودنا (گویا گودنا اور گدوانا شیطانی تحریر اور رسم خط ہے) ابلیس نے کہا میرے پیغامبر کون ہیں؟ فرمایا کاہن، عرض کیا میرے رہنے کا مقام کونسا ہے، فرمایا حمام (جہاں لوگ برہنہ غسل کرتے اور ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں) عرض کیا میرے بیٹھنے کا مقام کہاں ہے، فرمایا بازاروں میں۔ عرض کیا میرا کھانا کیا ہے فرمایا وہ چیز جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔ عرض کیا میرے پینے کی چیز کیا ہے، فرمایا ہر نشہ آور چیز، عرض کیا میرا جال کونسا ہے، فرمایا عورتیں، عرض کیا میرا سامان (تفریح) کیا ہے، فرمایا باجے۔ (تفسیر مظہری)

شیطان کو دشمن کی فوج سے تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح ایک فوج میں سواروں کے بھی دستے ہوتے ہیں، اور پیدل چلنے والے دستے بھی، اسی طرح شیطان اپنی ایک فوج رکھتا ہے جس میں شریر جنات اور انسان شامل ہیں، یہ سب مل کر انسانوں کو بہکانے میں شیطان کی مدد کرتے ہیں۔ (توضیح القرآن)

ف۲ اس میں اشارہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنے مال و دولت اور اولاد کو اللہ تعالیٰ کے احکام کے خلاف حاصل کرتا یا انہیں ناجائز کاموں میں استعمال کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اپنے مال اور اولاد میں شیطان کا حصہ لگا لیا ہے۔ (توضیح القرآن)

وَكِيْلًا ﴿٦٥﴾ رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ

کارساز بس ہے۔ تمہارا پروردگار وہ ہے جو چلاتا ہے تمہارے لئے کشتیاں دریا میں ف۱

لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿٦٦﴾ وَاِذَا

تا کہ تم تلاش کرو اس کا فضل (یعنی معاش) بیشک وہ تم پر مہربان ہے۔ اور جب

مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ ۚ

تم کو تکلیف پہنچتی ہے دریا میں! گئے گزرے ہو جاتے ہیں جن کو تم پکارتے تھے

فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ﴿٦٧﴾

مگر وہی (خدا یاد آتا ہے) پھر جب تم کو بچالاتا ہے خشکی کی طرف تو تم پھر بیٹھتے ہو اور انسان بڑا ناشکرا ہے۔

اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ

تو کیا تم اس سے نڈر ہو گئے ہو کہ اللہ تم کو دھنسا دے خشکی کی جانب میں یا تم پر بھیج دے

عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ﴿٦٨﴾ اَمْ اَمِنْتُمْ

آندھی پھر تم اپنا کوئی کارساز نہ پاؤ یا تم نڈر ہو گئے

اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ

کہ پھر تم کو دریا میں لے جائے دوسری بار پھر بھیجے تم پر سخت

قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا

جھونکا ہوا کا پھر تم کو غرق کر دے تمہاری ناشکری کی سزا میں پھر

تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ﴿٦٩﴾ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ

تم نہ پاؤ اپنا ہم پر اس کا دعویٰ کرنے والا! ف۲ ہم نے عزت دی بنی آدم کو

ف۱ عکرمہ کا مسلمان ہونا:

فتح مکہ کے وقت جب کہ ابو جہل کا لڑکا عکرمہ حبشہ جانے کے ارادے سے بھاگا اور کشتی میں بیٹھ کر چلا۔ اتفاقاً کشتی طوفان میں پھنس گئی بادِ مخالف کے جھونکے اسے پتے کی طرح ہلانے لگے، اس وقت کشتی میں جتنے کفار تھے سب ایک دوسرے سے کہنے لگے، اس وقت سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی کچھ کام نہیں آنے کا اسی کو پکارو۔ عکرمہ کے دل میں اسی وقت خیال آیا کہ جب تری میں صرف وہی کام کر سکتا ہے تو ظاہر ہے کہ خشکی میں بھی وہی کام آسکتا ہے۔ خدایا میں نذر مانتا ہوں کہ تو نے مجھے اس آفت سے بچالیا تو میں سیدھا جا کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ دیدوں گا اور یقیناً وہ مجھ پر مہربانی اور رحم و کرم فرمائیں گے (ﷺ)۔ چنانچہ سمندر سے پار ہوتے ہی وہ سیدھے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ پھر تو اسلام کے پہلوان ثابت ہوئے رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ (تفسیر ابن کثیر)

ف۲ یعنی اس معاملے میں نہ کوئی ہم سے کسی قسم کی باز پرس کر سکتا ہے کہ ہم نے ایسے لوگوں کو کیوں ہلاک کیا، اور نہ کوئی ہمارے فیصلے کو ٹالنے کیلئے ہمارا پیچھا کرنے کی طاقت رکھتا ہے (توضیح القرآن)

وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ

اور ان کو سواری دی خشکی اور دریا میں اور انہیں کھانے کو دیں ستھری چیزیں

وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ﴿۷۰﴾ ع يَوْمَ

اور ہم نے ان کو فضیلت دی اپنی پیدا کی ہوئی بہتیری مخلوق پر بزرگی۔ ف۱ جس دن

نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ

ہم بلائیں گے ہر فرقے کو ان کے پیشوا کے ساتھ تو جسے اس کا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں

بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ

دیا گیا پس وہ لوگ پڑھیں گے اپنا نامہ اعمال اور تاگے برابر بھی ان پر

فَتِيْلًا ﴿۷۱﴾ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ

ظلم نہ ہو گا۔ اور جو کوئی اس دنیا میں اندھا رہا وہ آخرت میں

اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۷۲﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ

اندھا اور راہ سے بہت دور بھٹکا ہوا ہے ف۲ اور یہ لوگ تو تجھ کو بچلانے ہی لگے تھے

عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ

اس چیز سے جو ہم نے تیری طرف وحی بھیجی تا کہ تو باندھ لاوے ہم پر اس کے سوا

وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ﴿۷۳﴾ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ

اور اس وقت تجھ کو سچا دوست بنا لیتے اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ہم نے تجھ کو

كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ﴿۷۴﴾ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ

ثابت رکھا! تو بھی جھکنے لگ ہی جاتا انکی طرف تھوڑا سا۔ ایسا ہوتا تو ہم تجھ کو ضرور چکھاتے دونا عذاب

خلاصہ رکوع ۷

قصہ تخلیق آدم علیہ السلام اور اس ضمن میں شیطان کی بغاوت کو ذکر فرمایا گیا۔ زمینی اور آسمانی لحاظ سے قدرت خداوندی کو ذکر کیا گیا۔ انسانی فضیلت کہ اس کو معبود ملائکہ بنایا گیا۔

ع ۷ / ۱۰ / ۷

ف۱ انسانی برتری کے دو پہلو:

(۱) انسان کو جو عزت اور کرامت عطا فرمائی وہ دو قسموں کی ہے ایک کرامت جسمانی اور دوسری کرامت روحانی کرامت جسمانی تمام انسانوں کو حاصل ہے جس میں مومن کافر سب شریک ہیں کرامت جسمانی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود اس کا خمیر تیار کیا اور خود دست قدرت اس کو بنایا۔

(۲) اور احسنِ تقویم میں اس کو پیدا کیا تمام کائنات میں سب سے زیادہ خوب صورت اس کو بنایا (۳) اور معتدل القامت اس کو بنایا۔ (۴) پکڑنے اور کھانے کے لئے انگلیا بنائیں (۵) اور چلنے کو پیر بنائے (۶) اور مردوں کو داڑھی اور عورتوں کو گیسوؤں سے زینت بخشی (۷) اور عقل اور تمیز دی (۸) اور بولنے کے لئے زبان عطا کی (۹) اور قلم سے اس کو لکھنا سکھایا (۱۰) اور اسباب معیشت میں اس کی راہنمائی کی۔

(معارف القرآن کاندھلوی)

ف۲ قرآن مجید کی چند آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال کفار کو دیا جائے گا اس کے مقابلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ داہنے ہاتھ میں اہل ایمان کو دیا جائے گا۔ خواہ وہ گناہ گار ہوں یا نیک ہوں پھر خوش ہو کر جو وہ نامہ اعمال کو پڑھیں گے گناہ گاروں کو یہ خوشی ایمان کی ہوگی جس کی وجہ سے ہمیشہ کے عذاب سے اس کو نجات لازم ہے گو بعض اعمال پر سزا بھی ہو جائے۔

الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ۝٧٥

زندگی کا اور دونا عذاب موت کا۔ پھر تو ہمارے مقابلہ میں کسی کو مدد گار نہ پاتا۔

وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ

اور وہ لوگ تو تجھ کو بچلانے ہی لگے تھے اس زمین سے تاکہ تجھ کو اس سے نکال دیں

مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝٧٦ سُنَّةَ

اور اس وقت نہ رہنے پاویں گے تیرے پیچھے مگر چند (روز) یہی دستور

مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا

پڑا ہوا ہے ان رسولوں کا جو تجھ سے پہلے ہم نے بھیجے اور تو ہمارے دستور میں

تَحْوِيْلًا ۝٧٧ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ

ردوبدل ہوتا نہ پائے گا نماز قائم رکھ آفتاب کے ڈھلنے سے رات کے

الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ۭ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ۝٧٨

اندھیرے تک اور قرآن پڑھ فجر کو بیشک قرآن فجر (یعنی نماز صبح) میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ

اور رات کے کچھ حصے میں تہجد پڑھ (یہ) تیرے لئے زیادہ ہے قریب ہے کہ تجھے کھڑا کرے گا

رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝٧٩ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ

تیرا پروردگار مقام محمود میں ف۱ اور کہہ! اے میرے پروردگار مجھ کو داخل کر

صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ

اچھا داخل کرنا اور مجھے نکال اچھا نکالنا ف۲ اور میرے لئے بنا اپنے پاس سے غلبہ

ف۱ مقام محمود شفاعت کبریٰ کا مقام ہے اور شفاعت کبریٰ وہ ہے جس میں تمام خلائق کے حساب و کتاب شروع ہونے کی شفاعت ہوگی۔ صحاح میں مقام محمود کی یہی تفسیر آئی ہے اور بعض روایات میں جو اس کی تفسیر میں شفاعة لامتی آیا ہے کہ مقام محمود میری امت کی شفاعت ہے اس سے ماسوا امت کی نفی مقصود نہیں ہے یہاں تک عبادت کا حکم اور آخرت کے متعلق بشارت تھی آگے تفویض کا حکم ہے کہ اپنے سب کام خدا کے حوالہ کرو۔

خلاصہ رکوع ۸

قیامت کی منظر کشی فرمائی گئی کہ اصل رسوائی اسی دن کی ہے۔ کفار و مشرکین کی بعض عداوتوں کو ذکر فرمایا گیا جو وہ دین حق اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رکھتے تھے۔ عصمت رسالت کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح پیغمبر علیہ السلام کو کفار کی چالوں سے محفوظ رکھا۔ کفار کی دنیاوی اعتبار سے عداوت کو ذکر کیا گیا کہ یہ آپ کو مکہ شہر میں رہنے نہ دیں گے۔

ع ۸/۷ ۸

ف۲ شانِ نزول:

جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت مدینہ کا حکم دیا گیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی وقل رب ادخلنی مدخل صدق وآخرجنی مخرج صدق اس میں لفظ مدخل اور مخرج داخل ہونے اور خارج ہونے کی جگہ میں اسم ظرف ہے اور ان کے ساتھ صفت صدق بڑھانے سے مراد یہ ہے کہ یہ نکلنا اور داخل ہونا سب اللہ کی مرضی کے مطابق خیر و خوبی کے ساتھ ہو کیونکہ لفظ صدق عربی زبان میں ہر ایسے فعل کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جو ظاہراً اور باطناً درست اور بہتر ہو قرآن کریم میں قدم صدق اور لسان صدق اور مقعد صدق کے الفاظ اسی معنی میں استعمال ہوئے ہیں۔ (معارف مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ)

لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ۝۸۰ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ
مدد گار اور کہہ دے کہ دین حق آیا اور دین باطل نیست و نابود ہوا بیشک باطل
اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝۸۱ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ
تو نیست و نابود ہونے ہی والا تھا۔اور ہم قرآن میں سے وہ آیتیں نازل کرتے ہیں
مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ
جو شفاء اور رحمت ہیں ایمان والوں کے لئے اور گنہگاروں کو
اِلَّا خَسَارًا ۝۸۲ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَ
تو اس سے نقصان ہی بڑھتا ہے اور جب ہم انعام کرتے ہیں انسان پر (تو) منہ پھیرتا اور
نَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَئُوْسًا ۝۸۳ قُلْ كُلٌّ
پہلو تہی کرتا ہے۔اور جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے (تو) آس توڑ دیتا ہے۔ کہہ دے کہ ہر ایک
يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى
اپنے طریق پر عمل کرتا ہے۔ پھر تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے کہ کون زیادہ
سَبِيْلًا ۝۸۴ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ
راہ یاب ہے۔ اور لوگ تجھ سے دریافت کرتے ہیں روح کی حقیقت !
وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۸۵ وَلَئِنْ شِئْنَا
کہہ دے کہ روح میرے پروردگار کے حکم سے ہے اور تم کو بس تھوڑا ہی سا علم دیا گیا ہے۔اور اگر ہم چاہیں
لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ
تو لے جائیں جو تیری طرف وحی کے ذریعہ سے بھیجا ہے ف۱ پھر تو نہ پائے اپنے لئے

ف۱

شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ یہ قرآن اٹھالیا جائے گا۔ پوچھا گیا کیسے اٹھالیا جائے گا؟ جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلوں میں ثبت کردیا ہے اور ہم نے مصاحف میں لکھ دیا ہے۔
فرمایا قرآن رات میں اٹھالیا جائے گا کوئی ایک آیت بھی کسی کے دل اور مصحف میں باقی نہ رہے گی۔ لوگ صبح اٹھیں گے تو ان میں قرآن کا کوئی حصہ بھی موجود نہ ہوگا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔
"ولئن شئنا لنذھبن بالذی اوحینآ الیک" امام ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے المصاحف میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں۔قرآن پر ایک رات ایسی آئے گی کہ قرآن اٹھالیا جائے گا کسی کے مصحف میں جو آیت ہوگی اٹھالی جائے گی۔ (حوالہ تفسیر درمنثور)

خلاصہ رکوع ۹

ع ۹ / ۷

نماز کی تاکید اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز تہجد پڑھنے کا حکم دیا گیا اور روز محشر امت کیلئے شفیع ہونا بیان کیا گیا۔قرب ہجرت کے موقع پر ایک جامع دعا سکھائی گئی۔ حق کا غالب آنا اور باطل کے مغلوب ہونے کی بشارت دی گئی۔ قرآن پر عمل کرنیوالوں کیلئے یہ سراسر رحمت ہے جبکہ منکرین ومخالفین سراسر نقصان وخسارہ میں پڑے رہیں گے۔غفلت اور مایوسی سے منع فرمایا گیا۔

خاصیت : آیت ۸۰ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

عَلَيْنَا وَكِيْلًا ﴿۸۶﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ فَضْلَهٗ

اس کے لانے کو ہم پر کوئی کارساز مگر تیرے پروردگار کی مہر ہے (کہ ایسا نہیں کیا) بیشک اس کا تجھ

كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ﴿۸۷﴾ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ

پر بڑا فضل ہے۔ ف۱ کہہ دے! اگر جمع ہو جائیں آدمی

وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ

اور جن اس بات پر کہ (بنا) لاویں اس قرآن جیسا (تب بھی) نہ لاسکیں گے

بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۸۸﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا

ایسا قرآن اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو ف۲۔ اور ہم نے طرح طرح سے بیان کی

لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۡ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ

لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر مثال سو اکثر

النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۸۹﴾ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ

لوگ کفر کئے بغیر نہ رہے اور بولے کہ ہم تو تیرا ہرگز یقین نہ کریں گے یہاں تک کہ

لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ﴿۹۰﴾ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ

تو بہا نکالے ہمارے لئے زمین سے ایک چشمہ۔ یا تیرے لئے ایک باغ ہو

نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۹۱﴾

کھجوروں اور انگوروں کا پھر تو بہالے اس کے بیچ میں نہریں چلا کر۔

اَوْ تُسْقِطَ السَّمَاۗءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ

یا ہم پر آسمان گرادے جیسا کہ تو کہا کرتا ہے ٹکڑے ٹکڑے یا

ف۱ امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت زیاد بن لبید کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ نے بعض چیزوں کا تذکرہ کیا اور فرمایا ایسا اس وقت ہوگا جب علم جاتا رہے گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ علم کیسے جاتا رہے گا ہم قرآن پڑھیں گے اور اپنی اولاد کو پڑھائیں گے اور ہماری اولاد اپنے بچوں کو پڑھائے گی اور یہ سلسلہ یوں ہی قیامت تک چلتا رہے گا۔ فرمایا زیاد تجھ پر تیری ماں روئے، میں تو تجھے مدینہ کے دانش مند آدمیوں میں سے سمجھتا تھا، کیا یہودی اور عیسائی توریت وانجیل نہیں پڑھتے لیکن توریت وانجیل کے احکام پر عمل نہیں کرتے (یہی حالت مسلمانوں کی ہوجائے گی) ترمذی نے یہ حدیث اسی طرح نقل کی ہے۔

ف۲ آیت کا شانِ نزول:

سعید یا عکرمہؓ کی وساطت سے ابن جریر اور ابن اسحاقؒ نے حضرت ابن عباس کا بیان نقل کیا ہے کہ سلام بن مشکم یہودیوں کی ایک جماعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ارکان جماعت کے نام راوی نے بیان کیے تھے اور عرض کیا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کس طرح کر سکتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہمارا قبلہ بھی چھوڑ دیا اور جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں (یعنی قرآن) اس میں توریت کی طرح ہم کو کوئی ربط نظر نہیں آتا ہم پر کوئی ایسی کتاب اتارو جس کو ہم پڑھیں اور (اس کی حقانیت و صداقت کو) پہچان لیں، ورنہ جیسا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ہے ایسا تو ہم بھی پیش کر سکتے ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

تَأْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ﴿٩٢﴾ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ

لے آئے اللہ اور فرشتوں کو مقابل یا ہو جائے تیرے لئے کوئی گھر

مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِى السَّمَآءِ ۭ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ

طلائی یا تو چڑھ جائے آسمان میں اور ہم ہرگز بھی تیرے چڑھنے کا یقین نہ کریں گے

حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ۭ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ

جب تک تو ہم پر ایک کتاب اتار کر نہ لاوے گا جس کو ہم پڑھ لیں۔ کہہ دے سبحان اللہ

هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿٩٣﴾ ع وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ

میں تو ایک بشر (اللہ کا) بھیجا ہوا ہوں اور بس۔ ف۱ اور لوگوں کو نہیں مانع ہوئی

يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ

ایمان لانے سے جب کہ ان کے پاس ہدایت آچکی مگر یہی بات کہ لگے کہنے کیا اللہ نے

بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿٩٤﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ فِى الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ

بشر کو پیغمبر (بنا کر) بھیجا ہے۔ کہہ دے کہ اگر زمین میں فرشتے ہوتے کہ چلتے پھرتے

مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿٩٥﴾

اطمینان سے۔ تو ہم ان پر اتارتے آسمان سے کوئی فرشتہ پیغمبر (بنا کر)

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ

کہہ دے کافی ہے اللہ گواہ میرے اور تمہارے درمیان۔ وہ اپنے بندوں کے

خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿٩٦﴾ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ

حال سے دانا بینا ہے اور جسے اللہ ہدایت دے وہی راہ پانے والا ہے اور جسے

ف۱ بے سروپا معاندانہ سوالات کا پیغمبرانہ جواب:

آیات مذکورہ میں جو سوالات اور فرمائشیں رسول اللہ ﷺ سے اپنے ایمان لانے کی شرط قرار دیکر کی گئیں وہ سب ایسی ہیں کہ ہر انسان ان کو سنکر ایک قسم کا تمسخر اور ایمان نہ لانے کا بیہودہ بہانے کے سوا کچھ نہیں سمجھ سکتا ایسے سوالات کے جواب میں انسان کو فطرۃً غصہ آتا ہے اور جواب بھی اسی انداز کا دیتا ہے۔ مگر ان آیات میں ان کے بیہودہ سوالات کا جو جواب حق تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو تلقین فرمایا وہ قابل نظر اور مصلحین امت

ع ۹ ۱۰ ۱۰

خلاصہ رکوع ۱۰

کفار کی طرف سے کئے گئے سوالات میں سے روح کے بارہ میں فرمایا گیا کہ یہ امر ربی ہے۔ قرآن کی حقانیت اور بے مثال کلام ہونے کو بیان فرمایا گیا۔ کفار ایمان لانے کیلئے کیسی کیسی شرطیں لگاتے ہیں۔ انہیں بیان کیا گیا۔

کے لئے ہمیشہ یاد رکھنے اور لائحہ عمل بنانے کی چیز ہے کہ ان سب کے جواب میں نہ ان کی بے وقوفی کا اظہار کیا گیا نہ ان کی معاندانہ شرارت کا نہ ان پر کوئی فقرہ کسا گیا بلکہ نہایت سادہ الفاظ میں اصل حقیقت کو واضح کر دیا گیا کہ تم لوگ شاید یہ سمجھتے ہو کہ جو شخص خدا کا رسول ہو کر آئے وہ سارے خدائی اختیارات کا مالک اور ہر چیز پر قادر ہونا چاہئے یہ تخیل غلط ہے رسول کا کام صرف اللہ کا پیغام پہنچانا ہے اللہ تعالیٰ ان کی رسالت کو ثابت کرنے کے لئے بہت سے معجزات بھی بھیجتے ہیں مگر وہ سب کچھ محض اللہ تعالیٰ کی قدرت واختیار سے ہوتا ہے رسول کو خدائی کے اختیارات نہیں ملتے۔ رسول صرف انسان نہیں بلکہ اس میں ایک شان ملکیت کی بھی ہوتی ہے اس کی وجہ سے جنات کو بھی مناسبت ان سے ہو سکتی ہے۔ (معارف مفتی اعظم)

يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَنَحْشُرُهُمْ

وہ گمراہ کرے پھر تو ہرگز نہ پائے گا ان کے لئے کوئی مددگار اللہ کے سوا۔ اور ہم ان کو اٹھائیں گے

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ؕ

قیامت کے دن انکے منہ کے بل اندھے اور گونگے اور بہرے۔ ف۱ ان کا

مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ﴿۹۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ

ٹھکانا دوزخ ہے۔ جب بجھنے لگے گی ہم ان پر اور زیادہ بھڑکا دیں گے۔ یہ اُن کی سزا ہے

بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا

اس لئے کہ وہ منکر ہوئے ہماری آیتوں سے اور بولے کہ کیا جب ہم ہڈیاں

ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۹۸﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ

اور ریزہ ریزہ ہوجاویں گے تو کیا ہم اٹھا کھڑے کئے جائیں گے نئے بنا کر! کیا اُنھوں نے یہ نہیں

الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ

دیکھا کہ جس اللہ نے آسمان وزمین پیدا کئے (وہ) اس پر بھی قادر ہے کہ پیدا کر دے

مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ

ان جیسے! اور اس نے مقرر کر رکھی ہے ان کے لئے ایک میعاد جس میں کچھ شبہ نہیں' سو ظالم

اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۹۹﴾ قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ

انکار کئے بدوں نہ رہے' کہہ دے کہ اگر تمہارے اختیار میں ہوتے میرے پروردگار

رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ

کی رحمت کے خزانے تو ضرور تم بند کر رکھتے خرچ ہو جانے کے ڈر سے۔ اور انسان بڑا

ف۱ اندھے، گونگے، بہرے ہونے کا مطلب:
اندھے گونگے بہرے ہونے کا یہ مطلب ہے کہ کوئی ایسی صورت ان کے سامنے نہیں آئے گی جس کو دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور کوئی ایسا عذر بیان نہ کر سکیں گے جو قابل قبول ہو اور کوئی خوش کن مسرت آفریں بات ان کے کانوں میں نہیں پڑے گی۔ کیونکہ آیات قدرت اور نشانہائے عبرت کو دیکھنے سے ان کی آنکھیں اندھی تھیں۔ کلامِ حق سننے سے ان کے کان بہرے تھے اور کلمہ حق بولنے سے ان کی زبانیں گونگی تھیں۔ بغوی نے حضرت ابن عباس کی طرف اس تفسیر کی نسبت کی ہے۔ (حضرت ابن عباسؓ کی اس تشریح کا حاصل یہ ہے کہ اندھا گونگا بہرا ہونے سے یہ مراد نہیں کہ وہ کچھ بھی نہ دیکھ سکیں گے، نہ بول سکیں گے نہ سن سکیں گے بلکہ مطلب یہ ہے کہ جس طرح دنیا میں وہ آیات وہدایات کو چشم بصیرت سے نہیں دیکھتے تھے اور کلمہ حق کو گوش قبول سے نہیں سنتے تھے اور کلامِ حق زبانوں پر نہیں لاتے تھے، اسی طرح قیامت کے دن وہ کوئی جاذب قلب شکل نہیں دیکھیں گے کوئی صداء مسرت آفریں نہیں سنیں گے اور کوئی قابل قبول عذر زبانوں سے نہ پیش کر سکیں گے۔ (تفسیر مظہری)

النصف

قَتُوْرًا ﴿۱۰۰﴾ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ

سنگدل ہے۔ ف۱ اور بیشک ہم نے دی موسیٰ کو نو کھلی نشانیاں تو پوچھ !

بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ

بنی اسرائیل سے جب موسیٰ ان کے پاس آیا تو کہا اس سے فرعون نے

اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰمُوْسٰی مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ

کہ میرے گمان میں تو اے موسیٰ تجھ پر جادو ہوا ہے۔ موسیٰ نے کہا! تو جان چکا ہے کہ یہ معجزے کسی

مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ

نے نہیں اُتارے مگر آسمان اور زمین کے پروردگار نے دلیلیں (بھیجی ہیں)

وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾ فَاَرَادَ اَنْ یَّسْتَفِزَّهُمْ

میرے گمان میں اے فرعون! تو ہلاک ہوا چاہتا ہے۔ پھر فرعون نے چاہا کہ بنی اسرائیل کو نکال

مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِیْعًا ﴿۱۰۳﴾

دے اس زمین سے تو ہم نے ڈبو دیا اس کو اور جو اس کے ساتھ تھے سب کو !

وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ

اور ہم نے کہا اس کے بعد بنی اسرائیل سے کہ تم بسو زمین میں

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِیْفًا ﴿۱۰۴﴾ وَبِالْحَقِّ

پھر جب آئے گا آخرت کا وعدہ ہم لے آئیں گے تم کو سمیٹ کر۔ اور سچائی کے ساتھ

اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا

ہم نے قرآن اُتارا اور سچائی ہی کے ساتھ اترا اور ہم نے تجھ کو بس خوشی اور ڈر سنانے

ع ۱۱

خلاصہ رکوع ۱۱

رسالت کے بارہ میں مشرکین کے شبہات کا جواب دیا گیا۔ روز محشر ہدایت سے محروم لوگوں کی حالت بیان کی گئی۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور انسانی فطرت کو ذکر فرمایا گیا۔

ف۱ نبوت اللہ کا فیض ہے: یعنی ایک بندہ کو ایسی عظیم الشان رحمت اور عدیم النظیر دولت سے سرفراز فرمانا، اسی جواد حقیقی اور وہاب مطلق کی شان ہو سکتی ہے جس کے پاس رحمت کے غیر متناہی خزانے ہوں۔ اور کسی مستحق کو زیادہ سے زیادہ دینے میں نہ اس کو اپنے تہی دست رہ جانے کا خوف ہو، نہ اس کا اندیشہ کہ دوسرا ہم سے لے کر کہیں مدمقابل نہ بن جائے یا آگے چل کر ہمیں دبا نہ لے۔ خداوند قدوس تھڑدلے انسان کی طرح (العیاذ باللہ) تنگ دل واقع نہیں ہوئے، جسے اگر فرض کرو خزائن رحمت کا مالک مختار بنادیا جائے تب بھی اپنی طبیعت سے بخل وتنگ دلی نہ چھوڑے اور کسی مستحق کو دینے سے اس لئے گھبرائے کہ کہیں سارا خرچ نہ ہوجائے اور میں خالی ہاتھ رہ جاؤں یا جس پر آج خرچ کرتا ہوں کل میری ہمسری نہ کرنے لگے۔ بہرحال اگر رحمت الٰہیہ کے خزانے تمہارے قبضہ میں ہوتے تو تم کسے دینے والے تھے اور کہاں گوارا کر سکتے تھے کہ مکہ وطائف کے بڑے متکبر دولتمندوں کو چھوڑ کر وحی ونبوت کی یہ بیش بہا دولت "بنی ہاشم" کے ایک دریتیم کو مل جائے۔ یہ حق تعالیٰ کا فیض ہے کہ جس میں جیسی استعداد وقابلیت دیکھی اس کے مناسب کمالات وانعامات کے خزانے انڈیل دیئے۔ تمہارے تعنت وتعصب سے خدا کا فضل رکنے والا نہیں۔ محمد ﷺ کے طفیل میں جو خزائن آپ کے اتباع کو ملنے والے ہیں مل کر رہیں گے اور پیغمبر علیہ السلام اور انکے پیرو دریا دلی سے اس دولت کو تمام نوع انسان پر خرچ کریں گے تمہاری طرح تنگ دلی نہیں دکھائیں گے۔ (تفسیر عثمانی)

۱۳

وقف لازم

وَّنَذِیْرًا ﴿۱۰۵﴾ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ

والا بھیجا ہے اور قرآن کو ہم نے تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا تا کہ تو اس کو پڑھے لوگوں پر

عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِیْلًا ﴿۱۰۶﴾ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ

ٹھہر ٹھہر کر اور ہم نے اس کو رفتہ رفتہ اتارا کہہ دے کہ تم قرآن کو مانو یا نہ مانو

اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا یُتْلٰى عَلَیْهِمْ

جن لوگوں کو اس سے پہلے علم دیا گیا ہے ان پر تو جب یہ پڑھا جاتا ہے

یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۙ﴿۱۰۷﴾ وَّیَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ

وہ ٹھوڑیوں کے بل گر پڑتے ہیں سجدے میں۔ اور کہتے ہیں کہ پاک ہے ہمارا پروردگار!

اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾ وَیَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ

بیشک ہمارے ربّ کا وعدہ ضرور ہونا ہے۔ اور ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں

یَبْكُوْنَ وَیَزِیْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿۱۰۹﴾ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ

روتے ہوئے ف۱ اور زیادہ ہوتی ہے ان کی عاجزی! کہہ دے کہ تم اللہ کو پکارو

اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ

یا رحمٰن کو ف۲ جو (کہہ کر) پکارو گے تو اس کے سارے نام

الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا

اچھے ہیں! اور اے محمد نہ اپنی نماز چلا کر پڑھ اور نہ اس کو چپکے پڑھ

وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًا ﴿۱۱۰﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ

اور ڈھونڈ اس کے بیچ میں راہ۔ ف۳ اور کہہ! ہر تعریف اللہ ہی کو (سزا وار ہے)

ف۱ سو جس کتاب کا جس نبی پر نازل کرنے کا وعدہ پہلی کتابوں میں کیا تھا اس کو پورا کر دیا اور یہ سجدہ میں گرنا بطور شکر کے ہے کہ وعدہ سابقہ پورا ہوا یا تعظیم کے لئے ہے کہ قرآن سن کر ان پر ہیبت طاری ہوتی ہے یا مجازاً سجدہ سے کمال اطاعت وخشوع مراد ہے اور سجدہ چہرہ کے بل ہوتا ہے مگر ٹھوڑی کے بل کہنا بطور مبالغہ کے ہے کہ اپنے چہرے کو زمین اور خاک سے اس قدر لگا دیتے ہیں کہ ٹھوڑی زمین سے لگنے کے قریب ہو جاتی ہے۔

ف۲ چوری سے امان

درج ذیل آیت چوری سے امان ہے قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ سورت کے اخیر تک۔ (صابونی)

ف۳ دل زندہ

منزل ۴

جس نے صبح یا شام کو قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ سورت کے اخیر تک پڑھ لیا اس کا دل اس پورے دن اور پوری رات میں روحانی طور پر مردہ نہ ہوگا (بلکہ زندہ اور تازہ اور ہشاش بشاش رہیگا۔ (مسند الفردوس للدیلمی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے اس کے واسطے اس کے قدموں کے نیچے سے لے کر آسمان کی بلندی تک ایک ایسا نور ظہور پذیر ہوگا جو اس قاری کے لیے قیامت کے دن روشنی اور چمک پیدا کرے گا اور دو جمعوں کی درمیانی مدت میں اس شخص سے جتنے بھی صغیرہ گناہ سرزد ہوں گے وہ سب معاف کر دیے جائیں گے (ابن مردویہ)

لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ

جو نہ اولاد رکھتا ہے اور نہ کوئی اس کا سلطنت میں شریک ہے

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ﴿۱۱۱﴾ ع

اور نہ کوئی اس کا مددگار ہے کمزوری کے باعث اور اس کی بڑائی کر بڑا جان کر

سُوْرَةُ الْكَهْفِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّعَشْرُ اٰيَاتٍ وَّاثْنَا عَشَرَ رُكُوْعًا

سورہ کہف مکہ میں اتری اس میں ایک سو دس آیتیں اور بارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰي عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ

ہر تعریف اللہ کو (زیبا) ہے جس نے اتاری اپنے بندے (محمد) پر کتاب اور نہ رکھی

يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ﴿۱﴾ ۜ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ

اس میں کجی! اس کو مستقیم بنایا تاکہ وہ ڈراوے ایک سخت عذاب سے جو (آنے والا ہے) اللہ کی طرف سے

وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ

اور خوشخبری سنائے مسلمانوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں اس بات کی

لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ﴿۲﴾ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ﴿۳﴾ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ

کہ ان کے لئے نیک اجر ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور ان کو ڈرائے جو لوگ

قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ﴿۴﴾ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا

کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے! نہ ان کو اس کا کچھ علم ہے اور نہ ان کے

خلاصہ رکوع ۱۲

ع ۱۲ ۱۱ ۱۲

کفار کی عبرت کیلئے موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا واقعہ ذکر کیا گیا کہ اس کی بادشاہت اسے عذاب الٰہی سے نہ بچا سکی۔ قرآن کریم کی حقانیت کو ذکر فرمایا گیا اور منکرین کے شبہات کا جواب دیا گیا کہ بتدریج نزول قرآن میں کیا مصلحت ہے۔ قرآن جیسی نعمت کے ملنے پر سجدہ شکر بجالانے کا حکم دیا گیا اور توحید کی تعلیم وتحقیق پر اس سورہ کو مکمل فرمایا گیا۔

تعبیر سورہ بنی اسرائیل

جس نے خواب میں اس کی تلاوت کی اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس پر بادشاہ ظلم کرے گا اور یہ تعبیر بھی ہو سکتی ہے کہ وہ ایک قوم کے مکر سے محفوظ رہے گا اور وہ ایک فتنہ سے ڈرتا رہے گا حالانکہ وہ اس سے بری ہوگا۔ (علامہ ابن سیرینؒ)

سورہ کہف کی فضیلت

مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، مسند احمد میں حضرت ابوالدرداءؓ سے ایک روایت ہے کہ جس شخص نے سورۂ کہف کی پہلی دس آیتیں حفظ کرلیں وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا، اور کتب مذکورہ میں حضرت ابوالدرداءؓ ہی سے ایک دوسری روایت میں یہی مضمون سورۂ کہف کی آخری دس آیتیں یاد کرنے کے متعلق منقول ہے۔

خاصیت: سورہ کہف فضائل وخواص آخر پارہ میں دیکھیں۔

لِاٰبَآئِهِمْ ؕ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ؕ اِنْ

باپ دادوں کو! بڑی سخت بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے

يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۝٥ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى

نرا جھوٹ بکتے ہیں! ول تو (اے محمد) شاید تو اپنی جان ہلاک کر ڈالے گا

اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝٦ اِنَّا

ان کے پیچھے اگر وہ اس بات کو نہ مانیں! غم کے مارے! ہم نے بنایا ہے

جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ

جو کچھ زمین میں ہے اس کی رونق کہ ہم لوگوں کو آزمائیں کہ ان میں

اَحْسَنُ عَمَلًا ۝٧ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا

کون اچھے کام کرتا ہے۔ اور ہم کر دیں گے جو کچھ زمین پر ہے

جُرُزًا ؕ ۝٨ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ

چٹیل میدان کیا تو خیال کرتا ہے کہ غار اور کتبہ والے و۲

كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝٩ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ

ہماری نشانیوں میں سے عجیب تھے جب جا بیٹھے چند جوان اس غار میں

فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ

پھر کہا کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو دے اپنے پاس سے رحمت اور مہیا کر ہمارے لئے کام

اَمْرِنَا رَشَدًا ۝١٠ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ سِنِيْنَ

میں راہ یابی پھر ہم نے ان کے کان تھپک دیئے غار میں کئی برس گنتی کے

ول بہت بڑا کفر:
کبرت کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ کفر کے اعتبار سے یہ (کفریہ) بات بڑی ہے۔ دوسرا معنی کبرت کابعت ہے یعنی یہ بات بری ہے۔ کلمہ کا استعمال پورے کلام بلکہ پورے قصیدہ کے لئے بھی ہوتا ہے اس جگہ کلام (بات) ہی مراد ہے۔ بات کی آواز تو منہ سے ہی نکلتی ہے اس آیت میں **تخرج من افواھھم** کا لفظ بڑھا کر یہ بتانا مقصود ہے کہ ان کی جرات کفر بہت زیادہ ہے کہ کلمہ کفر اپنے منہ سے (دانستہ) نکالتے ہیں۔ جھوٹ کہنے سے یہ مراد ہے کہ اس بات کی واقع میں کوئی حقیقت ہی نہیں ہے۔ (تفسیر مظہری)

و۲ یہ دونوں ایک ہی جماعت کے لقب ہیں رقیم لغت میں پہاڑ کو بھی کہتے ہیں چونکہ وہ غار پہاڑ میں تھا اس لئے ان کو اصحاب الکھف و اصحاب الرقیم دونوں کہتے ہیں اور بعض نے رقیم بمعنی مرقوم لیا ہے اور کہا ہے کہ لوگوں نے ان کے دوبارہ غار میں جانے کے وقت ان کے نام لکھ کر غار کے دہانہ پر لٹکا دیئے تھے اس لئے ان کو اصحاب الرقیم کہتے ہیں مگر کسی قوی روایت سے یہ بات ثابت نہیں اس لئے قرآن کی تفسیر کو اس پر مبنی نہیں کیا گیا البتہ اگر رقیم بمعنی مرقوم کی یہ وجہ کہی جائے کہ ان کا واقعہ بوجہ عجیب ہونے کے کتابوں میں لکھ لیا گیا تھا تو یہ وجہ پہلے سے زیادہ قریب ہے۔ (تسہیل بیان)

عَدَدًا ﴿۱۱﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَیُّ الْحِزْبَیْنِ اَحْصٰی

پھر ہم نے ان کو اٹھایا تاکہ ہم معلوم کر لیں کہ دو گروہوں میں کس نے

لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ﴿۱۲﴾ ع نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ط

خوب یاد رکھی ٹھہرنے کی مدت ہم تجھ سے بیان کرتے ہیں ان کا حال ٹھیک!

اِنَّهُمْ فِتْیَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًی ﴿۱۳﴾ ق وَّرَبَطْنَا

وہ چند جوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے اور ہم نے ان کو زیادہ دی ہدایت ف۱ اور گرہ لگا دی

عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ

ان کے دلوں پر جب وہ کھڑے ہوئے تو کہا کہ ہمارا پروردگار آسمان

وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا۟ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ

و زمین کا پروردگار ہے ہم تو ہرگز نہ پکاریں گے اس کے سوا کوئی معبود اگر ایسا کریں تو ہم نے

اِذًا شَطَطًا ﴿۱۴﴾ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ط

جھوٹ بات کہی یہ ہماری قوم ہے انہوں نے پکڑ رکھے ہیں اللہ کے سوا اور معبود!

لَوْلَا یَاْتُوْنَ عَلَیْهِمْ بِسُلْطٰنٍ بَیِّنٍ ط فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ

یہ کیوں نہیں لاتے (ان کے معبود ہونے کی) کوئی کھلی سند۔ تو اس سے بڑھ کر

افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا ﴿۱۵﴾ ط وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا

ظالم کون جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا اور (باہم کہنے لگے) جب تم کنارہ کش ہوئے ان کافروں

یَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَی الْكَهْفِ یَنْشُرْ لَكُمْ

سے اور ان معبودوں سے جن کو یہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں تو اب چل بیٹھو فلاں غار میں تاکہ پھیلا دے

خلاصہ رکوع ۱

نزول قرآن اور نبوت و رسالت کی دلیل کو ذکر کیا گیا۔ اعمال صالحہ اور مومنین کے اوصاف ذکر فرمائے گئے۔ منکرین کے عقائد باطلہ کو بیان کیا گیا۔ دعوت و تبلیغ کے سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی گئی۔ مشرکین کے اصحاب کہف کے بارہ میں کیا گیا سوال کا تفصیلی جواب شروع فرمایا گیا۔

ع ۱۲ / ۱۳

ف۱ ایمان میں کمی اور زیادتی: یہ اور اس جیسی اور آیتوں اور حدیثوں سے استدلال کر کے امام بخاریؒ وغیرہ محدثین کرام کا مذہب ہے کہ ایمان میں زیادتی ہوتی ہے اس میں مرتبے ہیں جو یہ کم وبیش ہوتا رہتا ہے۔ یہاں ہے ہم نے انہیں ہدایت میں بڑھا دیا، اور جگہ ہے والذین اھتدوا زادھم ھدی الخ ہدایت والوں کی ہدایت بڑھ جاتی ہے الخ۔ اور آیت میں فاما الذین امنو فزادتھم ایمانا الخ ایمان والوں کے ایمان کو بڑھاتی ہے الخ۔ اور جگہ ارشاد ہے لیزدادوا ایمانا مع ایمانھم تاکہ وہ اپنے ایمان کے ساتھ ہی ایمان میں اور بڑھ جائیں اسی مضمون کی اور بھی بہت سی آیتیں ہیں۔ (ابن کثیر)

رَبُّكُم مِّن رَّحْمَتِهِۦ وَيُهَيِّئْ لَكُم مِّنْ أَمْرِكُم مِّرْفَقًا ﴿١٦﴾

تم پر تمہارا پروردگار اپنی رحمت اور تمہارے لئے مہیا کر دے تمہارے کام اور آرام کا سبب

وَتَرَى ٱلشَّمْسَ إِذَا طَلَعَت تَّزَٰوَرُ عَن كَهْفِهِمْ

اور (اے مخاطب) تو دیکھے گا آفتاب کو کہ جب نکلتا ہے بچ کے جاتا ہے ان کے غار سے

ذَاتَ ٱلْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَت تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ ٱلشِّمَالِ وَهُمْ

داہنی طرف کو اور جب ڈوبتا ہے (تو) ان سے کترا جاتا ہے بائیں طرف کو

فِى فَجْوَةٍ مِّنْهُ ۚ ذَٰلِكَ مِنْ ءَايَٰتِ ٱللَّهِ ۗ مَن يَهْدِ ٱللَّهُ

اور وہ غار کی کشادہ جگہ میں ہیں! یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے! ف۱ جسے اللہ ہدایت دے

فَهُوَ ٱلْمُهْتَدِ ۖ وَمَن يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُۥ وَلِيًّا

وہی راہ پر آوے۔ اور جسے وہ گمراہ کرے تو ہرگز تو نہ پائے گا اس کا کوئی رفیق

مُّرْشِدًا ﴿١٧﴾ وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَهُمْ رُقُودٌ ۚ وَنُقَلِّبُهُمْ

راہ پر لانے والا اور (اے مخاطب) تو ان کو گمان کرے کہ وہ جاگتے ہیں حالانکہ وہ سوتے ہیں اور ہم ان کو کروٹیں

ذَاتَ ٱلْيَمِينِ وَذَاتَ ٱلشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُم بَٰسِطٌ ذِرَاعَيْهِ

بدلواتے ہیں دائیں اور بائیں۔ اور ان کا کتا پھیلائے ہوئے ہے اپنے دونوں ہاتھ

بِٱلْوَصِيدِ ۚ لَوِ ٱطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا

چوکھٹ پر اگر تو ان کو جھانک کر دیکھے تو ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگے

وَلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿١٨﴾ وَكَذَٰلِكَ بَعَثْنَٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوا

اور ان سے تجھ میں ایک دہشت سما جائے ف۲ اور اسی طرح ہم نے ان کو جگا اٹھایا تا کہ آپس میں

ف۱ کرامات حق ہیں:

علماء اہل سنت والجماعت نے قصہ اصحاب کہف سے کرامات اولیاء کے حق ہونے پر استدلال کیا ہے اور یہ استدلال ظاہر ہے جس میں کوئی تکلف نہیں کیوں کہ اس قصہ کے صریح لفظوں میں اصحاب کہف کی کئی کرامتوں کا ذکر ہے تین سو نو برس تک بغیر کھائے پیئے سوتے رہنا اور وسیع غار میں ہر وقت ان کا سایہ میں رہنا اور کسی وقت دھوپ کا نہ آنا اور آفتاب کا طلوع اور غروب کے وقت ان سے کترا جانا اور بھوک پیاس کی تکلیف سے محفوظ رہنا اور بغیر کھائے پیئے اتنی دراز مدت تک زندہ رہنا اور بغیر بیداری کے ان کا بیماری سے محفوظ رہنا اور بالکل تندرست رہنا یہ سب اللہ کی رحمتیں اور عنایتیں اور خداداد کرامتیں اور کرامات اولیاء کے صحیح اور درست ہونے پر آیات قرآنیہ اور احادیث متواترہ شاہد ہیں۔ (معارف کاندھلویؒ)

خلاصہ رکوع ۲

ع ۲ ۵ ۱۴ اصحاب کہف کا تعارف اور حالات ذکر کیے گئے۔

ف۲ غار کے اندر کا ماحول:

لو اطلعت علیهم لو لیت منهم فرارًا (اے مخاطب) اگر تو ان کو جھانک کر دیکھ پائے تو ان سے پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑا ہو اور تیرے اندر ان کی دہشت سما جائے۔ یعنی تمہارا دل خوف زدہ ہو جائے گا اور اس میں رعب بھر جائے گا۔ خوف کی وجہ اس مقام کی وحشت اور سنسان پن ہے۔ کلبی نے کہا، اصحاب کہف کی آنکھیں بیدار آدمیوں کی طرح کھلی ہوئی ہیں، معلوم ہوتا ہے اب بولنے ہی والے ہیں (منظر بڑا خوف آگیں ہے) بعض کا قول ہے ان کے بال بڑھے ہوئے

خاصیت: آیت ۱۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

بَيْنَهُمْ ۭ قَالَ قَاۗىِٕلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۭ قَالُوْا لَبِثْنَا

پوچھ گچھ کریں ان میں سے ایک بولا کہ تم کتنی دیر (غار) میں ٹھہرے؟ وہ بولے

يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۭ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ۭ

ہم ٹھہرے ایک دن یا ایک دن سے کم! (پھر) کہا کہ تمہارا پروردگار ہی خوب جانتا ہے جتنا ٹھہرے

فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ

اچھا اب بھیجو اپنے میں ایک کو اپنا یہ روپیہ دے کر شہر کی جانب! پس وہ دیکھے

اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ

کون سا کھانا عمدہ ہے پھر تمہارے پاس لے آئے اس میں سے کھانا اور نرمی سے

وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ۝۱۹ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ

جاوے اور تمہاری خبر نہ ہونے دے کسی کو؟ اگر وہ لوگ تمہاری خبر پا جاویں گے

يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا

تو تم کو سنگسار کر دیں گے یا تم کو پھیر لے جائیں گے اپنے دین میں اور تب تمہارا ہرگز

اِذًا اَبَدًا ۝۲۰ وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ

بھلا نہ ہوگا کبھی۔ ف۱ اور اسی طرح ہم نے لوگوں کو ان پر مطلع کر دیا تاکہ جان لیں کہ اللہ کا

وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ڻ اِذْ

وعدہ سچا ہے اور یہ کہ قیامت (آنی ہے) اس میں کچھ شبہ نہیں جب

يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ

وہ جھگڑ رہے تھے باہم اپنی بات پر پھر کہنے لگے کہ بناؤ ان کے (غار) پر

اور ناخن لمبے ہوگئے ہیں۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ اسی ہولناکی اور رعب آگینی کی وجہ سے کوئی وہاں نہیں جاسکتا۔ اس مقام کی رعب آگینی مانع دخول ہے۔ یہی قول صحیح بھی ہے۔ سعید بن جبیر کی روایت ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا، ہم معاویہؓ کی معیت میں روم کے جہاد کو گئے۔ راستہ میں اصحاب کہف کے غار کی طرف سے گزر ہوا۔ معاویہؓ بولے اگر (غار کے دہانہ یا بیچ کی دیوار کو) کھول دیا جاتا تو ہم اصحاب کہف کو دیکھ لیتے۔ میں نے کہا وہ ذات جو آپ سے بہتر تھی اس کو بھی اس سے روک دیا گیا اللہ نے فرمادیا تھا، لو اطلعت علیهم لو لیت منهم فرارًا معاویہؓ نے میری بات نہیں سنی اور کچھ لوگوں کو دیکھنے کے لئے بھیج دیا وہ لوگ جب غار میں داخل ہوئے تو اللہ نے کوئی ہوا (زہریلی گیس) ایسی پیدا کردی کہ سب جل گئے۔ اخرجہ ابن ابی شیبہ وابن المنذر وابن ابی حاتم۔ (تفسیر مظہری)

ف۱ جس شہر میں حرام کھانے کی اکثریت ہو وہاں کیا کرے

مسئلہ: جس شہر یا جس بازار ہوٹل میں اکثریت حرام کھانے کی ہو وہاں کا کھانا بغیر تحقیق کے کھانا جائز نہیں۔ (معارف القرآن)

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ جس شہر یا جس بازار، یا جس ہوٹل میں اکثریت حرام کھانے کی ہو وہاں کا کھانا بغیر تحقیق کے کھانا جائز نہیں

مسئلہ: اول یہ کہ مال میں شرکت جائز ہے کیونکہ یہ رقم سب کی مشترک تھی، دوسری یہ کہ مال میں وکالت جائز ہے کہ مشترک مال میں کوئی ایک شخص بحیثیت وکیل دوسروں کی اجازت سے تصرفات کرے، تیسرے یہ کہ چند رفیق اگر کھانے میں شرکت رکھیں یہ جائز ہے اگرچہ کھانے کی مقداریں عادۃً مختلف ہوتی ہیں کوئی کم کھاتا ہے کوئی زیادہ۔ (معارف القرآن مفتی اعظم)

بُنْيَانًا ؕ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا

ایک عمارت۔ ان کا رب ان کو خوب جانتا ہے (اور) بولے وہ لوگ جن کا کام غالب تھا

عَلٰٓى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ﴿۲۱﴾ سَيَقُوْلُوْنَ

کہ ہم ضرور بنائیں گے ان کے غار پر ایک مسجد اب (بعض لوگ) کہیں گے (اصحاب کہف)

ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ

تین ہیں چوتھا ان کا کتا (بعض) کہیں گے کہ پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا ہے!

رَجْمًاۢ بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ؕ قُلْ

بے دیکھے اٹکل کے تکے چلاتے ہیں اور (بعض کہتے ہیں کہ وہ سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا! کہہ دے

رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ۬ۙ فَلَا تُمَارِ

میرا پروردگار ہی اُن کی گنتی خوب جانتا ہے اور ان کو تھوڑے ہی لوگ جانتے ہیں! تو (اے محمد) تو

فِيْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا ۪ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ

ان کے بارے میں جھگڑا نہ کر مگر سرسری جھگڑا اور نہ پوچھ کچھ کر ان کے بارے میں ان میں سے کسی سے

اَحَدًا ﴿۲۲﴾ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾

اور ہرگز نہ کہیو کسی کام کو کہ میں ضرور یہ کام کل کو کردوں گا! مگر یہ (کہو) کہ

اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۫ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ وَقُلْ عَسٰٓى

اللہ چاہے (تو کروں گا) اور یاد کر اپنے پروردگار کو جب بھول جائے۔ اور کہہ! امید ہے کہ مجھ کو میرا

اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ﴿۲۴﴾ وَلَبِثُوْا فِيْ

پروردگار سمجھا دے اس سے زیادہ نزدیک راہ نیکی کی ف۱ اور (اصحاب کہف) رہے اپنے غار میں

ف۱ ان شاء اللہ کہنے کا حکم

آئندہ کسی کام کے کرنے کو کہنا ہو تو ان شاء اللہ کہہ کر اس کا اقرار کرلیا کریں کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور مشیت پر موقوف ہے اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ ان شاء اللہ کہنا مستحب ہے دوسرے یہ معلوم ہوا کہ اگر بھولے سے بھی یہ کلمہ کہنے سے رہ جائے تو جب یاد آئے اسی وقت کہہ لے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ معاملات بیع و شرا اور معاہدات میں جہاں شرطیں لگائی جاتی ہیں اور شرط لگانا طرفین کیلئے معاہدہ کا مدار ہوتا ہے۔ وہاں بھی اگر معاہدے کے وقت شرط لگانا بھول جائے تو پھر جب بھی یاد آجائے شرط لگالے۔ اس مسئلہ میں بعض فقہاء کا اختلاف بھی ہے جس کی تفصیل کتب فقہ میں ہے۔ (معارف القرآن)

شانِ نزول:

ابن المنذر نے مجاہد کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ یہودیوں نے قریش سے کہا تھا ان سے روح اور اصحاب کہف اور ذوالقرنین کے متعلق سوال کرو۔ قریش نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوالات کیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کل میرے پاس آنا میں بتادوں گا لیکن ان شاء اللہ نہیں فرمایا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پھر اوپر دس روز تک کوئی وحی ہی نہیں آئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بڑی بے چینی ہوگئی اُدھر قریش نے کہا تم جھوٹے ہو، اس موقع پر آیت مذکورہ نازل ہوئی

۳ ع ۵ ۱۵

خلاصہ رکوع ۳

اصحاب کہف کی نیند کی کیفیت کو بیان کیا گیا۔ نیند سے بیداری کے حالات اور نیند کے زمانہ میں باہم گفتگو کو ذکر کیا گیا۔ ایک کو شہر میں کھانا لانے کیلئے بھیجنے کو ذکر کیا گیا۔ اصحاب کہف کی تعداد کے بارہ میں مختلف اقوال ذکر کیے گئے۔

كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَ ازْدَادُوْا تِسْعًا ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُ

تین سو برس اور اس سے اوپر نو برس ف۱ اور! کہہ دے کہ اللہ ہی

اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَبْصِرْ

خوب جانتا ہے جتنی مدت وہ رہے! اس کو (علم) غیب ہے آسمانوں اور زمین کا! وہ کیا دیکھنے والا ہے

بِهٖ وَاَسْمِعْ ؕ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ ۫ وَّلَا يُشْرِكُ

اور کیا ہی سننے والا ہے۔ بندوں کا اس کے سوا کوئی کارساز نہیں اور وہ اپنے

فِيْ حُكْمِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ وَاتْلُ مَاۤ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ

حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا اور پڑھ جو تیری طرف وحی ہوئی تیرے رب کی

رَبِّكَ ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ قف وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۷﴾

کتاب سے! اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں! اور تو کہیں اس کے سوا جائے پناہ نہ پائے گا۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ

اور تھام رکھ اپنے آپ کو ان کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے پروردگار کو صبح

وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ

وشام! چاہتے ہیں اُس کی رضامندی! ف۲ اور نہ ہٹیں تیری آنکھیں ان سے کہ تو طلب کرنے

تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ

لگے زندگانی دنیا کی آرائش! اور نہ کہا مان اس کا جس کے دل کو ہم نے غافل بنا دیا

عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾ وَقُلِ الْحَقُّ

اپنی یاد سے اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہے اور اس کا کام حد سے گزرا ہوا ہے اور کہہ! یہ حق ہے

ف۱ اصحاب کہف کتنے دنوں تک سوتے رہے

جب یہ آیت نازل ہوئی تو کفار کہنے لگے کہ ہم تین سو برس کے متعلق تو جانتے ہیں کہ اصحاب کہف اتنی مدت غار میں رہے۔ مگر ہم نو برس کو نہیں جانتے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ شمسی سال جوڑ رہے ہو اور قرآن مجید نے قمری سال کے حساب سے مدت بیان کی ہے اور شمسی سال کے ہر سو برس میں تین سال قمری بڑھ جاتے ہیں۔ (صاوی)

ف۲ شانِ نزول:

بغوی نے لکھا ہے کہ آیت مذکورہ بالا عیینہ بن حصین فزاری کے حق میں نازل ہوئی، مسلمان ہونے سے پہلے عیینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت کچھ نادار مسلمان خدمت گرامی میں بیٹھے ہوئے تھے جن میں سلمان فارسیؓ بھی تھے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ایک چھوٹی سی چادر اوڑھے ہوئے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کو پسینہ بھی آ رہا تھا۔ عیینہ بولا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں کی بدبو سے دکھ نہیں ہوتا، ہم قبائل مضر کے سردار اور بڑے لوگ ہیں اگر ہم مسلمان ہوگئے تو سب لوگ مسلمان ہو جائیں گے لیکن ہم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرنے سے ایسے لوگوں کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجودگی روکتی ہے ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہٹا دیں تو ہم آپ کا اتباع کرنے لگیں گے یا ہمارے لئے ان سے الگ کوئی بیٹھنے کی جگہ مقرر کردیں اور ان کی مجلس ہم سے الگ کردیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ

تمہارے پروردگار کی طرف سے پس جو چاہے مانے اور جو چاہے نہ مانے!

اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَاِنْ

ہم نے تیار کر رکھی ہے ظالموں کے لئے آگ کہ گھیر رکھا ہے ان کو اس کی قناتوں نے۔ اور اگر

يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ بِئْسَ

وہ فریاد کریں گے تو ان کی فریاد رسی ایسے پانی سے کی جاوے گی جو پگھلے ہوئے تانبے کی مانند

الشَّرَابُ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

ہے بھون ڈالے گا مونہوں کو کیا برا پینا ہے اور کیا برا آرام۔ بیشک جو ایمان لائے اور

الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿۳۰﴾ اُولٰٓئِكَ

نیک عمل کئے ہم نہیں ضائع کرتے اس کا ثواب کہ جس نے بھلا کام کیا۔ یہی ہیں

لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ

جن کے لئے ہمیشگی کے باغ ہیں بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں ان کو وہاں

فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا

پہنائے جائیں گے سونے کے کنگن اور وہ پہنیں گے سبز کپڑے

خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى

مہین اور دبیز ریشم! وہاں تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے تختوں پر!

الْاَرَآئِكِ نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۳۱﴾ وَاضْرِبْ لَهُمْ

کیا اچھا بدلہ ہے اور کیا اچھا آرام اور ان سے بیان کرو ف۱ ان

ف۱ دو بھائیوں کا واقعہ:

ایک شخص کے دو بیٹے تھے دونوں کو باپ کی وراثت سے آٹھ ہزار دینار ملے دونوں نے تقسیم کر کے اپنا اپنا حصہ لے لیا۔ ایک بھائی نے ایک ہزار دینار کی زمین خریدی، دوسرے نے ہزار دینار خیرات کر دیئے اور کہا اے اللہ میرے بھائی نے ہزار دینار کی زمین خریدی ہے میں تجھ سے جنت میں ایک ہزار کی زمین خریدتا ہوں۔ اول شخص نے ہزار دینار صرف کر کے مکان بنایا، دوسرے نے ہزار دینار غریبوں میں تقسیم کر کے دعا کی، اے اللہ! اس نے ہزار دینار خرچ کر کے مکان بنایا ہے میں تجھ سے جنت کے اندر ہزار دینار کا مکان خریدتا ہوں، پھر اول شخص نے ہزار دینار صرف کر کے ایک عورت سے شادی کر لی۔ اور دوسرے نے ہزار دینار راہ خدا میں دیکر کہا اے اللہ میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ جنت کے اندر کسی جنت کی عورت سے میرا نکاح کر دے پھر اول شخص نے ایک ہزار دینار خرچ کر کے باندی غلام اور گھر کا سامان خریدا اور دوسرے نے ہزار دینار خیرات کر کے اللہ سے جنت کے اندر خدام اور سامان ملنے کی درخواست کی۔

جب یہ دوسرا شخص سب مال خیرات کر چکا تو کچھ مدت کے بعد مال کی کوئی سخت ضرورت پیش آئی اور دل میں خیال کیا کہ مجھے بھائی کے پاس جانا چاہیے شاید اس کی طرف سے مجھے کچھ مل جائے یہ سوچ کر بھائی کے راستہ پر ایک طرف کو جا بیٹھا، اس

خلاصہ رکوع ۴

امور آئندہ کے بارہ میں ان شاء اللہ کہنے کی تعلیم دی گئی۔ اصحاب کہف کی مدت کے بارہ میں معاملہ سپرد خدا کرنے کی تعلیم دی گئی اور قصہ اصحاب کہف کو مکمل فرمایا گیا۔ آخر میں کفار کے انجام بد اور مومنین کیلئے جنت کی بشارت دی گئی۔

ع ۵ ۱۶

مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ

دو شخصوں کی مثال جن میں سے ایک کو ہم نے دو باغ انگور کے دیئے اور ان کے گرداگرد پیدا کئے

وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿۳۲﴾ كِلْتَا

کھجور کے درخت اور پیدا کی دونوں کے بیچ میں کھیتی۔ دونوں باغ

الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْـًٔا وَّفَجَّرْنَا

اپنے پھل لائے اور پھل میں کچھ کمی نہیں کی اور ہم نے جاری کی دونوں (باغوں) کے

خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ﴿۳۳﴾ وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ

درمیان نہر! اور اس کے لئے بہتیرا پھل تھا تو وہ اپنے ہمنشیں سے بولا! اور وہ

يُحَاوِرُهٗٓ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۴﴾ وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ

اس سے باتیں کر رہا تھا کہ میں تجھ سے زیادہ مالدار ہوں اور بڑا باعزت ہوں جتھے کے اعتبار سے!

وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا ﴿۳۵﴾

اور وہ گیا اپنے باغ میں اور وہ اپنے اوپر آپ ظلم کر رہا تھا ف۱ بولا کہ میں نہیں گمان کرتا کہ یہ باغ کبھی ہلاک ہو!

وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ

اور میں نہیں خیال کرتا کہ قیامت ہونے والی ہے اور (بالفرض) اگر میں لوٹایا بھی گیا اپنے پروردگار

لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ﴿۳۶﴾ قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ

کی طرف تو پاؤں گا اس باغ سے بہتر وہاں پہنچ کر! ف۲ اس سے کہا اس کے ہمنشیں نے! اور وہ اس

اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ

سے باتیں کر رہا تھا کہ کیا تو منکر ہو گیا اس ذات کا جس نے تجھ کو پیدا کیا مٹی سے پھر نطفہ سے

طرف سے دولت مند بھائی اپنے خادموں کے جھرمٹ میں گزرا اور بھائی کو دیکھ کر پہچان لیا اور پوچھا کیا حال ہے اس مخص نے کہا مجھے ایک حاجت درپیش ہے اور مفلس ہو گیا ہوں آپ کے پاس کچھ بھلائی کی امید لے کر آیا ہوں دولت مند بھائی نے کہا تمہارے مال کا کیا ہوا، تقسیم کے وقت تم نے اپنا حصہ تو لے لیا تھا غریب بھائی نے اپنی سرگزشت بیان کر دی، دولت مند بھائی بولا، اچھا تو تم خیرات کرنے والوں میں شامل ہو گئے چلے جاؤ، میں کچھ نہیں دوں گا۔ غرض اس نے غریب کو دھتکار دیا آخر دونوں مر گئے اور ان ہی کے متعلق آیت فاقبل بعضهم علىٰ بعض يتساء لون نازل ہوئی۔ یہ بھی روایت میں آیا ہے کہ مال دار بھائی غریب بھائی کو ہاتھ پکڑ کر اپنے مال کی سیر کرانے لے گیا اور گھما پھرا کر سب طرح کا مال دکھایا۔ (تفسیر مظہری)

ف۱ تکبر کا نشہ:

یعنی شرک میں مبتلا تھا۔ کبر و غرور کا نشہ دماغ میں بھرا ہوا تھا۔ دوسروں کو حقیر جانتا تھا، اور خدا کی قدرت و جبروت پر نظر نہ تھی۔ نہ یہ سمجھتا تھا کہ آگے کیا انجام ہونے والا ہے۔ بس یہ ہی باغ اس کی جنت تھی جس کو آپ خیر سے ابدی سمجھتے تھے۔

ف۲ یعنی اب تو آرام سے گزرتی ہے اور میں نے سب انتظامات ایسے مکمل کر لئے ہیں کہ میری زندگی تک ان باغوں کے تباہ ہونے کا بظاہر کوئی کھٹکا نہیں۔ رہا بعد الموت کا قصہ، سو اول تو مجھے یقین نہیں کہ مرنے کے بعد ہڈیوں کے ریزوں کو دوبارہ زندگی ملے گی؟ اور ہم خدا کے سامنے پیش کئے جائیں گے۔ لیکن اگر ایسا ہوا تو یقیناً مجھے یہاں سے بہتر سامان وہاں ملنا چاہئے۔ اگر ہماری حرکات خدا کو ناپسند ہوتیں تو دنیا میں اتنی کشائش کیوں دیتا۔ گویا یہاں کی فراخی علامت ہے کہ وہاں بھی ہم عیش اڑائیں گے۔ (تفسیر عثمانی)

ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ؕ﴿۳۷﴾ لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّیْ وَلَاۤ اُشْرِكُ بِرَبِّیْۤ

پھر تجھ کو مرد بنایا! لیکن میں تو (یہ عقیدہ رکھتا ہوں) کہ وہی اللہ میرا رب ہے اور میں اپنے رب کے ساتھ

اَحَدًا ﴿۳۸﴾ وَلَوْلَاۤ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ

کسی کو شریک نہیں کرتا! اور تو نے کیوں نہیں کہا جب تو آیا اپنے باغ میں کہ جو اللہ نے چاہا (وہ ہوتا ہے) اور کچھ طاقت نہیں

اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۳۹﴾ ۚ فَعَسٰى

مگر اللہ کی دی ہوئی ف۱ ! اگر تو مجھ کو دیکھتا ہے کہ میں تجھ سے کم ہوں مال اور اولاد میں تو کیا عجب ہے کہ

رَبِّیْۤ اَنْ یُّؤْتِیَنِ خَیْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَیُرْسِلَ عَلَیْهَا حُسْبَانًا

میرا رب دیدے مجھ کو بہتر تیرے باغ سے اور اس تیرے باغ پر بھیج دے عذاب

مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِیْدًا زَلَقًا ۙ﴿۴۰﴾ اَوْ یُصْبِحَ مَآؤُهَا

آسمان سے پس وہ چٹیل میدان ہو کر رہ جائے یا اس کا پانی

غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِیْعَ لَهٗ طَلَبًا ﴿۴۱﴾ وَاُحِیْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ

خشک ہو جائے پھر تو اس کو کسی طرح طلب نہ کر سکے ف۲ اور (عذاب سے) احاطہ کر لیا گیا اس کے

یُقَلِّبُ كَفَّیْهِ عَلٰى مَاۤ اَنْفَقَ فِیْهَا وَهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰى

پھلوں کا تو وہ ہاتھ ملتا رہ گیا اُس لاگت پر جو اس میں لگائی تھی اور وہ باغ اپنی چھتریوں پر گرا ہوا

عُرُوْشِهَا وَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّیْۤ اَحَدًا ﴿۴۲﴾ وَلَمْ

پڑا تھا اور وہ شخص کہتا تھا اے کاش میں نہ شریک کرتا اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو! اور اس کی

تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ یَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ؕ﴿۴۳﴾

کوئی جماعت ایسی نہ ہوئی جو اس کی مدد کرتی اللہ کے سوا اور نہ وہ خود انتقام لے سکا۔

ف۱ اچھی چیز دیکھنے کی دُعاء: بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کوئی چیز دیکھی اور اس کے دل کو پسند آئی اور اس نے ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ کہہ دیا تو پھر اس کو کوئی ضرر نہیں پہنچے گا (نہ نظر لگے گی نہ غیبی حوادث اس چیز پر آئیں گے) ابن السنی کی روایت میں صراحت کے ساتھ آیا ہے کہ اس کو نظر نہیں لگے گی۔

بغوی نے ہشام بن عروہ کی روایت سے بیان کیا کہ عروہ کو جب اپنا کوئی مال پسند آیا اور عجیب معلوم ہوتا تھا یا اپنے کسی باغ میں داخل ہوتے تھے تو کہتے تھے ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ (تفسیر مظہری)

ف۲ یعنی پانی لانے اور نکالنے کی کوشش بھی نہ کر سکے ملنا تو بڑی دور ہے اور اس کافر کی اولاد کی نسبت کوئی بات نہیں کہی اس کی بے تکلف وجہ میرے خیال میں یہ ہے کہ اولاد کی راحت بھی مال کے ساتھ ہے جب مال نہیں ہوتا اولاد الٹا وبال جان ہو جاتی ہے اور کھیت کا بھی لفظوں میں ذکر نہیں کیونکہ اس کا مدار پانی پر ہے جب وہی نہ رہے گا تو کھیت بھی اجڑ جائے گا خلاصہ یہ ہوا کہ تجھ کو اس دولت و ثروت سے شبہ پڑ گیا ہے جو تیرے پاس ہے اور میرے پاس نہیں سو اس پر مدار رکھنا ہی غلط ہے کیونکہ اول تو یہاں ہی ممکن ہے کہ حالت برعکس ہو جائے ورنہ کبھی تو یہ ضرور فنا ہونے والی ہے اور آخرت کی نعمتیں کبھی فنا نہ ہوں گی اس لئے اعتبار وہاں کا ہے یہاں کا نہیں۔ (تسہیل بیان)

هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ۭ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ۝٤٤ ع

اس جگہ (ثابت ہوا کہ) سب اختیار اللہ سچے کا ہے۔ وہی بہتر ثواب اور بہتر بدلا دینے والا ہے۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَاۗءٍ اَنْزَلْنٰهُ

اور (اے محمدؐ) ان سے بیان کر دنیا کی زندگی کی مثال پانی جیسی ہے کہ ہم نے

مِنَ السَّمَاۗءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ

اس کو آسمان سے اُتارا تو مل گئی پانی کے ساتھ زمین کی روئیدگی

هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ

پھر آخر کار چورا ہو گیا کہ اس کو ہوائیں اڑائے پھرتی ہیں اور اللہ ہر چیز پر

مُّقْتَدِرًا ۝٤٥ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ

قادر ہے مال اور اولاد دنیا کی زندگی کی آرائش ہیں اور باقی رہنے والی

الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۝٤٦ وَيَوْمَ

نیکیاں بہتر ہیں تیرے رب کے نزدیک ثواب میں اور بہتر ہیں توقع کے اعتبار سے وا اور جس دن

نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ

ہم چلا دیں گے پہاڑوں کو اور تو دیکھے گا زمین کو صاف نکلی ہوئی اور ہم جمع کریں ان کو

فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ۝٤٧ وَعُرِضُوْا عَلٰي رَبِّكَ صَفًّا ۭ

پھر ان میں سے نہ چھوڑیں کسی کو! اور پیش کئے جاویں تیرے رب کے رو برو صف بہ صف

لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍۢ ۡ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ

(ہم کہیں گے) تم آ پہنچے ہمارے پاس جیسا کہ ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا۔ بلکہ تم یہ گمان کرتے رہے کہ ہم تمہارے لئے

ع ۵ ۳ ۱۷

خلاصہ رکوع ۵ ع

کافر غنی اور مومن فقیر کی مثال سے دنیا کی بے ثباتی پر متنبہ کیا گیا۔

وا فتنہ کے زمانہ کی دُعاء:

مسند احمد میں ہے کہ حضرت شداد بن اوسؓ ایک سفر میں تھے کسی جگہ اترے اور اپنے غلام سے فرمایا کہ چھری لاؤ کھیلیں۔ حسان بن عطیہؒ کہتے ہیں میں نے اس وقت کہا کہ یہ آپ رضی اللہ عنہ نے کیا کہا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا واقعی میں نے غلطی کی سنو اسلام لانے کے بعد سے لے کر آج تک میں نے کوئی کلمہ اپنی زبان سے ایسا نہیں نکالا جو میرے لئے لگام بن جائے بجز اس ایک کلمے کے پس تم لوگ اسے یاد سے بھلا دو اور اب جو میں کہہ رہا ہوں اسے یاد رکھو، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جب لوگ سونے چاندی کے جمع کرنے میں لگ جائیں تم اس وقت ان کلمات کو بکثرت پڑھا کرو: اللھم انی اسئلک الثبات فی الامر والعزیمة علی الرشد واسئلک شکر نعمتک واسئلک حسن عبادتک واسئلک قلبا سلیما واسئلک لسانا صادقا واسئلک من خیر ما تعلم واعوذ بک من شر ما تعلم واستغفرک لما تعلم انک انت علام الغیوب۔ یعنی اے اللہ! میں تجھ سے اپنے کام کی ثابت قدمی اور نیکی کے کام کا پورا قصد اور تیری نعمتوں کی شکرگزاری کی توفیق طلب کرتا ہوں اور تجھ سے دعا ہے کہ تو مجھے سلامتی والا دل اور سچی زبان عطا فرما۔ تیرے علم میں جو بھلائی ہے میں اس کا خواستگار ہوں اور تیرے علم میں جو برائی ہے میں اس سے تیری پناہ چاہتا ہوں ۔پروردگار ہر اس برائی سے میری توبہ ہے جو تیرے علم میں ہو۔ بے شک غیب داں تو ہی ہے۔

نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿٤٨﴾ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ

کوئی وعدہ گاہ ہی نہ مقرر کریں گے۔ ف۱ اور (درمیان میں) رکھ دیا جائے گا نامہ اعمال پھر تو گنہگاروں کو

مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا

دیکھے گا کہ ڈر رہے ہیں اس کے لکھے ہوئے سے اور کہتے ہیں کہ ہائے ہماری خرابی! یہ

الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ج

کتاب کیسی ہے کہ نہ چھوڑتی ہے چھوٹے (گناہ) کو اور نہ بڑے کو مگر کہ اس کو گھیر لیا ہے!

وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ط وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿٤٩﴾ ع

اور پائیں گے جو کچھ کیا تھا موجود! ف۲ اور نہ ظلم کرے گا تیرا پروردگار کسی پر

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ط

اور (یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ سجدہ کرو آدم کو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے (نہ کیا)

كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ط اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ

وہ تھا جنات کی قسم میں سے سو نکل بھاگا اپنے رب کے حکم سے۔ تو (لوگو!) کیا تم دوست بناتے ہو

وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ط بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ

اس کو اور اس کی اولاد کو میرے سوا؟ اور وہ تمہارے دشمن ہیں! برا بدلہ ہے

بَدَلًا ﴿٥٠﴾ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا

ستمگاروں کا۔ میں نے نہیں حاضر کیا شیاطین کو آسمان اور زمین کے پیدا کرتے وقت اور نہ

خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ص وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ﴿٥١﴾

خود ان کو پیدا کرتے وقت۔ اور میں گمراہوں کو مددگار بنانے والا نہیں ہوں

ف۱ ہر آدمی اپنی حالت میں مشغول ہوگا: طبرانی نے الاوسط میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ام سلمہؓ کی روایت سے بھی ایسی ہی حدیث نقل کی ہے اس روایت کے آخر میں ہے کہ حضرت ام سلمہؓ نے کہا، یہ تو بڑی خرابی ہوگی، ہم میں سے بعض بعض کو (برہنہ) دیکھیں گے، فرمایا لوگ اپنے ہی شغل میں ہوں گے حضرت ام سلمہؓ نے کہا وہ کس شغل میں ہوں گے۔ فرمایا اعمال نامے کھول کر (سامنے) لائے جائیں گے جن کے اندر چھوٹی چیونٹی کے برابر اور رائی کے دانہ کے برابر بھی اعمال کا اندراج ہوگا۔ بیہقی نے حضرت

خلاصہ رکوع ۶

ع ۶ ۵ ۱۸ دنیاوی زندگی کی بے ثباتی کی ایک اور مثال دی گئی۔ قیامت اور اس کے حالات ذکر فرمائے گئے۔

ابن عباسؓ کی روایت سے بھی اسی طرح کی حدیث نقل کی ہے اس روایت میں یہ بھی ہے کہ بی بی نے کہا، ہم میں سے بعض بعض کی برہنگی کو دیکھیں گے۔ فرمایا، اری اس روز ہر شخص اپنے ہی حال میں ہوگا جو (دوسرے کی طرف دیکھنے سے) اس کو بے نیاز بنائے ہوگا۔

ف۲ چھوٹے سے چھوٹا گناہ بھی نہ کرو

طبرانی نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا بیان نقل کیا ہے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حنین سے فارغ ہوگئے (اور واپس ہوئے) تو ہم ایک ویران بے آب وگیاہ مقام پر اترے جہاں کچھ بھی نہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو جو چیز بھی ملے وہ لے آئے یا جس کے پاس جو چیز موجود ہو وہ لے آئے، تھوڑی دیر ہی گزرنے پائی تھی کہ ہم نے (تھوڑا تھوڑا لا کر) ڈھیر کر دیا حضور ﷺ نے فرمایا تم اس کو دیکھ رہے ہو جس طرح تم نے (تھوڑا تھوڑا) جمع کرکے یہ ڈھیر کر دیا اسی طرح آدمی پر (چھوٹے چھوٹے) گناہوں کا اجتماع ہو جاتا ہے۔ اس لئے تم میں سے ہر شخص پر لازم ہے کہ اللہ سے ڈرے اور چھوٹا بڑا کوئی گناہ نہ کرے (اور سمجھے کہ) ہر گناہ شمار کرکے اس کے ذمے قائم رکھا جاتا ہے۔

وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ

اور جس دن اللہ فرمائے گا (کہ مشرکو!) پکارو میرے شریکوں کو جن کو تم (شریک) گمان کرتے تھے

فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ﴿۵۲﴾ وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ

سو یہ ان کو پکاریں گے تو وہ ان کو جواب بھی نہ دیں گے اور ہم کر دیں گے ان کے درمیان ہلاکت کا سامان

النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ﴿۵۳﴾ ع ۷ / ۴ / ۱۹

اور دیکھیں گے گنہگار آگ کو اور سمجھ جائیں گے کہ وہ اس میں گرنے والے ہیں اور اس سے

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ط

کوئی پھرنے کی جگہ نہ پائیں گے۔ اور ہم نے پھیر کر سمجھائی اس قرآن میں لوگوں کو کہاوت!

وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ﴿۵۴﴾ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ

اور انسان ہر چیز سے زیادہ جھگڑالو ہے ف۱ اور نہ روکا لوگوں کو اس بات سے کہ

يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى وَيَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ

وہ ایمان لے آویں جب کہ ان کے پاس ہدایت آ چکی اور گناہ بخشوالیں اپنے پروردگار سے مگر اسی

سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ﴿۵۵﴾ وَمَا نُرْسِلُ

بات (کے انتظار) نے کہ ان پر آ پہنچے لوگوں کی رسم یا عذاب ان کے سامنے آ موجود ہو اور ہم رسول

الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ج وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ

اس واسطے بھیجا کرتے ہیں کہ خوشخبری سنائیں اور ڈرائیں اور جھگڑے کرتے ہیں کافر

كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ

جھوٹے! تاکہ اس کی وجہ سے حق کو لڑکھڑا دیں اور انہوں نے ہنسی ٹھہرا لیا میری آیتوں کو

خلاصہ رکوع ۷

ابلیس کی شیطانیت اور اس کی خباثت ودشمنی کو ظاہر کیا گیا۔

ف۱ انسان کی جھگڑالو طبیعت:

یعنی قرآن کریم کس طرح مختلف عنوانات اور قسم قسم کی دلائل و امثلہ سے بچی باتیں سمجھاتا ہے مگر انسان کچھ ایسا جھگڑالو واقع ہوا ہے کہ صاف اور سیدھی باتوں میں بھی کٹ حجتی کیے بغیر نہیں رہتا۔ جب دلائل کا جواب بن نہیں پڑتا تو مہمل اور درواز کار فرمائشیں شروع کر دیتا ہے کہ فلاں چیز دکھاؤ تو مانوں گا۔ (تفسیر عثمانی)

حضرت علیؓ کا بیان ہے ایک رات رسول اللہ ﷺ میرے اور اپنی صاحبزادی کے پاس آ پہنچے اور فرمایا تم دونوں رات کو نماز نہیں پڑھتے ہو (یعنی تہجد کی نماز یا نفل نماز) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہماری جانیں اللہ کے قبضہ میں ہیں۔ وہ جب ہم کو اٹھانا چاہتا ہے ہم کو اٹھا دیتا ہے۔ میری اس گزارش کے بعد رسول اللہ ﷺ واپس چلے گئے مجھے کوئی جواب نہیں دیا اور پشت پھیری ہی تھی کہ میں نے سنا کہ ران پر ہاتھ مار کر فرما رہے تھے، وکان الانسان اکثر شی جدلا۔ (تفسیر مظہری)

وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ﴿٥٦﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ

اور اس کو کہ جس کا ڈر سنایا گیا تھا۔ اور اس سے زیادہ ظالم کون جس کو اس کے رب کی آیتوں سے

فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى

نصیحت کی گئی تو ان سے منہ پھیر لیا اور بھول گیا جو اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا! ہم نے کر دیئے ہیں

قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِنْ

ان کے دلوں پر پردے تاکہ (قرآن) کو نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں گرانی! اور اگر

تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ﴿٥٧﴾ وَرَبُّكَ

تو ہدایت کی جانب بلائے تو ہرگز راہ پر نہ آئیں اس وقت کبھی۔ اور تیرا پروردگار

الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ

بڑا بخشنے والا خداوند رحمت ہے۔ اگر ان کو پکڑتا ان کے کئے پر تو جلد ان پر

لَهُمُ الْعَذَابَ ؕ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ

عذاب نازل کر دیتا پر ف۱ ان کے لئے ایک میعاد ہے جس سے ورے کہیں

مَوْئِلًا ﴿٥٨﴾ وَتِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا

پناہ نہیں پا سکتے اور یہ بستیاں ہیں جن کو ہم نے ہلاک کر مارا جب وہ ظالم بن گئے اور ہم نے مقرر کر رکھی تھی ان کے ہلاک

لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ﴿٥٩﴾ ع وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ

ہونے کے لئے ایک میعاد اور (یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنے جوان سے کہا کہ میں نہ ہٹوں گا جب تک نہ

حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ﴿٦٠﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ

پہنچ لوں دونوں دریاؤں کے ملنے کے مقام تک یا چلتا رہوں گا سالہا سال ف۲ پھر جب دونوں دریاؤں کے

ف۱ عذاب کا وقت مقرر ہے: یعنی یہ تاخیر عذاب ایک وقت معین تک ہے یہ ممکن نہیں کہ کوئی مجرم سزا کا وعدہ آنے سے پیشتر کہیں ادھر ادھر کھسک جائے، جب وقت آئے گا سب بندھے چلے آئیں گے، مجال نہیں کوئی روپوش ہو سکے۔

ف۲ سفر کا ایک ادب

یہ بھی حسن ادب ہے کہ سفر کی ضروری باتوں سے اپنے رفیق اور خادم کو بھی باخبر کر دینا چاہئے متکبر لوگ اپنے خادموں اور نوکروں کو نہ قابل خطاب سمجھتے ہیں سفر کے متعلق کچھ نہیں بتاتے۔ (معارف القرآن)

ع ۸ ۶ ۲۰

خلاصہ رکوع ۸

کفار و منکرین کو قرآن کی حقانیت اور توحید و رسالت کی طرف متوجہ کیا گیا۔

بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿۶۱﴾

ملاپ تک پہنچے بھول گئے اپنی مچھلی! تو اس نے اپنا رستہ پکڑا دریا میں سرنگ کی طرح! وا

فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ

پھر جب آگے بڑھ گئے (تو) موسیٰ نے اپنے جوان سے کہا کہ لے آ ہمارے لئے ہمارا ناشتہ! ہم نے

سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَاۤ اِلَى الصَّخْرَةِ

تکلیف پائی (آج کے) اس سفر میں (یوشع نے) کہا آپ نے یہ دیکھا کہ جب ہم نے آرام کیا

فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ ۫ وَمَاۤ اَنْسٰىنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ

اس پتھر کے پاس تو میں مچھلی بھول گیا اور یہ شیطان ہی نے مجھ کو بھلا دیا کہ میں اس کا تذکرہ کروں

وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ﴿۶۳﴾ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا

اور مچھلی نے اپنا رستہ کرلیا دریا میں عجیب طرح۔ موسیٰ نے کہا یہی تو ہے جو ہم چاہتے تھے! پھر دونوں

نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا عَلٰۤى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿۶۴﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا

اُلٹے پھرے اپنے قدموں کے نشان پر کھوج لگاتے ہوئے تو انہوں نے پایا ہمارے بندوں میں

مِّنْ عِبَادِنَاۤ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا

سے ایک بندے کو جس کو ہم نے دی تھی رحمت اپنے پاس سے اور سکھایا تھا اپنے پاس سے

عِلْمًا ﴿۶۵﴾ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰۤى اَنْ تُعَلِّمَنِ

ایک علم موسیٰ نے ان سے کہا (اجازت دو) تو میں تمہارے ساتھ رہوں اس شرط پر کہ تم مجھ کو سکھادو جو کچھ تم کو

مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿۶۶﴾ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۶۷﴾

سکھائی گئی ہے راہ یابی (خضر نے) کہا کہ تم میرے ساتھ ہرگز نہ صبر کرسکو گے اور تم صبر کیسے کرسکتے ہو

وا

حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک چٹان پر پہنچ کر کچھ دیر کے لئے سو گئے تھے۔ اسی دوران وہ مچھلی جو ایک زنبیل میں تھی، وہاں سے کھسک کر دریا میں جا گری اور جس جگہ گری وہاں پانی میں سرنگ سی بن گئی جس میں جا کر مچھلی غائب ہوگئی حضرت یوشع علیہ السلام اس وقت جاگ رہے تھے اور انہوں نے یہ عجیب واقعہ دیکھا مگر چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سوئے ہوئے تھے اس لئے ان کو جگانا مناسب نہیں سمجھا بعد میں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام جاگ کر آگے روانہ ہوئے تو حضرت یوشع علیہ السلام ان کو یہ بات بتانا بھول گئے۔ اور یاد اس وقت آیا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آگے چل کر ناشتہ مانگا۔ (توضیح القرآن)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہی علامت بتائی گئی تھی کہ جس جگہ مچھلی گم ہوگی وہیں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوگی۔ اس لئے حضرت یوشع علیہ السلام نے تو ڈرتے ڈرتے یہ واقعہ ذکر کیا تھا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام اسے سن کر خوش ہوئے کہ منزل مقصود کا پتہ لگ گیا۔ (توضیح القرآن)

وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ﴿۶۸﴾ قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ

اس چیز پر جس کا سمجھنا تمہارے قابو میں نہیں! ف۱ موسیٰ نے کہا کہ تم مجھ کو

اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ﴿۶۹﴾ قَالَ فَاِنِ

ان شاء اللہ صابر پاؤ گے اور میں تمہارے کسی حکم کے خلاف نہ کروں گا (خضر نے) کہا تو اگر تم

اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ

میرے ساتھ ہوتے ہو تو مجھ سے نہ پوچھنا کوئی چیز جب تک میں خود ہی تم سے اس کا

ذِكْرًا ﴿۷۰﴾ ع فَانْطَلَقَا ٙ حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا ؕ قَالَ

ذکر نہ شروع کروں! پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوئے (تو) خضر نے کشتی کو پھاڑ دیا۔

اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا ﴿۷۱﴾ قَالَ

موسیٰ بولے کہ کیا تم نے اس کو پھاڑ دیا تا کہ ڈبو دو کشتی کے لوگوں کو! تم ایک بڑی انوکھی چیز لائے خضر نے

اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۷۲﴾ قَالَ لَا

کہا کیا میں نے نہ کہا تھا کہ تم ہرگز میرے ساتھ صبر نہ کر سکو گے! موسیٰ نے کہا کہ مجھ کو

تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا ﴿۷۳﴾

نہ پکڑو میری بھول پر اور مجھ پر نہ ڈالو میرے کام میں سختی!

فَانْطَلَقَا ٙ حَتّٰٓى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا

پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ملے ایک لڑکے سے تو خضر نے اس کو مار ڈالا!

زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ؕ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا ﴿۷۴﴾

موسیٰ نے کہا کہ تم نے مار ڈالا ایک پاک نفس کو بغیر بدلے کے تم ایک چیز ناپسند لائے ف۲

ف۱ یعنی ظاہر میں وہ باتیں بوجہ منشا معلوم نہ ہونے کے خلاف شرع نظر آئیں گی اور آپ خلاف شرع امور پر خاموش نہ رہ سکیں گے اس سے بعض لوگوں کو یہ دھوکہ ہوا ہے کہ پیر اگر خلاف شرع کام کرے تو مرید اس پر انکار نہ کرے چنانچہ اس قصہ کے بارہ میں حدیث میں آیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اگر صبر کرتے تو خوب ہوتا جواب یہ ہے کہ خضر علیہ السلام کا کمال اور ان کی مقبولیت خدا تعالیٰ کے ارشاد سے معلوم ہو چکی تھی اس لئے سکوت جائز تھا دوسرے کا ان پر قیاس کرنا غلط ہے بعض کو دھوکہ ہوا ہے کہ الہام پر خلاف شرع عمل کرنا جائز ہے جواب یہ ہے کہ خضر علیہ السلام یا تو نبی ہوں گے پس ان واقعات میں جو کچھ کیا وحی سے کیا یا یہ پہلی شریعت کا حکم ہوگا اس شریعت میں یہ جائز نہیں۔ (تسہیل بیان)

ع ۹ ۱۱ ۲۱

خلاصہ رکوع ۹

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک قصہ ذکر فرمایا گیا۔

ف۲ کیونکہ اول تو نابالغ کو قتل کیا جس کو قصاص میں بھی قتل نہیں کیا جاتا پھر اس نے کوئی کام بھی موجب قتل نہیں کیا تھا اس وجہ سے یہ فعل پہلے سے بھی بڑھ کر ہے کیونکہ وہاں مال کا نقصان تو یقینی ہوا مگر جان کے ضرر کا احتمال ہی تھا اور یہاں جان کا ضرر یقینی ہوا اور وہ بھی معصوم بچہ کا کیونکہ مسلم کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لڑکا نابالغ تھا نیز اگر وہ بالغ اور ڈاکو ہوتا جیسا کہ بعض لوگوں نے کہا ہے تو خضر علیہ السلام آئندہ چل کر اس قتل کے عذر میں یہ نہ فرماتے کہ اس کے والدین کے لئے فتنے کا اندیشہ تھا بلکہ ڈاکو ہونے کا عذر فرماتے جو جلد ہی سمجھ میں آ سکتا تھا۔ (تسہیل البیان)

سورہ بنی اسرائیل پندرہواں پارہ

خاصیت آیت ۴۵ برائے بچے کا بولنا

سورۂ بنی اسرائیل (پ ۱۵) اگر زعفران سے لکھ کر پانی سے دھوکر لڑکے کو پلائے جس کی زبان نہ چلتی ہو تو زبان چلنے لگے۔

خاصیت آیت ۴۵ برائے دفع خوف

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ط وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا (پارہ ۱۵، رکوع ۵)

ترجمہ: اور جب آپ قرآن پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے درمیان ایک پردہ حائل کردیتے ہیں اور (وہ پردہ یہ ہے کہ) ہم ان کے دلوں پر حجاب ڈالتے ہیں اس سے کہ وہ اس کو سمجھیں اور ان کے کانوں میں ڈاٹ دیدیتے ہیں اور جب آپ قرآن مجید میں صرف اپنے رب کا ذکر کرتے ہیں تو وہ لوگ نفرت کرتے ہوئے پشت پھیر کر چل دیتے ہیں۔

خاصیت: کسی خوفزدہ پر جو خیالات فاسدہ میں گرفتار ہو پڑھ کر دم کردے تو اس کا خوف زائل ہوجائے۔ (اعمال قرآنی)

دیگر: کوئی بھوت پلید کسی کے سر ہوگیا ہو تو نیلے پشمینہ پر یا کاغذ پر لکھ کر اس کی بازو پر باندھ دیا جائے تو وہ دفع ہوجائے۔

خاصیت آیت ۸۰ برائے عزت وقدر

رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا (پارہ ۱۵، رکوع ۹)

ترجمہ: اے میرے رب مجھ کو خوبی کے ساتھ پہنچائیو اور مجھ کو خوبی کے ساتھ لے جائیو اور مجھ کو اپنے پاس سے ایسا غلبہ دیجیو جس کے ساتھ نصرت ہو۔

خاصیت: سفر کرنے کے وقت یا سفر سے آنے کے وقت اس کو پڑھ لے ان شاء اللہ عزت وقدر رہوگی۔ (اعمال قرآنی)

سورۃ کہف

سورۂ کہف کے فضائل:

حضرت ابو درداء راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، سورۃ کہف کے شروع کی دس آیات جو یاد رکھے گا اللہ اس کو فتنہ دجال سے محفوظ رکھے گا، رواہ احمد وابوداؤد ومسلم والنسائی۔ ترمذی کی روایت ان الفاظ کے ساتھ ہے، سورۂ کہف کے شروع کی تین آیات جو شخص پڑھے گا (یعنی پڑھتا رہے گا) فتنہ دجال سے محفوظ رہے گا۔ ترمذی نے اس روایت کو حسن صحیح کہا ہے، احمد، مسلم اور نسائی کی دوسری روایت اس طرح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو شخص سورۂ کہف کے آخر کی دس آیات پڑھے گا دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔

سہل بن معاذؓ نے حضرت انسؓ کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص سورۃ کہف کے شروع کی (آیات) اور آخر کی (آیات) کو پڑھے گا، قدم سے لے کر سر تک اس کے لئے نور ہی نور ہوگا (یعنی وہ سراسر نور ہوگا) اور جو پوری

سورۃ پڑھے گا اس کے لئے زمین سے آسمان تک نور ہوگا۔رواہ البغوی، ابن السنی نے عمل الیوم واللیلۃ میں اور امام احمد نے مسند میں بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص خوابگاہ میں (سوتے وقت) سورہ کہف پڑھے گا اس کے لئے سونے کی (پوری) حالت میں ایک نور ہوگا جو خوابگاہ سے مکہ تک جگمگائے گا اس نور کے اندر فرشتے بھرے ہوں گے جو اٹھنے کے وقت تک اس کے لئے دعا رحمت کرتے رہیں گے اگر اس کی خوابگاہ مکہ میں ہوگی تو خوابگاہ سے بیت المعمور تک اس کے لئے نور جگمگائے گا جس کے اندر فرشتے بھرے ہوں گے جو بیدار ہونے تک اس کے لئے دعائے رحمت کرتے رہیں گے۔اخرجہ ابن مردویہ۔حضرت عمر بن خطابؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس نے رات کو فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْ اسے آخر تک پڑھا اس کے لئے عدن سے مکہ تک نور ہوگا۔جس کے اندر فرشتے بھرے ہوں گے۔(ازالۃ الخفاء)

جمعہ کے دن سورہ کہف کی تلاوت:

حضرت ابوسعید خدریؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے جمعہ کے روز سورۂ کہف پڑھی اس کیلئے اس جمعہ سے اگلے جمعہ تک ایک نور چمکتا رہے گا۔رواہ الحاکم وصحہ، والبیہقی فی الدعوات الکبیر۔بیہقی نے شعب الایمان میں یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ بیان کی ہے، جس نے جمعہ کے روز سورۂ کہف پڑھی تو اس کے پاس سے کعبہ تک اس کے لئے نور چمکتا رہے گا۔

نورِ رحمت کا نزول:

حضرت براء بن عازب راوی ہیں کہ ایک شخص سورۂ کہف پڑھ رہا تھا، اس پر (ایک نورانی) بادل چھایا ہوا تھا جو چکر کھا رہا تھا، اور اس شخص کے قریب آرہا تھا ایک گھوڑا قریب ہی رسیوں سے بندھا ہوا تھا وہ یہ منظر دیکھ کر بدکنے لگا (جب وہ شخص پڑھنے سے رکتا تھا گھوڑا بھی بدکنا موقوف کر دیتا تھا پھر وہ شخص پڑھتا تھا تو گھوڑا بھی بدکتا تھا) صبح کو خدمت گرامی میں حاضر ہو کر اس شخص نے یہ سرگزشت بیان کی فرمایا، وہ (نور) سکینہ تھا جو قرآن کی وجہ سے نازل ہوا تھا۔متفق علیہ۔(تفسیر مظہری)

حضرت شداد کو ایک حدیث نے رُلا دیا:

اور روایت میں ہے کہ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ ایک دن رونے لگے ہم نے پوچھا حضرت آپ کیسے رو رہے ہیں؟ فرمانے لگے ایک حدیث یاد آ گئی اور اس نے رلا دیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ ڈر شرک اور پوشیدہ شہوت کا ہے۔میں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ کی امت آپ کے بعد شرک کریگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں، سنو! وہ سورج چاند پتھر بت کو نہ پوجے گی بلکہ اپنے اعمال میں ریاکاری کرے گی۔پوشیدہ شہوت یہ ہے کہ صبح روزے سے ہے اور کوئی خواہش سامنے آئی روزہ چھوڑ دیا (ابن ماجہ ومسند احمد)۔

نیک اعمال اچھالنے والا:

حضرت ابوسعید خدریؓ سے بھی یہ روایت ہے۔ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اپنے نیک اعمال اچھالنے والے کو اللہ تعالیٰ ضرور رسوا کرے گا۔اس کے اخلاق بگڑ جائیں گے اور وہ لوگوں کی نگاہوں میں حقیر و ذلیل ہوگا۔یہ بیان فرما کر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے۔

اللہ کی توہین کرنے والا نمازی:

ابویعلیٰ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، جوشخص لوگوں کے دیکھتے ہوئے تو ٹھہر ٹھہر کر اچھی طرح نماز پڑھے اور تنہائی میں بری طرح جلدی جلدی بے دلی سے ادا کرے اس نے اپنے پروردگار عزوجل کی توہین کی۔

بہت غریب حدیث حافظ ابوبکر بزار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں لائے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جوشخص آیت من کان یرجو الخ کورات کے وقت پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسے اتنا بڑا نور عطا فرمائے گا جو عدن سے مکہ شریف تک پہنچے۔

جیسے کہ بخاری ومسلم کی حدیث سے ثابت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اللہ عزوجل حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائے گا کہ اے آدم! آپ لبیک وسعد یک کے ساتھ جواب دینگے، حکم ہوگا آگ کا حصہ الگ کر، پوچھیں گے کتنا حصہ؟ حکم ہوگا ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے دوزخ میں اور ایک جنت میں، یہی وہ وقت ہوگا کہ بچے بوڑھے ہوجائیں گے اور ہر حاملہ کا حمل گر جائیگا۔ پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا تم میں دو امتیں ہیں کہ وہ جن میں ہوں انہیں کثرت کو پہنچادیتی ہیں یعنی یاجوج ماجوج۔ (تفسیر ابن کثیر)

سورہ کہف کی فضیلت

ایک مشہور محدث ومفسر مصری علامہ نے کہا ہے کہ جب ۸۰۷ھ کو مصر کے مشہور عالم محمد بن علی بن وھب کا انتقال ہوا تو کچھ دنوں بعد وہ مجھے خواب میں ملے۔ میں نے ان سے پوچھا بتایئے کیسے گزری؟ انہوں نے فرمایا کہ جب تم لوگ مجھے قبر میں رکھ کر چلے گئے تو ایک کتا بھیڑیئے کی طرح خطرناک شکل میں مجھ پر حملہ آور ہوا۔ میں اس سے سخت ڈر گیا۔ اچانک ایک خوبصورت نوجوان آیا اور اس نے اس کتے کو مجھ سے ہٹایا اور خود میرے پاس بیٹھ کر سکون اور اطمینان دلانے لگا میں نے اس سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ اس نے کہا کہ میں سورۃ کہف کا ثواب ہوں جو تو ہر جمعہ کو پڑھا کرتا تھا اس واقعہ کو شارح بخاری علامہ بن حجر عسقلانی نے نقل فرمایا ہے۔

خاصیت مکمل سورہ کہف

خاصیت: جو کوئی ہر جمعہ کو ایک بار پڑھ لے ان شاء اللہ تعالیٰ دوسرے جمعہ تک اس کا دل نور سے منور ہوگا اور جو کوئی شروع کی دس آیتیں روزمرہ پڑھ لے گا، وہ دجال کے شر سے محفوظ رہے گا۔ (اعمال قرآنی)

اس کو لکھ کر ایک بوتل میں رکھ کر گھر میں رکھنے سے محتاجی اور قرضے سے بےخوف رہے اور اس کے گھر والوں کو کوئی آزار نہ دے سکے اور جو اناج کی کوٹھی میں رکھ دے سب خطروں سے محفوظ رہے۔

خاصیت آیت ۱۹ برائے ایذاء جانور

وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ (پ۱۵ع۱۵)

ترجمہ: ان (ان کا کتا دہلیز پر اپنے ہاتھ ٹکائے ہوئے تھا۔

خاصیت: اگر راستہ میں کوئی شیر یا کتا حملہ کرے اور شور مچائے تو فوراً اس آیت کریمہ کو پڑھ لے، چپ ہوجائے۔ (اعمال قرآنی)

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٧٥﴾

خضر نے کہا! میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ تم ہرگز میرے ساتھ صبر نہ کر سکو گے

قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍۢ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ ۚ

موسیٰ نے کہا کہ اگر میں آپ سے کچھ بھی پوچھوں اس کے بعد تو مجھ کو ساتھ نہ رکھئے!

قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ﴿٧٦﴾ فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰۤى اِذَاۤ

تم پہنچ چکے میری طرف سے عذر کو۔ پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب

اَتَيَاۤ اَهْلَ قَرْيَةِ ۣ اسْتَطْعَمَاۤ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا

پہنچے ایک گاؤں والوں کے پاس (تو) کھانا مانگا وہاں کے لوگوں سے تو انہوں نے اس بات سے انکار کیا

فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ؕ

کہ انکی مہمانی کریں پھر پائی وہاں ایک دیوار جو گرا چاہتی تھی تو (خضر نے) اس کو سیدھا کر دیا۔

قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ﴿٧٧﴾ قَالَ هٰذَا

موسیٰ نے کہا! اگر تم چاہتے تو اس پر اجرت لیتے ف۱ (خضر نے) کہا کہ اب

فِرَاقُ بَيْنِيْ وَ بَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ

جدائی ہے میرے اور تمہارے درمیان! میں تم کو بتائے دیتا ہوں ان باتوں کی اصل حقیقت

تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿٧٨﴾ اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ

کہ جن پر تم صبر نہ کر سکے! وہ جو کشتی تھی وہ تو چند محتاجوں کی تھی ف۲

يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَ كَانَ وَرَآءَهُمْ

کہ محنت کیا کرتے تھے دریا میں تو میں نے چاہا کہ اس کو عیب دار کر دوں اور ان کے پرے ایک

ف۱ موسیٰ نے کہا اگر آپ چاہتے تو اس کی اجرت لے سکتے تھے حضرت موسیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کو اجرت طلب کرنے کی ترغیب دی تا کہ مزدوری کی رقم سے دونوں کے کھانے کا کچھ سامان ہو جائے اس کلام سے در پردہ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نظر میں خضر علیہ السلام نے بیکار کام کیا۔ آیت بتا رہی ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے دیوار کو بڑی محنت کر کے ٹھیک کیا تھا اگر محنت کا کام نہ کرتے تو اجرت کے مستحق نہ قرار پاتے اگر بطور معجزہ دیوار کو ٹھیک کر دیتے تو اجرت کس طرح طلب کر سکتے تھے بلکہ لینے کا بھی استحقاق کیسے ہوتا (تفسیر مظہری)

ف۲ مسکین کی تعریف:
بعض لوگوں نے یہ کی ہے کہ جس کے پاس کچھ نہ ہو، مگر اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسکین کی صحیح تعریف یہ ہے کہ جس کے پاس اتنا مال نہ ہو کہ اس کی حاجات اصلیہ ضروریہ سے زائد بقدر نصاب ہو جائے اس سے کم مال ہو تو وہ بھی مسکین کی تعریف میں داخل ہے کیونکہ جن لوگوں کو اس آیت میں مساکین کہا گیا ہے ان کے پاس کم از کم ایک کشتی تو تھی جس کی قیمت مقدار نصاب سے کم نہیں ہوتی، مگر چونکہ وہ حاجات اصلیہ ضروریہ میں مشغول تھی اس لئے ان کو مساکین ہی کہا گیا۔ (قرطبی)

مَلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ﴿٧٩﴾ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ

بادشاہ تھا کہ لے لیتا تھا ہر (بے عیب) کشتی کو چھین کر اور وہ جو لڑکا تھا تو اس کے

اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ﴿٨٠﴾

ماں باپ مسلمان تھے۔ تو ہم کو اندیشہ ہوا کہ وہ ان کو عاجز کرے سرکشی اور کفر کرے۔

فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّ

تو ہم نے چاہا کہ ان کو عوض مرحمت فرمائے ان کا پروردگار اس سے بہتر پاکیزگی میں اور

اَقْرَبَ رُحْمًا ﴿٨١﴾ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ

نزدیک تر مہربانی میں اور وہ جو دیوار تھی تو وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی

فِى الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا

اور ان کے نیچے ان کا خزانہ گڑا ہوا تھا اور ان کا باپ

صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا

نیک کار تھا۔ تو تمہارے پروردگار نے چاہا کہ وہ یتیم اپنی جوانی کو پہنچ جاویں اور نکالیں

كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ۭ

اپنا خزانہ تمہارے پروردگار کی رحمت سے اور میں نے یہ اپنی رائے سے نہیں کیا

ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿٨٢﴾ ع وَيَسْــَٔلُوْنَكَ

یہ ان کی اصل حقیقت ہے جس پر تم صبر نہ کر سکے۔ ف۱ اور (اے محمد) لوگ

عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ۭ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿٨٣﴾ ۭ

تجھ سے پوچھتے ہیں ذوالقرنین کا حال ف۲ کہہ دے کہ میں تم پر پڑھتا ہوں اس کا کچھ مذکور

ف۱ اس قصہ سے بعض لوگوں کو دھوکہ ہوا ہے کہ علم باطن علم شریعت سے افضل ہے جواب اس کا یہ ہے کہ علم باطن کے دو حصے ہیں ایک تو مرضیات الٰہی کا علم جو کہ نفس کے متعلق ہے کہ برے اخلاق سے اس کی اصلاح کرنا اور اچھے اخلاق سے آراستہ کرنا ہو تو شریعت کا ایک جزو ہے اور جزو کبھی کل سے افضل نہیں ہو سکتا اور دوسرا حصہ واقعات عالم کے اسرار ہیں چونکہ وہ قرب الٰہی میں کچھ دخل نہیں رکھتا اس لئے اس کی فضیلت کا احتمال ہی نہیں اور اسی سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ خضر علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے افضل نہیں کیونکہ اس قصہ سے خضر علیہ السلام کو علم باطن کا دوسرا شعبہ حاصل ہونا ثابت ہوتا ہے اور ابھی سن لیا کہ وہ علم شریعت سے جو کہ موسیٰ علیہ السلام کو حاصل تھا افضل نہیں رہا ان کے پاس بھیجنا یہ فضیلت کی وجہ سے نہ تھا بلکہ ایک ادب کی تعلیم کرنے کے لئے تھا تاکہ آئندہ کلام میں احتیاط رکھیں اور بعضے اہل کتاب کہتے ہیں کہ یہ قصہ مشہور موسیٰ پیغمبر علیہ السلام کا نہیں ہے ورنہ ہماری کتابوں میں ہوتا مگر حدیث میں تصریح ہے کہ صاحب واقعہ وہی مشہور موسیٰ علیہ السلام ہیں اور اہل کتاب کی بعض کتابیں گم ہو گئی ہیں ممکن ہے ان میں ہو اور اگر نہ بھی ہو تو مثبت نافی پر مقدم ہوتا ہے۔

ذوالقرنین کیا تھا:

بغوی نے لکھا ہے ذوالقرنین نبی تھا

ع ۱۰ / ۱۲ / ۱

خلاصہ رکوع ۱۰

قصہ موسیٰ و خضر کو بیان کیا گیا۔

یا نہیں یہ اختلافی مسئلہ ہے کچھ لوگ کہتے ہیں نبی تھا ابوالطفیل کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ سے ذوالقرنین کے متعلق دریافت کیا گیا کہ وہ نبی تھا یا بادشاہ تھا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا، نہ وہ نبی تھا نہ بادشاہ بلکہ ایک ایسا بندہ تھا جو اللہ سے

إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ

ہم نے اس کو قدرت دی تھی زمین میں اور اس کو دیا تھا ہر چیز کا

سَبَبًا ﴿٨٤﴾ فَأَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٥﴾ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ

سامان۔ تو وہ پیچھے پڑا ایک سامان کے یہاں تک کہ جب پہنچا آفتاب کے ڈوبنے کی جگہ!

وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَوَجَدَ عِنْدَهَا

اس کو پایا کہ ڈوبتا ہے کیچڑ کے چشمہ میں اور پایا اس کے قریب ایک

قَوْمًا ۗ قُلْنَا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِمَّا أَنْ تُعَذِّبَ وَإِمَّا

قوم کو! ہم نے کہا کہ اے ذوالقرنین (تجھے اختیار ہے) یا ان کو تو عذاب دے اور یا تو لیوے

أَنْ تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا ﴿٨٦﴾ قَالَ أَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ

ان کے بارے میں حسن سلوک۔ وہ بولا کہ جو ستمگار ہے اس کو تو ہم سزا

نُعَذِّبُهُ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا نُكْرًا ﴿٨٧﴾ وَأَمَّا

دیں گے پھر وہ لوٹایا جائے گا اپنے رب کے حضور میں تو وہ اس کو عذاب سخت دے گا۔ اور جو

مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءً الْحُسْنَىٰ ۖ

ایمان لایا اور نیک عمل کئے تو اس کے لئے بدلے میں بھلائی ہے۔

وَسَنَقُولُ لَهُ مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا ﴿٨٨﴾ ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٩﴾

اور ہم اس کو کہیں گے اپنے کام میں آسان کام کو ف۱ پھر وہ پیچھے پڑا ایک اور سامان کے

حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلَىٰ قَوْمٍ

یہاں تک کہ جب آفتاب کے نکلنے کی جگہ تک پہنچا (تو) اس کو پایا کہ وہ طلوع کرتا ہے کہ ایک قوم پر

محبت کرتا تھا اور اللہ اس سے محبت کرتا تھا، اس نے اللہ کی فرمانبرداری خلوص سے کی اللہ نے اس کو خیر عطا فرمائی۔ ابن مردویہ نے سالم بن ابی الجعد کی روایت سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ سے دریافت کیا گیا کیا ذوالقرنین نبی تھا؟ فرمایا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا تھا کہ ذوالقرنین اللہ کا مخلص فرماں بردار بندہ تھا، اللہ نے بھی اس کے خلوص کی قدردانی کی۔ بغوی نے لکھا ہے روایت میں آیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے سنا ایک شخص دوسرے کو ذوالقرنین کہہ کر پکار رہا ہے، فرمایا پیغمبروں کے ناموں پر اپنے نام رکھنے پر تم نے قناعت نہیں کی کہ اب فرشتوں کے ناموں پر اپنے نام رکھنے لگے۔ اکثر علماء کا خیال ہے کہ ذوالقرنین ایک عادل نیک بادشاہ تھا۔

ف۱ عادل بادشاہ کا طریقہ:

یعنی آخرت میں بھلائی ملے گی اور دنیا میں ہم اس پر سختی نہ کرینگے۔ بلکہ اپنے کام کے لئے جب کوئی بات اس سے کہیں گے سہولت اور نرمی کی کہیں گے۔ فی الحقیقت جو بادشاہ عادل ہو اس کی یہی راہ ہوتی ہے۔ بروں کو سزا دے اور بھلوں سے نرمی کرے۔ ذوالقرنین نے یہی چال اختیار کی۔ (تفسیر عثمانی)

ذوالقرنین نے کہا جو ظلم کرے گا ہم اس کو سزا دیں گے پھر اس کو اس کے رب کے پاس لوٹا کر لے جایا جائے گا وہ اس کو سخت ترین سزا دے گا اور جو ایمان لے آئے گا اور اچھے کام کرے گا اس کے لئے نیکی کا اچھا بدلہ ہوگا، یعنی اللہ کے حکم کی تعمیل میں یا اللہ کی طرف سے اختیار ملنے کے بعد جب اس نے دعوت اسلام دیدی تو کہا کہ میری اس دعوت کے بعد جو کوئی کفر پر جما رہا اور شرک کی صورت میں اپنے اوپر خود ظلم کرتا رہا تو میں اور میرے ساتھی اس کو قتل کر دیں گے اور آخرت میں اللہ اس کو ایسا عذاب دے گا جو کسی کے علم میں نہیں وہ اتنا عظیم ترین اور غیر معمولی ہوگا کہ اس دنیا میں کسی کے سامنے نہیں آیا۔ نیک کام کرنے سے مراد ہے تقاضا ایمان کے موافق عمل کرنا۔

لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ۙ﴿٩٠﴾ كَذٰلِكَ ؕ وَقَدْ

کہ ہم نے نہیں بنائی ان کے لئے آفتاب سے ادھر کوئی آڑ ایسا ہی تھا ! اور ہم کو

اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿٩١﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٩٢﴾ حَتّٰٓى

پوری خبر تھی جو کچھ اس کے پاس (لشکر وغیرہ تھا) پھر پیچھے پڑا ایک اور سامان کے۔ یہاں تک کہ

اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ

پہنچا دو دیواروں کے درمیان (تو) پایا ان سے ورے ایک قوم کو

لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿٩٣﴾ قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ

کہ بات سمجھنے کے پاس بھی نہیں بھٹکے !ف۱ انھوں نے کہا کہ اے ذوالقرنین!

اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَهَلْ

یہ یاجوج و ماجوج فساد کرتے ہیں ملک میں (اگر کہو) تو ہم

نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ

تمہارے لئے چندہ کردیں بشرطیکہ تم بناؤ ہمارے اور ان کے درمیان میں کوئی آڑ۔ ذوالقرنین نے کہا

سَدًّا ﴿٩٤﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّيْ فِيْهِ رَبِّيْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ

کہ جو مجھ کو مقدور دے رکھا ہے میرے پروردگار نے وہ بہتر ہے تو تم میری مدد کرو (ہاتھ پاؤں) کے

اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ﴿٩٥﴾ ۙ اٰتُوْنِيْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ؕ

زور سے کہ میں بنادوں تمہارے اور ان کے درمیان میں ایک مضبوط دیوار مجھ کو لا دو لوہے کے تختے!

حَتّٰٓى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ؕ

یہاں تک کہ جب ذوالقرنین نے برابر کر دیا دونوں کے بیچ کی کشادگی کو (تو) کہا دھونکو۔

ف۱ ایک صحابی نے سدِّ سکندری دیکھی تھی:

ابن جریر میں ہے کہ ایک صحابیؓ نے رسول خدا ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے وہ دیوار دیکھی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیسی ہے؟ اس نے کہا دھاریدار چادر جیسی جس میں سرخ وسیاہ دھاریاں ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ لیکن یہ روایت مرسل ہے۔

دیوار کی تحقیق کیلئے لشکر کی روانگی:

خلیفہ واثق نے اپنے زمانے میں اپنے امیروں کو ایک وافر لشکر اور بہت سا سامان دے کر روانہ کیا تھا کہ وہ اس دیوار کی خبر لائیں یہ لشکر دو سال سے زیادہ سفر میں رہا اور ملک در ملک پھرتا ہوا آخر اس دیوار تک پہنچا دیکھا کہ لوہے اور تانبے کی دیوار ہے اس میں ایک بہت بڑا نہایت پختہ عظیم الشان دروازہ بھی ہے جس پر منوں وزنی قفل لگے ہوئے ہیں اور جو مال مسالہ دیوار کا بچا ہوا ہے وہیں پر ایک برج میں رکھا ہوا ہے جہاں پہرہ چوکی مقرر ہے۔ دیوار بے حد بلند ہے کتنی ہی کوشش کی جائے لیکن اس پر چڑھنا ناممکن ہے اس سے ملا ہوا پہاڑوں کا سلسلہ دونوں طرف برابر چلا گیا ہے اور بھی بہت سے عجائب وغرائب امور دیکھے جو انہوں نے واپس آکر خلیفہ کی خدمت میں عرض کئے۔

حَتّٰىٓ اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِیْٓ اُفْرِغْ عَلَیْهِ قِطْرًا ؕ ﴿۹۶﴾

یہاں تک کہ جب اس کو (بالکل) آگ بنادیا تو کہا کہ میرے پاس لے آؤ اس پر ڈال دوں پگھلا ہوا تانبہ

فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ یَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ﴿۹۷﴾

پھر نہ یاجوج ماجوج اس پر چڑھ سکے اور نہ اس میں سوراخ کر سکے

قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّیْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ

ذوالقرنین بولا کہ یہ مہربانی ہے میرے پروردگار کی پھر جب آموجود ہوگا میرے رب کا وعدہ

جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا ﴿۹۸﴾ ؕ وَتَرَكْنَا

تو اس کو ڈھا کر برابر کر دے گا۔ اور میرے پروردگار کا وعدہ سچا ہے !ول اور ہم

بَعْضَهُمْ یَوْمَىِٕذٍ یَّمُوْجُ فِیْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِی الصُّوْرِ

چھوڑ دیں گے کہ اس دن ایک میں ایک گڈمڈ ہو جائے گا اور پھونک ماری جائے گی صور میں

فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿۹۹﴾ ۙ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ یَوْمَىِٕذٍ لِّلْكٰفِرِیْنَ

پھر ہم جمع کریں گے ان سب کو۔ اور ہم لا سامنے کریں گے دوزخ اس دن کافروں کے

عَرْضَا ﴿۱۰۰﴾ ۙ الَّذِیْنَ كَانَتْ اَعْیُنُهُمْ فِیْ غِطَآءٍ عَنْ

روبرو جن کی آنکھیں (غفلت) کے پردہ میں تھیں میری یاد سے

ذِكْرِیْ وَكَانُوْا لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَمْعًا ﴿۱۰۱﴾ ۧ اَفَحَسِبَ

اور وہ (بغض کے باعث) سُن نہ سکتے تھے۔ تو کیا گمان کیا ہے

الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْٓ

کافروں نے کہ کارساز بنا لیا میرے بندوں کو میرے سوا (یہ کچھ نفع دے گا ؟)

ول قرآن وحدیث سے جو اس کے چند اوصاف معلوم ہوتے ہیں ایک یہ کہ اس کا بانی کوئی مقبول بندہ ہے دوسرے یہ کہ وہ جلیل القدر بادشاہ ہے تیسرے یہ کہ وہ دیوار لوہے کی ہے چوتھے یہ کہ اس کے دونوں سرے دو پہاڑوں سے ملے ہیں پانچویں یہ کہ اس دیوار کے اس طرف یاجوج ماجوج ہیں جو ابھی باہر نہیں نکل سکتے چھٹے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اس میں تھوڑا سا سوراخ ہو گیا تھا ساتویں یہ کہ وہ لوگ ہر روز اس کو چھیلتے ہیں اور پھر وہ خدا کے حکم سے ویسی ہی برابر ہو جاتی ہے اور قیامت کے قریب جو چھیلیں گے تو یوں کہیں گے کہ ان شاء اللہ کل آر پار کر دیں گے اس روز پھر برابر نہ ہوگی اور اگلے روز اس کو توڑ کر نکل پڑیں گے آٹھویں یاجوج ماجوج کی قوت باوجود آدمی ہونے کے انسانوں سے بہت بڑھی ہوئی ہے اور شمار میں بھی بہت زیادہ ہیں نویں یہ کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں نکلیں گے اس وقت عیسیٰ علیہ السلام وحی الٰہی سے اپنے خاص لوگوں کو لے کر کوہ طور پر چلے جائیں گے باقی لوگ اپنے طور پر قلعہ بند اور محفوظ مکانوں میں بند ہو جاویں گے دسویں یہ کہ وہ دفعۃً غیر معمولی موت سے مر جاویں گے اول کے پانچ اوصاف قرآن میں اور آخیر کے پانچ اوصاف احادیث صحیحہ میں ہیں ان اوصاف کو پیش

خلاصہ رکوع ۱۱

ع ۱۱ ۹ ۲ سابقہ قصہ موسیٰ وخضر علیہ السلام کی تکمیل کے بعد مشرکین مکہ کے تیسرے سوال کے متعلق ذوالقرنین کے بارے میں ان کا قصہ ذکر فرمایا گیا۔ دیوار ذوالقرنین اور یاجوج ماجوج کے خروج اور قرب قیامت کے احوال ذکر فرمائے گئے۔

أَوْلِيَآءَ ۚ إِنَّآ أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِينَ نُزُلًا ﴿١٠٢﴾ قُلْ

ہم نے تیار کر رکھی ہے دوزخ کافروں کی مہمانی کے لئے کہدے (کہو تو)

هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ﴿١٠٣﴾ الَّذِينَ ضَلَّ

ہم تم کو وہ لوگ بتائیں جو بُرے گھاٹے میں ہیں اعمال کے اعتبار سے وہ لوگ ہیں

سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ

جن کی کوشش گئی گزری ہوئی دنیا کی زندگی میں اور وہ سمجھتے ہیں کہ

يُحْسِنُونَ صُنْعًا ﴿١٠٤﴾ أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ

اچھے کام کر رہے ہیں۔ ف۱ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے نہ مانا اپنے رب کی

وَلِقَآئِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

آیتوں اور اس کی ملاقات کو پس اکارت ہوگئے ان کے عمل تو ہم نہ قائم کریں گے ان کے لئے قیامت

وَزْنًا ﴿١٠٥﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوٓا

کے دن تول یہ ان کا بدلہ جہنم ہے! اس سبب سے کہ انہوں نے کفر کیا اور بنایا

اٰيٰتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ﴿١٠٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

میری آیتوں اور رسولوں کو ٹھٹھا! جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے

كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿١٠٧﴾ خٰلِدِينَ فِيهَا

ان کے لئے فردوس کے باغ ہیں مہمانی کو جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے

لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿١٠٨﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا

نہ چاہیں گے وہاں سے جگہ بدلنی! کہہ دے کہ اگر دریا سیاہی ہو میرے پروردگار کی باتیں

نظر رکھ کر معلوم ہوگیا کہ جتنی دیواروں کا لوگوں نے رائے سے پتہ دیا ہے یہ مجموعہ اوصاف کسی ایک میں بھی موجود نہیں پس وہ خیالات صحیح نہیں اور حدیثوں کا انکار یا آیات میں بعید تاویل کرنا خود دین کے خلاف ہے۔ رہا مخالفین کا یہ کہنا کہ ہم نے تو تمام زمین کو چھان ڈالا کہیں اس کا پتہ نہیں ملا اس کا صحیح جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ ہمارے اور اس کے درمیان بڑے بڑے سمندر حائل ہوں اور یہ دعویٰ کہ ہم تمام خشکی اور تری کا احاطہ کر چکے ہیں قابل تسلیم نہیں بلکہ عقلاً ممکن ہے کہ امریکہ کی طرح سمندر کے درمیان میں کوئی حصہ زمین کا ایسا ہو جہاں اب تک رسائی نہ ہوئی ہو کسی کے نہ پانے سے اس کا نہ ہونا لازم نہیں آتا پس جب مخبر صادق نے جس کا سچا ہونا دلائل قطعیہ سے ثابت ہے اس دیوار کی مع اس کے اوصاف کے خبر دی ہے تو ہم پر واجب ہے کہ تصدیق کریں اور ایسے بددینوں کے فضول کلام کی طرف التفات کرنا دین کی کمزوری اور یقین کی کمی کے سوا کچھ نہیں اور قرآن میں سفر جنوب کا ذکر یا تو اس لئے نہیں کیا گیا کہ اس سفر کا اتفاق نہ ہوا ہو یا اور کسی وجہ سے ذکر نہیں کیا۔

ف۱ عیسائی اور یہودی:

حضرت ابن عباس اور حضرت سعد بن ابی وقاص نے فرمایا آیت میں سب سے زیادہ خسارہ پانے والوں سے مراد ہیں عیسائی اور یہودی جو اپنے گروہ کو حق پر سمجھتے ہیں حالانکہ ان کی شریعت منسوخ ہو چکی۔ بعض کے نزدیک وہ تارک الدنیا خانقاہ نشین راہب مراد ہیں جو اپنے خیال میں آخرت کے طالب اور الذائذ دنیا سے روگرداں ہیں، حالانکہ وہ شریعت اسلامیہ کے منکر ہیں ان کی یہ ساری کوششیں سراب اور نا کارہ ثابت ہوں گی۔

لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ

(لکھنے کو) تو ضرور دریا نبڑ جائے اس سے قبل کہ نبڑیں میرے پروردگار کی باتیں

وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى

اگرچہ ویسا ہی (اور دریا) ہم مدد کو لائیں۔ کہہ دے! میں بھی تم جیسا ایک بشر ہی ہوں میری جانب وحی

اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ

آتی ہے کہ تمہارا معبود یکتا ہے۔ تو جس کو امید ہو اپنے پروردگار سے

فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾ ع

ملنے کی تو چاہئے کہ نیک عمل کرے اور نہ شریک کرے اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو ف۱

سُوْرَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٍ وَّتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورہ مریم مکہ میں اتری اور اس میں اٹھانوے آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

كٓهٰيٰعٓصٓ ﴿۱﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ﴿۲﴾ اِذْ

یہ مذکور ہے تیرے پروردگار کی مہربانی کا اپنے بندے زکریا پر جب

نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ﴿۳﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ

اس نے پکارا اپنے پروردگار کو آہستہ آواز سے! ف۲ کہا کہ اے میرے پروردگار

الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ

سست پڑ گئیں میری ہڈیاں اور بھڑک اٹھا سر بڑھاپے سے اور میں تجھ سے دعا کر کے اے پروردگار

ف۱ شانِ نزول:

ابن ابی الدنیا نے کتاب الاخلاص میں اور ابن ابی حاتم نے طاؤس کا بیان نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں موقف (حج) میں کھڑا ہوتا ہوں اللہ کی خوشنودی کا خواستگار ہوتا ہوں لیکن یہ بھی پسند کرتا ہوں کہ میرا

خلاصہ رکوع ۱۲

سورہ کہف کے اس آخری رکوع میں اصل مضمون یعنی توحید و آخرت کی طرف متوجہ کیا گیا۔ دنیا پرستی اور کفر و شرک کا انجام جہنم اور ان کے مقابلہ میں اہل ایمان کا حال و انجام بیان فرمایا گیا ہے۔

ع ۱۲ ۹

۳ اس جگہ موجود ہونا دیکھ لیا جائے۔ (یعنی لوگ مجھے اس جگہ کھڑا دیکھ لیں) حضور ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا یہاں تک کہ آیت فمن کان یرجوا الخ نازل ہوئی۔ یہ حدیث مرسل ہے، حاکم نے مستدرک میں اس کو موصولاً حضرت ابن عباسؓ کی روایت قرار دیا ہے اور شرط شیخین کے مطابق کہا ہے۔

تعبیر: جس نے اس کو خواب میں پڑھا اس کی تعبیر یہ ہے کہ تنگی میں رہے گا پھر اللہ تعالیٰ اس پر کشادگی اور آسانی فرمادے گا۔

ف۲ پوشیدہ دُعاء کی حکمت:

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ آپ بڑھئی کا پیشہ کر کے اپنا پیٹ پالتے تھے۔ رب سے دعا کرتے ہیں، لیکن اس وجہ سے کہ لوگوں کے نزدیک یہ انوکھی دعا تھی، کوئی سنتا تو خیال کرتا کہ لو بڑھاپے میں اولاد کی چاہت ہوتی ہے، اور یہ وجہ بھی تھی کہ پوشیدہ دعا خدا کو زیادہ پیاری ہوتی ہے اور قبولیت سے زیادہ قریب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ متقی دل کو بخوبی جانتا ہے اور آہستگی کی آواز کو پوری طرح سنتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

رَبِّ شَقِيًّا ﴿٤﴾ وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ

محروم نہیں رہا اور مجھے خوف ہے اپنے بھائی بندوں کا اپنے پیچھے ف۲

وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ﴿٥﴾

اور میری عورت بانجھ ہے تو مجھ کو عطا فرما اپنی طرف سے ایک وارث کہ

يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴿٦﴾

میرا جانشین ہو اور وارث ہو آل یعقوب کا ف۲ اور اس کو کر اے پروردگار من مانتا

يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨاسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ

(ہم نے کہا کہ) اے زکریا ہم تجھے خوشی سناتے ہیں ایک لڑکے کی جس کا نام یحیٰی ہے ہم نے نہیں کیا

مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ﴿٧﴾ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ

اس سے پہلے اس نام کا کوئی۔ زکریا بولا کہ اے میرے پروردگار کیوں کر ہوگا میرے لڑکا حالانکہ

امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ﴿٨﴾ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ

میری عورت بانجھ ہے اور میں پہنچ چکا بڑھاپے کی حد کو۔ اللہ نے فرمایا اسی طرح (وعدہ ہے)

قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ

فرمایا تیرے پروردگار نے یہ کام مجھ پر آسان ہے اور میں نے تجھ کو پیدا کیا پہلے

وَلَمْ تَكُ شَيْـًٔا ﴿٩﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ

اور تو کچھ بھی تو نہ تھا عرض کیا کہ اے پروردگار میرے لئے کوئی نشانی مقرر کر دے اللہ نے فرمایا کہ تیری نشانی یہ ہے

اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ﴿١٠﴾ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ

کہ تو بات نہ کر سکے گا لوگوں سے تین (دن) رات بھلا چنگا پھر باہر نکلا

ف۱ انبیاء کی میراث:

میراث سے مراد مالی میراث نہیں، علم نبوت مراد ہے۔ انبیاء کے مال کا وارث کوئی نہیں ہوتا، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء نے اپنی میراث میں درہم و دینار نہیں چھوڑے بلکہ علم کی میراث چھوڑی ہے اس میراث کو جس نے لیا اس نے بڑی میراث پائی (وہ بڑا خوش نصیب ہے)

ف۲ حضرت زکریاؑ کو علمی و روحانی وراثت کی فکر تھی:

(تنبیہ) احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے مال میں وراثت جاری نہیں ہوتی۔ ان کی وراثت دولت علم میں چلتی ہے۔ خود شیعوں کی مستند کتاب "کافی کلینی" سے بھی "روح المعانی" میں اس مضمون کی روایات نقل کی ہیں۔ لہٰذا متعین ہے کہ "یرثنی و یرث من آل یعقوب" میں وراثت مالی مراد نہیں۔ جس کی تائید خود لفظ "آل یعقوب" سے ہو رہی ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے تمام آل یعقوب کے اموال و املاک کا وارث تنہا حضرت زکریا علیہ السلام کا بیٹا کیسے ہو سکتا تھا۔ بلکہ نفس وراثت کا ذکر ہی اس موقع پر یہ ظاہر کرتا ہے کہ مالی وراثت مراد نہیں۔ کیونکہ یہ تو تمام دنیا کے نزدیک مسلم ہے کہ بیٹا باپ کے مال کا وارث ہوتا ہے۔ پھر دعاء میں اس کا ذکر کرنا محض بیکار تھا۔ یہ خیال کرنا کہ حضرت زکریا علیہ السلام کو اپنے مال و دولت کی فکر تھی کہ کہیں میرے گھر سے نکل کر بنی اعمام اور دوسرے رشتہ داروں میں نہ پہنچ جائے، نہایت پست اور ادنیٰ خیال ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی شان یہ نہیں ہوتی کہ دنیا سے رخصت ہوتے وقت دنیا کی متاع حقیر کی فکر میں پڑ جائیں کہ ہائے یہ کہاں جائے گی اور کس کے پاس رہے گی۔ اور لطف یہ ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام بڑے دولت مند بھی نہ تھے۔ بڑھئی کا کام کر کے محنت سے پیٹ پالتے تھے۔ بھلا ان کو بڑھاپے میں کیا غم ہو سکتا تھا کہ چار پیسے رشتہ داروں کے ہاتھ نہ پڑ جائیں۔ العیاذ باللہ۔ (تفسیر عثمانی)

خاصیت: آیت ۵ تا ۱۵ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً

اپنے لوگوں کے پاس حجرے سے تو ان کو اشارے سے کہہ دیا کہ تسبیح کئے جاؤ

وَّعَشِيًّا ﴿١١﴾ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ

صبح وشام اے یحییٰ پکڑ لے کتاب (یعنی توریت) کو مضبوطی سے اور ہم نے اس کو عطا فرمائی دانائی

صَبِيًّا ﴿١٢﴾ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ؕ وَكَانَ تَقِيًّا ﴿١٣﴾ وَّبَرًّا

لڑکپن سے اور ہم نے اس کو رحم دلی دی اپنی طرف سے اور طہارت نفس اور وہ تھا پرہیزگار! اور ماں باپ کا

بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ﴿١٤﴾ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ

فرمانبردار اور نہ تھا سرکش نافرمان اور اس پر سلام ہو جیو جس دن پیدا ہوا اور جس دن

وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ﴿١٥﴾ وَاذْكُرْ

مرے گا اور جس دن اُٹھا کھڑا کیا جاوے گا زندہ ف۱ اور مذکور کر کتاب میں

فِى الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا

مریم کا! جب الگ جا بیٹھی اپنے لوگوں سے

مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿١٦﴾ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۚ فَاَرْسَلْنَاۤ

ایک پورب رخ جگہ میں پھر کرلیا ان کے ورے پردہ! تو ہم نے بھیجا اس کی جانب اپنی روح (یعنی جبریلؑ)

اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿١٧﴾ قَالَتْ اِنِّىْۤ

کو تو وہ بن آیا اس کے آگے اچھا خاصا آدمی! مریم لگی کہنے کہ میں تجھ سے

اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿١٨﴾ قَالَ اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوْلُ

رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو پرہیزگار ہے! وہ کہنے لگا کہ میں تو بس بھیجا ہوا (فرشتہ) ہوں

ف۱ حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰؑ کی ملاقات:

حضرت حسنؒ فرماتے ہیں، حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی ملاقات ہوئی تو حضرت عیسیٰ حضرت یحییٰ علیہ السلام سے فرمانے لگے میں نے تو آپ ہی اپنے اوپر سلام کیا آپ پر خود خدا تعالیٰ نے سلام کہا۔ اب ان دونوں نبیوں پر اللہ کی فضیلت ظاہر ہے۔

مروی ہے کہ حضرت مریم نے فرمایا کہ خلوت اور تنہائی کے موقع پر مجھ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بولتے تھے اور مجمع میں خدا کی تسبیح بیان کرتے تھے۔ یہ حال اس وقت کا ہے جب کہ آپ میرے پیٹ میں تھے۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

ع ۱ ۱۵ ۴

خلاصہ رکوع ۱

حضرت زکریا علیہ السلام پر خدائی رحمت اور اس کے مظاہر ذکر فرمائے گئے اور کبرسنی میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت کی بشارت کو ذکر فرمایا گیا۔

انسان کے تین حال:

سفیان بن عیینہ نے کہا انسان کے یہی تین عجیب احوال ہوتے ہیں۔ (۱) ماں کے پیٹ کو چھوڑ کر باہر اس دنیا میں آتا ہے۔ (۲) دنیا سے نکل کر دوسرے عالم میں پہنچتا ہے جہاں اس کو وہ اشخاص ملتے ہیں جو اس دنیا میں اس کو کبھی نہیں نظر آئے۔ (۳) زندہ ہو کر میدان حشر میں پہنچے گا اور ایسا میدان اور اجتماع اس نے کبھی نہ دیکھا ہوگا (نہ دنیا میں نہ عالم برزخ میں) ان تینوں حالات و مقامات میں محفوظ رہنے کی خصوصیت اللہ نے یحییٰ علیہ السلام کو عطا فرمائی۔ (تفسیر مظہریؒ)

رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۝١٩ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ

تیرے پروردگار کا تا کہ تجھ کو دے جاؤں ایک پاکیزہ لڑکا مریم بولی کہ میرے کیونکر لڑکا ہوگا

وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ۝٢٠ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ

حالانکہ مجھ کو چھوا تک نہیں آدمی نے اور نہ میں کبھی بدکار تھی ف۱ بولا کہ اسی طرح (وعدہ ہے) فرمایا

رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً

تیرے پروردگار نے کہ یہ مجھ پر آسان ہے اور ہم اس کو لوگوں کے لئے نشانی کیا چاہتے ہیں

مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ۝٢١ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ

اور رحمت اپنی طرف سے اور یہ کام ٹھہر چکا ہے پس مریم کو بیٹے کا حمل رہ گیا تو وہ اس کو لے کر الگ ہو بیٹھی

مَكَانًا قَصِيًّا ۝٢٢ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ

دور کے مکان میں۔ پھر اس کو لے آیا دردِ زہ ایک کھجور کی جڑ میں

النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ

بولی اے کاش میں مر جاتی اس سے پہلے اور بھولی بسری ہو گئی

نَسْيًا مَّنْسِيًّا ۝٢٣ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ

ہوتی۔ پھر اس کو (کسی نے) آواز دی اس کے نیچے سے کہ غم نہ کھا۔

جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۝٢٤ وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ

پیدا کر دیا تیرے پروردگار نے تیرے نیچے ایک چشمہ۔ اور ہلا اپنی طرف کھجور کی

النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۝٢٥ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ

جڑ کو اس سے تجھ پر جھڑ پڑیں گی ف۱ پکی پکی کھجوریں اب کھا اور پی!

ف۱ یعنی منجملہ ظاہری شرائط کے اولاد ہونے کے لئے مرد کی مقاربت بھی ایک شرط ہے اور وہ بالکل مفقود ہے کیونکہ نہ تو میرا نکاح ہوا نہ ویسے مجھے کسی نے ہاتھ لگایا اول اول اگرچہ مریم نے فرشتہ کو نہیں پہچانا تھا مگر ان کی تقریر سن کر نور ولایت سے پہچان لیا اور یقین آ گیا پس یہ شبہ نہ ہو سکتا کہ حضرت مریم علیہا السلام نے اس کا نرا دعویٰ کیسے قبول کر لیا اور اس غرض خاص کے لئے فرشتہ کے آنے اور کلام کرنے سے حضرت مریم علیہا کا نبی ہونا لازم نہیں آتا اور صورت بدلنے سے فرشتہ کی حقیقت کا بدل جانا بھی لازم نہیں آتا یہ صورتیں ان کی حقیقت کے اعتبار سے ایسی ہیں جیسے ہمارے اعتبار سے مختلف لباس اور فرشتوں کے صورت بدل لینے پر یہ شبہ نہیں ہو سکتا کہ پھر ہر شخص میں یہ احتمال ہے کہ شاید کوئی دوسری مخلوق اس شخص کی شکل میں ظاہر ہوئی ہو وجہ یہ کہ ایسے امور شاذ و نادر واقع ہوتے ہیں پس بدوں دلیل کے یہ احتمال محض فضول ہے جو عقلاً بالکل معتبر نہیں اور شاید اصلی صورت میں فرشتہ کے نہ آنے کی یہ حکمت ہو کہ ڈر نہ جائیں اور انسان کی صورت میں اس لئے آئے ہوں کہ جنس کو جنس سے انس ہوتا ہے اور مکان کا شرقی ہونا اتفاقاً تھا قصداً نہ تھا۔

ف۱ اب چپ کا روزہ جائز نہیں ہے: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس دو شخص آئے۔ ایک نے تو سلام کیا، دوسرے نے نہ کیا۔ آپ نے پوچھا اس کی کیا وجہ ہے؟ لوگوں نے کہا اس نے قسم کھائی ہے کہ آج کسی سے بات نہ کرے گا۔ آپ نے فرمایا اسے توڑ دے، سلام کلام شروع کر یہ تو صرف (حضرت) مریم کے لئے ہی تھا۔

وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْٓ

اور آنکھ ٹھنڈی کر! پھر اگر کسی آدمی کو دیکھے تو (اشارے سے) کہہ دیجیو کہ

اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ۚ ٢٦

میں نے رحمٰن کے لئے منت مان رکھی ہے روزے کی تو میں ہرگز نہ بات کروں گی آج کسی آدمی سے

فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ۭ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ

پھر اس کو لائی اپنی قوم میں گود میں اٹھائے ہوئے! وہ لوگ کہنے لگے کہ اے مریم یہ تو تو نے

شَيْـًٔا فَرِيًّا ٢٧ يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ

بہت برا کام کیا۔ اے ہارون کی بہن نہ تیرا باپ برا آدمی تھا اور نہ تیری ماں

وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ٢٨ ښ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ۭ قف قَالُوْا كَيْفَ

بدکار تھی تو مریم نے بچے کی طرف اشارہ کر دیا! وہ لوگ بولے

نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ٢٩ قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۭ وقف

کہ ہم کیوں کر بات کریں گود کے لڑکے سے۔ عیسیٰ نے کہا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں

اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ٣٠ ۙ وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا

اس نے مجھ کو کتاب دی اور مجھ کو پیغمبر کیا! ف۱ اور مجھ کو بابرکت بنایا

اَيْنَ مَا كُنْتُ ۠ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ

جہاں کہیں بھی میں رہوں اور مجھ کو حکم دیا نماز اور زکوٰۃ کا جب تک کہ میں

حَيًّا ٣١ ۽ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَتِيْ ۡ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا ٣٢

زندہ رہوں! اور مجھ کو تابعدار بنایا اپنی ماں کا اور مجھے سرکش اور بدبخت نہیں کیا۔

کیونکہ خدا تعالیٰ کو آپ کی صداقت و کرامت ثابت کرنا منظور تھی اس لئے اسے عذر بتادیا تھا۔

سکوت کا روزہ شریعت اسلامیہ میں منسوخ ہوگیا:

قبل از اسلام یہ بھی عبادت میں داخل تھا کہ نہ بولنے کا روزہ رکھے۔ صبح سے رات تک کسی سے کلام نہ کرے۔ اسلام نے اس کو منسوخ کر کے یہ لازم کردیا کہ صرف برے کلام گالی گلوچ، جھوٹ، غیبت وغیرہ سے پرہیز کیا جائے عام گفتگو ترک کرنا اسلام میں کوئی عبادت نہیں رہی اس لئے اس کی نذر ماننا بھی جائز نہیں۔ لما رواہ ابوداؤد مرفوعاً لا یتم بعد احتلام ولا صمات یوم الی اللیل و حسنہ السیوطی والعزیزی، یعنی بچہ بالغ ہونے کے بعد باپ کے مرنے سے یتیم نہیں کہلاتا، اس پر احکام یتیم کے جاری نہیں ہوتے اور صبح سے شام تک خاموش رہنا تو (اسلام میں) کوئی عبادت نہیں۔ اور روزہ میں پانی اور کھجور کا استعمال طبا بھی مفید ہے اور اکل و شرب کا حکم بظاہر اباحت کے لئے معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

ف۱ بچپن میں نبوت کس طرح:

وجعلنی نبیاً اور اس نے مجھے نبی بنایا ہے، یعنی یقیناً آئندہ وہ مجھے نبی بنائے گا۔ بعض علماء نے کہا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تحریر لوح محفوظ کی اطلاع دی تھی (یعنی میں لوح محفوظ کی تحریر کے بموجب نبی بنایا جا چکا ہوں) جیسے رسول اللہ سے جب دریافت کیا گیا کہ آپ نبی کب ہوئے تو آپ نے فرمایا، میں اس وقت نبی تھا جب آدم روح اور جسم کے درمیان تھے۔ (یعنی مٹی اور پانی سے آدم کے پتلے کا خمیر ہی بنا تھا، روح پڑی بھی نہ تھی) رواہ ابن سعد و ابو نعیم فی الحلیۃ عن میسرۃ بن سعد عن ابی الجد عاء۔ والطبر انی عن ابن عباس۔ (تفسیر مظہریؒ)

وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ

اور مجھ پر سلام ہے جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن زندہ اٹھا

حَيًّا ﴿٣٣﴾ ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ

کھڑا کیا جاؤں گا! (لوگو!) یہ ہے عیسیٰ ابن مریم (کی حقیقت)! سچی بات جس میں

يَمْتَرُوْنَ ﴿٣٤﴾ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ

لوگ جھگڑا کرتے ہیں اللہ کو شایان نہیں کہ اولاد بنائے وہ پاک (ذات) ہے۔

اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٣٥﴾ ؕ وَاِنَّ

جب ٹھان لیتا ہے کوئی کام تو بس اس کو فرما دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے ف۱ اور عیسیٰ نے کہا کہ بیشک

اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٣٦﴾

اللہ میرا رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے تو اسی کی عبادت کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔

فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

پھر اختلاف کرنے لگے فرقے آپس میں تو خرابی ہے کافروں کے لئے

مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿٣٧﴾ اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ ۙ

جب حاضر ہوں گے بڑے (سخت) دن میں۔ کیا کچھ سنتے اور دیکھتے ہوں گے

يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٨﴾

جس دن ہمارے سامنے حاضر ہوں گے لیکن یہ ظالم آج تو کھلی گمراہی میں ہیں۔

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ

اور ان کو ڈراوے پشیمانی کے دن سے جب کام کا فیصلہ کر دیا جائے گا اور وہ لوگ

ف۱ عیسائیوں کے چار گروہ:

کہتے ہیں کہ بنو اسرائیل کا مجمع جمع ہوا اور اپنے میں سے انہوں نے چار ہزار آدمی چھانٹے۔ ہر قوم نے اپنا اپنا ایک عالم پیش کیا یہ واقعہ حضرت عیسیٰؑ کے آسمان پر اٹھ جانے کے بعد کا ہے۔ یہ لوگ آپس میں مختلف ہوئے۔ ایک تو کہنے لگا یہ خود خدا تھا، جب تک اس نے چاہا زمین پر رہا، جسے چاہا جلایا، جسے چاہا مارا، پھر آسمان پر چلا گیا۔ اس گروہ کو یعقوبیہ کہتے ہیں۔ لیکن اور تینوں نے اسے جھٹلایا اور کہا تُو نے جھوٹ کہا۔ اب دو نے تیسرے سے کہا اچھا تُو کہہ تیرا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا وہ خدا کے بیٹے تھے۔ اس جماعت کا نام نسطوریہ پڑا۔ دو جو رہ گئے انہوں نے کہا تو نے بھی غلط کہا ہے۔ پھر ان دو میں سے ایک نے کہا تم کہو! اس نے کہا میں تو یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ وہ تین میں سے ایک ہیں۔ ایک تو اللہ جو معبود ہے دوسرے یہی جو معبود ہیں تیسرے ان کی والدہ جو معبود ہیں۔ یہ اسرائیلیہ گروہ ہوا اور یہی نصرانیوں کے بادشاہ تھے۔ علیہم لعائن اللہ۔ چوتھے نے کہا تم سب جھوٹے ہو حضرت عیسیٰ خدا کے بندے اور رسول تھے خدا تعالیٰ ہی کا کلمہ تھے۔ اور اس کے پاس کی بھیجی ہوئی روح۔ یہ لوگ مسلمان کہلائے اور یہی سچے تھے۔ ان میں سے جس کے تابع جو تھے۔ وہ اسی کے قول پر ہو گئے اور آپس میں خوب جوت اچھلا۔ چونکہ سچے اسلام والے ہر زمانے میں تعداد میں کم ہوتے ہیں ان پر یہ ملعون چھا گئے، انہیں دبا لیا، انہیں مارنا پیٹنا اور قتل کرنا شروع کر دیا۔

١٥

فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٣٩﴾ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ

غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور وہ ایمان نہیں لاتے۔ ہم ہی وارث ہوں گے

الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿٤٠﴾ وَاذْكُرْ

زمین کے اور ان کے کہ جو روئے زمین پر ہیں اور ہمارے ہی جانب وہ لوٹائے جائیں گے

فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿٤١﴾ اِذْ

اور مذکور کر کتاب میں ابراہیم کا! بیشک وہ سچا نبی تھا! ول جب

قَالَ لِاَبِيْهِ يٰاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا

اس نے کہا اپنے باپ سے کہ ابا جان کیوں پوجتے ہو ایسی چیز کو جو نہ سنے اور نہ دیکھے اور نہ

يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ﴿٤٢﴾ يٰاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ

تمہارے کچھ کام آوے! ابا جان! میرے پاس ایسا علم آیا ہے

مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿٤٣﴾ يٰاَبَتِ لَا

جو تمہارے پاس نہیں آیا تو میری راہ چلئے میں تم کو سیدھا رستہ دکھا دوں گا ابا جان! نہ

تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ﴿٤٤﴾

پوجو شیطان کو! بے شک شیطان رحمٰن کا نافرمان ہے۔

يٰاَبَتِ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ

ابا جان! مجھ کو خوف ہے کہ تم کو آ لگے عذاب رحمٰن کی طرف سے

فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ﴿٤٥﴾ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ

تو تم ہو جاؤ شیطان کے ساتھی۔ وہ بولا کہ تو پھرا ہوا ہے میرے معبودوں سے

ول صدیق کی تعریف:

صدیقاً نبیا لفظ صدیق بکسر صاد قرآن کا ایک اصطلاحی لفظ ہے اس کے معنی اور تعریف میں علماء کے اقوال مختلف ہیں، بعض نے فرمایا کہ جس شخص نے عمر میں کبھی جھوٹ نہ بولا ہو وہ صدیق ہے بعض نے فرمایا کہ جو شخص اعتقاد اور قول و عمل ہر چیز میں صادق ہو یعنی جو دل میں اعتقاد ہو ٹھیک وہی زبان پر ہو اور اس کا ہر فعل اور ہر حرکت وسکون اسی اعتقاد اور قول کے تابع ہو۔ روح المعانی اور مظہری وغیرہ میں اسی آخری معنی کو اختیار کیا ہے اور پھر صدیقیت کے درجات متفاوت ہیں، اصل صدیق تو نبی ورسول ہی ہو سکتا ہے اور ہر نبی و رسول کے لئے صدیق ہونا وصف لازم ہے مگر اس کا عکس نہیں کہ جو صدیق ہو اس کا نبی ہونا ضروری ہو بلکہ غیر نبی بھی جو اپنے نبی ورسول کے اتباع میں صدق کا یہ مقام حاصل کر لے وہ بھی صدیق کہلائے گا، حضرت مریم کو خود قرآن کریم نے امہ صدیقۃ کا خطاب دیا ہے حالانکہ جمہور امت کے نزدیک وہ نبی نہیں، اور کوئی عورت نبی نہیں ہو سکتی۔ (معارف مفتی اعظمؒ)

ع ٣ ٢٥ ٥

خلاصہ رکوع ٣

حضرت مریم علیہا السلام جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہیں کا ذکر فرمایا گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت اور اس سلسلہ کے احوال ذکر فرمائے گئے۔ آخر میں توحید و قیامت اور منکرین توحید کا حال بیان کیا گیا۔

اٰلِهَتِیْ یٰۤاِبْرٰهِیْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِیْ مَلِیًّا ﴿٤٦﴾

اے ابراہیم! اگر تو باز نہ آئے گا تو میں ضرور تجھ کو سنگسار کروں گا اور مجھ سے دور ہو مدت

قَالَ سَلٰمٌ عَلَیْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِیْ

دراز تک۔ ابراہیم نے کہا (اچھا) سلام علیک ف۱ میں تمہارے لئے مغفرت مانگوں گا اپنے رب سے بیشک

حَفِیًّا ﴿٤٧﴾ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

وہ مجھ پر مہربان ہے اور میں کنارہ کرتا ہوں تم سے اور ان چیزوں سے جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا

وَاَدْعُوْا رَبِّیْ ۖ عَسٰۤی اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّیْ شَقِیًّا ﴿٤٨﴾

اور میں پکاروں گا اپنے رب کو۔ امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر محروم نہ رہوں گا ف۲

فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا

تو جب ابراہیم نے کنارہ کیا ان لوگوں سے

لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِیًّا ﴿٤٩﴾ وَوَهَبْنَا

اور ان بتوں سے کہ جن کو وہ پوجتے تھے اللہ کے سوا۔ تو ہم نے اس کو عطا کئے

لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ

اسحٰق اور یعقوب اور ہر ایک کو نبی بنایا اور ہم نے ان کو (بہتیرا) دیا اپنی رحمت سے

عَلِیًّا ﴿٥٠﴾ وَاذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ مُوْسٰۤی ۚ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا

اور ہم نے ان کے لئے کیا ذکر خیر بلند۔ اور مذکور کر کتاب میں موسیٰ کا کہ وہ خاص بندہ تھا

وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّا ﴿٥١﴾ وَنَادَیْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ

اور بھیجا ہوا نبی تھا اور ہم نے اسے آواز دی کوہ طور کی داہنی جانب سے

ف۱ قطع تعلق کا شریفانہ انداز: کسی سے قطع تعلق کرنے کا شریفانہ اور مہذب طریقہ یہ ہے کہ بات کا جواب دینے کے بجائے لفظ سلام کہہ کر علیحدہ ہوجائے جیسا کہ قرآن کریم نے اپنے مقبول وصالح بندوں کی صفت میں بیان فرمایا ہے: واذا خاطبھم الجھلون قالو سلما یعنی جب جاہل لوگ ان سے جاہلانہ خطاب کرتے ہیں تو یہ ان سے دوبدو ہونے کے بجائے لفظ سلام کہتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ باوجود مخالفت کے میں تمہیں کوئی گزند اور تکلیف نہ پہنچاؤں گا۔

ف۲ ہجرتِ ابراہیمی: جب کوئی اثر تم پر نہیں، بلکہ الٹا مجھے دھمکیاں دیتے ہو تو اب میں خود تمہاری بستی میں رہنا نہیں چاہتا۔ تم کو اور تمہارے جھوٹے معبودوں کو چھوڑ کر وطن سے ہجرت کرتا ہوں تا کہ یکسو ہو کر اطمینان سے خدائے واحد کی عبادت کرسکوں، حق تعالیٰ کے فضل ورحمت سے کامل امید ہے کہ اس کی بندگی کر کے میں محروم ونا کام نہیں رہوں گا۔ غربت وبے کسی میں جب اس کو پکاروں گا، ادھر سے ضرور اجابت ہوگی۔ میرا خدا پتھر کی مورتی نہیں کہ کتنا ہی چیخو چلاؤ سن ہی نہ سکے۔ (تفسیر عثمانی)

خلاصہ رکوع ۳

ع ۳ / ۱۰ / ۶

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آغاز شباب کا ایک واقعہ ذکر فرمایا گیا اور مشرکین مکہ کو تعلیم دی گئی کہ تمہارے جد امجد نے حق کیلئے اپنے باپ دادا کے دین کو ہی نہیں بلکہ اپنے باپ کو بھی چھوڑ دیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے والد کو دعوت حق دی اور پھر ہجرت کو ذکر کیا گیا۔ پھر حضرت یعقوب واسحاق علیہما السلام کی بشارت دی گئی تا کہ ہجرت کی وحشت میں انس وسکون حاصل ہو۔

ف۱ ایفائے وعدہ کی اہمیت اور اس کا درجہ

ایفائے وعدہ انبیاء وصلحاء کا وصفِ خاص اور تمام شریف انسانوں کی حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے العدۃ دین، وعدہ ایک قرض ہے یعنی جس طرح قرض کی ادائیگی انسان پر لازم ہے اسی طرح وعدہ پورا کرنے کا اہتمام بھی لازم ہے۔ دوسری ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں وأی المؤمن واجب یعنی وعدہ مومن کا واجب ہے۔

حضرات فقہاء نے باتفاق یہ فرمایا ہے کہ وعدہ کا قرض ہونا اور ایفاء وعدہ کا واجب ہونا اس معنی میں ہے کہ بلا عذر شرعی اس کو پورا نہ کرنا گناہ ہے لیکن وہ ایسا قرض نہیں جس کی چارہ جوئی عدالت سے کی جاسکے اور زبردستی وصول کیا جاسکے جس کو فقہاء کی اصطلاح میں یوں تعبیر کیا جاتا ہے کہ دیانۃً واجب ہے قضاءً واجب نہیں۔ (قرطبی وغیرہ) (معارف مفتی اعظمؒ)

ف۲ قرآن پڑھو اور روؤ:

ابن ماجہ، اسحاق بن راہویہ اور بزار نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قرآن پڑھو اور گریہ کرو، رونا نہ آئے تو روتے بن جاؤ۔ (تفسیر مظہریؒ)

تلاوت قرآن کے وقت بکاء یعنی آبدیدہ ہونا سنت انبیاء ہے: اس سے معلوم ہوا کہ آیات قرآن کی تلاوت کے وقت بکاء (رونے) کی کیفیت پیدا ہونا محمود اور انبیاء علیہم السلام کا وصف ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور صحابہ و تابعین اور اولیاء اللہ سے بکثرت اس کے واقعات منقول ہیں۔

چونکہ بعض انبیاء علیہم السلام کی شان میں بعضے بددین مبالغہ یا توہین کرتے تھے اس لئے حق تعالیٰ نے سب حضرات کے دو قسم کے اوصاف بیان فرمائے ایک تو ان کا مقبول اور صاحب کمال ہونا یا تو گستاخی کا جواب ہے دوسرے ان کا خدا کے سامنے عاجز و محتاج و منکسر ہونا یا مبالغہ کا علاج ہے۔ پس افراط و تفریط دونوں کا علاج ہوگیا۔

الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ﴿۵۲﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ

اور ہم نے اس کو پاس بلا لیا راز کہنے کو۔ اور اس کو عطا کیا اپنی رحمت سے

اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ﴿۵۳﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ

اس کا بھائی ہارون نبی بنا کر۔ اور مذکور کر! کتاب میں اسمٰعیل کا وہ وعدہ کا

صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿۵۴﴾ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ

سچا تھا اور بھیجا ہوا نبی تھا ف۱ اور حکم کیا کرتا تھا اپنے گھر والوں کو

بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ﴿۵۵﴾ وَاذْكُرْ

نماز کا اور زکوٰۃ کا اور اپنے پروردگار کے یہاں پسندیدہ تھا۔ اور مذکورہ کر

فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۵۶﴾ وَّرَفَعْنٰهُ

کتاب میں ادریس کا وہ بڑا سچا نبی تھا اور ہم نے اسے اٹھا لیا بلند مکان

مَكَانًا عَلِيًّا ﴿۵۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ

(یعنی آسمان) پر یہ وہ لوگ ہیں جن پر انعام کیا اللہ نے نبیوں میں

النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ

آدم کی نسل میں سے اور ان کی نسل میں سے کہ جن کو ہم نے نوح کے ساتھ اٹھا لیا تھا

وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا

اور ابراہیم اور یعقوب کی نسل میں سے اور ان میں سے کہ جن کو ہدایت دی

وَاجْتَبَيْنَا اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا

اور منتخب کیا۔ جب ان پر پڑھی جاتی تھیں رحمٰن کی آیتیں ف۲ گر پڑتے تھے سجدہ کرتے

وَّبُكِيًّا ﴿٥٨﴾ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ

اور روتے ہوئے۔ ف۱ اور آئے ان کے بعد ایسے ناخلف کہ جنہوں نے نمازیں کھوئیں

وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿٥٩﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ

اور پیچھے پڑ گئے خواہشات کے تو (سزا) پائیں گے گمراہی کی مگر جس نے توبہ کر لی

وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ

اور ایمان لایا اور نیک عمل کئے تو وہ لوگ داخل ہوں گے بہشت میں

وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ﴿٦٠﴾ جَنّٰتِ عَدْنِ ۨالَّتِيْ وَعَدَ

اور ان پر کچھ ظلم نہ ہو گا! ہمیشہ رہنے کے باغوں میں جن کا وعدہ کیا ہے

الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ﴿٦١﴾ لَا

رحمٰن نے اپنے بندوں سے غائبانہ! بیشک اس کا وعدہ ضرور آئے گا۔ وہاں نہ

يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ۭ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً

سنیں گے بک بک سوائے سلام کے اور ان کو ان کا رزق وہاں ملے گا صبح

وَّعَشِيًّا ﴿٦٢﴾ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ

اور شام یہ وہ جنت ہے جس کا ہم اپنے بندوں میں سے اس شخص کو وارث بنائیں گے جو

تَقِيًّا ﴿٦٣﴾ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا

پرہیز گار ہوگا۔ ف۲ اور ہم (فرشتے) نہیں اترتے مگر تیرے رب کے حکم سے اسی کو (علم ہے)

وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿٦٤﴾ رَبُّ

جو ہمارے پیچھے ہے اور جو اس کے بیچ میں ہے اور تیرا پروردگار بھولنے والا نہیں (وہ) پروردگار ہے

ف۱ تلاوت قرآن کے وقت بکا یعنی آبدیدہ ہونا سنت انبیاء ہے

قرآن کی تلاوت کے وقت بکا (رونے) کی کیفیت پیدا ہونا محمود اور انبیاء علیہم السلام کا وصف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور صحابہ و تابعین اور اولیاء اللہ سے بکثرت اس کے واقعات منقول ہیں۔ (معارف القرآن)

ف۲ پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی:

چنانچہ مسند احمد میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں پہلی جماعت جو جنت میں جائیگی ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند جیسے روشن اور نورانی ہوں گے نہ وہاں انہیں تھوک آئے گا نہ ناک آئیگی نہ پیشاب پاخانہ۔ ان کے برتن اور فرنیچر سونے کے ہوں گے انکا بخور خوشبودار ہوگا ان کے پسینے مشک بو ہوں گے۔ ہر ایک جنتی مرد کی دو بیویاں تو ایسی ہوں گی کہ ان کے پنڈے کی صفائی سے انکی پنڈلیوں کی نلی کا گودا تک باہر سے نظر آئے۔ ان سب جنتیوں میں نہ تو کسی کو کسی سے عداوت ہوگی نہ بغض سب ایک دل ہوں گے۔ کوئی اختلاف باہم دگر نہ ہوگا۔ صبح شام خدا تعالی کی تسبیح میں گزرے گی۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں شہید لوگ اس وقت جنت کی ایک نہر کے کنارے جنت کے دروازے کے پاس سرخ رنگ قبوں میں ہیں۔ صبح شام روزی پہنچائے جاتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ

آسمان وزمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے (سب کا) تو اسی کی عبادت کر اور صبر کر

لِعِبَادَتِهٖ ؕ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ﴿٦٥﴾ وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا

اس کی عبادت پر۔ بھلا تیرے علم میں اس جیسا کوئی اور بھی ہے۔ اور آدمی (کافر) کہتا ہے کہ کیا جب

مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ﴿٦٦﴾ اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا

میں مر جاؤں گا پھر زندہ ہو کر نکالا جاؤں گا کیا یہ آدمی یاد نہیں کرتا کہ ہم نے اس کو پیدا کیا

خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ﴿٦٧﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ

پہلے حالانکہ یہ کچھ بھی نہ تھا۔ تو تیرے رب کی قسم ہم ضرور جمع کریں گے ان کو

وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿٦٨﴾ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ

اور شیطانوں کو پھر ان کو لا حاضر کریں گے دوزخ کے گرد گھٹنوں پر گرے ہوئے پھر ہم الگ کریں گے

مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ﴿٦٩﴾

ہر فرقے میں سے اس شخص کو جو رحمٰن پر سخت اکڑ رکھتا تھا۔

ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ﴿٧٠﴾ وَاِنْ

پھر ہم ان کو خوب جانتے ہیں کہ یہ زیادہ سزاوار ہیں جہنم میں جانے کے۔ ف۱ اور تم میں

مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿٧١﴾

ایسا کوئی نہیں جو جہنم پر ہو کر نہ گزرے۔ یہ وعدہ تیرے پروردگار پر لازم مقرر کیا ہوا ہے۔

ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ﴿٧٢﴾

پھر ہم بچا لیں گے پرہیزگاروں کو اور چھوڑ دیں گے ظالموں کو اس میں اوندھے گرے ہوئے

ع ۴ / ۵ / ۷

خلاصہ رکوع ۴

انبیاء علیہم السلام کے مقبول و ذی کمال ہونے کے ساتھ عبدیت وبندگی کے کمال کو ذکر فرمایا گیا۔ پھر ان ناخلف لوگوں کا تذکرہ کیا گیا جو خواہش نفسانی میں درپے ہوگئے۔ تو یہ ایمان وعمل صالحہ کی جزا جنت اور اس کی نعمتوں کو ذکر فرمایا گیا۔ فرشتوں کی طرح حکم الٰہی کا تابع اور فرمانبردار بننے کی ترغیب دی گئی۔

ف۱ مجرموں کی ترتیب:

ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ جب اول وآخر سب کا حشر ہو چکے گا اور سب کی گنتی پوری ہوجائے گی تو پھر ترتیب وار بڑے جرائم والوں کو پھر ان سے کم جرائم والوں کو پھر ان سے کم درجہ کے مجرموں کو چھانٹا جائے گا، ہناد نے احوص کا قول بھی اس آیت کی تشریح میں اسی کے قریب قریب نقل کیا ہے۔ (تفسیر مظہریؒ)

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا

اور جب ان پر ہماری کھلی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کافر کہتے ہیں

لِلَّذِينَ آمَنُوا أَيُّ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَأَحْسَنُ

مسلمانوں سے کہ (کیوں جی! ہمارے اور تمہارے) دونوں فریقوں میں کس کا مکان بہتر اور کس کی

نَدِيًّا ۝۷۳ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ

مجلس عمدہ ہے ف۱ اور بہتیری ہم ہلاک کر چکے ان سے پہلے امتیں کہ

أَثَاثًا وَرِئْيًا ۝۷۴ قُلْ مَن كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ

وہ ساز و سامان اور نمود میں ان سے بہتر تھیں کہہ دے! جو گمراہی میں رہا تو اس کو

الرَّحْمَٰنُ مَدًّا ۚ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ إِمَّا الْعَذَابَ

رحمٰن ڈھیل ہی دیتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ جب وہ چیز دیکھ لیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا

وَإِمَّا السَّاعَةَ فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا

ہے یا عذاب اور یا قیامت تو اس وقت ان کو معلوم ہو جاوے گا کہ کس کا

وَأَضْعَفُ جُندًا ۝۷۵ وَيَزِيدُ اللَّهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى ۗ

برا درجہ ہے اور کس کا لشکر کمزور اور بڑھاتا جاتا ہے اللہ ہدایت والوں کو ہدایت۔

وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ مَّرَدًّا ۝۷۶

اور باقی رہنے والی نیکیاں بہتر ہیں تیرے رب کے ہاں ثواب میں اور بہتر ہیں انجام میں ف۲

أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا

(اے محمد) بھلا تو نے اسے دیکھا جس نے کفر کیا ہماری آیتوں کا اور کہا کہ مجھے ضرور ملے گا مال

ف۱ کافروں کی قیاس آرائیاں: یعنی کفار قرآن کی آیتیں سن کر جن میں ان کا برا انجام بتلایا گیا ہے ہنستے ہیں اور بطور استہزاء و تفاخر غریب مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ تمہارے زعم کے موافق آخرت میں جو کچھ پیش آئیگا دونوں فریق کی موجودہ حالت اور دنیوی پوزیشن پر منطبق نہیں ہوتا۔ کیا آج ہمارے مکانات، فرنیچر، اور بود و باش کے سامان تم سے بہتر نہیں اور ہماری مجلس (یا سوسائٹی) تمہاری سوسائٹی سے معزز نہیں یقیناً ہم جو تمہارے نزدیک باطل پر ہیں، تم اہل حق سے زیادہ خوشحال اور جتھے والے ہیں۔ جو لوگ آج ہم سے خوف کھا کر کوہ صفا کی گھاٹی میں نظر بند ہوں، کیا گمان کیا جا سکتا ہے کہ کل وہ چھلانگ مار کر جنت میں جا پہنچیں گے؟ اور ہم دوزخ میں پڑے جلتے رہیں گے؟ (تفسیر عثمانی)

ف۲ عبدالرزاق میں ہے کہ ایک دن حضور ﷺ ایک خشک درخت تلے بیٹھے ہوئے تھے اس کی شاخ پکڑ کر ہلائی تو سوکھے پتے جھڑنے لگے آپ نے فرمایا دیکھوں اسی طرح انسان کے گناہ لا اله الا الله و الله اکبر سبحان الله والحمد لله کہنے سے جھڑ جاتے ہیں۔ اے ابو درداء! ان کا ورد رکھ اس سے پہلے کہ وہ وقت آئے کہ تو انہیں نہ کہہ سکے یہی باقیات صالحات ہیں، یہی جنت کے خزانے ہیں، اس کو سن کر حضرت ابو درداء کا یہ حال تھا کہ اس حدیث کو بیان فرما کر فرماتے کہ واللہ میں تو ان کلمات کو پڑھتا ہی رہوں گا کبھی ان سے زبان نہ روکوں گا گو لوگ مجھے مجنون کہنے لگیں۔ ابن ماجہ میں بھی یہ حدیث دوسری سند سے ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَّ وَلَدًا ﴿٧٧﴾ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ

اور اولاد۔ کیا وہ مطلع ہو گیا ہے غیب پر یا رحمٰن کے ہاں اس نے

عَهْدًا ﴿٧٨﴾ كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ

عہد لے رکھا ہے۔ ہرگز نہیں! ہم لکھ لیں گے جو کچھ یہ بکتا ہے اور ہم بڑھاتے جائیں گے اس پر

مَدًّا ﴿٧٩﴾ وَّنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا ﴿٨٠﴾ وَاتَّخَذُوا مِنْ

عذاب لمبا۔ اور ہم لیں گے اس کے مرے پیچھے جو کچھ یہ بتاتا ہے اور ہمارے پاس آئے گا تن تنہا۔ اور لوگوں نے

دُونِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ﴿٨١﴾ كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُونَ

معبود بنائے ہیں اللہ کے سوا تاکہ وہ ان کے مدد گار بنیں ہرگز نہیں۔ وہ تو

بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿٨٢﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا

ان کی عبادت کے منکر ہو جائیں گے۔ اور بن جائیں گے ان کے مخالف کیا تو نے دیکھا نہیں کہ ہم نے چھوڑ رکھا ہے

الشَّيٰطِينَ عَلَى الْكٰفِرِينَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا ﴿٨٣﴾ فَلَا تَعْجَلْ

شیطانوں کو کافروں پر کہ وہ ان کو اکساتے رہتے ہیں اُبھار کر سو تو ان پر جلدی نہ کر

عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿٨٤﴾ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ

بس ہم تو پوری کر رہے ہیں ان کی گنتی۔ جس دن ہم جمع کریں گے پرہیز گاروں کو

إِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿٨٥﴾ وَّنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿٨٦﴾

رحمٰن کے پاس مہمان (بنا کر) ف۱ اور ہانک لے جائیں گے گنہگاروں کو جہنم کی جانب پیاسے۔

لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ

وہ نہ اختیار رکھیں گے سفارش کا مگر ہاں جس نے رحمٰن سے

ف۱ خوف آخرت میں جان دے دی

مسعود ابن مخرمہ اپنے خوف کی شدت کی بنا پر قرآن کریم کی تلاوت نہ سن سکتے تھے جب بھی کوئی شخص ان کے سامنے ایک لفظ یا ایک آیت پڑھتا تو چیخنے چلانے لگتے اور کئی روز تک اسی حالت میں رہتے۔ ایک مرتبہ قبیلہ خثعم کا ایک شخص انکے پاس آیا اور اس نے یہ آیت تلاوت کی۔ (یوم نحشر المتقین الایۃ) ''جس روز ہم متقیوں کو رحمٰن کی طرف مہمان بنا کر جمع کریں گے اور مجرموں کو دوزخ کی طرف ہانکیں گے''۔ یہ آیت سن کر کہنے لگے میں مجرمین میں سے ہوں۔ متقین میں سے نہیں ہوں۔ اس کے بعد قاری سے کہا کہ اس آیت کو دوبارہ پڑھو۔ اس نے دوبارہ تلاوت کی دوسری بار یہ آیت سنی تو بے اختیار ہو کر چیخ پڑے اور اسی حال میں مولیٰ سے جا ملے۔

ع ۵ ۱۷ ۸

خلاصہ رکوع ۵

مشرکین عرب کے ایک شبہ کا ازالہ فرمایا گیا اور قرآنی آیات کیساتھ کفار کا معاملہ ذکر کیا گیا۔

عَهْدًا ﴿٨٧﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿٨٨﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا

قرار لے لیا ہے اور کہتے ہیں کہ رحمٰن اولاد رکھتا ہے۔ یہ تو تم ایسی بھاری بات لائے کہ

اِدًّا ﴿٨٩﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ

عجب نہیں آسمان پھٹ پڑیں اس کے باعث اور زمین شق ہو جاوے

وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿٩٠﴾ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿٩١﴾ وَمَا

اور گر پڑیں پہاڑ کانپ کر کہ ثابت کیا رحمٰن کے لئے فرزند حالانکہ

يَنْبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿٩٢﴾ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي

رحمٰن کو شایان ہی نہیں کہ بیٹا بنائے۔ جتنی مخلوق آسمان اور زمین میں ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿٩٣﴾ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ

سبھی تو رحمٰن کے حضور میں حاضر ہو گی غلام بن کر! اللہ نے ان کو گھیر رکھا ہے

وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿٩٤﴾ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴿٩٥﴾

اور گن رکھی ہے ان کی گنتی! اور ان میں سے ہر ایک اس کے سامنے آئے گا قیامت کے دن تن تنہا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ

بیشک جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کو عطا فرمائے گا

لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿٩٦﴾ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ

رحمٰن محبت وا تو ہم نے آسان کر دیا یہ قرآن تیری زبان میں اسی واسطے تاکہ تو اس کے ذریعے سے

بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ﴿٩٧﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا

خوشی سنا دے پرہیزگاروں کو اور ڈرائے جھگڑالو قوم کو اور بہتیری ہم ہلاک کر چکے

وا

سلمہ بن دینارؒ کا آخری کلام

جب ابو حازم سلمۃ بن دینار رحمہ اللہ عنہ کی موت کا وقت قریب آیا آپ کے ساتھیوں نے پوچھا ابو حازمؒ: ان نازک لمحات میں کیا محسوس کرتے ہیں؟ فرمایا: اگر ہم اس شر سے بچ جائیں جس کا ارتکاب دنیا میں کیا، تو یہ شر ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا جس کو ہم سے لپیٹ لیا گیا۔ پھر یہ آیت کریمہ تلاوت کی۔ "ان الذین امنوا وعملوا الصلحت سیجعل الایۃ"

"یقیناً جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور عمل صالح کر رہے ہیں عنقریب رحمٰن ان کے دلوں میں محبت پیدا کرے گا"۔

یہ آیت بار بار پڑھتے رہے یہاں تک کہ روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

یعنی علاوہ آخرت کی نعمتوں کے دنیا میں یہ نعمت دے گا کہ مخلوق کے دلوں میں ان کی محبت پیدا کر دے گا یہ تفسیر حدیث میں آئی ہے اور اس کا نعمت ہونا بلکہ بڑی نعمت ہونا ظاہر ہے کیونکہ نعمت کا خلاصہ راحت اور چین ہے اور ظاہر ہے کہ محبوب ہو جانا اس کا بڑا سبب ہے اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ مسلمان سے کسی کو عداوت نہ ہو گی بلکہ مقصود یہ ہے کہ مسلمان متبع شریعت سے عام خلائق کو حسن کا نہ کوئی نفع اس سے متعلق ہو نہ کوئی ضرر پہنچا ہو محبت ہوتی ہے چنانچہ اس کا مشاہدہ ہے اور جن کو اس سے نفع پہنچا ہو ان کا محبت کرنا یا جن کو ضرر پہنچا ہو ان کا بغض کرنا یہ قابل اعتبار نہیں کیونکہ در حقیقت یہ محبت و عداوت اپنے نفع و ضرر سے ہے چنانچہ نفع پہنچانے والے کفار سے بھی لوگوں کو محبت ہوتی ہے اگر نفع و ضرر سے قطع نظر کر لی جائے اس وقت بھی مومن کی صفات میں یہ اثر ہے کہ اس کی طرف عام قلوب کو کشش ہوتی ہے لہٰذا آپ ان کو یہ بشارت دے دیجئے ١٣

قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ؕ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ

ان سے پہلے امتیں۔ بھلا تو آہٹ پاتا ہے ان میں سے کسی کی

اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ۝٩٨ ع

یا سنتا ہے ان کی بھنک وا

سُوْرَةُ طٰهٰ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَخَمْسٌ وَثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَثَمَانُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ طٰہٰ مکہ میں اتری اس میں ایک سو پینتیس آیتیں اور آٹھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

طٰهٰ ۝١ مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰۤى ۝٢ اِلَّا

ہم نے تجھ پر یہ قرآن اس لئے نہیں اُتارا کہ تو مشقت اُٹھائے۔ مگر

تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝٣ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ

ہاں اس کو نصیحت کرنے کے لئے کہ جو ڈرتا ہے۔ اس کا اتارا ہوا ہے جس نے پیدا کیا زمین

وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ۝٤ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝٥ لَهٗ

اور اونچے آسمانوں کو وہ بڑا مہربان ہے! عرش پر قائم ہوا اسی کا ہے

مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ

جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور جو کچھ ان دونوں کے بیچ میں ہے اور جو کچھ گیلی

الثَّرٰى ۝٦ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ

زمین کے تلے ہے۔ اور اگر تو پکار کر بات کرے تو وہ جانتا ہے چھپے بھید اور اس سے بھی زیادہ

وا مراد یہ ہے کہ بالکل بے نام و نشان ہو گئے پس کفار اس دنیوی سزا کے بھی مستحق ہیں اگرچہ کسی مصلحت سے کسی کافر کے لئے اس کا ظہور نہ ہو مگر اندیشہ کے قابل تو ہے اور پہلے لوگوں کے ہلاک کرنے کا مضمون اس سے پہلے رکوع میں بھی آیا ہے مگر وہاں مقصود دوسرا تھا یعنی کفار کے اس قول کا جواب دینا تھا کہ ہم میں اور مسلمانوں میں ساز و سامان اور مجلس کے اعتبار سے کون اچھا ہے پس تکرار نہ رہا اور آہستہ آواز کی نفی اس لئے فرما دی کہ دار و گیر کے وقت مجرم خوفزدہ ہوتا ہے دلیری سے بات کرنے کی تو مجال ہی نہیں ہوتی البتہ چپکے چپکے باتیں کر لیا کرتا ہے یہاں اس کی بھی نفی فرما دی کہ ان کی آہستہ آواز بھی نہ نکل سکے گی زور سے تو کیا بولیں گے۔ لطیفہ اس سورت میں رحمت کا ذکر بکثرت لایا گیا ہے چنانچہ لفظ رحمٰن پندرہ سولہ جگہ آیا ہے اور لفظ رحمت شروع میں نیز اور بھی چند جگہ میں آیا ہے پس جہاں مسلمانوں کے ذکر میں یہ لفظ آیا ہے وہاں اس طرف اشارہ ہے کہ ان پر بڑی رحمت ہو گی اور جہاں کفار کے ذکر میں یہ لفظ آیا ہے وہاں اس طرف اشارہ ہے کہ کفار ایسے بڑے رحمت والے کی مخالفت کرتے ہیں اور اس کے احسانات و انعامات سے بھی نہیں شرماتے۔ واللہ اعلم

ع ٦ ٩

خلاصہ رکوع ٦

کفار کا تذکرہ کیا گیا کہ وہ کس طرح شیطان کا آلہ کار بنتے ہیں۔ متقین و مجرمین کا انجام ذکر کیا گیا۔ کفار و مشرکین کے باطل عقائد کا رد فرما کر اہل ایمان کو بشارت اور اہل طغیان کو وعید سنائی گئی۔

خاصیت: آیت ۱ تا ۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَاَخْفٰى ۝٧ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۝٨

مخفی کو اللہ ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کے ہیں سب نام اچھے

وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝٩ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ

اور کیا تجھ کو پہنچی موسیٰ کی حکایت جب اس نے آگ دیکھی تو کہا اپنے گھر والوں کو

امْكُثُوْٓا اِنِّىْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ

کہ ٹھہرو! میں نے آگ دیکھی ہے۔ امید ہے کہ میں تمہارے پاس اس میں سے ایک چنگاری لے

اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۝١٠ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ۝١١

آؤں یا پاؤں اس آگ پر راہ کا پتہ۔ تو جب وہاں پہنچا! آواز آئی اے موسیٰ! ف۱

اِنِّىْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ

میں ہوں تیرا پروردگار تو اُتار ڈال اپنی جوتیاں۔ تو (اس وقت) پاک میدان

طُوًى ۝١٢ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ۝١٣ اِنَّنِيْٓ اَنَا

ف۲ طویٰ میں ہے۔ اور میں نے تجھ کو منتخب کر لیا ہے تو کان لگا کر سن جو کچھ حکم کیا جاتا ہے میں ہی

اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝١٤

اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں! میری عبادت کر! اور قائم رکھ نماز میری یاد کے لئے۔

اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ

قیامت ضرور آنے والی ہے! میں اس کو پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر شخص کو بدلا ملے

بِمَا تَسْعٰى ۝١٥ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا

اس کی کوشش کا۔ تو ایسا نہ ہو کہ تجھے روک دے اس (کی فکر) سے وہ شخص جو اس کا یقین نہیں رکھتا اور اپنی خواہش کے پیچھے

ف۱ درخت سے نداء:

بغوی نے لکھا ہے کہ وہب نے بیان کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو درخت سے ندا آئی تھی کہ میں تیرا رب ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام کو معلوم نہ ہوا کہ پکارنے والا کون ہے اس لیے آپ نے جواب دیا، میں تیری آواز تو سن رہا ہوں۔ لیکن میں نہیں جانتا کہ تیری جگہ کہاں ہے (کہاں سے آواز آرہی ہے۔ تو کہاں ہے آواز آئی میں تیرے اوپر ہوں۔ تیرے ساتھ ہوں تیرے سامنے ہوں تیرے پیچھے ہوں تجھ سے اتنا قریب ہوں کہ تو بھی اپنے آپ سے اتنا قریب نہیں ہے اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یقین ہوا کہ یہ اللہ ہے یہ شان تو اسی کی ہے۔ بیضاوی نے لکھا ہے موسیٰ کو ندا آئی تو آپ نے کہا یہ کلام کرنے والا کون ہے آواز آئی میں ہی اللہ ہوں اس وقت شیطان نے موسیٰ علیہ السلام کے دل میں وسوسہ پیدا کیا کہ شاید میں شیطان کا کلام سن رہا ہوں، لیکن فوراً کہہ اٹھے یقیناً یہ اللہ کا کلام ہے کیونکہ ہر طرف سے اور ہر عضو سے میں اس کو سن رہا ہوں (شیطان کا کلام نہ ہر جہتی ہو سکتا ہے نہ بند بند سے اس کو سنا جا سکتا ہے) اس تشریح میں اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ (تفسیر مظہریؒ)

ف۲ مقام ادب میں جوتے اتار دینا

فاخلع نعلیک جوتے اتارنے کا حکم یا تو اس لئے دیا گیا کہ مقام ادب ہے جوتا اتار کر ننگے پاؤں ہو جانا مقتضائے ادب ہے یا اس لئے کہ جوتے مردار کی کھال کے بنے ہوئے تھے جیسا کہ بعض روایات میں ہے کہ حضرت علیؓ اور حسن بصریؒ اور ابن جریج سے وجہ اول ہی منقول ہے اور جوتا اتارنے کی مصلحت یہ بتلائی تاکہ آپ کے قدم اس مبارک وادی کی مٹی سے لگ کر اس کی برکت حاصل کریں اور بعض نے فرمایا کہ یہ حکم خشوع اور تواضع کی صورت بنانے کے لئے ہوا جیسا کہ سلف صالحین طواف بیت اللہ کے وقت ایسا ہی کرتے تھے۔

وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ﴿١٦﴾ وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ﴿١٧﴾

پڑا ہوا ہے پھر تو تباہ ہو جاوے۔ اور یہ کیا ہے تیرے داہنے ہاتھ میں اے موسیٰ؟ ف۱

قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى

موسیٰ نے کہا کہ یہ میری لاٹھی ہے۔ اس پر سہارا لگاتا ہوں اور پتے جھاڑتا ہوں اسی سے اپنی

غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ﴿١٨﴾ قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ﴿١٩﴾

بکریوں پر اور میری اس لاٹھی میں اور بھی حاجتیں ہیں فرمایا (اچھا) اس کو ڈال دے اے موسیٰ۔

فَاَلْقٰهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ﴿٢٠﴾ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ ۫

تو موسیٰ نے اسے ڈال دیا پس ناگہاں وہ سانپ ہو گیا کہ دوڑ رہا ہے اللہ نے فرمایا اسے پکڑ لے اور ڈر مت!

سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ﴿٢١﴾ وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى

ہم اس کو لوٹا دیں گے اس کی پہلی حالت میں اور لگا اپنا ہاتھ اپنے بازو سے

جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ﴿٢٢﴾

کہ نکلے سفید (چمکتا) بغیر کسی مرض کے دوسرا معجزہ (ہو کر)

لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى ﴿٢٣﴾ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ

ہم چاہتے ہیں کہ تجھے دکھائیں بعض بڑی نشانیاں۔ جا فرعون کی

طَغٰى ﴿٢٤﴾ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿٢٥﴾ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ﴿٢٦﴾

جانب! اس نے بہت سر اٹھا رکھا ہے۔ عرض کیا کہ اے میرے پروردگار کھول دے میرا سینہ آسان کر میرے لئے میرا کام

وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿٢٧﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿٢٨﴾ وَاجْعَلْ

اور کھول دے گرہ میری زبان سے ف۲ تاکہ وہ میری بات سمجھیں اور میرا

ف۱ یہ سوال اس لئے تھا کہ اس وقت اس کے منافع اور اس کی حقیقت کہ یہ ایک لاٹھی ہے ذہن میں خوب حاضر ہو جائے پھر جو سانپ بن جاوے گا تو ذات اور صفات دونوں کے بدل جانے سے قدرت خداوندی پر زیادہ دلالت ہوگی اسی لئے موسیٰ علیہ السلام نے جواب میں اس کی حقیقت اور منافع دونوں عرض کئے پس سوال و جواب دونوں بالکل مطابق ہیں۔

ف۲ آپ علیہ السلام کی زبان میں یا تو پیدائشی لکنت تھی جیسا کہ بعض قائل ہوئے ہیں یا بچپن میں ایک بار جب انہوں نے فرعون کی ڈاڑھی پکڑی تھی اور فرعون نے بدلہ لینا چاہا تھا اور حضرت آسیہ فرعون کی بیوی نے سفارش کی کہ بچہ ہے اس کو کیا سمجھ ہے اور سمجھ کے امتحان کے لئے ان کے سامنے آگ حاضر کی گئی اس وقت انہوں نے ایک چنگاری اٹھا کر منہ میں رکھ لی تھی اس سے زبان کی روانی کم ہو گئی تھی اور شاید اس کوئلہ کا کچھ حصہ جلا ہوا نہ ہو اس کو پکڑ کر منہ میں رکھ لیا یا جلدی سے منہ میں ڈال لیا ہو جس سے ہاتھ نہ جلا اور زبان جل گئی پھر اس دعا سے مقصود آپ کا یہ تھا کہ رکاوٹ بالکل دور ہو جائے یا یہ تھا کہ بقدر ضرورت بات سمجھانے کے قابل کم ہو جاوے دونوں احتمال ہیں اور دوسرے احتمال پر اگر کچھ رکاوٹ باقی بھی رہی ہو تو وہ ایسا عیب نہیں جس سے نبی کا مبرا ہونا ضروری ہو البتہ اتنی رکاوٹ جس سے بات سمجھانے میں خلل پڑتا ہو اور سننے والے کو نفرت ہوتی ہو اس سے نبی کا مبرا ہونا

ع ١ ٢٤ ١٠

خلاصہ رکوع ١

نزول قرآن کا رحمت ہونا اور رحمٰن کا عرش الٰہی پر جلوہ افروز ہونے کو بیان کیا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ شروع فرمایا گیا۔

لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ﴿٢٩﴾ هٰرُوْنَ اَخِي ﴿٣٠﴾ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ﴿٣١﴾

وزیر بنا میرے گھر والوں میں سے میرے بھائی ہارون کو! اس سے میری کمر مضبوط کر

وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ﴿٣٢﴾ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ﴿٣٣﴾ وَّنَذْكُرَكَ

اور اس کو شریک کر میرے کام میں۔ تاکہ ہم دونوں کثرت سے تیری تسبیح کریں۔ اور تیری یاد

كَثِيْرًا ﴿٣٤﴾ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ﴿٣٥﴾ قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ

بہت کریں۔ بیشک تو ہمارے حال کو خوب دیکھ رہا ہے۔ اللہ نے فرمایا! تجھ کو دیا گیا

سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى ﴿٣٦﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً اُخْرٰٓى ﴿٣٧﴾

تیرا سوال اے موسیٰ اور ایک بار ہم تجھ پر اور بھی احسان کر چکے ہیں

اِذْ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّكَ مَا يُوْحٰٓى ﴿٣٨﴾ اَنِ اقْذِفِيْهِ فِي

جب ہم نے الہام کیا تیری ماں کو جو آگے بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس کو ڈال دے

التَّابُوْتِ فَاقْذِفِيْهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ

صندوق میں پھر صندوق کو دریا میں ڈال دے پھر دریا اس کو کنارے پر

يَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّيْ وَعَدُوٌّ لَّهٗ ۭ وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ ڬ

لا ڈالے! اسے لے لے ایک میرا اور اس کا دشمن (یعنی فرعون) ؎ اور میں نے تجھ پر محبت ڈال دی اپنی طرف سے

وَلِتُصْنَعَ عَلٰي عَيْنِيْ ﴿٣٩﴾ اِذْ تَمْشِيْٓ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ

اور چاہا کہ تو میرے حضور میں پرورش پائے۔ جب چلنے لگی تیری بہن پس کہنے لگی کہ کیا میں

اَدُلُّكُمْ عَلٰي مَنْ يَّكْفُلُهٗ ۭ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰٓى اُمِّكَ كَيْ

تم کو ایسی (دایہ) بتاؤں جو اس کی پرورش کرے۔ پھر ہم نے تجھ کو پہنچایا تیری ماں کے پاس تاکہ

ضروری ہے اور جب یہ خرابی نہ ہو تو ذرا سی رکاوٹ کا عیب ہونا مسلّم نہیں بہرحال اوتیت سؤلک یا موسیٰ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ علیہ السلام کی درخواست جو کچھ بھی ہو منظور ہوئی۔

؎ صندوق کی تیاری:

بغوی کا بیان ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے ایک صندوق لے کر اس کے اندر دھنی ہوئی روئی بچھائی اور موسیٰ علیہ السلام کو اس میں رکھ کر سرپوش ڈھانک کر تمام درزیں اور شگاف روغنِ قیر سے بند کر کے صندوق کو نیل میں ڈال دیا نیل سے ایک نہر نکل کر فرعون کے مکان کے اندر جاتی تھی صندوق بہتا بہتا اس شاخ میں چلا گیا۔ فرعون اپنی بی بی آسیہ کے ساتھ اس وقت نہر کے دہانے پر بیٹھا تفریح کر رہا تھا کہ بہتا ہوا صندوق اندر آگیا فرعون نے باندیوں اور غلاموں کو حکم دیا کہ اس کو نکال لائیں۔ خادم صندوق کو پکڑ کر لائے، سرپوش کھول کر دیکھا تو اندر سے ایک نہایت شگفتہ رنگ کا خوب صورت بچہ برآمد ہوا، فرعون دیکھتے ہی اس پر فریفتہ ہو گیا اور ایسا بے قابو ہوا کہ ضبط نہ کر سکا، آیت ذیل سے اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ (تفسیر مظہریؒ)

تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۥ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ

اس کی آنکھ ٹھنڈی رہے اور غم نہ کھائے اور تو نے مار ڈالا ایک شخص کو تو ہم نے تجھ کو اس غم سے نجات دی

الْغَمِّ وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ۚ فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْٓ اَهْلِ

اور ہم نے تجھ کو محنت میں ڈالا آزمانے کو پھر تو رہا کئی برس

مَدْيَنَ ۙ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى ﴿٤٠﴾ وَاصْطَنَعْتُكَ

مدین کے لوگوں میں پھر تو آیا ایک مقدار پر اے موسیٰ۔ اور میں نے تجھ کو

لِنَفْسِيْ ﴿٤١﴾ اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَلَا تَنِيَا فِيْ

خاص اپنے لئے بنایا ہے جا تو اور تیرا بھائی میرے معجزے لے کر اور سستی نہ کرنا

ذِكْرِيْ ﴿٤٢﴾ اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿٤٣﴾ فَقُوْلَا لَهٗ

میری یاد میں۔ دونوں فرعون کی جانب جاؤ وہ حد سے گزر گیا ہے۔ تو اس سے کہو

قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ﴿٤٤﴾ قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ

نرم بات شاید وہ سمجھ جائے یا ڈرے ف۱ دونوں نے عرض کیا کہ اے ہمارے پروردگار ہم ڈرتے ہیں

اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ﴿٤٥﴾ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ

کہ وہ ہم پر زیادتی کرے یا جوش میں آ جاوے۔ فرمایا کہ مت ڈرو! میں تمہارے ساتھ ہوں

اَسْمَعُ وَاَرٰى ﴿٤٦﴾ فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ

سنتا اور دیکھتا ہوں۔ سو اس کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم تیرے پروردگار کے بھیجے ہوئے ہیں تو ہمارے

مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۥ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۭ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ

ساتھ بھیج دے بنی اسرائیل کو اور ان کو نہ ستا! ہم تیرے پاس معجزہ لے کر آئے ہیں تیرے پروردگار کی

ف۱ نرم کلام کا اثر:

سدی نے کہا نرم کلام یہ تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے وعدہ کر لیا تھا کہ اگر تم ایمان لے آئے تو تم کو دوبارہ ایسی جوانی مل جائے گی جو کبھی پیری میں تبدیل نہیں ہوگی اور مرتے دم تک تمہاری حکومت قائم رہے گی اور کھانے پینے کی لذت اور صنفی مقاربت کی کیفیت وقت موت تک تم کو حاصل ہوتی رہے گی اور مرنے کے بعد جنت ملے گی۔ فرعون کو موسیٰ علیہ السلام کی یہ بات پسند آئی لیکن ہامان کے مشورے کے بغیر وہ کوئی بات طے نہیں کرتا تھا۔ ہامان اس وقت موجود نہ تھا جب آیا اور فرعون نے اس سے موسیٰ علیہ السلام کی باتیں نقل کیں اور مشورہ لیا اور قبول کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو ہامان نے کہا، میں آپ کو دانش مند اور صاحب رائے سمجھتا تھا، آپ رب ہو کر کیا مربوب بننا چاہتے ہیں اب تک آپ کی پوجا ہوتی ہے تو کیا اب آپ دوسرے کی عبادت کرنے کے خواستگار ہیں، غرض ہامان نے فرعون کی رائے پلٹ دی۔

لعله يتذكرو اويخشىٰ شاید وہ (برغبت) نصیحت پذیر ہو جائے یا (عذاب خداوندی سے) ڈر جائے۔ یعنی اگر تم دونوں کی سچائی اس پر ظاہر ہوگئی تو شاید نصیحت مان لے اور سچائی ظاہر نہ ہوئی اور نصیحت پذیر نہ ہوا تب بھی کم سے کم اتنا تو شاید ہو جائے کہ وہ ڈر جائے، اللہ کو تو کوئی شک نہ تھا اس کو معلوم ہی تھا کہ فرعون نصیحت پذیر نہ ہوگا۔ یہ شک کا لفظ حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت ہارون علیہ السلام نے اپنے علم کی مناسبت سے استعمال کیا یعنی تم دونوں امید رکھو کہ شاید وہ مان لے۔ (تفسیر مظہریؒ)

مِّنْ رَّبِّكَ ۭ وَالسَّلٰمُ عَلٰي مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ﴿٤٧﴾ اِنَّا

طرف سے۔ اور سلامتی اسی کے لئے ہے جو ہدایت کی پیروی کرے! ہماری جانب

قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰي مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿٤٨﴾

وحی کی گئی ہے کہ عذاب اس پر (نازل) ہو گا جو جھٹلائے اور منہ پھیرے۔

قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ﴿٤٩﴾ قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ

فرعون بولا! تو تم دونوں کا پروردگار کون ہے اے موسیٰ؟ ف۱ موسیٰ نے کہا کہ

شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ﴿٥٠﴾ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ﴿٥١﴾

ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے عطا فرمائی ہر چیز کو اس کی (خاص) صورت پھر راہ دکھائی بولا تو کیا حال ہے پہلے قرنوں کا!

قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا

موسیٰ نے کہا کہ ان کا علم میرے پروردگار کے

يَنْسَى ﴿٥٢﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ

ہاں کتاب میں (لکھا ہوا ہے) نہ میرا رب بھٹکتا ہے اور نہ بھولتا ہے جس نے بنا دی

لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً ۭ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ

تمہارے لئے زمین بچھونا اور تمہارے لئے چلا دیئے اس میں رستے اور اُتارا آسمان سے پانی پھر

اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ﴿٥٣﴾ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ۭ

ہم نے اس سے نکالے طرح طرح کے مختلف سبزے۔ (اور کہہ دیا کہ) کھاؤ اور اپنے چوپاؤں کو چراؤ۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿٥٤﴾ ۧ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ

بیشک اس میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے۔ اسی زمین سے ہم نے تم کو پیدا

ف۱ فرعون کا عقیدہ:

فرعون دہری عقیدہ کا تھا منکر خدا تھا۔ سرے سے خالق اور صانع عالم کا قائل نہ تھا، اور یہ سمجھتا تھا یہ کارخانہ عالم خود رو کارخانہ ہے۔ قدیم سے اسی طرح چل رہا ہے اور اسی طرح چلتا رہے گا۔ لوگ خود بخود پیدا ہوئے ہیں اور پھر مر کر گل سڑ جاتے ہیں اور ریزہ ریزہ ہو کر فنا ہو جاتے ہیں، سارے عالم کو خود رو گھاس کی طرح سمجھتا تھا۔ کہ خود بخود موسم برسات میں اُگا اور پھر چند روز بعد خشک ہو کر ختم ہو گیا۔ (معارف القرآن کاندھلویؒ)

خلاصہ رکوع ۲

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کے بعد سابقہ قصہ کو بیان فرمایا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی درخواست اور دعاؤں کا حق تعالیٰ کی طرف سے جواب کو ذکر فرمایا گیا اور بوقت پیدائش اور بچپن کے احسانات خداوندی کو ذکر فرمایا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امداد کی درخواست جس پر حق تعالیٰ کی تسلی حفاظت اور نصرت کا وعدہ ہے ذکر فرمایا گیا۔ فرعون سے مکالمہ کو ذکر کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی شان ربوبیت کو ذکر فرمایا ہے۔

ع ۲ ۱۳ ۱۱

وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ﴿۵۵﴾

کیا اور اسی میں تم کو لوٹا کر لائیں گے اور اسی سے دوبارہ نکال کھڑا کریں گے ف۱

وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ﴿۵۶﴾ قَالَ اَجِئْتَنَا

اور ہم نے فرعون کو دکھا دیں اپنی تمام نشانیاں پھر اس نے جھٹلایا اور نہ مانا کہنے لگا کہ کیا

لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۵۷﴾ فَلَنَاْتِيَنَّكَ

تو ہم کو نکالنے آیا ہے ہمارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے اے موسیٰ! تو ہم بھی ضرور

بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ

تیرے سامنے ایسا ہی جادو لائیں گے! تو مقرر کر ہمارے اور اپنے درمیان ایک وعدہ

نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ﴿۵۸﴾ قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ

جس کا خلاف ہم نہ کریں اور نہ تو صاف میدان میں! موسیٰ نے کہا! تمہارا وعدہ جشن کا روز!

الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿۵۹﴾ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ

اور یہ لوگ جمع کئے جاویں دن چڑھے تو لوٹ گیا فرعون

فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿۶۰﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا

پھر جمع کئے اپنے سارے داؤ (یعنی جادوگر) پھر آ موجود ہوا! ف۲ جادوگروں سے موسیٰ نے کہا!

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ

کہ تم پر افسوس! افترا نہ کرو اللہ پر جھوٹا ورنہ تم کو ملیا میٹ کر دیں گے عذاب سے

مَنِ افْتَرٰى ﴿۶۱﴾ فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا

اور بیشک نامراد ہوا جس نے افترا کیا تو جادوگر جھگڑنے لگے اپنے امر میں باہم

ف۱ آدمی اپنی قبر کی مٹی سے بنتا ہے:

بغوی نے عطاء خراسانی کا قول نقل کیا ہے کہ جس جگہ آدمی دفن ہونے والا ہوتا ہے اسی جگہ کی مٹی فرشتہ لے کر نطفہ پر چھڑکتا ہے۔ پھر اس نطفہ اور مٹی سے آدمی کا جسم بنتا ہے عطاء کے قول کی دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بچہ پیدا ہوتا ہے اس کی ناف میں وہ مٹی ضرور ہوتی ہے جس سے اس کی پیدائش ہوتی ہے پھر جب وہ اپنی بدترین عمر (بڑھاپے) کو پہنچ جاتا ہے تو جس مٹی سے اس کی تخلیق ہوتی ہے اسی کی جانب لوٹا دیا جاتا ہے اور اسی میں دفن کیا جاتا ہے میں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ ایک ہی مٹی سے بنائے گئے ہیں اور اسی میں دفن کیے جائیں گے، یہ حدیث خطیب نے بیان کی ہے اور اس کو غریب کہا ہے اور ابن جوزیؒ نے اس کو موضوعات میں ذکر کیا ہے۔ شیخ مرزا محمد حارثی بدخشانی نے کہا کہ حضرات ابن عمرؓ ابن عباسؓ ابوسعید خدریؓ اور ابوہریرہؓ سے اس حدیث کے تائیدی اقوال (شواہد) منقول ہیں جن میں سے ایک دوسرے کی تائید کر رہا ہے اس لیے یہ حدیث حسن ہے اس حدیث کی تقویت مندرجہ ذیل اقوال و روایات سے بھی ہوتی ہے۔

ف۲ جادوگروں کی تعداد:

حضرت ابن عباسؓ سے ان ساحروں کی تعداد بہتر منقول ہے اور دوسرے اقوال ان کی تعداد میں بہت مختلف ہیں، چار سو سے لے کر نو لاکھ تک ان کی تعداد بتلائی گئی ہے اور یہ سب اپنے ایک رئیس شمعون کے ماتحت اس کے حکم کے مطابق کام کرتے تھے اور کہا جاتا ہے کہ ان کا رئیس ایک اندھا آدمی تھا (قرطبی) واللہ اعلم۔

النَّجْوٰى ﴿٦٢﴾ قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ

اور چپکے چپکے مشورہ کیا۔ بولے! ہو نہ ہو یہ دونوں تو جادوگر ہیں چاہتے ہیں کہ تم کو نکال دیں

مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ﴿٦٣﴾ فَاَجْمِعُوْا

تمہارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے اور معدوم کر دیں تمہارے عمدہ مذہب کو۔ تو اتفاق کرد

كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿٦٤﴾

ایک تدبیر پر پھر آؤ قطار باندھ کر۔ اور آج وہی جیت گیا جو وَر رہا۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ

جادوگر بولے کہ اے موسیٰ یا تو یہ ہو کہ تو ڈالے اور یا یہ ہو کہ ہم اول

مَنْ اَلْقٰى ﴿٦٥﴾ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ

ڈالنے والے بنیں۔ موسیٰ نے کہا! نہیں تم ہی ڈالو ف۱ تو ناگہاں ان کی رسیاں اور لاٹھیاں

يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿٦٦﴾ فَاَوْجَسَ فِيْ

موسیٰ کے سامنے ان کے سحر کی وجہ سے ایسی دکھائی دیں کہ وہ دوڑ رہی ہیں۔ تو موسیٰ نے پایا

نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ﴿٦٧﴾ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ﴿٦٨﴾

اپنے جی میں ڈر۔ ہم نے کہا کہ ڈر مت! بیشک تو ہی وَر رہے گا اور ڈال دے

وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ۭ اِنَّمَا صَنَعُوْا

جو تیرے داہنے ہاتھ میں ہے کہ نگل جائے جو کچھ انھوں نے بنایا ہے! جو کچھ انہوں نے

كَيْدُ سٰحِرٍ ۭ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ﴿٦٩﴾ فَاُلْقِيَ

بنا کھڑا کیا ہے یہ تو جادو کا فریب ہے اور نہیں فلاح پاتا جادوگر جہاں آیا (الغرض ایسا ہی ہوا) پھر گر

ف۱ جادوگروں نے اپنی بے فکری اور بے پروائی کا مظاہرہ کرنے کے لئے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی سے کہا کہ پہل آپ کرتے ہیں یا ہم کریں یعنی پہلے آپ اپنا عمل کرتے ہیں یا ہم کریں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب میں فرمایا بل القوا یعنی پہلے تم ہی ڈالو اور اپنے جادو کا کرشمہ دکھلاؤ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس جواب میں بہت سی حکمتیں مضمر تھیں، اول تو ادب مجلس کہ جب جادوگروں نے اپنا یہ حوصلہ دکھلایا کہ مخالف کو پہلے حملہ کرنے کی اجازت دی تو اس کا شریفانہ جواب یہی تھا کہ ان کی طرف سے اس سے زیادہ حوصلے کے ساتھ ان کو ابتداء کرنے کی اجازت دی جائے، دوسرے یہ کہ جادوگروں کا یہ کہنا اپنے اطمینان اور بے فکری کا مظاہرہ تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان ہی کو ابتداء کرنے کا موقع دے کر اپنی بے فکری اور اطمینان کا ثبوت دیدیا، تیسرے یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے ان کے جادو کے سب کرشمے آجاویں اس کے بعد اپنے معجزات کا اظہار کریں تو بیک وقت غلبہ حق کا ظہور واضح طور پر ہوجائے۔ جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس ارشاد پر اپنا عمل شروع کر دیا اور اپنی لاٹھیاں اور رسیاں جو بڑی تعداد میں تھیں بیک وقت زمین پر ڈالدیں اور وہ سب کی سب بظاہر سانپ بن کر دوڑتی ہوئی نظر آنے لگیں۔ (معارف مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ)

السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى ﴿٧٠﴾

پڑے جادوگر سجدے میں! کہنے لگے کہ ہم ایمان لائے ہارون اور موسیٰ کے پروردگار پر ف۱

قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۭ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ

فرعون نے کہا! تم نے اس کا یقین کرلیا اس سے پہلے کہ میں تم کو اجازت دوں یہی تمہارا بڑا ہے

عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ

جس نے تم کو جادو سکھایا ہے۔ تو اب میں ضرور کٹواؤں گا تمہارے ہاتھ اور پیر اُلٹے

خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ۡ وَلَتَعْلَمُنَّ

اور سیدھے اور ضرور تم کو سولی چڑھاؤں گا کھجور کے تنوں پر اور تم جان لو گے کہ

اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى ﴿٧١﴾ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰي مَا

ہم میں کس کی مار سخت اور دیر پا ہے۔ وہ بولے کہ ہم ہرگز تجھ کو اس پر ترجیح نہ دیں گے

جَاۗءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ

جو ہمارے پاس آچکے کھلے معجزے اور جس نے ہم کو پیدا کیا تو تو کر جو تجھے کرنا ہے۔

قَاضٍ ۭ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٧٢﴾ اِنَّآ اٰمَنَّا

بس تو حکم چلا سکتا ہے اسی دنیا کی زندگی میں! ہم ایمان لاچکے

بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۭ

اپنے پروردگار پر تا کہ بخش دے ہمارے لئے ہمارے قصور اور نیز وہ جادو (کا گناہ) بھی بخش دے جس پر تو نے

وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿٧٣﴾ اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ

ہم کو مجبور کیا اور اللہ بہتر اور زیادہ دیر پا ہے بیشک جو حاضر ہوگا اپنے ربّ کے سامنے مجرم بن کر تو اس

ف۱ ساحروں اور پیغمبروں کے معاملات میں کھلا ہوا فرق:

فرعون نے جن جادوگروں کو جمع کیا تھا اور پورے ملک وقوم کا خطرہ ان کے سامنے رکھ کر کام کرنے کو کہا تھا اس کا تقاضا یہ تھا کہ وہ خود اپنا کام سمجھ کر اس خدمت کو دل و جان سے انجام دیتے مگر وہاں ہوا یہ کہ خدمت شروع کرنے سے پہلے سودے بازی شروع کردی کہ ہمیں کیا ملے گا۔

اس کے بالمقابل تمام انبیاء علیہم السلام کا عام اعلان یہ ہوتا ہے ما اسئلکم علیه من اجر یعنی میں تم سے اپنی خدمت کا کوئی معاوضہ نہیں مانگتا، اور انبیاء علیہم السلام کی تبلیغ و دعوت کے موثر ہونے میں ان کے اس استغناء کا بڑا دخل ہے۔ جب سے علماء دین اہلِ فتویٰ اہلِ خطابت و وعظ کی خدمت کا انتظام اسلامی بیت المال میں نہیں رہا، ان کو اپنی تعلیم اور وعظ و امامت پر تنخواہ لینے کی مجبوری پیش آئی وہ اگرچہ متاخرین فقہاء کے نزدیک بدرجہء مجبوری جائز قرار دی گئی مگر اس میں شبہ نہیں کہ اس معاوضہ لینے کا اثر تبلیغ و دعوت اور اصلاحِ خلق پر نہایت برا ہوا جس نے ان کی کوششوں کا فائدہ بہت ہی کم کردیا۔

فرعونی جادوگروں کے جادو کی حقیقت:

ان لوگوں نے اپنی لاٹھیوں اور رسیوں کو بظاہر سانپ بنا کر دکھلایا تھا کیا وہ واقعی سانپ بن گئی تھیں اس کے متعلق الفاظِ قرآن یخیل الیه من سحرهم انها تسعیٰ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ حقیقۃً سانپ نہیں بنی تھی بلکہ یہ ایک قسم کا مسمریزم تھا جس نے خیالات حاضرین پر تصرف کر کے ایک قسم کی نظر بندی کردی کہ حاضرین کو وہ چلتے پھرتے سانپ دکھائی دینے لگے۔

اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کسی جادو سے کسی شئے کی حقیقت تبدیل ہی نہیں ہوسکتی اتنا معلوم ہوتا ہے کہ ان جادوگروں کا جادو تبدیل حقیقت کے درجے کا نہیں تھا۔ (معارف مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ)

لَهٗ جَهَنَّمَ ۭ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ۝٧٤ وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا

کے لئے دوزخ ہے۔ جس میں نہ مرے اور نہ جیوے۔ اور جو اس کے پاس مومن ہو کر آئے گا

قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ۝٧٥

اور اس نے نیک عمل کئے تو یہی لوگ ہیں جن کے لئے بلند درجے ہیں

جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ

ہمیشہ رہنے کے باغ! بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں! ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ ول

وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا مَنْ تَزَكّٰى ۝٧٦ وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى ۥ

اور یہ اس کا صلہ ہے جو پاک ہوا۔ اور ہم نے وحی بھیجی موسیٰ کی جانب۔

اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ

کہ نکال لے جا میرے بندوں کو رات سے پھر بنا دے ان کے لئے سوکھی سڑک دریا میں۔

يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ۝٧٧ فَاَتْبَعَهُمْ

نہ تجھ کو خطرہ ہوگا آ پکڑنے کا اور نہ (ڈوبنے سے) ڈرے گا۔ پھر ان کا پیچھا کیا

فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ۝٧٨

فرعون نے معہ اپنے لشکر کے تو ان کو گھیر لیا دریا نے جیسا کچھ گھیرا

وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ۝٧٩ يٰبَنِيْٓ

اور بہکایا فرعون نے اپنی قوم کو اور راہ نہ دکھائی اے بنی اسرائیل!

اِسْرَاۗءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ

ہم نے نجات دی تم کو تمہارے دشمن سے اور ہم نے تم سے

ول جنت کے درجے:

اور حدیث میں ہے کہ خطبے میں اس آیت کی تلاوت کے بعد آپ نے یہ فرمایا تھا اور جو خدا سے قیامت کے دن ایمان اور عمل صالح کے ساتھ جاملا اسے اونچے بالا خانوں والی ملے گی۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جنت کے سو درجے ہیں۔ ہر درجہ میں اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا زمین آسمان میں۔ سب سے اوپر جنت الفردوس ہے اسی سے چاروں نہریں جاری ہوتی ہیں۔ اس کی چھت رحمٰن کا عرش ہے تم اللہ تعالیٰ سے جب جنت مانگو تو جنت الفردوس کی دعا کیا کرو (ترمذی وغیرہ)۔ ابن ابی حاتم میں ہے کہ کہا جاتا تھا کہ جنت کے سو درجے

ع ٣ / ٢٢ / ١٢

خلاصہ رکوع ٣

اللہ تعالیٰ کی شان خالقیت کو ذکر فرمایا گیا۔ پھر دوبارہ موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے مکالمہ کو ذکر کیا گیا۔ جادوگروں کا اجتماع اور موسیٰ علیہ السلام کے اظہار معجزہ کو ذکر فرمایا گیا۔ جادوگروں کا قبول اسلام اور فرعون کی دھمکیوں کو بیان کیا گیا اور اس کے جواب میں اہل ایمان کا جواب ذکر کیا گیا۔ آخر میں مجرمین کو انجام بد کی وعید اور اہل ایمان کو جنت کی بشارت دی گئی۔

ہیں، ہر درجے کے پھر سو درجے ہیں۔ دو درجوں میں اتنی دوری ہے جتنی آسمان و زمین میں۔ ان میں یاقوت اور موتی ہیں اور زیور بھی۔ ہر جنت میں امیر ہے۔ جس کی فضیلت اور سرداری کے دوسرے قائل ہیں۔ صحیحین کی حدیث میں ہے کہ اعلیٰ علیین والے ایسے دکھائی دیتے ہیں جیسے تم لوگ آسمان کے ستاروں کو دیکھتے ہو۔ لوگوں نے کہا پھر یہ بلند درجے تو نبیوں کیلئے ہی مخصوص ہوں گے؟ فرمایا سنو اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے نبیوں کو سچا جانا۔ سنن کی حدیث میں یہ بھی ہے کہ ابو بکرؓ و عمرؓ انہی میں سے ہیں اور کتنے ہی اچھے مرتبے والے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ﴿٨٠﴾

وعدہ کیا طور کی داہنی طرف کا اور تم پر اتارا من اور سلویٰ (اور کہہ دیا کہ) کھاؤ

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ

ستھری چیزیں جو ہم نے تم کو دیں اور اس کے بارے میں حد سے نہ گزر جانا و۱ کہ

فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ

پھر تم پر میرا غضب آ نازل ہو۔ اور جس پر میرا غصہ آنازل ہوا تو ضرور

غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ﴿٨١﴾ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَ

وہ ہلاک ہو گیا اور میں بڑا بخشنے والا ہوں اس شخص کو کہ جو توبہ کرے اور

اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ﴿٨٢﴾ وَمَآ اَعْجَلَكَ

ایمان لائے اور نیک کام کرے پھر ہدایت پر قائم رہے اور تجھ کو کیا چیز جلد لے آئی و۲

عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿٨٣﴾ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ

اپنی قوم سے اے موسیٰ عرض کیا! وہ یہ ہیں میرے پیچھے اور میں جلد آیا

اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿٨٤﴾ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ

تیری طرف اے میرے پروردگار تاکہ تو خوش ہو۔ فرمایا کہ ہم نے تو بلا میں ڈال دیا تیری قوم کو

بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿٨٥﴾ فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى

تیرے پیچھے۔ اور ان کو گمراہ کر دیا سامری نے تو واپس آیا موسیٰ

قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ

اپنی قوم کی جانب غصے میں بھرا ہوا رنجیدہ۔ کہا اے قوم کیا تم سے وعدہ نہ کیا تھا تمہارے پروردگار نے

و۱ صحیح بخاری میں ہے کہ مدینے کے یہودیوں کو عاشورے کے دن کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے ان سے اس کا سبب دریافت فرمایا، انہوں نے جواب دیا کہ اسی دن اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون پر کامیاب کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تو ہمیں بہ نسبت تمہارے ان سے زیادہ قرب ہے۔ چنانچہ آپ نے مسلمانوں کو اس دن کے روزے کا حکم دیا۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

و۲ صحرائے سینا میں قیام کے دوران اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر بلایا تھا تاکہ وہ وہاں چالیس دن تک اعتکاف کریں تو انہیں تورات عطا کی جائے گی۔ شروع میں بنی اسرائیل کے کچھ منتخب لوگوں کے بارے میں یہ طے ہوا تھا کہ وہ بھی آپ کے ساتھ جائیں گے۔ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام جلدی روانہ ہو گئے اور ان کا خیال تھا کہ باقی بھی پیچھے آ رہے ہیں، لیکن وہ لوگ نہیں آئے۔ (توضیح القران)

سامری ایک جادوگر تھا جو بظاہر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آیا تھا اور اسی لیے ان کے ساتھ لگ گیا تھا، مگر حقیقت میں وہ منافق تھا۔ (توضیح القرآن)

وَعْدًا حَسَنًا ۬ۥ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ

وعدہ نیک۔تو کیا تم پر دراز ہوگئی مدت یا تم نے یہ چاہا کہ تم پر آنازل ہو

يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ﴿۸۶﴾

غضب تمہارے پروردگار کا پس اس وجہ سے تم نے خلاف کیا میرے وعدے کا۔ ف۱

قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ

وہ بولے کہ ہم نے نہیں خلاف کیا تمہارا وعدہ اپنے اختیار سے لیکن ہم سے اٹھوائے گئے تھے

زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿۸۷﴾

اس قوم (قبط) کے بوجھ تو ہم نے اس کو (آگ میں) ڈال دیا پھر اسی طرح سامری نے ڈال دیا

فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ

پھر بنا نکالا ان کے لئے ایک بچھڑا (یعنی) ایک بدن کہ جس کی آواز گائے کی سی تھی پھر کہنے لگے کہ یہ ہے

اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۬ۥ فَنَسِيَ ﴿۸۸﴾ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ

تمہارا معبود اور موسیٰ کا معبود ! سو موسیٰ بھول گیا ہے بھلا یہ لوگ

اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۬ۥ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ﴿۸۹﴾ ع وَلَقَدْ

اتنا بھی نہ دیکھ سکتے تھے کہ وہ ان کو اُلٹ کر کسی بات کا جواب دیتا ہے اور نہ مالک ہے

قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ

ان کے کسی نقصان کا اور نہ نفع کا۔اور ان سے کہا تھا ہارون نے پہلے کہ اے قوم اس سے تم آزمائے

وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا

جارہے ہو اور تمہارا رب تو رحمٰن ہے تو میرے کہے پر چلو اور میری بات مانو۔وہ بولے کہ ہم

ف۱ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جوش

یعنی میرے اتباع میں تم کو دینی و دنیوی ہر طرح کی بھلائی پہنچے گی۔ چنانچہ بہت سی عظیم الشان بھلائیاں ابھی ابھی تم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو اور جو باقی ہیں وہ عنقریب ملنے والی ہیں۔ کیا اس وعدہ کو بہت زیادہ مدت گذر گئی تھی کہ تم پچھلے احسانات کو بھول گئے اور اگلے انعامات کا انتظار کرتے کرتے تھک گئے ہو؟ یا جان بوجھ کر تم نے مجھ سے وعدہ خلافی کی؟ اور دین توحید پر قائم نہ رہ کر خدا کا غضب مول لیا (کذا فسرہ ابن کثیر رحمہ اللہ) یا یہ مطلب لیا جائے کہ تم سے حق تعالیٰ نے تیس چالیس روز کا وعدہ کیا تھا کہ اتنی مدت موسیٰ علیہ السلام "طور" پر معتکف رہیں گے، تب تورات شریف ملے گی۔ تو کیا بہت زیادہ مدت گذر گئی کہ تم انتظار کرتے کرتے تھک گئے؟ اور گوسالہ پرستی اختیار کرلی، یا عمداً یہ حرکت کی ہے تاکہ غضب الٰہی کے مستحق بنو۔ اور "اَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ" سے مراد وہ وعدہ ہے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کیا تھا کہ آپ علیہ السلام ہم کو خدا کی کتاب لادیجئے ہم اسی پر عمل کیا کریں گے۔ اور آپ علیہ السلام کے اتباع پر مستقیم رہیں گے۔ (تفسیر عثمانی)

خلاصہ رکوع ۴

ع ۱۳ ۱۲

بنی اسرائیل کی رہائی کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو مصر جانے کا حکم دیا گیا جس میں کفار مکہ کو تنبیہ ہے کہ تمہارے سردار بھی تم کو اسی راستہ پر لئے جارہے ہیں جس پر فرعون اپنی قوم کو لے گیا اور قوم کی تباہی کیساتھ خود بھی تباہ ہوا۔ آگے اللہ تعالیٰ اپنے وہ احسانات یاد دلا رہے ہیں جو بنی اسرائیل پر کئے گئے۔ موسیٰ علیہ السلام کا کوہ طور پر جانا، توراۃ کا ملنا پیچھے قوم کا گمراہ ہو کر بت پرستی شروع کردینے کے حالات ذکر فرمائے گئے۔

لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ﴿٩١﴾ قَالَ

ہمیشہ اسی پر جمے بیٹھے رہیں گے یہاں تک کہ واپس آئیں ہمارے پاس موسیٰ! (موسیٰ آئے) تو بولے

يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ﴿٩٢﴾ اَلَّا تَتَّبِعَنِ

کہ اے ہارون تجھ کو کیا وجہ مانع ہوئی جب تو نے ان کو دیکھا کہ گمراہ ہوگئے کہ میری پیروی نہ کی کیا

اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ﴿٩٣﴾ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ

تو نے میری حکم عدولی کی ف۱ ہارون نے کہا کہ اے میرے ماں جائے (بھائی) نہ پکڑ و میری داڑھی

وَلَا بِرَاْسِيْ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ

اور نہ میرا سر! مجھے یہ ڈر ہوا کہ تم کہنے لگو کہ تو نے پھوٹ ڈال دی بنی

اِسْرَآءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ﴿٩٤﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ

اسرائیل میں اور میری بات یاد نہ رکھی ف۲ موسیٰ نے کہا اب تیرا کیا حال ہے اے سامری!

يٰسَامِرِيُّ ﴿٩٥﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ

وہ بولا کہ میں نے وہ چیز دیکھی جو اوروں نے نہیں دیکھی تو میں نے ایک مٹھی خاک لے لی بھیجے

قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ

ہوئے (جبریل) کے پیر کے نیچے سے پھر میں نے وہی ڈال دی اور ایسی ہی مجھ کو صلاح دی

لِيْ نَفْسِيْ ﴿٩٦﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ

میرے نفس نے موسیٰ نے کہا کہ چل دور ہو! زندگی میں تو تیری سزا یہی ہے کہ کہتا پھرے!

تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ وَانْظُرْ

مجھے ہاتھ نہ لگانا اور تیرے لئے ایک وعدہ اور بھی ہے جس کا تجھ سے ہرگز خلاف نہ ہوگا

ف۱ جماعتی انتظام کیلئے خلیفہ اور نائب بنانا:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب ایک مہینے کے لئے اپنی قوم سے الگ ہو کر کوہ طور پر عبادت میں مشغول ہونا چاہا تو ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ اور نائب بنا کر سب کو ہدایت کی کہ میرے پیچھے سب ان کی اطاعت کرنا تاکہ آپس میں اختلاف و نزاع نہ پھوٹ پڑے اس سے معلوم ہوا کہ کسی جماعت یا خاندان کا بڑا اگر کہیں سفر پر جائے تو سنت انبیاء یہ ہے کہ کسی کو اپنا قائم مقام خلیفہ بنا جائے جو ان کے نظم و ضبط کو قائم رکھے۔

ف۲ مسلمانوں کی جماعت میں تفرقہ سے بچنے کے لئے بڑی سے بڑی برائی کو وقتی طور پر برداشت کیا جاسکتا ہے:

بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غیر حاضری کے وقت جو گوسالہ پرستی کا فتنہ پھوٹا اور ان کے تین فرقے ہوگئے حضرت ہارون علیہ السلام نے سب کو دعوت حق تو دی مگر ان میں سے کسی فرقہ سے عملی اجتناب اور بیزاری و علیحدگی کا موسیٰ علیہ السلام کے آنے تک اعلان نہیں کیا، اس پر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام ناراض ہوئے تو انہوں نے یہی عذر پیش کیا میں تشدد کرتا تو بنی اسرائیل کے ٹکڑے ہوجاتے ان میں تفرقہ پھیل جاتا انی خشیت ان تقول فرقت بین بنی اسرائیل ولم ترقب قولی، یعنی میں نے اس لئے کسی بھی فرقہ سے علیحدگی اور بیزاری کا شدت سے اظہار نہیں کیا کہ کہیں آپ واپس آ کر مجھے یہ الزام نہ دیں کہ تم نے بنی اسرائیل میں تفرقہ پیدا کردیا اور میری ہدایت کی پابندی نہیں کی۔

اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِىْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ؕ لَنُحَرِّقَنَّهٗ

اور دیکھ اپنے معبود کی طرف جس پر تو جما بیٹھا تھا ! ہم اس کو جلا دیں گے

ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِى الْيَمِّ نَسْفًا ﴿٩٧﴾ اِنَّمَاۤ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ

اور پھر اس کو بکھیر دیں گے دریا میں اڑا کر تمہارا معبود تو بس اللہ ہی ہے

الَّذِىْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَسِعَ كُلَّ شَىْءٍ عِلْمًا ﴿٩٨﴾ كَذٰلِكَ

جس کے سوا کوئی نہیں ہر چیز اس کے علم میں سما گئی (اے محمد) اسی طرح ہم تجھ کو سناتے ہیں

نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ

ان کے حالات جو پہلے گزرے اور ہم نے تجھ کو عطا کیا

مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ۖۚ ﴿٩٩﴾ مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ

اپنے پاس سے ذکر (یعنی قرآن)! جس شخص نے اس سے منہ پھیرا تو وہ اٹھائے گا

الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ۙ ﴿١٠٠﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ؕ وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ

قیامت کے دن (گناہوں کا) بوجھ ہمیشہ رہیں گے اس میں اور ان کے لئے برا بوجھ ہے

الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ۙ ﴿١٠١﴾ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ

قیامت کے دن اٹھانے کا! ف۱ جس دن صور پھونکا جاوے گا اور ہم گھیر لائیں گے اس دن گنہگاروں کو

يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ۖۚ ﴿١٠٢﴾ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا

کہ ان کی آنکھیں نیلی ہوں گی۔ باہم چپکے چپکے کہتے ہوں گے کہ تم بس دس دن ٹھہرے

عَشْرًا ﴿١٠٣﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ

ہو گے! ہم خوب جانتے ہیں جو یہ کہتے ہیں جب کہے گا ان میں

ف۱ گناہوں کا بوجھ

یعنی گناہوں کا بھاری بوجھ۔ سورہ مریم کی آیت یوم نحشر المتقین الی الرحمن وفدا کی تشریح میں عمر بن قیس ملائی کی روایت کردہ حدیث ہم نے ذکر کردی ہے اس حدیث میں یہ بھی مذکور ہے کہ کافر کے سامنے اس کا برا عمل بہت ہی مکروہ شکل اور سڑاند کے ساتھ آئے گا اور کافر سے کہے گا کیا تو مجھے نہیں پہچانتا کافر جواب دے گا۔ نہیں، صرف اتنا جانتا ہوں کہ اللہ نے تیری شکل بڑی مکروہ اور تیری بو بہت سڑی ہوئی بنائی ہے، عمل کہے گا میں دنیا میں بھی ایسا ہی تھا۔ میں تیرا عمل ہوں دنیا میں طویل مدت تک تو مجھ پر سوار رہا آج میں تجھ پر سوار ہوں گا، پھر حضور اقدس ﷺ نے پڑھا وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ گناہ کو ایک بھاری بوجھ قرار دیا کیونکہ جس طرح بھاری بوجھ اگر پشت پر لدا ہو تو کمر ٹوٹنے لگتی ہے اسی طرح گناہوں کا عذاب بھی ناقابل برداشت ہوگا، جس پر پڑے گا اس کا اٹھانے میں انتہائی دشواری ہوگی۔ فِیْہِ یعنی بار گناہ کی سزا میں۔

ضرورت سے زائد مکان:

ابونعیم نے حلیہ میں اور طبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن مسعودؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جس نے اپنی ضرورت سے زیادہ کوئی مکان بنایا اس کو مجبور کیا جائے گا کہ اس کو اپنے کندھے پر اٹھائے، ابوداؤد، ابن ماجہ اور طبرانی نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت انسؓ کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی انصاری کے (تعمیر کردہ) ایک قبہ (گول کمرہ) کی طرف سے گذرے اور دست مبارک سے اپنے سر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا، جو عمارت اس سے زائد ہوگی وہ قیامت کے دن اس عمارت کے مالک کے لیے مصیبت ہوگی۔ اس مکان کے مالک کو یہ اطلاع پہنچی (کہ حضور ﷺ نے ایسا فرمایا ہے) تو انہوں نے اس عمارت کو ڈھا دیا۔ طبرانی نے حضرت واثلہ بن اسقع کی روایت سے بھی ایسی ہی حدیث بیان کی ہے۔

طَرِيقَةً إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًا ﴿١٠٤﴾ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ

بہتر طریقہ والا کہ بس تم ایک دن ٹھہرے ہو گے! اور تجھ سے دریافت کرتے ہیں

الْجِبَالِ فَقُلْ يَنسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا ﴿١٠٥﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا

پہاڑوں کی نسبت! کہہ دے کہ ان کو بکھیر دے گا میرا پروردگار اڑا کر۔ پھر کر چھوڑے گا زمین

صَفْصَفًا ﴿١٠٦﴾ لَّا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا ﴿١٠٧﴾ يَوْمَئِذٍ

کو ہموار میدان ۔کہ تو نہ اس میں کہیں موڑ دیکھے گا اور نہ ٹیلا ف۱

يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ ۖ وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ

اس دن لوگ پیچھے دوڑیں گے پکارنے والے کے جس میں کچھ کجی نہیں اور دب جائیں گی آوازیں

لِلرَّحْمَٰنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا ﴿١٠٨﴾ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ

رحمٰن کے خوف سے تو تو سوائے کھسر پھسر کے کچھ نہ سنے گا اس دن کام

الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ

نہ آئے گی سفارش مگر جسے اجازت دے دی رحمٰن نے اور اس کا

قَوْلًا ﴿١٠٩﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا

قول پسند فرمایا ف۲ وہ جانتا ہے جو لوگوں کے آگے اور پیچھے ہے اور لوگوں کا

يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا ﴿١١٠﴾ وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ ۖ

علم اس کو حاوی نہیں ہوسکتا۔ اور منہ جھک جائیں گے (خدائے) زندہ

وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿١١١﴾ وَمَن يَعْمَلْ مِنَ

ہمیشہ قائم رہنے والے کے روبرو۔ اور بلاشبہ نامراد ہوا جس نے ظلم کا بوجھ لادا اور جو نیک عمل

ع ۵ ١٥ ١٤

خلاصہ رکوع ۵

حضرت ہارون علیہ السلام کا قوم کو نصیحت اور موسیٰ علیہ السلام کی ہارون علیہ السلام سے مخاطبت سامری کی سخن سازی اور موسیٰ علیہ السلام کی اس کو دی گئی بددعا ذکر فرمائی گئی۔ قرآن کریم کے اتباع اور فرمانبرداری کا حکم اور اس سے اعراض کرنیوالوں کا روز محشر انجام بد کو ذکر فرمایا گیا۔

ف۱ قدرتِ الٰہی کے سامنے پہاڑ کچھ نہیں:

یعنی قیامت کے ذکر پر منکرین حشر استہزاء کہتے ہیں کہ ایسے ایسے سخت اور عظیم الشان پہاڑوں کا کیا حشر ہوگا؟ کیا یہ بھی ٹوٹ پھوٹ جائیں گے؟ اس کا جواب دیا کہ حق تعالیٰ کی لامحدود قدرت کے سامنے پہاڑوں کی کیا حقیقت ہے ان سب کو ذرا سی دیر میں کوٹ پیس کر ریت کے ذرات اور دھنی ہوئی روئی کی طرح ہوا میں اڑا دیا جائے گا اور زمین بالکل صاف و ہموار کر دیجائیگی جس میں کچھ اونچ نیچ اور اونچ نیچ نہ رہے گی پہاڑوں کی رکاوٹیں ایک دم میں صاف کر دی جائیں گی۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ مراد اس سے مومن ہے کہ اس کی سفارش کے لئے شفاعت کرنے والوں کو اجازت ہوگی اور اسکے بارہ میں شفاعت کرنے والے کا بولنا خدا کو پسند ہوگا اور کفار کے لئے سفارش کی کسی کو اجازت نہ ہوگی تو شفاعت کا ان کے واسطے نافع نہ ہونا اس اعتبار سے ہے کہ شفاعت ہی نہ ہوگی اس میں کفار کو دھمکی ہے کہ تم شفاعت سے بھی محروم رہو گے۔

الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ﴿١١٢﴾

کرے گا اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو تو اس کو نہ نا انصافی کا خوف ہوگا اور نہ نقصان کا۔

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ

اور اسی طرح ہم نے اس کو اتارا ہے قرآن عربی اور طرح طرح پر اس میں

مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿١١٣﴾

سنا دیئے ڈراوے تاکہ لوگ پرہیزگار بنیں یا یہ پیدا کر دے ان کے حق میں نصیحت

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ

پس بلند درجہ اللہ سچے بادشاہ کا ہے۔ اور تو جلدی نہ کر قرآن (کے پڑھنے میں)

اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۫ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿١١٤﴾

جب تک کہ اس کی وحی تمام نہ ہو چکے اور کہہ! اے میرے پروردگار مجھے اور زیادہ علم دے۔

وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ

اور ہم نے عہد لیا تھا آدم سے اس سے پہلے تو وہ بھول گیا اور ہم نے اس میں

لَهٗ عَزْمًا ﴿١١٥﴾ ع وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا

استقلال نہ پایا اور (یاد کر) جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ سجدہ کرو آدم کو تو سب سجدہ میں گر پڑے

اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ﴿١١٦﴾ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ

مگر ابلیس نے نہ مانا پھر ہم نے کہہ دیا کہ اے آدم!

وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿١١٧﴾

یہ ابلیس تیرا اور تیری بیوی کا دشمن ہے تو کہیں تم کو جنت سے نکلوا نہ دے پھر تو تکلیف میں جا پڑے ف۲

ف۱ فتعلى الله الملک الحق، سو اللہ تعالیٰ جو بادشاہ حقیقی ہے بڑا عالی شان ہے فتعلیٰ اللہ یعنی جس طرح اللہ اپنی ذات و صفات میں مشابہت مخلوق سے پاک ہے اسی طرح اس کا کلام بھی مخلوق کے کلام کی مماثلت سے اعلیٰ اور بالا ہے پس وہ برتر اور منزہ ہے مشرکوں کے شرکیہ اقوال سے۔ میں کہتا ہوں، بلکہ وہ ان لوگوں کے بیان سے بھی برتر و بالا ہے جو اس کے اوصاف کامل طور پر بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں، کوئی اس کی ذات و صفات کو پورا پورا بیان نہیں کر سکتا۔ اَللّٰهُمَّ لَا اُحْصِيْ ثَنَآءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ عَلٰى مَا اَرَدْتَ. الملک، یعنی وہ ایسا بادشاہ ہے جس کا حکم نافذ ہے جس کی حکومت ہمیشہ سے ہے جس کا غلبہ ہمہ گیر اور عظیم الشان ہے۔ الحق یعنی اس کا وجود تمام صفات اور اقتدار ذاتی ہے (کسی کا عطا کردہ نہیں ہے) فناء بگاڑ اور زوال کا اس کے اقتدار، حکومت اور صفات و ذات میں کوئی احتمال ہی نہیں ہے۔ (تفسیر مظہریؒ)

خلاصہ رکوع ٦

حق تعالیٰ کی قدرت اور پہاڑوں کی حقیقت کو بتایا گیا۔ علم خداوندی کا مخلوق کے اگلے پچھلے احوال سے باخبر ہونے کو بتایا گیا۔ نزول قرآن کی ایک حکمت اور اس سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک ہدایت کی تلقین فرمائی گئی۔ آدم علیہ السلام کے واقعہ کو شروع فرمایا گیا۔

ع ٦ ١١ ١٥

ف۲

بیوی کے علاوہ جس کسی کا نفقہ شریعت نے کسی شخص کے ذمہ عائد کیا ہے اس میں بھی چار چیزیں اس کے ذمہ واجب ہوتی ہیں جیسے ماں باپ کا نفقہ اولاد کے ذمہ جب کہ وہ محتاج اور معذور ہوں۔ جس کی تفصیل کتب فقہ میں مذکور ہے۔ (معارف القرآن)

إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرَىٰ ﴿١١٨﴾ وَأَنَّكَ لَا

جنت میں تو تجھ کو یہ ہے کہ نہ تو بھوکا رہے اور نہ ننگا۔ اور یہ کہ نہ پیاسا رہے

تَظْمَأُ فِيهَا وَلَا تَضْحَىٰ ﴿١١٩﴾ فَوَسْوَسَ إِلَيْهِ الشَّيْطَانُ

یہاں اور نہ دھوپ کھائے ! پھر آدم کے دل میں وسوسہ ڈالا شیطان نے

قَالَ يَا آدَمُ هَلْ أَدُلُّكَ عَلَىٰ شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلَىٰ ﴿١٢٠﴾

کہا کہ اے آدم (کہے تو) میں تجھے بتادوں درخت ہمیشہ جینے کا اور ایسی سلطنت جو کبھی پرانی نہ ہو

فَأَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ

پھر دونوں اس درخت میں سے کھا گئے تو ان پر ظاہر ہوگئیں ان کی شرمگاہیں اور لگے چپکانے اپنے اوپر

عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ ۚ وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ ﴿١٢١﴾

جنت کے پتے اور آدم نے نافرمانی کی اپنے رب کی تو گمراہ ہوگیا۔

ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدَىٰ ﴿١٢٢﴾ قَالَ

پھر اس کو نوازا اس کے پروردگار نے تو اس پر متوجہ ہوا اور راہ پر لایا ف۱ فرمایا کہ

اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا ۖ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۖ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم

یہاں سے اترو دونوں ! ایک کا دشمن ایک ! پھر اگر تمہارے پاس آئے میری طرف سے

مِّنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ ﴿١٢٣﴾

ہدایت۔ تو جو میری ہدایت پر چلا وہ نہ بہکے گا اور نہ تکلیف میں پڑے گا۔

وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَ

اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو اس کو ملے گی گزران تنگی کی ف۲ اور

ف۱ بھول چوک معاف:

اس امت کے لیے نسیان ناقابلِ مواخذہ قرار پایا ہے۔ ہر امت اور ہر شخص کے لیے نسیان کا یہ حکم نہیں ہے۔ طبرانی نے حضرت ثوبانؓ و حضرت ابن عمرؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میری امت سے بھول چوک اور وہ فعل جو کسی کو مجبور کر کے زبردستی کرایا گیا اٹھا لیا گیا ہے (یعنی معاف کردیا گیا ہے) اس حدیث میں یہ نہیں فرمایا کہ ہر شخص اور ہر امت کے لئے بھول چوک معاف کردی گئی ہے (بلکہ صراحۃً صرف اس امت کا ذکر کیا گیا ہے) ہاں مجنون وغیرہ کے متعلق (اس امت ہی کی خصوصیت نہیں ہے بلکہ عموماً بلا کسی کا نام لیے) فرمایا ہے قلم اٹھا لیا گیا دیوانے مغلوب العقل سے جب تک وہ تندرست ہو اور سوئے ہوئے آدمی سے جب تک وہ بیدار ہو اور بچہ سے جب تک وہ بالغ ہو۔ ہم نے سورہ بقرہ کی آیت ربنا لا تو اخذنا ان نسینا او اخطانا کی تفسیر کے ذیل میں لکھ دیا ہے کہ بھول چوک پر گرفت عقلاً ممنوع نہیں ہے گناہ ایک زہر ہے زہر قصداً کھایا جائے یا بھول چوک سے اپنا ہلاکت آفریں اثر ضرور کرے گا اسی طرح گناہ بھی قصداً ہو یا بھول کر اپنا نتیجہ ضرور پیدا کرے گا اور گناہگار بہرحال عذاب اور سزا میں مبتلا ہوگا۔

ف۲ قبر میں تنگی تو ظاہر ہے کہ قبر کافر پر تنگ ہوگی اور طرح طرح سے اس پر عذاب ہوگا اور دنیا میں تنگی قلب کے اعتبار سے ہے کہ ہر وقت دنیا کی حرص میں ترقی کی فکر میں کمی کے اندیشہ میں بے آرام رہتا ہے گو کوئی کافر بے فکر بھی ہو لیکن اکثر کی یہی حالت ہے اور آیت میں مطلق تنگی کا ذکر ہے اگر کسی کو صرف قبر ہی میں تنگی ہو جب بھی یہ حکم صادق ہے خوب سمجھ لو۔

وَنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ أَعْمٰى ﴿١٢٤﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ أَعْمٰى

ہم اس کو اٹھائیں گے قیامت کے دن اندھا۔ ول وہ کہے گا کہ اے میرے ربّ تو نے مجھے اندھا

وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿١٢٥﴾ قَالَ كَذٰلِكَ أَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ

کیوں اٹھایا اور میں تو دنیا میں بینا تھا۔ اللہ فرمائے گا اسی طرح تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں تو تو

وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿١٢٦﴾ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ أَسْرَفَ وَلَمْ

نے ان کو بھلا دیا۔ اور اسی طرح آج تیری خبر نہ لی جائے گی ہم اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں اس کو جو حد سے

يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ أَشَدُّ وَأَبْقٰى ﴿١٢٧﴾ أَفَلَمْ

بڑھ چلا اور نہ ایمان لایا اپنے رب کی آیتوں پر اور آخرت کا عذاب بہت سخت اور دیرپا ہے۔ تو کیا

يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ

ان کو اس سے ہدایت نہ ہوئی کہ ہم نے کتنی ہلاک کر دیں ان سے پہلے جماعتیں یہ لوگ پھرتے ہیں ان کے

مَسٰكِنِهِمْ ؕ إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّأُولِي النُّهٰى ﴿١٢٨﴾ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ

رہنے کی جگہوں میں۔ اس میں بہتیری نشانیاں ہیں عقل والوں کے لئے۔ اور اگر ایک بات نہ ہوتی

سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّأَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿١٢٩﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى

کہ پہلے صادر ہو چکی تیرے پروردگار سے۔ اور وقت معین نہ ہوتا تو عذاب (بھی) لازم ہوتا تو صبر کر

مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ

(ان باتوں پر) جو کافر کہتے ہیں اور پڑھتا رہ اپنے رب کی خوبیاں سورج نکلنے سے پہلے

غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ

اور ڈوبنے سے پہلے۔ اور رات کی کچھ گھڑیوں میں پڑھا کر اور دن کی طرفوں میں (بھی پڑھا کر) تا کہ تو

ول قرآن بھولنے کا گناہ:
قرآن پر ایمان رکھتے ہوئے اس کے احکام کے عامل ہوتے ہوئے۔ کسی شخص سے اگر اس کے الفاظ حفظ سے نکل جائیں تو وہ اس وعید میں داخل نہیں اس کے لئے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے جذامی ہونے کی حالت میں ملاقات کرے گا۔ (مسند احمد) (تفسیر ابن کثیرؒ)
ومن اعرض عن ذکری یہاں ذکر سے مراد قرآن بھی ہو سکتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ مبارک بھی جیسا کہ دوسری آیات میں ذِکْرًا رَّسُوْلًا آیا ہے دلوں کا حاصل یہ ہے کہ جو شخص قرآن سے یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اعراض کرے یعنی قرآن کی تلاوت اور اس کے احکام پر عمل سے یا رسول اللہ ﷺ کی اطاعت سے اعراض کرے اس کا انجام یہ ہے کہ فان له معيشة ضنكا و نحشره يوم القيمة اعمى یعنی اس کی معیشت تنگ ہوگی اور

ع ١٣ / ٧

خلاصہ رکوع ٧

حضرت آدم علیہ السلام کے واقعہ کو ١٦ بیان کیا گیا جو لوگ دنیا میں احکام خداوندی کا اتباع نہیں کریں گے۔ ان کے دنیا و آخرت کے انجام بد کو ذکر فرمایا گیا۔

قیامت میں اس کو اندھا کر کے اٹھایا جائے گا۔ پہلا عذاب دنیا ہی میں اس کو مل جائے گا اور دوسرا یعنی اندھا ہونے کا عذاب قیامت میں ہوگا۔

تَرْضٰی ﴿۱۳۰﴾ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ أَزْوَاجًا

خوش ہو جائے اور تو نہ دوڑا اپنی نظر اس چیز کی جانب جو ہم نے استعمال کے لئے دے دی ہے

مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَرِزْقُ رَبِّكَ

مختلف قسم کے لوگوں کو دنیاوی زندگی کی آرائش تاکہ ہم ان کو اس میں آزمائیں۔ اور تیرے پروردگار کی

خَيْرٌ وَّأَبْقٰى ﴿۱۳۱﴾ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ لَا نَسْأَلُكَ

دی ہوئی روزی بہتر اور زیادہ پائیدار ہے ف۱ اور حکم کر اپنے گھر والوں کو نماز کا اور خود بھی اس پر قائم رہ ہم تجھ سے

رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿۱۳۲﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا

روزی نہیں مانگتے ہم خود تجھے روزی دیتے ہیں۔ ف۲ اور انجام بخیر پرہیزگاری کا ہے اور کافر کہتے ہیں

يَأْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ أَوَلَمْ تَأْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي

کہ یہ کیوں نہیں لے آتا ہمارے پاس کوئی نشانی اپنے پروردگار کی طرف سے کیا ان کے پاس نہیں

الصُّحُفِ الْأُوْلٰى ﴿۱۳۳﴾ وَلَوْ أَنَّا أَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ

پہنچی نشانی اگلی کتابوں کی اور ہم ان کو ہلاک کر مارتے کسی عذاب سے (رسول بھیجنے سے) پہلے تو

لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ

(اس وقت یوں) کہتے کہ اے ہمارے پروردگار تو نے کیوں نہ بھیجا ہماری جانب کوئی رسول کہ ہم

قَبْلِ أَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ﴿۱۳۴﴾ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ

تیرے کلام پر چلتے اس سے پہلے کہ ہم ذلیل و رسوا ہوں ! کہہ دے ہر ایک منتظر ہے

فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ أَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ﴿۱۳۵﴾ ع

سو تم بھی منتظر رہو آگے چل کر تم جان لوگے کہ کون ہیں سیدھے رستہ والے اور کس نے راہ پائی۔

ف۱ شانِ نزول: ابن ابی شیبہ، ابن مردویہ، بزار اور ابو یعلی نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک مہمان آکر اترا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک یہودی کے پاس آٹا قرض خریدنے کے لیے بھیجا، دوسری روایت میں آیا ہے، اتنا اتنا آٹا۔ یا یہ فرمایا کہ مجھے رجب کا چاند دیکھنے (یعنی پہلی تاریخ) تک کے لیے آٹا دیدو، یہودی نے کہا بغیر کسی چیز کو رہن رکھے میں نہیں دوں گا، میں نے حاضر خدمت ہو کر یہودی کا جواب عرض کردیا، ارشاد فرمایا، اگر وہ میرے ہاتھ بیچ ڈالتا یا فرمایا قرض بھیج ڈالتا تو میں (قیمت) ضرور ادا کرتا اور میں بلا شبہ آسمان میں بھی امین ہوں اور زمین میں بھی امین ہوں، جاؤ میری لوہے کی زرہ اس کے پاس لے جاؤ۔ میں حضور ﷺ کے پاس سے باہر نکلنے نہ پایا تھا کہ آیت ذیل نازل ہوئی ولا تمدن عینیک الی ما متعنا بہ ازواجا منھم۔

ف۲ مطلب یہ کہ ہم آپ سے اور اسی طرح دوسروں سے ایسی معاش کموانا نہیں چاہتے جو ضروری طاعات میں مانع ہو روزی سب کو ہم دیں گے غرض اصلی مقصود کسب معاش نہیں بلکہ دین اور طاعت ہے کسب معاش کی اسی حالت میں اجازت یا امر ہے جب کہ اس سے ضروری طاعت میں خلل نہ ہوتا ہو۔

خلاصہ رکوع ۸

مشرکین و منکرین کے اعراض کے باوجود عذاب الٰہی سے فوراً ہلاک نہ کئے جانے کی حکمت اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واہل ایمان کو ملنے والی ایذاؤں پر تسلی دی گئی۔ مشرکین کو آخری فیصلہ کی بات سنائی گئی۔

ع ۸ ۷ ۱۷

سورہ مریم سولھواں پارہ

سورۃ مریم: اس کولکھ کرشیشے کے گلاس میں رکھ کراپنے گھر میں رکھنے سے خیروبرکت زیادہ ہواورخوشی کے خواب نظرآئیں اور جو شخص اس کے پاس سوئے وہ بھی اچھے خواب دیکھے اور جوشخص اسے لکھ کرمکان کی دیوار میں لگائے سب آفات سے حفاظت رہے اور جوخوف زدہ پی لےتوخوف سے مامون رہے۔

خاصیت آیات ۵تا۱۵برائے بانجھ پن

وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ وَکَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا. یَرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا. یٰزَکَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمِنِ اسْمُهٗ یَحْیٰی لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا. قَالَ رَبِّ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّکَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْکِبَرِ عِتِیًّا. قَالَ کَذٰلِکَ قَالَ رَبُّکَ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُکَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَکُ شَیْئًا. قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْٓ اٰیَةً قَالَ اٰیَتُکَ اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا. فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰی اِلَیْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُکْرَةً وَّعَشِیًّا. یٰیَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّةٍ وَاٰتَیْنٰهُ الْحُکْمَ صَبِیًّا. وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَکٰوةً وَکَانَ تَقِیًّا. وَبَرًّا بِوَالِدَیْهِ وَلَمْ یَکُنْ جَبَّارًا عَصِیًّا. وَسَلٰمٌ عَلَیْهِ یَوْمَ وُلِدَ وَیَوْمَ یَمُوْتُ وَیَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا. (پ۱۶،ع۶)

خاصیت: جس عورت کوحمل نہ رہتا ہودونوں میاں بیوی جمعہ کے روز روزہ رکھیں اورشکراور بادام روٹی سے افطار کریں اور پانی بالکل نہ پئیں اور یہ آیت شیشے کے جام پرشہد سے جن کوآگ نہ پہنچی ہولکھ کرآب شیریں پاک سے دھوکرسفیدنخود دوسوچالیس دانے لے کراور ہردانے پر یہ آیتیں پڑھ کراس پانی کوہنڈیا میں ڈال کروہ نخوداس میں ڈال دیں اورخوب تیز آنچ کردیں پھرعشاء کی نماز پڑھ کرسورۂ مریم پڑھے جب نخود پک جائیں پانی سے نکال لیں اوراس میں تھوڑا آب انگوراضافہ کرکے آدھا آدھا دونوں میاں بیوی پئیں اورتھوڑی دیرسورہیں پھراٹھ کرمباشرت کریں۔ان شاءاللہ تعالیٰ اسی روزحمل رہ جائے گا۔اگرتین شب تک غذا کھانے سے پہلے اسی طرح کریں تواولاد بہت اچھی ہو۔(اعمال قرآنی)

سورہ طٰہٰ

خاصیت مکمل سورۃ طٰہٰ

خاصیت: صبح صادق کے وقت اس کے پڑھنے سے رزق ملےاورسب حاجات پوری ہوں اورلوگوں کے دل مسخراوردشمنوں پرغلبہ ہو۔(اعمال قرآنی)

سورۃ طٰہٰ: اس کولکھ کرحریر کے سبز کپڑے میں لپیٹ کرپاس رکھے۔اگرنکاح کاپیغام بھیجے کامیابی ہواگردوشخصوں میں یادولشکروں میں صلح کرانا چاہے۔انکارنہ کریں اوراس کوپی لےتوبادشاہ سے مطلب حاصل ہواورجس عورت کی شادی نہ ہوتواس کواس کے پانی سے غسل دیں تونکاح آسان ہو۔صبح صادق کےوقت اس کے پڑھنے سے رزق ملےاورسب حاجات پوری ہوں اورلوگوں کے دل مسخراوردشمنوں پرغلبہ ہو۔

اگرصبح کےوقت پڑھےتولوگوں کے دل مسخرہوں اوردشمنوں پرغلبہ حاصل ہو۔

خاصیت آیات ۱ تا ۸ برائے عزت وآبرو

طٰهٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓی اِلَّا تَذْکِرَةً لِّمَنْ یَّخْشٰی تَنْزِیْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰی اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰی وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ یَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰی اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ. لَهُ الْاَ سْمَآءُ الْحُسْنٰی (پارہ ۱۶، رکوع ۱۰)

ترجمہ: ہم نے آپ پر قرآن مجید اس لئے نہیں اتارا کہ آپ تکلیف اٹھائیں بلکہ ایسے شخص کی نصیحت کیلئے اتارا ہے جو اللہ سے ڈرتا ہو۔ یہ اس ذات کی طرف سے نازل کیا گیا ہے جس نے زمین کو اور بلند آسمان کو پیدا کیا ہے۔ (اور) وہ بڑی رحمت والا عرش پر قائم ہے۔ اسی کی ملک ہیں جو چیزیں زمین پر ہیں اور جو چیزیں ان دونوں کے درمیان ہیں اور جو چیزیں تحت الثریٰ میں ہیں (اس کے علم کی یہ شان ہے کہ) اگر تم پکار کر بات کہو تو وہ چپکے سے کہی ہوئی بات کو اور اس سے زیادہ خفی کو جانتا ہے (وہ) اللہ ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کے اچھے اچھے نام ہیں۔

خاصیت: سنگ مرمر یا چینی یا بلور کے برتن میں مشک و کافور و گلاب سے لکھ کر روغن بان سے دھو کر اس میں تھوڑا عنبر کافور کا اضافہ کر کے خوشبو بنالیں، پیشانی اور ابروؤں پر مل کر جس کے سامنے ہوگا وہ اس کی عزت وآبرو کرے گا۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۲۵ تا ۲۸ برائے کشادگی ذہن وترقی علم

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ. وَیَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ. وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ. یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ. (پارہ ۱۶، رکوع ۱۱)

ترجمہ: اے میرے رب میرا حوصلہ فراخ کر دیجئے اور میرا (یہ) کام (تبلیغ کا) آسان فرما دیجئے اور میری زبان سے بستگی (لکنت کی) ہٹا دیجئے تا کہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔

خاصیت: ترقی علم وکشادگی ذہن کیلئے ہر روز نماز صبح کے بعد بیس بار پڑھا کرے مجرب ہے۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۱۱۴ برائے ترقی علم

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا. ترجمہ: اے میرے رب میرا علم بڑھادے۔ (پ ۱۶، ع ۱۵)

خاصیت: ترقی علم کیلئے ہر نماز کے بعد جس قدر ہو سکے پڑھا کرے۔ (اعمال قرآنی)

تعارف سورۂ مریم

اس سورت کا بنیادی مقصد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کے بارے میں صحیح عقائد کی وضاحت اور ان کے بارے میں عیسائیوں کی تردید ہے۔ اگرچہ مکہ مکرمہ میں جہاں یہ سورت نازل ہوئی، عیسائیوں کی کوئی خاص آبادی نہیں تھی، لیکن مکہ مکرمہ کے بت پرست کبھی کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوائے نبوت کی تردید کے لئے عیسائیوں سے مدد لیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ بہت سے صحابہ کفار مکہ کے مظالم سے تنگ آ کر حبشہ کی طرف ہجرت کر رہے تھے جہاں عیسائی مذہب ہی کی حکمرانی تھی۔ اس لئے ضروری تھا کہ مسلمان حضرت عیسیٰ، حضرت مریم، حضرت زکریا اور حضرت یحیٰ علیہم السلام کی صحیح حقیقت سے واقف ہوں۔ چنانچہ اس سورت میں ان حضرات کے واقعات اسی سیاق وسباق میں بیان ہوئے ہیں۔ اور چونکہ یہ واضح کرنا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے نہیں ہیں، جیسا کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے، بلکہ وہ انبیائے کرام ہی کے مقدس سلسلے کی ایک کڑی ہیں، اس لئے بعض دوسرے انبیاء کرام

علیہم السلام کا بھی مختصر تذکرہ اس سورت میں آیا ہے۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معجزانہ ولادت اور اس وقت حضرت مریم علیہا السلام کی کیفیات سب سے زیادہ تفصیل کے ساتھ اسی سورت میں بیان ہوئی ہیں، اس لئے اس کا نام سورۂ مریم رکھا گیا ہے۔

تعارف سورۂ طٰہٰ

یہ سورت مکہ مکرمہ کے بالکل ابتدائی دور میں نازل ہوئی تھی۔ مستند روایات سے ثابت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی سورت کو سن کر اسلام لائے تھے۔ ان کی بہن حضرت فاطمہ اور ان کے بہنوئی حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان سے پہلے خفیہ طور پر اسلام لا چکے تھے جس کا انہیں پتہ نہیں تھا۔ ایک روز وہ گھر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے ارادے سے نکلے۔ راستے میں نعیم بن عبداللہ نامی ایک صاحب انہیں ملے، انہوں نے حضرت عمر سے کہا کہ آپ پہلے اپنے گھر کی خبر لیں جہاں آپ کی بہن اور بہنوئی مسلمان ہو چکے ہیں۔ حضرت عمر غصے کے عالم میں واپس آئے تو بہن اور بہنوئی حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سورۂ طٰہٰ پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمر کو آتے دیکھا تو انہوں نے وہ صحیفہ جس پر سورۂ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی، کہیں چھپا دیا، لیکن حضرت عمر پڑھنے کی آواز سن چکے تھے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے پتہ چل گیا ہے کہ تم مسلمان ہو چکے ہو، اور یہ کہہ کر بہن اور بہنوئی دونوں کو بہت مارا۔ اس وقت ان دونوں نے کہا کہ آپ ہمیں کوئی بھی سزا دیں، ہم مسلمان ہو چکے ہیں، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے، وہ پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمر نے کہا کہ اچھا مجھے بھی دکھاؤ، وہ کیسا کلام ہے۔ بہن نے ان سے غسل کروا کر صحیفہ ان کو دکھایا جس میں سورۂ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی۔ اسے پڑھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مبہوت رہ گئے، اور انہیں یقین ہوگیا کہ یہ کسی انسان کا نہیں، اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی انہیں اسلام لانے کی ترغیب دی، اور بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ ابوجہل یا عمر بن خطاب میں سے کسی ایک کو اسلام کی توفیق دے کر اسلام کی قوت کا سامان پیدا فرمادے۔ چنانچہ اسی وقت وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کرلیا۔

جس زمانے میں یہ سورت نازل ہوئی، وہ مسلمانوں کے لئے بڑی آزمائش اور تکلیفوں کا زمانہ تھا۔ کفار مکہ نے ان پر عرصۂ حیات تنگ کر رکھا تھا۔ اس لئے اس سورت کا بنیادی مقصد ان کو تسلی دینا تھا کہ اس قسم کی آزمائشیں حق کے علم برداروں کو ہر زمانے میں پیش آئی ہیں، لیکن آخری انجام انہی کے حق میں ہوا ہے۔ چنانچہ اسی سلسلے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ نہایت تفصیل کے ساتھ اسی سورت میں بیان ہوا ہے جس سے دونوں باتیں ثابت ہوئی ہیں، یہ بھی کہ ایمان والوں کو آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اور یہ بھی کہ آخری فتح انہی کی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی ثابت کرنا مقصود ہے کہ تمام انبیائے کرام کی بنیادی دعوت ایک ہی ہوتی ہے کہ انسان خدائے واحد پر ایمان لائے، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔

الحزب السابع عشر ١٧

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَاۤءِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّاثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ انبیاء مکۃ میں اتری اور اس میں ایک سو بارہ آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ

لوگوں کے قریب آلگا اُن کے حساب کا وقت اور وہ غفلت میں (پڑے ہوئے)

مُّعْرِضُوْنَ ۝١ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ

منہ پھیر رہے ہیں ف۱ ان کے پاس کوئی نصیحت نہیں آتی ان کے ربّ کی طرف سے

مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝٢ لَاهِيَةً

نئی مگر وہ لوگ اُس کو سنتے ہیں کھیل میں لگے ہوئے اُن کے دل کھیل میں پڑے ہیں

قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ڰ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ڰ هَلْ

اور چپکے چپکے سرگوشی کی ان ظالموں نے کہ یہ شخص یعنی محمد تم ہی جیسا ایک آدمی ہے

هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ

پھر کیوں آتے ہو جادو کے پاس آنکھوں دیکھتے

تُبْصِرُوْنَ ۝٣ قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَاۤءِ

پیغمبر نے کہا کہ میرا پروردگار جانتا ہے ہر بات آسمان میں ہو (یا زمین) میں

وَالْاَرْضِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝٤ بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ

اور وہی سننے والا جاننے والا ہے بلکہ اُنھوں نے تو یہ کہا کہ (یہ قرآن) پریشان خیالات ہیں

ف۱ حضرت عامر بن ربیعہؓ کا زمین کا ہدیہ قبول نہ کرنا

حضرت زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک عربی شخص حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کا مہمان بنا۔ انہوں نے اس کی خوب خاطر تواضع کی اور اکرام کیا اور ان کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (سفارش کی) بات بھی کی۔ وہ آدمی (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے) حضرت عامرؓ کے پاس آیا اور کہا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک ایسی وادی بطور جاگیر مانگی تھی کہ پورے عرب میں اس سے اچھی وادی نہیں ہے۔ (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ مجھے عطا فرمادی ہے) اب میں چاہتا ہوں کہ اس وادی کا ایک ٹکڑا آپ رضی اللہ عنہ کو دے دوں جو آپؓ کی زندگی میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہوگا اور وہ آپؓ کے بعد آپؓ کی اولاد کا ہوگا۔ حضرت عامرؓ نے کہا مجھے تمہارے اس ٹکڑے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ آج ایک ایسی سورۃ نازل ہوئی جس نے ہمیں دنیا ہی بھلا دی اور وہ سورۃ یہ ہے۔

أَضْغَاثُ أَحْلَامٍۭ بَلِ افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۚ فَلْيَأْتِنَا

بلکہ یہ اس نے جھوٹ باندھ لیا ہے بلکہ یہ شاعر ہے پس اسے چاہئے کہ ہمارے پاس

بِآيَةٍ كَمَا أُرْسِلَ الْأَوَّلُونَ ۝٥ مَا آمَنَتْ قَبْلَهُم

کوئی نشانی لے آئے جس طرح اگلے پیغمبر (نشانیوں کے ساتھ)

مِّن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا ۖ أَفَهُمْ يُؤْمِنُونَ ۝٦

بھیجے گئے۔ نہ ایمان لائی ان سے پہلے کوئی بستی جسے ہم نے ہلاک کیا تو کیا یہ ایمان لے آئیں گے ف١

وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِمْ

اور ہم نے تجھ سے پہلے بھی آدمی ہی (پیغمبر بنا کر) بھیجے! ہم اُن کی طرف وحی کرتے تھے

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝٧ وَمَا

تو (لوگو) تم پوچھ دیکھو اہل کتاب سے اگر تم کو معلوم نہیں اور ہم ف٢

جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا

نے ان کے ایسے بدن نہیں بنائے کہ وہ کھانا نہ کھاویں اور نہ وہ

خَالِدِينَ ۝٨ ثُمَّ صَدَقْنَاهُمُ الْوَعْدَ فَأَنجَيْنَاهُمْ

ہمیشہ رہ جانے والے تھے پھر ہم نے ان کو وعدہ سچ کر دکھایا تو ہم نے بچا لیا

وَمَن نَّشَاءُ وَأَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِينَ ۝٩ لَقَدْ

ان کو اور جس کو چاہا اور ہلاک کر مارا حد سے گزر جانے والوں کو۔ ہم نے اتاری ہے

أَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝١٠ ع

تمہاری طرف کتاب جس میں تمہارا مذکور ہے کیا تم کو سمجھ نہیں آتی۔

ف١ شانِ نزول:

ابن جریر نے قتادہ کا قول نقل کیا ہے کہ مکہ والوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگر اپنے دعوے میں سچے ہیں تو کوہ صفا کو سونے کا کر دیجئے اس سوال کے بعد فوراً اللہ کی طرف سے حضرت جبرئیل آئے انہوں نے کہا اگر آپ چاہتے ہوں تو آپ کی قوم کا سوال پورا کر دیا جائے (اور کوہ صفا کو سونے کا کر دیا جائے) لیکن اس کے بعد بھی اگر یہ ایمان نہ لائے تو پھر (سب کو ہلاک کر دیا جائے گا) مہلت نہیں دی جائیگی اور آپ چاہیں تو میں آپ کی قوم کو ڈھیل دوں اور (مزید سوچنے سمجھنے اور ایمان لانے کی) مہلت دیدوں رسول اللہ نے فرمایا میں اپنی قوم کے لیے درخواست مہلت کرتا ہوں اس پر آیت ذیل نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہریؒ)

ف٢ جاہل کو عالم کی تقلید واجب ہے

مسئلہ: تفسیر قرطبی میں فرمایا کہ اس آیت (سورۃ الانبیاء آیت ٧) سے معلوم ہوا کہ جاہل آدمی جس کو احکام شریعت معلوم نہ ہوں اس پر عالم کی تقلید واجب ہے کہ عالم سے دریافت کرکے اس کے مطابق عمل کرے۔ (معارف القرآن)

خلاصہ رکوع ١

قرب قیامت کی خبر دی گئی اور کفار کی سازشوں و بدحواسیوں کو ذکر کیا گیا۔ اہل علم کی فضیلت اور انبیاء علیہم السلام کا امتیاز ذکر فرمایا گیا۔

ع ١ ١٠

۱۷

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا

اور بہتیری ہم نے توڑ ماریں بستیاں جو ظالم تھیں۔ اور اٹھا کھڑے کئے ان کے

بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿۱۱﴾ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ

بعد دوسرے لوگ۔ ف۱ تو جب اُنھوں نے آہٹ پائی ہمارے عذاب کی فوراً لگے

مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ﴿۱۲﴾ؕ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ

وہاں سے بھاگنے (اور ہم نے کہا کہ) بھاگو مت ! اور لوٹ جاؤ جہاں

اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۳﴾

تم کو عیش ملا تھا اور اپنے گھروں میں ! شاید تمہاری پوچھ ہو ف۲

قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴﴾ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ

کہنے لگے کہ ہائے ہماری کم بختی ہم بیشک ستم گار تھے۔ پھر یہی رہی ان کی پکار

حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ﴿۱۵﴾ وَمَا خَلَقْنَا

یہاں تک کہ ہم نے ان کو کردیا کٹی ہوئی کھیتی بجھے ہوئے انگارے کے مانند اور ہم نے نہیں پیدا کیا

السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿۱۶﴾ لَوْ اَرَدْنَآ

زمین و آسمان کو اور جو کچھ اُن میں ہے (کسی کو) کھیل کے لئے اگر ہم چاہتے

اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ ۖۗ اِنْ كُنَّا

کہ کچھ کھلونا بنائیں تو اس کو بناتے اپنے پاس سے اگر ہم کو

فٰعِلِيْنَ ﴿۱۷﴾ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْ

کرنا ہوتا۔ بلکہ بات یہ ہے کہ ہم پھینک مارتے ہیں حق کو باطل پر پس وہ باطل کا سر

ف۱ ماضی میں تباہ شدہ قومیں:

ان آیات میں جن بستیوں کے تباہ کرنے کا ذکر ہے بعض مفسرین نے ان کو یمن کی بستیاں حضوراہ اور قلابہ قرار دیا ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنا ایک رسول بھیجا تھا۔ جس کے نام میں روایات مختلف ہیں بعض میں موسیٰ بن میشا اور بعض میں شعیب ذکر کیا گیا ہے اور اگر شعیب نام ہے تو وہ مدین والے شعیب علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور ہیں ان لوگوں نے اللہ کے رسول کو قتل کر ڈالا، اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک کافر بادشاہ بُختِ نصر کے ہاتھوں تباہ کرایا، بخت نصر کو ان پر مسلط کردیا جیسا کہ بنی اسرائیل نے جب فلسطین میں بے راہی اختیار کی تو ان پر بخت نصر کو مسلط کر کے سزا دی گئی تھی مگر صاف بات یہ ہے کہ قرآن نے کسی خاص بستی کو معین نہیں کیا اس لئے عام ہی رکھا جائے اس میں یہ یمن کی بستیاں بھی داخل ہوں گی۔ واللہ اعلم۔ (معارف مفتی اعظمؒ)

ف۲ یمن کی ایک بستی کے باشندے:

بغوی نے لکھا ہے اس آیت کا نزول حضوراہ کے باشندوں کے حق میں ہوا، حضوراہ یمن کی ایک بستی تھی جس کے باشندے عرب تھے، اللہ نے ان کی ہدایت کے لیے ایک نبی کو مبعوث فرمایا، پیغمبر نے ان کو توحید کی دعوت دی اہل حضورا نے نبی کی تکذیب کی اور اس کو قتل کردیا، اللہ نے (بطور سزا) شاہ بخت نصر کو ان پر مسلط کردیا، بخت نصر نے ان کو قتل اور قید کیا جب عام طور پر لوگ قتل ہونے لگے تو پشیمان ہوئے اور (بستی چھوڑ کر) بھاگ کھڑے ہوئے فرشتوں نے ان کو آواز دی بھاگو مت، اپنے گھروں اور مالوں کی طرف لوٹو شاید تم سے (کچھ) مانگا جائے، قتادہ نے (اس تشریح میں) کہا شاید تم سے کچھ دنیوی مال ومتاع مانگا جائے اور پھر جس کو چاہو تم دو اور جس کو چاہو نہ دو، تم بڑے مالدار اور اہل

مَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۭ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾

کچل دیتا ہے تو وہ فوراً ملیا میٹ ہو جاتا ہے۔ اور تم پر افسوس ہے ان باتوں سے جو تم بیان کرتے ہو ف۱

وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا

اور اسی کا ہے جو کوئی آسمان وزمین میں ہے۔ اور جو (فرشتے) اس کے نزدیک رہتے ہیں

يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ ۚ يُسَبِّحُوْنَ

وہ اسکی عبادت سے تکبّر نہیں کرتے اور نہ تھکتے ہیں تسبیح میں لگے رہتے ہیں

الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً

رات اور دن! کاہلی نہیں کرتے! ف۲ کیا اُنھوں نے ایسے معبود بنا رکھے ہیں

مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ

زمین (کی مٹی) سے جو (مردوں کو) اٹھا کھڑا کریں گے اگر ہوتے دونوں میں اور معبود

اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ

اللہ کے سوا تو زمین وآسمان ضرور تباہ ہوجاتے سو اللہ پاک ہے

الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ

عرش کا مالک اُن چیزوں سے جو یہ بیان کرتے ہیں اس سے امر کی پوچھ نہیں جو وہ کرے

وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ﴿۲۳﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ

اور لوگوں سے پوچھ ہونی ہے۔ کیا انھوں نے بنا رکھے ہیں اللہ کے سوا اور معبود

قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ

کہہ دے کہ تم اپنی سند تو لاؤ! یہ ہے ان کی کتاب جو میرے ساتھ ہیں

ثروت ہو۔ غرض بخت نصر نے ان کا تعاقب کیا اور بے دریغ قتل کیا اور کسی ہاتف نے اوپر سے آواز دی انبیاء کا انتقام۔ یہ حالت دیکھ کر ان کو اپنے کیے پر پشیمانی ہوئی۔ لیکن اقرار قصور نے ان کو کچھ فائدہ نہ دیا۔ یہ بھی مطلب ہوسکتا ہے کہ بعض لوگوں نے بعض سے کہا بھاگو نہیں لوٹ کر گھروں کو چلو شاید تم سے بطور تاوان مال طلب کیا جائے اور تم مال دے کر قتل ہونے سے بچ جاؤ اس وقت آسمان سے ندا آئی انبیاء کا انتقام۔ (تفسیر مظہریؒ)

ف۱ حق و باطل کا مقابلہ:

مطلب یہ ہے کہ ہم کھیل کرنیوالے نہیں۔ بلکہ باطل کو حق پر دے مارتے ہیں۔ حق سے مراد ہیں وہ آیات جو اللہ کی تنزیہ اور پاکی کو ثابت کر رہی ہیں اور اللہ کا بیوی بچوں سے پاک ہونا جن سے ظاہر ہو رہا ہے، قذف کا معنی ہے دے پٹکنا، پھینک مارنا۔ الباطل سے مراد ہے کفر اور جھوٹ اور یہ قول کہ اللہ کے بیوی بچے ہیں۔ یدمغ یعنی اس کو فنا کر دیتا ہے، دمغ سر توڑ دینا، بھیجا کچل دینا جس سے ہلاکت واقع ہو جائے۔ مجازاً مراد ہے فنا کر دینا، حق کو قائم کرنا اور باطل کو تباہ کر دینا۔ قذف کا لفظ بتا رہا ہے کہ جس چیز کو پھینک مارا گیا وہ بھاری اور ٹھوس ہے۔ ابطال باطل کو دمغ کہنا بطور مبالغہ ہے زَاهِقٌ ہلاک ہونے والا جس کا نشان بھی باقی نہ رہے۔ قاموس میں ہے زَاهِقٌ الباطل باطل نابود ہو گیا، زہق الشی وہ چیز تباہ اور ہلاک ہو گئی۔ بعض نے کہا زہوق کا معنی ہے جان نکل جانا۔ (تفسیر مظہریؒ)

ف۲ فرشتوں کی عبادت:

ابن ابی حاتم میں ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ صحابہؓ کے مجمع میں تھے کہ فرمایا لوگو! جو میں سنتا ہوں کیا تم بھی سنتے ہو؟ سب نے جواب دیا کہ حضرت! ہم تو کچھ بھی نہیں سن رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں آسمانوں کی چرچراہٹ سن رہا ہوں اور حق تو یہ ہے کہ اسے چرچرانا ہی چاہیے اس لیے کہ اس میں ایک بالشت بھر جگہ ایسی نہیں جہاں کسی نہ کسی فرشتے کا سر سجدے میں نہ ہو۔

وَ ذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ

اور اُن کی کتاب جو مجھ سے پہلے تھے بلکہ ان میں بہتیرے جانتے ہی نہیں

الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٢٤﴾ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ

حق کو پس وہ منہ پھیرتے ہیں اور ہم نے نہیں بھیجا تجھ سے پہلے کوئی رسول مگر

قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْۤ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ

اس کی جانب یہی وحی کی کہ کوئی معبود نہیں میرے سوائے تو

اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿٢٥﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا

میری عبادت کرو اور کہتے ہیں کہ رحمٰن نے اولاد بنالی ہے

سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ﴿٢٦﴾ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ

وہ پاک ہے! بلکہ وہ تو معزز بندے ہیں اس سے آگے بڑھ کر بات نہیں کرسکتے

وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٧﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ

اور اُس کے حکم پر کام کرتے ہیں !ف۱ اللہ کو معلوم ہے جو ان کے آگے ہے اور جو پیچھے ہے

وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى

اور وہ سفارش نہیں کرتے مگر اس کی جس سے اللہ راضی ہو

وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ﴿٢٨﴾ وَمَنْ يَّقُلْ

اور وہ اس کے خوف سے ڈرتے رہتے ہیں اور جو کوئی ان میں سے

مِنْهُمْ اِنِّيْۤ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ؕ

یہ کہے کہ میں معبود ہوں اللہ سے ورے ف۲ تو اس کو ہم دوزخ کی سزا دیں گے۔

ف۱ فرشتے تو اللہ سے خائف ہیں:

لا یسبقو نہ بالقول وھم بامرہ یعملون یعنی فرشتے حق تعالیٰ کی اولاد تو کیا ہوتے وہ تو ایسے خائف اور مؤدب رہتے ہیں کہ نہ قول میں اللہ تعالیٰ سے سبقت کرتے ہیں نہ عمل میں اس کے خلاف کبھی کچھ کرتے ہیں، قول میں سبقت نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جب تک حق تعالیٰ ہی کی طرف سے کوئی ارشاد نہ ہو خود کوئی کلام کرنے میں سابقت کی ہمت نہیں کرتے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بڑوں کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ جب مجلس میں کوئی بات آئے تو جو اس مجلس کا بڑا ہے اس کے کلام کا انتظار کیا جائے پہلے ہی کسی اور کا بول پڑنا خلاف ادب ہے۔(معارف مفتی اعظمؒ)

ف۲ ابلیس کا دعویٰ:

قتادہ نے کہا **ومن یقل منھم** سے مراد ابلیس ہے۔ جو حقیقۃً یا حکماً ملائکہ میں سے تھا فرشتوں کے ساتھ اس کو شامل کر دیا گیا ہے، ابلیس نے غرور کیا اور اپنی عبادت کی لوگوں کو دعوت دی۔ دوسرا فرشتہ اس کا قائل نہیں ہوسکتا، علماء کا اس پر اتفاق ہے، (گویا قتادہ کے نزدیک آیت میں ایک واقعہ کا اور اس کی سزا کا اظہار کیا گیا ہے محض فرض پر کلام کی بناء نہیں ہے۔)(تفسیر مظہریؒ)

كَذٰلِكَ نَجْزِى الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٩﴾ ع اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ
ایسے ہی ہم سزا دیتے ہیں ستم گاروں کو کیا نہیں دیکھا ان
كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا
کافروں نے کہ آسمان وزمین دونوں منہ بند ملے ہوئے تھے
فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَىْءٍ
تو ہم نے دونوں کو الگ الگ کیا۔ ف۱ اور پیدا کیا پانی سے ہر جاندار چیز کو
حَيٍّ ؕ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٣٠﴾ وَجَعَلْنَا فِى الْاَرْضِ
تو کیا یہ ایمان نہیں لاتے ف۲ اور ہم نے پیدا کئے زمین میں پہاڑ۔ ایسا نہ ہو کہ زمین
رَوَاسِىَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا
لوگوں کو لے کر جھک پڑے اور بنائے اس میں کشادہ راستے
سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿٣١﴾ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ
تاکہ لوگ راہ پائیں! اور ہم نے بنا دی آسمان کی چھت
سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚ وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿٣٢﴾
جو (ہر بلا سے) محفوظ ہے اور لوگ آسمانی نشانیوں سے روگرداں ہیں
وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ
اور وہی ہے جس نے پیدا کیا رات اور دن اور سورج
وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ فِىْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَمَا جَعَلْنَا
اور چاند کو سب آسمان میں تیر رہے ہیں اور ہم نے نہیں

٢ ع ١٩ ٢

خلاصہ رکوع ۲

ماضی کی تباہ شدہ اقوام کا ذکر کہ انہیں عذاب سے کوئی تدبیر نہیں بچا سکی۔ دنیا اوراس کی زندگی کی حقیقت ذکر کی گئی۔ قدرت خداوندی اور فرشتوں کی فرمانبرداری کا حال ذکر کیا گیا۔ توحید باری تعالیٰ کو بیان فرمایا گیا۔ اللہ تعالیٰ کیلئے اولاد کی نفی اور خدائی کا دعویٰ کرنے والوں کو جہنم کی وعید سنائی گئی۔

ف۱ کہ آسمان سے بارش ہونے لگی اور زمین سے نباتات اگنے لگیں پس ان دونوں کا کھل جانا تو مشاہد ہے اور بند ہونا جو اس وقت ہوتا ہے وہ بھی مشاہد ہے رہا ابتداء میں بند ہونا وہ دلیل عقلی سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ بارش وغیرہ ہونا یہ حالت نئی اور حادث ہے تو کسی وقت میں یہ ضرور معدوم تھی اور آسمانی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے جن کے سچے ہونے پر عقلی دلیل قائم ہو چکی ہے کہ ایک زمانہ میں آسمان وزمین موجود تھی اور بارش وغیرہ بند تھی۔

ف۲ قرآن کریم اور بگ بینگ

آپ قرآن کریم کی یہ آیت پڑھئے جس میں چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ پہلے نہ صرف اس واقعے کا بیان ہے بلکہ اس میں کچھ مزید سائنسی حقائق کی طرف اشارے اور سائنسدانوں کی تحقیق کیلئے ایسے نئے پہلوؤں کی نشاندہی ہے جو ابھی تک سائنسدانوں کی نظروں سے اوجھل ہیں اور اگر وہ تحقیق کریں تو ان کی تحقیق کیلئے یہ آیت نئے میدان فراہم کرتی ہے۔

خاصیت : آیت ۳۰ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مِّتَّ فَهُمُ

دی تجھ سے پہلے کسی بشر کو ہیشگی ف۱ پھر کیا اگر تو مر گیا تو رہ وہ جائیں گے

الْخٰلِدُوْنَ ﴿٣٤﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَاۗىِٕقَةُ الْمَوْتِ ۭ وَنَبْلُوْكُمْ

ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور ہم تم کو آزماتے ہیں

بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۭ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿٣٥﴾ وَاِذَا

بُرائی اور بھلائی سے جانچنے کو ف۲ اور تم ہماری طرف لوٹائے جاؤ گے اور (اے محمد) جب

رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ۭ اَھٰذَا

منکر لوگ تجھ کو دیکھتے ہیں تو بس تجھے ہنسی بنا لیتے ہیں ! کیا یہی شخص ہے

الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ

جو (بری طرح) یاد کرتا ہے تمہارے معبودوں کو اور وہ خود رحمٰن کے

هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿٣٦﴾ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۭ سَاُورِيْكُمْ

ذکر کے منکر ہیں ! بنا ہے انسان جلدی کا عنقریب تم کو دکھاتا ہوں

اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿٣٧﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا

اپنی نشانیاں تو تم مجھ سے جلدی نہ مچاؤ ف۳ اور کہتے ہیں کہ یہ

الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٣٨﴾ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ

وعدہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو کاش یہ کافر اس وقت کی

كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ

حقیقت کو جانیں جب کہ نہ روک سکیں گے اپنے مُنہ سے آگ کو۔

ف۱ نبی ہو یا غیر نبی موت سب کے ساتھ رہی ہے پس جیسے آپ سے پہلے نبوت اور موت میں منافاۃ نہ تھی اسی طرح آپ میں بھی دونوں باتیں جمع ہو سکتی ہیں پھر یہ لوگ آپ کی وفات کی خوشیاں کس لئے منا رہے ہیں اور اس آیت سے عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ ہونے کی نفی نہیں ہو سکتی کیونکہ یہاں دنیوی زندگی سے گفتگو ہو رہی ہے مطلب یہ ہے کہ ہم نے دنیا میں کسی بشر کے لئے ہمیشہ رہنا تجویز نہیں کیا۔

ف۲ یعنی یہ چند روزہ زندگی جو ہم نے تم کو دے رکھی ہے اس سے مقصود محض آزمائش ہے کہ دیکھیں کیسے کیسے عمل کرتے ہو اور بری حالت سے مراد وہ حالات ہیں جو خلاف مزاج پیش آتے ہیں جیسے بیماری اور فقر اور اچھی حالت سے مراد وہ جو مزاج کے موافق ہو جیسے صحت اور غنا کہ زندگی میں بھی مختلف طور پر پیش آتی ہیں کوئی ان حالات میں ایمان وطاعت بجالاتا ہے اور کوئی کفر و معصیت کرتا ہے اور آیت میں امتحان و آزمائش کا ذکر ہونا اس بات کا قرینہ ہے کہ یہاں وہ نفس مراد ہے جو مکلف احکام کا ہو اس کے لئے موت ضروری ہے

ف۳ انسان کی جلد بازی:

انسان بڑا ہی جلد باز ہے۔ حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کی پیدائش کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنا شروع کیا شام کے قریب جب ان میں روح پھونکی گئی سر آنکھ اور زبان میں جب روح آ گئی تو کہنے لگے الٰہی مغرب سے پہلے ہی میری پیدائش مکمل ہو جائے۔ (ابن کثیرؒ)

خاصیت: آیت ۳۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۳۹﴾ بَلْ

اور نہ اپنی پیٹھ سے اور نہ اُن کو مدد ملے گی۔ بلکہ (قیامت) ان پر ایک دم سے آموجود ہوگی

تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

پھر ان کے ہوش کھودے گی پھر نہ اس کو دفع کر سکیں گے اور نہ مہلت ملے گی ف۱

رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ

اور ہنسی کی جاچکی ہے تجھ سے پہلے بہتیرے پیغمبروں کے ساتھ

مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ

تو آنازل ہوا ان میں سے ٹھٹھا کرنے والوں پر جس کی

مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۱﴾ قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ

ہنسی اُڑایا کرتے تھے کہہ دے کہ تمہاری کون حفاظت کرسکتا ہے رات کو

وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ۭ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ

اور دن کو رحمٰن (کے عذاب) سے بلکہ یہ لوگ تو اپنے رب کے ذکر سے

مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ۭ

روگرداں ہیں۔ ف۲ کیاان کے ہمارے سوااور معبود ہیں کہ ان کو (مصائب سے) بچاتے ہیں۔

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ

وہ نہ تو آپ اپنی مدد کرتے ہیں اور نہ ان کی ہماری طرف سے رفاقت ہوتی ہے

مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ﴿۴۳﴾ بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَاۗءِ وَاٰبَاۗءَهُمْ

بات یہ ہے کہ ہم نے فائدہ پہنچایا ان کو اور ان کے باپ دادوں کو

ف۱ مشرک قیامت کی حقیقت سے بے خبر ہیں:

یعنی اگر ان پر حقیقت منکشف ہو جائے اور اس ہولناک گھڑی کو ٹھیک سمجھ لیں تو کبھی ایسی درخواست نہ کریں۔ یہ باتیں اس وقت بے فکری میں سوجھ رہی ہیں، جب وہ وقت سامنے آجائے گا کہ آگے پیچھے ہر طرف سے آگ گھیرے ہوگی تو نہ کسی طرف سے اسکو دفع کر سکیں گے، نہ کہیں سے مدد پہنچے گی، نہ مہلت ملے گی، نہ پہلے سے اس کا کامل اندازہ ہوگا، اس کے اچانک سامنے آجانے سے ہوش باختہ ہوجائینگے تب پتہ چلے گا کہ جس چیز کی ہنسی کرتے تھے وہ حقیقت ثابتہ تھی۔ (تفسیر عثمانیؒ)

خلاصہ رکوع ۳

ع ۳ / ۳

زمین وآسمان کی تخلیق اور پانی کا جوہر حیات ہونا ذکر فرمایا گیا۔ رابطوں کیلئے راستے اور سیاروں کا نظام ذکر فرمایا گیا۔ انسانی زندگی کا اللہ کے ہاتھ میں ہونا بیان کیا گیا۔ دنیاوی زندگی کی آزمائش' انسان کی طبعی جلد بازی کو ذکر کیا گیا۔ کفار کی قیامت کے بارہ میں جلد بازی کا جواب دیا گیا کہ یہ حقیقت سے بے خبر لوگ ہیں۔

ف۲ حضرت شبلیؒ کا معاملہ:

شبلی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک شخص نے خواب میں دیکھا تو پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا تو یہ فرمایا۔ حاسبو نا فدققوا ثم منوا فاعتقوا هكذا سمة الملوک المبارک ترفقوا

یعنی انہوں نے ہم سے حساب لیا پس ذرہ ذرہ کا حساب لیا۔ پھر احسان کر کے آزاد کردیا۔ اسی طرح بادشاہوں کی عادت ایسی ہی ہوتی ہے کہ اپنے غلاموں پر نرمی کیا کرتے ہیں۔ (معارف کاندھلویؒ)

حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۗ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ

یہاں تک کہ اُن پر دراز ہوگئی زندگی تو یہ کیا لوگ اس بات کو نہیں دیکھتے کہ ہم زمین

نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۗ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿٤٤﴾ قُلْ اِنَّمَآ

کو گھٹاتے چلے آتے ہیں ہر طرف سے۔ تو اب کیا وہ جیتنے والے ہیں۔ کہہ دے

اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْىِ ۖ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا

کہ بس میں تو تم کو وحی کے مطابق ڈراتا ہوں اور سنتے ہی نہیں بہرے پکار کو

يُنْذَرُوْنَ ﴿٤٥﴾ وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ

جب کہ ڈرائے جاتے ہیں اور اگر اُن کو بھاپ بھی لگ جائے تیرے پروردگار کے عذاب کی

رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٤٦﴾ وَنَضَعُ

تو ضرور بول اٹھیں کہ ہائے ہماری خرابی بیشک ہم ہی ستمگار تھے اور ہم رکھیں گے

الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ

انصاف کی ترازوئیں قیامت کے دن پھر کسی شخص پر ذرا بھی ظلم

شَيْـًٔا ۗ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا

نہ ہوگا اور اگر رائی کے دانہ برابر کسی کا عمل ہوگا تو ہم اس کو لا موجود کریں گے ف۱

بِهَا ۗ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴿٤٧﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى

اور ہم کافی ہیں حساب لینے کو اور ہم نے دی تھی موسیٰ

وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٨﴾ لا

اور ہارون کو فیصل کرنے والی (کتاب) اور روشنی اور نصیحت ان پرہیزگاروں کے لئے

ف۱ میزان پر ہر ایک کا اعلان ہوگا:

حافظ ابوالقاسم لالکائی نے اپنی سنن میں حضرت انس ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میزان پر ایک فرشتہ مقرر ہوگا اور ہر انسان کو اس میزان کے سامنے لایا جائے گا۔ اگر اس کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگیا تو فرشتہ منادی کرے گا جس کو تمام اہل محشر سنیں گے کہ فلاں شخص کامیاب ہوگیا اب کبھی اس کو محرومی نہیں ہوگی، اور اگر نیکیوں کا پلہ ہلکا رہا تو یہ فرشتہ منادی کرے گا کہ فلاں شخص شقی اور محروم ہوگیا اب کبھی کامیاب بامراد نہیں ہوگا۔ اور حافظ مذکور نے حضرت حذیفہ ؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ فرشتہ جو میزان پر مقرر ہوگا حضرت جبرئیل امین ہونگے۔ (قرطبی)

اعمال کا محاسبہ:

ترمذی نے حضرت عائشہ ؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ کر بیٹھا اور بیان کیا یا رسول اللہ میرے دو غلام ہیں جو مجھے جھوٹا کہتے ہیں اور معاملات میں خیانت کرتے ہیں اور میرے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں ان کو زبان سے بھی برا بھلا کہتا ہوں اور ہاتھ سے مارتا بھی ہوں تو میرا اور ان غلاموں کا انصاف کس طرح ہوگا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کی نافرمانی اور خیانت اور سرکشی کو تولا جائے گا، پھر تمہارے سب وشتم اور مار پیٹ کو تولا جائے گا اگر تمہاری سزا اور ان کا جرم برابر ہوئے تو معاملہ برابر ہوجائے گا۔ اور تمہاری سزا ان کے جرم سے کم رہی تو وہ تمہارا احسان شمار ہوگا اور اگر ان کے جرم سے بڑھ گئی تو جتنی تم نے زیادتی کی ہے اس کا تم سے انتقام اور قصاص لیا جاوے گا۔ یہ شخص یہاں سے اٹھ کر الگ بیٹھ گیا اور رونے لگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے قرآن میں یہ آیت نہیں پڑھی **و نضع الموازین القسط لیوم القیمۃ** اس نے عرض کیا کہ اب تو میرے لئے اس کے سوا کوئی راہ نہیں کہ میں ان کو آزاد کر کے اس حساب کے غم سے بے فکر ہو جاؤں۔ (قرطبی) (معارف مفتی اعظم ؒ)

الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ

کہ جو ڈرتے ہیں اپنے پروردگار سے بے دیکھے اور وہ قیامت کا بھی

مُشْفِقُوْنَ ﴿٤٩﴾ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ

خطرہ رکھتے ہیں ف۱ اور یہ (قرآن بھی) نصیحت ہے بابرکت جو ہم نے اتارا

اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿٥٠﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ

تو کیا تم لوگ اس کو نہیں مانتے۔ اور ہم نے عطا فرمائی ابراہیم کو

رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ﴿٥١﴾ اِذْ قَالَ

اس کی نیک راہ اس سے پہلے ف۲ اور ہم اس (صلاحیت) سے واقف تھے۔ جب اس نے کہا

لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ

اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہ یہ مورتیں ہیں کیا؟ جن پر تم جمے بیٹھے ہو

لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿٥٢﴾ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا

وہ بولے ہم نے اپنے باپ داداؤں کو یہی

عٰبِدِيْنَ ﴿٥٣﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ

پوجتے پایا ابراہیم نے کہا کہ بیشک تم اور تمہارے باپ دادا

فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٥٤﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ

صریح گمراہی میں پڑے رہے وہ بولے! کیا تو ہمارے پاس سچی بات لے کر آیا ہے یا

مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ﴿٥٥﴾ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

تو کھیل کرتا ہے ف۳ (ابراہیم نے) کہا نہیں بلکہ تمہارا پروردگار وہی آسمان

ف۱ متقی لوگ:
قیامت کا خطرہ بھی اسی لئے رکھتے ہیں کہ ان کے دل میں خدا کا ڈر ہے۔ ہر وقت دل میں کھٹکا لگا رہتا ہے کہ دیکھئے وہاں کیا صورت پیش آئے گی۔ کہیں العیاذ باللہ حق تعالیٰ کی ناراضی اور عذاب کے مورد نہ بن جائیں۔ ظاہر ہے ایسے ہی لوگ نصیحت سے منتفع ہوتے ہیں۔ (تفسیر عثمانیؒ)

خلاصہ رکوع ۴
کفار کا قیامت کے بارہ میں مذاق اور اللہ تعالیٰ کے نظام حفاظت کو ذکر فرمایا گیا جبکہ معبودان باطلہ خود اپنی حفاظت سے عاجز ہیں۔ روز محشر میزان عدل اور اللہ کے فیصلہ کن حساب کو بیان فرمایا گیا۔ آخر میں قرآن شریف کی برکت و نورانیت کو ذکر کرکے اس پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی۔

ف۲ حکمت ابراہیمی:
یعنی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور حضرت موسیٰ و ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام سے پیشتر ہم نے ابراہیم کو اس کی اعلیٰ قابلیت و شان کے مناسب رشد و ہدایت دی تھی، بلکہ جوانی سے پہلے ہی بچپن میں اس نیک راہ پر ڈال دیا تھا جو ایسے اولوالعزم انبیاء کی شایان شان ہو۔ (تفسیر عثمانیؒ)

ف۳ انہیں چونکہ توقع نہیں تھی کہ کوئی ان کے بتوں کے بارے میں ایسی بات کہہ سکتا ہے، اس لئے شروع میں انہیں یہ شک ہوا کہ شاید حضرت ابراہیم علیہ السلام سنجیدگی سے نہیں، بلکہ مذاق کے طور پر یہ بات کہہ رہے ہیں۔ (توضیح القرآن)

وَالْاَرْضِ الَّذِیْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰی ذٰلِكُمْ مِّنَ

وزمین کا پروردگار ہے جس نے اُن کو پیدا کیا اور میں اس کا

الشّٰهِدِیْنَ ﴿۵۶﴾ وَتَاللّٰهِ لَاَكِیْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ

گواہ ہوں اور بخدا میں ایک چال چلوں گا تمہارے بتوں سے اس کے بعد کہ

تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ ﴿۵۷﴾ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِیْرًا

تم پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے ف۱ پھر ابراہیم نے بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا مگر

لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَیْهِ یَرْجِعُوْنَ ﴿۵۸﴾ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ

ان کے بڑے (بت) کو (اس غرض سے رہنے دیا) تاکہ وہ اسی کی طرف رجوع کریں بولے کہ یہ کام کس

هٰذَا بِاٰلِهَتِنَاۤ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا سَمِعْنَا

نے کیا ہمارے بتوں کے ساتھ بیشک وہ کوئی ظالم ہے بولے کہ ہم نے ایک

فَتًی یَّذْكُرُهُمْ یُقَالُ لَهٗۤ اِبْرٰهِیْمُ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا فَاْتُوْا

جوان کو ان کا مذکور کرتے سنا ہے جسے ابراہیم کے نام سے پکارا جاتا ہے بولے! اس کو

بِهٖ عَلٰۤی اَعْیُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَشْهَدُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالُوْۤا

لاؤ لوگوں کے روبرو تاکہ لوگ گواہی دیں (غرض ابراہیم بلائے گئے) لوگ بولے

ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا یٰۤاِبْرٰهِیْمُ ﴿۶۲﴾ قَالَ بَلْ

کیا یہ حرکت تو نے کی ہے ہمارے بتوں کے ساتھ اے ابراہیم! ابراہیم نے کہا نہیں

فَعَلَهٗ ۖ كَبِیْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا یَنْطِقُوْنَ ﴿۶۳﴾

بلکہ ان کے اس بڑے بت نے کیا ہے۔ تو ان ہی سے پوچھ دیکھو اگر یہ بولتے ہیں

ف۱ حضرت ابراہیمؑ کی بت شکنی

سدی نے کہا قوم نمرود کا سالانہ تہوار پر ایک میلہ ہوتا تھا جب وہ میلہ سے واپس آتے تھے تو سیدھے بتوں کے پاس آتے تھے ان کو سجدے کرتے تھے پھر گھروں کو جاتے تھے حسب معمول جب میلے کا وقت آیا تو حضرت ابراہیمؑ سے ان کے باپ نے کہا تم بھی اگر ہمارے ساتھ میلے کو چلو تو بہتر ہے ہمارا دین (رواج، مذہبی دستور) تم کو پسند آئے گا۔ باپ کے کہنے سے حضرت ابراہیم ان کے ساتھ ہولیے کچھ راستہ طے کیا تھا کہ آپ نے خود کو زمین پر گرالیا اور کہنے لگے میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے آپ علیہ السلام کا مطلب یہ تھا کہ میرے پاؤں میں چوٹ آگئی ہے جب سب لوگ چلے گئے اور صرف کمزور لوگ پیچھے رہ گئے تو حضرت نے پکار کر وہ الفاظ کہے جن کا ذکر آیت میں کیا گیا ہے لوگوں نے آپ علیہ السلام کے الفاظ سن لیے پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام لوٹ آئے اور بت خانہ کی طرف پہنچے تمام بت ایک بڑے کمرے میں قطار بند رکھے ہوئے تھے بت خانہ کے دروازہ کے سامنے سب سے بڑا بت تھا اس کے برابر اس سے چھوٹا پھر اس کے برابر اس سے بھی چھوٹا اسی طرح سب کی قطار تھی اور سب کے سامنے تیار کھانا بھی رکھا ہوا تھا کھانا اس لیے سب کے سامنے چنا گیا تھا کہ بتوں کی وجہ سے کھانے میں برکت آجائے اور میلے سے واپس آکر سب لوگ اس کو کھائیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بطور استہزاء بتوں سے فرمایا تم کھاتے کیوں نہیں جب کوئی جواب نہیں ملا تو فرمایا تمہیں کیا ہوگیا تم بولتے کیوں نہیں اس کے بعد بتوں کی طرف مڑے اور دائیں ہاتھ سے اس قسم کی وجہ سے جو بتوں کو توڑنے کے سلسلے میں آپ نے کھائی تھی اور فرمایا تھا تاللہ لاکیدن اصنامکم بتوں پر ضرب لگائی (آیت میں آیا ہے فراغ علیھم ضربا بالیمین اور یمین دائیں ہاتھ کو بھی کہتے ہیں اور قسم کو بھی (مترجم) (تفسیر مظہریؒ)

فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٦٤﴾

اس پر لوگ اپنے جی میں سوچے پھر آپس میں لگے کہنے کہ لوگو تم ہی نا انصاف ہو

ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ

پھر وہ اوندھے کئے گئے اپنے سروں کے بل (اسی گمراہی میں)

يَنْطِقُوْنَ ﴿٦٥﴾ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا

اور بولے تجھے تو معلوم ہے کہ یہ (بت) بولا نہیں کرتے۔ ابراہیم نے کہا تو کیا تم اللہ کے سوا

يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ﴿٦٦﴾ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ

ایسی چیزوں کو پوجتے ہو جو نہ تمہارا کچھ بھلا کرے اور نہ برا تف ہے تم پر ف١ اور اُن چیزوں پر جن کو تم

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا

اللہ کے سوا پوجتے ہو۔ تو کیا تم سمجھتے نہیں۔ ف٢ وہ باہم کہنے لگے کہ

اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿٦٨﴾ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا

ابراہیم کو جلا دو اپنے معبودوں کی مدد کرو اگر تم کو کچھ کرنا ہے ہم نے کہا کہ اے آگ تو ٹھنڈک

وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ

اور سلامتی بن جا ابراہیم پر اور لوگوں نے اس سے فریب کرنا چاہا تو ہم نے

الْاَخْسَرِيْنَ ﴿٧٠﴾ وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ

ان ہی کو زیاں کار بنایا۔ اور ہم نے بچا نکالا اس کو اور لوط کو اُس زمین کی جانب

الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿٧١﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ

جس میں ہم نے برکت رکھی ہے دنیا جہان کے لئے اور ہم نے اس کو بخشا اسحٰق !

ف١ تم پر اُف ہے:

اُف اس آواز کو کہتے ہیں جو کسی چیز سے کراہت کرنے والا اور اکتا جانے والا اپنے منہ سے نکالتا ہے۔ بعض اہلِ علم نے کہا کسی چیز کی تحقیر کے لیے یا بدبو محسوس کر کے جو آواز نکلتی ہے اس کو اف کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی ناک میں ایک مرتبہ کسی طرح بدبو آئی اور آپ ﷺ نے بدبو محسوس کر لی تو فرمایا اُف اُف اور کپڑا ناک کو لگالیا۔ بیضاوی نے لکھا اُف کا معنی ہے قبح اور بدبو جب وہ لوگ عاجز ہو گئے (اور کوئی جواب بن نہ پڑا) تو آزار اور دکھ دینے کے درپے ہو گئے۔ (تفسیر مظہریؒ)

ف٢ حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

ایک واقعہ (بطور نمونہ) ہمارے نبی اکرم ﷺ کے بعض متبعین یعنی بعض صحابہؓ کے ساتھ پیش آیا اور وہ حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ ہیں کہ اسود عنسی نے جب نبوت کا دعویٰ کیا۔ تو ابو مسلمؓ کو بلایا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نہیں سنتا یعنی میں نہیں گواہی دیتا۔ اس پر اسود عنسی نے حکم دیا کہ آگ جلائی جائے چنانچہ آگ جلائی گئی اور اس میں ابو مسلم کو ڈال دیا گیا۔ پھر اس کو خبر دی گئی کہ وہ اس میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ سن کر اسود عنسی خوف زدہ ہو گیا وہ آگ آپ پر بردو سلام بنا دی گئی۔ پھر ابو مسلم رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد مدینہ آئے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے۔ جب مدینہ پہنچ کر صدیق اکبرؓ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے تو اس وقت وہاں ابو بکرؓ کے پہلو میں عمر رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے تھے۔ ابو مسلم رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور مرحبا کہہ کر ان کو اپنے اور ابو بکر کے درمیان بٹھلایا اور کہا کہ الحمد للہ کہ جس نے موت سے پہلے محمد رسول اللہ ﷺ کی امت میں ایسا شخص دکھلا دیا جس کے ساتھ وہ معاملہ کیا گیا جو ابراہیم خلیل اللہ کے ساتھ کیا گیا تھا۔ (معارف کاندھلویؒ)

وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً ۖ وَكُلًّا جَعَلْنَا صَالِحِينَ ٧٢

اور یعقوب انعام میں دیا۔ اور سب کو نیک بخت بنایا اور ہم نے ان کو پیشوا کیا کہ وہ ہدایت کرتے تھے

وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ

ہمارے حکم سے اور ہم نے ان کی جانب وحی بھیجی نیک کام کرنے

الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ ۖ وَكَانُوا لَنَا

اور نماز قائم رکھنے اور زکوٰۃ دینے کی اور وہ ہماری ہی

عَابِدِينَ ٧٣ وَلُوطًا آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَنَجَّيْنَاهُ

بندگی میں لگے رہتے تھے۔ اور لوط کو ہم نے حکمت دی او رعلم دیا اور اس کو نجات دی

مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَت تَّعْمَلُ الْخَبَائِثَ ۗ إِنَّهُمْ

اس بستی سے جو ناپاک کام کیا کرتی تھی بیشک وہ لوگ بُرے (اور) بدکردار تھے۔ ف۱

كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَاسِقِينَ ٧٤ وَأَدْخَلْنَاهُ فِي رَحْمَتِنَا ۖ

اور ہم نے لوط کو لے لیا اپنی رحمت میں بیشک وہ نیک بندوں سے تھا

إِنَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ٧٥ وَنُوحًا إِذْ نَادَىٰ مِن قَبْلُ

اور نوح (کا واقعہ یاد کرو) جب اس نے پکارا پہلے۔ تو ہم نے اس کی سُن لی

فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ٧٦

پس ہم نے نجات دی اس کو اور اس کے گھر والوں کو بڑی گھبراہٹ سے۔

وَنَصَرْنَاهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ

اور ہم نے اس کی مدد کی ان لوگوں پر جو ہماری آیتیں جھٹلاتے تھے

ف۱ یوں تو یہ قوم بہت سے گندے کاموں میں مبتلا تھی، لیکن ان کی جس گھناؤنی حرکت کا قرآن کریم نے خاص طور پر ذکر کیا ہے، وہ ہے ہم جنس پرستی یعنی مردوں کا مردوں سے جنسی لذت حاصل کرنا ہے۔ اس کا مفصل تذکرہ سورہ ہود میں گذر چکا ہے۔ (توضیح القرآن)

سدوم والوں کی گندی عادت: تَعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ، خبائث خبیثہ کی جمع ہے، بہت سی خبیث اور گندی عادتوں کو خبائث کہا جاتا ہے، یہاں ان کی سب سے بڑی خبیث اور گندی عادت جس سے جنگلی جانور بھی پرہیز کرتے ہیں لواطت (عمل قوم لوط) تھی، یعنی مرد کا مرد کے ساتھ شہوت پوری کرنا، یہاں اسی ایک عادت کو اس کے بڑے جرم ہونے کے سبب خبائث کہہ دیا گیا ہو تو یہ بھی بعید نہیں جیسا کہ بعض مفسرین نے فرمایا ہے اور اس کے علاوہ دوسری خبیث عادتیں ان میں ہونا بھی روایات میں مذکور ہے جیسا کہ خلاصہ تفسیر میں بحوالہ روح المعانی گزر چکا ہے اس لحاظ سے مجموعہ کو خبائث کہنا تو ظاہر ہی ہے۔ واللہ اعلم (معارف مفتی اعظمؒ)

خلاصہ رکوع ۵

ع ۵ ۲۵ ۵ حکمت ابراہیمی اور استقلال کو بیان فرمایا گیا۔ بت پرست قوم کو ابراہیم علیہ السلام کا خطاب بیان فرمایا گیا۔ قوم کا ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کا پروگرام اور آگ کا گل وگلزار ہونے کو بیان فرمایا گیا۔ آپ کا مقام ہجرت اور بڑھاپے میں اسحٰق ویعقوب کی بشارت دی گئی اور ان کے علمی وعملی کمال کو ذکر کیا گیا۔ حضرت لوط علیہ السلام کے علم ودانائی اور رحمت خداوندی کو بیان فرمایا گیا۔

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٧٧﴾

بیشک وہ بد لوگ تھے تو ہم نے غرق کر دیا ان سب کو۔

وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِى الْحَرْثِ اِذْ

اور (یاد کرو) تم داؤد اور سلیمان کو جب دونوں فیصلہ کرنے لگے ایک کھیتی کے بارے میں جب

نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ

شب کے وقت اس میں چر گئیں کچھ لوگوں کی بکریاں ف۱

شٰهِدِيْنَ ﴿٧٨﴾ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا

ہمارے روبرو تھا۔ اور ہم نے فیصلہ سمجھا دیا سلیمان کو اور ہر ایک کو ہم نے عطا کیا تھا حکم (یعنی پیغمبری اور علم)

وَّعِلْمًا ۚ وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ؕ

اور ہم نے تابع بنا دیا تھا داؤد کے ساتھ پہاڑوں کو کہ وہ تسبیح کیا کرتے تھے اور پرندوں کو بھی

وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿٧٩﴾ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ

اور ہم کرنے والے ہیں اور ہم نے داؤد کو سکھا دیا تھا

لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿٨٠﴾

تمہارے ایک لباس (یعنی زرہ) کا بنانا تا کہ تم کو بچائے تمہاری لڑائی (کے ضرر) سے تو کیا تم شکر کرنے والے ہو

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى

اور ہم نے تابع کر دیا سلمان کے۔ زور کی ہوا کو کہ چلتی تھی اس کے حکم سے زمین

الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ

(شام) کی طرف جس میں ہم نے برکتیں رکھی ہیں ف۲ اور ہم کو ہر چیز کا

ف۱ کیا کسی قاضی کا فیصلہ توڑا یا بدلا جا سکتا ہے؟

اگر کسی قاضی نے نصوص شرعیہ اور جمہور امت کے خلاف کوئی غلط فیصلہ محض اٹکل سے دیدیا ہے تو وہ فیصلہ باتفاق امت مردود و باطل ہے دوسرے قاضی کو اس کے خلاف فیصلہ دینا نہ صرف جائز بلکہ واجب اور اس قاضی کا معزول کرنا واجب ہے لیکن اگر ایک قاضی کا فیصلہ شرعی اجتہاد پر مبنی اور اصول اجتہاد کے ماتحت تھا تو کسی دوسرے قاضی کو اس فیصلہ کا توڑنا جائز نہیں کیونکہ ایسا کیا جائے گا تو فساد عظیم ہوگا اور اسلامی قانون ایک کھیل بن جائے گا اور روز حلال وحرام بدلا کریں گے۔ البتہ اگر خود اسی فیصلہ دینے والے قاضی کو بعد اس کے کہ اصول اجتہاد کے تحت وہ ایک فیصلہ نافذ کر چکا ہے۔ اب ازروئے اجتہاد یہ نظر آئے کہ پہلے فیصلے اور پہلے اجتہاد میں غلطی ہوگئی ہے تو اس کا بدلنا جائز بلکہ بہتر ہے۔ (معارف القرآن)

ف۲ ہوا حضرت سلیمانؑ کے تابع تھی:

حضرت سلیمان علیہ السلام نے دعا کی تھی رب اغفرلی وھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی (ص رکوع ۳) اللہ تعالیٰ نے ہوا اور جن ان کے لئے مسخر کر دیے۔ حضرت سلیمانؑ نے ایک تخت تیار کرایا تھا جس پر مع اعیان دولت بیٹھ جاتے اور ضروری سامان بھی بار کر لیا جاتا، پھر ہوا آتی، زور سے اس کو زمین سے اٹھاتی، پھر اوپر جا کر نرم ہوا ان کی ضرورت کے مناسب چلتی جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا "رخآءً حیث اصاب" (ص رکوع ۳) یمن سے شام کو اور شام سے یمن کو مہینہ کی راہ دو پہر میں پہنچا دیتی۔ تعجب ہے کہ آج عجیب وغریب ہوائی جہازوں کے زمانہ میں بھی بہت سے زائغین اس قسم کے واقعات کا انکار کرتے ہیں۔ کیا یورپ جو کام اسٹیم اور الیکٹرک سے کر سکتا ہے خدا تعالیٰ ایک پیغمبر کی خاطر اپنی قدرت سے نہیں کر سکتا۔ (تفسیر عثمانیؒ)

عٰلِمِيْنَ ﴿٨١﴾ وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ

ف۱ علم ہے اور (تابع کر دیئے) دیو جو سلیمان کے لیے غوطے لگاتے اور اس کے سوا

وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ﴿٨٢﴾

دوسرے کام بھی کرتے تھے اور ہم ہی اُن کو تھام رہے تھے

وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ

اور ذکر کر ایوب کا جب اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے ایذا پہنچی ہے

اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿٨٣﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ

اور تو تمام مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔ تو ہم نے اس کی سُن لی

مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً

پھر اُس سے دُور کر دیا جو دکھ اس کو تھا۔ اور اُسے دے دیئے اس کے فرزند اور اتنے ہی اُن کے

مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ﴿٨٤﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ

ساتھ اور بسبب مہربانی کے اپنی طرف سے اور یادگار عبادت کرنے والوں کے لئے (یاد کرو)

وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿٨٥﴾

اسمٰعیل اور ادریس اور ذوالکفل کو یہ سب صابر بندے ہیں

وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِىْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٨٦﴾

اور ہم نے ان سب کو لے لیا اپنی رحمت میں یہ سب نیک بندوں میں ہیں

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ

اور (یاد کر) ذوالنون کو جب چل دیا غصہ ہو کر پھر سمجھا کہ ہم اس پر تنگی

ف۱ حضرت سلیمانؑ کی مجلس:

وہب نے کہا حضرت سلیمانؑ کی مجلس پر پرندے چھائے ہوئے ہوتے تھے، جن (صف بستہ) کھڑے ہوتے تھے اور اس شان کے ساتھ آپ علیہ السلام جلوہ افروز ہوتے۔ حضرت سلیمانؑ بڑے مرد مجاہد تھے دنیا کے جس حصہ میں کسی بادشاہ کے ہونے کی آپ علیہ السلام کو اطلاع ملتی آپ علیہ السلام فوراً وہاں پہنچ کر اس فرماں روا کو اطاعت پر مجبور کر دیتے تھے۔ اہلِ روایت کا قول ہے کہ آپ جب کسی جہاد کا ارادہ کرتے تو آپ کے لیے پہلے تختے (بصورت تخت) بچھائے جاتے پھر اس پر خیمہ ڈیرہ قائم کیا جاتا پھر آپ علیہ السلام اس پر آدمیوں کو جانوروں کو اور جنگی سامان کو چڑھواتے پھر حسب الحکم تند ہوا تختوں کے نیچے آجاتی اور سب کو اوپر اٹھاتی اور اوپر پہنچ کر نرم بن جاتی تھی۔ اتنی نرم رفتار ہوتی کہ کسی کھیتی کی طرف سے گذرتی تو اس کی پتی بھی نہ ہلتی۔ اس کی رفتار سے گرد وغبار بالکل نہ اڑتا اور نہ کسی پرندے کو تکلیف ہوتی سبک سیر اتنی کہ ایک ماہ کی مسافت دن کے نصف اول میں اور ایک ماہ کی مسافت پچھلے دن میں طے کر لیتی تھی۔ سعید بن جبیرؓ کا بیان ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے دربار میں چھ لاکھ کرسیاں رکھی جاتی تھیں اگلی قطاروں میں آدمی اور آدمیوں کے پیچھے جنات بیٹھتے تھے پرندے اوپر سے سایہ کیے ہوتے تھے اور ہوا ان سب کو اٹھاتی تھی۔

مختلف ممالک کا ایک سفر:

روایت میں آیا ہے کہ ایک بار حضرت سلیمانؑ عراق سے صبح کو چلے مرو میں دوپہر کو پہنچے وہاں قیام کیا پھر بلخ میں عصر کی نماز پڑھی پھر بلخ سے روانہ ہوکر ترکستان میں داخل ہوگئے پھر ترکستان سے سرزمین چین تک پہنچ گئے ہوا کے کندھوں پر یہ راستہ طے کیا اور پرندے سر پر سایہ فگن رہے۔ آپ صبح کے دن میں ایک ماہ کی مسافت طے کر لیتے تھے اور شام کے دن میں بھی اتنی ہی دور پہنچ

عَلَيْهِ فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ

نہ کریں گے۔ پھر پکارا اندھیروں میں کہ کوئی معبود نہیں تیرے سوا

سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ

تو بے عیب ہے میں ستمگاروں میں سے تھا۔ تو ہم نے اس کی سُن لی

وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ نُـْجِى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾

اور نجات دی غم سے اور یوں ہی ہم بچا لیا کرتے ہیں ایمان والوں کو

وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِىْ فَرْدًا وَّاَنْتَ

اور (یاد کر) زکریا کو جب پکارا اپنے پروردگار کو کہ اے میرے رب مجھے نہ چھوڑ اکیلا

خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۸۹﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۡ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى

اور تو سب سے بہتر وارث ہے تو ہم نے اس کی سُن لی اور اس کو عطا کیا یحیٰی

وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ

اور بھلا چنگا کر دیا اس کے لئے اس کی بیوی کو یہ لوگ جلدی کیا کرتے تھے نیک کاموں میں

وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿۹۰﴾

اور ہم کو پکارا کرتے تھے توقع اور خوف سے اور ہمارے آگے عاجزی کیا کرتے تھے۔

وَالَّتِىْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا

اور اس بی بی (مریم کو یاد کر) جس نے حفاظت کی اپنی شرمگاہ کی تو ہم نے اس میں پھونک دی اپنی روح۔ اور ہم نے بنایا اسے

وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۱﴾ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ

اور اس کے بیٹے (عیسٰی) کو جہان کے لئے نشانی (لوگو) یہ دین اسلام تم سب کا دین ہے

جاتے تھے، یہاں سے آپ علیہ السلام نے مشرق کی طرف رخ کیا یہاں تک کہ قندھار پہنچ گئے پھر قندھار سے مکران اور کرمان پہنچے پھر یہاں سے گذر کر بلاد فارس میں پہنچے اور وہاں چند روز فروکش رہے پھر مجمع کو یہاں سے روانہ ہو کر دو پہر کو کسکر پہنچے پھر شام تک ملک شام میں آ گئے آپ علیہ السلام کی (اصل) قرارگاہ شہر تدمر میں تھی شام سے عراق کی طرف روانہ ہونے سے پہلے آپ علیہ السلام نے جنات کو حکم دیا تھا کہ ایک عمارت بنائیں چنانچہ جنات نے پتھر کی چٹانوں اور ستونوں اور سفید و زرد مرمر سے ایک عمارت تیار کی تھی۔ (تفسیر مظہریؒ)

وا یونس علیہ السلام نے اس چلے جانے کو اجتہاداً جائز سمجھا اس لئے وحی کا انتظار نہ کیا اور یہ سمجھے کہ میں جائز کام کر رہا ہوں اس لئے اس میں مجھ پر کوئی دارو گیر نہ ہوگی لیکن جب تک کہ وحی کی امید رہے اس وقت تک انبیاء کو وحی کا انتظار مناسب ہے اجتہاد نہ کرنا چاہئے اس مناسب صورت کے چھوڑنے پر ان کو یہ ابتلاء پیش آیا کہ راہ میں ان کو کوئی دریا ملا اور وہاں کشتی میں سوار ہوئے کشتی چلتے چلتے رک گئی یونس علیہ السلام سمجھ گئے کہ میرا بلا اجازت بھاگ کر چلا آنا ناپسند ہوا اس کی وجہ سے یہ کشتی رکی کشتی والوں سے فرمایا کہ مجھ کو دریا میں ڈال دو وہ راضی نہ ہوئے غرض قرعہ پر اتفاق ہوا ان ہی کا نام نکلا آخر ان کو دریا میں ڈال دیا اور خدا کے حکم سے ان کو ایک مچھلی نگل گئی وہاں مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا دوسرا قعر دریا کا اندھیرا اور تیسرا رات کا اندھیرا۔ قالہ ابن مسعودؓ غرض ان تاریکیوں میں دعاء کی اور یہ استغفار ہے جس سے مقصود یہ ہے کہ میرا قصور معاف کر کے اس مصیبت سے نجات دیجئے پس حضرت یونس علیہ السلام سے اس واقعہ میں حکم کی مخالفت کوئی نہیں ہوئی صرف اجتہاد میں غلطی ہوئی جو امت کے لئے تو معاف ہے بلکہ ایک ثواب بھی ملتا ہے مگر انبیاء علیہم السلام کی تربیت اور تہذیب زیادہ مقصود ہوتی ہے اس لئے یہ ابتلاء ہوا اور استغفار سے پہلے خدا کی ثناء یعنی توحید و تنزیہ کو مقدم کر کے استغفار کا ادب بتلا دیا۔ (تسہیل بیان)

أُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ ﴿٩٢﴾ وَتَقَطَّعُوا

دین واحد۔ اور میں تمہارا پروردگار ہوں تم میری ہی عبادت کرو ۱ اور لوگوں نے

أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ۖ كُلٌّ إِلَيْنَا رَاجِعُونَ ﴿٩٣﴾ فَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ

ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا اس میں اپنے امر (دین) کو سب ہماری طرف لوٹنے والے ہیں تو جو شخص نیک

الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَإِنَّا

عمل کرے اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو تو اُس کی کوشش کی ناقدر دانی نہیں ہے

لَهٗ كَاتِبُونَ ﴿٩٤﴾ وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ أَهْلَكْنٰهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿٩٥﴾

اور ہم اس کو لکھتے جاتے ہیں اور ناممکن ہے اس بستی پر جسے ہم نے ہلاک کر مارا کہ وہ ہمارے پاس

حَتّٰى إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِّنْ

لوٹ کر نہ آئیں یہاں تک کہ جب کھول دیئے جائیں یاجوج اور ماجوج اور وہ

كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُونَ ﴿٩٦﴾ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ

ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے چلے آویں ۲ اور قریب آ لگے

فَإِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ أَبْصَارُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ يٰوَيْلَنَا

(قیامت کا) سچا وعدہ تو ایک دم سے یہ حال ہوگا کہ کھلی کی کھلی رہ گئیں کافروں کی آنکھیں

قَدْ كُنَّا فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِينَ ﴿٩٧﴾

(اور بول اٹھیں کہ) ہائے ہماری کم بختی ہم اس سے غفلت میں پڑے رہے۔

إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۭ

بلکہ ہم ستم گار تھے تم اور جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے سب دوزخ کا ایندھن ہوں گے

خلاصہ رکوع ۶

حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی تکالیف کو بیان فرمایا گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا واقعہ ذکر کیا گیا۔ صنعت داؤدی کو بیان کیا گیا۔ ہوا کا سلیمان علیہ السلام کے تابع ہونا اور جنات کا آپ کی خدمت میں تابع بلکہ محافظ بن کر رہنے کو بیان کیا گیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی آزمائش اور رحمت خداوندی کو ذکر فرمایا گیا۔ حضرت اسماعیل، ادریس ذوالکفل علیہم السلام کے تذکرہ کے بعد حضرت یونس علیہ السلام کے قصہ کی طرف اشارہ فرمایا گیا۔

ع ۶ ۱۸ ۶

ف۱ تمام انبیاء اصول میں متحد ہیں: یعنی خدا بھی ایک اور تمہارا اصل دین بھی ایک ہے۔ تمام انبیاء اصول میں متحد ہوتے ہیں جو ایک کی تعلیم ہے ہی دوسروں کی ہے۔ رہا فروع کا اختلاف وہ زمان و مکان کے اختلاف کی وجہ سے عین مصلحت و حکمت ہے۔ اختلاف مذموم وہ ہے جو اصول میں ہو۔ پس لازم ہے کہ سب مل کر خدا کی بندگی کریں اور جن اصول میں تمام انبیاء متفق رہے ہیں ان کو متحدہ طاقت سے پکڑیں۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ یاجوج ماجوج کا سیلاب: یعنی قیامت کے قریب نزول عیسٰی علیہ السلام کے بعد سد ذوالقرنین توڑ کر یاجوج ماجوج کا لشکر ٹوٹ پڑے گا۔ یہ لوگ کثرت وازدحام کی وجہ سے تمام بلندی و پستی پر چھا جائیں گے۔ جدھر دیکھو ان ہی کا ہجوم نظر آئے گا۔ ان کا بے پناہ سیلاب ایسی شدت اور تیز رفتاری سے آئے گا کہ کوئی انسانی طاقت روک نہ سکے گی۔ یہ معلوم ہوگا کہ ہر ایک ٹیلہ اور پہاڑ سے ان کی فوجیں پھسلتی اور لڑھکتی چلی آرہی ہیں۔ سورہ ''کہف'' کے آخر میں اس قوم کے متعلق ہم جو کچھ لکھ چکے ہیں اس کا ایک مرتبہ مطالعہ کرلیا جائے۔ (تفسیر عثمانی)

اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿٩٨﴾ لَوْ كَانَ هٰۤؤُلَاۤءِ اٰلِهَةً مَّا

تم کو دوزخ میں جانا ہے ول اگر یہ سچے معبود ہوتے تو دوزخ میں نہ جاتے

وَرَدُوْهَا ؕ وَ كُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٩٩﴾ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ

اور یہ سب اسی میں ہمیشہ رہیں گے ان کو وہاں چلّانا ہے اور وہ

وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿١٠٠﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ

وہاں کچھ بھی نہ سنیں گے جن کے لئے پہلے سے مقرر ہوچکی ہماری طرف سے

مِّنَّا الْحُسْنٰۤى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ﴿١٠١﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ

بھلائی وہ دوزخ سے دُور رکھے جائیں گے اس کی بھنک بھی تو نہ سنیں گے

حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ

اور وہ اپنے نفس کی لذتوں میں ہمیشہ رہیں گے

خٰلِدُوْنَ ﴿١٠٢﴾ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ

انہیں غمگین نہ بنائے گا (قیامت کا) بڑا بھاری خوف اوران کوفرشتے لینے آئیں گے (اورکہیں گے) کہ یہی تو

الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿١٠٣﴾

وہ تمہارا دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ؕ كَمَا

جس دن کہ ہم لپیٹیں گے آسمان کو جیسے لپیٹ لیا جاتا ہے مکتوب کا طومار! جس طرح ہم نے

بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ؕ وَعْدًا عَلَيْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا

پہلی بار شروع سے پیدا کیا تھا ول (اسی طرح) اس کو دوہرائیں گے یہ وعدہ ہم پر لازم ہے

ول شانِ نزول:
ابن مردویہ نے اور المختار میں ضیاع نے حضرت ابن عباس کی روایت سے بیان کیا کہ عبداللہ ابن الزبعری نے خدمت گرامی میں حاضر ہوکر عرض کیا محمد ﷺ تم دعوی کرتے ہو کہ اللہ نے تم پر انکم وما تعبدون من دون الله حصب جهنم انتم لها واردون نازل کیا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا ہاں ابن الزبعری نے کہا پھر پوجا تو چاند سورج، ملائکہ اور عزیر کی بھی کی جاتی ہے۔ یہ سب ہمارے معبودوں کیساتھ جہنم میں جائیں گے، اس پر آیت اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى اور آیت ولما ضرب ابن مريم مثلاً خصمون تک نازل ہوئی۔

و۲
شیخین نے صحیحین میں اور ترمذی نے جامع میں، حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور فرمایا لوگو! تم لوگ برہنہ بدن غیر مختون برہنہ پاؤں (قبروں سے) اٹھا کر اللہ کی طرف پیدل لے جائے جاؤ گے پھر آپ نے آیت كَمَا بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا، سب سے پہلے حضرت ابراہیم کو لباس پہنایا جائے گا۔ (تفسیر مظہریؒ)

١٨

فٰعِلِيْنَ ﴿١٠٤﴾ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِى الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ

ہم کو کرنا ہے اور ہم لکھ چکے ہیں زبور میں نصیحت کے بعد کہ زمین کے

اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِىَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿١٠٥﴾ اِنَّ

وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔ اس (قرآن) میں

فِىْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ ﴿١٠٦﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ

کفایت ہے عبادت کرنے والی قوم کے لئے اور ہم نے تجھ کو

اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٧﴾ قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَىَّ

دنیا جہان کے لوگوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ ف۱ کہہ دے! میری طرف تو

اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿١٠٨﴾

اسی بات کی وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود خدائے واحد ہے تو کیا تم فرمانبردار بنتے ہو

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ۭ وَاِنْ اَدْرِىْٓ

پس اگر وہ منہ موڑیں تو کہدے کہ میں نے تم کو خبر کر دی یکساں طور پر

اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ﴿١٠٩﴾ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ

اور میں نہیں جانتا کہ نزدیک آلگا ہے یا دور ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿١١٠﴾ وَاِنْ

وہ (اللہ) جانتا ہے پکار کی بات کو اور جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور میں نہیں

اَدْرِىْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿١١١﴾

جانتا شاید اس (مہلت) میں تمہاری آزمائش ہو اور فائدہ پہنچانا ہے ایک وقت تک۔

ف۱ رحمت عامہ کا ایک پہلو: وما ارسلنک الا رحمة للعلمین، عالمین عالم کی جمع ہے جس میں ساری مخلوقات انسان، جن، نباتات، جمادات بھی داخل ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ان سب چیزوں کے لئے رحمت ہونا اس طرح ہے کہ تمام کائنات کی حقیقی روح اللہ کا ذکر اور اس کی عبادت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس وقت زمین سے یہ روح نکل جائے گی اور زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے گا تو ان سب چیزوں کی موت یعنی قیامت آجائیگی اور جب ذکر اللہ وعبادت کا ان سب چیزوں کی روح ہونا معلوم ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ کا ان سب چیزوں کے لئے رحمت ہونا خود بخود ظاہر ہوگیا، کیونکہ اس دنیا میں قیامت تک ذکر اللہ اور عبادت آپ ہی کے دم قدم اور تعلیمات سے قائم ہے اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انا رحمة مهداة میں اللہ کی طرف سے بھیجی ہوئی رحمت ہوں، (اخرجه ابن عساکر عن ابی هریرة) اور حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انا رحمة مهداة برفع قوم و خفض اخرین، یعنی میں اللہ کی بھیجی ہوئی رحمت ہوں تا کہ (اللہ کے حکم ماننے والی) ایک قوم کو سر بلند کردوں اور دوسری قوم (جو اللہ کا حکم ماننے والی نہیں انکو) پست کردوں۔ (ابن کثیر)

آپ ﷺ کا غصہ بھی رحمت: مسند احمد میں ہے حضرت حذیفہؓ مدائن میں تھے بسا اوقات احادیث رسول کا مذاکرہ رہا کرتا تھا ایک دن حضرت حذیفہؓ حضرت سلمانؓ کے پاس آئے تو حضرت سلمانؓ نے فرمایا اے حذیفہؓ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے اپنے خطبے فرمایا کہ جسے میں نے غصے میں برا بھلا کہہ دیا ہو یا اس پر لعنت کردی ہو تو سمجھ لو کہ میں بھی تم جیسا ایک انسان ہی ہوں تمہاری طرح مجھے بھی غصہ آجاتا ہے ہاں البتہ میں چونکہ رحمة للعالمین ہوں تو میری دعا ہے کہ خدا میرے ان الفاظ کو بھی ان لوگوں کیلئے موجب رحمت بنادے۔

قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ۗ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ

(پیغمبر نے) کہا کہ اے پروردگار حق سے فیصلہ کر دے اور ہمارا پروردگار رحمٰن ہے۔

الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿١١٢﴾ ع

اسی سے ان باتوں پر مدد مانگی جاتی ہے جو تم بیان کرتے ہو۔

سُوْرَةُ الْحَجِّ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّعَشْرُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ حج مدینہ میں نازل ہوئی اس میں اٹھتر آیتیں اور دس رکوع ہیں!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ

لوگو ڈرو اپنے پروردگار سے قیامت کا بھونچال ایک بڑی (ہولناک)

شَيْءٌ عَظِيْمٌ ﴿١﴾ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ

چیز ہے جس دن تم اس کو دیکھو گے! بھول جائے گی ہر دودھ پلانے والی

عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا

اپنے دودھ پیتے (بچے) کو اور ہر پیٹ والی اپنا پیٹ ڈال دے گی

وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ

اور تو لوگوں کو دیکھے گا متوالا حالانکہ وہ متوالے نہیں ہیں! و لیکن

عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ﴿٢﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي

اللہ کا عذاب سخت ہے ف۱ اور بعض آدمی ایسا ہے کہ جھگڑتا ہے اللہ کے بارے میں

خلاصہ رکوع ۷

مومنین کو اعمال صالحہ کی جزا ملنے کی بشارت فرمائی گئی۔ قرب قیامت کی بعض علامات ذکر فرمائی گئیں۔ مشرکین کو جہنم کی وعید اور دہاں کی سختی کا منظر بیان فرمایا گیا۔ سعادت مند لوگوں کو جنت کی بشارت اور آخرت کی بے خوفی کو ذکر فرمایا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت عامہ کو بیان کیا گیا۔ مکافات عمل کی یقین دہانی فرمائی گئی اور تاخیر عذاب کی حکمت ذکر کی گئی۔

ع ۷ ۹ ۷

تعبیر: جس نے اس سورۃ حج کو خواب میں پڑھا اسکی تعبیر یہ ہے کہ اسکے متعلق لوگوں میں نیک گمانی رہے گی۔ (علامہ ابن سیرینؒ)

ف۱ امت محمدیہ اہل جنت کا نصف ہوگی:

شیخین نے صحیحین میں حضرت ابو سعید خدری کی روایت ان الفاظ کے ساتھ لائی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ فرمائے گا......... آدم! حضرت آدم جواب دیں گے حاضر۔ حاضر اور ساری خیر تیرے ہاتھوں میں ہے اللہ فرمائے گا دوزخ میں بھیجا جانے والا حصہ نکالو آدم عرض کرینگے دوزخ کا کتنا حصہ ہے اللہ فرمائے گا ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے اس وقت بچے بوڑھے ہو جائینگے اور ہر حاملہ عورت اسقاط حمل کر دیگی، تم لوگوں کو متوالا دیکھو گے حالانکہ وہ (شراب کے) نشہ میں نہ ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب سخت ہوگا، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ ہزار میں سے ایک ہم میں سے کون ہوگا، فرمایا تم میں سے (ایک دوزخی) ہوگا اور یاجوج و ماجوج میں سے ہزار پھر فرمایا قسم ہے اسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے میں امید رکھتا ہوں کہ تم جنت والوں کا چہارم حصہ ہوگے ہم نے یہ سن کر تکبیر کہی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے امید ہے کہ تم اہل جنت کا ایک تہائی حصہ ہوگے۔ ہم نے یہ سن کر تکبیر کہ فرمایا، میں امید کرتا ہوں کہ تم لوگ اہل جنت کے آدھے ہوگے ہم نے اللہ اکبر کہا فرمایا تم لوگ دوسرے لوگوں کی بہ نسبت (دوزخ کے اندر) اتنے ہوگے جیسا ایک کالا بال سفید بیل کی کھال پر یا جیسے ایک سفید بال کالے بیل کی کھال پر۔ (تفسیر مظہری)

خاصیت: اول آیت پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۝٣ كُتِبَ

بے جانے بوجھے اور پیچھے ہو لیتا ہے ہر شیطان سرکش کے۔ جس کی قسمت میں لکھا جا چکا ہے

عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى

کہ جو اس کی رفاقت کرے گا تو بیشک یہ اس کو گمراہ کرے گا اور اس کو لے جائے گا

عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝٤ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ

دوزخ کے عذاب کی جانب۔ لوگو ! اگر تم کو شک ہے (قیامت کے دن)

مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ

پھر جی اٹھنے میں تو ہم نے تم کو پیدا کیا مٹی سے پھر نطفہ سے پھر خون کے لوتھڑے سے پھر

نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ

پوری بنی ہوئی بوٹی اور ادھوری بنی ہوئی سے ۱ تا کہ تم پر اپنی کمال قدرت ظاہر کریں

وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۭ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ

اور ہم ٹھہرائے رکھتے ہیں عورتوں کے پیٹ میں جس کو چاہیں ایک

مَا نَشَاۗءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا

وقت مقرر تک پھر تم کو بچہ بنا کر نکالتے ہیں۔ پھر (تم کو پرورش کرتے ہیں)

ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ

تا کہ تم اپنی جوانی کو پہنچو اور تم میں سے کسی کی (عمر طبعی سے پہلے) روح قبض کر لی جاتی ہے

يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ

اور تم میں سے کوئی لوٹا دیا جاتا ہے نکمی عمر کی جانب تا کہ سمجھے پیچھے کچھ نہ سمجھے

۱ بچے کے اعمال کا ثواب:

مسند حافظ ابو یعلےٰ موصلی میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ بچہ جب تک بلوغت کو نہ پہنچے اس کی نیکیاں اس کے باپ کے یا ماں باپ کے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہیں اور برائی نہ اس پر ہوتی ہے نہ اُن پر بلوغت پر پہنچتے ہی قلم اس پر چلنے لگتا ہے اس کے ساتھ کے فرشتوں کو اس کی حفاظت کرنے اور اسے درست رکھنے کا حکم مل جاتا ہے۔

عمر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اضافہ:

جب وہ اسلام میں ہی چالیس سال کی عمر کو پہنچتا ہے تو خدائے تعالیٰ اُسے تین بلاؤں سے نجات دے دیتا ہے جنون سے جذام سے اور برص سے جب اسے خدا کے دین پر پچاس سال گزرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے حساب میں تخفیف کر دیتا ہے جب وہ ساٹھ سال کا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی رضامندی کے کاموں کی طرف اس کی طبیعت کا پورا میلان کر دیتا ہے اور اسے اپنی طرف راغب کر دیتا ہے۔ جب وہ ستر برس کا ہوجاتا ہے تو آسمانی فرشتے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور جب وہ اسی برس کا ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی نیکیاں تو لکھتا ہے لیکن برائیوں سے تجاوز فرما لیتا ہے جب وہ نوے برس کی عمر کو پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیتا ہے اس کے گھر والوں کے لئے اسے سفارشی اور شفیع بنا دیتا ہے وہ خدا کے ہاں امین اللہ کا خطاب پاتا ہے اور زمین میں خدا کے قیدیوں کی طرح رہتا ہے۔ جب بہت بڑی ناکارہ عمر کو پہنچ جاتا ہے جب کہ علم کے بعد بے علم ہوجاتا ہے تو جو کچھ وہ اپنی صحت اور ہوش کے زمانے میں نیکیاں کیا کرتا تھا سب اس کے نامۂ اعمال

شَيْـًٔا ؕ وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا

اور تو زمین کو دیکھتا ہے خشک پڑی ہے جہاں ہم نے اس پر

الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ

پانی اتارا لہلہانے لگی اور ابھری اور اگائیں ہر طرح کی نفیس چیزیں

بَهِيْجٍ ۝٥ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْىِ الْمَوْتٰى

یہ سب اس لئے ہے کہ اللہ وہی برحق ہے اور وہی مردوں کو جلاتا ہے

وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝٦ۙ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ

اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اور یہ کہ قیامت آنے والی ہے اس میں کچھ شک ہی نہیں

لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِى الْقُبُوْرِ ۝٧

اور یہ کہ اللہ ان کو جلا اٹھائے گا۔ جو قبروں میں (گڑے پڑے) ہیں

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِى اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا

اور بعض شخص ایسا بھی ہے کہ جھگڑتا ہے اللہ کے بارے میں بغیر علم اور بلا

هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝٨ۙ ثَانِىَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ

ہدایت اور بلا روشن کتاب کے! وا اپنا کندھا موڑ کر تاکہ بھٹکائے

سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَهٗ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّنُذِيْقُهٗ

اللہ کی راہ سے! اس کو دنیا میں رسوائی ہے دہرا چکھائیں گے

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝٩ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ

قیامت کے دن جلن کا عذاب (اور اس سے کہیں گے کہ) یہ اس کا بدلہ ہے جو تیرے ہاتھ

میں برابر لکھی جاتی ہیں اور اگر کوئی برائی اس سے ہو گئی تو وہ نہیں لکھی جاتی۔ یہ حدیث بہت غریب ہے اور اس میں سخت نکارت ہے باوجود اس کے اسے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند میں لائے ہیں موقوفاً بھی اور مرفوعاً بھی، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے اور حضرت عبداللہ ابن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما سے از فرمان رسول خدا ﷺ پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی دوسری سند سے مرفوعاً بھی وارد کی ہے۔ حافظ ابوبکر بن بزار رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے پر روایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حدیث مرفوع میں بیان کیا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

وا بے سند جھگڑے

حضرت لقیط بن عامر رضی اللہ عنہ جو ابو رزین عقیلی کی کنیت سے مشہور ہیں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا ہم سب کے سب قیامت کے دن اپنے رب تبارک وتعالیٰ کو دیکھیں گے؟ اور اس کی مخلوق میں اس کے دیکھنے کی مثال کوئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم سب کے سب چاند کو یکساں طور پر نہیں دیکھتے؟ ہم نے کہا ہاں۔ فرمایا پھر اللہ تو بڑی عظمت والا ہے۔ پھر پوچھا حضور! مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے کی بھی کوئی مثال دنیا میں ہے؟ جواب ملا کہ کیا ان جنگلوں سے تم نہیں گزرے جو غیر آباد و ویران پڑے ہوں خاک اڑ رہی ہو خشک مردہ ہو رہے ہوں پھر تم دیکھتے ہو کہ وہی ٹکڑا سبزے سے اور قسم قسم کے درختوں سے ہرا ابھرا زندہ نو پید ہو جاتا ہے بارونق بن جاتا ہے اسی طرح اللہ مردوں کو زندہ کرتا ہے اور مخلوق میں بھی دیکھی ہوئی مثال اس کا کافی نمونہ اور ثبوت ہے (ابوداؤد وغیرہ) حضرت معاذ بن جبل فرماتے ہیں جو اس بات کا یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ حق ہے اور قیامت قطعاً بے شبہ آنے والی ہے اور اللہ تعالیٰ مردوں کو قبروں سے دوبارہ زندہ کرے گا وہ یقینی جنتی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

يَدٰكَ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿١٠﴾ ع وَمِنَ

آگے بھیج چکے ہیں اور یہ کہ اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ ف۱ اور لوگوں میں

النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ

کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ کی عبادت کرتا ہے کنارے پر پھر اگر اس کو پہنچ گئی

خَيْرُ ِۨاطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ِۨانْقَلَبَ عَلٰى

کوئی نعمت تو مطمئن ہوگیا اس سے۔ اور اگر اس پر کوئی بلا آپہنچی (تو) الٹا

وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ

پھر گیا اپنے منہ پر اس نے گنوائی دنیا اور آخرت یہی ہے

الْمُبِيْنُ ﴿١١﴾ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا

صریح گھاٹا ف۲ پکارتا ہے اللہ کے سوا ایسی چیز کو جو اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی اور

لَا يَنْفَعُهٗ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿١٢﴾ ۚ يَدْعُوْا لَمَنْ

ایسی چیز کو جو اسے نفع بھی نہیں دے سکتی یہی ہے پرلے

ضَرُّهٗۤ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ؕ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ

درجے کی گمراہی ایسے کو پکارتا ہے جس کا ضرر زیادہ قریب ہے اس کے نفع سے۔

الْعَشِيْرُ ﴿١٣﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

کچھ شک نہیں کہ برا دوست ہے بلاشبہ برا رفیق۔ اللہ داخل کرے گا ان لوگوں کو جو ایمان لائے

الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اِنَّ

اور نیک عمل کئے ایسے باغوں میں کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں۔

ع ١ / ٨

خلاصہ رکوع ١

قیامت کے زلزلے اور ہولناکی کی منظر کشی فرمائی گئی۔ شیطان اور اس کے دوستوں کی ہلاکت کو بیان کیا گیا۔ انسان کی پیدائش کے مراحل اور ان میں غور و فکر کرنے کی دعوت دی گئی۔ گمراہ کن لوگوں کی ذلت و عذاب کو ذکر کیا گیا۔

ف۱ شانِ نزول:

بخاری اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں مقیم ہو گئے تو بعض ایسے لوگ بھی آ کر مسلمان ہو جاتے تھے (جن کے دل میں ایمان کی پختگی نہیں تھی) اگر اسلام لانے کے بعد ان کی اولاد اور مال میں ترقی ہوگئی تو کہتے تھے کہ یہ دین اچھا ہے اور اگر اس کے خلاف ہوا تو کہتے تھے کہ یہ برا دین ہے ایسے ہی لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ یہ لوگ ایمان کے ایک کنارے پر کھڑے ہیں۔ اگر ان کو ایمان کے بعد دنیوی راحت اور مال و سامان مل گیا تو اسلام پر جم گئے اور اگر وہ بطور آزمائش کسی تکلیف و پریشانی میں مبتلا ہو گئے تو دین سے پھر گئے۔ (معارف مفتی اعظم)

ف۲ ایک یہودی کی حماقت:

ابن مردویہ نے بوساطت عطیہ حضرت ابو سعید کی روایت نقل کی ہے کہ ایک یہودی مسلمان ہوگیا اسلام لانے کے بعد اس کی آنکھیں جاتی رہیں اور مال و اولاد کا بھی نقصان ہوگیا اس نے اسلام سے برا شگون لیا اور خیال کیا کہ یہ ساری مصیبت مجھ پر مسلمان ہونے کی وجہ سے آئی ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا (میری بیعت) مجھے واپس کر دیجئے، حضور ﷺ نے فرمایا اسلام واپس نہیں کیا جاتا۔ کہنے لگا میں نے تو اپنے اس مذہب میں کوئی بھلائی نہیں

اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿١٤﴾ مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ

بیشک اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ جو کوئی یہ گمان رکھتا ہو کہ اللہ

يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ

ہرگز اس کی مدد نہ کرے گا دنیا میں اور آخرت میں تو اسے چاہیے کہ

اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ

ایک رسی تانے اوپر کی طرف پھر کاٹ ڈالے۔ اب دیکھے کہ آیا دور کر دیا

كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ﴿١٥﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ

اس کی اس تدبیر نے اس کے غصے کو ف۱ اور اسی طرح ہم نے قرآن اتارا کھلی نشانیاں

وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يُّرِيْدُ ﴿١٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور یہ کہ اللہ ہدایت دیتا ہے جسے چاہے۔جو لوگ ایمان لائے

وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـِٔيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ

(یعنی مسلمان)اور جو یہودی ہیں اور ستارے پرست اور عیسائی اور مجوس

وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ

(آتش پرست) اور جو شرک کرتے ہیں بیشک اللہ فیصلہ کر دے گا

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿١٧﴾

ان سب میں قیامت کے دن۔ بلاشبہ اللہ ہر چیز پر مطلع ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنْ

کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ کو سجدہ کرتے ہیں جو آسمانوں میں ہیں

پائی میری نظر جاتی رہی اور مال بھی جاتا رہا اور بچہ بھی مر گیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے یہودی اسلام لوگوں کا میل صاف کرتا ہے جیسے آگ سے لوہے سونے اور چاندی کا میل صاف ہوتا ہے۔

ف۱ ہر حال میں نصرت میں وعدے پورے ہونگے:

لن ینصرہ میں ضمیر مفعول نبی کریم ﷺ کی طرف راجع ہے جس کا تصور قرآن پڑھنے والے کے ذہن میں گویا ہمہ وقت موجود رہتا ہے۔ کیونکہ آپ ہی قرآن کے اولین مخاطب ہیں۔ گویا مومنین کا انجام ذکر کرنے کے بعد یہ ان کے پیغمبر کے مستقبل کا بیان ہوا۔ حاصل یہ ہے کہ حق تعالیٰ اپنے رسول سے دنیوی اور اخروی فتح و نصرت کے جو وعدے کر چکا ہے وہ ضرور پورے ہو کر رہیں گے خواہ کفار و حاسدین کتنا ہی غیظ کھائیں اور نصرت ربانی کے روکنے کی کیسی ہی تدبیریں کر لیں، لیکن حضور ﷺ کی نصرت و کامیابی کسی طرح رک نہیں سکتی یقیناً آ کر رہے گی۔ اگر ان کفار و حاسدین کو اس پر زیادہ غصہ ہے اور سمجھتے ہیں کہ ہم کسی کوشش سے خدا کی مشیت کو روک سکیں گے تو اپنی انتہائی کوشش صرف کر کے دیکھ لیں، حتیٰ کہ ایک رسی اوپر چھت میں لٹکا کر گلے میں ڈال لیں اور خود پھانسی لے کر غیظ سے مر جائیں، یا ہو سکتا ہو تو آسمان میں رسی تان کر اوپر چڑھیں اور وہاں سے آسمانی امداد کو منقطع کر آئیں، پھر دیکھیں کہ ان تدبیروں سے وہ چیز آنی بند ہو جاتی ہے جس پر انہیں اس قدر غصہ اور پیچ و تاب ہے۔

فِى الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ

اور جو زمین میں ہیں اور سورج اور چاند اورستارے اور پہاڑ

وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَكَثِيْرٌ

اوردرخت اور چوپائے اور بہت سے آدمی ول اور بہت سے ایسے ہیں

حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ؕ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ

جن پر عذاب ثابت ہو چکا اور جسے اللہ ذلیل کرے اسے کوئی عزت دینے

مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۩ ﴿۱۸﴾ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ

السجدة

والا نہیں۔ اللہ کرتا ہے جو چاہے یہ دو فریق ایک دوسرے کے مخالف ہیں یہ

اخْتَصَمُوْا فِىْ رَبِّهِمْ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ

باہم جھگڑے اپنے پروردگار کے بارے میں تو جنہوں نے کفر کیا

ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ﴿۱۹﴾

ان کے لئے تراش کئے گئے ہیں آگ کے کپڑے۔ ڈالا جائے گا ان کے سروں سے کھولتا ہوا پانی

يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِىْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ﴿۲۰﴾ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ

اس سے گل جائے گا جو کچھ ان کے پیٹوں میں ہے

مِنْ حَدِيْدٍ ﴿۲۱﴾ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ

اور کھالیں بھی۔ اوران کے لئے لوہے کے گرز (تیار) ہیں جب دوزخ سے نکلنے کاارادہ کریں گے

غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۗ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۲۲﴾ ع

گھٹن کے مارے تو پھراس میں لوٹائے جائیں گےاور (کہاجائے گا) کہ چکھتے رہو جلنے کا عذاب۔

ول سورج کا سجدہ:

صحیحین میں ہے رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوذرؓ سے پوچھا جانتے ہو یہ سورج کہاں جاتا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اللہ کو علم ہے اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ عرش کے تلے جاکر خدا کو سجدہ کرتا ہے پھر اس سے اجازت طلب کرتا ہے وقت آ رہا ہے کہ اس سے ایک دن کہہ دیا جائے گا کہ جہاں سے آیا ہے وہیں واپس چلا جا۔

السجدة ۱۵

سجدے پر شیطان کا رونا:

سن اگر تو اس کے خلاف جواب دیتا تو میں واللہ تیرا سر اڑا دیتا۔ مسلم شریف میں ہے حضور فرماتے ہیں جب انسان سجدے کی آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان الگ ہٹ کر رونے لگتا ہے کہ افسوس ابن آدم کو سجدے کا حکم فرمایا اس نے سجدہ کرلیا جنتی ہو گیا میں نے انکار کردیا جہنمی بن گیا۔ (تفسیر ابن کثیر)

خلاصہ رکوع ۲

مطلب کی دینداری کی وضاحت اور ایسے لوگوں کی کھلی حماقت کو ذکر کیا گیا۔ نصرت خداوندی کے وعدے پورے ہونے کا بیان فرمایا گیا۔ مخلوقات میں سے ہر ایک کے سجدہ کا ذکر فرمایا گیا۔ مسلمان اور مدمقابل گروہ کا ذکر فرمایا گیا۔ اہل جہنم کا لباس اور عذاب کی کیفیت کا ذکر فرمایا گیا۔

ع ۲ ۱۲ ۹